اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست اہل شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقین اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتب قصہ نثر اُردو کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانو کو آگاہی کا عمدہ تر ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر اُردو	
داستان امیر حمزہ صاحبقران - جسکی ترتیب و تزئین آٹھ دفترون مین ہے جس کو ابوالفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی اور امرا و سلاطین کے دربارون مین داستان گویون سے جس بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی چونکہ شئے نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اُردو مین ہو جاسکے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہو کر طبع ہوا جسکی قیمت درج ذیل ہے -	
(۱) نوشیروان نامہ جلد اول دفتر اول -	[illegible]
(۲) 〃 جلد دوم 〃	[illegible]
(۳) ہرمز نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم -	[illegible]
(۴) ہومان نامہ 〃 〃	[illegible]
(۵) کوچک باختر - دفتر دوم -	[illegible]
(۶) بالا باختر - دفتر سوم -	[illegible]
(۷) ایرج نامہ جلد اول دفتر چہارم -	[illegible]
(۸) 〃 جلد دوم 〃	[illegible]
(۹) طلسم ہوشربا جلد اول - دفتر پنجم -	[illegible]
(۱۰) 〃 جلد دوم - 〃	[illegible]
(۱۱) 〃 جلد سوم 〃	[illegible]
(۱۲) 〃 جلد چہارم 〃	[illegible]
(۱۳) جلد پنجم حصہ اول - دفتر پنجم	[illegible]
(۱۴) 〃 حصہ دوم 〃	[illegible]

نام کتاب	قیمت
(۱۵) طلسم ہوشربا جلد ششم دفتر پنجم -	[illegible]
(۱۶) 〃 جلد ہفتم	[illegible]
(۱۷) بقیہ طلسم ہوشربا جلد اول -	[illegible]
(۱۸) 〃 حصہ دوم -	[illegible]
(۱۹) صندلی نامہ دفتر ششم -	[illegible]
(۲۰) تورجنامہ جلد اول دفتر ہفتم -	[illegible]
(۲۱) 〃 جلد دوم -	[illegible]
(۲۲) لعل نامہ جلد اول دفتر ہشتم -	[illegible]
(۲۳) 〃 جلد دوم -	[illegible]
(۲۴) دفتر آفتاب شجاعت جلد اول -	[illegible]
(۲۵) 〃 جلد دوم -	[illegible]
(۲۶) 〃 جلد سوم -	[illegible]
(۲۷) 〃 جلد چہارم	[illegible]
طلسم فتنہ نور افشان جلد اول مصنفہ منشی احمد حسین صاحب قمر	[illegible]
(۲) 〃 جلد دوم - 〃	[illegible]
(۳) 〃 جلد سوم	[illegible]
ایضاً - کامل یکمشت ہر سہ جلد کے لیے -	[illegible]
طلسم ہفت پیکر - مصنفہ منشی احمد حسین صاحب قمر - جلد اول	[illegible]
(۲) 〃 جلد دوم -	[illegible]
(۳) 〃 جلد سوم -	[illegible]
طلسم خیال سکندری جلد اول مصنفہ منشی احمد حسین قمر -	[illegible]
ایضاً جلد دوم - 〃	[illegible]
ایضاً جلد سوم - 〃	[illegible]
پھول والون کی سیر - مطبوعہ تغیر -	[illegible]

پیے چلے دنیا مین ساغر کی طرح نام
وہ ساغر جس سے جام جم خجل ہو
زبان کو بیقراری ہو دہن مین
کسی جا ہون سفاہا مین جنون خیز
کسی جا فوج کی جنگ آوری ہو
سب ارباب بصیرت سیر دیکھین

وہ ساغر دے جو ہو رشک مہر و
جہان کی سیر سے آگاہ دل ہو
رقم کرتا ہون اک رنگین فسانہ
کسی جا ہو عبارت عشق انگیز
کہین دلداریون سے کام نکلے
جلین جو دل مین جو اسکو غیر دیکھین

ہو جسکا نشہ اقبال منوچہر
بہار آئی ہے کھلیے باغ سخن مین
در گوش جہان ہو یہ ترانہ
کہین نیرنگ سحر و ساحری ہو
کہین عیاریون سے کام نکلے

واضح رہے ناظرین باتمکین ہو کہ دفتر آفتاب شجاعت کے جلد پنجم کے حصہ دوم مین یہانتک بیان کیا گیا تھا کہ جانشین زلزلہ قاف رستم میدان مصاف وارث میراث جہانستانی زلیت بارگاہ سلیمانی صاحبقران زمان یعنی بدیع الملک نوجوان بعد فتح طلسم نہ طاق و دیگر مراحل راہم و شاق بیابان گرد یادمین بانتظار بادشاہ اسلام خیمہ زن ہین اور انتظار فرما رہے ہین کہ ظل اللہ علیہ آلین تو مین جانب خانہ کعبہ روانہ ہون اور بادشاہ لشکر اسلام قلعہ ہفت رنگ کو فتح کیے ہوئے بلکہ کم جادو و جملہ سرداران لشکر اسلام جانب نہ طاق چلے آتے ہین مگر ہنوز راستے ہین ہین اور تا بہ منزل مقصود نہین پہونچے ہین اور شہنشاہ صف شکن بن سلطان سعد باغ گل افشان کی جانب سے نہ طاق کو چلے آتے ہین یہ بھی ابھی راستے ہین ہین بلکہ گل افشان جادو انکے ہمراہ ہے دیکھیے یہ کب تک پہونچتے ہین اور شاہزادہ رستم ثانی ابن سہراب بن رستم ثانی و شہریار عالیوقار بیابان خوان بہار کو فتح کیے ہوئے نقابدار یاقوت پوش بنے چلے آتے ہین ملکہ افسونہ سحر ساز جادو بھانجی اکوان تاجدار کی مطیع اسلام ہو کر ساتھ ہوئی ہے اور شاہزادہ سہراب ثانی پر عاشق ہے انکا رخ بھی نہ طاق کی طرف ہے لیکن ایرج نوجوان بعد روانہ ہونے بلقیس بن قہوہ کے اپنے لشکر سے علیحدہ ہو گئے تھے اور نقابدار سبز پوش بنے ہوئے چلے آتے ہین اس غرض سے کہ بلقیس غیرت پری مین تنہا چلا ہے ایسا نہو کوئی افتاد پیش آئے چنانچہ ایک مقام پر بلقیس کی مدد بھی کی تھی جب ایک سردار نے قتل کا درپے تھا اور داراب ثانی اور بلقیس ثانی نقابدار بنے ہوئے نقابدار ابلق سوار کے ساتھ نقابدار ابلق سوار بھی جانب نہ طاق چلے آتے تھے راستے مین اک مقام پر بلقیس بن قہوہ داراب ثانی مین فیل پر زور ہو رہا تھا مگر کسی سے فیل کھینچ نہ سکتا تھا نقابدار ابلق سوار نے فیل فتح لیا تھا اور وہ جو پیدا ہوا تھا اس سے دیو نکلنا شروع ہوئے تھے ان نقابداروں نے دیوون کو قتل کرنا شروع کیا تھا مگر جو دیو قتل ہوتا تھا لاش اسکی پھڑک کے پھڑک کے غائب ہو جاتی اور غائب ... دیو نکل رہے تھے اسوقت ایک مرد درویش نے حجرہ سے نکل کر خبر دی تھی کہ ... ابلق سوار یہ دہنہ ہے طلسم باطن نہ طاق کا ہرچند کہ فاتح طلسم تمھین ہو مگر ابھی وقت جنگ ... نہین ہے اور نہ لوح تمھارے پاس ہے اس فیل کو اسی مقام پر نصب کر دو اور جہان جیسا ہو حال ... ورنہ اگر عمر بھر ان دیوون کو قتل کروگے تو یہ کم نہونگے یہ سنکر نقابدار ابلق سوار نے فیل کو اسی دہنہ پر نصب کر دیا تھا اسوقت سے داراب ثانی اور بلقیس بن قہوہ انکے ساتھ ہو لیے اور یہ بھی جانب طلسم نہ طاق چلے جاتے ہین کہ پہلے صاحبقران کی مدد کرین بعد فتح طلسم دعویدار ... مگر دیکھیے یہ کب تک پہونچتے ہین اور اسد غازی فقیر بنے ہوئے اپنے فرزندون کی تلاش مین صبح کو نکل کر دورہ کرتے ہین اور گورغریبان مین ایک ایک قبر پر فاتحہ پڑھتے ہین ...

کھینچ کے ترکش جاتا تھا ... سیدھا
تیری بیتابی نے اکو ذرا اور بھی گھبرا دیا

زخم سینے پر ... دل کو مگر پرا دیا
لٹکنے جانا کا سخن تھے ایک تو خود دیکھو

... دیہ ... چیر کا دیا

اور ملکہ وشن گہر ناموس بدیع الملک قلعہ نہ طاق میں قیام پذیر ہیں اور حاملہ ہیں۔ بطن سے انکے شاہزادہ وحید الملک پیدا ہوگا کہ اُسکا ذکر بھی آگے بیان کیا جائیگا اور دختر مہتر شعیب ثانی بھی انھیں کے ہمراہ ہے یہ بھی حاملہ ہے اور اسکے بطن سے بھی جو لڑکا پیدا ہوگا اُسکا ذکر بھی کیا جائیگا اور شاہزادہ سکندر رستم ہو بڑے جاہ وحشم کے ساتھ گنبد زبرجد نگار کو فتح کیے ہوئے جانب نہ طاق چلا آتا ہے تمام قاف کو اسنے اپنا مطیع کیا ہے اور یہ بھی دعویدار صاحبقرانی ہوکر چلا ہے سلیمان اعظم اور سلیمان کوہ کاف اسکے ہمراہ ہیں یہ بھی ہنوز طی مراحل و قطع منازل کرتا چلا آتا ہے اور شاہزادہ رفیع البخت بھی بڑے جاہ وحشم کے ساتھ گنبد زبرجد نگار کو فتح کیے ہوئے مع نور الدہر طرف نہ طاق کے چلے آتے ہیں انسے اور سکندر رستم ہو سے چھ مرتبہ مقابلہ بھی ہوچکا ہے مگر ہنوز ایک دوسرے کے حال سے بیخبر ہیں اسلیے کہ دونوں کے چہروں پر نقاب ہیں اور جلیس آفتاب پرست بھی شہر سمندر کو برباد کیے ہوئے اور بہت سے ممالک اہل اسلام کو جلاتے ہوئے طرف نہ طاق کے چلا آتا ہے بہت بڑی جمعیت اسکے ساتھ ہے اژدر نگ بن زمرد اور جھنگ بن زمرد بھی صورت اسکی دیکھکر یا تو آپ دعوائے خداوندی کر رہے تھے یا اسکے شارہ سے دام بنے ہوئے چلے آتے ہیں سلیم خان بن لعل خان اور دیلم خان بن لعل خان بھی انکے ہمراہ ہیں اور فرماسپ بھی ساتھ ہے لیکن سب مبہوت بنے ہوئے ہیں یہ بھی اس ارادہ سے چلا ہے کہ طلسم نہ طاق میں سب خدا پرست مقیم ہیں وہیں انسے سمجھ لوں مگر اسے آفتاب جادو نے پوشیدگی اختیار کی ہے سوا وقت ضرورت کے یہ ظاہر نہیں ہوتا ہے بلکہ ایک لکھا یہ میں چھپا ہوا ہے جلیس کے ساتھ ساتھ ہے اور ملکہ ثریا سے سیمتن بھی ساتھ ساتھ ہے اژدر نگ بن زمرد اسپر عاشق ہوچکا ہے مگر قابو نہیں پاتا ہے جو کچھ کرسکے ان تمام شاخوں کو سمیٹنا اور ناظرین کو نیرنگی زمانہ دکھاتا ہے لہذا اول

چند کلمے داستان ضلالت نشان اُسی کافر بدپرست یعنی جلیس آفتاب پرست کے بیان کیے جاتے ہیں۔ پہونچنا جلیس آفتاب پرست کا کوہ عجائب بہار پر اور قیام کرنا اُس جا سے پر تماشا ہولناک ہونا سنگان کی درویش عقائق آگاہ سے اور مدد درویش ہلاک پانا سحر جلیس کا اور سے بھاگ اژدر نگ بن زمرد کا ملکہ ثریا سے سیمتن کو اور ایک صحرا میں پہونچکر قیام کرنا۔ خبر ہونا جلیس کو ... کرنا جلیس کا براے قتل اژدر نگ و جھنگ عنقا سے دو پیکر سردار کو قیام کرنا اژدر نگ کا صحرا میں فریاد کرنا۔ ثریا سے سیمتن کا۔ اتفاقیہ پہونچنا رفیع البخت کا اور بعد جنگ قبضہ کرنا ملکہ شیفتہ جمال ہونا۔ بھاگنا کفار کا آنا سوداگر کا اور باقی حالات متعلق داستان

خمسہ بر آغاز داستان

اس گلی سے آگے تنہا نہ برہمن چھوڑ دے	بالیقین موسی تجلی گاہ ایمن چھوڑ دے
سکین اپنا آشیانہ قمری نشیمن چھوڑ دے	کوسے جانان دیکھ پائے گل تو گلشن چھوڑ دے

[illegible] جلد تمام کا حصہ اول۔ دفتر پنجم ... حصہ دوم ... (۱۴) ... تمام شد ... پھول دو ... چھپا

اور محبوب کو دامن عفو سے چھپایا بلکہ اس قطرۂ ناچیز کو اپنی قدر افزائی و دریا دلی سے بحر ذخار بنایا اگرچہ پیرانہ سالی و داغ فرزند جوان نے مجھکو ناکارہ کر دیا اور دل کو ضعف و نحافت کی حالت میں درد سے بھر دیا ہے مزا گیا اسکے تڑپانے کا ہر درد + نہ کروٹ لی گئی جس ناتوان سے + لیکن قدر دانان سخن نے متواتر تحریک فرما کر مجھکو مجبور کیا اور اس دل غمزدہ کو اس تسلی سے مسرور کیا تو مین نے بھی کمر ہمت کو چست باندھ کر جو سلسلے جلد پنجم و حصہ دوم دفتر آفتاب شجاعت مین چھوٹ گئی ہین اور جسکا اجزا کے ناتمام رہگئی ہین انکو پھر آغاز کیا اور نیرنگی خیال کو اپنا دمساز کیا ہر چند کہ بعد دفتر آفتاب شجاعت کے مین نے طلسم لالہ زار سلیمانی لکھا جسکی وجہ سے یہ سلسلہ چھوٹے ہوئے عرصہ گذر گیا تھا مگر متواتر خطوط آنے سے مجھے پھر ادھر متوجہ ہونا پڑا اور عجلت کے ساتھ لالہ زار سلیمانی کو ختم کرنا ضروری جانا۔ لہذا حسب الارشاد فیض بنیاد رئیس عالی مرتبت قدر دان والا منزلت مصدر جود و احسان منبع فضل سبحان اختر تابندہ برج اقبال و گوہر شب چراغ درج اجلال جناب منشی پراگ نراین صاحب دام اقبالہم و اجلالہم مالک انتخاب شہر لکھنؤ تتمہ طلسم نہ طاق الموسوم بہ گلستان باختر شروع کرتا ہون۔ اس دفتر مین ذکر خاتمہ صاحبقرانی بدیع الملک کے بعد طلسم باطن نہ طاق تحریر ہوگا جسمین اکوان تاجدار بادشاہ نہ طاق بھاگ کر پوشیدہ ہوا ہے اور سات پیکرون مین اسنے اپنی روح کو محفوظ کیا ہے قاتل اسکے صاحبقران رابع ہونگے اور ذکر فیصلہ صاحبقرانی سے ناظرین کو عجیب لطف حاصل ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ دفتر مذکور ساٹھ ستر جزو کے تین جلد مین ختم کیا جائیگا داستانین اس دفتر کی نہایت عجیب اور نئے عنوان کی ہونگی ہر جگہ سحر مین تازگی عیارون مین جدت سرداروں کے مقابلے بہادرون کے ولولے عشق کی نیرنگیان آپس کی خانہ جنگیان یہ تمام باتین دیکھنے پر موقوف ہین ہر چند کہ یہ ناچیز خاک پائے اہل تمیز کسی قسم کی لیاقت نہین رکھتا جسپر نازان ہو مگر بمصداق مصرعہ ع ناز بران کن کہ خریدار تست + جو کچھ فخر ہے وہ آپ ہی کی قدر افزائی پر جو کچھ ناز ہے الطاف و کرم پر ہے کرمہائے تو مارا کرد گستاخ + ہر چند کہ سخن فہم و قدر شناس عالم مین بہت سے ہین لیکن ع بے فیض اگر یوسف ثانی ہے تو کیا ہے + فقط بندہ نواز کرے دل اُسپہ فدا ہے + جسکی نظر پرورش نے اس ذرہ بیمقدار کو مہر درخشان بنایا اور اختر قسمت کو زیادہ چمکایا پروردگار عالم اس ممدوح مذکورہ بالا کے دلی مطالب مقاصد بر لائے اور دولت و اقبال کو بڑھائے۔ اشعار دعائیہ — الٰہی بخت تو بیدار بادا + ترا دولت ہمیشہ یار بادا + گل اقبال تو دائم شگفتہ + بچشم دشمنانت خار بادا + چونکہ بقصد اس ناچیز کا حق گوئی و حق پسندی ہے لہذا مجھپر شکریہ اپنے ہر محسن کا ادا کرنا واجب ہوا۔ اس مطبع نامی کے ناظم پرآوردہ منشی احمر اولال حسا کے اوصاف مثل آفتاب کے روشن ہین جو کچھ لطف عنایت اپنے ماتحتون پر رکھتے ہین اسکا شکریہ ادا کیا جائے کم ہے وہ انتظام ہے کہ نہ ملازم پریشان نہ مالک کا نقصان حسن سرداروں کا یہی کام ہے

من موسی تجلی گاہ این چھوڑ دے
قصہ سرائی مرغ زبان در وصف جانان دیکھ پائے گل کو گلشن چھوڑ دے

داستان

۲	اکہ بیری ... اوت ...	... بدہ پغمبر اسے ارغوانی

نامہ یہ تھا کہ روز ازل قلم آگاہ ہو کہ معرفت گزیناسب خداوند آفتاب تابان کا ہوا ہی اور خداوند کو بینا
علم غیب سے معلوم ہوا کہ تم لوگون نے خدا ے نادیدہ کی پرستش اختیار کی ہی اور اپنے خداوندان
قدیم کو چھوڑ دیا ہی اگرچہ وہ سب خداوند بھی ایک ہی مستحق تھے تاہم غنیمت تھا یہ تمھاری عقل
کیسے کھو گئی کہ نادیدہ خداوند کی پرستش اختیار کی۔ لہذا تمکو آگاہ کیا جاتا ہی کہ یا تو سب کے سب
حاضر حضور ہو کر سجدہ کرو یا آمادہ مرگ وہیا ے قضا ہو جاؤ کہ خداوند ایک دم مین تم سب کو اپنے
شعلہ غضب سے پھونک دینگے۔ یہ نامہ تو پیکر نامہ دار جانب قلعہ سیاہ روانہ ہوا اور یہان ملکہ
ثریا ے سیمتن نے برجیس آفتاب پرست کے کہلا بھیجا کہ آجکل طبیعت میری نادرست رہتی ہی اور
بسبب کثرت لشکر کے یہان کی آب و ہوا نادرست ہی لہذا اگر مناسب ہو تو میرا خیمہ لشکر سے دور
کسی صحرا مین نصب کرا دیجیے برجیس آفتاب پرست نے اسی وقت انتظام کر دیا اور اک خیمہ
لشکر سے کئی کوس کے فاصلہ پر صحرا ے سبزہ زار مین نصب کرا کے ملکہ کو سوار کر کے روانہ کر دیا
ملکہ ثریا ے سیمتن جا کر اس خیمہ مین اتری چند سہیلیان جو ہمراز تھین اسکے ہمراہ تھین اور ترک سواریان
قریب ایک ہزار کے اور حبشنین بھی آستین چڑھائے مسلح و مکمل براے حفاظت موجود تھین مگر ملکہ کے
خیمہ سے دور دور رہتی تھین کسی کو قریب آنے کا حکم نہ تھا ثریا ے سیمتن کو جسوقت تنہائی ہاتھ آئی
تو اسنے تصویر شاہزادہ سہراب بن رستم ثانی کی نکالی اور اس تصویر کو دیکھ کر رو دی اور سہیلیون سے
کہا کہ افسوس کیسے کیسے ملکون مین پھرنے کا اتفاق ہوا مگر اتبک اس صاحب تصویر کا پتہ نہ ملا خدا جانے
یہ ظالم کہان ہی دیکھیے زندگی مین دیدار نصیب بھی ہوتا ہی یا نہین ایسا نہو کہ وقت آخر بھی دیدار نصیب
نہو اور ہمین مجبور ہو کر یہ کہنا پڑے کہ ع جہان سے حسرت دیدار یار لیکے چلے * چمن سے داغ
فراق بہار لیکے چلے * ہان اگر وقت آخر دیدار میسر ہوا تبھی تو کیا بلکہ اور اک حسرت کا ہوگا کہ زندگی مین
لطف زندگی نہ اٹھا سکے اسوقت تو خدا نے آدمی کی صورت بنایا ہی جسطرح اس بیوفا پر ہمارا دل آیا ہی
ممکن ہی کہ بعد دیکھنے کے اسکے بھی ہمارا خیال پیدا ہو جائے اور ہمارے دل پر آئے اسلیے کہ
مثل مشہور ہی دل سے دل کو راہ ہوتی ہی ع دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر * از روے کینہ
کینہ و از روے مہر مہر * لیکن بعد زوال شباب یہ چہرہ کی آب و تاب کہان رہیگی جو کسی کے خرمن
دل پر بجلی گرا سکے یا پرائے دل کو اپنا بنا سکے عہد پیری مین سوا موت کے کوئی پوچھنے والا نہین ہوگا
اس طرح کے کلمات حسرت آیات زبان پر لاتی تھی اور روتی تھی ہرچند سہیلیان سمجھاتی تھین مگر
سمجھانے کا اثر الٹا ظاہر ہوتا تھا کہ ثریا ے سیمتن کی محبت ترقی کرتی جاتی تھی اور وہ کسی طرح محبت
سہراب ثانی سے باز نہ آتی تھی آخر مغنیون نے ملکہ کا دل بہلانے کی غرض سے محفل رقص و سرود
آراستہ کی گانیوالیان حاضر ہوئین اور انھون نے گانا شروع کیا۔ غزل

اسنے کہنے کا نہین کچھ دل ایسا دیا
اسباب عشق و راحت نے یہان کیا کیا دیا
نہین اسنے خم ہر کو جو کل ٹھکرا دیا
انتہا تھا کسی صورت سے ٹھہرا دیا
نگاہ تیر کی تاثیر اک انداز کتی
دل جگر نے ترے جرکا دیا

اور سب تو خیر تو نے اٹھایا یہ کیا دیا
وہ دل لیکر کسی نے کیا تباہ کیا دیا
ایک اک ساغر نے ہر اک رند کو اٹھا دیا
رہنما و ہمسفر ہی وادی وحشت مین کون
زخم سینے پر نہین دل کو مگر بہلا دیا
تنگ جانے کا سخن تھے ایک تو خود ہی

درد و تحفہ رنج بخشا دکھ دیا صدمہ دیا
جو نکلنے کا نہین ارمان بھی ایسا دیا
ہجر مین انکے تسلی دی دلاسا یا دیا
اک بگولے نے ہمین اٹھکر بڑا دھوکا دیا
کھینچ کے ترک جاتا تھا یہ تنگ کر لیے گو
تیری بیتابی نے ای دل ورنہ بھی ٹھہرا دیا

ایسا سمجھا ہی نہین دل عشق کی اچھی بری
مسکراہٹ نے تمہاری بزم کو بھڑکا دیا
صدقے شرم التجا کی آئی منھ مانگی مراد
جسنے کچھ دل کی لگی کو اور بھی بھڑکا دیا
ہم نہ سمجھے تھے کہ یون لیکے رہیگا نگاہ
پڑ گیا ناسور دلمین تو نے وہ چرکا دیا
گالیان بوسہ کے بدلے بیچ شادی کے ملین
بدگمانی نے مرے کیا جانے کیا دکھلا دیا

ان فریب آمیز لفظون نے یہ کیا سمجھا دیا
بوجھ میری لاش کا اس نے بھلا سہلا دیا
سر جھکا اتنا کہ اُسکے پاؤن کو بوسہ دیا
تو نے جوڑا باندھ کر بکھری ہوئی زلفون کا آج
تیری بھولی بھولی باتون نے بڑا دھوکا دیا
ہم نہ کہتے تھے کہ آہ دردمندان سے ڈرو
مین نے کیا مانگا تھا تجھسے اور تو نے کیا دیا
ناتوانی نے بنایا نقش پائے رفتگان

پہلے تھی کسکی نظر پھر لیٹا پاؤن پر مری
جنبش ابرو کو نازکی کے بہانے لچکا دیا
آنسوؤن کی آبپاشی مین تھا کیا اُلٹا اثر
کاٹنا طول شب غم کا مجھے بتلا دیا
نیم بسمل کیون مجھے چھوڑا لگایا تھا جو ہاتھ
ایک جھونکے نے ہوا کے زلف کو بکھرا دیا
میرے شیشہ چشم سے آنسو ایک دم تھمتا نہین
پھر بھی اُس جا سے اُٹھے جسنے جہان بٹھلا دیا

انتظار یار کی سختی جو پوچھو آرزو
جسنے اک امید مین آنکھون کو پتھرا دیا

چونکہ اکثر اشعار اس غزل کے ملکہ کے حال زار سے مناسبت رکھتے تھے اور کبھی دل اُلٹنے لگا طبیعت پریشان ہوئی جی بہلنے کے عوض دم گھبرانے لگا صورت سہراب ثانی کی آنکھون کے نیچے پھرنے لگی اب ملکہ کو تو اس حال پر ملال مین چھوڑیے اور حال ارژنگ بن زمرد ثانی دھیر نانگ بن زمرد ثانی کا سنیے سابق مین بیان ہوچکا ہی کہ ارژنگ بن زمرد ملکہ ثریا بے سیتمن پر عاشق ہی مگر قابو نہین پاتا ہی اور اسکو اور بھی مبہوت ہوگیا ہی کہ اثر غازہ سحر نے اسکو بر جیس آفتاب پرست کا بندہ بے دام اور مطیع بنادیا ہی۔ جسوقت خیمہ ملکہ ثریا بے سیتمن صحرا مین برپا ہوا تو دل ارژنگ کا بہت گھبرایا سنجنگان بن سنجنگان سے کہا کہ اے شیطان درگاہ جسوقت تک ملکہ لشکر مین تھی دل کو تسلی تھی اگرچہ دیکھنا بھی ملکہ کا ممکن نہ تھا مگر یہ تو معلوم تھا کہ ملکہ اسی جگہ موجود ہی اُسکو سیر صحرا پسند آئی۔ پوشیدہ طور پر سنا ہی کہ ملکہ بھی کسی پر عاشق ہی کیا عجب ہی کہ اُسکا دل میری ہی جانب راغب ہوا اسلیے کہ مجکو اُسکی محبت ہی تو اُسے بھی میرا خیال کہان تک نہوگا بلکہ اے سنجنگان کیا عجب ہی کہ ملکہ نے اسی وجہ سے صحرا نشینی پسند کی ہو کہ یہان بسبب اُسکے بھائی کے مین اُس سے مل نہین سکتا ہون اُسنے یہ موقع دیدیا ہی اب ہم جا سے تنہا پڑہین اب نہ ملنا ہماری خطا ہی اُسکا قصور نہین ہی لہذا میرا قصد ہی کہ بہانہ شکار کا کرکے یہان سے جاؤن اور وہان ملکہ سے ملون اگر وہ رضامند ہو تو اُسی طرف سے لیکر چلدون سنجنگان نے کہا وہ جوتیان کھاؤگے کہ یاد کروگے جیدیا پر ایک بال نہ رہیگا تم جو سمجھتے ہو کہ ملکہ بھی تجھپر عاشق ہی تو وہ عاشق ضرور ہی مگر سہراب ثانی پر تمہارا منھ اس قابل نہین کہ تمپر کوئی حسین عاشق ہو اگر کہیں اگر نظر بد سے دیکھوگے تو آنکھین پھوڑ دیجائینگی خدا پرست کے مال کو کافر ہاتھ نہین لگا سکتے ورنہ خود ملکہ تمکو جوتیان لگائیگی۔ ان خیالات کو دل سے دور کرو مگر اپنی رہائی کی فکر کرو کہ ضروری چیز ہی تم خداوندزادے ہوکر دوسرے کے بندہ بے دام بنے ہو یہ بات تمہارے واسطے رسوائی کی ہی مین نے سنا ہی کہ قریب اس صحرا کے اک درہ کوہ مین مرد درویش رہتے ہین کہ نام اُنکا درویش حقانی ہی وہ نہایت صاحب کمال شخص ہین اُنسے ملکر عرض حال کرو اگر اُنکو تمپر رحم آئیگا تو سب بن جائیگا اور کیا عجب ہی کہ اُنھین کی مدد سے معشوق بھی ہاتھ آجائے تو ملجائے ورنہ غیر ممکن ہی ارژنگ بن زمرد نے کہا کہ پھر مجکو اُن درویش کے پاس لیچل سنجنگان اُسیوقت چلنے پر تیار ہوا۔ ارژنگ بن زمرد نے چیر نانگ کو بھی ساتھ لیا اور چند سرداران نامی مثل قرماسب اور اسلم اور دہالی کے اپنے ہمراہ لیکر مع سنجنگان طرف صحرا کے بہانہ شکار روانہ ہوگیا جسوقت قریب درہ کوہ کے

گلستان باختر

منجملہ دفاتر

داستان امیر حمزہ صاحبقران

اس دفتر کا سلسلہ جلد پنجم حصہ دوم دفتر آفتاب شجاعت سے ملتا ہے جسکا تسلسل بطور خلاصہ جلدہای دفتر مذکور کے سرورق سے ناظرین کو معلوم ہوا ہوگا اب اس جلد گلستان باختر میں سلسلۂ سخن اسطرح آغاز کیا گیا ہے اور چند کلمے داستان ضلالت نشان اُسی کافر بدپرست یعنی برجیس آفتاب پرست کے بیان کیے گئے ہیں کہ پہونچنا برجیس کا کوہ عجائب پر اور قیام کرنا اُس جا پر قضا پر ملاقات ہونا خستگان کی درویش حقائق آگاہ سے اور بعد درویش ربانی پا ناسو برجیس سے اور بے بھاگنا ارژنگ بن زرد کا ملکہ ثریا بیگن کو اور ایک صحرا میں قیام کرنا خبر پہونچنا برجیس کو اور روانہ کرنا عقابی دیو پیکر اپنے سردار کو برای قتل ارژنگ و جنگ۔ فریاد کرنا ملکہ ثریا بیگن کا۔ اتفاقیہ پہونچنا رفیع البخت کا اور بعد جنگ قبضہ کرنا ملکہ پر اور شیفتہ جمال ہونا۔ بھاگنا کفار کا اور سوداگر کا معہ دیگر حالات متعلقہ پھر داستان مصیبت نشان غرق بحر حیرت یعنی ملکہ ثریا بیگن کا غرق ہونا اور دام میں ماہی گیر کے پھنسنا پھر خبر ملنا ارژنگ و جنگ کو ملکہ کی اور مقابلہ ہونا رفیع البخت سے پھر داستان شاہزادہ بدیع الملک نوجوان صاحبقران زمان کی رہائی شہنشاہ گوہر کلاہ از دست سیف جادو اور روانہ ہونا صاحبقران کا بیابان گرد آباد کو اور برای دریافت حال خواجہ خضر انکو روانہ کرنا ذکر ملکہ ماہ قلندری و بیان عرس و حجرہ پوشیدہ و عیاری حضرات و فتح قلعہ اسکندریہ و قیام امیر ثالث با نتظار بادشاہ اسلام و جمع ہونا کل لشکر اسلام کا جانب نہ طاق اور مارا جانا برجیس آفتاب پرست کا۔ اور زیر کرنا شاہزادہ رفیع البخت نوجوان کا قراسب طلسمی کا سب بن طہماسب بن مقبول دیوپیکر کا بیان شہر عجائب و شاہزادہ ایرج نوجوان و فنا کرنا جملہ لشکر اسلام یاقوت پوش سب داستانیں جدید و عجیب بیان کرتے آخر میں داستان عروج زلزال بن خلخال بن صلصال ساحر اور حال عجائب شاہ مغربی و نصیب مغربی پر اس جلد کو ختم کیا ہوا اور بہت سی داستانیں رنگین بیان کی ہیں انجام دیکھے

جلد اول

حسب الایمای سرآمد تاجران نامی رئیسان عالیشان گوہر بحر ریاست و امارت در دریای فتوت و شہامت جناب منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع منشی نولکشور لکھنؤ و کانپور و لاہور وغیرہ تبالیف سخنگوی بیمثال شیخ تصدق حسین داستان کو باہتمام تصحیح مولوی محمد اسمعیل ملازم قدیم مطبع۔ بر نیابیش تمام و حسن اہتمام بابو منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ

بار اول [illegible]

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع ہوئی

اعلان حق تصنیف [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزار ہزار حمد و ثنا اُس خالق یکتا کے واسطے زیبا ہی کہ جسنے ایک لفظ کن سے اِسی دفتر عالم کو خلق فرمایا اور نہ ورق آسمان ہفت اوراق زمین کو شیرازہ بند کیا۔ نظم

وہ خالق لائق حمد و ثنا ہی ۔ کہ جس نے سب جہاں پیدا کیا ہی ۔ وہی ہی خالق ہر اوج و پستی
عدم میں اُسکا اُسی کی ہی یہ ہستی ۔ کیا پیدا اُسی نے کن فکاں کو ۔ مکان اپنا بنایا لا مکاں کو
قمر کو لوح نورانی عطا کی ۔ ستاروں کو درخشانی عطا کی ۔ کیا قائم فلک کو اوج دیکر
روانی بحر کو دی موج دیکر ۔ زمیں پہ غنچہ و گل کو کھلایا ۔ ہوا کو نکہت گل سے بسایا

مگر اک دن یہ سب جلوے ہیں فانی ۔ اُسی کی ذات ہو لیں جاودانی

وہ ایسا جلوہ قدرت اور نور وحدت ہی کہ جو جسم و جسمانیات سے پاک و منزہ ہی اُس گل باغ یکتائی دے ہمتائی میں دوئی کی بو چھو نہیں گئی ہی پرتو اُسکا آئینہ میں کبھی نظر آنا محال ہی وہ ایزد متعال اپنی آپ مثال ہی اِس صورت کدہ خاک کی تمام تصویریں اُسی کی یہ قدرت و دست صنعت کا نمونہ ہیں جسطرح تصویر گلی اپنے صانع کی مرتبت و حقیقت نہیں جان سکتی اسی طرح ہماری زبان بھی اِس صانع حقیقی کی کنہ معرفت نہیں بیان کرسکتے اِس میدان معرفت میں جولان گری اشہب فکر و دانش سے بیسود ہی وہ گو خود کسی جگہ نہیں اور پھر ہر جا موجود ہی آنکھ نہیں رکھتا مگر سب کچھ دیکھتا ہی کان نہیں رکھتا مگر سبکی سنتا ہی کین و مکان زمین و زمان و بہشت و دوزخ و شجر و حجر چرند و پرند و وحش و طیور مہر و ماہ ریاحین و گیاہ خشک و تر بحر و بر سرد و گرم سخت و نرم نور و ظلمت برودت و حرارت مشرق و مغرب جنوب و شمال ابر و باد برق و رعد بہار و خزاں دشت و گلستان شہر و صحرا کوہ و دریا غرضکہ کل مخلوقات اُسی خالق پاک ذات کی پیدا کی ہوئی ہی جہانتک حمد و ثنا ہو کم ہی

اُس کے سامنے وسعت مبالغہ کی ہی تنگنا ۔ اُسی کے سامنے لفظ کبیر بھی ہی صغیر

بعد حمد ایزد سبحان جولان گری سمند قلم کرم عنان در نعت سرور کون و مکان

لیکن ہزار تحیۃ و ثنا بیشمار ہر وقت اُس مکین عالی مکان کے واسطے کی گئی جو محبوب خدا شفیع روز جزا باعث خلقت لوح و قلم زینت عرش اعظم ہی وہ کون کہ جناب احمد مجتبی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جنکی شان نزول میں خود خلاق عالم و عالمیان قرآن مجید و فرقان حمید میں یوں ارشاد

دیکھا کہ اندر درہ کے اک مرد درویش جنکے ہوے سر درویش بالکل سپید ہین کوئی سو سوا سو برس کا
سن ہی فقیری کی کھال پر بیٹھے سبحہ گردانی کر رہے ہین ارژنگ نے سامنے پہونچکر سلام کیا اور کہا کہ
چو منصبے دارم - فقیر نے کہا بیان کرو - ارژنگ نے اپنا حسب و نسب پوشیدہ کیا کہ یہ مرد خدا پرست
ہی ایسا نہو تمام آن کفار کا سنکر برخاستہ خاطر ہو جاے درویش اس حرکت پر اسکے ہنسے
اور کہا کہ تم مجھسے پوشیدہ کرتے ہو مین سب کچھ جانتا ہون کہ تم بیٹے زرہر ثانی کے اور پوتے لقا
کے ہو مسلمانون سے قصاص خون لینے کے واسطے نکلے ہو یہان برجلیس آفتاب پرست کے
دام تزویر مین پھنس گئے ہو خیر جو کچھ انجام تمہارا ہوگا وہ بھی پوشیدہ نہین بیان کرنا اسکا بے سود
ہی لیکن نصیحتاً تمکو سمجھائے دیتا ہون ب دادا تمہارے ہمیشہ خدا سے برحق کو قبول کر خود
خدا بن بیٹھے اسکا انجام یہ ہوا کہ ستون کے ہاتھ سے مارے گئے اگر تم اس طریقہ پر رہوگے
تو تمہارا بھی انجام وہی ہوگا لہذا بہتر یہ ہی کہ اگر تم دین خدا پرستی اختیار کرو تو امیر شالیشہ تمہاری
بہت عزت کرینگے تمہارے باپ سے زیادہ ملک و مال تمکو دینگے اور تمہاری معشوقہ بھی تمہین کو ملجائیگی
اگرچہ وہ شاہزادہ سہراب بن رستم پر عاشق ہی مگر شاہزادہ ملکہ سے دست بردار ہو جائیگا اور اگر دائرہ
اسلام مین آنے سے انکار کروگے تو مثل اپنے باپ دادا کے تمہین خدا پرستون کے ہاتھ سے مارے
جاؤگے اور ملکہ بھی ہاتھ نہ لگیگی ارژنگ نے یہ سنکر گردن جھکا لی سنجگان نے عرض کی کہ حضور اس
بلا سے تو نجات دیجئے کہ اک کافر کے دام تزویر مین پھنسے ہوے ہین ابھی تو نہ ادھر کے ہین اور نہ ادھر
کے - بقول شاعر ؎ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے + گئے دونون
جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے + نہین معلوم کہ برجلیس آفتاب پرست
کی صورت مین کیا تاثیر ہی کہ جو اسے دیکھتا ہی سجدہ کرتا ہی اپنے ہوش مین نہین رہتا ہی اگرچہ بہت سے
ساتھی ہمارے ساتھ مین بھی ہین مگر سب برجلیس کے مطیع ہو گئے ہین کوئی اپنے ہوش مین نہین ہی درویش
نے کہا کہ اسکے پاس غازہ سحر ہی یہ اس غازہ کی تاثیر ہی کہ جو دیکھتا ہی وہ سجدہ کرتا ہی جبتک وہ غازہ
اسکے چہرہ سے دور نہوگا اس اثر کا مٹنا غیر ممکن ہی لہذا اسکا وقت ابھی دور ہی یہ ممکن ہی کہ تم لوگون کا
سے اثر سحر برطرف ہو جاے مگر ساتھ اسکے چند شرطین ہین - ایک تو یہ کہ جسوقت تم ہوش مین آجانا
تو خدا پرستون کو ایذا نہ پہونچانا بلکہ خود بھی مسلمان ہو جانا - دوسرے یہ کہ ملکہ کی طرف رخ بھی نکرنا کہ وہ
معشوقہ ہی شاہزادہ سہراب بن رستم ثانی کی اگر یہ دونون نصیحتین یاد رکھوگے تو اچھے رہوگے ورنہ
خدا پرستون کے ہاتھ سے بہت ایذا اٹھاؤگے ملکہ بھی ہاتھ نہ آئیگی سلطنت اور جان بھی جائیگی یہ فرماکر
درویش حقائق نے اک شیشہ مین پانی پڑھ کر دیا اور کہا کہ جو اس پانی کو پیے گا اسپر سے اثر سحر
برطرف ہو جائیگا - ارژنگ اور جیپرنگ نے وہ پانی پیا دونون کے حواس درست ہوے پھر سنجگان
اور فرہاسپ اور اسلم اور دیلم وغیرہ نے بھی پیا یہ سب بھی ہوش مین آئے اور انکو معلوم ہوا کہ عقل
پر اک پردہ پڑا ہوا تھا وہ اٹھ گیا بس یہ سب درویش حقائق سے رخصت ہوے چلتے وقت
درویش حقائق نے کہا کہ اے سنجگان جو کچھ تو نے اقرار کیے ہین تو انکا پابند رہیگا اور انجام نیک
سمجھیگا خیر تجھے اختیار ہی سمجھا دینا ہمارا کام تھا سمجھا دیا - یہ فرماکر درویش تو خاموش ہو رہے اور
ارژنگ اور جیپرنگ وغیرہ رخصت ہوکر لشکر مین آئے اور انہین پانی مین اور پانی ملاکر اپنے تمام لشکریان
فوج کو تقسیم کر دیا اور یہ سمجھا دیا کہ سب اپنے ماتحتون کو پلائین سارے لشکر مین وہ پانی تقسیم ہو گیا

پریشان ہوئی وہ صحبت برہم ہوگئی سہیلیان مارے خوف کے تھر تھر کانپنے لگین کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی
لیکن ثریا نے بہت سنبھل نے استقلال کے ساتھ دروازہ خیمہ پر آکر جنگ کا تماشا دیکھنا شروع کیا اور یہ قصد
کیا کہ اگر یہ لوگ مجھپر قبضہ کرنا چاہین تو خودکشی کرلون وہان ترک سوارنیان اور حبشنین سپیا ہوتے ہوتے
خیمہ تک آگئین اور اب اُنھون نے خوب قدم جماکر لڑنا شروع کیا کہ پیچھے ہٹنے کی جگہ بھی نہ تھی ملکہ نے دیکھا کہ
ان نمک حلالون کے قتل سے تو کچھ فائدہ نہین کہانتک لڑینگی اور کب تک اس انبوہ کو روکینگی اُسنے
کہا کہ اب تم جنگ نکرو اور ان لوگون سے کہدو کہ ہم ملکہ کو محافہ مین بٹھاکر تمھارے ساتھ لیے چلتے ہین
مگر تم مین سے کوئی قریب محافہ کے نہ آنے دے ان لوگون نے کہا کہ ہمین منظور ہی آنے والا خود ہی آجائیگا ہم
کیا کرینگے یہ خبر جیپر تگ و ارژنگ کو ہوئی کہ ملکہ ساتھ چلنے پر خود رضامند ہی یہ دونون بیوقوف نہایت
خوش ہوئے اور کہا کہ خبردار ملکہ کے حکم کے خلاف نکرنا ایسا نہو وہ ناراض ہو جائے اور سختگان
کی طرف دیکھکر کہا کہ اگر ملکہ ہماری منشا نہ ہوتی تو خود چلنے پر کبھی راضی نہوتی سختگان نے کہا کہ یہ
عورت کا حیلہ ہی تم تو بیوقوف ہو جیسے تمھارے باپ اور دادا احمق تھے وہی حالت تمھاری بھی
ہی اُسنے دیکھا کہ ملازم میرے قتل ہوے جاتے ہین اور انجام یہی ہونا ہی تو کیون لڑکر انکو قتل
کروا دُن جہان موقع پائینگی تمھاری گردن دبائینگی اور صاف نکل جائینگی پھر کبھی ہاتھ نہ آئینگی ارژنگ
نے کہا کہ تمکو وقار و رے مین کہانسے نظر آتے ہین میرے اتنے بڑے لشکر کے محاصرہ سے نکلکر کہان
جاسکینگی سختگان تو خاموش ہو رہا اور وہان ملکہ محافہ مین بیٹھی اور ترک سوارنیون نے چار طرف سے محافہ
کو گھیر لیا سب انیسین جلیسین بھی ساتھ ہوئین اب بیچ مین تو ملکہ کا محافہ ہی گرد ترک سوارنیون اور
حبشنون کی فوج اُسکے چہار جانب لشکر ارژنگ اب تمام لشکر آکر جمع ہوگیا ہی قریب بارہ چودہ لاکھ
کے اہل لشکر سے ہین جب ارژنگ کو اطمینان ہوگیا کہ اب ملکہ قبضہ مین ہی تو اسے برجیس کا خوف
غالب ہوا کہ جسوقت اُسکو خبر پہونچیگی تو وہ چڑھ دوڑیگا پس اسنے راہ فرار برقرار لیا اب یہ بھاگا بھاگ
[illegible]ل کی ایک ایک منزل طی کرتا ہوا چلا جاتا ہی محافہ ملکہ کا ساتھ ہی جس مقام پر قیام کرتا ہی ملکہ کے
پاس کہلا بھیجتا ہی کہ [illegible] مشتاق جمال کو دیدار دکھا دو ملکہ جواب مین کہدیتی ہی کہ دیکھنے سے کیا فائدہ
ایسا ہی ہر مرتبہ دیکھنا [illegible] اور دکھانا اچھا ہوتا ہی ایسا نہو کہ بھائی تیرا مجھکو تجھسے چھین لے تو پھر مین کبھی
ایسی کی حالت مین [illegible] ہو جاؤنگی اور تم بھی فراق مین تڑپ جاؤگے اطمینان کے وقت ملنا ان بہانون
سے ملکہ اپنے کو بچاتی [illegible] چلی جاتی ہی اور دلمین روز دعا مین مانگتی ہی کہ خداوندا تو میرے حال پر رحم کر
تو میری طاینت سے خوب آگاہ ہی کہ مین بھی مسلمان ہو چکی ہون اور شاہزادہ سہراب بن رستم
ثانی کی کنیزی چاہتی ہون ان نگوڑن کافرون کے پھندے مین پھنس گئی ہون تو ہی نجات دینے والا ہی
مین نے سُنا ہی کہ تو نے اپنے بندون کی بڑی بڑی دقتون مین مدد کی ہی اب اس عاجزہ کا بھی تیرے
سوا کوئی سہارا نہین ہی تو بڑا کارساز اور رحم نواز ہی کسی اپنے خاص بندے کو میری مدد کے واسطے
بھیج کہ مجھے ان کافرون کے ہاتھ سے بچا لے مین ان بہانون مین کبتک اپنی عزت بچاؤنگی جب وہ نہ مانیگا
تو جان دیدونگی مگر عزت کو ہاتھ سے نہ دونگی یہ کہتی ہوا اور روتی ہی لشکر محاصرہ کیے ہوئے سے
نکلجانے کا موقع بھی نہین پاتی ہی سختگان نے ہنسکر ارژنگ سے کہا کہ دیکھو کیا ہی تو کیا کرینگے بیوقوف
بھاگنے کا ڈھونڈھ رہی ہی بہانے بنا رہی ہی اس سے بڑھکر اسیں شاہ کی ہین موقع نہ ہاتھ آئیگا اور نہ مسلمان
ملکہ کی طرف رخ کرینگے کچھ ایسا ارژنگ کو بہکایا کہ اُسنے آدھی شب کے وقت پھر ملکہ پاس کہلا بھیجا کہ مین آ رہا ہون

ملکہ نے پھر ٹالنا چاہا اور بہانہ کیا۔ ارژنگ تو پیغام بھیجکر دروازہ بارگاہ پر چلا آیا اور بہ بہانہ پیام اندر
خیمہ کے داخل ہوا جسوقت سے آنکھ چار ہوئی کہا اے جان جہان و آرام دل مشتاقان آخر تمنے ہمین کو
دوڑایا اب مجھے دروازہ امید سے خالی نہ پھیرنا تمھین شرم کرنا چاہیے کہ وہ شخص تمھارا غلام بنتا ہے جو
خداوند ابن خداوند ہے اور تم کچھ بھی التفات نہین کرتین یہ کہتا ہوا ملکہ ثریا سے سیتاسن کی طرف
بڑھا۔ ثریا سے سیتاسن حیرت زدہ ہوگئی کہ یہ کیا ہوا مگر جب دیکھا کہ یہ میری طرف بڑھ رہا ہے تو کہا آئیے
تشریف لائیے اس دن کی تو امید تھی ؎ رواق منظر چشم من آشیانہ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ
خانہ تست + ملکہ بھی یہ کہتی ہوئی پیچھے ہٹی اور اک مقام پر مسند بچھی ہوئی تھی وہان آکر ارژنگ بن
زمرد سے کہا کہ تشریف رکھیے اور خواصون کو آواز دی سب آگئین چونکہ پہلے سے ملکہ کو اسکی جانب سے
کھٹکا تھا کہ ایسا نہو کسی وقت یہ دست اندازی کر بیٹھے تو عزت جاتی رہیگی جب یہ اپنی جان کو نہ ڈرا اور میرے
بھائی کے قبضہ سے مجھکو نکال لایا تو اب اُسے کسکا خوف ہے یہ بھی اک میری ہی خاطر ہے کہ بغیر رضامندی
مجھ تک نہین آتا ہے اُسنے خواصون سے کہہ رکھا تھا کہ اگر شاید کسی وقت مین ارژنگ بن زمرد میرے
خیمہ مین چلا آئے تو تم بخوف و خطر اُسکو گھیر لینا کہ مجھپر دست اندازی نہ کرسکے جسوقت حسب الحکم ملکہ سب نے
گھیر لیا تو ملکہ ہٹ گئی اور اشارہ کردیا کہ جہانتک ہوسکے اسے خوب مارو آبرو جانے سے جان جانا بہتر ہے
بس ملکہ کا حکم پاتے ہی خواصون نے دوپٹے اُتار اُتار کر ارژنگ کے اوپر پھینکنا شروع کیے ارژنگ
نہ سمجھا کہ یہ کیا معرکہ ہے جسوقت ارژنگ پر دوپٹون کا ڈھیر ہوگیا اور منھ آنکھ سر ہاتھ پاؤن سب چھپ
گئے تو سب خواصین ٹوٹ پڑین اور وہ لات وہ مکی ارژنگ کو مارنا شروع کیا بیچارہ ارژنگ گھبرایا اور
چیخنے لگا دو چار ترک سوانیان بھی آگئین اُنھون نے تو خوب ہی گت بنائی جب ارژنگ نے اُٹھنے کا قصد
کیا اُنھون نے لات ماردی کہ پھر گر پڑا اتنا مارا اتنا مارا کہ ارژنگ بیہوش ہوگیا جب دیکھا ملکہ نے کہ اب یہ
بیدم ہوگیا ہوگا کہا کہ اسے لیجاکر صحرا مین پھینک آؤ کچھ عورتین اسکو اُنھین دوپٹون مین لپیٹے ہوے
لیجاکر پھینک آئین اب ملکہ نے اپنی خاص خاص خواصون کو ساتھ لیا اور پشت خیمہ کی طرف سے نکلکر دریا پر
آئی اور سب سے کہا کہ اب اس مقام پر قیام کرنا اچھا نہین ہے اور بھاگنے مین گرفتار ہوجانے کا خوف ہے
لہذا ہم تو اس دریا مین پھاندتے ہین اگر تقدیر سفید ہی ہے تو خدا بیڑا پار لگا دیگا ورنہ مرنے کا تو ارادہ ہی
کرلیا ہے یہ کہتے ہی آنکھون سے آنسو جاری ہوے اور جانب فلک دیکھکر کہنے لگی کہ اے گردون دون تیری
سفلہ پروری جو جو سامان دکھاتی ہے اسکا انصاف خدا کے سامنے ہوگا جو اس ناز و نعمت سے پلی ہو
خداوند کی بیٹی کہلاتی ہو وہ آج ایسی بے بس اور مجبور ہو کر جان دینے اور خودکشی کرنے پر آمادہ ہوجائے
اگرچہ باپ میرا اک فرد ساحر ہے مگر دنیا مین تو صاحب اعزاز ہے کہ بادشاہان اولوالعزم اُسکی تعظیم کرتے
ہین ہزارہا آدمی سجدہ کرتے ہین مگر حق یہ ہے کہ اگر وہ خداوند حقیقی ہوتا تو میرے لیے یہ سامان مصیبت نہ مہیا
ہوتے اس سے پایا جاتا ہے کہ مالک تقدیر کوئی اور ہی ہے جس سے کسی کا زور نہین چل سکتا اور لائق پرستش
بھی وہی ہے جو لوگ مخلوقات مین سے ہین اور مثل اور لوگون کے ہین وہ خدا نہین ہوسکتے اسلیے کہ اُن مین
صفت یکتائی کہان رہی۔ جب ماں باپ بیٹا بیٹی بھائی بہن اُنکے ہوے اور ہر طرح کی خواہش اُنکو موجود ہو
یہ تمام باتین محتاجی کی ہین خداوندا یہ وقت میرا آخری ہے مین تجھی کو گواہ کرتی ہون کہ مین نے تیری معرفت
حاصل کی اگر باپ میرا قدرت رکھتا ہوتا تو اپنی دختر کو اس بلا مین نہ پھنسنے دیتا مگر افسوس کہ کوئی ہادی و رہبر
نہ ملا جو کامل طور پر تکمیل میرے مقاصد کی کردیتا بعد اسکے ملکہ کو اپنی ناکامی کا خیال آیا اور اک آہ سرد بھری

اور سہیلیون سے کہا کہ اگر بعد ہمارے اُس یار جانی کو یہ معلوم ہوا کہ ملکہ اِسطرح ہماری محبت مین ڈوب مری
اور اپنی عصمت اور عزت کو بچایا تو اُسے کچھ نہ کچھ رنج تو ضرور ہی ہوگا آخر کہان تک جذب دل اثر نکریگا
سنتے تو یہی ہین کہ محبت مین بڑا اثر ہوتا ہی شیرین پر بعد فرہاد کے جنون عشق سوار ہوا اور آکر داخل قبر ہوگئی
مگر مین یہ نہین چاہتی کہ بعد میرے میری چاہ مین اُنکے دشمنون پر بھی ایسا اثر ہو کہ وہ اپنے کو ٹکڑے ٹکڑے کر ہلاک
کرین مگر افسوس کہ فاتحہ سے بھی محروم رہینگے نہین معلوم قبر ہماری شکم ماہی مین ہو یا جانوران آبی مین
گوشت تقسیم ہو کر ہڈیان تہ نشین ہو جائین خیر آئینا قبر ہوگا کہ پردہ تو ڈھکا جائیگا یہ حسرت نہ کرنا پڑیگی کہ ؎

ہوئے مر کے ہم جو رسوا ہوئے کیون نہ غرق دریا	نہ کبھی جنازہ اُٹھتا نہ کہین مزار ہوتا

یہ کہکر خواصون کی طرف دیکھا اور کہا کہ تم سب میرے بعد تباہ ہو جاؤگی خیر جاؤ تمکو خدا کو سونپا اگر زندہ
بچنا اور شاید اُس شہریار سے ملازمت حاصل ہو تو ہماری طرف سے کہدینا کہ اُس ناکام محبت نے
اپنی عصمت کو اِس اِس طرح بچایا آخر جان تمہارے نام پر نثار کی شرط محبت یہ ہی کہ اگر کسی حسین سے
ہم صحبت ہونا تو اِس ناکام عشق کو بھی یاد کر لینا خواصون نے یہ کلمات حسرت آیات سنکر رونا شروع کیا
اور ملکہ سے لپٹ گئین چھوڑتی نہ تھین ملکہ نے کہا کہ اگر پاس نمک ہی تو خلاف حکم نکرو جو خدمتین بطور
وصیت کے تمسے کہہ دیتی ہین اُنکو بجالانا ایسا نہو اُس موذی کے لئے موقع فوج کے ملازم آکر مجھے گرفتار
کر لین تو غضب ہو جائیگا - بنا بنایا کام بگڑ جائیگا یہ سنکر خواصین ملکہ سے علحدہ ہوئین بعضی آمادہ ہوگئین
کہ ادھر ملکہ دریا مین کودین ساتھ ہی ہم بھی اپنی جان شیرین کو تلف و برباد کر دین بعضی جھجک کر رہگئین
ملکہ نے چھوٹتے ہی دریا کی طرف دیکھا اور یہ شعر پڑھا ؎ درین دریاے بے پایان درین طوفان
شور افزا ٭ دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا ٭ یہ کہتے ہی جھم سے کود پڑی اور ساتھ ملکہ کے قریب
پندرہ خواصون کے دریا مین کود کر غرق ہوگئین جو باقی رہین اُنھون نے رونا پیٹنا [illegible] اُنکے رونے
کی آواز سنکر ترک سوارنیان اور حبشنین دوڑ پڑین پوچھا کیا ہوا - اُنھون نے بیان کیا کہ ملکہ نے
اپنے کو دریا مین غرق کر دیا اب تو تمام ملازمین ملکہ کے جمع ہوگئے دریا مین جال پڑنے لگے اکثر غواص آ
غواص مری ہوئی نکلی باقی کسیکا پتا بھی نہ لگا کہ کیا ہوئین اور کسطرف گئین یہان تو یہ کہرام مچا ہوا
ہی - اب ذرا حال ارژنگ بن زہرہ ثانی کا سنئے کہ اسکو خواصون نے بار کوہان بحکم ملکہ صحرا مین
پھینک دیا تھا اُس طرف سے چند عیارون کا گذر ہوا دیکھا اُنھون نے کہ ایک گٹھری سی پڑی ہوئی
ہی سمجھے کہ اسمین کچھ مال ہوگا اُٹھا لیگئے اور ایک مقام پر جا کے کھولا تو دیکھا کہ خداوندزادے ہین وہ
حیران ہوئے کہ یہ کیا معرکہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ خداوندزادون کا عیار لینے کو کھڑے ہی تھے ہماری بدبختی خداوند
پر ظاہر ہوگئی دیکھئے کیا سزا ملتی ہی - بعضون نے بھاگنے کا قصد کیا پھر یہ خیال ہوا کہ اب تو خداوند پر ظاہر
ہوگیا بھاگنے سے کچھ فائدہ نہین گرفتار ہو آئینگے سزا پائینگے اس سے یہی بہتر ہی کہ عذر کرین شاید توبہ
قبول ہو جائے کہ رحم بھی خداوند کی شان ہی اتنے مین ہوا جو لگی تو ارژنگ کو ہوش آیا آنکھ کھولی
ان سب نے سجدہ کیا اور توبہ کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اب ہم کبھی مال و زر نہ چرائینگے - یہ شور سنکر ارژنگ
حیران ہوا کہ مین تو ملکہ کے خیمہ مین تھا یہ کہان آگیا اور یہ لوگ کیا کہرہے ہین - کہا ارے حرامزادو تم
کون ہو اور مجھے یہانتک کیونکر لائے تم مال چرانے کی توبہ کر رہے ہو مجھے اپنا مال ہی نہین سوجھائی
دیتا کہ کیا ہوگا ہائے وہ جو بتیان ہی بہت گھین اب یہ تو اپنے کہہ رہے ہین اور وہ اپنے کہہ رہے ہین
غرضکہ ارژنگ نے کہا مجھے میری بارگاہ مین لیچلو وہ سب ارژنگ کو لئے ہوئے اُسکی بارگاہ مین

کھلوا دیا اور چند تحائف ساتھ لیکر جانب لشکر برجیس آفتاب پرست روانہ ہوا۔ برجیس آفتاب پرست نے بھی لوگون کو برائے استقبال روانہ کیا وہ آئے اور عزت و توقیر کے ساتھ نہنگ جادو کو لیگئے اور حاضر دربار کیا نہنگ جادو نے سلام کیا برجیس آفتاب پرست نے کہا کہ تو نے سجدہ نہ کیا نہنگ جادو نے کہا کہ مجھے صرف ایک عذر ہی جب وہ عذر نہ رہیگا تو مجھے سجدہ کرنے سے بھی انکار نہوگا۔ پوچھا برجیس آفتاب پرست نے کہ وہ کیا عذر ہی نہنگ جادو نے کہا کہ ابھی تھوڑا زمانہ گذرا کہ اس طرف سے شاہزادہ سکندر رستم خو کا گذر ہوا انھون نے ساحرون کو لڑکر شکست دی اور اس قلعہ کو اسلام آباد کیا جب وہ اطاعت آپکی قبول کرلینگے ہمین بھی کوئی عذر نہوگا چونکہ برجیس آفتاب پرست بھی متردد تھا کہ ارژنگ بن زہرہ اسکی بہن کو لیے بھاگا تھا اسوجہ سے برجیس نے قبول کیا نہنگ جادو نے تحائف شہر کے پیش کیے برجیس نے قبول کیے اور خلعت دیکے رخصت کر دیا نہنگ جادو تو قلعہ سحاب مین آکر قیام پذیر ہوا اور برجیس آفتاب پرست نے تیاری کا حکم دیا حسب الحکم لشکر تیار ہوا برجیس کوچ کرکے تاقب مین ارژنگ اور خنجر ناگ کے روانہ ہوا۔ کہ اب اسکا حال کسی وقت پر بیان کیا جائیگا۔ اب پھر

چند کلمے داستان مصیبت نشان غریق بحر الفت و گوہر درج محبت نازک مزاج و نازک بدن ملکہ ثریا سے متعلق سے کچھ بیان کیے جاتے ہین

غزل برآغاز داستان

جاتے ہی ایام طفلی قہر ڈھاتا آگیا
بول اٹھی جنون کر اب تاڈ کر لگاتا آگیا
ہو دل افتادہ مشتاق اک نگاہ لطف کا
ہان ہمین بھی رات بھر آنسو بہاتا آگیا
نقل مین پیدا بھلا ہوتی ہی کب تاثیر اصل
باتون باتون مین اگر میرا فسانہ آگیا
التجائین بیتبان بوفا سنتے ہین کب
رستی کے دن گئے الٹا زمانہ آگیا
حلقہ گیسو مین پہونچے دل کو لیکر وہ لوے
لیجیے جسکی کہ ہمکو تلملاتا آگیا
سر گرانی کیون دے شوق تہ دو شانہ تو
ہاتھ مین خنجر کے مارے تازیانہ آگیا

یے سکھایا ہے دلبرون کو دل لبھاتا آگیا
ان رسیلی انکھڑیون کو دل لبھانا آگیا
اب لگی دیر آگئے نو دو نشانہ آگیا
نیک بد کب دیکھنے دیتا ہی محبت کا اثر
ہائے بلبل کو نہ آئے غل مچانا آگیا
نغش مجھے آگئے ہی اسنے رکھ لیا زانو پہ
بات تو یہ ہی کہ کچھ باتین بنانا آگیا
اشتیاق اللہ رے میرے انکے عشق کا
گھر سے نکلا تھا کہ آگے قید خانہ آگیا
ہمصفیر و کوشش صیاد کیا تھی کچھ
ترک نادان کو مرے خنجر لگانا آگیا
گو بہشتی کی بتا تھا اسکی بشوق گلگشت چمن

خود ہی جب بیٹھ لطف دل کا لٹانا آگیا
لو مرکا قسمت کی گردش کا زمانہ آگیا
ہجر مین حاصل ہوا کیا شیر شبنم دیکھکر
شمع سے ہمکو بھی اپنا جی جلانا آگیا
آفت ری ہشیاری کہ سمجھ کو یا قطع سخن
شاید اسکو سولی قسمت کا جگانا آگیا
صبر کا کیا ذکر جب وہ مین ستم برباد خواہ
حشر مین پہر تماشا اک زمانہ آگیا
خو وہ ہی شوق لذت بیداد نے کھوا دیا
تا قفس خود لیکے ہمکو آشیانہ آگیا
سمجھا اسی نے مری قاتل کیا شکوہ ستم
حال کیا آتی صبا کو خاک اڑانا آگیا

آرزو و جو کھل چلے اسدان مجنون کی کیا | دل مسرت کیسے کیسے غم کا زمانا آگیا

سامعان باتمکین و ناظران ہمدم را نسخہ داستان کہ بازآمدم برسر داستان یہان تک بیان ہوچکا ہی کہ ملکہ ثریا سے متعلق معہ چند خواصون اور سہیلیون کے دریا مین کیا گرکر غرق ہوگئی ہر چند ملاحون نے جال ڈالے اور کوشش کی مگر کسیکا پتا نہ لگا اسی بنا پر ارژنگ بن زہرہ اور نیز دیگر اہل زمین ملکہ کو یقین ہوگیا

کہ ملکہ غرق ہو گئی یہ سب تو دریاے غم مین ڈوبے ہوے ہین کشتی دل طوفان فراق کے تھپیڑے
جھیل رہی ہی مگر حال ملکہ کا سنیے کہ گردش زمانہ نے اُسکو دام مین پھنسا کر مثل ماہی بے آب کے تڑپا
رکھا ہی ورنہ وہ بااقبال گوہر مراد پانے والی ہی ساحل مقصود تک پہنچ جانے والی ہی جس وقت غرق
ہو کر اُبھری ہی تو دور جا کر دوبارہ غرق ہو کر جو اُبھری تو پانی کے بہاو مین اور دور نکل گئی پانی پر اُبھرتے
ہی ادھر اُدھر جو ہاتھ مارے تو دونون ہاتھ اسکے جال مین پھنس گئے اس مقام پر اک ماہی گیر جال
لگائے بیٹھا تھا اُسنے جو دیکھا کہ بجاے ماہی اک زن حسینہ جال مین پھنس گئی ہی جلدی سے جال کو
کھینچا دریا سے بیٹھی کو باہر پانی کے نکالا ملکہ بہت سا پانی پیکر بیہوش ہو گئی تھی ماہی گیر نے اُلٹا کر کے
پیٹ سے پانی نکالا اپنے کپڑے مین دبکایا بعد بہت دیر کے ملکہ کو ہوش آیا تو اپنے کو اک صحرا مین پایا اور
اک مرد ضعیف کو سامنے دیکھا پوچھا تو کون ہی ماہی گیر نے کہا کہ مین تو ماہی گیر ہون اب آپ بتائیے کہ آپ
کون ہین ملکہ نے اس بات کا کوئی جواب نہ دیا اور تھوڑی دیر تک سکوت کیے رہی کچھ سوچ کے پھر پوچھا
کہ تو کس شہر کا رہنے والا ہی اُسنے کہا کہ مین تو گانون مین رہتا ہون مگر یہان سے قریب اک شہر
ہی کہ اُسکو شہر خاقانیہ کہتے ہین خاقان شیر دل وہانکا بادشاہ ہی - اب آپ بتائیے کہ آپ کس تباہی مین
یہان تک پہونچین کسی جہاز پر سوار تھین وہ شکست ہو گیا یا کوئی اور صورت تباہی کی ظہور مین آئی
ملکہ نے کہا کہ مین کیا اپنا حال بیان کرون - غزل

نہ بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون
بچھڑا ہون کاروان سے مسافر جریدہ ہون
مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون
مین کیا کہون کہ کون ہون سو داغ دیدہ ہون
اے آہ و نالہ مجھسے نہ تم کچھ چلو کہ مین
جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون

میرا حال پر ملال بیان کے قابل نہین ہی بُرا ہو اس زندگانی اور سخت جانی کا جسنے ڈوب کے بھی مرنے
نہ دیا نہین معلوم ابھی کیا کیا ذلتین تقدیر مین لکھی ہین تو نے مجھکو ناحق دریا سے نکال لیا لہذا بہتر و
مناسب یہی ہی کہ تو کوئی پتھر باندھ کر مجھے پھر اسی دریا مین غرق کر دے - ماہی گیر نے کہا کہ تم میری
جانب سے ہر طرح کا اطمینان رکھو مین بھی اپنی قوم مین شریف ہون دوغلا نہین ہون جو دغا کرون
یہ مجھسے ہرگز نہوگا کہ تمکو دریا مین ڈبو دون بلکہ تمھاری پرورش کرونگا جو کچھ مجھے میسر ہوگا پہلے تمھارے
آگے رکھ دونگا آج سے مین یہ سمجھونگا کہ خدا نے مجھے گھر بیٹھے دختر عنایت کی یہ کہکر ملکہ کو ٹٹو پر لادا
اور خوشی خوشی اپنے مکان مین آیا زوجہ ماہی گیر نے جو دیکھا کہا یہ لڑکی تو کہان سے لایا ارے یہ تو کسی
شاہ و شہریار کی دختر معلوم ہوتی ہی تجھے یہ کیونکر ملگئی - ماہی گیر نے سب کیفیت بیان کی اور کہا کہ خدا
نے ہمکو گھر بیٹھے ایسی دختر عنایت کی تم کچھ خوف نکرو اور اسکی پرورش کرو - ملکہ کچھ زیور پہنے ہوے تھی
جب اطمینان ہوا کہ نیت ماہی گیر کی پاک ہی تو سب زیور اُتار کے ماہی گیر کی زوجہ کو دیدیا اور کہا کہ اسے
بیچ کر کچھ آرام سے زندگی بسر کیجیے اگر آپ مجھے دختر سمجھتی ہین تو مین بھی آج سے مان سمجھونگی
ماہی گیر کی زوجہ نے زیور لیکر بطور امانت اپنے پاس رکھ لیا اور کہا کہ اے بیٹی اگر خدا چاہیگا تو مین تجھکو
یہی زیور پہنا دونگی یہ تیرا زیور تجھکو مبارک رہے ملکہ فرط یاس سے [illegible] سو رہی اور ماہی گیر شہر مین چلا گیا
کچھ کھانا پینا خرید کر گھر مین آیا - اب ملکہ یہان رہنے لگی راتون کو چھپکے چھپکے بستر خواب پر رویا کرتی تھی تصویر
شوہر اپنے شاہزادی کی لباس کے نیچے سینے پر رہتی ہی اُسکو تنہائی مین نکالکر دیکھ لیتی ہی اور روتی ہی ایک روز
اتفاقاً ملکہ روتی تھی کہ ماہی گیر کی زوجہ نے دیکھ لیا قریب آ بیٹھی بلائین لے گرد وارنی ہوئی اور پوچھا کہ تم کیون روتی ہو
یہ تو ظاہر ہی کہ تم کسی امیر کی دختر ہو ناز و نعمت سے پلی ہو یہان کی راحت بھی تکلیف سے کم نہین مگر جو

لینے مجکو دل سے مان کہا ہی تو اب حال اپنا نہ چھپاؤ دل کی بات زبان پر لاؤ جس شی کی خواہش ہو گی
اپنے امکان بھر منگا دونگی ملکہ نے کہا کہ مین دختر اُس شخص کی ہون جسکو دعواے خداوندی ہی بھائی
میرا بہ جلیس آفتاب پرست ہی ہزارہا ملک خدا پرستون کے اُسنے برباد کردیے یہ اُسی کا نتیجہ ہی کہ
آج اُسکی دختر اس تباہی مین پڑی ہی یہ کہکر رونے لگی - بعد اُسکے سارا ماجرا اپنا بیان کیا اور کہا کہ اگر
تم میری عزت کی حفاظت کروگی اور مین اپنے عزیزون تک پہونچ جاؤنگی تو تم کو بہت کچھ دونگی اور کچھ
ایسی نصیحتین کین کہ زوجۂ ماہی گیر کو مسلمان کرلیا اور ماہی گیر کو بھی سمجھا بجھا کر مسلمان کرلیا حسب اتفاق
ایک اور ماہی گیر شہر مین گیا ہوا تھا اور زوجہ اُسکی ہمسایہ مین کسی ضرورت سے گئی ملکہ مکان مین
تنہا بیٹھی ہوئی تھی کہ اک کٹنی آگ مانگنے کی غرض سے گھر مین چلی آئی اور نظر اُسکی ملکہ پر پڑی -
دیکھتے ہی سکتے مین رہگئی اتنے مین ماہی گیر کی زوجہ آگئی اُسنے کٹنی کو گھر سے نکالا اور کہا کہ خبردار
آج سے میرے گھر مین نہ آنا کٹنی کو کچھ تو طمع دامنگیر ہوئی کچھ اُسکے جھڑکنے پر کد پیدا ہوئی وہ سیدھی
شہر خاقانیہ کی طرف روانہ ہوئی جب داخل شہر ہوئی تو اک عرضی کسی سے اس مضمون کی لکھوالی
کہ مین نے اک عورت خدمت بادشاہ کے واسطے تجویز کی ہی وہ ایسی حسین ہی کہ کبھی عمر مین اپنی نہ دیکھی
دیکھی اور نہ یقین ہی کہ حضور نے دیکھی ہو گی - یہ بتا دینا میرا کام ہی اور اس عورت پر قبضہ کرنا حضور
کا کام ہی کہ آپ حاکم شہر ہین اگر وہ عورت ایسی حسین نہو جیسی مین نے تعریف کی ہو تو حضور کو [illegible]
زون اپنا حکم کیا اس مضمون کی عرضی لیکر سر راہ کھڑی ہو رہی جسوقت سواری خاقان شیر دل کی
اُس طرف سے گذری تو اس کٹنی نے وہ عرضی خدمت مین بادشاہ کے پیش کردی بادشاہ نے جو مضمون
عرضی پر نظر ڈالی نہایت خوش ہوا اور اک سوار کو بھیجکر اُس کٹنی کو بلوا لیا جب کٹنی بادشاہ کے سامنے
پہونچی سلام کیا - خاقان شیر دل نے کہا کہ وہ عورت کہان ہی کٹنی نے عرض کی کہ حضور کے شہر سے
قریب فلان گانون مین اک ماہی گیر رہتا ہی وہ عورت اُسی کے مکان مین ہی بادشاہ نے کٹنی کو بہت کچھ
انعام عطا فرمایا اور اک سوار بھیجکر ماہی گیر کو بلوا لیا جسوقت سوار نے جاکر ماہی گیر سے کہا کہ تجکو بادشاہ
نے یاد کیا ہی تو وہ گھبرا گیا - زوجہ نے اُسکی پوچھا کہ کیون تم اسقدر پریشان ہو - اُسنے بیان کیا کہ
تجکو بادشاہ نے یاد کیا ہی - زوجہ اُسکی سمجھ گئی کہ یہ سارے فسادات اُسی کٹنی حرامزادی کے برپا کیے
ہین - ماہی گیر ہمراہ سوار کے خدمت مین خاقان شیر دل کے روانہ ہوا - جب سامنے پہونچا سلام
کیا - مگر خوف سے کانپ رہا تھا - بادشاہ نے کہا کہ تیرے گھر مین کوئی خوبصورت عورت ہی - ماہی گیر نے
عرض کی کہ ایک میری بی بی اور ایک دختر کے سوا کوئی عورت نہین ہی - بادشاہ نے کہا بی بی تیری تجکو
مبارک لیکن اُس دختر حسینہ کو خدمت بادشاہ مین پیش کر تجھے بہت کچھ انعام واکرام ملیگا اور نظر خلائق
مین تیری عزت زیادہ ہوگی کہ یہ بادشاہ کا خسر ہی ماہی گیر نے عرض کی کہ بیشک حضور حاکم وقت ہین جسطرح
چاہین پیش آئین لیکن جیسی حضور عزت فرماتے ہین اس سے زیادہ بے عزتی کی کوئی بات نہین ہی
یہ وہی مثل ہی کہ [illegible] حضور [illegible] ہی آپ حاکم ہین رعایا بجاے اولاد
کے ہوتی ہی آپکو ایسی نیت نہ رکھنا چاہیے - وہ عادل کے باعث عالم مشہور ہو جائیگا مجھ ایسے بدشکل
کی لڑکی کہان ایسی حسین ہو سکتی ہی جو خدمت بادشاہ کے قابل ہو - لوگون نے حضور کو فریب دیا ہی
اور میری نظر مین تو وہ کیسی ہی ہو کیون نہو بھلی ہی معلوم ہوگی اسلیے کہ میرے جگر کا ٹکڑا ہی بادشاہ نے کہا
وہ جیسی ہو تجھے پیش کرنا پڑیگی دیکھا ماہی گیر نے کہ تیور بادشاہ کے بگڑے ہین کہا یہ تو مین پہلے ہی کہ چکا

کہ حاکم سے کیا بس ہی مین آج کے تیسرے روز لیکر حاضر ہونگا اسلیے کہ پھر مجھے اُسکی صورت دیکھنا کہان
نصیب ہوگی۔ تین روز بھی بھر کے اُسکی شکل دیکھ لون اور اُسے بھی سمجھا بجھا کر رضامند کرلون بادشاہ
یہ سنکر خاموش ہو رہا چلتے وقت بہت سا روپیہ ماہی گیر کو دیا۔ پہلے تو ماہی گیر نے روپیہ لینے مین تامل
کیا کہ بادشاہ کا حق قائم ہو جائیگا پھر خیال آیا کہ نہ لینے مین یہ بدگمان ہوگا اگر اسی وقت قتل
کرا ڈالے یا قید کرلے تو کیا کرونگا۔ پھر کوئی تدبیر بھی بن نہ پڑیگی یہ سوچکر روپیہ لے لیا اور گھر مین
اپنے آیا۔ زوجہ سے تمام کیفیت بیان کی۔ اُسنے کہا کہ پھر اب کیا کروگے۔ ثریا سے یاسمن نے
جو یہ حال سُنا فلک کو دیکھا اور ایک آہ سرد بھری کہ جدھر ہم جاتے ہین ایک نہ ایک بلا نازل ہوتی
ہی جو ہی وہ دشمن آبرو ہی خداوندا اس سے تو مجھے موت دیدے لیکن ماہی گیر نے بہت سی تسلی
و تشفی کی اور کہا کہ مین جاکر تدبیر کرتا ہون یہ کہکر مکان سے نکلا اور جانب قلعہ خاقانیہ روانہ ہوا
قلعہ دار اسکا عزیز تھا نام اُسکا فیروز قلعہ دار تھا اور نہایت مرد نجیب اور بہادر تھا کہ جسکی سبب سے
اس مرتبہ کو پہونچا تھا۔ جسوقت ماہی گیر سامنے قلعہ دار کے پہونچا تو نہایت پریشان تھا۔ فیروز
نے پوچھا کہ آپ اسقدر پریشان کیون ہین۔ ماہی گیر نے کہا کہ بابا اب تو ہماری قوم بھی بدنام ہوا چاہتی
ہی بادشاہ بدنیت ہوگیا ہر ایک کی جورو بیٹی کو تاکتا ہی گھر مین بیٹھنا دشوار ہو کر عافیت تنگ ہی
اس زندگی سے تو مرجانا بہتر ہی تمکو خدا نے مرتبہ اعلی دیا ہی تمھارے پاس فریاد کو آئے ہین
یہ سمجھ لو کہ قوم مین غریب امیر سب برابر ہین جیسے ایک کی عزت گئی ویسے سب کی عزت گئی بادشاہ
سے نہین معلوم کسنے لگا دیا کہ اسکے دختر حسین ہی اُسنے مجھے بلاکر جبر کیا کہ اُسے میری خدمت مین
بھیجدے مین نے تین روز کا وعدہ کیا ہی اب تم کہو تو ناک اپنی اپنے ہاتھ سے کاٹ کے پھینکدون
اور لڑکی کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجدون ورنہ وہ زبردستی مجھسے لیجائیگا۔ یہ سنکر فیروز قلعہ دار
عرق عرق ہوگیا اور کہا کہ آپ اُس دختر کو لیکر اس قلعہ مین چلے آئیے مین بادشاہ سے لڑونگا
جبتک میری حیات باقی ہی کیا تاب ہی بادشاہ کی کہ آپ کی دختر کی طرف نگاہ بد سے دیکھ سکے
یہ سنکر ماہی گیر نہایت خوش ہوا اور ہزارون دعائین قلعہ دار کو دیتا ہوا اپنے گھر مین آیا اور
تمام کیفیت سامنے اپنی بی بی اور ملکہ ثریا سے یاسمن کے بیان کی ثریا نے یاسمن سے کہا کہ
مین نہین چاہتی کہ میری وجہ سے ہزارون خون ہون لاکھون آدمی تلف و برباد ہون اس سے میرا ہی
مرجانا بہتر ہی مین زہر کھاکر جان دیے دیتی ہون جب مین مرجاؤنگی تو آپ لاش میری اُٹھا کر
بھجوا دیجیگا۔ پھر بادشاہ ایسی بدسلوکی نہ کریگا۔ ماہی گیر نے کہا کہ بعد تمھارے میری زندگی بیفائدہ
مین نے جو تمکو زبان سے دختر کہا ہی تو فی الحقیقت دختر ہی سمجھتا ہون مثل مشہور ہی کہ بان جنکی
بار بار زبان جنکی ایک بار جو کہدیا وہ کہدیا اب تم شب کو میرے ساتھ قلعہ مین چلی چلو پھر دیکھا
جائیگا یہ کہکر جو کچھ گھر مین ماہی گیر نے سب نقد و جنس اپنا قلعہ مین بھجوا دیا اور آپ شام کے وقت مع
اپنی بی بی و دختر جانب قلعہ روانہ ہوگیا فیروز نے اندر قلعہ کے محفوظ مقام پر ایک مکان رہنے کو
دیا اور اہل قلعہ کو اپنا کرکے دروازہ قلعہ کا بند کردیا پل تختہ اُٹھوا لیا خندق پر آب کردی وہان
بادشاہ کو یہ خبر گزری کہ ماہی گیر مع دختر بھاگ کر قلعہ مین گیا ہی اور فیروز قلعہ دار کہ وہ بھی ماہی گیر ہے
آپ سے برخلاف ہوگیا ہی اُسنے ماہی گیر کو بسبب رعایت قرابت کے دامن پناہ کا دیا ہی اور سامان
جنگ کیا ہی یہ سنکر بادشاہ نہایت برہم ہوا اور کہا کہ سچ ہی کمینے کو عزت اسی سے نہ دینا چاہیے کہ ہر وقت

دعا کا خوف لگا رہتا ہے خبر کچھ پروا نہین کہدو کہ لشکر ہمارا تیار رہے اور جسقدر ماہی گیر ہمارے شہر مین
ہین سب کو نکال دو معلوم ہوا کہ یہ قوم نہایت سرکش اور نمک حرام ہے یہ حکم پاکر سوارون نے جاکر مکان
ماہی گیرون کے لوٹنا شروع کردیے ماہی گیر فریاد کرتے ہوے شہر سے نکل گئے جب یہ خبر فیروز
قلعہ دار کو پہونچی تو اُسنے اپنے آدمی بھیجکر سب ماہی گیرون کو اندر قلعہ کے بلوا لیا اور رہنے کی جگہ دی
اُدھر بادشاہ لشکر کو لیکر آپڑا اور سامنے قلعہ کے پہونچکر لشکر کو اُتارا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ - یہ خبر
فیروز قلعہ دار کو پہونچی اُسنے بھی نقارہ رزمی بجوایا تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو خاقان
شیر دل نے قلعہ پر چڑھائی کی - فیروز قلعہ دار آکر قفل بند دروازے پر بیٹھا اور دوربین لگا کر دیکھنے لگا
گولندازون جتھا بین روشن کیے ہوے توپون پر مسلط تھے کہ اشارہ پائین اور فیر کرین اُدھر خاقان
شیر دل کہ نہایت مرد بہادر اور زبردستان روزگار سے ہے اپنے ہی بل پر سلطنت کرتا ہے بس اسنے
دو ہزار آدمی اپنے ہمراہ لیے اور قلعہ کی طرف چلا جسوقت دیکھا فیروز نے کہ اب سب نزدیک آگئے ہین
بس اسنے گولندازون کو حکم دیا - اُنھون نے توپون پر بتی رکھی توپخانہ رعد آواز نوازش مین آیا کہ تمام
صحرا گونج گیا اور دھوان دھار ہوگیا - ہر طرف سوا دھوین کے کچھ نظر نہ آتا تھا کوئی پانچ سو آدمی ہمراہیان
خاقان شیر دل سے لوٹے گئے باقی پلٹ گئے اور خاقان شیر دل غصہ ہی مین بڑھا چلا آتا تھا - ایک
ہاتھ مین سپر ایک مین گرز بیدار گولون کو رد کرتا ہوا برلب خندق جا پہونچا جسوقت ہوا سے دھوان منتشر
ہوا اور روشنی ہوئی تو اہل قلعہ نے دیکھا کہ زمین سرخ ہوگئی ہے سیکڑون لاشین پڑی ہوئی ہین مگر
خاقان شیر دل لب خندق پر کھڑا نعرے مار رہا ہے کہ کیون نامحرمون دیکھا تمنے کہ کیا ہوا - اب کہان
جاتے ہو میرے ہاتھ سے یہ کہکر جو مرکب کو اشارہ کرتا ہے تو گھوڑے نے چارون ٹاپیان دیوار کے
پشتہ پر جما دین اہل قلعہ نے اوپر سے تیل کا کڑاہ بارود کی ہانڈی گرگک کا بولا ماتے کا متوالا یہ سب
چیزین پھینکین - مگر خاقان شیر دل نے ان سب کو بھی خالی دیا اور گرز تانے ہوے دروازہ قلعہ
کی طرف چلا کہ دروازہ توڑکر داخل ہون - وہان قلعہ مین تلاطم ہوگیا - یہانتک کہ ملکہ ثریا سے ستمگین کو
بھی خبر ہوگئی کہ بادشاہ دروازہ توڑکر داخل قلعہ ہوا چاہتا ہے بس اسنے بیتاب ہوکر بال سر کے کھولدیے
اور کوٹھے پر چڑھ گئی کہ اگر لوگ میری گرفتاری کو آئین تو اپنے کو کوٹھے سے گرا کے ہلاک کرڈالون
اور اگر خدا میری نش سے لے تو کیون اپنے کو ہلاک کرون - بس اسنے بال بکھراکر دست نازنین جانب آسمان
بلند کیے اور عرض کرنے لگی کہ اے بیکسان وبے یاور غریبان مین تجھپر ایمان لائی ہون اور فلک
کی ستائی ہون گردش تقدیر نے کیا کیا انقلاب دکھایا کہان سے کہان پہونچایا میرا حسن وجمال
میرے واسطے وبال ہوگیا کہ جو دیکھتا ہے وہ درپے آبرو ہوتا ہے - تو ملک الموت کو حکم کر کہ وہ روح میری قبض
کرے کہ اس زندگی سے موت ہزار درجہ بہتر ہے یا میری عزت بچا اور مجھکو شاہزادہ سہراب ثانی سے
ملا - یہ کہکر رونے لگی اُدھر اہل قلعہ نے دعائین مانگنا شروع کین کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد [illegible]
بلند ہوا اور آتے آتے وہ گرد شق ہوئی دل گرد سے یکہ سوار نقابدار زرہ پوش پیدا ہوا یہ شاہزادہ
رفیع البخت ہین اپنے لشکر سے برائے شکار علیحدہ ہوے تھے راستہ بھول کر اسطرف آنکلے تو دیکھا
کہ اہل قلعہ فریاد کررہے ہین اور اک شخص گرز تانے ہوے دروازہ قلعہ پر کھڑا ہے چاہتا ہے کہ کیواڑ
توڑکر داخل قلعہ ہون رفیع البخت نے قریب آکر آواز دی کہ اے اہل قلعہ یہ کیا معاملہ ہے اہل قلعہ نے
کہا کہ اے جوان یہ بادشاہ ظالم اور بدنیت ہوگیا ہے رعایا کی عورتون کو زبردستی قبضہ تصرف مین لانا

چاہتا ہی اس بنا پر لڑائی ہوئی آخر ہم لوگ مغلوب ہوے اب جان اور آبرو دونون پر آبنی ہی کوئی صورت
بچنے کی نظر نہین آتی یہ سنکر رفیع البخت نے خاقان شیردل کو ڈانٹا کہ او بادشاہ یہ کیا حرکت ہی تجھے
شرم نہین آتی کہ اپنی رعایا پر ظلم کرتا ہی خدا سے نہین ڈرتا ہی بس بہتر یہی ہی کہ پلٹ آ اور اپنے ارادہ
سے باز رہ ورنہ قسم بایمان خود کہ ساری سرکشی دم بھر مین بھلا دونگا نام تیرا مثل حرف غلط صفحہ ہستی
سے مٹا دونگا۔ یہ سنکر خاقان شیردل کو نہایت غصہ آیا باگ گھوڑے کی پھیری اور پکارا کہ او
نقابدار مفلوک روزگار تجھے کسی کے امور مین کیا دخل ہی۔ جب سرکش رعایا ہو تو اسکے ساتھ کیا
کیا جاے مثل مشہور ہی کہ ریاست بے سیاست نہین ہوتی ہی۔ ان لوگون نے سر اٹھایا مین نے
انکے سرکوبی پر کمر باندھی تو جہان سے آیا ہی پلٹ جا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا۔ مین اپنے بل پر
سلطنت کرتا ہون دوسرے کے بھروسے پر حکمرانی نہین کرتا ہون۔ رفیع البخت نے کہا کہ مین بغیر
اس جھگڑے کو مٹائے ہوے نہ جاؤنگا اور تجھکو سزا دونگا کہ آیندہ سے تو ایسی حرکتین نکرے
ادھر اہل قلعہ تھے جو اتنا سہارا پایا اور فریاد کرنے لگے دہائی نام نقابدار کی دینے لگے یہ آوازین ملکہ کے
گوش زد ہوئین ملکہ ثریا نے سہیلیون سے پوچھا کہ کیا بات ہی کچھ عورتون نے بیان کیا کہ ایک نقابدار
مرد پوش آیا ہی اور وہ ہماری کمک کر رہا ہی خدا اوسے فتحیاب کرے یہ سنکر ملکہ سر منزلے پر چڑھکر
دیکھنے لگی کہ وہ نقابدار کون ہی۔ یہان بعد گفتگوے بسیار خاقان شیردل نے نیزہ مارا نقابدار
نے نیزے کو نیزے پر لگا ٹھا طعنین چلنے لگین رد و بدل ہونے لگی یہ معلوم ہوا کہ دو مار سیاہ زبانین
نکالکر لپکے گئے گھوڑے اشارون پر پھر رہے تھے دونون تہ گرد و غبار مین اسطرح پنہان تھے کہ
کبھی نظر آتے اور کبھی نہ نظر آتے سنانین مثل شرارون کے چمک رہی ہین کوئی تمیز ملعونون کی نوبت
آتی ہوگی کہ ایک مقام پر نقابدار نے آواز دی کہ ہوشیار ہو نیزہ جاتا ہی۔ خاقان شیردل نے ہرچند چاہا
کہ نیزہ ہاتھ سے نہ چھوڑون مگر وہ جھٹکا پڑا کہ صاف نیزہ نکل گیا۔ یہ معلوم ہوا کہ تیر شہاب چھوٹا۔ ادھر
تو نیزہ خمیدہ ہوکر زمین پر گرا ادھر خاقان شیردل نیزہ کھو کر آب خجالت مین غرق ہو گیا اہل قلعہ نے
خوشی کے نعرے بلند کیے اور ہمراہیان خاقان شیردل نے گردنین جھکالین پس خاقان پکارا کہ او
نقابدار غضب کیا تو نے کہ نیزہ اس شخص کے ہاتھ سے ہوا لی کیا کہ جو آج تک بہرام فلک سے بھی
مقابلہ مین کم نہین رہا ہی مگر خیر کچھ پروا نہین نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی ساتھ
بازی جسکو ملال مشکلات عالم کہتے ہین۔ یہ کہکر تلوار ماری۔ رفیع البخت نے آتی ہوئی تلوار خیال مین
کرکے مرکب کو اشارہ کیا کہ وہ تلوار سے پہلے زیر بغل جا پہونچا پس رفیع البخت نے کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ خاقان اونٹ کے منھ سامنے آ رہا۔ پس دوسرا ہاتھ بڑھا کر اور کمر زنجیر کا بند
پکڑ کے جو زور کیا تو قاش زین سے اٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر چاہا کہ زمین پر مارون خاقان نے
امان مانگی۔ فرمایا کہ امان بشرط ایمان ہی خاقان شیردل نے قبول کیا رفیع البخت نے اسکو چھوڑ دیا
اور کلمہ تلقین فرمایا۔ خاقان از سر صدق مسلمان ہوا اور عرض کی کہ اب مین کبھی ایسا نکرونگا کہ بجبر کسی عورت
کو اپنے تصرف مین لاؤن لیکن ایک بات کا امیدوار ہون فرمایا بیان کرو۔ خاقان نے عرض کی کہ
مین آپ کا غلام تو ہوا لیکن بغیر جانے پہچانے مجھے صورت اپنی دکھا دیجیے فرمایا کہ مجھے اپنے راز کے
فاش ہونے کا خوف ہی۔ خاقان نے کہا یہان کون ہی جو آپکو پہچانیگا جبکہ اخفاے راز منظور ہی آپ نہیں
ظاہر کرینگا آخر مجھسے اگر کوئی پوچھے کہ تو اپنے آقا کو جانتا ہی تو مین کیا جواب دونگا چونکہ اس محل پر

افشائے راز کا خوف تھا۔ رفیع البخت نے نقاب چہرہ سے اُٹھادی خاقان شیر دل صورت دیکھکر محو
ہوگیا۔ گرد پھرا اور کہا کہ خدا نے سبھی کچھ دیا ہی زور وہ جرأت ایسا حسن ایسا۔ یہ سب کیفیت ملکہ نے بھی دیکھی
جسوقت رفیع البخت نے نقاب چہرہ سے اُٹھائی اور نظر ملکہ کی پڑی تو یہ جھجک گئی کہ ارے یہ تو وہی
ظالم معلوم ہوتا ہی جسکی محبت نے تباہ کردیا۔ کہ ہیں ماہی گیر سے کہا کہ ذرا آپ جاکر اس جوان مرد
کو بلا لائیے کہ مجھے اس سے کچھ باتین کرنا ہین مجھے اسپر کچھ شک ہوتا ہی۔ یہ سُنکر ماہی گیر قلعہ سے باہر آیا
اور شاہزادہ رفیع البخت سے عرض کی کہ جس عورت کی بابت یہ ساری جنگ ہوئی ہی وہ آپ کو بلاتی
ہی اُسے کچھ کہنا ہی۔ خاقان نے ماہی گیر کو بھیجا تھا اور کہا اے شہریار اسی ماہی گیر کی دختر کے سبب
سے یہ فساد ہوا اگر آپ اُسکے پاس جاتے ہین تو میرا بھی خیال رہے۔ فرمایا مین ضرور پیام کہہ دونگا
اور سمجھاؤنگا بھی بشرطیکہ وہ قبول کرلے اور کسی دوسرے کا ناموس نہو یہ فرماکر ماہی گیر کے ہمراہ
قلعہ مین داخل ہوے اور اُس مکان مین پہونچے جہان ملکہ ثریا سے سیتھن پردہ مین بیٹھی تھی
رفیع البخت پر نظر جو ملکہ کی پڑی بس اپنے تصویر شہراب ثانی کی نکالکر دیکھی تو کچھ خط و خال مین فرق
پایا بعد اسکے نام پوچھا۔ رفیع البخت نے نام اپنا بیان کیا اُسوقت ملکہ نے کہا کہ آپ شاہزادہ سہراب
بن رستم ثانی سے بھی آگاہ ہین فرمایا ہان مین جانتا ہون وہ میرا بھتیجا ہی ملکہ یہ سُنکر رونے لگی اور پردہ
اولٹکر قدمون پر گر پڑی رفیع البخت نے ہاتھین ہاتھ کہکے پاؤن اپنے پیچھے ہٹالئے اور فرمایا کہ حال
اپنا بیان کرو ملکہ نے کہا کہ آپ اُنکے چچا ہین تو میرے بھی بزرگ ہوے جہان آپ نے میری جان اور
بچائی مجھے سہراب بن رستم تک بھی پہونچا دیجئے کہ مین اُنھین کی کنیز ہون اور اُنھین کی محبت مین
اس درجہ کو پہونچی ہون بعد اسکے اپنے بھائی کا حال اول سے آخر تک بیان کیا اور اپنے حسب و نسب
سے بھی آگاہ کیا۔ رفیع البخت یہ سُنکر نہایت خوش ہوے اور فرمایا کہ مین تمہارے ملنے کا انتظام
کرتا ہون یہ فرماکر باہر قلعہ کے آئے تھے کہ گرد اُڑی اور تھوڑی دیر مین خیمہ لیے ہوے آ کر پہونچا اسی طرح یکے
بعد دیگرے تمام سردار اور کل لشکر رفیع البخت کا آگیا۔ اہل قلعہ کی آنکھین کھل گئین اور خاقان
شیر دل کی نظرون مین بھی جاہ و جلال شاہزادہ رفیع البخت کا اور زیادہ ہوا۔ رفیع البخت نے خاقان
شیر دل سے فرمایا کہ اب مین جاتا ہون۔ خاقان شیر دل نے عرض کیا کہ دعوت اس غلام کی قبول
فرمائیے ارشاد کیا کہ مجھے کوئی عذر نہین لیکن زیادہ ٹھہر نہین سکتا اسلیے کہ میرے والد ماجد بہ طلسم کشائی گئے
ہوے ہین سُنا ہی کہ وہ طلسم نہایت سخت ہی خدا جانے کیا گذرے کچھ حال بہت روز سے معلوم
نہین ہوا۔ خاقان نے عرض کی کہ یہ غلام بھی ہمراہ رکاب ہی صرف آج کی شب قیام فرمائیے مختصر
دعوت قبول کیجیے صبح کو مین بھی ہمراہ چلونگا۔ رفیع البخت نے منظور کیا غرضکہ خاقان شیر دل
مع رفقا شاہزادہ رفیع البخت کو شہر مین لایا سامان دعوت مہیا کیا اور جلسہ کی تیاری کی۔ جب
صبح ہوئی تو رفیع البخت مع خاقان شیر دل کوچ کرکے آگے روانہ ہوے ملکہ کو محافہ مین بٹھا کر
ساتھ لے لیا تھا اور فیروز قلعہ دار کو خاقان نے اپنا قائم مقام کرکے واسطے انتظام کے
چھوڑ دیا تھا کہ اسکا حال پھر بیان کیا جائیگا۔ اب کچھ حال ارژنگ بن زہر دثانی کا سنیے
کہ ہرکارے اسکے ہر طرف گئے ہوے تھے کہ اگر بہ جلیس آفتاب پرست آتا ہو تو اطلاع دین
یا شاید ملکہ کا کہین پتا ملے تو آگاہ کرین۔ ایک روز ہرکارون نے آکر عرض کی کہ شقاقا سے کوہ پیکر
بہ جلیس آفتاب پرست کی جانب سے آپکی تلاش مین آتا ہی ارژنگ بن زہر دثانی پر ایسا خوف

غالب ہوا کہ اسی وقت وہان سے کوچ کرکے چلدیا ہرچند سختگان وغیرہ نے سمجھایا کہ عنقاے
کوہ بیکر ساحر نہین ہی تمہارے ساتھ ایسے ایسے پہلوان زبردست ہین کہ عنقا کو زبردستی پکڑ لینے کو
کافی ہین پھر کیون خوف کرتے ہو فرماسپ اور ویلم و اسلم نے بھی بہت کچھ سمجھایا مگر ارژنگ نے
کہا کہ اب تو مین تقدیر پہ کوچ کرچکا یہ محل تقدیر پلٹنے کا نہین ہر جسوقت ارژنگ جالیا اور عنقاے
کوہ بیکر اس مقام پر پہونچا تو اسکو معلوم ہوا کہ ملکہ نے اسی دریا مین کود کر اپنے کو غرق کردیا
ارژنگ ملکہ کے غم مین بہت پریشان رہا آخر کسی طرف چلا گیا۔ عنقاے کوہ بیکر نے اپنے
ہمراہیون سے کہا کہ اب میرا جانا فضول ہر جسکے لینے کو چلا تھا اسکے ملنے سے تو ناامیدی ہوگئی اب
چلکر خداوند سے اطلاع کرنا چاہیے سب نے کہا کہ یہی مناسب ہر بس عنقاے کوہ بیکر اس مقام
سے پلٹ گیا اور برجلیس آفتاب پرست کو ملکہ کے غرق ہوجانے کی خبر دی برجلیس کو سنا یا سنا
آگیا بظاہر تو کہا کچھ پروا نہین خداوند آفتاب تابان اسکو پھر زندہ کردینگے لیکن جاے پوشیدہ مین
جاکر بہت رویا اور طرف نہ طاق کے روانہ ہوا دیکھیے یہ کب پہونچتا ہی لیکن اب

چند کلمے داستان ارژنگ وچترنگ کے بیان کیے جاتے ہین۔ کہ خبر ملنا ملکہ کی اور مقابلہ ہونا رفیع البخت سے بعد شکست کھانے کے دونون کا بھاگ کر طرف گلستان باختر کے روانہ ہونا۔ باقی حالات متعلق داستان ہذا۔

غزل برآغاز داستان

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا	اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا	یہ کہان کی دوستی ہے کہ بنے ہین دوست ناصح
کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا	ترے وعدہ پہ جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا	کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا
رگ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا	جسے غم سمجھ رہے ہو یہ اگر شرار ہوتا	کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیم کش کو
یہ خلش کہان سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا	ہوے مر کے ہم جو رسوا ہوے کیون نہ غرق دریا	نہ کبھی جنازہ اٹھتا نہ کہین مزار ہوتا
یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب	تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا	

سخن سازان یکتاے زمانہ	چنین گویند این رنگین فسانہ	کہ ارژنگ بن زہر وثانی و

چترنگ بن زہر وثانی جو کوچ کرکے چلے تو جاتے جاتے قریب شہر خاقانیہ کے اُنہون نے قیام کیا
رات بسر کی جب صبح ہوئی تو آکر بارگاہ مین بیٹھے اول ہرکارون نے آکر خبر دی کہ عنقاے کوہ بیکر جو آپکے
تلاش مین آیا تھا وہ ملکہ کے غرق ہونے کا حال سُنکر پلٹ گیا اطمینان رکھیے۔ بعد اسکے چوبدار نے آکر
عرض کی کہ اک سوداگر بردہ ظلمات کا رہنے والا اسود ظلمانی نام حاضر ہر اور امیدوار باریابی ہر سختگان
نے کہا بلا لیجیے اسکے پاس اشیاے نادرہ ہونگی ذرا جی بہلجائیگا غم دور ہوجائیگا۔ ارژنگ نے
سوداگر کو بلا لیا اسود ظلمانی حاضر ہوا سلام کیا ارژنگ نے اجازت بیٹھنے کی دی اسود ظلمانی بیٹھ
گیا مگر پریشان پریشان۔ ارژنگ نے پوچھا کہ خیر تو ہر تم کہان سے آتے ہو اور اسقدر پریشان کیون ہو
سوداگر نے کہا کہ ایک تو مین اپنی تباہی سے پریشان ہون دوسرے آپکا چہرہ بھی متغیر پاتا ہون اس سے
اور بھی میری پریشانی زیادہ ہوگئی مجھے ظلمات سے چلے ہوے کچھ مہینے کا زمانہ ہوا اتفاق سے جس
شہر مین پہونچا وہان ایسی حالت مین پہونچا کہ کچھ مال نہ بکا آخر مین شہر خاقانیہ مین آیا۔ یہان کا بادشاہ

نہایت شیر دل اور دریا دل تھا سنا کہ وہ بھی اپنے شہر مین نہین ہے اور مسلمان بھی ہو گیا ہے کوئی عورت
ثریا سے سیمتن نام نہایت حسین کسی ماہی گیر کے یہان تھی بادشاہ اس عورت پر عاشق ہوا۔ ماہی گیر
نے اُس عورت کو دیدیا آخر لڑائی ہوئی۔ نقابدار زمرد پوش نے صحرا سے آکر خاقان کو زیر کیا اور
مسلمان کر کے اپنے ساتھ ملکہ اور خاقان کو لیکر جانب طلسم شطاق روانہ ہو گیا۔ پس یہ سنتے ہی
ارژنگ بن زمرد چونک پڑا اور ستمگان سے کہا کہ تم کچھ سمجھے یہ سوداگر کیا کہتا ہے ستمگان نے کہا
سچ کہتا ہے نہ خدا پرستون کی موت لکھی ہے نہ اُن لوگون کی جو خدا پرستون سے وابستہ ہون۔ ملکہ
رستم ثانی کے فرزند سہراب پر عاشق ہے کسی نہ کسی طرح وہ سہراب تک پہونچ جائیگی اور تمہارے
ہاتھ نہ آئیگی ارژنگ نے قرماسب اور دیلم اور اسلم کی طرف دیکھکر کہا کہو اب کیا کہتے ہو نقابدار
سے مقابلہ کر دگے اُنھون نے کہا کہ نقابدار تو کیا ہے اگر بہرام فلک مقابلہ کرے تو ہم اس سے بھی
لڑینگے پس یہ سنتے ہی ارژنگ نے حکم کوچ دیدیا اور جانب نقابدار زمرد پوش روانہ ہوا سوداگر
منھ دیکھتے رہگیا کہ خدا اسکو غارت کرے آیا تھا بیچنے کا سودا مگر مفت لے لیا۔ اتنی بڑی خبر کا
سننا اسکی قسمت میں تھی نہ کی اگر مین ایسا جانتا تو یہ حال کیون بیان کرتا۔ اب حال رفیع السلطنت کا
سنئے کہ یہ شکار کرتے ہوئے سیر صحراؤن کی دیکھتے ہوئے کوچ اور مقام کرتے چلے جاتے تھے
اک صحرا مین پہونچکر قیام کیا رات بسر ہوئی صبح کو ہنوز چلنے کی تیاری نہ ہونے پائی تھی کہ جانب
بیابان سے یکایک گرد و غبار بلند ہوا کہ زیر آسمان اک آسمان خاکی نمودار ہو گیا گھوڑون کی ٹاپون
مرکبون کے شیہون کی صدا کان مین آنے لگی ۔ شعر ۔ ز سم ستوران دران پہن دشت + زمین شش شد و
آسمان گشت ہشت + یہان تک کہ آہستہ آہستہ دامنہ گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے فوج عظیم الشان
ٹولا کہ سوار کا پیدا ہوئے پھریرے علمون کے سیاہ و زنگاری تھے اور ہر پھریرے پر تحریر لکھی تھی
ارژنگ و چترنگ ساحر یہ تحریر تھی آگے آگے قرماسب بن شعرماسب بن طرماسب بن طہماسپ
بن عنقول مل دیو پرورا تالیہ بارگاہ کا لیے ہوئے آکر پہونچا اور مقابل لشکر رفیع السلطنت خیمہ برپا کیا
بعد اُسکے دیلم و اسلم نہایت شان و شوکت کے ساتھ آکر خیمہ زن ہوئے آخر مین سواری ارژنگ
و چترنگ کی نہایت عظمت و شان کے ساتھ آئی۔ لشکر اُتر پڑا بازار لشکر کے کھل گئے تمام دن فوجون
کی آمد اور قیام کرنے مین گذر گیا رات کو سب نے آرام لیا جب صبح ہوئی تو ارژنگ بن زمرد شاہ
نے دبیر سے کہا کہ اک نامہ نقابدار زمرد پوش کو تحریر کر مضمون نامہ یہ ہو کہ اے نقابدار زمرد پوش
مین نے سنا ہے کہ ملکہ ثریا سیمتن دختر آفتاب جادو تمہارے ساتھ ہے چونکہ ملکہ نے اپنے کو
غرق کرنا چاہا تھا دریا مین کود پڑی تھی اس ندامت پر کہ اُسنے خداوند کے ساتھ گستاخی اور ناز نخرہ کیا
تھا خداوند کو اُسکی بے ادبی بھی بھلی معلوم ہوئی لہذا اُسکو ڈوبنے سے بچایا اور ماہی گیر کے جال مین
کھینچا بعد اُسکے کسی پر اعتبار نہوا تو یہ تقدیر کی کہ وہ نازنین تم تک پہونچی کہ تم نہایت مرد متدین اور دیانتدار
ہو لہذا اب وہ وقت گذر گیا ملکہ کو ہماری خدمت مین بھیجدو خداوند تم ایسے بندون کو بہت دوست
رکھتے ہین اگرچہ تم لوگ خدا پرست ہو اور خداوند حقیقی کو نہین مانتے مگر تمہاری راست بازی سے
خداوند تمکو فروغ دے رہا ہے اور تمہارا مٹنا پسند نہین کرتا اگر اس حکم کے موافق عمل درآمد کروگے تو
خداوند اور بھی تم پر رحمت نازل کریگا بلکہ تمکو صاحبقران زمانہ بنائیگا۔ جسوقت دبیر نے یہ نامہ لکھکے
تیار کیا تو ارژنگ نے آواز دی کہ ہے کوئی ایسا جو اس نامہ کا جواب نقابدار سے لا کے یہ سنتے ہی

فرماسپ اپنے ڈنگل سے کود پڑا اور نامہ لیکر سر سے باندھا۔ خلعت پہنکر عرض کیا کہ اس کام کو پہنچا
لیے دام انجام دیگا۔ یہ کہکر چار ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب لشکر نقابدار زمرد پوش روانہ ہوا۔ خبر
نقابدار کو ہوئی کہ فرماسپ بغرض نامہ داری اس طرف آتا ہے چونکہ پردادا فرماسپ کا شاہزادہ
نور الدہر کا رفیق رہ چکا ہے اس لحاظ سے رفیع البخت نے اپنے کئی سرداروں کو برائے استقبال
روانہ کیا۔ وہ لوگ گئے اور فرماسپ کو ساتھ لیکر آئے۔ شاہزادہ رفیع البخت نے اسکے واسطے
ڈنگل پہلے سے بچھوا رکھا تھا جب فرماسپ سامنے آیا سلام کیا۔ شاہزادہ نے بیٹھنے کی اجازت
دی فرماسپ بیٹھ گیا۔ رفیع البخت نے ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب الصالحین بھر کر دیا۔
فرماسپ پی گیا اور کہا کہ یہ شراب تو نہایت لذیذ ہے ہمنے اسطرح کی شراب کبھی نہ پی تھی۔ شاہزادہ
رفیع البخت نے مسکرا کر ارشاد فرمایا کہ یہ شراب نشہ نہیں رکھتی ہے مگر قوت شراب سے زیادہ رکھتی
ہے دوست اہل اسلام یہی شراب پیتے ہیں اور وہ شراب جو عام طور پر رائج ہے اسکو حرام جانتے ہیں نامہ
فرماسپ نے نامہ پیش کیا شاہزادہ نے نامہ کو پڑھا نہایت غصہ آیا۔ جواب تحریر کیا کہ ای ارژنگ
تجھے شرم نہیں آتی کہ دعوائے خداوندی کرتا ہے تیرے باپ اور دادا نے دعوائے خداوندی کیا تو انکا کیا انجام ہوا
اور تو کس فیض کو پہونچیگا۔ حالانکہ اُنکے پاس بڑے سامان تھے تو اس بیہودہ گوئی سے باز آ۔ اور طلسم میرے پاس
ضرور ہے مگر وہ عاشق ہے سہراب بن رستم ثانی پر۔ میں اُسے کیونکر تیرے سپرد کردوں۔ جب وہ تیری
رضامند نہیں۔ تو بھی اُسکا خیال دل سے بھلا دے میں جسکی امانت ہے اُسی کو پہونچا دونگا۔ اگر تجھے اپنے
سرداروں پر دعوی ہو تو طبل بجوا تجھے مقابلہ کرنے میں عذر و انکار نہیں ہے۔ یہ جواب فرماسپ کے سپرد
کیا اور خلعت دیکر رخصت کردیا۔ فرماسپ نے لاکر جواب نامہ کا ارژنگ کو دیا۔ ارژنگ
نے جو مضمون نامہ پڑھا نہایت غصہ میں آیا اور اُسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ۔ فوراً نقارہ
زرنی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی۔ خبر شاہزادہ رفیع البخت کو ہوئی۔ اُنھوں نے بھی
نقارہ زرنی بجوایا۔ دونوں لشکروں میں جنگ کی تیاریاں ہونے لگیں تمام رات تیاری جنگ
میں بسر ہوئی اب وہ وقت آیا نظم

لگے ہونے نظروں سے تارے نہاں ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند	چھپا نور میں جادۂ کہکشاں مسیحا نفس تھی نسیم روان	ہوئی اذان [illegible] اُٹھے لوگ لے کے انگڑائیاں [illegible]

صبح ہوتے ہی دونوں گروہوں نے اپنے اپنے دین و آئین کے موافق رسم عبادت کو ادا کرکے
رخ میدان کارزار کا کیا۔ گھڑی بھر دن چڑھتے چڑھتے دونوں طرف کی فوجیں میدان میں آکر
صف آرا ہو گئیں۔ پھریرے نشانوں کے اڑنے لگے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال
دونوں جانب سے تبردار نکلے اور جھاڑی جھنڈ کاٹ کر میدان کو مثل آئینہ کے صاف کردیا۔
علمبرداروں نے زمین کی بلندی و پستی کی درستی نہایت تیز دستی سے کی سقوں نے آبپاشی کرکے
گرد کو بٹھلایا جسوقت میدان درست ہو چکا تو لشکر ارژنگ سے فرماسپ نکلا اور سامنے تخت
ارژنگ کے آکر اجازت میدان چاہی۔ ارژنگ نے کہا کہ جا تجھکو اپنی دست قدرت کے سپرد کیا
یہ سنکر فرماسپ میدان میں آیا تمام میدان کا دکھاوا پانسرے کے ہاتھ نکالے جسوقت عرق عرق ہولیا
تو ایک مقام پر ٹھہرکر اور دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ اے گروہ خدا پرستان تم میں سے جسکو اپنی
زندگی ناگوار ہو وہ میرے مقابلہ کو نکلے اسلیے کہ ترجمہ میرا پیام قضا ہے بس یہ سنتے ہی لشکر رفیع البخت

سے تہمتن گرد نے پودا باگ کا لیا اور سامنے شاہزادہ کے آکر اجازت میدان مانگی شاہزادہ رفیع البخت
نے فرمایا کہ جاؤ خدا کے سپرد کیا مگر حتی الامکان اسکو قتل نکرنا کہ جوان اچھا ہے اور خود تمکو پیچھے رہنا کہ جو یہ
اسکا بے پناہ ہے تہمتن گرد نے عرض کی کہ اے شہریار میرا بھی یہی قصد ہے کہ اس سے کشتی میں فیصلہ ہو
تو اچھا ہے - یہ کہکر باگ مرکب کی پھیری اور سامنے قرماسپ کے آیا بعد گفتگوے بسیار قرماسپ
نے نیزہ مارا تہمتن گرد نے نیزہ کو قرماسپ کے نیزے پر گانٹھا طعنیں چلنے لگیں رد و بدل ہونے
لگی گویا دو مار سیاہ زبانیں نکالے ہوئے لڑ رہے تھے جب سنان سے سنان لڑتی تھی
شرارے نکلتے تھے بڑی دیر تک نیزہ بازی رہی آخر کام نہ نکلا نوبت بہ اینجا رسید کہ سنانیں بتانیں
نیزوں کی بیکار ہوگئیں ڈانڈیں ہاتھوں سے پھینک دیں قرماسپ نے دوڑ کر ساطور اپنا
آرابے پر سے لیا اور پکارا کہ ای جوان یہ ضرب میری طمانچہ ملک الموت کا ہے اور یہ کہکر اور ساطور کو سر پر
چرخ دیکر تہمتن گرد پر مارا تہمتن گرد بھی رستم وقت ہے جیسے ہی دیکھا کہ ساطور سر پر آتا ہے مرکب کو
اشارہ کیا کہ گھوڑا چمک کر زیر بغل آگیا - تہمتن گرد نے دونوں ہاتھ بڑھا کر بیل کو پکڑ لیا اور جھٹکا مارا
کہ ساطور چھین لوں قرماسپ اپنے زور میں عیال مرکب پر آرہا مگر ساطور نہ چھوڑا اور سنبھل کر
جھٹکا مارا چاہا کہ ساطور چھین لوں مگر تہمتن گرد نے بھی ساطور ہاتھ سے نہ چھوڑا - زور ہونے لگے
مرکب لنگروں کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے قرماسپ نے ساطور ہاتھ سے چھوڑ کر گریبان میں
ہاتھ ڈالدیا تہمتن گرد نے بھی ساطور کو پھینک دیا اور قرماسپ سے دست و گریبان ہوگیا -
زور ہونے لگے - اب تو دونوں لشکروں کے سردار گھوڑے بڑھا بڑھا کر قریب آگئے تماشا کشتی کا
دیکھنے لگے دونوں فیل مست اور اژدر دمان تھے کہ لڑ رہے تھے اگر یہ گیارہ قدم دوڑا لیجاتا تھا
تو وہ بھی اسیقدر پسپا کر دیتا تھا دیکھنے والے ہر چند اندازہ کرتے تھے مگر فرق نہ محسوس ہوتا تھا
یہانتک کہ شام تک کشتی رہی اور مطلب نہ حاصل ہوا شام کو دونوں جانب سے روشنی آگئی
اور دو کاسہ شیر آئے دونوں نے پیے اور پھر لڑنے لگے دم بھر میں سارا دودھ پسینا بنکر نکل گیا
تمام رات بھی وہی حالت رہی دوسرا دن ہوا - کہانتک بیان کیا جاے کہ تین شبانہ روز کشتی رہی
چوتھے روز قرماسپ نے دونوں بازو تہمتن گرد کے پکڑے اور ریل کر پیچھا ہٹا کہ قضا سے کار
و اتفاقات روزگار سے پاؤں تہمتن گرد کا موشخانہ میں جا کر پھنسا ہر چند چاہا لنگر اسی جگہ قائم
کرلوں ممکن نہوا آخر پاؤں تہمتن گرد کا ٹوٹ گیا تہمتن سر سے پاؤں تک زرد ہوگیا اور تھرتھرانے
لگا قرماسپ سمجھ گیا بس لپٹ پڑا اور چاہا کہ باندھ لیجاؤں دیکھا تہمتن گرد نے کہ یہ مجھے اس حالت
میں بھی نہیں چھوڑتا ہے بس کوکھ پر قرماسپ کے ایسا گھونسا مارا کہ قرماسپ بیہوش ہوگیا اور
ادھر تہمتن گرد تعب سے بیہوش ہوگیا - سرداران اژدر تک قرماسپ کو اٹھا لیگئے اور رفیع البخت
اپنے سردار کو اٹھا لائے طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے اور اپنے اپنے قیامگاہ پر آئے
تہمتن گرد کو شفاخانے بھیجدیا اودھر قرماسپ کو پہر بھر کے بعد ہوش آیا - ولیم خان بن لعل خان
نے پوچھا کہ کیا حالت ہے قرماسپ نے کہا اچھا ہوں صرف کوکھ میں درد ہے اگر حریف گھونسا نہ مار دیتا
تو میں اُسے باندھ لاتا - ولیم خان نے کہا اے قرماسپ پاؤں اُسکا بھی ٹوٹ گیا ہے اسی وجہ سے
اُسنے عاجز آکر یہ حرکت کی ورنہ ممکن نہ تھا - اسلیے کہ تہمتن گرد ویسا بہادر ہے - قرماسپ نے کہا کہ پھر طبل
میرے نام پر بجے - ولیم و اسلم نے منع کیا اور کہا کہ تم اپنا علاج کرو جس وقت درد تمہارا دور ہو جائیگا اُس وقت

مقابلہ کرنا ابھی ہم موجود ہیں قرماسیب نے نہ مانا اور اپنے نام پر طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر شاہزادہ
رفیع البخت کو ہوئی کہ قرماسیب نے پھر اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے۔ فرمایا کچھ پروا نہیں خدا نے
بازوئے کبریا سست کہدو کہ ہمارے یہاں بھی کوس حربی بجے اسطرف بھی نقارہ رزمی بجا دونوں لشکروں میں
تیاری جنگ ہونے لگی تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا
ہوئے۔ بعد تیاری میدان نقیب نقابت کرکے ہٹنے ہی تھے کہ قرماسیب نے بودا باگ کا لیا اور
سامنے تخت ارژنگ کے آکر پیادہ ہوا اور اجازت میدان مانگی۔ ارژنگ نے ہاتھ پشت پر رکھا
اور کہا کہ میں نے تجھکو نظر کردہ کیا اب کوئی تیری پشت زمین کو نہ لگا سکیگا۔ جا اور ان خداپرستوں
کا کام تمام کر۔ قرماسیب بہت خوش ہوا لیکن سخت‌نگان نے کہا کہ اے قرماسیب پشت اپنی دھو
ڈال۔ تیرے خداوند میں بوم کی خاصیت ہے اور یہ اثر انکا آیا ہے۔ لقانے بھی جسکو نظر کردہ کیا وہ بہت
جلد زیر ہوکر خداپرستوں کا شریک ہو گیا اور پھر خداوند کا ناطقہ بند کر دیا۔ تیرا پردادا طہماسپ بن
عنقوبیل دیو پر زور بھی پہلے خوب خوب لڑا۔ یہانتک کہ دو مرتبہ صاحبقران اول کو زخمی کیا۔ شیرویہ
بن حمزہ کو جان سے مارا لیکن جب خداوند نے نظر کردہ کیا تو زیر ہوکر حمزہ کا شریک ہو گیا اور ایسا
ایسا لڑا کہ خداوند کا ناطقہ بند کر دیا۔ ارژنگ ان باتوں پر بہت خفا ہوا اور کہا کہ تو اعتقاد بندوں
کے میری طرف سے ضعیف کریگا۔ وہ مصلحت تھی خداوند کی کہ طہماسپ کو غرور ہوا غرور خداوند کو پسند
نہ آیا اُسے زیر کرا دیا۔ علاوہ اسکے جب انھوں نے دیکھا کہ لاکھوں بندوں کا خون ہوگا اور یہ ماننے
والے نہیں ہیں تو خداوند نے خود روپوشی اختیار کی اور ان بندگان سرکش کا مٹانا کہ ارادہ فرمایا تو
خداوندوں کی مصلحت کیا سمجھ سکتا ہے۔ سخت‌نگان نے کہا کہ خیر آج ہی معلوم ہو جائیگا اگر ایسی ہی الٹی
مت خداوند کی ہوا کرتی ہے تو یونہی سہی۔ قرماسیب سلام کرکے پشت مرکب پر بیٹھ کر طرف میدان
جنگ کے آیا اور پکارا کہ اے لقابدار اگر سردار تمھارا مجھے گھونسا نہ مار دیتا تو میں اُسکو باندھ لیجاتا مگر
خیر اُسنے اپنی جان بچائی اور آج میدان میں نہ آیا۔ رفیع البخت نے کہا کہ اے قرماسیب وہ شخص
زیر ہونے والا نہیں ہے اگر بازو اُسکا نہ ٹوٹ جاتا تو معلوم ہوتا یہی وجہ تھی کہ اُسنے تیری کوکھ پر گھونسا
مارا قرماسیب نے کہا خیر جب وہ اچھا ہوگا اُس سے اُسوقت سمجھا جائیگا۔ اب کون ہے جو میرے
مقابلہ کو آئیگا۔ یہ سنکر دیوانہ اسکے مقابلہ کو نکلا۔ اول نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا۔ آخر قرماسیب نے
ساطور مارا کہ دیوانہ زخمی ہوا۔ لوگ دیوانے کو ہٹا لیگئے دوپہر میں قرماسیب کے ہاتھ سے نو سردار
رفیع البخت کے زخمی ہوئے آخر خود شاہزادہ نے قصد کیا۔ تمام علمہائے زمردین جلوہ گری پر
آئے شاہزادہ نے مرکب کو بڑھایا اور شاہزادہ نورالدہر سے اجازت لیکر سامنے قرماسیب
کے آئے قرماسیب نے کہا کہ اے لقابدار بہتر یہ ہے کہ اطاعت خداوند ارژنگ کی اختیار کرو ورنہ
بہت ذلیل ہو گے اب کوئی میرا مقابلہ نہیں کر سکتا اسلیے کہ میں نظر کردہ خداوند ہو چکا ہوں شاہزادہ
رفیع البخت یہ سنکر ہنسے اور فرمایا کہ اے قرماسیب تو طہماسپ سے شخص کا پوتا ہوکر ایسی بیعقلی
کی باتیں کرتا ہے اسکے دادا ستمگر سے تو حمزہ صاحبقران کا کیا کر لیا ہمیشہ لقا پر کھاتا رہا مگر
دال نہ گلی۔ یہ بھی اسی خرنا شخص کا پوتا ہے تیرے دادا نے جسطرح لقا کی اطاعت چھوڑ دی تھی
تجھکو بھی چاہیے کہ اس شیطان کے بہکانے پر نہ آ اور معبود حقیقی کی پرستش کر قرماسیب نے
کہا کہ اے لقابدار بس زبان کو اپنی روک مجھے جو چاہو سو کہو مگر خداوند کی شان میں کلمات سخت نہ کہو

مین حق پسند ہون اگر تم مجھکو زیر کر لوگے تو ظاہر ہو جائیگا کہ خداوند ارژنگ مین کچھ قدرت نہین ہی
مین تمھاری اطاعت اور تمھارے خدا کی پرستش اختیار کرونگا ورنہ تم میری اطاعت اور ارژنگ
کی پرستش قبول کرنا - رفیع البخت نے کہا مجھے منظور ہی اگر تو مجھے زیر کریگا تو بیشک مین تیرا دین
اختیار کرونگا اور تیری اطاعت مین بھی مجھے کچھ عذر و انکار نہوگا - یہ گفتگو سنکر سنگھکان نے کہا کہ لیجیے
قرماسپ سے تو ہاتھ دھو بیٹھے وہ جاتے ہین ارژنگ نے کہا کیا جھک مارتا ہی ادھر قرماسپ اور رفیع البخت مین
نیزہ بازی شروع ہوئی کوئی بائیس طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ رفیع البخت نے نیزہ ہاتھ سے قرماسپ کے ہوائی کیا
نیزہ تو مانند تیر شہاب کے بلند ہو کر زمین پر گرا مگر قرماسپ نیزہ برابر آب حیرت کی حالت مین غرق ہو گیا اور دوڑ کر ساطور
اپنا ارسے پر سے اٹھایا اور سر پر چرخ دیکر سر نقابدار زرد پوش پر مارا - نقابدار نے مرکب کو مرکب سے ملا کر ساطور
کو پکڑ لیا - قرماسپ نے ساطور چھوڑ کر گریبان مین ہاتھ ڈالدیا - رفیع البخت بھی دست و گریبان ہوے
زور ہونے لگے مرکب لنگرون کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے - قرماسپ بھی گھوڑے سے کود ا
رفیع البخت نے بھی زین خالی کیا - کشتی ہونے لگی پانچ شبانہ روز کشتی رہی پانچوان دن قریب
ختم تھا کہ رفیع البخت نے لنگر قرماسپ کا توڑا اور سر سے بلند کرکے زمین پر مارا اور مشکین باندھکر
لاہور تیز گام کے حوالے کیا اور طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گئے ادھر ارژنگ اور جیبر تنگ
نہایت پریشان اور بہت ہی اداس پلٹ کر اپنی بارگاہ مین آئے افسران لشکر نے لباس رزم اتارا
پوشاک بزم پہنی اور حاضر دربار ہوے - دربار مین سناٹا پڑا تھا مثل مشہور ہی کہ افسردہ دل افسردہ
کند انجمنے را - ارژنگ کی افسردگی سے سب افسردہ تھے ادھر تو اسیری قرماسپ کا خیال ادھر
ملکہ ثریا سے سیمتن کی جدائی کا ملال - طرہ اسپر یہ کہ معلوم تھا کہ ملکہ نقابدار کے لشکر مین موجود ہی سی
تا فوج مین آکر اسنے پھر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اب خداوند کو منظور ہی کہ اس نقابدار کو کسی ذلیل
بندے کے ہاتھ سے زک دلوائنگے اسی وقت کوس حربی نوازش مین آیا ہرکارون نے شاہزادہ
رفیع البخت کو اطلاع کی کہ لشکر حریف مین طبل جنگ بجا ہی فرمایا کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے
یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی - اسی وقت یہان بھی طبل جنگی بجا - دونون
لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو اہل اسلام
نے فریضہ سحری کو ادا کیا اور اسلحہ حرب تن پر آراستہ کرکے وعدہ گاہ مصاف مین آئے ادھر
ارژنگ اور جیبر تنگ فوج فراوان ساتھ لیے ہوے میدان مین آکر صف آرا ہوے بعد آراستگی
صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نقابت کرکے ہٹ گئے لشکر کفار سے اسلم خان بن توزج
ارژنگ سے اجازت لیکر میدان مین آیا خوب سلح شوری کی نیزے کے ہاتھ نکالے اور میدان
کا دکھایا جب عرق عرق ہو لیا تو ایک مقام پر ٹھہر کر نیزہ زمین پر گاڑا اور رجز کو آراستہ کرکے پکارا کہ ای
نقابدار سبزپوش آگاہ ہو کہ مین وہ شخص ہون جسکے دادا سے اٹھارہ برس ملک باختر مین صاحبقرانی کی اولاد
اولاد حمزہ اسکا کچھ نہ کر سکی اور میرا جد اعلی وہ شخص ہی کہ جو رستم داستان کہلاتا ہی تمام زمانہ اسکے
زور و جرأت سے آگاہ ہی لیکن چونکہ ایرج نوجوان نے دین آفتاب پرستی کو ترک کرکے اسلام اختیار
کیا اس بنا پر انکے فرزند ارجمند توزج نے انسے انحراف کرکے مقابلے کیے اور وہ خدا پرستون کے
ہاتھ سے قتل ہوے بس ہمکو بھی کد ہوئی کہ نام خدا پرستون کا صفحہ ہستی سے مٹا دین تمکو نصیحتاً
سمجھایا جاتا ہی کہ ملکہ کو ارژنگ بن زمرد شاہی کے پھیر دو اور مذہب خدا پرستی کو ترک کرو تو بہتر ہی ورنہ

میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت نے آواز دی کہ ای اسلم تمکو شرم نہین
آتی کہ جن اجداد کے نام سے اظہار بزرگی کرتے ہو انھین کے مذہب سے مخالفت بھی ظاہر کر رہے ہو
اولاد صاحبقران ہوکر دین صاحبقران سے منحرف اور اپنے عزیزون کے خون کے پیاسے ہو سمجھے
تمپر ہاتھ اٹھاتے شرم آتی ہی تمھارا قتل کرنا اپنے اعضا کا اپنے ہاتھ سے جدا کرنا ہی مگر مجبور ہون کہ تم
ایسا ننگ خاندان کوئی نہوگا۔ مین بھی تمکو ازراہ نیکی سمجھاتا ہون کہ اطاعت سے اس کافر کے باز آؤ اگر
دعواے خون عزیزی ہی تو لڑنے کو مین منع نہین کرتا مگر عاقبت اپنی کیون خراب کرتے ہو کہ دنیا بھی
شہ بالا و رعقبیٰ بھی ہاتھ سے جائے۔ یہ سنکر اسلم نے کہا کہ اے رفیع البخت اگر تمھارا خدا عادل
ہوتا تو میرے باپ دادا قتل نہوتے بس اس بیہودہ گفتگو پر رفیع البخت کو تاب نہ رہی وہین سے
مرکب کی باگ لی اور سامنے اسلم کے ہو نیکر پکارے کہ بس اب تمسے گفتگو بیکار ہی معلوم ہو گیا کہ
قلب تمھارا سیاہ ہی تم کسی طرح راہ پر نہ آؤ گے سبب اسکا وہی خرابی ہی جو تمھاری دادی کی
طرف سے ظہور مین آئی کہ نہ خلاف شریعت تمھاری پیدایش ہوتی نہ تم کافر ہوتے بس یہ سنتے ہی
اسلم سے تاب ضبط نہو سکی اور نیزہ سینہ بکینہ رفیع البخت پر مارا۔ رفیع البخت نے نیزہ کو اسلم
کے اپنے نیزے پر گانٹھا طعنین چلنے لگین نیزہ بازی ہونے لگی بند بند چھٹنے لگے اور کھانے لگے
گھوڑون کی گشت سے جو گرد اڑی تو دونون سوار چھپ گئے اس گرد و غبار مین نیزے اسطرح
چمکار ہے تھے جیسے ابر غلیظ مین کوندا لپکتا ہی دیر تک یہی حالت رہی اک مرتبہ اسی ابر مین سے
اک برق چمک کر بلند ہوئی اور زمین پر گری۔ گرد جو متموج ہوا سے برطرف ہوئی تو دیکھا کہ ڈانڈا
اسلم کے ہاتھ مین ہی سنان نیزہ خاک پر چمک رہی ہی بس اسلم نے غیرت مین آکر ڈانڈا ہاتھ سے
پھینک دی اور تلوار کمر سے کھینچکر رفیع البخت پر وار کیا۔ رفیع البخت نے سپر بلند کی تلوار
اسلم کی سپر کو کاٹ کر دو انگل خود مین در آئی تھی کہ رفیع البخت نے دستانہ مارا تلوار جھٹکا کر
نکل گئی سر محفوظ رہا پس اسی غیظ و غضب مین رفیع البخت نے بھی تلوار ماری اسلم نے سپر کو چہرہ کی
پناہ کیا تلوار نے سپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹا خود کو دو کیا چاہتا تھا اسلم کہ دستانہ ماردن کہ رفیع البخت
نے جھٹکا دیا تلوار تا جگرگاہ اتر گئی اسلم پھڑک کر زمین پر گرا۔ مرتے ہی اسلم کے ویلم کی نگاہون
مین دنیا تیرہ و تار ہو گئی اور تلوار کھینچکر رفیع البخت پر آپڑا اور برسنے لگا رفیع البخت برابر وار
اسکے رد کرتے چلے جاتے ہین کہ اک مرتبہ رفیع البخت نے سپر کی اوجھڑ ماری۔ ویلم کے ہاتھ مین
چوٹ آئی مگر تلوار قبضہ سے نہ چھوٹی۔ ویلم نے پھر تلوار ماری رفیع البخت نے کلائی پکڑ لی اور
دوسرا ہاتھ دراز کرکے بند کمر پکڑ لیا۔ زور کیا۔ کوئی بالشت بھر قاش زین سے ویلم کو بلند کیا ہوگا کہ
گھوڑا ویلم کا بھاگ نکلا۔ ویلم ہاتھ پر بلند ہوا پس اسنے غیرت مین آکے لنگر مارا کمر نہ پٹکا بند
ٹوٹا۔ ویلم زمین پر گرا۔ ارژنگ نے سمجھا کہ ویلم مارا گیا۔ بس اسنے کل لشکر کو اشارہ کیا کہ لینا اسے
نقابدار کو جانے نہ پائے یہ سنتے ہی تمام فوج رفیع البخت پر آپڑی۔ ادھر سے شاہزادہ نورالدہر
بھی کل لشکر کو لیکر آ پڑے تلوار چلنے لگی۔ ویلم نے اک سوار کو مار کر مرکب اسکا اپنے قبضہ مین کیا
اور مرکب پر سوار ہوکر اہل اسلام کو قتل کرتا ہوا رفیع البخت کی طرف چلا۔ قضاے کار راستے مین
نورالدہر سے سامنا ہو گیا۔ ویلم نے نورالدہر پر تلوار ماری۔ نورالدہر نے وار ویلم کا رد
کرکے کمر کا ہاتھ مارا کہ ویلم کے دو ٹکڑے ہوئے۔ یہ دیکھتے ہی ارژنگ نے جنگ سے کہا

کہ اب رنگ لڑائی کا بدطرح ہی کسی حیلہ سے ٹلنا چاہیے ورنہ جان بچانا ان نقابداروں کے ہاتھ سے بہت دشوار ہی۔ جیتر ناگ نے کہا جو آپ کی رائے اسلیے کہ آپ بڑے ہیں۔ سنحتگان سے کہنا کہ تقدیر گریز کو ہمسے پوچھا بیچیے یوں بھاگیے گا تو یہ نقابدار گھیرتے مار ڈالینگے فوج سے کہیے کہ تم جم کر مقابلہ کرو میں تقدیر فتح بنانے جاتا ہوں۔ یہ لوگ نقابداروں کو روکے رہینگے۔ آپ حکم دیجیے کہ کشتیاں تیار ہوں اور بیٹھ کے کشتیوں پر طرف ملک باختر کے روانہ ہو جاتے ہیں نے اک سوداگر کی زبانی سنا ہی کہ ساریق بن لقا بڑے خداوند کے چھوٹے بھائی نے خروج کیا ہی اور سامان خداوندی فراہم کر رہے ہیں وہ آپ کے چچا ہیں آپ کی عزت کرینگے دست شفقت پشت پر رکھینگے۔ یہ سنکر ارژ ناگ اور جیتر ناگ نے کہا کہ رائے اس شیطان کی بہت صحیح ہی غرضکہ اسی وقت کشتیوں کی تیاری کا حکم پہونچ گیا اور کشتیاں تیار ہوئیں لیکن یہاں نقیبوں کو بلا کر سنحتگان نے کہا کہ تمام فوج کو آگاہ کرو کہ خداوند تمہارے واسطے تقدیر فتح بنانے جاتے ہیں تم خوب جم کر مقابلہ کرو اور بزدل نہو۔ یہ سنکر نقیبان بلند آواز نے تمام لشکر کو آگاہ کیا۔ اہل لشکر تو جان لڑا لڑا کے مقابلہ کرنے لگے اور ارژ ناگ و جیتر ناگ مع سنحتگان و دیگر چند رفیقان خاص خاص کشتیوں پر سوار ہو کر راہ دریا سے جانب باختر روانہ ہو گئے۔ یہاں رفیع البخت اور نور الدہر نے لشکر کو پامال کرنا شروع کیا۔ جس پہلوان نے سر کشا ہوا وہ قتل ہوا جسقدر سرداران نامی تھے سب مارے گئے آخر لشکر کے قدم اکھڑ گئے بھاگنے کا قصد کیا مگر لشکر نور الدہر و رفیع البخت نے چار جانب سے گھیر لیا تھا راہ گریز بھی مسدود تھی بس ہر طرف سے صدائے الامان بلند ہوئی۔ رفیع البخت نے فرمایا کہ امان لبشرط ایمان سب نے بخوف جان ایمان قبول کیا۔ رفیع البخت نے ہاتھ روکا اور حکم دیا کہ تلاش کرو ارژ ناگ اور جیتر ناگ کو کہ کہاں گئے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ مکار راہ دریا سے فرار ہو گئے۔ بس یہ سنکر تمام افسران لشکر ارژ ناگ بخدمت شاہزادہ رفیع البخت حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے شہریار عالی وقار پہلے تو ہمیں خوف جان سے ایمان بدلا تھا مگر اب ہم بصدق دل مسلمان ہوتے ہیں ہمیں کلمہ پڑھا دیجیے یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت نے فرمایا کہ سبب اسکا بیان کرو کہ پہلے بکر کیوں کلمہ پڑھا تھا اور اب صدق دل سے کیوں مسلمان ہوتے ہو انھوں نے عرض کی ارژ ناگ و جیتر ناگ نے ہمیں دھوکا دیا کہ ہم تقدیر فتح بنانے جاتے ہیں تم مقابلہ کرو اس بہانے سے حرامزادے بھاگ گئے۔ یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت بہت ہنسے اور سب کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اور بہت کچھ مال و اسباب ہاتھ آیا۔ اب شاہزادہ اس جمعیت کثیر کو اپنے ساتھ لیکر طرف نہ طاق کے روانہ ہوتا ہی لیکن یہاں نشیم

چند کلمے داستان ارژ ناگ و جیتر ناگ کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ بعد کئی روز کے کشتیاں انکی ساحل پر پہونچیں۔ راہ دریا ختم ہوئی۔ اب یہاں سے سوار ہو کر طرف باختر کے چلے تیسرے روز داخلہ باختر میں ہوا۔ خبر ساریق بن لقا کو ہوئی کہ بڑے خداوند کے پوتے خدا پرستوں کے ہاتھ سے شکست کھا کر آتے ہیں بس یہ سنکر ساریق نے ارکین دولت کو برائے استقبال روانہ کیا۔ لوگ آئے اور ارژ ناگ و جیتر ناگ کو استقبال کر کے لیگئے ان دونوں نے ساریق کو سجدہ کیا ساریق نے دونوں کے سر سینے سے لگائے اور کہا

کر تم نہ گھبراؤ میں بہت جلد خروج کرنے والا ہوں تم میرے ساتھ خروج کرکے خدا پرستوں سے خون
حمزہ یزدان کا بدلا لینا۔ ابھی پورا سامان خداوندی فراہم نہیں ہوا ہے۔ یہ کہکے ان دونوں کو تو آسائش
تمام مقیم کیا اور اسی وقت چند حکمنامہ جابجا ساحروں اور عیاروں اور پہلوانوں کو روانہ کیے مضمون
یہ تھا کہ تم سب حاضر خدمت خداوند ہو بہت جلد خداوند خروج کرنے والے ہیں۔ ایات نامہ چند عیار ریچیوں کو
بھیجا کہ یہ اپنے فن میں طاق و مشاق شہرۂ آفاق ہیں انکی عیاریوں کا حال بروقت مقابلہ عیاران
اسلام بیان کیا جائیگا اب انکو تو انتظار ساحران و عیاران میں چھوڑا جاتا ہے اور یہاں سے

چند کلمے داستان سطوت نشان شیر بیشۂ صاحبقرانی یکہ تاز عرصہ کشورستانی صاحبقران زمان یعنے شاہزادہ بدیع الملک نوجوان کے بیان کیے جاتے ہیں۔ مخمس

جب دردمند لاغر مثل غبار اٹھے
مجبور ہو کے بیٹھے بے اختیار اٹھے
وہ بوجھ لیکے کیونکر اک جسم زار اٹھے
مرقد سے بھی کسی کے یوں بیقرار اٹھے
دو چار بار بیٹھے دو چار بار اٹھے

ٹھوکر سے رہروؤں کی مثل غبار اٹھے
جان آگئی دوبارہ بے اختیار اٹھے
اک زلزلہ ہوا جب سب یکبار اٹھے
افتادہ تیرے سرکا کوئے یار اٹھے
دیکھا آگئی قیامت وہ بیقرار اٹھے

یہ بوجھ اور رکھ کر ناکردہ کار اٹھے
کسکو اٹھائے جس سے اپنا نہ بار اٹھے
اک ظلم تازہ کرکے عفلت شعار اٹھے
تربت سے یوں ہماری کچھ سوگوار اٹھے
ہمکو دبا گئے زیر سنگ مزار اٹھے

کیا تم ہو اہل کعبہ یا اہل دیر دیکھیں
تاثیر سوز پنہان اتنی تو خیر دیکھیں
اظہار دوستی کی دشمن بھی سیر دیکھیں
آتو کسی کے تکلیں ایسے کہ غیر دیکھیں
اسطرح آج دودِ شمع مزار اٹھے

یاد بہ بخیر ہر گز بہت منہ ہارتا تھا
کل تک جو کام بگڑا اسکو سنوارتا تھا
سوچیے کہ تم کہاں ہو جو روز کہہ رہا تھا
کوچہ سے اسکے دل تو ہمکو پکارتا تھا
کیونکر نہ آج ہم بھی دل کو پکار اٹھے

ہو خیر یا الٰہی سامان موت کے ہیں
اندا نصیب الفت آفت میں گھر گئے ہیں
پہلے تھا ایک اب دو تا دل بہم ہوئے ہیں
پیکان و درد دل میں باہم پہنچ گئے ہیں
اب بیقرار بیٹھے اب بیقرار اٹھے

عیش و نشاط دل کے سامان ہم جو پائیں
جتنی کمی رہی ہے کیونکر اسے مٹائیں
امکان عیش جو ہیں وہ دل کہاں سے لائیں
میکو ارسیکہ سے ہیں کرتے ہیں یہ دعائیں
یارب ہم طرف سے ابر بہار اٹھے

شیشہ سے کیا رہا ہو عکس پری سما کر
گنبد میں گونجتی ہے آواز تند جا کر

ہوتی ہے قیامت تجلی اس آئینہ میں آ کر
وہ برق وش ہو غائب جب اک جھلک دکھا کر

دل میں جگہ نہ کیونکر پھر بار بار آکے

پہلے تھی کوئی عزت اور ہو گا اب کسیکی
کوئی کرے خوشامد کیوں بے سبب کسیکی
اپنے نگر میں وہ سنتا ہے کب کسیکی
نکلی نہ کوئی حسرت محفل میں جب کسیکی

مایوس ہو کے اٹھے آخر امیدوار آکے

میں دل سے کیا بتاؤں کس انجمن کی باتیں
جو سامنے نہیں ہیں اُس چمن کی باتیں
بیخود ہوں یاد کر کے کسکے دہن کی باتیں
اے ہمنفس ہیں میری دیوانے پن کی باتیں

کیوں پوچھتا ہے مجھسے کسکو پکار اُٹھے

فرقت میں ہیں سراپا درد و الم کی صورت
ہستی وہ ہے ہماری جو ہے عدم کی صورت
دیکھی نہ ہو تو دیکھو بیمار غم کی صورت
وہ ناتواں ہیں بیٹھے نقش قدم کی صورت

اٹھے کبھی تو مثل گرد و غبار اُٹھے

اُف رے جمال جاناں تیری نظارہ سوزی
اب بھی وہی ہے حالت کچھ دیر پہلے جو تھی
دیکھا نہ کچھ تھی گویا یوں دیکھی اک تجلی
غفلت گئی نہ اپنی آیا نہ ہوش کچھ بھی

آنکھوں کے سامنے سے پردے ہزار اٹھے

لو پھر ابر الفت ہر چند سنبھلے رہتے
آدابِ بزم قاتل پورے نہ ہو سکے تھے
پہلو نکال لیتے الزام دینے والے
تابع ہیں درد دل کے جس طرح چاہے رکھے

بے اختیار بیٹھے بے اختیار اٹھے

پہلو نہ آرزو سے کیوں جھجک کر نہ اٹھے
مجبور ہو رہا تھا ایک ایک کے سبب سے
بس میں رہا و ورنہ تھا قابو میں ہم تمہارے
اٹھنے دیا نہ ہرگز اس دل کے بیٹھنے نے

محفل سے اسکے جگر ہم ایسے ہزار اٹھے

یہ داستان جلد ششم آفتاب شجاعت میں اس مقام پر چھوڑی ہے کہ صاحبقران زمان لینے شاہزادہ بدیع الملک نوجوان طلسم نہ طاق فتح کر کے چلے ہیں تو راستے میں سیف جادو ساتھ لشکر شہنشاہ گوہر کلاہ کو اٹھا لے گئے تھے اور قران فیل سوار کے سپرد کر دیا تھا قران فیل سوار نے قصد قتل کیا تھا کہ رستم فیل سوار کام میں مخل ہوا۔ شاہزادہ نے قید توڑ کر قران فیل سوار کو زیر کیا اور مسلمان کر کے ہمراہ لیا۔ یہ خبر سیف جادو کو ہوئی اُسنے آکر راہ روکی۔ خواجہ خضران نے عیاری کر کے سیف جادو کو مارا اور شہنشاہ گوہر کلاہ آکر صاحبقران سے ملے۔ صاحبقران کوچ کر کے بیابان گردباد میں پہونچے اور برائے دریافت حال خواجہ خضران کو روانہ کیا۔ خضران بشکل درویش مقبرہ درویش ریاضت کش میں پہنچا اور بفن عیاری سب کو مرید کیا اور ملکہ رضیہ خاتون وزیرزادی سے کل کیفیت بیابان کی دریافت ہوئی اور تصویر ملکہ ماہ قلندری کی ہاتھ آئی رضیہ تو انتظام عرس کر کے خبر دینے کی غرض سے ملکہ کی خدمت میں گئی اور خواجہ خضران اس بہانے سے چلے کہ میں اک ضرورت سے جاتا ہوں مگر تم یہیں موجود رہیو لوگ فقیر باکمال سمجھے ہی ہوئے تھے انتظار میں بیٹھے رہے اور خواجہ خضران تصویر ماہ قلندری لیے ہوئے خدمت صاحبقران میں حاضر ہوئے۔ امیر انتظار خضران میں سخت پریشان اور دل میں پشیمان تھے کہ میں نے ناحق خضران

براے دریافت حال روانہ کیا مقام خطرناک ہے نہیں معلوم اُس یار صادق پر کیا گذری اسی تردد
مین تھے کہ خواجہ خضران نمودار ہوے۔ صاحبقران کو سلام کیا۔ امیر نے فرمایا کہ خواجہ کیا خبر لائے
خضران نے جواب دیا کہ ایسی خبر لایا ہوں جس سے زیادہ خوشی کی خبر ہو نہین سکتی۔ صاحبقران
نے فرمایا کہ بیان کرو بڑی خوشخبری تو یہ ہے کہ تم زندہ و سالم پہنچے۔ خضران نے عرض کی کہ غلام کو کوئی
ایسا صدمہ کا بتایا ہوا نہیں ہے کہ جسکا جی چاہے کھالے۔ یہ کہکر تصویر ماہ قلندری کی پیش کی۔ صاحبقران
نے تصویر دیکھکر فرمایا کہ او ظالم ارے یہ کون ہے اور تصویر اسکی کیونکر تیرے ہاتھ آئی۔ خضران نے
کہا کہ یا صاحبقران یہ اک مصور کا کمال ہے۔ اُسنے تصویر خیالی کھینچی ہے ورنہ یہ اوصاف کسی انسان مین
کہان کہ یہ صفت موصوف ہو۔ صاحبقران نے فرمایا کہ ارے یہ تو نہ کہہ میرے سر کی قسم سچ بتا۔
خضران نے عرض کی کہ یا صاحبقران یہ تصویر ملکہ ماہ قلندری کی ہے جو اس مقام کی بادشاہ ہے
یہ دختر ہے درویش ریاضت کش کی۔ بار کُشان جادو اسپر عاشق ہے اُسی کے لیے اُسنے یہ غبار
گرد باد بنایا ہے اور شرط اُسکی یہ ہے کہ جو لقا بیدار خاکی پوش کو زیر کرے وہ ملکہ کا شوہر ہو۔ بہت سے
عاشق ملکہ کے خاکی پوش کے ہاتھ سے مارے گئے بلکہ سال بھر کے بعد اپنے باپ کا عرس کرتی
ہے اور اُس عرس مین لباس عروسی پہنکر شریک ہوتی ہے آخر مین مزار عاشقان پر جاکر فاتحہ پڑھکر
روتی ہے۔ مجھسے اور اُسکی وزیرزادی رشیدہ خاتون سے ملاقات ہوئی تھی اُسنے یہ سب کیفیت بیان
کی اور اُسکو بھی ملکہ کی جوانی کا بہت رنج ہے اور کیون نہو وہ تو ملکہ کی تنخواہ دار ہے۔ اصل تو یہ ہے کہ ایسی
حسینہ و جمیلہ کے حسن کی بربادی کا کسکو رنج نہوگا بلکہ اسی رنج مین رشیدہ خاتون نے بھی اپنی شادی
منظور نہ کی۔ ارے بدیع الملک رشیدہ کیا غضب کی عورت ہے۔ صاحبقران نے فرمایا کہ اے
خضران مجھے کسی طرح ماہ قلندری کو دکھا دے۔ خضران نے کہا کہ مشکل ہے وہان کوئی جا نہین سکتا
گرد مقبرہ کے حصار گرد و غبار ہے مین تو بادھری باندھ کر اُس گرد کو پھاندکر چلا گیا تھا کیونکر لیجاؤنگا
صاحبقران نے فرمایا کہ جس طرح ممکن ہو مجھے لیچل۔ خضران نے کہا کہ یہ میرے امکان مین ہے کہ
کہو تو زنبیل مین ڈال لون۔ فرمایا استغفر اللہ اے خضران کیا تجھے یہ منظور ہوگا کہ صاحبقران
اول عقابین پر پھنسے گئے ہین تو عمر کئی بار صاحبقران کے پاس آیا اور کہا کہ زنبیل مین ڈالکر نکال
لیچلون۔ صاحبقران نے منظور نکیا اور اپنی پریشانی سہی۔ آخر جب وقت رہائی آیا جبھی چھوٹے
مگر یہ ایسی ذلت کی رہائی تھی جس سے قید کی سختی کو بہتر جانا۔ اب مین کہ تو اُسی عہدہ صاحبقرانی
پر فائز ہون پھر کسطرح گوارا کرون باوصفیکہ قید بھی نہین ہون ایک عورت کے شوق مین اُو
اسطرح جاؤن یہ نہین ہو سکتا کوئی اور تدبیر بتاؤ۔ خضران نے عرض کی کہ تدبیر تو اور بھی ہے لیکن
اُسمین روپیہ کا بہت صرف ہے تمسے دیا نہ جائیگا۔ فرمایا مین دونگا۔ خضران نے کہا کہو تو اک تخت
کرایہ کا منگاؤن اُسمین یہ صفت ہے کہ دو جن اُس تخت کو اُٹھا کر لیجاتے ہین۔ دیکھنے مین وہ تخت
خود بخود بلند ہوتا ہے کہو تو منگواؤن۔ فرمایا کہ ضرور منگاؤ۔ اُسی وقت خواجہ خضران نے تخت زنبیل
سے نکالا اور اُسمین طاؤس نصب ہیے کہ جسوقت تخت اُڑتا ہے تو معلوم ہو کہ طاؤس اُڑکے لیے جاتے
ہین۔ پایہ اُسکے تخت پر چڑھی حضرت داؤد کی کمند آویزان سے باندھکر اُسکو آراستہ کیا
آرایش منڈھی کی قابل دید تھی۔ چہار جانب جھالر موتیون کی نصب تھی اور قندیلین
آویزان تھے جواہر بیش بہا ستونون مین نصب تھا۔ صاحبقران یہ سامان دیکھکر نہایت خوش ہوے

فرمایا کہ خواجہ یہ تو عجیب چیز تمنے نکالی خضران نے کہا کہ یہ چیز کیا ہی روپیہ عجیب چیز ہی جسکی بدولت سے
ایسی چیزین ہاتھ آتی ہین کرایہ بھی لو تو اسکا ایک ہزار روپیہ ہی۔ صاحبقران نے فرمایا کہ یہ بھی کسیکا مال ہی
جو ایک ہزار روپیہ روزانہ کے حساب سے لیتا ہی خضران نے کہا کہ حضرت داؤد کا یہ مال ہی مین بیچارہ
تو آٹھوین حصے کا مالک ہون سب رقم تو صاحب مال کو چلی جاتی ہی طفیل اپنا کرایہ آپ ہضم کر جاتی ہی
جال الیاس کا کرایہ دریا مین ڈالدیا جاتا ہی۔ صاحبقران نے انگشت بدندان ہوکر فرمایا کہ
اسے مرد عزیز بزرگون پر کیون تہمت رکھتا ہی۔ خضران نے کہا کہ میرا مال ہوتا تو مین اُسے صرف
نکرتا کم کیا جانو دادا صاحب کو بھی لوگ یہی خیال کیے ہوے تھے کہ بڑے مالدار اور قارون وقت
ہین اسی طرح کے خیالات والد ماجد کے متعلق رہے اب مجکو تو سب سے زیادہ مالدار تصور
کرتے ہین کہ تین آدمیون کی جمع کی ہوئی دولت اسکے پاس ہی اگر یہ دولت میری دولت ہوتی تو اپنے
مصرف مین نہ لاتا تکلیف کیون اُٹھاتا۔ غرضکہ جب سب سامان تیار ہوگیا تو خضران نے کہا کہ بسم اللہ
تشریف لیچلیے مگر ساتھ جاہ و حشم کے چلنا ناممکن ہی۔ چلنا ہوگا تو تنہا اور فقیری بھیس مین۔
بدیع الملک ایسے مشتاق ہو رہے تھے کہ منظور کیا۔ مگر فرمایا کہ تم میرے بالکے ہوگے یا مجھے بناؤگے
خضران نے کہا کہ میری مجال ہی کہ آپ کو بالکا بناؤن مگر مرشد بھی نہین بنا سکتا اسلیے کہ آپ رموز
فقیری سے پورے طور پر آگاہ نہین ہین ہان یہ تدبیر اچھی ہی کہ مین یہ کہون کہ یہ میرے مرشد زادے
ہین جنکا مین مرید ہون یہ اُنکے فرزند ہین۔ یہ سُنکر بدیع الملک کچھ شرما سے گئے کہ خضران نے
فقیری لوازمہ ہر کی تصویر نکال کر پیش کی اور کہا کہ اسمین شرمانا بیکار ہی یہ تو تمھاری خاندانی بات ہی
پہلے تمھارے دادا ملک باختر مین فقیر بنے اور رفتہ رفتہ ملکہ گوہر ملک سے ملنے کی صورت نکلی بعد
اُنکے تمھارے والد شاہزادہ نورالدہر ملکہ جواہر پری کے عشق مین فقیر بنکر رہے اور جواہر پری
کا علاج کیا۔ بعد اُسکے حال کھلا اور عقد ہوا۔ ایسا کچھ سمجھایا بجھایا کہ بدیع الملک خضران کے کہنے
مین آگئے اور فرمایا کہ جسطرح چاہو لیچلو۔ خضران نے کچھ موتی جلا لیے اور راکھ اُنکے چہرہ پر مل دی
اور مالے گلے مین ڈالدیے۔ شنجرفی کرتا پہنایا نیلی تہمت بندھوائی گیسو بٹے کیا ادھر اُدھر تبدیل
ہیئت بدلنے کی ضرورت نہ تھی اسلیے کہ انکا کوئی پہچاننے والا تو وہان تھا ہی نہین۔ اسپ شاہزادہ
بدیع الملک سب سے رخصت ہوسکے اور حکم دیا کہ میری واپسی کے زمانہ تک لشکر اسی مقام پر
قیام پذیر رہے اور آکر تخت پر متمکن ہوے خضران بھی برابر آکے بیٹھا۔ تخت کو اشارہ کیا
کہ بحکم پروردگار یہان سے جزیرہ درویش ریاضت کش پر چل۔ فوراً وہ تخت اُڑکر بلند ہوا اور رواں
جزیرہ درویش ریاضت کش روانہ ہوا۔ وہان بالکے منتظر تھے کہ شاہ صاحب نہین معلوم کہان
گئے ہین جو ابھی تک واپس نہین آئے۔ افسوس ایسا صاحب کمال درویش آکر چلا گیا ہمنے اُسکے
ساتھ گستاخی و بے ادبی کی کچھ اُسکی قدر نہ کی۔ یہ اسی پشیمانی مین بیٹھے تھے کہ دیکھا جانب
آسمان سے ایک تخت اُترتا ہوا چلا آتا ہی بالاے تخت ایک نگیرہ زربفتی کھنچا ہوا ہی گرد بڑے
بڑے موتیون کی جھالر لٹک رہی ہی چارون چوبین جواہر نگار ہین چار طاؤس زرین بال
تخت کو اُٹھائے ہوے ہین اور دو درویش اندر اُس نگیرہ کے بیٹھے ہوے ہین۔ جب وہ
تخت نیچا ہوا تو اُن لوگون نے خضران کو پہچانا کہ یہ تو وہی درویش معلوم ہوتے ہین مگر
نہین معلوم کہ یہ دوسرے درویش کون ہین جنکو اپنے ساتھ لائے ہین معلوم ہوتا ہی کہ ایک فنا

جلوہ گر ہوا تھے ہین تخت نیچا ہوکر زمین پر اُترا اور شاہ صاحب نے قدم منڈھی سے نکالے لوگون نے دوڑکر قدم لیے خضران نے بلند ٹھونگی اور دعا دی۔ اُن لوگون نے پوچھا کہ آپ کہان تشریف لیگئے تھے اور یہ کون بزرگ آپکے ساتھ تشریف لائے ہین خضران نے کہا کہ یہ میرے مرشدزادے ہین مہتاب شاہ انکا نام ہے مین انھین کے لینے کو گیا ہوا تھا صورت بدیع الملک کی دیکھکر لوگ وجد کرنے لگے کہ ایسے حسین فقیر بھی ہوتے ہین غرضکہ خواجہ خضران نے اک مقام علٰحدہ تجویز کرکے قیام کیا اور دونون فقیر آسن جماکر بیٹھے۔ تنہائی کے وقت خضران بدیع الملک کو فقیرون کی اصطلاحین تعلیم کرتا رہتا تھا اور بعض بعض وقت باتین کرنا بھی تھا تو جہان بدیع الملک بھولتے تھے خضران کہتا تھا کہ اسوقت مین ذرا بھی رعایت نکرونگا اسلیے کہ تمھارا استاد ہون اگر اسی طرح بھولگے تو سارا بھید کھل جائیگا بنا کھیل بگڑ جائیگا۔ بدیع الملک اسکی صورت دیکھکر رہجاتے تھے۔ القصہ اب وہ دن آیا کہ سامان عرس درست ہوا اور سواری ماہ قلندری کی نہایت جاہ وحشم کے ساتھ آکر پہونچی بارگاہ ملکہ کی برپا ہوئی۔ ملکہ رضیہ خاتون وزیرزادی منتظم تھی۔ اسکی خوش انتظامی پر بدیع الملک نے آفرین کی اور صورت ماہ قلندری کی دیکھکر تو محو ہوگئے اور یہ زبان پر آیا

شگفتہ ہین رنگ رنگ کی کیٹرے بہار کے	انسان پھول ہین چمن روزگار کے

واقع مین کرایا تک کی صورت دوسرے سے نہین ملتی اور پھر اعضا وہی ہین انھین اعضا کی ترکیب مین کیا کیا حسن اور کیا کیا خوبیان دیکھنے مین آتی ہین ہزار ہا حسین نظر سے گزرے مگر ایسی حسین عورت بھی نہین دیکھی۔ بدیع الملک ہمہ تن محو تھے اور خضران رضیہ خاتون کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا اور مرا جاتا تھا کہ اگر یہ میرے ہاتھ آجائے تو لطف زندگی حاصل ہو۔ الغرض جب سواری ملکہ کی اُتر چکی تو ملکہ نے رضیہ خاتون سے کہا کہ تمنے جس فقیر کی مجھسے تعریف کی تھی کہ وہ بڑا صاحب کمال ہے دریافت تو کرو کہ وہ ہے یا کہین چلا گیا۔ رضیہ خاتون نے لوگون سے پوچھا انھون نے بیان کیا کہ بعد آپکے تشریف لیجانے کے شاہ صاحب بھی کہین چلے گئے تھے مگر آپکے آنے سے پہلے آبھی گئے ہین اور اپنے اک اور فقیر کو اپنے ہمراہ لائے ہین کہ نہ ایسا فقیر دیکھا نہ سنا۔ مہتاب شاہ نام اسم بامسمّٰی ہے حقیقت یہ ہے کہ چاند مین دھبا ہے اور اُسمین دھبا نہین ہے۔ یہ سُنکر رضیہ خاتون کو اور اشتیاق ہوا ملکہ سے جاکر عرض کی۔ ملکہ بھی مشتاق ہوئی اور فرمایا کہ مین خود جلونگی کہ میرے باپ کا حکم تھا کہ درویش کی ہمیشہ تعظیم کرنا کبھی چشم حقارت سے انکو نہ دیکھنا اسلیے کہ گو تم اسوقت مالک تخت وتاج ہو مگر تم بھی اک فقیر کی دختر ہو اور اُسی فقیری کی بدولت یہ تاج وتخت ہاتھ آیا ہے غرضکہ خواصون کو ساتھ لیا اور رضیہ خاتون کا ہاتھ پکڑے ہوے خضران کے منڈھی کا راستہ لیا یہ دیکھکر خضران نے بدیع الملک سے کہا کہ لیے ہوشیار ہو جائیے ملکہ آتی ہے۔ بدیع الملک یہ سنتے ہی بسبب خوشی کے گھبرا گئے اور خضران نے زنبیل مین ہاتھ ڈال ڈال کر نکالا رکابیان نکالین کہ ہاتھون مین اُنکے گلدستے اور رکابیان طلائی جواہر نگار تھین کوئی میوہ پھل لیے ہوے تھی اور آگے منڈھی کے فرش نہایت پرتکلف بچھوا کر کرسیان جواہر نگار رکھوا دین۔ ایک کرسی پر آپ جلوہ گر ہوے ایک پر بدیع الملک رونق افروز ہوے اور چند کرسیان خالی چھوڑ دین جنمین ایک کرسی نہایت پرتکلف ملکہ کے واسطے ایک اُس سے کم درجہ کی رضیہ خاتون کے لیے اور باقی معمولی درجہ کی مگر پرتکلف وہ بھی اور سہیلیون کے لیے۔ اتنے مین ملکہ مع رضیہ خاتون آکر بیٹھی۔ شاہ صاحب سے

یا اللہ ہوئی کہ ماہ قلندری کی نظر جو جہتاب شاہ پر پڑی محو جمال ہوگئی اور جہتاب شاہ بھی
ہمہ تن محو ہوگئے۔ رضیہ خاتون نے اسرار شاہ یعنے خضران سے کہا کہ کچھ اوصاف ان
شاہ صاحب کے بھی بیان کیجیے۔ خضران نے کہا کہ یہ میرے مرشد کے بیٹے ہیں تمہارے جانے
کے بعد میں انھیں کے لینے کو چلا گیا تھا تمکو اپنی ملکہ کے حسن پر بہت گھمنڈ تھا اور یہ سمجھا تھا کہ دنیا
میں عورتوں میں ایسی حسین عورتیں کم پیدا ہوئی ہونگی مجھے بھی اپنے مرشدزادے پر ناز ہی کہ مردوں
میں ایسے حسین کم ہوتے ہونگے۔ رضیہ خاتون نے کہا بیشک قول آپ کا سچا ہی لیکن اُسکے چھپکے
سے ماہ قلندری کے کان میں کہا کہ اے ملکہ جسکے باپ کا لڑکا ایسا صاحب جمال ہو وہ کیسا کامل
ہوگا۔ ذرا فقیر سے لگاوٹ کی باتیں کرو شاید مطلب تمہارا حاصل ہوجائے اور نقابدار خاکی پوش
پر کوئی بلا نازل ہو۔ یہ جوانی تمہاری مفت برباد ہوئی جاتی ہی۔ ملکہ ماہ قلندری نے کہا کہ تو مجھ
چھیڑ چھاڑ کر موقع ہوگا تو میں بھی بول اُٹھونگی دل میں تو ماہ قلندری شیفتہ جمال ہوہی چکی
تھی اب اور بھی سیماب بر آتش کی کیفیت ہوگئی۔ رضیہ خاتون نے جہتاب شاہ کی طرف دیکھکر
کہا کہ آپکا سن تو ابھی جوگ رمانے کا نہ تھا یہ کیسے آپ نے دنیا کو ترک کیا دیکھیے ہماری ملکہ
بھی درویش کی دختر نیک اختر ہیں مگر انھوں نے تو دل سے دنیا کو ترک نہیں کیا ہی۔ جب وقت
ترک آئیگا تو ترک کرینگی۔ لیکن انکی قسمت نے انکو لذت دنیا سے محروم کر رکھا ہی کہ نہ شادی کر سکتی
ہیں نہ کسی سے مل جل سکتی ہیں کہنے کو ملکہ ہیں مگر مثل قیدیوں کے اس مقام پر ہیں۔ بلاکشان
جادو اک ساحر ہی کہ اُسنے نقابدار خاکی پوش کو اسی کام پر متعین کیا ہی کہ جو شخص ملکہ کا خواستگار
ہو کر آئے اُسکو نقابدار قتل کرے۔ سیکڑوں شاہ و شہریار پروانہ شمع جمال ہوکر آئے اور
آتش غم سے جلکر کباب ہوئے۔ عرس کے آخری روز یہ حقیقت آپ پر اچھی طرح کھل جائیگی
جس وقت ملکہ لباس عروسی پہنکر مزار عاشقان پر جائینگی اُس وقت یہ برپا ہوتا ہی کہ نقابدار خاکی پوش
اگر اسطرح میلے کو برہم کرتا ہی کہ ملکہ جی بھرکے رونے بھی نہیں پاتی۔ اگر ہوسکے تو یہ بھی کار ثواب ہی کہ
کسی طرح اُس نقابدار کے ظلم سے ملکہ کو بچائیے اور جسکے ساتھ مناسب جانیے انکا عقد کر دیجیے
کہ انکا شباب خاک میں مل رہا ہی۔ اور بہتر تو یہ ہی کہ ابھی آپ بھی ترک دنیا نہ کیجیے جب وقت
پیری آئیگا تو دیکھا جائیگا۔ یہ سنکر شاہ صاحب مسکرائے اور فرمایا کہ میں تو تارک دنیا ہوچکا
ہوں اگر دنیادار ہوتا تو ملکہ سے بڑھکر کون عورت ہوگی۔ خوشا نصیب اُسکے جسکو ایسی بی بی ملے رہا
نقابدار خاکی پوش کا انتظام خدا اُس بدسرشت کو غارت کریگا مثل مشہور ہی کہ ہر فرعون را موسے۔
اس ظلم کا بدلہ اسکو بہت جلد ملجائیگا۔ ظالم کا زمانہ بہت کم رہتا ہی۔ یہ باتیں سنکر ماہ قلندری سے
ضبط نہو سکا جھلاکے بولی کہ آپکے باپ بھی تو فقیر تھے آخر پھر آپ کیونکر پیدا ہوئے اگر وہ جوانی ہی
میں تارک دنیا ہو لیتے تو آپ کیونکر پیدا ہوتے ترک دنیا سے یہ مطلب نہیں ہی کہ قطع نسل ہی کرد
یہ سنکر بدیع الملک سے کوئی جواب نہ بنا گردن جھکالی اور خضران مسکرایا کہا کیوں مرشدزاد
جواب کیوں نہیں دیتے۔ رضیہ خاتون ایک ہی چنچل تھی بولی کہ انکا خاموشی نیم رضا معلوم ہوتا ہی
کہ راضی ہیں جو چپ ہو رہے۔ اسرار شاہ نے بھی کہا کہ مضائقہ کیا ہی تمہاری مرشدزادی ہی اور
مرشدزادہ۔ اب بدیع الملک نے چپکے سے خضران سے اشارہ کیا کہ سامان دعوت مہیا کرو
خضران نے اُسی وقت اُٹھکر اک گوشہ میں جاکر زنبیل سے چند کہنہ ان پر جمال کو نکالا۔ انھوں نے جلد جلد

قناتیں لگا کر آن واحد میں اک کمرہ کی شکل بنادی اور وہاں دسترخوان بچھا کر تمام زمانے کی نعمتیں
چن دیں۔ ہر ہر ملک کے باورچیوں کے ہاتھ کے نفیس کھانے لگائے گئے جب دسترخوان چنا
جا چکا تو آکر بدیع الملک سے اشارہ کیا کہ مرشد زادے خاصہ تیار ہے۔ بدیع الملک نے ملکہ کی طرف
دیکھ کر ارشاد کیا کہ آج ہماری دعوت قبول کرو ملکہ نے شرما کر گردن جھکالی اور کہا کہ یہ منصب تو میرا تھا
کہ میں دعوت کرتی اسلیے کہ آپ میرے مہمان تھے نہ کہ الٹی میں دعوت کھاؤں مگر کیا کروں کہ رد دعوت
مناسب نہیں اور آپ کے رنجیدہ ہونے کا بھی خیال ہے۔ یہ کہکر اٹھ کھڑی ہوئی۔ سب آکر دسترخوان
پر بیٹھے۔ دیکھا تو عجیب عجیب قسم کے کھانے چنے ہوئے ہیں کہ کبھی نہ دیکھے نہ سنے نہ کھائے۔
سب نے ملکر کھانا کھایا اور بہت تعریف کی کہ پکانے والے دکھائی نہیں دیتے اور کھانے اتنے
قسم کے گرم گرم موجود ہو گئے۔ واقع میں یہ فقیر بڑے صاحب کشف و کرامات ہیں جتنی دیر میں
یہاں سب نے کھانا کھایا اتنی دیر میں بارگاہ تیار ہو گئی کھانے کے کمرہ سے جو سب باہر نکلے تو
دیکھا کہ بارگاہ آراستہ ہے قوال اور گائنیں موجود ہیں کوئی مصر کا قوال ہے کوئی عدن کا کوئی فارس
کا کوئی ہندوستان کا۔ غرضکہ ہر مقام کے گانے والے موجود تھے ملکہ کے ہوش اڑ گئے کہ
یہ سب کہاں سے آ گئے اور اتنی جلد یہ بارگاہ کہاں سے آکے برپا ہو گئی۔ مہتاب شاہ
نے ملکہ سے کہا کہ آج کا جشن ہماری [تشریف لانے] کی خوشی میں ہے شرکت اس جشن کی لازم ہے۔ ملکہ نے
بسر و چشم منظور کیا مہتاب شاہ درمیان ملکہ ماہ قلندری و رضیہ خاتون و اسرار شاہ آکر مسند
پر بیٹھے۔ قوالوں کو یکے بعد دیگرے حکم ملا۔ انھوں نے گانا شروع کیا آواز ساز بلند ہوئی۔ رضیہ خاتون
نے چپکے سے ملکہ کے کان میں کہا کہ یہ خبریں جو تمہارے ابا کی [پوشش] کو پہونچینگی تو نہیں معلوم کیا
قیامت برپا کریگا۔ ماہ قلندری نے کہا اس سے زیادہ کیا کر سکتا ہے کہ قتل کر ڈالیگا تو اس بے لطفی
کی زندگی سے مرنا بہتر۔ نہیں ہونگی نہ یہ بندگان خدا قتل ہونگے۔ ملکہ ماہ قلندری اور رضیہ خاتون
میں یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اک قوال نے یہ غزل عبرت آگیں شروع کی۔ غزل

آرام کے تھے ساتھی کیا کیا۔ جب وقت پڑا تو کوئی نہیں
سب دوست ہیں اپنے مطلب کے دنیا میں کسی کا کوئی نہیں
گلگشت میں دامن منھ پہ نہ لو۔ نرگس سے حیا کیا ہے تم کو
اس آنکھ سے پردا کرتے ہو جس آنکھ میں پردا کوئی نہیں
ہے لطف اس سے نہ عناد اس سے مجذوب کی بڑھیں قول ہے
جو منھ میں آیا کہہ بیٹھے اور دل میں ارادہ کوئی نہیں
ہر ایک نمائش کو دیکھا جھپکی جو پلک کچھ بھی تو نہ تھا
دنیا ہے حباب مجسم فنا اس دم کا بھروسا کوئی نہیں
جو باغ تھا گل پھولوں سے بھرا اٹکھیلیوں سے چلتی تھی صبا
اب سنبل و گل کا ذکر تو کیا خاک اڑتی ہے اس جا کوئی نہیں
آئینہ و ساغر باہم حیرت میں ہے دل آنکھیں پرنم
یاد آتے ہیں اسکندر و جم۔ اب محو تماشا کوئی نہیں
جب بند ہوئیں آنکھیں تو کھلا۔ وہ دور تو تھا سارا جھگڑا

تخت اسکا اب ہے نہ تاج اُسکا ۔ اسکندر و دارا کوئی نہیں
جو اونچے مکانوں والے تھے سب خاک کے نیچے جا کے چھپے
رہتے تھے جہاں ہر دم جلسے ۔ اب دیکھو تو اُسکا کوئی نہیں
کل جنکو اندھیرے سے تھا حسد رہتا تھا چراغاں پیش نظر
اک شمع جلا دے تربت پر جز داغ اب اپنا کوئی نہیں
بیٹھے ہیں کہاں اہل مسند آغاز وہ کچھ انجام یہ ہے +
یا بزم طرب یا کنج لحد یا وہ مجمع یا کوئی نہیں + +
تمثال جہان معشوق جو تھے سونے ہیں پڑے مرقد انکے
یا مرنے والے لاکھوں تھے یا رونے والا کوئی نہیں
اے آرزو اسکا فخر نہ کر گو شعر کا فن ہے نازک تر
اس کام میں کیوں کی عمر بسر جسکا کہ نتیجہ کوئی نہیں

یہ اشعار عبرت آثار سنکر اہل محفل پر وہ حالت طاری ہوئی کہ ہچکیاں مار مار کر رونے لگے تصویر بے ثباتی دنیا کی آنکھوں کے نیچے پھر گئی۔ اُدھر تو شاہزادہ بدیع الملک فقیری لباس میں بیٹھے ہوئے رو رہے تھے اسوقت وہ لوگ یاد آرہے تھے جو آنکھوں کے سامنے چلتے پھرتے غائب ہو گئے تھے۔ اِدھر ملکہ ماہ قلندری کے پھول سے رخساروں پر جو اشک حسرت بہکر آ گئے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گلاب پر شبنم آب پاشی کر رہی ہے بے اختیار یہ شعر زبان پر آیا

پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے
حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بے کھلے مرجھا گئے

ہائے ہم بھی ابھی جوانی کو کیا یاد کرینگے جیسے بچپنا ویسی جوانی۔ اسی طرح بوڑھے ہو جائینگے ہر سامان سمجھے نہ تھا دونوں ہر سے ملکہ بچپنا تو ایسی نامراد جوانی سے ہزار درجہ اچھا کہ کسی بات کی تمیز ہی نہیں ہوتی ہے اب تو سب کچھ سمجھتے ہیں ۔ غرضکہ عجب حالت طاری ہوئی کہ بزم نشاط بزم ماتم ہو گئی اسی حالت میں صبح ہو گئی ہر رنگ محفل دگرگون ہوا۔ اس صحبت کی برہمی نے ایسا اثر کیا کہ بزم انجم میں بھی ابتری ہوئی مشعل ماہ گل ہوئی۔ ملکہ ماہ قلندری بدیع الملک سے رخصت ہوئی اور شاہزادہ کو عرس کی دعوت دی۔ بدیع الملک نے قبول کیا اسی دن کی شام سے عرس تھا۔ مقبرہ کی آرایش بیان سے باہر ہے۔ چراغاں کا لطف چراغان فلک پہ چشمک زن تھا۔ سامنے قبر کے اک نگیرہ زرتار چوبین جسکی جواہر نگار کھنچا ہوا تھا نیچے مسند پر تکلف بچھی تھی پہلے ملکہ ماہ قلندری آکر مسند پر جلوہ گر ہوئی بعد اسکے اور امرا و رؤسا آ کر جمع ہونے لگے۔ ملکہ رقیہ خاتون مصروف انتظام تھی قوال جابجا حجروں میں اُترے ہوئے تھے۔ آج کی شب جن لوگوں کو حکم ملا تھا وہ حاضر ہوئے تھے۔ اپنے ساز لیے ہوئے مستعد بیٹھے تھے جب وقت نماز مغرب کا گزر چکا تو گانا شروع ہوا۔ قریب دس بجے کے شاہزادہ بدیع الملک مہتاب شاہ بنے ہوئے مع خواجہ خضر ان تشریف لائے ایک غزل مخمس قوالی پر ایک صحبت ہو اور وقت مناسب پر ملکہ سے رخصت ہو کر اپنے جائے قیام پر تشریف لے آئے تین روز تک برابر صحبت غنا رہی خوب خوب قوال گائے روز آخر چہاندے اور مٹھائی تقسیم ہوئی۔ بدیع الملک کا حصہ نہایت تکلف کے ساتھ آیا۔ اب آج ملکہ نے لباس عروسی زیب تن فرمایا

اور اپنے کو مثل عروس شب اول آراستہ کر کے سہیلیون کو ساتھ لیا اور مزار عاشقان کی
طرف متوجہ ہوئی ایک ایک قبر پر فاتحہ پڑھتی تھی اور روتی تھی۔ دیکھنے والے بیتاب و بیقرار
ہوے جاتے تھے۔ ملکہ کی زبان پر یہ شعر عبرت آگین تھا ؎ کیسی نیند آگئی الٰہی مسافران
رہ عدم کو۔ کچھ ایسا سوے کہ پھر نہ جاگے تھکے ہم انکو جگا جگا کر۔ ملکہ کی آہ وزاری سے پتھر
پگھلے جاتے تھے در و دیوار تھرا رہے تھے۔ بدیع الملک سے حالت ملکہ کی دیکھی نہ گئی خضران
سے فرمایا کہ چلو۔ خضران شاہزادہ بدیع الملک کو لیے ہوے پلٹ آیا۔ ہنوز ملکہ مصروف
گریہ وزاری تھی کہ جانب صحرا سے نقابدار خاکی پوش پیدا ہوا ہر چند کہ لوگ اسکی جفاؤن سے
خوب آگاہ تھے کہ یہ بڑا ظالم ہے بعضے تو بخیال حفظ آبرو اُٹھ کر چلے گئے بہت سے ایسے محو تھے
کہ انکو خبر ہی نہ ہوئی کہ کون آتا ہے۔ اتنے مین نقابدار خاکی پوش قریب پہونچ گیا اور آتے ہی کوڑا
برسانا شروع کیا اور حکم کیا کہ بس اب اس میلہ کو برخاست کرو عرس کے لیے تین روز سے
زیادہ کی اجازت نہیں ہے۔ لوگ روتے پیٹتے نقابدار کو بد دعا دیتے ہوے روانہ ہوے
دوکاندارون کو دکانین بڑھانا دشوار ہوگئین۔ سب گرتے پڑتے کوڑے کھاتے ہوے
اپنے اپنے گھر کو روانہ ہوے۔ ڈر کے مارے زبان تو ہلا نہ سکتے تھے لیکن دل ہی دل مین کوستے
تھے کہ خدا اس نقابدار کو غارت کرے۔ جس مقام پر ابھی ہزارون آدمی کا مجمع کیسی چہل پہل تھی
وہ دم بھر مین سنسان اور ویران ہوگیا ہُو کا عالم نظر آنے لگا۔ یا ملکہ اپنی سہیلیون سمیت باقی
تھی یا صاحبقران اور انکا عیار خضران تھا۔ اب نقابدار خاکی پوش نے بجبر ملکہ کو بھی سوار کر کے
اُسکے مکان کی طرف روانہ کر دیا اور بہت ڈرایا دھمکایا کہ تمہاری دعوت کی خبر بلاکستان جادو کو پہونچ
گئی ہے خوب فقیر کی دعوت کھائی اسکا نتیجہ عداوت ہے۔ ملکہ روتی ہوئی سوار ہوئی اور اپنے قصر کیطرف
روانہ ہوگئی۔ صاحبقران کو اسکی بدعت بہت ناگوار گزری لیکن خضران نے تیور بدلے دیکھکر روکا اور
منع کیا کہ یا صاحبقران سمجھ بوجھ کر ؎ نہ ہر جا سے مرکب توان تاختن۔ کہ جاہا سپر باید انداختن
نہیں معلوم کیا اسرار ہے کہ یہ نقابدار کسی سے زیر نہیں ہوتا ہے بلکہ زبانی لوگون کے یہ بھی سننا ہے کہ
اسکے جسم پر کوئی حربہ اثر نہیں کرتا ہے۔ نقابدار خاکی پوش نے دیکھا کہ تمام مجمع برخاست ہوگیا یہانتک
کہ ملکہ بھی سوار ہو گئی لیکن یہ دو فقیر کسی طرح نہیں جاتے۔ بس نقابدار گھوڑا بڑھا کر قریب آیا اور
کہا کہ تم کیون نہیں جاتے ہو۔ بدیع الملک نے کوئی جواب ابھی نہیں دیا تھا کہ خضران نے نقابدار
کی طرف دیکھکر آواز دی کہ بابا ہم فقیر لوگ ہین ہمارے ستانے سے کیا فائدہ۔ جب ہمارا جی چاہیگا
چلے جائینگے۔ نقابدار نے کہا تمکو ابھی جانا پڑیگا۔ بس یہ سنکر خضران نے تیور بدلے اور کہا او
نقابدار تو کسکے بل پر یہ سختی کرتا ہے شاید فقیرون سے تجھے سابقہ نہیں پڑا ہے تو یہ نہیں دیکھتا کہ ہم اندر
حصار کے چلے آئے کوئی بھی اس حصار مین آسکتا ہے بس بہتر اسی مین ہے کہ تو یہان سے چلا جا اور
ہمسے تعرض نکر ورنہ سارا پردہ تیرا فاش ہو جائیگا اور یہ نقاب و کتاب بیخ جائیگی۔ اور لوگون نے بھی
نقابدار کو سمجھایا کہ انکے قیام سے آپکا کیا نقصان ہے۔ یہ فقیر بڑے صاحب کمال ہین ایسا نہو انکو
غصہ آجاے تو قیامت ہو جائیگی۔ آخر درویش ریاضت کش بھی تو فقیر ہی تھے پھر تم انھون سے
کیسے کیسے کام لیے۔ یہ سنکر نقابدار خاکی پوش دل مین ڈرا اور ٹال کر چلا گیا۔ بعد جانے نقابدار خاکی
پوش کے صاحبقران کو بہت غصہ آیا خضران سے کہا کہ جاکر نقارہ پر چوب لگا دو مین اس مردود سے

مقابلہ کرونگا یہ سُنکر خضران نے کہا کہ جہالت نکریئے اگر کرنا تھا تو اسی وقت کیوں نہ لڑے جب وہ
مسئلے کو برہم کر رہا تھا کہ ایک عالم تماشا بھی مقابلہ کا دیکھتا اب ٹالا ہی تو سمجھ بوجھ کے کام کرنا چاہیے
یہ تو اسی فکر میں ہیں کہ کیا کرنا چاہیے مگر حال ملکہ ماہ طلعت پری کا سنیئے کہ یہ جو اپنے قصر میں آئی تو روتی
ہوئی۔ محبت نے بدیع الملک کی دل میں ایسا گھر کیا کہ طرح طرح کے خیال پیدا ہونے لگے۔ رضیہ خاتون
سے کہا کہ تو میری جانب سے اک پیام مہتاب شاہ کو پہونچا دے کہ وہ یہ ہے کہ جسطرح ایک جہالت
انھوں نے نقابدار خاکی پوش کے ساتھ کی ہے آیندہ کوئی جہالت نہ کریں ہمیں نہیں معلوم کہ
نقابدار کے ذہن میں کیا آئی کہ وہ خاموش ہو رہا ورنہ مثل اور لوگوں کے انکو مقبرہ سے نہیں نکالا
ورنہ اگر نقابدار بگڑ جاتا تو وہ کیا کر لیتے اگر لڑتے تو دشمن انکے نقابدار کے ہاتھ سے مارے جاتے
اسلیے کہ جو آپس سے لڑا اسے سر نہیں ہوا خدا جانے یہ نقابدار کون بلا ہے۔ تو اُسنے منع کر دیا کہ بھلا
خدا ایسا نکریں کہ تم نقابدار سے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہو جاؤ اور نقارہ پر چوب مارو تمھارے
مزاج میں جہالت بہت معلوم ہوتی ہے۔ اسی کو غنیمت جانو کہ روز عرس میں تمکو دیکھ سکتی ہوں
اور تم مجکو دیکھ سکتے ہو اگر زندگی باقی ہے تو سال آیندہ تم ہمکو دیکھ لینا ہم تمکو دیکھ لینگے اگر لڑ گئے
تو یہ امید بھی جاتی رہیگی اور مجھ میں یہ داغ اُٹھانے کی طاقت نہیں رہی ہے۔ رضیہ خاتون
یہ پیام ملکہ ماہ طلعت پری کا لیکر خدمت بدیع الملک میں حاضر ہوئی۔ بدیع الملک رضیہ کو
دیکھکر نہایت خوش ہوئے۔ پوچھا کہ ملکہ کا مزاج کیسا ہے خیر و عافیت سے تو ہیں۔ رضیہ نے عرض
کیا کہ نہیں معلوم آپکو کیا ہو گیا ہے کہ کسی وقت اُنکے دل سے یاد آپ کی نہیں بھولتی ہے حالانکہ ملکہ
نے کبھی کسیکی طرف التفات نہیں کیا۔ اسوقت بھی میں بھیجی ہوئی ملکہ کی آپکے پاس آئی ہوں اور
یہ پیام لائی ہوں۔ یہ کہکر پیام ملکہ کا بدیع الملک کو دیا۔ بدیع الملک نے گردن جھکالی اور فرمایا
سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے۔ میرا قصد تو واقعاً یہی تھا کہ میں نقارہ بجا کر اس
نقابدار سے مقابلہ کروں مگر ملکہ منع کرتی ہیں تو خیر ایسا نہوگا دیکھا جائیگا اور کچھ تحائف ملکہ کیلیے
چلتے وقت دیے تھے کہ یہ ہماری جانب سے مہتاب شاہ کو دینا۔ بدیع الملک نے اُن تحفوں کو
خوشی سے قبول کیا اور خضران سے کچھ عجائب چیزیں اور عمدہ جو لائق ملکہ کے تھیں فرض ہول
لیکر رضیہ کے ساتھ کر دیں اور ایک تصویر اپنی اسی شبخیزی کے ایسے اور بغلی تہمت کی کھنچوا کر بطور
یادگار کے دیدی اور رضیہ کو بھی بہت کچھ عنایت فرمایا۔ جسوقت رضیہ نے بدیع الملک
کے تحائف ملکہ کو دیے تو ملکہ کی آنکھیں کھل گئیں۔ دل میں کہا یہ فقیر کا بیٹا ہے کہ بادشاہ اولوالعزم ہے
لیکن ملکہ تصویر دیکھکر بہت خوش ہوئی اور رضیہ خاتون سے کہا کہ یہ خوب چیز تو نے لاکے دی ہے
اور اسی وقت ڈورا ڈالکر تصویر گلے میں پہن لی وہاں کا حال سنیے کہ شاہزادہ بدیع الملک کی
بیقراری رضیہ کے آنے سے اور زیادہ ہو گئی۔ خضران سے ارشاد کیا کہ اب مجھسے ضبط نہیں ہو سکتا
میں جاکر نقارہ پر چوب لگاتا ہوں اور نقابدار خاکی پوش سے مقابلہ کرونگا۔ خضران نے عرض کی کہ
ای شہریار جو طریقہ آپکے بزرگوں کا ہے اسپر عمل کیجے جب دعا آپ لوگوں کی قبول ہوتی ہے تو پہلے
ہاتھ پاؤں ہلانے کیسے لب ہلانا چاہیے نہیں معلوم کیا اسرار ہے کہ نقابدار پر حربہ اثر نہیں کرتا اور جو
اس سے مقابلہ کرتا ہے وہ سر بہ نہیں ہوتا بدیع الملک نے رائے خضران کی پسند فرمائی اور شب کو
بر پا کرکے شام سے داخل مسجد کے پاس ہوئے اور تمام رات عبادت یزدانی میں گذاری قریب صبح

آنکھ لگ گئی دیکھا کہ ایک مرد حسین درویش وضع تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ الحمد للہ
کہ آپ اس مقام تک پہونچے۔ بدیع الملک نے نام پوچھا انھوں نے کہا کہ میں درویش
ریاضت کش ہوں ماہ قلندری میری ہی دختر ہے اور آپ کی قسمت کی ہے مگر بعد تکلیف کے
راحت میسر آتی ہے۔ تمکو چاہیے کہ یہاں سے بیابان حیات کی طرف جاؤ اور درویش ضعیف
گوشہ نشین سے ملاقات کرو اور یہ رقعہ میرا انکو دکھاؤ تو مطلب تمھارا حاصل ہوگا وہ بہت
بڑے درویش ہیں اور میرے استاد ہیں اور میں اس سے زیادہ تمھاری مدد نہیں کر سکتا کہ
مجبور ہوں میں بھی مارا ہوا بلاکشان جادو کا ہوں۔ چونکہ قضا میری اسی کے ہاتھ سے تھی
دھوکا کھا گیا ورنہ کیا حقیقت بلاکشان جادو کی تھی۔ یہ کہکر ایک رقعہ بدیع الملک کو دیا اور
درویش نظروں سے غائب ہو گئے۔ جب صبح ہوئی تو بدیع الملک بیدار ہوئے فریضہ سحری کو
ادا کیا باہر عبادتخانہ کے تشریف لائے چہرہ بسبب فرط مسرت کے سرخ تھا۔ خضران انتظار
میں ملول ہی رہا تھا بدیع الملک کو دیکھکر پوچھا کہ کیا ہوا کوئی آثار مدد غیبی کے ظہور میں آئے یا نہیں
بدیع الملک نے سب کیفیت خضران سے بیان کی خضران نے کہا کہ بسم اللہ کیجیے بدیع الملک
نے رقعہ کو اٹھا کر پڑھا۔ اس میں بیابان حیات کا تحریر تھا کہ یہاں سے جانب جنوب
روانہ ہو جاؤ۔ سات صحرا ملینگے ایک منزل سے دوسری منزل زیادہ سخت و صعب درپیش ہوگی
جس وقت بیابان حیات میں پہونچو گے تو تمکو ایک شخص درویش وضع ایک مقام پر بیٹھا ہوا ملیگا
وہ درویش ضعیف کا بیٹھا ہوا نگہبان راہ ہے اس سے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ میں درویش
ریاضت کش کا نامہ بر ہوں۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھیگا اور تمکو بعد امتحان راستہ بتائیگا تم ایک چشمہ پر
پہونچو گے پریوں کے ذریعہ سے درویش تک تمھاری رسائی ہوگی بدیع الملک نے رقعہ کمر میں
رکھا اور حسب ہدایت رقعہ ایک جانب روانہ ہوئے۔ جاتے جاتے ایک صحرائے پربہار میں پہونچے
درخت نہایت سرسبز و شاداب تھے جا بجا چشمہائے آب، پرندوں کا ہجوم تھا میوے درختوں
میں لگے ہوئے تھے۔ بدیع الملک نے کچھ میوہ کھایا چشمہ سے پانی پیا وقت نماز ظہر کا تھا وضو کرکے
نماز پڑھی اور چل کھڑے ہوئے شام کو ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے تکیہ خدا پر کرکے آرام فرمایا
صبح کو حسب عادت نماز کے وقت آنکھ کھلی فریضہ سحری کو ادا کرکے چل کھڑے ہوئے۔ اب ریگستان
ملا کہ کوسوں درخت کیا کہ گیاہ بھی نہ تھی جا بجا ٹیلے ریت کے تھے ہوائیں عجیب ہولناک سناٹا
تھا ذرات ریگ دھوپ میں اسطرح چمک رہے تھے کہ آنکھوں میں چکا چوند ہوتی تھی تھوڑا دن
چڑھتے ہی بدیع الملک پر تشنگی نے غلبہ کیا جس طرف نظر اٹھا کر دیکھتے ہیں سوا ریگ کے کچھ نظر نہیں
آتا زبان میں کانٹے پڑے جاتے ہیں لیکن شاہزادہ بدیع الملک چلے ہی جاتے ہیں۔ یہانتک کہ
خدا خدا کرکے قریب شام ایک سبزہ زار میں گذر ہوا۔ ہوا سے سردی آئی جس سے تن بدن میں جان آئی
تشنگی میں کچھ کمی ہونے لگی وہ حالت برطرف ہوئی۔ شام کو کنارے ایک چشمہ آب کے پہونچے
پانی پیا وضو کرکے نماز پڑھی اور وہ رات اسی چشمہ آب کے کنارے بسر کی صبح کو پھر چل کھڑے
ہوئے۔ اب خارستان ملا۔ تمام زمین کانٹوں سے پٹی ہوئی تھی تمام صحرا میں چھوٹے چھوٹے درخت
خاردار لگے تھے جو دامن کھینچتے تھے ہر قدم پر کانٹے دامنگیر ہوتے تھے بے اختیار یہ شعر زبان پر آیا

اگر گھر و تلوون میں نکلے واہ ری تقدیر پا || سینگ کے کانٹون سے چلنے کی ہنسنے یہ تدبیر پا

بہزار خرابی یہ جو تھا صحرا ابھی طی ہوا اور اب نخلستان جنا رہیں پہونچے دیکھا کہ تمام صحرا
آتش بہار ہو رہا ہے۔ درختوں میں سرو چراغان کی شان ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مثل آسمان کے اس
زمین پر بھی شفق پھولتی ہے بمشکل تمام یہ صحرا بھی طی ہوا۔ اور اب کوہستان پیش آیا اس صحرا کے
نشیب و فراز نے جی چھوڑوا دیے جا بجا درندوں اور گزندوں کا سامنا ہوا لیکن بدیع الملک نے
انکو مار کر رستہ کو صاف کیا کسی مقام پر اژدہے سے مقابلہ کرنا پڑا کسی جگہ شیر کو شکار کیا۔ کہیں
فیل صحرائی کو مارا یہ صحرا بڑی دقتوں سے طی ہوا اور اب پھر بیابان پر بہار ملا۔ بدیع الملک نے
پھر اس مقام پر رات بسر کی اور صبح کو آگے روانہ ہوئے۔ بعد طی مراحل و قطع منازل اک مقام
بلند پر پہونچے دیکھا کہ اک جھونپڑی میں اک مرد پیر بیٹھا ہوا ہے۔ بدیع الملک قریب اُسکے گئے
اور فرمایا کہ مجکو راستہ چشمہ کا بتا دو کہ میں پیامبر درویش ریاضت کش کا ہوں۔ اُسنے کہا کہ شاید
آپ صاحبقران ثالث ہیں خیر اگر آپ در اصل صاحبقران ہیں تو درویش نحیف گوشہ نشین تک پہونچ
جائینگے ورنہ غیر ممکن ہے۔ یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھا اور جس بستر پر بیٹھا تھا اُسے اُٹھا کر کچھ مٹی ہٹائی
تو اک سنگ گران نمودار ہوا۔ گرفت کے لیے اک کڑا اُس پتھر میں نصب تھا اُس شخص نے
بدیع الملک سے کہا کہ اگر آپ درویش تک جانا چاہتے ہیں تو اس پتھر کو ہٹائیے کہ بغیر اسکے
ہٹائے آگے راستہ نہیں ہے۔ بدیع الملک نے بسم اللہ کہکر کڑے کو مضبوط پکڑا اور نعرہ اللہ اکبر
جگر سے کھینچکر جو زور کیا تو پتھر اپنی جگہ سے ہٹا اور دہنہ نمودار ہوا۔ بدیع الملک اندر اُس دہنہ
نقب کے اُترے زینہ نمودار ہوا بدیع الملک نے اُس زینہ کو طی کیا تو اک چشمہ نظر آیا۔ گرد اُس
چشمہ آب کے عمارت بنی ہوئی تھی۔ بدیع الملک اُس عمارت کے ہر درجے میں جاتے تھے اور
نقش و نگار عمارت کے دیکھتے تھے اور اُسکے صانع پر آفرین کرتے تھے یہاں تک کہ پھرتے
پھرتے تھک گئے اور اک گوشہ میں بیٹھ گئے اور سوچنے لگے کہ اب کیا کروں اسکے آگے تو رقعہ میں
بھی کوئی ہدایت نہیں ہے۔ یہ اسی فکر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اک مرتبہ پریاں آ آکر جمع ہونے لگیں
قریب سو سوا سو پریوں کے جمع ہو گئیں اور سب کی سب برہنہ ہو ہو کر اندر اُس چشمہ آب کے اُترنے لگیں
اور نہانے لگیں جو جوان اور حسین تھیں اُنھوں نے آپس میں چہلیں شروع کیں اُسنے اُسکو
چھینٹا مارا اُسنے اسکو چھینٹا مار دیا۔ بدیع الملک بیٹھے ہوئے تماشا دیکھا کیے جب اُن سب نے
غوطے لگائے تو بدیع الملک نے سب کے کپڑے چرا لیے اور چھپ رہے۔ جب وہ سب نہاکر نکلیں
تو دیکھا کہ کپڑے غائب ہیں۔ اب تو پریاں نہایت پریشان ہوئیں اور اک شور ہوا کہ معلوم ہوتا ہے کہ
یہاں کوئی چور آ گیا۔ پریاں ادھر اُدھر ڈھونڈنے لگیں مگر پریشان تھیں کہ نہیں معلوم کون ہے
جسنے ہم سب کو برہنہ دیکھا اُسکی آنکھیں پھوڑنا چاہیے۔ اتفاق سے دو اک پریاں اُس مقام
پر بھی پہونچ گئیں جہاں بدیع الملک کپڑے سمیٹے ہوئے بیٹھے ہنس رہے تھے۔ پریوں پر کچھ
ایسا رعب غالب ہوا کہ ہاتھ جوڑنے لگیں اور کہنے لگیں کہ ہمارے کپڑے دیجیے۔ شاہزادہ
بدیع الملک نے کہا اس شرط پر کہ مجھے درویش نحیف گوشہ نشین کے پاس پہونچا دو۔ اب اور پریاں بھی
آکر جمع ہو گئیں اُن میں بعض پریاں بدیع الملک کو پہچانتی تھیں۔ باعث یہ تھا کہ یہ پریاں رہنے والی
کوہ مرواریہ کی تھیں اور اُسوقت وہاں موجود تھیں جب عقد شاہزادہ نور الدہر کا ملکہ جواہر پری
دختر سلیمان پری کے ساتھ ہوا تھا۔ الغرض ان سب کی سردار پری تھی اُسنے بدیع الملک سے

عرض کی آپ یہان کیونکر تشریف لائے والدماجد آپکے ساتھ خیریت کے ہین - بدیع الملک نے تمام سرگذشت اپنی سرداریری سے بیان کی سرداریری نے کپڑے پہنے اور شاہزادہ بدیع الملک کو ہمراہ کیا اور طرف مسکن درویش نحیف گوشہ نشین کے روانہ ہوئی - جسوقت بدیع الملک سامنے درویش کے پہونچے تو دیکھا کہ درویش نہایت مردمسن ہین سجادہ طاعت پر بیٹھے ہوئے ہین مصروف عبادت ہین - پریون نے درویش کو گھیر لیا - جسوقت درویش نے عبادت سے فراغ حاصل کیا تو ان لوگون کی طرف دیکھا - سب نے سلام کیا - درویش نے جواب سلام دیکر بیٹھنے کی اجازت دی سب پریان زمین پر بیٹھ گئین - بدیع الملک نے بھی زمین پر بیٹھنے کا قصد کیا تھا کہ درویش نے ہاتھ پکڑکر برابر بٹھا لیا اور مزاج پرسی کے بعد یہان تک آنے کا سبب دریافت کیا - بدیع الملک نے سرگذشت اپنی بیان کی - درویش نے کہا ابھی تمکو بہت سے مرحلے طے کرنا ہونگے اسی بیابان گردباد مین برسون گذر جاینگے - یہ بیابان اسم بامسمی ہے خانہ کعبہ تک تمھارا پہونچنا بہت دشوار ہے کہ ان بعد ان سب مراحل طے ہونے کے پہونچوگے اور اسی بیابان گردباد مین تمپر بہت بڑی بڑی وقت سخت پیش آئیگی - بعد مرحلہ نقابدار خاکی پوش کے مرحلہ لنگورون کا پیش آئیگا اسکے بعد بلا کلستان جادو سے سامنا ہوگا - وہ ساحر نہایت سخت ہے اسکے بعد مرحلہ قلعہ سنگ سیہ کا ملیگا وہان پر جلیس آفتاب پرست سے مقابلہ ہوگا اور تم نہایت پریشان ہوگے اسلیے کہ برجلیس آفتاب پرست کو کسی نے ایک غازہ ایسا دیا ہے کہ جو صورت اسکی دیکھتا ہے اسی کا ہو جاتا ہے جو وہ کہتا ہے بدل قبول کرنا پڑتا ہے - انشاءاللہ اسوقت مین تمھاری شکست کرونگا اطمینان رکھو بالفعل مین تمکو ایک آئینہ دیتا ہون یہ قتل نقابدار خاکی پوش کے لیے کافی ہے یہ کہکر آئینہ نکالکر بدیع الملک کے سپرد کیا اور چند تحائف اور بھی دیے کہ جنکا ذکر وقت پر آئیگا - بعد اسکے کہا کہ اب جاؤ کہ مجھے یاد باتین کرنے کی فرصت نہین ہے اور وہ پتھر اسی طرح نصب کر دینا جیسے ہٹا کر تم چشمہ تک پہونچے تھے بدیع الملک نے سلام رخصت کیا اور پریون کو ساتھ لیے ہوئے اس مقام پر پہونچے جہان زینہ بنا ہوا تھا - بدیع الملک اسی زینہ پر چڑھکر باہر آئے سب پریان بھی ساتھ ساتھ باہر آئین بدیع الملک نے پتھر کو اسی مقام پر نصب کر دیا اور اس فقیر کو جو نگہبان راہ تھا انعام عطا فرمایا - اور پریون کو ساتھ لیے ہوئے طرف مقبرہ درویش پریافت گنج کے روانہ ہو گئے وہان خضران انتظار مین بیٹھا ہوا تھا کہ شاہزادہ بدیع الملک پہونچے - تمام پریان یہانتک پہونچانے کو ساتھ آئی تھین جو بالکے خضران کو گھیرے بیٹھے تھے انھون نے جو بدیع الملک کے ساتھ پریون کو دیکھا نہایت متعجب ہوئے اور دل مین کہتے تھے کہ مہتاب شاہ تو اسرار شاہ سے بھی زیادہ باکمال معلوم ہوتے ہین کہ پریان انکی مطیع ہین - بدیع الملک نے تمام حقیقت خضران سے بیان کی اور فرمایا کہ اب مین نقارہ پر چوب لگاتا ہون - یہ فرماکر چوب اٹھائی اور نقارہ پر اس زور سے لگائی کہ نقارہ پھٹ گیا اور یہ خبر مشتہر ہوئی کہ وہ فقیر حسین جو میلے مین آیا تھا اور شریک عرس ہوا تھا اسنے نقارہ پر چوب لگائی ہے - اور نقابدار خاکی پوش سے مقابلہ کریگا - نقابدار کو بھی معلوم ہوا کہ اسی فقیر نے نقارہ پر چوب لگا دی ہے جسنے عرس پر نجاست کرنے کے وقت بھی سختی سے گفتگو کی تھی اور چوب بھی ویسی لگائی کہ نقارہ پھٹ گیا - پس نقابدار کو نہایت غصہ آیا اور اسنے تیاری مقابلہ کی کرنا شروع کی - لیکن ملکہ باوہ قلندری کو جو معلوم ہوا کہ مہتاب شاہ نے مقابلہ

کمرہمت کو باندھ کر نقارہ پر چوب لگائی ہی تو یہ نہایت پریشان ہوئی - رضیہ خاتون سے کہا کہ
غضب ہوا اُسنے میرے کہنے پر عمل نکیا آخر نقارہ پر چوب لگا ہی دی بلکہ مین نے سنا ہی کہ نقارہ
پھاڑ ڈالا ہی افسوس یہ داغ مجھے ایسا ہوگا کہ یقین ہی مین اس صدمہ سے جانبر نہو سکونگی اور اگر
اپنی بیحیائی سے جیتی رہی تو زہر کھاکر جان دیدونگی - رضیہ خاتون بھی نہایت پریشان ہوئی غرضکہ
دوسرے روز صبح کو ملکہ بالاخانہ پر تشریف لائی اور کرسی پر جلوہ گر ہوئی - پس پشت ملکہ رضیہ نے
چوکی پر بیٹھکر رومال ہلانا شروع کیا ملکہ نے آج تمام زیور النساء نگار پہنا ہی اور اپنے کو مثل عروس شب
اول کے آراستہ کیا ہی - دل مین یہ بات ٹھان لی ہی کہ جسوقت مہتاب شاہ نقابدار کے ہاتھ سے
قتل ہو اُسی وقت مین اپنی جان دیدون - اُدھر زیر قصر ملکہ عالم عالم جمع ہو رہا ہی کہ چلکر دیکھین تو
ایسا منچلا ہی جسنے نقابدار کے مقابلے پر کمر باندھی ہی - سنا ہی کہ وہ شخص نہایت خوبصورت ہی کہ ملکہ بھی
اُسپر شیفتہ ہی یقین ہی کہ جسوقت وہ قتل ہوگا تو ملکہ بھی اپنے کو قصر پر سے گرا دیگی - دیکھیے اس مقابلہ کا
کیا نتیجہ ہوتا ہی ہمیشہ سے یہ سنتے آئے ہین کہ ظلم کا نتیجہ خراب ہوتا ہی کیا عجب ہی کہ آج نقابدار
خاکی پوش کو اپنی جفاؤنکا عوض ملجاے - سنا ہی کہ وہ فقیر بڑا صاحب کمال ہی اگر ایسا نہوتا تو نقابدار
کے مقابلہ پر آمادہ نہوتا - غرضکہ ہر ایک اپنی اپنی کہتا ہی کہ اک مرتبہ بدیع الملک لباس فقیرانہ
پہنے ہوے ایک جانب سے نمودار ہوے - حضار ان بھی فقیر بنا ہوا ساتھ ساتھ ہی اور اُن کے
غول کے غول پشت پر ہین حسن بدیع الملک کا دیکھکر ہر شخص دست بدعا ہوا کہ خدا اسی کو فتحیاب کرے
اور نقابدار اسی کے ہاتھ سے مارا جاے - بدیع الملک زیر قصر ملکہ پہنچے - نظر بدیع الملک کی
ملکہ پر پڑی اور نظر ملکہ کی بدیع الملک پر پڑی - آنکھ چار ہوتے ہی ملکہ کی آنکھون سے آنسو جاری
ہوے اور آواز دردناک سے کہا کہ اے شخص تو نے میرے کہنے پر عمل نکیا اپنی بھی جان دینے پر
آمادہ ہوا اور میری بھی جان لینے کا دریے ہوا - خیر تجھے اختیار ہی - اب نصیحت سے بھی کچھ حاصل
نہین ہی اسلیے کہ وقت گذر گیا - تو نے اسوقت کی نصیحت میری نمانی اب اگر تو چاہے بھی تو نقابدار سے
بغیر مقابلہ کیے کب اچھا ہی اسلیے کہ تو شرط کے موافق چوب نقارہ پر لگا چکا ہی اور چوب بھی اسطرح
لگائی کہ نقارہ تک پھٹ گیا یہ کہکر زار زار مثل ابر بہار کے رونے لگی - رضیہ کی آنکھون سے بھی آنسو
جاری تھے تمام مجمع پر اک عبرت چھائی ہوئی تھی کہ اگر یہ فقیر ہاتھ سے نقابدار کے مارا گیا تو ملکہ بھی ضرور
جان دیدیگی یہ چاند سی صورت پھر دیکھنے مین نہ آئیگی ہاے اسکی جوانی کیا برباد ہو رہی ہی خدا
نقابدار خاکی پوش کو غارت کرے لیکن بدیع الملک نے ہمت مردانہ کے ساتھ جواب دیا کہ
اے ملکہ تم نہ گھبراؤ خدا کو یاد کرو کہ مالک زندگی اور موت کا وہی ہی کوئی کسیکو بغیر اسکے حکم کے قتل نہین
کر سکتا ہی کیا جان ہی نقابدار خاکی پوش کی کہ وہ مجھکو قتل کر سکے ہان اگر موت میری یونہی تم لکھی ہے کسی کے ہاتھ
سے ہی تو مجبوری ہی ورنہ خاک مین خاکی پوش کو نہ ملا دیا تو نام اپنا مہتاب شاہ نہ پایا - ملکہ کو
ان کلمات سے گونہ تسکین ہوئی کہ اک مرتبہ جانب صحرا سے شور گرد بلند ہوا اور آنے لگے وہ غبار
برطرف ہوا تو دیکھا کہ نقابدار خاکی پوش چالیس ہزار سوار سے گھوڑا اڑائے نہایت غیظ و غضب
کی حالت مین چلا آتا ہی اسکی آمد سے زمین تھرا رہی ہی - ملکہ کا تو رنگ اُڑ گیا دلمین کہا خدا اسکو غارت
کرے - بدیع الملک نے جو نقابدار کو اپنی جانب آتے دیکھا خود بھی مرکب پر سنبھل بیٹھے - نقابدار
نے آتے ہی آواز دی کہ کیون او اجل رسیدہ کیا تو میرے حال سے بیخبر تھا جو تو نے مقابلہ کا قصد کیا

اور طرہ اسپر یہ کہ نقارہ پر چوب اسطرح لگائی کہ نقارہ پھٹ گیا۔ اب تیرے قتل کے بعد مجکو اور نقارہ
رکھوانا پڑیگا کہ جو اپنی جان دینے کو آئے وہ اسی ذریعہ سے مجھے خبر ہو جائے۔ بدیع الملک نے
فرمایا کہ اب انشاء اللہ اسکی ضرورت ہی نہوگی جب تو ہی نہوگا تو نقارہ کا کیا کام ہے اسی سے مین نے
نقارہ کو پہلے ہی پھاڑ دیا اور اس علامت کو بگاڑ دیا۔ یہ سنکر نقابدار کو اور غصہ آیا پکارا کہ مین نے
تجھپر رعایت کی اور تین روز تجکو چھوڑ دیا تو تیری یہ جرأت ہوئی کہ میرے مقابلہ پر آمادہ ہوا
شاید تو یہ سمجھا کہ نقابدار تجھسے دب گیا دیکھ تو تیری کیا حالت کرتا ہون۔ یہ کہکر اسی حالت غیظ و غضب
مین نیزہ مارا۔ بدیع الملک نے نیزہ کو نیزہ سے پر کا نتھا ظعنین چلنے لگین دونون مرکب اشارون پر
پھر رہے تھے سوا سنانون کی چمک اور گرد کے کچھ نہ معلوم ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ بدیع الملک نے نیزہ
نقابدار کے ہاتھ سے نکال لیا۔ نیزہ کا نکلنا تھا کہ نقابدار نیزہ ہر برابر آب خجالت مین غرق ہو گیا
دیکھنے والون نے آپس مین سرگوشیان کین کہ ابتک نیزہ کسی نے نقابدار کے ہاتھ سے نہ نکالا
تھا کیا عجب ہے کہ یہ شخص نقابدار پر فتحیاب ہو۔ بعضون نے کہا اسکا اعتبار نہین اسلیے کہ نقابدار
پر حربہ اثر ہی نہین کرتا ہے اسکا مرنا غیر ممکن ہے۔ ملکہ کو بھی کسیقدر خوشی ہوئی۔ اب نقابدار نے
جھلاکر گرز مارا۔ بدیع الملک نے لپککر گرز مین ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ گرز ہاتھ سے نقابدار
کے چھٹ گیا۔ بس نقابدار نے تلوار کھینچ لی۔ ملکہ کی نگاہین تو زور بازو کے صدقے ہو گئین دیکھنے
والے وجد کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اگر ایسا نہوتا تو اس ظالم کے مقابلہ کا قصد نکرتا لیکن نقابدار
نے بدیع الملک کو آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمائل بازی تیغ بازی دست بازی
جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین۔ یہ کہکر نقابدار نے تلوار ماری۔ بدیع الملک نے جلدی
سے کلائی پکڑ لی اور آئینہ نکال کر نقابدار کے سامنے کر دیا اور کہا کہ دیکھ تو اسمین کیا ہے۔ بس
جیسے ہی نقابدار نے صورت اپنی آئینہ مین دیکھی دونون آنکھون سے دو شعلے نکلے۔ نقاب
جلی اور تمام بدن مین نقابدار خاکی پوش کے آگ لگ گئی دہر دہر جلنے لگا۔ بدیع الملک نے
ہاتھ اسکا چھوڑ دیا۔ نقابدار بھاگکر اپنے غول مین چھپا جسکے قریب سے نکلا اسکے بھی
تن بدن مین آگ لگ گئی۔ تمام فوج بھی نقابدار کی جلنے لگی۔ اب یہ حالت ہے کہ نقابدار چارون طرف
دوڑتا پھرتا ہے پیچھے جہنم نکلی جاتا ہے ادھر سے لوگ بھاگتے ہین اور راہ دیتے ہین یہان تک کہ
سب کے سب جل کر خاک ہو گئے آخر مین نقابدار خاکی پوش بھی جل کے خاک ہو گیا اور اس
خاک سے ایک طائر پیدا ہوا اور بلند ہو کر پکارا۔ بدیع الملک اور خضر ان دیکھنے لگے کہ یہ طائر کیسا
پیدا ہوا۔ کہ طائر نے بزبان انسانی پکار کر کہا کہ اے بدیع الملک تمنے فقیر بنکر اس نقابدار کو مارا تو ہے
مگر اسکے عوض مین دیکھنا کہ تیرے کیسی بلا نازل ہوتی ہے مین جاتا ہون اور بلاکشان جادو کو آگاہ کرتا ہون
یہ سنکر بدیع الملک نے تیر مارنے کا قصد کیا تھا کہ طائر تالی مار کر اڑتا ہوا چلا گیا۔ اسکا حال آگے
بیان ہوگا۔ یہان کی کیفیت سنیے کہ مرنے سے نقابدار کے اسقدر خوشی ہوئی کہ ہر طرف سے
آوازین مبارکباد کی آنے لگین ٹوپیان اچھلنے لگین بازاری لوگ تالیان بجا رہے تھے سبھی کو
تو نقابدار سے ایک عداوت تھی سارا شہر ملکہ ماہ قلندری کی رعایا مین سے تھا۔ نقابدار کا جانی دشمن
ہو رہا تھا مگر بس نہ چلتا تھا فوج بھی ملکہ ماہ قلندری کی عاجز تھی جب نقابدار خاکی پوش سے
کسی سے مقابلہ ہوتا تھا تو یہ سپاہ بھی آکر تماشا دیکھا کرتی تھی جب نقابدار فتحیاب ہوتا تھا تو افسران فوج

گردنیں نیچی کیے ہوئے چلے جاتے تھے آج خدا نے وہ دن دکھایا کہ نقابدار نے ملک ہستی کو چھوڑ کر
عدم کی راہ لی۔ لشکر میں شادیانے بجنے لگے سب نے اپنی ملکہ کو سلام کیا سلامتی کی سلامی ہوئی
آج سے شادی کی نا امیدی بھی دور ہو گئی۔ ملکہ نے جلدی سے نقاب چہرہ پر ڈال لی کہ اب صورت
اپنی نامحرموں کو دکھانا نہ چاہیے اسلیے کہ شرط کے موافق میں قاتل نقابدار کی زوجہ ہو چکی لیکن
جسوقت طائر کی زبانی ملکہ کو یہ معلوم ہوا کہ یہ درویش وضع انسان بدیع الملک ہے جو صاحبقران
وقت اور سلیمان زمانہ ہے کہ پریان اسکے تابع فرمان ہیں تو ملکہ نے رضیہ خاتون سے کہا کہ بڑا
غضب ہوا ارے میں نہ جانتی تھی کہ یہ صاحبقران ہیں ورنہ اپنے انکے مرتبہ کے موافق باتیں کرتی۔
یہ کہکر اپنے ملازموں سے حکم کیا کہ وہ سامنے والا قصر جو میرے باپ کی نشستگاہ تھی وہیں صاحبقران
کو لیجاؤ کہ وہاں سب سامان آسائش ہر وقت مہیا رہتا ہے کوئی نیا انتظام کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ یہ
کہکر کوٹھے سے نیچے اتری۔ بدیع الملک نے جو دیکھا کہ ملکہ قصر کے نیچے چلی گئی انکو یہ خیال ہوا کہ
شاید میرے لینے کو آتی ہوگی لیکن دیکھا تو ملکہ نہیں آئی مگر اسکے ملازم آئے اور عرض کی کہ ملکہ عالم
ارشاد فرماتی ہیں کہ بالفعل آپ فلاں قصر میں تشریف فرما ہوں میں کسی وقت حاضر ہونگی۔ بدیع الملک
نے قبول کیا اور ہمراہ ان لوگوں کے اسی قصر میں داخل ہوئے۔ سب اسباب راحت مہیا تھے۔
خضران سے ارشاد فرمایا کہ اب یہ لباس قلندری دور کرنا چاہیے اسلیے کہ طائر نے حال ملکہ پر کھول دیا
کہ میں کون ہوں اب بہروپیوں کی طرح وضع بدل کر پھرنا اچھا نہیں۔ خضران نے یہ سنکر لباس و اسلحہ
بدیع الملک کا جو چلتے وقت زنبیل میں رکھ لیا تھا زنبیل سے نکالکر حاضر کیا اور عرض کی کہ اسکے
دونوں کا کرایہ آپ کو دینا ہوگا۔ بدیع الملک نے مسکرا کر فرمایا کہ اس لباس کا کرایہ بھی لوگے جو تمھے
پہنایا تھا۔ خضران نے کہا اسکی پوری قیمت لیجاؤنگی۔ جو چیز آپ کے استعمال میں آئی پھر وہ کرایہ
پر چلنے کے کام کی نہیں رہتی خیرات کر دی جاتی ہے۔ فرمایا بہتر۔ اور اس لباس قلندری کو دور
کر کے اپنا لباس زیب جسم فرمایا اور تشریف فرما ہوئے۔ وہاں ملکہ نے رضیہ سے فرمایا کہ اے
غضب ہوا میں تو اس شخص کو فقیر سمجھے ہوئے تھی مگر یہ تو وہی شخص نکلا جسکی خبر میرے والد نے
مجکو دی تھی جب وقت انتقال ان کا قریب آیا تھا تو میں نہایت بے حال ہو رہی
تھی میرے والد نے مجکو بہت کچھ تسلی دیکر ارشاد فرمایا تھا کہ ایک وقت میں تیری مشکل آسان ہو جائیگی
ایک شخص ثانی سلیمان صاحبقران زمان آئیگا وہ نقابدار جفاکار کو خاک میں ملائیگا اور
بلاکشان جادو کو مار کر اس طبقہ سے خار و خاشاک کو دور کریگا اور بہارستان اسلام اسکی ذات
سے یہاں پھیلیگی تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی شخص ہے۔ اے رضیہ میں نے اس سے اسی طرح کلام
کیے جو اسکی وضع تھی۔ وہ دل میں اپنے کیا کہتا ہوگا۔ اب اس سے خطا اپنی معاف کرانا چاہیے
یہ فرماکر لباس فقیری اختیار کیا۔ ایک سیاہ رومال کی جھولی بنا کر ہاتھ میں لی اور سہیلیوں سے گیروی
کے ٹھکرے رکھکر جوگنی ساری باندھی۔ رضیہ نے بھی صورت اپنی فقیرنی کی بنائی اور ملکہ کے
ساتھ ہوئی۔ ملکہ قصر کے دوسرے دروازے کی طرف آئی اور کنجی دروازے کی ہلائی جو نگہبان
اس دروازے پر بیٹھا تھا اسنے کہا کون۔ ملکہ نے فرمایا کہ جاکر صاحبقران سے عرض کرو کہ ایک
فقیرنی آپ کے پاس حاضر ہے اور کچھ غرض رکھتی ہے۔ خادم نے آکر صاحبقران سے عرض کیا۔
بدیع الملک نے کہا اچھا میں چلتا ہوں۔ یہ کہا خضران کو ساتھ لیا اور دروازہ پر آئے دیکھا تو

اک آفتاب محشر ہی کہ جلوہ گر ہی یعنی ملکہ ماہ قلندری لباس قلندری بصورت منظور پہلے ہوئے
جھولی سیہ روباک کی ہاتھ میں گلے میں کنٹھا سلیمانی پڑا ہوا آنکھوں سے آنسو جاری ہیں یہ دیکھکر
بدیع الملک سے ضبط نہو سکا فرمایا اے ملکہ یہ کیا حالت بنائی ہی ماہ قلندری نے عرض کی کہ
آپکے سامنے میری یہی حقیقت ہی جس صورت سے آپ مجکو دیکھ رہے ہیں اور آپ سے عفو تقصیر
چاہتی ہوں کہ میں آپکے مرتبہ سے آگاہ نتھی آپ لباس فقیری میں تشریف لائے تھے میں نے
جس لباس میں دیکھا اُسی طرح برتاؤ کیا - اب میں آپکے سامنے فقیرنی بن کر آئی ہوں کہ میری
خطاؤں کو معاف فرمائیے - بدیع الملک نے خضران کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ مجھسے یہ حالت
ملکہ کی دیکھی نہیں جاتی اور دوڑکر ملکہ کو گود میں اٹھا لیا ادھر خضران نے رضیہ خاتون کو اٹھا لیا
اور اندر قصر کے لاکر بٹھایا اور بدیع الملک نے ملکہ سے ارشاد فرمایا کہ برائے خدا اس لباس کو
دور کرو یہ تمھارے شایان نہیں ہی ملکہ نے کہا کہ میری تو ابتدا یہی ہی فقیری ہی سے میں شاہی
کے درجہ تک پہونچی ہوں - بدیع الملک نے فرمایا کہ موجودہ حالت پر خیال کرو - اب تو اس مقام
کی ملکہ ہو - غرضکہ رضیہ گئی اور لباس شاہانہ لیکر حاضر ہوئی - ملکہ نے لباس شاہی زیب جسم فرمایا
رضیہ نے بھی پوشاک بدلی اور محفل عیش آراستہ ہوئی ملکہ نے بدیع الملک سے کہا کہ میں نے
سنا ہی کہ آپ لوگوں کی عادت یہ ہی کہ محبت بڑھا کر روپوشی اختیار کر لیتے ہیں پھر خبر بھی نہیں لیتے
ہیں اگر یہی برتاؤ میرے ساتھ بھی کرنا ہی تو مجھے معاف کیجئے حالانکہ میری حالت وہی ہی کہ ع
نہ تاب وصل دارم نہ طاقت جدائی + لیکن مجھے اس تڑپنے سے مرنا بہتر ہی ہاں اگر اتنا ہو کہ جہاں جاؤ
مجھے اپنے سے جدا نکرو تو کنیز ہوں ورنہ میری خواہش تو یہ ہی - دوہا - پریتم پیت لگا کے
دور دیس مت جاو + بسو ہماری نگری ہم مانگیں تم کھاؤ + یہ ملک وہاں بھی کم نہیں ہی - بدیع الملک
نے فرمایا کہ خیر دیکھا جائیگا لیکن اے ملکہ یہ تو بتاؤ کہ یہ حصار جو تمھارے ملک سے قریب واقع ہی
اسکی کیا اصلی حالت ہی یہ کسکا بنایا ہوا ہی اور کیونکر اس حصار کے پار انسان جا سکتا ہی ملکہ نے کہا کہ
اے شہریار میں اس حصار کو اپنے بچپن سے دیکھ رہی ہوں کہ یہ اسیطرح قائم ہی اور جو اسکے قریب
جانے کا قصد کرتا ہی وہ جل کر خاک ہو جاتا ہی - والد ماجد میرے باوصفیکہ فقیر تھے اور عامل کامل
تھے لیکن وہ بھی کبھی قریب اس حصار کے نہ گئے بلکہ اسکے پاس جاتے ہوئے ڈراکیے - یہ حصار
کھینچا ہوا ابلاکستان جادو کا ہی وہی اُس مقام کا حاکم ہی - جہاں کہ یہ حصار کھینچا ہوا ہی - جب میں
سن تمیز کو پہونچی تو اُس کافر نے میری خواہش ظاہر کی - باپ نے میرے بسبب اختلاف مذہب
کے قبول نکیا اُسنے جلکر اس نقابدار خاکی پوش کو معین کیا کہ اگر ہمارے ساتھ شادی اسکی نہو تو
کسی کے ساتھ نہو - جو میرا خواستگار ہوکر آیا وہ نقابدار کے ہاتھ سے مارا گیا یہاں تک کہ آپ نے
اُس نقابدار کو مارا - بدیع الملک نے فرمایا کہ کوئی اور راستہ بھی بلاکستان جادو تک پہونچنے کا
ہی یا نہیں ہی - ملکہ نے فرمایا کہ مجھے تو نہیں معلوم لیکن ایک مرد پیر دہقانی شاید جانتا ہو کہ وہ سرحد کا
رہنے والا اور بہت پرانا آدمی ہی - شاہزادہ نے اسکو طلب کیا - جب مرد دہقانی حاضر ہوا تو
بدیع الملک نے اُس سے پوچھا کہ تم شہر بلاکستان کی راہ جانتے ہو - اُسنے عرض کی راہ تو میں جانتا
ہوں لیکن وہ راہ بھی اب مسدود ہو گئی ہی - بدیع الملک نے فرمایا کہ وہ راستہ کسطرح مسدود ہوا ہی
اُسنے عرض کی کہ ایک حکیم ہی کہ نام اُسکا حکیم طرقوس ہی اہل اسلام کا دشمن ہی خود لامذہب ہی اُسنے

کسی جزیرہ سے ایک جوڑا لنگور کا منگایا تھا ان لنگوروں کے برابر فیل کے تھے اور دمیں تینتیس تینتیس
اور چالیس چالیس گز کی تھیں انگوٹیاں اور بوٹیاں کھلانا شروع کیں ان بیتوں اور بوٹیوں
کی تاثیر سے وہ لنگور روئیں تن ہوگئے اور استقدر کثرت اولاد ہوئی کہ اب انھیں لنگوروں
کی نسل سے قریب تیس ہزار کے ہوگئے ہیں اور انسے ایک ملک بسا ہے۔ حکیم طرقوس بادشاہ
بنا بیٹھا ہے۔ اس راستے کو اس حکیم نے مسدود کر دیا ہے اب کوئی نہ ادھر سے ادھر جا سکتا ہے اور
نہ ادھر سے ادھر آسکتا ہے۔ وہ لنگور بڑے ظالم ہیں نہ انپر حربہ اثر کرتا ہے نہ انکی قوت کو انسان
کی قوت پہونچ سکتی ہے۔ بوقت مقابلہ دم میں باندھ کر لیجاتے ہیں۔ یہ سنکر صاحبقران نہایت
پریشان ہوئے کہ کیا جانوروں سے لڑنا پڑیگا۔ پھر دہقانی کو ملازم کر لیا اور فرمایا کہ جسوقت ہم
اسطرف چلینگے تو رہنمائی کے واسطے تجکو ساتھ رکھینگے۔ خضران نے کہا کہ تمکو تو ہوس ملک گیری کی
کم نہیں ہوئی مجھ میں اب طاقت ایسی نہیں ہے کہ تمہارے ساتھ چلکر بندروں اور لنگوروں سے
لڑوں۔ یہ شہ ہے گا کہ خضران نے اسوقت پر دغا دی۔ میں ہرگز بندروں اور لنگوروں سے نہ لڑونگا
آپ جانیں آپکا کام جانے۔ یہ سنکر بدیع الملک نے پریوں کو طلب کیا۔ اسرار پری حاضر ہوئی
فرمایا کہ تم دو نامے ہمارے کسی کے ہاتھ بھجوا دو۔ اسرار پری نے عرض کی کہ میرے ساتھ چند پریاں
نہایت تیز پر ہیں آپ نامے عنایت کیجیے خدا نے چاہا تو بہت جلد جواب آجائیگا۔ بدیع الملک
نے کہا کہ مجھے چند آدمیوں کو طلب کرنا ہے انتظام سواری کبھی کر دینا کہ مجھ تک سب بہت جلد پہونچ
جائیں۔ اسرار پری نے عرض کی کہ جیسا ارشاد ہوتا ہے ایسا ہی ہوگا۔ الغرض صاحبقران نے ایک
نامہ تو اپنے اہل لشکر کو لکھا کہ ہم اس مقام پر ہیں سب صاحب یہیں چلے آئیں اور ایک نامہ
بادشاہ اسلام کو تحریر فرمایا مضمون یہ تھا کہ میں بانتظار ظل اللہ بیابان گرد باد میں مقیم ہوں اور
یہاں کچھ ایسی مصیبت درپیش ہے کہ ضرورت زیادہ عیاروں کی پڑیگی اور میرے ساتھ صرف خضران ہے
لہذا حضور کو آنے کی جلد کوشش فرمایئے اور چالیس پچاس عیار منتخب کر کے میرے پاس بھیجیے۔ یہ
دونوں نامے اسرار پری کو دیے۔ اسرار پری نے ہما پری کو تو ایک نامہ دیکر تمہارا طرف لشکر
بدیع الملک کے روانہ کر دیا اور دوسرا نامہ طیران پری کو دیکر چند تخت رواں ساتھ کر دیے کہ
جسکو کہ بادشاہ اسلام تمہارے ساتھ کر دیں انھیں لیکر یہاں چلی آنا۔ ہما پری ادھر
روانہ ہوئی اور طیران پری ادھر روانہ ہوئی اور بدیع الملک نے ملکہ سے فرمایا کہ تم اپنے لشکر کو
تیاری کا حکم دو آج کے تیسرے روز ہم کوچ کر کے طرف دربند لنگوران کے جائینگے۔ ملکہ ماہ قلندری
کے یہاں جو چند سردار اور تھوڑی سی فوج تھی اسکو تیاری کا حکم ملا فوج تیار ہونے لگی اور ایک
بارگاہ آراستہ پیراستہ کی گئی۔ تیسرے روز شاہزادہ بدیع الملک نے ملکہ ماہ قلندری سے ارشاد
کیا کہ اے ملکہ خدا حافظ ۔ جو جیتے رہینگے تو ملجائینگے + نہیں تو کیے کی سزا پائینگے + تمسے دل لگا کر
عجب مصیبت میں جان پھنسی ہے کہاں تو خانہ کعبہ جا رہے تھے کہاں پھر الجھا تو تمیں نکلنے آ دیجیے
ان الجھاؤں کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ ملکہ نے کہا میں خود یہ سوچتی رہی ہوں کہ میں نے تم سے کیوں دل لگایا
بیٹھے بٹھائے جان کو ایک روگ لگا لیا یہ ذہن میں نہ آیا۔ بیت ۔ مسافر سے کوئی بھی کرتا ہے پیت +
مثل ہے کہ جوگی ہوئے کس کے میت + یہ باتیں سنکر نصیب خاتون قریب آگئی آنچل سے ملکہ کے آنسو
پونچھے اور یہ شعر پڑھا ۔ جو دل پر چوٹ کھا بیٹھے تو گھبرانے سے کیا حاصل + کیا ہے جو اسے

سمجھنگے سمجھانے سے کیا حاصل ہے صبر کرو خدا مددگار ہے یہ وہ شہریار عالی وقار ہے جسکا لقب صاحبقران ثانی بدیع
ہے ہزارہا کافرون کو انھون نے مارا سیکڑون خداوندیان بگاڑ دین بلاکشان جادو کیا ہے ہے وہ
مقابلہ کریگا انشاء اللہ بہت جلد اس مرحلہ کو فتح کرکے شاہزادہ تشریف لائیگا آپکا کام دل پر ہی ہوگا
اور یہ وہ لوگ ہین کہ غلامون کو اور کنیزون کو تو بھولتے نہین ہین معشوق کو کیا بھولینگے۔ انکے دل لگا کر
سمجھانا اپنے کو اپنی زبان سے تلون مزاج بنانا اور دوسرون کی نظرون سے گرانا ہے۔ ملکہ خاموش ہوئی
اور شاہزادہ نے قدم آگے بڑھایا۔ ملکہ نے بیتاب ہوکر یہ شعر پڑھا ؎ کلیجا کوئی تھام کر رہگیا ہے
اُدھر چلنے والے ادھر دیکھ لینا + بدیع الملک نے پلٹ کر ملکہ کو دیکھا اور فرمایا کہ للہ اسوقت
ایسی باتین نکرو۔ ملکہ نے دوسرا شعر پڑھا ؎ زخم ہی کھینس کا مزا جانے + جسکو ایذا ہو وہ کیا جانے
خضران نے دیکھا کہ بدیع الملک کو پسینا آگیا روانے سے ہوگئے۔ بس اسنے رقیبہ کی طرف دیکھا
کہا کہ ملکہ کو سمجھاؤ یہ دوستی نہین بلکہ دشمنی ہے۔ رقیبہ نے کہا کہ تیرا دل تو پتھر کا ہے کہ تجھکو پروا ہی نہین
دوسرا ایسا دل کہان سے لائے خضران بدیع الملک کو لیے ہوے محل سے باہر آیا سلامیان
ہونے لگین۔ ملکہ ماہ قلندری کے چارون افسران فوج حاضر تھے انھون نے قاعدہ سے سلام
کیا بدیع الملک نے جواب سلام دیکر سہراب بلند کمان اور لہراسپ تیغزن کو حکم دیا کہ تم اثالیہ بارگاہ
کا لیکر طرف دربند لنگوران کے بڑھو سہراب بلند کمان اور لہراسپ تیغزن تو بارگاہ لیکر روانہ
ہوے اور شاہزادہ بدیع الملک مع بہرام خاکستر پوش و نعمان تیغ زن بیس ہزار سوار سے آہستہ
آہستہ سیر و شکار کرتے ہوے طرف دربند لنگوران کے چلے کہ پہلے جاکر بارگاہ برپا ہوسکے تو پھر خود
پہونچین تاکہ منزل پر آرام ملے۔ اب انکو تو رہروی مین چھوڑا جاتا ہے اور اول یہان سے کچھ حال
اُس نامہ کا بیان ہوتا ہے جو طیران پری لیکر بخدمت بادشاہ اسلام روانہ ہوئی تھی ظل اللہ قلعہ سفید نگار
سے کوچ اور مقام کرتے ہوے چلے آتے تھے ایک صحرا مین خیمہ زن تھے تمام فوج سے جنگل بھرا ہوا
تھا بازار کھلے ہوے تھے کٹورہ کھنک رہا تھا کہ ایک مرتبہ طیران پری سامنے بادشاہ اسلام کے
پہونچی اُسوقت کرسیون کی نشست تھی۔ بیرون بارگاہ بادشاہ اسلام بیٹھے ہوے سیر صحرا دیکھ رہے
تھے کہ طیران پری نے پہونچکر سلام کیا اور نامہ باادب سامنے بادشاہ اسلام کے پیش کیا۔ بادشاہ
اسلام نے نامہ لیا دیکھا تو نامہ صاحبقران نامدار کا ہے نہایت خوش ہوے جلدی سے لفافہ چاک
کرکے نامہ کو پڑھا جب مضمون نامہ سے آگاہ ہوے خبر خیریت بدیع الزمان سے نہایت خوش
ہوے لیکن مرگ عزیزان کا حال دیکھکر کمال محزون ہوے یعنے وہ لوگ جو نہ طاق مین مارے
گئے تھے کچھ انکا حال بھی مجملاً تحریر تھا اور طلب عیاران نامی کی تھی۔ بس اُسی وقت بادشاہ اسلام
نے جواب نامہ تحریر کیا اور برق ثانی و قران ثالث اور ہلاک ثانی۔ سرہنگ ثانی نیرنگ ثانی
سحر ثانی۔ سعید ثانی۔ کلباد ثانی۔ ملکہ سنجالی طاقی عیار نجی و دیگر عیاران نامی و گرامی
جنکی تعداد پچاس کی تھی بلاکر طیران پری کے سپرد کیے اور جواب نامہ دیا۔ خلعت سے سرفراز کرکے
رخصت کیا۔ طیران پری نے سب عیارون کو تخت پر بٹھایا اور ایک تخت پر خود بھی بیٹھی اور جانب
بیابان گردباد روانہ ہوئی۔ دوسرا نامہ ہما پری لیکر روانہ ہوئی تھی سو شکر بدیع الملک مین پہونچی
اور نامہ صاحبقران کا شہنشاہ گوہر کلاہ کے ہاتھ مین دیا۔ شہنشاہ گوہر کلاہ نے نامہ پڑھا
مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر تمام افسران فوج کو آگاہ کیا اور سب کے سب کوچ کرکے طرف

بیابان گرد باد کے روانہ ہوئے اگر دیکھیے یکسوقت پہونچتے ہیں - ہمارے جواب نامہ لیکر چپلی
صاحبقران ایک منزل تمام کرکے دوسری منزل ہی میں تھے کہ ہماری نے جواب نامہ پیش کیا تحریر تھا
کہ حسب الحکم بہت جلد حاضر ہوتے ہیں تیسری منزل سے ہنوز قدم آگے نہ بڑھا تھا کہ طرار پری
بھی سب عیاروں کو لیے ہوئے پہونچ گئی اور نامہ بادشاہ اسلام کا پیش کیا - صاحبقران نے
نامہ بادشاہ کا سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا بعد اسکے پڑھا - لکھا تھا کہ میں انشاء اللہ بہت جلد
آکر آپ سے ملتا ہوں اور یہ عیار حسب الطلب روانہ کیے گئے ہیں - بعد اسکے عیاروں نے
صاحبقران کی قدمبوسی حاصل کی - خواجہ خضران کے ہاتھ چومے - خضران نے سبکو گلے سے لگایا
اب یہ عیار بھی صاحبقران کے ساتھ ہیں اور امیر ثالث طے مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے
ہیں لیکن اول کچھ حال اُس طائر کا سنیے جو نقابدار خاکی پوش کے سر سے نکلکر جانب بلاکشان
جادو روانہ ہوا تھا - جسوقت یہ سامنے بلاکشان جادو کے پہونچا سارا ماجرا نقابدار خاکی پوش
کے مارے جانے کا بیان کیا کہ اسطرح ایک درویش آیا اور اُسنے کہیں سے آئینہ لاکر بروقت مقابلہ
نقابدار کو دکھا دیا نقابدار جل کر خاک ہوگیا بعد کو معلوم ہوا کہ وہ نبیرہ حمزہ اول اور صاحبقران
زمانہ ہے لہذا میں آپ کو آگاہ کیے دیتا ہوں کہ اب راستے کو کسی اور ذریعہ سے مسدود کیجیے ورنہ
یہ ہوگا کہ بدیع الملک چڑھ آئینگے اور پھر اُنکے ہاتھ سے جان بچانا دشوار ہو جائیگی - یہ لوگ جس
ملک پر جاتے ہیں اُسکو تباہ و برباد کیے بغیر نہیں چھوڑتے ہیں - یہ کہکر طائر تو شعلہ کی طرح بھڑک کر
فرو ہوگیا لیکن بلاکشان جادو نے مصاحبوں سے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیے - بدیع الملک کون شخص
ہے کہ درویش ضعیف گوشہ نشین نے اُسکا پاس مجھسے زیادہ کیا اور آئینہ قتل نقابدار اُسکو دیدیا
اب میں خود جاتا ہوں اور وہیں پہنچ بدیع الملک کو مٹائے دیتا ہوں - یہ کہکر جھولی سحر کی طلب کی
مشیر جادو اور شہیر جادو اور اغشام جادو اور فرطام جادو نے منع کیا اور عرض کی کہ
بدیع الملک صاحب اسم اعظم ہے آپکا اُسکے مقابلہ کو جانا اچھا نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ ایک نامہ حکیم
طرقوس کو لکھیے کہ سوا بیابان لنگوران کے اور کوئی راستہ بدیع الملک کے آنے کا نہیں
ہے اگر حکیم طرقوس آپکے موافق رہیگا تو بدیع الملک یہانتک نہ پہونچ سکیگا اور نوخیز جادو کو
بھیجکر ملکہ کو گرفتار کرا منگائیے کہ اسی کی ذات سے یہ تمام فتنہ و فساد برپا ہوئے ہیں یہ رائے مشیران
دولت کی بلاکشان جادو کو پسند آئی - اُسی وقت ایک نامہ بنام حکیم طرقوس تحریر کیا مضمون نامہ
یہ تھا کہ اے دوست صادق اب وہ وقت آیا جسکے خوف سے میں نے اپنے شہر کو حصار بند کیا تھا
اور آپنے یہ لشکر لنگوران تیار کیا تھا نقابدار خاکی پوش مارا گیا طائر سحر نے مجھکو حال مرگ
نقابدار خاکی پوش اور آمد بدیع الملک سے مطلع کیا سنا ہے کہ بدیع الملک بیابان لنگوران کی
راہ سے اسطرف آیا چاہتا ہے میں تمکو پیشتر سے آگاہ کیے دیتا ہوں کہ اگر اپنی اور ہماری جان اُس
دشمن قوی کے ہاتھ سے بچانا ہے تو سرحد کا بند و بست کرو اور بدیع الملک کو گرفتار کرکے قتل کر ڈالو
ورنہ بچنا دشوار ہو جائیگا ایک ساحر یہ نامہ لیکے طرف حکیم طرقوس کے روانہ ہوا اور اسکے بعد نوخیز جادو
کو حکم ملا کہ تو جاکر ملکہ ماہ قلندری کو گرفتار کر لا - نوخیز جادو ابر سحر تیار کرکے طرف باغ ملکہ ماہ قلندری
کے روانہ ہوا - لیکن اول حال نامہ کا سنیے کہ جسوقت نامہ بلاکشان جادو کا حکیم طرقوس کو پہونچا حکیم
طرقوس نے نامہ پڑھکر پانچ سو لنگوروں کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوئے تو اُنکو

سب پر افسر کرکے حکم دیا کہ فوج انسانوں کی اسطرف آتی ہے تم جاؤ اور اُن سب کو گرفتار کر لاؤ۔ یہ حکم
سنتے ہی وہ سب لنگور جانب سرحد بیابان روانہ ہوئے ایدھر یہ حال سہراب بلند کمان اور لہراسپ
تیغزن کا سنیے کہ یہ عیش خیمہ لیے ہوئے کوچ بکوچ منزل بمنزل چلے جاتے ہیں جس وقت قریب سرحد
بیابان لنگوران کے پہونچے تو دیکھا کہ جانب صحرا سے کچھ سیاہی نمودار ہوئی۔ یہ لوگ سمجھے کہ
سیاہ آندھی ہے اسی جگہ ٹھہر گئے بعد کچھ دیر کے دیکھا کہ اُس سیاہی میں سے پانچ سو لنگور جنکا قد
فیل کے برابر ہے مُنہ میں چالیس چالیس گز کی بلند کیے ہوئے قاقاریان ناچتے چلے آتے ہیں بس
ان لوگون نے آنالہ بارگاہ کا پشت پر لے لیا اور تلوارین کھینچکر آگے بڑھے۔ پہلے لہراسپ
تیغزن صف سے آگے بڑھا اور لنگوروں کو ڈانٹا کہ خبردار آگے بڑھنے کا قصد نکرنا یہ دیکھتے ہی
لنگور مثل لشکر کے پرے جماکر کھڑے ہوگئے اور ایک لنگور جو دراز قامت تھا صف سے نکلکر
سامنے لہراسپ تیغزن کے آیا اور مثل انسانوں کے گویا ہوا کہا اے شخص تو کس راہ سے آیا ہے
جا پلٹ جا یہان سے ورنہ سخت پریشان ہوگا۔ لہراسپ نے جواب دیا کہ او دراز دم تیری کیا ہی
حقیقت ہے کہ تو انسانوں کو ڈراتا ہے تو خود ہمارے سامنے سے ہٹ جا ورنہ مارا جائیگا۔ یہ سنکر اُس
لنگور نے دُم علم کی اور پکارا کہ بچ۔ لہراسپ نے تلوار کھینچ لی لیکن لنگور نے ایسی دم ماری کہ لہراسپ
تڑپ کر گھوڑے سے گرا اور اسی اضطراب میں لنگور کو تلوار ماری۔ لنگور نے تلوار سر پر روکی خط بھی نہ آیا
ابکی مرتبہ لنگور نے دم مار کر کمر لہراسپ تیغزن کی دم میں لپیٹ لی اور زور کرکے لہراسپ کو بلند کر لیا
اور یوں ہی دم پر اُٹھائے ہوئے اپنے لشکر میں چلا گیا سپاہیان لشکر لہراسپ کے رنگ سر فق
ہوگئے وہاں اُس لنگور نے لہراسپ کو اپنے ہمراہیوں کے سپرد کیا اور آپ پھر میدان میں آکر پکارا کہ
اب بھی تم لوگ پلٹ جاؤ ورنہ اسی طرح سب کو باندھ لیجاؤنگا۔ جب تمھارے افسر کی یہ حالت ہوئی کہ
کچھ نہ کر سکا اور بندھا چلا گیا تو تم کیا کر سکو گے۔ یہ سنکر سہراب بلند کمان کو غصہ آیا اُسنے شانہ
سے کمان لی اور ترکش سے تیر کھینچکر لنگور کی آنکھوں تاک کر تیر مارا۔ لنگور نہایت چالاک تھا تیر خالی
دیا اور جست کرکے قریب سہراب کے آگیا اور دم ماری سہراب نے تلوار ماری کہ دُم اُسکی قلم کر دوں
لیکن تلوار نے کام نہ کیا اسلیے کہ لنگور کو حکیم نے مثل اسفندیار کے روئین تن بنا رکھا تھا لیں لنگور
نے سہراب کو بھی دم سے باندھا اور کھینچ لیے چلا گیا۔ اہل لشکر دوڑ پڑے کہ سردار کو اپنے اس
جانور موذی سے چھین لیں۔ یہ دیکھکر تمام لنگور بھی دُمیں کھڑی کیے ہوئے آپڑے
انھوں نے تلوارین مارنا شروع کیں اور لنگوروں نے دُموں کے کوڑے برسانا شروع کیے دم بھر
میں پانچ سو سپاہیوں کو لنگوروں نے دُموں سے لپیٹا اور باندھے لیے چلے گئے باقیماندہ جان
بچاکر واپس آئے اور بارگاہ کو لیے ہوئے روتے پیٹتے بخدمت شاہزادہ بدیع الملک روانہ
ہوئے اُدھر حکیم طرطوس نے ایک مکان وسیع بطور زندان کے بنوایا اور آہنگروں کو طلب کرکے طوق
آہن کے تیاری کا حکم دیا کہ بڑے بڑے پہلوانوں کو اسیر کرنا ہے ہتکڑیاں بیڑیاں بہت بھاری جلد
تیار کرو۔ آہنگروں نے طوق زنجیر ہتکڑی بیڑی گڑھنا شروع کیے دوسرے روز پانچوں سو لنگور
پانچ سو سپاہیوں کو اسیر کیے ہوئے مع لہراسپ تیغزن و سہراب بلند کمان پہونچے حکیم
طرطوس نے ان سب کو زندان میں بھیجکر ایک نامہ بنام شاہزادہ بدیع الملک تحریر کیا مضمون نامہ
یہ تھا کہ اے بدیع الملک اگرچہ تم صاحبقران دوران ہو لیکن یہ وہ مقام نہیں ہے جہان تمھاری

صاحبقرانی چل سکے میرا ایک ایک لنگور اگر چاہے تو صاحبقرانی کر سکتا ہی اگر اپنی عزت بچایا چاہتے ہو
تو یہان سے چلے جاؤ۔ جو سردار تمھارے میری قید مین ہین انکو کبھی رہا کروںگا اور اگر نہ مانوگے تو یا رکھو
مثل انھین اسیرون کے تم بھی قید ہوکے بیٹھے ہوگے اور زندگی بھر اس زندان بلا سے نہ نکل سکوگے
مین ساحر نہین ہون کہ اسم اعظم کچھ کام کرسکے جسوقت مضمون نامہ تمام ہوا تو حکیم طرقوس نے
نامہ اک بہت بڑے لنگور کے سپرد کیا اور کہا کہ جاکر یہ نامہ بدیع الملک کو دینا اور اسکا جواب
اُنسے لانا لیکن وہان اُنپر کوئی سختی نکرنا۔ لنگور نے نامہ ہاتھ مین لیا اور بیابان لنگوران سے
طرف بدیع الملک کے روانہ ہوا۔ یہان شاہزادہ بدیع الملک سیر و شکار کرتے چلے آتے
تھے۔ بہرام خاکستر پوش و لقمان شمشیرزن ساتھ ساتھ تھے کہ اک مرتبہ دیکھا کہ لوگ سہراب
بلند کمان اور لہراسپ شمشیرزن سے روتے پیٹتے چلے آتے ہین۔ ان لوگون نے بڑھکر پوچھا کہ
کیا ہوا۔ اُنھون نے تمام سرگذشت اسیری لہراسپ اور سہراب کی بیان کی۔ بدیع الملک کو نہایت
تعجب ہوا کہ لنگورون نے اتنے اتنے بڑے سردارون کو اسیر کرلیا لیکن نہایت متردد ہوے کہ کیا کرنا
چاہیے کسطرح سے لنگورون پر نہ تلوار اثر کرتی ہی نہ زور مین وہ دبتے ہین چونکہ شام ہو چکی تھی
رات کو اُسی جگہ قیام کیا صبح کو حکم کوچ دیا خضران سے کہا کہ ادھر جانے کا ارادہ ہی بدیع الملک نے
کہا بیدھر جارہے تھے کیا نہین نہین معلوم کہ مین جو قصد کرلیتا ہون اُس سے باز نہین آتا ہون تا
جبتک معاملہ یکسو نہ ہوجاے۔ خضران نے کہا کہ سیکڑون لڑائیان فتح کین ایک مین شکست
کھائی سہی تو غنیمت سمجھو کہ دو سردارون پر خیر گذری تمھاری تو عزت بچی۔ بس پلٹ چلو جو مقصود تھا
وہ حاصل ہوگیا کہ ملکہ قبضہ مین آگئی کہ سے کبھی تنہا چھوڑ آئے ہو۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ تمیز جدا
کیا ہی اُس سے زیادہ کوئی کسیکا نگہبان نہین ہی۔ ابھی یہی باتین ہو رہی تھین کہ جانب صحرا سے
اک لنگور برابر فیل کے ہاتھ مین نامہ لیے ہوے نمودار ہوا سب اُسکی طرف دیکھنے لگے لنگور قریب
آیا اور پوچھا کہ صاحبقران کہان تشریف رکھتے ہین لوگون نے اشارہ سے بتایا۔ لنگور نے بڑھکر
بدیع الملک کو نامہ دیا۔ بدیع الملک کو اور حیرت ہوئی کہ یہ تو مثل انسانون کے باتین کرتے ہین جب
نامہ پڑھا اور مضمون نامہ سے آگاہ ہوے تو خضران نے کہا صاحبقران حکیم طرقوس سچ کہتا ہے
انسان کو جانورون کے مقابلہ مین جانا اپنی عزت گنوانا ہی۔ ایک رو مین ان کے مقابلہ مین تو وہ تو ان لیتا
ہوجاتا ہی جہان سب دشمن ہون وہان کیا ہوسکیگا۔ بدیع الملک نے غصہ سے کہا کہ تجھے ہمارے
امور مین کیا دخل ہی خضران نے کچھ تیوری پر بل ڈال کے کہا کہ تمھاری قسمت مین تکو ذلیل کروانیکی
لکھی ہوس ملک و مال بہت خراب کریگی۔ آج لنگورون سے لڑنے پر آمادہ ہو کل کتون بلیون سیارون
سے مقابلہ کرنے کو موجود ہوجاؤگے واہ کیا صاحبقرانی ہی بس مقابلہ کہ امیر اول نے کیسا انھیر
لے یہ بات آپ ہی کے واسطے اُٹھا رکھی تھی بسم اللہ آپ اپنے فعل کے مختار ہین مگر مین اپنی عزت نہین
گنوانے کا مین تو خانہ کعبہ جاتا ہون جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جسکو بدیع الملک کا
ساتھ دینا ہو وہ یہان رہے۔ یہ کہکر خواجہ خضران اُٹھ کھڑے ہوے اور عیارون سے اشارہ کیا کہ چلو
جن عیارون نے اشارہ خضران کا سمجھا وہ اُٹھ کھڑے ہوے صرف دو چار عیار باقی رہ گئے
خضران تمام عیارون کو ساتھ لیے ہوے قافلہ خضرا روانہ ہوگیا۔ ہر ایک متحیر تھا کہ کیا کسی کی
دوستی کا اعتبار کرنا نہین ہی کہ جس سے وفا کا کوئی سا تھی نہین ہی۔ خضران اپنے بازو لیے وقت

میں بدیع الملک کو چھوڑ دیا جو عیار باقی رہ گئے تھے بدیع الملک نے اُنسے بھی کہا کہ تم کیوں نہ چلے
گئے - اُنھوں نے عرض کی کہ ہمارے دموں میں دم جسوقت تک باقی ہے ہم ان قدموں کو ہرگز نہ چھوڑینگے
بدیع الملک نے جواب نامہ کا تحریر کیا کہ اے حکیم طرقوس بڑے تعجب کی بات ہے کہ تم حکیم ہو کر
خدا ناشناس ہو معلوم ہوتا ہے کہ تمھاری عقل سالم نہیں ہے بلکہ ناقص ہے جو اسوقت تک تمنے اپنے پیدا
کرنے والے کو بھی نہ پہچانا اور اُس کافر کے شریک ہوئے بہتر یہ ہے کہ دین خدا پرستی کو اختیار کرو اور
رفاقت بلاکشان جادو سے دست بردار ہو جاؤ ورنہ ایک آن میں غارت ہو جاؤگے جس خدا
نے مجھکو اور تمکو بلکہ سارے عالم کو پیدا کیا ہے وہ ایسا قادر و توانا ہے کہ اُسکے آگے کوئی دانائی کسیکی
نہیں چلتی ہے کچھ سمجھ میں بھی نہ آئیگا کہ تم کسطرح غارت ہو گئے - یہ کلمات میں اُسی پیدا کرنے والے کے
بھروسے پر کہتا ہوں کہ جسنے مجھکو صاحبقران بنایا ہے بعد ختم مضمون نامہ اُس لنگور کے سپرد کیا لنگور
یہ جواب نامہ لیکر جانب حکیم طرقوس روانہ ہوا اور جاکر نامہ حکیم کے ہاتھ میں دیا - حکیم طرقوس نامے
کا مطلب پڑھکر غصہ میں آیا اور تمام لنگوروں کو حکم دیا کہ لشکر تیار کرو ہم بدیع الملک سے لڑینگے
اُسی وقت قریب تین چالیس ہزار لنگوروں کے جمع ہو گئے - چار لنگوروں نے تخت حکیم طرقوس کا
اُٹھایا اور جانب سرحد بیابان روانہ ہو گئے - ادھر شاہزادہ بدیع الملک کو یم کے نزدیک بیابان
لنگوران کے پہونچے اور خیمہ برپا کیا ہرکارے واسطے دریافت حال کے اُڑا دیے بعد کچھ دیر کے
آکر عرض کی کہ حکیم طرقوس چالیس ہزار لنگور اپنے ساتھ لیے ہوئے بعزم مقابلہ چلا آتا ہے فرمایا کچھ پروا
نہیں - خدا سب کا بزرگ ہے کہ اُسی مرتبہ جانب صحرا سے تیرہ گرد و غبار بلند ہوا اور حکیم طرقوس چالیس ہزار
لنگوروں سے نمودار ہوا - ایک ایک لنگور فیل کے برابر دُموں کو علم کیے ہوئے - بعضے لنگوروں کی
دُموں میں پھریرے لگے ہوئے تھے کہ وہی بجاے نشان لشکر کے تھے پھر ہر دم کے رنگ سیاہ
زنگاری تھے اور انہیں تعریف ہوں کی ہر قوم تھی آکر ان لنگوروں نے بھی ایک مقام پر خیمہ نصب
کیا - حکیم طرقوس تخت سے اُتر داخل بارگاہ ہوا اُسی وقت حکم دیا کہ نقیر طبل جنگ فوراً نقارہ زرّی
پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی - خبر شاہزادہ بدیع الملک کو ہوئی - فرمایا کچھ پروا نہیں کہ مدد
کہ ہمارے ہمراہ بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجز طبل جنگی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا
اور دونوں لشکروں میں تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں - بدیع الملک خدا پر تکیہ کیے ہوئے تھے
لیکن اہل لشکر میں سخت انتشار تھا - ایک ایک سے رخصت ہو رہا تھا اور وصیت کر رہا تھا کہ کل کے
روز دیکھیے کیا ہوتا ہے کون ان موذیوں کے ہاتھ سے بچتا ہے اور کون مبتلاے بلا ہوتا ہے لیکن
لنگور نہایت خوش تھے - ایسا انکو انتظار صبح میں چھوڑا جاتا ہے اور یہاں

چند کلمے داستان حسرت نشان ملکہ ماہ قلندری کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ بیمار محبت عروس شاہزادہ بدیع الملک کے وہ نہایت پریشان ہوئی بستر پر لیٹے لیٹے گھڑی گھڑی
بار بار یہ شعر زبان پر آتا تھا ۔ جو میں ایسا جانتی کہ پیت کیے دکھ ہوے + نگر ڈھنڈورا
پیٹتی کہ پیت نہ کریو کوے + ہاے کیا بری قسمت ہماری ہے کاش خدا نے صورت کے بدلے
قسمت اچھی بنائی ہوتی - صورت کے اچھے ہونے سے تو عجب عجب مصیبتوں میں پھنسایا ہے پہلے
بلاکشان جادو خواستگار ہوا اُس سے جان بچی تو نقابدار خاکی پوش مسلط ہوا - جب خالق نے

حرام ہی + اے رضیہ ایسی باتیں نکر۔ بادل کو دیکھکر دل اُمنڈا آتا ہی بادل کی گرج سے دل میں
دھڑکن پیدا ہوتی ہی بجلی کی چمک سے ہوک سی اُٹھتی ہی یقین ہی کہ بارش کو دیکھکر تقاطر
اشک شروع ہو جائیگا۔ یہ سنکر رضیہ تو خاموش ہو رہی مگر وہ ابر پھیلنا شروع ہوا اور گرج
چمک زیادہ ہونے لگی۔ ہر لکہ ابر اک برق معلوم ہوتا تھا کوندے کی لپک شمشیر سے مشابہ تھی
بجلی چمک چمک کر خرمن ہستی کے پھونک دینے کا قصد کر رہی تھی۔ ملکہ نے رضیہ سے کہا کہ
ارے یہ تو سامان قتل معلوم ہوتا ہی اے رضیہ یہ ابر ابر رحمت نہیں بلکہ ابر غضب ہی۔ اسمین
ہزاروں بلائیں پنہاں معلوم ہوتی ہیں اس ابر سے پانی کی جگہ آگ برسے گی یہ چمن سرسبز ہونے
کے بدلے خزاں ہوا چاہتا ہی دل اچھی خبر نہیں دیتا۔ رضیہ نے کہا بی بی خدا نکرے بات یہ ہی
کہ جب جدائیاں دل میں بسی ہوتی ہیں تو ایسی ایسی باتیں ذہن میں آتی ہیں لیکن ملکہ خوف زدہ
ہوکر اندر قصر کے چلی آئی آنکھیں بند کیے تھی کہ بجلی کی چمک نہ دیکھوں۔ کانوں پر ہاتھ رکھے تھی کہ
گرجنے کی صدا سنائی نہ دے۔ اب وہ ابر تمام باغ پر محیط ہوگیا اور بجاے قطرات باران شرارے
برسنا شروع ہوے اور طائران باغ نے شور کیا اور مانند طائران آتشبازی کے جل کر خاک ہونے
لگے نخل مانند نخل خیار کے دہکنے لگے سبزہ جل کے رہگیا۔ سارا چمن آتش بہار ہوگیا
انہو ملکہ کے ساتھ رضیہ بھی بھاگی اور یہ دونوں جاکر اک حجرہ میں پوشیدہ ہوگئیں جبوقت سب
چمن جل گیا تو نوخیز جادو کا نعرہ ہوا اور یہ ملعون ملکہ کو ایک ایک گوشہ میں تلاش کرنے لگا۔
یہانتک کہ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے اس حجرہ میں پہونچا جہاں ملکہ اور رضیہ چھپی بیٹھی تھیں بس
نوخیز جادو نے آواز دی کہ اے گیسو بریدہ تیری ہی ذات سے بدیع الملک اس مقام تک پہونچا
اور اسنے نقابدار خاکی پوش کو مارا۔ دیکھ تو اس فتنہ پردازی کا نتیجہ کیا نکلتا ہی تجکو بلاکشان
جادو نے بلایا ہی۔ یہ کہکر اک رسن سحر میں دونوں کو باندھ کر ساتھ لیا اور یکبارگی باغ اسی ابر
میں پوشیدہ ہوکر جانب بلاکشان جادو روانہ ہوگیا۔ یہاں باغ پر عجب حسرت چھائی ہوئی تھی
تمام درخت وگیاہ وگل وثمر طائران خوش الحان مالی اور مالنیں سب جل کر خاک ہوگئیں حالات
باغ اسیر ہوکر کس بےبسی سے دشمن کی طرف روانہ ہوگئے لیکن اول حال نوخیز جادو کا سنئے
کہ جبوقت یہ ملعون سامنے بلاکشان جادو کے پہونچا تو اسنے قید ملکہ کی مع قید رضیہ خاتون تشریح
کی۔ بلاکشان جادو ملکہ کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ کیوں او شوخ دیدہ وگیسو بریدہ ہمسے تو تجھے
انکار تھا اور جوان حسین کو دیکھکر پھسل گئی اب وہ فقیری آن کدھر گئی تو نے میرے ایسے
رفیق نقابدار خاکی پوش کو قتل کرایا پھر بھی تجھے صبر نہ آیا کہ اب میرے قتل کی درپے ہوئی اور یار کو
اپنے دربند لنگوران کے راستے سے ادھر بھیجا عوض تو اسکا یہ تھا کہ میں تجھے اور اسے دونوں
کو قتل کرتا مگر تجھپر عاشق تھا اسوجہ سے اتنی رعایت کرتا ہوں کہ اگر اب بھی تو وصل میرا قبول کرلے تو
تجھے چھوڑ دوں اور جسطرح تو اپنے ملک میں حکومت کرتی چلی آئی ہی اسی طرح حکومت کیا کرے ورنہ
اسطرح قتل کرونگا کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا تیرے حال پر گریہ کرینگی۔ یہ کہکر بلاکشان جادو
خاموش ہوا کہ ملکہ کیا جواب دیتی ہی مگر ملکہ نے کوئی جواب نہ دیا اک سکوت تھا جو سکتے سے کم نہ تھا۔ اب
بلاکشان جادو رضیہ کی طرف مخاطب ہوا کہ یہ سب کارستانیاں تیری ہی معلوم ہوتی ہیں تو ملکہ
کو سمجھا کر راہ پر لا ورنہ تجھے اور اسے دونوں کو قتل کرونگا۔ رضیہ نے بھی کوئی جواب نہ دیا۔ یہ دیکھکر

بدیع الملک بیرون بارگاہ بیٹھے ہوے ہین نقارہ زرمی بج رہا ہی اُس طرف لنگور نقارے بجا رہے
ہین چوبون کے عوض دُمین مار رہے ہین اور لشکر اسلام کی طرف دیکھ دیکھ کر خوخیا رہے ہین —
بدیع الملک کبھی تو انکو دیکھ کر ہنستے ہین اور کبھی دل مین سوچتے ہین کہ یہ کس مصیبت کا سامنا ہے
خداوندا کیا ہماری صاحبقرانی اور عزت انھین لنگورون کے ہاتھ سے جائیگی بہرام خاکستر پوش
اور فغفان شیرزن حاضر ہین اور بار بار بدیع الملک سے عرض کرتے ہین کہ اے شہریار اگر ان لنگورون
پر تلوار نہین اثر کرتی ہی تو ہم انھین کمند سے باندھ لائینگے - یہ جانور ہین ہم انسان ہین ہم صاحب عقل
ہین یہ غیر ذوی العقول ہین ہزار ہا بیرون سے انکو پست کرینگے یہ کیا کر لینگے - بدیع الملک سب کی
خاموشی سے سن رہے ہین کہ جسکی چل جاے وہی صاحب عقل ہی ورنہ انسان حیوان سے بدتر ہی کہ ناگاہ
اک طائر آکر شاخ درخت پر بیٹھ گیا اور بدیع الملک نے دیکھا کہ گلے مین اسکے نامہ بندھا ہوا ہی
جسکا نامہ بر معلوم ہوتا ہی کیا عجب ہی کہ میرے ہی پاس نامہ لایا ہو اسلیے کہ مجھے غور سے دیکھ رہا ہی
بدیع الملک نے اسکی طرف دیکھ کر چمکارا طائر اُڑکر ہاتھ پر آ بیٹھا - بدیع الملک نے نامہ گلے سے
کھول لیا اور پڑھا - مضمون نامہ پڑھکر سناٹے مین آ گئے کہ واقعا اگر یہ درویش خبر نہ رکھتا تو نہین
معلوم کیا مصیبت آتی - بدیع الملک نے جواب نامہ مین شکریہ فقیر کا تحریر کیا اور طائر کے گلے مین
باندھکر روانہ کر دیا - طائر زفیل مار کے اڑا ہوا چلا گیا - بہرام خاکستر پوش و فغفان شیرزن وغیرہ نے
پوچھا کہ اے شہریار کسکا نامہ آیا تھا بدیع الملک نے ان لوگون کو بھی آگاہ کیا کہ بعد میرے چلے آنے
کے ملکہ پر یہ مصیبت پیش آئی تھی لازم بلا کشان جادو کا برائے گرفتاری ملکہ آیا تھا مگر درویش شیخ
گوشہ نشین نے ملکہ کو بچا لیا اب ملکہ زندہ ہی - القصہ رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون
لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے اُس طرف حکیم طرقوس اک تخت پر سوار تخت کو اسکے چار لنگور
اُٹھاے ہوئے ایک لنگور پس پشت بیٹھا ہوا چتر اپنے ہاتھ مین حکیم کے سر پر سایہ کیے ہوے
پشت پر دو چار سو سوار انسان - پیشخادم و خدمتگار آگے آگے چالیس ہزار لنگور انمین کوئی دو سو
کا افسر کوئی ہزار کا سردار ایک بہت بڑا لنگور جسکی پیشانی پر سفید داغ اور نصف دُم سفید تھی وہ
تمام فوج کا افسر تھا یہ سب کے سب پرے جما کر برابر سے کھڑے ہوے بعض لنگور علمبرداری کے
عہدے پر تھے انکی دُمون مین پھریرے بندھے ہوے تھے بجاے نشان وہ دُم کو علم کیے ہوے
تھے بعض لنگور باجے جنگی بجا رہے تھے نقارے پیٹ رہے تھے اگرچہ حکیم طرقوس نے انکو
بہت شائستہ کر رکھا تھا مگر پھر بھی وحشیانہ حرکتین انسے ظہور مین آتی تھین اسلیے کہ کسیکی خلقت
نہین بدل سکتی بقول سعدی ع عاقبت گرگ زادہ گرگ شود + گرچہ با آدمی بزرگ شود +
بعض لنگور درستی صفوف لشکر مین مصروف تھے بعض قواعد کر رہے تھے کچھ کرتب کر رہے تھے
بعض لنگور میدان مین نکلکر درستی میدان مین مصروف تھے کوئی جھاڑیان کاٹ رہا تھا اور کوئی
پستی و بلندی زمین کو درست کر رہا تھا بعض لنگور دُمون سے جاروب کشی کر رہے تھے بعض چھڑکاؤ
کر کے گرد کو بٹھال رہے تھے - بدیع الملک حیرت سے یہ سب کرشمے دیکھ رہے تھے اور کہہ رہے
تھے کہ واقعی مین اس حکیم نے ان جانورون کو خوب سدھایا ہی - غرضکہ جسوقت میدان تیار ہو گیا
تو اک لنگور سامنے حکیم طرقوس کے گیا اور اجازت میدان مانگی - حکیم طرقوس نے اجازت دیدی
وہ کودتا ہوا اور ہو ہو کرتا ہوا میدان مین آیا اور لشکر بدیع الملک کی طرف دیکھکر پکارا کہ تم مین کسکی

کوئی تدبیر کارگر نہوئی لقمان نے کہا کہ اگر یہی قسمت مین لکھا ہی تو وہ اُسے باندھ لیگیا تو مجھے
باندھ لیجا لیکن یاد رکھ کہ پھر فرعون نے رامیشی اگر خدا کو ہمین ذلیل کرنا منظور ہی تو کسی اور کو تجھپر غالب
کریگا اسلیے کہ آزار رسانی خدا کو پسند نہین ہی لنگور نے کہا کہ انھین باتون سے تو اور ایسی ہی فضول
تقریرون نے تمھین اس درجہ کو پہونچایا ہی حتہ کہ کیا اور رسول کیسے خدا عقل ہی اور رسول حکیم
طرقوس ہی لقمان نے کہا بس بیہودہ نہ بک لا حربہ اپنا کہ دیر ہوتی ہی مجھے تیرے سامنے کھڑے
ہوے شرم آتی ہی کہ تو جانور ہی مین آدمی - جو ہونا ہو وہ جلد ہو جاے - پس لنگور نے دم
ماری - لقمان نے خالی دی جیسے ہی دم لنگور کی زمین پر پڑی لقمان نے دوڑ کر تیر مارا کہ دم اسکی
کاٹ دون نہ دم ہوگی نہ یہ مجھے باندھ سکیگا تیر اس زور سے پڑا کہ لنگور ہلاک کیا مگر دم پر جو کبھی
نہ پڑا لنگور نے پھر تڑپ کر دم ماری - لقمان نے پھر خالی دیکر ایک سیر پر لنگور کے تیر مارا کہ پھر
لنگور تڑپ اٹھا اور ناچنے لگا اور سنبھل کے پھر دم ماری - لقمان نے پھر خالی دیا اور دور سے اسکا
پر لنگور کے تیر مارا - لنگور نے پلٹ کر تیر کو منھ سے پکڑ لیا اور دم سے لقمان کو لپیٹ کر لے بھاگا
اہل اسلام یہ دیکھ کر رہ گئے اور لنگورون نے تالیان بجانا شروع کین چند لنگور بغل و زنجیر لیے ہوے
بڑھے اور لقمان کو باندھ لے چلے گئے - حکیم طرقوس نے بدیع الملک کی طرف دیکھکر آواز
دی کہ اے بدیع الملک دیکھو اب بھی یہان سے چلے جاؤ ہر چند کہ مین تمھارا دوست نہین دشمن
ہون لیکن چونکہ تم صاحب مروت اور مرد نام ہو اور وہ ہوا اس باعث سے مجھے تمھارا [illegible] اور رحم
آتا ہی اور دل نہین چاہتا کہ تمھین کسی قسم کی ذلت حاصل ہو صاحبقرانی اور شی ہی اور یہ اور یا نہین
ہین جو میرے برابر عقل و دانست مین ہو اور سہون میری طرح ریاضت کرے وہ میرے مقابلہ پر آسکتا ہی
یہان جرات و قوت کا کام نہین ہی بدیع الملک نے فرمایا اقبال بھی کوئی شی ہی یا نہین اگر خداوند
عالم نے مجکو صاحب اقبال کیا ہی تو تیری عقل و دانائی کچھ کام نہ آئیگی اور اگر بد اقبالی آچکی ہی تو اب
زندگی سے موت بہتر ہی اب مین آتا ہون خبردار رہ - یہ فرماکر قصد میدان مین جانے کا کیا تمام
عالم جلوہ گری پر آسئے اور شاہزادہ بدیع الملک نے اپنا خاص اسلحہ پہننا شروع کیا اس وقت تک
[illegible] اسلحہ پہنے ہوے تھے جو [illegible] بیٹھے تھے اسکو پہلے آنکھون سے لگا کر روتے تھے اور وداع
کرتے تھے پھر کشاسپ ہاتھ مین لی اور قیضہ پر لگائی تیغ عقرب سلیمانی کو قبضہ جم کر زیب کمر کیا
گرز سام بن نریمان کو ہاتھ مین تولا اور فرمایا کہ آج تیری آتش مری کے جوہر دیکھنے ہین اور ان لنگورون
سے پھر یہ تو معلوم ہی کہ انجام اچھا نہین مگر یہ حکیم بھی کیا یاد کریگا کہ کسی سے مقابلہ پڑا تھا اگر
ان لنگورون کو زندہ لوٹ نہ دیا تو نام اپنا بدیع الملک نہ رکھا - غرض اسطرح تمام لشکر سے
وداع ہوکر میدان مین آئے حکیم طرقوس نے آواز دی کہ اے بدیع الملک اگر تم صاحبقران زمان
ہو تو مین بھی اس لنگور کو تمھارے مقابلہ مین بھیجتا ہون جو صاحبقران لنگوران ہی - یہ کہکر اپنے
فوج کی طرف دیکھا ایک لنگور سب سے دراز قد اور قوی بازو اور زبردست تھا دم اسکی اور
پیشانی کے بال سفید تھے اور بدن پر زرد گل پڑے ہوے تھے بس یہ لنگور حکم کے ساتھ ہی
جست کرکے سامنے بدیع الملک کے آیا اور پکارا کہ مین نے سنا ہی کہ تجھسے زیادہ زبردست تمام دنیا
کے انسانون مین کوئی نہین ہی اگر آج تجھپر مین غالب آیا گویا تمام زمانے پر غالب آیا پھر کوئی لنگور
اور کوئی انسان میرے برابر نہین ہی اگر تجھے مارا تو آج سے مین صاحبقران زمان ہون - بدیع الملک

اسکی باتین تعجب سے سن رہے ہین اور فلک کو دیکھتے ہین کہ یہ کیا بلا ہی خدا کی قدرت ہی کہ آج ایک
لنگور میرے سامنے یاوہ گوئی کر رہا ہی جب وہ خوب بک چکا تو سلیمان زمان صاحبقران دوران
نے ارشاد کیا کہ جس واسطے آیا ہی وہ کام کر زیادہ بیہودہ بکنے سے کوئی فائدہ نہین ہی۔ یہ سنکر لنگور
نے کہا کہ اگر تم صاحبقران دوران ہو تو مین بھی صاحبقران لنگوران ہون جسطرح تمکو پیشدستی مین
عار ہی اسیطرح مجھکو بھی تامل ہی لہذا پہلے تم اپنا حربہ کرو۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ مین نے آجتک
پیشدستی نہین کی تو کیا چیز ہی جسپر مین پیشدستی کرون۔ حکیم طرقوس نے اپنے افسر فوج کو آواز دی
کہ اے المست تو ابتدا کرنے مین توقف نکر اسلیے کہ ابتداے جنگ ہماری طرف سے ہو چکی ہی
تیرے ساتھ والے ابتدا کر چکے ہین۔ یہ سنکر المست لنگور نے دم کو علم کیا اور خبردار خبردار کہکر
بدیع الملک پر وار کیا۔ بدیع الملک نے سپر گرشاسپ کو بلند کیا۔ ادھر تو دم لنگور کی سپر پر پڑی
اُدھر سپر کے نیچے پیدا ہونے دم کو پکڑ لیا۔ لنگور نے زور کیا کہ دم چھڑاؤن مگر دست صاحبقران
سے کب چھوٹتی ہی۔ اب زور ہو رہے ہین ہر چند لنگور تڑپتا ہی مگر دم نہین چھوٹتی اب تو لنگور پلٹ پڑا
کہ صاحبقران سے کشتی لڑکر انکو باندھ لون۔ صاحبقران اسکا ارادہ دیکھکر ہوشیار ہو گئے۔
لنگور نے جیسے ہی پلٹ کر ہاتھ گریبان مین ڈالنا چاہا بدیع الملک نے ہاتھ پکڑ لیا۔ لنگور
نے چلت ماری بدیع الملک نے گھونسا منھ پر مارا کہ دانت لنگور کے ٹوٹ گئے اور اتنے
گھونسے مارے کہ شام تک المست لنگور کو بیدم کر دیا۔ شام کو صاحبقران اُسے باندھ لائے
حکیم طرقوس نے میدان سے پھرتے وقت کہا کہ اے بدیع الملک یہ تمہارا ہی کام تھا
کہ میں لنگور کو تمنے گرفتار کیا۔ مگر یاد رکھو کہ کل تم گرفتار ہو جاؤ گے۔ اب ایک ایک لنگور کا تمسے
لڑنا اچھا نہین ورنہ سب اسیطرح اسیر ہو جائینگے کل سب لنگور تمپر آپڑینگے اور تمکو باندھ لائینگے
یہ کہتا ہوا طبل بازگشت بجواکر میدان سے پھر گیا بدیع الملک بھی اپنے قیدی کو لیے ہوے
داخل بارگاہ ہوے المست لنگور کو تو قید محکم کرکے زندان خانے بھجوا دیا اور آپ وضو کرکے
دو رکعت نماز شکر بجا لائے اور دوسرے روز کے واسطے دعا کی کہ خداوندا یہ ایک تھا کسی نہ کسی
طرح اسکو مین نے اسیر کر لیا کل کیا ہوگا مین اُنکے لنگورون سے تنہا کیونکر مقابلہ کرونگا وہان
حکیم طرقوس نے جاتے ہی طبل جنگ بجوا دیا۔ ادھر لشکر بدیع الملک مین بھی کوس حربی
نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی۔ حکیم طرقوس نے اپنے لنگورون
کو بلاکر سمجھا دیا کہ کل جو بدیع الملک میدان مین آئین تو پہلے ایک لنگور مقابلے کو نکلے جب وہ گرفتار
ہو جائے تو سب لنگور دفعتہً آپڑین اور بدیع الملک کو باندھ لائین لنگورون مین کوڑی پھیری کہ
کل سب ملکر حریف کو باندھ لینگے کہ حریف زبردست ہی۔ یہان بدیع الملک نے شب بھر اس تردد
مین کھانا نہین کھایا دعا مین مصروف رہے۔ اہل لشکر مین یہ شورے ہوتے رہے کہ اگر یہ سب
لنگور ملکر ہمارے آقا پر حملہ کرین تو ہم سب بھی جا پڑین اور حکیم کو باندھ لائین۔ اسکے سوا کوئی
تدبیر نہین ہی۔ غرضکہ تمام رات اہل اسلام کو عجب پریشانی مین گزری یہانتک کہ گریبان سحر
چاک ہوا ستارے جھلملا جھلملا کر نظرون سے غائب ہوے۔ نسیم سحری کے جھونکون نے
جاگتون کو سلایا اور سوتون کو جگایا۔ گلہاے صحرائی لہلہانے لگے گفتگو کے سوارون نے کمرین کھولین
لشکر جوق جوق گروہ گروہ میدان مین جانے لگا۔ اسطرف سے لنگورون نے آکر صفین جمائین

ادھر انسانوں نے پرے باندھے۔ سواری حکیم طرقوس کی نہایت عظم وشان کے ساتھ میدان میں آئی
ادھر سے بدیع الملک میدان میں نمودار ہوے۔ بعد آراستگی صفوف قتال وجدال تقریب
دوپہر ہٹنے کے قریب تھا کہ کوئی لنگور میدان میں نکلے کہ جانب صحرا سے نتق گرد بلند ہوا۔ چونکہ نہایت
گرد کا ظہور دیکھا جاتا ہی سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہی۔ یہانتک کہ وہ گرد آتے آتے شق ہوئی
دل گرد سے بہت سے شیر ببر آگے آگے اُنکے اک لنگور پشت پر ایک شخص قوی الجثہ تخت پر بیٹھا ہوا
تخت کو چار شیر اُٹھائے ہوے۔ حکیم طرقوس حیران ہوا کہ یہ کون شخص ہی اُدھر بدیع الملک نے
دل میں کہا کہ خدا خیر کرے۔ یاس شید دکشید کا مضمون ہی۔ یہ کون بلا آئی۔ لیکن اُس شخص نو وارد
نے جو دیکھا کہ ایک جانب فوج لنگوروں کی پرا باندھے کھڑی ہی اور ایک طرف لشکر بدیع الملک
ہی بس تیسری جانب یہ بھی اپنے لشکر کی صفیں جما کر کھڑا ہو رہا۔ بدیع الملک نے ہرکاروں کو
بھیجا تھا کہ دریافت حال کریں۔ وہ جاکے بے نیل مرام واپس آئے کہ کوئی انسان ہو تو اُس سے
دریافت کریں جو دیکھا تو جتنے ہیں جانوروں سے کیونکر کلام کریں۔ لیکن حکیم طرقوس نے ایک لنگور سے کہا
کہ پکارکر پوچھو کہ آپ کون ہیں اور کس ارادہ سے آئے ہیں۔ لنگور نے حکیم نو وارد سے پوچھا
حکیم نو وارد نے بیان کیا کہ میں بھی اسی صحرا کے گرد و نواح کا رہنے والا ہوں اور نام میرا حکیم فیلسوف
ہی میں نے یہ لشکر شیروں کا تیار کیا ہی کہ ایک ایک تمام فوج لنگوران کے لیے ملک الموت
کا حکم رکھتا ہی۔ اور ایک لنگور کو ایسا تیار کیا ہی کہ وہ ان سب کا سردار ہی۔ یہ سب تیاریاں آج
کے روز کے واسطے تھیں۔ مجھے معلوم تھا کہ اک دن حکیم طرقوس سے آزمایش کرنا ہوگی
آج معلوم ہو جائیگا کہ تمنے کیسا لشکر تیار کیا ہی اور ہمنے کیسا لشکر تیار کیا ہی۔ یہ سنکر حکیم طرقوس کو
نہایت غصہ آیا اپنے ایک لنگور سے اشارہ کیا کہ جا اور پہلے اس حکیم فیلسوف ہی کے لشکر کو
اسیر کر لا۔ پھر بدیع الملک سے سمجھا جائیگا۔ یہ سنکر اک لنگور جست وخیز کرتا ہوا میدان میں آیا اور تن کر
اُسنے لشکر حکیم نو وارد کی طرف دیکھکر خم ٹھونکا اور پکارا کہ او حکیم تیری کبھی یہ لیاقت ہی کہ تو حکیم طرقوس
کے مقابلے میں آمادہ کشتی کرے ہیچ کسی کو دیکھوں تو تیرے شیر کیسے ہیں۔ اور یہ ایک لنگور جو تیرے
ساتھ ہی اسکا گوشت جبر کسی طرح ہم سب میں تقسیم ہو جائیگا۔ یہ سنتے ہی حکیم فیلسوف نے اپنے
لنگور کی طرف دیکھا اور اشارہ کیا کہ ہاں لینا بس یہ سنتے ہی وہ لنگور جست کرکے سامنے اُس
لنگور کے آیا اور پکارا منم سرمست لنگور لا حریف اپنا۔ یہ سنکر حکیم طرقوس کے لنگور نے دم ماری
کہ سمجھا کہ اسے باندھ لیجاؤں سرمست لنگور نے اپنی دم اُس لنگور پر ماری دیر تک مثل
کوڑوں کے دُمیں چلا کیں اور سنسنے آوازیں پیدا ہوا کیں۔ دونوں لنگور بڑے گھاتیے اور نہایت
ہوشیار تھے نہ یہ چوکتا تھا کہ وہ باندھ لے نہ وہ چوکتا تھا کہ یہ باندھ لے۔ تماشا دیکھنے والے کہتے
تھے کہ دونوں نہایت ہوشیار ہیں۔ اب دیکھیے کسکی فتح اور کسکی شکست ہوتی ہی۔ سبکی نظر جنگ
کے مآل پر ہی کہ اک مرتبہ دونوں کی دُمیں اُلجھ گئیں اسنے اپنی دم سے اسکی دم باندھی اور اسنے
اپنی دم سے اسکی دم کو باندھا۔ اب زور ہونے لگے یہ اپنی طرف کھینچ رہا ہی اور وہ اپنی طرف
کھینچ رہا ہی دونوں لنگوروں کے منہ پھیرے ہوے ہیں چوتڑ سے چوتڑ ملے ہوے ہیں ہاتھ
ٹیکے ہوے زور کر رہے ہیں کہ اک مرتبہ سرمست لنگور نے پلٹ کر اپنی دم سے منہ اور ہاتھ
باندھ دیا۔ بس اب جو دیکھا تو حکیم طرقوس کا لنگور کھینچ کر چلا اور سرمست لنگور اسے لیکر چلا گیا

اور لنگور خوخیاتے ہوئے بڑھے تھے کہ ادھر سے شیر ببر دوڑ پڑے۔ لنگور شیروں کی ہیبت سے
ڈر گئے۔ سرمست لنگور اپنے حریف کو پکڑ لایا اور شیروں کے حوالے کیا۔ شیر اُسے لیکر پشت خیمہ
حکیم فیلسوف کی طرف چلے گئے پھر نہ معلوم ہوا کہ وہ لنگور کیا ہوا۔ اب پھر سرمست لنگور
میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا۔ لشکر حکیم طرقوس سے ایک لنگور نکلا اور مقابلے کو سرمست
لنگور کے آیا۔ دونوں میں دیر تک رد و بدل رہی۔ آخر سرمست لنگور نے اسکو بھی دم سے
باندھا اور کھینچے ہوئے اپنے لشکر کی طرف چلا گیا اور شیروں کے حوالے کر کے پھر میدان
میں آکر جھوما اور مبارز طلب کیا۔ پھر اک لنگور غصے میں آیا اور دم ہلانے لگا۔ آخر سرمست لنگور
نے اسے بھی دم میں باندھا اور کھینچے لیے چلا گیا۔ حکیم طرقوس حیران ہے کہ یہ ایک لنگور ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ میرے سب لنگوروں کو باندھ لیجائیگا۔ ادھر بدیع الملک تعریف کر رہے ہیں
کہ اے حکیم فیلسوف تمہارا کیا کہنا واقع میں تمہارا علم حکیم طرقوس سے زبردست معلوم ہوتا ہے
اگر یہ نہ ہوتا تو ایک کو چالیس ہزار کے مقابلے میں نہ لاتے۔ حکیم فیلسوف نے کہا کہ بعد ان کے
تمہاری باری ہے مجھکو دوست نہ سمجھنا۔ بدیع الملک نے کہا کہ پھر دیکھا جائیگا۔ غرضکہ شام تک
سرمست لنگور نے حکیم طرقوس کے گیارہ لنگوروں کو گرفتار کیا اور شیروں نے پشت خیمہ
کیطرف لیجا کر پنجوں سے زمین کھود کر انکو زندہ توپ دیا۔ شام کو طبل بازگشت بجا۔ دونوں لشکر میدان سے
پھرے۔ ادھر بدیع الملک اپنی فرودگاہ پر آئے داخل بارگاہ ہوئے۔ ذکر حکیم کا ہونے لگا۔ بدیع الملک
نے کہا کہ حکیم فیلسوف اسم بامسمی معلوم ہوتا ہے اسکا ایک لنگور حکیم طرقوس کے لشکر کی گرفتاری کو کافی ہے اتنے میں
لوگوں نے آکر عرض کی کہ وہی سرمست لنگور جسنے آج گیارہ لنگوروں کو اسیر کیا ہے نامہ حکیم فیلسوف کا لیے ہوئے
حاضر ہے۔ فرمایا بدیع الملک نے کہ بلاؤ۔ پھر سرمست لنگور اندر بارگاہ کے آیا مثل انسانوں کے شاہزادہ
بدیع الملک کو سلام کیا۔ بدیع الملک نے اسکے واسطے چوکی بچھوا دی۔ سرمست لنگور آکر بیٹھا
اور نامہ حکیم فیلسوف کا بدیع الملک کو دیا۔ بدیع الملک نے نامہ کو پڑھا۔ مضمون نامہ یہ تھا کہ
اے صاحبقران زمان پہلوانی اور کشورستانی اور شے ہے اور علم و حکمت دوسری چیز ہے زور کا
مقابلہ زور سے ہوتا ہے اور علم کا مقابلہ علم سے ہوتا ہے اس حکیم طرقوس کی سرکوبی سوا میرے
دوسرا نہیں کر سکتا لیکن میں اس لشکر کے خرچ کا متحمل نہیں ہوں جو آپ کی طرف سے لڑوں
لہذا اگر آپ خرچ جنگ کے ذمہ دار ہوں تو میں آپ کی طرف سے مقابلہ کرنے کو موجود ہوں ورنہ
اپنے گھر جاتا ہوں آپ جانیں اور حکیم طرقوس جانے۔ اگر خرچ جنگ منظور ہو تو روزانہ چالیس ہزار
اشرفیاں تا اختتام جنگ دینا ہونگی۔ بدیع الملک نے قلم دوات منگا کر تحریر کر دیا کہ مجھے خرچ
جنگ دینا منظور ہے۔ یہ فرما کر اسی ہزار اشرفیاں منگا کر سامنے سرمست لنگور کے رکھ دیں اور
فرمایا کہ یہ دو روز کا خرچ اپنے ہمراہ لیے جاؤ تیسرے روز پھر میں بھجوا دونگا۔ سرمست لنگور نے
توڑے اشرفیوں کے تیار کرائے اور جواب نامہ لیے ہوئے طرف حکیم فیلسوف کے روانہ ہوا
راستے ہی سے سب اشرفیاں غائب ہو گئیں الغرض ادھر سرمست لنگور اپنے لشکر میں پہنچا
اور بارگاہ میں داخل ہوا اور حکیم فیلسوف سے تمام کیفیت بیان کی۔ ادھر حکیم طرقوس کا حال
سنیے کہ یہ جو میدان سے پھر کر بارگاہ میں آیا تو اسپر حکیم فیلسوف کا ایسا خوف طاری ہوا کہ اسنے
گنبد حجاب میں رہنا اختیار کیا اور اپنے وزیر پر تدبیر ہومان نامی کو طرف حکیم فیلسوف کے بھیجا

اور یہ کہلا بھیجا کہ اے برادر ہم تم ایک مقام کے باشندے ایک کام کے کرنے والے ایک مذہب کے
ہین اور واقف ہین کہ تمنے اپنا ایک لنگور ایسا تیار کیا ہی کہ اُسکے مقابلے مین سارا لشکر ہمارا ہیچ ہی جو
فرق تھا وہ تمام عالم کے سامنے ظاہر ہوگیا اب آپس مین لڑنے کی کچھ ضرورت نہین ہی آؤ ہم تم ملکر
ان خدا پرستون کا استیصال کرین کہ انھون نے سوا اپنے دنیا مین کسیکو رہنے ہی نہین دیا ہی
اور بدیع الملک وہ شخص ہی جو منتخب روزگار ہی اگر اسکو مار لیا تو تمام خدا پرستون کو شکست دی اور
عالم بھر مین نام ہوگیا- ہومان وزیر یہ پیام حکیم طرقوس کا لیے ہوئے بارگاہ حکیم فیلسوف مین
آیا- تیسرے دن کو دیکھہ دیکھہ کر زہرہ ہومان کا آب ہوا جاتا تھا- جسوقت یہ خبر حکیم فیلسوف کو ہوئی کہ
پیامبر حکیم طرقوس کا آیا ہی تو حکیم فیلسوف نے بلا لیا اور بیٹھنے کی جگہ دی- حکیم طرقوس کا پیام
ہومان وزیر نے بیان کیا- حکیم فیلسوف نے کہا کہ میرے سپہ سالار سرمست سے بیان کرو وہ
جیسا مناسب جانیگا تمکو جواب دیگا- ہومان نے سرمست سے بیان کیا سرمست لنگور نے
پوچھا کہ تمھارے حکیم صاحب کس مقام پر رہتے ہین جو انکو نہ تو کوئی دیکھہ سکتا ہی نہ کوئی اُن تک
پہونچ سکتا ہی- ہومان وزیر نے کہا کہ حکیم صاحب نے بخوف عیاران لشکر بدیع الملک گنبد حجاب
مین رہنا اختیار کیا ہی اور چند انگشتریان تیار کی ہین کہ جسکے پاس وہ انگشتری ہوتی ہی اُسے گنبد حجاب
نظر آتا ہی ورنہ گنبد نظرون سے پوشیدہ رہتا ہی مجھے بھی چلتے وقت انگشتری عنایت ہوئی ہی کہ پلٹ کر
جاؤن تو اُن تک پہونچ جاؤن- یہ سنکر سرمست لنگور نے کہا کہ اچھا جواب نامہ سمجھ کر دیا جائیگا
جبتک تم بیٹھو شراب پیو- یہ کہکر شراب طلب کی- ہومان نے کئی جام پیے اور کہا کہ یہ شراب کیسی
تھی کہ مجھے گرمی معلوم ہوتی ہی- یہ کہا اور اُٹھا- اُٹھا تھا کہ چھینک آئی سر نیچے تا نگین اور دم سے
گرا- اسکا گرنا تھا کہ سرمست نے نعرہ کیا کہ منم شاہ عیاران عالم خواجہ خضران بن عمرو ثانی یہ کہکر
اور جلد سے ہومان کے ہاتھ سے انگوٹھی اُتار کر آپ پہن لی اور رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت
اپنی ہومان کی بنائی- پوشاک ہومان کی اُتار کر زیب جسم کی ہومان کو زنبیل مین ڈالا اور
حکیم فیلسوف کی طرف دیکھکر کہا کہ اے قران ثالث تم اسی مقام پر قیام کرو مین جا کر اُس حکیم کی
فکر کرتا ہون- یہ کہکر بشکل ہومان جانب لشکر حکیم طرقوس روانہ ہوئے واضح رہے ناظرین
با تمکین ہو کہ جسوقت پہلا نامہ حکیم طرقوس کا بدیع الملک کے نام آیا ہی اور حال گرفتاری سہراب
ولہراسپ کا معلوم ہوا ہی تو خضران نے خیال کیا تھا کہ یہان رہنے مین کوئی تدبیر نہ بن پڑیگی
لہذا اپنے علیحدگی کرنا مناسب ہی اور اسطرح کہ کسی کو گمان بھی نہو کہ خضران اس مقام پر موجود ہی
پس یہ سب عیارون کو اپنے ساتھ لیکر صحرا مین نکل گئے تھے اور وہان جا کر قران ثالث کو
حکیم فیلسوف بنایا اور آپ سرمست لنگور بنے کمند اصفائے اصفا کی دم بنا کر لگائی اور تمام
عیارون کو شیرون کی کھالین پہنا کر فوج شیرون کی تیار کی اور بروقت پہونچکر گیارہ لنگورون کو گرفتار کیا
یہ کمند اصفائے باصفا کی کرامت ہی کہ جس لنگور کو اسیر کیا وہ پھر رہا نہو سکا اور ایک انتظام پوشیدہ طور پر
اور کیا ہی جسکا حال بروقت ظاہر ہوگا- القصہ انگشتری پہنے ہوئے خواجہ خضران قریب گنبد حجاب کے
پہونچے اور پردہ اُٹھا کر داخل گنبد ہوئے- یہان حکیم طرقوس انتظار مین بیٹھا تھا کہ ہومان نقلی نے
پہونچکر سلام کیا- حکیم طرقوس نے پوچھا کیا جواب لائے- ہومان نقلی نے ایک ڈبیا سربمہر نکالکر دی- حکیم
طرقوس نے کہا یہ ڈبیا کیسی ہی ہومان نقلی نے کہا اسمین جواب نامہ ہی غرض حکیم فیلسوف کی یہ تھی کہ سوا آپکے

کوئی اس تحریر کو نہ پڑھے اسواسطے اس حفاظت سے بھیجی ہے - یہ سنکر حکیم طرقوس کو نہایت
اشتیاق پیدا ہوا کہ اسمین کیا لکھا ہے جو اسقدر حفاظت کی گئی ہے - بس حکیم طرقوس نے مہر توڑی
اور ڈبیا کھولی - ڈبیا کھلتے ہی بقہٴ بیہوشی اٹھا اور حکیم طرقوس چھینک مارکر بیہوش ہوا خضرالف
نے جلدی سے رنگ و روغن عیاری چہرہ پر ملکر صورت اپنی حکیم طرقوس کی بنائی اور حکیم مذکور کو
داخل زنبیل کرلیا اور ہومان اصلی کو زنبیل سے نکال کر ہوشیار کیا جب ہومان ہوش مین
آیا تو حکیم طرقوس نے پوچھا کہ تو کہان گیا تھا - ہومان نے کہا جہان آپنے بھیجا تھا وہین
گیا تھا مگر ایسا پینے کے لیے شربت دیا مجھے ہوش نہ رہا کہ مین کہان ہون - حکیم نقلی نے کہا کہ وہ لوگ تجھے
مار ڈالنے کی فکر مین تھے مین نے تجھے حکمت کے زور سے بلا لیا - ہومان نے شکریہ ادا کیا
اور کہا کہ آپ کی بدولت جان بچ گئی - الغرض حکیم نقلی نے ہومان سے کہا کہ لشکر کو تیاری کا
حکم دو کہ ہم سویرے بدیع الملک کی ملاقات کو جاینگے اگر یون صلح ہو جاسکے تو لڑنا بیکار ہے
وہی مثل آگیا کہ ع نہ ہر جاے مرکب توان تاختن * کہ جاہا سپر باید انداختن * حکیم فیلسوف
اسکی مدد کو آگیا ہے اور وہ حکیم نہایت زبردست معلوم ہوتا ہے ایک ہی روز کی میدان داری مین
اسکے ایک لنگور نے میرے گیارہ لنگور اسیر کیے اگر جنگ کو طول کھینچا تو سوا پچھتانے کے چارہ
نہ ہوگا لہذا لڑائی بدیع الملک کے دم کی ہے بلکہ بدیع الملک سے صلح کر لینا چاہیے - مثل
مشہور ہے کہ سارا دھن جاتا دیکھیے تو آدھا دیجے بانٹ - ماہ قلندری سے مین دست بردار
ہوتا ہون اور رضیہ کو بدیع الملک سے اپنے واسطے طلب کرونگا یقین ہے کہ بدیع الملک بھی
رضیہ کے دینے مین دریغ نہ کریگا - اور بلاکشان جادو بھی ماہ قلندری پر عاشق ہے رضیہ سے
اسکو بھی سروکار نہیں ہے - ہومان نے کہا نہایت مناسب آپکی رائے ہے مین جاکر لشکر کو تیار
کرتا ہون - یہ کہکر ہومان گنبد حباب سے باہر آیا اور ان لنگورون کو جو افسر لشکر کے تھے طلب
کیا اور حکم دیا کہ رات تیار ہو صبح کو حکیم صاحب بدیع الملک کی ملاقات کو جاینگے اسی وقت لنگورون
مین تیاری ہونے لگی صبح تک سارے لنگور تیار ہوگئے - ہومان نے آکر عرض کی کہ لشکر تیار ہے
حکیم طرقوس نقلی نے تخت طلب کیا جب تخت حاضر ہوا تو حکیم طرقوس نقلی تخت پر بیٹھا
گرد و پیش چالیس ہزار لنگور ڈنکا ہوتا ہوا جلوس سواری لنگورون کے ہاتھ مین اس جاہ و حشم
کے ساتھ سواری حکیم طرقوس کی طرف لشکر بدیع الملک کے روانہ ہوئی - یہ خبر شاہزادہ بدیع الملک
کو پہنچی کہ حکیم طرقوس اپنی کل فوج ہمراہ لیے ہوے آتا ہے - یہ سنکر بدیع الملک نہایت پریشان
ہوے لوگون سے کہا کہ ہمارے دوست حکیم فیلسوف سے اطلاع کرو - لوگون نے عرض کیا
کہ پہنچنے بغیر آپکے ارشاد کے جاکر حکیم فیلسوف سے کہا تھا - وہ کہتے ہین کہ کچھ اندیشہ نہیں
آتا ہے تو آنے دیجیے ارادہ اسکا فاسد نہین ہے وہ باتین صلح کی کریگا - بدیع الملک خاموش
ہو رہے اور جو سردار موجود تھے انکو براے استقبال حکیم طرقوس روانہ کیا جب حکیم طرقوس
داخل بارگاہ بدیع الملک ہوے بدیع الملک نے جاے مناسب پر بٹھایا اور پوچھا کہ اسوقت
کس غرض سے آنا ہوا - حکیم طرقوس نے عرض کیا کہ اصل یہ ہے کہ آپ صاحب اقبال ہین ضرور
آپکے واسطے مدد غیبی ہوا کرتی ہے اگر یہ حکیم فیلسوف نہ آجاتا تو ابتک آپ بھی سختیان زندان طلائی
جھیلتے ہوتے لہذا آجتک دو سردارو - کیا معلوم انجام مین کون شکست کھاتا ہے اور کون فتح پاتا ہے

اس سے بہتر یہ ہی کہ اب جنگ سے ہاتھ اٹھایئے صلح پر آمادہ ہو جایئے۔ بدیع الملک نے کہا
کہ مجھ اپنے دین سے راہ نکلوانے کی دید و میرے تمھارے صلح ہی۔ حکیم طرقوس نقلی نے کہا کہ
راہ دینا اس شرط کے ساتھ مشروط ہی کہ ماہ قلندری کو آپ اپنے عقد میں لایئے اور رضیہ خاتون
کو میرے سپرد کیجیے۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ استغفر اللہ رضیہ کا حفظ مجھپر ماہ قلندری سے زیادہ
واجب ہی اسلیے کہ وہ میرے رفیق قدیم خواجہ خضران کی منظور نظر ہی۔ حکیم طرقوس نے کہا کہ خضران
تو آپکو اسطرح دغا دیکر چلا گیا اور آپ کو خضران کا اسقدر خیال ہی۔ فرمایا کہ اسنے زندگی بھر ساتھ دیا
ہی اگر آج وہ چلا گیا تو پہلے کی نیکیاں اس سے نہیں مٹ سکتی ہیں۔ میں ہرگز اس امر کو منظور
نکرونگا کہ اسکی معشوقہ کو تمھارے حوالے کردوں۔ خضران دل میں کہنے لگا کہ خیر ہمارا خیال
تو انکو ہی۔ اتنے میں حکیم فیلسوف بھی آگئے۔ بدیع الملک نے انکو اپنی دہنی جانب جگہ دی
اور دونوں حکیموں میں بعد مصافحہ کچھ ایسی زبان میں باتیں ہوئیں جسے کوئی نہ سمجھا۔ جب
حکیم طرقوس نے بدیع الملک کی طرف دیکھکر کہا کہ بہرطور مجھے اب آپ سے لڑنا منظور نہیں ہی
لہذا وہ لنگور میرا جسے آپ اسیر کر لائے تھے اسے میرے حوالے کیجیے۔ حکیم فیلسوف نے بھی سفارش
کی۔ بدیع الملک نے اس لنگور کو بلا کر رہا کر دیا۔ حکیم طرقوس نے ہومان وزیر سے کہا کہ
مجھے کچھ باتیں صاحبقران سے بخلیہ کرنا ہیں لہذا تم سب لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر فلاں مقام
پر جہاں ایک درخت بزرگ پیپل کا لگا ہوا ہی وہاں ٹھہرو میں صاحبقران سے باتیں کرکے وہیں
آتا ہوں۔ ہومان وزیر مع لاؤ دان حکیم طرقوس و چالیس ہزار لنگور جاکر اسی مقام معین پر
ٹھہرا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک آواز عجیب پیدا ہوئی کہ معلوم ہوا طبقہ زمین کا الٹ گیا۔ گھوڑے
لشکر کے اگاڑیاں پچھاڑیاں توڑا توڑا کر بھاگے ضعیفوں کے کلیجے پھٹ گئے صاحبقران کے کان
جھنجھنانے لگے۔ ہرکارے واسطے خبر کے روانہ ہوئے کہ یہ کیا معرکہ ہی۔ تھوڑی دیر کے
بعد آکر عرض کی کہ یا صاحبقران جس مقام پر فوج لنگوروں کی ٹھہری ہوئی ہی وہ طبقہ زمین کا الٹ گیا
سب لنگور ٹکڑے ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں معلوم ہوتا ہی وہاں کسی نے پہلے سے سرنگ لگا
رکھی تھی۔ حکیم طرقوس نے رونی صورت بنا کر کہا کہ یا صاحبقران معلوم ہوا کہ آپکی
صاحبقرانی اسی دھوکے بازی کی ہی جب یوں مقابلہ نکر سکے تو میری فوج کو سرنگ سے اڑوا دیا
بدیع الملک حیران ہوئے اور فرمایا کہ معاذ اللہ یہ فعل تمہارا میرے حکم سے ہوا۔ اور نہ
میرے لشکر میں اس درجے کے عیار ہیں جو ایسا کام کر سکیں۔ اسوقت حکیم طرقوس نقلی نے
نعرہ کیا کہ منم خواجہ خضران یا صاحبقران آگاہ ہوجیے کہ اس غلام نے آپکی رفاقت
میں یہاں ہزاروں مجاہدات ہلکوں کی اختیار کی تھی اور یہ حکیم فیلسوف بنا ہوا تھا یہ قران
شاہ ہی اور سب عیار ٹھہرے ہوئے ہیں اور وہ سر مسہوت لنگور بھی میں بنا ہوا تھا
آپ نے ایاس لنگور کو بمشکل دو پہر میں اسیر کیا تھا میں نے ایکسو دن میں گیارہ لنگوروں کو
باندھ کر زمین میں زندہ توپ دیا اور انہیں عیاروں سے سرنگ لگوا رکھی تھی موقع پاکر سب کو
اڑا دیا اور حکیم طرقوس میری قید میں ہی جیسا حکم ہو ویسا کیا جاوے۔ یہ سنکر بدیع الملک نہایت
خوش ہوئے خضران کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ لاؤ اس حکیم طرقوس کو۔ خضران نے
حکیم طرقوس کو زنبیل سے نکال کر ہوشیار کیا جونہی آنکھ حکیم طرقوس کی کھلی اپنے کو بارگاہ

بدیع الملک میں پایا۔ آنکھیں بند کرلیں سمجھا کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں۔ بدیع الملک نے کہا
کہ اے حکیم یہ خواب نہیں بلکہ عین بیداری ہے۔ آگاہ ہو کہ تمام فوج تیری جو تو نے برسوں میں
تیار کی تھی میرے عیار نے ایک آن میں غارت کر دی اور تجھکو بھی اسیر کر لیا۔ اب شناخت
پروردگار عالم میں کیا کہتا ہے۔ حکیم طرقوس دل میں مقر ہوا کہ بیشک یہ لوگ مؤید من اللہ
ہیں خدا انکی مدد کرتا ہے ورنہ کیا ممکن تھا کہ کوئی مجھپر فتحیاب ہو سکتا۔ بس حکیم طرقوس
نے از سر صدق اسلام اختیار کیا اور عرض کی کہ یا صاحبقران میری خطا عفو ہو۔ بدیع الملک
نے تقصیر اسکی معاف کی۔ حکیم طرقوس نے خواجہ خضران کی نہایت تعریف کی اور بدیع الملک
سے عرض کی کہ امیدوار ہوں کہ آپ میری دعوت قبول فرمائیں تاکہ عزت میری نظر خلائق میں زیادہ
ہو۔ بدیع الملک نے دعوت حکیم طرقوس کی قبول کی۔ حکیم طرقوس بدیع الملک سے
رخصت ہو کر اپنے مکان کی جانب روانہ ہوا۔ وہاں ملازمین حکیم طرقوس کے موجود تھے
جس وقت انکو خبر گرفتاری حکیم طرقوس کی معلوم ہوئی تھی تو نہایت پریشان ہوئے تھے
لیکن جب انکو معلوم ہوا کہ آقا ہمارا آتا ہے تو نہایت خوش ہوئے اور حکیم طرقوس کو
آگے لیکر [illegible] قدمبوسی اختیار کی۔ حکیم طرقوس نے ان لوگوں سے حال اپنے مسلمان ہونے کا
بیان کیا اور کہا کہ جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ بھی دین خدا پرستی کو اختیار کرے سبھوں نے کہا کہ جو
آپکا مذہب ہے وہ ہمارا مذہب ہے ہم کسی راہ میں ساتھ آپکا نہ چھوڑینگے۔ جو دین خدا پرستی
بت پرستی سے بہتر ہی ہوگا جبھی تو آپ نے اس دین کو اختیار کیا۔ غرضکہ یہ سب بھی از سر صدق
مسلمان ہوئے۔ اب حکیم طرقوس نے اپنے قصر کو آراستہ کیا اور سامان دعوت بدیع الملک
کا بہت بڑا انتظام کیا اور شاہزادہ کا منتظر ہوا۔ تیسرے روز شاہزادہ بدیع الملک اپنے
اُس تھوڑے سے لشکر کو لیے ہوئے دربار لنگوران میں پہنچے۔ خبر حکیم طرقوس کو
ہوئی کہ صاحبقران تشریف لاتے ہیں۔ حکیم طرقوس نے سہراب بلند ملان اور کہراسپ
شیرزن کو بلا کر کے خلعت دیے کہ یہ دونوں اتباع اسی مقام پر قید تھے اور بہرام خاکشی
اور لقمان تیرزن وہیں چھوٹ گئے تھے اور ہمراہ شاہزادہ بدیع الملک کے آئے تھے۔ حکیم
طرقوس ان دونوں کو بھی ساتھ لیے ہوئے خدمت میں شاہزادہ بدیع الملک کے حاضر ہوا۔
بدیع الملک ہمراہ حکیم طرقوس کے داخل قصر ہوئے۔ لشکر صحرا میں اُتر پڑا۔ خیمے خرگاہیں
راوٹیاں چھولداریاں قلندریاں وغیرہ برپا ہوئیں۔ سرداروں کی بارگاہیں استادہ ہوئیں [illegible] بازار
لشکر کے کھل گئے کٹورہ کھڑکنے لگا جنگل میں منگل نظر آنے لگا۔ چونکہ یہ مقام کوئی شہر تو تھا نہیں
جہاں آبادی ہوتی صرف حکیم طرقوس نے اسکو آباد کیا تھا اور رہنے والے بھی اس مقام کے
نوکر تھے انکی راحت کے موافق حکیم طرقوس نے اس صحرا کو آراستہ کیا تھا۔ گنجان درخت کثرت
سے تھے درختان میوہ دار کی کثرت تھی چشمے جابجا تھے بیچ میں حکیم طرقوس کا قصر عالیشان
تھا قریب دو چار سو مکانات ملازمین حکیم طرقوس کے تھے۔ غرضکہ حکیم طرقوس نے
بدیع الملک کو لیجا کر قصر میں بٹھالا سردار گرد و پیش جمع ہیں عیاروں میں صرف خواجہ خضران
تو بدیع الملک کے ہمراہ رہے باقی تمام عیاروں کے واسطے علیحدہ مقام معین ہوا۔ شام کو چراغاں
ہوا۔ قصر کی آراستگی تو بیان سے باہر ہے۔ فرش تمامی کا بیچ میں مسند جواہر نگار بالائے مسند

چھوٹا سا شامیانہ زر تار کھنچا ہوا جھالر موتیوں کی لگی ہوئی۔ شیشہ آلات سے سارا قصر جگہ جگہ کر رہا تھا
صحرا کے تمام درختوں میں قندیلیں الوان و اقسام کی آویزاں تھیں جنکی گلکاری شیشہ آلات کو بھی
شرمندہ کرتی تھی۔ تکلف یہ تھا کہ جس وقت بدیع الملک کے سامنے دسترخوان بچھا اُسی وقت
ہر جگہ دسترخوان بچھ گیا۔ اور ایک وقت میں سب نے اپنے اپنے مقام پر کھانا کھایا۔ کھانے
بھی حکیم طرقوس نے نئی نئی طرح کے پکوائے تھے کہ کسی نے کبھی نہ کھائے تھے۔ بعد ختم
دعوت ادھر اُدھر کی باتیں ہونے لگیں۔ بدیع الملک نے حکیم طرقوس کے انتظام کی نہایت
تعریف کی اور فرمایا کہ اے حکیم طرقوس اب یہ بتاؤ کہ اس حصار خاکی سے کسطرح گذر ہو کہ بلاکشان
جادو تک پہونچیں۔ حکیم طرقوس نے یہ سنکر کچھ دیر تک سکوت کیا اور بعد سکوت کے عرض
کی کہ اے شہریار اصل تو یہ ہے کہ رسائی بلاکشان جادو تک محال ہے میں بھی آجتک اندر اس
حصار خاکی کے کبھی نہیں گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھسے اور بلاکشان جادو سے جو کہ دوستی ہے میرے اور
اُسکے ملاقات ہونے کی ایک خاص جگہ ہے اُسکو بھی میں جانتا ہوں یا بلاکشان جادو جانتا ہے
اور کوئی شخص واقف نہیں ہے اُسے میں آپ کے سامنے عرض کیے دیتا ہوں قریب اُسی
حصار خاکی کے ایک دیرہ بنا ہوا ہے کہ اُسکو دیرۂ پوشیدہ کہتے ہیں اور اسمیں ایک پتلی
طلائی نہایت معقول آدمی کے قد سے بھی کچھ بڑی نصب ہے۔ آٹھویں روز بلاکشان جادو اُس
دیرہ پوشیدہ میں پرستش کے واسطے آیا کرتا ہے اور اُس پتلی سے حالات گذشتہ و
آئندہ دریافت کیا کرتا ہے۔ وہ پتلی سب حالات بیان کرتی ہے۔ یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ پتلی
بلاکشان جادو کے سحر کی ہے یا قدیم سے چلی آتی ہے۔ ہاں اتنا میں نے ضرور دیکھا ہے کہ جب بلاکشان
جادو کچھ پڑھکر ہار پھول چڑھاتا ہے اور ہاتھ باندھکر اُس سے حالات دریافت کرتا ہے۔ تو وہ پتلی
گویا ہوتی ہے۔ وہیں سب مجھسے اور بلاکشان جادو سے ملاقات ہوا کرتی ہے یقین ہے کہ قبل میرے جانے
اور بیان کرنے کے وہ میرے حالات سے مطلع ہو گیا ہوگا بلکہ میں نے ایک آدھ مرتبہ بمقتضا
بے تکلفی اُس سے یہ بھی کہا کہ تم کیسے ہمارے دوست ہو کہ نہ کبھی ہمارے یہاں آتے ہو اور نہ ہمیں
اپنے مکان پر بلاتے ہو۔ یہ ایسی کی ملاقات ناپائداری معلوم ہوتی ہے۔ بلاکشان جادو نے
یہ سنکر مجھسے عذر کیا کہ مجکو ملکہ سوزن جادو میری نانی نے منع کیا ہے کہ نہ تو کسی کے گھر پر جانا
نہ کسی کو اپنے مقام پر بلانا خصوصاً حکیم طرقوس کو اسلیے کہ ایک روز عمر ثالث اُسی کے ساتھ
مجھ تک پہونچکر عیاری کریگا۔ میں نے یہ بھی کہا کہ میں کہاں اور عمرو کہاں مگر بلاکشان جادو نے
یہی عذر کیا کہ نانی اماں کے حکم سے مجبور ہوں۔ میں بھی خاموش ہو رہا کیونکہ مجھے وہاں جانے کی
بالخصوص کوئی ضرورت نہ تھی اور یوں جو شخص اُس حصار خاکی سے گذرنا چاہتا ہے وہ جلکر
خاک ہو جاتا ہے۔ اگرچہ میں حکیم ہوں مگر یہ کارخانہ سحر کا ہے میں اس سے گذر نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر
کوئی ساحر اُس سے زیادہ زبردست ہو تو ممکن ہے کہ وہ اس حصار کو توڑ سکے یہ میرا کام نہیں
وہ اور بات تھی کہ میں نے علم حکمت کے زور سے لنگوروں کو دوائیں کھلا کھلا کر اور سدھا کر ایسا
تیار کیا تھا کہ وہ روئین تن ہو گئے تھے اور انسانوں کی طرح بولتے تھے۔ یہ سنکر شاہزادہ بدیع الملک
نے ارشاد کیا کہ تمکو طلسم بن لندھور اور ملوک بن مالک اور بہمن شیر سوار اور قران فیل زور
اور شہنشاہ گوہر کلاہ اپنے فرزند دلبند کا انتظار ہے جو وقت لشکر میرا تمہارے دربند کی طرف روانہ ہوا ہو

قوس نے نامہ اپنے سرداروں کو روانہ کیا تھا کہ فلان راستے سے مجھ تک پہونچو کہ مین دربند
لنگوران رہانے والا ہون نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ اسوقت تک وہ لوگ میرے پاس نہین پہونچے
مجھے صرف اُن لوگون کے آنے کا انتظار ہے۔ جب وہ لوگ مجھ تک پہونچ گئے تو پھر مین تامل نکرونگا
اُس حصار کی طرف مع لشکر گھوڑے ڈالدونگا۔ یا تو بلاکشان جادو کو مع حصار زمین سے پامال کردیا
یا اپنی جان دی اس زمانۂ انتظار مین اگر کوئی صورت نکل آئی تو خیر ورنہ جو کہہ چکا ہون وہی کرونگا
حکیم طرقوس نے عرض کی کہ اے شہریار اب رات زیادہ آچکی ہے حضور بھی آرام فرمائین مین بھی
سورہون صبح کو اسکے متعلق میرے اور آپکے باتین ہونگی یہ سنکر شاہزادہ بدیع الملک اپنی
خوابگاہ مین تشریف لائے اور آرام کیا۔ خضران نگرانی کے لیے حاضر رہا۔ اُدھر حکیم طرقوس
اپنی خوابگاہ مین جاکر سورہا۔ جب صبح ہوئی تو سب بیدار ہوے۔ بدیع الملک فریضۂ سحری کو
اداکرکے وظیفہ پڑھتے ہوے اُٹھے ادھر اُدھر ٹہلنے لگے کہ اک مرتبہ جانب صحرا سے تتق گرد وغبار
بلند ہوا کہ زمین سے آسمان تک سوا گرد کے کچھ نہ معلوم ہوتا تھا۔ حکیم طرقوس بھی آکر غبار
کی طرف دیکھنے لگا کہ یہ کون آتا ہے۔ بدیع الملک بھی نگران ہوے کہ اک مرتبہ ہوا نے مارا گرد کو
گرد کے پارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اول گرد سے ایک لاکھ فیل پیدا ہوے کہ تا کمر [illegible]
کالی بن نظر آنے لگا گویا پتھر اسکے متوالی گھٹا جھوم کر آگئی۔ بدیع الملک تو اُس لشکر کو دیکھکر سمجھے
کہ یہ طلحہ بن لندھور کے لشکر کا آدمی ہے لیکن حکیم طرقوس کا دم فنا ہوگیا کہ یہ اتنے ہاتھی کہان سے
آگئے اور یہ کون بادشاہ آتا ہے جسکے لشکر مین اسقدر فیل ہین۔ بدیع الملک نے سردارون کو
اسکے استقبال کے روانہ کیا۔ حکیم طرقوس نے پوچھا کہ اے شہریار یہ کون ہے بدیع الملک
نے کہا کہ یہ افسر میمنہ فوج طلحہ بن لندھور بن سعدان کرد بادشاہ ہندوستان ہے مجھے انھین لوگونکا
انتظار تھا۔ اتنے مین طلحہ بن لندھور حاضر ہوا۔ دستبوسی صاحبقران سے مشرف ہوا۔ دیکھا
حکیم طرقوس نے کہ جوان نو شہرہ اور زبردست ہے۔ بدیع الملک نے طلحہ اور حکیم طرقوس سے ملاقات
کرائی اور تمام کیفیت حکیم طرقوس کی طلحہ سے بیان کی کہ یہ ایسے صاحب کمال شخص ہین کہ انھون
نے پوری فوج لنگورون کی تباہ کی تھی کہ خدا ہی نے فتحیاب کیا۔ مگر اب یہ مسلمان ہوگئے ہین یہ سنکر
طلحہ بن لندھور بھی حکیم طرقوس سے بغلگیر ہوے۔ اتنے مین دوسری گرد اڑی اور دل گرد سے
اسی ہزار نیزہ باز نمودار ہوے ایک بیرق سا فتاب بلند ہوا آیا تھا ڈھول مین سپاہیون کی
شترارون کا لطف دکھائی دیتی۔ آگے آگے ملوک بن مالک مرکب پیچ بیٹھا ہوا نمودار ہوا
بدیع الملک نے انکے واسطے بھی لوگون کو برائے پیشوائی روانہ کیا۔ ملوک بن مالک کو قدمبوس
ہوے بدیع الملک نے انکو بھی حکیم طرقوس سے ملوایا۔ ایک دوسرے کے حال سے آگاہ
ہوکر بغلگیر ہوے۔ حکیم طرقوس کو بھی معلوم ہوا کہ یہ پیشرو لشکر صاحبقران کے افسر ہین پھر گرد اڑی
اور بہمن شمشیر سوار چالیس ہزار سوارون کی جمعیت سے پہونچا پھر گرد اڑی اور قرآن فیل زور
چالیس ہزار سوارون سے آکر قدمبوس ہوا۔ اسی طرح دوپہر دن تک لشکر بدیع الملک کا آیا کیا
آخر مین سواری شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ کی نہایت عظم وشان کے ساتھ آکر پہونچی
سردار انکے استقبال کو روانہ ہوے چند قدم بڑھکر بدیع الملک نے بھی استقبال کیا لوگون
نے حکیم طرقوس سے کہا کہ یہ فرزند صاحبقران زمان ہین۔ حکیم طرقوس بھی برائے پیشوائی

آگے بڑھا اور شاہزادے کے قدموں پر جھکا۔ بدیع الملک نے حال حکیم طرقوس کا شہنشاہ
گوہر کلاہ سے بیان کیا۔ شہنشاہ گوہر کلاہ حکیم طرقوس سے بغلگیر ہوے اور تازہ مسلم ہونے
کی وجہ سے نہایت خلق سے پیش آئے پھر حکیم طرقوس نے سامان دعوت کیا۔ ہر چند شاہزادہ
بدیع الملک نے منع کیا کہ تم زیر بار ہوگے مگر حکیم طرقوس نے نہ مانا اور سب کی دعوت کی اور لشکر
صاحبقران کی بہت تعریف کی۔ بدیع الملک نے کہا کہ اے حکیم طرقوس ابھی تمنے دیکھا ہی کیا ہے
واقع میں خداوند کریم نے مجھے ایسا لشکر عطا فرمایا ہے کہ عالم میں کسی کے پاس ایسی فوج نہیں ہے
یہ تو چند سردار ہیں پورا لشکر بادشاہ اسلام کے ساتھ ہے جسوقت وہ تشریف لائینگے تو میری فوج
ظفر موج کو دیکھنا اور افسران فوج کو دیکھوگے کہ ایک ایک رستم وقت و سہراب زمانہ ہے۔ یہ ایسی
فوج خدا نے مجکو دی ہے کہ خود میرے عزیز رشک کرتے ہیں ہر ایک صاحبقران ہی کی تمنا رکھتا
تھا مگر صاحبقران ثانی نے بوقت روانگی خانۂ کعبہ یہ عہدہ میرے سپرد کیا یہی سبب ہے کہ یہ لوگ
میرے تحت میں ہیں اور میرے لشکر میں شمار کیے جاتے ہیں ورنہ یہ ہر ایک اپنے اپنے مقام
کا فرمانروا ہے چنانچہ ان میں حضور بادشاہ ہندوستان ہیں شاہزادہ کمھور ہیں ہندوستان کمھور یہ بھی بادشاہ
ہیں اسیطرح جتنے سردار تم دیکھ رہے ہو یہ سب بادشاہ ہیں مگر میری رفاقت میں شہر و دیار و ملک و
مال کو چھوڑے ہوے فقط ملازموں کے میرے ساتھ ہیں بلکہ اس رشتہ میں اکثر عزیزوں نے
ساتھ چھوڑ دیا اور نکل گئے کہ صاحبقران ثانی نے یہ عہدہ بدیع الملک کے سپرد کیوں کیا۔ یہ سنکر
حکیم طرقوس نے عرض کی کہ اے شہریار فی الحقیقت اس عہدہ کے لائق تھے بھی آپ ہی دوسرا
اس مرتبہ کا مستحق نہ تھا۔ صاحبقران ثانی نے نہایت انصاف سے کام لیا جو آپنے آپ کو
صاحبقران کیا۔ الغرض حکیم طرقوس نے ان سب کی دعوت بھی نہایت تکلف کے ساتھ کی ہر چند
صاحبقران نے منع کیا کہ تم زیر بار ہوگے مگر حکیم طرقوس نے نہ مانا۔ جب دعوت سے فارغ
حاصل ہوا تو صاحبقران نے فرمایا کہ اے حکیم طرقوس لے خدا حافظ ہم تو اب حصار گردباد
کی طرف جاتے ہیں یا اس حصار کو توڑینگے یا اپنی جان شیرین کو تلف و برباد کرینگے۔ بعد ہمارے
تم لاش ہماری طرف خانۂ کعبہ کے روانہ کر دینا۔ بس اب مجکو جینے کی ہوس نہیں ہے دنیا میں
خواہ ایک روز جیے یا ہزار برس دونوں برابر ہیں۔ جب انجام فنا ہے تو جیسے آج ویسے کل —
ان کلمات حسرت آیات پر سبکے دل بھر آئے اور حکیم طرقوس بھی رو دیا اور دست بستہ عرض
کی کہ اے شہریار میں چاہتا ہوں کہ جو مشورہ میرے آپ کے ناتمام رہگیا تھا وہ پھر سے آغاز کیا جائے
اگر یوں عقل و تدبیر سے کوئی کام نکل آئے تو سپہگری کو کیوں کام فرمائیے۔ یہ سراسر خلاف
عقل ہے کہ آپ سحر سے واقف نہیں اور حصار سحر میں چلے جائیے۔ آگ کا کام جلا دینا اور پانی کا کام
غرق کر دینا ہے۔ دیدہ و دانستہ آگ میں کودنا سراسر عقل کے خلاف ہے۔ میری رائے ناقص میں یہ بات
آتی ہے کہ میں یہاں سے دیدہ پوشیدہ کی طرف براے ملاقات ملکۂ کشان جادو جاؤں۔ خواجہ
خضران ہیئت بدل کر میرے ساتھ ہوں اگر یوں پڑے تو ہشیاری کر کے اسکو مار لیں جسمانہ خود ہی
شکست ہو جائیگا۔ بس یہ میرے امکان کی بات ہے اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کر سکتا صاحبقران
نے دیکھا کہ اگر میں نہیں جاتا ہوں تو بدیع الملک مردانہ وار حصار میں گھس جائینگے اور
دشمن انکی اپنی جان پر کھیل جائینگے۔ بس خضران بول اٹھا کہ یا صاحبقران حکیم طرقوس سچ کہتے ہیں

ہیں

میں انکے ہمراہ جاتا ہوں آپ میرے واپس آنے کا انتظار کریں خدا چاہیگا تو میں بلاکشان جادو
کو یا تو زندہ پکڑ لاؤنگا اور یا وہیں میں قتل کر ڈالونگا۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ تمھیں اختیار ہی خضران
اسی وقت اٹھ کھڑا ہوا اور حکیم طرقوس سے کہا کہ چلیے حکیم طرقوس بھی اٹھ کھڑے ہوے
اول یہ دونوں آدمی سب سے رخصت ہوے اور بعد اسکے خضران نے اپنی ہیئت تبدیل کی اور
حکیم طرقوس کے ساتھ ہوے آگے آگے حکیم طرقوس پیچھے پیچھے خضران ایک جانب کو روانہ
ہوے جاتے جاتے سرحد دربند لنگوران سے نکلے اک میدان نظر آیا۔ پہر بہر کی راہ کے
میں وہ میدان ختم ہوا۔ قریب ایک درہ کوہ کے پہونچے اندر درہ کے داخل ہوے جس وقت
درہ سے باہر نکلے تو اک باغ نظر آیا کہ نہایت سرسبز و شاداب تھا کھلا ہوا پھولوں کھلے ہوے
تھے میوہ گوناگون درختوں میں لگا ہوا تھا جانوران مختلف اللون ادھر سے ادھر ادھر سے ادھر
اڑتے پھرتے تھے۔ وسط باغ میں اک عمارت بلند بنی ہوئی تھی کچھ حاجب و دربان اس عمارت
کے دروازوں پر بیٹھے ہوے تھے۔ ان لوگوں نے جو حکیم طرقوس کو آتے دیکھا اپنی جگہ
سے اٹھے اور حکیم صاحب کے پاس آکر عرض کی کہ ہمنے تو سنا تھا کہ آپ خدا پرستوں کی قید
میں ہیں پھر کیونکر رہائی ہوئی۔ حکیم طرقوس نے دل میں کہا کہ میری اسیری اسقدر مشہور ہوئی
کہ یہ لوگ تک واقف ہوگئے تو یہ راز بلاکشان جادو سے کب پوشیدہ ہوگا معلوم ہوتا ہی کہ
پتلی نے سب حال بلاکشان جادو سے ان لوگوں کے سامنے بیان کردیا۔ ان لوگوں کو تو یہ
کہکر ٹال دیا کہ میں اسیر ضرور ہوا تھا مگر اپنی حکمت عملی سے چھوٹ آیا۔ غرضکہ وہ لوگ حکیم طرقوس کو
لیے ہوے اس مقام پر آئے جہاں حکیم طرقوس قیام کرتے تھے دیکھا کہ سب سامان راحت
جمع ہی لیکن مسہری ایک ہی ہی۔ حکیم طرقوس نے ان لوگوں سے کہا کہ آج میرے ساتھ میرا
شاگرد بھی آیا ہی لہذا اسکے واسطے بھی ایک مسہری بچھاؤ۔ وہاں لوگوں نے کہا کہ یہ آپکے ساتھ
رہینگے یا دوسرے درجہ میں۔ حکیم صاحب نے کہا کہ یہ ہر وقت میرے ساتھ رہینگے میں انکو اپنے
سے الگ نہیں رکھ سکتا۔ یہ سنکر ان لوگوں نے خواجہ خضران کے واسطے بھی سامان آسایش
مہیا کردیا۔ آپ حکیم طرقوس نے اس مقام پر قیام کیا اور بلاکشان جادو کے منتظر ہوے۔ رات
کو چپکے چپکے حکیم طرقوس اور خواجہ خضران میں تدبیر اسیری بلاکشان جادو کی باتیں ہوا کرتی تھیں
اور دن کو حکیم طرقوس خواجہ خضران کو اپنے ساتھ لیکر اس عمارت کے ہر درجہ کو دکھاتے تھے اور خواجہ
خضران کو آگاہ کرتے تھے کہ یہ مقام بلاکشان جادو کے ٹھہرنے کا ہی اور وہ مقام امرا و رؤسا
کے واسطے ہی۔ جو پرستش کے واسطے آتے ہیں۔ اور یہ مقام تمام پرستاروں کے واسطے ہی اور
جہاں پتلی طلائی نصب تھی اسکو مقام پرستش بتایا اور تعظیم و آداب اس مقام کا ادب سکھایا
اسی طرح پھرتے پھرتے دروازہ قصر پر پہونچے دیکھا کہ باغ میں سے ایک نازنین آفت روزگار
دردگوش لباس زربفت پہنے ہوے ایک ہاتھ پر گال رکھے آنکھیں کچھ جھکائے ہوے کچھ خیال میں ڈوبی ہوئی
اور ایک ہاتھ سے لباس کو درست کرتی ہوئی گھونگھٹ سنبھالتی ہوئی نئی نئی ادائیں دکھاتی
چلی آتی ہی۔ معلوم ہوتا ہی کہ ابھی نئی بیاہی ہوئی ہی گویا کہ سسرال سے آئی ہی۔ خضران اسکی چال پر
لٹو ہوگیا اور حکیم طرقوس بھی نگاہ رغبت سے دیکھنے لگے وہ نازنین بھی کچھ شرماتی ہوئی
لجاتی ہوئی لگاوٹ کے ساتھ قدم بڑھاتی ہوئی اندر دیوڑھی کے گئی پیچھے پیچھے حکیم طرقوس

خواجہ خضران بھی چلے ناز نین سے تم اندر پہونچتے ہی موہن بھوگ چڑھایا پھول چڑھائے اور رسوم
پرستش ادا کیے ادھر ادھر دیکھنے لگی - خضران نے حکیم طرقوس سے کہا کہ آپ پوشیدہ
ہو جائیے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تنہا ڈھونڈھتی ہے - حکیم طرقوس اور خواجہ خضران پیچھے ہٹ گئے
ناز نین نے چاہا کہ مورت پر سے سونا اتارون تب یہ حرکت اسکی دیکھکر خواجہ خضران سمجھ گئے
کہ یہ عورت نہین کوئی عیار ہے ہو نہو برق ثانی ہو - سوا اسکے ایسا روپیہ عورت کا کوئی نہین چرا سکتا
جیسے مین دھوکا کھاؤن چونکہ اور کوئی شخص سوا حکیم طرقوس اور اس ناز نین کے یہان نہ تھا
خواجہ خضران نے دوڑ کر ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور کہا کہ سچ بتا تو کون ہے - جب ناز نین نے دیکھا کہ راز
میرا فاش ہو گیا کہا - خلیفہ جی مین ہی ہون برق ثانی - خضران نے کہا ابھی اس لوٹ مار کا
موقع نہین ہے ورنہ سارا کھیل بگڑ جائیگا - لوگ آگاہ ہو جائینگے کہ عیار آ گئے - لہذا ابھی تم پوشیدہ
طور پر میرے ساتھ رہو مین منتظر ہون بیشتر اس مقام پر آ گیا تھا اگر گرفتاری بلا کشان جادو کی
فکر ہوتی تو کبھا دے آلتا کب یہان پھیرون ناچتا ہوتا کوئی شے بھی یہان باقی نہ ہوتی پیٹ خالی اور
سینہ اسپید یہان کا میری زنبیل مین ہوتا - برق ثانی نے کہا کہ جیسی آپکی رائے - خضران
نے کہا کہ اب سوا زنبیل کے ظاہر رفقا پر تمہارا رہنے دینا صلاح نہین ہے لہذا تم میری زنبیل مین
رہو کہ لوگ مشکوک نہون - یہ کہکر برق ثانی کو زنبیل مین ڈال لیا اور مع حکیم طرقوس اپنے
مقام پر چلے آئے - جب وہ روز آیا جو بلا کشان جادو کے آنے کا تھا تو دیرہ مین نہایت
آراستگی ہوئی - ملازمین دیرہ قاعدہ سے ہو گئے ہر ایک اپنے عہدہ کے موافق وردی
اور تمغہ سے آراستہ ہو کے کھڑا ہو رہا اور حکیم طرقوس بیرون قصر برائے استقبال
بلا کشان جادو آ کھڑے ہوئے دیکھا کہ جانب حصار گرد اڑے برق چمکی اور وہ حصار
شق ہوا اور ایک تخت جواہر نگار پیدا ہوا اس پر بلا کشان جادو بیٹھا تھا اسطرح کہ اسی تخت پر
ایک شیر بلا کشان جادو کی دہنی جانب تھا اس پر بلا کشان جادو داہنا ہاتھ ٹیکے ہوئے تھا
اور ایک شیر بائین جانب تھا اس پر بایان ہاتھ رکھے ہوئے تھا اور ان شیرون کے ایک حاشیہ
جواہر نگار پر تھے - پشت پر دو رفیق مقبل جادو اور مقبول جادو بیٹھے ہوئے تھے بلا کشان
جادو لباس شاہانہ پہنے تھا تاج جواہر کا فرق شاہنشاہی پر ایک جھولی زربفت کی اسباب
سحر سے مملو کاندھے پر پڑی ہوئی ہاتھ مین ترسول دبا ہوا تخت مانند ہوا کے آ کر باغ مین اترا
حکیم طرقوس قریب تخت آئے بلا کشان جادو تخت سے اترا حکیم طرقوس سے بغلگیر ہوا اور
پوچھا کہ آپ ہیں ایم الملک کی قید سے کیونکر رہا ہوئے - حکیم طرقوس نے کہا کہ سوا فریب کے
اور کیونکر جان بچ سکتی تھی بلا کشان جادو نے ہاتھ حکیم طرقوس کا پکڑ لیا اور باغ مین ٹہلنے لگا
اور کہا کہ مفصل اپنی روداد بیان کیجیے - حکیم طرقوس نے حالات مفصل سب بیان کیے - بعد
اسکے حکیم فیلسوف نقلی کا آنا کہا اور اپنی گرفتاری کی کیفیت بیان کی بلا کشان جادو یہ سنکر
گھبرا گیا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے عیاران لشکر اسلام بلا سے بدہین - حکیم طرقوس نے کہا بلا ایسے ہین
کہ جنکے نام سے عالم کانپتا ہے اور جنہون نے کبریٰ عمر بھر کی ریاضت آن واحد مین مٹادی پہلے تو
ایک عیار لنگور بنکے آیا اور اپنی مصنوعی دم سے میرے گیارہ لنگورون کو باندھ لیگیا بعد اسکے
سرنگ لگا کر سب کو دم بھر مین اڑا دیا - آپ جانتے ہین کہ مین کوئی ساحر نہین عامل نہین صرف

حکیم ہون دواؤن کی قوت سے مین نے لنگورون کی فوج اسطرح تیار کی تھی کہ سب کو روئین تن
بنا دیا تھا کہ جسمین اُنپر کوئی حربہ کارگر نہو۔ عیاران اسلام نے اُس فوج کو مٹا کر مجھے بے دست و
پا کر دیا۔ بدیع الملک نے میرے بھی قتل کا حکم دیدیا تھا مگر مین نے خوف جان سے بظاہر مذہب
اسلام اختیار کیا اور اپنی جان بچا کر بھاگا۔ اب اگر بدیع الملک مجھے پا جائینگے تو ہرگز زندہ نہ
چھوڑینگے۔ لہذا مین آپکے دامن دولت مین پناہ لینے آیا ہون کہ مجھے اپنے سے جدا نہ کیجیے
جسطرح مین آپکا سینہ سپر رہا اب آپ میرے پشت پناہ بنیے۔ بلاکشان جادو نے کہا کہ آپ
اطمینان رکھیے مین آپکی حفاظت کا کامل بندوبست کرونگا ذرا پرستش سے فراغت کر لون کہ مجھے
زیادہ ٹھہرنے کی کسی مقام پر اجازت نہین ہے۔ یہ کہکر حکیم طرقوس کا ہاتھ پکڑے ہوے
اندر دیرہ کے آیا اور اُس طلائی مورت کے پاس بیٹھکر کچھ دیر پرستش کی۔ حکیم صاحب دل مین
ڈر رہے تھے کہ اگر کہین یہ کمبخت میری جانب سے مشکوک ہوا اور پتلی سے پوچھ بیٹھا تو سب راز
فاش ہو جائیگا لیکن چونکہ بلاکشان جادو حکیم طرقوس کو اپنا دوست صادق سمجھتا تھا اور
زبانی حکیم طرقوس کے سب حالات سُن چکا تھا تو اسنے کچھ پتلی سے دریافت نکیا اور بعد پرستش
سے فراغ حاصل کر لینے کے اُس مقام پر آکر بیٹھا جو اسکے واسطے آراستہ کیا تھا اُسمین یہ آکر
فروکش ہوا اور حکیم قرطوس نے اپنے دل مین شکر خدا کیا کہ الحمد للہ میرا راز افشا نہ ہوا بلاکشان
جادو نے پوچھا کہ یہ دوسرے صاحب جو آپکی ہمراہی مین آئین یہ کون ہین۔ انھون نے کہا کہ
حکیم سالون انکا نام ہے یہ میرے پیر بھائی اور بڑے ذی کمال ہین اور سب مجھسے پھر گئے مگر
میرا ساتھ انھون نے دیا اور میرے ہی ساتھ رہے۔ یہ سنکر بلاکشان جادو نے کہا کہ اب مین آپکی
کیا تدبیر کرون۔ انھون نے کہا کہ اگر لشکر اسلام مین میری خبر پہونچ جائیگی اور اُنکو معلوم ہو جائیگا تو
کسی نہ کسی عیار کو بھیجکر مجھکو پکڑ وا لینگے اور ابکی ضرور قتل کر ڈالینگے لہذا آپ مجھکو کوئی گوشہ ایسا
نہما بتا دیجیے کہ وہان ہی بیٹھکر اپنی بقیہ عمر صرف کر دون۔ بلاکشان جادو نے یہ سُنکر کہا کہ ای برادر
ملکہ سوزن جادو نانی میری کہ جنکی وجہ سے بیابان گرد آباد اور دیوار آتشین ہین یہ سب اُنکا سحر ہے
اور دن بھی ایسے سخت اُنپر آ گئے ہین کہ وہ گوشہ نشین بیٹھی ہین اور مجھسے کہا کہ دس بارہ روز تک کہین
کچھ نہ کھانا اور نہ کسی کی صحبت مین بیٹھنا کہ یہ دن ہمارے اوپر نہایت سخت ہین اگر یہ دن نکل گئے تو
ہم پھر ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑینگے بلکہ یہان جو شراب و کباب کی صحبت نہین ہوئی اُسکی یہی
وجہ ہے اور یہ جو پتلی طلائی سامنے ہے یہ بھی سحر نانی صاحبہ کا ہے۔ صرف اُنکی یہ اجازت ہے کہ جو کچھ پوچھنا
ہو اِس پتلی سے پوچھ لو۔ اور تمھارے مقابلہ کی کیفیت بھی اسی پتلی سے معلوم ہوئی تھی۔ مین نے
چاہا کہ مین بھی تمھاری طرف سے مقابلہ کرون مگر نانی صاحبہ نے منع کیا۔ یہ سُنکر حکیم طرقوس نے کہا کہ
میری تو کوئی تدبیر کرنا چاہیے ہے کہ مین مع اپنے دوست کے اُس مقام پر بیٹھون۔ بلاکشان جادو نے
ایک رقعہ لکھکر ایک سحر کے پتلے کو دیا کہ وہ اسکو لیکر اڑا اور چلا حکیم سالون کو بھی خفقان ہوا اور
حکیم قرطوس کو بھی خیال ہوا کہ کہین ایسا نہوا ہو کہ ہمارا حال اسپر کھل گیا ہو۔ حکیم قرطوس نے
پوچھا کہ یہ رقعہ آپ نے کنھین لکھا اسنے کہا کہ میرا ایک دوست ہے کہ نام اُسکا توتمناک جادو ہے اور
اندر سرحد میری کے رہتا ہے مین وہان تمکو پہونچا دونگا تم خاطر جمع رکھو۔ انھون نے کہا کہ بہتر ہے
اس اثنا مین وہ پتلا جو کہ نامہ اسکا لیکر گیا تھا واپس آیا اور ایک نامہ لا کر اسکو دیا۔ پہلے اُسنے نامہ کو

بڑھا اور خوش ہوا اور پھر اُسکو چاک کر ڈالا اور بعد اسکے ان دونون کو اپنے ہمراہ لیکر چلا اور ایک صحرا مین آیا جہان کسی انسان کا گذر نہ ہوتا تھا۔ انھون نے دیکھا کہ اُس صحرا مین ایک بہت بڑا سفید تختہ سنگ مرمر کا پڑا ہوا ہے اُسپر اسنے کچھ اسمار سحر دم کیے کہ وہ پتھر اپنی جگہ سے حرکت کر کے خود بخود دوسری طرف کو جا پڑا۔ اب انھون نے دیکھا کہ مثل نقب کے ایک غار ہو گیا اور اُسمین سے ایک زینہ نمودار ہوا یہ یعنی بلاکشان جادو مع ان دونون حکیمون کے اُس زینہ پر سے اُترے اور اُسکو طے کر کے جو آئے تو دیکھا کہ ایک گنبد نہایت پرتکلف ہے اور دس بارہ آدمی اُسکے اندر رہین اور اُسمین سے ایک شخص آگے بڑھا اور اُسنے اُسکو باادب سلام کیا اور نام انکا قہر جادو ہے اور یہ داروغہ اُس گنبد کا ہے اور اسنے عرض کیا کہ یہ شہر خاص نوشاہ جادو کا ہے اور آپ اس مقام پر بلاتکلف تشریف لائیے کیون نہو آپ بھی تو اپنے وقت کے سامری ہین اور آپ کی تشریف آوری کے قبل ہمین حکم نوشاہ جادو کا ہو چکا تھا کہ اگر بلاکشان جادو مع اور دو شخصون کے آئین تو انکو اپنے پاس رکھنا اور بہت خاطر کرنا یہ کہکر قہر جادو نے انکو اپنے ہمراہ لیا اور ایک کمرہ مین لاکر بٹھایا کہ وہ کمرہ قبل سے سجا ہوا تھا۔ بلاکشان جادو نے انکو اس راحت مین دیکھکر کہا کہ لو بھائی ہم جاتے ہین پر وقت مقابلہ کے ہم تمکو طلب کرینگے۔ یہ کہکر اُسنے رخصت ہوا اور اسی طرح سے اُس زینہ کو طے کر کے اُس صحرا مین آیا اور پھر اسی طرح کچھ اسمار سحر اپنی زبان پر جاری کیے کہ اُس پتھر نے اپنی جگہ سے حرکت کی اور اسی طرح اسی مقام پر آگیا اسنے انکو مثل سابق کے اسی جگہ پر چھوڑا اور آپ اپنے مقام پر روانہ ہوا۔ لیکن اب حال یہان کا سنیے کہ حکیم قرطوس سے حکیم سالون نے پوچھا کہ یہ سامنے اندر گنبد کے جو مسہری بچھی ہوئی ہے اور اُسپر ایک نازنین بیہوش پڑی ہے اور تین چار عورتین اُسکے پاس بیٹھی ہوئی ہین یہ کیا اسرار ہے حکیم قرطوس نے کہا کہ اے برادر مین ان باتونکو سمجھ نہین سکتا دیکھو جو کچھ کہ ہوگا اُسے دریافت کرینگے اب تو چلے بیٹھے ہوے تماشا دیکھو۔ خیر ان یعنی حکیم سالون نقلی خاموش ہو رہے غرضکہ وہ دن تمام ہوا قریب شام ایک درخت چنار اُس مکان کے سامنے معلوم ہوتا تھا کہ دیکھا کہ تڑاق سے وہ شق ہوا اور اُسمین سے روشنی لالٹین کی معلوم ہوئی سب اُس طرف دیکھنے لگے اور قہر جادو آگے بڑھا اور اُسی روشنی کے ساتھ ایک ساحر نہایت بدبر لباس عمدہ پہنے ہوے ظاہر ہوا۔ قہر جادو سے پوچھا کہ وہ دونون مہمان کہان ہین اسنے کہا کہ یہین اور یہ راحت و آرام بیٹھے ہین۔ یہ سنکر حکیم قرطوس کو معلوم ہوا کہ یہی صاحب مکان ہے۔ یہ بھی دونون اُٹھکر آئے اور صاحب سلامت کی اور آپس مین بغلگیر ہوے اور یہ مع ان دونون آدمیون کے گنبد مین آیا کہ جہان اسکی مسند بچھی ہوئی تھی اُسپر آکر فروکش ہوا مع دونون آدمیون کے اور بعد مزاج پرسی کے اپنا نام ظاہر کیا اور ان دونون کے نام سے بھی واقف ہوا۔ حالانکہ انکے نام اسکو قبل سے معلوم تھے اب قہر جادو کو اشارہ کیا اسنے لاکر کشتیان مے کی اور سامان عیش لاکر مہیا کر دیا روشنی المضاعف اُس گنبد مین کی گئی اور قہر جادو نے آنکر اُسی نازنین کو ہوشیار کیا اور اپنا سحر دفع کیا۔ یہ نازنین اُٹھی اور آہ جگر سے کھینچی اور کہا کہ افسوس ہے کہ وہ کون ساعت منحوس تھی جو نکلے تھے + کہ پھر نہ دیدۂ مشتاق نے وطن دیکھا + قہر جادو نے نگاہ تیز سے ملکہ کی طرف دیکھا اسنے کہا کہ اے اس بھوکنے یہ مرے تو نہ خفا ہو صیاد قفس تنگ ہے اور تازہ گرفتاری ہے + افسوس کرتی ہون مین اپنے حال زار پر بقول شاعر

تم مین نہ پایا۔ انھون نے کہا تو حضور چاہیے یہ ہی کہ کچھ کر کے دکھایئے تو اچھے برے کا حال معلوم ہو جاوے اور ہم بھی معتقل ہو جاوین۔ حکیم سالون نے حکیم طرقوس کی جانب دیکھا طرقوس نے کہا کہ اگر آپ کو انہین مداخلت ہی تو آپ کیون نہین شغل کرتے ہین یہ صحبت تو آپہی کی ہی۔ نوشاہ جادو نے کہا کہ یہ صحبت تو ہمارے ہی اور یہ گویے بھی آپ ہی کے تابعدار ہین اور مین بھی آپکا دوست صادق ہون۔ یہ سُنکر حکیم سالون نے کہا کہ بہت اچھا۔ اور یہ کہکر تنبورا اُس گویے کے ہاتھ سے لے لیا اور اُسی جگہ کے اوپر جا کر بیٹھے اور تنبورے کو اب جو ملایا تو تمام کو کفّی مین شرابی اثر بھر گئے اور سالون نے کہا کہ یہ موقع یکہ گانے کا تو نہین ہی لیکن خیر مین سردست تمکو یہ غزل سُنائے دیتا ہون وہو ہذا۔

غزل

کیا فائدہ جو غیر سے وہ ہمکنار ہی	ہم سے تو اب تلک بھی دار و مدار ہی	آنکھو مین تجھ بغیر سمن کی خوبی بہار ہی
یہ سبزہ لو دمیدہ نہین نوک خار ہی	اک دن گیا جو کوے غریبان کی سیر کو	یعنی جہان بوزہ گونکا کشت مزار ہی
دیکھا کہ ایک قبر پہ نرگس ہی سرنگون	پوچھا یہ اُس سے مین نے کہ کیون شرمسار ہی	کہنے لگی عزیز تو نرگس سمجھ نہ جان
آنکھین ہون مین اُسیکی جیسا کہ زار ہی	عاشق ہوا تھا کا فر پر ہم پر یہ شخص	اب تک اسے اُسی کا یہان انتظار ہی

غرضکہ محفل بھر کا یہ حال ہوا کہ تمام لوگ لوٹنے لگے اور طائر قفس مین جو تھے وہ پھڑکنے لگے اور چہکنے لگے اور دونون گویون نے پانون پکڑ لیے اور کہا کہ واقعی علم موسیقی آپ ہی جانتے ہین ہم لوگون کی گستاخی معاف ہو۔ حکیم صاحب کو نوشاہ جادو نے گلے سے لگایا اور بہت تعریف کی اور کہا کہ کسی تدبیر سے گلگوشہ پری کو بھی آپ راضی کر دین کہ وہ آپ کے گانے سے نہایت محظوظ ہوئی ہی۔ انھون نے کہا کہ اگر میرا اعتبار ہو تو کیا مضائقہ ہی کیونکہ مین مردمسن ہون۔ مجھے نہ پری سے مطلب ہی نہ تم سے کام ہی اگر تم کہو تو مین تخلیہ کر کے اسے سمجھاؤن۔ اسنے کہا کہ مین منظور کرتا ہون بسم اللہ۔ حکیم سالون نقلی نے ملکہ گلگوشہ پری سے کہا کہ ہم آپ سے کچھ علیحدہ بات کرنا چاہتے ہین اگر آپ قبول فرمایئے تو انسب ہی۔ اسنے منظور کیا۔ اُسی مسہری پر جو تنہا الگ بچھی ہوئی تھی وہان دونون گئے اور حکیم سالون نے پوچھا کہ اے پری خدا جانتا ہی تو حال اپنا مفصل بیان کر مین اُسے کسی سے نہ کہونگا اور کیا عجب ہی کہ مین تیرا مطلب دلی حاصل کر دون۔ اسنے کہا کہ اے حکیم سالون مین اپنی کیفیت کیا بیان کرون اپنی تو وہ حالت ہی شعر اپنی تو یہ حالت ہی کہ جون بلبل تصویر + پرواز کی طاقت نہین اور پاس چمن ہی + چونکہ تمنے قسم کھائی ہی مین تمسے اپنے راز پوشیدہ کا حال بیان کرتی ہون۔ مین قاف کی رہنے والی ہون اور گوہر کیمیزاد میرا باپ ہی ایک زمانہ مین پسر صاحبقران۔ شہنشاہ گوہر کلاہ بمقابلہ دیو گئے تھے اُنکو دیکھکر مین عاشق ہوئی اپنے باپ چلے گیا وہ پردہ دنیا پر آچکے تھے مین اُنسے ملنے کو آئی تھی راہ مین یہ نوشاہ جادو اور فہر جادو یہ دونون ملے انھون نے مجھے اسیر کیا اور لاکر اس گنبد سحر مین مجھے قید کیا مین کسی طرح انکے دست ظلم سے نکل نہین سکتی ہون اور نہ مجھے انکا وصل منظور ہی۔ یہ سنکر حکیم سالون نے مسکرا دیا اور دل مین کہا کہ کیا حمزہ کی اولاد کو خدا نے خوبصورت اور شہزور پیدا کیا ہی کہ قاف سے دنیا تک جو دیکھتا ہی عاشق ہو جاتا ہی یہ تصور کر کے انھون نے کہا کہ ای گلگوشہ تجھے رہائی مبارک ہو کہ میرا نام خضر الیاس بن عمر ہی اور شہنشاہ گوہر کلاہ بھی لشکر مین اپنے باپ بدیع الملک کے ہمراہ ہین اور مین تفکر عیاری آیا ہون اور اسکے قتل کر کے مین انشاء اللہ رہائی دلوا دونگا تم خاطر جمع رکھو لیکن اسوقت ایسے

ہاتھ کا ایک آدھ جام پینا اور قرابہ اُسکا ابھی دینا تاکہ میرے سمجھانے کا اُسکو یقین ہو جاوے پھر تو
تدبیر کرنے میں مستعد رہا کرتی ہونگا - ملکہ یہ سُنکر نہایت ہی خوش ہوئی اور کہا بہت اچھا حکیم سالون
نقلی اُٹھکر نوشاہ جادو کے پاس آئے نوشاہ جادو نے کہا - شعر اے پیک راستان خبر یار ما بگو
احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو + انھون نے کہا کہ ملکہ کو بلوا لیجیے آپ کو میری تقریر کا حال سمجھنا
کا ابھی کھل جائیگا - اسنے قہر جادو سے کہا کہ ملکہ سے کہو کہ تشریف لائیے - اسنے جاکر کہا اور ملکہ
اسکے ہمراہ آئی اور آکر شریک صحبت ہوئی اسنے جام ملکہ کو دیا ملکہ نے وہ جام اسکے ہاتھ سے لیکر پی لیا
اور دوسرا جام اسنے بھر کر نوشاہ جادو کو دیا جام کو لیکر انجام کار کو نہ سمجھا اور حکیم سالون کی طرف
دیکھکر پی گیا - اور حکیم صاحب کا نہایت شکریہ ادا کیا - غرضکہ یہ صحبت شب بھر آراستہ رہی جب وقت
سحر قریب آیا تو اسنے کہا کہ آج آپ کے اس گانے کی تعریف مین بلاکشان جادو سے کرونگا
اُسکو بھی نہایت شوق ہی چلیے آپ میرے ساتھ مین آپکی صحبت اُسکے کرادونگا - حکیم سالون نے
کہا کہ ہم تو آپ کے مہمان ہین جہان جی چاہے لیچلیے اب قہر جادو سے اسنے کہا کہ تم ملکہ کے نگران رہنا
اور بیہوش نکرنا ہم جاتے ہین - یہ کہکر ملکہ سے رخصت ہوا اور یہ ایک درخت کے آگے اسنے اسم پڑھکر [illegible]
وہ درخت پھٹا اور اُسمین ایک در پیدا ہوا مع اپنے خدمتگار اور دونون حکیمون کے یہ اندر آیا - اُس
درخت کا تنا برابر ہوگیا ایک نقب سی ملی اسکو طی کرکے اب یہ اپنے گھر آیا اور اندر گھر کے یہ ان
سب لوگون کے داخل ہوا اور بخاطر تمام انکو بٹھایا اور نہایت انکی تعظیم و تکریم کی اور کھانا وغیرہ انکو کھلا کر
اور اُسکے بعد بلاکشان جادو کی ملاقات کو آپ روانہ ہوا اور انکو ابھی گھر مین چھوڑ گیا اور آپ راستہ
طی کرتا ہوا قریب مکان بلاکشان جادو کے پہونچا اسکے ملازمین نے سلام کیا اور کہا کہ جائیے سوا
آپکے اور کوئی نہین جا سکتا ہی - جب یہ قریب پردہ کے آنکر پہونچا تو اس ملازم نے جو پردہ کے
قریب تھا اُسنے کہا کہ حضور نوشاہ جادو تشریف لائے ہین - یہ سُنکر بلاکشان جادو نے کہا
کہ اُنکی ممانعت نہین ہی فوراً بھیجدو - نوشاہ جادو گیا اور جاکر سلام کیا چونکہ یہ دونون ایک ہی
اُستاد کے شاگرد ہین اسوجہ سے یہ اسکا بہت خیال کرتا ہی پوچھا کہ آپکے مہمان اچھے ہین
اسنے کہا باقبال حضور دونون اچھے ہین لیکن حضور حکیم سالون جو اُسکے ساتھ ہین عجب طرح کا
کمال علم موسیقی مین اُنکو حاصل ہی کہ کل کی صحبت مین ایسا گایا کہ میرے دونون گویئے کہ جنکو
بارہا آپ نے سنا ہی دنگ ہوگئے اور شاگرد ہوے واقعی یہ علم حکیم ہی کے لیے ہی اگر اس مقام
پر تان سین بھی ہوتے تو وہ بھی اُنکے گانے پر عاشق ہو جاتے - یہ تعریف سُنکر بلاکشان جادو کو بھی
اشتیاق پیدا ہوا اور کہا کہ شاید میرے سامنے وہ نہ گائین - عرض کیا کہ حضور وہ تو بہت ہی بے تکلف
آدمی ہین جب میرے سامنے اسطرح سے گانے لگے تو حضور کے سامنے تو اس سے بھی اچھا گانے لگینگے
یہ سُنکر بلاکشان جادو نے کہا کہ وہ آسکتے ہین اسنے کہا کہ وہ میرے ہی مکان مین ہین - مین ابھی اُنکے
ہمراہ اُنکو مکان پر لے آیا ہون بلاکشان جادو نے کہا کہ آج شب کی صحبت مین شریک کرو [illegible]
نوشاہ جادو رخصت ہوکر اپنے مکان پر آیا اور کہا کہ آج کی شب ہم آپ سب بلاکشان جادو کے
وہان بسر کرینگے - مین نے جو آپ کے گانے کی تعریف کی تو وہ بہت خوش ہوئے اور آپ کو بلایا ہی
جب شب ہوئی تو یہ انکو اپنے ہمراہ لیکر مکان بلاکشان جادو پر آیا اور بلاکشان جادو نے پہلے
سے یہ حکم دیدیا تھا کہ اگر نوشاہ جادو مع چند آدمیون کے آوین تو اُنکو روکنا نہین جب یہ پہونچے

تو ملازمون نے اُنکو سلام کیا اور کہا کہ چلیے آپ کا انتظار ہو رہا ہی پس جب یہ پردہ شیخ کے قریب پہونچے
تو وہ پردہ جو کھنچی پر کھینچا اور یہ اندر داخل ہوے اور ملاکشان جادو کو سب نے سلام کیا۔ ملاکشان
جادو نے سب کو بیٹھنے کا حکم دیا۔ اب حکیم ساقون کی نگاہ جو پڑی تو دیکھا کہ ساٹھ ستر نازنینین زردرنگ
مرصع پوش دریاے جواہر مین غرق نابہ فرق پوشاکین رنگ برنگی زیباے تن کیے ہوے وہ حال تھا
شعر۔ شگفتہ ہین رنگ رنگ کی کپڑے بہار کے + انسان پھول ہین چمن روزگار کے + ہر نازنین
کی وضع و ترکیب نرالی ہی تھی۔ اس صحبت کو دیکھکر حکیم ساقون نہایت ہی بشاش ہوے۔
اور ملاکشان جادو سے عرض کیا کہ واقعی آپ مزاج بھی شاہانہ رکھتے ہین اور صحبت بھی آپ کی
ایسی ہی ہی کہ جیسے تخلیہ نوشیروان اور فغفور کا دیکھا ہو اُسکو البتہ آپکی صحبت کا مزا آئیگا۔ یہ کہا اور
ایک آہ جگر سے سرد کھینچی۔ ملاکشان جادو نے کہا کہ یہ کیا سبب ہی اور یہ آہ سرد آپ نے کیسی
کھینچی ہی عرض کیا حضور مین نے عجیب عجیب رنگ دیکھے ہین۔ شعر۔ پاؤن پھیلاتے تھے جنکے
سامنے جاتے ہوے + کاسۂ سر اُنکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوے + کل کی بات ہی کہ زمانہ
سامری و جمشید کہ جو موجد سحر تھے کیسے کیسے اُنکے مرید تھے اور خداوند اُنکو تصور کرتے تھے مگر نہ
خداوند رہے اور نہ وہ مرید رہے اس سبب سے مین نے آہ کی۔ یہ سنکر حکیم طاؤس نے کہا کہ
یہ جلسہ خوشی ہی کہان کہان کا ذکر نکالتے ہو ہان ملاکشان جادو کی خوشی یہ ہی کہ کچھ آپ شغل
فرمائیے کہ وہ سنین نہایت ہی قدردان ہین۔ انھون نے کہا کہ یہ آپ کو معلوم ہی کہ مجھے کوئی
طبع نیکی جانب نہین ہی ہان شوقیہ مین اس شغل کو کرتا ہون۔ ملاکشان جادو سے ایک امر کو
دریافت کیجیے کہ مین ایک معشوق رکھتا ہون کس قسم کا کہ جسطرح باپ بیٹے کو چاہتا ہی لیکن بغیر آپکے
دیکھے مجھے چین نہین ہی اگر آپ کہین باوصفیکہ آپ لوگون کا یہ قول ہی کہ یہان کوئی نہین آسکتا
لیکن مین اُسکو بلوا سکتا ہون جو اجازت ہووے کہ وہ ساقی گری کا لطف اُسی سے ہی۔ ملاکشان
جادو کو تعجب ہوا اور کہا کہ بہت مناسب ہی۔ غرضکہ حکیم ساقون تنہا تنہائی مین آیا۔ اور آکر زنبیل سے
برق ثانی کو نکالا اور شکل نازنین تو وہ پیشتر سے بنا ہوا تھا آپ نے اُسکو لباس پر زر پہنا کر اور
سارا حال اپنے آنے کا اور صحبت کا بیان کیا۔ برق ثانی واقف ہوا اور انکے ساتھ روانہ ہوا
اب جو اہل محفل کی نگاہ پڑی سب کے سب دنگ ہوگئے اور کہتے تھے کہ ایسی شکل و شمائل کی عورت
ہمنے نہین دیکھی کہ چہرے سے شرارت اور گویا کہ نٹ اُسکی بھری ہوئی ہی۔ کوئی کہتا تھا کہ حکیم صاحب
کی ملازم ہی اور کوئی کہتا تھا کہ اس بڈھے کی ہوس نہین بجھی ہی۔ غرضکہ سب ایسی ایسی ہی باتین
کہا کیے لیکن ملاکشان جادو ہزار جان سے عاشق ہوگیا اور اُسنے پوچھا کہ اے حکیم ساقون یہ
کیونکر یہان پہونچی کیا معنی کہ یہ دیوار آتشی جو ہی اسکو کوئی پھاند کر نہین آسکتا اور اسکے سایہ سے
جل جاتا ہی انکو آپ نے کیونکر بلایا۔ انھون نے کہا کہ آغا ثانیہ ایک دوست میرا ہی کہ اُسی کے پاس
یہ رہتی ہین مین نے جو اسوقت طلب کیا تو اندر زمین سے لیکر وہ میرے پاس آیا۔ اسنے کہا بہت
ٹھیک ہی سوا اسکے کوئی نہین آسکتا اور نوشاہ جادو نے جو دیکھا تو دل مین خیال کیا
کہ واقعی یہ بڑے ذی کمال ہین اور ملاکشان جادو نے بھی تعریف انکے علم و فضل اور عملیات کی
کی اور کہا کہ جلسہ شروع ہو غرضکہ حکم کے ساتھ ہی پہلے تو وہ گائین گائین کہ انکے گانے کے لطف کا
کیا حال بیان کیا جاوے۔ حکیم ساقون سے کہا کہ کچھ آپ بھی شغل فرمائیے اور یہ دریکتا یعنی یہ

بس یہ سنکر خضران تو گلیم اوڑھکر غائب ہوگئے اور اسنے حکیم طرقوس اور برق ثانی کو بیہوش کیکے تقید
کیا اور بلاکشان جادو کو مع اُسکے ملازموں کے جو بیہوش ہوگئے تھے ابر سحر برسا کر ہوشیار کیا
بلاکشان جادو کی جو آنکھ کھلی تو پکارنے لگا کہ اے نازنین کہاں گئی۔ شعر۔ حیف در چشم زدن
صحبت یار آخر شد + روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد + یہ لگا شعر پڑھنے۔ سوزن جادو نے آواز
دی کہ آنکھیں کھول اور غفلت کو دور کر دیکھ کہ یہ کون ہے ارے تجھکو یہ معلوم نہیں کہ خضران بن عمر نے
کام تیرا تمام کیا تھا وہ تو بھاگ گیا اور ان دو کو میں نے پکڑ لیا ہے ایک انمیں جو صورت نازنین کی بنا ہے
برق ثانی ہے اور دوسرا حکیم طرقوس ہے اور وہ خدا پرستوں سے ملگیا ہے مگر حسب اتفاق
میں نے اُسوقت تیرا حال جو دریافت کیا تو تجھے اس عالم میں پایا جو تمہیں جھپٹ کر آئی اور یہ میری
حفاظت تھی کہ ان لوگوں نے تم سب کو قتل کرنا چاہا مگر کسی کا حربہ کارگر نہ ہوا کہ میں نے یہ سحر
کر رکھا تھا لیکن یہ بارود کی پوٹلیاں جو تیرے اوپر پڑی ہیں یہ مضر تجھکو ہوا کی منہ میں لسنے بنا دیا
ممکن نہ تھی اب جو یہ ماجرا بلاکشان جادو نے سنا ہوش اڑ گئے اور قدموں پر ملکہ سوزن جادو
کے گرا اور کہا کہ نانی اماں تمہیں واقعی بہت بڑا قصور ہوا اور بہت بڑی غفلت کی تھی مگر آپ نے
ہم سب کی جان بچا دی اور یہ کہکے حکم دیا کہ ان دونوں کو قفس آہنی میں قید کرو یہ دونوں قید کیے
گئے اور گرد قفس کے چالیس چالیس ساحر مقرر رہے سوزن جادو بیٹھے اور صحبت پھر
آراستہ کی گئی اور سب اپنے اپنے عہدہ کے اوپر مقرر ہوئے۔ اسنے کہا کہ آپ اب کھانے وغیرہ
سے فراغت کر کے جا بیٹھا اور لوگوں سے کہا کہ خضران بن عمر کو دریافت و تلاش کرو کہ وہ کدھر
نکل گیا۔ غرضکہ یہ لوگ اندرون دیوار آتشی کی خیال کرتے تھے اور ڈھونڈھتے پھرتے تھے مگر اسکو
کہیں نہ پاتے تھے اب یہاں سے دو کلمہ داستان خضران بن عمر کے بیان
کیے جاتے ہیں کہ انھوں نے اپنے دل میں کہا۔ شعر۔ قسمت تو دیکھیے کہ کہاں ٹوٹی جا کمند
دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہگیا + اب اس دیوار آتشی کے پاس جانا بھی مشکل و دشوار ہے اور بھوک
بھی لگی ہے یہ تصور کر کے باورچی خانہ کی سمت آپ آئے اور دیکھا کہ پکانے والی چپاتیاں گرم گرم
اتار رہی ہے آپ بھی ٹلیا کے پاس بیٹھ گئے اور لگے کہنے گلیم اوڑھے اسنے جو پلٹکر دیکھا تو کوئی
دو چپاتیاں معلوم ہوتی ہیں اور لقایا کا پتہ نہیں ہے اب جو اسنے اور اتاریں تو دیکھا کہ اس عرصہ میں
سب غائب ہیں اسنے اپنے ساتھی کو آواز دی کہ میں آج تو بڑا اندھیر ہو رہا ہے کہ میں روٹیاں پکاتی
جاتی ہوں اور کوئی کھاتا جاتا ہے اور کھانے والا معلوم نہیں ہوتا۔ یہ سنکر آپ ہنس پڑے
یہ وہاں سے بھاگی اور یہ کہتی ہوئی کہ موا کھاتا بھی ہے اور ہنستا ہے بقول مشہور ہے کہ ہنس ہنس کھا
پھوڑے کا بال یہ کہتی ہوئی بھاگی اور آپ نے چپاتیاں اتار کر چن چن کھائیں پر آنکھ بند تھی خوب
کھایا یہاں جو پانچ چار عورتیں لکڑیاں لے لیکر دوڑیں ہش ہش کرتی ہوئی کہ ارے کون ہے کوئی جن ہے
یا بلا ہے یا وہی موا خضران بن عمرو ہے۔ اتنے میں آپ وہاں سے نکلکر اس مقام پر
آئے کہ جہاں جامہ والیاں تھیں۔ وہاں ایک طلائی کا پاندان رکھا تھا اُسے آپ نے
اٹھا کر نذر زنبیل کر لیا۔ اُسنے دیکھا کہ پاندان نہیں ہے اُسنے کہا کہ کیا خوب یہ میرا پاندان کون لیگیا ایسی
دل لگی اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ ہائے ہائے میرے کم سے کم سولہ ٹکے پیسے اور تولہ بھر الائچیاں تھیں اور چکنی کا
چورا یہ سب مفت گیا وہ تو یہی کہہ کے رو رہی تھی اور آپسے ہی کہتی سمجھا رہی تھیں کہ تو اہم سب کی

نالاشی لیا تو یہ کام ہم لوگون کا نہین ہی معلوم ہوتا ہی کہ وہی موا خضران ہی یہ کہتی رہی اب جو دیکھتی
ہی تو بال چھوٹے چھوٹے اسکے منھہ پر آ گئے اور چوٹی ماررد اسنے کہا کہ غضب ہو گیا کسی نے سر سے
سر پر اپنا ہاتھہ صاف کیا اب جو دیکھا تو کوئی دکھائی نہین دیتا اور جنکی جنکی چوٹیون مین سیجکا گندھا ہوا
تھا اُن عورتون نے کہا کہ سیجکا تم کو راس نہین — لے تو ہی لیلے یہ کہکر سب نے اپنی چوٹیون سے
سیجکا کھول کر زمین پر پھینکدیا اور کہتی تھین کہ ہماری چوٹیان تو کٹنے سے بچ جاینگی جسطرح مرغیان دانہ
چن لیتی ہین اس طرح انھون نے سیجکا چن لیا۔ اب یہان سے بلاکشان جادو اور نوشاہ جادو
کھیٹے تو انھون نے کہا کہ یہ اُلو کے پٹھے سیر کیا کرینگے بس یہ کہکر یہ تو چمن کی طرف بھاگے۔ بلاکشان
جادو نے اپنی تالی سے آکر کہا کہ تالی امان قیامت ہی وہ تو کہنا نہ پینا ہمارا احترام کریگا تمام آدمیون کو
مار ڈالیگا یا تو ہم ہی اس مکان سے نکل جائین نہاین تو کوئی ترکیب اسکے پکڑنے کی تبلاییے اسنے
کہا کہ ایک مقام پر تم بیٹھو اور اپنی آپ تم حفاظت کرو اور مین تو اب جاتی ہون۔ یہ باتین ہو ہی
رہی تھین کہ آپ نے چمن مین کھڑے کھڑے آدھا سر اپنا گلیم کے باہر کرکے آواز دی اے اہل
جلسہ کو کسر اعزاد لو اپنے اپنے زیور اور اسباب کو پھینکدو نہین تو تم سب کو مار ڈالونگا۔ اب
جو ان عورتون نے دیکھا تو سر معلوم ہوتا ہی اور کچھہ نہین معلوم ہوتا۔ یہ سب چیخین مار کر بھاگین
اور بعض نے زیور اتار کر پھینکدیا اور بھاگ گئین۔ یہ معرکہ دیکھکر بلاکشان جادو نے چند عورتون
کو پہچانکے اپنی طرف کیا اور حصار سحر کر دیا باقی نوشاہ جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا تو اسنے
بلاکشان جادو سے کہا کہ مین تو رخصت ہوتا ہون اسنے کہا کہ بھائی صاحب خدا حافظ ہے۔
اسنے ایک عورت سے کہا کہ ہمارا خدمتگار سو رہا ہی اُسے بلا لا۔ اتفاقاً وہی خضران بن عمر بصورت
اُس عورت کے کھڑے ہوئے تھے آپ نے جلدی سے جاکر اُس خدمتگار کو ایک حباب مار کر
اُسکو بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا اور اسی کی صورت بنکر جلدی سے آپ آئے اور کہا کہ جلدی
نکل چلیے یہان پر آشوب ہو رہا ہی مین الگ گوشہ مین چھپا ہوا تھا اور تماشا دیکھتا تھا کہ خضران
بن عمر نے قیامت برپا کر دی بڑے غضب کا آدمی ہی نوشاہ جادو نے بلاکشان جادو کو سلام کیا
اور رخصت ہوا اور مع اپنے خدمتگار کے اپنے مکان مین آیا اتنا ہوا مصرع — رسیدہ بود بلائے ولی
بخیر گذشت + اپنے گھر مین آیا اور ساری روداد اپنی چند ملازمون سے بیان کی جب قریب شام کے
خیال گلگونہ پری کا آیا اسوقت آہ سرد کھینچتا ہوا اُٹھا اور خدمتگار سے کہا کہ لالٹین کو روشن کردے
خدمتگار نے لالٹین روشن کی اور اُسی نقب سے قریب درخت کے پہونچے اور نوشاہ جادو نے
سحر کیا تو وہ درخت مثل در کے شق ہو گیا مع خدمتگار کے یہ اپنے گنبد سحر مین داخل ہوا۔ پھر جادو
نے استقبال کرکے جائے عمدہ پر بٹھایا اور ملکہ گلگونہ پری کو موافق دستور لاکر حاضر کیا اور صحبت
کو آراستہ و پیراستہ کیا اُسوقت نوشاہ جادو نے پھر جادو سے کہا کہ وہ جو حکیم دوسرا تھا یعنی
حکیم سالوس وہ عمرو عیار تھا اُسنے جاکر تمام محفل کو مع بلاکشان جادو کے بیہوش کیا اور ہم سب کو
مار ہی ڈالا تھا کہ ملکہ سوزن جادو نے آنکر ہم سب کی جان بچائی مین تو رخصت ہو کر اپنے مکان پر چلا
آیا یہ سنکر ملکہ گلگونہ پری نے کہا افسوس کہ ایک مونس و غمخوار تھا اُسکا یہ حال ہوا۔ معلوم ہوتا ہی کہ ہماری
تقدیر مین رہائی نہین بدی ہی یہ کہکر کچھہ آبدیدہ ہوئی مگر ضحکہ وہ گویے دونون حاضر تھے انھون نے
کہا کہ پیر مرشد واقعی عمرو بد بلا ہی جب تو ہم پر رسائی ہوگیا اور غالب آیا ہم تو کہتے تھے کہ یہ کمینہ ابھی راہی ہی

یہ گویے کا کام نہیں ہے اور ایسی ہی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ملکہ گلگونہ پری دلہن بنی ہوئی بہ جلوس کے ساتھ لوٹا اٹھا ایک عورت ہمراہ ہولی جب قریب ہو گئی کے بیٹھ گئی اُس ملازم نے پوچھا کہ جب سے عمرو کا ذکر ہوا آپ بہت اُداس ہو گئیں اُسنے کہا کہ بیرادا سے ہوں امید رہائی قطع ہو گئی خداوند کریم اُسکی جان کو ان دشمنوں سے بچائے اور وہ پھر آئے اور انکو ہلاک کرے کم سوقت یہ عورت ہنس پڑی اور کہا کہ آپ گھبرائیں نہیں میں ہی عمرو ہوں یہ سنکر وہ نہایت خوش ہولی اور عمرو نے اپنی صورت اسکو اُنہیں عکس کی بنا کر دکھا دی اور کہا کہ ملکہ یہ اقبال تم نقل کر جاؤ میں تمہاری صورت بنکر ان سب کا کام تمام کر دونگا اسنے ایسا ہی کیا عمرو نے اسکو تو داخل زنبیل کیا اور آپ اسی کی صورت بنکر صحبت میں آئی نوشاہ جادو نے گلگونہ پری کی جانب کو دیکھا اور ایک آہ سرد دل پر درد سے اسنے کھینچی اور کہا کہ ملکہ بقول شاعر شعر

ہوا سے صحرا فضائے گلشن ریاضت عمر بے لقا ہے	مسافر و دیکھ لو تماشا سرائے فانی عجب سرا ہے

افسوس کرتا ہوں کہ آرزو تمہارے وصل کی لیکر مر جاؤنگا اور تمہیں میرے حال زار پر رحم نہ آئیگا یہ سنکر گلگونہ پری آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور وہ آنسو ٹپک کر گرے بقول شاعر شعر

وہ طفل اشک آنسے نکل ایک اسطرف ایک اسطرف	آگرے گئے ڈولان مچل ایک اسطرف ایک اسطرف

گلگونہ پری نے دونوں ہاتھ اپنے بڑھا کر اسکی گردن میں ڈال دیئے اور کہا۔ آج تک تو میں نے واقعی ہے کہ تمہیں بہت پریشان کیا لیکن اب مجھے معلوم ہوا کہ تم میرے عاشق ہو اسمیں کوئی شک نہیں ہے لیکن میں تمہاری کنیز ہوں اور یہ سمجھو کہ دنیا میں عاشق و معشوق کرتے ہیں اسیطرح سے تم کبھی میرے ساتھ برتو لیں یہ سنکر نوشاہ جادو کو عجیب ہو گئی یقین تھا کہ شادی مرگ ہو جاوے اور اٹھکر گلگونہ پری کے گرد پھرا اور کہا کہ میں صدقے تیرے اس وعدہ کرنے کے کہ تو نے اپنے غلام بے دام کو مول لیلیا اور میں بھی کبھی اپنے سر کو تیری اطاعت سے نہ اٹھاؤنگا۔ اہل بزم نے آواز دی کہ مبارک ہو۔ گویوں نے جلدی جلدی اپنے طنبوروں کو ملایا وہ جو اسکی مجلس تھیں وہ بھی سمجھیں کہ ہے ہے عورت کی عقل پر پتھر پڑیں یا تو یہ انکار یا دفعتاً اسطرح کا اقرار کر لیا ڈر کے ملکہ کے وہ سب سے خوف کہ یہ تو اپنے مقام پر یہ کہہ رہی تھیں کہ کشتیاں مئے کی لا کر خدمتگاروں نے حاضر کیں اور نوشاہ جادو نے کہا کہ آج اتنا چھکا دے کہ یہ ہوس میرے دل سے اٹھ جائے اور پھر کبھی سے خواہش نہ مانگوں ملکہ ہنسی اور اشارہ کیا کہ ہماری شہری کو بھی درست کر دو کہ ہم سرشار ہو کر ہوا میں نو اُسکے اوپر پڑے تو رہیں۔ یہ سنکر نوشاہ جادو نے یہ شعر پڑھا ؎ وعدۂ وصل چون شود نزدیک ٭ آتش شوق تیز تر گردد ٭ گلگونہ پری کی جانب اشارہ کر کے کہا ؎ چھکا دے مجھے آج ساقی میرے ٭ ہوس تا نہ پھر کچھ کی باقی رہے ٭ ٭ گلگونہ پری نے کشتی سے کوزہ اٹھا کر کھولا اور شراب گلگون کو جام میں صراحی سے انڈیلا معلوم ہوتا ہے کہ بربادی صحبت پر صراحی کی بھی ہچکی بندھ گئی تھی عجب طرح کی رنگ برنگ کی شراب صراحی سے گر رہی تھی کہ جیسے کسی کمزور کی آنکھوں سے آنسو گرتے ہیں غرضکہ جام کو لبریز کر کے اور گانی ڈوپٹہ کی بار کی ہتھیلی اُس جام کو لیا وہ ہاتھ کیسا تھا کہ مرجان معلوم ہوتا تھا مہندی رچی ہوئی چوڑیاں اسکے ہاتھوں میں پڑی ہوئی تھیں کہ جیسے شاعر لکھتا ہے ؎ مہندی پست ان نگاری ٭ شاخ صندلی پیچیدہ ماری ٭ واقعی میں کہ یہ سامان قتل کا جو نوشاہ جادو کا تھا اسیر چوڑیاں بھی کیا آفت ڈھا رہی تھیں نگاہ جو بیساختہ اسکی اس سینہ صاف تختہ خونی

تو دیکھا اسنے کہ وہ گل غنچہ رنگ اسکے سینہ پر نظر آتے ہیں - دوپٹا - کچھ کرتے کرتے اور چٹکیاں بھا کر
بیٹھ جاتے + اسے سکھی میں یہ ڈر ہے کہ ہتھیلی لگایا یہ ہوجائے + یہ پڑھکر نوشاہ جادو
نے سر کو جھکا لیا اور بہت شیدا اور فریفتہ ہوگیا - بس گلگونہ پری نے جام بڑھایا اور بنظر تعظیم
اسکے زمین کی جانب کو پھینکے - نوشاہ جادو سمجھ گیا اور لگا یہ کہنے - شعر - نہیں تو زور ہے ساقی کی یہ
ادا بھائی + کہ پہلے جام کی تو خاک پر چھڑکوائی + جو میں نے پوچھا کہاں تو مجھے سودائی + جو
با حسب نہیں دیا دہ پیمائی + بیاد آر حریفان بادہ پیما را + یاد کر فریدون و جمشید کو اور انکے
بادہ کشوں کو اور اپنی صحبت کو غنیمت جانکر اس جام کو بے اندیشہ انجام اسکے ہاتھ سے لیکر پی گیا - وہ
بیہوشی آمیز جام تھا باقی اور جو اہل محفل تھے اُنسے بھی کہا کہ آج روز سعد ہے تم بھی پیو یہ کہکر تمام حاضران
اہل محفل کو پلانا شروع کیا اور سب نے تسلیمیں کرکے اُن جاموں کو بے اندیشہ انجام پینا شروع
کیا ہر شخص کے واسطے وہ جام جام موت تھا اور گھڑی بھر تک صدا نوشا نوش و ہوشا ہوش کی
بلند رہی - دو ڈھائی بجے بیٹھے تھے وہ کہتے تھے کہ سدھتے جاؤ آج تو ایسی شراب پلائی ہے کہ
پردہ آفتاب سے موت جھانکتی ہے اور کہتی تھی - شعر - اجل لگا ہوئے تاک ہر کسی پہ ہے +
بیہوش یا مست کہ عالم رواروی پر ہے + کبھی پکارتا تھا - شعر - قافلہ بادہ بہاری کا رواں ہوجائیگا
آخرش یہ باغ پامال خزاں ہوجائیگا - ادھر یہ اپنے مقام پر اُس نشہ شراب میں بیٹھے تھے اُدھر گلگونہ
پری ہنستی تھی اور کہتی تھی کہ اس نشہ کی ترنگ نہیں ہو سو جھ جاتی ہے وہ پیش نگاہ ہوجاتی ہے اُنکو
اسوقت یہی سوجھ رہی ہے یہ کہکر آپ اپنی مسہری کی طرف چلی اور مسہری پر آبیٹھی اور دل میں کہتی تھی
کہ ابتک نوشاہ جادو نہ بیہوش ہوا یہ کیا سبب ہے - نوشاہ جادو نے جو ملکہ کو مسہری پر دیکھا تو خیال ہوا
کہ یہ تو اپنے وعدہ پر صادق ہوئی اب تو کیوں بیٹھا ہوا ہے - یہ سمجھکر یہ اپنے مقام سے اٹھا اور چلا
اجل یہ شعر پڑھتی تھی - چلا ہے اور دل راحت طلب کیا شادمان ہوکر + زمین کوسے جاؤں سنج دیکھی
آسمان ہوکر + بس چند قدم یہ آگے بڑھا تھا کہ جھونکا اب جو ہوا کا لگا بس سر نیچے ٹانگیں اوپر
تڑاق سے زمین پر گرا اور گرتے ہی بیہوش ہوگیا - تمام اہل محفل اسکے اٹھانے کے لیے
دوڑے جو چلا وہ گرا اور گر کر بیہوش ہوگیا جو باقی تھے وہ یہ شعر پڑھتے تھے - لگا کر منہ سے
منہ بوسہ دیا اسنے نہ ہونٹوں تکا + سکندر رہگیا پیاسا پہونچکر آب حیواں پر + یہ کہتے ہی کہتے وہ گرا اور
بیہوش ہوگیا - اب جو دیکھا کہ تمام محفل کا حال دگرگوں ہے فرش چین بہ چین ہے اور ہر جگہ شکنیں
آگئی ہیں اور صراحی کی ہچکی بندھی ہوئی ہے جام کسی مقام پر لوٹتا ہے اور لوٹا پڑا نظر آتا ہے - گلگونہ پری
نقلی نے اصلی گلگونہ پری کو نکالا اور یہ رنگ صحبت کا دکھایا اور کہا کہ منم خضران بن عمرو - گلگونہ
پری نے اپنی شبیہ دیکھکر دونوں ہاتھ اسکے چوم لیے اور کہا کہ کار سے کردی سچ ہے - شعر
باوجودیکہ پروبال نہ تھے آدم کے + وہاں پہونچے کہ جہاں فرشتے کا بھی مقدور نہ تھا + اور بہت تعریف
کی اور کہا کہ انکا کام اب تمام کیجیے بس خضران نے کہا کہ مناسب ہے اور جو اسباب کہ اصلی تھا وہ
سب لیکر نذر زنبیل کیا اور تیغہ آبدار کو کھینچکر ان سب کو ذبح کیا اور کاٹ کر بیچ قصر جادو کے تمام
صحبت کو خون سے لال کردیا - آواز گیر و دار کی بلند ہوئی اور تمام عالم سیاہ ہوگیا اور وہ گنبد اڑ گیا -
بعد تھوڑی دیر کے جو روشنی ہوئی تو آواز یہ آئی تھی - مارا جوان کشتی نام من نوشاہ جادو بود و
قصر جادو بود - اسی طرح سے آوازیں آئی تھیں اور وہ شیاطین اپنے سر کو پیٹ کر چلاتے تھے

پس بعد تھوڑی دیر کے وہ علامت سحر برطرف ہوئی اور چند آدمی کہ جو باقی رہگئے تھے چنانچہ دہ گویے اور
مصاحبین گلگونہ پری کے اُنکو خضران نے ہوشیار کیا اور کہا کہ دیکھو یہ وہی صحبت ہے۔ اہل صحبت
خواب مرگ مین گرفتار ہین۔ ان گویون نے جو آنکھ کھولا یہ رنگ دیکھا تو متعجب ہوے اور طلاون کو
دیکھکر کہا کہ پیر مرشد ہماری جان بخشی کیجیے جیسے جیسا کیا تھا ویسا پایا اور یہ کہکر ایک سمت کو وہ تو بھاگا
اور جہان جو خیال کیا نہ تو وہ گنبد ہے نہ وہ صحبت ہے لاشین پڑی ہوئی ہین اور ایک کوہستان ہے
ہم کھڑے ہین کہ گلگونہ پری نے اپنے بازو کو منہ سے کہاب دی کہ دیکھا کہ دونون دیو تخت لیے
ہوے سامنے سے پیدا ہوے اور عرض کیا کہ ہمکو مہینون ہوگئے کہ ہم آپ کو ڈھونڈھ رہے ہین اور
ہم نے آپکو نہ پایا۔ گلگونہ پری نے کہا کہ ہم قید سخت مین ایک ساحر کی گرفتار ہوگئے تھے اس شخص
کی بدولت آج ہم رہا ہوے اور خضران سے کہا کہ اے خضران بن عمرو ہمارے حال سے شہنشاہ
گوہر کلاہ کو آگاہ کرنا اور انشاء اللہ تعالے ہم بہت جلد اُنسے اور آپ سے ملینگی کہ ہمارے والدین کو نہایت
تشویش ہوگی اب ہمارا جانا بہتر ہے خضران نے کہا کہ بہت مناسب ہے اور یہ بھی ملکہ نے کہا کہ اگر آپ
کہیے تو مین آپکو اپنے ساتھ لیتی چلون یا جہان کہیے وہان آپکو پہونچا دون۔ خضران نے کہا کہ اے
ملکہ نہ معلوم مجھے کہان کہان جانا ہوگا کیونکہ برق ثانی اور قرطوس بلاکشان جادو کی قید مین ہین
بغیر انکی رہائی کے مین کہین نہین جا سکتا خدا حافظ ہے۔ پس ادھر تو یہ پری سوار ہوکر مع اپنے
مصاحبون کے چلی اور اُدھر خضران بن عمرو بھی روانہ ہوے۔ اب یہان سے

دو کلمے داستان حیرت بیان خضران بن عمرو کے بیان کیے جاتے ہین
یعنی جانا خضران بن عمرو عیار کا طرف حجرۂ پوشیدہ کے اور وہان پہونچکر
برق ثانی اور حکیم قرطوس کو چھڑانا اور رہا کرانا اور مار ڈالنا بلاکشان جادو کا
باقی متعلق داستان ہذا

راویان اخبار و ناقلان آثار اس روایت کو یون بیان کرتے ہین کہ خضران بن عمرو ایک
صورت ایک مسافر پریشان کی حجرۂ پوشیدہ کی جانب روانہ ہوے اور کچھ پھٹے پرانے چیتھڑے
بدن مین لپیٹے ہوے اور کچھ زخم سے پیپ لہو وغیرہ بہتا ہوا اس صورت سے قریب حجرۂ پوشیدہ
کے پہونچکر خضران بن عمرو بیہوش ہوگیا۔ اہل حجرہ یعنی مہنت وغیرہ نے آکر دیکھا اور اسکو اندر
اُٹھا کر لیگئے جب اسکو ہوش آیا تو پوچھا کہ تمھارا آنا کہان سے ہوا۔ انھون نے کہا کہ یہان سے
دو سو کوس پر میرا گھر ہے لیکن اپنے مرض کا حال اس پتلی سے پوچھنے کو آیا ہون اگر آپ لوگون کی
توجہ ہو تو مجھے وہان کی زیارت سے مشرف کرا دیجیے۔ ان لوگون نے کہا کہ بہتر ہے۔ انھون نے لا کر
ایک مقام پر بٹھا دیا اور وہ لوگ جو انکے پاس بیٹھے تھے علیحدہ ہوے۔ انھون نے مہلت پا کر
اُس پتلی کو جال مار کر نذر زنبیل کیا اور سارے وہ کپڑے اپنے اُتار کر اور شکل اپنی تندرستون کی
بنا کر باہر نکلے اور کہا کہ یارون مین سب طرح سے اچھا ہوا سامری و جمشید کی عنایت سے مین
اچھا ہوا۔ سب مہنت اس حال کو دیکھکر بہت خوش ہوے اور معجزہ سمجھکر انکے تمام کپڑون کو نوچ ڈالا
اور تبرک سمجھکر سب نے لے لیا اور اُس دیہہ کو چراغان کیا اور شادی کرا دی کہ ایک مسافر اس طرح سے

آیا تھا اُسکے اوپر سامری و جمشید نے یہ عنایت کی۔ یہ شخص تو رخصت ہوا اور بلا کشان جادو کو بھی
اطلاع دیگئی اس کرامت تازہ کی۔ یہ بھی وہان سے چلا۔ یہان آکر راہ مین نوشاہ جادو کی جدیر جو پہنچا
تو دیکھا کہ لاشین پڑی ہوئی ہین اور گنبد کا نشان بھی نہین معلوم ہوتا۔ اسنے سر اپنا پیٹ لیا اور
کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ خضران بن عمرو نے آکر ان سب کو مارا یا تو اس مقام پر خوشی خوشی آیا تھا
یا ملول ہوکے طرف حجرہ پوشیدہ کے چلا کہ وہان جاکر پتلی سے دریافت کرون۔ یہان خضران بن عمرو
نے جاکے پتلی کے ایک بہت بڑا پتلا سونے کا کھڑا کیا اور اُسکے اندر آپ بیٹھے اور آپ نے سفید مہرہ
نکالکر جو پھونکا تو تمام در و دیوار ہل گئے اور چھت نکل نکل کر اپنی کوٹھریون سے یا سامری و یا جمشید
کہتے ہوئے بھاگے کہ کبھی اتنی بڑی آواز انھون نے سُنی نہ تھی اور لگے کہنے کہ اب کوئی نہ کوئی
آفت تازہ آنیوالی ہی چلین چل کے دیکھین تو اور جھانک کر اب جو انھون نے دیکھا تو بجاے پتلی کے
ایک بہت بڑا سا پتلا ہی سب نے سجدہ کیا اور کہا کہ حضور ہم سے کیا خطا ہوئی۔ آواز آئی کہ بلا کشان
جادو کو ہمارے آنے کی اطلاع دو کہ ہم تمھاری مصیبت سنکر بہشت سے آئے ہین۔ یہ سنکر لوگ باہر
آئے ہی تھے کہ سامنے سے بلا کشان جادو نمایان ہوا۔ ان سب نے بعد سلام کے حال شیوالہ اور
پتلی کا چھپنا بیان کیا اور کہا کہ خداوند خود تشریف لائے ہین۔ بلا کشان جادو ہمراہ ان لوگون کے اُس
مقام پر آیا اور اب جو دیکھا تو بجاے پتلی کے ایک پتلا جلوہ گر ہی اور آواز اُسمین سے بھری ہوئی سی
پیدا ہوتی ہی یہ بھی ڈر گیا اور عرض کیا کہ آپ پر سب حال روشن ہی جو کچھ کہ ہمسے خطا ہوئی ہو اُسے معاف
فرمائیے۔ آواز آئی کہ خضران بن عمرو نے یہ ظلم کیے اور تم سے کچھ نہو سکا اور یہ نوشاہ جادو کی جان
مفت گئی اُسنے آکر بہشت مین ہمسے فریاد کی لیکن اس فریاد بیان سے دل پگھلا اور اسی لیے مجھکو یہان
بھیجا اور ہمنے کہا کہ اُس بانی فساد خضران بن عمرو عیار کو پکڑا اور یہان سے لے آئے اور تو نے اسوقت تک
برق ثانی اور حکیم قرطوس کو کیون نہ قتل کیا گو وہان قتل ہونا آدمی کا دشوار ہی کہ وہ سحر تیری نانی
سوزن جادو کا ہی بس بہتر یہ ہی کہ اُن دونون کی قید کو لا اور خضران کو مجھسے لے اور ان سب کو ملا کر
یعنی برق ثانی اور حکیم قرطوس اور خضران کو قتل کر کہ انھون نے میرے بہت سے بندون کی مفت
جان لی۔ بلا کشان جادو نے سجدہ کیا اور خوش ہوا۔ اُس پتلے نے ایک طرف سے ایک شخص کو
ہاتھون مین ہتکڑیان اور پاؤن مین بیڑیان اور منہ سے بولنے سے عاجز اُسکو نکال کر بلا کشان جادو
کو دیا اور کہا کہ اسکو قتل کرو۔ یہ خضران ہی۔ خوش ہوکر بلا کشان جادو نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ
او حرامزادے تو نے بڑی شورشین مچائی تھین اور تو نے بہت سے آدمیون کو ذبح کیا۔ کیا تو جانتا
نہ تھا کہ ہمارے پیر اور ہمارے دیوتا جسدن ہمارے حال پر توجہ کرینگے اُس دن تمھارا پتہ بھی نہ لگیگا
اور انسان یا دیو کوئی ہمارا مخالف نہ بچیگا نہین وہ بیچارا کیا جواب دیتا کہ گلبہ عیاری اُسکے حلق مین
اترا ہوا تھا اور آنکھین سوئیان لگی ہوئی تھین اور یہ بیچارہ نوشاہ جادو کا خدمتگار رہی یہ لاچاری
مین کہتا تھا۔ دوہا۔ کا کہون کاسے کہون کہون سو کو ٹھیاسے + گونگے کا سپنا جیسو سمجھ سمجھ
پچھتاسے + ای سامری و جمشید مجھسے ایسا کیا قصور ہوا تھا کہ جو مین اس بلا مین مبتلا ہون اور
کہہ نہین سکتا۔ یہ تو اسی سوچ مین تھا کہ ایک ظالم نے آکر تلوار ماری اسکا تو کام تمام ہوا اور
بلا کشان جادو نے خوش ہوکر حکیم قرطوس اور برق ثانی کو بھی بلوایا اور یہ دونون حاضر ہوے
اور چند آدمی انکی قید کو لیے ہوے گئے بلا کشان جادو نے ان دونون کو اسکی لاش دکھائی اور

کہا کہ دیکھو تمہارے اُستاد جو تھے اُنکا خداوند نے یہ حال کیا اور دیکھو وہ کس حالت مین ہین اور اب تم بھی اُنسے ملحق ہوا چاہتے ہو یہ سُنکر حکیم قرطوس نے کہا کہ او ظالم ہمین کچھ اسکی پرواہ نہین ہی تو ہمارے کلمہ کا شاہد رہنا کہ ہم خدا پرست ہین - یہ سُنکر اسنے عرض کیا کہ اے خداوند جمشید انکی گفتگو کو حضور نے سُنا - آواز آئی کہ اگر انکے قلب ایسے نہ ہوتے تو یہ کاہیکو خداوند نا دیدہ کو سجدہ کرتے اب بھی ان کمبختون کو یہ خیال نہین آیا کہ ہم گفتگو کرتے ہین اور حال گذشتہ بیان کرتے ہین اور اُسپر بھی انکی طبیعت ہمپر مائل نہین ہوتی بس یہ اُس مٹی سے پیدا کیے گئے ہین کہ جو خاص جہنم مین جانے کی ہی اور آواز دی کہ اے حکیم قرطوس تو لیکر خضران کو اس فریب سے آیا تھا کہ جیل کے بلاکشان جادو کو قتل کرو تو دیوار آتشی ٹوٹے - بتلا کہ مین سچ کہتا ہون یا دروغ کہتا ہون - حکیم قرطوس نے کہا کہ تو کہتا سچ ہی یہی قصد تھا کہ کوئی طرح سے خداوند کریم اس بلا کو سر صاحبقران سے دفع کرے اور اگر خضران داخل بہشت ہوے تو انشاء اللہ ہم بھی اس منزل سخت کو طے کیے لیتے ہین سب تجھے اختیار ہی ہمارے قتل کا بھی حکم دے - بلاکشان جادو نے کہا کہ حضور یہ نہایت ہی سخت ہی اور مجھکو اس سے یہ امید نہ تھی کیونکہ ایک زنبار کا اسے حاکم کیا تھا اور مجھسے بدوستی پیش آیا تھا نہ معلوم وہ کیا کلمہ تھا کہ جو خدا پرستون نے پڑھا دیا کہ اسکا دل بالکل ہماری اور اپکی طرف سے پھر گیا اور اسوقت بھی نہین مانتا - بس یہ سُنکر جمشید نے قہقہہ مارا کہ تمام شیوالہ کو نج اُٹھا اور آواز دی کہ ان دونون کو ہمارے پاس لے آؤ - یہ لیکر برابر اُس پتلے کے گئے پھر بلاکشان جادو کو حکم ہوا کہ اُس کوٹھری مین ان دونون کو لیجاؤ اور چھوڑ دو تم سب باہر چلے جاؤ پھر ہماری قدرت کا تماشا دیکھو ان سب نے ایسا ہی کیا اور ان دونون کو اُس کوٹھری مین چھوڑ کر علیحدہ چلے گئے اسکے بعد خضران پتلے سے نکلکر ایک شکل مہیب بنا کر سامنے حکیم قرطوس کے آیا اور کہا کہ اے خدا پرست یہ منہ زور یان اور برق ثانی سے کہا کہ تو اپنی جان کو عزیز کر کہ خضران کا کام مین نے تمام کیا برق ثانی نے کہا کہ اگر آپ کہیے تو مین آپکے شیوالہ مین رہون جنتون مین اپنا نام لکھاؤن اور جو کلمہ آپ کہین وہ مین پڑھون اسکے بعد حکیم قرطوس سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو حکیم نے کہا کہ یہ عیار ہین جو کچھ چاہین کہین انھین اختیار ہی مجھے اپنی زندگی بعد اپنے دوست خضران بن عمرو کے ہرگز ہرگز نہین منظور ہی - بس اوکا فر تو حکم قتل میرا دے اور انکو اپنا کلمہ پڑھا انھین اختیار ہی - بس یہ تقریر محبت آمیز خضران نے سنکر دل مین کہا کہ واقعی یہ کیا ثابت قدم ہی اور کیا میرا دوست ہی حقا کہ یہ پورا خدا پرست ہی بس یہ قہقہہ لگا کے آواز دی کہ اے حکیم قرطوس تجھے مبارک ہو خلعت حیات منم خضران بن عمرو مین نے پتلی کو بھی داخل زنبیل کر لیا اور یہ پتلا مین اپنی عیاری سے قائم کرکے اسمین پنہان ہوا - اب بہتر یہ ہی کہ تم لوگ میری اطاعت ظاہری کرو تا کسی طرح سے اس بلاکشان جادو کو مین اپنے دام مین لاؤن اور قتل کرون - ان دونون نے عرض کیا کہ ہم یہ اطاعت پیش آئینگے - خضران نے کہا کہ کیون برق ثانی تو نے یہ اقرار کیا تھا کہ مین آپ ہی کا کلمہ پڑھونگا اور آپ ہی کا بندہ ہو جاؤنگا - برق ثانی یہ سُنکر ہنسا اور کہا کہ اے خضران مین نے دلمین تصور کیا تھا کہ ضرور یہ کوئی غول ہی اگر جھکیا جو دم پر تو مین اپنے برادر خضران کا بدلا اس سے لونگا اسوجہ سے مین نے یہ کلمہ کہا تھا - خضران ہنسے اور کہا کہ واقعی عیار مکار تو ہوتے ہی ہین بغیر مکر عیاری نہین ہو سکتی - یہ کہکر کہا تم جاکہ

وہین بیٹھو اور شور کرو اور یہ کہو کہ ہم توبہ کرتے ہین ہمارے قلب کو اس خدا پرست یعنی بدیع الملک
نے پھیر دیا تھا اب ہم خداوند توبہ کرتے ہین ہمارے قصور کو تو معاف کریں تمھارے شور سے
مین گرجونگا اور تم عذر کرنا اور کہنا۔ بلاکشان جادو سے کہ اب ہمنے توبہ کی ہی اور خداوند کے سامنے
توبہ کرتے ہین یہ کہکر اور سمجھا کر یہ تو اُسی پتلے مین چلے گئے اور ان دونون نے توبہ کا شور مچایا
اور کہا کہ ہماری خطا کو اے خداوند جمشید معاف کر دے۔ بس شور جو انھون نے کیا تو آپ نے
بھی سفید مہرہ کو پھونکا اور آواز دی کہ آؤ اے بلاکشان اور دیکھو ان لوگونکا حال اب جو بلاکشان
جادو ہمراہ لوگونکو لیکر اندرون دیرہ آیا تو دیکھا کہ یہ دونون کے دونون رو رہے ہین اور توبہ کر رہے ہین
یہ معرکہ دیکھکر سب کے سب براے سجدہ جھکے اور کہا کہ واقعی ہی کہ کرامات قدرت نے اپنی ظاہر
کی اگر خداوند نے انکا قصور معاف کیا ہی اور یہ راہ راست پر آگئے ہین تو ہمنے بھی انکا قصور معاف کیا
اور اب یہ ہمارے برادر ایمانی ہین اور کہا کہ اب اے حکیم تم گریہ موقوف کرو کہ تمھارے اس رونے
سے ہمارا دل دکھتا ہی اور خداوند نے اپنی کرامت تازہ کو ظاہر کیا اور یہ کہکر اسنے حکم دیا کہ سامان
سامان جشن برپا کرو اور خداوند کو نعمت دنیا سے خوش کرو اور کھانا وغیرہ کھلاؤ۔ یہ کہکر اُس مقام کو
فرش وغیرہ سے آراستہ کیا لیکن حکیم کا اور برق ثانی کا رونا موقوف نہ ہوتا تھا اور برق ثانی
یہ کہتا تھا کہ جیسا بہشت مجھے دکھایا ہی جب تک کہ خداوند یہ وعدہ نکریگا کہ اُس بہشت مین جگہ دونگا
جب تک مین تو اپنے گریہ کو موقوف نہین کرونگا۔ یہ سنکر بلاکشان جادو نے کہا کہ اے حکیم قرطوس
مین خداوند سے عرض کرتا ہون تم دونون کی جانب سے اور اسنے کہا کہ یا خداوند کہ جو تونے جلوہ
دکھایا ہی تو اُسی مقام پر انکو جگہ دینا واسطہ اپنی قدرت کاملہ کا۔ یہ سنکر اُس پتلے سے آواز آئی کہ
خیر تمھاری سعی اور خاطر سے ہمین منظور ہی انسے کہدو کہ ہم تمھین اُسی مقام پر جگہ دینگے۔ بلاکشان
جادو نے وہی پیام آکر دیا۔ انھون نے بھی ادھر یہ سنا تھا بشاش ہوکر منھ ہاتھ دھو کر یہ بھی دونون
وہان بیٹھے اس اثنا مین دیکھا کہ اُس پتلے سے ایک سوراخ سا پیدا ہوا اور ڈھکنا وہان پیدا ہو گیا
اور حکم ہوا کہ ہماری دعوت کا سامان اسمین دو کہ ہمارے ساتھ بہشت سے لوگ آئے ہوئے ہین
ان سب نے مٹھائی اسمین ڈالنا شروع کی اور وہ سب کی سب غائب ہوتی جاتی تھی آواز
آئی کہ جسکو نقد دینا ہو وہ اپنا نام لکھکر دے۔ بلاکشان جادو نے یہ سنکر بہت سا روپیہ اور اشرفیان
دیا اور اسمین ڈال دیا اسکے بعد سب نے اپنی اپنی ہمت کے موافق اُسی چھید مین ڈالنا شروع
کیا اور کہتے تھے کہ یہ کرامت جو ظاہر ہوئی ہی کبھی بارہ دوستی بھی نہ تھی کہ جو شی گئی اُسکا پتہ ہی نہ معلوم
ہوا۔ واقعی ہی کہ خداوند ہمارے پرشاد کو اہل بہشت پر تقسیم فرماتے ہین خوشا نصیب کہ یہ ہماری دولت
اور ہماری نذر اہل بہشت کے کام آئی اور یہ کہکر صحبت کو آراستہ کیا اور گانے بجانے کا چرچا شروع
کیا اور تمام حاضرین محفل آنکر جمع ہوئے اُسوقت بلاکشان جادو نے عرض کیا کہ خداوند لشکر لیکر شاہزادہ
بدیع الملک میری سرحد پر آگئے ہین اور جسکو کہ آپنے قتل کرایا ہی یعنی خضران بن عمرو کہ اُسنے
بہت بڑی بڑی قیامتین برپا کی تھین امیدوار اس امر کا ہون کہ کسی طرح سے بدیع الملک کو
مع اُسکے سردارون کے قتل کر ڈالین یا وہ مطیع خداوند ہو خضران نے تصور کیا کہ ایسا نہو کہ یہ راز
افشا ہو جاوے اور سوزن جادو کو اطلاع ہو جاوے تو غضب ہو جاویگا یہ سمجھکر کہا کہ اے
بلاکشان جادو مین اُن سب کو طلب کرتا ہون اور حکیم قرطوس اور برق ثانی سے بلوائے بھیجتا ہون اُنکو

ان دونون کو مین روانہ کرتا ہون تو خاطر جمع رکھہ یہ کہکر آپنے جلدی سے اندر اُس چیلے کے ایک نامہ لکھا
کہ اے شاہزادہ عالی مرتبت واسطے میرے دعا کیجیے کہ مین بہ سلسلۂ عیاری حجرۂ ہوشیارہ مین
ہون اور مین ان دونون کو آپ کی خدمت مین بھیجتا ہون اور اگر خداوند کریم نے چاہا تو مین اسے
قتل کر کے بہت جلد حاضر حضور ہوتا ہون بس امیدوار ہون کہ آپ بدل میرے لیے ضرور دعا
فرمایئے گا اس نامہ کو تمام کر کے انھون نے آواز دی کہ اے حکیم قرطوس اور اے برق ثانی یہ
نامہ ہمارا لیکر پاس بدیع الجمال کے جاؤ اور کہنا کہ یہ نامہ نہین ہے بلکہ سرفراز نامہ ہے جلد اپنے تئین
یہان پہونچاؤ یہ کہکر اور نامہ دیکر رخصت کیا۔ یہ تو وہان سے روانہ ہوئے۔ اب یہان آپ نے دو طبق
نہایت عمدہ برفی کے نکالے اور یہ فرمایا کہ یہ تمکو پرشاد خداوند کا عنایت ہوتا ہے تم اسکو کھا کر مصروف
جشن ہو کہ تمکو ہمیشہ دریا دہ ہوگا۔ وزیر اسکا ہومان جھپٹ کر آیا اور وہ طبق انھون نے مٹھائی
کے دیے اور دیکھا ہومان نے کہ ایک ہاتھ پری کا معلوم ہوتا ہے اور سات طباق خضران سے
بھرکر ہومان کو دیے اور کہا کہ ان سب کو ان سب پر برابر تقسیم کر دو۔ ہر شخص اُٹھہ اُٹھہ کے سلامین
کرتا اور حصہ لینے مین سبقت کرتا تھا۔ ہومان نے تمام مٹھائی سب آدمیون پر تقسیم کی اور بلا کے سامنے
بلاکشان جادو کے بھی ایک تشتری مین مٹھائی رکھی۔ بلاکشان جادو نے قصد کھانے کا
کیا تھا کہ ساتھہ ہی اسے خیال آیا کہ خضران مر چکا ہے ایسا نہو کہ یہ کوئی اور عیار ہو کہ وہ بیہوش کر کے
ہم لوگون کو قتل کر ڈالے دوسری بات یہ ہے کہ نانی صاحبہ نے بھی یہی کہا تھا۔ یہ سوچ کر ہومان
کی جانب کو دیکھا اور چپکے سے کہا کہ اے ہومان مجھے یہ اندیشہ ہے کہ مبادا ایسا نہو کہ اس مٹھائی کے
کھانے سے مین بیہوش ہو جاؤن۔ ہومان نے عرض کیا کہ اگر ایسا شک ہے تو آپ کیا دریافت
نہین کر سکتے۔ بلاکشان جادو نے کہا کہ ہان ہو سکتا ہے۔ ہومان نے کہا مناسب ہے پہلے دریافت
فرما لیجیے پھر نوش کیجیے گا۔ اسنے ایک ڈلی برفی کو اپنی ہتھیلی پر رکھکر اسم سحر دم کیا اور کہا کہ
بیان کر کہ تجھہ مین کیا تاثیر ہے۔ آواز آئی کہ مین بیہوشی آمیز ہون جو مجھے کھائیگا بیہوش ہو جائیگا
اسنے پوچھا کہ یہ کسنے تجھے درست کیا ہے۔ اسنے بیان کیا کہ خضران بن عمرو عیار نے۔ یہ سنکر یہ گھبرایا
اور کہا کہ یہ بتا پہلے قتل کون ہوا۔ برفی سے آواز آئی کہ یہ خدمتگار تو شاہ جادو کا تھا۔ یہ سنکر رنگ
چہرہ بلاکشان جادو کا اُڑ گیا لیکن آپ بھی چھپچھیون مین سے جھانک رہے تھے اور دیکھ رہے
تھے۔ اسکو جو کھانے مین عرصہ ہوا تو آپ نے تصور کیا کہ کچھ دال مین کالا ہے چیلے گلیم اوڑھکر آپ
چیلے سے باہر نکل گئے ادھر بلاکشان جادو نے اسم سحر دم کر کے ایک گولا آتش چیلے کی جانب کو
مارا کہ وہ گولا جسم چیلے پر جو پڑا تو چیلا ہمہ تن شعلۂ آتش ہو گیا اور جلنے لگا اور آگ تمام ڈیرہ مین لگ گئی
بلاکشان جادو اور ہومان باہر نکل آئے اور آپ بھی گلیم اوڑھے ہوئے انکے ساتھہ نکلے باقی
لوگ جو کھائے تو اُنپر بیہوشی تاثیر کر گئی وہ بھی اس ڈیرہ کے ہمراہ جلنے لگے اور وہ سب کے سب
چلاتے تھے کہ ارے ہم تو مفت جلے جاتے ہین۔ مگر اُس آگ سے اُنکو مفر نہ تھی اور وہ سب جل کر
خاک سیاہ ہو گئے اُسوقت اسکو قرار ہوا۔ اب ہومان نے کہا کہ چلیے یہ مقام ٹھہرنے کا نہین ہے۔
اسنے تخت سحر پر بیٹھنے کا قصد کیا تھا کہ دیکھا سامنے ایک نازنین نہایت مہ جبین بقول شاعر ؎
برس سترہ یا کہ سولہ کا سن + مرادون کی راتین جوانی کے دن + سامنے پیدا ہوئی ہاتھون مین
اُسکے مہندی رچی ہوئی اور پیرون مین بھی لگی ہوئی اور یہ چھلے اُس دست حنائی مین پہنے ہوئے

اور ایک ساری آدھی باندھے اور آدھی اوڑھے ہوئے زار زار مثل ابر نوبہار روتی ہوئی اور کہتی ہوئی کہ ہائے یہ کس صیاد نے اس دیرہ کو جلا دیا اور میرے ارمانوں کو مٹا دیا میں بھی اسی آگ میں جلکر اپنی جان دونگی اور ستی ہو جاؤنگی کہ میرے دل میں جو شعلے اٹھ رہے اور بھڑک رہے ہیں اور اسی آگ میں میں انکو بجھاؤنگی۔ یہ کہکر اس آگ کی سمت کو چلی لیکن ہومان وزیر کی نگاہ جو پری پر پڑی یہ ہزار جان سے عاشق ہوا۔ اور اسنے دیکھکر بلاکشان جادو سے کہا کہ حضور یہ خون ناحق آپکے ذمہ ہوگا اس عورت کو بلائیے ایسا ہی ہو تو غلام اسکی تیمارداری اور تسکین قلب کر دیگا کیونکہ یہ سینہ مفت میں جلجائیگی اسوقت مجھے بھی رنج ہوگا۔ بلاکشان جادو نے آواز دی کہ ادھر آ۔ یہ وہاں سے پلٹی اور کہتی تھی ۔۔ غزل

بلائے جان یہ تیلے خاک سے بیداد کرتے ہیں ۔ پھر بھی گلو بند شستہ میں یہ آدم زاد کرتے ہیں
کمر باندھی ہی گلچینوں نے غارت پر گلستان کے ۔ اجاڑا بلبلوں کے جون کا صیاد کرتے ہیں
جنون کے عشق نے آخر دکھایا اسکے دل کو بھی ۔ برہمن پردۂ ناقوس میں فریاد کرتے ہیں
کوئی ذرہ تو اسکا تا بہ دامن اڑکے پہونچیگا ۔ یہ مشت خاک تیری راہ میں برباد کرتے ہیں

یہ کلام محبت آمیز کرتی ہوئی قریب بلاکشان جادو کے آئی اور کہا کہ کیوں مجھے بلایا ہے۔ کسواسطے مجھے جلنے نہ دیا۔ بلاکشان جادو نے کہا کہ تو کیوں اپنی جان دیتی ہے۔ تو اسنے کہا کہ میرا محبوب بھی دیرہ میں تھا اور کسی نے اسکو پھونک دیا ہے خداوند اسے بھی غارت کرے کہ میں اس اپنی جوانی کو کسکے ساتھ بسر کرونگی اس سے بہتر یہ ہے کہ میں بھی جل کر خاک ہو جاؤں کہ ایذا سے دنیا سے بچوں اسوقت ہومان نے کہا کہ چپ رہ بلاکشان جادو نے ان سب کو پھونک دیا ہے کہ اسنے بڑے بڑے ظلم کیے تھے تو گھبرا نہیں۔ بلاکشان جادو اس آتش سے تیرے شوہر کو بعد آٹھ روز کے نکال لینگے اور زندہ کر دینگے اب تو انکے ساتھ چل کہ اب اسوقت زندہ کرنا مناسب نہیں ہے غرضکہ یہ مجبور ہوئی اور کہا کہ جیسا کچھ مرضی حضور ہو وہی مناسب ہے اب اسنے تخت پر اپنے بٹھا لیا اور مع ہومان وزیر کے یہ وہاں سے چل کھڑا ہوا کہ اسنے آہ کھینچی۔ پوچھا اسنے کہ اسے آہ کھینچنے کا کیا سبب ہے اسنے اپنے سینہ پر سے ایک طرہ پھولوں کا مثل گلدستہ بنا ہوا نکالا اور کہا کہ میں نے اپنے اس محبوب کے واسطے تیار کیا تھا ہائے افسوس کہ ان پھولوں کی بو بھی وہ سونگھنے نہ پائے۔ بلاکشان جادو نے اسکے ہاتھ سے وہ گلدستہ لے لیا اور سونگھا تو بوے عطر عروس پیدا ہوئی۔ ہومان وزیر کو رشک ہوا کہ محبوب تو میری تھی آپنے کیوں لے لیا۔ یہ کہکر وہ گلدستہ ہومان نے بلاکشان جادو کے ہاتھ سے لیکر خود سونگھا اور کہا کہ آپ کو یہ نہ چاہیے تھا کیونکہ میں نے اپنا معشوق اسے قرار دیا تھا۔ بلاکشان جادو کو یہ سنکر نہایت طیش آیا اور ہومان کے ایک تھپڑ مارا۔ ہومان تھپڑ کھا کر نیچے تخت کے گرا اور گرتے ہی بیہوش ہو گیا اسوقت بلاکشان جادو افسوس کناں اپنے تخت کو اسی مقام پر اتار کے آیا اور قریب اسکے بیٹھکر اسکے ہوش کرانے چاہا کہ اٹھاؤں۔ ادھر بیہوشی نے اسکو بھی بیہوش کر دیا تھا اور اپنی تاثیر کر چکی تھی یہ بھی برابر ہومان کے گر پڑا نازنین جو پاس بیٹھی ہوئی تھی ایک بار چلا کر اسنے آواز دی کہ ہم خضران بن عمرو اور یہ کہکر نعرہ کرکے تلوار بلاکشان جادو کی گردن پر ماری کہ سر اسکا جسم سے جدا ہوا اور دوسرا ہاتھ وزیر ہومان پر مارا کہ اسکا بھی سر قلم ہوا۔ آواز گیر و دار کی بلند ہوئی آپس تاریکی کی حالت میں

نکل کر بھاگے اور کہا کہ یہی مصلحت ہے کہ یہاں سے نکل چلو اسی وجہ سے حکیم قرطوس اور برق ثانی
کو انھوں نے روانہ کر دیا تھا کہ جو کچھ ہو وہ مجھی پر گذرے یہ تو چلدیے لیکن بلاکشان سے ایک جانور
پیدا ہوا اور لاش بلاکشان جادو پر کئی مرتبہ پھرا اور یہ شعر پڑھتا تھا۔ شعر۔ جس سر کو غرور آج ہے
یہاں تاجوری کا + کل اسپہ یہیں شور ہے اک نوحہ گری کا + آفاق کی منزل سے گیا کون سلامت
اسباب لٹا راہ میں یاں ہمسفری کا + تک میر جگر سوختہ کی جلد خبر لے + کیا یار بھروسا ہے چراغ
سحری کا + یہ پڑھکر جانور خدمت میں ملکہ سوزن جادو کے آیا اور عرض کیا کہ بلاکشان جادو کو
خضران بن عمرو نے مار ڈالا برابر دیرہ پوشیدہ کے اور یہ کہکر آپ جل گیا۔ بس سنکر بال اپنے
اپنے سر کے نوچے اور خاک اڑاتی ہوئی اس دشت پر خار میں آئی اور دیکھا کہ دیرہ بھی جل گیا
اور ایک مقام پر الگ لاشیں ہومان اور بلاکشان جادو کی پڑی ہیں اسنے لاشوں کو اٹھایا
اور لیکر اپنے مکان پر آئی اور چند ساحروں کو اطلاع دی جب وہ جمع ہوئے تو اسنے ان دونوں کو
موافق رسم کے جلوا دیا اور ان ساحروں سے یہ کہا کہ ابھی میں بھی اپنے تئیں جلا دیتی اور مر جاتی
لیکن یہ خردمندی اور عقلمندی کے خلاف ہے جب تک میں بدیع الملک اور جو سکے عیار قاتل
بلاکشان جادو کو نہ پھونک لونگی جب تک مجھے قرار نہ آئیگا یہ کہکر اسے مقام پر مع ان ساحرون
کے آئی یہ تو یہاں اپنے سحر کو درست کرتی ہے۔ اب حال خضران بن عمرو کا بیان ہوتا ہے کہ یہ
بلاکشان جادو کو مار کر قریب لشکر کے پہونچے ادھر بدیع الملک بھی حکیم قرطوس اور برق
ثانی کی زبانی سن چکے تھے اور رقعہ پڑھ چکے تھے نہایت انکو تشویش تھی کہ خضران ابتک نہیں
آئے کہ ساتھ ہی ہرکاروں نے آکر مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور عرض کیا کہ خضران تشریف لائے ہیں
اسقدر شاہزادہ بدیع الملک کو خوشی ہوئی کہ آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور دربارگاہ تک مع طلحہ
بن لنشا چلے آئے کہ سامنے سے خضران نمودار ہوئے اور مجرا کیا شاہزادہ نے گلے سے لگایا اور
انکو انکی جگہ پر اجازت بیٹھنے کی دی اور شاہزادہ نے واقعہ سب دریافت کیا۔ انھوں نے مارنا
بلاکشان جادو کا اور اپنی عیاری کا حال بیان کیا۔ سب عیاروں نے نہایت ہی وجد کیا اور کہا
کہ جامہ عیاری پروردگار عالم نے آپکے دادا اور آپکے باپ اور آپ ہی کے لیے قطع کیا ہے اور خلعت
فاخرہ انھیں شاہزادہ نے عنایت کیا اور ہر شخص نے موافق اپنی لیاقت کے انکو نذریں دیں
خضران نے پوچھا کہ حضور دیوار کی کیا کیفیت ہے۔ شاہزادہ بدیع الملک نے فرمایا کہ وہ تو اسی طرح
قائم ہے خضران نے کہا کہ بغیر سوزن جادو کے مرے یہ دیوار ٹوٹنے کی نہیں کہ یہ اسی کا خاص سحر
ہے اور بلاکشان جادو اسی کا ساختہ و پرداختہ تھا کہ جسکو میں نے مارا۔ یہاں تو یہ باتیں ہو رہی
تھیں اب ادھر کا حال سنیے کہ سوزن جادو نے اسکے رسومات مذہبی سے فراغ حاصل کر کے
اقرار جادو کو بلایا اور اس سے کہا کہ یہ نامہ میرا بدیع الملک کو پہونچا دے۔ اسنے عرض کیا کہ
بہت خوب۔ وہ نامہ لیکر خدمت میں شاہزادہ بدیع الملک کے آیا ہرکاروں نے خبر دی کہ
ایک ساحر نامہ سر سے باندھے ہوئے قریب بارگاہ حاضر ہے۔ شاہزادہ نے فرمایا کہ بلا لو۔ یہ حاضر
ہوا اور اسنے آکر جوانان صف شکن و تہمتن گردن کش کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ شاہزادہ نے
کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ یہ سلام کر کے بیٹھ گیا۔ آپ نے ساقی کو اشارہ کیا کہ کھانا کچھ تو ہمارا
مہمان ہے اور تو خاطر جمع رکھ کہ ایلچی را زوال نیست۔ اسنے سلام کر کے وہ جام ساقی کے ہاتھ

سے لیا اور پکارا کہ معظم نامہ دار ملکہ سوزن جادو۔ آپ نے اسکے ہاتھ سے نامہ لیا اور عبارت نامہ پر
غور فرمانے لگے لکھا تھا کہ ای شاہزادہ بدیع الملک تمھارے لشکر کے جلا دینے کی کوئی حقیقت نہین ہے
لہذا مین تمھین آگاہ کرتی ہون کہ تم اپنا بندوبست کرو کہ کل مین قیامت کبری تمھارے لشکر پر
نازل کرونگی اور اگر جان کو بچانا چاہو تو حضرت ابن عمرو کو بدست اقرار جادو روانہ کرو اور آپ
اپنے لشکر کو یہان سے لیکر روانہ ہو جاؤ کہ کیا ہیکو انہی جادون کو مین اپنے وقت آخر مین قتل کرون
اور خاک مین ملاؤن مضمون نامہ پڑھکر شاہزادہ نے سب کو آگاہ کیا اور فرمایا کہ مین سب صاحبون
سے یہ عرض کرتا ہون کہ آپ لوگ مجھسے کنارہ کیجیے کیونکہ آفت آسمانی طرح ہی اگر ٹالے تو ٹلے گی
ان سب نے متفق ہوکر یہ کہا کہ اگر ہزار جانین ہوتین تو آپ پر نثار کردیتے اور کبھی دو قدم بھی
پیچھے میدان اجل سے نہین گے یہ سنکر حضرت ابن عمرو اٹھ کھڑے ہوے اور شاہزادہ سے عرض
کیا کہ اب ایک میرے جانے سے یہ بلا دور ہوتی ہے آپ مجھے اقرار جادو کے ساتھ روانہ کرین کہ
وہ میرے ارمان نکلنے کے اور یہان آپ سب صاحبون کی تو تسلی اور میرے والد ماجد سے جو ملاقات
ہو تو میرا حال کہیے گا اور یہ اپنا سا عیاری اور کسی کو وہ بکر عیار بنائے گا پس یہ سنکر بدیع الملک
بے اختیار رونے لگے اور فرمایا کہ اے حضرت اگر کوئی شخص مجھکو ستر بار قتل کرے اور پھر مین زندہ
ہون تو مجھسے یہ کبھی نہ ہوگا کہ تمجھسے یار پیادون اور دوست موافق سے یہ حرکت کرون بلکہ یہ اور
جو حضرات میرے ہمراہ ہین انہین سے تو کہکر یہ پائینگے دیکھنے کہین دیتا ہون یا نہین دیتا ہون
یہ کلام محبت آمیز اور مردانہ وار سنکر سب کے سب نہایت خوش ہوے اور عرض کیا کہ آپ ایسے
ہین کہ اپنے تابعدارون کا ایسا ہی خیال رکھتے ہین۔ شاہزادہ نے اسی نامہ کی پشت پر لکھا بعد حمد
خدا کے کہ اے سوزن جادو کہ مین یہ خوب جانتا ہون مصرع۔ دشمن اگر قویست نگہبان
قوی ترست + تو کسی طرح سے ہم لوگون کے قتل کرنے مین کمی نہ کرنا اور اگر ایک خدمتگار کو بھی تو چاہے
کہ مین کبھی دون تیرے پاس تو یہ ناممکن ہے۔ یہ لکھکر حوالہ اقرار جادو کے کیا اور یہ زبانی فرمایا کہ اے
اقرار جادو تو جا کر یہ نامہ ہمارا دے لیکن اقرار جادو نے اس عالی ہمتی پر وجد کیا اور یہ کہا کہ اے
شہریار مین دوستی سے عرض کرتا ہون کہ آپ لوگون مین سے ایک بھی باقی نہ رہیگا اور خاک تک
یہان کی جلا کر وہ اڑا دیگی کہ اسکا سحر یہ دیوار آتشی کا نہایت ہی زبردست ہے۔ یہ عرض کر سکتا ہون
کہ اگر ساحری بھی اس آگ کو چاہین کہ بجھا دین تو یقین ہے کہ بڑی دشواری انکو بھی پڑے لیکن آپ
اسکے سحر سے واقف نہین ہین۔ شاہزادہ نے فرمایا کہ اے اقرار جادو جو منظور خدا ہوگا وہی ہوگا
یہ کہکر خلعت دیا۔ اقرار جادو ان سب کے حال پر افسوس کرتا ہوا رخصت ہوا اور بعجلت تمام خیمہ
مین ملکہ سوزن جادو کے حاضر ہوا اور تمام سرگذشت اپنی بیان کی اور وہ نامہ اسنے کہ جو جواب اسکے
نامہ کا تھا ملکہ کو دیا۔ ملکہ نے مضمون نامہ کو پڑھا اور پڑھکر نہایت غصہ آیا اور کہا کہ افسوس کرتی ہون
کہ ان سب کی قضا میرے ہی ہاتھ سے تھی اقرار جادو نے بیان کیا کہ ایک عیار کو تو وہ اپنے مثل
بھائی کے سمجھتے ہین اگر آپ خدمتگار کو بھی مانگتین تو وہ ایسے با مروت ہین کہ اسکا دینا بھی پسند نہ کرتے
اور یہی ہوا کہ وہ ڈھائی لاکھ آدمی سے مرنا اختیار کر لیا ہے پس یہ سنکر سوزن جادو نے کہا کہ
جب قضا آتی ہے تو ایسی ہی انسان کو سوجھتی ہے اور یہ کہکر تخت سحر پر آپ سوار ہوئی اور آگ اس
حصار مین رات کو فروکش ہوئی اور سویرے سے اٹھی اور تخت سحر پر سوار ہوکر حصار سے بلند ہوئی

اور بلند ہوکر اسنے وہ اسم سحر دم کیا کہ تمام دیواریں اوڑ گئیں اور آسمان پر دھوان سا ہوکر ابر ہوگیا اور
تمام دنیا پر چھا گیا - یہ سب خدا پرست نماز صبح سے فراغ حاصل کر چکے تھے انھون نے جو دیکھا کہ ابر شعلہ نما
ہمارے لشکر پر آتا ہی عرض کیا لوگون نے شاہزادہ بدیع الملک سے کہ آج وہی روز قیامت ہی کہ
جسکی بابتہ ملکہ سوزن جادو نے آپ کو اطلاع دی تھی خضران نے آکر عرض کیا کہ تبرکات آپ اپنے
جسم مبارک پر آراستہ کیجیے کہ آگ آپ کا کچھہ نہ کر سکے - شاہزادہ نے یہ کلمہ سنکر فرمایا کہ تمسے مجھے
تعجب ہی کہ یہ سب تو بغیر تعویذ اور دعا کے رہیں اور میں نہیں - یہ فرما کر جو کچھہ پہنے بھی تھے وہ بھی سب
اوتار ڈالا اور ایک سپید پیراہن جسم مبارک پر پہن لیا اور فرمایا کہ یہی کفن ہمارا ہو جاویگا اور خضران
سے خطاب کیا اگر تیرے پاس گلیم عیاری ہی کہ آتش سحر اسپر اثر نہین کر سکتی بس تو اوڑھ کر نکلجانا
اور میرے مرنے کی خبر بادشاہ اور میرے عزیزون کو دینا میں خوشی سے کہتا ہون - خضران نے
عرض کیا کہ یہ داوا جان میں بات تھی کہ اپنی جان کو بہت عزیز رکھتے تھے اور میں اس دنیاے ناپایدار
کو خوب جانتا ہون کہ اگر کوئی شخص دو ہزار برس کی زندگی کرے تو بھی اوسکو ایک روز ضرور
ناپید ہونا ہوگا - اسنے بھی یہ کہکر وہ لباس عیاری اوتار ڈالا اور ہلکا سا پیرہن پہن لیا اور
سامنے شاہزادہ کے آکھڑا ہوا اور اپنے کلمہ کا شمار کیا اور جو اندر بارگاہ کے تھے وہ بھی باہر نکل آئے
اور لگے ابر کو دیکھنے وہ ابر ہجوم کرکر گرد لشکر کے آکر چھا گیا اور سب بیچ میں حلقۂ ابر کے آگئے اوسوقت
اسنے آواز دی یعنی ملکہ سوزن جادو نے کہ اب اپنی کوئی فکر کرو اور آسمانی خدا سے مدد چاہو -
یہ سب استغاثہ کر رہے تھے کہ دیکھا کہ ہر چہار سمت سے آگ دہکنے لگی اور بڑھنے لگی جو لوگ قریب
تھے وہ آتش اونپر گری اور وہ جلنے لگے اور باقی سب نے دست مناجات درگاہ قاضی الحاجات میں بلند
کیے اور اپنے قلبون کو رجوع کیا از جانب پروردگار عالم اور عرض کرنے لگے رباعی - اے آنکہ بلاے
خویش پاینده توئی + وز دامن شب صبح نماینده توئی + کار من بیچاره توئی بسته شده + بکشا
خدایا کہ کشاینده توئی + کوئی عرض کرتا تھا - رباعی - تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک +
بہ آستان تو دارند میل دربانی + چہ حاجت است بہ پیش تو حال دل گفتن + کہ حال خستہ دلانرا
تو خوب میدانی + اے پروردگار عالم تو حال دل سے خوب واقف ہی اس علامہ شیطان کی بلا
کے ہاتھہ سے نجات دے اور ہمارے حال زار پر رحم فرما - کوئی اس کبت کو شان جناب حیدر کرار میں
پڑھتا تھا - کبت - سگرو سنسار پکارت ہے جبرئیل کا اچھر کھین بناو + تین سو برس آگے سے
ناہر سے سلمان کو چھڑایو + من ملتی کرون اے شگھرا میری بار کیون دیر لگایو + سے بہ گرداب بلا
افتادہ ام یا مصطفیٰ دستی + بہ چنگ غم گرفتارم علی مرتضیٰ دستی + ز حالات شب معراج دانستم بیان کیا
چرا دستم نگیری یا علی بہر خدا دستی + یہ سب کے سب مناجات اور استغاثہ اپنے پروردگار عالم
سے کر رہے تھے کہ انکا تیر دعا ہدف مراد پر بیٹھا کہ دیکھا کہ از جانب کوہ ایک ابر عجب شان و شوکت
کا نظر آئی دیا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب یہ جو ابر آجائیگا تو بالکل شام ہو جاویگی جسکے بارے میں کبیشر کہتا ہی
کبت - کاری کاری دھوم رہی دھوان سی دھندھاری + کاری بکہ بجراری لوسی فاختائی جوڑی
یہ جو دکھائی دیت + نیلی اور پیلی بھوری اور سفید نارنجی سہانی آئی ہی + برکھا رت جو رکا گیا بہت
بھوڑا ای رہی جو گتو جگائی ہی + شعر - جھومتی آتی ہی متوالی گھٹا + ہی سیہ مست آج کی کالی گھٹا +
یہ دیکھہ کر سوزن جادو نے کہا کہ اگر یہ گھٹا آکر برسیگی تو میری آتش سحر کو بھی بجھا دیگی تصویر

کر رہی تھی کہ وہ گھٹا اسکے ابر پر چھا گئی اور خدا پرست شور کرتے تھے کہ یہ ابر رحمت ہمپر آگیا۔ کوئی
کہتا تھا کہ کیسی سرگرمی سے ہمنے دعائین کین کہ خدا نے اُسکا اثر بہت جلد دکھایا ہماری تشنہ حالت گل
تر ہوسنے پائی۔ غرضکہ اُس ابر سے بارش شروع ہوئی اور پس کیفیت ابر دیکھا کہ ایک مرد بزرگ ایک
مرگ چھالہ پر بیٹھا ڈاڑھا زیرناف ہاتھ مین ایک تسبیح ساڑھے تین سو دانہ کی کچھ اسم پڑھتا ہوا چلا
آتا ہے لیکن کیفیت بارش سے وہ آگ لگی گل ہوتے اور سمٹ کر ایک طرف کو جلنے لگی اور اسقدر
سمٹی کہ ایک شعلہ بنگئی آواز دی انھون نے اُس آگ کی طرف دیکھکر یعنی اُس بزرگ نے کہا
آتش کھانے اس سوزن جادو کو اور کھا ایسا کہ مثل ہیزم خشک کے جلا کر اُسکو راکھ کر دے اور کچھ
پڑھکر اسپر کچھ دم کیا پس اُسنے کھینچ مارے وہ آگ اپنے مقام سے اُٹھی اور چلی انھون نے آواز دی کہ
سوزن جادو کھول دہن اپنا ہم ضعیف خجرہ سلیمان خدا پرستون کو تونے قتل کیا تھا اور
بیڑا اُٹھایا دیکھ کہ اب تجھے کس عذاب الیم سے مارتا ہون کہ تا یہان دریا اور مرغان ہوا تیرے
حال پر گریہ کرینگے پس اسنے اب دیکھا کہ وہ آتش میرے اوپر آتی ہے اسنے آواز دی کہ اے سحر قدیم
تھم آواز آئی کہ ہم اپنے قابو مین نہین ہین پس جب اسنے دیکھا کہ وہ آتش نہین رکتی اُسوقت اسنے
اسم سحر دم کر کے منھ اپنا کھول دیا اور کہا کہ آ تیری جگہ میرے کلیجہ مین ہے پھونک دیکا اور اپنے
منھ سے تمام آتش کو اسنے کلیجہ مین رکھ لیا اور اپنے سر کے بال اسنے نوچ کر اب جو اُڑا اسنے تمام
ابر کو اُن پر تولنے پراگندہ کر دیا اور اُس آتش نے اسکے جگر کو پھونکنا شروع کیا۔ پس اب جو یہ
یہان سے اُڑی تو درویش صاحب جو اُس ابر کی نگرانی کرتے تھے اور اوسے بچانے پہنچے تھے کہ اسنے
پہلو پر آکر اُف جو کی تو دیکھا کہ درویش کے اوپر وہ آگ گری اور درویش پڑھنے نہ پائے کہ انہین
بھی آگ لگ گئی اور جلنے لگے۔ آواز دی کہ اے شاہزادہ عالی مرتبت بدیع الملک میری لاش
کو منتشر ہونے دینا اور دفن کر دینا پس جلا کر انھین اب بھی شعلہ ہو گئی یعنی آگ کا اور اسکا جسم
ہمہ تن آگ ہو گیا اور اسنے آواز دی کہ اب کوئی ایسا ہے کہ مجھکو روکے سب دعا کرو کہ تمھارا مددگار تو
مر چکا ہے اب کوئی آسرا نہیں۔ اور یہ کہکر ایک گروہ پہ گری پانچ ہزار خدا پرست اُس مقام پر جمع تھے آگ
اُنکے دامنون سے جو لگی تو ہمہ تن شعلہ آتش بہار ہو یہ کر کے اُڑی پھر اُڑی اور دوسرے گروہ کو
اسنے شکار کرنے کا قصد کیا اور اُن سب نے پھر اپنے قلبون کو رجوع کیا طرف پروردگار عالم کے
اور کہا کہ واسطہ تجکو محمد و آل محمد کا اس آفت اور اس بلا سے ہمین نجات دے۔ یہ دعا کر رہے
تھے کہ دیکھا کہ سامنے سے ایک تخت تکیہ دار کہ چار طاؤس آتشبار اُسکو اُٹھائے ہوئے اور
تخت پر ایک شخص بیٹھا ہوا اور تاج مرصع نگار بالاے سر اور دونون ہاتھ تکیہ پر رکھے ہوئے چلا آتا
ہے اور پوشاک شاہانہ در بر کیے ہوئے اور گلدستہ گرد تخت رکھے ہوئے سامنے سے نمایان ہوا
اور ان لوگون کے استغاثہ کی آواز گردون دون تک پہونچی تھی بلکہ اس آواز پر یہ اسطرف کو آگیا اور
اسنے دیکھا کہ یہ شعلہ بھڑک کر سبکو پھونک رہا ہے اور یہ اور ایک گروہ کو پھونکنے چلی ہے کہ اسنے
ایک گلدستہ اُسکی طرف اُٹھا کر کھینچ مارا وہ وہان اُن لوگون پر جا دہ آہنی ہو گیا اب جو یہ شعلہ گرا
تو جھٹک کر زمین پر آگیا صاحب تخت تکیہ دار نے آواز دی کہ ہم آفتاب دریں علم ٹھہر اسی مقام
رہ اور کہا ٹھہر اُس مقام پر یہ کہکر کچھ پڑھا اور دوسرا گلدستہ مارا کہ اُس گلدستہ نے آگر حصار گرد
اسکے کر لیا اور وہ شعلہ گرد اُسی حصار کے لپک لپک کر رہتا تھا نہ زمین مین غرق ہو سکتا تھا نہ

آسمان پر جا سکتا تھا اب جو آفتاب زرین علم نے پلٹ کر دیکھا تو شاہزادہ بدیع الملک صاحبقران
سوم سراہیں برہم پہنے ہوئے استغاثہ درگاہ خلاق میں کر رہے ہیں یہ اپنے تخت پر سے جلدی
کودا اور جھک کر اسکے نیچے گیا۔ شاہزادہ نے اسکو جو دیکھا تو فرمایا کہ ایہا الناس میں عالم رویا میں
ہوں یا میں بیدار ہوں مجھے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آفتاب زرین علم کہاں ہے کہاں میں معلوم نہیں ہوتا
حضور ان سے عرض کیا کہ نہیں ماشاء اللہ آپ بیدار ہیں اور یہ آفتاب زرین علم ہیں اور انھوں نے
اس شعلہ کو بند کیا ہے بس یہ سنکر شاہزادہ نے آغوش تمنا پھیلا دی اور آپ سے سر اپنا قریب
پہونچایا۔ شاہزادہ نے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ اسوقت پر تمہارا کیونکر پہونچنا ہوا۔ عرض کیا
کہ میں اس بلا کو گرفتار کرلوں تو پھر حضور سے عرض کرونگا یہ کہکر ایک شیشہ آتشیں ہاتھ میں لیے
ہوئے کچھ اسم سحر پڑھتا ہوا قریب سوزن جادو یعنی شعلہ کے پہونچا اور کہا کہ او لکا نہ سامری
کی ثانی تو نے اس جہان فانی سے یقین تھا کہ ان سب خدا پرستوں کی ہستی شادی ہوتی لیکن
قاضی الحاجات پروردگار عالم نے مجھے اس مقام پر بھیجا پس اس شیشہ میں اتر اور کچھ پڑھا
کہ یہ شعلہ سمٹ کر اسی شیشہ میں آ گیا۔ ایک ڈاٹ اس پر لگا کر اسے لیکر بخدمت شاہزادہ بدیع الملک
آیا اور کہا کہ حضور یہ شعلہ کسی وقت کم نہ ہوتا اور تمام خدا پرستوں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتا بحمد اللہ
کہ یہ تا ابد اسیر ہوا انکسار تہ بالا مشی حضور میں روان وہاں تھا کہ اور سب کے استغاثہ کی آواز
میرے بھی گوش گزد ہوئی خیال میں آیا کہ یہ کون ایسے بیکس ہیں کہ جنکی آہ مظلومان میرے دل کے
پار ہوئی جاتی تھی اسوقت میں یہاں آیا تھا کہ یہ معرکہ دیکھا الحمد للہ کہ اس بلا کو میں نے گرفتار
کیا اب امیدوار ہوں کہ ایک غار عمیق کھد سکے اسی وقت اس غار کو کھدا کے تیار کیا اور اسکو مع
اس شیشہ کو رکھا اور مٹی ڈال کر اسکو بند کیا اور کچھ پڑھا اور کچھ پتھر اس مقام پر قائم کیے اور
[illegible] تھا شاہزادہ [illegible] آیا اور بدیع الملک نے لاش اس پیر مرد کی جلی ہوئی اول اٹھوائی اور
[illegible] اور جو لوگ جل گئے تھے ان سب کو ایک مقام پر دفن کیا مثل گنج شہیدان کے
[illegible] اسی بیابان کو دیا اور نہایت ہی ساتھ افسوس کے قرآن خوانی وغیرہ فرمائی
اور [illegible] اپنی [illegible] پڑھ کر تھے شاہزادہ عالیوقار نے آنسو اسکی تربت پر یعنی تربت پیر مرد پر گرائے
اور کہا کہ اس [illegible] نہایت سخت اور جان فشانی کی اور نہایت پاس اسلام کیا کہ اسکا شکریہ
ادا نہیں ہو سکتا۔ یہ کہکر بارگاہ میں تشریف لائے مع اپنے ملازموں کے اور جو کچھ کہ
ساحر ملازم ملکہ سوزن جادو و بلا کشان جادو تھے حاضر ہوئے اُن سب کو آپ نے کلمہ
فرمایا اور اسلام کی سب مسلمان ہوئے اور جو وہ بنیاد عنصر کی تھی وہ ٹوٹ گئی
اور اب وہ ایک صحرا نظر آنے لگا۔ شاہزادہ عالی مرتبت یعنی بدیع الملک نے حال
بادشاہ و سلام وغیرہ کا دریافت کیا۔ آفتاب زرین علم نے کہا کہ سب خیریت ہے اور عرض
کیا کہ اسوقت آپ کا کوئی خط نہ پہونچا تو بادشاہ کو بہت تشویش ہوئی اور مجھے فرمایا کہ اگر تم
انکی کوشش کرو اور شاہزادہ کا پتا لگاؤ تو یقین ہے کہ بہتر ہوگا۔ میں بحکم بادشاہ کے آپ کی
تلاش میں چلا۔ یہاں آ کر یہ سانحہ دیکھا اور خداوند عالم نے اس کو اول ختم کیا وہیں حاضر حضور
ہوا۔ اب آپ کا کیا عزم اور کیا قصد ہے فرمایا کہ بادشاہ اسلام کو اور سب لشکر کو اسی مقام پر تم لیکر
آؤ کہ یہ راہ خانہ کعبہ کی بہت صاف اور درست ہے اور قریب ہے کہ میں چل کر صاحبقران اول و دوم کی

زیارت سے مشرف ہوں اور اگر تقدیر میں ہو تو آنحضرت جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت
سے بھی مشرف ہوں - یہ تذکرہ تھا کہ دیکھا کہ چند آدمی نمایاں ہوئے اور اُن آدمیوں نے عرض کیا
کہ ہم شاہزادہ بدیع الملک کے پاس جانا چاہتے ہیں - خادموں نے آکر عرض کیا - بدیع الملک
نے اُن کو بلا لیا - آدمیوں نے بعد سلام عرض کیا کہ ہم فرستادہ ماہ قلندری ہیں - انھوں نے
دریافت کرایا ہے کہ درویش کا پتہ نہیں معلوم ہوتا ہے جیسے لشکر پر گئے تھے - شاہزادہ یہ سنکر بہت افسردہ
ہوا اور فرمایا کہ انتقال کیا اور بسبب تیری محبت کے ہاتھ سے ملکہ سوزن جادو کے شہید ہوگئے
اور طلیحہ بن لندھور و آفتاب زرین علم وغیرہ کو برائے استقبال ملکہ ماہ قلندری روانہ کیا یہ سب گئے اور بلا زمانی دیر کیا
شتابی ملکہ ماہ قلندری و رضیہ خاتون کے سوار کیا اور بیکر خدمت میں شاہزادہ بدیع الملک
کے چلے لیکن ماہ قلندری کو نہایت صدمہ اس درویش کی وفات کا ہوا اور بہت روئی جیسے اپنے
باپ کو روئی تھی - غرضکہ یہ سب کے سب داخل بارگاہ ہوئے ملکہ کے واسطے الگ خیمہ برپا ہوا -
غضنفر ان نے آفتاب زرین علم سے ساری کیفیت ملکہ کے عشق کی بیان کی اور کہا کہ آپ انہیں
کہہ کر کے عقد شاہزادہ کا اپنے سامنے کر لیجئے - انھوں نے کہا کہ بہت مناسب ہے دوسری
ملاقات میں آفتاب زرین علم نے عرض کیا کہ جی چاہتا ہے کہ آپ کا عقد ہو اور میں انہیں شریک
ہوں - بحمد اللہ کہ سامان گردو باد فتح ہوگیا - اب آپ کو کیا تامل ہے - شاہزادہ نے فرمایا کہ درویش کے
مرنے کا ایک زخم تازہ ہے اسوجہ سے میں تامل کرتا ہوں - آفتاب زرین علم نے عرض کیا کہ یہ تو
ہوتا ہی چلا آتا ہے آج جو زندہ ہے وہ کل کہاں ہوگا اور جو کل زندہ تھے انکا آج پتہ نہیں لگتا ہے
کیسے کیسے جوان پری پیکر زیر زمین سوئے ہیں خاک میں مل گئے آخر بعد مرنے کے یہ کھلا ہے
کہ یہ بستی ہے خاک کے اندر بس حضور ان باتوں کو خیال نہ فرمایئے اور اس امر نیک سے جلد
فراغت کیجئے - شاہزادہ نے فرمایا کہ پندرہ ہزار ملازم میرے شہید ہوئے دوسرے ابھی انکا
چہلم بھی میں نے نہیں کیا - عرض کیا کہ یہ عقد بھی امر واجب ہے شاہزادہ نے قبول کیا - تاریخ مقرر
ہوئی - ایک روز میں ان دونوں صاحبوں کا عقد ہوا - شاہزادہ کا عقد ہمراہ ملکہ ماہ قلندری ہوا
غضنفر ان کا عقد رضیہ خاتون کے ساتھ ہوا - اُس شب نیک میں یہ دونوں حاملہ ہوئیں - ملکہ
ماہ قلندری کے بطن سے بعد گذرنے ایام مقررہ کے شہراب الملک پیدا ہونگے کہ نہایت
جری اور بہادر ہونگے اور بہت بڑے فقیر دوست ہونگے اور بطن رضیہ خاتون سے مہتر
رضوان پیدا ہونگے کہ یہ بھی بڑے بڑے کام کرینگے انکا ذکر گلستان باختر میں اپنے مقام پر
انشاء اللہ تعالے آئیگا کہ خداوندی شمائل بن لقا کی عرض کیا دی تھی - اب یہاں حال بیان کیا جاتا ہے
کہ آفتاب زرین علم نے اس امر نیک سے بھی فراغ حاصل کر کے شاہزادہ سے رخصت طلب کی
آپ نے آفتاب زرین علم کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ اے آفتاب زرین علم جی تو چاہتا ہے
کہ مفارقت تمہاری نہو لیکن تمہارے پہنچے بادشاہ اسلام کے لشکر کے نہیں سکتے - پس بہتر
یہ ہے کہ تم تشریف لیجاؤ اور سارا حال میرا بیان کرنا اور درجہ بدرجہ سلام و تسلیم بادشاہ و جملہ اہل لشکر
کو عرض کرنا - آفتاب زرین علم نے اپنا تخت سجدرست کیا اور جعفران کو گلے سے لگایا اور تمام اہل
حرم سے مع شاہزادہ کے رخصت ہو کر یہ روانہ ہوئے کہ سمت بادشاہ اسلام منزلوں کو طے کر کے
قریب لشکر بادشاہ کے اسکا گذر ہوا - جس طرح کی اہل لشکر و بادشاہ کو شکر خوشی ہوئی اور حال بادشاہ

نے آفتاب زرین علم سے دریافت کیا کہ کیا کیفیت شاہزادہ بدیع الملک کی تمنے معائنہ اور مشاہدہ کی
انھون نے عرض کیا کہ بفضلہ تعالے باقبال حضور بیابان گردآباد کو فتح کیا اور مین اسوقت پر پہونچا
ہون کہ سوزن جادو نے پندرہ ہزار آدمی جلا دیے تھے - لیکن مین نے جا کر اُسے گرفتار کیا اور
دفن کیا اُسکو بڑی پختگی کے ساتھ تاکہ نکلنے نہ پائے کیونکہ اگر وہ مقام جائیگا تو یقین ہی کہ پھر بھی وہ کچھ قیامت
برپا کریگی - باقی ملکہ ماہ قلندری کا عقد ساتھ شاہزادہ کے اور رشیدہ خاتون کا عقد ساتھ خضران
کے - بیان کیا - بادشاہ اسلام اور سردارون کو اس خبر فرحت اثر کو سنکر نہایت مسرت ہوئی اور
خوشی ہوئی اور شکر خدا بجالائے اُسوقت آپ نے لشکر کی طیاری کا حکم دیا اور عدیل بن عادی سے
فرمایا کہ بارگاہ آسمان جاہ کا انتظام کرکے تم آگے چلو ہم بھی پیچھے آتے ہین پس یہ سنتے ہی انھون
نے بارگاہ آسمان جاہ کو اپنے ہمراہ لیا اور جتنے کہ رفقاے کامل تھے اور افسران ذوالفقار تھے
اُنکو بھی انھون نے اپنے ہمراہ لیا اور دوسرے دن بادشاہ سوار ہوکر چلے اب یہ تو چلتے ہین انھین
راہ مین چھوڑا جاتا ہی کہ انکا حال بروقت پہونچنے کے بیان کیا جائیگا اب وہ کلمہ داستان شاہزادہ
بدیع الملک بیان کیے جاتے ہین - کہ انھون نے اس بیابان گردآباد کو اپنے جمال نورانی
سے نہایت منور و روشن کیا اور مسجدین تعمیر کرائین اور ملکہ ماہ قلندری کے نام یہ سب ملک کیا اور
حکیم قرطوس کو یہان کا حاکم مقرر کیا اور آپ انتظار مین بادشاہ کے تھے کہ اسی اثنا مین اسعار قوی بازو
کہ یہ پہلوان یکتا ہی اٹھکر کھڑا ہوا اور اسنے دست بستہ عرض کیا کہ ہم لوگ شیر شکار ہین عرصہ ہوا کہ
یہ تابعدار سیر شکار مین مشغول نہین ہوا اگر حضور کا حکم ہو تو مین شکار پر جاؤن کہ یہان شکار زیادہ ہی
کہ کوئی کھیلنے والا یہان پہونچا نہین ہی - شاہزادہ نے یہ کلام انکی زبان سے سنکر سکوت کیا اور
دیر کے بعد یہ فرمایا کہ مثل تیرے اور جو میرے رفیق ہین اگر وہ بھی کہین تو مین انکار کرسکتا ہون کہ
یہ امر دشوار ہی - اسنے عرض کیا کہ تابعدار نے کبھی کسی امر کی تکلیف بندگان عالی کو نہین دی ہی سوا
اسوقت کے - اس میری گستاخی اور بے ادبی کو معاف فرمائیے اور اتنے صاحبون مین میرے
کلام کو رد نہ فرمائیے - شاہزادہ نے فرمایا کہ خیر تمھین اجازت دو دن کی دیجاتی ہی لیکن اور کوئی صاحب
اب اسطرح کی جرأت نہ فرمائین اور مین اب کسیکو اجازت نہین دونگا - یہ سنکر سب خاموش ہو رہے
اسیوقت اسعار قوی بازو نے یہ کلام نیک انجام سنکر شاہزادہ کو تسلیم کی اور آکر سامان شکار بہم کیا
اور چند اپنے رفیقون کو ساتھ لیا اور ایک خیمہ واسطے اپنی آسایش کے ہمراہ لیا اور باقی باز جرہ اور
کچھ جوڑیان ولایتی کتون کی ساتھ لین اور مع بادوازان سبکو ہمراہ لیکر یہ روانہ ہوا - غرض کہ
تھوڑی راہ طی کرکے قریب باغ فیروزہ نگار کے آکر پہونچا اور صحرا سے نظر آیا کہ دیکھا اسنے کہ
یہ صحرا نہایت ہی سبزہ زار اور گلہاے رنگین سے سب بوقلمون ہو رہا ہی اور کوڑیالا جو اس صحرا مین
کھلا ہوا ہی عجب خوشرنگ معلوم ہوتا ہی اور نگاہ جو اسکی درخت پر دیر پڑی تو دیکھا کہ قمریان ہجوم
کیے بیاد پروردگار عالم زبان نیلے دیاتی سے مدح و ثنا کر رہی ہین لیکن جا بجا سرو کے درختون پر
قمریون کا ہجوم - کہین تیہو کا شور کہین لنترہ حق سرہ کی دھوم علی العموم صدا سے مرغ سحر کی سے
وہ صحرا امرزا بوقلم تھا نمود جنت فیض لزوم تھا عجب خوشگوار وادی مینا کار زمردنگار تھا عجب استجاب
تھا میوہ دلبر تھا - سامنے باغبان قدرت کے نگون ساز تھا - دست گلشن لیتی اور بلندی سے ہموار تھا
کوسون تک سبزہ نیلگون لالہ زار تھا - شعر گل جو تھا اُس دشت مین بیخار تھا + سبزہ رشک سبزہ

رخسار تھا + غرضکہ یہ دیکھکر اس پہلوان زمان نے حکم دیا کہ خیمہ ہمارا اسی مقام پر برپا ہو جب
خیمہ برپا ہو چکا اور سب ملازم آکر پہونچے وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا نسیم بہار کے جھونکے دل ناتوان کو
توانا کرنے لگے اور کوئی جوان یہ شعر پڑھتا تھا عالم بے اختیاری مین۔ شعر۔ سونا کسی جہرہ
کا لپیٹ کر وہ گلے سے + ٹھنڈی وہ ہوا صبح کی اور لو رکا تڑکا + غرضکہ اُس صحرا کے خوش کا
حال کیا بیان ہو سکتا ہی پس اسمار قوی بازو اپنے خیمہ مین مع اپنے رفقا کے آیا اور اسنے عبادت
خداوند عالم سے فراغ حاصل کیا اور قرول وغیرہ لیکر تلاش شکار مین مصروف ہو کر چلا
آکر ان لوگون نے تلاش کیا تو ایکجگہ پر چند آہو اس سبزہ مین انھین نظر آئے۔ آکر اسمار قوی بازو
سے عرض کیا کہ آپ سوار ہون کہ اب شکار قریب ہی۔ اُسی وقت یہ مرکب پر سوار ہوا اپنے ملازمون کو
اپنے ساتھ لیکر جل کھڑا ہوا اور دیکھا سامنے کہ چند آہو نظر آئے ویسے اسنے حلقہ کر کے گھیر لیا اور
رکھ لیا اُنکو تیرون کی بارش پر وہ آہو صید ہوے تو انھین ذبح کیا۔ نہایت اسمار قوی بازو خوش
ہوا۔ اور اسنے دیکھا کہ ایک آہو سامنے سے اور بھاگا ہوا جاتا ہی پس جلدی سے یہ گھوڑے پر سوار
ہو کر اُسکے پیچھے ہوا اور چاہا کہ اُسے گھیرا ہرچند کہ رفقا نے عرض کیا کہ حضور اتنے شکار تو بہت اگر ایک
شکار بچگیا تو بچگیا لیکن اسنے اس کلام پر توجہ نہ کی اور ایک تیر مارا کہ وہ تیر اسکی پیشانی پر پڑا وہ
گرا اور گر کر پھڑکنے لگا اب جو یہ گھوڑا اُڑا کر قریب اُس آہو کے پہونچا تو دیکھا کہ پایا اور تیر آگے
پیچھے پر معلوم ہوتا ہی۔ انھون نے اُسکو اُٹھایا اور ذبح کیا اور اسکو لیکر اُسی مقام پر جہان اور آہو
صید کیے ہوے پڑے تھے لاکر ڈال دیا مگر انکو اندیشہ ہوا کہ دیکھیے اسکا کیا انجام ہوتا ہی کیونکہ شکار
یہ صید ہی وہ بھی کہین نہ آتا ہو۔ یہ اپنے ملازمون سے کہہ ہی رہا تھا کہ دیکھا کہ سم مرکب کی آواز اس
صحرا سے پیدا ہوئی سب اُس طرف کو دیکھنے لگے کہ دیکھا ایک جوان زبردست سامنے سے نمایان
ہوا اور قریب ان لوگون کے پہونچا اور اس مجمع کو دیکھا پکارا کہ میرے صید کو کسنے صید کیا ہے۔
اسمار قوی بازو نے بڑھ کر کہا کہ اے برادر مجھے اسکی اپنیت کا حال معلوم نہ تھا مین نے اُسے
صید کیا۔ ایک یہ شکار ایک اسکے علاوہ اور لیجیے اور مجھے معاف فرمایئے۔ یہ سنکر اسنے کہا کہ یہ کام
لاچارون کا ہی کہ جو پایچ ہون اور اسکی سزا تکا سے تم واقف نہ تھے۔ اسمار قوی بازو نے کہا
کہ جو آپ سمجھے وہ بہت بجا ہی لیکن اب اسے قبول فرمایئے۔ اسنے کہا کہ اب ایک شرط ہی کہ اس
آہو کو اپنے کاندھے پر رکھ کر میرے مقام تک پہونچا دو۔ اسمار قوی بازو یہ کلام اس
بدانجام سے سنکر ہنسا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ تجھے اپنی جرأت اور شجاعت پر دعوی ہی اگر دعوی ہی
تو آہو بیچ مین رکھا ہوا ہی جو زبردست ہوگا یہ اُسی کا شکار ہی اور یہ کہکر گھوڑے کو اسنے
بڑھایا اور برسر مقابلہ آیا۔ اُسوقت اسنے کہا کہ یہ بات تجھے بھی پسند آئی۔ ملازمون نے پس
آہو کو بیچ مین رکھ دیا۔ اب اس شخص نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ تمھارا نام دریافت کرون کہ
تمھارا کیا نام ہی۔ مین نے اس قسم کے آدمیون کو نہ دیکھا تھا۔ انھون نے کہا کہ میرا نام
اسمار قوی بازو ہی اور مین ملازم شاہزادہ بدیع الملک ہون کہ جنھون نے بیابان گرد آباد
کو فتح کیا ہی اسے عزیز تو بھی اپنے نام و نشان سے اب واقف کر اسنے کہا کہ اے شخص مین سپہ سالار
ہون پہلوان شیر شکار کا کہ جو مالک قلعہ سکندریہ کا ہی اور دو لاکھ فوج میرے پاس کا نام ہی یہ نہ کہ
تھا کہ چند سوار اسکے بھی ملازم آ پہونچے اب اسنے کہا کہ ہان بیکار خود مشغول باش تلوار نکالون

کھینچیں اور ننگی تلوار چلنے ایک ایک کی ضرب کو خالی دیتا تھا اور دو بجلیاں سی کوندری تھیں
دونوں فن جنگ میں کامل تھے ایک ایک کی چوٹ نہ کھاتا تھا۔ اسوقت دیکھا تو دروازہ باغ
فیروزہ نگار کا کھلا اور ایک نقابدار گلگون پوشش اُس دروازہ سے نمایاں ہوا۔ مرکب پر سوار
ہاتھ میں تلوار ننگی ہوئی اور پشت پر سپر پڑی ہوئی چلا آتا ہے جب قریب ان دونوں کے پہونچا
آواز دی کہ باش ادبے ادبوں اس مقام پر خون ہونے کا حکم نہیں ہے تمنے اس سبزہ روئیدہ کو
خون آہو سے رنگا ہے اور خراب کیا ہے کہ یہ سبزہ روتا ہے اور تمہیں بد دعا دیتا ہے اور اسپر یہ تکلف ہے
کہ تم اپنا بھی خون بہانا چاہتے ہو۔ یہ کہکر اور جھپٹ کر ان دونوں کے بیچ میں آگیا۔ ان دونوں
نے للکارا پاکر اس نقابدار گلگون پوش پر تلواریں ماریں اس نقابدار نے دہنا ہاتھ ایک کے بند دست
پر ڈالا اور بایاں ہاتھ دوسرے کے بند دست پر ڈال کے دونوں کی تلواریں چھین لیں اور کمر بند پر
ہاتھ ڈال کر دونوں کو قاش زین سے اُٹھا لیا یہ سب ملازم انکے دیکھا کیے اور وہ نقابدار گرفتار
دونوں کو لیکر طرف باغ فیروزہ نگار کے چلا اور اندرون باغ داخل ہوا اور دروازہ بند ہو گیا
یہ سب ملازمین اُس زور کو دیکھکر حیرت میں آئے اور اپنے اپنے مالک کو خبر دینے کیواسطے
روانہ ہوئے۔ اول شاہزادہ بدیع الملک کو معلوم ہوا کہ اسمار قوی بازو کا خنجر لوگ
لیے ہوئے آتے ہیں اور خود وہ نہیں معلوم ہوتا۔ آپنے بہت بڑا اندیشہ کیا اور کہا کہ خدا خیر
کرے میں اسی واسطے منع کرتا تھا نہ معلوم کیا افتاد پڑی۔ بلاؤ انکے ملازموں کو اور حال دریافت
کرو۔ یہ سنکر حضار ان کے ہمراہی ان لوگوں کو پاس آئے اور ساری حقیقت اُنسے دریافت کرکے شاہزادہ سے
باغ فیروزہ نگار کا حال بیان کیا اور کہا کہ وہاں ایک نقابدار گلگون پوش پیدا ہوا اور دوسرا
کہ جسکے آہو کو انھوں نے صید کیا تھا اُس سے تلوار چلی کہ نام اُسکا معلوم ہوا عازم صف شکن
ہے اور سپہ سالار بہلول شیر شکار مالک قلعہ سکندریہ کا ہے۔ شاہزادہ نے یہ کلام سنکر فرمایا کہ اب
میں انہیں کیا کام کروں خود جاؤں یا کسی کو اس باغ پر بھیجوں۔ ملازموں نے عرض کیا کہ جسکو ارشاد ہو
وہ جاوے یا ایک جام رکھیے کہ وہ اسکو پیے کہ جو جانے کیونکہ طرز قدیم ہے شاہزادہ عالیمرتبت نے ایک
جام بھرا ہی باغ فیروزہ نگار رکھا اور یہ فرمایا کہ چاہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی بہادر جاوے کہ
بہ اُس نقابدار کو دے اور اسمار قوی بازو کو اُسکے پنجہ سے رہا کرے بس یہ سنکر ایک پہلوان اٹھا
وہ کل پرسے کود پڑا کہ نام اُسکا طلحہ بن لندھور ہے شاہزادہ عالی مرتبت نے فرمایا کہ اے طلحہ
تمہارا جانا تو مثل میرے جانے کے ہے بس طلحہ نے سلام کرکے اُس جام کو پیا اور کہا کہ اللہ
باقی ومن کل فانی + لگا منہ سے پیالہ تو یہ بات کہا تی + کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس جناب کو میں
سرکرکے بہت جلد حاضر حضور ہوتا ہوں اور یہ کہکر اپنی فوج کو حکم دیا۔ اُسی وقت چالیس ہزار
جوانان صف شکن دشمن مسلح و مکمل ہو گئے اور اپنے ہمراہ ان سب کو لیکر اور ساکنان بارگاہ
سے رخصت ہو کر طلحہ بن لندھور طرف اُس مقام کے روانہ ہوئے اب انکو تو پہونچنے دیجیے کہ
انکا حال بیان ہو گا۔ اب حال قلعہ سکندریہ کا بیان ہوتا ہے کہ ملازم عازم صف شکن بادشاہ کے
پاس پہونچے اور ساری روداد شکار کی اور باغ فیروزہ نگار سے نقابدار گلگون پوش کا آنا اور
دونوں کو اٹھا لیجانا ان لوگوں نے بیان کیا بہلول شیر شکار نے یہ خبر وحشت اثر سنکر اپنے وزیر حقیقاں
سے کہا کہ تمکو معلوم ہے کہ کوئی قریب باغ فیروزہ نگار کے ٹھہر نہیں سکتا اسنے جا کر کیوں وہاں قیام

شکار کھیلا اور کیون جاکر جنگ آغاز کی میری تو یہ مجال نہین ہو کہ مین جاکر اُس باغ فیروزہ نگار کو تاراج کرون دوسری خبر یہ معلوم ہوئی کہ بیابان گرد آباد خاک مین ملگیا اور سوزن جادو بھی قتل ہوئی اور کوئی شخص بدیع الملک ہو کہ وہ اپنی فوج لیکر یہان پڑا ہوا ہو کیا عجب ہو کہ وہ اسطرف کو بھی قصد کرے اور اُسکے ہمارے مقابلہ ہووے اے وزیر تمھاری آب اسمین کیا راے ہے وزیر نے کہا کہ حضور میری راے تو یہ ہو کہ وہ خدا پرست نہایت زبردست ہو اپنے سردار کی رہائی کی کوشش کریگا اگر وہ رہا ہو گیا تو عادم صف شکن بھی رہا ہوگا۔ اُسکے بعد آپ کے اور اُنکے مقابلہ رہ گیا اور بعد فتح باغ فیروزہ نگار آپکو اختیار ہو۔ بہلول شیر شکار نے اس تقریر کو اپنے وزیر کی نہایت پسند کیا اور کہا کہ بہتر ہو اب طلحہ بن لندھور کا حال گذارش کیا جاتا ہو کہ طلحہ قریب صحراے باغ فیروزہ نگار کے پہونچا اور کیفیت اُس صحراے پر فضا کی دیکھکر اسکا دل نہایت باغ باغ ہوا اور خیمہ کو اپنے سامنے اس باغ فیروزہ نگار کے برپا کیا اور لشکر کو اپنے اتارا۔ اور آپ اسکی جستجو مین تھا کہ کیونکر اطلاع ساکنان باغ کو دیجاوے۔ یہ تصور کر رہا تھا کہ دروازہ خود بخود باغ کا کھلا اور ایک حبشی اُس دروازہ سے پیدا ہوا اور قریب لشکر کے آیا۔ پوچھا اسنے کہ یہ لشکر کسکا ہو اور کیا ارادہ یہ شخص رکھتا ہو وہ لوگ اس حبشی کو لیکر پاس طلحہ بن لندھور کے آئے طلحہ نے بعد صاحب سلامت کے اس سے پوچھا کہ تمھارے آنے کا کیا باعث ہوا۔ حبشی نے کہا کہ مین خود ہی تم سے پوچھتا ہون کہ تمھارا آنا مع فوج کے اسکا کیا سبب ہو۔ انھون نے ساری روداد اسمار قوی بازو کی اور مقابلہ عادم صف شکن کا بیان کیا اسنے کہا کہ اس جگہ پر کوئی خون ناحق یا فساد نہین کر سکتا۔ ان لوگون نے آکر یہان سرکشی کا ارادہ کیا پس نقابدار گلگون پوش نے ان دونون کو پکڑ لیا۔ اُنکی رہائی اب دشوار ہو۔ میری دانست مین آپ اپنی فوج کو لیکر چلے جایئے اگر نہ جایئے گا تو صدمہ آپ کو بھی پہونچیگا مین اسواسطے آپ کو سمجھاتا ہون کہ آپ خدا پرست ہین اور مین بھی خدا پرست ہون۔ طلحہ بن لندھور نے کہا کہ بغیر اُسکے رہا کیے اگر چاہون کہ مین یہان سے بالشت بھر بھی ہٹ جاؤن تو یہ ممکن نہین۔ حبشی نے مجبور ہوکر کہا کہ اگر آپ کو مقابلہ ہی منظور ہو تو اپنے یہان طبل جنگ بجواؤ تاکہ معلوم ہو کہ تم مقابلہ کروگے اور جو کچھ حال ہو اُسکو بھی جاکر اپنے مالک سے عرض کر دونگا۔ یہ کہکر حبشی اُٹھ کھڑا ہوا اور طلحہ بن لندھور نے حکم دیا کہ نقارہ رزمی پر چوب پڑے۔ یہان تو نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور صبح کا انتظار کرتے ہین اُدھر اُس حبشی نے جاکر ساری روداد نقابدار سے عرض کی۔ نقابدار نے کہا کہ بہتر ہو۔ غرضکہ وہ بھی انتظار صبح کرنے لگا اور وہ زمانہ شب کا برطرف ہوا اور صبح نمودار ہوئی۔ نماز صبح سے ان لوگون نے فراغت کی تمام لشکر مکمل و مسلح سامنے اُس صحراے سبزہ زار کے ہوا طلحہ انتظار کر رہا تھا کہ دیکھا دروازہ باغ فیروزہ نگار کا کھلا اور نقابدار گلگون پوش کوئی سات آٹھ آدمیون کو اپنے ہمراہ لیے ہوے اور ایک ارابہ پر گرز رکھے ہوے اور تمام اسلحہ سے اپنے کو آراستہ پیراستہ کیے ہوے باہر باغ کے آیا اور ایک طرف کو نہایت رعب و دبدبہ سے کھڑا ہوا۔ موافق دستور کے جب نقیبون نے نقابت کرکے فراغ حاصل کیا۔ نقابدار نے اپنے مرکب کو میدان مین کودا کر مبارزطلبی کی اور یہ کہا کہ اے شخص تو اپنے تئین آپ عذاب مین ڈالتا ہو اچھا نہین کرتا یہ سنکر طلحہ نے اپنے مرکب کو جولان کیا اور مقابلہ نقابدار گلگون پوش

پہونچکر نیزہ پر ہاتھ ڈالا - اُس نقابدار نے بھی بارادہ سمجھکر نیزہ لیا - ان دونون مین رد و بدل ہونے
لگی - نوبت سو سوا سو طعن کے بعد نیزہ طلحہ بن لندھور کے ہاتھ سے نکلگیا طلحہ نیزہ پھینک بخجالت
مین گرگیا - اور آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حال بازی تیغبازی راست بازی بس یہ کہکر
اُسنے گرز کی طرف اشارہ کیا اسکے ملازم نے جھپٹ کر گرز طلحہ کو دیدیا - اُدھر اُسنے بھی گرز کمر
پر سے لیا اور آکر مقابل ہوا کہ طلحہ نے گرز کو سیدھا کیا اور کہا کہ لگا ضرب مین مشتاق تیری ضرب
کا ہون - بعد گفتگو کے بسیار کے نقابدار نے گرز مارا - طلحہ نے گرز کو روکا گرز پڑا اور سمہاے
مرکب سے جو گرد اڑی تھی اسمین یہ چھپ گیا - غبار اسکا آیا تو دیکھا کہ طلحہ پر ایک عالم بیہوشی
کا طاری آتا ہے - غرض اُسنے آواز دی کہ حریف نعرہ زن ہے طلحہ نے آنکھین کھول دین اور سم
مرکب اُس گرد سے باہر آیا اور آواز دی - تُو ضرب بزدی ضرب من نحس کن + ہمہ شادی
از دل فراموش کن + یہ کہکر آپ بھی اسنے ضرب کی - نقابدار کا بھی مرکب تہ گرد مین
غرق ہوا - بعد تھوڑے عرصہ کے دیکھا تو نقابدار گرد کے باہر آیا اور آکر ضرب نقابدار سے
جو کی تو پھر طلحہ کا وہی حال ہوگیا - ایکی ضرب مین مرکب طلحہ کا مرگیا پیادہ اُسکو گرد سے نکالا
اور نقابدار کی جانب کو چلا - جھٹکے نقابدار بھی گھوڑے پر سے کود پڑا - آپسمین کشتی لگی ہونے
جو پیچ وہ باندھتا تھا یہ کھول دیتا تھا اور جب یہ باندھتا تھا تو وہ کھول لیتا تھا - اسی اثنا
مین زمانہ دوپہر کا گذر گیا - آخر مین زور پڑے کشمکش کے لگے ہونے - ایکی زور مین نقابدار
نے دونون شانے طلحہ کے پکڑکر اور سینہ مین دیکر دو تین قدم پیچھے ہٹایا اور جھکا مارا کہ دونون
گھٹنے طلحہ کے زمین سے لگ گئے کمر زنجیر اسکی پکڑکر اب جو طلحہ نے ہلکا مارا پہلے ہی زور مین تا بہ
گھٹنون کے لے آیا اور دوسرے زور مین تا بہ سینہ اور تیسرے زور مین بالاے سر لایا اور کہا
کہ واقعی ہے کہ تو نہایت ہی زبردست ہے - یہ کہکر باغ کی جانب کو مع طلحہ کے روانہ ہوا ہمراہی
طلحہ بن لندھور جو فوج تھی اُسے بڑا تعجب ہوا اور سب کے سب حیران اور پریشان ہو کر
خدمت مین شاہزادہ بدیع الملک کے روانہ ہوے - اُدھر دروازہ باغ کا بند ہوگیا ادھر تو
سب کے سب شاہزادہ عالی مرتبت کی خدمت مین پہونچے اور ساری روداد عرض کی شاہزادہ
بدیع الملک نے سنکر نہایت تعجب کیا اور حکم دیا کہ ہمارا لشکر تیار ہو - طلحہ کا زیر ہونا مجھے نہایت
تعجب ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی اسرار ہے - اور یہ کہکر آپ نے تیاری کی اور فرمایا کہ ہمنے اسی واسطے
شکار کی ممانعت کی تھی لیکن اسکا مہ قوی بازو نے ضد کرکے اجازت لی اور ہمین بلا مین ڈالا -
غرضکہ خضران نے عرض کیا کہ لشکر تیار ہے - اُسی وقت فوج فراوان کو اپنے ساتھ لیکر شاہزادہ
روانہ ہوا اور راہ کو طے کرکے شاہزادہ مع فوج قریب باغ فیروزہ نگار کے پہونچا - لشکر کو اُتار
اُتارا اور آپ اپنے خیمہ مین فروکش ہوے اور خضران کو بلایا اور کہا کہ اے برادر کیا صورت
کیجاوے - خضران نے عرض کیا کہ لشکر کے آمد کی خبر ضرور ساکنان باغ کو ہوئی ہوگی کوئی نہ کوئی
شخص جسطرح سے طلحہ کے پاس آیا تھا آپکے پاس بھی آئیگا آپ خاطر جمع رکھیے - شاہزادہ
نے اسکے کلام کو پسند کیا اور وہ شب وہان بسر کی جب زمانہ صبح کا ہوا اور نماز سے انہون نے
فراغت کی دیکھا کہ سامنے سے دروازہ باغ کا کھلا اور وہی حبشی سامنے سے پیدا ہوا اور لشکر مین
آیا خضران نے اسکا استقبال کیا اور پاس شاہزادہ بدیع الملک کے اُس حبشی کو لا کے

شاہزادہ نے نہایت تواضع و تعظیم کی اور اس حبشی کو بٹھایا اور فرمایا کہ اے برادر یہ کیا اسرار ہے کہ طلسم
لشکر منصور سے پہلوانوں کو نقابدار گلگون پوش پکڑ کے لیگیا اور اس باغ کا اسرار ہمیں ثابت نہ ہوا
لہذا تم بیان کرو کہ یہ جا کونسی ہے اور کون یہانکا مالک ہے کہ جو اس صحرا سے پر فضا میں اپنا مسکن
قرار دیکر رہا ہے اور جو کوئی شخص یہاں آتا ہے اور برسر مقابلہ ہوتا ہے اسیر کر لیا جاتا ہے اسکی کیا وجہ ہے
حبشی نے عرض کیا کہ ہمیں کسی امر کے بیان کرنے کی اجازت نہیں اور نہ ہم سمجھ سکتے ہیں سوا اسکے
کہ اس راز کو خدا ہی جانے یا نقابدار گلگون پوش کچھ جانتے ہونگے لیکن اتنا آپ سے بھی
عرض کرتا ہوں کہ نقابدار سے مقابلہ میں آپ بھی عہدہ برا نہ ہونگے گو آپ سب صاحب دلیر جنگ
اور شمشیر زنی کار دنیا سے تا قاف مشہور ہیں اور بڑے بڑے کارنمایان آپ نے کیے ہیں لیکن
یہاں عہدہ برائی مشکل ہے۔ شاہزادہ نے یہ کلام سنکر اپنے سر کو جھکا لیا اور فرمایا کہ یہ کوئی
سبب ہے اور معلوم ہوتا ہے اسے خضران خلعت حبشی کے واسطے لاؤ۔ خضران نے خلعت
لاکر حاضر کیا۔ شاہزادہ نے خلعت حبشی کو عنایت کیا اور کہا کہ میں نقابدار سے ملاقات کرنا
چاہتا ہوں حبشی نے کہا کہ اول تو نا ممکن ہے لیکن میں جاکر عرض کرتا ہوں کہ آپ کے اخلاق اور
مروت نے مجھکو اسیر کیا ہے ضرور میں آپکا پیام گلگون نقابدار کو دونگا اور جب تک آپ طبل
نہ بجوائینگے اسوقت تک کوئی برسر مقابلہ آپ سے نہ آئیگا۔ یہ کہکر حبشی شاہزادہ سے رخصت
ہوا۔ خضران تھوڑی دور تک ساتھ پہونچانے کو آیا۔ حبشی نے رخصت کیا اور یہ اندر باغ
کے گیا اور دروازہ باغ کا بند ہوگیا۔ خضران نے حال بند ہونے دروازہ اور حبشی کے داخل
ہونے کا بیان کیا اور ادھر حبشی نے نقابدار سے جاکر پوش کی صحبت میں پہونچکر حال شاہزادہ
بدیع الملک کا بیان کیا اور کہا کہ آپ کی ملاقات چاہتے ہیں اور مجھ سے حال پوچھا مگر میں
کیا بیان کرسکتا تھا کیونکہ اس راز سے میں خود نہیں واقف ہوں۔ نقابدار نے یہ تقریر حبشی کی
سنکر کہا کہ اے حبشی مجھے اجازت کسی کے ملاقات کی نہیں ہے اگر بدیع الملک وہیں روز
رہکر چلے جائینگے تو اچھے رہینگے نہیں بعد میں چار روز کے جیسا کچھ مجھے حکم ہوگا ویسا کرونگا۔
حبشی نے یہ تقریر سنکر کہا کہ آپ کی اجازت ہے کہ میں جاکر انکو آگاہ کردوں۔ نقابدار نے کہا کہ
مناسب ہے۔ حبشی خدمت میں شاہزادہ بدیع الملک کے آیا اور اسنے عرض کیا کہ چار روز کے
بعد آپ اس لشکر کو اپنے لیکر اگر چلے جائینگے تو آپ محفوظ بلا رہینگے ورنہ نہ معلوم کیسی آفت لشکر
اسلام پر آئے کہ اجازت یہاں چار روز رہنے کی ہے۔ شاہزادہ کو یہ تقریر سنکر نہایت تعجب
ہوا اور فرمایا کہ دیکھا جاویگا اور حبشی نے پھر دوبارہ کہا کہ اگر آپ طبل جنگ نہ بجوائینگے تو کوئی
مقابلہ کو آپ کے نہ آئیگا۔ اور یہ کہکر حبشی رخصت ہوا اور داخل باغ ہوا۔ اب شاہزادہ
بدیع الملک نے خضران بن عمرو سے کہا تمہاری کیا رائے ہے۔ میں طبل جنگ بجوا کر
اس نقابدار سے مقابلہ کروں یا نہ کروں۔ خضران نے دست بستہ عرض کیا کہ میری رائے اگر حضور
سنتے ہیں تو بعد نماز مغرب میں کے آپ حق تعالی سے دعا کیجیے کہ یہ اسرار ہے اور یہ مشکل ہے
کیا عجب ہے کہ امداد غیبی ہو اور یہ حال آپ پر نمایاں ہو۔ شاہزادہ نے تقریر خضران کی سنکر
فرمایا کہ بات صلاح کی ہے۔ خیر انشاء اللہ تعالی آج ایسا ہی کیا جائیگا۔ غرضکہ وہ دن تمام کرکے
ایک چھوٹی سی بارگی برپا کرا کے قریب نماز مغرب شاہزادہ مع خضران کے اس میں

تشریف لیگئے اور نماز مغرب مین ساتھ حضران کے ادا کی اور بندوبست گردبار کی کے کرکے حضران رخصت ہوئے
اور شاہزادہ نے سجادۂ اطاعت پر بیٹھکر گریہ وزاری شروع کی اور عرض کرتا تھا درگاہ خالق عزوجل
مین کہ ای پروردگار عالم اے جامع المتفرقین اے رب العالمین اے خالق کل وجز ای کریم رحیم
واسطہ تجھکو اپنے حبیب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُنکے وصی برحق جناب علی مرتضے کا
یہ راز سربستہ میرے اوپر آشکار فرما۔ یہ کہتے تھے اور عرض کرتے کرتے کوئی چار گھڑی رات باقی ہوگی
اُسوقت آنکھ اُنکی خود بخود بند ہوگئی دیکھا اُنھون نے عالم رویا مین ایک بزرگوار لباس نفیس اور
خوشبودار پہنے ہوے کہ جسمین سے عجب طرح کی خوشبو پیدا تھی سرھانے بیٹھے تشریف لائے
اُنھون نے جھکا کر مجرا کیا اور عرض کیا کہ آپنے مجھے سرفراز فرمایا۔ اُس بزرگ نے ارشاد
کیا کہ تمھاری آہ وزاری اور بیقراری اور تمھارے استغاثہ نے میرے بھی قلب کو بیچین کیا اور
پروردگار عالم نے تمھاری اس فریاد کو سنا اور تیر دعا تمھارا ہدف مراد پر بیٹھا بس مجھے حکم ہوا کہ
جاؤ اُس راز پوشیدہ سے آگاہ کرو اس سبب سے مین تمھارے پاس آیا یہ رقعہ مین تمھارے
سجادہ کے نیچے رکھے دیتا ہون اسمین جو لکھا ہوا اُسکے اوپر تم عمل کرنا اور اسی رقعہ سے کام
کرنا۔ شاہزادہ کو یہ سنکر نہایت سرور ہوا اور عرض کیا کہ حضور کا اسم مبارک کیا ہو اگر کوئی پوچھے
تو اُس سے کیا کہون کہ حضور نے مجھے ایسے سخت وقت مین یون سرفراز کیا ہی۔ فرمایا کہ تمھین میرے
نام سے کیا کام اور اس رقعہ کے ذریعہ سے تم آپ سمجھ جاؤگے اور یہ رقعہ کہ اسمین بعینہ تمھارے
مطلب کی خود بخود پیدا ہونگی۔ گو رقعہ چھوٹا ہی لیکن جب اللھم صل علے محمد کہکر پڑھوگے تمھارا
مطلب نکل آئیگا۔ یہ فرما کر ایسے ہی بارگاہ سے غائب ہوگئے اور بدیع الملک کی آنکھ کھل گئی
دیکھا تو حضران قریب بارگی کے کھڑا ہوا ہی آپنے بلایا اور فرمایا کہ مجھے بشارت ہوئی لاؤ وضو
کو جب پانی حاضر ہوا آپنے وضو فرماکر نماز صبح ادا کی مع حضران کے اور رقعہ کو آپنے ملاحظہ
کیا۔ اول اُس رقعہ مین لکھا تھا کہ یہ اسم اعظم ہی اسکو پڑھنا جو سامنے بیابان فیروزہ نگار کے
معلوم ہوتا ہی اُسکے بعد یعنی پڑھنے کے ایک مرغ آئیگا وہ تمھین اپنی پشت پر بٹھا کر جہان لیجاوے
وہان چلے جانا جہان وہ اُتار دے پھر رقعہ کو پڑھنا اور جیسا کہ حکم ہو ویسا عمل کرنا۔ شاہزادہ بدیع الملک
اُس رقعہ کو لیکر اور حضران کو سنا کر لشکر مین آئے اور آپنے اہل لشکر اور حضران سے یہ فرمایا کہ اگر
مجھے چار روز سے زیادہ دن گزر جاوین تو مین تمھین اجازت دیتا ہون کہ لشکر کو لیکر اس صحراے
فیروزہ نگار سے چلے جانا اُس مقام کو کہ جہان لشکر آیا تھا۔ یہ تمھین اجازت دیے چلا ہون خبردار
بعد میرے کوئی مقابلہ کرنے کا قصد نہ کرے۔ سب نے عرض کیا کہ کیا مجال ہی۔ غرضکہ شاہزادہ سبکو
سمجھا کر رخصت ہوا اور حضران سے کہا کہ بھائی تم لشکر کی نگہبانی کرنا اور بہت ہوشیاری سے رہنا۔ یہ سنکر
حضران آنکھون مین آنسو بھر لایا اور عرض کیا کہ کیا کہون کہ اگر میرا بھی کام ہوتا تو مین بھی آپکے
ہمراہ چلتا۔ لیکن میرا ذکر کہین اُس رقعہ مین نہین ہی۔ شاہزادہ نے کہا کہ تمھارا رہنا یہان بہت مناسب
ہی۔ یہ کہکر شاہزادہ ان سب سے رخصت ہوکر کوہ فیروزہ کی جانب روانہ ہوا جب قریب کوہ فیروزہ
پہونچے تو دیکھا کہ عجب کوہ پُرتکلف معلوم ہوتا ہی یعنی جو درخت کہ اسپر خورد قسم قسم کے نظر آتے
ہین وہ عجب بہار دیتے ہین اور نسیم بہار اُن درختون سے ملکر چلی جاتی ہی۔ اُن درختون کے پتون کا
کھڑکنا اور عندلیبان چمن کا زمزمہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ شاہ وشہریار کی صحبت ہی اور گانے بجانے کا

مشغول ہو رہا ہے۔ شاہزادہ کو ایک محویت حاصل ہوئی اور اس کوہ کے اوپر یہ چڑھ گئے اور سامان کوہ دیکھکر ایک مقام پر بیٹھ گئے اور معلوم ہوا کہ یہ چہچہہ طائران خوش آواز کے ہیں اور ہوا سے جو ہی ہلتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ دف و دائرے بجتے ہیں۔ **اب یہاں سے حال ملاقات ہونا درویش سے اور آنا مرغ زرین نگار کا اور باغ عجائب کی سیر کرنا بیان کیا جاتا ہے** شاہزادہ نے اُس مقام پر بیٹھکر اُس رقعہ کو نکالا اور جو اسماء الٰہی کہ اُسپر کندہ تھے اُسے پڑھا بعد اُسکے تمام ہونے کے دیکھا کہ ایک مرغ سامنے سے زرین بال پیدا ہوا اور بجانب شاہزادہ بدیع الملک حاضر ہوا اور گویا ہوا کہ آپ درویش صدر نشین کی ملاقات کے لیے جو میرے پاس آئے ہیں آپ کو لے جاؤں۔ شاہزادہ کو اسکی گویائی سے نہایت تعجب ہوا اور دل میں کہا کہ پروردگار عالم نے اسے گویا کیا ہے۔ اسکا حال جسنے پیدا کیا ہے وہی خوب جانتا ہے اور یہ کہکر اُسکی پشت پر سوار ہوے۔ مرغ لیکر انکو اُڑا۔ راہ کو طے کر کے یہ قریب ایک باغ کے کہ دیواریں اُسکی نہایت پر تکلف اور اونچی تھیں پہونچا اور پھر اُڑکر اس پار آیا اور شاہزادہ کو اُتار دیا اب جو انھوں نے دیکھا کہ تمام باغ جواہر نگار نظر آتا ہے ہر قسم کے نخل طلائی و نقرئی اور تنہ انکے الماس نگار ہیں اور پھل بھی اُسمیں جواہرات کے لگے ہوے ہیں تاک انگور جو پھیلی ہوئی تھی وہ بھی جواہر نگار تھی خوشہ انگور کے زمین کے بوسے لیتے تھے اور تمام زمین سونے کی تھی اُسپر یہ چمن خدا کی قدرت سے نمایاں تھا اور جسقدر طائر تھے وہ بھی سب جواہر نگار تھے۔ اور تعریف پروردگار عالم کی ہر وقت بزبان فصیح کر لیتے تھے اور باغ ایسا جگمگ جگمگ کرتا تھا کہ نگاہ نہ ٹھہرتی تھی۔ غرضکہ شاہزادہ نے ایسا باغ دیکھکر صفت پروردگار عالم کی اور کہا کہ خالق نے ایسے بندے پیدا کیے کہ جو ایسے باغ کی سیر میں مصروف رہتے ہیں۔ یہ فرما رہے تھے کہ سامنے سے ایک شخص کہ نام اسکا جواہر جنی ہے اور منتظم باغ بھی ہے یہ آیا اور شاہزادہ کو جھکا کر اسنے سلام کیا۔ شاہزادہ نے جواب سلام دیا پھر اسنے عرض کیا کہ آپ نے اس باغ کی سیر کی۔ فرمایا کہ ہاں میں نے دنیا پر کوئی باغ ایسا نہیں دیکھا سوائے آج کے اور پوچھا شاہزادہ نے کہ آپ کا کیا اسم مبارک ہے۔ اسنے کہا کہ میرا نام جواہر جنی ہے اور ملازم ہوں قطب صدر نشین کا کہ جو مالک اس باغ کے اور میرے ہیں۔ شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ عظمت کسطرح سے پروردگار عالم نے عطا فرمائی۔ جواہر جنی نے عرض کیا کہ یہ رفیق خاص حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السلام کے ہیں۔ بعد وفات جناب سلیمان علیہ السلام انکو دنیا سے نہایت ہی نفرت ہوئی اور بلکہ اہل دنیا سے بھی چندے انھوں نے عبادت پروردگار عالم میں بسر کی اور ریاضت کیا اُسکا یہ پھل پایا کہ پروردگار نے ایسا باغ انھیں اپنی قدرت کاملہ سے عنایت فرمایا اور اب بھی انکو عبادت خدا سے فرصت نہیں ہے۔ ہر طرح کے کمالات جناب احدیت نے انکو عطا فرمائے ہیں اور کیا مجال ہے کہ کوئی طائر بھی اس قصر کو طے کر کے نکل جائے اگر کوئی طائر اُڑکر آ بھی جاتا ہے تو وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑتا ہے یہ آپ ہی کے واسطے تھا کہ الماس جنی اس باغ میں آپ کو اُتار گیا لہذا یہ بھی ملازم قطب صدر نشین کا تھا اسکو یہاں سے نکال دیا اور یہ بصورت مرغ ہو کر آپ کے پاس آیا اور اگر آپ اُسکی بھی سعی فرماینگے تو کیا عجب ہے کہ آپکے فرمانے سے اسکی بھی خطا معاف ہو جاوے۔ شاہزادہ نے کہا کہ انشاء اللہ تعالے ایسا ہی ہوگا یہ کہکر جواہر جنی رخصت ہو کر خدمت میں قطب صدر نشین کے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ صاحبقران

ثالث تشریف لائے ہین - یہ رقعہ جناب حضرت سلیمان علیہ السلام کا انکو بشارت ہوئی ہی اور رقعہ انکو
دیا اور بذریعہ اُس رقعہ کے مرغ زرین پر سوار ہوکر تشریف لائے ہین - قطب صدر نشین نے کہا
کہ جاؤ اور لے آؤ - پس جواہر جنی خدمت مین شاہزادہ کے آیا اور کہا کہ بسم اللہ تشریف لے چلیے
آپکو قطب صدر نشین صاحب نے یاد کیا ہی - یہ مع جواہر جنی برابر اُس گنبد کے جو پہونچے تو
انھون نے دیکھا کہ وہ گنبد نہایت پر تکلف بنا ہوا ہی اور تمام جواہرات بیش بہا اسمین جڑے ہوے
ہین - جیسے باغ کی تعریف نا ممکن تھی اُسکے گنبد کی کیا تعریف ہوسکتی ہی اور انھون نے تمامی عمر
ایسا باغ نہین دیکھا تھا - اور دو ملازم در گنبد پر استادہ ہین - جواہر جنی جو انکے ہمراہ تھا وہ
انکو بخدمت قطب صدر نشین پہونچا - قطب سروقد اٹھ کھڑا ہوا اور انکی بہت تعظیم و تکریم کی
اور جا سے عمدہ پر انکو بٹھایا - بعد مزاج پرسی کے شاہزادہ نے کہا کہ آپ اہل دنیا سے نہین
ملتے اور تنہائی آپ نے پسند کی - قطب صدر نشین نے کہا مصرع - ہیچ آفت نہ رسد گوشۂ
تنہائی را - اے صاحبقران اہل دنیا کے فریب اور مکر مین نے جو دیکھے تو نہایت ہی مجھے
قبیح معلوم ہوے اور یہ قصد کیا کہ یہ تھوڑی عمر میری عبادت پروردگار عالم مین بسر ہو جاوے
یہ اُسکی عنایت ہی کہ اُسنے ایسا سامان میرے لیے مہیا کر دیا یہ اُسکی خداوندی ہی اور آپکے
تشریف آوری کا باعث بھی سمجھ گیا اور یہ کہکر جواہر جنی سے فرمایا کہ طلیعہ بن لندھور اور اسمار
قوی بازو اور عازم صف شکن ان سبکو لے آؤ - اُسی وقت یہ تینون قیدیون کو لے آئے - اب
انھون نے دیکھا کہ عازم صف شکن تو بقید شدید مبتلا تھا اور یہ دونون بلا قید تھے - اس باغ کو
جو ان لوگون نے دیکھا نہایت ہی وجد کیا اور شاہزادہ بدیع الملک کو جو پہلو سے قطب
صدر نشین مین فروکش دیکھا تو طلیعہ بن لندھور نے اسمار قوی بازو سے کہا کہ واقعی میرے
آقا کا کیا مرتبہ ہی - شاہزادہ نے قطب کی جانب کو دیکھا اور کہا کہ یہی دونون ملازم میرے
ہین - ان دونون نے جھک کر شاہزادہ اور قطب کو سلام کیا - قطب نے بیٹھنے کا اشارہ کیا
یہ دونون سلام کر کے بیٹھ گئے - اُسوقت عازم صف شکن نے قطب سے عرض کیا کہ اے
قطب حق آگاہ مین چاہتا ہون کہ ملازمون اور غلامون مین شاہزادہ کے شمار کیا جاؤن اور
کلمۂ حق حضور مجھے تعلیم فرمائین اور مین لعنت کرتا ہون دین کفر پر - معلوم ہوا کہ حق پرست
آپ ہی لوگ ہین - یہ سنکر قطب صدر نشین نے اسکی جانب جو بغور دیکھا تو طوق و
ہتھکڑیان خود بخود کٹ گئین اور اسکے قدمون کے بوسے لینے لگین اور بیڑیان الگ جدا ہو گئین
کیونکہ یہ دائرہ اسلام مین آگیا تھا - قطب نے شاہزادہ سے کہا کہ کلمہ تلقین فرمائیے آپنے
کلمہ تلقین فرمایا - یہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور انھین دونون یعنی طلیعہ بن لندھور اور
اسمار قوی بازو کے پاس یہ بھی بیٹھ گیا - قطب صدر نشین نے جواہر جنی سے اشارہ کیا کہ
دسترخوان بچھاؤ - جواہر جنی نے کہا کہ بہت خوب یہ کہکر دوسرے کمرہ کی جانب روانہ ہوا اور بعد تھوڑی
دیر کے آکر عرض کیا کہ چلیے اور خاصہ تناول فرمائیے - یہ سنکر قطب مع شاہزادہ اور ان لوگون کے
آئے اور اُس مقام پر آئے اب جو انھون نے دیکھا تو جتنے ظرف وہان ہین وہ سب جواہر نگار ہین
اور جتنے کھانے ہین سب جواہر کے معلوم ہوتے ہین - شاہزادہ مع قطب و اپنے ملازمین کے
آکر بیٹھے تو قطب نے کہا کہ بسم اللہ نوش فرمائیے - مگر شاہزادہ حیران تھا کہ یہ تو سب جواہر کا معلوم

ہوتا ہی لیکن بسم اللہ کر کے انھون نے کھانا شروع کیا مگر جو نوالا کھاتے تھے وہ اُسمین ذائقہ کا پاتا کہ
انھون نے کبھی نہین کھایا تھا نہایت ہی صفت شاہزادہ نے کی۔ قطب نے کہا کہ یہ سب عنایت
اُس پروردگار عالم کی ہی کہ وہ پتھر مین بھی ذائقہ دیتا ہی غرضکہ کھانے سے فراغ حاصل کر کے
اپنے مقام پر آئے۔ اُسوقت شاہزادہ نے پوچھا کہ یہ الماس جنی جو مجھے لیکر آیا تھا اس سے
کیا قصور ہوا کہ جو راندۂ بارگاہ جناب ہوا اور یہ لقا بیدار گلگون پوش کون ہی کہ جو طلسم ایسے پہلوان
کو اسیر کر کے باغ فیروزہ نگار مین لیگیا تھا اسوقت قطب نے یہ حقیقت ظاہری اور بیان کیا
کہ وہ جو لقا بیدار گلگون پوش ہی نام اُسکا سلیمہ بانو ہی یہ سبب وارث ہو گیا کشتی مین [illegible] اُسی
کی خاطر سے وہ باغ اور وہ صحرا آراستہ کیا ہی اُسمین وہ رہتی ہی اور ایک تختی مین منادی اس قسم
کی لکھدی کہ کوئی پہلوان دنیا کا اگر اس سے آکر ہم مقابل ہو تو لقا بیدار [illegible] پر غالب
آئے یہ باعث اُسکے اسیر کرنے کا ہوا۔ اگر آپ [illegible] کہون تو ایک الماس آپکی بھی نذر کرون شاہزادہ
نے عرض کیا کہ جناب اس مین مرضی خداوند عالم پر ہون کہ جو آپنے نوشتۂ عنایت کیا ہی وہ کیا کم
ہی اور ایکی یہ بھی عنایت ہی جو آپنے ارشاد فرمایا اور خداوند عالم نے میرے تمام خاندان کو قوت
عنایت فرمائی ہی۔ صاحبقران اول نے اسکو نہین پسند کیا اور دوسرے صاحبقران دوم نے
بھی نہین منظور کیا اور اب مین صاحبقران سوم ہون مین بھی اسکو نہین منظور کرتا ہون اسقدر
امیدوار ہون کہ آیندہ جو بھی مجھپر سختیان واقع ہو جاوین اُسمین جناب مدد فرماوین۔ قطب
صدر نشین نے جو یہ کلمات جرأت آمیز سنے نہایت تعریف کی اور کہا کہ مین ایک تعویذ آپکو
دیتا ہون کہ جسوقت آپکو میری ضرورت ہو اُسوقت مجھے آپ یاد فرمایئےگا مین فوراً اُس مقام
پر پہونچ جاؤنگا۔ یہ کہکر درویش نے قلمدان اپنا منگایا اور ایک تعویذ بسم اللہ لکھا اور شاہزادہ
کو دیا۔ انھون نے اُس تعویذ کو لیکر سلام کیا اور پھر یہ پوچھا کہ تعویذ مین نے پایا مگر الماس جنی
کی خطا مجھپر نہ معلوم ہوئی۔ درویش نے فرمایا کہ لقا بیدار گلگون پوش یعنی سلیمہ بانو پر یہ شخص
عاشق ہوا اور راز اُسنے اپنا مجھپر ظاہر کیا اور پوشیدہ کیا اور اُس سے سوال کیا جب اسکی
حقیقت سے مین ماہر ہوا تو مجھے نہایت صدمہ ہوا کیونکہ یہ سب کے قوم اجنہ سے ہین اور مین
بھی قوم جن سے ہون اُسنے مجھسے کیون نہ بیان کیا مین نے اُسے اپنے باغ سے نکال دیا ہی
شاہزادہ نے عرض کیا کہ میری خاطر سے آپ اسکے قصور کو معاف فرمایئے اور سلیمہ بانو کے ساتھ
اسکا عقد بھی ہونا مناسب ہی اور مین یہ پوچھتا ہون کہ سلیمہ بانو کو یہ نیزہ بازی اور گرز بازی کی
کسنے تعلیم کی کہ طلسم کا نیزہ باز اور اُسکے نیزہ کو نکال دیا۔ قطب نے ہنسکر کہا کہ یہ تاثیر اُسی سختی
کی ہی اور یہ تعلیم جواہر جنی کی ہی جو سامنے کھڑے ہین کہ انھون نے بڑے بڑے لوگون کو دیکھا
ہی اور سیکھا ہی عجب کہ مین نے اہل دنیا سے پردہ کیا یہ بھی میرے پاس چلے آئے اسی سے سلیمہ بانو
کو اُس مقام پر رکھا ہی کہ وہ ہم سے ہم کلام نہ ہو اور اسی وجہ سے اُسکے لیے باغ فیروزہ نگار
الگ بنوا دیا اور مین اہل دنیا سے علیحدگی چاہتا ہون۔ شاہزادہ نے عرض کیا کہ الماس جنی کی
خطا کو معاف فرمایئے۔ قطب نے کہا کہ اسکی خطا کو معاف کیا اور جواہر جنی کو اجازت دی کہ اسکا
عقد کل شب کو ہمراہ سلیمہ بانو کے آپ پڑھ دیجیے گا۔ جواہر جنی نہایت خوش ہوا اور الماس جنی
بھائی جواہر جنی کا تھا قطب نے حکم دیا کہ جلد قیدی ہین باغ فیروزہ نگار مین انکو [illegible] شاہزادہ

بدیع الملک رہا کر دیا اور فہمائش کر دیا کہ اب اس بیابان مین آ کر کبھی اس قسم کی سرزنش
نہ کرنا نہین تو سزا پاوگے۔ جواہر جنی نے کہا کہ بہت خوب۔ شاہزادہ بدیع الملک نے یہ کلام
سنکر نہایت ہی شکریہ قطب صاحب کا ادا کیا اور عرض کیا کہ لشکر میرا یہ انتظار میرے پڑا ہوگا اور
میرے انتظار مین خضران کہ عیار میرا ہی نہایت پریشان ہوگا۔ قطب نے یہ کلام سنکر فرمایا کہ مین
زیادہ آپ کو روک نہین سکتا جیسی مرضی مبارک ہو اور یہ کہکر چار ورق کاغذ کے نکالے اور کچھ
کچھ لکھا کہ وہ مثل تخت کے ہوگئے۔ شاہزادہ سے فرمایا کہ آپ انھین تختون پر چارون آدمی بیٹھیے
اور یہ اسم آپ پڑھیے کہ یہ اسم جناب سلیمان سے ہے۔ انکے واسطے تو بساط مہیا تھا مگر
خداوند تعالی کے نام کی برکت سے یہی آپ کو جہان کہیے گا پہونچا دینگے یہ کہکر وہ اسم ان چارون کو
تعلیم کیا اور یہ کہا کہ لشکر مین پہونچکر اس کاغذ کو دھو ڈالیے گا کہ نقش انکے مٹ جائین اور یہ اسم
بھی آپ کو نہ یاد رہیگا کیونکہ مین نے آپ کو یہ اسم بخشے نہین ہین۔ شاہزادہ نے فرمایا کہ یہی
خوب ہے کہ ہم انکو بھول جائین یہی ہمارے لیے مناسب ہے۔ اب شاہزادہ اٹھا اور سلام کیا۔
درویش یعنی قطب صدر نشین نے گلے سے لگایا اور کہا کہ بعد ان شاہون کا یہ کا قصد ہو کہ
مین خانہ کعبہ پہونچون۔ حال نیت شاہزادہ کو جو بیان کیا تو شاہزادہ پر اور بھی انکا کمال ظاہر
ہوا۔ غرضکہ شاہزادہ مع ان چار آدمیون کے تخت پر الگ الگ بیٹھے اور وہ اسم پڑھنا شروع
کیا یہ چارون تخت اونچے ہوئے۔ شاہزادہ نے کہا کہ ہمکو ہمارے لشکر مین پہونچا دو۔ یہ
چارون دیوار پر سے باغ کو طے کرکے لشکر کی جانب کو چلے۔ یہان فوج مین سب کو انتظار تھا
کہ آج دوسرا دن ہے کہ شاہزادہ کی خبر نہین معلوم ہوئی۔ خضران کبھی کوہ فیروزہ پر آتا تھا اور
کبھی پلٹکر دروازہ باغ فیروزہ نگار کو دیکھتا تھا کہ دیکھا اسنے بہت سے لوگ اس باغ سے
نکل کر چلے آتے ہین اسنے دیکھا اور قریب پہونچکر پوچھا کہ تم کون لوگ ہو اور کہان جاتے ہو اور یہان
کیونکر رہتے ہے۔ انھون نے کہا کہ جو بے ادبی ہم سے ہوئی تھی اس صحراے فیروزہ نگار مین اسکی
پاداش مین ہم قید ہوت تھے لیکن صاحبقران بدیع الملک جب درویش صاحب کے پاس
تشریف لیگئے سو انھون نے ہم گرفتارون کی رہائی کے لیے سعی فرمائی تو ہم سب انکی وجہ سے رہا
ہوئے اور دین اسلام ہم لوگون نے بھی قبول کیا اور جواہر جنی نے کہا کہ ہم لوگون کو تلقین فرمایا
اور ہم مسلمان ہوے خضران کو یہ سنکر نہایت خوشی ہوئی اور ان سب کو اپنے ہمراہ لیے ہوے
طرف لشکر کے آیا اور اہل لشکر کو یہ خوشخبری سنائی تمامی اہل لشکر نہایت خوش و مسرور ہوے۔ یہ
آپس مین تذکرہ تھا کہ دیکھا سامنے سے بدیع الملک اسی طبقات بساط پر بیٹھے ہوئے ہوا پر سے چلے آتے
ہین تمام اہل لشکر برائے استقبال گئے اور شاہزادہ بساط پر سے اترا اور داخل بارگاہ ہوا۔
خضران کو اور تمامی افسران فوج کو گلے سے لگایا سب کے سب نہایت خوش ہوے اور خضران نے
عرض کیا کہ یہ کیا اسرار الہی تھا ہم پر بھی اگر مناسب ہو تو منکشف فرمایئے۔ شاہزادہ نے جانا
مرغ زرین پر اول ملاقات کا ہونا جواہر جنی سے اور پھر جانا قطب صدر نشین کے پاس اور انکی
مہربانی و شفقت کا حال بیان کیا۔ اور تعویذ کا ملنا یہ سب ارشاد کیا۔ نہایت خوشی اہل لشکر کو ہوئی
اب آپ نے عازم صف شکن کی نہایت تعریف کی اور پوچھا عازم صف شکن سے شاہزادہ
عالی وقار نے کہ ہم تمہارے واسطے خیمہ برپا کراتے ہین۔ اسنے عرض کیا کہ حضور بہلول شیر شکار کا

جری اور بہادر ہے اور مالک قلعہ سکندریہ ہے اور اولاد رستم سے ہے اور مالک دو لاکھ فوج کا ہے چنانچہ میں
سپہ سالار لشکر ہوں اگر ارشاد عالی ہو تو یہ تابعدار سراپا انکسار جاوے اور بادشاہ کو بھی آگاہ کرے
اور رہائی کی کیفیت بیان کرے اور ہدایت کروں کہ وہ بھی اس سعادت سے محروم نہ رہے اور کیا عجب
ہے کہ وہ دائرۂ اسلام میں آجائے اور نہیں تو جو لوگ میرے ہیں میں انکو اپنے ہمراہ لیکر چلا آؤں
شاہزادہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہیں امید ہے تو خیر ورنہ میں کسی ایلچی کو روانہ کرتا ہوں۔ اسنے عرض کیا کہ
میرا ہی جانا بہت مناسب ہے۔ شاہزادہ نے مرکب خوشنما اور دو سو آدمی اسکے ساتھ کرکے اسکو
قلعہ سکندریہ کی جانب کو روانہ کیا یہ تو اودھر جاتا ہے اور شاہزادہ یہاں بانتظار عازم صف شکن
فروکش ہوتا ہے۔ اب حال عازم صف شکن کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب یہ قریب قلعہ سکندریہ
کے پہونچا خبر اسکے آنے کی بہلول شیر شکار کو ہوئی اسنے برائے استقبال چقماق وزیر اور چند
افسران فوج کو بھیجا۔ ان سب نے آنکر اسکا استقبال کیا اور بخدمت بادشاہ لائے۔ بادشاہ
بھی نہایت خوش ہوا اور حال رہائی اسنے پوچھا۔ اسنے ساری حقیقت شاہزادہ بدیع الملک
کی اور درویش قطب صدر نشین کی بیان کی اور سیر باغ بیان کی اور رہائی اپنی مع تمام قیدیوں
کے بخاطر بدیع الملک بہت بسط کے ساتھ بیان کی اور عرض کیا کہ دین اسلام عجیب چیز ہے کہ یہ لوگ
نہایت صاحب اخلاق ہیں انہی سے یہ پھیلتے اور پھولتے پھلتے ہیں۔ بہلول شیر شکار نے یہ کلام سنکر
کہا کہ کیا تیرا بھی ایمان کچھ بدل گیا اور سے خداوند لاسیتا و علی اور مناسب معلی اور صنادید شمائل
بن لقا کی خداوندی سے کیا تو پھر گیا۔ اسنے کہا کہ خداوندا میں نے جو خیال کیا تو انکی کوئی حقیقت
اور ہستی نہیں ہے بس یہ لوگ خراب کنندہ بندگان خدا تھے اور میں واقعی امر یہ ہے کہ دل سے میں نے
ان سب پر لعنت کی اور دین مبین جو شاہزادہ عالی مرتبت کا ہے اسکو میں نے ضرور اختیار کیا اور
بلکہ حضور سے عرض کرتا ہوں کہ حضور بھی اس دین باطلہ کو ترک کیجئے اور انپر لعنت بھیجیے اور دین حق
اختیار فرمائیے۔ یہ سنکر بہلول مثل بادل کے اپنے تخت پر گرجا اور بگڑا کہ لائق کفارہ تو نے انہیں کردیا
اور چقماق وزیر سے کہا کہ تو نے کلام اس بد انجام کا سنا میں حکم دیتا ہوں کہ اسکو اسیر کرلو۔ بس
یہ سنکر اسنے فوج اور لشکر کو اشارہ کیا بادشاہ نے جو حکم دیا ہے بتعمیل حکم شاہی کرو۔ لوگ اسکی
گرفتاری کو چلے یہ بھی اپنے ذخل پر سے کود پڑا اور اسنے تیغہ آبدار کو کھینچا اور یہ کہا کہ اے
بادشاہ بدلا نیکی کا یہی ہے کہ میں نے تجھے راہ راست پر لگایا مگر افسوس ہے کہ تیری قسمت میں یہ نیکی
نہیں ہے اودھر سے یہ لوگ بڑھے اور لگی اسپر تلوار چلنے اور یہ بھی لڑنے لگا اور یہ لڑتا ہوا صحن
بارگاہ میں آیا اسکے خادم نے جلدی سے مرکب لاکر حاضر کیا۔ یہ پشت مرکب پر بیٹھا اور مشغول
جنگ ہوا وہ جو دو سو آدمی اسکے ہمراہ تھے وہ بھی تلواریں کھینچکر کفار پر آگرے اور یہ لڑتا ہوا
دروازہ بارگاہ کے باہر ہوا اور یہاں بادشاہ نے حکم دیا کہ یہ نکل کر جانے نہ پاوے اتنے لاکھ
فوج کا مجمع اسکے گرد ہوگیا مگر یہ مع اپنے ہمراہیوں کے جواب دے رہا تھا اور دعا کرتا تھا کہ پروردگار
عالم اگر میں قتل ہو جاؤں تو میری لاش بخدمت شاہزادہ عالیوقار پہونچ جاوے کہ میں دفن
ہو جاؤں اور شاہزادہ عالیوقار اپنے ہاتھ سے مجھے دفن کردیں یہ دعا کر رہا تھا کہ یہاں چند ہرکاروں
نے شاہزادہ بدیع الملک کو خبر دی اور سارا حال بد دعا دینے کا عرض کیا۔ شاہزادہ نے آنے
قصد کیا تھا کہ طلحہ بن لندھور نے عرض کیا کہ غلام کے ہوتے آقا کو جانا مناسب نہیں۔ یہ کہکر

طلحہ نے اپنی فوج کو حکم دیا اسیوقت تمام فوج اسکی بہت جلد تیار ہو گئی طلحہ سلام کر کے اور گھوڑے پر
سوار ہو کر طرف قلعہ سکندریہ کے روانہ ہوا اور بہت تیزی کے ساتھ یہ چلا آتا تھا اور عازم صف شکن
پہلوان فیصل کشتی گیر کے ہاتھ سے زخمی ہو چکا تھا اور راستہ میں تلواریں چل چکی تھیں یہ زخم کھا کر گھوڑے
پہ مجروح رہا تھا اور شیر غران کے مثل اُن کفار سے لڑ رہا اور حملہ کر رہا تھا اور بیاد شاہزادہ شعر پڑھتا
تھا۔ شعر۔ کبھو اے باد صبا مرنا ہے شہید اتیرا + کو جو یار میں کبھو جاتا تیرا ++ اور کبھی یہ کہتا تھا
اہل فوج سے کہ تم ہمارے ہمیشہ ساتھ رہے اور آج ہمیں اپنی تیغ آزمائی آزمارہے ہو لیکن اتنا
کرنا کہ جب ہم مر جائیں تو یہ کرنا۔ شعر۔ ہماری لاش چھپا کے کرنا دفن لیجا کر + جو لاش صورت
نہ کہہ سکا کوئی کہ یہ غریب یار ہے + ایسے کلمات یاس آمیز کہہ رہا تھا کہ دیکھا بقدرت پروردگار کہ ایک
بگولہ گرد صحرا سے پیدا ہوا۔ اب جو وہ اس گرد کا شگافتہ ہوا تو آواز نعرہ کی پیدا ہوئی کہ منم طلحہ بن
لندہور بن سعدان اے کافران بے ادب میں آپہونچا ہوں تمہاری بے ادبی کی سزا دینے کو۔ یہ
کہکر اور تلوار کھینچ کر مع اپنی فوج کے کہ جو چالیس ہزار تھی حملہ آور ہوئے اور ایک ہی حملہ میں
ان کافروں نے مع اپنی فوج کے ہزار ہا کو داخل جہنم کیا اور مرکب جھکا کر عازم صف شکن کے برابر
پہونچ گئے اور کہا کہ اے برادر خاطر جمع رکھنا کہ میں آپہونچا اور شاہزادہ کو بہت بڑا خیال ہے
عجب نہیں کہ وہ بھی تشریف لائیں یہ سنکر اسے ایک نہایت سرور اور مسرت حاصل ہوئی کہ اتنا ایک
فیصل کشتی گیر نے آواز دی کہ اے طلحہ بن لندہور تیری حیات میں ختم ہو چکا ہو کہ اسکو زندہ لیجا کر
اور خود چہرہ پھیر جاؤ یہ ممکن نہیں ہے کہا اور مرکب جھکا کر سامنے طلحہ کے آیا اور نیزہ دست چپ
سے اٹھا کر اور داہنے ہاتھ میں لیکر بار طلحہ کے اس تیغ آبدار سے اُسے قتل کیا۔ اسنے تیغہ آبدار کا
وار کیا۔ طلحہ نے اسکی تلوار کو سپر پہ کاٹ کر اپنے سر سے اس بلا کو دفع کیا اور پکار کے۔ شعر
تو ضرب بے زور کیا ضرب من نوش کن + ہمہ شادی یاد دل فراموش کن + یہ شعر پڑھکر اب جو انھوں
نے تیغہ آبدار کا وار کیا اسنے ڈھال کو اس ڈھال ہاتھ سے چہرہ کی پناہ کیا۔ لیکن یہ برق شرربار
اب جو اس اسپ سیاہ پر گری تو مثل قرص شمشیر کے کاٹا اور خود پر آئی طلحہ بن لندہور نے ایسے
بقوت تمام جھٹکا مارا تو سر سے کندھا تک [illegible] اور لوہ زین کا [illegible] لاش
اسکی دو حصہ سے زمین پر گری اور [illegible] فیصل کشتی گیر کو طلحہ نے قتل کیا اور عازم صف شکن
کو ہمراہ لئے چلا جاتا ہے۔ یہ کلام اس کا انجام نیتی بادشاہ نے جو سنا نہایت اسکو غصہ آیا اور
اسی وقت اُسنے اپنا گھوڑا طلب کیا اور جلدی سوار ہو کر پسرے مقابلہ طلحہ بن لندہور روانہ ہوا اور
پہونچکر آواز دی کہ اے تو نے بڑا غضب کیا کہ فیصل کشتی گیر کو قتل کیا کہ وہ میرا بڑا سردار تھا اور
اسی نا ہنجار عازم صف شکن کو چھڑا لئے جاتا ہے دیکھو تو میں کیسی بلا سے ناگہانی اور آسمانی
تجھ پر ڈالتا ہوں بس یہ سنکر پڑھا کر دیکھا کہ ایک گھڑ گھڑاہٹ فلک پر پیدا ہوئی اور پہلو میں چتران
بن نجد و کبھی شکل تبدیل کیے ہوئے موجود تھے انھوں نے آواز دی کہ اے طلحہ جلد [illegible]
کوئی آفت آسمان سے آیا چاہتی ہے لیکن یہ کلام پورا ادا نہ ہوا تھا کہ ایک بجلی کڑکی اور کڑک کر طلحہ
کے سامنے گری اور اُس بجلی سے دو پنجہ پیدا ہوئے ایک پنجہ نے طلحہ کو اور دوسرے پنجہ نے عازم صف شکن کو
اٹھا لیا خضر ان یہ [illegible] دیکھکر نہایت پریشان ہوا اور فوج کو اسکی فوج سے علیحدہ کیا لیکن پہلوان [illegible]
اس بات کے گرنے سے حیران تھا کہ یہ کیا آفت ہوئی اور یہ کیا سبب ہوا۔ اپنی فوج کو [illegible]

بہلول اپنے قلعہ کی جانب کو چلا ادھر خضران بن عمرو فوج طلحہ بن لندھور کی اپنے ہمراہ لیکر بخدمت
شاہزادہ بدیع الملک حاضر ہوا اور سارا حال لڑائی کا اور جرأت طلحہ بن لندھور کی اور قمیص کشتی گیر
کا مارا جانا اور دو پہلوانوں کا گرنا اور طلحہ کا اور ہمارا صف شکن دونوں کو اٹھا لیجانا بیان کیا۔ شاہزادہ
کو بڑا تعجب ہوا اور فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے یہ فعل کسی ساحرہ کا ہے اور ہماری جان اسکے ساحروں سے
بچتی نہیں معلوم ہوتی ہے یہ کہکر آپ ہی حکم دیا کہ کل لشکر قلعہ سکندریہ پر چلے۔ اسی وقت تیاری
ہوگئی اور اس راہ کو طے کرکے صحرائے سکندریہ میں پہونچکر شاہزادہ عالی مرتبت نے خیمہ اور بارگاہ
اپنے برپا کرائے اور سب سردار وغیرہ اپنے اپنے خیمہ اور خرگاہ میں اترے اور سب آکر شاہزادہ کو
مجرا کیا اور اپنے دنگلوں اور کرسیوں پر بیٹھے۔ شاہزادہ نے ایک نامہ بنام بہلول شیر شکار لکھا
اور بعد حمد خدا اور نعت رسول کے مضمون یہ تھا کہ اے بہلول شیر شکار میں تجھکو مرد سپاہی
سمجھے ہوئے تھا لیکن اس فعل سے مجھے معلوم ہوا کہ تو نہایت بزدلا اور نامرد ہے کہ پہلوانوں سے
سرداروں کو اٹھوا لیتا ہے اور ساحروں کے بھروسہ پر مقابلہ کرتا ہے۔ یہ نامہ لکھکر آپ نے رکھدیا
اور فرمایا کہ کوئی ہے ایسا کہ جواب باصواب اس نامہ کا بہلول شیر شکار سے لے آئے اور گزند میر
نامہ بر تک نہ پہونچے یہ سنکر اسپاہر قوی بازو اپنے دنگل پر سے اتر پڑا اور عرض کیا کہ اس خدمت
کو انشاءاللہ تعالیٰ یہ غلام بجا لائیگا اور یہ کہکر رسم جام جو ہوتا ہے اسکو پیا اور سپر وغیرہ سے
آراستہ پیراستہ ہوکر اٹھے اور وہ نامہ لیکر طرف بہلول شیر شکار کے چلا اور بارہ ہزار فوج کو اپنے
ہمراہ لیا راہ کو طے کرکے جب قریب بارگاہ کے پہونچا اور یہ خبر بہلول شیر شکار کو معلوم ہوئی کہ نامہ دار
آیا ہے اسنے چقماق وزیر کو حکم دیا کہ نامہ دار کو لاؤ۔ وزیر نے استقبال کیا اور نامہ دار کو لیکر داخل
بارگاہ سلطانی ہوا بہلول نے اسپاہر قوی بازو کو دنگل پر بیٹھنے کا حکم دیا اسنے موافق رسم خداپرستان
صاحب سلامت کی کسی نے جواب نہ دیا۔ ساقی نے جام شراب بحکم بہلول پیش کیا اسپاہر نے کہا کہ ہم
اس شراب کو نہیں پیتے اسوجہ سے کہ تم کافر ہو فقط جواب نامہ لینے کو ہم آئے ہیں اور نامہ میں چار
کلمہ سخت اور چار کلمہ نشست لکھے ہیں تمکو لائق یہ ہے کہ اس کاغذ کے بیچ بے ادبی نہ کرنا بہلول
شیر شکار نے اس نامہ کو لیا اور پڑھا اور نہایت متعجب ہوا۔ اور اسنے پشت نامہ پر یہ لکھا کہ میں قسم
کھاتا ہوں کہ اسوقت تک مجھے اس پنچہ کا حال معلوم نہیں ہے۔ میں نے قمیص کشتی گیر کی لاش
کو جو ڈھونڈھوایا تو اسکی لاش بھی میدان کارزار میں نہ ملی میں خود اسمیں حیران ہوں لیکن چقماق
وزیر کی زبانی یہ ثابت ہوا ہے کہ قمیص کشتی گیر کے پاس کوئی ساحرہ آئی تھی اور وہ اسپر عاشق تھی بلکہ
اکثر کشتیوں میں بمدد ساحرہ فتح پاتا تھا یہ زبر دست رہا ہے اور اگر وہ ستم کش ہوتا تو زیر ہو جاتا اسے یہ
کیفیت ظاہر ہوئی ورنہ اس سے بالکل بے خبر تھا اور جو کچھ آپنے لکھا ہے بجا لکھا ہے آپکو یہ
امر معلوم نہ تھا میں مقابلہ آپ سے اسی طرح کرونگا کہ جسطرح پہلوان پہلوان سے اور بہادر بہادر
سے مقابلہ کرتا ہے اور دوست ستمہم اپنے عیاروں کو میں نے حکم دیا ہے کہ تو اس واقعہ سے کچھ باہر کر
دو کل سے اسی کوشش میں گیا ہے اگر حال اسکا معلوم ہو جائیگا تو اس ساحرہ سے خود مجادلہ
ہونگا اور میں اس لڑائی کو پسند نہیں کرتا ہوں کہ میں بھی اولاد رستم سے ہوں۔ ایسی رکیک باتوں
کو اور ایسے نامردی کے فن کو میں بھی ذلیل سمجھتا ہوں۔ اور نامہ میں سے کل پڑھا اور اسکا جواب
یہ ہے کہ میں طبل جنگ آج کے تیسرے روز بجواؤنگا آپ مجھسے مقابلہ فرمائیے۔ انشاءاللہ تعالیٰ

آپ کو دادِ مردی و مردانگی کی دونگا یہ کہکر اسنے نامہ اسمار قوی بازو کو دیا اور کہا کہ جو کلمے کہ شاہزادہ نے
لکھے وہ اس حرکت ظاہری پر لکھے کہ جس سے مین واقف نہ تھا مین نے ان کلمون پہ نگاہ تو کی لیکن
اسکا بدلہ نہین چاہا اور خلعت منگوایا اور اسمار قوی بازو کو عنایت کیا اور زر و جواہر کی کشتیان
بھی دین اور یہ کہا کہ تمکو ہمارے خلعت اور پیسہ سے انکار نہ کرنا چاہیے کیونکہ ہم بھی سپاہی ہین
اور بادشاہ اس قلعہ کے اسمار قوی بازو نے قبول کیا اور جو لوگ کہ ہمراہ تھے انکو حکم دیا کہ یہ خلعت
وغیرہ سب خدمتگارون اور چوبدارون کو تقسیم کردو ہمراہیون نے سب مال و اسباب و خلعت ان
لوگون کو جو ملازم بہلول شیر شکار تھے دیدیا۔ بہلول شیر شکار نے پوچھا کہ تمھین تو دیا اور
تمنے اسے تقسیم کر دیا۔ کیا قبول نہین کیا۔ اسنے عرض کیا کہ مین ایسے غنی کا ملازم ہون کہ مجھے
مال کی پروا نہین ہے مین نے آپکا کہنا کر لیا۔ بہلول شیر شکار خوش ہو گیا اور اسمار قوی بازو بادشاہ
اور اہل بارگاہ سے رخصت ہوکر مرکب پر سوار ہوکر بخدمت شاہزادہ بدیع الملک روانہ ہوا۔ یہان
مہتر خضران نے بھی اس مال میں لوٹ مار کر لی تھی یہ پیشتر بارگاہ میں آکر پہونچے اور نہایت تعریف
اسمار قوی بازو کی نامداری کی کی اور کہا کہ بخیر و خوبی آپکا نامہ پیش کیا اور جواب نامہ لیکر آتا ہے
شاہزادہ کو نہایت خوشی ہوئی اور اسمار قوی بازو کا استقبال کرایا اور داخل بارگاہ ہوکر اسنے
جواب نامہ پیش کیا اور اپنے دنگل پر سلام کرکے بیٹھ گیا۔ شاہزادہ مضمون نامہ سے واقف ہوکر
خضران کی جانب متوجہ ہوا اور فرمایا کہ یہ کیا سبب تھا۔ عرض کیا کہ جب اسکو خود نہین منظور ہے تو
مین کیا سمجھ سکتا ہون فرمایا کہ اگر تم خبر طلسم کی اور عازم فتح قلعہ کی لاؤ تو مین تمھین لاکھ روپیہ
دیتا ہون۔ خضران نے ہنسکر کہا کہ جو چاہا زبان سے کہدیا جب دینے کا وقت آتا ہے تو حیلہ و حوالہ
ہے یہ مثل مشہور ہے کہ چاندی دیکھے چیتنا اور مکھ دیکھے بیوہار۔ اگر یہ منظور ہے تو رقعہ عنایت
ہو۔ شاہزادہ نے ایک رقعہ لاکھ روپیہ کا لکھکر دیا اور فرمایا کہ بعد فتح قلعہ سکندریہ کے دونگا لیس
اسباب عیاری اپنے تن پر آراستہ کرکے خضران بھی تلاش مین اس ساحرہ کے اور ڈھونڈتے
سردارون کے روانہ ہوے۔ اول حال شمیم پیرانہ کا کہ وہ عیار بہلول شیر شکار ہے بیان کیا جاتا ہے
کہ یہ تلاش کرتا ہوا قریب ایک باغ کے پہونچا۔ وہان دیکھا کہ کچھ لوگون کی آمد و رفت معلوم ہوتی ہے
اسنے بھی اپنی شکل کو تبدیل کرکے مثل انھین عورتون کے ہمراہ اندر باغ کے جاکر دیکھا اسنے تو ایک
چمن مین ایک عورت لالرخ سوگوار ایک قبر پر بیٹھی ہے لیکن ساحرہ معلوم ہوتی ہے اسنے ان عورتون
سے دریافت کیا کہ یہ مالک کب تک یہان فروکش رہتی ہین اور یہ سامان کیا ہے ان عورتون نے کہا کہ
کیا تو اس باغ مین کبھی آئی نہین جو تو ہمسے پوچھتی ہے۔ یہ آواز ساحرہ نے بھی سنی پوچھا کہ یہ کون ہے
اسنے بڑھکر عرض کیا کہ مین بھی آوارہ و سرگشتہ ہون کیونکہ تمھیں کشتی گیر جسے کہ مار گیا اور اسکی
لاش کا پتہ نہ لگا تو مین روتی ہوئی ڈھونڈتی پھرتی ہون کیونکہ مین اسکی بہن ہون جب وہ مارا گیا
تو افسوس ہے کہ مین نے اسکی لاش بھی نہ دیکھی اور اسکی مٹی مین شریک نہ ہوئی۔ شعر۔ نہ پوچھو
اہل محشر ہم سے دیوانون کی بیتابی + یہان بھی سنا یان بھی تلاش یار مین آئے + یہ کلام سنکر
لاہوت جادو نے کہا کہ اے بہن یہ قبر اسی کی ہے اور مین اسی کی سوگ نشین ہون اور یہ کہا اسکے گلے
لپٹکر خوب روئی اور اسنے بھی سوگوار و قیمتی دیا اور وہان سے لیکر باغ کی بارہ دری مین آئی اور کہا
ضیافت آراستہ کی اور طعام وغیرہ منگوا کر آپ بھی قصد کھانے کا کیا اور اس سے بھی کہا کہ کھاؤ اسنے کہا

کہ آج تین روز ہوئے کہ میرے منھ پر کھیل تک اُڑ کر نہیں گئی - یہ سُنکر اُسنے قسمیں دین اور کہا لو اب صبر کرو اُنکے قاتلون کو مین تمھارے سامنے قتل کرتی ہون کہ تم بھی دعویدار خون قمیص کشتی گیر ہو غرضکہ سمجھا بجھا کر دسترخوان بچھایا گیا اور سبنے کھانا کھایا اور اس عورت کی بہت خاطر کی اور اسکے بعد اسنے حکم دیا کہ اُن دونون قیدیون کو لے آؤ دو چار عورتین اُن دونون قیدیون کو لائین اور لا کر اُنکو بٹھایا - یہ عورت جو اُنکی بہن تھی سامنے طلیحین لند ہور کے آئی اور کہا کہ اے شخص تو کتنا سخت دل اور بیدادگر ہے کہ تونے ایسے جوان خوش رو کو مارا اور ترس نہ آیا - یہ کلام سُنکر اسنے یعنی طلیحین لند ہور نے کہا کہ لڑائی مین اور ہوتا ہی کیا ہے اگر وہ مجھے مار ڈالتا تو میری بھی بہن سنتی وہ بھی یونہی گریہ کرتی - اور قضا و قدر مین کیا چارہ ہے - اب ہم تیری اور ملکہ لاہوت جادو کی قید مین ہین تم بھی اپنے دل کے پھپھولے پھوڑ لے اور ہمین قتل کر ڈال - یہ کلام سُنکر ملکہ لاہوت جادو نے پاس آ لیا اور کہا کہ واقعی یہ بات ہے کہ جو لڑیگا یا قتل کریگا یا قتل ہو جائیگا - یہ سچ کہتا ہے اگر آپ قبول کرین تو مین ایک رائے دون - لاہوت جادو نے کہا کہ کہو کیا قباحت ہے میرا تو کوئی ایسا سمجھانے والا کبھی نہیں ہے کہ مجھے سمجھائے تم میری تقدیر سے ادھر آ نکلی ہو - اسنے کہا کہ اب قمیص جادو تو پھر کر نہین آئیگا پس آپ اس اپنے غنچہ دل کو شگفتہ کرین اور چند دنون کی زندگی ہے میرے بھائی کا یہ شخص قطع دار اور جری معلوم ہوتا ہے میری رائے تو یہ ہے کہ بجائے قمیص کشتی گیر کے آپ اس سے عقد اپنا کر لیجیے تو بہت مناسب ہے - یہ شعر آپنے سنا ہوگا * نہین تو جاہ پہ موقوف کسی پہ کچھ نہین موقوف * اگرچہ وہ نہ سہی اور اسکا بھائی سہی * یہ کلام شادی انجام سُنکر ملکہ نے کہا کہ واقعی تو میری نہایت ہمدرد ہے - سچ بھی یہی ہے اس دنیا مین کوئی نہ کوئی شغل اپنے دل کے بہلنے کا اس قسم کا ضرور کرنا چاہیے مین تیری بات کو پسند کرتی ہون اگر تیری یہ مرضی ہے تو تو اس مین کوشش کر لیکن اپنے حال سے بھی مجھے آگاہ کر کہ شوہر تیرا ہے یا نہین ہے - اسنے سر کو جھکا کر کہا کہ اٹھارھوان برس میری شادی کو ہوا لیکن شوہر میرا ایک لڑائی مین مسلمان کے ہاتھ سے مارا گیا اور مین بیوہ ہو گئی جب سے مین اسوقت تک اپنے گھر مین بیٹھی رہی اور میری فکر میرا بھائی قمیص کشتی گیر کرتا تھا وہ بھی مارا گیا - اب مین دامن حضور مین آکر لپٹی ہون یقین کرتی ہون کہ اس مشت خاک کو میری آپ اپنے دامن دولت سے جھاڑ کر نہین پھینکین گی اسکا بھی کوئی ٹھکانا آپ ضرور کر دینگی کیونکہ مین تنہا اب آپکو چھوڑ کر نہین جاؤنگی یہ کلام تشنیم پرند عیار سے سُنکر ملکہ لاہوت جادو نہایت خوش ہوئی اور اسنے گلے سے لگا لیا اور کہا کہ تو اگر کبھی ہمارے کہنے کو مانتا کہ یہ دوسرا جو تیرا اس سے تم عقد کر لینا اسی باغ مین ہم تم دونون ساتھ عیش و طرب سے بسر کرینگے اسنے یہ کلام سُنکر سر کو جھکا لیا اور کہا کہ آپ بزرگ ہین مجھے آپکے فرمانے کا عذر نہو گا امیدوار ہون کہ آپ یہ پوشاک سوگ اتار کر لباس ملکانہ سے آراستہ ہو کر فروکش ہو جیے اور ان دونون جوانون کو بلوا لیجیے مین اسمین انگوٹھا چھا کر رضامند کر دونگی ملکہ نے خیرباد کہکر کہا کہ اگر تم میرا سوگ اتروالی ہو تو مین تمھاری خوشی سے سوگ اتارتی ہون اور یہ کہکر اپنے مقام پر گئی اور رنگ و روغن ساجری سے اپنے کو آراستہ کر کے اور اپنی صورت ایک نازنین کی بنا کر مسند پر فروکش ہوئی اور جو عورتین تھین انھون نے کہا کہ یہ کیا بلا کی عورت ہے اور کیا خوش بیان ہے کہ جسکے بیان سے یہ اثر ہوا اور غم و الم ملکہ کے دل سے اسنے سب بھلا دیے واہ ری تیری خوش بیانی اور ملکہ کو ارادہ وصل طلیحین لند ہور کا

کر دیا اب دیکھیں اسے کیونکر سمجھاتی ہے ایک آدھ انہیں سے بولی کہ عجب جادو کی عورت ہے ایسی ہی
کٹنیاں شاہزادیوں کو گمراہ کر دیتی ہیں سنو غرضکہ یہ سب تو یہ باتیں کیا کیں ادھر لاہوت جادو نے اس عورت
کو بلایا اور کہا کہ دیکھو تو لوائیں کیسی معلوم ہوتی ہوں۔ اسکے سر سے پاؤں تک بلائیں لیں اور دونوں
انگلیاں اپنی چٹکائیں اور خاک وہاں کی اٹھا کر منقل آتشی میں ڈال دی اور کہا کہ چشم بد دور آپ
تو پری معلوم ہوتی ہیں اور یہ کہکر چلی کہ میں آنکھوں سے اس کام کو بجا لاؤنگی اور قریب طلحہ بن
لندھور کے آئی اور اسنے کہا کہ اے خدا پرست میں نے تیری جان بخشی کی فکر ایسی کی ہے کہ دولت بھی اور
مال بھی اور نازنین بھی سیر باغ بھی تجھے حاصل ہو آ میرے ساتھ کہ میں چلکر تجھے اس نعمت کو دکھا
لاؤں اور تو میرے کہنے کو قبول کر۔ طلحہ نے سنکر کہا کہ وہ کونسی نعمت ہے اسنے کہا کہ میرے ساتھ آ اور یہ
کہکر اسنے انکو اٹھایا اور لیکر سامنے ملکہ کے آئی ملکہ نے طلحہ سے کہا کہ بیٹھ جاؤ طلحہ بن لندھور بیٹھ گیا اور
کہا کہ تیرا کیا مطلب ہے اسنے کہا کہ اس زن پاکیزہ نے تجھسے جو کچھ کہا ہے اگر اسکو منظور کریگا تو دنیا کی
راحت پاویگا۔ طلحہ اس کلام کو سنکر ہنسے اور کہا کہ اونکاح ابھی تو یہ سوگ لئیے ہیں کبھی اور ابھی ایک
دن ہوا ان کے کہنے سے تو نے صحبت بزم آراستہ کی ہے کیسکو تیرے قول اور فعل کا کیا یقین ہو
اور تو جانتی نہیں کہ میں رفیق شاہزادہ بدیع الملک ہوں ہمارے یہاں ساحرہ سے وصل
حرام ہے اگر تجھے تمنا سے قتل ہے تو قتل کرا اور دل سے اس حسرت کو بھلا دے کیونکہ یہ امر دشوار اور ناممکن
ہے بلکہ اسکو خواب پریشان تصور کر۔ یہ سنکر یہ رونے لگی اور کہا کہ بہن تم نے دیکھا کہ یہ خدا پرست کیا
کہتا ہے اسنے یہ سنکر کہا کہ تجھکو شرم چاہیے۔ شعر۔ تجھکو دیوانے ذرا شرم نہیں آتی ہے + خواب میں
بھی کہیں انسان کے پری آتی ہے + یہ شعر سنکر اسنے کہا کہ اونکاح یہ تیرا ہی تو فساد ہے ملکہ لاہوت
جادو نے کہا کہ اسکو زندان خانہ میں لیجاؤ۔ یہ تو زندان خانہ میں داخل ہوئے اور اسنے عازم صف شکن
کو بلایا اور ساری روداد اس سے بیان کی لاہوت جادو جب کہہ چکی تو عازم صف شکن نے کہا کہ
بہت بجا ہو گو کہ ہم بھی اس شادی کو حرام جانتے ہیں اسوقت لاہوت جادو نے کہا کہ میں نے
ہمشیرہ تمہیں کیسی گیتی تیرے عقد کی تیاری کی تھی اور اپنا عقد ساتھ طلحہ بن لندھور کے تجویز
کیا تھا اسنے کہا کہ تو نے تمہارا مارا اور کو کھویا سب بد مزہ ہو کر اسنے زندان خانہ میں اسکو بھیج دیا
کیا اور پیدا مہ سپہ چیخیں مار کے رونے لگی کہ افسوس ہماری تقدیر میں عیش کا سامان نظر نہیں آتا
ہے ہماری سو برس کی عمر ہوئی ہمکو سوائے فراق معشوق کے وصل میسر نہوا۔ اس عورت نے کہا
کہ بہن کیوں گھبراتی ہو۔ تماشا چاہتا ہے تو میں انہیں قدموں پر آپکے گروا دونگی اگر یہ بھی میں نے
نہ کیا تو پھر کیا کمال کیا وہ جو عورتیں اسکے گرد کھڑی تھیں کہنے لگیں سچ ہے جس سے چاہے وہ
گروا دے ایک دم میں اسنے ملکہ کے دل کو پلٹ دیا اور کہا یہ بلا کی عورت ہے ملکہ لاہوت جادو
کہا کہ بہن کیا آپ کہہ رہی ہیں۔ یہ بیشک سمجھا کر لے آئیگی۔ یہ عورت رخصت ہوکر زندان خانہ کی جانب
کو چلی اور داخل زندان خانہ ہوئی اور وہاں تخلیہ کرکے اسنے عازم صف شکن سے کہا کہ پہچانا
تو مجھکو میں کون ہوں۔ میں ہوں مہتر شمیم یہ بندہ بشکل تیا لگا کر میں یہاں آیا ہوں اور تم دونوں کو
میں نے یہاں پایا تم دونوں رضامند ہو جاؤ تو میں اس ساحرہ کو بیہوش کرکے قتل کروں اور
تمکو لیچلوں۔ یہ کلام سنکر عازم صف شکن نہایت خوش ہوا اور کہا کہ مہتر جی سبحان اللہ کیا کام
کیا ہے اب تم بسر و چشم قبول کرینگے طلحہ نے بھی تعریف کی اور کہا کہ اسوقت عیاری خضران کا مزہ

مہتر شمیم پرندہ سے حاصل ہوا یہ سمجھا کہ شمیم وہان سے پھرا اور آکر ملکہ سے کہا کہ آپکو مبارک ہو کہ وہ دونون رضامند ہو گئے کسیکو بھیجکر بلوا لیجیے۔ یہ کہکر پہلو مین ملکہ کے بیٹھ گیا اور چند عورتون کو اسنے زندان خانہ مین بھیجا اور انکو بلوایا یہ دونون آ گئے۔ لاہوت جادو نے کہا کہ اب تمھارے دل مین کیا ہی۔ انھون نے کہا کہ ہمین آپ کی اطاعت ہر طرح سے منظور ہی یہ سُنکر لاہوت جادو نہایت خوش ہوئی اور قید سحر ان پر سے اُتار لیا اور ان دونون کو شریک بزم کیا اور صحبت ناچ و گانے کی کی۔ طبلے کے اوپر تھاپ پڑی چہار سُو آواز سیار کیا دلبند ہوئی ناچ و گانا ہونے لگا۔ یہ آواز دُور تک جانے لگی دیکھا کہ دروازہ باغ پر ایک کلاونت بڈھا نہایت گویا عمارہ آکر پہونچا اور اُسنے باواز بلند کہا کہ ہمکو بھی شریک اس صحبت مین کرنا چاہیے۔ ایک آدھ خواص نے آکر خبر دی کہ ایک بوڑھا گویا ہاتھ مین نے لیے ہوئے دروازۂ باغ پر منتظر ہی اور اجازت آنیکی چاہتا ہی۔ حکم ہوا کہ بلالو۔ غرضکہ اسنے آکر رنگ صحبت دیکھا ایک ایک کو سلام کیا اور کل حال سے آگاہ ہوا اور عرض کیا کہ مین قاضی بھی ہون مین ہی انکا عقد بھی پڑھ دونگا اور یہ کہکر نَے اسنے لب سے لگائی اور لگا گانے اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی وہو ہذا غزل

آشفتگی کے عشق مین سامان ابھی سے ہین　　　بخشش نگاہ خواب پریشان ابھی سے ہین
ہم ابتدا مین زیست سے ہین انتہا کے تنگ　　　عاشق تمھارے موت کے خواہان ابھی سے ہین
اس دلبری کا دیکھیے کیا ہو مآل کار +　　　دل دیکے تمکو ہمتو پشیمان ابھی سے ہین
نیچی نظر حیا سے ہے آنکھی مگر یہان +　　　سینہ کے پار ناوک مژگان ابھی سے ہین
ڈر مجھکو کیا درازی دست جنون کا ہو　　　خود تار تار جیب و گریبان ابھی سے ہین
محتاج فصل گل کا ہمارا جنون نہین　　　ہم وحشیون کے چاک گریبان ابھی سے ہین
حاجت نہین کہ زورون پہ آئے یہان جنون　　　دیوانے تیرے قابل زندان ابھی سے ہین
رکھا نہین ہی وادی وحشت مین ہمنے پانون　　　پیاسے لہو کے خار بیابان ابھی سے ہین
پر ہم وہ فتنہ گر ہی شب وصل شام سے　　　آثار صبح حشر نمایان ابھی سے ہین
محشر مین خاک خون کا دعوی کرونگا مین　　　مجھکو وہ قتل کر کے پشیمان ابھی سے ہین
گو دل ہمارا ضبط اُنھین نے لیا نہین　　　لیکن ہماری جان کے خواہان ابھی سے ہین

جسوقت کہ کلاونت نے یہ غزل تمام کی سب کی آنکھون سے آنسو جاری تھے پس انھون نے غزل کو موقوف کیا اور عرض کیا کہ اب اپنے کام مین آپ مصروف ہون۔ یہ عورت جو بیٹھی تھی اس گویے کی چالاکی سے نہایت پریشان ہوئی اور دل مین کہا کہ اے شمیم پرندہ یہ کوئی عیار معلوم ہوتا ہی کیونکہ نہ ایسا گانا سنا تھا اور نہ ایسی گفتگو سنی تھی یہ اپنے دل مین سمجھ کر اُٹھی اور کہا کہ میان گویے تمنے ہمارا جی خوش کیا تمھارا کیا نام ہی۔ انھون نے کہا کہ حضور مجھے مسہور نے نواز کہتے ہین اسنے کہا کہ بیٹھیے مین شراب پلاؤن آپ بھی میرے ہاتھ کا ایک آدھ جام پیجیے ملکہ نے کہا کہ تم بیٹھو یہ پلائے گا گویا حاضر ہی اور اسکی آرزو بھی نکل جانے دو کہ آج دوسرے باغ سے جائے تو باغ باغ ہو جائے اور دل اسکا شگفتہ ہو جائے۔ یہ عورت مجبور ہو کر بیٹھ گئی گویے نے صراحی مرصع نگار اور جام گلفام کو اُٹھایا اور بیا ساغری کہکر اور جام لبریز کر کے پہلے ملکہ کو پلایا دوسرا جام اس نازنین مہجبین یعنے مہتر شمیم پرندہ کو دیا۔ اسنے وہ شراب پیکر ایک بناسا کھا لیا

کہ اسے کچھ شک سا معلوم ہوا اتنے عرصہ میں آپ نے دورہ کرکے تمام محفل کو جھکا دیا لیکن مہتر شمیم پرندہ
نے جو جام پیتے ساتھ رفیقان بیہوشی کے پیئے اور رفع بیہوشی کا انتظام کر لیا۔ اب جو کوچک نے دیکھا کہ
سب کی آنکھوں میں سرور نشہ شراب کر گئی یہ جو عورت ہے اسکی آنکھ صاف صاف نظر آتی ہے دل میں کہا
کہ یہ عورت بیہوش ہوتے نہیں معلوم ہوتی۔ اسوقت کوچک نے آواز دی کہ او دولھن سمجھے کہ آپ
کہنا ہے یہ اٹھ کھڑی ہوئی اور آپ ایک تنہا مقام پر اسے لائے اور اٹھا کر آپ نے حلقہ کمند کے
مارے مگر یہ اُس کمند سے اسطرح نکلی کہ جیسے گل سے بو یا عینک سے نگاہ یا کمان سے تیر نکلجاتا ہے
اور اسنے آواز دی کہ ای ملکہ پکڑیے اسکو یہ کوئی عیار ہے اسپر ملکہ لاہوت جادو جو چھپتی ہے اور چھونکا جو
چھوا کا لگتا ہے سر پیچھے اور ٹانگیں اوپر دھم سے زمین پر گری اور گرتے ہی بیہوش ہو گئی جو اسنے ملکہ
اہل محفل کو دیکھا ادھر آپ نے حلقہ کمند دوبارا مارا کہ مہتر شمیم پرندہ الجھ گیا۔ آپ نے پکڑ کے باندھ لیا
اور پوچھا کہ تو کون ہے اسنے کہا کہ پہلے آپ فرمایئے کہ آپ کون بزرگوار ہیں کہ آپ نے اتنا بڑا داؤ میرا
چھین لیا۔ فرمایا نام میرا خضران بن عمرو ہے تو میں بھی تلاش میں اس ساحرہ اور طلب میں اس
کے چلا تھا جب قریب اس باغ کے آیا تو صدا ہوشا ہوش اور نوشا نوش کی جو بلند تھی ہمراہ ان
میں آیا اور بصورت گویا داخل باغ ہوا۔ اور یہاں آکر یہ سامان دیکھا اور سب حال دریافت کیا
اور شراب بیہوشی میں ملنے ان سب کو پلائی لیکن تیرے بیہوش نہ ہونے پر مجھے بھی خیال ہوا کہ یہ
کوئی عیارہ ہے لیکن اب میں نہیں یہ اسیں نام حقیقت ان کے لیے چلتا ہوں اور یہ کہکر اور اسکو بیہوش
کرکے نذر زنبیل کیا اور ملکہ لاہوت جادو کی بھی زبان پر تکلہ سوزن کرکے اسکو بھی نذر زنبیل کیا اور ان
دونوں سرداروں کو ہوشیار کرکے مع کیفیت گزرے کے اپنی زنبیل سے نکال کر دیے اور سارا اسباب
اُس مکان اصلی کا جو تھا وہ سب لوٹ لیا۔ سب ملازموں کو ننگا چھوڑکر یہ خدمت میں شاہزادہ
بدیع الملک کے آکر پہنچے۔ شاہزادہ نے اپنے سرداروں کو دیکھا نہایت خوش ہوئے اور خواجہ
کی تعریف کی اور خلعت عنایت کیا اسکے بعد آپ نے مہتر شمیم پرندہ کو نکالا۔ یہ حیران ہو گیا کہ میں کہاں
تھا اور کہاں آگیا۔ شاہزادہ کو اسنے سلام کیا آپ نے اسکو قید سے رہا کیا۔ اسنے کل حال ہمراہی
بہلول شیر شکار کے اور اسیر ہونے کا واقعہ پورا بیان کیا اور اپنی تلاش کا حال بیان کیا۔ شاہزادہ
نے بہلول شیر شکار کی نہایت تعریف کی اور فرمایا کہ میں بھی اس امر کو نہ جانتا تھا جو ایسا نامہ لکھا گیا
یہ بندہ میری طرف سے معافی مانگتا۔ اسنے عرض کیا کہ ایسا ہی ہوگا۔ مذہب کے بارہ میں خضران سے
پوچھا اسنے عرض کیا دنیا قریب مقابلہ کا زمانہ آگیا ہے جو بادشاہ اقرار مذہب کریگا تو میں اس سے
پہلے مسلمان ہو چکا۔ ابھی یہ پردہ ہے اسکو باقی رہنے دیجئے۔ خواجہ نے قبول کیا۔ شاہزادہ نے خلعت دیکر
مہتر شمیم پرندہ کو رخصت کیا۔ غرضکہ یہ قریب اپنی بارگاہ کے پہنچا اور سارا حال بادشاہ سے بیان کیا
یہ سنکر اس وزیر بدیع الملک کی نہایت اسنے تعریف کی اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے کہ ہم اشتیاق
مقابلہ شاہزادہ کا دل رکھتے ہیں۔ یہاں تو نقارہ پر چوب پڑی اور ادھر خضران نے اُس ساحرہ کو کہ
نام جسکا لاہوت جادو ہے زنبیل سے نکالا اور سوال ایمان کیا اسنے انکار کیا۔ حکم ہوا کہ اسکی گردن
ماری جائے۔ غرضکہ جلاد نے مقام قتل پر لاکر اسکو قتل کیا سب کو نہایت خوشی ہوئی اور ہرکارہ
سامنے سے پیدا ہوئے اور آکر عرض کیا۔ بعد دعا و ثنا کے کہ بہلول شیر شکار نے طبل جنگ
بجوایا ہے چونکہ اسکا اشتیاق شاہزادہ کو بھی تھا حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی طبل جنگ بجے اور یہ شعر فرمایا

نسیم کرتا کردگار جہان ٭ دریں آشکارا ہے دار و نہان ٭ یہان طبل جنگ کو ازش مین آیا کہ آواز
گوش گردون دون تک اس طبل کی جاتی تھی ادھر سب کے سب سردار مشتاق صبح کے ہو کر
اپنے اپنے آلات حرب و ضرب کو درست کرتے تھے - ایک جانب کو طلایہ دار اپنے اپنے طلایہ پر
ہوشیار رہتے تھے اور وہ زمانہ شب کا ساتھ اس ہوشیاری کے تمام ہوا - وقت صبح نمودار ہوا شاہزادہ
عالی مرتبت نے نماز صبح سے فراغ حاصل کیا اور تمام فوج کو اپنے ہمراہ لیکر طرف میدان کارزار کے
روانہ ہوئے اور میدان کارزار میں پہونچکر صفیں آراستہ کیں اسوقت دیکھا تو بہلول شیر شکار
دولاکھ فوج کی کثرت سے سامنے سے نمایان ہوا اور اسنے بھی صفیں آراستہ کیں اور اپنی فوج
سے کہا کہ اللہ رے شوق جنگ کہ شاہزادہ بدیع الملک میدان کارزار میں میری فوج سے پہلے تشریف
لائے - واقعی ہے کہ صاحبقران سوم مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہے بس اشارہ ہوا اور سپاہیان برق
رفتار لپیٹ اور بلندی کی درستی پر تیز دستی کرنے لگے اور مست ہاتھی مانند ابر بہار کے فوارون
سے کرنے لگے اور گرد و غبار کو بٹھانے لگے اسوقت نقیبوں نے صفوں سے نکلکر جوانوں کی طرف
رخ کیا اور پکار کے کہا کہ ایسا انسان ہے آجکا مقابلہ لائق دیدہ ہے جو نام کرکے مر جائیگا [illegible] کے لیے
روز عید ہے - دوہا - روحی مہری کا اور کرپانی سب جوان ٭ آج ڈٹ کر رن بیچ خوب کرو گھمسان
ہو تلوار ان سے ٹکڑے چڑھتے وہ بیکنٹھ کو جاتے ٭ جو جگ میں جیتا بچے وہ غازی کہلاتے ٭
بیاہ لیجا تو ہو دس کس فرشتہ کو ٭ و طلاق اس زندگی کی سونت کو ٭ جب نقیبان خوش آواز اسطرح
میدان کارزار میں نقابت کر چکے میدان میں ایک سناٹا سا ہو گیا - بہلول شیر شکار نے اپنے
مرکب خوش نما کو مانند نسیم بہار کے جو اسکی زیر ران تھا جولان کیا اور میدان کارزار میں آیا اور
مرکب کی جلی پھیرا اور گرد و پیش اپنے نیزہ بازی کی دکھا کے سلاح شوری کی اور پکار کہا اے خدا پرستو
و اے زبردستان جسے کہ آرزوے موت ہو وہ آوے لیکن آرزو یہ رکھتا ہوں کہ صاحبقران
تیغ و کشور کشائے اقلیم اور تیغ دار مردی و مردانگی کی دین کہیں اور کسی سے مقابلہ کرنا نہیں چاہتا
جب شاہزادہ نے یہ کلام سنا طیش آیا اور استحکام قوی بازو اور غازم صف شکن ان سب کو منع فرمایا
اور اپنا ہی مرکب کی باگ لی - شعر - کیا مرکب خوش خرام تھا واہ ٭ پہونچا نہ صبا کا دست کوتاہ
برجستہ اڑتا تھا وہ فلک سیر ٭ تیز کے ہو کے نیچے تھا اک سیر - اس مرکب کے لیے تازیانہ ہوا
پر سیر اک کی رفتیں ہو جاتی ہیں - غرضکہ صاحبقران مرکب کو روک کر حملہ کا ور ہوئے اور
آپس میں پہرے پھیر اور مرکب سے مرکب ملگیا - ڈھائی قدم مرکب بہلول شیر شکار کا ہٹ گیا
اور ایک قدم شاہزادہ کا مرکب ہٹ گیا پیچھے تیر ہاتھ پڑے اور لگی نیزہ بازی ہونے بس
سو اسو طعن میں نیزہ شاہزادہ نے اسکے ہاتھ سے ہوائی کیا اسنے شرمندہ ہو کر تیغہ آبدار کو کھینچنا
شروع اور کھینچ لیا اور ہاں ہاں کہکر سر پر شاہزادہ کے اتارا - آپ نے تیغہ کو نگاہ میں رکھا
اور سپر کو گانٹھ کر تیغہ کو روکا اور بند دست پر ہاتھ ڈال دیا اور لگا آپس میں جھٹکا چلنے
اور اسی عالم میں صاحبقران نے آواز دی کہ اگر قسمت آزمائی کرنا ہے تو فرش خاک پر آ - مرکبون
نے کیا قصور کیا ہے - اور نیز شاہزادہ کو بھی یہی منظور تھا کہ یہ پہلوان میرے ہاتھ سے نہ مارا جائے
اسوجہ سے آپنے بند دست اسکا پکڑا تھا - غرضکہ دونوں بہادر کود پڑے گردہ سپر پر ہتھیار
رکھ کر کے دامن ہمت کو گردانکر دونوں مشغول بہ کشتی ہوئے جسطرح سے دو اہرمن یا فیل مست

کہ اسے کچھ شک سا معلوم ہوا اسنے عرصہ مین آپ نے دورہ کرکے تمام محفل کو جھکا دیا لیکن مہتر شمیم پرندہ
نے جو جام پیے ساتھ رفع بیہوشی کے پیے اور رفع بیہوشی کا انتظام کر لیا۔ اب جو گویے نے دیکھا کہ
سب کی آنکھون مین سرور نشہ شراب کر گئی یہ جو عورت ہے اسکی آنکھ صاف صاف نظر آتی ہے دل مین کہا
کہ یہ عورت بیہوش ہوتے نہین معلوم ہوتی۔ اسوقت گویے نے آواز دی کہ اے دولھن سمجھے کیا اپنے
کنارہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور آپ ایک تنہا مقام پر اسے لائے اور اٹھا کر آپ نے حلقہ کمند کے
مارے مگر یہ اس کمند سے اسطرح نکلی کہ جیسے گل سے بو یا عینک سے نگاہ یا کمان سے تیر نکلجاتا ہے
اور اسنے آواز دی کہ ای فلک پیچھے اسکو یہ کوئی عیار ہے اب ملک لاہوت جادو جو مشغول شیشتی ہے اور جو نکا جو
ہوا کا لگتا ہے سر پیچ اور ہاتھ تنگین ادیب دھم سے زمین پر گری اور گرتے ہی بیہوش ہو گئی جو اسنے بلکہ
اہل محفل کو دیکھا ادھر آپ نے حلقہ کمند دوبارا مارا کہ مہتر شمیم پرندہ اسکو گر گیا۔ آپ نے پکڑ کے باندھ لیا
اور پوچھا کہ تو کون ہے اسنے کہا کہ پہلے آپ فرمایئے کہ آپ کون بزرگوار ہین کہ آپ نے اتنا بڑا دریا میرا
چھین لیا۔ فرمایا نام میرا خضر الت بن عمرو ہے مین بھی تلاش مین اس ساحرہ اور طلسم بن لٹہ جو
کے چلا تھا۔ جب قریب اس باغ کے آیا تو صدا ہو شا ہوش اور قہر شاہوش کی جو بلند تھی اسکو سن کر وان
پہ مین آیا اور بصورت گویا داخل باغ ہوا۔ اور یہان آکر یہ سامان دیکھا اور سب حال دریافت کیا
اور شراب بیہوشی مین ملا کے ان سب کو پلائی لیکن اسکے بیہوش نہ ہونے پر مجھے بھی خیال ہوا کہ یہ
کوئی عیارہ ہے لیکن اب مین کہین پاس صاحبقران کے لیے چلتا ہون اور یہ کہکر دو اسکو بیہوش
کرکے نذر زنبیل کیا اور لاہوت جادو کی بھی زبان پر کلہ سوزن کرکے اسکو بھی نذر زنبیل کیا اور ان
دونون سردارون کو ہوشیار کرکے مرکب کرائے اپنی زنبیل سے نکال کر دیے اور سارا اسباب
اس مکان اصلی کا جو تھا وہ سب لوٹ لیا۔ سبکے ملازمون کو ننگا چھوڑکر یہ خدمت مین شاہزادہ
بدیع الملک کے آکر پہونچے۔ شاہزادہ نے اپنے سردارون کو دیکھا نہایت خوش ہوے اور خواجہ عمر
کی تعریف کی اور خلعت عطا کیا اسکے بعد آپ نے مہتر شمیم پرندہ کو نکالا۔ یہ حیران ہو گیا کہ مین کہان
تھا اور کہان آگیا۔ شاہزادہ کو اسنے سلام کیا۔ آپ نے اسکو قید سے رہا کیا۔ اسنے کل حال بابت
بہلول شیر شکار کے اور اس عورت کے ناواقف ہونا بیان کیا اور اپنی تلاش کا حال بیان کیا۔ شاہزادہ
نے بہلول شیر شکار کی نہایت تعریف کی اور فرمایا کہ مین بھی اس امر کو نہ جانتا تھا جو ایسا نامہ لکھا ہے
پرندہ میری طرف سے معافی مانگنا۔ اسنے عرض کیا کہ ایسا ہی ہوگا۔ مذہب کے بارہ مین خضر الت نے
پوچھا اسنے عرض کیا اب تو قریب مقابلہ کا زمانہ آگیا ہے جو بادشاہ اقرار مذہب کریگا تو مین اس سے
پہلے مسلمان ہو چکا۔ ابھی یہ پردہ ہے اسکو باقی رہنے دیجیے۔ خواجہ نے قبول کیا۔ شاہزادہ نے خلعت دیکر
مہتر شمیم پرندہ کو رخصت کیا۔ غرضکہ یہ قریب اپنی بارگاہ کے پہونچا اور سارا حال بادشاہ سے بیان کیا
یہ سنکر اس قدر بدیع الملک کی نہایت اسنے تعریف کی اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے کہ ہم اشتیاق
مقابلہ شاہزادہ کا بدل رکھتے ہین۔ یہان تو نقارہ پر چوب پڑی اور ادھر خضر الت نے اس ساحرہ کو کہ
نام جسکا لاہوت جادو ہے زنبیل سے نکالا اور سوال ایمان کیا اسنے انکار کیا۔ حکم ہوا کہ اسکی گردن
ماری جاوے۔ غرضکہ جلاد نے مقام قتل پر لاکر اسکو قتل کیا سب کو نہایت خوشی ہوئی ادھر ہرکارے
سامنے سے پیدا ہوے اور آکر عرض کیا۔ بعد دعا و ثنا کے کہ بہلول شیر شکار نے طبل بے درنگ
بجوایا ہے چونکہ اسکا اشتیاق شاہزادہ کو بھی تھا حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے اور یہ شعر فرمایا

بہ بینم کہ تا کردگار جہان + درین آشکارا چہ دارد نہان + یہاں طبل جنگ نوازش میں آیا کہ آواز
کوش گردون دون تک اس طبل کی جاتی تھی ادھر سب کے سب سردار مشتاق صبح کے ہو کر
اپنے اپنے آلات حرب و ضرب کو درست کرتے تھے - ایک جانب کو طلایہ دار اپنے طلایہ پر
ہوشیار رہتے اور وہ زمانہ شب کا ساتھ اس ہوشیاری کے تمام ہوا - وقت صبح نمودار ہوا شاہزادہ
عالی مرتبت نے نماز صبح سے فراغ حاصل کیا اور تمام فوج کو اپنے ہمراہ لیکر طرف میدان کارزار کے
روانہ ہوئے اور میدان کارزار میں پہونچکر صفیں آراستہ کیں اسوقت دیکھا تو بہلول شیر شکار
دولاکھ فوج کی کثرت سے سامنے سے نمایاں ہوا اور اسنے بھی صفیں آراستہ کیں اور اپنی فوج
سے کہا کہ اللہ رے شوق جنگ کہ شاہزادہ بدیع الملک میدان کارزار میں میری فوج سے پہلے [illegible]
لائے - واقعی ہے کہ صاحبقران سوم مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہے کہ بس اشارہ ہوا اور سلحدار برق
رفتار لپکے اور بلندی کی درستی بہ تیز دستی کرنے لگے اور سپاہی مانند ابر بہار کے تیر فوارون
سے کرنے لگے اور گرد و غبار کو بٹھاتے تھے اسوقت نقیبوں نے صفوں سے نکلکر دونوں کی طرف
رخ کیا اور پکار کے کہا کہ ایہا الناس آجکا مقابلہ لائق دید ہے جو نام کرکے مر جائینگے انکے لیے
روز عید ہے - دوہا - روی سہری کھاری کرپانی سب جوان + آج ڈٹ کر رن بیچ خوب کرو گھمسان
چھوٹا رن سے کچھ چھپے وہ بھاگڑ کہا جائے + جو رن میں جیتا بچے وہ غازی کہلائے
مارا لیجا حور دس پہونچا کو + وہ طالق اس زندگی کی سوت کو + جب نقیبان خوش آواز اس طرح
میدان کارزار میں نقابت کر چکے میدان میں ایک سناٹا سا ہو گیا - بہلول شیر شکار نے اپنے
مرکب خوشنما کو مانند نسیم بہار کے جو اسکی زیر ران تھا جولان کیا اور میدان کارزار میں آیا اور
مرکب کی چال پھیر اور گردش اپنے نیزہ بازی کی دکھا کے سلاح شوری کی اور پکارا کہ اے خدا پرستان
اسلام زیر دستان جسکو آرزو سے موت ہو وہ آوے لیکن آرزو یہ رکھتا ہوں کہ صاحبقران
حمید قدس لطیف الحیوان اور سے تمام مردی و مردانگی کی دیکھ لیں اور کسی سے مقابلہ کرنا نہیں چاہتا
جب شاہزادہ نے یہ کلام سنا طلب اور اسبکی قوی بازو اور عازم صف شکن ان سب کو منع فرمایا
اور آپ اپنے مرکب کی باگ لی - شعر - کیا مرکب خوش خرام تھا واہ + پہونچا نہ صبا کا دست کوتاہ
پر چھوٹ اڑتا تھا وہ فلک سیر + جیتے کے کوکبے تھا اک سیر - اس مرکب کے لیے تازیانہ ہوا
تیر سے راکب کی رقعیں ہو جاتی ہیں - غرضکہ صاحبقران مرکب کو روک کر حملہ نکال رہوتے اور
آپس میں سپر سے سپر اور مرکب سے مرکب ملا گیا - ڈھائی قدم مرکب بہلول شیر شکار کا ہٹ گیا
اور ایک قدم شاہزادہ کا مرکب ہٹ گیا پھر دونوں پھر ہاتھ بڑھے اور لگی نیزہ بازی ہونے لیکن
سوا سو طعن میں نیزہ شاہزادہ نے اسکے ہاتھ سے ہوائی کیا اسنے شرمندہ ہوکر تیغہ آبدار کھینچنا
شروع اور کھینچ لیا اور ہاں ہاں کہکر سر پر شاہزادہ کے اتارا - آپنے تیغہ کو نگاہ میں رکھا
اور سپر کو کانچھڑ کر تیغہ کو دیکھا اور قبضہ دست پر ہاتھ ڈال دیا اور لگا آپس میں جھٹکا چلنے
اور اسی عالم میں صاحبقران سے آواز دی کہ اگر قسمت آزمائی کرنا ہے تو فرش خاک پر آؤ - مرکبوں
نے کیا قصور کیا ہے - اور نیز شاہزادہ کو بھی یہی منظور تھا کہ یہ پہلوان میرے ہاتھ سے نہ مارا جائے
اسوجہ سے آپنے قبضہ دستہ اسکا پکڑا تھا - غرضکہ دونوں بہادر کود پڑے گرد سپر پر ہتھیار
رکھکر کے دامن ہمت کو گردانکر دونوں مشغول بہ کشتی ہوئے جسطرح سے دو اہرمن یا فیل مست

جٹ جاتے ہین اسطرح سے پیچے اور اوپر ہونے لگے دستیان ساتھ زبردستون کے ہونے لگین
ٹیکورسے کا تڑاقا عجب طرح کی صدا دیتا تھا۔ غرضکہ جو پیچ یہ باندھتے تھے وہ انکے پیچ سے نکلجاتا
تھا اور جو وہ پیچ باندھتا تھا یہ توڑکرکے علیحدہ ہوجاتے تھے دونون لشکر تحسین اور آفرین کی
صدائین بلند کرتے تھے۔ غرضکہ وہ دن اسی کشتی مین تمام ہوگیا اور زمانہ شب کا آیا۔ بہلول شیرشکار
نے عرض کیا کہ شب واسطے آسایش کے اور دن واسطے جنگ وغیرہ کے ہوتا ہی تو بہتر یہ ہی
کہ آپ شب کو استراحت فرمائین اور دوسرا بھی آرام لے۔ شاہزادہ نے فرمایا کہ اے بھائی اگر
یون ہی کشتی رہیگی تو ہم تم ہر روز لڑا کرینگے اور علیحدہ ہو جاینگے یہ کشتی فتح نہ ہوگی اس سے بہتر یہ ہی
کہ دو ٹوک مقابلہ ہو جاوے اور دو ٹوک ہو جانا اچھا ہی یا تم مجھے زیر کرلو یا مین تمھین زیر کرلون۔
شاہزادہ نے روشنی کے لیے حکم دیا تمام صحرا مین چراغان ہوگیا لوگ مشتاق کشتی گرد اکھاڑے
کے جمع ہوگئے اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگے اور یہان کشتی ہونے لگی یہانتک وقت سحر نمودار ہوا
وہی عالم کشتی کا تھا اسوقت بہلول نے جھنجھلا کر اور دونون بازو شاہزادہ کے پکڑکر اور سر سینہ مین لگا
خوب زور کیا اور پیکر چلا ڈیڑھ دو قدم پسپا کر لیگیا اور جھٹکا مارا پاؤن گھٹنا زمین سے آشنا ہو
کمربند زنجیر پکڑ کر اسنے زور کیا کچھ نہ ہوسکا شاہزادہ اٹھ کھڑا ہوا اور پھر مشغول کشتی ہوا یہانتک
کہ یہ دن بھی تمام ہوا اور شب بھر پھر کشتی ہوا کی یہانتک کہ صبح ہوئی آج تیسرا دن ہی کہ خضران
نے قریب آکر عرض کیا کہ دادا کی طرح خوب عقد کرتے ہو دو چار روز جو رہین اور کرو اب زور ہم مین
نہین رہا بس بہتر یہ ہی کہ سامان صاحبقرانی کسی اپنے جوان فرزند کو دو۔ بس یہ سنکر شاہزادہ سمجھا کہ
مجھے کسی مقام پر اسنے کم پایا بس دونون بازو بہلول شیرشکار کے پکڑکر اور سر سینہ مین دیکر
اسطرح سے دوڑے کہ جسطرح بلبل گل کو منقار مین داب کر اڑ جاتی ہی۔ چودہ قدم پسپا کیا اور جھٹکا
مارا کہ دونون گھٹنے اسکے زمین مین غرق ہوگئے بس وہین سے کمر زنجیر کے بند کو پکڑکر اب جو یکبار
تو پہلے زور مین تا بہ زانو کھینچ لیا لاکھ یہ تڑپا اور پھڑکا دوسرے زور مین تا بہ سینہ اور تیسرے زور
مین بالاے سر بلند کر لیا کہ اسکو پسینا موت کا آگیا۔ شاہزادہ بدیع الملک نے چرخ دیکر چاہا کہ
زمین پر اسے دے مارون کہ ساتھ ہی اسنے آواز دی کہ اے شہریار امان فرمایا کہ امان بشرط ایمان
عرض کیا اسنے کہ تا زندہ ایم بندہ ایم ازبسکہ شاہزادہ کو نہایت ہی غصہ تھا کیونکہ خضران کے کہنے
سے اور بھی آپ آتش افروختہ ہوگئے تھے۔ شاہزادہ نے زمین پر اسے اتار دیا اور خضران
کی جانب دیکھکر کہا کہ کوئی تو نے کبھی بلبیشی دیکھی تھی اسنے کہا کہ اگر یہ نہ کہتا تو یہی ہوتا کہ اکلا جھو
بگلا جھولے ساون کی رت آئی یہی ہوتا اور یون ہی لڑا کرتے اس کہنے پر بدیع الملک بھی ہنس
پڑے اور بہلول شیرشکار نے اپنی فوج کو آواز دی کہ ایہا الناس مین شاہزادہ سے زیر ہوا
اب اسکا جو دین ہے وہی مین اسکو بجا لاؤنگا اور مین بخوشی کہتا ہون کہ جسکو یہ منظور نہو وہ میرے
لشکر سے نکل جاوے یہ کلمہ سنکر ان سب نے عرض کیا کہ یہ تو دین حق ہی اگر کسی بت کو بھی آپ
سجدہ کرتے تو ہم بھی اسکو سجدہ کرتے یہ سنکر بہلول شیرشکار بہت خوش ہوا ہمراہ شاہزادہ
عالیوقار کے میدان کارزار سے روانہ ہوا اور بارگاہ مین حاضر ہوا اور عرض کیا۔ جو آپ کے
مذہب مین آئے اور آپکا دین متین اختیار کرے وہ کیا کہے۔ شاہزادہ نے اپنی زبان معجز
بیان سے کلمہ تلقین فرمایا جسکی وجہ سے کفر اسکے آئینہ دل سے دور ہوا اور نور اسلام نے اسکے دل کو نور سے

مملو کیا یہ خوش ہوا شاہزادہ نے خلعت نہایت پر زر اسکو مرحمت فرمایا اسنے عرض کیا کہ اس تابعدار
کو اجازت ہو کہ مین اپنی فوج کو اور اپنے اہل شہر کو کلمہ حق تعلیم کرون - شاہزادہ نے اجازت دی یہ اپنا
اپنے قلعہ مین سبکو جمع کرکے اسنے کلمہ حق سب کی زبان سے جاری کرایا - کل مردان فوج مع رعایا
سب خدا پرست ہوے اور توپین سیجہ دون کی چلگئین صدا اللہ اکبر کی ہر طرف سے بلند ہونے
لگی اور یہ سوار ہوکر بخدمت شاہزادہ بدیع الملک روانہ ہوا - اب یہان شاہزادہ بدیع الملک
نے بیابان گرد اباد کو مثل آئینہ کے شفاف اور صاف کیا اور راہ خانہ کعبہ ادھر سے پیش تھی
ہے - سابق مین عرض کیا ہے کہ جب سے خواب انھون نے دیکھا ہے اسوقت سے انکا دل نہایت بے چین ہے
کہ چل کر مین زیارت صاحبقران اول و دوم کی کرون کہ ہرکارون نے خبر دی کہ بہلول فرشتہ
آئین اسلام کو جاری کرکے بخدمت حضور آ پہونچا ہے - آپ نے سردارون کو براے استقبال
روانہ کیا - سردار اسکو بہت اچھی طرح سے لائے اور یہ داخل بارگاہ ہوا اور بعد سلام و تسلیم کے
اسنے عرض کیا کہ مین نے قلعہ سکندریہ مین بنا دعوت حضور مع لشکر کے کی ہے کیونکہ یہ صحرا ہے
اور وہ قلعہ مستحکم ہے آپ وہان تشریف لیچلیے - شاہزادہ نے قبول فرمایا اور کہا کہ بہتر ہے - شاہزادہ
نے فوج کو حکم دیا کہ سب چلو - غرضکہ شاہزادہ مع اپنی فوج کے داخل قلعہ ہوا اور قلعہ اسکا پسند
دیکھکر نہایت خوش ہوا اور جب سب سردار نامدار و امراء عالیمقدار اپنی اپنی جگہون پر نشستہ ہو چکے
اسنے سامان عیش جو باہم کیا تھا لینے شراب خانہ ساز ساقی کو دی اور کہا کہ جام چلے - غرضکہ جام
متواتر چلنے لگے اور صدا نوشا نوش اور نوشا لاش کی بلند ہوئی طوائفان خوش جمال نے اپنا اپنا
کمال باری باری دکھانا شروع کیا اور ہر دل کو محظوظ و خورسند کرنے لگین - غرضکہ شاہزادہ عالی
مرتبت بہلول کی اطاعت سے نہایت ہی خوش ہوے اور اسکو خلعت سپہ سالاری لشکر
عنایت فرمایا اور اسکے پایہ تمام اور بھی فوج علاوہ اس فوج کے کی - اب اسنے عرض کیا کہ خاصہ
طعام تیار ہے کیا حکم ہوتا ہے - شاہزادہ نے فرمایا کہ بھائی کیا کوئی ہم کو عذر ہے کہ تو برادر ہمارا ہے ہم کو
نہین قبول ہے - یہ کہکر مع اپنے سردارون کے آپ تشریف لائے اور خضران سے فرمایا کہ آؤ کھانا
کھاؤ دیکھا تو خضران روٹھے ہوے ہین برق ثانی نے کہا کہ حضور یہ چوتھی سے کے دولہا ہین
یہ کھانا بغیر کچھ لیے ہوے نہ کھائینگے - شاہزادہ اس کلام پر ہنس پڑا اور فرمایا کہ مجھے یاد آیا کہ
مین نے لاکھ روپیہ کے دینے کا اقرار کیا تھا اور یہ اسی وقت آپ نے روپیہ دلوا دیا اور پھر بہتر کو
شریک کرکے سب نے کھانا کھایا اور فراغ حاصل کیا - اب اس قلعہ مین شاہزادہ مقیم ہے انتظار
بادشاہ اسلام کر رہا ہے - اور یہان سے

چند کلمے داستان شوکت بیان صاحبقران عالیشان کے بیان کیے
جاتے ہین - اس طور سے کہ امیر ثالث بعد فتح قلعہ اسکندریہ قلعہ مذکور مین قیام
پذیر ہین اور انتظار بادشاہ اسلام کا کر رہے ہین اسی حالت مین پہونچنا
جبیس آفتاب پرست کا اور جمع ہونا کل نقابدارون کا چو طرف نہ طاق کے

چلے تھے اور بعد مارے جانے برجیس آفتاب پرست کے آپس میں آزمایش زور و طاقت ہو کر ہر ایک کا حال کھلنا اور باہم دگر ملنا۔ باقی حالات متعلق داستان ہذا۔ مخمسہ

فکر میں تیرے ہی تھا جو عاشق بیچارہ تھا
دیدہ تھا حیرت زدہ خود گم دل صد پارہ تھا
وصل کا خواہاں کبھی گہ در پئے نظارہ تھا
منتظر یہ جستجو میں تھا تو وہ آوارہ تھا
شیفتہ تیرا ہی تھا جو ثابت و سیارہ تھا

اک تماشا ہے تو آنکھ آنسو رونے کی ہیں
آرزو ہجران دل حیران کے کھونے کی ہیں
بس ہوس ہے آبرو سے ہاتھ دھونے کی ہمیں
ہے جو حسرت تو سراپا چشم ہونے کی ہمیں
حاصل اس آئینہ خانے میں فقط نظارہ تھا

تھا کبھی معشوق اپنا بھی کوئی مہر و ستم
دیکھ کر یہ حال بڑھتا ہے اپنا اور غم
کیوں نہ یاد آئیں وہ باتیں کیوں نہ ہو دل کو الم
جب شب مہ میں چکور اڑتا ہے مر جاتے ہیں ہم
چاندنی کا اپنے بھی تارا کوئی رخسارہ تھا

جی جو گھبراتا تھا ہیر دوری دلدار میں +
تھا سماں ہر سو کی جھڑی کا آنسوؤں کے تار میں
جوش زن تھا خون دل گیا دیدہ خونبار میں
کھول کر دل جب میں روتا تھا فراق یار میں
چشم تر تسبیح تھی ہر موئے مژہ فوارہ تھا

کس کی چشم تر نے دی دریائے اخضر کو شکست
آنسوؤں کی فوج سے موجوں کے لشکر کو شکست
خون دل کے قطروں سے ہر ایک گوہر کو شکست
سیل گریہ نے یہ دی تھی سمندر کو شکست
جو حباب آیا نظر اک داغ گوش نقارہ تھا

ہر جگہ ہوتی ہے انسان کی تواضع ای فلک
سب ہی کو لازم ہے مہمان کی تواضع ای فلک
ہو گدا کی یا کہ سلطان کی تواضع ای فلک
ایک شب تو وصل جانان کی تواضع ای فلک
چار دن مہمان تیرے گھر میں بیچارہ تھا

ہوش اڑ کے آیا سیہ کاری کا اپنے دھیان جب
مجھ سے غم کس دن نہیں مجھکو ہوئی بزم طرب
معطلت قہر الٰہی سے ہوا میں رند کب
روز و شب کے حال کا لکھتا تھا گرچہ روز و شب
کاتب اعمال میری ڈیوڑھی کا ہرکارہ تھا

اب مجھے معلوم سارے عشقبازی کے طریق
بچپنے ہی سے مرے سودا و وحشت میں رفیق
میں ہوا پیدا محبت کا لیے جام رحیق
ابتدا ہی سے جنون عشق کامل تھا رفیق
شاخ گل بید مجنون سے مرا گہوارہ تھا

وحشت دل کا بیان کرتا کسی سے میں تو کیا
صورت دل کا بیان کرتا کسی سے میں تو کیا
کلفت دل کا بیان کرتا کسی سے میں تو کیا
حالت دل کا بیان کرتا کسی سے میں تو کیا
عشق میں اک مشغلہ [illegible] سی پارہ تھا

گو تعارف تھا بہت کچھ قیس مجنون سے ہمیں
لیکن اب پایا گیا حال دگرگوں سے ہمیں +
آگہی تھی خوب اس شیدا و مفتوں سے ہمیں
یہ ہوا ظاہر [illegible] مجنون سے ہمیں

اپنا دیوانہ تھا اپنے واسطے آوارہ تھا

رات دن ملنے رنج و غم اپنی جدائی میں نہ پوچھ
شدت درد و الم اپنی جدائی میں نہ پوچھ
ہمیشہ جو گزرے ہے ستم اپنی جدائی میں نہ پوچھ
حال اپنا اے صنم اپنی جدائی میں نہ پوچھ
سینہ وہ تھا ہمارا اور سنگ خارہ تھا

اس طرف ناگہ جو موڑ اس نے محبت لیگیا
اشتیاق قتل مجکو بعد مدت لیگیا
جتنے تھے جانباز سب پر گوئے سبقت لیگیا
کوچۂ قاتل میں جب شوق شہادت لیگیا
سر تھا گردن پر اپنی بار صد پشتارہ تھا

طرح تھا کا شور کلمہ کا وہ غل ہر بار کا
جمع تھیں فوجیں کی فوجیں وقت تھا دربار کا
شادمانی کی خبر دیتا تھا غم مجھ زار کا
میلنا سر میرے ماتم میں عزیز و یار کا
قلعۂ تیغ تھا کہ تیغ کا نقارہ تھا

در پے آزار ہی میرے رہے یہ اہل کین
جسکو پہلو میں جگہ دی چٹکیاں ہی سینے لیں
پاس نے راحت کسی کے ہاتھ سے پائی نہیں
اہل عالم سے ہمیشہ آتش ایذا میں ہوں
مردم دنیا کے ہاتھوں میں دل صد پارہ تھا

نقشہ نویسان معرکہ جدال و صورت کشان عرصۂ قتال اشہب کلک کو میدان قرطاس پر جولان کرکے اسطرح واقعات کی صورت نمائی کرتے ہیں کہ جب صاحبقران ثالث یعنی بدیع الملک قلعہ اسکندریہ کو فتح کر چکے اور بہلول شیر دل بھی مطیع ہو گیا تو اسنے بڑی دھوم سے صاحبقران کی دعوت کی اور عرض کی کہ جبوقت تک بادشاہ اسلام تشریف لائیں حضور اسی مقام پر قیام فرمائیں کہ یہ جگہ نہایت دلچسپ ہے امیر ثالث نے عرض بہلول شیر دل کی قبول فرمائی اور بانتظار بادشاہ اسلام قیام پذیر ہوے اب خبریں آتی جاتی ہیں کہ بادشاہ اسلام چند ہی روز میں یہانتک پہونچ جائینگے چونکہ لشکر بے شمار ظل اللہ کے ہمراہ ہے اسوجہ سے منزل پر جلد پہونچنا توقف سے خالی نہیں ہے ایک روز بہلول شیر دل نے عرض کی کہ یہان سے قریب اک صحرا ہے وہان شکار بکثرت ملتا ہے اگر مناسب ہو تو جبتک ظل اللہ تشریف لائیں آپ سیر و شکار میں مصروف ہو کر دل بہلائیں۔ امیر باتوقیر نے ارشاد کیا کہ اے بہلول اصل یہ ہے کہ ؎ زندگی زندہ دلی کا ہے نام + مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں + طلسم نہ طاق میں آکر وہ وہ عزیز بچھڑ گئے ہیں اور ایسے ایسے رفیق درجۂ شہادت پر فائز ہوئے ہیں کہ جنکی تصویریں آنکھوں کے نیچے پھر رہی ہیں اور کوئی دم یاد انکی میرے دل سے نہیں بھولتی ہے آیا حضرت انجم طلعت کو یاد کرکے روؤن یا امیر لنڈہان کے لیے آنسو بہاؤن یا اسکے بیٹوں جوان فرزندون کو یاد کرون۔ اسطرح کا ایک صدمہ ہو تو انسان کو انسان شیر پنجہ دیتا ہے نہ کہ ایسے ایسے ہزار ہا داغ دلپر ہیں اگر تمہارا دل شکار کی طرف راغب ہے تو جاؤ میں تمکو اجازت دیتا ہون مگر مجھے یہین رہنے دو۔ بہلول شیر دل نے عرض کی کہ پھر میرا جانا عبث ہے اور بالکل بے محل اسلیے کہ جب آپ نہ تشریف لیجائیں تو میں جاکر کیا کرون۔ صاحبقران نے دیکھا کہ اسکا دل شکار کی جانب بہت راغب ہے مگر میری وجہ سے یہ اپنے ارادے کو فسخ کرتا ہے۔ فرمایا کہ تمہارے سر کی قسم اے بہلول تم جاؤ بلکہ کچھ شکار بادشاہ کے لیے بھی بھیجدینا۔ یہ سنکر بہلول نہایت خوش ہوا اور پانچ سو سوار اپنے ہمراہ

لیکر برائے شکار روانہ ہوگیا۔ روزانہ شکار خدمت صاحبقران مین بھیجا کرتا تھا۔ ایک روز امیر باتوقیر
فصیل قلعہ پر تشریف فرما تھے کہ جانب صحرا سے تق گرد غلیظ بلند ہوا۔ ہرکارے واسطے دریافت
حال کے روانہ ہوئے بعد کچھ دیر کے آکر عرض کی کہ برجیس آفتاب پرست کوئی کافر پیدا ہوا ہے کہ
وہ دعوائے خداوندی کرتا ہے لشکر اسکا اس طرف چلا آتا ہے۔ یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل کشے
سے نوسو علم ہائے آفتاب پیکر سنہرے پھریرے کھلے ہوئے انپر تعریف نیر اعظم آفتاب تابان
کی بخط سرخ تحریر۔ بڑے بڑے پہلوان علم اٹھائے ہوئے فیلان مست پر سوار باجے بجتے ہوئے
علموں کو جلوہ ملتا ہوا الغرض یا خداوند آفتاب تابان و یا خداوند برجیس کہتے ہوتے ہوئے نکلے جلوس
وہ سب کے سامنے قلعہ سکندریہ کے پہونچے تو لشکر اتر پڑا بارگاہین برپا ہونے لگین۔ بازار
لشکروں کے کھل گئے کٹورہ کھنکنے لگا تمام صحرا فوجوں سے مملو ہوگیا۔ جہان تک نظر کام کرتی تھی
سوائے آدمیوں کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ آخر میں سواری برجیس آفتاب پرست کی نہایت عظمت
شان سے آئی پہلے جلوس سواری گذرا بعد اسکے دیکھا کہ برجیس آفتاب پرست نقاب چہرہ پر
ڈالے ہوئے تخت پر سوار چلا آتا ہے۔ صاحبقران غور سے اسکی جانب دیکھتے رہے جب وہ بھی
داخل بارگاہ ہوا تو امیر ثالث نے خواجہ خضران سے ارشاد کیا کہ بھئی اس راز کو دریافت کرو کہ آخر
یہ روپوشی اسنے کس سبب سے اختیار کی ہے۔ خضران نے کہا کہ مجھے معاف کیجیے ایک لاکھ اسکی اگر
بیک بچہ موجود ہے کسی اور سے کہیے آپکو معلوم ہے کہ مین بھی مثل داداصاحب کے دریا اور ساحر
اور نقابدار سے خوف کھاتا ہوں اور مثل انکے طماع نہین ہوں کہ روپیہ کے پیچھے جان دوں۔
نہین معلوم کیا اسرار ہے جو اسنے اپنے چہرہ نحس کو یون چھپا رکھا ہے۔ امیر نے فرمایا کہ تجھے اس سے
بحث نہین کہ تم آپ خبر لاؤ یا اور عیاروں سے دریافت کراؤ۔ اتنا معلوم ہوجانا چاہیے کہ اسکے
منھ چھپانے مین کیا بھید ہے تم شاہ عیاران ہو عیاروں سے حکم کرو۔ خواجہ نے عیاروں کو بھی
برائے دریافت حال روانہ کیا اور خود بھی جاکر دریافت کیا اور دوسرے روز صبح کو حاضر حضور
صاحبقران ہو کر عرض کیا کہ یا امیر اسکی روپوشی کا سبب ہے سنا ہے کہ صورت پر اسکے غازہ سحر لگا ہوا
ہے تاثیر اسکی یہ ہے کہ جو شخص برجیس کی صورت نحس پر نظر کرتا ہے بے اختیار ہو کر اسے سجدہ
کرتا ہے اور ہمیشہ کے واسطے مطیع ہوجاتا ہے۔ اس کافر نے یہ اتنی بڑی جمعیت اسی بنا جمع کی ہے
سنا ہے کہ ارژنگ بن زہر دثانی و چترنگ بن زہر دثانی بھی مطیع ہو گئے تھے مگر سنجوقہ کی
کی کارگزاری سے وہ تو نکل گئے اور اسکی بہن کو بھی لے بھاگے مگر میرے نزدیک بہن اسکی اگر
مردوں کے ساتھ لگ کر بھاگ گئی ہے کوئی معشوق ہے اس پر دو نا زنگاری ہین بلکہ
کسی عزیز کے حصہ مین آئی ہوگی کسیوقت حال اسکا آشکارا ہو جائیگا۔ اور اسکے ساتھ باپ اسکا
ارقماسپ جادو آفتاب بنا ہوا ابر مین پوشیدہ رہتا ہے بوقت ضرورت ظاہر ہوتا ہے اور
لشکر حریف کو دم بھر مین پھونک دیتا ہے۔ ہزار ہا ملکون کو تباہ کرتا ہوا چلا آتا ہے۔ اب اس
مقام پر پہونچا ہے اور ارادہ رکھتا ہے کہ آپ سے بھی مقابلہ کرے۔ بدیع الملک یہ سنکر نہایت
پریشان ہوئے اور کہا اے خواجہ ہم دیکھتے ہین کہ ابھی خانہ کعبہ تک پہونچنا تقدیر مین نہین ہے
خیر جو مرضی خدا کی۔ کہدو کہ لشکر ہمارا بھی اندر قلعہ کے ہے یہ بھی باہر نکلے اور بارگاہ سلیمانی
برپا ہو۔ حسب الحکم صاحبقران عالیشان اسی وقت بارگاہ سلیمانی برپا ہوئی اور سب سرداران

قلعہ کے نکلے۔ صاحبقران بھی داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے اُدھر برجیس آفتاب پرست نے
ایک روز تو آرام لیا دوسرے روز صبح کو پوچھا کہ اس قلعہ میں کون مقیم ہے۔ ہرکاروں کی زبانی
معلوم ہوا کہ صاحبقران ثالث طلسم نہ طاق کو فتح کرکے آئے ہیں اور اس قلعہ میں مقیم ہیں
اب ارادہ انکا خانہ کعبہ جانے کا ہے۔ یہ سنکر برجیس آفتاب پرست نے کہا کہ نامہ ہماری
طرف سے لکھا جائے مضمون نامہ یہ ہو کہ اے بدیع الملک میں نے سنا ہے کہ تمنے قدیم
طریقہ اہل دنیا سے ترک کرایا ہے اور سب کو خداے نادیدہ کا پرستار بنایا ہے۔ یہ اچھا نہ کیا خیر
گذشتہ را صلواۃ آیندہ را احتیاط۔ تمکو چاہیے کہ اب پرستش آفتاب تاباں کی اختیار کرو اور
مجکو سجدہ کرو کہ میں نائب خداوند آفتاب تاباں ہوں اگر خلاف اسکے کروگے تو سمجھ لو کہ ایک دم
اور ایک نفس میں کھڑے کھڑے تمہارے لشکر کو جھونک دونگا یا مطیع بنا لونگا اور تمہارے
بنائے کچھ نہ بنیگی۔ اور درصورت اطاعت تمکو اور ترقی دونگا اور اپنی جانب سے بھی صاحبقران
بناؤنگا۔ مجکو طریقے تم بندگان برگشتہ کے نہایت پسند ہیں جسوقت مضمون نامہ ختم ہوا دبیر نے
مسودہ بناکر پیش کیا برجیس آفتاب پرست نے نامہ پر مہر اپنی ثبت کرکے عنقا کے
دیو پیکر کو دیا اور کہا کہ جلد اسکا جواب باصواب لیکر خدمت خداوندی میں حاضر ہو۔ یہ سنکر
عنقا دیو پیکر اس نامہ کو لیکر چار پانچ سو سوار واسطے ہمراہی کے ساتھ لیکر روانہ ہوا۔
یہ خبر صاحبقران ثالث یعنی شاہزادہ بدیع الملک کو پہونچی چونکہ بدیع الملک کو زبانی
خضر ان کے معلوم ہوچکا تھا کہ برجیس آفتاب پرست کا فریب ہے اور اسنے سیکڑوں شہر
پھونک دیے ہیں خدا جانے کیا اسرار ہے کہ جو اسکے چہرہ پر نظر کرتا ہے وہ مطیع منقاد ہو جاتا ہے
ایسا نہو نامہ دار کے ساتھ کوئی کوئی بلا ہو اس لحاظ سے تمام اہل لشکر سے ممانعت کردی کہ
کوئی نامہ دار کو نہ روکے۔ اگر دو ایک سرداروں کو برائے استقبال بھیج دیا اور عنقا
دیو پیکر کے واسطے ایک دنگل آپ سے بچھوا دیا جسوقت عنقا دیو پیکر حاضر دربار ہوا
پکارا کہ سلام میرا ہو اس شخص پر جو برجیس آفتاب پرست کو نائب خداوند اور آفتاب کو
خداوند جانے۔ یہ سنکر اہل اسلام نے لاحول پڑھا۔ عنقا دیو پیکر سمجھا کہ انھوں نے
جواب سلام دیا۔ دلمیں نہایت خوش ہوا اور باشارہ صاحبقران دنگل پر بیٹھ گیا۔ صاحبقران
نے ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب دیا۔ عنقا دیو پیکر پی گیا جب نشہ شراب ناب
سے دماغ اسکا گرم ہوا پکارا کہ میں نامہ دار خداوند برجیس آفتاب پرست۔ فرمایا صاحبقران
نے کہ لاؤ نامہ پس عنقا دیو پیکر نے نذر نامہ دیدیا۔ صاحبقران نے نامہ کو پڑھ
مسکرا کر فرمایا کہ جواب نامہ ہماری طرف سے تحریر کیا جائے کہ اے برجیس آفتاب پرست
تو نے کیا نہیں سنا کہ کتنے کافروں نے قبل تیرے دعواے خداوندی کیا اور کیسے کیسے سامان
اُنکے ساتھ تھے کتنی کتنی بڑی اُنکی سلطنتیں تھیں لیکن آج اُنمیں سے کسیکا پتا بھی نہیں
سب کے سب انجام میں کس ذلت و خواری سے مارے گئے تو نے بھی وہی روش اختیار
کی۔ خدا کی دی ہوئی سلطنت پر ایسا بھول گیا کہ اپنے پیدا کرنے والے کو بھی بھول گیا۔ اس نشہ
کبر و نخوت کو دور کر ہوش اپنے درست کرکے چشم انصاف سے دیکھ اور اپنے پیدا کرنے والے
کے سامنے ان حرکات سے توبہ کر عبد ہوکر معبود نہ بن اور یہ بادشاہی بھی خدائی سے کم نہیں ہے

اگر تو راہ راست اختیار کریگا تو بین علاوہ تیرے ملکوں کے اور بھی بہت سے شہروں کی بادشاہت تجھے دونگا اور اگر اس بیہودہ گوئی سے باز نہ آئیگا تو دنیا اور عقبیٰ دونوں میں سزا پائیگا - جواب نامہ کا تحریر کرا کے عنقا سے دیو پیکر کے سپرد کیا اور خلعت دیکر رخصت کیا - عنقا سے دیو پیکر بہت شاد و خرم صاحبقران سے رخصت ہوکر بجانب بارگاہ جلیس آفتاب پرست روانہ ہوا - برجلیس آفتاب پرست کو دمبدم کی خبر ہرکاروں کے ذریعہ سے پہونچ رہی تھی برجلیس اخلاق صاحبقرانی پر وجد کر رہا تھا اور ظاہر کہتا تھا کہ بدیع الملک نے اپنے خدا وند کو پہچان لیا جو اسکے نامہ دار کی اسقدر عزت کی یقین ہر کہ وہ جسوقت صورت دیکھیگا فوراً مطیع ہوگا جو لوگ اسکے مطیع تھے وہ کہہ رہے تھے کہ بھلا کون ایسا صاحب جشم ہوگا - جو آپ سے خدا وند کو نہ پہچانیگا - بارگاہ برجلیس میں تو یہ باتیں ہو رہی تھیں اور عنقا سے دیو پیکر جواب نامہ لیے ہوئے خلعت پہنے خوشی خوشی لشکر صاحبقران سے نکلکر اپنے لشکر کی طرف چلا جاتا ہی کہ پہلو کی سمت سے گرد اڑی اور اس گرد سے کچھ لوگ آراستہ نظر آئے چنانچہ بہت سے آہو چیتل پاڑھے وغیرہ صید کیے ہوئے باندھے تھے - عنقا سے دیو پیکر نے جو دیکھا منھہ میں پانی بھر آیا کہا یہ کسکے صید کیے ہوئے ہیں - اُن لوگوں نے بیان کیا کہ بہلول شیر شکار مالک قلعہ اسکندریہ جو کہ اولاد رستم بن زال سے ہی اُسکے شکار ہیں واسطے نذر صاحبقران لیے جاتا ہی عنقا سے دیو پیکر نے کہا کہ یہ شکار لائق نذر خدا وند ہی جاؤ اور اپنے مالک سے کہو کہ نصف شکار ہم خدا وند کے واسطے لیے جاتے ہیں نصف تم بدیع الملک کے واسطے لیجاؤ - یہ کہکر نصف اُڑا لیا اور ہاتھی اپنے ساتھ لے لیے اور اپنے لشکر کی طرف بڑھا - یہ خبر بہلول شیر دل کو ہوئی کہ کوئی عنقا سے دیو پیکر نامی پہلوان کفار سے رسم ایلچی گری ادا کرنے آیا تھا اُسنے نصف شکار آپکا لے لیا اور کہا ہم نذر خدا وند کو لے جائینگے بلکہ آدھا شکار اپنے ساتھ لے لیا ہی - یہ سنتے ہی بہلول شیر دل آگ ہوگیا اور وہین سے باگ گھوڑے کی لی دیکھا کہ سامنے ایک دیو پیکر پانچ سو سوار سے چلا جاتا ہی لیکن بہلول شیر دل نے للکارا کہ او گیدی کہاں جاتا ہی میں آپہونچا - عنقا سے دیو پیکر نے باگ کو پھیرا - جسوقت سامنا ہوا تو بہلول شیر دل نے کہا کہ تو نے پہلوان ہوکر گیدڑ کا خاصہ پیدا کیا کہ پرائے صید کو کھانا چاہتا ہے جسطرح کہ شیر شکار کرے اور لومڑیاں کھائیں تو وہ اسطرح ملتا ہی کہ جب شیر کے آگے سے بچتا ہی تو گیدڑوں کو نصیب ہوتا ہی اسی طرح جب ہمارے یہاں شکار کیے ہوئے جانور تقسیم ہو لینگے اُسکے بعد بچا کھچا تجھے بھی ملجائیگا - یہ سنکر عنقا سے دیو پیکر غصہ میں آیا اور پکارا کہ او سرکش تینے تو میرے ساتھ نیکی کی کہ تیرا شکار خدا وند کی نذر کے لیے لیچلے تاکہ وہ تجھپر رحم فرماکر قلعہ تیرا تجھکو بخشدے اور تو یہ سخت کلامی کرتا ہی بہلول شیر دل نے کہا کہ او بیوقوف وہ تیرا خدا وند کیا ہی اسے جسکی خوشامد کروں انشاء اللہ ایک دن مثل اس شکار کے وہ بھی شکار ہوگا - بس یہ سنکر عنقا سے دیو پیکر کو تاب نہ رہی اور اُس نے نیزہ اپنا بہلول شیر دل کے حوالے کیا - بہلول شیر دل نے جلدی سے ترچھے ہوکر وار اُسکا خالی دیا اور اپنا برچھا سنبھالا دونوں میں نیزہ بازی ہونے لگی چند ہی طعن میں بہلول شیر دل نے نیزہ ہاتھ سے عنقا سے دیو پیکر کے نکالدیا - عنقا سے دیو پیکر کی نگاہوں میں زمانہ تیرہ و تار ہوگیا - پکارا غضب کیا

تو نے کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکال لیا مگر کچھ پروا نہیں اسلیے کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی
حمال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات عالم کہتے ہیں یہ کہکر تلوار ماری - بہلول
شیردل نے نگاہ تلوار کے دھار سے لڑا دی اور جیسے ہی تلوار قریب آئی ہاتھ بند دست پر
ڈال دیا اور ایسا جھٹکا مارا کہ عنقاے دیوپیکر سا سردار اپنا بند سے مٹھ سنبھال صدر کب پر آرہا
پس بہلول نے دوسرا ہاتھ دراز کرکے اور کمر تیغ کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو خانہ زین سے
اٹھا لیا اور اسی طرح ہاتھ پر بلند کیے ہوئے خدمت میں صاحبقران کے حاضر ہوا اور شکار بھی
اپنے چھین لایا ہمراہیان عنقاے دیوپیکر رنجیدہ طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے - یہاں
صاحبقران نے بہلول شیردل سے عنقاے دیوپیکر کو لیکر خلعت دیا اور خواجہ خضران کو
ساتھ کرکے پاس برجیس آفتاب پرست کے بھیجدیا - پہلے برجیس کو یہ خبر پہونچی کہ کوئی
بدیع الملک کا شکار لیے چلا آتا تھا عنقاے دیوپیکر نے وہ شکار چھین لیا یہ سنکر وہ سردار اسکو
لڑا اور عنقاے دیوپیکر کو پکڑ لیگیا - برجیس آفتاب پرست کو کمال رنج ہوا بعد اسکے یہ خبر
پہونچی کہ صاحبقران نے اسکو خلعت دیکر رہا کردیا ہے اور اپنے مصاحبین سے کہ رفیق خواجہ خضران
کو برائے حفاظت ساتھ کرکے بھیجا ہے خواجہ عنقاے دیوپیکر کو لیے ہوئے آتے ہیں یہ سنکر
برجیس آفتاب پرست نہایت خوش ہوا اور اخلاق صاحبقرانی کی تعریف کی اور کہا کہ اگر
یہ بندہ راہ راست پر آگیا تو اس سے بہتر کوئی بندہ ہوگا - اتنے میں خواجہ خضران عنقاے
دیوپیکر کو لیے ہوئے پہونچے - برجیس آفتاب پرست نے اندر بارگاہ کے طلب کرلیا - خواجہ
کو پہلے تو تامل ہوا کہ ایسا نہو وہ ملعون بے نقاب بیٹھا ہو اور میں صورت منحوس اسکی دیکھکر اپنے
آقا سے برگشتہ ہو جاؤں - پھر یہ خیال ہوا کہ اگر نجاؤنگا تو یہ برجیس اپنے دل میں کہیگا کہ رفیق
صاحبقران مجھسے ڈر گیا - بسم اللہ کہکر داخل بارگاہ ہوئے دیکھا کہ برجیس چہرہ پر نقاب
ڈالے بیٹھا ہے - خواجہ نے سلام کیا - برجیس آفتاب پرست نے خواجہ کو بیٹھنے کا حکم دیا
خواجہ بیٹھ گئے اور پیام بدیع الملک کا پہونچایا کہ صاحبقران نے ارشاد کیا ہے کہ تمہارے سردار
نے بہت زیادتی کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ زیر ہوکر اسیر ہوا مگر چونکہ یہ برسم ایلچی گری آیا تھا اسلیے
میں نے اسکو تمہارے پاس بھیجدیا ہے اور مجکو برائے حفاظت ساتھ کیا ہے - یہ سنکر برجیس نے
کہا کہ کیا تم تمام سرداران لشکر اسلام سے زبردست ہو جو تمہیں برائے حفاظت ساتھ کیا
خواجہ خضران نے کہا کہ میں تو زبردست نہیں ہوں مگر صاحبقران زبردست ہیں وہ اگر کسی
مور ضعیف کو بھی ساتھ کردیں تو وہ پیل مست سے زیادہ ہے - لوگوں نے برجیس آفتاب پرست
سے کہا کہ یا خداوند یہ بہت بڑے شخص ہیں ہر چند کہ یہ پہلوان نہیں ہیں عیار ہیں مگر
انکے آگے نہ پہلوان کی حقیقت ہے نہ ساحر کی یہ اس شخص کے پوتے ہیں جسنے پہلے
خداوند لقا نے بے لقا کی داڑھی مونڈ ڈالی اور اسکے منہ پر موتا مگر خداوند لقا انکا کچھ بھی
نہ کرسکے یہ بھی اسی طرح جامع الکمالات ہیں ابھی خداوند لقا کے اوصاف سے آگاہ نہیں ہیں
اور علم موسیقی میں تو انکا مثل و نظیر قاف سے تا قاف نہیں ہے - گانا اسکا سحر کی تاثیر رکھتا ہے
یہ برجیس آفتاب پرست نے خواجہ سے کہا کہ کچھ علم رمل و نجوم کو بھی تمنے حاصل کیا ہے خواجہ
نے کہا حسب ضرورت جانتا ہوں اگر کوئی شخص گم ہوگیا ہو تو اسکا پتا بتا دیتا ہوں - دن

اچھے بُرے بچار لیتا ہون بدحالی خوش حالی کی خبر دیتا ہون مگر افسوس ایسے ناقدرے کے ہاتھ
ہون کہ مجھکو کون خرتا ہون۔ برجلیس آفتاب پرست نے کہا کہ تم ہمارے پاس رہا کرو ہم تمکو مالا مال
کر دینگے۔ خواجہ نے فرمایا کہ ابھی مین بدیع الملک کا ساتھ نہین چھوڑ سکتا اسلیے کہ دنیا کیا کہیگی
اور آپ کو بھی مجھپر کیونکر اعتماد ہوسکتا ہی کہ جسنے اپنے ایک مالک سے دغا کی وہ ہمارے ساتھ
کیا کریگا۔ برجلیس آفتاب پرست نے کہا تمنے مجکو سجدہ کیون نہ کیا۔ خواجہ نے فرمایا کہ مجھے سجدہ
کرنے مین بھی عذر ہی کہ جسوقت بدیع الملک سجدہ کرینگے پھر مجھے بھی کوئی عذر نہوگا اور بے
سجدہ کرنے مین میرے لیے بدنامی ہی اور آپکا کوئی فائدہ نہین۔ دیر آید درست آید چونکہ برجلیس
آفتاب پرست کے دل کو ملکہ ثریا سے سیتمن کی اوسنے پریشان کر رکھا تھا اور اسکو فکر تھی کہ
نہین معلوم ہون پر کیا گزری اور علاوہ اسکے خواجہ کے گانے کا بھی اشتیاق تھا۔ خواجہ سے کہا کہ
آج تم یہین قیام کرو کل ہی جانا حضرت نے کہا کہ مجھے کوئی عذر نہین لیکن اتنا ہونا چاہیے کہ
صاحبقران کو اطلاع اس بات کی ہو جاے کہ مجھے آپنے روک لیا ہی مین اپنی خوشی سے
نہین ٹھہرا ہون برجلیس آفتاب پرست نے کہا کچھ مضائقہ نہین مین صاحبقران پاس اسیوقت کہلا بھیجتا ہون
لیکن تمھارے وہان کوئی حرج تو نہوگا۔ خواجہ نے کہا نہین میرے ہزاردن ہان موجود ہین برجلیس نے
اک نامہ تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ عیار آپکا میرا مہمان ہی چونکہ آپنے انتہا کے خلق و مروت کو کام دیا
اگرچہ خطا عمداً دیو سپیدی کی تھی مگر اسکو رہا کرکے میرے پاس بھیجدیا مین نہایت خوش ہوا
آپکے عیار کو مین کل صبح کو آپ پاس بھیجدونگا۔ یہ نامہ ایک سردار کو دیکر روانہ کیا جسوقت نامہ
صاحبقران کو پہونچا اور بدیع الملک مضمون نامہ سے آگاہ ہوے خاموش ہو رہے۔ ایلچی کو
خلعت دیکر رخصت کیا اسلیے کہ صاحبقران کو معلوم تھا کہ حضرت خالی پھرنے والا نہین ہے
بہت کچھ برجلیس آفتاب پرست سے لے مریگا۔ وہان برجلیس آفتاب پرست نے محفل عیش
آراستہ کی اور صحبت تخلیہ کی ہوئی چند مصاحب خاص برجلیس کے اس صحبت مین شریک تھے
پہلے دو ایک کانیین گاکر رخصت ہو گئین بعد اسکے حضرت سے کہا گیا کہ خواجہ تمھارے گانے
کی بیحد تعریف سنی ہی اور مجکو نہایت اشتیاق ہی کہ تمھارا گانا سنون حضرت نے کہا کہ جو کچھ
مجھے آتا ہی سنا لیے دیتا ہون۔ یہ کہکر خواجہ نے گانا شروع کیا۔ غزل۔

وہ دل کا شیشہ کہ جسپر غرور تھا مین نے لیا
اسے وہ کہتے ہین پھر سے غرور مین نے کیا

سب آج خاک تمھارا غرور مین نے لیا
دکھایا آئینہ تمکو قصور مین نے کیا

کرم یہ اُسکے نہ کیا کیا غرور مین نے کیا
یہ لطف بخشے یا جو قصور مین نے کیا

کہا جو تونے دل ناصبور مین نے کیا
بتادے تو ہی کہ پھر کیا قصور مین نے کیا

نگہ اُٹھا کے اشارے بھی غیر سے نہ کیے
کسیکو بزم مین اتنا غیور مین نے کیا

تری طرف سے دلاسے دیے تسلی دی
بہت خیال دل ناصبور مین نے کیا

مری وفا نے بتائے جفا کے ڈھنگ تمھین
سکھا کے ناز و ادا رشک حور مین نے کیا

جواب سخت نزاکت سے دے کے پھر کہنا
تمھارا شیشہ دل چور چور مین نے کیا

تمام قصہ کہا اسنے اپنے جلنے کا +
جو دل سے اپنے کبھی ذکر طور مین نے کیا

ادا سے لیکے مرے دل کو تم مکر گئے تھے
اب اعتبار تمھارا ضرور مین نے کیا

اٹھا دیا اسے دیکر فلک نے رنج و ملال
نہ کوئی عجب محبت مین مجھ سا چھپ سکا
پھڑک کے کہتی ہی ہر وقت آتش غم ہجر
ادا سے اور وہ روٹھے مرے منانے پر
تری طرف سے کبھی دل نہ بدگمان ہوا
عدو سے پوچھ کے یون مائل جفا ہونا
لیا جو بوسہ تو پھر خوب گالیان کھائین
ملال دل مین نہ لایا کبھی محبت مین
دکھا دیا جو کسی بت کو ہمنے بولا شیخ
جگہ دی آنکھون مین مہمان تمھین کیا دل مین
نہ منھ لگاتے نہ گستاخ اسقدر ہوتا
نہان تھا ہمین جو اظہار عشق کا سیلہ
لگا دکیون نہ لڑائی لڑا کے اسیر
کسیکی یاد کسی کے خیال مین شب ہجر

جو دل مین جمع نشاط و سرور مین نے کیا
یہ ارادہ ہی کہ جب یہ عبور مین نے کیا
تمھارے سینے کو آخر تنور مین نے کیا
قصور مجھسے ہوا کیسر قصور مین نے کیا
جو وہم بھی کبھی آیا تو دور مین نے کیا
خیال و پاس وفا اب ضرور مین نے کیا
سزائین اسکی ملین جو قصور مین نے کیا
اس آئینہ کو کدورت سے دور مین نے کیا
قصور مجھ سے ہوا ذکر حور مین نے کیا
تمھارے پاس سے رنجش کو دور مین نے کیا
قصور تمنے کیا یا قصور مین نے کیا
زبان سے حرف شکایت کو دور مین نے کیا
قصور کچھ نہ کیا یہ قصور مین نے کیا
کمال خواب کو آنکھون سے دور مین نے کیا

دیر تک خواجہ خضران گاتے رہے کچھ ایسا اثر برجیس آفتاب پرست پر ہوا کہ روتے روتے نقاب بھیگ گئی خواجہ نے گانا موقوف کیا اور برجیس کی طرف مخاطب ہوکے کہا کہ آپ کی حالت نے مجھپر ایسا اثر کیا کہ بیچین کر دیا آپ کو کون ایسا غم ہی۔ برجیس آفتاب پرست نے کہا کہ تمکو تو علم نجوم و رمل مین بھی کمال ہی تمھین بیان کرو۔ خضران نے کہا کہ ہان پڑھا تو تھا لیکن ترک کر دیا۔ مین غور کرتا ہون۔ یہ کہکر کچھ دیر سوچے۔ چونکہ برجیس آفتاب پرست کے حالات انھون نے پہلے ہی دریافت کر لیے تھے بیان کیا کہ معلوم ہوتا ہی آپ کو اپنے کسی عزیز کی مفارقت کا رنج ہی اور وہ عزیز نہایت قریب کا ہی جیسے ایک درخت کی دو شاخین ہوتی۔ اور زہرہ کا خانہ ملال مین ہونا بتا رہا ہی کہ وہ عورت ہی کیا عجب کہ آپ کی بہن آپ سے جدا ہو گئی ہو۔ بس یہ سنا تھا کہ تمام حاضرین اچھل پڑے اور وجد کرنے لگے۔ برجیس آفتاب پرست بھی نہایت خوش ہوا اور بولا کہ خواجہ واقعی مین جیسی تمھاری تعریف سنی تھی اس سے بڑھکے پایا۔ خضران نے ایک آہ سرد بھری اور کہا کہ افسوس کوئی قدردان نہ ملا ورنہ ایسے ناقدرے کے یہان کیون پڑے ہوتے۔ برجیس آفتاب پرست نے کہا کہ پھر ہمارے یہان کیون نہین چلے آتے ہو حمزہ کا ساتھ چھوڑ دو مین تمکو دہ چند تنخواہ دونگا اور تمھاری بہت عزت کرونگا۔ یہ سنکر خواجہ خضران نے کہا کہ اب تو وہ زمانہ قریب ہی کہ آپکے اور صاحبقران کے معاملہ یکسو ہو جائیگا اسوقت مجھے کوئی عذر نہ ہوگا آج اگر مین حمزہ کا ساتھ چھوڑ کر آپکا ساتھ دونگا تو زمانہ مجھکو نمکحرام کہیگا اور آپ خود کیا خیال کرینگے۔ برجیس خاموش ہو رہا مگر اور لوگون نے پوچھا کہ خواجہ یہ تو بتایئے کہ جو شخص جدا ہوا ہی وہ کبھی ملیگا بھی یا نہین۔ خواجہ نے کہا کہ گذشتہ احکام کا بتا دینا آسان ہی لیکن آئندہ کی نسبت حکم لگانے مین موکلون کو بہت کچھ بھینٹ دینا ہوتا ہی جب وہ سچا حکم بتاتے ہین۔ برجیس آفتاب پرست نے کہا کہ جو کچھ صرف ہوگا مین دینے کو موجود ہون لیکن سچ سچ معلوم ہو جائے

خواجہ نے تاڑ لیا کہ یہ رنگا ہوا سیار ہی اسمین ذاتی مادہ کسی طرح کا موجود نہین ہی۔ غرضکہ موکلون کے
بہانے خواجہ نے بہت سا روپیہ برجلیس سے لیا اور کہا کہ میرا نام طمع مین بہت بدنام ہی لہذا مین
آپ کے سامنے روپیہ تقسیم کیے دیتا ہون یہ کہکر مٹھی بھری اور کہا کہ لو میان شبراتی یہ تمھارا حق ہی
لو میان جمعراتی یہ تمھارا حصہ ہی یہ کہتے جاتے ہین اور مٹھیان بھر بھر کے ہاتھ بڑھاتے ہین اور اس
چالاکی سے داخل زنبیل کر لیتے ہین کہ کسی کو ثابت بھی نہین ہوتا کہ روپیہ کہان گیا۔ سب نے کہا کہ
واقعی ہین جو لوگ آپ کو لالچی بتاتے ہین محض اتہام کرتے ہین۔ غرضکہ خواجہ نے سب روپیہ
نذر زنبیل کر لیا اور بعد کچھ دیر سکوت کرنے کے برجلیس آفتاب پرست سے کہا کہ ملکہ زندہ و
سالم موجود ہی اور ابھی تک اسکی عصمت مین بھی فرق نہین آیا ہی لیکن نہایت پریشان ہی
اگر کچھ صرف اور گوارا کرو تو آج رات ہی کو مین اک عمل پڑھون اگر آج کے تیسرے روز ملکہ نہ
آجاے تو مجھے خضران نہ کہنا۔ برجلیس آفتاب پرست نے کہا مضایقہ نہین روپیہ کہیے مین دون۔
خواجہ نے اس بہانے سے بھی کئی ہزار اشرفیان لیکر نذر زنبیل کر لین اور کہا کہ اب مین رخصت
ہوتا ہون۔ برجلیس نے کہا کہ خواجہ اب کل عمل پڑھنا آج رات ہی کتنی باقی رہگئی ہی۔ خواجہ
نے کہا جیسی آپ کی خوشی ہو مین ہر وقت مین موجود ہون۔ غرضکہ رات خواجہ نے اسی مقام
پر گانے بجانے مین گزاری صبح کو برجلیس آفتاب پرست سے رخصت ہوے۔ برجلیس نے
اصرار کیا کہ عمل نہین پڑھتے۔ خواجہ نے کہا کہ عمل کے واسطے صحرا نیت کی ضرورت ہی اگرچہ
یہ بھی صحرا ہی شہر نہین ہی لیکن کثرت مردم سے جو بات شہر مین حاصل ہوتی ہی وہی اس
صحرا مین حاصل ہی۔ لہذا یہان عمل کا پڑھنا مناسب نہین معلوم ہوتا ہی۔ برجلیس نے کہا
کہ بعد عمل خوانی کے پھر مجھسے آکر ملیے گا۔ خواجہ نے فرمایا کہ ضرور ملونگا۔ القصہ چلتے وقت برجلیس
نے خواجہ کو خلعت دیا اور بہت کچھ نذر و جواہر دیکے رخصت کیا خواجہ نے مال موذی نصیب غازی
کہکے سب رقم داخل زنبیل کی اور وہان سے لشکر بدیع الملک کی طرف روانہ ہوے بدیع الملک
نماز صبح ادا کرکے بیرون بارگاہ ٹہل رہے تھے کہ خضران نے پہونچکر سلام کیا اور عرض کی کہ
بدیع الملک مین اپنی سعی کر چکا آپ آگے اقبال تمھارا ہی اگر خدا نے چاہا تو آج کے تیسرے روز
برجلیس آفتاب پرست تمھاری قید مین ہوگا۔ بدیع الملک نے پوچھا کسطرح اسکی کیا صورت
ہوگی۔ خواجہ خضران نے تمام کیفیت برجلیس کو اپنے سے راضی کرنے کی بیان کی اور کہا کہ کل
برق ثانی کو ثریاے سیمتن بنا کے یہان سے لیجاؤنگا اور برجلیس کو پکڑ لاؤنگا۔ یہ سنکے
بدیع الملک خاموش ہو رہے اور خواجہ خضران نے دوسرے روز یہ انتظام کیا کہ کچھ عیارون کو
اپنے ہمراہ لیکر طرف صحرا کے نکل گئے اور صورت اپنی اک سوداگر کی بنائی کچھ مال و اسباب تجارتی
زنبیل سے نکالکر بار کرایا اور برق ثانی کو سمجھا دیا کہ مین تجھے ثریاے سیمتن کی صورت بناتا ہون
اور برجلیس سے ملائے دیتا ہون اب اُسے گرفتار کر لانا تیرا کام ہی۔ برق ثانی نے عرض کی کہ
انشاء اللہ تعالیٰ اُسے ضرور اسیر کر لاؤنگا۔ غرضکہ خواجہ خضران اک تصویر بھی ثریاے سیمتن کی اپنے
ہمراہ لیتے آئے تھے اور برجلیس آفتاب پرست سے تصویر عمل پڑھنے کے بہانے مانگ
لائے تھے اس تصویر کو خواجہ نے نکالکر سامنے رکھا اور رنگ و روغن عیاری لگاکر صورت
برق ثانی کی ثریاے سیمتن کی ایسی بنائی اور لباس و وضع قطع کا پہناکر محافہ مین بٹھاکر

اپنے ساتھ لیا اور طرف لشکر برجلیس آفتاب پرست کے روانہ ہوے جسوقت قریب لشکر پہونچے
قافلہ کو اپنے اُسی جا چھوڑا اور آپ تن تنہا داخل لشکر ہوے سیر لشکر کی کرتے ہوے نزدیک
بارگاہ برجلیس کے پہونچے۔ چوبدار سے کہا کہ جاکر اطلاع دو کہ اک سوداگر حاضر ہی اور امیدوار
باریابی ہی۔ جسوقت چوبدار نے جاکر برجلیس آفتاب پرست سے بیان کیا برجلیس نے کہا
بلالو خضران سوداگر بنے ہوے سامنے پہونچے سلام کیا۔ برجلیس آفتاب پرست نے بیٹھنے
کی اجازت دی۔ خضران سلام کرکے بیٹھ گئے پوچھا برجلیس نے کہ تمھارا آنا کس طرف سے
ہوا اور نام تمھارا کیا ہی۔ خواجہ خضران نے بیان کیا کہ مجھے سواد شامی کہتے ہین ملک شام کا
رہنے والا ہون ابکی سفر دریا درپیش ہوا طوفانون کی سختیان اُٹھاتا ہوا قریب شہر خاقانیہ
کے پہونچا۔ بہت کچھ مال و اسباب میرا اس سفر بحری مین دریا برد ہو گیا مگر اک گوہر بیبہا
ایسا ہاتھ آیا کہ سب مال اسپر سے نثار تھا دیکھا مین نے کہ اک مقام پر کچھ عورتین ڈوب
رہی ہین مین نے جال پھینکوا کے اسمین سے چار عورتین نکالین باقی غرق ہو گئین۔ جب
ہواس اُنکے درست ہوے اور اُنسے حالات پوچھے تو معلوم ہوا کہ تین کنیزین اور ایک
سردار ہی۔ کنیزون کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ ملکہ ثریا سے سیمتن دختر خداوند آفتاب جادو
ہین مین نے اُنکو نہایت عزت کے ساتھ رکھا اور اُنسے وعدہ کیا کہ آپ پریشان نہون
مین آپکو آپکے بھائی سے ملادونگا۔ اسوقت سے مین نے راہ بدلی اور حضور کو دریافت
کرتا ہوا چلا بمشکل اس مقام تک پہونچا خیر شکر ہی کہ حضور کی ملازمت حاصل ہو گئی محنت
میری ٹھکانے لگی۔ برجلیس یہ سنکر نہایت خوش ہوا اور کہا کہ اے سواد شامی تونے
مجھپر بڑا احسان کیا خیر تجھسے بھی جو ہوسکیگا اسکا عوض تیرے ساتھ ایسا کرونگا کہ تو بھی خوش
ہو جائیگا۔ اب جلد ثریا سے سیمتن کو مجھے دکھا دے کہ بغیر اُسکے روح میری بیچین ہی سوداگر
نے عرض کی کہ قافلہ میرا صحرا مین اُترا ہوا ہی خیمہ مین فروکش ہین حضور تشریف لیچلین اور اپنے
ہمراہ لے آئین۔ یہ سنکر برجلیس آفتاب پرست اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا اور چند رفقا سے خاص
کو ہمراہ لیکر ساتھ سواد شامی کے اُس مقام پر آیا کہ جہان قافلہ سواد شامی کا اُترا ہوا تھا
دیکھا برجلیس نے کہ بہت بڑا قافلہ سواد شامی کے ہمراہ ہی اور اک خیمہ نہایت پُرتکلف برپا
ہی اُسمین دروازون پر چلمنین پڑی ہوئی ہین۔ ترک سوارون کا پہرہ ہی۔ سواد شامی نے بڑھکر
چلمن اُٹھائی اور برجلیس آفتاب پرست اندر اُس خیمہ کے داخل ہوا دیکھا کہ ملکہ ثریا سے
سیمتن مسند پر جلوہ افروز ہی اور دو کنیزین خاصہ ان سے کھڑی ہین اور ایک مورچھل
جھل رہی ہی۔ نظر جو ثریا سے سیمتن کی برجلیس پر پڑی اپنی جگہ سے اُٹھی اور بھیا کہکے
دوڑ کر لپٹ گئی اور ہچکیان مار مار کر رونے لگی۔ خواہر نے شکایت کی کہ آپ خداوندزادے
ہو کر بہن کو ایسا بھول گئے کہ بالکل خبر نہ لی نہ پتا۔ ایسی ہوتین نہ اپنی عزت ارژنگ بن مرد کے
ہاتھ سے بچاتین جان پر کھیل گئین دریا مین کود پڑین مگر جان کو آبرو پر سے قربان کر دیا اُنکی
زندگی تھی کہ قافلہ سوداگر کا آ گیا اور دریا سے نکالا۔ بہت سی ہمجولیان ڈوب گئین خیر ملکہ کی جان
بچگئی۔ ملکہ برجلیس سے لپٹی رو رہی تھی اور برجلیس آفتاب پرست ملکہ سے لپٹا رو رہا تھا دیر تک
یہی ہنگامہ برپا رہا ملکہ کسی طرح برجلیس سے علحدہ نہوتی تھی روتے روتے ہچکیان بندھ گئین

خواصین کہہ رہی تھیں کہ اے ملکہ آفاق یہ وقت خوشی کا ہے نہ کہ رنج کا خداوند نے یہ دن دکھایا کہ آپ
پھر اپنے بچھڑے ہوئے بھائی سے ملیں خدا کا شکر بجا لائیے ادھر برجیس آفتاب پرست
نے سمجھایا کہ اب وہ وقت مصیبت گزر گیا یہ ساعت خوشی کی ہے کہ پھر ہم تم یکجا ہوئے۔ غرضکہ
بمشکل خریا سے ملکہ علیحدہ ہوئی۔ برجیس آفتاب پرست محافہ ملکہ کی سواری کے واسطے
اپنے ہمراہ لیتا گیا تھا ملکہ کو محافہ میں سوار کیا اور اپنے ساتھ لیکر چلا۔ سوداگر سے کہا کہ کل
صبح کو تمھیں بلاؤنگا اسوقت حاضر ہونا تمہارا مال بھی خرید لیا جائیگا اور ملکہ کے بچانے کا صلہ بھی
ملیگا اطمینان رکھو۔ یہ کہکر برجیس مع محافہ ملکہ داخل بارگاہ ہوا تمام لشکر میں جابجا چرچا
ہونے لگا کہ آج ہماری ملکہ کو خدا پھر لایا حالانکہ کوئی امید ملکہ کے ملنے کی نہ تھی مگر خداوند
آفتاب جادو ایسا خداوند نہیں ہے جس سے کوئی پیش پا سکے اگرچہ اژ ژنگ بھی خداوندزادہ تھا
مگر ملکہ پر قابو نہ پاسکا۔ ہر طرف شادیانے بج رہے تھے ہر شخص حسب حیثیت خوشی کر رہا تھا
برجیس آفتاب پرست جو بارگاہ میں پہونچا ملکہ محافہ سے اتری جسقدر کنیزیں ملکہ کی اس مقام
پر موجود تھیں انھوں نے آکر گھیر لیا بلا گردان ہوئیں تصدق اترنے لگے۔ یہاں خواجہ خضران
کو بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ یقیناً ملکہ پر سے تصدق اتریگا یہ مال مفت ہاتھ سے جائیگا بس صورت
اپنی فقیر کی بناکر پہونچے اور دروازۂ بارگاہ پر شور کیا کہ ملکہ سلامت فقیروں کو بھی خوش کرو
ہر ایک ملازم نے حسب لیاقت فقیر کو دیا اور جسقدر تصدق ملکہ پر سے اترا تھا وہ سب بھی خواجہ
نے لیا اور وہاں سے واپس آکر پھر سوداگر بن کے بیٹھ رہے۔ ساتھ کے عیاروں نے پوچھا
کہ آپ کہاں تشریف لیگئے تھے انکو فقرہ دیدیا کہ لشکر کفار کی خبر کو گیا تھا کہ ایسا نہو حال میرا کھل گیا ہو
اور راز فاش ہو گیا ہو تو اور کچھ تدبیر کیجائے اب خدا سے دعا کرو کہ برق ثانی اپنے ارادہ
پر کامیاب ہو یہ کسیکو نہ معلوم ہونے پایا کہ خواجہ مال لوٹ کے لائے ہیں۔ الحاصل دوسرے
روز برجیس آفتاب پرست آکر دربار میں بیٹھا اور حکم دیا کہ جاکر سوداگر کو بلا لاؤ۔ لوگ گئے اور
آکر بیان کیا کہ خداوندزادہ نے یاد کیا ہے۔ سوداگر نے مال و اسباب جو مختلف شہروں کا
لوٹا ہوا زنبیل میں بھرا تھا پہلے سے نکال رکھا تھا اپنے ہمراہ لیکر طرف بارگاہ برجیس آفتاب
پرست کے روانہ ہوئے اجازت پہلے ہی سے ہو چکی تھی بغیر دریافت داخل بارگاہ ہوئے
سلام کیا۔ برجیس نے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ سواد شامی سلام کرکے بیٹھ گئے پہلے تو برجیس آفتاب
پرست نے ایک لاکھ اشرفی ملکہ کی خدمات کے صلہ میں دی بعد اسکے پوچھا کہ کیا کیا مال تمھارے
پاس ہے۔ سواد شامی نے فہرست مال کی پیش کی۔ برجیس نے فہرست پڑھکر کہا کہ مال سامنے
لاؤ۔ سواد شامی نے مال اپنا منگا کر دکھانا شروع کیا وہ وہ چیزیں برجیس نے دیکھیں کہ
کبھی نہ دیکھی تھیں۔ غرضکہ بہت سا مال خواہش سے اور بہت سا رعایتاً مول لیا بعد اسکے خلعت
رخصتانہ دیکر سوداگر کو رخصت کیا خواجہ سب مال و اسباب بیچ کر اور روپیہ نقد کرکے وہاں سے
مع قافلہ جانب صحرا روانہ ہوئے اور کچھ تھوڑا بہت ساتھ والوں کو دیکر کہا کہ تم لشکر میں چلو میں
تھوڑی دیر بعد آؤنگا۔ یہ سنکر عیار تو طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئے اور خواجہ خضران ہیئت اصلی
پر آکر دوبارہ لشکر برجیس آفتاب پرست میں آگئے۔ خبر برجیس کو ہوئی کہ خواجہ خضران آتے
ہیں۔ برجیس نے معززین کو براے استقبال روانہ کیا جسوقت خواجہ خضران داخل بارگاہ ہو

قبل اسکے کہ خواجہ کچھ کہیں برجیس آفتاب پرست پکارا کہ خواجہ واقعی میں تمہارا مثل و نظیر نہیں ہے تم حمزہ ثالث کی اطاعت بیکار کرتے ہو اب میں تمکو ایک دم اپنے سے جدا نکرونگا۔ خواجہ نے کہا کہ میں خود آپ ایسے قدر دان کو کب چھوڑنے والا ہوں مگر بعد فیصلہ جنگ ابھی مجھکو معاف رکھیے برجیس خاموش ہو رہا کہ خوشی آپکی۔ برجیس نے خواجہ کو بطور رضامندی کے بہت کچھ دیا اور کہا کہ میری خوشی یہ ہے کہ آج کی رات تم اور میرے مہمان رہو کہ میں نے اپنی بہن کے ملنے کا جلسہ خوشی منعقد کیا ہے صرف تمہارے انتظار میں کہ بغیر تمہارے جلسہ رقص و سرود کا لطف نہیں ہے۔ خواجہ نے کہا کہ خوشی آپکی۔ برجیس نے تیاری جشن کا حکم دیا اُسی وقت جشن کی تیاری ہونے لگی دن بھر میں سب انتظام ہو گیا۔ اگر حال تیاری جشن کا تحریر کیا جاے تو طول بیجا ہوگا لہذا مختصراً عرض کیا جاتا ہے کہ تمام لشکر میں چراغان تھا فرات لشکر کے خیمے آراستہ تھے ہر جگہ ناچ ہو رہا تھا شراب کے دور چل رہے تھے آوازیں ہوشنا ہوش اور خوشنا خوش کی بلند تھیں اور بارگاہ برجیس آفتاب پرست کی تیاری تو بیان سے باہر ہے۔ ایک درجہ میں چلمن پڑی تھی اور برق ثانی ثریا سے سیتمن بنا ہوا اُس چلمن کے آڑ میں بیٹھا تھا۔ تمام بارگاہ روسا و امرا سے بھری ہوئی تھی۔ خواجہ قریب برجیس آفتاب پرست کے بیٹھے ہوے تھے طائفے مجرا کر کے انعام لیتے جاتے تھے اور رخصت ہوتے جاتے تھے۔ قریب صبح برجیس آفتاب پرست نے خضران سے کہا کہ آپ بھی کچھ گائیے۔ خضران نے بھی گانا شروع کیا غزل

جلا کر خاک کرنا شوق سے ہر استخوان میرا
نہ پردہ فاش کرنا بڑھکے اے سوز نہان میرا

کہوں کس سے سنیگا کون راتوں کو بیان میرا
اُسی کو لے گئے تم ایک دل تھا رازدان میرا

قفس سے جب نظر کرتا ہوں دلمیں دم ہوتا ہے
خوشی سے باغبان بلکہ جلا دیں آشیان میرا

چمک سی آج اٹھتی ہے مرے سینہ میں رہ رہ کر
کسی محفل میں ہوتا ہوگا دردِ دل بیان میرا

مٹا جاتا ہے اک عالم اداے دلستانی پر
خبر انکو نہیں وہ لے رہے ہیں امتحان میرا

اسیر دام ہوں اک آرزو صیاد رکھتا ہوں
قفس لیجا کے رکھو آنا قریب آشیان میرا

ہنسے دیتے ہیں سب دیوانہ الفت کی باتوں پر
سمجھ ہی میں کسی کے اب نہیں آتا بیان میرا

سرِ محشر وہ انکا سر کو شرما کے جھکا لینا
وہ میرا پوچھنا تم لے سکوگے امتحان میرا

جگر کی طرح دلمیں بھی پڑے ہیں آبلے لاکھوں
خدا وندا کسیکو تو نہ کرنا رازدان میرا

نکلتے ہیں شرر کرتا ہوں جب آہیں بشب فرقت
کریگا مجھکو رسوا سے جہان سوز نہان میرا

کسی جا بیٹھ کے کبھی چار آنسو رو نہیں سکتا
جب آنکے در سے اُٹھ آیا ٹھکانا پھر کہان میرا

اسیر تازہ ہوں میری زبان صیاد کیا جانے
کہوں کس سے بچا لو جل رہا ہے آشیان میرا

سخن فہم و سخندان ہیں کہ سب بیتاب کہتے ہیں
ہوگا حضرت ناطق سا بیتاب قدردان میرا

غرضکہ اسیطرح مختلف چیزیں صبح تک خواجہ خضران گاتے رہے لیکے گانے کی تاثیر سے تمام محفل میں سناٹا تھا۔ ہر شخص تصویر بنا بیٹھا تھا برجیس آفتاب پرست وجد کے عالم میں جھوم رہا تھا جسوقت طلوع آفتاب کا وقت آیا صحبت برخاست ہوئی سب امرا و روسا اپنی اپنی بارگاہ کی طرف روانہ ہو گئے یہان مالکہ نے خواجہ کو طلب کیا خواجہ قریب چلمن کے گئے۔ ظاہری باتیں اور کچھ باطنی باتیں اور کچھیں در پردہ برق ثانی نے خواجہ سے اپنی

برجلیس کا مشورہ کرلیا اور انعام واکرام دلایا۔ اشارہ سے کہا کہ ہمارا بھی حق اسمین ہے۔ خواجہ نے
کہا کہ دیکھا جائیگا۔ بعد اسکے خواجہ خضران برجلیس آفتاب پرست سے رخصت ہوکر طرف
بدیع الملک کے روانہ ہوے یہان عیار پہلے پہونچ گئے تھے سب کیفیت بدیع الملک سے
بیان کی تھی۔ آج خواجہ خضران بھی پہونچے اور کہا کہ اے بدیع الملک اب اگر اقبال ہمارا یاور ہے
تو کل برجلیس آفتاب پرست اسی قلعہ مین ہوگا مین برق ثانی کو ملکہ ثریا سے سیمتن بناکر
اسکی گرفتاری کے واسطے چھوڑ آیا ہون۔ یہ سنکر بدیع الملک نہایت خوش ہوے اور فرمایا
کہ خواجہ اگر یہ تدبیر بن پڑی تو کسیکی نکسیر بھی نہ پھوٹیگی اور ہنگامہ سر ہوجائیگا۔ غرضکہ اب یہ تو
بانتظار برق ثانی بیٹھے ہین لیکن اول حال برق ثانی اور برجلیس آفتاب پرست کا سنیے
کہ بعد چلے آنے خواجہ خضران کے ثریا سے سیمتن نقلی نے برجلیس آفتاب پرست سے کہا
کہ مین چاہتی ہون اب آپ سے دم بھر جدا نہون جو صدمے مین نے آپ کے فراق مین
اٹھاے ہین انکو میرا ہی دل جانتا ہے زندگی تھی کہ پھر آپ تک پہونچ گئی ورنہ مین نے خودکشی
کرلینے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تھا۔ اسلیے کہ بغیر جان دیے عزت بچنا غیر ممکن تھی
برجلیس آفتاب پرست نے ملکہ ثریا سے سیمتن کا سر سینے سے لگایا اور بہت تسلی و تشفی
کرکے کہا کہ اب مین تمکو خود اپنے سے دم بھر جدا نکرونگا اپنی ہی بارگاہ مین تمکو رہنے دونگا کہ
ہر وقت کے حال سے باخبر رہون اور بعد مرحلہ خدا پرستان ارژنگ کو تمام دنیا مین ڈھونڈھ کر
ایسی سزاے سخت دونگا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اسکے حال پر گریہ کرینگے۔ یہ سنکر
ثریا سے سیمتن نے سر جھکا لیا۔ اسوقت برجلیس آفتاب پرست نے حکم دیا کہ ہماری ہی بارگاہ
مین ہماری بہن کے رہنے کے واسطے بھی اسی بارگاہ مین سامان مہیا کردیا جاے اسیوقت
ایک کمرہ مین سب سامان مہیا کردیا گیا اور ملکہ ثریا سے سیمتن نقلی رہنے لگی۔ جب رات کا وقت
ہوا اور برجلیس آفتاب پرست اپنی خوابگاہ مین سونے کے واسطے گیا تو برق ثانی ملکہ
ثریا سے سیمتن بنا ہوا اپنے بستر خواب سے اٹھا تو اہلون نے پوچھا کہ اے ملکہ اسوقت
کہان تشریف لیچلین برق ثانی نے جواب دیا کہ مین نے اک خواب پریشان دیکھا ہے اپنے
بھائی کو دیکھنے جاتی ہون۔ خواصون نے عرض کی کہ اے ملکہ وہان کسی کے جانے کا حکم
نہین ہے۔ برق ثانی نے تیوری پر بل ڈال کے کہا کہ یہ حکم ملازمین کے واسطے ہے یا ہمارے
لیے ہے۔ یہ کہکر خوابگاہ برجلیس آفتاب پرست مین آیا کہ کسی تدبیر سے اسکو بیہوش کرکے
لے نکلون۔ وہان خواجہ انتظار مین ہونگے لیکن قضا سے کار ہو اتفاقات روزگار کہ برق
ثانی اس حال سے بیخبر تھا کہ برجلیس چہرہ سے نقاب دور کرکے سوتا ہے اس غرض سے کہ
شاید دشمن میری گرفتاری یا قتل کے لیے آئے تو صورت دیکھتے ہی فرمان بردار ہوجاے
جیسے ہی برق ثانی ثریا سے سیمتن بنا ہوا قریب مسہری کے پہونچا اور نظر برق ثانی کی
صورت نحس پر برجلیس آفتاب پرست کے پڑی بے اختیار ہوکر سجدہ مین گیا اور قلب ماہیت
پلٹ گیا۔ بس جلدی سے برجلیس آفتاب پرست کو جگا دیا اور ہاتھ باندھ کے کہنے لگا کہ خطا
میری معاف ہو مین نے حضور کی خدمت مین بڑی بڑی گستاخیان کی ہین کہ نائب خداوند
کو اسکی بہن کی صورت بنکر دھوکا دیا اور گرفتار کرنے کی فکر مین آیا تھا مگر ہزار ہزار شکر ہے

خداوند آفتاب تابان کا کہ پھر اسنے راہ راست پر لگادیا خدا بڑا ہے خضران بن عمرو
کا کہ اسکی وجہ سے مین اس گناہ عظیم کا مرتکب ہونے چلا تھا۔ برجیس آفتاب پرست یہ باتین
سنکے گھبرایا پوچھا تو کون ہے برق ثانی نے کہا کہ غلام تازہ برق ثانی عیار ہے آوردہ سوداگر
خضران تھا غرضکہ تمام حال برجیس سے بیان کردیا اور یہ راز فاش ہوگیا۔ برجیس آفتاب پرست
کے ہوش اڑ گئے کہ واقعی مین عیاران لشکر اسلام بلاے بد ہین اگر مین نے قبل سے یہ
انتظام نہ کیا ہوتا کہ نقاب چہرہ سے اتار کر نہ سوتا تو ضرور گرفتار ہو جاتا اس دزد مکار خضران
نے بڑا فریب دیا تھا۔ برق ثانی تو بغیر قید کیے ہوے اسیر سحر ہوگیا اور خوب خوب راز اسنے
بیان کیے بس برجیس آفتاب پرست نے غصہ مین آکر ایک نامہ بنام شاہزادہ بدیع الملک
تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے بدیع الملک معلوم ہوا کہ تمنے اسطرح خداوندیان شمالی کو
[illegible] ہین اور انھین عیارون کے بھروسے پر صاحبقرانی کرکے دین اسلام کو پھیلایا ہے مگر چونکہ مین
نائب خداوند برحق ہون تمھارا عیار برق ثانی مجھے اسیر نہ کرسکا بلکہ مطیع ہوکر سب حال اسنے
مجھسے بیان کردیا لہذا اب مجھے تمھارا اعتبار جاتا رہا بہتر یہ ہے کہ یا تو خضران کو اسیر کرکے بھیجو
اور یا آمادہ مرگ و حیا سے قضا ہو رہو کہ مین طبل جنگ بجواتا ہون کل میرا اور تمھارا سامنا
ہے اگر یہی حال تمھارا بھی ہو جو برق ثانی کا ہوا ہے تو مجھے نائب خداوند آفتاب تابان
نہ کہنا۔ جسوقت نامہ دار برجیس کا دروازہ بارگاہ صاحبقران پر پہونچا اور خبر بدیع الملک کو
ہوئی کہ نامہ دار کفار آیا ہے بلا لیا جگہ بیٹھنے کی دی نامہ دار نے نامہ دیا۔ بدیع الملک نے
نامہ کو پڑھا۔ پشت پر جواب تحریر کردیا کہ اے برجیس آفتاب پرست جو تجھسے ہو سکے
وہ کر مین خداے حقیقی پر شاکر ہون جو وہ چاہیگا وہ ہوگا تو کیا کرسکتا ہے تجھ ایسے بہت
سے کتے بھونکتے ہوے اور مار ڈالے گئے مین خداوند قادر و قہار کے بھروسے پر
صاحبقرانی کرتا ہون جسنے سب کو پیدا کیا ہے مین نے کسی عیار کو تیری گرفتاری کے واسطے نہین
بھیجا تھا وہ خود سے گئے تھے اور خضران میرا بھائی ہے مین کبھی اسے گرفتار کرکے نہ بھیجونگا
اسکے سر کے ساتھ میرا سر ہے تو پہلے بدیع الملک کو اسیر کرلے پھر خضران کا نام لینا اور تجھے شرم
نہین آتی کہ مجھے تو عیارون کی مدد کا طعنہ دیتا ہے اور آپ چہرہ پر غازہ سحر ملکر مقابلہ کرنے آیا ہے
یہ کونسی مردانگی ہے مکارون کے سرکوبی کے لیے عیارون کو معین کیا ہے۔ یہ جواب نامہ کا تحریر کرکے
روانہ کردیا خضران نہایت حیران تھا کہ برق ثانی کے محو ہونے کا کیا سبب ہوا افسوس کرتا تھا
کھیل بگڑ گیا ادھر جواب نامہ کا جو برجیس آفتاب پرست کو پہونچا نہایت برہم ہوا اور اسی وقت
حکم دیا کہ بجے طبل جنگ۔ نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی۔ ہرکارے لشکر اسلام
کی خبر لیکر خدمت مین شاہزادہ بدیع الملک کے آئے اور بعد دعا و ثنا کے شاہی بجالانے کے
عرض کی کہ لشکر حریف مین طبل جنگ بجا ہے یہ سنکر صاحبقران زمان نے بھی فرمایا کہ ہمارے
یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی۔ خضران یہ حکم لیکر نقارخانہ مین پہونچا اور
نقارچیوں کو آگاہ کیا [illegible] نقارہ [illegible] لیکر داخل زنبیل کین اور ایک
[illegible] نقارہ پر دنگا [illegible] نقارہ خانہ رعد آواز جوش و خروش مین آیا اور صداے طبل بلند
ہوئی کہ گوش گردون [illegible] ہوگئے [illegible] نقارہ آواز آمد برون [illegible] دون [illegible] گردون [illegible]

صداے طبل جنگ بلند ہوتے ہی دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین بہادرون نے سلاح سنجوگ کو درست کیا جابجا لشکر کے سپاہیون مین چرچے ہونے لگے کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہی سنا ہی کہ برجلیس آفتاب پرست جسوقت نقاب چہرہ سے دور کرتا ہی تو جو شخص صورت اُسکی دیکھتا ہی وہ اُسے سجدہ کرتا ہی خدا اس ظالم کے ہاتھ سے ایمان اور جان دونون کو بچائے اسنے ہزارہا ملک تباہ کردیے لاکھون بندگان خدا کو برگشتہ کردیا ہی مگر صاحبقران با اقبال نے بھی اُنھون نے بھی بڑے بڑے سرکشون کی سرکوبی کی ہی خدا اُنکی مدد کرتا ہی کیا عجب ہی کہ وقت برجلیس کا برا آگیا ہو اور اُسکو سزاے سرکشی ملے - اُدھر کفار آپس مین باتین کرتے تھے کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہی اسلیے کہ کل ایسے شخص سے سامنا ہی جو صاحب اسم اعظم ہی اُسکے سامنے اس غازۂ سحر کا پردہ فاش ہوجاے تو عجب نہین ہی - غرضکہ ہر شخص اپنے اپنے خیال کے موافق پیشین گوئی کرتا ہی سوار گشت کے پھر رہے ہین آوازین ہوشیار باش و بیدار باش کی بلند ہین افسران فوج سویرے سے سو رہے ہین کہ علی الصباح اُٹھکر میدان مین جانا ہی بعض کو انتظار صبح مین نیند نہین آتی ہی بستر پر کروٹین بدل کر صبح کی ہی اسی کیفیت مین وہ وقت آیا کہ - نظم

لگے ہونے نظرون سے تارے نہان + چھپا نور مین جادۂ کہکشان + موذن اذان سے ہوے بہرہ مند + ہوئی بانگ اللہ و اکبر بلند + مسیحا نفس تھی نسیم روان + اُٹھے لوگ لیلے انگڑائیان

صبح ہوتے ہی گشت کے سوارون نے کمرین کھولین اور سونے والے بستر خواب سے اُٹھکر اپنے اپنے آئین و مذہب کے موافق مصروف عبادت ہوے اور بعد فراغ اسلحہ جنگ تن پر آراستہ کرکے متوجہ میدان کارزار ہوے - اسطرف سے اہل اسلام چلنے لگے اور اُس طرف سے کفار جوق جوق گروہ گروہ آکر میدان مین قائم ہونے لگے لیکن پہلے سواری شاہزادہ بدیع الملک کی میدان جنگ مین پہونچ گئی اور لشکر مرتب ہوا - سرداران لشکر مثل طلحہ بن لشکر ہاشم صلوک ابن مالک یعقول بن مقبل - اسپہسے قوی بازو - قران فیل رو بہلول شیر دل وغیرہ اپنے اپنے مرتبہ کے موافق صفوف لشکر سے دس دس بارہ بارہ قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوے اور عزیزان صاحبقران مثل شاہزادہ ہاشم تیغزن شہنشاہ کوہر کلاہ علقمہ بن جمہور فرزیل بن فرامرز عاد مغربی وغیرہ یہ سب کے سب بیس بیس قدم صفوف لشکر سے آگے بڑھکر کھڑے ہوے اور بدیع الملک چالیس قدم صفوف سپاہ سے آگے بڑھکر مرتبہ صاحبقرانی قائم ہوے - سر پر علم زرین کھلا ہوا جسوقت لشکر اسلام آراستہ ہوچکا تو دیکھا کہ سامنے سے سواری برجلیس آفتاب پرست کی نہایت عظم و شان کے ساتھ نمودار ہوئی سرداران فوج تخت برجلیس کو گھیرے ہوے تھے بڑے بڑے سردار اسکے ساتھ بھی ہین مگر برجلیس گویا آفتاب جادو کا بھروسا ہی یا غازہ سحر پر جو اسکے منھ پر ملا ہوا ہی - نظر برجلیس کی جوانان لشکر اسلام پر پڑی محو حیرت ہوگیا کہ واقعی مین کیا کیا جوان بدیع الملک نے فراہم کیے ہین لیکن تھوڑی دیر کے بعد یہ سب میری اطاعت مین ہونگے - تخت اسکا لشکر سے بیس قدم آگے بڑھکر قائم ہوا - برجلیس نے بدیع الملک کی طرف دیکھکر آواز دی کہ کیون اے شاہزادہ بدیع الملک تمکو استقلال جلدی ملک عدم جانے کی ہی کہ مجھسے پہلے میدان مین آپہونچے مگر مجھکو تمھارا لحاظ ہی - مین نائب خداوند آفتاب جادو ہون میرا یہ کام نہین ہی کہ جن لوگون کو خداو

پیدا کیا اور زمانے مین معزز و ممتاز گردانا مین انکو مٹادون بلکہ تم سب کو اپنا مطیع کرکے رانیٔہ
پر لگاؤنگا تم اپنے دل مین کچھ خوف نکرو فرمایا بدیع الملک نے کہ مین مرنے سے نہین ڈرتا
ہون اگر خیال ہو تو یہی ہو کہ خداوند عالم مذہب برحق مین میرا خاتمہ کرے اور تو کیا ہو جو مطیع بنائیگا
مین حکم خدا کا مطیع ہون تجھ ایسے بہت سے کافر حباب بحر زخار کی طرح ابھرے اور پست
ہوگئے کہ کسیکا نشان بھی باقی نہ رہا ہنوز یہی گفتگو ہو رہی تھی سلسلہ تقریر کا قطع نہوا تھا کہ از پردہ
بیابان گردی برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ دھیرہ تیرہ گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد
در زمین پیچیدہ زیر آسمان اک آسمان خاکی نمودار تھا۔ بقول شاعر ؎ ز سم ستوران دران
پہن دشت + زمین شش شد و آسمان گشت ہشت + دونون جانب کے ہرکارے برائے
دریافت حال روانہ ہوے اور آن واحد مین آکر بیان کیا کہ بادشاہ لشکر اسلام دارائے بن
جمشید کی سواری بڑے جاہ وحشم سے آتی ہے یہ سنتے ہی شاہزادہ بدیع الملک نے
تمام سردارون اور عزیزون کو برائے استقبال روانہ کیا اور خود بھی منتظر ہوے کہ بادشاہ قریب
آئین تو خود بھی پیشوائی کے واسطے روانہ ہون کہ یکایک عادل بن عادی پیش خیمہ لیے ہوے نمودار
ہوے اور بدیع الملک سے پوچھ کر جاے مناسب پر بارگاہ سلیمانی استادہ کرانے لگے
اب اُس گرد سے علماے مختلف الالوان نمودار ہوے جنپر تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی
برقوم تھی۔ کئی ہزار علم جھاک رہے تھے پھریرے انکی زمین پر پڑ رہی تھی نگاہین خیرہ کرتی
تھین۔ اب تیغے کے تیغے اور دستے کے دستے چلتہ پوش اور بکتر پوش اور جوشن پوش
اور زرہ پوشون کے نمودار ہوے اول لندھور ثانی آکر پہونچے انکی فوج سے تمام صحرا جنگل بن
نظر آنے لگا خیمہ زرنگاری برپا ہوا طلحہ بن لندھور بھائی سے بغلگیر ہوے۔ لندھور ثانی نے
بدیع الملک کی قدمبوسی حاصل کی بعد اسکے اسی ہزار نیزہ بازون سے مالک ثانی نمودار ہوے
انکا خیمہ جانب میسرہ لشکر بمقابل خیمہ لندھور ثانی برپا ہوا اب اور سردارون کی آمد شروع ہوگئی اور
یکے بعد دیگرے آنے لگے۔ ایک لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے فضل تتاری پہونچا اور ملازمت
بدیع الملک کی حاصل کی بعد اسکے خسرو ایرانی تین لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے خیمہ زن ہوا
بعد اسکے سہیل مازندرانی دو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا۔ پھر مہران طوسی اتنی ہی
فوج سے آیا پھر ارباب کابلی ایک لاکھ فوج کابلی ہمراہ لیے ہوے آکر خیمہ زن ہوا پھر بہمن رومی
اور یغنہ چینی اور بہزبر ملتانی اور مظفر زند انجابادی اور برجیس مشتری حصاری اور نعمان
باختری اور سالوس خاوری۔ غرضکہ ہر ہر مقام کے فرمانروا جو شہنشاہ عالم پناہ ظل اللہ بادشاہ
اسلام کے فرمانبردار تھے سب آکر پہونچے۔ واضح رہے ناظرین با تمکین ہو کہ جن مقامات کا ذکر
ہوا ہے انکے بادشاہ جو لوگ پہلے تھے وہ راہی ملک عدم ہوے جو نام اب تحریر کیے گئے ہین
یہ انکی اولاد کے نام ہین القصہ تمام دن فوجین آیا کین اور تمام صحراے گرد آباد فوجون سے
مملو ہوگیا۔ آدمیون کا جنگل نظر آتا تھا آخر مین جلوس شاہی نمودار ہوا۔ آگے آگے شتر سوار نقارہ کرتے
ہوے گرد کو بٹھاتے ہوے بعد اسکے ماہی مراتب اسکے بعد غول بیرق بردارون کے کلہ نیزہ بردار
گزرے پھر خاص بردار خاصیان ہاتھون مین لیے ہوے پوشاکین نہایت زرق برق شال بند
ہوے کمرون مین ٹوپیان جواہر نگار لگی ہوئی آخر مین تخت بادشاہ اسلام دارائے بن جمشید کا

نمودار ہوا۔ اکل سردار مع صاحبقران زمان بڑھے اور پیشوائی کرکے بادشاہ اسلام کو لائے ظل اللہ
داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے۔ صاحبقران آگے بڑھے تھے بادشاہ اسلام نے ہاتھ بدیع الملک کا
پکڑ کے تخت پر کھینچ لیا اور لپٹ کر بہت روئے۔ بدیع الملک نے کہا کہ اس طلسم نہ طاق نے
ہمارے خاندان کا ستھراؤ کر دیا تمام عزیز و احباب قتل ہو گئے اک ماتم تازہ برپا ہو گیا۔ بادشاہ اسلام
بھی اُن لوگوں کو یاد کرکے بہت روئے چونکہ آمد بادشاہ اسلام میں شام ہو گئی تھی بادشاہ لشکر
اسلام متواتر سفروں سے خستہ بھی ہو گئے تھے اور بدیع الملک کو دعوت و ضیافت بھی بادشاہ
کی منظور تھی۔ ایک نامہ برجلیس آفتاب پرست کے نام تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ بالفعل ایک
مدت کے بعد بادشاہ لشکر اسلام کی قدمبوسی حاصل ہوئی ہے لہذا میں چاہتا ہوں کہ بادشاہ کی دعوت
کروں جسمیں ایک ہفتہ صرف ہوگا۔ لہذا میں تمسے آٹھ روز کی مہلت مانگتا ہوں کہ بعد آٹھ روز کے
طبل جنگ بجواتا جسوقت یہ نامہ برجلیس آفتاب پرست کو پہونچا اور برجلیس آفتاب پرست مضمون
نامہ سے آگاہ ہوا اسکے بھی حواس کثرت لشکر کو دیکھکر باختہ ہو گئے تھے خوشی سے منظور کیا اور کہا
کہ میں آٹھ روز بعد طبل جنگ بجواؤنگا۔ برجلیس آفتاب پرست پر لشکر اسلام کی ہیبت بھی غالب ہے
اور دل میں خوش بھی ہوتا ہے کہ اگر یہ سب میرے مطیع ہو گئے تو عالم میں کون ایسا ہے جو مجھسے مقابلہ
کر سکیگا۔ لیکن جسوقت بدیع الملک کو معلوم ہوا کہ برجلیس نے مہلت دیدی ہے بس انھوں نے
سامان دعوت کا حکم دیا تمام قلعہ سکندریہ آراستہ ہوا اور دعوت بادشاہ کی اندر قلعہ کے نہایت
تکلف کے ساتھ ہوئی جسوقت کھانے سے فراغت ہو چکی تو صحبت آراستہ ہوئی۔ بدیع الملک
نے تازہ رفقا کو بادشاہ سے ملایا اور بہلول شیر شکار کی نہایت تعریف کی اور فرمایا کہ یہ بہادر
اس قلعہ کا مالک اور اولاد رستم سے ہے۔ اک رفیق بہلول شیر شکار کا نہایت چرب زبان تھا
بول اٹھا کہ حضور کو یہ بھی معلوم ہے کہ انکا لقب شیر شکار اور شیر دل کیوں ہے۔ بدیع الملک نے
فرمایا کہ بیان کرو۔ اسنے کہا کہ دو شیر صحرائی منگوا کر تماشا دیکھیے کہ یہ کیونکر شیروں کو غصہ دلاکر
لڑوا دیتے ہیں۔ بہلول نے آنکھ دکھلائی اور کہا کہ تم بھی کن شیر کشوں کے سامنے میری تعریف کرتے ہو
بارگاہ صاحبقران میں وہ وہ دلیر ہیں کہ فیل کش دیو کش ہیں انکے سامنے کوئی جرأت کرنا ایسا ہے
جیسے تماشا دکھانا ہوتا ہے۔ بدیع الملک نے کہا اے بہلول یہ ضرورت نہیں ہے کہ ایک شخص کے
جوہر ظاہر ہو چکے ہیں تو دوسرا اپنے جوہر نہ دکھائے برابر والے سے داد ملتی ہے۔ بہلول نے
عرض کی کہ یہ میری حقیقت ہے میں ان بہادروں کے برابر کا بھی تو نہیں ہوں بلکہ انکے غلاموں
کی بھی برابری نہیں کر سکتا۔ الغرض بادشاہ اسلام نے حکم دیا کہ دو شیر صحرائی لائے جائیں اسوقت
دو کٹہرے شیروں کے منگا کر صحن بارگاہ میں رکھے گئے۔ بہلول نے بڑھکر دونوں کے دروازے
کھول دیئے شیر غراتے ہوئے کٹہروں سے باہر نکلے۔ بہلول نے دونوں ہاتھوں سے دونوں کی
گردنیں پکڑ کر سر ٹکرا دیئے شیروں کو غصہ آیا اور ایک دوسرے کو دیکھکر غرانے لگا۔ بس بہلول نے
دونوں کو سامنے کرکے چھوڑ دیا اور آپ الگ ہو رہا۔ شیر چھوٹتے ہی لڑنے لگے یہاں تک کہ
لڑتے لڑتے مر گئے تمام اہل دربار نے تعریف کی لیکن طلحہ بن لندھور نے کہا کہ یہ تو اک تماشا ہے
جرأت کی شان تو یہ ہے کہ خود مقابلہ کرکے مارا ہوتا شیر کو شیر سے لڑوا دینا یہ اک فطرت کا کام تھا
جرأت کا کام نہ تھا۔ بہلول نے کہا کہ اے وارث ہند میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ شیر کشی اور ہم شکا

ہین اور یہ بندہ ضعیف ہی مگر اتنی قوت رکھتا ہی کہ انکو ٹکڑا ٹکڑا کر ہلاک کر دیتا مگر یہ اک ذلگی کی بات
تھی اور شاہون کے دکھانے کا تماشا تھا مین پہلے ہی عذر کر چکا ہون کہ مین آپ صاحبون
غلامون کی بھی برابری نہین کر سکتا ہون - پھر یہ آپ کا فرمانا بیکار ہی اور بدیع الملک نے بھی
فرمایا کہ اے طلحہ بن لندھور اسوقت تعریف اسی بات کی ہوئی کہ دونون کو آپس مین لڑوا کر کام
تمام کر دیا جانور اور آدمی کا فرق دکھا دیا کہ انسان کی جرأت محل اور موقع سے ہوتی ہی اور
جانور کی جرأت عقل سے خارج ہوتی ہی تمھاری جرأت اور شیر کی جرأت مین بھی فرق ہی جب دو حریف
آپس مین لڑ کر مر جائین تو خود مقابلہ کرنے کی کیا ضرورت ہی - یہ سنکر طلحہ تو دل مین شرمندہ ہوکر
خاموش ہو رہا اور بہلول نہایت خوش ہوا - اب ادھر ادھر کی باتین ہونے لگین - بادشاہ
اسلام نے اپنی تمام سرگذشت بیان کی اسی سلسلہ مین ذکر نقابدار ابلق سوار کا بھی آگیا نقابدار
کی بادشاہ نے بیحد تعریف کی اور جو احسانات نقابدار ابلق سوار کے تھے سب بیان کیے
کہ اس اس طرح میری مدد کی اور ملکہ گلم جادو کو طلسم گنبد بے در سے رہا کرکے میرے سپرد کر گئے
اور مین جہانتک اندازہ کرتا ہون یون تو بڑے بڑے بہادر اولاد امیر اول مین موجود ہین مگر اسوقت
بعد آپ کے اگر شان و شوکت صاحبقرانی کسیمین پائی جاتی ہی تو وہ نقابدار ابلق سوار ہی ہی
عجب نہین ہی کہ صاحبقران رابع وہی ہو - بدیع الملک یہ سنکر متبسم ہوے اور خاموش ہو رہے
جب بادشاہ اسلام اپنی سرگذشت کا قصہ تمام کر چکے تو بدیع الملک سے فرمایا کہ مجھسے جدا ہونے
کے بعد جو سوانح آپ پر گذرے انکو آپ بھی مفصل بیان کیجیے - بدیع الملک نے پہونچنا
دریاے نسیان پر اور فکر فوج مین پریشان ہونا انجام مین حال عشق ملکہ روشن گہر
اور مارنا آئینہ اندام جادو کا بعد اسکے ذکر فتح نہ طاق مین واقعہ آصف انجم طلعت
کے عشق کا اور سانحہ حیات روشن جمال کے جل کر جان دینا بیان کیا اور ہاتھ سے انکے ان
تاجدار کے مارا جانا امیر الزمان - عین الزمان - نور الزمان و فرزندان اسد نوجوان و دیگر
اعزا و احبا کا بیان کیا - بادشاہ اسلام سنتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے کہ اس طلسم
نہ طاق نے خاندان کا خاتمہ کر دیا - اب صاحبقران نے پھر بیان کرنا شروع کیا بعد فتح بیابان
گرد آباد و شکست مرحلہ ملا کشان جادو کا ملاقات ہونا قطب مسند نشین سے اور تقدس
قطب کا بیان کیا - یہ سنکر بادشاہ اسلام کو نہایت اشتیاق ہوا اور فرمایا کہ اگر ممکن ہو تو
قطب صاحب کو تکلیف دیجیے کہ مین بھی انکی زیارت سے مشرف ہون - بدیع الملک نے
کہا کہ مین اسیوقت نامہ تحریر کرتا ہون اگرچہ وہ قطب ہین اور مثل مشہور ہی کہ قطب از جا نمی جنبد
مگر عجب نہین ہی کہ میرا نامہ دیکھکر چلے آئین اور اگر انکو آنے مین تامل بھی ہوگا تو مین ایسے
حیلے سے بلاونگا کہ یقین ہی پھر انکو کچھ بھی عذر و انکار نہوگا - یہ فرما کر اک نامہ شوقیہ تحریر کیا
مضمون نامہ یہ تھا کہ اک مدت کے بعد بادشاہ اسلام کی ملازمت حاصل ہوئی ہی اور اس
خوشی مین مین نے دعوت کی ہی لہذا مین چاہتا ہون کہ آپ بھی اس دعوت کو قبول فرمائین
اور مجھے امید ہی کہ آپ رد دعوت نکرینگے اور بہتر ہوگا کہ نذر جناب ابراہیم کی آپ ہی دین کہ ایسے
ایسے مقدس شخص کی نذر یقین ہی کہ ضرور ہی قبول ہوگی اور بادشاہ اسلام بھی آپ کے دیدار کے
نہایت مشتاق ہین - یہ نامہ لکھکر کسی معتمد کے ہاتھ جانب باغ فیروزہ نگار روانہ کیا - قاصد خدا کے

سب دوست ہین اپنے مطلب کے دنیا مین کسیکا کوئی نہین
گلگشت مین دامن منھ پہ نہ لو نرگس سے حیا کیون ہے تمکو
اس آنکھ سے پردہ کرتے ہو جس آنکھ مین پردا کوئی نہین
جو باغ تھا گل پھولون سے بھرا کلیون سے چلتی تھی صبا
اب سنبل و گل کا ذکر تو کیا خاک اڑتی ہے اس جا کوئی نہین
آئینہ و شانہ سرمہ بار ہم حیرت مین ہین دل آنکھین پرنم
یاد آتے ہین اسکندر و جم اب تجھ سا تماشا کوئی نہین
ہر ایک تماشا کو دیکھا جھمکی جو بات کچھ بھی تو نہ تھا
ہستی ہے حباب بحر فنا اس دام کا قصہ دوسا کوئی نہین
جو اونچے مکانون والے تھے سب خاک کے نیچے والے ہیے
رہتے تھے جہان ہر دم جلسے اب دیکھو تو اس جا کوئی نہین
جب بند ہوئین آنکھین تو کھلا دو روز کا تھا سارا جھگڑا
تخت اسکا نہ اب ہے تاج اسکا اسکندر و دارا کوئی نہین
کل جنکو اندھیرے سے تھا حذر رہتا تھا چراغان پیش نظر
اک شمع جلا دے تربت پہ بجز داغ اب اتنا کوئی نہین
بیٹھے ہین کہان اہل مسند اعازہ کچھ انجام یہ ہے +
یا بزم طرب یا کنج لحد یا دہ کسمپرسی یا کوئی نہین
قتال یہان معشوق جو تھے سوتے ہین پڑے مرقد اپنے
یا لے والے لاکھون تھے یا رونے والا کوئی نہین
اے آرزو اسکا فخر نہ کر کو شعر کا تو ہے ناز لستر
اس کام مین کیون کی عمر بسر جسکا کہ نتیجا کوئی نہین

اس اس طرح کی عبرت آمیز غزلین جو قوالون نے گائین قطب صاحب بہت روئے یہان رات بھر یہ صحبت گرم رہی اور وہان بادشاہ اسلام مع صاحبقران عالیمقام و سرداران ذوالاحترام بارگاہ حشامی مین بیٹھے ہوئے ناچ دیکھا کیے جب وہ صحبت برخاست ہوئی اور دوسرے روز صاحبقران مع بادشاہ قطب صاحب سے ملنے کو تشریف لائے اور قطب نے رخصت طلب کی تو صاحبقران نے نہایت عذر کیا کہ ہر چند مین نے آپکو تکلیف بہت دی مگر بغیر تکلیف دیے کوئی چارہ بھی نہ تھا اسلیے کہ بعد آج کی ملاقات کے انشا شاید روز قیامت ملاقات ہو تو ہو۔ قطب صاحب نے کہا کہ اگر زندگی باقی ہے تو انشاء اللہ ایکبار ملاقات ہوگی بادیع الملک نے کہا کہ اب زندگی ہی کی امید تو اٹھ گئی ہے اسلیے کہ سامنا اس شخص سے ہے جسنے ہزارہا بندگان خدا کو برگشتہ کر دیا ہے کسی نے اسکو غازہ بنا دیا ہے اس غازہ کے اثر سے جو شخص صورت اس ملعون کی دیکھتا ہے وہ سجدہ کرتا ہے۔ مین نے آپ کی دعوت کیواسطے اس سے مہلت طلب کی تھی اب صرف دو روز اور باقی ہین پھر طبل جنگ بجیگا۔ میرے عیارون نے اسکی گرفتار کرنے کی خوب تدبیر کی تھی کہ برق ثانی کو غسل مہین کی صورت بنا کر [illegible]

چھوڑ دیا تھا مگر جب موقع پاکر برق ثانی برجلیس کو بیہوش کرنے کے ارادہ سے چلا تو نقاب اُسکے
چہرہ سے ہٹی ہوئی تھی برق صورت دیکھتے ہی کافر ہوگیا برجلیس کو سجدہ کیا اور تمام حالات بیان
کر دیے خدا ہی اُس کافر کے ہاتھ سے ایمان اور جان کو بچائے تو بچ سکتی ہو ورنہ غیر ممکن ہے
یہ باتین سنکر قطب نے گردن جھکا لی کچھ سوچنے لگے اور اتنے مین جنی نے اشارہ سے کہا کہ
قطب صاحب اگر چاہینگے تو اُسکے غازہ کو خاک مین ملا دینگے آپ ان سے بیان کیجیے۔ صاحبقران نے
اشارہ مین جواب دیا کہ مین نے اظہار تو کر ہی دیا اب اگر قطب صاحب کو کوئی تدبیر کرنا ہوگی تو
خود ہی کرینگے میرے کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ غرضکہ کچھ دیر کے بعد قطب صاحب نے گردن
اُٹھائی اور بدیع الملک کی طرف دیکھکر فرمایا کہ مین ایک انگوٹھی دیتا ہون یہ کسی ایسے شخص کو
دیجیے جو کسی حیلہ سے برجلیس تک پہونچ سکتا ہو وہ اسکے نگینہ کو چہرہ برجلیس پر مل دے
اثر غازہ سحر کا باطل ہوجائیگا۔ یہ سنکر خضران نے کہا کہ قطب صاحب آپ نے بھی وہ
تدبیر نکالی کہ میری جان غضب مین پھنسے جو آتا ہے وہ ہمارا ہی دشمن ہوکے آتا ہے یہ مجھی سے
کہینگے کہ تم جاؤ۔ بدیع الملک نے کہا اے مرد عزیز جو جسکے کرنے کا کام ہوتا ہے وہی خوب کرتا ہے
شکر نہین کرتے ہو کہ خدا نے تمھین اس قابل کیا کہ تم سے ہماری غرض اٹکتی ہے۔ قطب صاحب
نے بھی فرمایا کہ سوا تمھارے دوسرا اس کام کو انجام نہین دے سکتا ہے اور انگوٹھی ہاتھ مین خضران
کے دی۔ بدیع الملک نے کہا کہ خواجہ جلد انتظام کرو اسلیے کہ اب دو ہی روز مہلت کے باقی
ہین۔ اسکے بعد طبل جنگ بج جائیگا پھر تمکو بھی عیاری کا موقع نہ ملیگا۔ خضران انگوٹھی لیکر روانہ ہوا
اور قطب صاحب نے بدیع الملک سے کہا کہ اب جب وقت تک یہ مرحلہ سر نہوگا اُسوقت تک مین
یہین قیام کرونگا لیکن اول حال خواجہ خضران کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ جو انگوٹھی لیکے چلے تو کسی سے
ذکر بھی نہین کیا تن تنہا جانب صحرا روانہ ہوگئے اور ایک درخت کے نیچے بیٹھکر سوچنے لگے کہ
کیا ترکیب کرنا چاہیے کہ برجلیس ملعون تک رسائی ہو۔ اب وہ ملعون مجھے کھٹک بھی گیا ہے غرضکہ
ہاتھ دیکھا ہاتھ کی پشت دیکھی تین سو ساٹھ پکڑیا باندھکر سامنے آکھڑے ہوئے انھین سے
ایک کو پسند کرکے صورت اپنی خاص تراشون کی سی بنائی اور آگے روانہ ہوے جاتے جاتے
قریب دریا پہونچے قضائے کار روزگار سے برجلیس آفتاب پرست کا خاص تراش
آج دریا پہ نہانے کی غرض سے آیا تھا ملازمین کا اُسکے مجمع تھا۔ خضران نے اُن لوگون سے
پوچھا کہ یہ کون صاحب ہین اور کیا یہی عہدہ ہے انکا کیا نام ہے۔ اُن لوگون نے کہا کہ کیا تم نہین جانتے
میان ہنسا نہانے آئے ہین اسوقت انکی ویسی چڑھی بارگاہ ہے کہ امرا و روسا اُنسے سہمتے
ہین نائب خداوند آفتاب کے آگے انکا بڑا کہنا ستا ہے۔ بس یہ سنکر خواجہ آگے بڑھے
اور قریب میان ہنسا کے پہونچکر سلام کیا میان ہنسا نے جواب سلام دیکر پوچھا کہ تم کون
ہو۔ خواجہ صورت تو اپنی تبدیل ہی کیے ہوے تھے کہا کہ آپ ہی کی قوم سے ہون میرا پیشہ
بھی خاص تراشی ہے پوچھا تم کس ملک کے رہنے والے ہو اور یہان کیونکر آئے اور نام تمھارا کیا ہے
جواب دیا کہ مجھکو کھیلا کہتے ہین اور ملک ساحل کا رہنے والا ہون برا حال ان خدا پرستون
کا کہ ملعون نے خداوندی برائے خداوند لقا کے لقا کی تباہ کر دی اُسوقت سے ہم سب
تباہ ہوگئے۔ یہ منظور ہوا کہ اپنے دین قدیم کو بدلین اور خدائے نادیدہ کا سجدہ کرین۔ وطن

رک گیا مگر نہیب نے نہیں چھوڑا میان ہنسا نہانے سے فراغت کر چکے تھے کہا کہ اگر تمھیں
روزگار کی تلاش ہی تو مین کہیں ٹھکانے لگا دونگا تمھاری اچھی طرح بسر ہوگی تم چلکر میرے یہان رہو
گھیسا نے سر جھکا کے کہا کہ بڑا احسان ہوگا۔ الغرض میان ہنسا گھیسا کو ساتھ لیے ہوے اپنے
مکان پر آئے ایک جگہ رہنے کے واسطے دی کھانا وغیرہ بھیجا نہایت آرام سے رکھا جب رات
ہوئی تو مہمان کے خیال سے میان ہنسا گھیسا کے قریب سوئے رات کو گھیسا نے آہ آہ کرنا شروع
کی میان ہنسا نے کہا کہ کیون طبیعت کیسی ہی گھیسا نے کہا کہ میرے پیٹ مین درد ہی ہنسا اُٹھ
کے قریب آئے پیٹ سہلانا شروع کیا اور کہا کہ کوئی چورن منگاؤن گھیسا نے کہا کہ چورن منگانے
کی ضرورت نہین ہی میرے پاس میری دوا موجود ہی چونکہ مجھے اکثر اس قسم کی خلش ہا کرتی
ہی تو مین وہ دوا اپنے پاس رکھتا ہون یہ کہکر ایک پڑیا جیب سے نکال کر دی اور کہا کہ اسمین لوبان ہی
اسے آگ پر ڈالکر اُس سے پیٹ میرا سینکا جائے تو ابھی درد تھم جائیگا ورنہ یہ مین صبح تک تڑپا
کرونگا میان ہنسا نے آگ منگاکر پیٹ انکا سینکنا شروع کیا لیکن لوبان بیہوشی آمیز تھا دھوان
جو اُسکا ہنسا کی ناک مین پہونچا چھینک مار کر بیہوش ہوگیا چونکہ رات زیادہ آگئی تھی کوئی خادم
و خدمتگار بھی اُس جگہ موجود نہ تھا اسوجہ سے خواجہ نے اُٹھکر باطمینان تمام آئینہ نکالکر صورت
اپنی ہنسا کی سی بنائی اور پوشاک ہنسا کی اُتار کر آپ پہنی اور ہنسا کو زنبیل مین ڈال لیا اور
آپ ہنسا بنکر لیٹ رہے جب صبح ہوئی تو گھر مین گئے بی بی سے ہنسا کی کہا کہ صاحب اسباب
یہان کا رنگ بے طور معلوم ہوتا ہی لہذا بہتر یہ ہی کہ جو مال و اسباب ہمراہ ہی اسکو وطن مین بھیج دینا
چاہیے۔ رنگ ایسے ہین کہ یقین ہی سرکار ہماری لٹ جائیگی اور یہ خدا پرست ایک تنکا بھی کسیکے
پاس نہ چھوڑینگے۔ بی بی نے کہا کہ ہم تو پہلے ہی کہتے تھے کہ مال و اسباب ساتھ نہ لیلو ایسا نہو کہ
راستے مین کوئی افتاد پڑے سفر کا معاملہ ہی تمنے نہ مانا اور وہ بلا میرے سر لگا دی ہی کہ مین حفاظت
کرتے کرتے مری جاتی ہون رات رات بھر جاگا کرتی ہون کہ کہین کوئی آدمی ہی نہ مال اُٹھا لے
تو ہم کہین کے نہ رہینگے تمھاری زندگی بھر کی کمائی جاتی رہیگی تو خدا کے واسطے جلدی اس
مال کو لیجاؤ۔ بھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹین کان۔ نام تمھارا بڑا ہی چور تو تاک
لگائے رہتے ہین اگر یہ مال رہیگا تو اسکی بدولت اک دن جان جائیگی۔ یہ کہکر گچھا کنجیون کا
پھینک دیا اور کہا کہ وہ صندوق جو میرے پلنگ کے سرہانے رکھا ہی اسمین سب ہی انھون
نے جاکر صندوق کھولا اور سب مال و اسباب زر و جواہر نکال داخل زنبیل کر لیا۔ اتنے مین
چوبدار نے آکر پکارا گھبرا کر میان ہنسا باہر نکلے قضاے کار اسی روز برجیس کے خط ہونے کا
تھا۔ چوبدار نے کہا کہ جلد چلیے مالک نے یاد کیا ہی خواجہ ہنسا بنے ہوے چوبدار کے ساتھ ہولیے
اور خیمہ مین برجیس آفتاب پرست کے پہونچے برجیس نے نقاب چہرہ سے اُلٹی ہنسا نے
مسکراکر کہا کہ مین تو آپکا مدت سے بندہ ہوچکا ہون اس امتحان کی کیا ضرورت ہی۔ برجیس آفتاب
پرست نے کہا کہ یہ زمانہ نہایت ہوشیاری سے گذارنے کا ہی ابھی کل کی بات ہی کہ برق فرنگی
میری بہن کی شکل بنکر آیا اور میری گرفتاری کے قصد سے میری خوابگاہ مین آیا مگر میری احتیاط کام
آئی کہ نقاب چہرہ سے ہٹی ہوئی تھی برق ثانی میری صورت دیکھتے ہی بیہوش ہوا اور تمام راز
اُسنے مجھسے بیان کر دیے خزان عیار بالیع الملک سوداگر بنکر اسکو میرے سپرد کر گیا تھا اگر مین اسوقت

ہوشیاری سے کام نکر لیتا تو خدا پرستوں کی قید میں بیٹھا ہوتا اور تمہیں تو سمجھے ہر طرح کا اطمینان ہے
غرضکہ میاں ہنسا نے خط بنانا شروع کیا اور شیشہ پیرپائی لگا لینے کے بہانے انگوٹھی پھیر دی جسقدر اثر
غازہ سحر کا تھا باطل ہو گیا۔ خضران نے خط بنایا اور وہاں سے انعام واکرام لیکر رو بیرون با پرستان پیر
اک تالاب خضران نالہ میں اتر گیا اور اصلی ہنسا کو زنبیل سے نکالکر ہوشیار کیا۔ آنکھ جو ہنسا کی
کھلی تو آپکو ویرانہ میں بشبیہ دیکھا۔ گھبرا گیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ کیا میں خواب پریشان دیکھ رہا ہوں
میاں ہنسا نقلی نے کہا کہ او مردود چونکہ یہ خواب نہیں بلکہ میں بیداری ہے میں ہوں خواجہ خضران
میں نے تجھکو ایسا بنکر بیہوش کیا اب شناخت پروردگار حقیقی کے بارے میں کیا کہتا ہے ہنسا
نے کہا کہ ہزار جانیں ہوں تو نام پر خداوند آفتاب کے نثار کریں بس یہ سنتے ہی خضران نے
خنجر مار کر کام اسکا تمام کیا اور طرف لشکر اسلام کے چل کھڑے ہوئے۔ یہاں بدیع الملک منتظر
بیٹھے تھے کہ خواجہ نے پہونچکر سلام کیا۔ صاحبقران نے فرمایا کہو بھئی شیر یا گیدڑ۔ خضران نے
کہا کہ غلام آپکے ہاشمیہ شیر ہے کہیں گیدڑ دشمن ہوں خدا کے فضل و کرم سے میں نے اپنے
کام کو انجام دیا۔ بدیع الملک نہایت خوش ہوئے خواجہ نے تمام حال اپنی عیاری کا کہا۔ قطب
صاحب ہنسا کیے۔ چونکہ آج مہلت کا آخری روز تھا شام ہوتے ہی جلیس آفتاب پرست نے
حکم دیا کہ بجے طبل جنگی۔ اسی وقت نقارہ رزمی پہ چوب لگی اور آواز نقارے کی گونجی ہر کارے لشکر
اسلام کے یہ خبر لیکر خدمت بادشاہ اسلام میں آئے اور بعد دعا و ثنا شاہی بجا لانے کے عرض کی
کہ فوج حریف میں کوس حربی بجا ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کچھ پروا نہیں کہدو کہ ہمارے
یہاں بھی بفضل ایزدی دبدبہ ربانی بجے طبل جنگی یہاں بھی نقارہ رزمی فرمایش میں آیا
دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں لشکر جلیس نہایت خوش تھا کہ ہم لوگ تو نماشی ٹھہرے
اسلیے کہ کبھی لڑنے بھڑنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی ہے جو صورت خداوند کی دیکھتا ہے وہ خود ہی
مطیع ہو جاتا ہے۔ کل یہ تمام خدا پرست آفتاب پرست ہو جائینگے اور نائب خداوند کو سجدہ کرینگے
ادھر اہل اسلام میں جا بجا تذکرے ہو رہے تھے کہ افسوس تو یہ ہے کہ لڑنے والا ہو تو اس سے
لڑیں ماریں یا مر جائیں یہاں تو کچھ اور ہی سامان ہے کہ لڑنے بھڑنے کا موقع ہی نہیں آتا بلکہ
صورت نحس اس کافر کی دیکھی وہ سجدہ ہو گیا آنکھوں پر پردے پڑ گئے اسکا کیا علاج ہے
دل کی دل ہی میں رہی جاتی ہے۔ بعض کہتے تھے کہ وہ وقت گذر گیا اب اور زمانہ ہے۔ یہ قطب صاحب
کا آنا علت سے خالی نہیں ہے یہ اک بزرگ خدا رسیدہ اور صاحب کمال شخص ہیں ضرور انکی وجہ سے
کوئی نہ کوئی تدبیر ہوگی یا کرینگے۔ اگر قطب صاحب کو طلسم کا خیال ہوگا تو صاحبقران اور عزیزان
صاحبقران کا خیال ضرور رہی ہوگا۔ ہر شخص اپنے مقام پر اپنے خیال کو ظاہر کر رہا تھا لیکن ان
لوگوں کو انتظار صبح میں چھوڑ کر

چند کلمے داستان شوکت بیان صاحبقران بن صاحبقران یعنی شاہزادہ رفیع البخت نوجوان کے بیان کیے جاتے ہیں

بیا بشنو ای ہمدم راستان * کہ باز آمدم بر سر داستان * سابق میں یہاں تک بیان
ہو چکا ہے کہ شاہزادہ رفیع البخت نے قرماسب بن طہماسپ بن عنقول

دیو پر وہر کو تین روز کی کشتی مین زیر کیا ہی اور قرماسپ انخفین کی قید مین ہی - ویلم و اسطم مارے گئے
اجیر آرزنگ بن زمرد اور جنگ تنگ بن زمرد فرار ہو کر ملک باختر مین سکونت پذیر ہوئے شاہزادہ
رفیع البخت نے قرماسپ کو سمجھایا کہ دین اسلام اختیار کرے مگر اُسنے منظور نکیا اور کہا کہ اگر مین
مسلمان ہو جاؤنگا تو زمانہ یہی کہیگا کہ اسنے خوف جان سے اپنے دین قدیم کو چھوڑ کر مذہب جدید
اختیار کیا لہذا اس ننگ و عار کی زندگی سے تو مرجانا بہتر ہی - رفیع البخت نے اُسکو قتل نہین
کیا بلکہ قید رکھا اور کوچ بکوچ منزل بمنزل طرف نہ طاق کے روانہ ہوئے - اک مقام پر پہونچکر
شام ہو گئی - صحرا نہایت سرسبز و شاداب تھا - رفیع البخت کو فضا صحرا کی نہایت پسند آئی
مرکب سے اتر پڑے رات بھر کی صبح کو نورالدہر سے عرض کی کہ اگر مناسب ہو تو ایک روز
یہان رہکر شکار کی کیفیت بھی دیکھ لیجیے نورالدہر نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہی اُسیوقت سامان
شکار درست ہوا اور رفیع البخت مع شاہزادہ نورالدہر جانب صحرا برائے صید و شکار روانہ
ہوگئے صرف تہمتن گردکو برائے حفاظت قید قرماسپ چھوڑ دیا اور سب سردار ہمراہ لے
لیے - یہ تو صید و شکار کرتے ہوئے چلے جاتے ہین لیکن اسی صحرا مین اک مقام پر قلعہ بہمن دزد
کا تھا کام اُسکا یہ تھا کہ جو کوئی سوداگر یا رئیس اس طرف سے گذرا اور اُسکو خبر ملی وہ فوج قزاقون
کی لیکر آیا اور قافلہ کو لوٹ لیگیا چونکہ مرد بہادر اور زبردست اور ستمگار تھا کبھی کسی سے
زیر نہوا تھا - بہمن دزد اپنے قلعہ مین بیٹھا تھا کہ اُسکے گوئندون نے خبر دی کہ اک لشکر آکر اس
صحرا مین اترا ہی افسران فوج برائے صید و شکار گئے ہوئے ہین میدان خالی ہی چل کر لشکر کو لوٹ
لینا چاہیے اگرچہ فوج بہت بڑی ہی لیکن چیدہ لوگ مصروف شکار ہین لشکر سے سپاہی اگرچہ
لاکھون کیون نہون مگر آپ ایسے رستم شکوہ سے کب مقابلہ کر سکتے ہین یہ سنکر بہمن دزد نہایت
خوش ہوا اور بارہ ہزار قزاق اپنے ہمراہ لیکر قلعہ سے نکلا اور کنجان درختون کی آڑ مین جانب
لشکر رفیع البخت روانہ ہوا - مخبرون نے یہ بھی بیان کر دیا تھا کہ ایک خیمہ کے گرد سخت پہرا ہے
اور وہ خیمہ کنارہ پر لشکر کے برپا ہی عجب نہین ہی کہ خزانہ اُسی خیمہ مین ہو - بہمن دزد اُسی خیمہ کی
طرف چلا جہان تک درختون کی آڑ مین چھپا ہوا آیا کہ ہر ایک باخبر نہو جائے جب قریب
پہونچ گیا اور میدان ملا بس سب نے اک دم گھوڑے ڈالدیے اور وہ چار سو سوارون پر جو اُس
خیمہ کی حفاظت کر رہے تھے ٹوٹ پڑے - یہ بیچارے غافل تھے انکو اس آفت ناگہانی کی کیا
خبر تھی قزاقون نے آتے ہی گھیر لیا اور تلوار برسانا شروع کر دی تو آن واحد مین وہ بیچارے
کچھ قتل ہوئے کچھ بھاگ نکلے بہمن دزد جلدی سے خیمہ کے اندر گھس گیا یہان کیا دیکھا کہ نہ
مال ہی نہ خزانہ ہی بلکہ اک شخص ہاتھون مین ہتکڑیان پاؤنمین بیڑیان گلے مین طوق پہنے بیٹھا ہی
اُسوقت بہمن دزد سمجھا کہ معلوم ہوتا ہی اس قیدی ہی کی حفاظت کا یہ سامان تھا - بہمن دزد
دل مین نہایت شرمندہ ہوا اور اسے یہ خیال پیدا ہوا کہ آیا ہون تو خالی کیا جاؤن بس اِسلیے
ادھر اُدھر دیکھا اک مقام پر اسلحہ قرماسپ کے رکھے ہوئے تھے بہمن اُس طرف بڑھا اور ساطور
وغیرہ قرماسپ کا لینے لگا قرماسپ نے کہا کہ اے دزد مکار دولتمندون کو لوٹ کہ تیرا بھلا بھی ہو
سپاہیون کے ہتھیار لینے سے کیا فائدہ - بہمن دزد نے کہا کہ ہم لوگ جدھر آپڑے آپڑے
پھر خالی نہین پلٹتے اگر کچھ نہو تو مٹھی مٹھی خاک ہی اٹھا لیتے ہین کہ خالی نہ پھرین تو کہنہ کی حالت مین ہی

اب یہ چیزین تیرے کس کام کی ہین قرماسپ نے کہا میرے کام کی نہین تو تیرے بھی کام کی
نہین ہین اسلیے کہ یہ اسلحہ نہایت بھاری ہین تو انھین اپنے تن پر آراستہ کرکے لڑنے کے
قابل بھی نہ رہیگا بہمن دزد نے کہا کہ مجھ ہو مین ان اسلحہ کو ضرور لونگا۔ بس یہ سُنکر قرماسپ کو غصہ
آگیا اور کہا تو عجب طرح کا نامرد ہی کہ تیرا کر اسلحہ لینا چاہتا ہی یہ چیزین لڑکر لیجاتی ہین اگر مین
قید نہوتا اور تو مجھے زیر کر لیتا تو اسکا لینا تجھے زیبا تھا یون لیا تو کیا۔ بہمن دزد نے کہا کہ
قید ہونے پر بھی زبان کی تیزی نہ گئی جیکا بیٹھا رہ تیری شاتین نہ آئین۔ بس یہ سنتے ہی قرماسپ
کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اُسنے غصہ مین قید توڑ ڈالی اور بہمن دزد کی طرف چلا۔ بہمن دزد نے
تلوار ماری قرماسپ نے ہاتھ کلائی پر ڈال دیا۔ بہمن نے چاہا کہ ہاتھ چھڑا لون لیکن ممکن نہوا
بس یہ بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی کبھی یہ اُسے کھینچ لاتا ہی اور کبھی وہ اسے کھینچ لاتا ہے
زور ہو رہے ہین سکے چل رہے ہین۔ بہمن کو جو قرماسپ کی قوت کا اندازہ ہوا دل مین کہا
کہ مین اسے ایسا نہ سمجھتا تھا ورنہ ہرگز نہ اُلجھتا۔ اسلیے کہ جب قرماسپ بہمن کو پکڑ لاتا تھا
تو نکلنا دشوار ہو جاتا تھا اور جب بہمن دزد قرماسپ کو پکڑ لاتا تھا تو وہ آسانی سے نکل جاتا تھا
یہان تو یہ کیفیت ہی اور بیرون قلعہ قزاقون سے اور اہل لشکر رفیع البخت سے تلوار چل رہی
ہی خون برس رہا ہی جو لوگ محافظ قید کے تھے وہ یورش کر کرکے آتے تھے کہ ایسا نہو کہ یہ دزد قیدی
کو مار ڈالین تو پھر سخت الزام آئیگا۔ ادھر قزاق جان لڑا رہے ہین کہ ایسا نہو ہمارا مالک گرفتار
ہو جائے خوب گھمسان کی تلوار چل رہی ہی زمین پر خون برس رہا ہی ہر طرف تلوارین لالہ گون
ہین سپرون کی سیاہی بادل کیطرح چھائی ہوئی ہی اس غوغے کی خبر تہمتن گرد کو ہوئی کہ کوئی
قزاق آیا ہی وہ قیدی کے خیمہ مین گھس گیا ہی ملازمون سے اُسکے اور محافظان خیمہ سے تلوار
چل رہی ہی بس یہ سنتے ہی تہمتن گرد کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر یہ دزد قرماسپ کا دوست ہی اور
چھڑانے آیا ہی تو اسکو بھی گرفتار کرنا چاہیے کہ شاہزادہ رفیع البخت میرے ہی بھروسے
پہ مال و اسباب اور یہ قیدی یہان چھوڑ گئے ہین اگر قرماسپ رہا ہو کر نکل گیا تو شاہزادہ مجھسے
سخت ناراض ہوگا اور اگر اس دزد نے قیدی کو مار ڈالا تو بھی بدنامی میرے سر آئیگی بس
یہ سوچ کے اور جلدی سے مرکب پر سوار ہو کر چڑھ دوڑا۔ عقب مین تہمتن گرد کے بہت سے
سوارون نے گھوڑے ڈال دیے جسنے دیکھا کہ تہمتن گرد مقابلہ حریف کو جاتا ہی وہ ساتھ
ہو لیا۔ خیمہ کے قریب تک پہونچتے پہونچتے کئی ہزار آدمی ہو گئے۔ بس تہمتن گرد نے جو دیکھا
کہ قزاق صفین باندھے ہوئے خیمہ کو روکے ہوئے لڑ رہے ہین تو اسنے تلوار میان سے لی اور نعرہ
کرکے تلوارین مارتا ہوا چلا جو قزاق سامنے آیا اسکو تلوار ماری کوئی کمر پر سے دو ہو کے گرا کسی
مع مرکب چار ٹکڑے ہو گئے تھوڑے عرصہ مین اور کوئی سد راہ ہو کے کو بڑھے تہمتن اور آگے
بڑھ گیا۔ جب دیکھا قزاقون نے کہ یہ کسی کے روکے نہین رُکتا جو سامنے اسکے جاتا ہی مارا جاتا ہی
تو انھون نے مارے خوف کے خود راہ دیدی بس تہمتن گرد خیمہ مین مع مرکب چلا آیا یہان
دیکھا کہ قرماسپ کے ہاتھ پر اک شخص بلند ہی اور امان امان کہ رہا ہی اور قرماسپ اُسکو کلمہ تلقین
کر رہا ہی ہتکڑیان بیڑیان الگ ٹوٹی پڑی ہین تہمتن گرد کو دیکھتے ہی قرماسپ نے بہمن دزد کو
چھوڑ دیا اور آپ اپنی جا سے اسیری پر جا بیٹھا اور تہمتن گرد سے کہا کہ آہنگرون کو بلا کر قید کر دیا

درست کر دو۔ تہمتن گرد نے کہا اے برادر اب تمھارے قید رکھنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے معلوم
ہو گیا کہ تم شرم دنیا کی وجہ سے دین کو چھپاتے ہو ورنہ فی الحقیقت مسلمان ہو چکے ہو ورنہ دوسرے
کو کیوں ہدایت اس دین مبین کی کرتے۔ قرماسپ نے کہا کہ چونکہ میں مسلمانوں کا قیدی ہوں
اس وجہ سے میں نے دین اسلام کی ہدایت کی ورنہ اسکے خلاف اپنے دین آبائی کی طرف راغب
کرتا۔ تہمتن گرد نے کہا کہ اے قرماسپ اس جہالت سے کیا فائدہ بس اب ان باتوں کو چھوڑ دو
شاہزادہ رفیع البخت تمھارا ذکر اکثر فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسکا دادا میرے دادا کا رفیق
تھا اگر یہ بھی میرا رفیق بنتا تو میں نہایت خوش ہوتا اور یہ بھی فرماتے تھے کہ ابتدا میں طہماسپ
بھی دین کے قبول کرنے میں اسیطرح انکار کرتا تھا پھر بمشکل مسلمان ہوا تھا شاید یہ بھی چند دن کے
بعد اس دین مبین کو اختیار کرلے یہ اپنے آبائی طریقہ پر جاتا ہے قرماسپ نے کہا کہ اے تہمتن گرد
میری خوشی اسیمین ہے کہ تم مجھے اسی طرح سے قیدی بنا کر بٹھا دو سب مجھے قید کے توڑنے کی از حد
شرمندگی ہے مگر مجبور تھا بغیر قید توڑے چارا ہی نہ تھا کہ حریف سر پر آگیا تھا یہاں تو یہ صحبت
ہو رہی ہے بہمن وزد چہرہ بنا کھڑا ہے۔ باہر اہل لشکر نے تمام قزاقوں کو پکڑ لیا کچھ بھاگ گئے اور
کچھ مارے گئے شدہ شدہ یہ خبر شاہزادہ رفیع البخت کو پہونچی کسی قزاق نے روز خون
مارا ہے یہ شکار سے واپس ہو ہی چکے تھے قریب لشکر کے پہونچ گئے تھے کہ یہ خبر وحشت اثر سنی
انھوں نے بھی گھوڑا اڑا دیا اور جلد جلد قدم اٹھا کے چلے انکے ساتھ تمام افسران فوج اور خود
شاہزادہ نور الدہر بھی تھے یہاں اسوقت پہونچے کہ لڑائی کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ تہمتن گرد اور
قرماسپ میں بحث ہو رہی تھی۔ رفیع البخت نے اندر خیمہ کے پہونچتے ہی پوچھا کہ یہ کیا
معاملہ ہے تہمتن گرد نے اپنا چشم دید واقعہ بیان کیا۔ قرماسپ نے پھر دین اسلام سے انکار
کیا اور کہا کہ یوں میں حاضر ہوں اپنے خادموں میں مجھے شمار کیجیے لیکن مذہب کے اختیار کرنے
میں لوگ ضرور کہینگے کہ قرماسپ نے جان کے خوف سے ایمان بدل ڈالا حالانکہ یہ میں کہہ چکا ہوں
کہ یہی دین برحق ہے مگر اختیار نکرونگا مجھے بدنام ہو کر جینا منظور نہیں ہے یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت
نے بہمن وزد کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ تو سارا واقعہ بیان کر بہمن وزد نے عرض کی کہ
بیشک جب میں انکا اسلحہ لینے کی غرض سے بڑھا تو انھوں نے منع کیا تھا مگر میں نے نہ مانا
اسوقت انھوں نے غصہ میں آکر قید توڑ ڈالی اور گھڑی بھر کی کشتی میں مجھے اٹھا لیا اور
جب میں نے امان مانگی تو بشرط دین اسلام قبول کرنے کی پیش کی میں نے قبول کیا اتنے میں
یہ جوان یعنی تہمتن گرد آگیا اسکو دیکھ کر انھوں نے پھر قید ہونے کی خواہش ظاہر کی اور اب
تمام اسلام سے انکار کرتے ہیں۔ میں اس حیرت میں ہوں کہ جو مجھے مسلمان کرنے پر آمادہ تھا
اب وہ خود اس دین مبین سے انکار کیوں کرتا ہے۔ رفیع البخت یہ روداد سنکر نہایت خوش
ہوئے اور فرمایا کہ الحمدللہ کہ مراد میری بر آئی۔ طہماسپ بھی اسیطرح زیر ہو کر دادا صاحب کا
رفیق بنا تھا اور قرماسپ کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ اے قرماسپ اگر تم ظاہر بظاہر دین
اسلام نہ قبول کروگے تو کوئی مسلمان تمھارے ساتھ اکل و شرب نکریگا اور نہ میں اپنی رفاقت
میں ملحوظ رکھ سکتا ہوں اور نہ قید ہی میں رکھ سکتا ہوں اسلیے کہ یہ معلوم ہو گیا کہ باطنا تم مسلمان
ضرور ہو چکے ہو۔ اور مسلمان کو قید رکھنا گناہ ہے لہذا اب یا تو ظاہر بظاہر دین اسلام اختیار کرو

یا میرے لشکر سے نکل جاؤ۔ یہ سنکر قرماسپ نے گردن نیچی کر لی اور آنکھون سے قرماسپ کی آنسو جاری ہوگئے اور رفیع البخت سے دست بستہ عرض کی کہ غلام کو قدمون سے جدا نہ کیجیے مین ابھی مسلمان ہوتا ہون۔ یہ کہکر کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا۔ بدیع الملک نے قرماسپ کو گلے سے لگایا بہمن دزد بھی مسلمان ہوا اور قلعہ مین جاکر اپنی تمام فوج کو مسلمان کیا۔ رفیع البخت کو اپنے قلعہ مین لایا بڑی دھوم سے دعوت کی۔ رفیع البخت نے پیشہ قزاقی کے ترک کرنے کی فہمایش کی۔ بہمن دزد نے قبول کیا۔ تین روز رفیع البخت نے اس مقام پر قیام کیا بہمن دزد کے مہمان رہے چوتھے روز تغلق گرد سے فرمایا کہ تم پیش خیمہ ہمارا طرف ندطاق کے لیکر چلو ہم بھی آتے ہین۔ یہ سنکر اسی وقت تیاری ہونے لگی اور پیش خیمہ لیکر تغلق گرد روانہ ہوا۔ بعد اسکے شاہزادہ رفیع البخت وجملہ رفقا کوچ کرکے طرف طلسم ندطاق کے روانہ ہوے بہمن دزد بھی انکے ساتھ ہولیا۔ اب انکو تو مصروف رہروی رکھا جاتا ہی کہ دیکھیے یہ کب پہونچتے ہین
لیکن اول

چند کلمے داستان فیروزی نشان صاحبقران دوران شاہزادہ بدیع الملک نوجوان و برجیس آفتاب پرست کے بیان کیے جاتے ہین۔ غزل برآغاز داستان

ہزارون بار تم توکر چکے ہو امتحان میرا
شکستہ اس طرح تھا جیسے قلب ناتوان میرا
ترقی پر شب ماتم یہ تھا سوز نہان میرا
نہ کم کم چاندنی اب ہو نہ تارے ہین نہ روشن ہو
اٹھائین دست نازک سے وہ خنجر فتح ہوتا ہو
خدا محفوظ رکھے سیکڑون وسواس آتے ہین
فشار اے قبر دیتی ہو تو دل رکھنے کو یہ کہہ دے
ستارے جھلملاتے ہین تو شمعین بجھتی جاتی ہین
لحد پر یاقوت رکھنے کا کوئی زندہ رہے یہ بھی
در جانان پر آکر حسرتین بھی مر گئین دل بھی
چراغ عالم افروز جوانی بجھ گیا شاید
کہین ایسا نہو مر جاؤن حسرت ہی حسرت مین
مرا دل حسرتون کو چھوڑ کر رخصت ہوا مجھ سے
تڑپ کر برق گرنے کی ادا خود مجھسے کہتی تھی
لہو ہوتا نشانہ اتنی دیر تک ہر ایک کے دل کا
لہو ہو بہہ نکلنے کا کہ گوشے مین قیامت تھا
مرے کشتہ جگر پیٹنے سے ایسا تکرون [illegible]

کیا کیون چاک سینہ دل تھا پہلو مین نہان میرا
فشار قبر سے چٹخ رہا تھا استخوان میرا
بجھا دیتا تھا شمعین جلکے اک اک استخوان میرا
سحر کے ہوتے ہی برباد ہوا ہی کچھ مکان میرا
مین کرلون امتحان انکا وہ لین امتحان میرا
بہت ہنس ہنس کر وہ دیکھین تم قلب حزین جکان میرا
گلے اک عمر کے بعد اب ملا ہی مہمان میرا
سحر کے پہلے گھر جانے کو ہی کیا مہمان میرا
دبا جاتا ہی تربت مین تو قلب ناتوان میرا
پہونچکر آج منزل پر لٹا ہی کاروان میرا
لحد سے کم نہین تیرہ ہی کچھ ایسا مکان میرا
جو لینا ہو تو لے لو سب سے پہلے امتحان میرا
کدھر کا رخ کیے ہی یوسف بے کاروان میرا
دھوان اٹھنے سے پہلے جل چکا تھا آشیان میرا
لیے تھا ہاتھ مین جب تک وہ قلب خونچکان میرا
لگی وان آگ جنگل مین قدم پہونچا جہان میرا
نیا رستہ نئی منزل نیا ہے کاروان میرا

گری بجلی تو مین نے آشیان کو پاس سے دیکھا | نہین معلوم مین پہلے جلون یا آشیان میرا
ادھر پچھلے پہر کی چاندنی نے خود کفن پہنا | ادھر رخصت ہوا گھر سے مرے وہ میہمان میرا
جو اسنے جا و بید لمین چھپتے تھے وہ کام آئی | الجھکر رہگیا کانٹون مین آخر آشیان میرا

راویان اخبار و ناقلان آثار اسطرح روایت کرتے ہین کہ دونون طرف طبل جنگ بج رہا ہے دونون لشکر انتظار صبح مین تیاریان کر رہے ہین اٹھارہ لاکھ کا لشکر برجلیس آفتاب پرست کے ساتھ ہے اور اتنی بدیع الملک کی فوج بے شمار ہمراہ بادشاہ لشکر اسلام کے آگئی ہے جسطرف نظر اٹھا کر دیکھو سوا فوج کے کچھ نظر نہین آتا اسوقت تک سرداران لشکر برجلیس آفتاب پرست کو مقابلہ کا اتفاق نہین پڑا ہے اسلیے کہ گویا یہ لوگ آرایش کے طور پر ساتھ ہین ورنہ برجلیس آفتاب پرست تو خود ہی میدان مین آکر نقاب اُلٹتا ہے اور اثر سے نیازی مہر کے لوگ اسکے مطیع و فرمانبردار ہوجاتے ہین لڑنے بھڑنے کی ضرورت ہی نہین پڑتی لیکن اہل اسلام نے جو کیفیت مقابلہ برجلیس آفتاب پرست کی سنی ہے تو بہت ہی پریشان ہین آپس مین مشورے ہورہے ہین کہ یارہ صورت نحس اس ملعون کی نہ دیکھو بلکہ جسوقت یہ میدان مین آکر نہیب دے اور نقاب پر اپنے ہاتھ ڈالے اُس وقت جا پڑو اور تلوارون سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو جب اتنا بڑا لشکر چلیگا کوئی نہ کوئی تو ضرور ہی پہونچ جائیگا۔ اسمین جو لوگ حال آفتاب جادو سے آگاہ ہین وہ بیان کر رہے ہین کہ ایک بلا اسکے ساتھ اور لگی ہے جس سے مفر مشکل ہے یعنے لکا ابر مین چھپا ہوا اک آفتاب ساتھ ساتھ ہے اگر ہم لوگ جان بچکر قریب برجلیس آفتاب پرست کے پہونچ بھی گئے تو وہ آفتاب ابر سے نکلکر جلا دیگا۔ غرضکہ ان باتون مین رنگ عالم دگرگون ہوا فوج انجم نے شکست کھائی ماہ عالمتاب کا چہرہ فق ہوا آفتاب خسرو خاور نے روے فلک پر زردی چھاگئی تیرگی شب کا فور ہونے لگی شمعین جھلملا جھلملا کر خاموش ہوئین چراغ بھڑک بھڑک کر گل ہوگئے طلایہ کے سوارون نے گشت موقوف کی بہادرون نے بستر خواب کو چھوڑا۔ انگڑائیان لے لیکر اٹھے حوائج ضروری سے فراغ حاصل کر کے رسم عبادت کو ادا کیا بعد اسکے اسلحہ حرب تن پر آراستہ کر کے راہی میدان کارزار ہونے لگے دو گھڑی دن چڑھے دونون طرف کی فوجین میدان کارزار مین پہونچ گئین اور صف آرائی ہونے لگی اسطرف برجلیس آفتاب پرست تخت جواہر نگار پہ بیٹھا ہوا نقاب چہرہ پر اسکے پڑی ہوئی نمودار ہوا۔ اس طرف سے سواری بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالیمقام کی آئی۔ بعد آراستگی صفوف قتال و جدال دونون طرف سے جلدار برق رفتار میدان مین آکر پستی و بلندی زمین کی درستی بصد تیز دستی کرنے لگے اور کام کو اپنے انجام دیکر میدان سے پھر گئے سقون نے آب پاشی کر کے گرد کو بٹھالا میدان مثل آئینہ کے صاف و شفاف ہوگیا اب نقیبان خوش آواز سرو دستار نہ لیکر ہر ایک صف کے پاس آئے اور دورو امیر لہجہ مین اشعار عبرت آمیز پڑھ پڑھ کر سمان ناپایداری دنیا کا رکھانے لگے جس سے بہادرون کی رگون مین خون شجاعت نے جوش مارا اور موت کا نقشہ پیش نظر ہوگیا بس اک مرتبہ برجلیس آفتاب پرست نے تخت اپنا آگے بڑھوایا اور سامنے لشکر بدیع الملک کے میدان مین آکر نہیب دی کہ باش اے گروہ خدا پرستان یعنی بندگان گمراہان آگاہ و خبردار ہوجاؤ کہ آج تک تمنے جو کچھ کیا اسکا انتقام تمسے نہ لیا جائیگا اسلیے کہ تم اپنے خداوند کو پہچانتے نہ تھے

لو آج صورت اپنے خداوند کی دیکھ لو اور پہچان لو کہ تمھارا خداوند کیسا ہی خدا پرستون نے جواب
مین ان کلمات کے سخنان سخت زبان پر جاری کیے جس سے برجلیس آفتاب پرست کو غصہ آگیا
بس اسنے نقاب پر ہاتھ ڈالا اور بند نقاب کھولکر نقاب چہرہ سے اُلٹی اور آواز دی کہ
ہرکہ داند داند و ہرکہ نداند بشناسد کہ منم نائب خداوند آفتاب برجلیس آفتاب پرست بس
ادھر تو اسنے نقاب چہرہ سے اُلٹی اُدھر اہل اسلام نے صورت نحس اسکی دیکھتے ہی قہقہہ مارا
برجلیس سمجھا کہ یہ لوگ خوش ہو رہے ہین کہ ہمنے خداوند کو دیکھا بس اسنے آواز دی کہ اے
بندگان گمراہ اب تو تم راہ پر آگئے ہو گے پھر کیون نہین خدمت خداوند مین حاضر ہوتے ہو شاہزادہ
بدیع الملک نے نعرہ کیا کہ او ملعون ایک غازہ سحر کے بھروسے پر خداوند بنے دیا تھا وہ قلعی
تیری کھل گئی - خضران نے جاکر رنگ غازہ کا مٹا دیا ادھر وہ لوگ جو دل سے برجلیس کے مطیع
نہوے تھے بلکہ صرف اثر غازہ سحر سے ایمان اُنکے برگشتہ ہوگئے تھے اب جو اُنھون نے صورت
برجلیس کی دیکھی دل مین سوچے کہ ہم ایسے ملعون کو اپنا خداوند سمجھتے تھے یہ تو اک خرناس شخص ہی
وہ لوگ لشکر برجلیس سے علیحدہ ہو گئے - برجلیس آفتاب پرست حیران تھا کہ یہ کیا معاملہ
ہی - برق ثانی بھی برجلیس کو گالیان دیتا ہوا لشکر سے علیحدہ ہوا اور خدمت شاہزادہ بدیع الملک
مین چلا آیا - ادھر تو اہل اسلام نے قہقہے مارنا شروع کیے اور عیاران لشکر اسلام نے تالیان بجانا
شروع کین - برجلیس آفتاب پرست نہایت خفیف ہوا وزیر برجلیس نے کہا کہ خاص تراش کا
مارا گیا خضران سپاہ کی شکل بنکر آیا اور منہ پر آپ کے ہاتھ پھیر کر اثر غازہ سحر کو باطل کر گیا
اب کچھ ہونا نہین ہی سوا شرمندہ ہونے کے - یہ سنکر برجلیس نے تخت اپنا میدان سے ہٹوا لیا
اور عنقا سے دیوپیکر کی طرف دیکھ کر اشارہ کیا کہ جا میدان مین اور ان خدا پرستون سے اس
بے ادبی کا معاوضہ کر عنقا سے دیوپیکر میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ اے گروہ خدا پرستان
ابھی تم غضب خداوند سے بیخبر ہو دیکھو معلوم ہوا جاتا ہی کہ خداوند مجبور نہین ہی جسکو تمناے
مرگ و آرزوے قضا ہو وہ میرے مقابلہ کو آوے - بس یہ سننا تھا کہ لشکر اسلام سے حشام گیسو دراز
نے گھوڑا باگ کا لیا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر مرکب سے کودا - پایہ تخت کو بوسہ دیکر
اجازت خواہ میدان مصاف ہوا بادشاہ اسلام نے آستین ہمت پشت پر جھاڑی اور فرمایا
کہ جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے - حشام گیسو دراز نے سلام رخصت کیا اور دوبارہ پشت مرکب پر
بیٹھ کر سامنے عنقا سے دیوپیکر کے آکر آواز دی کہ او بیحیا تجھے شرم نہین آتی کہ ابھی کل کی بات ہی
جو بہلول شیر دل نے تجھے دم بھر مین زیر کر لیا تھا اگر صاحبقران زمان رہا نہ کر دیتے تو مارا جاتا یا
قید مین پڑا ہوتا - لا حرم یہ اپنا معلوم ہوتا ہی کہ آج اجل تیری دامنگیر ہی - عنقا سے دیوپیکر نے کہا
وہ وقت اور تھا یہ وقت اور ہی یہ کہکر نیزہ سنبھالا اور سینہ حشام پر وار کیا - حشام گیسو دراز نے
نیزہ کو نیزہ پر لگا لیا طعنین چلنے لگین کوئی اٹھارہ طعنون کی نوبت آئی ہوگی کہ حشام نے نیزہ
عنقا سے دیوپیکر کے ہاتھ سے نکال دیا بس نیزہ کا نکلنا تھا کہ عنقا سے دیوپیکر نیزہ برابر آپ
خجالت مین غرق ہو گیا - اہل اسلام نے قہقہہ مارا برجلیس آفتاب پرست کو دوسری ذلت
ہوئی - بس اس ملعون نے جانب آسمان دیکھکر آواز دی کہ یا خداوند آفتاب آپ کبھی اپنے
بندگان خاص کی خبر نہین لیتے اور بندگان گمراہ پر اپنا غضب نہین نازل کرتے ادھر تو برجلیس

منھ سے یہ الفاظ نکلے اُدھر لکۂ ابر سہر کا اور آفتاب پیدا ہوا۔ یہان عنقاے دیو پیکر نے تلوار
کھینچ لی اور حسام گیسو دراز پر وار کیا۔ حسام نے وار اسکا با سپر رد کرکے چاہا تھا کہ مین
اپنا بھی وار کرون کہ ایک مرتبہ ایک برق کڑک کر آفتاب سے جدا ہوئی اور حسام پر گری کہ تمام جسم
مین آگ لگا دی اور حسام گیسو دراز مثل پتلہ کاغذ کے جلکر خاک ہوگیا۔ یہ دیکھکر اہل اسلام
نہایت پریشان ہوے لیکن شاہزادہ بدیع الملک کو حسام کے اسطرح جلکر مرنے کا نہایت صدمہ ہوا
اور یہ خیال گزرا کہ ایسا نہو کہ اور کوئی نکلکر واسطے مقابلہ کے جاے بس انھون نے آواز دی کہ
خبردار اب کوئی اسکے مقابلہ کے واسطے نہ نکلے مجھسے یہ نہین دیکھا جاتا کہ میری آنکھون کے
سامنے میرے رفیق جل جل کر مرین اور قصد خود نکلنے کا کیا۔ بادشاہ لشکر اسلام نے تخت
اپنا زمین پر رکھوا دیا اور مرکب طلب کیا۔ یہ دیکھکر بدیع الملک قریب بادشاہ اسلام کے
آئے اور عرض کی کہ ظل اللہ کا کیا ارادہ ہے بادشاہ نے فرمایا کہ جسطرح آپ نے کل اہل لشکر
کو مقابلہ سے منع فرمایا ہے اسیطرح مین آپ کو منع کرتا ہون کہ میدان جنگ مین تشریف نلیجائیے
جسطرح آپسے اپنے رفیقون کا غم نہ اُٹھیگا اسیطرح مجھسے آپکا صدمہ نہ اُٹھیگا بہتر یہ ہے کہ
مین خود ہی جاکر مقابلہ کرون۔ بدیع الملک نے عرض کیا کہ آپ پشت پناہ اہل اسلام ہین
اگر ہم لوگون کے ہوتے میدان مین جائینگے تو زمانہ کیا کہیگا بادشاہ اسلام نے کہا کہ کچھ ہی کیون
نہو مین آپکو ہرگز نہ جانے دونگا۔ یہان یہی گفتگو ہورہی تھی کہ قطب مسند نشین قریب گئے
اور کہا کہ آپ دونون صاحب تماشا دیکھین مین جاتا ہون اور اس آفتاب کی قلعی دم کے دم مین
کھولے دیتا ہون۔ بدیع الملک اور بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آفتاب سے تو باطنی مقابلہ ہے
ظاہر مین تو ایک پہلوان سے سامنا ہے آپ مرد حق شناس تارک دنیا مجھسے اوزار ہین پہلوان
سے کیونکر مقابلہ کیجیئے گا۔ قطب نے ہنس کے کہا کہ آپ تماشا دیکھیے کہ کیا ہوتا ہے اگر خدا نے
مجھے آفتاب جادو سے مقابلہ کی قوت دی ہے تو پہلوان سے مقابلہ کرنے کی بھی طاقت
عنایت کی ہے۔ بدیع الملک نے خیال کیا کہ اب سوا اسکے چارہ بھی نہین ہے کہ یہی جائین کیونکہ
تمام اہل لشکر کو خود بدیع الملک روک چکے ہین اور بدیع الملک کو بادشاہ اسلام نے روک
لیا ہے اور وہ بادشاہ کو خود روکے ہوے ہین۔ غرضکہ قطب صاحب نے اپنے سجادہ کو اشارہ
کیا۔ سجادہ انکا اُڑتا ہوا میدان مین پہونچا ایک جانب جواہر جنی ایک طرف الماس جنی بیٹھے
ہوے تھے۔ فقیر جو بڑا باخدا تھے شنجرفی کپڑے پہنے ہوے سجادہ پر تشریف فرما تھے۔
آفتاب پرست حیران تھا کہ یہ کون شخص ہے اور کیا مقابلہ کریگا۔ جسوقت سجادہ قطب صاحب
کا اُڑتا ہوا سامنے عنقاے دیو پیکر کے پہونچا عنقاے دیو پیکر نے صورت قطب کی دیکھی
پکارا کہ تم کسطرح لڑوگے۔ قطب صاحب نے جواب دیا کہ تو وار اپنا کر۔ عنقاے دیو پیکر
تلوار کھینچکر قطب کی طرف بڑھا۔ قطب نے جواہر جنی کی طرف ہاتھ بڑھایا اور آواز دی کہ لادو
جواہر جنی نے ایک شیشہ پر از آب پیش کیا۔ قطب نے ڈاٹ اسکی کھولکر پانی چلو مین لیا
اور جیسے ہی عنقاے دیو پیکر قریب پہونچا قطب نے چھینٹا پانی کا مارا۔ پانی نے جسم پر پہنچتے
ہی آگ کا کام کیا۔ ہر قطرۂ آب چنگاری بنگیا۔ چادر پانی کی چادر شعلہ ہوگئی تمام جسم مین
عنقاے دیو پیکر کے آگ لگ گئی اور مثل حسام گیسو دراز کے یہ بھی جلنے لگا۔ ہر چند اسنے

فریاد کی کہ یا آفتاب تابان مجھے بچایئے اگر ممکن ہوا دم بھر مین جلکر خاک ہوگیا۔ برجیس آفتاب پرست
یہ دیکھکر حیران ہوا اور اسنے جانب آسمان دیکھکر آواز دی کہ یا خداوند آفتاب اس درویش نے
بڑی گستاخیان کر رکھی ہین اگر آپ مین قدرت خداوندی ہی تو اسکو جلا دیجیے کہ اسنے میرا دل جلا
رکھا ہی۔ ادھر تو یہ کلمہ برجیس کی زبان سے نکلا اُدھر بالاے آسمان سے آفتاب جادو نے بھی
دیکھا کہ فقیر نے غضب کیا پورا پورا بدلہ لیا کہ جسطرح وہ خدا پرست جل کر خاک ہوا تھا اسیطرح اسنے
عنقا سے دیو سپید کو بھی جلا دیا اور آخر غالد کہ سحر کا ٹوٹنا بھی اسی کا فعل ہی بس دیکھا سب نے کہ
یکایک رنگ آفتاب کا سرخ ہوا اور آفتاب تھرتھرایا اور اک کڑاکے کی صدا پیدا ہوئی اور آفتاب
شعلۂ جوالہ بنکر فقیر کی طرف چلا جیسے ہی قریب پہونچا اور قصد کیا کہ فقیر کو جلا کر خاک سیاہ کردون کہ
قطب سجادہ نشین نے کچھ پڑھکر سر ہلایا اور حق کا نعرہ مارکر جوڑا اپنا کھول دیا۔ جوڑے کا
کھولنا تھا کہ اک لقہ دود سیاہ کا آستین سے نکلا اور بلند ہوکر اس شعلہ جوالہ سے لپٹ گیا
دیکھنے والون نے کہا آفتاب کو گہن لگا ہی اب اس دود سیاہ سے شاخین پیدا ہونے لگین
اور مثل مار سیاہ کے انھون نے چاہا کہ آفتاب کو لپیٹ لین۔ آفتاب نے چرخ مارنا شروع کیا
ساتھ آفتاب کے وہ دود سیاہ بھی چرخ مارنے لگا۔ آفتاب چاہتا ہی کہ اس دود سیاہ سے
بچکر نکل جاؤن اور دود سیاہ آفتاب کو گھیرے ہوے ہی اور مار سیاہ آفتاب کو لپٹے جاتے
ہین دیکھنے والے تعجب کر رہے ہین اور یہ مصرع پڑھ رہے ہین کہ ع چشمۂ خورشید مین کتنے
سانپ لہرانے لگے۔ بڑی دیر تک آفتاب چرخ مارا کیا آخر کار آفتاب تھک کر تھما اور دود
سیاہ نے بالکل اسکو لپیٹ لیا اتو اس سیاہی سے آواز فریاد آنے لگی اور وہ سیاہی آفتاب
کو اسیر کیے ہوے قریب درویش کے آگئی۔ قطب صاحب نے آواز دی کہ کیون ای آفتاب
جادو بس اسی سحر پر دعوی خداوندی کرتا تھا تجھے شرم نہ آئی اپنے خالق حقیقی کو بھول گیا دیکھ
اس معبود برحق کی پرستش کا یہ اثر ہی کہ تجھ ایسے ساحر تجھ سحر ساحر کا کچھ نہین کر سکتے یہ کہکر وہی
شیشہ آگے بڑھا دیا سیاہی آفتاب کو لیے ہوے وہان شیشہ کے ذریعہ سے اندر شیشہ
کے داخل ہوگئی۔ آفتاب جادو تو اک ماہی سرخ بنکر اس پانی مین تیرنے لگا اور سیاہی بھی
دھوان بنکر شیشہ سے نکل گئی۔ اب درویش نے آواز دی کہ اے آفتاب جادو شناخت
صانع حقیقی کے بارے مین کیا کہتا ہی۔ اندر سے شیشہ کے آواز آئی کہ مین نے خوب پہچان لیا
کہ مین ہی اپنا اور تیرا دونون کا خداوند ہون۔ تجھکو یہ گھمنڈ ہی کہ مین نے اسے قید کیا ہی نہین جانتا
کہ خداوند نے ہرن بدلا ہی۔ بس یہ سنکر فقیر کو نہایت غصہ آیا اور کچھ پڑھکر دستک دی اسیوقت
جانب صحرا سے اک طاؤس زرین بال پیدا ہوا اور سامنے قطب کے آکر بالاے ہوا قائم ہوا
کہ کسواسطے مجھکو یاد کیا ہی۔ درویش نے شیشہ سامنے طاؤس کے دے مارا شیشہ تو چور ہوگیا
پانی بہہ گیا اور مچھلی مثل ماہی بے آب کے تڑپنے لگی بس طاؤس نے مچھلی کو منقار سے اٹھا کر
نگل لیا اور تال مار کے اڑتا ہوا جانب صحرا روانہ ہوگیا بس یہ دیکھتے ہی برجیس آفتاب پرست
کی آنکھون مین دنیا تیرہ و تار ہوگئی کہ اس فقیر نے چراغ خداوندی گل کردیا۔ آفتاب جادو کو
مار ڈالا اور سحر مٹا دیا بس لشکر کی طرف دیکھکر آواز دی کہ مارو اس درویش کو جانے نہ پائے۔
یہ سنتے ہی اٹھارہ انیس لاکھ آدمی کا لشکر یورش کرکے فقیر کی طرف چلا ادھر بدیع الملک اور بادشاہ

لشکر اسلام نے بھی اپنی فوج کو اشارہ کیا کہ لینا ان کافرون کو یہ قطب صاحب سے بے ادبی
کرنے کا قصد رکھتے ہین اور قطب صاحب کی عظمت کو نہین پہچانتے کتنی کرور کا لشکر ادھر سے
بھی یورش کرکے چلا ادھر قطب صاحب نے اپنے سجادہ کو اشارہ کیا کہ وہ بلند ہونے لگا اور بقدر
بلند ہوا کہ تیر کی زد بھی جاتی رہی اور یہان مومنین اور کافرین مین جنگ ہونے لگی دفعتاً سیر و
کی کالی گھٹائین ہر طرف چھا گئین کوندا برق شمشیر کا لپکنے لگا بارش خون ہونے لگی بازار موت گرم
ہوا۔ جنس جان کی ارزانی ہوئی امن وامان کی گرانی بلکہ جا سے امن نایاب تھی۔ فوجون کے
دونون جانب سے ریلے تھے۔ بھڑکتے ہوئے کشتون کو گھوڑے روندے لئے پھرتے تھے۔
کوتل گھوڑے کشتہ سوارون کے جو فراغ پا ہو کر پیادون کی صف پر جا پڑتے تھے تو ہلچل مچ جاتی تھی
ہر طرف سے بگیر و بزن کی صدائین بلند تھین کسی طرف تیرون کا مینہ برستا نظر آرہا تھا کہین
کمانون کی کڑک اور تیرون کی بوچھار ہو رہی تھی نیزے دستے گوشہ چھپنے کا ڈھونڈھ رہے تھے
جا سکتے تھے مگر نشانۂ تیر قضا ہو رہے تھے۔ عاملون کو حیلہ کشتی فراموش تھی۔ زاغ اجل پر کھولے
ہوئے اڑتا پھرتا تھا کسی طرف تبردارون کے غول کے غول نخل حیات انسانی کو قلم کر رہے
تھے۔ کہین گرزبازی سے طبقۂ زمین کا ہل رہا تھا۔ گھوڑون کی ٹاپون سے زمین تھرا رہی تھی
کاسہائے سر چور چور نظر آتے تھے کہین شمشیر جانستان سے رشتۂ حیات قلم ہو رہے تھے
اک شور قیامت انگیز برپا تھا۔ تمام سبزۂ صحرا کا لالہ رنگ ہو رہا تھا زمین پر بھی شفق پھولی تھی آسمان
سے خون برس رہا تھا۔ مرکبون کے سم گھٹنون تک غرق زمین تھے۔ خون کا سیلاب آیا ہوا تھا
بازو زرہ پوشون کے اسطرح پھڑک رہے تھے جیسے ماہی اسیر دام ہو کر تڑپتی ہے سپر بشکل مچھلیون
کے تیرتی پھرتی تھین نہنگ اجل اس دریا سے خون روان مین رہ روون کو نگلتا پھرتا تھا۔ اک
عجب ہنگامہ برپا تھا۔ ہر جنس آفتاب پرست پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ ہان یاران بے ادبون کو
جانے نہ پائین۔ بدیع الملک علمدار لشکر کی طرف بڑھتے چلے جاتے تھے اور سرداران لشکر اسلام
نے بھی قیامت برپا کر رکھی تھی کہ ہر طرف کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگا دیے تھے۔
اب سرداران لشکر صفشکن نیزے تیغے ہوئے آگے بڑھ آئے ہین اور سپاہ سپاہ سے لڑ رہی
ہے یہانتک کہ عین گرمی جنگ مین بدیع الملک سے اور ارجاس کوہ پیکر سے سامنا ہوا اس ارجاس
کوہ پیکر بدیع الملک کو دیکھکر پکارا کہ مجھے تیرے مقابلہ کا اشتیاق تھا مگر ہمارا خداوند اپنے
بندون کو ہمیشہ پناہ مین لیے رہا کبھی لڑنے ہی نہ دیا ورنہ تم لوگ اسقدر گستاخ نہ ہونے پاتے
ایک مین تم مسلمانون کے واسطے کافی ووافی تھا۔ لاحرب اپنا دیکھ تو کہ تو کیسا صاحبقران ہے
بدیع الملک نے فرمایا کہ او ملعون مین نے تجھ ایسے بہت سے پہاڑ ڈھا دیے ہین تیری کیا
حقیقت ہے مگر مجبوری یہ ہے کہ ہم لوگون مین پیش دستی کی عادت نہین ہے تو پہلے اپنا وار کرلے جب
ہمارا تیرے حربہ سے بچ جائیگا تو دیکھا جائیگا۔ یہ سنکر ارجاس کوہ پیکر نے نیزہ مارا بدیع الملک
نے نیزہ اسکا قلم کیا بس ارجاس کوہ پیکر نے غصہ مین آکر تلوار ماری۔ بدیع الملک نے کلائی
پکڑلی اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا شانہ پکڑ کر جو نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر زور کیا ارجاس کو
مثل برگ درخت کے ہاتھ پر بلند کرکے اچھال دیا کہ کئی ہاتھ ارجاس کوہ پیکر ایسا بلند ہو گیا کہ تمام
اہل لشکر کو نظر آنے لگا کر گئے وقت صاحبقران نے تلوار مار کر دو رنگ ہوائی کیا اور اسی جوش مین

پکار اٹھے کہ ایہا الناس دیکھا تمنے کہ مین نے خدا کے فضل و کرم سے ایک روز مین اٹھارہ لاکھ کے
لشکر کو تہ و بالا کر دیا اور سارا سامان خداوندی اُس کافر بے دین کا لٹا دیا۔ اس اس طرح کے مقابلے
صاحبقران اول و امیر ثانی کے زمانے مین بھی نہ ہوے تھے۔ بس یہ کلمہ انکی زبان سے نکلتا تھا
کہ جانب مشرق سے ایک گرد شفق گون بلند ہوا کہ تمام صحرا زمین سے آسمان تک سرخ نظر آنے لگا
لوگ یہ سمجھے کہ سرخ آندھی آئی ہے سب دیکھنے لگے کہ یہ کیا آفت آئی ہے کہ یکایک ہوا نے مار اگرد
کو گرد نے مارا ہوا کو د اس گرد کا شگافتہ ہوا اول گرد سے کئی سو علم نشان کئی لاکھ سوار کا پیدا ہوے
پھریرے علمون کے سرخ رنگ تھے اور ان پر خط سپید تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم
تھی بعد اُسکے آگے آگے تین نقابدار سبز پوشش پیدا ہوے پشت پر انکے اسی سپاہی سردار اپنا
سبز خیمہ پوش اور اُنکے عقب مین کئی لاکھ سوار و پیادل یہ بھی سب کے سب سرخپوش تمام صحرا زمین
آگ لگ گئی سمون سے ہر کیون کے رن لو ہونے لگا۔ یہ جلیس آفتاب پرست کا رنگ زرد ہو گیا
کہ یہ آفت اور آئی بقول شخصے کہ سر ایک آفت ٹلی دوسری آفت آئی * یہ سرخپوش بھی آئے
تو حریفون ہی کے طرفدار نکلے اُدھر نقابدارون کا شان و وقار دیکھکر اہل اسلام بھی متحیر تھے
کہ یہ کون ہین اور کہان سے آئے ہین نقابدارون نے آتے ہی پہلے تو ایک مقام پر ٹھہر کر
لشکر کو قائم کیا بعد اُسکے نقابداران یاقوت پوش مین سے نقابدار خرد نے اپنے علمدار لشکر
کی طرف دیکھا کہ اُسنے علم کو جلوہ دیا اور عکس علم کا شعلہ سے لشکر کفار پر ڈالا بس جسقدر علم لشکر
کفار کے تھے سب مین آگ لگ گئی اور جلنے لگے دم بھر مین تمام نشان جل گئے نشان بردار
خالی ہاتھ کف افسوس ملکر رہ گئے ناظرین کو خیال ہو گا کہ دفتر آفتاب شجاعت مین ذکر اس
نقابدار کا آچکا ہے یہ وہی نقابدار ہے جو پردۂ قاف سے آیا ہے اور جسنے راستہ طلسم گنجورہ کا فتح
کیا تھا اور بعد دریا سے شعلہ لعل سرخ بن گیا تھا۔ پہلے اس نقابدار نے اس لعل کو اپنے تاج
مین نصب کیا تھا کہ جس نابکار سے سامنا ہو تاج اُسکا جل جاے مگر پھر کچھ سوچ کر اپنے علم
کے پرچم مین آویزان کرا دیا کہ اسکے عکس سے لشکر حریف کے علم کو جلا دیگا انہین دو نقابدار
کلان مین ایک خود ہے اور ایک نقابدار باغ بیابان خزان بہار کے مرحلے سے جدا ہو گیا تھا
نقابدار سبز پوش بنا ہوا تنہا آرہا ہے دیکھیے وہ کب پہونچتا ہے۔ الحاصل اب نقابدار نے علمدار سے
اشارہ کیا کہ لشکر بدیع الملک کے علمون کو بھی جلا دے دونون نقابدارون نے منع کیا کہ ایسا
نکرو سمجھے کہ علم اژدہا پیکر نشانی امیر اول کی ہے اسکا جلانا اچھا نہین علاوہ اسکے یہ یادگار حکیم
بزرجمہر کی ہے اور شیاب کی رافت کا اندیشہ ہے ایسا نہو کہ خفت حاصل ہو مگر نقابدار خرد نے نہ مانا
اور اپنے نشان بردار سے کہا کہ تو اپنا کام کر بس اُسنے پھر علم کو جلوہ دیکر عکس اُسکا علم اژدہا پیکر پر
ڈالا شعلہ لپک کر چلا یہ علم اس ترکیب کا بنا ہوا ہے کہ پھریرے مین اسکے جابجا بہت سے شگاف مین جب ہوا
پڑتی پھر کر اُن شگافون مین سے نکلتی ہے تو آواز یا صاحبقران پیدا ہوتی ہے اور علم مین بھی کلہ نہنگ کی
شکل بنی ہوئی ہے بس جیسے ہی وہ شعلہ چمک کر اس علم پر آیا اس علم بردار نے اس ترکیب سے
اس شعلہ کو اپنے علم پر روکا کہ شعلہ دہن نہنگ مین آ گیا اور گل ہو کے رہ گیا نقابدار یاقوت پوش
کو یہ خفت حاصل ہوگی اسی سوچ شرمندگی مین لشکر پر جلیس آفتاب پرست پر گھوڑا ڈالدیا ساتھ ہی
نقابدار خرد کے دونون نقابدار کلان بھی جیسے کھڑے ہوے اور انکے عقب مین تمام لشکر نقابدار دو نکلا

چلا یہ معلوم ہوا کہ آتش قہر الٰہی اُس گروہ کفار کے جلانے کو بڑھی اول نقابدار خود مثل پرکالۂ آتش
کے آکر گرا اور تلوار برسانا شروع کی۔ خضر ان دل میں کہہ رہا تھا کہ آج بدیع الملک کی زبان سے
ایسا کلمہ نکلا ہے جس سے بوئے غرور آتی ہے خدا خاتمہ اس جنگ کا بخیر کرے۔ اُدھر نقابدار نے
آتے ہی قیامت برپا کر دی لشکر کفار کو اُلٹ پلٹ کر دیا اور نقابدار خود صفوں کو توڑتا پروں کو
مسمار کرتا ہوا مثل تیر شہاب کے چلا۔ کبھی اس مقام پر نظر آیا کبھی اُس جگہ دکھائی دیا۔ ایک
پرکالۂ آتش تھا کہ یہاں چمکا اور وہاں لپکا اس صف میں ڈوبا اُس صف سے نکلا اگر بدیع الملک
اور سرداران بدیع الملک ایک صف کو توڑتے ہیں تو نقابدار تین تین چار چار صفوں کو توڑتا
پروں کو مسمار کرتا چلا جاتا ہے۔ برجیس آفتاب پرست نے بھی یہ آمد نقابدار یاقوت پوش
کی دیکھکر اپنے ملازموں کو آواز دی کہ یارو اس سرکش کو دیکھو یہ میری طرف بڑھ رہا ہے یہ
لشکر کے پرے کے پرے آکر سد راہ ہو گئے یہاں سے وہاں تک آہنی دیواریں کھڑی ہو گئیں
اب جو نقابدار یاقوت پوش نے اپنے مرکب کو زانوؤں میں مسلا اور اُس فوج میں ڈوبا تو برابر
علمدار لشکر کے نمودار ہوا اُدھر علمدار لشکر بھلے ہوئے نشان کا خالی بانس ہاتھ میں لیے ہوئے
تھا کہ نقابدار یاقوت پوش نے ڈپٹا اسنے تلوار ماری۔ نقابدار نے وار اُسکا رد کر کے جو ہاتھ
تیغۂ آبدار کا مارا تو علمدار کو مع علم قلم کیا اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر پھر اُس دریائے
لشکر میں غرق ہو گیا دیکھا بدیع الملک نے کہ نقابدار نے کس شدومد کے ساتھ علمدار کو مارا ہے
اور اب یہ برجیس آفتاب پرست کی فکر میں ہوگا پس انھوں نے بھی علمدار میسرہ لشکر کو مار کے
برجیس آفتاب پرست کی طرف رخ کیا۔ نقابدار تو گھات سے لڑ رہا تھا ایک کو مارا دوسرے
کو ٹھوکر سے سر کے ہٹا دیا کسیکو تلوار چمکا کر دھمکایا وہ رکا اور یہ اور آگے بڑھ گیا شاہزادہ
بدیع الملک سر کھولے لڑتے ہوئے جا رہے تھے یہ ہنوز تخت برجیس سے دور تھے کہ نقابدار
یاقوت پوش قریب تخت پہونچکر نمودار ہوا اور نعرہ کیا کہ او ملعون لاحرب اپنا برجیس آفتاب پرست
نے کہا او بندۂ بے ادب کیا کرتا ہے خداوند سے اپنے یہ بے ادبی نقابدار نے کہا کہ او ملعون
کب چھوڑتا ہوں تجکو۔ برجیس نے تلوار ماری نقابدار نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا مروڑ کر ہاتھ
تلوار چھین کے پھینک دی اور بایاں ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جو دور کیا برجیس کو بجائے
سپر ہاتھ پر بلند کر لیا اور تکبیر کا نعرہ کیا۔ آواز نعرہ نقابدار سنکر جو بدیع الملک نے دیکھا تو برجیس
کو ہاتھ پر نقابدار کے بلند پایا پس سارا ولولہ بدیع الملک کا پست ہو گیا۔ اُدھر نقابدار نے
لشکر کفار کو قتل کرنا شروع کیا جسنے تلوار اُٹھائی نقابدار نے برجیس کو آگے کر دیا اسنے ہاتھ روکا
کہ اپنے مالک پر تلوار کیونکر لگاؤں۔ نقابدار نے اپنا وار کر کے اُسکا خاتمہ کر دیا۔ اب لشکر نقابدار بھی
آ پڑا ہے خوب گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے لشکر کفار پر جو دو طرف سے دباؤ پڑا ہے تو قدم پیچھے ہٹتے
جاتے ہیں اہل اسلام لشکر کو دباتے ہوئے اور پسپا کرتے ہوئے پڑاؤ تک آگئے ہیں وزیر برجیس
نے دیکھا کہ آفتاب جادو مارا گیا برجیس اسیر ہو گیا اسے چھڑا لینا چاہتے ہیں اگر تھوڑی دیر اور
یہ خدا پرست سرگرم جنگ رہے تو آج ہی شکست فاش ہو جائیگی پس اسنے طبل امان بجوا دیا
شاہزادہ بدیع الملک نے تلوار روکی تمام خدا پرستوں نے قتل کفار سے ہاتھ کھینچا اور دونوں
لشکر علیحدہ ہو گئے اُدھر نقابدار برجیس آفتاب پرست کو اسی طرح ہاتھ پر بلند کیے ہوئے پھرا اُدھر

بدیع الملک نہایت غمگین و افسوس کنان پلٹے خضران نے دل مین کہا کہ یہ اُسی کلمۂ غرور کا نتیجہ ہی جو بدیع الملک کی زبان سے نکلا تھا ورنہ کیا ممکن تھا کہ سامنے صاحبقران دوران کے اک نقابدار بازی لیجائے بدیع الملک کو رنجیدہ دیکھکر قطب سجادہ نشین قریب آ گئے اور کہا کہ اب جنگ ختم ہوگئی یہ خوشی کا مقام ہی نہ کہ رنج کا لیکن مین آپکو پژمردہ پاتا ہون اسکا کیا سبب ہی بدیع الملک نے کہا کہ اسمین شک نہین کہ فضل خدا آپکی توجہ کے ساتھ ہمیشہ شامل ہوا کہ جنگ فتح ہوئی لیکن انجام مین اس نقابدار کی شرکت سے بڑی بھری ہوئی یہ وہی مثل ہوگئی کہ دُکھ سہین بی فاختہ اور کوے میوے کھائین۔ ساری مشکلین تو ہمنے اور ہمارے دوستون نے حل کین اور آخر مین یہ نقابدار آیا اور مالک لشکر کو گرفتار کیے ہوے چلا گیا۔ یہ سنکر قطب سجادہ نشین خاموش ہو رہے۔ بدیع الملک وہان سے پھر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے تمام سرداران نامی وگرامی آ آکر اپنے دنگل پر متمکن ہوے سپاہیون نے پڑاؤ پر پہونچکر کمر کھولی۔ ذکر جرأت و ولولۂ نقابدار کا ہونے لگا۔ صعلوک بن مالک اور مالک ثانی اور ہاشم غضنفر اور علقمہ بن جمہور وغیرہ تمام سرداران دست چپ ذکر نقابدار کا کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اس نقابدار نے شان علمشاہ رومی کی دکھادی۔ بدیع الملک کو یہ باتین تلخ معلوم ہو رہی تھین مگر خاموش بیٹھے ہوے تھے۔ یہان کا تو یہ رنگ ہی اب اُدھر کی کیفیت سنیے کہ نقابدار یاقوت پوش بھی اپنے لشکر سمیت پلٹ کر قریب بارگاہ پہونچا۔ بارگاہ یاقوت نگار اسکی برپا ہوگئی تھی نقابدار نے اپنے عیار کی طرف دیکھکر برجلیس کو زمین پر پھینکدیا اور کہا کہ باندھ لے مشکین اس کافر بدکیش کی جیسے ہی برجلیس زمین پر گرا عیار نے جلدی سے کمند ماری کہ یہ بھاگنے کا قصد نکرے لیکن اب جو نظر پڑی ہی تو اندر کمند کے آدمی کے بدلے کتا نظر آیا اور زمین پر گرنے سے چوٹ جو لگی تو اسنے چیخنا شروع کردیا پون پون کی صدا بلند ہوئی عیار نے نقابدار کی طرف دیکھکر عرض کی کہ عجیب واقعہ ہی جو کبھی نہ پیش آیا تھا۔ جبتک یہ آپکے ہاتھ پر بلند رہا اُسوقت تک تو آدمی تھا اب کتا معلوم ہوتا ہی یہ میری نظر کی غلطی ہی یا فی الحقیقت ایسا ہی ہی۔ نقابدار نے جو خیال کیا تو واقعی مین آدمی نہین بلکہ کتا معلوم ہوتا ہی۔ دونون نقابدار کلان بھی قریب آ گئے اُنھون نے کہا کہ یہ ساحر ہو تو عجب نہین اسنے سحر سے اپنی ہیئت تبدیل کی ہی ایسا نہو کمند توڑ کے نکل جاے اسے جلد قتل کر۔ یہ سنتے ہی عیار نقابدار نے نیمچہ کمر سے کھینچکر مارا کہ کتے کے دو ٹکڑے ہوے۔ کتا تڑپ کر ہلاک ہوگیا اور ہیئت نہ بدلی۔ عیار نقابدار نے کہا کہ اے شہریار یہ تو کتے کا کتا ہی رہا اگر ساحر ہوتا تو مرنے کے وقت کچھ علامات سحر ظاہر ہوتے اور بعد مرنے کے یہ ہیئت اصلی پر آ جاتا۔ نقابدار نے کہا کہ پھر کیا واقعہ ہی عیار نے عرض کی کہ عقل نہین کام کرتی نقابدار نے دونون نقابداران بزرگ سے پوچھا کہ مین نے کتا پکڑا تھا یا برجلیس آفتاب پرست کو اسیر کیا تھا۔ اُنھون نے فرمایا کہ تمنے تمام عالم کے سامنے برجلیس آفتاب پرست کو اسیر کیا اور یہانتک ہاتھ پر بلند کیے ہوے لائے بلکہ بدیع الملک یہ شان و شوکت تمھاری دیکھکر منفعل ہوگئے تھے اسمین کچھ اسرار ضرور ہی جو سمجھ مین نہین آتا۔ نقابدار نے ہرکارون کو طلب کیا اور کچھ ہرکارے طرف لشکر برجلیس آفتاب پرست کے روانہ کیے اور کچھ ہرکارے لشکر اسلام کی طرف بھیجے کہ جاکر حال دریافت کرو اگر برجلیس اپنے لشکر مین ہوا تو بارگاہ مین گھس کے پکڑ لاؤنگا اور اگر لشکر اسلام مین ہوا تو چھین لاؤنگا دیکھون میرا کوئی کیا کر لیتا ہی۔ ہرکارے یہ حکم پاتے ہی

دونون جانب روانہ ہوئے نقابدار دروازۂ بارگاہ پر ٹہلنے لگا۔ ہرچند نقابداران کلان نے سمجھایا کہ اندر
بارگاہ کے چلیے مگر کچھ تو آرام سے بیٹھو جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا مگر نقابدار خرد نے نہ مانا اور عرض
کیا کہ اب برجلیس کو گرفتار کیے بغیر کمر نہ کھولونگا کوئی ایک گھنٹہ بعد پہلے ہرکارے لشکر برجلیس
آفتاب پرست سے واپس آئے اور بعد دعا و ثنا بجالانے کے عرض کی کہ لشکر کفار مین تو واویلا اور
وا مصیبتا کی آوازین بلند ہین لشکر متفرق ہوا جاتا تھا مشکل ناقوس وزیر نے سنبھال رکھا ہے اور تسلی
دی ہے کہ سردار تمھارا خداوند ہے وہ ایسا نہین ہے کہ بندون کی قید سے رہا نہو سکے یہ بھی کوئی مصلحت
ہوگی کہ اُسنے اپنے کو اسیر کردیا ہے اگر یہ جلیس اپنے لشکر مین ہوتا تو یہ حالت لشکر کی نہوتی بعد اسکے
وہ ہرکارے آئے جو لشکر اسلام کی طرف گئے تھے اُنھون نے عرض کی کہ اے شہریار بدیع الملک
بارگاہ سلیمانی مین رنجیدہ بیٹھے تھے کہ ایک مرتبہ الیاس جنی کوئی ہے وہ آیا اور اُسنے برجلیس آفتاب پرست
کو خدمت صاحبقران مین پیش کیا اور عرض کی کہ آپ کیون رنجیدہ ہین لیجیے اسے قید کیجیے چاہیے
قتل کیجیے۔ یہ سنکر بدیع الملک نہایت خوش ہوئے اور برجلیس کو زندانخانہ مین بھجوادیا۔ بس یہ سننا
تھا کہ نقابدار کی نگاہون مین دنیا تیرہ و تار ہوگئی کہا کہ مین ابھی جاتا ہون اور بدیع الملک سے
برجلیس کو چھینے لاتا ہون اب اُنھون نے جنون کے بھروسے پر صاحبقرانی شروع کردی ہے اور
دیکھنا تو باتون ہی باتون مین کیسا ذلیل کرتا ہون یہ کہکر گھوڑے کی باگ اٹھائی اور مثل شعلہ جوالہ
کے طرف لشکر بدیع الملک کے روانہ ہوا چونکہ طبیعت سے نقابدار خرد کے دونون نقابدار کلان بھی
آگاہ تھے دیکھا کہ یہ غصہ مین چلا ہے وہان پہونچکر خدا جانے کیا بے ترکیبی کر بیٹھے ساتھی انکے دونون
انھون نے بھی گھوڑے باگون کے لیے ہمراہ انکے اور سردارون نے بھی قصد کیا تھا کہ پلٹے کر نقابدارون
نے منع کردیا لشکر اور افسران لشکر تو اسی جگہ ٹھہر گئے لیکن تینون نقابدار مثل برق لہنادہ گھوڑے
مرکبون کو اڑائے ہوئے چلے آتے تھے چونکہ لشکر انکے ساتھ نہ تھا کسی نے روکنے کا قصد
بھی نہ کیا علاوہ اسکے معمولی افسرون کی کیا تاب ہے کہ ان نقابدارون کو روک بھی سکتے یہ تینون
نقابدار لشکر کو طے کرتے ہوئے چلے جاتے ہین ہرکارون کی زبانی معلوم ہوچکا تھا کہ برجلیس
فغفور زنگی کی قید مین ہے۔ فغفور زنگی ایک ہزار سوار سے نگرانی کر رہا ہے جس خیمہ مین برجلیس آفتاب
پرست مقید ہے اسی کے سامنے فغفور زنگی اسلحہ لگائے بیٹھا ہے گھوڑا برابر کھڑا ہے اور بہادر ہزار
زنگی خیمہ کو گھیرے کھڑے ہین اور یہ خیمہ قریب بارگاہ سلیمانی کے برپا ہے اسی جگہ سے یہ نقابدار
خرد چلا آتا ہے اور ساتھ ساتھ نقابدار خرد کے دونون نقابداران کلان بھی آرہے ہین کہ دفعتاً
نظر فغفور زنگی کی نقابدار خرد پر پڑی دیکھا کہ نقابدار اسی طرف چلا آتا ہے بس اسکو خیال گزرا کہ
ایسا نہو یہ برجلیس کی فکر مین آتا ہو کیونکہ یہ اس راز سے واقف تھا کہ پہلے نقابدار ہی نے اسے
گرفتار کرلیا تھا۔ قطب صاحب کا رفیق ہوا ہے جنی خدا جانے کسطرح اسکو لے آیا اور میری
حفاظت مین دیا گیا ہے اگر نقابدار برجلیس کو لیگیا تو سخت بدنامی ہوگی۔ بس اسنے آواز دی
کہ او نقابدار کہان آتا ہے اور کسواسطے آتا ہے ارادہ اپنا بیان کر۔ نقابدار نے کہا کہ مین اپنے
دزد اور مال دونون کی فکر مین آیا ہون لینے برجلیس آفتاب پرست کو لیجاؤنگا اور جسنے
برجلیس کو لاکر بدیع الملک کے حوالے کیا ہے اسے اس گستاخی کی سزا دونگا فغفور زنگی یہ
سنتے ہی جلدی سے پشت مرکب پر بیٹھکر سد راہ ہوا اور پکارا کہ او نقابدار بے ادب نہین جانتا

کہ یہ کسکا قیدی ہے اور کسکی قید مین ہے تو کیا جان رکھتا ہے جو اسکو مجھسے لیجائیگا۔ نقابدار نے غیظ و
غضب مین آکر فغفور زنگی کو سخت سست کہا اور فرمایا کہ دور ہو میرے سامنے سے ورنہ نشانہ تیغ
ہوگا پھر گوشۂ امن نہ ہاتھ آئیگا۔ فغفور زنگی نے یہ سنکر تلوار کھینچ لی اور کہا کہ کیا مجکو تو موم کا سمجھا
ہے بس جیسے ہی نقابدار قریب پہونچا فغفور زنگی نے تلوار ماری نقابدار نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
اور دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جو اچھالا تو فغفور زنگی چالیس ہاتھ بلند ہو گیا۔ نقابدار
منتظر ہوا کہ گرے تو چور رگ گردن کردون کہ دوسرے نقابدار نے آواز دی کہ تم جاکر قیدی کو قبضہ مین کرو
اسے مین قتل کیے ڈالتا ہون۔ یہ سنتے ہی نقابدار نے تو گھوڑا آگے بڑھا دیا خیمہ تو قریب ہی تھا
تلوار ماری کہ خیمہ چاک ہوا۔ بس نقابدار مع مرکب داخل خیمہ ہو گیا ادھر فغفور زنگی جو گرا تو نقابدار دوم
نے اسکو بالائے ہوا ہاتھ پر روک کر تیسرے نقابدار کی طرف اچھال دیا کیونکہ انکو قتل فغفور زنگی کا
منظور نہ تھا بلحاظ اسکے کہ یہ مسلمان ہے تیسرے نقابدار نے بھی اسکو بالائے ہوا روک کر آہستہ سے
اچھال دیا اور آپ آگے بڑھ گئے۔ فغفور زنگی پہاڑون کے بھل زمین پر گرا بہت چوٹ آئی کہ
اٹھنے کے قابل نہ رہا۔ اب تینون نقابدار خیمہ مین پہونچ گئے اور فغفور زنگی بسبب رعب کے
مانع نہوے کہ جب ہمارے افسر کی یہ حالت ہوئی تو ہمارے روکے یہ کیا رکینگے لیکن نقابدارون
نے دیکھا کہ خیمہ خالی ہے ہتکڑیان بیڑیان اتری پڑی ہین اور مہرجبیس آفتاب پرست نادارد ہے
یہ حیران تھے کہ اب اسے کون لیگیا۔ ادھر بدیع الملک دربار برخاست کرکے خوابگاہ مین جانے
کو تھے کہ خضران نے جاکر عرض کی کہ اے شہریار عجب ہوا۔ نقابدارون نے آکر فغفور زنگی کو
گیند دہر کا کردیا اور وہ مہرجبیس کو لینے آئے تھے۔ مہرجبیس آفتاب پرست کا پتا نہین عجب نہین ہے
کہ نقابدار غصہ مین اور کوئی بےعنوانی کر بیٹھین بس یہ سنتے ہی بدیع الملک وہی لباس
شب خوابی پہنے ہوے خیمہ سے باہر نکل آئے ادھر یہ تینون نقابدار خیمہ مہرجبیس سے نکلکر طرف
خیمہ بدیع الملک کے چلے ہی تھے کہ بدیع الملک سے سامنا ہو گیا بس نقابدار خرد نے کہا
کہ اسی منھ پر دعواے صاحبقرانی ہے گرفتار کیا مہرجبیس کو اور قید مین آپ نے رکھا یہ کیا
شعبدہ تھا۔ کبھی امیر اول اور امیر ثانی نے بھی ایسی حرکت کی تھی کہ شعبدہ بازون سے بہادر
بہادرون کے مقابلے مین کام لیے ہون اب جسطرح بنے میرے قیدی کو لاؤ۔ بدیع الملک
نے فرمایا کہ مین نے مہرجبیس کے گرفتار کرلانے کا حکم نہین دیا تھا ہان جواہر جنی نے جسوقت
اسے لاکر میرے سپرد کیا ہے تو مین نے زندانخانے طلسم بھجوا دیا تھا اور اب مجھے معلوم نہین
کہ مہرجبیس کیا ہو گیا۔ نقابدار نے کہا کہ وہی جواہر جنی اب بھی لیگیا ہوگا بلایے اسکو شاہزادہ
بدیع الملک نے اسیوقت جواہر جنی کو بلا بھیجا جسوقت پیام بدیع الملک کا جواہر جنی کو پہونچا
اسوقت جواہر جنی قطب سجادہ نشین کی خدمت مین حاضر تھا۔ خضران نے مفصل بیان کردیا
تھا کہ اسطرح بگڑ کر نقابدار آیا ہے اور اپنے قیدی کو طلب کرتا ہے قیدی زندانخانے سے گم ہو گیا ہے
یہ سنکر قطب سجادہ نشین بھی جواہر جنی کے ساتھ ہوے اور خدمت بدیع الملک مین آئے [illegible]
مسکرائے اور فرمایا کہ مہرجبیس آفتاب پرست کو کوئی ساحر لیگیا ہے اب مہرجبیس ہماری قید مین نہین
ہے اسکے پہلے بیشک مین نے مہرجبیس کو بلا لیا تھا اے نقابدار اب تم جاؤ جیسا کچھ ہوگا کل صبح
کو ظاہر ہو جائیگا آپس مین فساد کرنے سے کچھ حاصل نہین ہے یہ سنکر غصہ نقابدار کا فرو ہو گیا چونکہ

فقرا کی سب عزت کرتے آئے ہین امیر اول سے لیکر بدیع الملک تک تمام اولاد صاحبقران فقرا کو مانتی ہے
اسوجہ سے نقابدار کچھ نہ کہہ سکا ورنہ اگر یہ حرکت کسی دوسرے کی ثابت ہوتی تو نقابدار بہت بری
طرح پیش آتا - چلتے وقت نقابدار نے اتنا تو کہا کہ خیر دیکھا جائیگا اور تینون نقابدار گھوڑے
دوڑاتے ہوئے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوگئے بدیع الملک نے قطب صاحب سے پوچھا
کہ اب اسے کون لیگیا - قطب صاحب نے بیان کیا کہ پوچھنا اسکا بیکار ہے صبح کو معلوم ہوجائیگا
یہ کہکر قطب صاحب بھی اپنے گوشہ کی طرف روانہ ہوئے - بدیع الملک اپنی خوابگاہ مین جاکر
سو رہے نقابدار اپنے لشکر کو روانہ ہوئے - لیکن اب

چند کلمے داستان اُس کافر بدمست برجلیس آفتاب پرست کے بیان کئے جاتے ہین

راوی بیان کرتا ہے کہ اسی بیابان کوہ یاد مین ایک ساحر رہتا ہے کہ نام اُسکا جاموش زہرخوار
فیل سوار ہے چار سو ساحر اسکے مطیع ہین جسوقت اسکو یہ خبر پہونچی کہ برجلیس آفتاب پرست
کوئی شخص ہے کہ اُسنے دعوے خداوندی کیا تھا آفتاب جادو اُسکا باپ بزور سحر آفتاب
بنا ہوا اسکے ساتھ تھا - خدا پرستون نے آفتاب جادو کو مارا اور آج برجلیس کو بھی گرفتار
کر لیگئے پس یہ سنتے ہی جاموش زہرخوار کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر مین برجلیس کو اہل اسلام کی قید سے
رہا کرکے اُسکی طرف سے لڑ بھڑ کر اس جنگ کو سر کرونگا تو برجلیس مجھکو آفتاب جادو کے مقام
پر تصور کریگا اب مین خداوند بنونگا اور برجلیس کو نائب اپنا مقرر کرونگا پس یہ سوچ کر اپنے مقام
سے چلا اور قریب زندان کے پہونچکر ایسا سحر کیا کہ تمام نگہبان مجلس بیہوش ہوگئے جاموش
زہرخوار فیل سوار برجلیس کو نکال لیگیا اور اپنے یہان بحفاظت تمام رکھا جب صبح
ہوئی تو ایک ساحر کو پاس ناقوس وزیر کے روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ افسران فوج کو لیکر
واسطے پیشوائی کے آؤ - مالک تمھارا ہمارے پاس بحفاظت موجود ہے جسوقت پیامبر
جاموش زہرخوار کا ناقوس وزیر کے پاس پہونچا ناقوس نہایت خوش ہوا اور سرداران
لشکر کو ساتھ لیکر مع سامان شاہی روانہ ہوا - جاموش زہرخوار نے کہا کہ آپ چل کر طبل جنگ
بجوائیے مین آتا ہون برجلیس آفتاب پرست جاموش زہرخوار سے رخصت ہوکر اپنے لشکر
کی طرف نہایت جاہ وتجمل کے ساتھ روانہ ہوا - ہرکارون نے یہ سب خبرین اُدھر شاہزادہ
بدیع الملک کو پہونچائین اور ادھر نقابدارون کو حال برجلیس آفتاب پرست سے مطلع
کیا یہ سنکر نقابدارون کا وہ ارادہ ملتوی رہا جو پہلے تھا ورنہ یہ بدیع الملک کے مقابلہ پر
طبل جنگ بجوانے والے تھے اب نقابداران کلان نے کہا کہ یہ ملعون آیا ہے تو پھر طبل جنگ
بجوائیگا اسوقت دیکھا جائیگا - اب اسکو گرفتار نکرنا بلکہ وہین قتل کرڈالنا - یہان تو یہ مشورے
ہو رہے تھے اور وہان برجلیس آفتاب پرست داخل بارگاہ ہوا لشکر مین آفتاب پرستون
کے طبل شادمانی بجائے گئے ہین سواری جاموش زہرخوار فیل سوار کی آئی - برجلیس بذات خود
اسکے استقبال کے واسطے چلا کچھ اہل اسلام بھی تماشا دیکھنے کی غرض سے راستے مین کھڑے
ہوئے تھے دیکھا انھون نے کہ ایک جوگی ہاتھی پر سوار زنار کھا دوسرے کا آدھا باندھے

آدھا اوڑھے جھولی سحر کی لگی ہوئی بت شانے سے کہنی تک بندھے ہوئے ماتھے پر قشقہ کھنچا ہوا
بال فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوئے پشت پر چار سو ساحر جھولیان سحر کی سنبھالے ہوئے ترسول
پھول چمکاتے ہوئے یہ دیکھکر اہل اسلام پلٹ کر کچھ لشکر بدیع الملک مین آئے کچھ لشکر
نقابدار مین آئے اور سب کیفیت بیان کی وہان جاموش زہر خوار فیل سوار نے آتے ہی
حکم دیا کہ کچھ نامہ و پیام کی ضرورت نہین ہی آپ طبل جنگ بجوا دیجیے۔ یہ جلیس آفتاب پرست
نے کہا کہ ایک دو روز آسایش کیجیے دعوت قبول فرمائیے پھر دیکھا جائیگا جاموش نے کہا کہ
ربانی آپ ہی کے معلوم ہو چکا ہی کہ عیاران اسلام نہایت ہوشیار و مکار ہین توقف اچھا نہین
جب جنگ سے فرصت ہوگی تو جسقدر چاہئیے گا دعوت و ضیافت کیجیے گا۔ یہ سنکر یہ جلیس نے
اُسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ فوراً نقارہ رزمی پہ چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکارے
یہ خبر لیکر پھرے ادھر شاہزادہ بدیع الملک کو اطلاع ہوئی کہ کوئی شخص جاموش زہر خوار فیل سوار
ہوکر آیا ہی یہ جلیس کو ریا بھی کرنے گیا ہی اور اُسی کی امداد کے بھروسے پر یہ جلیس نے طبل جنگ
بجوایا ہی فرمایا کہ ادھر ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی اُسی وقت
یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاری جنگ ہونے لگی اُدھر نقابدار یاقوت پوش بھی مطلع
ہوا اور لشکر نقابدار مین بھی طبل جنگی بجا اب تینون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہو رہی ہین لوگ
آپس مین جا بجا بیٹھے ہوئے چرچے کر رہے ہین کہ دیکھیے کل کس صورت سے مقابلہ ہوتا ہی اور
کیا ٹھہرتی ہی۔ جب مین یہ جلیس کا ساحر ہی تو پھر کچھ نہ کچھ مصیبت ضرور پیش آئیگی اسلیے کہ ساحر
اور غیر ساحر کا مقابلہ ہو نہین سکتا اُدھر جاموش زہر خوار نے اور اُسکی فوج نے اگیاریان روشن
کرائین بخور گوگل لوبان رائی کالے دانے وغیرہ کا ہونے لگا ہر طرف نعرے یا سامری یا جمشید
کے بلند تھے سب اپنے اپنے سحر جگا رہے پیرون کو پکار رہے تھے۔ غرضکہ تمام رات یہی کیفیت
مین بسر ہوئی یہانتک کہ ستارہ سحری چمکا اور آثار سحر نمودار ہوے جانوران صحرائی بزبان بے زبانی
مشغول ذکر سبحانی ہوے انسانون نے اپنے اپنے رسم مذہبی کے موافق عبادت رب سے فراغت
سے فراغ حاصل کر کے رخ میدان کارزار کا کیا دو گھڑی دن چڑھے چڑھتے تینون لشکر میدان جنگ مین
آکر صف آرا ہوگئے اس طرف یہ جلیس آفتاب پرست تخت پر سوار چتر اسکے سر پر پھرتا ہوا۔ آگے جیسے
[illegible] تازہ سحر کی مسند جھکی ہی مگر اب بھی یہ جلیس کے منھ پر نقاب پڑی ہوئی ہی بسبب شرمندگی
کے یہ کبر نا ہنجار کسیکو منھ نہین دکھاتا ہی جس وقت صفین آراستہ ہو چکین اور میدان تیار ہو چکا تو
نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا بہادر جوش شجاعت مین جھومنے لگے قبضہ شمشیر کو
چومنے لگے نقابدارون کی تو یہ حالت ہوئی کہ پرکالہ آتش بنگئے آنکھون سے خون ٹپکنے لگا کہ اگرچہ
لشکر کفار سے جاموش زہر خوار نے اپنے فیل کو بڑھایا اور میدان مین آکر پکارا کہ باش اے گروہ
خدا پرستان و فرقہ مسلمانان جسکو تمنا ہے مرگ کی اور آرزو اپنے قضا کی ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو
اسلیے کہ جو آئیگا میرے ہاتھ سے بچنا اُسکا دشوار ہی مین تم لوگون سے بہت جلا ہوا ہون اسلیے
کہ تمنے ملک کے ساحرون کے برباد کر دیے ہین سیکڑون سلطنتین الٹ دین خداوندیان
برباد کر دین ہیتاب تم سبکو خاک مذلت پہ نہ گرا دونگا مجکو صبر نہ آئیگا بس یہ سنکر نقابداران شعلہ
مزاج کے تیور بدلے ہوے اور افسران لشکر نقابدار نے جا پڑنے کا قصد کیا ہی تھا کہ وہین قوی بازو

مرکب کو یا سستہ مارا گھوڑا تڑپ کر صف لشکر سے علیحدہ ہوا- اور لوگ تو رک گئے کہ دیکھا چاہیے
یہ کیا کرتا ہے مگر ژوبین قوی بازو سامنے نقابدار خرد کے آیا- اجازت میدان چاہی فرمایا نقابدار
نے جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے ژوبین قوی بازو نے سلام رخصت کیا اور دوبارہ مرکب پر بیٹھ کر
سامنے جاموش زہر خوار فیل سوار کے آیا اور آواز دی کہ او ملعون کیا تو لاف و گزاف کر رہا ہے
میں تیری خدمتگزاری کو موجود ہوں لا کیا حربہ رکھتا ہے- یہ سنکر جاموش زہر خوار ہنسا اور اپنے
سر پر اپنے ہاتھ ڈالا اور اک بال سر کا توڑ کر کچھ اسم سحر اس بال پر دم کیا اور سامنے ژوبین کے
پھینکا یا وہ بال زمین پر گرتے ہی دراز ہوا اور پھولنے لگا یہانتک کہ دست و پا سونڈ دانت دم
سب چیزیں پیدا ہوگئیں اور وہ بال اک ہاتھی کی شکل بنکر ژوبین کیطرف چلا اور قریب پہونچتے ہی
گھونسا سونڈ کا بنا کر مارا ژوبین نے سونڈ اسکی پکڑلی اور اپنی طرف کھینچا کہ اس فیل کو کھینچ لوں
فیل تو اپنی جگہ سے نہ سرکا جہاں تھا وہیں رہا لیکن سونڈ ہاتھی کی کھنچ آئی اور جتنا ژوبین نے
زور کرکے کھینچا اسیقدر سونڈ دراز ہوگئی آخر ژوبین نے عاجز آکر سونڈ چھوڑ دی اور تلوار کے
قبضہ کی طرف ہاتھ دوڑایا کہ اسے قتل کرڈالوں لیکن سونڈ ہاتھ سے چھٹتے ہی ہاتھی نے ژوبین کو
سونڈ میں لپیٹ لیا- ہاتھ تلوار کے قبضہ پر جاکے رہگیا ہنوز تلوار نہ کھینچی تھی کہ ہاتھی نے ژوبین
کو سونڈ میں لپیٹ کر اٹھا لیا اور جانب صحرا روانہ ہوگیا- سب منھ دیکھتے رہگئے نقابدار کو اپنے
رفیق کی گرفتاری کا نہایت ملال ہوا- ادھر جاموش نے پھر مبارز طلب کیا- تب نقابدار سے
ارژنگ شیردل میدان میں آیا- بعد گفتگو کے بسیار جاموش نے اسکی طرف بھی اک بال سر
کا توڑ کر پھینک دیا اور اس بال نے ہیئت ہاتھی کی پیدا کی اور سونڈ علم کرکے ارژنگ
شیردل کی طرف چلا چونکہ اس سے پہلے گرفتار ہونا ژوبین کا ارژنگ نے دیکھ لیا تھا یہ
سوچا کہ اس ہاتھی سے زور کرنا بیکار ہے تلوار کمر سے کھینچ لی ادھر تو ہاتھی نے قریب پہونچتے ہی
گھونسا مارا ادھر ارژنگ نے تلوار ماری کہ سونڈ اسکی قلم کردوں مگر تدبیر الٹی پڑی اور ہاتھی نے
اسے بھی سونڈ میں لپیٹ لیا بلکہ تلوار کی دھار مڑ گئی سونڈ پر خط بھی نہ پڑا ہر چند ارژنگ نے
زور کیا مگر کچھ نہوا ہاتھی ارژنگ کو باندھے لیے چلا گیا- اب تو سلسلہ بندھ گیا کہ ایک اسیر ہوا
اور دوسرا نکلا وہ بھی اسیر ہوا تیسرا مقابلہ کو پہونچا وہ اسیر ہوا جو جاتا تھا چلا شام تک اتنا وقفہ
ملا دیا کہ لشکر بدیع الملک کا کوئی سردار مقابلہ کو جا نسکتا- اور بدیع الملک خود بھی اپنے رفقا
کو روکے رہے کہ تماشا دیکھتے جاؤ کہ ہوتا کیا ہے- غرضکہ شام تک ستائیس سردار نقابدار کے
اسیر ہوگئے طبل بازگشت بجا ہر ایک لشکر اپنے فرودگاہ کی طرف متوجہ ہوا- بدیع الملک کو بھی
نقابدار کے سرداروں کا رنج تھا اور نقابدار تو بیحد ملول تھا اسطرف برجیس آفتاب پرست نے
چاہا کہ دعوت جاموش کی کروں- جاموش نے قبول نکیا اور کہا کہ عیاران لشکر اسلام جیسے مکار
ہیں آپ خود بیان کرچکے ہیں کہ تجھے یوں فریب دیا اور یوں فریب دیا- لہذا میں اپنے مقام پر
جاکر اپنی حفاظت اچھی طرح کرونگا- قیدیوں کو جاموش نے برجیس کے حوالے کرنا چاہا تھا لیکن
برجیس نے انکار کیا اور کہا کہ انکو بھی آپ اپنے ہی حفاظت میں رکھیں جاموش یہ سنکر جانب
صحرا روانہ ہوا ہرکارے لشکر نقابدار اور لشکر بدیع الملک سے جاموش کے تعاقب میں چلے
جسوقت جاموش زہر خوار فیل سوار اپنے مقام پر پہونچا لشکر اسکا آگے بڑھا گیا وہ سے دریا کے

جاموش زہرخوار نے اک حجرہ بنایا ہو اسمین رہتا ہو اور پانی دریا سے کاٹ کر حجرے کے نیچے لایا ہو
اُسی پانی سے سب کام لیتا ہو رات کو دروازہ حجرہ کا صحرا کی طرف سے بند کر لیتا ہو اور دریا کی سیر
کیا کرتا ہو کہ کوئی دشمن نہ آجائے لشکر اسکا قریب قریب حجرے کی نگہبانی کیا کرتا ہو- الحاصل
جب جاموش زہرخوار فیل سوار حجرہ مین پہونچا جنادل نے ماش کے پڑھکر سامنے رکھے جو ہاتھی
سردار کو لیے ہوے آیا جاموش نے ایک دانہ ماش کا کچھ پڑھکر اور کسی جانور کا نام لیکر مارا وہ
سردار اُسی کی شکل بنگیا اور اُڑتا ہوا چلا گیا کسیکو جاموش نے تیتر بناکے اُڑا دیا کسیکو بٹیر بناکے
چھوڑ دیا جو گورے رنگ کے لوگ تھے اُنمین کسیکو بگلا کسیکو فاختہ بناکے اُڑا دیا- کالی صورت والون کو
کوے اور جھینگے کی صورت بنا دیا- ستائیس سردار ستائیس شکلون کے بنا دیے کہ آپس مین
جانور ہوکے بھی باتین نہ کرسکین وہ تو اُڑتے ہوے چلے گئے اور جاموش اپنے حجرے کے
مین داخل ہوا- یہان برجیس آفتاب پرست نے پھر طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر بدیع الملک سے اور
لقا بدار سے مخفی کو ہوئی انکے لشکرون مین بھی کوس حربی بجا تیاریان جنگ کی ہونے لگین-
برجیس آفتاب پرست دل مین نہایت خوش ہو مگر یہ کھٹکا لگا ہوا ہو کہ ابھی وہ تقصیر نہین ہو موجود
ہو جسنے آفتاب جادو کو مارا ہو اور قلعی سپہری خداوندی کی کھولدی ہو ایسا نہو کہ جاموش
پر بھی کوئی بلا نازل ہو- الحاصل رات تیاری جنگ مین گذری صبح کو تینون لشکر صف آرا سے
میدان کارزار ہوے جسوقت صفین آراستہ ہو چکین تو صحرا سے جاموش زہرخوار چار سو ساحر لئے
کو لیے ہوے فیل سحر پر سوار نمودار ہوا اسکی آمد سے لشکر برجیس مین طبل شادمانی بجا اور سردار
واسطے استقبال کے روانہ ہوے جاموش نے آکر برجیس سے ملاقات کی اور وہان سے پھر کر
میدان مین آیا اور پکارا کہ اے خدا پرستو دیکھا تمنے کل کسطرح مین نے تمھارے ہزار ہا دیون
کو اسیر کیا نہ زور چل سکا نہ تلوار نے کام دیا- آج بھی وہی ہونا ہو لہذا اب بھی جانو اور یہ جانو کہ
خداوند سامری و جمشید مین کیا قدرت ہو کہ مور ضعیف کا فیل مست کچھ نہین کر سکتا ادھر نام
سامری لیکر ایک ماش کا دانہ مار دیا اور ستم وقت کبھی ہوا تو بحیس و حرکت ہو گیا لہذا بہتر و مناسب
تمھارے حق مین یہی معلوم ہوتا ہو کہ دین سامری پرستی کو اختیار کرو اور دین خدا پرستی کو چھوڑ دو
ورنہ جو حال کل کیا تھا وہی آج بھی کرونگا- یہ سنکر اہل اسلام کو غصہ آیا آج لقا بدار نے اپنے
سردارون کو روک رکھا ہو کہ ذرا لشکر بدیع الملک کا بھی تماشا دیکھیں یہ لوگ تو آج سے کچھ رہے
لیکن لشکر بدیع الملک کے جو سردار کل قید ہوکے بچ گئے تھے آج نکل ہی پڑے سب سے پہلے جس شخص
نے قدم میدان کارزار کی طرف بڑھایا قران فیل سوار تھا جسوقت یہ سامنے جاموش زہرخوار
کے پہونچا جاموش زہرخوار نے کہا کہ تو ہاتھی پر چڑھکر میرے مقابلہ کا بنکے آیا ہو لاحول یہ اپنا
قران فیل سوار نے کہا کہ کیا تو نہین جانتا کہ اہل اسلام پیشہ سستی نہین کرتے ہین یہ سنتے ہی
جاموش زہرخوار نے اسی طرح ایک بال اپنے سر کا توڑ کر اور کچھ پڑھکر زمین پر پھینکا کہ اُسنے
شکل فیل مست کی پیدا کی جاموش نے آواز دی کہ باندھ لے اس سرکش کو اور اسکے فیل کو بھی
ادھر قران فیل سوار نے گرز اپنا سنبھالا اور منتظر ہوا کہ فیل قریب آئے تو ضرب گرز سے پست
کرون لیکن فیل جو قریب آیا تو قران فیل سوار کے فیل نے سونڈ اپنی بڑھا دی دونون فیل آپس مین
لڑنے لگے قران فیل سوار نے ستک پر فیل جاموش کے گرز مارا لیکن کچھ اثر نہوا اُس فیل نے

جھولا کر سونڈ اپنی دراز کی اور قران فیل سوار کو مع فیل اٹھا کر لیے ہوئے صحرا کی طرف روانہ ہوگیا
یہ دیکھکر اسما سے قوی باز و کو تاب نہ رہی مرکب کو جھکا کر سامنے جاموش کے آیا اسکی بھی وہی
حالت ہوئی اب سلسلہ شروع ہوگیا کہ جو نکلا وہ اسیر ہوا جو نکلا وہ اسیر ہوا شام تک بیس سردار
لشکر اسلام کے اسیر ہوئے طبل بازگشت بجا ادھر لشکر اسلام کے دونون گروہ اپنی اپنی قیامگاہ
کی طرف متوجہ ہوئے ادھر برجیس آفتاب پرست خوشی کے نقارے بجاتا ہوا داخل بارگاہ
ہوا اور جاموش فیل سوار صحرا کی طرف روانہ ہوگیا آج بھی اسنے جا کر سب سرداروں کو تاز بجری
قمر قراجیرا شکرا وغیرہ بنا کر چھوڑ دیا اور آپ اپنے حجرہ مین چلا گیا۔ برجیس نے پھر طبل جنگ
بجوا دیا۔ تیسرے کا میدانداری مین ایک ایسا سحر ادونون لشکر دن کا تکتا تھا اور اسیر نتیجہ تقدیر تھی
آج بھی قریب پندرہ سرداروں کے لشکر بدیع الملک سے جا کر اسیر ہوئے اور چودہ سردار لشکر
نقابدار کے گرفتار ہوگئے اور پھر جاموش نقارہ شادمانی بجاتا ہوا میدان سے پھر گیا یہ حال
دیکھکر بدیع الملک نے عیاروں پر تاکید کی اور فرمایا کہ تمھین غم نہین آتی کہ تمھارے ہوتے
سرداران لشکر اسلام اسیر ہوں اور تم سے ایک ساحر گرفتار نہو سکے۔ ادھر نقابدار نے اپنے عیار
سے کہا کہ کیا اسکا منتظر ہے کہ حضرات یا کوئی اور عیار لشکر اسلام اس ساحر کو مار کر نام پیدا کرے آپ
دونون لشکروں کے عیار لبادہ عیاری چلے یہاں برجیس آفتاب پرست نے پھر طبل جنگ
بجوا دیا تھا تیاریاں جنگ کی تینوں لشکروں میں ہو رہی تھیں لیکن اول کچھ حال مہتر برق ثانی
کا سنیے کہ یہ بھی اسی فکر مین چلا تھا کہ اگر بن پڑے تو جا کر جاموش کو مارون لیکن کوئی تدبیر
بن نہ پڑتی تھی کہ اک مرتبہ دیکھا برق ثانی نے کہ اک شخص ساحر وضع ایک ہاتھ مین پوریان
ایک مین دونا کبابوں کا لیے ہوئے لشکر کی طرف سے آرہا ہے اور صحرا کی طرف جا رہا ہے برق ثانی
جلدی سے اک چھوکری کی صورت بنکر بیچ راستے مین بیٹھکر رونے لگا۔ آواز گریہ جو اس راہرو
کے کان مین پہونچی بیتاب ہوگیا کہ کون عورت اس درد کے ساتھ رو رہی ہے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔
یکایک نظر اسکی برق ثانی پر پڑی دیکھا اسنے کہ اک چھوکری بارہ چودہ برس کی چاند کی صورت
بال پریشان کیے ہوئے بیٹھی زار زار رو رہی ہے اسکو ترس آیا اور قریب اس عورت کے گیا پوچھا
تو کیوں روتی ہے۔ اس چھوکری نے سسکیاں بھر بھر کر بیان کیا کہ مین اپنے شوہر کے ساتھ نیکے
سے سسرال جاتی تھی لشکر اسلام کے سواروں نے آ گھیرا اور میرے شوہر سے مجکو طلب کیا
بھلا کون ایسا ہے جو اپنی خوشی سے اپنی حرمت دینا گوارا کریگا۔ شوہر نے میرے انکار کیا سواروں نے
تلوار چلی شوہر میرا بہادر تھا کئی کو مارا آخر خود بھی مارا گیا مین اس ہنگامہ سے بھاگ کھڑی ہوئی
اور اس مقام پر پہونچی اب تن تنہا بے وارث و والی کہاں جاؤں اور کیا کروں اسکو رحم آگیا۔ کہا
میرے ساتھ چل مین تجکو بہت آرام سے رکھونگا اس چھوکری نے کہا ایسا نہو میری وجہ سے
تمپر بھی آفت آئے یہ مسلمان بلا سے بدتر ہین میرا پیچھا نہ چھوڑینگے اسنے کہا کہ تم اطمینان رکھو مسلمان
میرا کچھ نہیں کر سکتے ہین مین اس شخص کا خواص خاص ہوں جسنے مسلمانوں کی عاقبت تنگ
کر رکھی ہے تین دن مین قریب سواسو سرداروں کے گرفتار کر لیے ہین اور انکو جانور بنا بنا کر
چھوڑ دیا ہے کہ کوئی آ کے توڑ بھی نہ کر سکے۔ یہ سنکر وہ چھوکری کچھ خوش ہوئی آنسو آنچل سے پونچھتی
ہوئی اسکے ساتھ ہولی۔ خواص جاموش رہرو خوار کا خدمت مین اپنے مالک کے پہونچا کہا نانی

رکھ دیا چھوکری بھی ساتھ تھی جاموش نے پوچھا ارے یہ کسکو لے آیا اُسنے تمام
کی بیان کی جاموش چپ ہو رہا مگر اسکو خیال گذرا کہ سنا ہے عیاران اسلام بلا کے
ہوتے ہیں ہوشیار رہنا چاہیے جب رات زیادہ آئی تو جاموش نے خواصین کو پاؤن
کیواسطے پکارا برق ثانی نے کہا کہ میں پاؤن دبادون یہ سنکر جاموش کے کان کھڑے
ہوئے کہ اس سن کی عورت اسقدر بیباک بیحجاب نہیں ہو سکتی اُسنے کہا تو حقہ بھر لا۔ برق
اسکا تو منتظر ہی تھا کہ یہ کوئی کھانے پینے کی چیز مجھ سے مانگے جلدی سے اپنے مقام سے
اُٹھکر حقہ تازہ کیا چلم جمائی حقہ کے پانی میں تھی بیہوشی ملا دی تمباکو میں بھی بیہوشی آمیز کردی
اور آگ پھونک کر حقہ سامنے جاموش کے لگا دیا۔ جاموش زہر خوار نے چلم ہاتھ میں لیکر
کچھ اسم سحر پڑھا اور کہا کہ تمباکو کی دوسری چیز تو نہیں ملی ہے چلم میں سے آواز آئی کہ مجھ میں
بیہوشی بقدر تین مثقال کے ملی ہوئی ہے پوچھا جاموش نے کہ یہ چھوکری کون ہے آواز آئی کہ یہ برق
ثانی عیار لشکر اسلام ہے آپکو بیہوش کرنے کے ارادہ سے آیا ہے بس یہ سنتے ہی جاموش
زہر خوار کے ہوش باختہ ہوگئے جلدی سے کوئی اسم سحر پڑھکر زمین پر دو ہتڑ مارا اور گرج کی
آواز ہوئی زمین نے برق ثانی کے پاؤن پکڑ لیے۔ جاموش قریب آیا اور چند دانے ماش کے پڑھکر
مارے کہ برق ثانی اک پھتنگی کی صورت بنگیا۔ جاموش نے اسکو بھی اُڑا دیا یہ پھتنگی مایوسی
کے ساتھ اک درخت کی شاخ پر جاکے بیٹھ رہی پھتنگوں نے جو دیکھا کہ اک نئی پھتنگی اسکے بیٹھتے
ہی ٹھونگین مارنے لگے پھتنگی اُڑکر دوسری شاخ پر بیٹھی اور عیار جو فکر عیاری میں آئے تھے
یہ ہوشیاری جاموش کی دیکھکر پھر گئے کہ اب آج موقع نہ ملیگا اور حال گرفتاری برق ثانی
کا لشکر میں بیان کیا وہان جاموش نے یہ عہد کیا کہ اب سوا تنہائی کے ایک خادم بھی پاس
اپنے نہ رہنے دونگا ایسا نہو پھر دھوکا اُٹھانا پڑے دشمن اپنی گھات میں ہے اُسی وقت
سے اسنے دروازے حجرہ کے اندر سے بند کرلیے اور صبح کردی وہان میدان جنگ میں دونو
طرف کی فوجین آکر صف آرا ہوچکی تھین کہ جاموش زہر خوار پھر پہونچا اور آج کی میدانداری
مین بھی اسنے قریب چالیس سرداروں کے گرفتار کیا اور شام کو طبل بازگشت بجوا کر پھر اپنا
چلا گیا قیدیوں کو چاہ زنباک میں ڈلوا دیا اور آپ کھانا اپنا اپنے ساتھ لیتا گیا تھا جاتے ہی
دروازے حجرے کے چارون طرف سے بند کرلیے اور کھانا کھانے کے بعد سو رہا۔ وہان
بدیع الملک خضران پر بہت خفا ہوئے کہ تمہارے کیے کچھ نہیں ہو سکتا عمر اول و عمرو ثانی
نے کیسے کیسے کام کیے تم سے ایک ساحر گرفتار نہیں ہو سکتا۔ خضران نے عرض کی کہ یا صاحبقران
آپ ہی کے نمک کی قسم کھا کے کہتا ہون کہ میں نے عیارون پر بھی تاکید کی ہے خود بھی فکر مین ہون
مگر کیا کرون کہ قابو نہیں پاتا اگر بے ترکیبی کے ساتھ عیاری کی اور تدبیر نہ بن پڑی گرفتار کرنے گئے
اور خود گرفتار ہوگئے تو اسکا کیا حاصل ہوگا لیکن اگر یہی خوشی آپکی ہے تو آج یا اُسے
گرفتار کرکے لاؤنگا یا خود اسیر بلا ہونگا خالی نہ پھرونگا۔ یہ کہکر خضران نے بانہا سے عیاری
تن پر آراستہ کیے اور پاسے شاطری مارتا ہوا لشکر سے نکلکر جانب مسکن جاموش زہر خوار
روانہ ہوگیا جسوقت صحرائیں قریب دریا کے پہونچا دیکھا کہ درختون کے نیچے جا بجا الاؤ
روشن ہیں بخور گوگل لوبان رائی سرسون کالے دانے وغیرہ کا ہو رہا ہے لفرے پاسا مری

دریا جمشید کی بلندی پر ساحر اپنے اپنے سحر جگا رہے ہیں خضران درختوں کی آڑ لیکر ٹہلتے ہوئے لباس
شبرو کی تن پر آراستہ کیے ہوئے حجرے کی طرف چلا تو دیکھا خضران نے کہ ایک بھیڑیا بھی چلا
آتا ہی لیکن کسی ساحر پر حملہ نہیں کرتا ہی کسی مقام پر ٹھہر کر خاک اڑا دیتا ہی کہیں کھیر و کرنے لگتا ہی
خضران حیران تھا کہ یہ کسی پر حملہ کیوں نہیں کرتا۔ بھیڑیے کا قاعدہ یہ ہی کہ جب یہ خاک اڑاتا ہی
تو حملہ ضرور کرتا ہی لیکن یہ بھیڑیا خاک اڑا کر اسی غبار کے پردہ میں اور آگے بڑھ جاتا ہے
خضران اس بھیڑیے کو دیکھتا ہوا قریب حجرے کے پہونچا دیکھا کہ دروازے حجرے کے
اندر سے بند ہیں خضران حیران تھا کہ اب کیا ترکیب کروں اسی فکر میں حجرے کے چہار طرف
پھرنا شروع کیا جب اس طرف پہونچا جدھر دریا تھا تو دیکھا کہ ایک نالی دریا سے آئی ہی اور اندر
حجرے کے گئی ہی خضران اکڑوں بیٹھکر سوچنے لگا کہ کیا کرنا چاہیے۔ قضائے کار جاموش زہر خوار
کی آنکھ سوتے سے کھل گئی اور اسکو پیاس معلوم ہوئی پس جاموش نے نہری سے پتھر
ہٹا دیا اور پانی بہکر دریا سے اندر حجرے کے جانے لگا۔ نظر خضران کی جو پڑی اور دیکھا کہ پانی
نہری کے ذریعہ سے اندر جا رہا ہی کس جلدی سے خضران نے بہت سی بیہوشی اسی پانی میں
ڈال دی اور یہ خیال کیا کہ اب جاموش زہر خوار اگر اس پانی سے کلی بھی کر لیگا یا منھ بھی دھو لیگا تو
بیہوش ہو جائیگا۔ اس ملعون نے اپنے نزدیک بڑی ہوشیاری کی ہی کہ پانی بھی دریا کا پیتا
ہی تا کہ کوئی بیہوشی نہ دے سکے وہاں جاموش نے پانی پیا اور اسی پانی سے منھ ہاتھ بھی دھویا فوراً
میں درد پیدا ہوا گرمی سی معلوم ہوئی۔ جاموش کھڑے ہو کر اس سے ہوا دینے لگا ہوا
لگتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا اور جاموش چھینک مار کر دھم سے گرا گرتے ہی بیہوش ہوا
خضران نے جو دھماکے کی آواز سنی سمجھ گیا کہ جاموش بیہوش ہوا اب یہ سوچا کہ کس طرح اندر
اس حجرے کے جاؤں۔ سوچتے سوچتے اسی نہری کو تجویز کیا ایک پتھر لگا کر راہ پانی کی روک دی
اور جو پانی نہری میں بھرا ہوا تھا جلدی سے اسکو اپنے جسم کے چھینٹ دیا اور ناک پر فتیلہ رفع بیہوشی
چڑھا کر اسی نہری کے رستے اندر حجرے کے آیا دیکھا کہ جاموش زہر خوار بیہوش پڑا ہوا ہی
قضائے کار و اتفاقات روزگار خضران کو چھینک آئی اور دونوں فتیلے ناک سے نکل پڑے
یہاں بیہوشی گھٹی ہوئی تھی ایک ہی مرتبہ کے سانس لینے میں خضران بھی بیہوش ہو کے گرا
لیکن اب حال اس بھیڑیے کا سنیے جسے خضران نے آتے ہوئے دیکھا تھا وہ دوسرا
مہتر شاپور شیر دل تھا لقا بدار سے کہکر چلا تھا کہ میں جاتا ہوں اور جاموش کو گرفتار کیے لاتا ہوں
چنانچہ شاپور بھیڑیا بنا ہوا یہاں تک پہونچا اور اوپر حجرے کے چڑھ گیا اور وہاں بیٹھکر چھت کا
کاٹنا شروع کی اور جھانک کے دیکھا تو عجب تماشا دیکھا کہ ایک طرف جاموش زہر خوار بیہوش
پڑا ہوا ہی اور برابر اسکے خضران پڑا ہوا ہے۔ شاپور سمجھ گیا کہ یہاں بیہوشی کا اثر بہت ہی
پس شاپور نے جلدی سے بتی رفع بیہوشی درست کر کے دماغ پر چڑھائی اور نیچے اترکر خضران اور
جاموش دونوں کا پشتارہ باندھا اور دروازہ حجرے کا کھولکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا تو
صبح جا پہونچا چونکہ حسب قاعدہ طبل جنگ بج چکا تھا صبح ہوتے ہی لشکر میدان میں جانے
لگے۔ لقا بدار اپنے خیمہ سے نکلکر چلا ہی تھا کہ مہتر شاپور شیر دل دونوں پشتارے لیے ہوئے
پہونچا اور سامنے لقا بدار کے ڈالدیے اور کہا کہ آپکے اقبال سے جاموش کو بھی گرفتار کیا

اور خضران کو بھی اسیر کر لیا لقا بیدار نے کہا دونوں کو ہوشیار کرو۔ شاپور نے جاموش کی زبان
پر نکلہ سوزن کر کے اُسے ہوشیار کیا اور خضران کو بھی ہوشیار کیا۔ لقا بیدار نے خضران سے
مخاطب ہو کر فرمایا کہ بس اسی منہ پر دعواے عیاری ہے اور شاہ عیاران بنا ہے وہ تو کوئی شاپور
بلا شعور کو مارے اور تو سر سے بھاگے۔ عمرو ثانی اور اول عمرو کا وارث قرار پایا ہے ہمارے زمانہ
صاحبقرانی میں یہ نا انصافی کبھی جائز نہ سمجھی جائیگی بہتر یہ ہے کہ تو یا تمہارے عیاری ہمارے عیار
کے سپرد کر۔ یہ سنکر خضران نے جواب دیا کہ اے لقا بیدار مثل مشہور ہے کہ بن پڑے کی تقصیر کیا
اچھی عیاری اک فریب کا کام ہے جس میں بڑا خواجہ عمرو اول کہ جنسے عیاری ایجاد ہوئی اور
جو اس فن خاص میں اپنا مثل و نظیر نہ رکھتے تھے انھوں نے بھی دھوکے کھائے ہیں اور گرفتار
ہوگئے ہیں اور ادنے ادنے عیاروں نے بڑے بڑے کام کیے ہیں اگر آج میں اسیر ہوگیا
اور آپکا عیار کامیاب ہوا تو یہ ایسی بات نہیں ہے جس میں یا تمہارے عیاری آپکے عیار کے
حوالے کر دوں جسوقت ایسا سمجھے صاحبقرانی سے لینگے اُسوقت میں بھی یا تمہارے عیاری دیدونگا۔ یہ
سنکر لقا بیدار کو غصہ آیا اور کہا کہ باندھ دو اسکو ستون بارگاہ سے اور لاؤ تو میرا کوڑا ہرکارہ
اہل اسلام کے یہ سب واقعہ دیکھ رہے تھے جلدی سے خدمت میں شاہزادہ بدیع الملک
کے روانہ ہوئے بدیع الملک اسلحہ تن پر آراستہ کر رہے تھے کہ ہرکاروں نے جاکر عرض کی کہ
اسکا شہریار بڑا غضب ہوا چاہتا ہے لقا بیدار یاقوت پوش کا عیار خواجہ خضران اور جاموش
رہبر خوار دونوں کو پکڑ لایا ہے لقا بیدار خضران کو کوڑوں سے مارا چاہتا ہے اگر ایسا ہوا تو عیاروں
کی بڑی بےعزتی ہو جائیگی اسلیے کہ خواجہ خضران اسوقت قائم مقام اُس شخص کے ہیں جو بہتر
عیاری قطب فلک خنجر گذاری تھا اور اب تم نکو بھی سرکار سے شاہ عیاران کا خطاب ملا ہے
بس یہ سنتے ہی بدیع الملک طیش میں آئے تلوار اٹھا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ قسم
ہے سر صاحبقران اول کی کہ اگر میرے پہونچنے سے پیشتر لقا بیدار نے خضران کو ایک کوڑا بھی
مار دیا تو بارگاہ لقا بیدار میں خون برسا دونگا یہ کیا حرکت لقا بیدار نے کی ہے یہ فرماتے ہوئے فرس
مرکب کے آئے اور بیٹھ کر پشت مرکب پر جانب لشکر لقا بیدار روانہ ہوئے ادھر لقا بیدار کو
صرف دھمکانا منظور تھا یہ غرض نہ تھی کہ خضران کو کوڑے مارے کہ دفعتاً آواز سم مرکب کان
میں آئی پلٹ کے دیکھا تو بدیع الملک گھوڑا اڑاتے ہوئے چلے آتے ہیں یہ دیکھکر
وہ دونوں لقا بیدار کلاں اٹھ کھڑے ہوئے اور چند قدم بڑے پیشوائی کو بڑھے۔ بدیع الملک
گھوڑے سے اتر کر قریب آئے دونوں لقا بیداروں نے بدیع الملک کو صدر میں جگہ دی
لیکن لقا بیدار کو چاہیے تھا اپنی جگہ سے اٹھ کر سلام کیا۔ یہ حرکت اور بھی بدیع الملک کے
خلاف گذری لیکن یہاں دیکھا تو جیسا سنا تھا وہ سامان نہیں ہے وہ دونوں لقا بیداران کلاں
سے پوچھا کہ یہ اسوقت تنہا بغیر اطلاع کس وجہ سے آپنے تکلیف فرمائی بدیع الملک نے
جو کچھ ہرکاروں کی زبانی سنا تھا بیان کیا۔ لقا بیداروں نے کہا کہ اے صاحبقران ہرکاروں
نے غلط نہیں بیان کیا تھا لیکن ہرکارے کسی کے دل کا حال کیونکر دریافت کر سکتے ہیں
صرف خضران کے دھمکانے کی غرض سے یہ کلمہ کہا گیا تھا کہ کوڑا لاؤ ورنہ بھلا اکسکا
کو غصہ پیدا ہوتا کب جائز ہے ہم بھی مذہب اسلام رکھتے ہیں علاوہ اسکے خضران کے مرتبہ

آگاہ ہین کہ اب یہ قائم مقام ہے خواجہ عمرو کا صرف اسواسطے دھمکایا کہ آیندہ ایسی عیاری
نکرے اور اشارہ اپنے عیار کو دیا کہ خضران کو کیون لائے عیار نقابدار نے جلدی سے خضران
کو کھول دیا اور کرسی بیٹھنے کو دی۔ خضران بدیع الملک کی پشت پر آکر مگس پرانی کرنے لگا
بدیع الملک کا غصہ فرو ہوا پوچھا کہ یہ نقابدار کونصاحب کچھ سخت مزاج معلوم ہوتے ہین نقابدار
نے کہا کہ چونکہ اسوقت تک انکو دعوا ہے ہمسری ہے اور یہ طالب بانہاے صاحبقرانی کے ہین
اسوجہ سے انھون نے تعظیم نہین دی۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ محبت طلب کرتے ہین تو جان
تک حاضر ہے اور اگر یہ درپے شمشیر بانہاے صاحبقرانی کی طلب ہے تو جو شخص مقابلہ کرکے مجھے زیر
کرے وہ بانہاے صاحبقرانی لے لے مجھے کچھ عذر نہوگا۔ نقابدار نے جواب دیا کہ انشاءاللہ
سر میدان آپسے بانہے لے لینگے صاحبقرانی بھیک مانگ کر نہین لیجاتی ہے اگر ہمارے بازوون مین
زور ہوگا تو لے لینگے۔ بدیع الملک نے کہا کہ مجھے اسمین کچھ عذر و انکار نہین ہے۔ بعد ان
باتون کے نقابدارون نے اپنے عیار سے کہا کہ جاموش زہرخوار کو ہوشیار کرکے اُس سے
پوچھو کہ مذہب کے معاملے مین کیا کہتا ہے عیار نقابدار نے جاموش کو کسی ستون بارگاہ سے
باندھکر ہوشیار کیا اور قلم دوات اُسکے سامنے رکھکر ہدایت دین اسلام کی۔ جاموش زہرخوار
فیل سوار نے لکھ دیا کہ سو جانین ہون تو تمام برخداوند سامری و جمشید کے نثار ہین بس
یہ مضمون دیکھکر نقابدارون نے حکم قتل دیا۔ اُسی وقت جلاد حاضر ہوے اور جاموش کو
کھینچے ہوے قریب چبوترہ ریگ کے لائے اور ایک جلاد تلوار کھینچکر برائے قتل چلا پینترے
بدل بدل کر قریب جاتا تھا اور پیچھے ہٹ آتا تھا۔ یہانتک کہ تیسرا حکم نقابدار نے دیا کہ قتل کر
اس ملعون کو بس جلاد نے دوڑکر تمکہ زبان سے جاموش زہرخوار کی کھینچ لیا اور کہا کہ جو کچھ
کرنا ہو کرلو مین ہون دوست تمہارا اغواے زنگی جان پر کھیل کر اور بفن عیاری جلاد بنکر
یہانتک پہونچا اور تمکو رہا کیا بس یہ سنتے ہی ادھر سے شاپور خنجر پکڑکر دوڑا اور نقابدار خود بھی
تلوار پکڑکر اُٹھے۔ بدیع الملک بھی اُٹھے کہ یہ اس ملعون نے کیا کیا۔ لیکن جاموش زہرخوار کی
زبان سے تمکہ کھینچتے ہی اُسنے اُف اُف کرنا شروع کیا تو منھ سے جاموش کے دھوان سا نکلا
اور تاریکی پھیلنے لگی۔ نقابدار کو بدیع الملک نے منع کیا کہ اب موقع نہین ہے اسے نکل جانے دو
پھر دیکھا جائیگا۔ نقابدار نے نہ مانا اور مشعل پر کالہ آتش کے اُس تاریکی مین در آیا تلوارین مارنے
لگا لیکن وہ تاریکی بلند ہو گئی اور آواز پیدا ہوئی کہ خیر اسوقت تو مین جاتا ہون کل سر میدان اگر
ایسا ہی روز میدان تمسب کا خاتمہ نکیا تو نام اپنا جاموش زہرخوار نہ رکھا۔ یہ کہتا ہوا جاموش تو
مع اغواے زنگی اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا یہان بدیع الملک نقابدار سے رخصت
ہوے خضران کو خلعت دیکر نقابدارون نے بدیع الملک کے ساتھ کردیا بدیع الملک مع عیار
کو لیے ہوے خوشی خوشی خدمت مین بادشاہ اسلام کے آئے یہان سے برابر ہرکارون کی ڈاک
بیٹھی ہوئی تھی دمبدم کی خبر مل رہی تھی سردار تیار بیٹھے تھے کہ اگر صاحبقران کی خدمت مین کوئی گستاخی
نقابدارون کی جانب سے ظہور مین آئیگی تو چلکر تلوار برسائینگے لیکن خدا نے خیر کی کہ صاحبقران مع
خضران آکر پہونچے خبر آمد صاحبقران سنکر تمام سردار استقبال کے واسطے آئے اور امیر تالقند
کو باعزاز تمام لیکر بارگاہ سلیمانی مین آئے بسبب گرفتاری و رہائی جاموش کے اسروز میدانداری موقوف

رہی۔ جو فوجین صبح کو میدان جنگ مین پہونچ گئی تھین وہ بھی بسبب بادشاہان لشکر کے نہ آنے کے
میدان سے واپس آئین۔ برجیس آفتاب پرست کو جب معلوم ہوا تھا کہ جاموش گرفتار ہو گیا
تو یہ نہایت پریشان تھا اور سوچا تھا کہ طبل جنگ اسلیے بجوا دیا تھا کہ ان پر جو لڑنگا مارے خوف کے میدان
مین نہ جاتا تھا جب رہائی جاموش کی خبر ہرکارون نے بیان کی تو برجیس نہایت خوش ہوا اور
اسنے نقارہ شادمانی بجوا دیا اور پوشیدہ طور پر براے ملاقات جاموش گیا۔ جسوقت ملاقات ہوئی
تو برجیس نے تصدق اتروا کے جاموش زہرخوار سے کہا کہ آپ آج پھر طبل جنگ بجوا دیجئے کل
ایک ہی روز مین مین کل خدا پرستون کا خاتمہ کر دونگا۔ مین تحریث دلانے کی غرض سے جنگ کو
طول دیا تھا کہ شاید یہ لوگ اب بھی راہ پر آ جائین مگر معلوم ہوا کہ نہین یہ لوگ ہرگز راہ پر نہ آوینگے
اب انکا مار ڈالنا حکم واجبات سے ہے۔ برجیس نے کہا کہ مین کچھ فوج اور چند عیار آپکی
حفاظت کے واسطے چھوڑے جاتا ہون۔ جاموش زہرخوار نے کہا اسکی کچھ ضرورت نہین ہے
آج مین اچھی طرح اپنی حفاظت کا انتظام کرونگا کہ ہوا بھی مجھ تک گذر نہ کر سکیگی اور اب آپ
تشریف لیجائیے یہان آپکا زیادہ ٹھہرنا اچھا نہین ہے۔ برجیس تو وہان سے رخصت ہوکر اپنے
لشکر مین آیا اور جاموش زہرخوار نے اغوان زنگی کا شکریہ ادا کیا کہ حقیقت مین تمنے میرے ساتھ
حق دوستی ادا کیا اگر خداوند سامری و جمشید نے مجھے ان مسلمانون پر فتحیاب کیا تو مین بھی
تمھارے ساتھ اسکا حق ادا کرونگا یہ کہکر جاموش زہرخوار نے اپنی مسند کے گرد سر کنڈے
گاڑ کر انپر نیلا پیلا زرد رنگارنگ سوت لپیٹ کر کچھ اسم سحر پڑھا تھا کہ تاریکی سی چھا گئی تھوڑی دیر
کے جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ چار جانب اک دیوار دخانی قائم ہو گئی ہے دروازہ اندر جانے کا
کسی طرف نہین ہے جاموش زہرخوار نے جب کامل انتظام کر لیا تو آپ اندر حصار سحر کے بیٹھکر
سحر تیار کرنا شروع کیا جسکا حال بروقت میدانداری معلوم ہوگا۔ یہ تو اس انتظام مین مصروف
ہے اور سحر تیار کر رہا ہے لیکن اول حال لشکرون کا سنئیے۔ کہ برجیس آفتاب پرست نے شام
ہوتے ہی طبل جنگ بجوا دیا خبر صاحبقران عالیشان کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین
آیا ادھر نقارہ دارون نے بھی طبل بجوا دیا۔ اپنے تینون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین
عیار بھی بفکر عیاری روانہ ہوے لیکن جسوقت قریب حصار پہونچے اور دیکھا کہ کسی طرف سے
راستہ اندر جانے کا نہین ہے تو عیار مجبور و ناچار ہوکر واپس آئے لیکن مہتر قران ثالث نے
اپنے عیارون سمیت اندر حصار کے سنگ اندازی کرنا شروع کی کہ کوئی پتھر تو جاموش زہرخوار کے
سر پر بھی پڑہی جائیگا۔ جاموش زہرخوار بیٹھا ہوا مصروف سحر خوانی تھا کہ دفعتاً پتھر سر پر لگے تو
گھبرا کر اپنی جگہ سے اٹھا اور بیرون حصار آیا دیکھا کہ چند عیار گوپھنین لیے ہوے سنگ اندازی کر رہے
ہین بس اسنے وہین سے کچھ اسم سحر پڑھکر گرگی کی آواز دی زمین نے پاؤن پکڑ لیے جاموش
زہرخوار قریب آیا انکو بھی طائر بنا بنا کر اڑانا شروع کیا۔ قران ثالث کو کوا بنا کر اڑا دیا اور پھر جا کے
مصروف سحر خوانی ہو گیا۔ ہرکارون نے یہ خبر دونون لشکرون مین پہونچائی کہ جو عیار بفکر عیاری
گئے تھے وہ بھی اسیر بلا ہوے۔ الحاصل طبل جنگ تو بج ہی چکا تھا جب صبح ہوئی تو تینون لشکر
میدان مین آکر صف آرا ہوے ہنوز کوئی میدان مین نہ نکلا تھا کہ جانب صحرا سے جاموش زہرخوار
نمودار ہوا آج یہ ملعون نہایت غیظ و غضب مین آیا ہے کہ ایک دم مین سب کو مٹا دونگا۔ جب

لشکر برجیس مین پہونچا تو اپنے لشکر کو لشکر برجیس مین شامل کیا اور آپ اپنے فیل سحر کو بڑھا کر
میدان مین آیا اور پکارا کہ اے گروہ خدا پرستان معلوم ہوا کہ تمھارے ساتھ دوستی کرنا اپنے
حق مین عین دشمنی ہی آج جسکو تنہا سفر ملک عدم منظور ہو وہ میرے مقابلہ پر نکلے اور جسکو تمام قافلے
کے ساتھ جانا منظور ہو وہ انتظار کرے بہر صورت مجھے منظور ہی کہ آج ہی خاتمہ جنگ ہو جائے
نقابدار خود نے نکلنے کا قصد کیا تھا کہ نقابدار کلان نے بازو پکڑ لیا اور کہا کہ ساحر کے مقابلہ مین جا کر
اپنی عزت کھوتا ہی اودھر شاہزادہ بدیع الملک قصد کر رہے تھے حضرات منع کر رہا تھا کہ قطب صاحب
نے سجادہ بڑھایا اور بدیع الملک سے کہا کہ آپ تامل کیجیے و دیکھیے آج اسکے ہاتھیون کا کیا
انجام ہوتا ہی یہ فرما کر سجادہ اپنا اڑاتے ہوئے سامنے جاموش زہر خوار کے آئے۔ برجیس
آفتاب پرست نے جو صورت قطب صاحب کی دیکھی دم فنا ہوگیا پکارا کہ اے جاموش
زہر خوار فیل سوار اس فقیر سے بہت ہوشیار رہنا۔ اسی نے اس شخص کے والد ماجد آفتاب جادو
کو مارا ہی مچھلی بنا کر اک طاؤس صحرائی کو کھلا دیا اثر غادہ سحر کا میرے چہرہ سے مٹا دیا جاموش
زہر خوار نے کہا کیا ابھی اسی فیل سے چروائے ڈالتا ہون یہ کلمہ سنکر قطب صاحب نہایت
ہنسے اور فرمایا کہ دیکھون تو تیرا فیل سحر کیسا ہی بس یہ سنتے ہی جاموش زہر خوار نے اسی طرح بال
اپنے سر کا توڑ کر زمین پر پھینکا کہ وہ بال بالیدہ ہوکر فیل مست بنا اور قطب صاحب کی طرف چلا
جیسے ہی قریب پہونچا قطب سجادہ نشین نے کچھ پڑھ کر اس کو ڈانٹا کہ بس کھڑا رہ فیل اسی جگہ
تھم گیا۔ پھر ہر چند جاموش زہر خوار نے اپنے سحر کو زور دیا مگر فیل اپنی جگہ سے نہ سرکا اسنے جھلا کر
دوسرا بال سر کا توڑ کر پھینکا اور چند دانے رائی سرسون کالے دانے کے پڑھکر اس بال کی
طرف پھینکے پھر اک فیل مست پیدا ہوا اور قطب صاحب کی طرف چلا جیسے ہی قریب پہونچا
قطب صاحب نے اسے بھی آواز دی کہ ٹھہر جا۔ اسی جا ہاتھی تھم گیا۔ جاموش متواتر ہاتھی بنا بنا
کر للکار رہا تھا مگر جو فیل قریب آتا تھا ٹھہر جاتا تھا ہر چند جاموش سحر کو زور دیتا تھا مگر جو فیل
جس جگہ تھم جاتا تھا پھر آگے نہ بڑھتا تھا آخر کار جاموش زہر خوار عاجز ہوا اور اسنے خود آگے
بڑھنے کا قصد کیا۔ ادھر درویش نے آواز دی کہ اب میرے عمل کی قوت بھی دیکھیگا یہ کہکر
منہ پر ہاتھ پھیرا ایک بال ریش کا ہاتھ مین آگیا درویش نے ریش کے بال کو کچھ پڑھکر زمین
پر پھینکا کہ وہ شیر بنکر ڈکارا۔ درویش نے آواز دی کہ لینا ان ہاتھیون کو۔ بس یہ سنتے ہی شیر
جھپٹ کر ہاتھیون پر جا پڑا۔ ہاتھیون نے بھی شیر کو گھیرا۔ شیر کا طمانچہ اور ہاتھیون کے گھونسے
چلنے لگے شیر نے جس ہاتھی کو طمانچہ مار دیا وہ چیخ کر بیٹھ گیا اور شیر لپک کر دوسرے ہاتھی پر جا رہا
جتنے ہاتھی تھے شیر نے سب کو زخمی کیا کسی کی سونڈ نوچ لی کسی کی مستک زخمی کر دی کسیکا پیٹ
چاک کر دیا ناخون شیر کے شمشیر کا کام کر رہے تھے جاموش ہر چند اپنے سحر کو زور دیتا ہے اور
ہاتھیون کو للکارتا ہی کہ تم اتنے ہو یہ ایک ہی اگر ایک ایک ٹانگ شیر کی سونڈ مین لپیٹ کر
کھینچ لو تو شیر کے پرزے اڑ جا سکتے مگر شیر برق جہندہ بنا ہوا ہی ہاتھی سونڈ بڑھا کر پکڑنا چاہتے
ہین شیر نے اسکو طمانچہ مارا اسیر جا رہا اسکا پیٹ پھاڑ دیا جب جاموش زہر خوار ہر طرح عاجز ہوا تو
گولہ فولادی جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھتا ہوا قطب صاحب کی طرف چلا۔ قطب سجادہ نشین
نے جو جاموش کو اپنی طرف آتے دیکھا کچھ اسم پڑھنا شروع کیا ادھر جاموش اسم سحر پڑھ رہا تھا

ادھر قطب صاحب معروف ورد اسمار موکلین تھے جیسے ہی جاموش نے گولہ مارا قطب نے ہاتھ
کا اشارہ کیا گولہ پلٹ کر جاموش کی طرف چلا- جاموش نے جلدی سے پھر کوئی اسم سحر پڑھا کہ پھر
درویش کی طرف پلٹا دون مگر ممکن نہوا اُدھر قطب صاحب زور دے رہے تھے کہ گولہ نہ ہٹے
دو طرف کا زور جو پڑا تو گولہ چرخ کھا کر فیل جاموش کی مستک پر پڑا فیل نے چرخ مارا جاموش
فیل پر سے کود پڑا اور سر اپنا نوچنے لگا اور بال کھسوٹنے لگا- جو بال زمین پر گرا وہ فیل بنکر قطب صاحب
کی طرف چلا- قطب صاحب نے جلدی سے اک شیشہ آب [illegible] کا نکالکر پانی اسکا چلو مین لیا
اور سر پر جاموش کے چھینٹا مارا پانی پڑتے ہی ہر قطرہ نے چنگاری کا کام دیا- سر مین جاموش
کے آگ لگ گئی بال جاموش کے جلنے لگے جاموش اپنا سر پیٹنے لگا- خنجران نے آواز دی
کہ اے جاموش کمبخت بالون کو توڑکر تو فیل بناتا تھا قطب صاحب نے اُس ڈرانے ہی کو پھونک دیا
عیارون نے تالی دی لشکر اسلام سے قہقہے کی صدا بلند ہوئی کفار نہایت ذلیل و خوار ہوئے جاموش
نے ہر چند سحر کیے مگر آگ نہ بجھی- پہلے بال جلگئے پھر دماغ مین جاموش زہر خوار کے آگ لگ گئی
اور دماغ مثل روغن جلنے لگا اور آخر کو آگ تمام جسم مین پھیل گئی جاموش زہر خوار مانند پتلہ
آتشبازی کے جلنے لگا- یہ دیکھکر تمام ساحر ہمراہیان جاموش زہر خوار کو لے تیغ تاریخ پکڑ پکڑ کر
قطب صاحب کی طرف چلے کہ ارے مارلو اسکو غضب کیا اسنے کہ ہمارے سردار کو جلا دیا یہ جانے
نہ پائے- [illegible] مین یہ لوگ قریب پہونچے اتنی دیر مین جاموش زہر خوار ہمہ تن مشتعل
ہو کر [illegible] پر گرا کہ سب جل کر خاک ہوگئے بعد اسکے شعلہ بنا ہوا اپنے ہمراہیون پر گرا کہ سب کو
جلا کر خاک کر دیا اور خود مانند چراغ صبح کے بھڑک کر خاموش ہوگیا مرنا تھا اسکا کہ اک قیامت
برپا ہوئی آندھی چلی خاک اُڑی آتشبازی و برف باری [illegible] ہوا کی پیرون نے
خاک اُڑائی جب [illegible] ہوے تو آواز دی کہ مارا ہوا [illegible] نام من جاموش زہر خوار فیل سوار
جادو [illegible] مردیم و جان دادیم [illegible] ادھر تو یہ شور و غل کرکے روانہ
ہوئے اُدھر ہوا سے دود سحر برطرف ہوا اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش جاموش کی مع چار سو
ساحرون کے جھلسی ہوئی پڑی ہے- اہل اسلام نے نعرہ ہائے خوشی بلند کیے قطب صاحب کے
تو [illegible] کی [illegible] ہونے لگی لیکن برجیس آفتاب پرست کی آنکھون مین دنیا تیرہ و تاریک ہوگئی اسنے
اشارہ کیا اسنے آواز دی کہ ارے اس فقیر کو تو جسطرح بنے مار لو کہ اسنے ہمکو زندہ درگور کر دیا پہلے باپ کو
مارا پھر اُسنے حسن کو مار ڈالا یہ کبھی زندہ جانے نہ پائے بس یہ سنتے ہی سترہ اٹھارہ لاکھ کا لشکر
پیدل اور سوار یورش کرکے چلا- بدیع الملک نے یہ دیکھتے ہی قطب صاحب کو آواز دی کہ بس
اب آپ درمیان سے ہٹ جائین اب موقع آپکے لڑنے کا نہین ہے- یہ فرما کر مع فوج یہ بھی
چلے کھڑے ہوے سرپٹ گھوڑے اُڑا دیئے کہ ایسا نہو حریف قطب صاحب تک پہونچ جائے اُدھر
اقبالدارون نے دیکھا کہ پھر جنگ مغلوبہ کا سامان ہے ایسا نہو ابکی مرتبہ بدیع الملک برجیس تک
پہونچ جائین بس انھون نے بھی مع لشکر اپنی جگہ سے حرکت کی اور طرف لشکر برجیس آفتاب
پرست کے گھوڑے سم اُٹھا دیئے اتنے اتنے بڑے تین لشکر جو اپنے مقام سے چلے زمین کو زلزلہ
آگیا گھوڑون کی ٹاپون سے گرد اُٹھی قطب صاحب نے جلدی سے سجادہ کو بلند ہونے کا اشارہ
کیا- سجادہ بلند ہونے لگا- برجیس آفتاب پرست نے دیکھا کہ فقیر نکلا جاتا ہے اور بدیع الملک کا [illegible]

کچھ بنا نہیں سکتا ہوں بس اسنے کمانداروں کے غول کو آواز دی کہ یہ فقیر جانے نہ پائے اسکو
تیروں پر رکھو تو کمانداروں نے تیر سر کیے قطب صاحب ہنوز تیروں کی زد سے دور نہونے پائے تھے
کہ تیر سر ہوگئے بس قطب صاحب نے کچھ اسم پڑھکر ہاتھ سے اشارہ جو کیا تو وہ سب تیر جو
اس طرف آتے تھے اُسی طرف پلٹ گئے چار سو کماندار مارے گئے جو تیر قطب صاحب کی
طرف پھینکا تھا وہ تیر اُسی پر پڑا۔ اب قطب صاحب تو سجادہ اُڑا کر بلند ہوگئے اور تینوں لشکر
ملگئے تلواریں کھنچ گئیں سپروں کی سیاہ بدلیاں چھا گئیں گھوڑوں کی تگاوروں سے ہاہا کی
آواز پیدا ہوئی۔ یہ معلوم ہوا کہ زمین دھواں دھار بنکر گرجنے لگی اور اسپ آتشیں بادلوں سے
بارش خون شروع ہوئی سر اولوں کی طرح برسنے لگے بجلی تلوار کی چمک چمکا کر گرنے لگی اُدھر
برجیس آفتاب پرست اپنے لشکر کو للکار رہا تھا کہ اے بندگان خوش اعتقاد یہی وقت ہے اگر آج
نمک حلالی کی تو کچھ نہ کیا مناسب و لازم یہ ہے کہ ان بندگان بے ادب کو سزا سے مقتول کر دو ورنہ یہ
تمہارے خداوند کی خدمت میں گستاخی کرینگے سرداران لشکر برجیس آفتاب پرست جان توڑ کر
لڑا رہے تھے اور برجیس آفتاب پرست کو بچا رہے تھے لیکن سرداران لشکر اسلام میں ہر شخص کا
یہ ارادہ تھا کہ آج برجیس آفتاب پرست کو ہمیں گرفتار کریں ایسا نہو کہ اُس روز کی طرح پھر نقابدار
یاقوت پوش اس شکار کو اوپر ہی اوپر اچک لے جائے۔ شاہزادہ بدیع الملک کو پاس
صاحبقرانی تھا اور یہ خیال تھا کہ کسی طرح برجیس آفتاب پرست کو میں ہی گرفتار کروں کہ جنگ کا خاتمہ
میرے ہی نام ہو اُدھر نقابدار یاقوت پوش مثل پرکالۂ آتش کے لشکر کفار پر حملہ آور تھا کبھی یہاں
نظر آیا کبھی وہاں دکھائی دیا ساتھ نقابدار کے دونوں نقابدار خورد و کلاں کبھی پلٹے ہی چلے آتے
تھے اور برابر نقابدار کا دل بڑھا رہے تھے کہ ہاں جوان کیا کہنا ہے آج یہ کافر تمہارا ہی شکار ہے
مگر دیکھو بدیع الملک قریب آتے جاتے ہیں ایسا نہو کہ وہاں تک پہنچ جائیں اور تم رہجاؤ یہ کہتے
ہوئے اور بھیڑ کو چھانٹتے ہوئے برابر چلے جاتے تھے جو پہلوان سہراب ثانی یعنی نقابدار خورد
کی جانب بڑھتا تھا اُسے نقابدار کلاں ڈانٹ کر اپنی طرف توجہ کر لیتا تھا سہراب بن رستم ثانی صفوں کو اُلٹا
پروں کو منتشر کرتا ہوا برابر چلا جاتا تھا اب جو دونوں طرف سے اتنی اتنی بڑی فوجوں کا دباؤ پڑا لاکھوں
کا کشت و خون ہوا تو لشکر کفار کے قدم پیچھے ہٹنے لگے اور برجیس آفتاب پرست نے بھی
بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ یکایک از پردہ بیابان گردی برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و تیرہ خیرہ سرگرد
بر آسمان رسیدہ و پاسے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان اک آسمان خاکی نمودار ہوا دیکھا تو گرد یہ آئی
اور وہ آئی یہاں تک کہ ہوا نے مارا گرد کو تھپیڑے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے نقابدار
زمرد پوش پیدا ہوا پشت پر نقابدار کے کئی لاکھ جوان سبز پوش تھے علموں کے پھریرے بھی
سبز تھے اور اُنپر بخط طلائی تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی برجیس آفتاب پرست
نے پھر قدم جما دیے اور لڑنے لگا کہ شاید کوئی ہمارا طرفدار ہو اور ان لشکر ان سے معاونت کرے
لیکن نقابدار زمرد پوش نے جو یہ ہنگامہ گرم دیکھا خبر تو پہلے ہی پہنچ چکی تھی کہ لشکر برجیس آفتاب
پرست سے اور اہل اسلام سے مقابلہ ہو رہا ہے بس نقابدار نے بھی گھوڑا اُٹھا دیا ساتھ نقابدار
کے لشکر نقابدار نے بھی تلواریں کھینچ کر چلا یہ سبز پوش بھی نعرے کر کے لشکر برجیس آفتاب پرست
پر گرے۔ بدیع الملک حیران تھے کہ یہ زمرد پوش کہاں سے آگیا اُدھر نقابدار یاقوت پوش کبھی

نہایت متحیر تھے لیکن زمرد پوشوں نے وہ راہ بھی مسدود کر دی جدھر برجلیس بھاگنے کے ارادہ
پچھلے پاؤں سرک رہا تھا لہذا چار وناچار اسکو قدم جمانا پڑے کہ راہ فرار مسدود ہو چکی تھی - اب
تینوں طرف سے کشت و کشتار برپا ہو رہا تھا ایک طرف سے تو بدیع الملک بڑھے آتے تھے ہمراہ انکے تمام
جوانان صف شکن صفوں کو توڑ رہے تھے لاشوں پر لاشیں گرا رہے تھے ایک جانب سرخپوشوں
نے خون کے دریا بہا دیے تھے سر گردنوں سے جدا ہو رہے تھے سبزے نے لالہ کا رنگ پیدا
کیا تھا مثل آسمان کے زمین پر بھی شفق پھولی تھی ایک سمت سبز پوشوں نے آتے ہی قیامت
برپا کر دی انکی تلواریں بجلی کی طرح چمک چمک کر گر رہی تھیں خرمن حیات آفتاب پرستوں کی جل رہی
تھی کشت حسرت پامال نظر آتی تھی سر سبزی کی امید نہ تھی نخل شقاوت قلم ہو رہے تھے باغ امید
سے یہ پھل ملا تھا کہ تلواروں اور تیروں کے پھل مل رہے تھے عرصہ حیات تنگ ہو رہا تھا عجب
طرح کا ہنگامہ برپا تھا پہلوانان لشکر برجلیس آفتاب پرست نے جی چھوڑ دیے تھے تخت برجلیس
کو سب نے گھیر لیا تھا اسی تلاطم میں بدیع الملک قریب برجلیس جا پہنچے بآواز رعد آواز نے
للکارا اور کہا کہ او خدا پرست کدھر آتا ہے نہیں جانتا کہ برجلیس نائب خداوند آفتاب ہمارا مالک ہے
اگر وہ ناراض ہو جائیگا تیر غضب نازل کر دیگا بہتر یہی ہے کہ پلٹ جا بدیع الملک نے کہا اے
ملعون کیا جھک مارتا ہے - آفتاب غروب ہو گیا اور نائب آفتاب باقی ہے اسکو گہن لگا چاہتا ہے تو خود
میرے سامنے سے دور ہو ورنہ مارا جائیگا تو دنیا بھی خراب ہوگی اور عقبی بھی بگڑیگی ابد الآباد تک
کے واسطے جہنم میں جائیگا یہ سنکر وہ ملعون بآواز بلند پکارا کہ گستاخی کے کلمات زبان تیری جلتی
نائب خداوند رحم دل ہے جو ایسی سختی نافرمان بندوں کی اٹھاتا ہے اور کچھ نہیں کہتا یا اسکو یہ خیال
ہوگا کہ میرے بندگان خاص اسکا جواب دے رہینگے تو بات تو زبان سے جواب دینے کے لائق نہیں
ہے بلکہ تلوار سے جواب دینے کے قابل ہے یہ کہکر بدیع الملک پر نیزہ مارا بدیع الملک نے نیزہ اسکا
تلوار سے قلم کر دیا اسنے تلوار ماری - بدیع الملک نے وار اسکا پشت شمشیر پہ گانٹھکر جو تلوار ماری
تو راکب و مرکب کے چار ٹکڑے ہوئے لاش جو اس قوی تن کی زمین پر گری دھماکا ہوا اسکو قتل
کرتے ہی بدیع الملک نے مرکب کو جولانوں میں مسلا تو گھوڑے نے الف ہو کر دونوں پاؤں تخت
برجلیس آفتاب پرست پر جما دیے - ادھر نقابدار یاقوت پوش کو جسیم دراز قامت نے روکے
قصد کیا جب نقابدار شمشیر کا تو جسیم نے تیر مارا نقابدار نے تیر کو تلوار سے قلم کیا اسنے چاہا گریبان میں
ہاتھ ڈال دوں نقابدار نے گرز یکہ کا بند پکڑ کر اچھال دیا کہ چالیس ہاتھ جسیم سا قوی تن بلند ہو گیا
نقابدار سرخپوش نے چہار ٹکڑے کاٹنے کے قصد سے اچھالدیا تھا مگر جب دیکھا کہ بدیع الملک قریب پہونچ
گئے ہیں ایسا نہو شکار کو لیجائیں لپیں اسنے بھی گھوڑے کو جولانوں میں مسلا مرکب نقابدار کا بھی
بے نظیر تھا ایک ہی جست میں اسنے بھی تخت برجلیس پر پاؤں جما دیے ادھر جسیم جو زمین پر گرنے لگا
نقابدار کلاں نے دو ٹکڑے کر اسکو جو رنگ ہوائی کیا ادھر نقابدار زمرد پوش کو ارقام زرد چشم نے
روکا تھا اور تلوار اٹھائی تھی کہ نقابدار نے کمر کا ہاتھ مارا ارقام زمین پر گرا اور نقابدار زمرد پوش نے
برجلیس آفتاب پرست پر آ پڑا - برجلیس نے جو دیکھا کہ ایک چھوڑ تین تین نقابدار ایک وقت میں
آپہنچے انکا مقابلہ ناممکن ہے فورا سے تخت سے کود کر بھاگنے کا قصد کیا لیکن دیکھا تو تینوں ہاتھ
کمر تو شمشیر میں پڑے اور کشمکش ہونے لگے ادھر تو بدیع الملک کا ہاتھ بند کمر پر پڑا ادھر نقابدار

یاقوت پوش کا ہاتھ پڑا ایک طرف نقابدار زمرد پوش کا ہاتھ پڑا۔ بدیع الملک نے اپنی طرف کھینچا نقابدار
یاقوت پوش نے اپنی جانب کھینچا۔ نقابدار زمرد پوش نے اپنی طرف کھینچا اسی کشاکش میں زنجیر
ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی تھا ہی اک برق سی بھی چمکی اور نعرہ ہوا کہ ہاش اے گروہ خدا پرستان خبردار و ہوشیار
باشید کہ منم دریا موج جادو غلام خاص خداوند سارق بن لقا بس اب تم لوگوں کی تباہی کا زمانہ
قریب ہے اسلیے کہ خداوند سارق بن لقا ایسے زبردست خداوند کا خروج ملک باختر سے ہوا چاہتا
ہے چونکہ تمنے بڑے خداوند لقا نے بےلقا کا بھی پاس نکیا اور انپر بڑے بڑے ظلم کیے کہ تم کو خود انہوں نے
اس دار فانی کو ترک کرکے عالم جاودانی کی سکونت اختیار کی اب خداوند سارق انکا قصاص لینگے
اور اسپر جلیس آفتاب پرست کو بھی گلستان باختر میں پاؤ گے اور کہیں نہ پاؤ گے۔ یہ کہکر
دریا موج جادو وزیر جلیس آفتاب پرست کو لیکر روانہ ہوگیا اور ادہر ان نقابداروں کے ہاتھوں میں
صرف ایک ایک ٹکڑا زنجیر کا رہگیا۔ خضر ان نے آواز دی کہ ایہا الناس دیکھو لوکہ تم دونوں
نقابداروں کے ہاتھ میں دو دو تین تین کڑیاں ہیں اور صاحبقران کے ہاتھ میں اب بھی اتنا
ٹکڑا ہے کہ اگر چاہیں تو اس سے ایک آدمی کو اسیر کرکے اسکی مشکیں باندھ سکتے ہیں جب دیکھا
نقابداروں نے کہ واقعی یہ بات سچ ہے تو لیلنے اپنے ہاتھ سے ٹکڑا زنجیر کا پھینک دیا ساتھ ہی
بدیع الملک نے بھی ٹکڑا زنجیر کا پھینک دیا۔ ناقوس وزیر نے دیکھا کہ اب لڑائی کا خاتمہ ہوگیا
اسنے آواز امان دی۔ نقابدار یاقوت پوش قریب اسکے موجود تھا سنتے ہی اسنے تھمکا یا اور فرمایا کہ
امان بشرط ایمان۔ ناقوس نے کہا قبول ہے بدل و جان۔ نقابدار نے ہاتھ بڑھا کر کلمہ پڑھایا ناقوس
وزیر از سر صدق مسلمان اور نقابدار یاقوت پوش کا مطیع ہوا۔ ادہر ہر طرف سے امان کی آوازیں
آنے لگیں۔ اہل اسلام نے تلوار روکی جنگ موقوف ہوئی۔ بہت بڑا حصہ لشکر جلیس آفتاب پرست
کا مع ناقوس وزیر مسلمان ہوکر نقابدار یاقوت پوش کے ہمراہ ہولیا اور ایک حصہ لشکر کا بدیع الملک
کا مطیع ہوگیا اور ایک حصہ نقابدار زمرد پوش کا شریک ہوگیا۔ غرضکہ سارا لشکر تین حصہ پر بانٹ ہوگیا
کچھ خزانہ نقابدار یاقوت پوش کے ہاتھ آیا کچھ مال و جواہر بدیع الملک نے بھی پایا کچھ نقابدار
زمرد پوش کو ملا۔ اب یہ تینوں لشکر با فتح و فیروزی طبل ظفر بجاتے ہوئے میدان جنگ سے پھرے
بدیع الملک بارگاہ سلیمانی میں آئے۔ نقابدار یاقوت پوش اپنی بارگاہ یاقوت نگار میں آیا نقابدار
زمرد پوش نے اک مقام پر اپنی بارگاہ فوراً لگائیں ہر ایک لباس رزم اتار اپوشاک بزم پہنی چونکہ آج
سبھی تھکے ہوئے تھے رات کو کسی نے دربار نہیں کیا اور اپنے اپنے بستر خواب پر [illegible]
لیکن ع وہیاں جنکو کھٹکا رہتا ہو + کب ان آنکھوں میں نیند آتی ہے + نقابدار یاقوت پوش
نے ہرکاروں کو برائے دریافت حال ملکہ ثریا سے بیتن روانہ کیا کہ دیکھو تو ملکہ کہاں ہیں ہر چند کہ
جو فتح خدا نے مجھکو عنایت کی ہے کسیکو نہیں دی کہ ایک مرتبہ میر جلیس کو میں نے گرفتار کیا تھا لیکن
قسمت نہ تھی کہ پھر رہا ہوگیا دوبارہ کبھی وہ میرے پنجہ میں آگیا تھا مگر اور لوگ بھی پہونچے اور
پھر وہ کافر نکلگیا وزیر جلیس کا بھی مطیع ہوا خزانہ ہاتھ آیا مال ملا مگر ملکہ ثریا سے بیتن کا پتہ
نہ لگا تو یہ سب خاک ہے رات کے بارہ بج چکے ہیں مگر نقابدار یاقوت پوش یعنے شاہزادہ سہراب
ثانی بےچینی کی حالت میں دروازہ خیمہ پر ٹہل رہا ہے خیال دریافت حال کو گیا ہوا ہے کہ ملکہ کہاں ہیں کیا
اور کیا ہوئی۔ یونہی ٹہلتے ٹہلتے نقابدار کو صبح ہوگئی اور ثریا سے بیتن کا پتا نہ لگا۔ نقابدار کی

اُلجھن سوا ہونے لگی طرح طرح کے خیالات آنے لگے کبھی یہ گمان ہوتا ہے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ ملکہ نقابدار زرد پوش
کے قبضہ مین آگئی ہو کبھی سرداران بدیع الملک کی جانب خیال گیا آتش رشک شعلہ افگن ہوئی کبھی یہ
شک گزرا کہ شاید برجیس کے ساتھ ملکہ کو بھی بخیہ لیگیا ہرکارے قریب صبح پلٹ کر آئے اور
اُنھون نے عرض کی کہ اے شہریار کہین ملکہ کا پتا نہین ملتا۔ شاہزادہ سہراب ثانی مجبور ہوکر اپنے
خیمہ مین آیا نماز صبح پڑھکر آرام کیا جب وقت بیداری کا آیا خادم نے جگایا شاہزادہ سہراب
بن رستم نے ہاتھ منھ دھونے سے فراغت کی خاصہ تناول فرماکر بارگاہ مین تشریف لائے یہان
شاہزادہ رستم ثانی اور شہریار نامدار پہلے ہی سے تشریف فرما تھے سردارونکا ہجوم تھا ناقوس
وزیر بھی حاضر خدمت تھا باتین ہو رہی تھین کہ اک مرتبہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ جو سردار حضور
کے اور لشکر بدیع الملک کے ہاتھ سے جاموش کے گرفتار ہوگئے تھے وہ سب آگئے ہین نقابدار
نے سرداران موجودہ کو برائے استقبال روانہ کیا لوگ گئے اور اُنکو باعزاز و اکرام لائے اُدھر بدیع الملک
کو اپنے سردارون کی خبر ملی اُنھون نے بھی شاہان ہفت ملک کو استقبال کیلیے بھیجا جسوقت
سرداران بدیع الملک آگئے بدیع الملک نے پوچھا کہ تم کس زندان ناپید مین گرفتار تھے کہ تمھاری خبر
نہ ملی اور کیونکر بغیر اعانت رہا ہوئے اُن لوگون نے عرض کی کہ جاموش نے ہمکو جانوران پرند بنا کر
اُڑا دیا تھا کل شام کے وقت دفعتاً بیہوشی طاری ہوئی اور درختون سے زمین پر گرے
جب ہوش آیا تو اپنے کو جامہ انسانیت مین پایا شکر خدا بجالائے اور حضور کی خدمت مین حاضر ہوئے
سب کو تعجب ہوا قطب صاحب نے بیان کیا کہ سب سحر مین جاموش کے گرفتار تھے جب وہ مارا گیا تو یہ رہا
ہوگئے یہان تو یہ ہنگامہ گرم ہے اب وہان کی سنیے کہ نقابدار یاقوت پوش نے بھی اپنے سردارون سے
پوچھا تو معلوم ہوا کہ اسطرح اسیر بلا ہوئے تھے بعد اس ذکر کے نقابدار خرد نے نقابدار کلان سے
عرض کی کہ اب فیصلہ ہوجانا چاہیے نقابدار کلان یعنے شاہزادہ رستم ثانی نے اُسیوقت اک نامہ تحریر
کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ صاحبقران حال کی جانب سے صاحبقران سابق کو معلوم ہو کہ جب کوئی چیز پرانی
ہوتی ہے تو وہ کمزور ہوجاتی ہے اور بدل ڈالی جاتی ہے لہذا آپ کی صاحبقرانی کو بہت زمانہ گزر گیا اب
آپ ضعیف ہوئے اور یہ کام جوانون کا ہے ضعیفون کا ہرگز نہین ہے لہذا بہتر و مناسب یہی معلوم ہوتا ہے
کہ اب آپ عزت و آبرو کے ساتھ صاحبقرانی سے دست بردار ہوکر اسائے صاحبقرانی میرے سپرد
کیجیے اس سے کچھ فائدہ نہین ہے کہ اہل عالم کے سامنے زیر ہوکر بعزتی سے دینا پڑے اسلیے کہ اب
آپ ضعیف ہوئے اور مین جوان ہون اور یہی ہوتا چلا آتا ہے آپکے قبل صاحبقران ثانی اور اُنسے
بیشتر صاحبقران اول کا زمانہ تھا جس سلسلہ سے صاحبقرانی آپ تک پہونچی اسی سلسلہ سے مجھے
بھی ملنا چاہیے اور اگر یون نہ منظور ہو تو آزمائش زور و قوت ہوجائے جسوقت یہ نامہ تحریر کرکے
رستم ثانی نے سنایا شہریار نامدار نے بھی مضمون نامہ کا پسند کیا مگر سہراب ثانی نے کہا کہ آپنے
نرم الفاظ لکھے ہین ذرا سختی سے لکھنا چاہیے تھا رستم ثانی نے کہا اے فرزند سپہگری کی شان
جہالت ضرور ہے مگر یہ تہذیب کی شان سپہگری نہین ہے بزرگ کی بزرگی پر نظر رکھنا چاہیے سہراب خاموش
ہو رہا۔ رستم ثانی نے نامہ عقاب بلندگمان کو دیا اور فرمایا کہ جاکر امیر ثالث سے جواب نامہ کا لا
عقاب بلندگمان نے نامہ سر سے باندھا سپر و شمشیر لگاکر بارگاہ سے نکلا اور پانچ سو سوار اپنے
ہمراہ لیکر جانب لشکر بدیع الملک روانہ ہوا جسوقت یہ خبر شاہزادہ بدیع الملک کو ہوئی کہ نامہ دار

نقابدار آتا ہے تو بدیع الملک نے سرداروں کو واسطے استقبال کے بھیجا اور کرسی واسطے نامہ دار کے
بچھوا دی جس وقت نامہ دار داخل بارگاہ سلیمانی ہوا بادشاہ اسلام اور امیر قائم مقام کو مجرا گاہ پر
مجرا کیا اور بعد اسکے سلام علیکم کی آواز دی سبھی نے جواب سلام دیا امیر ثالث نے کرسی کی طرف بیٹھنے کا
اشارہ کیا۔ عقاب بلند کمان سلام کر کے بیٹھ گیا اور نامہ پیش کیا بدیع الملک نے نامہ کو پڑھا اسکا
اور جواب تحریر کیا کہ اسکے نقابدار سے کہ تو نوجوان اور مرد زبردست و بہادر ہے اور میں مرد
ضعیف ہوں لیکن اسمائے صاحبقرانی ایسی چیز نہیں ہے جو بغیر آزمائش دیا جا سکے یا تو یا جانشینی
امیر ثالی کے میں یہ عہدہ تمہارے سپرد کر سکتا ہوں یا اگر مقابلہ میں تم مجھ پر غالب آؤ تب البتہ بغیر اسکے
ناممکن ہے لہذا یا تو انتظار کرو اس کا کہ میں خانہ کعبہ پہونچ کر تمہاری صاحبقرانی کیواسطے
اجازت حاصل کروں اگر وہ اجازت دینگے تو تم صاحبقران کہلاتا یا طبل جنگ بجواؤ میں مقابلہ
کے واسطے موجود ہوں یہ حق اسی کا ہے جو سب سے زبردست ہو یہ جواب تحریر کر کے عقاب
بلند کمان کے سپرد کیا اور خلعت منگوا کر نامہ دار کو دیا۔ عقاب بلند کمان خلعت پہنکر جواب نامہ
لیے ہوئے خدمت میں نقابدار کی حاضر ہوا اور جواب نامہ پیش کیا شاہزادہ رستم ثالی نے مضمون
نامہ کا پڑھا اور ہنسکر اپنے فرزند دلبند شاہزادہ سہراب ثالی سے ارشاد فرمایا کہ یہ تو سمجھی ہوئی بات
تھی مگر حجت تمام کر لی اب تم طبل جنگ بجنے کا حکم دو اسی وقت شاہزادہ سہراب بن رستم ثالی
نے حکم دیا کہ بنام ہمارے اور صاحبقران وقت کے طبل جنگ بجے کہ کل اک عالم کے سامنے
فیصلہ صاحبقرانی کرنا ہے حسب الحکم نقابدار خورد اسیوقت نقارہ زرہی پر چوب لگی اور آواز نقارہ
کی گرجی ہرکارے لشکر بدیع الملک کے خدمت میں بدیع الملک کے آئے اور بیان کیا کہ نقابدار
کو جنگ سے لتے اپنے اور آپکے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے۔ بدیع الملک نے فرمایا کچھ پروا نہیں کہدو
کہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی دو تین ریاستیں باقی ہیں طبل جنگی یہاں بھی نقارخانہ سلیمانی نواز
میں آیا تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں ادھر نقابدار زمرد پوش لیکے شاہزادہ رفیع البخت کو معلوم
ہوا کہ نقابدار یاقوت پوش نے طبل جنگ بجوایا ہے اور قصد نقابدار کا ہے کہ صاحبقران زمان سے
مقابلہ کرے۔ انھوں نے بھی کوس حربی بجوا دیا۔ اب تینوں لشکروں میں تیاری جنگ ہونے لگی
نقابدار زمرد پوش تہیہ کیے ہوئے ہے کہ ادھر نقابدار یاقوت پوش نے لشکر سے مرکب نکالا
سامنے ہی میں بھی گھوڑا اٹھا دونگا۔ اور والد واجد کو اس طفل سے ہرگز مقابلہ نہ کرنے دونگا
دادا اسکے نور الدہر ہمراہ ہیں مگر یہ ابھی نقابدار بنے ہوئے ہیں۔ اور رفیع البخت نے بدیع الملک
انھوں نے بھی سمجھا دیا ہے کہ ضرور بالضرور نقابدار خورد کے مقابلہ کو جانا ادھر صحبت بدیع الملک میں
نقابدار زمرد پوش کا بھی ذکر آیا ہے لوگ کہہ رہے ہیں کہ زمرد پوش بھی مرد بہادر و زبردست معلوم
ہوتا ہے لیکن یاقوت پوش کی طرح آتش مزاج نہیں ہے بدیع الملک نے کہا کہ نہیں معلوم کیا بات ہے کہ
جبسے میں نے اس زمرد پوش کو دیکھا ہے دل بے چین ہے خدا جانے یہ زمرد پوش کون ہے لیکن اب
کچھ حال نقابدار یاقوت پوش یعنی شاہزادہ سہراب بن رستم کا سنیے کہ طبل جنگ بج چکا ہے
تیاریاں جنگ کی ہو رہی ہیں سہراب کو اسکے زیر کردہ سردار گھیرے بیٹھے ہیں لعن طعن کر رہے ہیں اور
کہہ رہے ہیں کہ بدیع الملک نے اچھا نہ کیا جو اسمائے صاحبقرانی دینے میں تامل کیا اور مقابلہ پر آمادہ
ہو گئے سامنے مردان عالم کے ذلیل ہونا پڑیگا تا قوس وزیر بھی حاضر ہے شاہزادہ سہراب بن رستم

لی اپنا اسلحہ درست کر کے صحبت برخاست کی کہ رات آرام سے بسر ہو اسلیے کہ صبح کو اُس شخص سے
مقابلہ کرنا ہے جو صاحبقران وقت ہے جسوقت تمام سردار رخصت ہو گئے اور ناقوس وزیر نے بھی جانے
کا قصد کیا شاہزادہ سہراب کو خیال آیا کہ اس سے حال ملکہ کا شاید معلوم ہو جائے یہ خیال کر کے
ناقوس وزیر کو روکا اور فرمایا کہ مجھے تجھ سے کچھ پوچھنا ہے ناقوس وزیر ٹھہر گیا جب تخلیہ ہوا تو شاہزادہ
سہراب بن رستم ثانی نے فرمایا کہ اے ناقوس یہ تو بتلا کہ اس ہنگامہ میں ملکہ کیا ہوئی ناقوس
یہ سنکر روہانسا ہو گیا چہرہ پر ناقوس کے آثار حزن و ملال ظاہر ہوئے عرض کی اے شہریار ملکہ کا
حال کچھ نہ پوچھیے کہ قابل عبرت ہے یا اس بداعمالی کا نتیجہ ہے جو اُس نے باپ اور بھائی سے فریب
آرائی کی کہ مسعود خلیقی کو کھلواڑ کر کے ان بیٹھی تھی ویسا ہی خدا نے ذلیل کر دیا اے شہریار ملکہ
ثریا کے سیلمان کا قصہ عجیب مصیبت خیز قصہ ہے جب سے جبیں آفتاب پرست کوہ عجائب سے بھاگ
کر ہو سکتا ہے اور نامہ ملکہ تابعہ شہنشاہ کو تحریر کیا ہے تو ملکہ اسوقت تک ہمراہ تھی ارژنگ بن زہر
ثانی ملکہ پر عاشق تھا مگر بے اختیار تھا اسلیے کہ جنگ میں اثر تلاکہ سحر سے وہ خود مع لشکر اسکا
مطیع ہو گیا تھا۔ لیکن کوہ عجائب پہار پر ارژنگ کو کوئی درویش ایسا ملا کہ اُسکی دعا نے وہ اثر
ارژنگ کے دل سے ہٹا دیا اور فوج بھی اسکی ہوش میں آگئی سب ارژنگ بن زہر ثانی نے
فکر کی کہ ملکہ کو لیکر نکلوں چونکہ وہ بھی کسیکی عاشق تھی کوئی تصویر ملکہ کے گلے میں رہتی تھی اُس تصویر
سے تخلیہ میں باتیں کیا کرتی تھی لوگ یہ کہتے تھے کہ کسی بت کی تصویر ہے اور بغرض پرستش گلے میں
پڑی رہتی ہے مگر میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ وہ کسی صنم کی تصویر ہو گی رفتہ رفتہ ملکہ کی یہ حالت ہوئی
کہ غم میں گھل گھل کر بیمار پڑ گئی طبیبوں نے یہ رائے دی کہ ملکہ کے واسطے صحرائی ہوا زیادہ مفید ہے
اسوجہ سے خیمہ ملکہ کا فوج سے دور برپا ہوا کرتا تھا ارژنگ موقع پاکر ملکہ کو لے بھاگا۔ جب ملکہ کا کوئی قابو
نہ چلا تو اپنے کو دریا میں گرا کر جان دیدی یہ کہکر رونے لگا شاہزادہ سہراب ثانی نے جو یہ واقعہ
دردناک سنا بے اختیار آنکھوں سے آنسو گر پڑے جوش محبت نے تو بہت کچھ فرمائشیں کیں مگر
ضبط اور خودداری نے رسوائی سے بچایا۔ ناقوس تو اُٹھکر چلا گیا لیکن شاہزادہ سہراب بن رستم
کو اسیوقت تپ آگئی سیارہ ثانی عیار اسوقت بھی حاضر تھا چونکہ بچپن کا رفیق تھا کچھ
کھلا ہوا تھا اس سے کسی بات کا پردہ نہ تھا۔ یہ حالت سہراب کی دیکھکر گھبرایا اور خدمت میں
اپنے آقا کے کلاں شاہزادہ رستم ثانی کے گیا اور عرض کی کہ بڑا غضب ہوا۔ طبل جنگ بج چکا ہے
اور شاہزادہ کو بخار آگیا ہے۔ اب صبح کو مقابلہ کیونکر کرینگے اور غضب یہ ہے کہ طبل جنگ بھی اپنے ہی
نام بجوا چکے ہیں۔ یہ سنکر رستم ثانی نہایت پریشان ہوئے جلدی سے سہراب کے خیمہ میں آئے
دیکھا تو سہراب بخار میں بیہوش پڑا ہے لیس اسی وقت رستم نے عقاب بلند کمان کو طلب کیا جب
وہ حاضر ہوا تو اس سے کہا کہ تو اسی وقت بدیع الملک کے پاس جا اور میری طرف سے بیان کرنا
کہ مقابلہ ارژنگ سے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا تھا اور دعویٰ یار صاحبقرانی تھا وہ تو ایسا بیمار ہو گیا ہے کہ
لائق مقابلہ نہیں ہے اگر یقین نہ ہو تو آپ آکر خود حالت دیکھ جائیں لہذا اگر مناسب ہو تو مقابلہ ملتوی
رکھا جائے کہ جسکو مقابلہ کا دعویٰ تھا وہ بیمار ہے الیسے میں ہمکو بھی عذر نہیں مگر جسکے نام طبل بج چکا
ہے وہ لڑنے کے قابل نہیں عقاب بلند کمان یہ پیام رستم ثانی کا لیکر خدمت میں شاہزادہ بدیع الملک
کے روانہ ہوا۔ بدیع الملک ہوا بگا وہیں جا پہنچے تھے خضران بہرہ دے رہا تھا کہ عقاب بلند کمان پہنچا

پہنچا

خضران سے کہا کہ خواجہ آپ صاحبقران سے میرے حاضر ہونے کی اطلاع کرین۔ خضران نے جاکر شاہزادہ بدیع الملک سے بیان کیا کہ عقاب بلند کمان نقابدار کی طرف سے کوئی پیام لیکر آیا ہے۔ بدیع الملک نے کہا کہ اسوقت کونسا پیام وسلام کا موقع تھا۔ خضران نے عرض کی کہ اسکے شہریار کے چہرہ سے پریشانی اور گھبراہٹ پائی جاتی ہے نہین معلوم ایسی کونسی ضروری بات ہے جو نقابدار نے اسوقت کہلا بھیجی ہے نہ بلانا آپکا اخلاق صاحبقرانی کے خلاف ہے۔ بدیع الملک نے کہا کہ اچھا بلا لو صاحبقران مسہری پر لیٹے رہے ایک چوکی برابر مسہری کے بچھادی گئی۔ عقاب بلند کمان کو طلب کیا۔ عقاب سامنے حاضر ہوا تسلیم بجالایا۔ صاحبقران نے بیٹھنے کا اشارہ کیا عقاب بلند کمان سلام کرکے بیٹھ گیا۔ صاحبقران نے فرمایا کہ اسوقت تمہارے آنے کا کیا سبب ہے خیر تو ہے عقاب بلند کمان نے عرض کی کہ نقابدار یاقوت پوش نے کہلا بھیجا ہے کہ جس بہادر نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا تھا وہ بیمار ہوگیا ہے ہان بھیجے کوئی لڑنے والا نہین ہے صاحبقران نے فرمایا کہ ہماری جانب سے کہدینا کہ ہمارے اور نقابدار کے کوئی دشمنی یا عداوت تو ہے نہین فقط آزمایش زور وطاقت کی غرض سے طبل جنگ بجا تھا اگر وہ نقابدار یاقوت پوش بیمار ہوگیا ہے تو جنگ موقوف رکھی جائے جب نقابدار کو صحت ہوگی اسوقت مقابلہ ہو جائیگا یہ فرماکر خضران سے ارشاد کیا کہ کہدو تمام نقارخانون مین کہ اب طبل نہ بجائین کہ مقابلہ موقوف رہا۔ خضران نقارخانون کی طرف روانہ ہوا اور عقاب بلند کمان بدیع الملک سے رخصت ہوکر خدمت مین شاہزادہ رستم ثانی کے آیا اور عرض کی کہ صاحبقران ارشاد فرماتے ہین کہ جنگ موقوف رکھیے جب نقابدار یاقوت پوش کو صحت ہو جائیگی اسوقت طبل جنگ بجوا دیجیئےگا۔ مین یہان سے کہین بھاگا نہین جاتا ہون۔ رستم ثانی نے بھی اپنے لشکر کے نقارخانے اسی وقت بند کرا دیے جنگ موقوف رہی جب وقت صبح کا ہوا رستم نے اطبا کو طلب کرکے نبض دکھلوائی طبیبون نے پہچان لیا اور کہا کہ مرض جنون عشق کا ہے اگر اسیوقت سے اسکا تحفظ کیا گیا تو جان کا خوف ہے بہتر و مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ انکو کسی صحرا مین بھیجدیجیے کہ یہ سیر و شکار مین اپنا دل بہلائین۔ شاہزادہ رستم ثانی نے سہراب سے کہا کہ اے فرزند تم شکار کو چلے جاؤ نقابدار کو غنیمت ہوا گویا اسکے منہ مانگی مراد ملگئی بس اسیوقت حکم دیا کہ لشکر ہمارا سامان شکار ساتھ لیکر طرف کوہ سنبلہ کے چلے ہم بھی آتے ہین۔ اسی وقت لشکر نقابدار یاقوت پوش سے شکار پر ساتھ جانے کے واسطے بارہ سو تیرانداز منتخب ہوے سامان صید و شکار درست ہوا اور دوسرے روز صبح کو نقابدار یاقوت پوش جانب صحرا روانہ ہوا طبل جنگ موقوف رہا لیکن یہ یہان سے

چند کلمے داستان شہر عارضیہ کے بیان کیے جاتے ہین کہ لوگ اس مقام کے تحقیق مذاہب مین مصروف ہین اور حق جوئی کر رہے ہین غزل برآغاز کلام۔

ملا دو خاک مین تم لیتے لیتے امتحان میرا
مٹا کر ڈھونڈھتے پھرنا کہان ہے اب نشان میرا

ترقی پر ہے اسکے ہمدرد دیکھو درد نہان میرا
کوئی پردہ نشین کیا آج ہوگا میہمان میرا

نہ بھولینگی مجھے اسوقت کی بھی بے رخی دلکی
ہوا تھا مہربان دم بھر کوئی نا مہربان میرا

اسمین بھی وہی صورت ہے آزار محبت کی
تسلی کو وہ سینے پر عدو کے ہاتھ کیون رکھین
غرض سیر گلستان سے ہی اسے صیاد لینی تھی
غبار اپنی سواری کا جو دیکھا اُنکو یاد آیا +
محبت تیری از خود رفتگی سے لے کھو دیا مجھکو
جلال اپنا کیسے قائل بناؤن ان حسینون مین

نہ پائی مرکے بھی صحت غلط نکلا گمان میرا
نہو درد جگر یارب نصیب دشمنان میرا
قفس لا کر وہان رکھدے جہان تھا آشیان میرا
یونہین آتا تھا اُٹھتا بیٹھتا اک ناتوان میرا
دو عالم سے گیا گذرا ٹھکانا اب کہان میرا
بہت جو کھولے بیٹھے ہین انھین پر ہی گمان میرا

راویان شیرین زبان و حاکیان رنگین بیان اس داستان نصرت نشان کو یون تحریر کرتے ہین کہ نقابدار ابلق سوار یعنی شاہزادہ عادل کیوان شکوہ بیابان بادگرد سے پھرے ہوئے چلے آتے ہین شاہزادہ داراب ثانی نقابدار نیلی پوش بنے ہوئے ہمراہ ہین - زرد نقابدار کو وہان سے نکلے ہین وہ سمجھ گئے ہین کہ صاحبقران رابع بھی ہین اور شاہزادہ بلقیس بن جمہور بھی نقابدار گلابی پوش بنے ہوئے نقابدار ابلق سوار کے ساتھ ہو لیے ہین طرف طلسم نہ طاق کے چلے آتے ہین راستے مین خبر پائی کہ طلسم نہ طاق فتح ہوگیا اور شاہزادہ بدیع الملک صاحبقران ثالث بیابان گردباد مین مقیم ہین بسبب اسکے نقابدار ابلق سوار نے عنان مرکب کو طرف بیابان گردباد کے پھیرا اور طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے چلے جاتے تھے جاتے جاتے اک صحرا پر بہار مین پہونچے فضا اس صحرا کی پسند آئی شاہزادہ بلقیس بن جمہور نے کہا کہ اگر مناسب ہو تو ایک روز یہان قیام کر کے صید و شکار کا لطف اٹھایئے کل کوچ کر کے بیابان گردباد کی طرف چلیے نقابدار ابلق سوار نے بخاطر بلقیس منظور کیا - بارگاہ انجم حشمار برپا ہوئی لشکر اُتر پڑا بلقیس بن جمہور اور داراب ثانی اور نقابدار ابلق سوار تلاش شکار مین چلے جاتے تھے اک مقام پر غول آہو کا نظر آیا ان تینون دلیرون نے گھوڑے اُٹھا دیے اور آہو بھاگے ہر ایک نے ایک ایک آہو کو تاک لیا پہلے نقابدار ابلق سوار نے تیر سر کیا کہ آہو صید ہوا - نقابدار نے گھوڑے سے کود کر آہو کو ذبح کیا - نقابدار نیلی پوش نے بھی کچھ دور جا کر جو تیر مارا تو انکا آہو بھی صید ہوا لیکن نقابدار گلابی پوش یعنی شاہزادہ بلقیس بن جمہور نے جس آہو کا تعاقب کیا وہ جھکائیا دیتا ہوا درختون کی آڑ پکڑتا ہوا دور نکل گیا بلقیس بھی ساتھ ہی ساتھ چلا آیا - آہو تو کسی کھوہ مین چھپ رہا اور شاہزادہ بلقیس حیران و سرگردان پھرنے لگے یہانتک کہ راستہ بھول گئے اک مقام پر ٹھہر کر ادھر اُدھر دیکھنے لگے تو سواد شہر معلوم ہوا بلقیس نے شہر کی طرف کا رخ کیا اور چل کھڑے ہوئے - جاتے جاتے داخل شہر ہوئے لوگون سے پوچھا کہ نام اس شہر کا کیا ہے اور یہان سلطنت کسکی ہے معلوم ہوا کہ نام اس شہر کا عارضیہ ہے عارض شاہ یہان کا بادشاہ ہے دریافت کیا کہ مذہب یہانکے لوگون کا کیا ہے انھون نے بیان کیا کہ پہلے تو سب بت پرست تھے مگر اب لامذہب ہو گئے ہین اسلیے کہ حقیقت کسی مذہب کی کامل طور پر ثابت نہوئی اُسوقت تک ہم لوگ کوئی مذہب اختیار نکرینگے بادشاہ ہر مذہب و ملت کی تحقیق کر رہا ہے - یہ سنکر شاہزادہ بلقیس بن جمہور نے نقاب چہرہ سے اُٹھا دی اور سمجھ لیا کہ اس مقام پر پردہ داری کی ضرورت نہین ہے اسواسطے کہ کوئی جاننے والا یہان ہی نہین جو راز فاش کریگا جن لوگون سے حالات دریافت کر رہے تھے انمین ایک شخص تھا کہ نام اُسکا نصیر تھا مرد شریف اور صاحب اخلاق کہا اے شخص جو صورت شاہزادہ بلقیس بن جمہور کی دیکھی سمجھ گیا کہ یہ کوئی شاہزادہ و شہریار زادہ ہے بلقیس نے عرض کی کہ آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمایئے

اور ارادہ اپنا ظاہر کیجیے کہ یہاں کس غرض سے تشریف لائے اور کہاں جانے کا قصد ہے بلقیس نے اپنا
تمام بتایا اور فرمایا کہ مین آہو کے پیچھے راستہ بھولکر اسطرف آگیا چونکہ شام ہو گئی ہے اس سے قصد
ہوا کہ رات اسی جگہ بسر کرون صبح کو دیکھا جائیگا۔ نصیر نے عرض کی کہ اے شہریار اس شہر مین
کوئی کاروان سرا وغیرہ ابھی نہیں بنی ہے مسافرون کو یہان بہت تکلیف ہوتی ہے خصوصاً آپ
ایسے مسافر کو جنکے ساتھ کوئی سامان نہیں ہے اگر مناسب ہو تو اس غریب کو سرفراز فرمایئے کہ
میری عزت افزائی ہوگی بلقیس نے قبول کیا۔ نصیر شاہزادہ بلقیس کو اپنے ہمراہ مکان پر اپنے
لایا اور بہت خاطر مدارات کی رات بلقیس نے اُسی مقام پر بسر کی جب صبح کو چلنے کا قصد کیا تو
نصیر نے عرض کی کہ اگر آپ کا جی چاہے تو آج ایک تماشا دیکھتے جایئے فرمایا کیا تماشا ہے نصیر نے
عرض کی کہ ایک راہب لاٹ باختر سے آیا ہے وہ کچھ وعظ و پند کریگا اور تمام اہل شہر سنینگے چونکہ
شہر مین کوئی ایسا مقام نہیں جہان تمام اہل شہر جمع ہو سکین لہذا اس محفل کے لیے صحرا ے
مشرب مقرر ہوا ہے تمام جنگل مین خیمہ اور شامیانے استادہ ہو رہے ہین ایک بلندی پر کرسی
راہب کے واسطے بچھا دی گئی ہے اگر وعظ اُسکی دلپذیر ہوگی تو تمام اہل شہر اُسکا مذہب اختیار
کر لینگے بلقیس نے کہا کہ مین آج ضرور جاؤنگا بلکہ اسی نصیحت وعظ مین شریک ہونگا لیکن تجھے بھی کسی بلند مقام
پر جگہ دینا کہ مین بھی تمام اہل شہر کو دیکھ سکون اور اہل شہر مجھکو دیکھ سکین نصیر نے سکوت کیا اور
بعد تھوڑی دیر کے جواب دیا کہ اور کسی کے واسطے تو یہ امر ممکن ہونا محال تھا لیکن آپ کے واسطے
ہو سکتا ہے اسلیے کہ بلند وہی مقام ہین یا راہب کے بیٹھنے کا یا بادشاہ کے قیام کا اُن دونون مقامون
پر بغیر اذن کوئی شخص نہیں بیٹھ سکتا ہے مگر چونکہ بھائی میرا وزیر ہے بادشاہ کا مین آپکو اُسکے ساتھ کر دونگا
اُسے تقرب بادشاہ کا حاصل ہے اگر آپ اُسکے ساتھ ہونگے تو بلند مقام پر پہونچ جائینگے یہ کہکر
شاہزادہ بلقیس کو ہمراہ لیا اور خود سوار ہوکر اپنے بھائی کے مکان پر پہونچا جسوقت سواری وزیر
کی محل سے برآمد ہوئی تو نصیر نے سلام کیا اور کہا کہ مین چاہتا ہون آپ اس شہریار کو اپنے ساتھ
بزم وعظ مین لیجائین یہ میرے محسن ہین اور اس شہر مین مسافرت کی حالت مین ہین وزیر نے
قبول کیا اور بلقیس کو اپنے ساتھ لیے ہوئے طرف بزم وعظ کے روانہ ہوا جسوقت یہ دونون صحرا مین
پہونچے تو دیکھا کہ مجمع خلائق سے تمام صحرا مملو ہے وزیر کو دیکھکر لوگ پیشوائی کو بڑھے نہایت عزت
و حرمت کے ساتھ لیگئے بعد وزیر کے سواری بادشاہ کی نمودار ہوئی وزیر نے آگے بڑھکر استقبال کیا
بادشاہ آکر تخت پر جلوہ افروز ہوا اور ارکین دولت پس پشت کرسیون پر موافق افروز ہوئے
ایک کرسی پر شاہزادہ بلقیس بھی بیٹھ گئے۔ راہب کو حکم ہوا کہ وعظ بیان کرے۔ راہب بلندی پر
گیا اور کھڑے ہوکر اُسنے بہت کچھ تعریف لقا سے بے لقا کی بیان کی بعد اُسکے ذکر خروج سارق
بن لقا پر اور لقا کا بیان کیا اور کہا کہ دیکھو خداوند ایسا ہونا چاہیے کہ اُسے دیکھ سکین اُس سے
حال دل کہہ سکین اور وہ جواب دے سکے ایسا خداوند برحق نہین ہے جو نہ بات کر سکے نہ جواب
دیسکے یا حکم اُسکے سخت ہون کہ زندگی کو موت سے بدتر بنا دے بت پرستون کو چاہیے کہ چشم انصاف
سے اپنے بتون کو دیکھین اور خداوند سارق کی قدرت کو دیکھین اور اپنے دل سے انصاف کرین کہ کونسا
خداوند حقیقی اور لائق پرستش ہے ہمارا خداوند جاگتی دیوت کا خداوند اور خاندانی خداوند ہے کہ اُسکا
باپ خداوند بھائی خداوند خود خداوند ہے ساتھ ہی اسکے احکام اسقدر سہل اور دلپسند کہ دشوار بات

اُنسے کسون دور ہٹا کہ جو مرد غریب ہی اور استطاعت نہین کہ عقد کرسکے تو دو تین آدمی شریک ہوکر ایک
عورت سے عقد کرین اور مطلب دل بر لاوین۔ راتین انصاف کے ساتھ تقسیم کرلین اگر اُس تقسیم
کے خلاف وہ عورت کسی کے تصرف مین آجائیگی تو سب کے عقدون سے خارج ہو جائیگی اور لڑکے
بھی اُسکے حرامی قرار پائینگے اور اگر ترتیب کے ساتھ ایک ایک شب ایک ایک شوہر کی خدمت مین
رہیگی تو جس ترتیب سے وہ خدمت شوہر کی کریگی اُسی ترتیب سے اولاد کی تقسیم بھی ہوگی کہ پہلا لڑکا
پہلے شوہر کا دوسرا دوسرے کا تیسرا تیسرے کا قرار پائیگا۔ یہ مسئلہ سنکر شاہزادہ بلقیس تو لاحول
پڑھنے لگے بعض صاحب فہم ہنسنے لگے لیکن بہت سے جاہل خوش ہوے اور ساریق پرستی پر
مائل ہوگئے چنانچہ فرزیل وزیر بھی ساریق پرستی پر مائل ہوگیا۔ پھر راہب نے اور مسئلہ بیان
کیا کہ جسطرح ایک مرد کئی عقد کرسکتا ہے اسیطرح اگر عورت بھی کئی عقد کرے تو مضائقہ نہین
اسلیے کہ عورت کو مجبور کرکے رکھنا خلاف انصاف ہی۔ اس بات پر آوارہ مزاج عورتین نہایت
خوش ہوئین اور اُنھون نے بھی ساریق پرستی کا قصد کرلیا۔ پھر راہب نے تیسرا مسئلہ بیان کیا کہ
جو لوگ خاندانی ہین اگر اُنکے خاندان مین لڑکے یا لڑکا نہ ملتی ہو تو حقیقی بھائی بہنون مین عقد
کرلیا جاے مگر خاندان کے خلاف شادی نہ کی جائے اسلیے کہ ابتدا خلقت انسان کی یونہین ہوئی
ہی بعض حماقت زدون نے اس قول کو بھی بہت پسند کیا اسیطرح راہب نے خلاف شریعت
اسلام و دیگر مذاہب بہت سے مسئلے جو شیطانی طریقون سے بھرے ہوے تھے بیان کیے
اور آخر مین کہا کہ اور جسے جو کچھ پوچھنا ہو پوچھ لے یا جس مسئلہ مین شک ہو سمجھ لے ورنہ اس
مذہب برحق کو اختیار کرے۔ یہ سنکر بادشاہ نے اپنی رعایا کی طرف دیکھکر کہا کہ تم مین ہے کوئی
ایسا جو راہب کی باتون کا جواب دیسکے سب سرنگون ہوے کہ راہب کی طلاقت لسانی سے
دب گئے تھے لیکن شاہزادہ بلقیس بن قمہور نے فرمایا کہ اگر مجھے اجازت ہو تو مین کچھ سوال اس
راہب سے کرون بادشاہ نے کہا کہ ضرور پوچھو۔ شاہزادہ بلقیس راہب کی طرف مخاطب ہوے
اور ارشاد فرمایا کہ تمنے پہلا مسئلہ جو بیان کیا کہ کئی شخص ایک عورت سے عقد کرسکتے ہین لیکن ترتیب
مین فرق نہ آئے اور اولاد کی تقسیم بھی ترتیب سے ہوگی کہ انصاف مین فرق نہ آنے پاے تو یہ
یہ انصاف نہین ہی بلکہ بالکل ناانصافی ہی۔ کیونکر معلوم ہوسکتا ہی کہ وہ لڑکا جو پہلے ہوا ہی وہ اسی
نطفہ سے ہی۔ اگر دوسرے کے نطفہ سے ہی اور پہلے کو ملگیا تو انصاف ہوا یا ناانصافی ہوئی اسی بنا
شارع دین اسلام نے مرد کے مرجانے اور طلاق دیدینے کے بعد عدۃ معین کی ہی تاکہ معلوم ہو جاے
کہ عورت حاملہ تو نہین ہی نہ اس صورت سے عقد جائز ہی اور نہ یہ تقسیم اولاد درست ہی اگر مرد مین زیادہ
استطاعت نہو تو اُسکو چاہیے کہ جبتک وہ عورت کو اپنے عقد مین رکھ سکتا ہو رکھے بعد کو طلاق
دیدے۔ یہ مسئلہ انصاف پسندون کو نہایت مرغوب ہوا دل لوگون کے دین اسلام کی طرف
مائل ہوے۔ راہب سے جواب نہ بن پڑا پھر بلقیس نے دوسرے مسئلہ کا بتا دیا کہ عورت مثل مرد
کے اگر کئی عقد ایک وقت مین کریگی تو پھر نطفہ کا پتا نہ ملیگا اسی بنا پر عورت کو مجبور کیا گیا ہے یہ بات
بھی سب نے پسند کی اور راہب سے اسکا جواب بھی نہ بنا۔ پھر تیسرے مسئلہ کا جواب بلقیس نے
یہ دیا کہ جب ابتدا خلقت آدم کی ہوئی ہی تو ایک لڑکا صبح کو پیدا ہوتا تھا اور لڑکی شام کو پیدا ہوتی
تھی اتنا فاصلہ دونون مین مناکحت کے لیے کافی تھا اور غرض اصلی یہ تھی کہ خلقت خدا مین ترقی ہو

اور معبود کی عبادت کرنے والے پیدا ہوں اب خلقت کا طریقہ بدلگیا عقد کا طریقہ بھی بدلگیا اب
کسی ملت و مذہب میں بھائی بہن میں عقد جائز نہیں اور نہایت شرمناک بات ہے یہ سنکر سب نے
باواز بلند آفرین کہی اور کہا کہ مذہب اسلام سے بہتر کوئی مذہب نہیں ہے ابشاہزادہ بلقیس نے
اصول دین اسلام کے موافق تعریف پروردگار عالم بیان کرنا شروع کی کہ خدا وہ ہے کہ جسنے سبکو پیدا
کیا ہے اور اُسکو کسی نے پیدا نہیں کیا ہے یہ کیسا خداوند کہ جسکے باپ ہے اور بھائی ہے خداوندی ایسی
چیز نہیں جسکو خاندانی کہا جاسکے۔ خدا کا خاندان کیسا جب اُسکی صفت واحد و یکتا ہے تو وہ سبکو
پیدا کر سکتا ہے خود کسیکا پیدا کیا ہوا نہیں ہو سکتا۔ سارق بھی ایک انسان ہے جسطرح اور مخلوق
خدا ہے اسیطرح وہ بھی ایک بندہ معبود ہے مگر بندہ بے ادب وکافر ہے جسطرح تھا اور فرعون وغیرہ کی
خداوندی خدا پرستوں نے مٹادی اسیطرح ایک روز اسکی خداوندی بھی مٹ جائیگی بس یہ سنکر
راہب نے کہا کہ تمھارے خدا میں کچھ ایسی قدرت بھی ہے جو بندے کی خواہش سے ظاہر ہو
بلقیس نے فرمایا کہ بیشک تو اپنے خدا کی قدرت دکھا میں اپنے خدا سے دعا کرتا ہوں ابھی معلوم
ہو جاے کہ حق پر کون ہے۔ راہب نے کہا کہ تم آگ میں کود سکتے ہو اس بھروسے پر کہ خدا تمھارا
تمکو بچا لیگا بلقیس نے فرمایا کہ بیشک اگر میرا خدا چاہے تو آگ گل ہو جائے میں آگ میں پھاندنے
کو موجود ہوں مگر تیرا خداوند بھی تجھے بچا سکتا ہے راہب نے کہا کہ اگر تمھارا خدا اسے نادیدہ تمکو
بچا سکتا ہے تو میرا خدا بھی مجکو بچا سکتا ہے کیونکہ وہ جاگتی جوت کا خداوند ہے یہ سنکر شاہزادہ بلقیس
بن قمبوس بادشاہ کی طرف مخاطب ہوا کہ کسی مقام نشیب پر آگ روشن کرائیے۔ عارض شاہ نے
اسیوقت حکم دیا لوگوں نے جنگل کی لکڑیاں کاٹ کاٹ کر ہیزم کا انبار کر دیا اور آگ روشن کر دی۔
بلقیس بن قمبوس نے آکر راہب کا ہاتھ پکڑا اور قریب اُس آتش کے آئے راہب بھی قریب آیا
مگر شعلوں کو دیکھکر جھجکا اور بلقیس سے کہا کہ پہلے تم آگ میں پھاندو۔ بلقیس نے کہا کہ آفرین تم بھی
اس آگ میں گرو یہ کہکر ہاتھ راہب کا پکڑا اور جست کی راہب پتے کی طرح ہاتھ میں لٹکا چلا گیا
جیسے ہی بلقیس آگ میں گرے ہاتھ راہب کا چھوڑ دیا کہ ایسا نہو اسکے ساتھ میں بھی جل جاؤں
بس آگ میں گرتے ہی راہب تو جلنے لگا اور جس مقام پر شاہزادہ بلقیس گرے تھے وہاں کی
آگ گل ہو گئی اور شاہزادہ بلقیس صحیح و سالم اس آگ میں سے نکل آئے راہب کی ہڈیاں
تک جلکر خاک ہو گئیں یہ دیکھکر تمام ساکنان شہر عارضیہ نے کلمہ پڑھا اور از سر صدق مسلمان ہو گئے
لیکن فرزیل وزیر کے دل میں بغض للہ پیدا ہوا اور اسے یہ فکر ہوئی کہ کسی طرح اس شخص کو نکال
دینا چاہیے کہ تمام شہر بادشاہ سے زیادہ اسکا مطیع ہو گیا ہے چونکہ بادشاہ ابھی تک شاہزادہ کا
دوست تھا نہایت عزت و حرمت کے ساتھ شہر میں لایا اور تیاری جشن کا حکم دیا۔ اُدھر تو تیاری
جشن کی ہونے لگی اُدھر فرزیل وزیر نے بادشاہ سے کہا کہ آپ کس خواب غفلت میں ہیں
کیا سلطنت سے دل پھر گیا ہے ایسے شخص کا رہنا اچھا نہیں ہے جسکا زمانہ بھر مطیع ہو ایسا نہو اسکی
نیت برگشتہ ہو تو جسوقت وہ چاہیگا سلطنت چھین لیگا کچھ ایسا بادشاہ کو سمجھایا کہ عارض شاہ
بھی ڈرا اور کہا کہ پھر کیا تدبیر کروں کہ یہ بلا دور ہو فرزیل نے کہا کہ بہت آسان ہے دعوت میں بیہوشی
دیکر گرفتار کیجیے اور قتل کر ڈالیے یہ راے بادشاہ کو پسند آئی۔ غرضکہ یہی ہوا کہ بادشاہ نے نہایت
دھوم سے دعوت کی اور دعوت میں شاہزادہ بلقیس کو بیہوش کر کے تیاری میدان خونی کا حکم دیا

اور بلقیس کو زندان مین بھجوا دیا۔ اب یہان تو سامان قتل ہو رہا ہی لیکن دل کچھ حال داراب ثانی اور
عادل کیوان شکوہ کا سنیے کہ جسوقت یہ اپنے اپنے آہوون کو ذبح کر چلے تو تلاش مین بلقیس بن تیمور
کی روانہ ہوے۔ جاتے جاتے شام ہو گئی مگر کہین پتہ نہ ملا آخر اک مقام پر قیام کرکے ہرکارون کو
برائے تلاش روانہ کیا جب صبح ہوئی تو اتنا پتا ملا کہ یہان سے قریب کوئی شہر ہی کہ نام اُسکا شہر
عارضیہ ہی عارض شاہ وہانکا بادشاہ ہی اُسی طرف اک سوار گلابی پوش گیا ہی نقابدار ابلق سوار
طرف شہر عارضیہ کے روانہ ہوے ہنوز قریب شہر نہ پہونچے تھے کہ دیکھا کچھ لوگ روتے پیٹتے
چلے آتے ہین۔ نقابدار گھوڑا بڑھا کر قریب اُن لوگون کے تشریف لائے اور فرمایا کہ تم لوگ کہان سے
آتے ہو اور تمھارے گریہ وزاری کا کیا سبب ہی اُنھون نے بیان کیا کہ ہم شہر عارضیہ سے آتے
ہین اک ہمارا واعظ دینے کے لیے آیا تھا لیکن نقابدار گلابی پوش نے مباحثہ مین اُسے معقول کر دیا
بعد اُسکے دونون آگ مین پھاند پڑے ہمارا جلگیا اور وہ گلابی پوش زندہ رہا تمام شہر عارضیہ
مسلمان ہو گیا۔ یہ سُنکر نقابدار نہایت مسرور ہوے اُسی جگہ قیام کیا کہ اب کل جاکر بلقیس سے
ملینگے۔ جب صبح ہوئی تو ہنوز نقابدار نے کوچ نہ کیا تھا کہ دیکھا اک شخص روتا پیٹتا چلا آتا ہی اور
یہ کہتا جاتا ہی کہ سفر مین ساتھ والے سے اتنی مفارقت نہ چاہیے سچ کہا ہی کہ یار وہی جو ساتھ دے
نقابدار نے اُس شخص کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ تو یہ کیا سمجھکی بات کہتا ہی صاف بیان کر ایک
ہمارا ساتھی بھی گم ہی اتنی خبر ملی ہی کہ وہ شہر عارضیہ مین عارضی طور پر مقیم ہی اہل شہر اُسکے مطیع
ہوے ہین۔ یہ سُنکر اُس شخص نے کہا کہ اب وہ وہان قتل ہوا چاہتا ہی مین وہ شخص ہون جسنے اپنے
گھر مین نقابدار گلابی پوش کو اُتارا تھا نام میرا لعبیہ ہی پہلے سب نے اُس شہریار کی اطاعت اختیار
کی اب قتل کا سامان ہی اتنی طاقت میری نہ تھی کہ مین اُسے پنجۂ اجل سے رہا کر سکتا اس بنا پر مین
شہر سے نکلا کہ شاید کوئی اُسکا دوست اور مددگار ملجاے تو اُسے خبر کردون بس یہ سنتے ہی نقابدار
ابلق سوار نے جلدی سے مرکب طلب کیا اور لشکر کو حکم دیا کہ جلد تیار ہو کر طرف شہر عارضیہ کے
آسکے ہم چلتے ہین۔ یہ فرماکر گھوڑے کی باگ اُٹھائی۔ شاہزادہ داراب ثانی بھی ساتھ ہی چل کھڑے
ہوے مگر دیکھیے کسوقت پہونچتے ہین۔ اب کچھ حال شہر عارضیہ کا سنیے کہ جسوقت صبح ہوئی تو عارض شاہ
تمام ارکین دولت کو ہمراہ لیے ہوے صحرا مین اُس مقام پر پہونچا جہان میدان خونی تیار تھا
تماشائی جمع ہو گئے فوج دو رویہ کھڑی ہوئی خلق کا ہجوم ہوا اک افسوس کر رہے تھے اور کہہ رہے
تھے کہ بُرا ہوا اس بادشاہ کا جسنے ایسے رہبر کے قتل پر کمر باندھی ہی سپہ سالار عارض شاہ کا سست
تیغزن نہایت بہادر تھا اُسنے بڑھکر عرض کی کہ یون تو آپ بادشاہ وقت ہین آپکو اختیار ہی ہمین
رموز سلطنت مین کوئی دخل نہین مگر اپنی عقل ناقص کے موافق ظاہر قتل اس گلابی پوش کا اچھا
نہین اسلیے کہ خون بیگناہ مین ہاتھ بھرنا عدل و انصاف کے خلاف ہی ایسے بادشاہ ظالم مشہور
ہو جاتے ہین اور انجام اُنکا خراب ہوتا ہی۔ عارض شاہ نے کہا کہ جسکی طرف سے خوف جان و
مال ہو اُسکا زندہ رکھنا اچھا نہین۔ سست تیغزن خاموش ہو رہا بحکم بادشاہ داروغۂ زندان نے
قید شاہزادہ بلقیس کی حاضر کی۔ بلقیس نے جو اپنے کو مسلسل و مطوق دیکھا بہت حیران ہوا کہ
مجھ سے کونسی ایسی خطا سرزد ہوئی جسکی یہ سزا میرے لیے تجویز کی گئی ہی بادشاہ نے صورت بلقیس
کی دیکھتے ہی جلاد سے حکم دیا کہ اسے قتل کرے بس یہ سُنکر شاہزادہ بلقیس کو یقین مرگ ہوا۔ فرمایا

کہا اے محسن کش تو بادشاہ ہو کر اسقدر بودا ہے کہ مجھے دغا سے گرفتار کیا میں تن تنہا ہوں تیرے پاس
دو لاکھ کی فوج ہے - اب بھی ہتکڑیاں بیڑیاں میری کھلوا دے تو دیکھ کہ کیا ہوتا ہے - بادشاہ نے کہا کہ
اسی خوف سے تو میں تجھے قتل کرتا ہوں کہ تو جب چاہیگا سلطنت لے لیگا بلقیس نے کہا کہ اگر قضا
میری نہیں ہے تو تو مجھے کیا قتل کر سکتا ہے بادشاہ نے کہا کہ کیا تمھارا خدا اب بھی بچا سکتا ہے بلقیس نے
کہا کہ اگر خدا کو منظور نہیں ہے تو کیا مجال ہے تیری کہ تو مجھے قتل کر سکے بس یہ سنکر بادشاہ نے جلاد
سے اشارہ کیا کہ جلد اسکو میرے سامنے سے لیجا اور قتل کر - یہ سنتے ہی جلاد بلقیس کو چبوترۂ ریگ
لایا چاہا کہ آنکھوں میں پٹی باندھوں فرمایا یہ کیا کرتا ہے یہ طریقہ اُن لوگوں کے واسطے رکھا گیا ہے
جو موت سے ڈرتے ہیں تو اپنا کام کر جلاد مریخ خصال نے بادشاہ کی طرف دیکھا اور عرض کی کہ
کیا حکم ہوتا ہے بادشاہ نے کہا قتل کر جلاد نے کہا اے شخص جو تجھے کہنا ہو کہہ لے جو سنتا ہوں
کہ اب وقت کوچ تیرا نزدیک ہے بلقیس نے کہا کہ مجھے جس سے کہنا تھا کہہ چکا تجھسے اور تیرے
بادشاہ سے کچھ نہیں کہنا ہے - جلاد نے دوسرا حکم پوچھا - بادشاہ نے کہا کہ قتل کر جلاد نے
سہ بارہ پوچھا اور کہا کہ سمجھ بوجھ کر حکم دیجیے اسلیے کہ مار ڈالنا میرا کام ہے جلانا میرا کام نہیں ایسا
کہ بعد کو آپ پچھتائیں - بادشاہ نے کہا خوب سمجھ کر حکم دیا ہے تو اسے قتل کر ڈال بس جلاد نے
پیترا بدلا سرمست تیغزن نے منہ اپنا پھیر لیا کہ میں ایسا جوان حسین و بیگناہ کو قتل ہوتے نہ دیکھوں
اور جو جو رحم دل تھے منہ پھیر پھیر کر رونے لگے کہ یکایک جانب صحرا سے دو بگولے گرد
نمودار ہوئے سب دیکھنے لگے کہ یہ گرد کیسی ہے یکایک وہ بگولے قریب ہو پہنچے اور گرد میں سے دو
نقابدار نمودار ہوئے ایک ابلق پوش اور ایک نیلی پوش تھا آتے ہی اُن دونوں نے نعرے
کیے اور تلواریں کھینچ کر اُسطرف بڑھے جدھر جلاد نقابدار گلابی پوش کے سر پر تلوار کھینچے کھڑا تھا
بادشاہ نے جو دیکھا کہ یہ نقابدار طرفدار گلابی پوش کے معلوم ہوتے ہیں اور رہائی کی غرض سے
اسطرف آرہے ہیں لشکر کو حکم دیا کہ روکنا دونوں طرف سے فوج بڑھی - ادھر گلابی پوش نے جو دیکھا
کہ وقت رہائی آگیا بس اسنے بھی ہاتھ ہتکڑیوں کے بیڑیوں میں ڈالکر جو زور کیا تو قید کو مانند تار عنکبوت
کے پارہ پارہ کر کے پھینکدیا جلاد نے یہ کہکر چاروں سے تلوار ماری کہ قیدی چھوٹا گیا نہایت سرکش معلوم
ہوتا ہے - بلقیس نے کلائی پکڑلی ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی اور ایسا ہاتھ مارا کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہو
بادشاہ نے آواز دی کہ ارے قیدی نے قید کو توڑ ڈالی مارلو اسکو جانے نہ پائے - کچھ سواروں نے
لشکر کے ادھر کا بھی رخ کیا بلقیس نے اک سوار کو مار کر گھوڑا اُسکا چھین لیا اور بیٹھ کر لشکر سے
لڑنے لگا اب لشکر میں تین طرف ہنگامہ برپا ہوا تینوں نقابدار مانند چاند کے اُس ابر فوج میں
ڈوبتے تھے اور نظر آتے تھے - عارض شاہ للکار رہا تھا کہ مارلو ان سرکشوں کو جانے نہ پائیں
سرمست تیغزن یہ معرکہ دیکھکر نقابدار ابلق سوار کی طرف چلا اور پکارا کہ او نقابدار ابلق پوش یہ
تیرا ہی فتنہ برپا کیا ہوا ہے کہ قیدی کو قید توڑنے کی جرات ہوئی ورنہ ممکن نہ تھا ہر چند کہ پہلے مجھے
خود اُسکے قتل کا افسوس تھا لیکن اب فرض ہوا مجھکو کہ اپنے بادشاہ کی طرف سے لڑوں لاچار ایسا
یہ کہتا ہوا قریب نقابدار ابلق سوار کے پہونچا نقابدار ابلق سوار نے کہا کہ پہلے تو وار کر میں حملہ نہ کرونگا
اسلیے کہ سبقت کرنا اہل اسلام کا دستور نہیں ہے یہ سنکر سرمست نے تلوار ماری نقابدار ابلق سوار
نے کلائی پکڑ لی اور بایاں ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو فاسش زین سے بلند کر لیا

سرمست نے امان کی آواز دی۔ فرمایا امان بشرط ایمان ہے۔ سرمست نے قبول کیا۔ ادھر
شاہزادہ داراب ثانی نے دوڑ کر نگمدار لشکر کو مارا اور شاہزادہ بلقیس لڑتا ہوا قریب تخت
عارض شاہ کے پہونچ گیا اور عارض شاہ کی طرف دیکھکر آواز دی کہ دیکھا تو نے قدرت خلاق
عالم کو۔ عارض شاہ نے شرمندگی کی حالت میں تلوار ماری بلقیس نے کلائی پکڑ لی اور کمربند
پکڑ کر اٹھا لیا عارض شاہ نے کہا کہ واقعی میں دین اسلام دین برحق ہے کسیطرح سمجھا ہے بچنے
کی امید نہ تھی یہ بھی خدائی شان تھی کہ کس نازک وقت میں کمک پہونچی ہے اب میں امان چاہتا ہوں
اور کبھی منحرف نہونگا۔ شاہزادہ بلقیس نے عارض شاہ کو چھوڑ دیا۔ اسی مرتبہ عارض شاہ کلمہ پڑھکر
از صدق مسلمان ہوا اور فرزل وزیر نے بھی کلمہ طیبہ پڑھا۔ یہانتک کہ تمام شہر اسلام آباد ہوا
تھا قبضہ میں لشکر نقابدار کے بھی آگیا۔ سکہ بادشاہ لشکر اسلام کے نام پر جاری ہوا تین چار روز قیام
کرنے کے بعد نقابدار ابلق سوار نے سرمست تیغزن کو پیش خیمہ سپرد کیا اور فرمایا کہ تم بیابان
گردباد کی طرف چلو میں بھی آتا ہوں۔ یہ حکم پاکر سرمست تیغزن چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر
روانہ ہوا۔ بعد اسکے شاہزادہ عادل کیوان شکوہ بھی مع فوج ظفر موج و داراب ثانی جانب
بیابان گردباد روانہ ہوئے کہ انکا حال تو پھر تحریر کیا جائیگا لیکن اول

چند کلمے داستان گرشاسپ زبان شاہزادہ ایرج نوجوان نقابدار سرپوش کے بیان کیے جاتے ہیں

راوی کہتا ہے کہ جسوقت ایرج نوجوان کو شاہزادہ بلقیس کی طرف سے اطمینان ہوگیا تو تنہا
صحرا نوردی کرتے ہوئے چلے جاتے جاتے اک صحرا میں پہونچکر گھوڑے کو چھوڑ دیا کہ وہ چرنے لگا
خود زین پوش بچھا کر بیٹھ گئے سیر صحرا میں مصروف تھے کہ اک مرتبہ آواز گریہ کان میں آئی دیکھا
کہ سامنے سے کچھ لوگ روتے پیٹتے چلے آتے ہیں جب قریب پہونچے تو شاہزادہ ایرج نے
پوچھا کہ تم لوگ کیوں روتے ہو بیان کیا واردات گزری انھوں نے بیان کیا کہ درد دل اُس شخص سے
کہتے ہیں جو دادرسی کرے فرمایا اگر میرے امکان میں ہوگا تو میں تمھاری امداد کرونگا۔ انھوں نے
کہا کہ اس صحرا میں اک دیوانہ رہتا ہے کہ وہ ہمیشہ قزاقی کرتا ہے ہمارا قافلہ جو اسطرف سے گزرا اُسنے
آکر سب مال و اسباب لوٹ لیا ہم تباہ ہوگئے کہیں کے نہ رہے اس صحرا میں بھیک بھی تو نہ ملیگی
فرمایا کہ تم میں افسر قافلہ کون ہے۔ یہ سنکر اک شخص آگے بڑھا اور اُسنے عرض کی کہ میں سردار
قافلہ ہوں یہ سب میرے ملازم ہیں نام میرا سہیل یمنی ہے لیکن اب فقیر ہوگیا۔ دیوانے نے کہیں کا
نہ رکھا۔ یہ سنکر شاہزادہ ایرج نوجوان نے فرمایا کہ تم میرے ساتھ چلو میں تمھارا مال دلادونگا
اور دیوانے کو اُسکی سرکشی کی سزا دونگا۔ سہیل یمنی نے کہا کہ اے شہریار آپ بیشک جری بہادر
معلوم ہوتے ہیں مگر تنہا ہیں ادہام دیوانہ کے پاس فوج ہے تنہا آپ کیا کرینگے میں آپکی جان کا
خواہاں نہیں ہوں ایسے مال سے باز آیا جو جان کو خطرہ میں ڈالے یہ سنکر ایرج نوجوان نے فرمایا
کہ کچھ پروا نہیں تم میرے ساتھ چلو میں لشکر شکن ہوں میرے تنہا ہونے سے اندیشہ نکرو خدا
مالک ہے۔ یہ فرماکر گھوڑا کسا اور پشت مرکب پر بیٹھ کر قافلے کو ساتھ لیا اور جانب بیشہ ادہام دیوانہ
ہوئے جسوقت قریب مسکن ادہام دیوانہ کے پہونچے تو مخبروں نے ادہام دیوانہ کو خبر دی کہ ایک ادمی

قافلہ آیا ہی چلکر اُسے بھی لوٹیے۔ یہ سُنکر اوہام دیوانہ چوبدست پکڑکر اُٹھ کھڑا ہوا۔ بارہ ہزار دیو [illegible]
زنجیرین کھڑکھڑاتے ہوے ساتھ ہو لیے۔ آمد سے اُن دیوانون کی صحرا گونج رہا تھا قافلے والون
کے زہرے آب آب ہوے جاتے تھے لیکن شاہزادہ ایرج نوجوان کو مطلق اندیشہ نہ تھا کہ
مین تنہا ہون جسوقت اوہام دیوانہ سامنے آیا پکارا کہ اے قافلے والو اگر تمکو اپنی جان عزیز [illegible]
ہو تو یہان سے چلے جاؤ اور مال و اسباب رکھتے جاؤ ورنہ مال کے بجائے جان کا خطرہ ہے
یہ سُنکر ایرج نوجوان مرکب کو بڑھا کر سامنے اوہام دیوانہ کے آئے اور فرمایا کہ او دزد [illegible]
اب لٹے ہوے قافلے کو کیا لوٹیگا یہ وہی لوگ ہین جنکو تو لوٹ چکا ہی۔ دیوانے نے کہا کہ [illegible]
دھوکا دیتا ہی جو جس مقام سے زک اُٹھا کر جائیگا وہ پھر اُدھر کا رخ کبھی نہ کریگا اور اگر [illegible]
ایک مرتبہ کپڑے تک اُتروا لونگا۔ ایرج نوجوان نے فرمایا کہ پہلے تو میرے کپڑے اُتار لے [illegible]
لوگ خود ہی لباس بھی تیرے سپرد کر دینگے۔ اوہام دیوانہ قریب آیا اور کہا کہ ذرا گھوڑا [illegible]
پہلے گھوڑے سے اُترکر مرکب میرے حوالے کر۔ ایرج نوجوان نے فرمایا کہ او مردی سارا [illegible]
ناک کے رستے نکال دونگا اگر تجھ مین قوت ہو تو میرا مرکب لے معلوم ہوا کہ تو طالب کا [illegible]
ہی یہ بھی دیوانگی ہی کہ دوسرونکا مال چھین لیتا ہی اپنا مال دیولنے ین [illegible] سے دیتا سنبھال [illegible]
اپنے۔ یہ سُنکر دیوانے نے چوبدست پر ہاتھ ڈالا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ تو جان سے اپنی [illegible]
لیے آئے کہ یہ پیام ہی ملک الموت کا یہ کہکر چوبدست گران سنگ کو سر پر پیچ دیکر [illegible]
پر وار کیا۔ ایرج نے دونون ہاتھ بلند کر کے دستۂ چوبدست پر ہاتھ ڈال دیا اور چوبدست چھین لی
دیوانے نے گریبان مین ہاتھ ڈال دیا۔ ایرج نوجوان نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر مین ڈالا اور [illegible]
لگے دیکھا ایرج نے کہ کشتی ہونے مین عرصہ گذریگا پس جیسے ہی دیوانے نے ایرج کو اپنی طرف
کھینچا ایرج نے اپنے ہاتھ کو کس دیا کہ دیوانہ زین فرس سے بلند ہو گیا۔ ایرج نوجوان نے سر پر [illegible]
دیکر زمین پر مارنے کا قصد کیا تھا کہ دیوانے نے شور امان بلند کیا۔ فرمایا اب امان بشرط ایمان ہی
دیوانے نے کہا ایمان کیا چیز ہی مجھے قبول ہی۔ ایرج نوجوان نے اوہام دیوانہ کو چھوڑ دیا اور
کلمۂ طیبہ پڑھایا۔ دیوانہ از سر صدق مسلمان ہو گیا اور اپنے ہمراہیون سے کہا کہ مین نے اطاعت
اس شہریار کی اختیار کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ دین اسلام کو اختیار کرے سب نے کہا کہ ہمین
آپ کی اطاعت سے کام ہی جو آپ کا مذہب وہ ہمارا مذہب۔ اب ایرج نوجوان نے دیوانے
سے کہا کہ تمنے جسقدر اسباب اس قافلہ کا لوٹا ہی اسکے سپرد کرو اور آیندہ سے اس پیشہ کو ترک کرو
مخلوق خدا کو آزار دینا جائز نہین ہی۔ اوہام دیوانہ نے تمام اسباب سہیل یمنی سوداگر کا اُسکے سپرد
کیا بلکہ کچھ اپنی طرف سے بھی دیا۔ سہیل یمنی ایرج نوجوان کو دعائین دیتا ہوا روانہ ہو گیا اور ایرج
کو یہ بیشہ ایسا پسند آیا کہ اُسی مقام پر قیام کیا اور اوہام دیوانہ سے کہا کہ صحرا مین پہرے قائم
کرو کہ کوئی شخص اسطرف سے نہ آنے جانے پائے۔ اوہام دیوانہ نے اُسی وقت چار جانب پہرے قائم
کر دیے قضا سے کار و اتفاقات روزگار کہ سرست تیغزن جو شہریار رشید اطالیہ بارگاہ زمرد
کا لیے ہوے نہایت عظم و شان کے ساتھ چالیس ہزار سوار ہمراہ لیے ہوے چلا آتا تھا کہ سرست
کا اسی بیشہ کی طرف سے ہوا وہ نگہبان جو دیوانے کی طرف سے معین تھے اُنھون نے روکا کہ ادھر
سے جانے کا حکم نہین ہی۔ سرست تیغزن نے کہا کہ ہم جسطرف سے چاہینگے جائینگے ہمکو [illegible]

روکنے کی ہو وہ روک لے اُن لوگوں نے جاکر اوہام دیوانہ سے خبر کی کہ اک شخص پیش خیمہ کیمکا لیے ہو
اسطرف سے جانا چاہتا ہے روکتے ہیں تو نہیں مانتا ہے بس یہ سُنتا تھا کہ اوہام دیوانہ اپنی چوب سرمست
اُٹھائے ہوئے روانہ ہوا جسوقت سرمست تیغزن سے سامنا ہوا دیوانے نے کہا کہ او سرکش کیا تیری قضا
تجھے اس طرف لائی ہے نہیں جانتا کہ یہ کسکا نقارہ ہے یہ بیرپوش کا ہے اور نقارہ دار کا یہ حکم نہیں کہ کوئی
اس طرف جائے اور بہت سے راستے پڑے ہیں اُدھر سے چلا جا۔ یہ سُنکر سرمست تیغزن نے
کہا کہ تو نہیں جانتا کہ یہ پیش خیمہ نقارہ دار ابلق سوار کا ہے یہ اسی طرف سے جائیگا۔ اوہام دیوانہ نے
کہا کہ ابلق سوار کوئی دور نگا ہے۔ یہ کلمہ سننے کی تاب سرمست کو کب تھی بس سنتے بے اختیار ہوکر اوہام
دیوانہ کو تھپیڑ مارا اور آواز دی کہ او دریدہ دہن جو منہ میں آتا ہے بکنے لگتا ہے کسی کے رتبہ کا کبھی خیال ہے
اُسکا ایک ایک رفیق ایسا ہے کہ تجھے اور تیرے بیرپوش کو دم بھر میں باندھ لے۔ یہ خبر شاہزادہ ایرج
نوجوان کو پہونچی کہ اُس سرکش نے دیوانے کو ایسا تھپیڑ مارا کہ دیوانے کا کلہ فگار ہو گیا بس اُسی وقت
بیرپوش بھی پشت مرکب پر بیٹھکر روانہ ہوئے۔ یہاں دیوانہ تھپیڑ کھا کر سرمست تیغزن سے لپٹ پڑا
تھا۔ شانے پر چپت ماری سرمست نے پھر تھپیڑ مارا اتنے میں ایرج نوجوان پہونچ گئے۔ دیوانے سے کہا
کہ الگ ہٹ جا۔ دیوانہ ہٹ گیا اور سرمست نے کہا کہ اے بیرپوش یہ کیا حرکت ہے کہ تم نے راہ روکی ہے
رہبر دولت کو تکلیف دیتے ہو۔ بیرپوش نے کہا کہ شیروں کے جنگل میں جو آتا ہے وہ شکار ہوتا ہے سرمست
نے کہا جو شیر کُش ہیں وہ شیروں کو بھی شکار کرتے ہیں۔ اس کلمہ کی تاب نقارہ دار بیرپوش کو کب تھی
فرمایا بس زیادہ دہن نہ کر ورنہ کلے پھاڑ ڈالونگا لا حربہ اپنا سرمست نے نیزہ بیرپوش کے حوالے
کیا بیرپوش نے نیزہ کو پرے پر گانٹھا اور دسویں طعن میں نیزہ ہاتھ سے سرمست کے نکال دیا
بس نیزہ ہاتھ سے نکلتے ہی سرمست تیغزن نیزہ ہوا اور آپ خجالت میں غرق ہو گیا تلوار کمر سے
کھینچ لی اور بیرپوش پر وار کیا۔ بیرپوش نے کلائی پکڑ لی اور جھٹکا مارا کہ سرمست تیغزن ایسا جوان
اوندھے منھ بے سنبھال مرکب پر آ رہا۔ ایرج نوجوان نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ کر قوت اُٹھا
اُکھیر جگہ سے کھینچی زور کیا تو سرمست کو اُٹھا لیا اور سامنے اوہام دیوانہ کے پھینک دیا اور کہا کہ باندھ
مشکیں اسکی اور مار تھپیڑ۔ اوہام دیوانے نے سرمست کو باندھ کر خوب تھپیڑ مارے۔ نقارہ دار بیرپوش
نے اک ڈورا بارگاہ میں باندھ کر دوسرا سرا اُسکا اک درخت کی شاخ میں باندھ دیا اور ہمراہیان
سرمست سے کہا کہ جاکر اپنے سردار سے کہدو کہ جسے دعوے ہو وہ آکر بارگاہ لے جائے۔ یہ سنکر ہمراہیان
سرمست تیغزن اُلٹے پاؤں خدمت میں نقارہ دار ابلق سوار کے روانہ ہوئے اور نقارہ دار بیرپوش
اِدھر اُدھر ٹہلنے لگا۔ سرمست کو بھی اک درخت سے بندھوا دیا ہمراہیان سرمست جو خدمت میں نقارہ دار
ابلق سوار کے پہونچے ساری سرگذشت بیان کی اور کہا کہ بیرپوش نے اک ڈورا بارگاہ میں باندھ کر
درخت کی شاخ سے باندھ دیا ہے اور کہا ہے کہ جسکو دعوے ہو وہ آکر بارگاہ لیجائے بس یہ سنتے ہی
نقارہ دار گلابی پوش یعنے شاہزادہ بلقیس بن طہمورث نے کہا کہ میں جاتا ہوں اور ابھی بارگاہ معہ سر
بیرپوش سے لاتا ہوں۔ یہ کہکر مرکب کو جولان کیا اور طرف بلندشہ اوہامہ کے روانہ ہوئے یہاں
بیرپوش انتظار میں ٹہل ہی رہے تھے کہ گرد اُڑی اور نقارہ دار گلابی پوش پیدا ہوا جیسے ہی نظر
گلابی پوش کی بیرپوش پر پڑی پکارا کہ او بیرپوش تو نے بڑی سرکشی پر کمر باندھی ہے نہیں جانتا
کہ یہ رفیق کسکا تھا جسکو تو نے تھپیڑ کھلوائے ہیں لا حربہ اپنا دیکھ تو کیا ہوتا ہے۔ بیرپوش نے کہا

کہیں تجھ میں بہت سستی مکر و نیرنگ تجھ میں ہو سکے ہی تو لاحول پڑھنا۔ گلابی پوش نے نیزہ مارا۔ ابرج نے نیزہ
کو نیزے پر کا ٹکڑا شعلے نہیں چلنے لگیں اتنا مقابلہ میں گرد آگئی اور نقابدار نیلی پوش اور ابلق پوش
بھی آ گئے یہاں سبز پوش اور گلابی پوش میں نیزے چل رہی ہیں سناؤں سے چنگاریاں اڑ
رہی ہیں گھوڑے بجلی کی طرح چمک رہے ہیں نظر نہیں ٹھہرتی ہے۔ ابلق پوش نے بڑھ کر دیکھا تو نقابدار
نیلی پوش سے کہا کہ رنگ بیڈھب ہے سبز پوش مرد آزمودہ کار اور زبردست معلوم ہوتا ہے۔ یہاں
یہ ذکر ہی تھا کہ سبز پوش نے نیزہ ہاتھ سے گلابی پوش کے نکال دیا ادھر تو نیزہ مانند شہاب
کے بلند ہو کے زمین پر گرا ادھر گلابی پوش نے دیکھا کہ سامنے نیلی پوش اور ابلق پوش کے
مجھے ذلت ہوئی بس دوڑ کر گرز مارا سبز پوش نے گرز میں ہاتھ ڈال دیا اور لنگر ضرب کا سلب کیا
نقابدار گلابی پوش نے گرز ہاتھ سے چھوڑ کر گریبان میں ہاتھ ڈال دیا چاہا سبز پوش کو کھینچ لوں مگر
کہاں ممکن تھا سبز پوش نے بھی کمربند میں ہاتھ ڈال دیا مرکب لنگروں کی تاب نہ لا سکے
بیٹھ گئے زور کشاکشی سے ہوسکے ہر مرتبہ گلابی پوش چاہتا تھا کہ سبز پوش کو کھینچ لوں مگر
کیا تاب تھی۔ سبز پوش چاہتا تھا کہ ایک ہی بار میں گلابی پوش کا لنگر توڑ دوں دونوں
میں بھرے ہوئے تھے چاہتے تھے کہ فیصلہ جنگ جلد ہو جائے مگر ممکن نہ تھا یہاں تک کہ اسی
کشاکشی میں شام ہو گئی۔ دونوں جانب سے روشنی آگئی اور ایک ایک کا شیشہ آیا۔ دونوں
دلیروں نے پیا اور پھر اسی دم دم کو پسینے میں نکال دیا۔ کہاں تک بیان کیا جائے کہ تین دن اور
چار راتوں تک کشتی ہوتی رہی لیکن دونوں کی ایک حالت پائی یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ کون کس کو
زیر کرے گا لیکن نقابدار سبز پوش کو غصہ آگیا اور اژدر کی طرح بھوکر سے تو اتنا غصہ آ گیا ہوا کہ
سنبھل یہ کہہ کر جو زور کیا گیارہ قدم پیچھے ہٹ گئے ہر چند بلقیس نے لنگر قائم کرنا چاہا قائم نہ ہو سکا
یہ معلوم ہوا کہ قوت نقابدار سبز پوش کی دونی ہو گئی گیارہ قدم یہ ہوئے تھے کہ گلابی پوش ذرا
سنبھلا تھا کہ سبز پوش نے جھٹکا مارا دونوں گھٹنے زمین کی طرف جھکے ہنوز بلقیس اس جھٹکے سے
سنبھلنے نہ پایا تھا کہ سبز پوش نے تڑپ کر نعرہ مارا اور اکبر جگر سے کھینچ کر جو زور کیا تو گلابی پوش
ہاتھ پر بلند نظر آیا۔ نقابدار سبز پوش نے اوپر سے پھینکا اور گر گیا اور ہاتھ سے لے کے انکو بھی اسیر کیا و
دستگیر کیا اور گرد دونوں قید ہوئے پہرا دیداروں کا قائم کر دیا۔ پھر بیگ انکی درختوں کے تنوں سے
باندھ دیں اور سبز پوش طبل بازگشت بجا کر میدان سے پھر گیا رات آرام سے بسر کی دوسرے
روز پھر طبل جنگ بجا۔ نیلی پوش دل میں ڈرا ہوا تھا کہ اسنے گلابی پوش کو اس ہاتھی سے باندھا
ہے کہ ہمیں اپنا بھی خوف ہوا سپاہی کہ گلابی پوش کچھ کم نہ تھا اور ابلق پوش کو بھی اک خیال سا
پیدا ہو گیا کہ سبز پوش سے مقابلہ کرنا آسان امر نہیں ہے جو دوسر علی شاہ کے سنتے تھے وہ حالت ہے
بلقیس ایسے زبردست کی ضرب گرز کا ہاتھوں سے روک لینا لشکر کا کام نہیں دیکھی ہو تو اس کی
ضرب کے لنگر سے پست ہو جاتا۔ غرضکہ رات بھر طبل جنگ بجا کیا صبح کو دونوں لشکر میدان میں
ادھر نقابدار ابلق سوار کا کل لشکر آگیا تھا تمام فوج جوان سے معمور تھا ادھر سبز پوش کے ساتھ میں
صرف پانچ ہزار دیوانے اور باقی ہم دیوانہ تھا باقی دیوانے بھی صحرا کی ... میدان سے مسرور تھے
جب وقت سبز پوش اپنی صفیں درست کر کے کھڑا ہوا تو نقابدار نیلی پوش نے اجازت حاصل کی
اور میدان میں آکر پکارا کہ اے سبز پوش معلوم ہوا کہ تو کوئی بلا ہے غضب ہے لیکن میں بھی وہ شخص ہوں

جو دیو کش اور شیر افگن ہے- یہ کل کا مقابلہ ہوا کہ تمنے تین روز مین گلابی پوش کو باندھ لیا- چونکہ ببر پوش
مقابلہ نیلی پوش مین آ گئے اور فرمایا کہ اسے نقابدار تجھپر کیا موقوف ہے مین عالم بھر کے لیے بلا ہے
یار پہلوان مجھسے مقابلہ کرنا ملک الموت سے لڑنا ہے اگر خیریت اپنی جان کی چاہتا ہے تو پلٹ جا نیلی پوش
نے کہا کہ مردان عالم نے جو ارادہ کر لیا وہ کر لیا- کیا اسے مین بغیر فیصلہ کیے ہوے میدان سے
پلٹ جاؤنگا لاحول پڑھ اپنا- نقابدار ببر پوش نے کہا کہ تجھپر سبقت کرنا حرام ہے- نیلی پوش نے کہا کہ مین
لڑونگا ضرور اگر تو سبقت نکریگا تو مین آپ سبقت کرونگا- یہ کہکر نیزہ کو گردش دیکر نقابدار ببر پوش پر
وار کیا نقابدار نے خالی دیکر نیزہ پر نیزہ مارا طعنین چلنے لگین دیر تک نیزہ بازی رہی- ببر پوش نے
دیکھا کہ یہ کسی جگہ چوٹ نہین کھاتا ہے تب جیسے ہی نیلی پوش نے نیزہ سے نیزہ کو پیچیدہ کر کے
کھینچا ببر پوش نے ہاتھ ڈھیلا کر دیا۔ چاہا نیلی پوش نے کہ نکال لون نیزہ- ادھر تو ہاتھ نیلی پوش کا
بلند ہوا ادھر ببر پوش نے ہاتھ سے ترچھا جھٹکا دیا کہ سنان مانند شرارے کے اڑکر دور گری خالی ڈانڈ
نیلی پوش کے ہاتھ مین رہگئی- نیلی پوش نے پھر بند باندھنے کا قصد کیا تھا کہ نقابدار ابلق سوار نے
کہا سنان نکلگئی نیزہ پھینک دو بس نیلی پوش نے خفیف ہوکر نیزہ پھینک دیا اور دوڑ کر اٹھا گرز
آرایش پر سے لیا اور سر پر پیچ دیتا ہوا ببر پوش کی طرف چلا اور آواز دی کہ اس ضرب کو مثل گلابی پوش
کی طرح ہاتھ پر روکو تو معلوم ہو- دلمین نیلی پوش کے یہ تھی کہ میری ضرب ہاتھون سے نہ رکیگی اگر ببر پوش
روکیگا تو مارا جائیگا مین بمقابل گلابی پوش کے بازی لیجاؤنگا کہ جس سے وہ زیر ہوا اسکو مین نے مارا
ادھر گلابی پوش قید مین دیوانون کے اک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تماشا لڑائی کا تو دیکھ ہی رہا تھا
جب ضرب گرز کی نوبت آئی تو دعا کی کہ خداوندا عزت تیرے ہاتھ ہے ببر پوش اسکا گرز بھی میری طرح
چھین لے ورنہ یہ طعنین دے دیکر مار ڈالیگا- وہان ببر پوش کو غصہ آگیا جیسے ہی نیلی پوش نے گرز مارا
ببر پوش نے دونون ہاتھ بلند کر دیے ایک ہاتھ کلہ گرز مین ڈالدیا اور دوسرے ہاتھ سے ایسی جھٹکی دی
کہ گرز نکلگیا- نیلی پوش بیحد خفیف ہوا- ابلق پوش حیرت سے تصویر بنگیا دل مین کہتا تھا کہ ببر پوش
واقعی شیر ببر ہے اس سے مقابلہ کرنا ہر ایک کا کام نہین ہے وہان نیلی پوش نے شرمندہ ہوکر تلوار کھینچی
اور آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی ہمال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات
ہمالیہ کہتے ہین یہ کہتا ہوا جھپٹا اور سر بچا کر کمر کا وار کیا اپنے امکان بھر لگی ہی نہ رکھی تھی مگر ببر پوش
نے ہر ایک کو شیارہ کیا کہ زیر بغل آگیا کلائی پکڑی زور ہونے لگے- نیلی پوش نے بھی کمر مین ہاتھ ڈالدیا
پینترے سے چلنے لگے ہر ایک لنگر دن کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے- ببر پوش نے نیلی پوش کو مرکب پر سے
کھینچ لیا چاہا کہ اٹھا لون ممکن نہوا- ببر پوش بھی گھوڑے سے کود پڑا کشتی ہونے لگی دو چار ساعت تک
کشتی رہی- جیسے روز شام کے وقت ببر پوش نے اسکا بھی لنگر توڑا اور سر سے بلند کرکے زمین
پر مارا اسکو مشکین باندھ کر اوہام دیوانہ کے سپرد کیا اسنے انکو بھی مسلسل و مطوق کر کے
اک درخت سے باندھ دیا- دو دو سو دیوانون کے پہرے قیدیون کے گرد قائم ہین ابلق پوش
نہایت رنجیدہ میدان سے پھر کر داخل بارگاہ ہوئے جی تو چاہتا تھا کہ ابھی طبل جنگ بجوا دیتے
مگر یہ خیال رہا کہ حریف کو تھکے ہونے کا عذر نہو طبل نہین بجوایا- دوسرے روز جھلاکر خود ببر پوش
نے طبل جنگ بجوا دیا- یہ خبر نقابدار ابلق پوش کو ہوئی- انھون نے بھی کوس حربی بجوایا رات
اشتیاق جنگ مین بسر ہوئی صبح کو نقابدار ابلق سوار ابلق پوش نے صرف پانچ ہزار سوار مسلح

اپنے ساتھ لیے اور باقی لوگوں کو بغیر اسلحہ کے میدان کی اجازت صرف تماشائے جنگ دیکھنے کی
غرض سے دیدی اسلیے کہ ببر پوش کے ساتھ بھی صرف پانچ ہزار سوار مسلح ہوتے تھے۔ جب یہ اس
شان سے میدان میں پہونچے اور پرے جما کر کھڑے ہوئے تو ببر پوش نے کہا اے ابلق سوار ابلق پوش
تمہارے پاس فوج تو بہت بڑی ہے پھر اسقدر کم فوج لیکر کیوں آئے ہو۔ ابلق سوار نے کہا کہ یہاں آشتی
طور پر ہی جنگ تو صرف میرے اور آپکے ہے۔ ببر پوش یہ سنکر دل میں سمجھے کہ یہ شخص بلند آن بان کا
معلوم ہوتا ہے عجب نہیں کہ اس سے لطف جنگ حاصل ہو پس مرکب کو ٹھیرکر میدان میں آئے اور
کہا کہ پھر دیر کرنے سے کیا فائدہ ہے جو کچھ ہونا ہو ہو جائے ابلق سوار بھی مرکب کو اڑا کر سامنے
آئے اور کہا کہ مجھے کوئی عذر نہیں ہے ببر پوش نے کہا کہ حربہ اپنا لاؤ۔ ابلق پوش نے کہا کہ میں صاحبقران
ہوں سبقت نکرونگا۔ یہ سنکر ببر پوش پکارے کہ اے نقابدار ابلق پوش تم تو سرتا دعوے
صاحبقرانی کرنے چلے ہو میں اور وہ شخص ہوں کہ بارہ برس صاحبقرانی کرچکا ہوں یہ کلمہ زور میں زبان
تو نکل گیا مگر پھر ببر پوش کو خیال آگیا کہ ایسا نہو اس اشارہ سے ابلق پوش مجھے پہچان لے اسلیے
کہ یہ تمام عالم جانتا ہے کہ زمانہ گذرا میں ہی نے بارہ برس تک باختر میں صاحبقرانی کی ہے مگر نقابدار ابلق سوار کو
ان باتوں کی کیا خبر لیکن ابلق پوش نے سبقت نہ کی۔ ببر پوش نے کہا کہ دلیل جنگ بجالائے اور میدان
میں آئے میں نے ابتدائی اب ابتداے مقابلہ تم کرو۔ ابلق سوار نے پھر بھی نہ مانا ببر پوش
نے کہا کہ اگر سبقت نہیں کرتے ہو تو جدھر سے آئے ہو ادھر واپس جاؤ نہ تمہارے رفیقوں کو
رہا کرونگا نہ بارگاہ دونگا۔ دیکھا عادل کیوان شکوہ نے کہ بغیر سبقت کیے چارہ نہیں ہے بس نیزہ
کو آڑا ترچھا ہلانا شروع کیا اور مرکب کو پھیرا ادھر ببر پوش نے بھی مرکب کو پھیرا ابلق پوش نے
خبردار خبردار کہکر ببر پوش کو نیزہ مارا۔ ببر پوش نے نیزہ کو نیزہ پر لگا لیا طعنیں چلنے لگیں دیکھنے
والے متحیر تھے کہ نیزہ چلتے ہیں اور کھلتے نہ نظر آتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ اک جالہ بندھا ہوا ہے آخر دونوں
سنانیں اڑگئیں خالی ڈانڈیں ہاتھوں میں رہ گئیں پس ڈانڈوں کو پھینک پھینک کر گرز اٹھا لیا
ابلق سوار نے اپنا گرز گران سنگ سنبھالا اور سر پر پیچ دیکر سر ببر پوش پر وار کیا۔ ببر پوش نے
اپنے گرز کو چہرہ کی پناہ کیا مگر ضرب نقابدار کی ضرب صاحبقران ہے۔ گرز پر گرز پڑتے ہی تڑاقے
کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تیق گرد و غبار بلند ہوا کہ ببر پوش مع مرکب چھپ گیا
ابلق پوش نے آواز دی کہ تو دم دلپسند کر دم غبار رہبر پوش دوڑکر قریب آگیا پانی کے چھینٹے
دیکر گرد کو بیٹھالا دیکھا کہ ببر پوش صحیح و سالم موجود ہے۔ ہر بن مو سے پسینہ جاری ہے لیکن
ہاتھ مانند ستون فولادی کے قائم ہیں ہٹا۔ اس نے آواز دی کہ اے شہریار ہوشیار ہوجیے کہ حریف
لاف زنی کررہا ہے۔ ببر پوش گرد سے باہر آئے مرکب کو زین سے نکالا اور آواز دی کہ او نقابدار تیرا
دعوی بھی سچا نہیں ہے مگر تو براے مقابلہ صاحبقران جانے والا ہے اس ضرب کو بھی اٹھالے کہ
تجھے یاد رہے۔ یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پر جسکوں پندرہ سو من کی ضرب کو
اٹھایا اور سر پر پھیرا کر سر نقابدار ابلق سوار ابلق پوش پر وار کیا۔ ابلق سوار نے بھی اپنے گرز کو
اٹھاکر چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑا یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ پر پہاڑ گرا۔ ابلق سوار کو بھی چھٹی کا دودھ
زبان پر ذائقہ دیگیا۔ دلمیں کہتا تھا کہ واقع میں اس نقابدار کا دعوے سچا نہیں ہے بیشک اسنے صاحبقرانی
کی ہوگی یقین ہے کہ اگر بلقیس اور دارا سے گرزبازی ہوتی تو لنگر بھی نہ سنبھل سکتا۔ ادھر ببر پوش کے

آواز دی کہ ہوشیار نقابدار ابلق پوش کی عیار ابلق سوار کا دوڑ کر قریب آیا گرد گرد کے چیخ مار کر اندر گرد
کے در آیا دیکھا تو واقع میں نقابدار ابلق سوار بھی عرق عرق ہیں لیکن ہاتھ قائم ہیں اور زبان
پر واہ واہ کی صدا بلند ہی عیار نے آواز دی کہ اے شہریار حریف کو جواب دیجیے یہ تعریف کا
محل نہیں ہی۔ ابلق سوار نے کہا کہ میرا نام عادل کیوان شکوہ ہی میں دشمن کی بھی تعریف
کرتا ہوں کسی کے کمال کو چھپانا پسند نہیں یہ کہکر مرکب کو اشارہ کیا گھوڑا طبقہ زمین کا لیے ہوئے
نکال کر دے یا بہر کر تالیاں جھاڑیں اور آواز دی کہ اے نقابدار سیر پوش سچ تو یہ ہی کہ تمسے مقابلہ
وہی کر سکتا ہی جو صاحبقران وقت ہو بلا کی ضرب تمنے لگائی لیکن اس ضرب کو روکو تو جانوں
یہ کہکر ایک گرز گران سنگ بلند کیا اور سیر پوش پر دیکھ وار کیا۔ ایرج نوجوان ایسا ہی زبردست بہادر نہ
تھا کہ اس ضرب سے عادل کیوان شکوہ کے زندہ بچا۔ لیکن مرکب مارا گیا۔ بس ایرج نوجوان نے
گرد سے نکلکر تلوار کھینچی اور قصد کیا کہ نقابدار ابلق سوار کو بھی ٹکڑے اڑاؤں۔ ابلق سوار گھوڑے سے
کود پڑے اور کہا کہ جانور کا کیا قصور ہی قصوروار تو میں ہوں جسکی ضرب سے گھوڑا آپ کا
مارا گیا۔ سیر پوش نے تلوار پھینک دی اور دامن زرہ گردانی ادھر ابلق پوش نے بھی ہتھیار
رکھ دیے اور زرہ کے دامن گردان لیے کر پاؤں میں ہاتھ پڑنے لگے زور ہونے لگے
پانچ شبانہ روز کشتی رہی چھٹے دن بھی دونوں کے زور و طاقت میں کوئی فرق نہ تھا پسینے سے
زمین پر کیچڑ ہوگئی تھی کڑیاں زرہ کی ٹوٹ ٹوٹ کر گر گئی تھیں ایک مرتبہ کچھ دیوانوں نے آکر
سیر پوش سے عرض کی کہ شہنشاہ تماشا کشتی کا دیکھنا چاہتے ہیں۔ فرمایا لے آؤ۔ دیوانوں نے
گلابی پوش اور نیلی پوش اور سرمست تیغزن کو لاکر قریب بٹھا دیا۔ یہاں زور ہونے لگے
سیر پوش نے خدا جانے کیا پیچ کیا کہ زرہ کے ٹوٹی ہوئی کڑی کی لٹ سے میں [illegible] نقاب کے بند
ٹوٹ گئے اور نظر بلقیس کی چہرہ ایرج نوجوان پر پڑی۔ ابلق پوش سے کہا کہ بس اب لڑنا کہ خلاف
ادب ہی اے یہ تو ایرج نوجوان ہیں بس یہ سنتے ہی ہٹ کر ابلق پوش علیحدہ ہوا۔ ایرج نوجوان نے
ابلق پوش کی نقاب بھی کھینچ لی اور کہا کہ جب میرا حال تمپر ظاہر ہوگیا تو اب تم کیوں منھ چھپاتے ہو
ادھر داراب و بلقیس نے خود نقابیں اٹھا دیں۔ ایرج نوجوان کو سلام کیا ابلق پوش نے نہایت
ادب سے سلام کرکے گردن نیچی کر لی۔ ایرج نے بلقیس کو تو پہچان لیا مگر ابلق پوش کے حال سے کچھ
واقف نہ تھا اتنا تو خیال و خواب سے معلوم ہوگیا کہ یہ جوان بھی ہاشمی ہی اور اولاد صاحبقران سے ہی مگر
دل ایرج کا نقابدار ابلق پوش کی طرف کھنچے لگا بے اختیار سینے سے لگا لیا اور فرمایا کہ تم کوئی عزیز تو
ضرور ہو اب بتا دو کہ کون ہو۔ یہ سنکر نقابدار ابلق سوار نے ایک چیخ ماری اور پاؤں ایرج سے لپٹ کر
رونے لگے۔ ایرج کی آنکھوں سے بھی بے اختیار آنسو جاری ہوگئے جسوقت رقت کم ہوئی تو نقابدار
ابلق سوار نے عرض کی کہ میں اس شخص کا فرزند ہوں کہ جو اسی تمنا میں دنیا سے گزر گیا کہ اپنے عزیز
کو دیکھے۔ اماں میری اسی تمنا میں کڑھتی ہی کہ کبھی صورت اپنے باپ کی دیکھ لوں۔ خدا کا شکر ہی کہ
میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ ایرج نے فرمایا کہ یہ معما تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ ابلق سوار
نے کہا کہ جسوقت صاحبقران طلسم تحت الارض پر گئے ہیں اور آپ صاحبقران سے بگڑ کر درویش
صائم النہار کے مہمان ہوئے تھے تو کسی شاہزادی سے عقد کیا تھا۔ یہ سنکر ایرج نوجوان کو داغ
فرقت ملکہ صنم سرخپوش کا تازہ ہوگیا فرمایا ہاں طلسم ابلق کی شاہزادی ملکہ صنم سرخپوش سے میرا عقد

ہوا تھا لیکن شب عروسی کے بعد پھر مجھے شکل دیکھنا نصیب نہوئی۔ نقابدار نے عرض کی حضور شہزادی
میری جدہ ماجدہ ہیں جس روز سے آپ سے مفارقت ہوئی ہے اسوقت تک انھوں نے لباس رنگین
یا زیور نہیں پہنا۔ یہ سنکر ایرج کی آنکھوں سے آنسو گر پڑے اور دوبارہ پوتے کو گلے سے چمٹا کر بہت
روئے بلقیس کی قید دور کر کے گلے لگایا داراب کو رہا کیا سب آپس میں ملے اب یہاں دو تین دن
قیام کرنے کے بعد ایرج نوجوان نے کچھ باتیں عادل کو تعلیم کیں اور خود بھی ساتھ ہو کے ادھر
سپاہ کے سب نقابیں چہروں پر ڈالکر طرف بیابان گرد باد کے روانہ ہوئے دیکھئے یہ کب نکلیں
لیکن جسوقت نقابدار نے بدیع الملک سے بذریعہ اپنے عیار کے کہلا بھیجا تھا کہ میں تا صحت نقابدار
یاقوت پوش مہلت چاہتا ہوں۔ شاہزادہ بدیع الملک نے مہلت دی اور اسی پیامبر سے بجواب
اسکے کہلا بھیجا کہ برائے عیادت میں بھی آتا ہوں اس نے آکر خبر نقابدار کلان کو دی اور کہا کہ خود بھی
شاہزادہ بدیع الملک نے آنے کا قصد کیا ہے لیکن یہاں بسبب علالت نقابدار یاقوت پوش خبر
کے ایسا انتشار تھا کہ تمامی لشکر میں تلاطم تھا اور نقابدار یاقوت پوش کی یہ حالت تھی کہ تپ بہت شدت
سے تھی جسکی وجہ سے کبھی اٹھ بیٹھتے تھے اور کبھی لیٹے ہو جاتے تھے ایک بیہوشی سی طاری تھی
اور کبھی غش آجاتا تھا اسی عالم میں خبردار نے خبر دی کہ شاہزادہ بدیع الملک اور شہنشاہ کوہ پر کلاہ
اور طہماسپ ثانی اور دو شخص ہیں جنہیں دو شخص ہیں جنکا انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حکیم بزرگ ہیں اور نام سے حکیم ہونا
سمجھے گئے ہیں اور بیٹے دریا دل والا گہر ہیں اسی وقت نقابدار کلان ملے برائے استقبال اپنے بادشاہ
کو لیا اور تا در بارگاہ آئے کہ بدیع الملک بھی سامنے سے نمودار ہوئے اور یہ بھی گھوڑے سے کود پڑے
اور نقابدار کلان ان سب صاحبوں کو لیے ہوئے اندر بارگاہ کے آئے اور انکو جا سے صدر پر
بٹھایا اور عرض کیا کہ اسوقت کی تکلیف کی میں معافی مانگتا ہوں کہ اسوقت میرے ہوش درست بجا
نہیں ہیں۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ آپ نے میری عزت افزائی فرمائی کہ اس عالم میں بھی آپ نے [illegible]
میرا استقبال فرمایا اور مجھے ہر طرح کی راحت دی میں آپکا نہایت ممنون ہوں اور میں اپنے ساتھ
ان دونوں حکیموں کو لایا ہوں اگر آپ کی اجازت ہو تو یہ بھی نبض دیکھیں۔ نقابدار نے منظور کیا اور
اپنے ہمراہ لیکر اس مقام پر آئے کہ جہاں وہ نقابدار سرخ پوش لیٹے ہوئے آہ آہ کر رہے تھے
حکیموں نے جاکر نبض کو ملاحظہ کیا اور ایک نسخہ لکھا اور جو جو حکما رکاب میں تھے انھیں وہ
نسخہ دکھایا اور یہ کہا کہ اگر رائے ہو تو صحرا میں انکا رکھنا مناسب ہے کہ ہوا بھی وہاں کی انھیں موافق
ہو اور کیا عجب ہے کہ اس حال سے افاقہ بھی بہت جلد ہو سب نے اتفاق کیا اور انکی رائے کو پسند
کیا۔ اسوقت نقابدار کلان نے کہا کہ یہ تو بیابان گرد باد ہے اسکے علاوہ اور کوئی مقام بھی ہے۔ شاہزادہ
بدیع الملک نے ارشاد فرمایا کہ اس صحرا میں ایک کوہ سنبل ہے کہ اسکی عجب کیفیت اور بہار ہے کہ ایک طرف
کوہ نرگس شہلا اور ایک طرف سنبل ہے اور طائران خوش بیان درختان خودرو پر جو اسکے گرد اگرد ہیں
چہچہے زن ہیں اور ایک نہر نہایت ہی خوشگوار آب سرد و شیریں کی بہتی ہے اسکو نہر نہ کہنا چاہیے بلکہ
چشمہ حیات کہنا چاہیے ہے وہاں اگر یہ قدم کش ہوں تاکہ جیسے عندلیبان چمن کے شیون اور کیفیت بہار
گلہائے رنگارنگ کی دیکھیں اور پانی اس نہر کا پئیں۔ یہ سنکر نقابدار کلان نے نقابدار عیار کو حکم دیا
کہ تو جاکر اس کوہ کو دیکھ آ۔ یہ سنتے ہی نقابدار عیار روانہ ہوا اور اسنے جاکر تمام حالت اس کوہ کی معائنہ
و مشاہدہ کی اور عجائبات تمام و اکمل آکر تمام کیفیت اس کوہ کی بیان کی اور کہا کہ واقعی عجیب جا نفیس ہے

ہو کیا عجب کہ میرے شہریار عالیمقدار کی طبیعت وہان جاکر بہلجاوے اور صحت ہوجاوے۔ اسی وقت نقابدار نے ہمراہ اپنے خیمہ وغیرہ لیے اور انکو مع طبیبون اور افسانہ گویون کے کہ وہ بھی انکا دل بہلائین اور خیاطوں لعلین پری چہرہ و خوش آوازین انکے ہمراہ کیکے طرف اُس کوہ کے روانہ کیا۔ شاہزادہ بدیع الملک بھی مع ہمراہیون کے نقابدار کو دعائین دیتے ہوے طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوے اور لشکر میں پہونچکر نہایت تعریف نقابدار کلان اور نقابدار یاقوت پوش کی کی اور کہا کہ یہ لوگ نہایت مرد دانا ہین مگر یہ نہین معلوم ہوتا کہ یہ گل کس گلستان کے ہین اور کس سرو کے قمری ہین۔ اگر کسیطرح یہ اپنے تئین مجھپر ظاہر کرتے تو میرا دل نہایت خوش ہوتا۔ یہ کہ میرے ہی باعث ہوکر آئے ہین اور مجھی سے ملاقات چاہتے ہین۔ بادشاہ نے یہ کلام سنکر ارشاد فرمایا کہ یہ تو آپکو معلوم ہے کہ جب پروردگار عالم کسیکو کسی لائق کرتا ہے تو اسکے واسطے سبب پیدا ہوجاتے ہین چنانچہ صدہا ملک آپنے فتح کیے اور ہزارہا کو زیر کیا اور لاکھون بندگان خدا کو راہ راست بتائی۔ یہ لوگ شوکت و صاحبقرانی کو آپکی ملاحظہ فرماتے ہین تو رشک کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ اس منصب جلیل کو ہم بھی حاصل کرین۔ یہ شعر کیا آپنے نہ سنا ہوگا بقول شاعر۔ شعر۔ بغض و حسد سے خالی صحرا کو بھی نہ پایا ✣ کیا کیا جلا کر سا کھو پھولا دیا لالہ ہین یہ تو گینہ ہر شخص کے دل مین ہے کہ ان سرخ پوشون کی لباس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ ہمہ تن آتشین ہین۔ بدیع الملک نے عرض کیا کہ کہنا حضور کا بجا ہے جیسا حضور نے ارشاد فرمایا ہے وہ بالکل درست اور راست ہے۔ اب یہان سے

دوسرے کلمے داستان فرحت انجام یعنی پہونچنا نقابدار یاقوت پوش کا کوہ سنبلہ پر اور ملاقات ہونا نقابدار زمرد پوش سے اور مطلب دلی کا حاصل ہونا۔ و باقی حالات متعلق داستان ہذا

راویان شیرین بیان اس داستان شوکت نشان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب خیمہ قریب کوہ سنبلہ کے برپا کر چکے اور نقابدار یاقوت پوش کو اُس صحرا کے دلفزا مین لیگئے تو وہان کی ہوا کے سرور نے دماغ جان مین صحت پہونچائی کہ نقابدار نے آنکھین کھولین عیار نے عرض کیا کہ منزل مقصود پر حضور پہونچے صحرا کو ملاحظہ فرمائیے یہ سواری پر سے اُترے اور تمام طائران جو چہکتے تھے انکا تماشا دیکھتے ہوے اور زمزمہ انکے سنتے ہوے اپنے خیمہ مین تشریف لائے اور فرمایا کہ ہمارے ہمراہ جو طائر قفس مین ہین کہ انکے قفس بھی اسی صحرا مین آویزان کیے جائین کہ انکی وجہ سے یہ طائر صحرائی انس پکڑین اور یولین کہ انکی آوازین ہمکو نہایت بھلی معلوم ہوتی ہین اسی وقت لشکر سے وہ طائر جو پلے ہوے تھے منگوالیے گئے اور بموجب حکم لٹکا دیے گئے ادھر عیار نقابدار نے نقابدار کلان کو خبر دی کہ اگر خداوند کریم نے چاہا تو شاہزادہ بہت جلد صحت پائیگا اور یہی حکم ان اور نجومیون کے بھی لگے ہوے تھے نقابدار کلان یہ سنکر بہت خوش ہوے۔ اور باقی جانور جو شاہی تھے مثل بلبل و کوئل و کوکلا و پپیہا اسی طرح کے جو طائر خوش بیان تھے وہ روانہ کیے گئے اور وہ بھی مثل سابق کے درختون مین لٹکا دیے گئے۔ اب وہ صحرا گلستان ارم ہوگیا۔ نقابدار نے نقاب کو اُتار ڈالا اور صحرا کو ملاحظہ کرنا شروع کیا۔ اُس وقت اُن طائرون کا چہچہانا اور آوازین انکی نہایت

جھٹا

لطف دینے لگیں لقابدار یاقوت پوش کہتا تھا اپنے دل مین - شعر - سیر گلشن کرون یا دیکھون
مین صحرا دیکھون + ہون مین حیران کہ ان آنکھون سے کیا کیا دیکھون + شاہزادہ یعنی لقابدار
سیر فرماتا تھا اور خوش ہوتا اور کوہ کو دیکھ رہا تھا کہ دیکھا تو آبشار پانی کی جو نہر مین گرتی ہے وہ
عجب لطف دیتی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سر کوہ پر کسی نے سہرا ابقیش کا باندھ دیا ہے یہ
کوہ سنبلہ نہیں ہے بلکہ دولہا ہے - عیار نے عرض کیا کہ حضور نے یہ بھی تماشا دیکھا فرمایا کہ یہ نہر دی
ہماری طرح ہے یہ آبشار نہ سمجھو اسکو بھی دیدۂ پرنم سے یہ آنسو بہ رہے ہین خدا کسیکا دل دکھ
معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوہ بھی کسیکا عاشق ہے - عیار سننے لگا اور یہ شعر پڑھا - شعر - سمجھ لیتے ہین
مطلب اپنے طور پر سامع + اثر کہتی ہے آتش کی غزل مجذوب کی بڑ کا + یہ کہکر اسنے
جو لوگ کہ محرم راز تھے انھین بلایا اور صحبت ناچ و رنگ کی ہونے لگی - اور دونی آتش عشق
اسکے سینے مین بھڑکنے لگی اور یہ اسکے ورد زبان تھا - اشعار - کوئی حرم کو کوئی بتکدہ کو جاتا
ہے + کوئی تلاش معیشت مین جان کھویا ہے + مین تجھسے چھوٹتا ہون یا دل کدھر کو جاتا
نکلکر + تو پھر سے آنکھ مین آنسو یہ کہتا ہے + بلی العجب جو مردم بکار و بار روند + بلا کشان
محبت بکوئے یار روند + کبھی یہ کہتے تھے - شعر - ایک مدت پائے جیار رہے ایک مدت ضعف
تا لی گئے + برسون ہوئے ہین گھر سے نکلے اس عشق نے خانہ خرابی کے + اور یہ شعر زبان
پر لاتے تھے - شعر - مجھے اے دوست تیرا ہجر ایسا ستاتا ہے + کہ دشمن بھی مرے احوال پر
آنسو بہاتا ہے + اگر کچھ بات کہتا ہون مزا الفت کا جاتا ہے + اگر خاموش رہتا ہون کلیجہ
منہ کو آتا ہے + ـه مراد درست اندر دل اگر گویم زبان سوزد + وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان
سوزد + عیار کی جانب دیکھکر کہا کہ طبیبون سے کہدو - مصرع - اے طبیبو مرے جینے کے کچھ
آثار نہین مت کرو فکر دوا + یہ کہکر اس جلسہ کو برخاست کیا اور آپ تڑپ تڑپ کے
اسی انداز سے یہ شعر پڑھتے تھے اور صرف عیار انکے پاس بیٹھا تھا یہ حالت انکی بیقراری کی
تھی کہ لقابدار زمرد پوش نے اجازت شکار لقابدار بزرگ سے لی اور عرض کیا کہ کوئی لڑائی اور
مقابلہ ابھی نہین ہے اگر آپکی اجازت ہو تو دو ایک روز مین سیر شکار ہی مین مصروف رہون
لقابدار بزرگ نے تصور کیا کہ اسکا روکنا مناسب نہین ہے اور فرمایا کہ کسی کے لشکر مین جانے کا قصد
نہ کیجیے گا اور کسی کے صید کو صید نہ کیجیے گا - اچھا بسم اللہ آپ براے شکار تشریف لیجائیے اور
خبر سے غافل نہ ہوجیے گا اور اپنی خیر دیتے رہیے گا اور بہت دور نہ جائیے گا - انھون نے عرض
کیا کہ انشاء اللہ تعالے مطابق کلام حضور ہوگا اسمین فرق نہ ہوگا - یہ عرض کرکے انھون نے
اپنے عیار کی جانب دیکھا اور فرمایا کہ اسباب شکار بہم کرکے روانہ کرو - لقابدار بزرگ نے فرمایا
کہ کوہ سنبلہ کی جانب کو نہ جانا کہ وہان لقابدار یاقوت پوش علیل ہو کر گیا ہے اسواسطے کہ اسکے لیے
وہ دار الشفا یا اسپتال قرار دیا گیا ہے - عرض کیا کہ نہین مین اودھر طرف شکار کھیلونگا - یہ کہکر
اور لقابدار بزرگ کو سلام کرکے باہر آئے - تمام سامان شکار جو عیار نے فراہم کیا تھا اسکو آگے
روانہ کیا اور شاہزادہ گھوڑے پر سوار ہوکر اور اپنے عیار کو ہمراہ لیکر براے شکار روانہ ہوا جسوقت
کہ اسباب وغیرہ مقام شکار پر پہونچ گیا تو خیمہ وغیرہ برپا ہوا - تھوڑی دیر کے بعد یہ بھی پہونچ گئے
اور جو لوگ کہ شکار فراہم کرنے والے تھے انھون نے شکار ڈھونڈھنا شروع کیا - شاہزادہ نے

ہے کیا عجب دیر خیمہ میں استراحت کی اور اسکے بعد اسباب شکاری زیبائے تن کیا اور آپ بھی گھوڑے پر
سوار ہو کر مع رفقا چلے تو دیکھا کہ ایک طرف سے گلہ آہوؤں کا چلا آتا ہے شاہزادہ نے رفقا کو اشارہ
کیا تمام رفقا نے اُس گلہ کو گھیر لیا اور سب کے سب صید افگنی کرنے لگے لیکن اُن آہوؤں
میں سے ایک آہو سے پرندہ طرارہ بھر کر اور شاہزادہ کا تیر اسکے پٹھہ پر اوچھا سا پڑا وہ بھاگا شاہزادہ
نے کہا کہ تم لوگ اسی مقام پر رہو میں جب تک کہ اسکے کباب نہ کھاؤنگا مجھے تسکین نہوگی یہ کہکر
شاہزادہ نے گھوڑا اسکے پیچھے ڈال دیا لیکن عیار کو ہزار طرح کے اندیشہ تھے یہ بھی پیچھے پیچھے روانہ
ہوا اور یہ آہو اسقدر بھاگا کہ آگر قریب کوہ سلیمان کے پہونچا کہ دوسرا تیر اس شاہزادہ عالیقدر
نے مارا کہ یہ زمین پر گرا سامنے سے عیار نے آواز دی کہ سبحان اللہ یہ سنکر شاہزادہ نے
اُسے تکبیر کر کے ہو سنجایا کہ اتنے میں عیار نقابدار آیا اور کہا کہ میں بار اسکا لیکر چلوں کہ سامنے
انکے کچھ خیمہ اس صحرا سے پرفضا میں نظر آئے عیار سے فرمایا خبر لاؤ کہ یہ خیمہ کسکے ہیں اور یہاں کون
مقیم ہے عرض کیا کہ آپ کو اس سے کیا کام ہے انھوں نے کہا کہ کیوں نہیں کام ہے کون ایسا
شہریار و شاہزادہ ہے کہ جو اس مقام پر مقیم ہے آخر کو عیار چلا قریب ان خیموں کے اپنی صورت کو
سوالیوں کا بنا کر قریب ایک خیمہ کے آیا اور وہاں کچھ سوال کر کے بیٹھ گیا وہ خیمہ ایک جلو انفس کا
تھا اسنے فقیر سمجھ کر کچھ کھانے کو بھیجا اور یہ کھانا کھا کر اور خیمہ پر جانے کا قصد کرنا کہ یہاں سے
اور حیلہ ہیں وہ پوشیدہ ہیں اگر اور کہیں جاؤ گے تو اجنبی سمجھ کر مار ڈالے جاؤ گے جسنے کھانا
دیا تھا اُس سے انھوں نے کہا کہ فقیر کو تو کوئی نہیں مار یگا لیکن یہ نئی بات میں نے سُنی کہ ایسا
یہ کون شخص ہے کہ جو دشمن فقیروں کا ہے اسنے کہا کہ یہ نقابدار یاقوت پوش ہے اور علیل ہو کر یہاں آیا
ہے ہر شخص کی مخالفت اور منافی ہے اسوجہ سے ہم تمکو سمجھائے دیتے ہیں کہ یونہی پلٹ جاؤ۔ وہ خیمہ
جو معلوم ہوتا ہے وہ خیمہ نقابدار بہادر کا ہے انکا دل ٹھکانے نہیں ہے یہ کہکر کچھ اور نقد بھی دیا اور کہا کہ جاؤ
اور دعا کرو کہ خداوند کریم انکو جلد صحت کلی عطا فرمائے۔ عیار یہ خبر لیکر وہاں سے اُٹھے یا کون خدمت
میں آمنے شاہزادہ کے آیا اور ساری روداد اُس شخص نے جو کہی تھی بیان کی انھوں نے کہا کہ اب تو
میں کباب اُسی کے خیمہ میں لگاؤنگا اور اُس بیمار کو بھی کھلاؤنگا چاہے اسمیں میری جان جاسے
یا رہے یہ کہکر چلے جب قریب خیمہ پہونچے تو آتے ہوئے ان لوگوں نے دیکھا اور بیساختہ عیار نے آواز
دی کہ ادھر سے آگا زنانہ ہے یہ سنکر نقابدار ہنسا اور کہا کہ یہاں زنانہ کا کیا کام ہے ہم تو آتے ہیں
یہ کہکر یہ نقابدار خیمہ میں داخل ہوا اور دیکھا تو ایک جوان رعنا نہایت حسین نعرہ آہ آہ کے مار رہا ہے
اور ایک عالم بیخودی کا طاری ہے اب جو اسکی آنکھ کھلی تو اپنے سر پر ایک نقابدار کو پایا جھنجھلا کر اٹھ بیٹھا
اور تلوار کو اُٹھایا جو قریب اسکے رکھی ہوئی تھی اور اُسی عالم میں کہا کہ او بد لحاظ باوصفیکہ تجھے
میرے آدمی نے منع کیا مگر تونے خیال نہ کیا تجھے تیری قضا لائی ہے اور یہ کہکر تلوار اُٹھا کر سر نقابدار پر
چلائی نقابدار نے پھر کہا کہ اے شخص اگر تو قتل میرا اس جرم پر گوارا کرتا ہے تو میں حاضر ہوں میں اس
بے ادبی کی خود سزا چاہتا ہوں۔ شعر۔ اگر بخشے زہے رحمت نبخشے تو شکایت کیا + سر تسلیم خم ہے جو
مزاج یار میں آئے + جب یہ کہا تو انھوں نے تلوار کو روکا۔ انھوں نے کہا کہ باعث تمہارے آنے
کا کیا ہوا۔ انھوں نے کہا کہ میں یہ سمجھا تھا کہ یہ خیمہ کسی بہادر کا ہے اور آہو کو میں نے صید کیا تھا اُسوقت
یہ خیال ہوا کہ اس خیمہ میں جا کر کباب اس آہو کے میں لگاؤنگا اور خود بھی کھاؤنگا اور صاحب خیمہ کو بھی

کھلاؤنگا اگر ایسا مین جانتا کہ آپ ایسے دل جلے وہان موجود ہونگے تو کبھی ایسا مین قصد نہ کرتا اُسوقت
اُس نے یعنی سہراب بن رستم نے سر جھکا لیا اور کہا کہ کباب تو مین نہ کھاؤنگا مگر اگر تم آئے ہو تو
بیٹھو۔ انھون نے کہا مین ایک نقل بیان کرونگا مجھے یاد آگئی ہی کہ جو خدا تمھارا ہی وہ میرا ہی لیکن
مین تجھسے بیان کرتا ہون کہ اُس پاک پروردگار عالم و خالق عز و جل نے ایک لاکھ چوبیس ہزار جو نبی
برحق بھیجے تھے اُنمین سے ایک ہی کہ نام اُنکا ابراہیم علیہ السلام تھا ایک روز شب کو وہ عبادت
کر رہے تھے کہ آواز آئی اے ابراہیم جسوقت تم نماز صبح پڑھکر اپنے گھر سے نکلنا جو شی کہ تمھارے
سامنے آجائے اُسے کھالینا اور دوسرے مقام پر جو شی نظر آئے اُسکو دفن کر دینا اور تیسرے
مقام پر جو پہونچنا اور جو چیز دیکھنا تو اُس سے تنفر کرنا اور بھاگنا۔ یہ سنکر انھون نے عرض کیا کہ
انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ غرضکہ انھون نے وہ شب بسر کی جب وقت صبح نمودار ہوا تو یہ نماز صبح
سے فراغت کرکے گھر سے صحرا کی جانب چلے تھوڑی دور بڑھکر دیکھا تو ایک پہاڑ
دکھائی دیا انھون نے تصور کیا کہ خدا کا حکم بجالاؤنگا اور اسے کھاؤنگا یہ کہکر اُس طرف کو بڑھتے جو جو یہ
اُسکے قریب جاتے تھے وہ پہاڑ کم ہوتا جاتا تھا۔ جب بالکل قریب پہونچ گئے تو دیکھا کہ ایک
تھال ہی اور اُسمین حلوا سے گرم رکھا ہوا ہی اور اُسمین سے دھوان یعنی بھاپ اُٹھ رہی ہی جو
انکو پہاڑ نظر آئی دیتا تھا بس یہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر بیٹھ گئے اور اُسکو تناول فرمایا
ایسا ذائقہ اُسکا تھا کہ اپنی عمر مین انھون نے ویسی نعمت دنیا مین نہ کھائی تھی یہ شکر کرتے
ہوئے آگے بڑھے دیکھا کہ ایک طباق زر و جواہر سے مملو ایک مقام پر رکھا ہوا ہی انھون نے
اُس طباق کو زمین کھودکر اُسمین دفن کیا اور قصد کیا کہ آگے بڑھون دیکھا تو وہ طباق مملو بہ زر
و جواہر پھر نمایان ہوا۔ ابکی انھون نے تا بہ کمر کھودکے دفن کیا اور پھر چلے پھر دیکھا کہ وہ طباق
اُسی مقام پر رکھا ہی۔ تیسری مرتبہ انھون نے قد آدم کھودکر دفن کر دیا اور چلے دیکھا کہ وہ طباق
پھر رکھا ہوا ہی۔ انھون نے تصور کیا کہ مجھے جو حکم تھا اُسے بجالایا نہین معلوم یہ کیسے مقدر کا ہی
یہ کہکر آگے بڑھے تو دیکھا انھون نے کہ سامنے ایک لاش سڑی ہوئی پڑی ہی کہ جسے کوئی جانور
بھی نہین پوچھتا اور ایسی بدبو ہی کہ وہان کوئی آدمی ٹھہر نہین سکتا بس یہ مرکہ دیکھکر وہان سے
توبہ کرتے ہوئے بھاگے اور اپنے مکان پر آنکر پہونچے وہ دن بسر کیا اور شب کو انھون
نے استغفار درگاہ باری تعالی مین کیا اور عرض کیا کہ اے خالق مین اس راز سربستہ کو نہ سمجھا
کہ یہ کیا تھا مین چاہتا ہون کہ مجھے اس سے آگاہ فرما۔ آواز آئی کہ جو تمنے پہلے چیز لی تھی وہ کیا تھی
عرض کیا کہ وہ حلوا تھا کہ جسکو مین نے موجب تیرے حکم کے کھایا اور کبھی اپنی حیات مین ایسی
ذائقہ کی چیز نہ کھائی تھی اُسوقت ارشاد ہوا کہ وہ غصہ تھا وہ جو تو کھا گیا اور جو اسکو برداشت
کریگا اُسے اس نعمت کا حال معلوم ہوگا۔ اور دوسرے مقام پر جو طباق مملو بہ زر و جواہر دیکھا تھا
وہ اے ابراہیم نیکی ہی کہ اسے لاکھ چھپاؤ مگر نہین چھپتی ہی اور وہ تیسرا مقام جہان کہ تمنے لاش سڑی
ہوئی دیکھی تھی وہ غیبت ہی جو کوئی کسی کی غیبت کریگا اور کسی کے پردے کو فاش کریگا یہی گوشت
اُسکو مین کھلاؤنگا تو اے جوان اس غیبت کا حال اور غصہ کا حال تو نے سنا۔ سہراب نے
سر کو جھکا لیا اور کہا کہ ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ کچھ علم گری بھی آپ نے کی ہی اور کچھ قصے بھی آپکو
یاد ہین کہ جو آپ نے مجھے سنائے اور درگاہ کیا معاف فرمایئے۔ اب آپ کباب لگانے کا حکم دیجیے

اور کہا سنکے یہ کہکر ایک نعرہ آہ کا مارا اور یہ شعر پڑھا ۔ دن کٹا فریاد مین اور رات زاری مین کٹی
عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری مین کٹی + اور گاہے یہ شعر پڑھتا تھا ۔ شب فراق تو جو تیون
کٹی یہ نالہ و آہ + یہ دن پہاڑ سا کیونکر کٹے شیرے اللہ + گاہے یہ شعر پڑھتا تھا ۔ جھلملاتا وقت
ہی بہتا ہوا دریا ٹھہرا + صبح سے شام ہوئی دل نہ ہمارا ٹھہرا + اسوقت نقابدار نے کہا کہ اے
عزیز یہ کیا حال تیرا ہی مجھے بھی اس سے آگاہ کر شاید کہ ہمین بیضہ بر آرد پر وبال یہ کلام
نیک انجام سنکر اسنے بیان کیا کہ یہ امر نہایت ہی دشوار ہی اسکا سننا اچھا نہین ہی کیونکہ جو مرض
لا علاج ہوتا ہی اسکی دوا نا ممکن ہی اسی طرح میرا فسانہ ہی ہان تمھارے آنے سے اتنا ہوا کہ
میرا جی کچھ تھوڑا سا بہل گیا لیکن میرا حال قابل بیان نہین ہی کیونکہ تم خیال کرو کہ دبی تو
وہ حالت ہی کہ جون بلبل بقدر پر + پرواز کی طاقت نہین اور پاس چمن ہی ۔ اور یہ کہکر اسکی
آنکھون سے آنسو بہنے لگے اسوقت نقابدار نے ارشاد فرمایا کہ اے دوست تدبیر ہر شئی کی فرض
ہی اور اسپر صبر بھی لازم ہی کیا تو نے سنا نہین ہی مصرع ۔ صبر تلخ ست و لیکن بر شیرین دارد
یہ فرما کر کہا کہ کچھ تو مین بھی سمجھ گیا ہون لیکن بغیر تمھارے بیان کیے کما حقہ نہین سمجھ سکتا اسوقت
سہراب نے ایک نعرہ کھینچنا شروع کیا اور آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور اسطرح گویا ہوا کہ اے نقابدار
سبز پوش ہم بڑی دور سے اس بیابان گرد باد کے اشتیاق مین آئے تھے اور بہ جبین آفتاب
پرستش کے مقابلہ کا نہایت اشتیاق تھا وہ ہوا اب اسکو نتیجہ طرف گلستان باختر کے
خط لیگیا اور بات یہ ہی کہ اسکی بہن غریبا سے مین بہت عاشق ہون اسی کے اشتیاق مین یہان
پہونچا تھا ۔ بعد چلے جانے مہ جبین آفتاب پرست کے اسکے وزیر نے نام اسکا طوس ہی
مجھسے یہ روداد ملکہ کی بیان کی کہ وہ گوہر نایاب دریاے بے پایان جفا سے اشک تاک مین
و صرد کے زندگی سے تنگ ہوکر دریا مین کود پڑی اور غریق رحمت الٰہی اب اسکا پتہ نہین معلوم ہوتا بس اب اگر
اس سے ملاقات ہوگی تو حشر مین ہوگی اسوجہ سے مین اپنی حیات کو برا سمجھتا ہون اور
چاہتا ہون کہ جلد اس ملک فانی سے طرف ملک جاودانی کے کوچ کر جاؤن ۔ نقابدار نے یہ کلام
سنکر فرمایا کہ اے بھائی خدا کو یاد کرو کہ وہ پروردگار عالم ایسا ہی کہ مردون کو زندہ کرتا ہی اور
زندون کو مردہ کرتا ہی اور وہی بچھڑون سے ملا دیتا ہی کیا تمنے حضرت آدم علیہ السلام کا حال
نہین سنا ہی کہ جب جنت سے علیحدہ کیے گئے تو حضرت آدم الگ چلے گئے اور حضرت حوا
علیہا السلام الگ چلی گئین اور حضرت آدم فراق خراب ہوا مین تین سو برس تک روتے رہے
آخر کو خداوند کریم نے انکے حال پر رحم کیا اور انکی زبان پر وہ کلمہ جاری ہوا یعنی اشہد ان
لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ ۔ اسوقت پروردگار
کو رحم آیا اور کہا کہ دعا تمھاری قبول ہوئی اور دیکھا کہ خراب ہوا اور مین ایک ہی مقام پر تو
بیٹھا ہون ۔ پس یہ امر سید راست ہین اگر تم بھی اپنے قلب کو رجوع کرو اور مین اسمین
کوشش کرتا ہون اور ایک اسم پڑھتا ہون کہ یقین ہی کہ ملکہ ابھی تم سے آکر ملجائے لیکن ساتھ
اس شرط کے کہ یہ کیا ہے جو تیار ہوکر آئے ہین دو چار تم بھی کھاؤ اور مین بھی کھاؤن کیونکہ
سے کھانے کا وقت گذر گیا ہی اور انداز سے معلوم ہوتا ہی کہ تمھارے کھانے کا بھی
وقت گذر گیا ہو اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہی کہ شاید آپنے کھانا کئی روز سے نہین کھایا ہی اسوقت

دوسرے نقابدار نے عرض کیا کہ آج تیسرا روز تمھارا ہوا ہے کہ قسم اناج سے منھ پر کھیل بھی اڑ کر
نہیں گئی ہے جب ایسی ہی پیاس وغیرہ معلوم ہوتی ہے تو کچھ شربت وغیرہ نوش فرما لیتے ہیں اگر
آپ اسمیں کچھ تامل کریں تو شاید کچھ نوش فرمائیں۔ نقابدار نے آواز دی کہ لاؤ کباب
اسی وقت پلیٹیں کبابوں کی حاضر کی گئیں۔ نقابدار نے کہا کہ کھاؤ۔ انھوں نے کہا کہ یہ تو مجھسے
نہ ہوگا۔ انھوں نے کہا کہ میں قسم کھاتا ہوں کہ میں تمکو ملکہ ثریا سے سیمتن سے ضرور ملا دونگا
اسنے کہا کہ کیا تم کوئی بڑے عامل ہو فرمایا کہ ہاں۔ اسنے کہا اگر ایسا نہو گا تو میں تمھارا سر کاٹ ڈالونگا
انھوں نے کہا بہتر ہے آپ ایسا ہی کیجیئگا اور میں نے اپنا خون بھی آپکو بحل و معاف کیا
اور از برائے خدا اسکو کھاؤ اور نہایت شفقت اور مہربانی سے نقابدار عالیمقدار نے کباب سہراب
بن رستم کے منھ میں دیا۔ انھوں نے وہ کباب کھایا اور آپ بھی اس نقابدار نے کھایا
اب انھوں نے پانچ چار کباب خود بھی کھائے اور سہراب بن رستم کو بھی کھلائے۔ جب
کھانے سے فراغ حاصل ہوا تو انھوں نے کہا کہ اے نقابدار اب تدبیر ملکہ کے ملنے کی کرو نہیں تو
تم نے یہ دامن سپہگری سے جو اپنا منھ چھپایا ہے اسی تلوار سے مارونگا کہ مثل آہو کے تمھارا
گوشت بھی روان دوان ہوگا۔ یہ سنکر نقابدار ہنسا اور کہا کہ مجھے عالم میں کوئی گوشہ تنہا
بیٹھنے کا بتا دیجیئے تاکہ اسمیں بیٹھکر میں عمل پڑھوں اور چند بخورات منگا دیجیئے اسوقت اسنے
اپنے عیار کو حکم دیا کہ جو یہ کہیں وہ انکو جلد لا دے اسی وقت اس عیار نے یعنی سیارہ ثانی
نے تمام چیزیں جو جو انھوں نے کہی تھیں حاضر کیں اور ایک گوشہ تنہا انکے لیے بتا دیا اسوقت
یہ اس مقام پر جا کر بیٹھے اور اسنے اپنے عیار سے کہا کہ گرد اسکے پہرا مقرر کر دے ایسا نہو کہ یہ
نقابدار مجھے دھوکا دیکر بھاگ جاوے تو وہی حال ہو بقول شاعر۔ شعر۔ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے + گئے دونوں جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے ہوئے نہ
ادھر کے ہوئے + سیارہ نے چار طرف کو تیر انداز دور دور کو مقرر کیے اور کہا کہ شاید یہ نقابدار
نکلنا چاہے تو جسطرف سے یہ نکلنے کا قصد کرے فوراً تیروں کو سر کرنا کہ حکم میرے آقا کا یہی ہے
غرضکہ یہ بندوبست عیار نقابدار نے دیکھا اور دل میں ہنسا اور یہ خیال کیا کہ لگی ایسی ہی ہوتی ہے
جیسا کہ یہ انتظام کر رہا ہے۔ اس اثنا میں نقابدار نے اپنے عیار یعنے لاہور کو طلب کیا اور ایک
رقعہ لکھکر اس مضمون کا اسے دیا۔ مضمون اسکا یہ تھا کہ اے ملکہ سیمتن الحمد للہ کہ وقت تمھارا
اور سہراب کا قریب آگیا ہے اور یقین ہے کہ تم اس سے جلد ملوگی پس تمھیں لازم ہے کہ دیکھتے ہی
رقعہ ہذا کے فوراً اپنے کو جسطرح کہ بیٹھی ہو اسی طرح مجھ تک پہونچاؤ کہ میں خیمہ سہراب میں ہوں اور
اگر عرصہ تمھارے آنے میں ہوگا تو پھر زندہ سہراب کو نہ پاؤگی اور یہ جو میں نے
کیا ہے تو اب مجھسے حالت تمھارے مریض کی دیکھی نہیں جاتی۔ یہ رقعہ لکھکر لاہور کو دیا اور اسے
روانہ کیا۔ ادھر اب جو اسنے دیکھا تو سہراب نے ایک نعرہ آہ کا مارا اور یہ شعر وردِ زبان کیا شعر

اب تلک دھوم مچا چکیں مری رسوائیاں ❊ ضعف اگر گرتا نہ میری پردہ داری اندنوں
ضبط کا دعوے تھا آخر ہجر میں چلا اٹھے ❊ اسکے ہجر میں یہ کیا ہو گئی ہے تمھاری اندنوں

یہ شعر پڑھکر پھر ایک عالم بیہوشی کا اسپر ہو گیا۔ نقابدار حال اسکا دیکھتے تھے اور افسوس کرتے تھے
اور کہتے تھے کہ لاہور نے بڑا عرصہ کیا۔ غرضکہ یہ تو یہاں اسطرح اپنے دل سے مشورہ کر رہے تھے

کہ اس اثنا میں لاہور قریب ملکہ ثریا کے سہاگ محل پہونچا اور جا کر اسنے رقعہ پیشکش کیا۔ پڑھکر ملکہ
نے رقعہ کو اسیوقت انتظام سواری کا کیا اور دو مہریاں جو محافہ ملکہ کا اٹھاتی تھیں وہ سب کی سب اچھی اچھی
وردیاں پہنکر جلدی سے تیار ہوئیں وہ کہاریاں کمخواب کی [illegible] کمخواب میں آئی ہیں وہ زیبا سے تن
کیں اور حاضر ہوئیں - کمخواب کی کرتیاں وہ اُنکے پاؤں کی جھریاں کہ صبا سے تیز بھی اُنکے پاؤں کی پھرتی
تھی اسی انداز سے محافہ لائیں اور لا کر حاضر کیا - ملکہ اُسی لباس سے اس محافہ میں آ بیٹھی آگے
آگے لاہور اور پیچھے محافہ ملکہ کا لیے ہوئے کوہ سہاگ کی جانب چلا آتا ہے - یہاں عرصہ جو ہوا تو
سہراب نے آنکھیں کھول کر یہ شعر پڑھا - شعر - آنکھوں میں دم آیا ہے وہ ابتک نہیں آیا +
قاصد نہ کہیں بھولا ہو رستہ میرے گھر کا + آواز دی کہ اے لقا پیار کیا اسم تمام ہو گیا یا میں ہی
تمام ہو جاؤنگا جب یہ اسم تمام ہوگا - لقا پیار نے کہا کہ اے سہراب تو نے تو ہمارے قتل کا بندوبست
ہر چہار طرف کر دیا ہے بھاگ سکتا نہیں بقول شاعر - ع - اُٹھیں گے کہ بارھواں سال ہے یہ وصال
میں یہ مقال ہے + ابھی تو ترس ابھی تو ترس ابھی تو ترس ابھی تو ترسا + تڑپ تڑپ کے جگر ٹلنے لگے
شرر نہ تڑپ تو بلبل زار بس + جلیگا قفس جلیگا قفس جلیگا قفس جلیگا قفس + تو شہیدی
ابر سیہ سے کہدو برسا ہے [illegible] میں جا برس وہیں جا برس وہیں جا برس وہیں
جا برس + لقا پیار نے یہ اشعار پڑھکر کہا کہ مہر کو اور دل میں کہتا تھا کہ معلوم کیا سبب ہے کہ جو آ
اتنا عرصہ گیا - میں وہاں جا سکتا نہیں - اسی اثنا میں دیکھا کہ یکایک چند مہریاں محافہ کو لیے
ہوئے در سہراب پر آئیں اور محافہ کو رکھ دیا اور عرض کیا کہ ملکہ صاحبہ تشریف لائی ہیں کوئی یہاں
ہو تو پہلے سے پردہ ثانی عیار باہر نکل گیا اور کہا بسم اللہ انکو اتار دو - مہریوں نے محافہ اندر خیمہ کے
لگا دیا ملکہ اتریں یہ معلوم ہوا کہ ہلال نمودار ہوا وصفیکہ یہ نازنین نہایت پریشان تھی لیکن بقول
شاعر - شعر - وگرچہ ماہ کو اک شب کمال رہتا ہے + یہ آدمی ہے کہ برسوں جمال رہتا ہے + اس نازنین
نے جو تصویر تھی اُسکو دیکھا اور اُس مریض کو دیکھا تصویر مطابق پائی - ادھر اس مریض عشق نے
بھی اپنی شبیہ کی طرف دیکھا اور کہا - شعر - سچ کہا اب بن کے جو لیتا ہوں کروٹیں + اور یاد وہ تو ہیں
اب کبھی آنچہ بن تپیدہ ہوں + بس یہ کہتا تھا کہ ملکہ پڑھی اسقدر فرحت ہوئی کہ گمان شادی مرگ
ظاہر ہوا اور آواز دی تھی - شعر - مرنا تو مقدم ہے زبان نکلجائے + سر زانو پہ ہو تیرے اور جان نکلجائے
بس یہ کہکر سہراب بیہوش ہوگئے اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے - ملکہ نے یہ حال دیکھکر لقا پیار
سے کہا کہ خدا ہی رحم کرے کہ اس تن بیجان میں جان آئے - لقا پیار نے کہا کہ ابھی کاکل مشکیں کی
بو سنگھاؤ تو سہراب کو ہوش آئے ملکہ نے کہا کہ اسوقت مجھے ایک نقل یاد آئی ہے وہ یہ کہ میں نے
سنا ہے کہ جب چوہا مر جائے تو اُسے گوبر سنگھاؤ تو وہ بھی اٹھتا ہے بھلا میرے بالوں کے سنگھانے
سے کیا فائدہ ہوگا - لقا پیار نے کہا کہ یہ وقت مذاق کا نہیں ہے - اسنے اپنا آنچل اسپر ڈالا اور زلف
عنبرین لیکر سنگھانے لگی - لقا پیار نے فرمایا - شعر - خون ناحق کہیں چھپتا ہے چھپانے سے
کیوں یہ بیٹھی ہیں مری لاش پہ دامن ڈالے + ع - مکر جانے کا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہے
سیکڑوں سے پوچھتا ہے اسکو کسنے مار ڈالا ہے + تھوڑی دیر میں کچھ سانس کی آمد و رفت شروع ہوئی
ملکہ نے سجدہ شکر کیا اور کہا کہ میرے خالق عز و جل نے رحم فرمایا اور مجھ مصیبت زدہ کی دادرسی کی
بس سہراب نے آنکھیں کھولیں اور پھر بند کرلیں اس خیال سے کہ یہ خواب میں دیکھ رہا ہوں ایسا نہو

کہ بیداری میں یہ تصویر مجھے دکھائی دے۔ ملکہ اسکا مطلب سمجھ گئی اور کہا کہ آنکھیں کھولو یہ خواب نہیں
ہے عین بیداری ہے جب یہ کلام ملکہ کا سنا تو آنکھیں اسنے کھولیں اور اٹھ بیٹھا اور کہا کہ اے
نقابدار مجھے معلوم ہوا کہ تو نہایت ہی کامل ہے کسی درویش کا تو شاگرد ہے اور تیرا کمال ظاہر ہے
کہ تو نے ملکہ کی شبیہ کو ملا دیا ملکہ کہا میں کیا اسکے کلام پر نقابدار ہنس پڑے اور کہا کہ تم خود ملکہ
سے پوچھ لو کہ اسپر کیا گذری۔ شہزادے نے کہا کہ اے ملکہ بیان کر کہ تم یہاں کیونکر آ گئیں حالانکہ مجھے
یقین نہیں ہے کہ تم زندہ ملکہ ہو۔ ملکہ نے کہا۔ شعر کیا پوچھتے ہو ہمدم مجھ جسم ناتوان کی ٭ رگ
رگ میں نیش غم ہے کہیے کہاں کہاں کی ٭ مختصر اصل یہ ہے کہ اس زمانے میں ہرمز میری تصویر پر
عاشق ہو کر آیا میرے بھائی سے مقابلہ کیا اسکے لحاظ کو تم منتہر بلا تھا اسکے بعد تکرار ایک پاس کئی دن
رہنے لگا حسب اتفاق یہ تمہاری تصویر وہی میرے ہاتھ آئی میں ہمہ تن عاشق ہوئی اتنی وحشت ہوئی
قریب کوہ دریا تھا وہاں دل بہلانے گئی۔ یہاں اسکے وزیر خاقان سے ایسا سازش کی کہ اسکے
پانی پلا کر سحر سے اچھا کر دیا۔ یہ میری تلاش میں کوہ پر پہونچا اسی میں نے اسی میں نجات جانا کہ
دریا میں کود پڑوں یہ خیال کرتے ہی میں دھم سے دریا میں کود پڑی۔ اسے شہر یار مثل مشہور ہے
جاکو راکھے سائیاں مار نہ ساکے کوے ٭ بال نہ بیکا کر سکے گر وہ جگ بیری ہو۔ شعر اگر تیغ عالم بجنبد
ز جای نہ برد رگی تا نخواہد خدای ٭ غرضکہ خداوند کریم نے میری کشتی تن کو ساحل مراد پر پہونچا دیا
ایک ماہی فروش نے مجھے ڈوبتا دیکھ کر نکالا اور اپنی دختر بنایا اور اپنے گھر لے گیا وہاں چند
روز گذرے تھے کہ وہاں کے بادشاہ کو معلوم ہوا وہ درپے میری آبرو کا ہوا اور مجھے ایک قلعہ
میں لے گیا کہ وہ صاحب قلعہ اس ماہی گیر کا عزیز تھا یہ خبر بادشاہ مالک یعنی ضیغم شیر شکار کو پہونچی
وہ قلعہ پر چڑھ دوڑا اور حملہ کرکے چلا میں نے خدا سے دعا کی اور قصد کیا کہ انگوٹھی الماس کی
چبا جاؤں کہ دیکھا کہ گرد اٹھی۔ یہ نقابدار زرہ پوش تنہا آکر اس مجمع میں ہو گئے اور ہم لوگوں کو
اگر ہر شکر سلکو منع کیا اسنے نہ مانا آخر کو اس سے جنگ کی اور ان سے اسکو زیر کیا اور رسول
کلمہ کا کیا آخرکار وہ مسلمان ہوا میں نے اس نقابدار سے کل ہمارا حال بیان کیا انھوں نے
فرمایا کہ جسطرح ہو سکیگا تمہیں وہاں تک پہونچا دونگا کہ میرا ابھی قصد بیابان گردی کا ہے اسوقت
سے میں اسی شہریار عالیوقار کے ہمراہ ہوں۔ بس یہ سنتا تھا کہ اسمیں توانائی آگئی اور کہا کہ
اے مسیحائے زمان تو نے میرے اوپر وہ احسان کیا ہے کہ بس تا زندہ ہوں بندہ احسان ہوں یہ کہکر
چلا مگر پاؤں لڑکھڑاتے تھے اور یہ شعر پڑھتا تھا۔ شعر۔ حال ہے جسم ناتوان کا مرغ بسمل کی
تڑپ ٭ ہر قدم پر ہے گمان یہ کیا دل رہ گیا ٭ اور قریب نقابدار کے پہونچکر اسنے عرض کیا
کہ خدا کے واسطے میری ان گستاخیوں کو جو حضور کی جناب میں ہوئی ہیں معاف فرمائیے گا اور
آپ اپنے نام نامی اور اسم گرامی سے فدوی کو آگاہ فرمائیے۔ نقابدار نے کہا کہ باعث اس
نقاب ڈالنے کا یہ ہے کہ بروقت مقابلے کے یہ نقاب کھل گئی اور ابھی معاف فرمائیے اسنے کہا
کہ ہرگز نہیں مجھے تو آپ نے بے پردہ کر دیا اب میں کب مانتا ہوں اور یہ کہکر اسنے بند نقاب
پر ہاتھ ڈال دیا اور نقاب کو چہرہ پر سے ہٹا دیا۔ نقاب کا ہٹنا تھا معلوم ہوا کہ گویا آفتاب بادل
میں سے نکل آیا اسنے کہا کہ جوان بہت حسین اور شکیل ہوا اور وہ ہرگز از جانب ملکہ توجہ نکرے ولیکن
ثابت قدم اور صاحب وضع کون ہوگا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی خاندان صاحبقرانی سے ہے اور یہ

دیکھکر کہا کہ آپ کو قسم ہے اسی پیدا کرنے والے کی کہ جسنے تمام عالم کو خلق فرمایا کہ مجھسے آپ اپنے خاندان
کا حال نہ چھپایئے کیونکہ آپ میرے محرم ہو جایئے اور مین آپکا محرم ہو جاؤن۔ انھون نے کہا کہ اے
شخص نام میرا رفیع البخت ہے اور مین شاہزادہ بدیع الملک کا کہ جسنے تم مقابلہ کرنے
آئے ہوا اور مین طلسم آسیب گنبذ سلیمانی کو فتح کرنے آتا ہون کیونکہ نانا میرے نوذر حق پرست کو جمشید
ساحرون نے مار ڈالا تھا اسی غم مین میری ماں کا بھی انتقال ہوا لیکن دریا بار جادو نے ایک
مقبرہ انکا بنادیا تھا حسب اتفاق کہ شاہزادہ بدیع الملک اس طلسم پر تشریف لیگئے تو وہ زمانہ
تھا کہ میری ماں اور ماموں کو اس بادشاہ طلسم نے نہایت معزز بنا رکھا اور میری ماں کو نصفت
طلسم کا بادشاہ کیا اور اپنے بیٹے کو وزیر کیا جب کہ بدیع الملک نے نصفت طلسم کو فتح کیا میری
والدہ سے عقد کیا اور مزار پر نانا کے آئے تو اسوقت بعد فاتحہ کے بیہوش ہوگئے تو نانا نے مجھے
کہا کہ اے شاہزادے تمھارے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا تم نام اسکا رفیع البخت رکھنا کہ وہ میرے
قاتلون کو قتل کریگا اور میرے خون ناحق کا بدلہ اس سے ہوگا اور یہ محضر جو دیتا ہون وہ اسکو تم
دے دینا۔ غرضکہ جب پیدا ہوکر پرورش پائی اور لشکر مین آیا تو میرے والد نے مجھے وہ محضر دیا
مین نے اپنے نانا کے قاتلون کو مارا اور اپنے نانا مرحوم کے خون کا عوض لیا اور طلسم کو فتح
کرکے بیابان گرد باد مین داخل ہوا اور وہ میرے نقابدار بزرگ جو ہین انکا حال مین نہین
بیان کرسکتا اب تم کو لائق و لازم ہے کہ یہ امر مجھسے اخفا نہ رکھنے پائے اسکو مین جانتا ہون یا تم جانتے
ہو۔ اسنے عرض کیا کہ میرا نام سہراب بن رستم ہے اور جو ساتھ میرے نقابدار ہین فہم یار عالیجاہ وفا
ہین وہ ایرج نوجوان کے شاہزادے ہین ایک میرے والد اور دوسرے میرے چچا یہ نہایت
زور آور اور بہادر ہین فی الحال والد کا میرے پتہ نہین ہے نہین معلوم لشکر سے کسطرف نکل گئے
انکی مجھکو بھی تلاش ہے اور یہ کہکر دونون آپس مین گلے ملے اور بغلگیر ہوئے اور چہرے سے نقابین
چہرون پر ڈال لین۔ یہ معرکہ دیکھکر سیارہ ثانی بہت خوش ہوا اور سیدھا لشکر نقابداران مین
پہونچا اور آکر نقابدار سے عرض کیا کہ مبارک ہو۔ نقابدار زمرد پوش نے علاج لڑکے فرزند
دلبند کا کیا اب ماشاء اللہ سے وہ اچھے ہین جو مرض تھا وہ دفع ہوگیا یعنی یہ کہ باپ کو بیٹے سے
بیٹے سے انکو ملا دیا چلیے اب اپنی بہو کو لے آیئے۔ یہ سنکر نقابدار کو نہایت خوشی اور فرحت
ہوئی اور سب سے کہا کہ چلو۔ اسوقت جسقدر سوار تھے اپنے کو آراستہ کرکے حاضر ہوے
اور بہت سے تحائف اور بھی ساتھ لیے اور جو بادشاہ اس لشکر کا تھا وہ اور جو جو بادشاہ اس لشکر
مین تھے وہ اپنی اپنی فوج کو آراستہ کرکے خدمت مین نقابدار کے آئے اور رنگ برنگی باجے
بجتے کہ نشان بانون کے پھریرے کھل گئے جسطرح سے دولھا کی برات جاتی ہے دلہن مین یہ
کہتے ہوے کہ نام اسکا یعنی کوہ کا کوہ سنبل ہے ہمکو ڈر تھا کہ پریشانی حاصل ہوگی لیکن اسنے
وہ خوشی کی راہین دکھلائین کہ جسکا شکریہ ہم لوگ ادا نہین کرسکتے یہ کہتے ہوے قریب کوہ کے گئے
نقابدار زمرد پوش نے کہا کہ بھائی خدا حافظ و ناصر ہم جاتے ہین دیکھو تو اس جنگل مین کیا شکار
تمھاری کل فوج متعین لینے کو آئی ہے اب تم سدھارو اور ہم بھی جاتے ہین نقابدار جیوش نے
کہا کہ پہلے مجھے وہانتک پہونچا تو دیجیے۔ اس گفتگو کے بعد نقابدار سرخ پوش کلان کہ جو خبر ہوئی
کہ نقابدار جاتا ہے انھون نے بہت جلد اپنے کو پہونچا کر نقابدار کو آغوش تمنا مین کھینچا اور بغلگیر ہوا

اور کہا کہ اے محسن عجیب تمنے کام کیا کہ جسکا شکریہ ہم ادا نہین کر سکتے اب ہماری بارگاہ تک چلیئے
انھون نے کہا کہ یہ اک راز ہی اسکو آپ افشا نہ کیجئے انشاء اللہ مین پھر شریک آپ کا ہونگا۔ اور
یہ کہکر نقابدار رخصت ہوکر اپنے عیار کو لیکر طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوگئے یہان ملکہ سرپاسے
سیتن کو محافہ جواہر نگار مین سوار کرکے زر و جواہر تصدق کرتے ہوئے اپنی بارگاہ کی جانب
لیکر چلے اور جو محافہ کہ انکے لینے کو آئے تھے وہ سب ساتھ تھے۔ غرضکہ یہ اُس راہ کو طی کرکے بارگاہ
مین آئے اور ملکہ کو ناموس مین اُتارا اور حمام وغیرہ کراکے اک جاے عمدہ پر بٹھایا۔ ادھر یہ نقابدار
یاقوت پوش بھی اپنی بارگاہ مین آئے اور سب بارگاہ مین بیٹھے اور صحبت ناچ و رنگ اور جلسہ
ہوشا ہوش و نوشا نوش کی بلند ہوئی۔ کہ یہ روز روز عید سے کم نہ تھا اب نقابدار زہر دیوش نے
اپنے لشکر مین پہونچکر دو رکعت نماز شکریہ ادا کی اور عرض کیا کہ مین امانت عہد سے ادا ہوا اور اے
پروردگار عالم تو نے مجھے ثابت قدم رکھا تیری ہی بندہ نوازی تھی نہین تو یہ وہ مقام تھا کہ قدم
لڑکھڑا ہی جاتے ہین یہ دعا کرکے اپنے لشکر سے فرمایا کہ بارگاہ کی جانب کو چلو یہ سب لشکر اسباب
شکار بار کرکے طرف بارگاہ کے روانہ ہوے بہت سے صید و شکار اپنے ہمراہ لیکر خدمت مین
نقابدار بزرگ کے پہونچے۔ جھک کر مجرا کیا۔ نقابدار بزرگ نے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ بہت
تمنے عرصہ کیا اسکا کیا سبب تھا عرض کیا کہ مین مشغول شکار رہا کیونکہ میرا دل کسی قدر لگ گیا تھا
اس وجہ سے عرصہ ہوا میری خطا کو معاف فرمایئے گا۔ نقابدار نے کہا کہ آج سرخپوشون مین بہت
بڑی دھوم دھام ہی نہین معلوم کہ خداوند کریم نے انکو کیا خوشی عنایت فرمائی ہو یہ تذکرہ تھا کہ
جوڑی ہرکارہ کی حاضر ہوئی اور عرض کیا۔ بعد دعا و ثنا کے کہ نقابدار جو علیل تھے اُسے صحت
ہوئی اور جسکا وہ عاشق تھا وہ وہان پہونچ گیا سب کو یہ اُسکی خوشی ہی اور نقابدار کو کوہ سنبلہ
سے بارگاہ مین لے آئے باقی خیر و عافیت ہی اور کچھ لوگ جستجو کر رہے ہین کہ یہ کون تھا جسنے اُسکے
محبوب سے ملا دیا بعضے کہہ رہے ہین کہ یہ سب باعث نقابدار زہر دیوش کا ہی نقابدار بزرگ نے کہا
کہ کچھ تمھاری شرکت ہوئی عرض کیا کہ ہان ملکہ سرپاسے سیتن کہ جسپر وہ عاشق تھا اُسے بھیجدیا
انھون نے شاباش اور مرحبا کہا اور اپنے اپنے دنگل پر آئے سب صاحب متمکن ہوگئے
غرضکہ یہان ان نقابداران سرخ پوشون مین محفل ناچ و رنگ موقوف ہولے بعد نقابدار سرخپوش کلان
نے کہا کہ اے فرزند مین نے طبل جنگ بجوایا تھا واسطے مقابلہ بدیع الملک کے جب تمھارا یہ حال ہوا
تو مین نے طبل جنگ موقوف رکھا اب کیا رائے ہی۔ انھون نے سر جھکا لیا اور عرض کیا کیا عرض
کرون یہ امر قابل بیان کرنے کے نہین ہی پوچھا کہ کیون عرض کیا کہ اس راز کو منع کیا ہی نقابدار نے اسکا
اگر آپکا جی چاہے تو آپ شاہزادہ بدیع الملک سے مقابلہ کیجئے ورنہ مین تو زبان ہار چکا ہون کہ
ان لوگون سے مین مقابلہ نہین کرونگا آپکو اختیار ہی۔ یہ سنکر شہریار عالم قدار نے فرمایا کہ اے فرزند
جس زمانہ مین مین عالم کفر مین تھا ساتھ مریب سے فرنگی کے اور [illegible] یہ شیشہ تھا کہ یہ میرا باپ ہی
تو مین نے بہت سے ملک لیے اور بہت سے مقابلہ کیے لیکن جب شاہزادہ بدیع الملک سے مقابلہ ہوا
تو بعد پانچ روز کے مجھے انھون نے زیر کیا اور مین عاشق نقابدار [illegible] یعنی ملکہ ماہ چہرہ خاتون
دختر امیر ثانی پر ہوا تھا جب نقاب آنکی ہٹی اور مین نے چہرہ انور انکا دیکھا تو مین عاشق ہوگیا لیکن
بعد زیر ہونے امیر ثانی سے میرا شجرہ ملایا گیا تو معلوم ہوا کہ مین بیٹا [illegible] کا ہون اور یہ لیبا [illegible]

فرنگی نے مجھے صحرا سے پایا تھا غرضکہ جب سب نے قبول دین کیا تو پرایمانی فرنگی اور مین بھی مسلمان
ہوا تو صاحبقران نے ازراہ عنایت کے میرا عقد بی بی حورہ بانو کے ساتھ کردیا مین بھی لشکر مین چندروز
رہکر فرنگستان کو آیا ایک لڑکا میرا نہایت ہی شہزور و صف شکن کہ نام اُسکا سکندر رستم خونخوار
اُسکا بھی ایک عرصہ سے پتا نہین ہی پھر مین کیا مقابلہ بدیع الملک سے کرون تم بتلاؤ کہ تم کس سبب
سے دعوی صاحبقرانی نہین کرتے انھون نے عرض کیا کہ نقابدار جو محسن میرا ہی وہ ضرور میدان
کارزار مین آئیگا تو مین ہرگز مقابلہ نہ کرونگا اور چلا آؤنگا اُسوقت سب مین خوشی ہوگی یہ تذکرہ آپس مین
ہو رہا تھا کہ جوڑیان ہرکارون کی گرد مین اٹی ہوئی سامنے سے نمایان ہوئین اور آکر عرض کیا شعر
الٰہی درجہان باشی باقبال + جوان بخت و جوان دولت جوان سال + اور با دب کو بوسہ دیکر عرض کیا کہ
مغرب کی جانب سے ایک تتق گرد نہایت عظیم الشان بلند ہوا تھا غلام گئے اور خبر لائے کہ بہت
بڑا لشکر فراوان چند نقابدار لیے ہوئے سمع بارگاہ کے آتے ہین یہ خبر سنکر نقابدارون نے آپس
مین کہا کہ دیکھیے یہ نقابدار کیا رنگ لاتے ہین اسیطرح سے شاہزادہ بدیع الملک کو ہرکارون
نے خبر دی اور نقابدار زرد پوش کو بھی ہرکارون نے اسیطرح خبر دی تمام لشکرون مین ایک
ہلچل پڑی ہوئی تھی اور جوڑیان ہرکارون کی برابر خبر دے رہی تھین کہ یہ آئے اور وہ آنے لگے کہ دیکھا
داہنی طرف فوج بدیع الملک کے وہ نقابدارون کی فوج آئی اور دیکھا کہ زیر آسمان ایک اور آسمان
خاکی ہی اور نہایت عظیم فوج ہی – شعر ز سم ستوران دران پہن دشت + زمین شش شد و آسمان
گشت ہشت + یعنی زمین بر فلک اوج بود + سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود + پھر ہرے نور کے چمکتے ہی
اور آگے آگے علم ہدایت نشان اور کچھ فیل سوار اور کچھ شترگیرون پر سوار زرہ پوش اور کچھ بکتر پوش
اور چار آئینہ پوش یہ سب کے سب خاموش ہرگیون کو لائے ہوئے اور سمت بارگاہ آسمان جاہ کھینچے
ہوئے داہنے یہ آکر لشکر بدیع الملک کے آراستہ کرنے لگے غرضکہ سات لاکھ فوج آکر قریب بارگاہ پہونچی
اب جو دیکھا تو نقابدار سبز پوش بیچ مین اور ایک نقابدار ابلق پوش اور ہاتھی کے اوپر ایک نقابدار خیمہ
اور چار نقابدار مانند شیران کے چلے آتے ہین یہ ثابت ہوتا ہی کہ ان نقابدارون مین یہ دو نقابدار نہایت
معزز معلوم ہوتے ہین اور پشت کے اوپر تخت پادشاہ کا بر ہما گیر ہوتے ہوئے اور تمام وزرا نے
اور ارکین سلطنت گرد بیٹھے ہوئے نہایت عظیم و شان سے نمایان ہوئے اور دیکھا ان سبھون نے
کہ علم ہدایت نشان پہ تعریف خداوند عالم کندہ ہی اور علم صاحبان اسلام معلوم ہوتا ہی ان لوگون نے
کہا کہ الحمد للہ کسی ساحر اور کافر سے مقابلہ نہین ہی اگر ہی تو ان خداپرستون سے ہی غرضکہ ان لوگون نے
اپنے خیمہ دو چوبے اور سہ چوبے اور راوٹیان اور بارگیان برپا کین اور سب مین فروکش ہوئے اور شاہزادہ
بدیع الملک نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اے ظل اللہ معلوم ہوتا ہی کہ سب یہ حریف ہمارے ہی ہین
کیونکہ جو عہدہ جلیل رب الجلیل نے مجھے عنایت فرمایا ہی یعنے مجھے صاحبقران کیا ہی تو یہ سب اُسی کے عہد
کے عدو ہوکر آئے ہین بخدا اگر کوئی لائق اُنمین اس عہدہ کے ہو تو مین اُسی وقت دست بردار ہوتا
ہون بادشاہ نے فرمایا کہ جناب احدیت عزشانہ نے یہ عہدہ آپ ہی کے لیے خلق کیا ہی یا جسکے لیے
اب مناسب ہوگا اُسکو اب ہدایت جناب احدیت کی جانب سے ہوگی کیونکہ جسوقت صاحبقرانی
امیر ثانی کی ہوئی ہی تو مکہ معظمہ سے نسیم بن عباس علم لیکر خدمت فیض درجت مین امیر اول کے آئے
اور عرض کیا کہ عبد المطلب آپکے والد ماجد نے علم بھیجا ہی اُسکو یہ توقیر امیر ثانی نے لیا اور اُسکو جو ما

اُسمین لکھا دیکھا کہ آج سے کلمہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ جاری ہوا کہ حضرت نے خروج کیا اور ظاہر
ہوئے اور کلمۂ ابراہیم موقوف ہوا اور تمہین حکم یہ ہوا کہ تم خانہ کعبہ مین آؤ اور یہ حمزہ ثانی کہ جو تمہارا
بیٹا ہی اب اسکو حکم صاحبقرانی عنایت ہوا ہی پس صاحبقران نے سے بڑھکر اپنے تمام امرا و اقارب
کو جمع کیا اور جو عقد کرنا تھے اُنسے بھی فراغت کی اور جنکو جو ملک تقسیم کرنا تھے وہ ملک دیدیے اور
بارگاہ کو طلسم آصف بن برخیا مین رکھکر اور یہ شرط کرکے کہ جو نور الدہر اور ایرج نوجوان کو زیر کریگا وہ صاحبقران
ہوگا اور بارگاہ کو اس طلسم سے لائیگا پس وہ صاحبقران ہی یہ فرماکر امیر خانہ کعبہ کو روانہ ہوئے
آپکو اسمین کیا تردد ہی صاحبقران ثالث نے یہ تقریر بادشاہ اسلام کی سنی اور سکوت کیا اور اس
تقریر کو قطع کیا ایک دن اور ایک شب گذر گیا شاہزادہ بدیع الملک نے حضران سے فرمایا کہ
کچھ حال ان نقابداروں کا دریافت ہوا کہ کیا ارادہ رکھتے ہین عرض کیا کہ انکی خبر کا لانا بھی تو دشوار ہی
جو کچھ ہوگا وہ معلوم ہو جائیگا۔ یہ تذکرہ ہو رہا تھا کہ ہرکاروں نے خبر دی کہ نقابداروں کا ایک
ایلچی بسمت حضور بارہ ہزار جوانان جرار اپنے ہمراہ لیے ہوئے آتا ہی اور باقی اور کسی سمت کو
اُسکا ارادہ نہین پایا جاتا ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ آنے دو اور یہ کہکر اُٹھے برائے استقبال سرداروں
کو روانہ کیا اور یہ فرمایا کہ اگر ادھر آتا ہو تو اُسکو نہایت عزت سے لے آنا۔ طہماس ثانی کو آپ نے
حکم دیا یہ سرداروں کو لیکر چلے تو دیکھا واقعی اسی سمت کو آتا ہی۔ انھون نے بڑھکر استقبال کیا
اور اپنے ہمراہ اُس نقابدار سرخ پوش کو لیکر آئے۔ نقابدار نے آواز دی کہ منم نامہ دار نقابدار
ابلق پوش شاہزادے نے ایک دنگل انکے واسطے بچھوا دیا اور کہا کہ تشریف لایئے ایلچی سلام کرکے اُس
دنگل پر جلوہ گر ہوا کہ ہرکاروں نے خبر دی کہ ایک لشکر سامنے سے پھر نمایاں ہوا ہی شاہزادوں نے
دیکھا تو تین نقابدار پشت کو بہ مرکب سے ملائے اور اُنکے پیچھے کوئی پانچ چھ لاکھ فوج
کا مجمع ہی اور وہ بھی لباس سرخ پوشی اپنے اپنے تنوں پر آراستہ کیے ہوئے چلے آتے ہین اور
ارادہ روبرو آپکے لشکر کے اُتارنے کا ہی اسوجہ سے کہ بارگاہ اُنکی سامنے آپکے لشکر کے ہی [illegible]
شاہزادے نے فرمایا خیر الحمدللہ آنے دو طلحہ بن لقا ہو رہتے ہین کہ شاہزادہ صاحبقران ثالث نے عرض
کیا کہ معلوم ہوتا ہی کہ ان نقابداروں کی سرخی سے جنگل مین آگ لگی ہوئی ہی اسقدر کثرت سے کبھی سرخ پوش
آتش افروز بیان کرتے ہوئے نہین آئے تھے۔ صاحبقران نے ہنسکر فرمایا کہ اے طلحہ تمہیے
آتش بائین پہلو مین آتش داہنے پہلو مین آتش اور روبرو بھی آتش سب نقابداروں نے
داہنے اور بائین مجھی کو گھیرا ہی کیا عجب ہی کہ انکی آہ شرربار مجھے جلاکر خاکستر کردے [illegible]
کیا چارہ ہی۔ مصرع۔ دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر است + یہ کہکر اپنے ساقی کو ایلچی کی جانب
اشارہ کیا کہ یہ جام ایلچی کو پلا جب ایلچی نے دو تین جام پیے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا بولا منم نامہ دار
انھون نے کہا کہ نامہ مجھے مرحمت ہو۔ ایلچی نے وہ نامہ بخدمت صاحبقران پیش کیا آپ نے اس نامہ
کو حسب معمول بادشاہ اسلام کے ہاتھ مین دیا۔ بادشاہ نے اس نامہ کو لیکر میر منشی کو دیا اور کہا کہ
القاب نامہ سے ہمین آگاہ کرو اسنے لفافہ کو برطرف کیا اور اُس نامہ کو بآواز بلند پڑھنے لگا
بعد حمد خدا و نعت رسول کے تحریر تھا کہ اے صاحبقران سوم یہ عہدہ واسطے جراروں کے ہی کہ
جیسے آپ مستقر ہین اب یہ جی چاہتا ہی کہ اس عہدۂ جلیل کو اور اسباب صاحبقرانی کو ہم بھی حاصل
کرین اور آپکا قصد بھی خانہ کعبہ جانے کا ہی اگر لائق ہین اسکے پائیے تو ہمین عنایت فرمایئے اور اگر

یہ منظور ہو کہ ہماری قوت کو ملاحظہ کیجیے تو ہم حاضر ہین اسکی بھی آزمایش کر لیجیے اور یون تو آپ ہمکو یہ
عہدہ کیون دینگے کیونکہ اور بھی بہت سے لوگ اسی عہدہ جلیل کے لینے کے جمع ہوئے ہین تو
اس سے بہتر یہ ہی کہ آپ کو تکلیف مقابلہ کی ضرور دیجائیگی یون کیونکر آپ اسے گوارا فرماینگے یہ ایلچی
اسواسطے حاضر کیا گیا تاکہ ہم سب کو معلوم ہو کہ مرضی اقدس مین کیا ہی۔ صاحبقران ثالث نے جواب
نامہ بحکم بادشاہ یہ لکھا کہ اسیواسطے اس راہ گردباد کو طے کیا کہ مین جلدی خانہ کعبہ کو پہونچون اور اس عہدہ کو
جو اس لایق ہو اُسکے سپرد کرون کہ یون ہی مین نے بھی پایا تھا اور بہت مناسب ہی کہ تم طبل جنگ
بجواؤ اور جتنے اسکے دعویدار ہین وہ طبل جنگ بجوائین نہیں ہین جس سے مقابلہ ہو جو جیتیگا
وہی صاحبقران ہوگا بغیر اسکے پائے صاحبقرانی اور اسباب صاحبقرانی اور بارگاہ سلیمانی اور
علم اژدہا پیکر کسیکو ملا نہین کرتا اور مین خوب جانتا ہون کہ یہ سب مجمع الیہا ہوا ہی کہ صاحبقران
اول کے سامنے بھی یہ مجمع نہ ہوا تھا کہ جو تم سب نے میرے اوپر چڑھائیان کی ہین خیر یہ مقابلے
بھی قابل دید ہونگے کہ ایسے مجمع کبھی نہین ہوئے تھے اتنا لکھکر نامہ کو بند کیا اور ایلچی کو خلعت
فاخرہ اور وہ نامہ دیکر رخصت کیا۔ غرضکہ یہ ایلچی راہ کو طے کرکے بخدمت نقابدار ابلق پوش
اور ببر پوش کے آیا اور آکر عرض کیا کہ نہایت ہی صاحب اخلاق شاہزادہ بدیع الملک سے بھی
صاحبقران کو مین نے پایا اور جواب نامہ بہت ہی خوشنمائی کے ساتھ عنایت فرمایا یہ جواب ہی
نقابدار ابلق پوش نے اس نامہ کو لیکر پڑھا اور نقابدار ببر پوش نے ایک آہ دل سے کھینچی
اور فرمایا۔ شعر۔ قافلہ باد بہاری کا روان ہو جائیگا + آخرش یہ باغ پامال خزان ہو جائیگا + کچھ
اگلی باتون کا تصور کرکے اسنے یہ شعر پڑھا تھا اور افسوس کیا تھا اور اس منہ سے کوئی بات
نہ ہوا۔ اُس وقت نقابدار ابلق پوش نے حکم دیا کہ اسی وقت نقارہ جنگی پر چوب پڑے
بحکم نقابدار انشی نقارون پر چوب پڑی کہ گوش گردون دون کہ ہونے لگے یہ خبر لشکر صاحبقران
مین ہوئی۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ہمارے یہان بھی طبل بجے اسیوقت نقارہ سکندری اور سلیمانی
پر چوب پڑی کہ انکی آوازین ان انشی نقارون پر غالب آئین۔ شعر۔ بجا اسطرف فوج مین
طبل جنگ + اڑا فیل گردون کے چہرے کا رنگ + اب تو لشکر زمرد پوش مین بھی طبل بجا اور
وہ نقابدار جو آخر مین لشکر لیکر آئے تھے اُنکے یہان بھی طبل بجا ادھر تو آواز نقارون کی بلند ہی اور
ہرکارے بہم خبرین ہر ایک کے لشکر کی پہونچا رہے ہین اور سردار اندیشہ صبح مین بسر کرتے کو اجازت
طلب کرتے ہین کہ دربار سے جا کر کچھ انتظام مرگ کرین کیونکہ ایسے لشکر اور ایسے مقابلے کبھی کاہے کو ہوے
تھے کہ تمام دشت فوجون سے مملو ہی اور یہ سب کے سب خدا پرست ہین اگر جناب مغلوب ہو گئی
تو ایک ایک کے سامنے سے نہین ہٹے گا عجب طرح کا کل کھیت پڑیگا تو آج برادرون کا رخصت دری ہو
ہین اُنسے فراغ حاصل کر لو کہ اتنا دن اور رات تمہارے واسطے غنیمت ہی کہ نہ معلوم کل صبح کو کون ہو
اور کون نہ ہووے واقعی ان لوگون نے جو جسکا ممنون اور مشکور تھا اور جو جس جس کا قرضدار
تھا وہ قرض ادا کرتا تھا اور جنے کسی کو ستایا تھا وہ اپنے قصور کو معاف کرا لیتے تھے اور بعضے کہتے
تھے کہ بھائی جو کچھ کہ ہم سے خطا ہوئی ہی اُسے بحل کرو کیونکہ سامنا عادل کا ہی اس سے بہتر یہ ہی کہ ہمین
معاف کردو وہ کہتے تھے کہ تم ہو وہ ہمین معاف کردو غرضکہ یہ لوگ اسی تردد مین شب بسر کیا کیے
اور جوانان تہمتن اپنے ہتھیارون کو درست کیا کیے اور زینت دیا کیے اور آپس مین اسی طرح کے

چھپ رہے غرضکہ یہ شب تمام ہوئی اور وقت سحر نمودار ہوا اور وہ وقت ہوا۔ اشعار۔ لگے
ہونے نظروں سے تارے نہاں + چھپا نور میں جادۂ کہکشاں + مؤذن اذان سے ہوئے
بہرہ مند + ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند + رخ شمع مائل بہ زردی ہوا + لباس فلک سے لاجوردی ہوا +
صدائے اللہ اکبر چاروں لشکروں میں بلند ہوئی کیونکہ چاروں لشکر خدا پرستوں کے اس بیابان
کو آباد کئے جمع تھے اور آرزوئے مرگ میں اور شجاعت میں یہ رات ان نوجوانان صف شکن نے
بسر کی ہو غرضکہ ہتھیار لگا لگا کر اور اپنے اپنے مرکبوں پر سوار ہو ہو کر اپنے اپنے افسروں کے پاس آئے اور
فوجیں باہم ہو ہو کر طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئے ہر شخص نے پہونچ پہونچ کر فوج کو اپنی آراستہ
کرنا شروع کیا بمقابلہ حریف۔ یہانتک کہ چاروں لشکر عجب دھوم دھام سے میدان کارزار میں آکر جلوہ افروز
ہوئے اسوقت دیکھا کہ بیلداروں نے رفتار پستی و بلندی کی درستی پر تیز دستی لگا کر جھاڑی جھنکاڑی کاٹ کر
تمام میدان کو صاف کر دیا۔ سقوں نے آبپاشی مانند ابر کرم کی جب یہ سب اپنا اپنا کام کر چلے تو زمین
سے عجب خوشبوے مردانہ وار آنے لگی جھونکے نسیم بہار کے پیغام قضا لانے لگے اسوقت نقیبان خوش آواز
سرود مستانہ وار لیکر نقابت کرنے لگے۔ اشعار۔ رہی معرکہ کی گھڑی کہر مانی سب جوان +
آج رن بیچ خوب کرو ڈٹ کر گھمسان + تلوار کے تلے جو جو جیتے وہ شہید کہلاتا ہے + جو جان
میں جیتا بچے وہ غازی کہلائے + بیاہ لیجیو عروس موت کو + دو طلاق اس زندگی کی سوت
کو + خیال کرو۔ شعر۔ پاؤں جنکے سامنے فانے تھے تھراتے ہوئے + کانشہ مرنے کے دیکھے
ٹھوکریں کھاتے ہوئے + اے جوانان لشکر اسلام آج تم بھی اپنے دادا اور باپ کا نام اس میدان
کارزار میں روشن کرو۔ شعر۔ رستم رہا زمیں پہ نہ بہرام رہ گیا + مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا
نقیب نامردوں کے رقیب دلاوروں کے حبیب قریب آکر لشکر کے یہ سنانے لگے۔ شعر۔ دلیرو
لڑائی کا یہ دن ہے آج + یہاں سکہ تیغ کا ہے رواج + سلیمان کی حشمت سے کیا کام ہے + جو مرجاو
لڑ بھڑ کے تو نام ہے + سکندر نہ دارا نہ جمشید ہے + کسے زندگانی کی امید ہے + فریدوں نہ وہ گنج قارون
رہا + نہ تخت سلیماں پہ ہوا پوں رہا + کہاں یوسف مصر عالی مقام + تہ خاک سوتے ہیں باقی ہے نام +
تمھیں بھی مناسب ہے اے خاص و عام + وہی بات کرنا کہ ہو جس میں نام + نہ مر کر چھٹے قبضہ ذوالفقار
زمانے میں کچھ تو رہے یادگار + یہ صدا اسے نقیبان سنکر جوانان صف شکن سب کے سب
جھومنے لگے اور تلواروں کے قبضہ چومنے لگے ایک ایک منتظر تھا کہ دیکھیے مقابلہ میں کسکی طرف سے
سبقت ہوتی ہے اور کون نکلتا ہے عجب طرح کی بہار زیر آسمان نمایاں تھی کہ ایک طرف کو صحرا میں
نقابداران سرخ پوش کے لشکر میں یہ بہار تھی کہ معلوم ہوتا تھا کہ اک آگ لگی ہوئی اور ایک طرف
کو لشکر سبز پوش اور زمرد پوش کا جو جمع تھا اس سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ کیا خدا کی قدرت ہے کہ
اس آگ کے سامنے سبزے کا قائم ہونا کہ آگ اس سبزے کا کچھ نہیں کر سکتی اک طرف کو لشکر صاحبقران
یعنی بدیع الملک یہ عالم سکوت کھڑا تھا صفیں ایسی ایسی برابر آراستہ تھیں کہ جیسے اچھے
خوشنویس کے ہاتھ کی سطریں ہوتی ہیں۔ علم اژدہا پیکر کو طوق قرآن گردن لیے ہوئے کھڑا تھا
یا صاحبقران یا صاحبقران کی آواز بلند تھی اور پھریرا جو ہلتا تھا تو اس سے ثابت ہوتا تھا کہ دست
دعا پھیلا کر یہ علم اپنے صاحب لشکر کے لیے اپنے پروردگار عالم سے دعا کرتا تھا غرضکہ اسی طرح سے
علموں کا چمکنا اور پھر پرونکا کھلنا پھر قبہ نور کا چمکنا اور پھر ہوا در کا زیر سایہ علم جھومنا یہ عالم تشبیہات

جب دیکھا کہ ان لشکرون سے کوئی سبقت نہین کرتا تو دیکھا کہ نقابدار ابلق کے لشکر مین باجا جنگی بجا
معلوم ہوا کہ ارادہ نکلنے کا کوئی کریگا سب ادھر متوجہ تھے کہ دیکھا نقابدار سبز پوش گرز علم کیے ہوے
اُس لشکر سے نکلکر میدان کارزار مین آیا اور مشغول سلح شوری ہوا - ایسے ایسے فن نیزہ بازی کے
دکھائے کہ جتنے لشکری تھے وہ وجد کرتے تھے اور ہر ہنر و فنون سپہ گری برداد دیتے تھے کہ نقابدار
سبز پوش نے مرکب کو تھامکر اشارہ کیا کہ لاؤ ایک ارابہ کہ اُسکے اوپر دو گولے پانچ پانچ سو من کے
رکھے ہوے ہون - وہ ارابہ ملازم لیکر حاضر ہوا اور اُسمین زنجیرین موافق روک لینے کے پڑی تھین
اور نقابدار سبز پوش نے آواز دی کہ ایہا الناس یہ وہ مین کام دکھاتا ہون اور وہ زور دکھاتا ہون
کہ سلف سے آجتک کسی نے یہ زور نہ دکھایا ہوگا اور یہ کہکر گولے کو اٹھایا اور اُچھال کر گرز مارا کہ
یہ بلند ہوگیا جھپٹ کے دوسرے گولے کو بھی لیکر اسی ترکیب سے اُڑایا - جب تک یہ گولہ اول آیا
اُسوقت مرکب کو تھمکا کر اس طرح سے تھپکی دی کہ وہ بلند ہوا دوسرا جب نشیب مین آیا اُسکو پھر
بلند کیا مرکب مثل بجلی کے چمکتا تھا اور یہ گولون کو ہوائی کر رہا تھا اور کل لشکر یہ تماشا دیکھ رہے
تھے اور تعریف کر رہے تھے اُسیطرح سے آٹھ سات دفعہ بلند کیا اور اُسکے بعد گرز کو زمین پر پٹک کر
جھپٹ کر ایک گولے کو روکا اور پھر جب دوسرا آیا تو اُسے بھی روک لیا سب نے تعریف کی کہ واقعی
ہی یہ امر کہ جو نقابدار سبز پوش نے اس میدان کارزار مین دکھایا اور اپنا زور اور قوت ظاہر کی یہ ہم
لوگون نے نہین دیکھا تھا - اب سبز پوش نے کھڑے ہوکر آواز دی کہ ایہا الناس پانچ پانچ سو من
کا یہ گولا ہی بس جسمین کہ یہ قوت ہو وہ تو لائق مقابلہ ہی اور نہین تو مجھسے لڑنے کا قصد ترک
کرے سوا اسکے ذلت کے اور کچھ اُسکے ہاتھ نہ آئیگا - بس یہ سنکر نقابدار زرد پوش بزرگ نے لشکر سے
اپنے مرکب کو بڑھایا اور یہ آواز دی کہ اے نقابدار سبز پوش یہ کام بھانڈ مٹیون کا ہی کہ یہ گولا روکا
اور اُسکو اچھالا اور پھر اُسے روکا معلوم ہوتا ہی کہ تونے صحبت اُن لوگون کی اٹھائی ہی اور مشق
اسیکی ہی اور نام اُن بزرگون کا لیتا ہی کہ جنھون نے بہت بڑے بڑے کام کیے ہین اور انپر چاہتا
ہی کہ مین فوق لیجاؤن یہ چھوٹا منھ بڑی بات ہی بس یہ کہکر نقابدار زرد پوش نے اپنے گھوڑے
کو بڑھایا اور کہا کہ اُن لوگون نے معیوب جانکر ایسے کرشمہ نہین دکھائے اب تو دیکھتا ہی تو دیکھ
بس یہ کہکر وہی دونون گولے اُٹھا لیے اور اُٹھا کر گرز سے آپ سے بلند کیا اور دوسرا گولا اُٹھایا
اور اُسکو بھی گرز سے بلند کیا اور جسطرح کہ اسنے کیا تھا انھون نے بھی ویسا ہی کیا اور ایک پلہ
زیادہ دکھایا کہ گرز کو زمین پر ڈالکر دونو گولون کو ایک داہنے ہاتھ پر اور دوسرے کو بائین ہاتھ پر روک
لیا اور ارابہ پر جا کر رکھ دیے اور اپنے گرز کو اُٹھا لیا اُسوقت لشکرون مین اک شور تھا اور شاہزادہ
بدیع الملک یعنی صاحبقران سوم نے چند قدم مرکب کو بڑھا کر کہا کہ اے نقابدار عالی مقدار آپنے
وہ کام کیا ہی کہ جسکے دیکھنے کی آنکھین مشتاق تھین اور یہ کہکر اور آستین اُلٹ کر بڑھے تھے
کہ مین بھی اسی طرح ان نقابدارون کو اپنا زور دکھاؤن اسوقت نقابدار زرد پوش بزرگ نے
انکے ارادہ کو دیکھا اور یہ فرمایا کہ آپ اس زور سے اپنے تئین محفوظ رکھین کیونکہ مین جب اس
سبز پوش سے مقابلہ کر چکون تو پھر میرے بعد آپ کو اختیار ہی کہ اس سے ہم مقابل ہون
اور اب مین اس سے بغیر مقابلہ کیے جا نہین سکتا - یہ نقابدار کا فرمانا اور صاحبقران کا سر جھکا کے
کہنا کہ جسمین آپ کی خوشی ہو - انھون نے کہا کہ اب مین میدان مین آچکا ہون اور اسکی کیا حقیقت

ہے اس سے زیادہ آپ زور دکھا سکتے ہین کہ آپ کو پروردگار عالم نے صاحبقران کیا ہے اور ستون
دین اسلام کیا ہے اگر یہ مرتبہ آپ پر کے لوگ آ سکتے ہین تو یہ لائق صاحبقرانی نہین ہین بلکہ آپ ہی
ہین اور زمان صاحبقران عالیشان مین کبھی ایسا ہی ہوا اور ہر ایک اولاد صاحبقران نے یہی چاہا
کہ ہم حاصل کرین لیکن سب زیر ہوئے اور بااطاعت حمزہ صاحبقران کی رہے انشاء اللہ تعالے
آپ سے کبھی یہ لوگ سر برابری نہ لیجا سکینگے کہ آپ کو کچھ سمجھکر امیر ثانی نے صاحبقران کیا اور آپ
خانہ کعبہ تشریف لیگئے اب اگر کوئی اس عہدہ جلیل کو چھین لے بغیر اعانت رب الجلیل کے تو ہو نہین سکتا تھا
یہ سنکر صاحبقران یعنے بدیع الملک نے دل مین کہا کہ خدا اس نقابدار کو اس ببر پوش کے
مقابلہ مین باحرمت رکھے اور یہ کہکر زیر سایہ علم اژدہا پیکر کھڑے ہوئے ادھر نقابدار زمرد پوش
بزرگ نے فنون سپہ گری کچھ میدان مرکب کی دکھائین اور نیزہ کو ہلایا اور گرز کو کئی بار اچھالا اور
رو کا گھوڑے کو تھام کر آواز دی کہ اب کیا قصد ہے کہ ببر پوش نے کہا کہ حاضر ہون بس یہ کہکر
مرکبون کو ہٹا ہٹا کر اب جو بارادہ تھا در آئے اور ٹکا ورچلی تو مرکب دونون کے آگے بڑھ گئے سپر سے
سپر سینہ سے سینہ اسطرح سے ملگیا کہ جیسے دو پہاڑ ٹکراتے ہین کہ سپر سے شرارے آتش کے
اڑے - یہ معلوم ہوتا تھا کہ پھول آتشبازی ان سپرون سے نکل گئے اور مرکب ان دونون کے
ہٹ ہٹ گئے خیال جو کیا تو پانچ پانچ قدم ہٹ گئے اور کئی قدم زیادہ ببر پوش کا مرکب ہٹ گیا
بس بائین پر سے ببر پوش نے نیزہ لیا اور نیزہ کو حریف دیکر سینہ نقابدار زمرد پوش پر مارا زمرد پوش
نے سنان کو سنان پر کاٹکر نیزہ کو بلند کیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ آہ عاشقون کی باہم ملکر سوئے
آسمان جاتی ہے نیزے نہ معلوم ہوتے تھے بلکہ وہ ایسی آہین تھین کہ جیسے بہت دونون کے پھوٹ
نکلے ہین اور پھلون سے جو شرارہ نکلتے تھے وہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کوئی ہنستا ہے اور اسکے منھ
سے پھول جھڑتے ہین - غرضکہ یہ دونون مشغول بہ نیزہ بازی ہوئے صدا سے چقاچاق بلند تھا
کہ جس نیزہ بازی کے بارے مین شاعر کہتا ہے - شعر - دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر ÷ تو گوئی کہ آیا
عرش کرسی بزیر ÷ دونون لشکرون مین شور تھا کہ یہ جنگ قابل دید ہے جناب حمزہ صاحبقران کے
وقت مین بھی شاید ایسی جنگ نہوئی ہوگی اور چارون لشکر چپ چاپ کھڑے ہوئے رنگ جنگ
دیکھ رہے تھے ایک ایک سے بات کرنے کی مہلت نہین پاتا تھا اسی طرف کو نگران تھا جو بند کہ نقابدار
ببر پوش باندھتا تھا اسکو زمرد پوش رد کرتا تھا اور جہان زمرد پوش بند اپنا باندھتا تھا وہان ببر پوش
اسکو کھولتا تھا - غرضکہ اسیطرح ساڑھے تین سو ستاون نیزہ کے چلے - مصرع - نہ اورا ظفر نہ آنرا ظفر
نہ آنرا ظفر نہ اورا خطر ÷ آخر مین دونون بہادرون نے چھوڑ پر چھوڑ مار کر مثل آہ عاشقان با کاکل
معشوقان کے جب پیدہ کرکے جھٹکے مارے کہ سنانین علیحدہ ہو گئین یہ گرین پہلے ببر پوش کی
پھر زمرد پوش کی ڈنڈین انھون نے پھینک کر گرزون پر ہاتھ ڈالے اور آواز دی کہ خیر نیزہ بازی
ملال بازی گرز بازی تیغ بازی جسان بازی کہ اسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین - شعر - بیا تا بہ گرز
زمرد نشان ÷ کمان کیانی و گرز گران ÷ یہ کہکر ببر پوش نے اپنے گرز کو چرخ دیا کہ گرز سے آواز
فنا فنا کی پیدا تھی بس تیسرے چرخ مین گرز کو سر نقابدار زمرد پوش بزرگ پر مارا نقابدار نے ہان ہان
کرکے اپنے گرز کو چہرہ کی پناہ کیا اور ضرب کو اسکی گرز پر روکا ایسا تڑاقا ہوا کہ معلوم ہوا کہ دو پہاڑ
گر پڑے یا آسمان زمین پر پھٹکر گر پڑا اور گوش گردون کر ہوگئے - ایک تتق گرد کا جو اڑا تو نہتا یدا

اس گرد مین پوشیدہ ہوگیا۔ شاہزادہ بدیع الملک کا دل ہل گیا اور یہ فرمایا کہ یا ابوتراب اس نقابدار کو
بچا لیجئے گا۔ یہ تو یہ کہہ رہے تھے ادھر نقابدار ببرپوش نے آواز دی کہ زدم و پست کردم ہے کوئی ایسا شخص
کہ خود نقابدار کی جا کر خبر لائے بڑی بات تک یہ ہوگئی ہوتی۔ افسوس کرتا ہون کہ مین اسکے نام و نشان
سے واقف نہ ہوا اور یہ غرق زمین ہوا نقابدار تو یہ کہہ ہی رہا تھا کہ نقابدار زمرد پوش کا عیار چھاگل
پانی کی لیے ہوے برابر غبار کے آیا اور اندر داخل ہوا دیکھا کہ نقابدار کی آنکھین بند مین اور از فرق
تا بہ سینہ پسینہ جاری ہے۔ عیار نے آکر آواز دی کہ اے شہریار مزاج مبارک کیسا ہے دوسری آواز پہ
زمرد پوش نے آنکھ کھولی اور فرمایا کہ یہ معلوم ہوا کہ سارا آسمان میرے سر پر پھٹکر گر پڑا ہے واقعی ہے
کہ نقابدار ببرپوش مرد مردان اور شیر فرزانہ ہے اور یہ کہکر مرکب کو انھون نے پاشنہ ماری کہ مرکب
جھپک کر غبار کے باہر آیا اور آواز دی کہ گرا زدی و گرا پست کردی اور یہ کہکر نقابدار نے اپنے گرز کو بلند کیا
اور کہا کہ او نقابدار ہوشیار ہو۔ شعر تو ضرب زدی ضرب من نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش
کن + یہ کہکر اور گرز کو چرخ دیکر سر نقابدار ببرپوش پر مارا اسنے بھی اٹھا کر گرز کو چہرہ کی پناہ کیا اسی
عنوان سے تڑاقا پیدا ہوا کہ زمین اور آسمان ہل گئے اور یہ بھی تہ گرد مین غرق ہوگیا۔ نقابدار
زمرد پوش یہ ضرب کرکے الگ کھڑے ہوگئے ادھر نقابدار ابلق پوش اور جملہ لشکرون مین شور تھا
کہ خدا اس ضرب سے اس ببرپوش کو بھی بچالے کہ عجب طرح کی ضرب ہے کہ جس سے ببرپوش بھی زمین تک
کہ ہلکان ہوگیا ہو اسوقت نقابدار ابلق پوش نے اپنے عیار کو حکم دیا کہ جلدی خبر نقابدار ببرپوش
کی لا کہ انکا کیا حال ہے اور یہ بھی ابلق پوش نے اپنے افسرون سے بیان کیا کہ اگر میرے دم میں
دم ہے تو کیا مین زمرد پوش کو زندہ جانے دونگا۔ غرض کہ یہ عیار اس غبار کے اندر آیا اور آکر اسنے
آواز دی کہ اے بہادر مزاج کیسا ہے حریف میدان مین انتظار کر رہا ہے بس تین آوازون کے بعد
انھون نے آنکھ کھولی اور پسینہ تا بہ ناف انکے بھی جاری تھا اسوقت فرمایا کہ گرز صاحبقران کا مزہ
آج مجھے اٹھا۔ نہین معلوم یہ کون ظالم ہے اور یہ نقابدار کون بلا ہے۔ بس یہ کہکر انھون نے بھی
اپنے مرکب کو پاشنہ ماری کہ جھپک کر مرکب باہر آیا معلوم ہوا کہ ایک شعلہ تھا کہ تہ گرد کے باہر ہوگیا
اور دم کو آراستہ کرکے اور گرز سنبھال کر اس ببرپوش نے بھی جھپٹکر گرز مارا۔ زمرد پوش نے اسکے
گرز کو روکا اور انکی رکابون کے اوپر اپنے پاؤن قائم کیے اسکی ضرب کو روک کر اور جھپٹکر پھر گرز
مارا کہ ببرپوش نے بھی اسکے گرز کو گرز پر روکا لیکن صدمہ سے مرکب ببرپوش کا مرگیا اب جو اسنے
اپنے مرکب کو دیکھا کہ مرکب کلی ہوگیا بس یہ کودکر گھوڑے پر سے نقابدار زمرد پوش کے مرکب
مارنے کی فکر مین چلا نقابدار زمرد پوش اسکی فکر کو سمجھ گئے تھے یہ بھی جلدی سے گھوڑے پر سے
کود پڑے دستے کمان مین جلدی سے تیر کو جوڑکر اسکے مرکب کی پیشانی پر مار دیا کہ مرکب انکا بھی جان
تسلیم ہوا زمین پر گرا بس زمرد پوش کو نہایت ہی صدمہ پہونچا اور گرز کو پھینک کر جھپٹکر لپٹ
گئے اور لگے زور ہونے اب تو دامن ہمت کو گردان کر اور گرد و سپر ہتھیار رکھ کر شیر کے مثل
اہرمن یا مانند فیل مست کے یہ آپس مین ٹکرانے لگے اور لگے پیچ کشتی کے ادا کرنے سب لشکر بھی قریب
قریب ہوگئے اور یہ کہا کہ شکر ہے خدا کا کہ اب اسمین جان جانے کا خطرہ نہین ہے کسواسطے کہ ہم
لوگون کو ان نقابدارون سے عجب طرح کی محبت پائی جاتی ہے خداوندا انکی حرمتون کو تو بچانیوالا ہے
اب یہان سب کے سب بیٹھ گئے کسی نے کرسی بچھوا دی اور کسی نے چار جامہ بچھوا دیے اور سب کے

تماشا کشتی کا دیکھنے لگے اب وہ میدان کارزار مثل اکھاڑے کے ہو گیا اور وہ کاٹ اپنی اپنی دو کانین
گرد لشکر کے لگا کر الگ بیٹھ گئے اور خیال کیا کہ یہ کشتی آج ختم ہوتے نہیں معلوم ہوتی لیکن ادھر ان دونوں
پہلوانوں میں پستیاں ساتھ زبردستوں کے ہو رہی تھیں اور عجب عجب طرح کے پیچ آپس میں کر رہے تھے
کہ دیکھنے والوں کو اک وجد حاصل ہوتا تھا۔ شاہزادہ بدیع الملک یعنی صاحبقران بادشاہ اسلام سے
یہ عرض کرتے تھے کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ لڑائی سے نقابدار زمرد پوش بزرگ کی کہ صاحبقران ثانی نقاب
چہرہ پر ڈالکر ببر پوش سے ہم مقابلہ ہیں اور ببر پوش ہی ایسا شخص ہے کہ جوانان بچوں کے توڑ کر رہا ہے
غرضکہ وہ دن تمام ہونے لگا اور ان دونوں میں اور زور بڑھنے لگا۔ اب آفتاب تابان اپنے مرکز سے
آشیانہ کی سمت کو روانہ ہوا اور آمد ماہتاب ہوئی اسوقت جانبین سے مشعل روشنی کو حکم دیا گیا اور کشتی کو
طول ہوا اسوقت دو جام لگا دیے گئے ان دونوں بہادروں نے کھینچ لیے اور پسینہ کی رود دو
دشنکر کو بہا دیا اور مشغول اپنی کشتی کے ہوئے اسیطرح وہ شب ساتھ کشتی کے تمام ہوئی دیکھا سفیدی
وقت سحر نمودار ہوا یہ لوگ نماز صبح پڑھ پڑھ کر پھر متوجہ کشتی ہوئے غرضکہ راوی شیریں کلام
اس داستان شوکت نشان کو یوں بیان کرتا ہے کہ پانچ دن تک کشتی برابر رہی اسوقت نقابدار ابلق پوش نے
لشکر کہا کہ اے ببر پوش اگر مناسب ہو تو یہ کشتی علیحدہ کیجاوے کہ نقابدار زمرد پوش بھی کسیطرح سے
کم نہیں معلوم ہوتا اور ہم لوگوں کی اب آنکھیں نیند کے مارے بند ہوئی جاتی ہیں بس یہ کلام
سنکر نقابدار ببر پوش کو یہ خیال ہوا کہ معلوم ہوتا ہے کہ میرے زور میں اسے فرق معلوم ہوتا ہے
جو یہ کلمہ زبان پر لایا ہے پس اسنے اب یکایک بازو دونوں زمرد پوش کے اور لیکر مثل بجلی کے
چمک کر بیٹھا گا اور سپا کرنے لگا۔ پانچ قدم بڑھکر اک جھٹکا مارا کہ پاپان گوشنا نقابدار زمرد پوش
بزرگ کا لگا اور ببر پوش نے کمر بند زنجیر کا پکڑ کے یکبارا کہ بالشت بھر زمین سے زمرد پوش
اونچا ہو گیا۔ یہ دیکھکر یکہ جو مارا تو پھر زمین کے اوپر آ گیا غرضکہ ببر پوش نے یہ دو زور کر کے
لیکن نقابدار نے جنبش اپنے مقام سے نکی اب جو بعد اس زور کے اٹھا تو پھر کشتی ہونے
لگی ببر پوش نے ایک ہاتھ جو مارا تو اتفاق سے وہ نقاب جو چہرہ پر نقابدار زمرد پوش کے
پڑی تھی اسکے بند ٹوٹ گئے اب جو اسکی نگاہ پڑی تو دیکھا اسنے کہ شاہزادہ نور الدہر ہیں اسنے
اپنے ہاتھ کو روکا انھوں نے بھی جھنجھلا کر اسکی نقاب کو نوچ لیا دیکھا تو ایرج نوجوان ہیں اسوقت
ایک نعرہ آہ ایرج نوجوان نے اور برابر اسکے ایک نعرہ آہ نور الدہر نے مارا اور دونوں آپس میں
لپٹ گئے اہل فوج نے دیکھا اور گھبرائے کہ یہ کیا واقعہ ہے کہ ابھی تو یہ دونوں لڑ رہے تھے یا ابھی
دونوں اسطرح سے رو رہے ہیں بس اب جو قریب آ کر لوگوں نے دیکھا تو ایرج نوجوان اور
نور الدہر ہیں کہ ایک ایک کے کاندھے پر سر رکھے رو رہا ہے اب اہل فوج بھی آ کر اور قریب ہو کے
شریک گریہ ہوئے۔ شاہزادہ بدیع الملک نے اپنے باپ کو دیکھا یہ بھی دوڑ کر اور کمر سے
لپٹ کر چیخیں مار مار کر رونے لگے اور عرض کیا کہ اے والد ماجد یہ ہم لوگ خواب دیکھتے ہیں
یا درحقیقت آپ کو دیکھ رہے ہیں کیونکہ آپ اور ایرج نوجوان کی خبر تو یہ سننے میں آئی تھی کہ
خدانخواستہ آپ اور ایرج نوجوان بیابان کاج وباج میں ساتھ امیر ثانی کے جو آپ گئے تھے
وہاں جل گئے اور گیارہ آدمیوں سے حمزہ ثانی نکلکر بخدمت امیر قدیم پہونچے اور ثابت
معلوم ہوا کہ وہیں سب کے سب جل گئے نور الدہر نے فرمایا کہ یہ داستان عظیم الشان ہے اسکو

انشاء اللہ میں بیان کرونگا۔ اس اثنا میں بادشاہ بھی تخت پر سے اتر آئے اور ان دونوں صاحبوں کا
ہاتھ پکڑ کر طرف اپنی بارگاہ یعنی بارگاہ سلیمانی کے لیکر روانہ ہوئے اور لشکر اپنی اپنی فرودگاہ کی
جانب چلے لیکن نقابدار یا قوت پوش کے ساتھ چلے اور نقابدار ہیں انمیں سے ایک سہراب اور ایک
رستم ثانی اور ایک شہریار عالیوقار یہ بھی بارگاہ سلیمانی کی جانب کو چلے اور نقابدار زمرد پوش
یہ بھی ہمراہ ہوا اور دو نقابدار کہ جنمیں ایک نقابدار ابلق پوش ہے وہ اپنی فوج کو لیکر اپنی فرودگاہ
کو چلا گیا اب جو نقابدار یاقوت پوش تین اور تھے وہ اپنی فوج کو لیکر اپنی فرودگاہ کی جانب روانہ
ہوئے غرضکہ یہاں بادشاہ اسلام مع ان سرداروں کے بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے
جو دنگل کہ ایرج کا تھا غاشیہ اسکا اٹھا کر اسیر ایرج کو بٹھایا اور جو دنگل کہ نورالدہر کا تھا
اسپر انکو بیٹھنے کا حکم ہوا اور جو دنگل کہ دربار میں خالی تھے وہ نقابدار جو ہمراہ آئے تھے اپر
بیٹھے اسوقت بادشاہ نے مخاطب ہوکر نورالدہر سے پوچھا کہ یہ نقابدار کون ہیں انھوں نے
کہا کہ یہ جو نقابدار زمرد پوش ہے یہ پوتا میرا رفیع البخت ہے کہ جسنے طلسم نور آگین کو فتح کیا اور مجھے
رہا کیا اور اپنے نانا کے خون کا بدلا ان کفاروں سے لیا اور بڑے شد و مد سے اس طلسم کو
مٹایا شہنشاہ گوہر کلاہ نے دوڑ کر نقاب انکے چہرے سے اُتاری اور آپس میں سب ملکے بغلگیر
ہوئے اور نہایت ہی خوش ہوئے۔ بدیع الملک نے بھی گلے سے لگایا۔ بادشاہ نے اسکے بعد
مخاطب ایرج نوجوان کی جانب ہوکر فرمایا کہ یہ نقابدار یاقوت پوش کون ہیں انکے حال سے
بھی ہمیں آگاہ کیجیے انھوں نے بیان کیا کہ یہ رستم ثانی ہیں اور یہ سہراب بن رستم ہیں اور یہ
شہریار عالیوقار ہیں بادشاہ نے انکی نقابوں کو بھی دور کیا اور ایک ایک کو ساکنان بارگاہ
نے گلے لگایا۔ ملوک بن مالک نہایت ہی شاد اور بشاش ہوئے اور بادشاہ سے عرض کیا
کہ حضور دریافت فرمائیں کہ سہراب نے کیا کام کیا ہے ایرج نے بیان کیا کہ اس فرزند دلبند نے
میرے یہ کام کیا ہے کہ جب میں قاف میں گیا تو دیوا ورنگ نے مجھے طلسم میں پھنسایا اور شہریار
عالیوقار کو بھی پھنسایا اسنے اس طلسم کو فتح کیا اور ہم سب کو رہائی دلوائی اور سب انھیں کے
زور و طاقت ظاہر کرنے کے لیے اس شد و مد سے کل فوج کو لیکر آئے تھے اب بادشاہ نے
پوچھا کہ آپ دونوں صاحبوں کا آتش سے بچنے کا کیا سبب ہوا انھوں نے کہا کہ جبھی آتش میں
ایک پنجہ ہمیں اٹھا لیگیا تھا ایک ساحرہ تھی وہ ہمکو اٹھا لیگئی تھی اور طالب وصل ہوئی تھی جبوقت
کہ ہمنے انکار کیا تو اسنے ہمیں قید کیا اسی کی قید میں ہم تھے کہ اس شاہزادہ نے جب اپنے
باپ اور چچا کو رہا کیا اور اس ساحرہ کو مارا تو ہم بھی رہا ہوئے۔ اسکی شد و مد دیکھکر ہم بہت خوش
ہوئے اور یہ ملک جسقدر کہ فتح کیے ہیں یہ سب اسنے اپنی جرأت اور قوت سے فتح کیے ہیں اور
یہ تمام فوج اسنے اپنی قوت سے فراہم کی ہے۔ بادشاہ یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور نورالدہر نے
بھی یہی حال اپنے رہا ہونے کا بیان کیا اور کہا کہ جو کچھ کہ ایرج نوجوان نے بیان کیا ہے من وعن
میرا واقعہ بھی یہی ہے۔ رفیع البخت نے بھی اپنی قوت بازو سے یہ سب فوج پیدا کی ہے میں بھی انکے
ہمراہ آیا لوگوں نے سنکر کہا کہ یہ مقابلہ جو ایرج سے اور آپ سے ہوا برسوں سے لوگ اس مقابلہ
کے مشتاق تھے سب نے زور و طاقت ماشاء اللہ آپکا اور انکا دیکھا اور سب کیفیت سب پر
کھل گئی اور جیسا کہ اسپر با توقیر فرماتے تھے کہ یہ دونوں شہریار زینت لشکر میرے ہیں تو واقعی

ایسا ہی تھا کہ اُسوقت بادشاہ نے حکم دیا کہ خلعت سلیمانی سے ان سب کو سرفراز کرو۔ اُسیوقت
ان سب کو خلعت بھاری بھاری دیے گئے اور یہ لوگ سرفراز کیے گئے اور نذرین خوشی کی سب نے
بادشاہ کو دین اُسوقت بادشاہ نے مخاطب بہ ایرج نوجوان ہوکر یہ فرمایا کہ مین یہ نہین سمجھ سکتا کہ
نقابدار ابلق پوش کون صاحب ہین کہ جنکے ساتھ آپ تھے۔ ایرج نوجوان نے عرض کیا کہ حقیقت
پوری تو مین نہین جان سکتا لیکن معلوم ہوتا ہی کہ یہ بھی ہمارے خاندان سے یعنی خاندان صاحبقران
سے ہین نقابدار ابلق پوش اور جو کہ دونون نقابدار سبز پوش اُسکے ہمراہ ہین وہ بھی ہمارے خاندان
ہین اور ابی مین انکی حقیقت بیان نہین کرسکتا ہون۔ آپ نے پوچھا کہ دوسرا لشکر جو نقابدارون کا ہی
یہ لوگ کون ہین۔ ایرج نے عرض کیا کہ مین انکو بالکل نہین جانتا اور یہ معلوم ہوتا ہی کہ ان لوگون کو
دعوی صاحبقرانی ہی اگر انھین یہ منظور ہوتا تو جیسے کہ ہم لوگ ظاہر ہوے تھے یہ بھی لوگ چلے آتے
اس سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ بغیر مقابلے کے حاضر نہ ہونگے اور انکو دعوی صاحبقرانی کا پورا پورا ثابت
ہوتا ہی یہ سنکر بادشاہ نے سکوت اختیار کیا بدیع الملک نے کہا کہ اے ایرج نوجوان مین خود ہی
چاہتا ہون کہ جسکا جی چاہے اس عہدہ کو لے لے اور شرطین جو صاحبقرانی کی ہین وہ بجا لائے
اور مین خانہ کعبہ کو چلا جاؤن کیا مضائقہ ہی اگر یہ مجھسے مقابلہ کرینگے تو مین اسکے حاضر ہون لیکن اُسوقت
کی خوشی لشکر اسلام کی بیان سے باہر ہی کہ ابھی ایک جوڑی ہرکارون کی سامنے آئی اور بعد دعا و
ثنا کے عرض کیا کہ نقابدار یاقوت پوش کے لشکر مین طبل جنگ اور نقابدار ابلق پوش کے لشکر
مین بھی طبل جنگ بجا ہی یہ خبر سنکر بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ افسوس ان لوگون نے اتنی بھی
راہ نہ دیکھی کہ ان صاحبون کی کہ جو عرصہ کے بچھڑے ہوے تھے اچھی طرح دعوت کر لیتے اور تھوڑی
راحت ہو جاتی اور اسباب راحت جمع کرکے خوشی کرتے لیکن یہ فلک نہین چاہتا اس
گردون دوار کی یہی خاصیت ہی کہ راحت کا نیشتر زن ہی یہ فرماکر حکم دیا کہ طبل جنگ ہمارے
یہان بھی بجے حکم پاتے ہی یہان بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی سب سردار رخصت ہوکر
اپنے اپنے حرب و ضرب کو آراستہ کرنے لگے جب سب تیار ہوے تو طلایہ دار اپنے اپنے عہدہ
پر طلایہ پھرنے لگے اور صدا ہوشیار باش اور بیدار باش کی لشکرون مین بلند تھی اور سب سردار
بانتظار سحر بسر کر رہے تھے کوئی مصروف نماز شب تھا اور کوئی مصروف دعا تھا کہ اے پروردگار عالم
کل پھر خیر و عافیت سے ان دوستون سے ملانا اور کوئی نقابدار ابلق پوش کے لشکر کی صفت
کر رہا تھا اور کہتا تھا کہ ابلق پوش ایسا بہادر اور جسیری معلوم ہوتا ہی کوئی کہتا تھا کہ یہ نقابدار
یاقوت پوش بھی کچھ کم نہین ہی کیونکہ اسنے بڑے بڑے دریائے لشکر کو بند کیا ہی اور جو واسطے مقابلہ کے
آیا ہی کچھ تو سمجھ کر یہ آیا ہی کہ یہ تینون نقابدار نہایت جری اور بہادر معلوم ہوتے ہین اور انھین
باتون مین وہ زمانہ شب کا ختم ہوا اور آواز مرغ سحر بلند ہوئی اور وقت وہ آکر پہونچا کہ تمام غنچہ
سیارگان گلشن آسمان پر جہان تہان خورشید خاور کی جھلک سے یک بیک جھٹ جھپٹ کے
پردہ اطلس زرنگاری فلک مین منھ چھپانے لگے اور جھونکے نسیم کے باغ گلشن جنت نعیم سے
آنے لگے ع جھونکا جو درختون کو لگا سرد ہوا کا + مرغان چمن کرنے لگے ذکر خدا کا + اور
نمازیون نے نماز صبح سے فراغ حاصل کیا اپنے اپنے مرکبون کو طلب کیا اور ہتھیارون سے
اپنے اپنے کو آراستہ کرکے اور گھوڑون پر سوار ہوکے پرے کے پرے بخدمت صاحبقران روانہ ہونے لگے

ادھر بادشاہ اسلام تخت سلیمانی پر بشکل نورانی بیٹھے ہوئے تاج شاہی بالائے سر اور چار قبۂ شہنشاہی
در بر کیے ہوئے اس کر و فر سے تخت شاہی پر آمد ہوا اول مجرا شاہزادہ بدیع الملک اور نور الدہر کا
ہوا اور دوم ایرج نوجوان کا ہوا اور بعد اسکے سہراب بن رستم و شہریار عالی وقار اور رستم ثانی کے
مجرے ہوئے باقی تمام اہل قوم کا مجرا لیتے ہوئے بادشاہ طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئے اور
نقابدار بھی اپنی فوجوں کو لیکر طرف میدان کارزار کے عازم ہوئے اور صفین میدان میں لشکروں نے
آراستہ کیں ملیچہ داروں نے ملیچہ کاری سے فراغ حاصل کیا اور سقوں نے بھی آبپاشی سے
فرصت کی نقیبوں نے بھی نقابت سے فراغت کی ہیں لئے اسواسطے اس لڑائی کو طول نہیں دیا
کہ نقابدار ابلق پوش کی لڑائی کا کل حال عرض کیا جائیگا کہ یہ مقابلے متواتر آپڑے ہیں اسوجہ سے
میں نے اسکو طول نہیں دیا ہے غرضکہ ایک سناٹا سا میدان کارزار میں پڑا ہوا تھا اور ہر ایک یہ
خیال کرتا تھا کہ دیکھیے کون سبقت کرتا ہے اس میدان کارزار میں کہ نقابدار کے یہاں یعنے
نقابدار سرخ پوش کے یہاں باجے بجے اور نقابدار یاقوت پوش جھپٹ کر مرکب کو میدان کارزار
میں لے آئے ۔ فنون سپہ گری اسنے میدان میں پہونچکر سبکو دکھائے لشکر منتظر تھے کہ جبکہ وہ لڑکے
وہ برلے مقابلہ نکلے اسنے جب فنون سپہ گری سے فراغ حاصل کیا تو ڈٹ کر بدیع الملک کی جانب
کو اسنے آواز دیکر کہا کہ ہے تم میں سے کوئی ایسا کہ مجھ سے نکلکر جنگ کرے بس یہ سنتے ہی شاہزادہ
رفیع البخت اپنے مرکب کو جھپٹ کر نجات بادشاہ آئے اور گھوڑے سے کود کر بادشاہ کو مجرا
کیا اور عرض کیا کہ غلام رخصت ہو کر میدان کارزار کو جاتا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ تم ابھی نو وارد
ہوا اور سردار کیا نہیں ہیں جو تمنے سبقت کی ہے عرض کیا کہ اس نقابدار کا اودھر کو رخ کرکے پکارنا
تابعدار کو ثابت ہوتا ہے کہ اسنے مجھی کو پکارا ہے فرمایا کہ سپردم بہ پروردگار عالم انھوں نے رخصت ہو کر
اور گھوڑے پر سوار ہو کر اور بدیع الملک اور نور الدہر کو مجرا کرکے میدان کی جانب اپنے مرکب کو جولان
کیا اور اسطرح روانہ ہوئے کہ جیسے شیر اپنے شکار پر جاتا ہے ۔ نقابدار نے بھی اپنے مرکب کو سیدھا
کیا اور گھوڑے کو جھکا کر قریب انکے مرکب کے آیا اور انکے تکاور چلی اور دونوں کے مرکب
تکاور رفتار سے الگ ہوئے دیکھا کہ کسیطرح کی کمی و بیشی نہیں ہوئی پس پکڑ پکڑ کے برچھے
اٹھے تب چچے ہو کر لگے چلنے عجب طرح کا لطف اس نیزہ بازی میں معلوم ہوتا تھا کیونکہ دونوں ہمسن
معلوم ہوتے ہیں لوگ تحسین و آفرین کی صدا بلند کرتے تھے اور تعریف کرتے تھے آخر کار سنانیں
بنانیں بیکار ہوگئیں اسوقت نقابدار سرخ پوش نے گرز پر ہاتھ ڈالا اور آواز دی کہ خبر مصرع بڑا بہادر
ہے جاہل سبب ہو صد دل کا + مثل اس شعر کے ساتھ ملے دے کے اپنے یاروں کو + بند کی
بھی چلی مداروں کو + بس یہ کہکر اور گرز کو علم کرکے سر رفیع البخت پر مارا۔ رفیع البخت نے بھی گرز کو
گرز پر روکا ایک تڑاقا ہوا کہ گوش گردون دون کر ہوگئے اور گرد جو سم مرکب سے اڑی اس گرد میں
رفیع البخت معلوم ہوا کہ گرد برد ہوگئے عجب طرح کی ضرب تھی کہ جس سے صاحبقران پکار اٹھے کہ
الٰہی رفیع البخت کی خیر ہو کہ بڑا بے ڈھب گرز نقابدار نے مارا ہے نقابدار علیحدہ ہو کر پکارا کہ اس جوان
کی خبر لینا چاہیے کہ کیا اسکی جان حزین پر گزری ۔ اسوقت خضر الیاس بن عمرو گرد کی جانب ہاتھ
شاطری مارتے ہوئے پہنچے اور گرد جا کر دیکھا تو دونوں ہاتھ مانند ستون فولاد کے اٹھے ہوئے
ہیں لیکن شاہزادہ کی آنکھیں بند ہیں آہستہ آواز دی کہ اے شاہزادہ رفیع البخت مزاج کیسا ہے

یا چھیٹا پانی کا دون۔ گھبرا کے انھون نے آنکھین کھول دین اور فرمایا کہ اے خواجہ تبسم یا پہلوان
خود نقابدار لیسا بہادر ہی گیا خوب ضرب کی کہ جس سے مزہ چھٹی کے دودھ کا زبان پر آگیا
اور چاہا کہ گھوڑے کو مہمیز کرون اور نکلا کون مرکب مرگیا تھا خضر ان نے کہا کہ گھوڑا تمھارا مرگیا
بس رفیع البخت گھوڑے پر سے کود پڑے اور دامن ہمت کو گردانکر اور گھوڑے کو ہاتھ
پر علم کرکے غبار سے نکلے اور کہا کہ اے نقابدار اس کو لے یہ کہکر مثل گیند کے اسکی
جانب کو پھینکا جب قریب سر نقابدار آیا انھون نے تلوار ماری کہ دو ٹکڑے مرکب کے ہوئے
اور اسکی آنتین اور خون وغیرہ کچھ نقابدار پر آیا تو یہ خون مین لال ہوگیا اور آنتین گلے مین
مثل ہار کے پڑگئین۔ نقابدار نے پریشان ہوکر رفیع البخت کی طرف دیکھا۔ رفیع البخت نے
کہا کہ الٹی آنتین گلے مین پڑی ہین یہ وہ مثل ہے۔ تم تو سرخ پوش تھے اور سرخی خون مرکب کی
تمھاری نقاب سرخ کو چمکا رہی ہے اور مین دیکھتا ہون کہ تم خونی آنسوؤن سے رو رہے ہو
بس یہ کلام سنکر نقابدار نے چاہا کہ مین رفیع البخت کو اس زبان آوری کی سزا جنگ دون کہ نقابدار
دوم نے منع کیا اور کہا کہ چلو پوشاک اتارو کل اسسے مقابلہ کرینگے۔ یہ سنکر نقابدار خموش ہو رہا
ادھر لشکر مین لوگ مسکرانے لگے۔ نقابدار یعنی یاقوت پوش کو نہایت ندامت ان لوگون
کے ہنسنے کی بھی ہوئی تھی غرضکہ یہ بپھرا ہوا مثل شیر کے جھلاتا ہوا اپنی بارگاہ کی جانب کو
روانہ ہوا۔ ادھر ابلق پوش بھی اپنے دوستون سے کہتا ہوا کہ بڑی حماقت کی رفیع البخت نے
ساتھ اس نقابدار کے کی اگر مجھسے ایسی حرکت کرتے تو مین لشکر کو لال خون سے کردیتا یہ کہتا ہوا
اپنی فرودگاہ کو نقابدار ابلق پوش روانہ ہوا اور ادھر رفیقان رفیع البخت یہ کہتے تھے کہ یہ
ہمارے شاہزادہ ہی کا کام تھا کہ مثل گیند کے کھینچ مارا اگر یہ تلوار اسکے نہ مارتا تو کاہے کو
اسطرح کی ذلت اٹھاتا غرضکہ یہ بھی داخل بارگاہ ہوئے اب ادھر نقابدار کا حال عرض کیا جاتا
ہے کہ یہ نہایت ملال آلودہ اپنی بارگاہ مین آیا نقابدارون نے کہا کہ تم ملال کیون کرتے ہو کل ہم خود
بدیع الملک سے لڑینگے کہ آج رفیع البخت نے تمھارے ساتھ شہدپن کیا ہے اور نئی بات کی
ہے لیکن دیو جو اسکے ساتھ قاف سے آیا تھا اسنے جو ملال آلودہ دیکھا اپنے شہریار عالیوقار کو
تو اسنے کچھ کہا تو نہین لیکن یہ تصور کیا کہ ابھی تو چلکر اس رفیع البخت کو کھا لے یا تلنگین جیب کر
پھینک دے۔ یہ وہ دیو ہے کہ جسنے تمامی دیوان قاف کو اپنی ضرب سے اور زور سے عاجز کردیا تھا
ہے تو تاک مین رفیع البخت کے جاتا ہے ادھر نقابدارون نے طبل جنگ کو حکم دیا ہرکارون نے خبر
لشکرون مین پہونچائی طبل جنگ سب لشکرون مین بجنے لگا پھر تیاری صبح کو جنگ کی ہوگی ادھر
بادشاہ نے بعد دربار کے سبکو رخصت دی اور رفیع البخت سے فرمایا کہ کل تم مقابلہ مین اس
نقابدار کے نہ جانا۔ انھون نے عرض کیا کہ حکم شاہی بہت بجا ہے اسے مین منظور کرتا ہون لیکن اگر
اسنے میرا نام لیا تو نا بیدار دریا پیر کے لڑ لگا آپ سہراب بن رستم بولے کہ اگر اجازت ہو تو مین اس نقابدار سے
مقابلہ آپکے عوض کرون رفیع البخت نے کہا کہ بھائی مین ابھی زندہ ہون ہان میرے مارے جانے کے بعد جو
تمھارے مزاج مین آئے کرنا سہراب خاموش ہو رہے غرضکہ بادشاہ نے سب کو رخصت کیا اور آپ بھی
داخل محل ہوئے ادھر رفیع البخت اپنی بارگاہ کے قریب آچکے تھے کہ دیکھا کہ ایک دیو جو اپنے ہاتھ مین لیے ہوئے
سامنے آیا اور للکارا کہ او رفیع البخت کہان جاتا ہے کہ تونے میرے آقا کو ملال دیا ہے مین تجھے کھا لونگا یہ کہکر اسنے اس

علیحدہ ہوا اب جو دیکھا تو اُسی مقام پر بدیع الملک کھڑے ہوئے ہین اور گرد بھی نہ اُٹھنے پائی
سب لشکروں مین صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی اور سب نے کہا کہ جب تو پروردگار عالم نے انکو
صاحبقران کیا ہے ادھر صاحبقران نے فرمایا کہ اے نقابدار یہ تو ضرب زدنی ضرب مین نوش کن
ہمہ شادی از دل فراموش کن + اور یہ کہکر انھون نے بھی ایک گرز مارا نقابدار نے گرز کو گرز پر روکا
ایسا تڑاقا ہوا کہ پرند اور چرند اپنے اپنے آشیانوں کو چھوڑکر بھاگ گئے لیکن یہان یہ ستم
مرکب کی گرد سے نقابدار گرد برد ہوگیا تھا اور سب کی آنکھون سے پنہان ہوگیا اسوقت شاہزادہ
بدیع الملک نے لشکر نقابدار کی جانب کو دیکھکر کہا کہ مین افسوس کرتا ہون کہ آپ درپے میری
تحسین سے ہوکر آئے ہین اور نقابین چہروں پر ڈال لیے ہین یہ نہین ثابت ہوتا کہ کون ہے اب اسوقت
مجھی کو تو زیادہ نقابدار کا صدمہ ہے شہریار ایرج سے کہہ رہے تھے کہ اے والد ماجد اس نقابدار
کے مقابلہ مین میرا جی خود بخود سینہ مین بھر آتا ہے جب سے یہ تحقیق کر دین چھپا تعجب حال میرے دل کا ہے نہ معلوم اس
نقابدار کی محبت نے کہان سے مجھے اثر کیا ہے ادھر تو یہ باتین تھین کہ ادھر نقابدار یاقوت پوش کلاہ نے اپنے
عیار کو حکم دیا کہ جا کر غبار مین دیکھ کہ کیا حال نقابدار کا ہے پس ہشیار گرد غبار کے چیخ مار کر اندر گھسا تو دیکھا تو
نقابدار پسینہ پسینہ ہے اور دونوں ہاتھ سر سے بلند کیے ہوئے گرز ہاتھ مین لیے ہوئے اور آنکھین بند کیے
ہوئے کھڑا ہے عیار نے آواز دی کہ اے شہریار مزاج مبارک کیسا ہے انھون نے تیسری آواز پر آنکھ کھولی
اور فرمایا کہ اللہ اکبر یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ میرے سر پر گرا اور آسمان پھٹ پڑا۔ واقعی ہے کہ اولاد صاحبقران ایسی
ہین اور گھوڑے کو دیکھا کہ یہ مرکب لنگڑا ہوگیا پس یہ کود پڑے تو اُس غبار سے مثل شعلہ جوالہ
نکلے اور تلوار کھینچ کر چاہا کہ انکے مرکب کو بھی پئے کردون۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ الحمد للہ کہ تمکو
مین نے زندہ پایا مین شکر کرتا ہون۔ خدائے کریم کا یہ تمہارا پڑا اول جو تھا اسنے تمہارے سر
جھکایا دیکھو تو گھوڑے پر کون ہے اور پیدل کون ہے پس یہ کہکر گھوڑے پر سے آپ بھی کود پڑے کہ
یہ قریب آچکا تھا کہ اسنے وہی تلوار صاحبقران پر ماری انھون نے بند دست اسکا پکڑ لیا اور گریبان
مین اسکے ہاتھ ڈالدیا آمادہ یہ کشتی پاکر اسنے بھی تلوار کو پھینک دیا اب دامن ہمت کو گردان گردان کر
گرد سپر یہ ہتھیار رکھکر مشغول بہ کشتی ہے دونوں صاحب ہوئے لشکر نے جو یہ معرکہ دیکھا تو سب
سمٹ کر گردان پہلوانوں کے آگئے ہم و لگے تماشا دیکھنے ایک عجیب طرح کا کشتی کا بندھا ہوا تھا کہ جیسے دو
بجلیان کوندتی ہین یا دو بلبل ہین کہ گتھ گئے ہین یا دو فیل مست ہین کہ باہم ٹکرا رہے ہین غرضکہ جو پیچ
یہ باندھتے ہین وہ نقابدار اُسکو رد کر دیتا ہے اور جب نقابدار انکو اپنے پیچ مین اسیر کرتا ہے تو یہ اسطرح
نکلجاتے ہین کہ جیسے عینک سے نگاہ یا کمان سے تیر نکلتا ہے یہانتک کہ لڑتے لڑتے
یہ دن تمام ہوگیا اور شام ہوگئی طرفین سے انتظام روشنی اسیوقت ہوگیا رات کا دن ہوگیا تمام رات
کشتی رہی جب صبح ہوئی وہی زور و رونکا عالم تھا کسی مقام پر نقابدار قابو مین صاحبقران کے نہین
آتا تھا اور نہ نقابدار کے قابو مین صاحبقران آتے تھے یہانتک کہ لڑتے لڑتے وہ بھی دن تمام
ہوگیا اب سبکو یقین ہوا کہ پانچوین روز یہ کشتی فتح ہوگی لیکن اسی لڑائی مین پانچوان دن بھی
تمام ہوگیا اب تو لشکروں مین یہ کلام ہر شخص اپنی زبان پر لاتا تھا کہ یہ نقابدار صاف ہی ہے کہ دعوے
صاحبقرانی اسکا بجا ہے غرضکہ آج ساتوان روز ہے اور کوئی ہر چند بالی ہے کہ صاحبقران نے کہا کہ اگر تم لوگ کچھ
وعدہ کرو تو مین اس کشتی کا اختتام کرادون ہر شخص نے قبول کیا اور کہا کہ اچھا تو نقابدار سے ہم

گرے ہی پڑتے ہین تو فوا جسے ہم سب استقبالکر دینگے پس یہ سنکر خضران قریب بدیع الملک
کے آیا اور کہا کہ واہ صاحبقران کبھی نقابدار تین قدم آپ کو لیجاتا ہی اور کبھی چار پانچ قدم آپ ہٹا دیتے
ہین معلوم ہوتا ہی کہ اس نتیجی انجام مین کیا عجب ہی کہ ایک سال آپ تمام کرین دوسری بات یہ ہی کہ اسقدر
آپ لے چلے ہین کہ وہ زور تقسیم ہوگیا اور ابھی نقابدار ابلق پوش کہ جسکو دیکھو سے صاحبقرانی
ہی اس سے مقابلہ باقی ہی خدا آپکو کہین اس سے نجات دے پس یہ سنکر بدیع الملک نے
تو یہ خیال آیا کہ معلوم ہوتا ہی کہ اسنے کسی مقام پر زور میرا کم پایا ہی پس یہ سمجھکر دونون بازو نقابدار کے
پکڑکر اور سینہ مین دیکر ایسے لیکر چلے جہان اسنے لنگر قائم کیا وہین لنگر اسکا اکھاڑ دیا غرضکہ
ساتوین قدم پر جھٹکا مارا دونون گھٹنے زمین سے آشنا ہوتے تھے کہ پکڑکر مند پر کا پھیر جو نکہ
مارا تو دیکھا کہ بالا سے سر ایک شکل مثل گلگلا کے اسکے ہاتھ پر جگمگا رہا ہی سب نے آواز دی کہ سبحان اللہ
یہ زور صاحبقرانی ہی اور انھون نے چرخ دیکر چاہا تھا کہ زمین پر مارون کہ ایک نقابدار نے بڑھکر
آواز دی کہ اے بدیع الملک جسکو سر سے بلند کرتے ہین اسکو خاک مذلت پر نہین گراتے ہین یہ
کوئی غیر نہین ہی جو حکم ہو وہ یہ ہی اور آپس مین آزمایش زور و طاقت سبھی نے کی ہی اگر اسنے تم سے مقابلہ
کیا تو کوئی نئی بات نہین کی یہ تو امیر اول کے زمانے سے ہوتی چلی آئی ہی جو آیا وہ دعوی دار
صاحبقرانی ہوکر آیا قاسم نے مقابلہ کیا علم شاہ لڑے تمھارے دادا بدیع الزمان نے مقابلہ کیا خود تم نے بھی
آزمایش زور و طاقت کی یہ سنکر بدیع الملک نے آہستہ سے نقاب چہرہ پر سے دور کی اور زمین
پر چھوڑ دیا دیکھا کہ اک نوجوان سبزہ آغاز چہرہ مانند ماہ شب چاردہ کے ریش و مونچھ گیسوان قابلی
چہرہ پر بل کھا رہے ہین خال و خط ابراہیمی نمودار ہین چہرہ پر آثار شرمندگی کہ مین نے کیون اپنے
ہمامی سے مقابلہ کیا جو زیر ہوا بدیع الملک حیران تھے کہ یہ کسکی آنکھون کا تارا کسکا آرام جان ہی
کہ نقابدار سیاہ پوش نے آواز دی اے شہریار بڑھو اور اپنے فرزند کو پہچانو کہ سکندر رستم
یہی ہی یہ تمھارے فراق مین فقیر بنکر بارہ برس کے سن مین نکلا تھا اسنے اسی فقیری سے یہ
شان و شوکت شاہانہ پیدا کی خدا کا شکر بجا لاؤ یہ سنکر کہ یہ شہریار کا لخت جگر امیر ثانی کا نواسہ ہی
بدیع الملک نے بھی شفقت بزرگانہ کی سکندر رستم کو کلیجے سے لگایا تمام عزیزان دوڑ پڑے
شہریار نے فرزند کو گلے سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا رستم ثانی نے مثل سہراب کے سکندر پر
دست شفقت پھیرا ایرج نے پوتے کو پیار کیا پھر تو سبھی نے سکندر کو گلے سے لگایا یہان تو
خوشی ہو رہی تھی بدیع الملک نے بڑھکر نقابدار سیہ پوش سے مصافحہ کیا اور عرض کیا کہ اب
آپ بھی اس حجاب کو اپنے اور میرے درمیان سے دور کر دیجیے کہ آپ سے بوے بزرگی آتی ہی
دل میرا بیتاب ہی مجھے شبہ صاحبقران اول کا ہوتا ہی یہ سنکر نقابدار کلان پہلے نقابدار سیہ پوش
نے نقاب چہرہ سے دور کی اور کہا اے فرزند امیر اول تو نہین مگر ہان انکا غلام ہون سلیمان اعظم
میرا نام ہی پس صورت سلیمان اعظم کی دیکھکر بدیع الملک لپٹ گئے اور زار زار مثل ابر نوبہار کے
رونے لگے اور کہنے لگے کہ آپ نے بڑے دادا صاحب کو یاد دلا دیا۔ نورالدہر نے جو سلیمان اعظم
کو دیکھا یہ بھی دوڑ کر گلے سے لپٹے اور کہا کہ چچا صاحب مزاج مبارک کیسا ہی اب اسطرف سب
متوجہ ہوئے جو سکندر سے مل چکا تھا وہ سلیمان اعظم کی طرف آتا تھا لیکن ایک نقابدار سرخ پوش
کی نقاب ابھی باقی تھی سلیمان اعظم نے میٹھا کر آواز دی کہ اے سلیمان کوچک تم کیون اسقدر

چھپائے کھڑے ہو سارا پردہ سکندر کی ہمراہی کا تھا اب وقت نقاب کا گزر گیا چہرہ اپنا دکھاؤ دوست
ثابت سے ملو یہ سنکر سلیمان کوہ جاک نے بھی نقاب اپنے چہرہ سے دور کی اور سب عزیزون سے
مدت کے بعد ملے نقارہ شادمانی بجنے لگے بدیع الملک سب کو ساتھ لیے ہوئے داخل بارگاہ سلیمانی
ہوئے تمام سردار اپنے اپنے دنگلو پر بیٹھے دنگل علمشاہ رومی اور دنگل شاہزادہ خاور
سیاہ ملک قاسم حیدر بہت سے غاشیہ پڑا ہوا تھا حسب تجویز صاحبقران دونون دنگلون پر
سے غاشیے ہٹائے گئے دنگل علمشاہ رومی رستم داستان شاہزادہ سکندر رستم خو کو عنایت
ہوا اور دنگل شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم سہراب بن رستم کو عنایت ہوا ان دونون شاہزادون
نے بادشاہ اور صاحبقران کو نذرین دین رفیع البخت کو دنگل بدیع الزمان کا مرحمت ہوا۔ آج
عجب طرح کا ہنگامہ مسرت اس بارگاہ میں تھا شہریار کیو سے نہ سماتا تھا کہ خدا نے مجھے ایسا
فرزند عنایت کیا جو میرے جد امجد رستم پر دستان کا قائم مقام ہوا جب دوسرا روز ہوا تو شاہزادہ
بدیع الملک خیمہ میں سلیمان اعظم کے گئے اور بعد مزاج پرسی عرض کیا کہ میں آپکے چہرہ پر آثار
حزن وملال دیکھتا ہون اسکا کیا سبب ہے اور ہمراہ سکندر رستم ہوکے نقابدار بنکر آنے کا کیا سبب
ہوا سلیمان اعظم نے یہ سنکر آہ سرد کھینچی اور آنکھون سے آنسو جاری ہوئے اگرچہ بدیع الملک
ابھی تک سلیمان اعظم کے رنج وملال سے بیخبر تھے مگر انپر بھی ایسا اثر ہوا کہ بے اختیار ہو کر رونے لگے
جب گریہ وزاری کم ہوئی تو سلیمان اعظم نے فرمایا کہ میں مفصل اپنے تمام عزیزون کی سامنے بیان
کرونگا تم بارگاہ میں چلو میں بھی آتا ہون یہ سنکر صاحبقران سلیمان اعظم سے رخصت ہو کر بارگاہ
سلیمانی میں تشریف لائے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز تھے سردار حاضر ہوتے جاتے تھے
اور اپنے دنگل پر بیٹھتے جاتے تھے یہانتک کہ سارا دربار سردارون سے مملو ہو گیا آخر میں
سلیمان اعظم اور سلیمان کوہ جاک تشریف لائے سب انکی تعظیم کو اٹھے بادشاہ نے قریب اپنے جگہ
دی صاحبقران نے کہا کہ اب کیفیت قاف کی مفصل بیان فرمائیے۔ یہ سنکر سلیمان اعظم نے
رقت کو فرو کر کے ارشاد کیا کہ اے فرزند قاف کا حال کیا پوچھتے ہو سارا قاف خدا پرستون سے
صاف ہو گیا ایسی ہوائے خزان چلی جسنے گلستان ارم کو صحرا بنا دیا گردش گردون سفلہ پرور نے
ایسا انقلاب دکھایا کہ رئیسان قاف زیر زمین پنہان ہو گئے اور ابلیس پرستون کا دور دورہ ہو گیا
خدا پرست خدا کے پاس چلے گئے اگرچہ اس پر آشوب زمانے میں یہ رستم زمان یعنی سکندر رستم خو
نے ان سرکشان قاف کو مارا ہے اور پست کیا ہے کہ ابلیس پرستون کے جی چھوٹ گئے ہیں حوصلے سب
پست ہو گئے طلسم نیرنگ قاف کو فتح کیا ایک ہو نیرنگ قاف میں موجود ہے اور یہ جو پریزاد لعبہ
سپہ سالاری سکندر کے ہمراہ ہے نام اسکا منظر پریزاد ہے یہ سالہ ہے سکندر کا بعد اسکے تمام نیرنگ قاف
کو اس فرزند نے فتح کیا دیو سپید اور دیو تہمتن گرززن کو اپنا مطیع کیا جسکا چہل من سوسن کا گرز تھا
لیکن شاہی قسمت کی کم ہوئی اسی نیرنگ قاف کی لڑائی میں سیاہ ملک سیاہ قبا مارے گئے
ارشیبون پریزاد فرہاد خان باختری گرمنگ بن لندھور سب مارے گئے انجام میں اسی فرزند کی بدولت
سے فتح حاصل ہوئی پھر کوہ [illegible] میں جبکہ تمام رئیسان قاف جمع تھے دیو
آتشباز نے آکر [illegible] دونون فرزند سہراب کے دارا ب اعظم اور سکندر اعظم ساتھ
ساتھ [illegible] سون مین ایسے لڑے کہ [illegible] ہوئے پھر تو دیون

تمام میلے کو پامال کر دیا صدف پریزاد اور بہار پری اور ہمشیرہ ہماری ملکہ عادل قاف قریب سلطان
اور والدہ ماجدہ اور اسیطرح کل زنیسان قاف عورت اور مرد نشانہ سنگ حوادث ہو گئے ۔ دیو
آتشیار نے ایسی سنگ باری کی کہ سبکو بستر مرگ پر سلا دیا آخر میں اسی فرزند نے اُس دیو بدکار
کو مارا اور مقبرہ جناب سلیمان کو دست بدعت سے اُس دیو کے بچایا تمام قاف ویران ہو گیا
وہاں سے ہم لوگوں نے رخ گلستان ارم کا کیا لاشیں دفن کرتے کرتے کمر جھک گئی قاف کو
خدا کے سپرد کرکے اس فرزند کے ہمراہ پردہ دنیا کا رخ کیا کہ تم سبکو بھی دیکھ لیں تو خانہ کعبہ چلے جائیں
یہ کہکر سلیمان اعظم چیخیں مار مار کر رونے لگے تمام دربار میں سناٹا پڑگیا کل عزیزان صاحبقران
اشک برسا رہے تھے کہ آسمان پری سب کی بزرگ تھی اور سلیمان اعظم نے کچھ اشعار عبرت آگین
پڑھ پڑھ کر زخمہا سے تازہ پر اور نمک پاشی کرنا شروع کی۔ اشعار ۔ اندنوں فصل خزاں تھی جو
گیا گلشن میں + سمجھے جہاں گل وہیں دیکھا تو ہیں اب خار فقط + سبزہ شاداب شجر ہیں نہ وہ
شاخیں پر بار + ٹنڈ سوکھے ہوئے استادہ ہیں دو چار فقط + ٹھنڈی ٹھنڈی نہ ہوا ہیں
ہیں نہ وہ فرحت ہی + لو کے اب جھونکے وہاں چلتے ہیں ہر بار فقط + چھوٹا کرتے تھے شب و روز
جہاں فوارے + اب رواں ہوتے ہیں واں آنسوں کے تار فقط + ہیں نہ جھرمٹ وہ حسینوں
کے نہ وہ خندہ گل + بوم بیٹھے ہوئے انجا ہیں دو چار فقط + برگ گل بھی نہ پڑا رہنے جہاں
پاتا تھا + اب جو دیکھا تو ہی انبار خس و خار فقط + عندلیب چارہ شغالوں نے کیے ہیں مسکن
شہ نشینوں پر نظر آتے ہیں کیچڑ خار فقط + میں نے چاہا کہ یہ احوال کسی سے پوچھوں + کوئی آیا نہ نظر
لائق گفتار فقط + غور سے جبکہ نگہ کی تو یہ دیکھا میں نے + ہیں نمایاں وہیں قبروں کے کچھ آثار
فقط + شمع مرقد ہی نہ گل ہی نہ کوئی فاتحہ خوان + حسرت و یاس ہی بس مونس و غمخوار فقط +
خوش مزاجی کی نہ وہ باتیں نہ وہ ناز و ادا + حال میں اپنے ہر اک اب ہی گرفتار فقط + فاختہ
و کے رہی ہی اپنی زبان میں یہ صدا + چشم عبرت سے یہ دیکھیں اولی الابصار فقط + جا
فانی ہی یہ اسپر نہ بھروسا رکھیں + رہو اسے غافلو انجام سے ہشیار فقط + حال یہ دیکھکر
جب میں وہاں نکلا بالکل + دل سے کہتا ہوا چلتا ہی آ چار فقط + کیوں ولا دیکھ لیا یاں کا تماشا
تو نے + درحقیقت ہوس دنیا ہی بیکار فقط + تیری رونی تو نے یہ تحزن کو دکھائی کیا خوب + تیری
نیرنگی ہی سبب چرخ ستمگار فقط + ان اشعار عبرت آثار نے آتش اشتعالہ پر روغن کا کام کیا
شعلہ ہائے غم اور بھڑک اٹھے کچھ دیر کے بعد رقت موقوف ہوئی اب ملیح الملک نے داستان
پر پہونچکر اپنی تباہی کا حال بیان کیا بارگاہ سلیمانی بزم ماتم ہو گئی جب کبھی سردار عزیزان
صاحبقران سے آکر شریک بارگاہ ہوتا تھا تو جشن خوشی منعقد کیا جاتا تھا سکندر ایسے ستم فوکا آیا
اور یہ سناٹا گر ایسے وقت میں آنا ہوا جبکہ دل سب کے دردمند ہو رہے تھے یہ تمام خبریں لقا
ابلق سوار کو بھی پہونچیں لقا بادار بھی اپنے اپنے مقام پر محزون و غمناک بیٹھے رہے دل میں کہتے
تھے کہ ہم اپنی مصیبت کس سے کہیں ہم سب سے زیادہ دردمند ہیں مگر افسوس کہ اس غم و الم
کی حالت میں چھیڑ چھاڑ اچھی نہیں اور دم کے دم میں دم الجھتا ہے کسیطرح ان لوگوں کو اپنے
عزیزوں کے غم سے فی الجملہ سکون ہو تو نامہ بھیجوں تیسرے روز ملقیس بن قمہوریہ لقا
گلابی پوش نے کہا کہ یہ تو دنیا میں ہوتا ہی رہتا ہے آپ جس کام کے لیے آئے ہیں اسکا سلسلہ

آغاز کیجیے یعنی نامہ بھیج دیجیے۔ بدیع الملک اگر تالیے ہوئے ہین عجب نہین ہے کہ بے لڑے بھڑے
ہمارے صاحبقرانی آپ کے سپرد کر کے چلے جائین نقابدار ابلق سوار نے فرمایا کہ مجھے یہ بھی منظور
نہین کہ مین بغیر آزمائش ہمارے صاحبقرانی لے لون مگر نامہ لکھتا ہون دیکھیے کیا جواب آتا ہے یہ
فرما کر نامہ اپنے ہاتھ سے تحریر کیا اور خود ہی شاہزادہ داراب ثانی نقابدار نیلی پوش کے سپرد کیا
کہ یہ ذرا سلیم الطبع اور متحمل مزاج ہین اور کہا کہ آپ جا کر جواب نامہ کا صاحبقران سے لے آئیے
اور کسی طرح کی زیادتی نہ کیجیے گا نامہ جس صورت سے طلب کرین دیجیے گا سارا اعزاز مقابلہ کے
وقت معلوم ہو جائیگا ظاہری تعظیم و تواضع سے کوئی فائدہ نہین یہ سُنکر داراب ثانی نے
نامہ سر سے باندھا اور تیاری چلنے کی کر دی۔ یہ تو آج کے دوسرے روز نامہ لیکر روانہ ہونگے اور ذکر
نامہ داری کا پھر کیا جائیگا۔ اول کچھ حال بزم صاحبقران کا سنیے کہ جسوقت گریہ وزاری موقوف
ہوئی تو بدیع الملک نے سلیمان اعظم سے کہا کہ کیا کہون مجبور ہون کہ اب میرا دل دنیا سے
خود ہی کھٹا ہوا ہے اور چاہتا ہون کہ جا کر کفرستان احد سے عوض خون امیر اول کا لون مجھے
ایک ایک دم شمشیر سے کم نہین ہے ورنہ مین خود آپکے ہمراہ چلکر قاف کو پھر سے اسلام آباد کرتا
اور اولاد حضرت سلیمان کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر سلطنت پر بٹھاتا تمام ملک خدا پرستون سے آباد کرتا
خیر مین تو مجبور ہون مگر آپ بڑے فرزند صاحبقران اول کے ہین بجاے صاحبقران ہین آپکو
چاہیے کہ پہلے قاف کو آباد کر لیجیے پھر ارادہ خانہ کعبہ جانے کا کیجیے ایرج نوجوان سلیمان اعظم کی
طرف مخاطب ہو کر کہا کہ جب مین نے طلسم لالہ زار سلیمانی کو فتح کیا تھا اسوقت سلیمان صاحبقران اول
سے ملاقات ہوئی تھی اور پھر دنیا پر بعد مقابلہ بدیع الملک صاحبقران وقت کے امیر ثانی نے آنکو
صاحبقران ثانی کرا دیا تھا وہ کہان ہین کہ قاف کی بربادی ہوگئی اور انھون نے کچھ خبر نہ لی
سلیمان اعظم نے کہا کہ وہ شہر سلطانیہ مین تھے۔ وہ علیل تھے اسوجہ سے وہ آ نہ سکے بلکہ اُسی
علالت مین سرکشون نے انکو بھی دبا کر تنگ کیا تھا مگر خدا نے انکی حفاظت کی۔ ایرج
نے کہا کہ آپ یہان سے پہلے شہر سلطانیہ مین تشریف لیجائیے اور وہان سے سلیمان صاحبقران
کو اپنے ساتھ لیکر قاف کو مسخر کر کے اسلام آباد کیجیے اور انھین کہیے کہ اب تم گلستان ارم مین
قیام اختیار کرو اُسکے بعد زیارت خانہ کعبہ کا کیجیے تو مناسب ہے سلیمان اعظم نے فرمایا کہ اے ایرج
نوجوان اگر اب بھی دشمن اُنکے علیل ہونے یا خدا نکردہ کوئی افتاد پیش آئی تو کیا ہوگا مثل
مشہور ہے کہ سو رہان چنا بھاڑ نہین پھوڑتا ہے اکیلا آدمی کیا کر سکتا ہے یہان کی صاحبقرانی مین
کتنے معین مددگار موجود ہین جسوقت صاحبقران زخمی ہوتے ہین یا کوئی اور مصیبت پیش آتی
ہے جس سے لائق مقابلہ نہین ہوتے تو اور لوگ مقابلہ کرتے ہین اسیطرح اگر چند سردار یہان سے
بھی میرے ساتھ چلین تو یہ مرحلہ سر ہو سکتا ہے ورنہ غیر ممکن ہے۔ اور اے بدیع الملک مناسب
تو یہی ہے کہ تم چلو اور ساتھ تمھارے نورالدہر بھی ہون کہ انکی سسرال بھی وہان ہے چلکر اپنے خسر
کے گھر کی شاہی کو مٹائین کوہ مرواریہ کو آباد کرین تم لوگون کے نہ ہونے سے یہان کوئی حرج
نہین ہے اسلیے کہ سکندر سیار سیم دقت سہراب ساتھن زادہ فتح البخت سا تمھارا جانشین موجود ہے
یہان اگر کوئی کافر سرکشی کریگا تو اُسکے صاحبقران وقت اسکی سرکوبی کو موجود ہین یہ سنکر بدیع الملک
نے فرمایا کہ اچھا ابھی آپ قیام فرمائین اور استراحت کرین سردست نقابدار ابلق سوار ابلق پوش سے

جو اسکے محکوم ہین طرح پیغمبری تقسیم کرکے اپنا پیغمبر اور مرسل قرار دیا ہی تاکہ وہ بزور و ظلم مذہب سارق
پرستی کو رواج دین اور پیغمبر ملکون مین جا جا کر وعظ و پند کرتے رہین اور مثل شیاطین کے بہکاتے
پھرتے رہین ورنہ پیغمبر زمانہ لقا سے بے لقا کے حالات زیادہ خلائق ہین اسوجہ سے سارق نے
بڑے بڑے بند و بست کیے ہین کہ حال آنکا بروقت لشکر کشی اہل اسلام بیان کیا جائیگا لیکن اول
حال دریا موج جادو کا سنیے کہ یہ بھی طلب کیا گیا تھا اپنے ملک سے ملک باختر کو جا رہا تھا
راستے مین اسنے برجلیس آفتاب پرست پر اہل اسلام کی چڑھائی دیکھی پس اسنے چاہا کہ برجلیس کی
طرف سے لڑنے کا قصد کیا مگر اپنے سحر سے اجازت چاہی تو پیرون نے اسکے اسکو منع کیا پس دریا موج
جادو نے برجلیس آفتاب پرست کو اٹھا لیا اور اسکو لیے ہوئے ملک باختر مین آیا سارق بن لقا
ملعون بالاے قطول بیٹھا ہوا تھا کہ دفعتًا آسمان سے ایک ابر دریا موج نظر آیا یہ معلوم ہوتا تھا
کہ بالاے ہوا دریا موجین مارتا ہوا اچھلا آتا ہی یہانتک کہ آتے آتے وہ دریا کے مواج سامنے
قطول سارق بن لقا کے قائم ہوا اور اس دریا مین سے ایک ساحر نمودار ہوا ساتھ اسکے اور بھی
ایک بادشاہ عظیم آدمی تھا سارق بن لقا نے پوچھا کہ تو کون ہی۔ دریا موج جادو نے اپنا نام بتایا
سارق نے کہا کہ تجھکو آنے مین بہت دیر ہوئی دریا موج جادو نے عرض کی کہ مین بیابان گرد باد
کی طرف سے آیا وہان اہل اسلام سے آفتاب پرست برسر مقابلہ تھے آفتاب پرستون نے شکست
کھائی یہ بادشاہ انکا آفتاب پرستان ہی یہ بھی اسیر ہوا چاہتا تھا مین اسے لیکر ادھر نکل آیا۔ اسی
الجھاوے کے سبب سے بحضور فیض گنجور حاضر ہونے مین دیر ہوئی۔ سارق نے برجلیس آفتاب پرست
سے مخاطب ہو کر کہا کہ کیون اسے بندہ بیوقوف تجھے کس نے آفتاب کو خداوند کہلوایا اور آفتاب کو سجدہ کیا
تو یہ تیری سمجھ مین نہ آیا کہ آفتاب کیا ہی ایک ذرہ خاک خدا تو تیرا ہی اسی کی یہ سزا تجھے دیگئی کہ تو نے
خدا پرستون کے ہاتھ سے شکست کھائی اور اس ذلت و خواری کو پہونچا اگر تو اپنے خیالات
قدیم سے باز آ اور اپنے خداوند حقیقی کو پہچان تو مین تجھے اسی مرتبہ اعلیٰ کو پہونچا دون۔ برجلیس
آفتاب پرست بے دست و پا ہو چکا تھا بغیر اطاعت کے چارہ کار ہی نہ تھا عرض کیا کہ یا خداوند بیشک
مجھ سے قصور ہوا اور مین واقف نہ تھا ورنہ ایسی خطا نہوتی امیدوار معافی ہون اب جو ارشاد خداوندی
ہوگا اسے بسر و چشم بجالاؤنگا پس یہ سنکر سارق بن لقا نے برجلیس کو خلعت دیا اور کہا کہ تجھے
بھی اپنا پیغمبر بناؤنگا چندے قیام کر کہ سامان پیغمبری تیرے واسطے فراہم ہولے برجلیس نے
خلعت پہنکر سلام کیا اور عرض کی کہ اگر مناسب ہو تو مجھے قلعہ آفتاب نما کی طرف جانے کی اجازت
دیجیے کہ مین وہان بھی آپکی خداوندی کا اقرار پھیلا دون وہ میرا ملک ہی اور وہان سب میرے
مطیع ہین میرے خلاف حکم ہرگز نہ کرینگے۔ یہ سنکر سارق بن لقا نے کہا کہ آج کے تیسرے روز مین
تمکو قلعہ آفتاب نما کی طرف بطرز پیغمبری دیکر روانہ کرونگا اور برجلیس کے قیام کے لیے ایک جاے
نفیس عنایت ہوئی کچھ خادم و خدمتگار متعین ہوگئے اور دریا موج جادو کو حکم ہوا کہ تو اسکی حفاظت
کر جسوقت برجلیس آفتاب پرست اپنے مقام پر گیا تو ارژنگ بن زہرہ اور چیتر ناگ بن زمرد نے
سارق سے کہا کہ بھی برجلیس کی ملکہ ثریا سے سیمتن نہایت حسینہ و جمیلہ تھی لیکن دریا مین
ڈوب کر مر گئی اور اسنے مواصلت میری قبول نہ کی آپ اسے پھر سے زندہ کر دیجیے کہ بغیر
ثریا سے سیمتن کے میری زندگی دشوار ہی۔ یہ سنکر سارق بن لقا نے کہا کہ اچھا نہ گھبراؤ قدرت

اُسے زندہ کر دینگے اور ایکی اُسکا دل ایسا بنا دینگے کہ وہ تمہاری محبت کا دم بھریگی۔ ارژنگ نے
کہا پھر وہ روز سعید کب آئیگا یہاں تو ایک ایک ساعت ایک ایک سال کے برابر ہی۔ سارق نے
کہا جس روز برجلیس آفتاب پرست یہاں سے روانہ ہوگا اس روز میں ثریا سیتمن کو
پیدا کرونگا اسلیے کہ اگر اسکے سامنے اسکی بہن کو ملک عدم سے بلاؤنگا تو وہ کہیگا کہ میرے حوالے
کرو وہ بھی بندہ ہی اسکی خاطر واجب ہو جائیگی اس سے دو روز اور صبر کرو یہ سنکر ارژنگ بن
زمرد خاموش ہو رہا جب تیسرا دن ہوا تو برجلیس رخصت طلب ہوا۔ سارق بن لقا نے کہا
کہ اے برجلیس دیکھو رحمت خداوندی کو کہ تمنے اپنی بہن کو بخوشی ہمارے حوالے نہ کیا اور نبیرۂ
قدرت یعنی ارژنگ بن زمرد ثانی کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کیا تو ہمنے بھی اُسے لب دریا پر
غرق دریا کرکے اپنے بہشت میں بلاکر حور بنا دیا اور تمہاری اُس بدسلوکی کا کچھ خیال نکرکے تمکو
پناہ دی اور عزت بخشی برجلیس آفتاب پرست نے کہا کہ ما بد کنیم و تو بد مکافات دہی
پس فرق میان من و تو چیست بگو۔ بیشک میں قصوروار ہوں مگر اتنا امیدوار ہوں کہ اگر آپکی چشم
کرم میرے حال پر ہوئی ہی تو چاہتا ہوں کہ ایک نظر مجکو بھی میری بہن کو دکھا دیجیے سارق بن
لقا ملعون نے کہا کہ کیا مضائقہ ہی اگر تمہارے پاس کوئی تصویر ثریا سیتمن کی ہو تو مجھے دو کہ
میں کسیکو دیدوں وہ پہچان کر اور تصویر سے مطابق کرکے اُسے بہشت سے ڈھونڈھ لائے
چونکہ برجلیس آفتاب پرست ثریا سیتمن کو بہت دوست رکھتا تھا مختلف لباس و وضع کی تصویریں
اسنے کھنچوالی تھیں ایک دو تصویریں ہر وقت برجلیس کے پاس رہتی تھیں برجلیس نے اک تصویر
نکالکر سارق کو دی سارق نے وہ تصویر مہتر ضحاک عیار کو دی اور کہا کہ جاکر غلمان جادو کو دیدے
کہ اس صورت کی عورت کو جاکر کھینچ لے غلمان جادو کا کام یہی ہی کہ وہ دروازۂ بہشت پر بیٹھا رہتا ہی
جو تصویر سارق اُسکے پاس بھیجتا ہی وہ غازۂ سحر ملکر اسی صورت پر کسی عورت کو بناکر بھیجدیتا ہی چنانچہ
مہتر ضحاک عیار نے وہ تصویر ثریا سیتمن کی لیجاکر غلمان جادو کو دی غلمان جادو اندر بہشت
سارق کے گیا وہاں سے اک کنیز کو سکھا پڑھا کر صورت اُسکی غازۂ سحر ملکر تصویر پر ثریا سیتمن سے
مشابہ بنائی اور لاکر مہتر ضحاک کے حوالے کیا مہتر ضحاک نے ثریا سیتمن نقلی کو محافہ میں بٹھا
کیا اور لیے ہوئے پاس سارق بن لقا کے آیا۔ سارق نے برجلیس سے کہا کہ پردہ ہٹا کر پہچانو کہ
تمہاری بہن ہی یا اور کوئی ہی۔ برجلیس نے اُٹھکر پردہ محافہ کا اپنے ہاتھ سے اُٹھا دیکھا تو واقعی
میں ثریا سیتمن بیٹھی ہی بس اسنے بہن سمجھکر اُسکو گلے سے لگایا اور بہت رویا اور پلٹ کر سارق
کو سجدہ کیا اور کہا کہ بیشک آپ خداوند برحق ہیں اور تمام اہل دربار جسمیں ستر سو پہلوان نامی بیٹھے
تھے جھومنے اور واہ واہ کرنے لگے اور ارژنگ بن زمرد بھی نہایت خوش ہوا۔ سارق نے برجلیس
آفتاب پرست سے کہا کہ اب آج تم اپنے ملک کو نجاؤ بلکہ مجھسے روپیہ لو اور سامان شادی کا کرکے
بخوشی اپنی بہن کی شادی نبیرۂ قدرت کے ساتھ کردو اسکے بعد میں تمکو خلعت پیغمبری دیکر رخصت
کرونگا۔ برجلیس نے بخوشی اس بات کو قبول کیا اور کہا کہ مجھے اب کسی بات کے قبول کرنے میں
کبھی عذر و انکار نہوگا میں جان چکا کہ اب خداوند برحق ہیں سارق بن لقا نے اُسیوقت برجلیس آفتاب
پرست کو قلعہ طاؤسیہ میں بھجوا دیا اور چالیس ہزار سوار برائے حفاظت بھیجے اور بہت سے
زر و جواہر واسطے سامان عروسی کے برجلیس آفتاب پرست کو بھجوا دیا اور ارژنگ کی طرف سے

یہاں تو محفل رقص و سرود آراستہ تھی اور وہاں رسوم شادی ادا ہو رہے تھے قریب شام برات قلعہ سے
رخصت ہو کر گلستان باختر میں آئی۔ ارژنگ خوشی خوشی عروس کو لیکر داخل محل ہوا۔ براتی رخصت ہوکے
اسی شب ساریق بن لقا نے جبرئیل آفتاب پرست کو کچھ ساحر اور کچھ پہلوان ساتھ کر کے اور پیغمبر اپنا
مقرر کر کے طرف قلعہ آفتاب نگار کے روانہ کیا۔ جبرئیل تو طرۂ پیغمبری لیکر اُس طرف چلتا ہے کہ اسکا حال
پھر بیان ہوگا اول حال ارژنگ بن زمرد کا سنیے کہ یہ رات کو وصل عروس سے کامیاب
ہوا جب صبح ہوئی اور صورت عروس کی دیکھی تو ہیئت بدلی ہوئی پائی حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہے
دوڑا ہوا خدمت میں ساریق بن لقا کے آیا عرض کی یا خداوند شب کو نیا معرکہ گزرا کہ میں وصل
عروس سے کامیاب ہوا اُس وقت تک صورت عروس کی ویسی ہی تھی اس وقت ہیئت بدل گئی۔
ساریق بن لقا بھی حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہے اُسنے مہتر ضحاک کو طلب کیا اور غلمان جادو پاس
کہلا بھیجا کہ یہ کیا سبب ہوا کہ ہیئت بدل گئی کیا سحر خام تمنے کیا تھا مہتر ضحاک پاس غلمان جادو
کے گیا وہاں دیکھا تو غلمان جادو اپنے عہدے کے موافق دروازہ بہشت پر نہیں ہے ضحاک نے
دریافت کیا معلوم ہوا کہ آج غلمان جادو اپنے مکان پر گیا ہے مہتر ضحاک وہاں سے غلمان جادو
کے مکان پر گیا وہاں رونا پیٹنا مچا ہوا تھا گھر سے غلمان جادو کے آواز گریہ آرہی تھی مہتر ضحاک
نے دریافت کیا کہ کیا ہوا۔ ایک دایہ نے غلمان جادو کے گھر سے نکلکر بیان کیا کہ بی بی نے غلمان
جادو کے اُسے کھانے میں زہر دیدیا بہت دنوں سے آپس میں لڑائی رہتی تھی عورت کی آواز کی
مرد کی جان لیتی ہے یہ بیوقوف اُس سے دست بردار نہوا آخر اپنی جان دی مہتر ضحاک نے آکر یہ
کیفیت چپکے سے ساریق کے کان میں بیان کی اور عرض کیا کہ یا خداوند غلمان جادو کے مرنے
سے اثر سحر باطل ہو گیا اور یہ عورت جسکو غلمان جادو نے ثریا سے ستم تن بنا دیا تھا اپنی ہیئت
اصلی پر آگئی ساریق بن لقا نے اسی وقت ایک فرمان بنام رضوان جادو تحریر کیا کہ تمکو تمہارے
بھائی کا عہدہ سپرد کیا گیا۔ مہتر ضحاک نے یہ فرمان رضوان جادو کو دیا رضوان جادو دروازۂ
بہشت پر متعین ہوا اور پھر اس نازنین کو نیا دہ سحر کر کے ثریا سے ستم تن کی صورت بنا دیا ساریق
بن لقا نے ارژنگ کو سمجھا دیا کہ اب ضرورت اسکی تبدیل نہوگی اطمینان رکھو اتنے میں خبر
ہرکاروں کی آئی اور عرض کی کہ پشتہ سرستان سے عنبر یاسر دیوانہ چالیس ہزار دیوان
حسب الطلب حاضر ہوتا ہے سات سات سو من کا گرز باندھتا ہے ساریق بن لقا نے
سرداروں کو واسطے استقبال کے روانہ کیا لوگ گئے اور نہایت عزت سے ساتھ عنبر یاسر دیوانہ
کو لیکر آئے۔ ساریق کی طرف سے سامان دعوت مہیا ہوا اب ایسا دیو ستر سو [illegible]
ایک رستم وقت و بہرام روزگار تھا جمع ہو گئے تھے ساریق نشہ میں پہلوانوں کی طرف دیکھا
اور نشہ غرور میں پکارا کہ جو سامان خداوندی میں نے فراہم کیا ہے کبھی کسی کو نصیب نہ ہوا ہوگا
اگر چاہوں اور اشارہ کر دوں تو طبقہ زمین کو لپیٹ دوں [illegible] ستونوں کو اکھاڑ دوں طاقت پر [illegible]
تو میرے یہاں ایسے ایسے پہلوان ہیں کہ جنکے ڈر سے بہرام [illegible] کو زمین [illegible]
جہان فانی سے بھاگ گیا۔ اس وقت صحبت میں [illegible] موجود تھا اسنے کہا یا خداوند
اگرچہ آپ نے اس زمانے میں ایسا ہی سامان فراہم کیا ہے کہ کسی کے پاس نہ ہوگا لیکن پہلے کے
خداوند کا سامان بھی کچھ کم نہیں تھا ایسے ایسے ساحر تھے جنکا مثل دنیا میں نہ تھا اور سلیمان سحر سے

تاواقف تھے مگر انکے ساتھ عیار وہ بلا سے بد زبان ہیں کہ پورے عظلیا بادکو شادیا جسمین سب
ساحر ہی ساحر بستے تھے پہلوانان خداوند کو سرداران حمزہ نے زیر کرکے مطیع کیا جو اپنے تھے
وہ بیگانے ہوگئے جو پسینے پر لہو گرا دیتے تھے وہ اپنے ہی لہو کے پیاسے ہوگئے اور عیاروں کی
بھی ایک نہ چلی عیار حمزہ نے خداوند کی داڑھی مونڈی نتیجہ یہ ہوا کہ خداوند کو بھاگتے رستہ نہ ملا
اور خداوند میں بوم کی خاصیت پیدا ہوگئی کہ جہاں بھاگ کے گئے اور جسنے دامن پناہ کا دیا وہ بھی
تباہ و برباد ہوگیا آپ بھی ان سرداروں اور ساحروں پر نہ بھولیے کہ یہ لوگ سرداران حمزہ ثالث سے
مقابلہ کرنے کے قابل نہیں ہیں یہ سنکر سارق بن لقا کو بہت ناگوار ہوا اور سرداران سارق بھی
بہت بگڑے کہ اسنے ہمکو ایسا بیوقوف سمجھ لیا ہے مگر ایک دیوانہ کہ ابھی نیا نیا آیا ہوا تھا اسنے کہاکہ
اگر مجھکو بھیجیے تو ایک میں اکیلا خدا پرستوں کے استیصال کے واسطے کافی ہوں سنجرگان نے
کہاکہ یا خداوند بہتر یہ ہو کہ آپ یہاں سے چند مصوروں کو بھیجکر تصویریں خدا پرستوں کی طلب کیجیے
اور انسے کہہ دیجیے کہ جس پہلوان کی تصویر کھینچیں اسکے آلات حرب کا وزن بھی تحریر کرتے لائیں
اسوقت ان لوگوں کی آنکھیں کھلینگی کہ وہ کیسے زبردست ہیں اور کتنے ثقیل حربے باندھتے ہیں
اور اس دیوانے کو مصوروں کی حفاظت کے واسطے ساتھ کر دیجیے بلکہ دو ایک عیار بھی ساتھ کر دیجیے
اور انسے کہہ دیجیے کہ چلتے وقت اگر دو ایک نامی سردار یا خود صاحبقران ملجائیں تو انکو اسیر کرتے لائیں
اور یوں خدا پرستوں سے چھیڑ کرنا بھڑ کے چھتے کو ڈھیلا مارنا ہے اس رائے کو سارق نے پسند کیا
اور مہتر انجم اور مہتر شمس کو اور چند مصوروں کو حکم دیا کہ ہمراہ عفریت دیوانہ کے جائیں [illegible]
نے کہاکہ ایک سردار اور بھی ساتھ کر دیجیے کہ وہ اس دیوانہ کو روکتے رہیں ایسا نہ ہو کہ جلدی کی خرابی
کی لے اور خدا پرستوں کے ہاتھ سے پٹے یہ سنکر سارق نے اقہر فیل زور کو بھی ساتھ کر دیا
یہ سب کے سب وہاں سے کوچ کرکے طرف بیابان گرد باد کے روانہ ہوئے اب دیکھنا چاہیے
کہ یہ کب پہنچتے ہیں لیکن اب

چند کلمے داستان شہر ختنانیہ کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ مالک یہاں کا بہرام ختنانی لوش ہے نہایت مرد جری اور بہادر ہے اور مذہب اسکا
بت پرستی ہے ایک روز قلعے میں شہر میں بیٹھا ہوا تھا کہ ہرکاروں نے آکر عرض کیا کہ یہاں سے
قریب ایک لشکر عظیم الشان اترا ہے مالک لشکر لقا بیدار یاقوت پوش ہے سنا ہے کہ یہ فوج بیابان گرد باد
کی طرف جائیگی چونکہ اس طرف سے ان لوگوں کو قریب پڑیگا لہذا وہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہم اسی طرف
سے نکل جائیں بہرام ختنانی لوش نے دل میں کہا کہ ایسا نہو یہ ہمارے سامنے سے قلعہ پر بھی قبضہ
کر لیں اسنے قلعے کی آراستگی کا حکم دیا اور چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر قلعے سے نکلا ہی تھا
کہ ایک نامہ دار آیا اسنے نامہ دیا بہرام ختنانی لوش نے نامہ پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے بہرام
ختنانی لوش ہمیں بیابان گرد باد کی طرف جانے کی جلدی ہے اور تمہارے قلعے کی طرف سے راہ
قریب کی ہے اگر اجازت دو تو ہم مع لشکر اس طرف سے نکل جائیں ناظرین پر واضح ہوکہ یہ لقا بیدار
یاقوت پوش شاہزادہ شہنشاہ صف شکن بن سلطان سعد ہیں جنکا ذکر دفتر آفتاب شجاعت میں
آچکا ہے یہ باغ گل افشاں سے چلے ہیں اور شہر سیلابیہ سے اپنے تمام لشکر کو لیے ہوئے بڑھے

توپوں کو بھی دکھائی تو بچا نہ رہا۔ آواز توپ زبش میں آیا گولے پڑنے لگے نقابدار نے دہنے ہاتھ میں
گرز بائیں میں سپر سنبھالی اور گولوں کو رد کرتا ہوا چلا قلعہ پر سے اسقدر گولہ باری ہوئی تھی کہ تمام
صحرا دھواں دھار ہو رہا تھا نقابدار اُس تاریکی میں گولوں کو رد کرتا چلا جاتا تھا جسوقت گولندازوں
نے سمجھ لیا کہ ہمنے بیابان کا ذرہ ذرہ تک اُڑا دیا اسوقت اُنھوں نے ہاتھ روکا دھواں ہوا سے
منتشر ہوا دیکھا کہ کوئی دو سو آدمی لوٹے پڑے ہیں لیکن نقابدار مانند شیر غضبناک کے رجز خوانی
نعرے کر رہا ہے پس لوگوں نے قلعہ پر سے بانس کا مقولا لاکر آگ کا پولا بارود کی ہانڈی تیل کا
کپڑا یہ سب چیزیں پھینکیں نقابدار نے ان چیزوں کو بھی خالی دیا اور گرز مارکر دروازہ قلعہ کا
توڑکر اندر قلعہ کے داخل ہوا۔ دروازہ قلعہ پر بجائی بہرام کا کرگین دراز دندان بیٹھا ہوا تھا اسنے
جو دیکھا کہ نقابدار دروازہ قلعہ کا توڑکر اندر قلعہ کے داخل ہوگیا ہے پس دوڑکر تلوار ماری نقابدار نے
وار کرگین کا رد کرکے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا کرگین کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی کرگین دراز دندان
کے چار طرف سے نقابدار بھی یکے بعد دیگرے آنا شروع ہوگئے تلوار چلنے لگی صدائیں گیر و دار کی بلند
ہوئیں بہرام خفتان پوش مرکب پر سوار ہوکر نقابدار کی طرف چلا اُس طرف سے نقابدار یاقوت پوش
لڑتے بھڑتے آئے تھے کہ بہرام خفتان پوش سے سامنا ہوا بہرام نے تلوار ماری نقابدار نے کلائی
پر ہاتھ ڈالدیا مروڑکر ہاتھ تلوار چھین لی اور دوسرا ہاتھ کمر پٹکے کے بند میں ڈالکر نعرہ اللہ اکبر جگر سے
کھینچکر جو زور کیا بہرام خفتان پوش کو اُٹھا لیا چاہتے تھے کہ زمین پر ماروں کہ کڑاکا ہوا اور آواز آئی
کہ منم ملکہ سحاب جادو او نقابدار نہیں جانتا کہ بہرام معشوق ہمارا ہے اب جو دیکھا تو ہاتھ نقابدار کا کانپا
اور بہرام ہاتھ سے چھوٹ پڑا۔ بہرام پر تو ہیبت طاری تھی یہ تو چھوٹتے ہی بھاگا لیکن سحاب جادو
نے ایسا سحر کیا کہ دست و پا نقابدار یاقوت پوش کے بیحس و حرکت ہوگئے اور پھر اُسی نقابدار
کی بھی یہی حالت ہوئی اب سحاب جادو نے بہرام کو آواز دی کہ قتل کر ان کو کہ میں نے بیکار
کردیا ہے بہرام خفتان پوش دین سے پلٹا اور تلوار کھینچکر بارادہ قتل نقابدار یاقوت پوش چلا
نقابدار نے اُس حالت بیکسی میں دعا کی کہ خداوندا اس بیکسی کی موت سے بچا میں مرنے
سے نہیں ڈرتا کہ ایک دن یہ ہونا ضرور ہے مگر اس بیکسی کی موت سے ضرور ڈرتا ہوں ہنوز
سخن در دہان تھا کہ تیر دعا کا ہدف مراد پر لگا بالا سے ہوا سے نعرہ ملکہ گل افشان جادو کا ہوا
آتے ہی گل افشان جادو نے گلدستہ مارا کہ پنکھڑیاں اُسکی بکھریں ہوا سے سردی سحاب جادو
جھومی بس اسکا جھومنا تھا کہ گل افشان جادو نے تیغ سحر مارا کہ سحاب جادو کے دو ٹکڑے ہوگئے
مرتے ہی سحاب جادو کے اک قیامت کبریٰ قلعہ میں برپا ہوئی آتش باری و برف باری ہونے لگی
اُدھر بہرام خفتان پوش قریب نقابدار کے پہونچا تھا کہ نقابدار کے ہاتھ پاؤں مرنے سے سحاب
جادو کے قابو میں آگئے جیسے ہی بہرام خفتان پوش نے تلوار ماری نقابدار نے بند دست پکڑ لیا
اور دوبارہ اسکو اُٹھا لیا۔ بہرام نے امان مانگی۔ فرمایا بالشرط ایمان۔ بہرام نے قبول کیا۔ قلعہ
خفتانیہ اسلام آباد ہوا۔ اب یہاں سے نقابدار طرف بیابان گرد باد کے چلے ہیں

در کلمہ داستان طبل جنگ بجانا نقابدار ابلق سوار کا مقابلہ بدیع الملک سے اور تہما
صاحبقرانی طلب کرنا اور ذکر نامہ داری داراب ثانی یعنی نقابدار نیلی پوش و

بلبلیں کھولے لب منقار ہیں

زلف کا پہلے تو سودا ہو گیا	پھر لبوں کی یاد نے چپ کر دیا
دل میں ہے درداب مژہ کے عشق کا	اے مسیحا پوچھتا ہے حال کیا

تیری آنکھوں کی قسم بیمار ہیں

اسکو اندیشہ نہیں پرویز کچھ	مرنے سے ڈرتا نہیں پرویز کچھ
یاس کو دھڑکا نہیں پرویز کچھ	خوف برزخ کا نہیں پرویز کچھ

ہم ملازم حیدر کرار ہیں

چہرہ پردازان شاہد جلالت و دلکشان جلوۂ جرأت و شجاعت موقلم خیال سے قرطاس مقال پر
اسطرح نقاشی کرتے ہیں کہ جسوقت تمام نقابداروں کا حال سوا نقابدار ابلق سوار کے ظاہر
ہوگیا اور نقابدار سبز پوش جو ہمراہ نقابدار ابلق سوار کے تھے انکا حال بھی کھل گیا کہ یہ ایرج نوجوان
ہیں مگر انھوں نے ظاہر نہیں کیا کہ نقابدار ابلق سوار ابلق پوش کون شخص ہے لیکن تعریف
نقابدار کی بہت کی اور بدیع الملک سے کہا کہ بعد تمھارے ابھی تک مجھے کوئی دوسرا ایسا نہیں
معلوم ہوتا کہ جو نقابدار مذکور کو جواب دیسکے بدیع الملک نے فرمایا کہ اگر وہ ہی لائق صاحبقرانی
ہے تو مجھے کیا عذر ہے جسے خدا دے یہی باتیں ہو رہی تھیں اور دنگلوں پر تمام سرداران نامی
و پہلوانان گرامی جلوہ افروز تھے ان باتوں پر ایک ایک کو جوش آرہا تھا کہ جس دربار میں پانچہزار
پانچسو پچپن تلوار یا ہو اُسپر ایک متنفس کا کوئے سبقت لیجانا آسان امر نہیں ہے یوں تو ہر ایک سردار
یہاں کا منتخب روزگار ہے لیکن جو نوجوان تازہ وارد ہیں انکو زیادہ زور ہے اور ولولے بڑھے ہوئے
ہیں کہ کوئی نام کی بات کریں کہ سب کی نظروں میں وقار بڑھے اُدھر سہراب بن رستم ثانی اپنے دنگل پر
بیٹھا ہوا اکڑ رہا تھا اکتاتا تھا مید میں بھی نہ نکلنے پایا اور حال ظاہر ہوگیا دل میں کہہ رہا تھا کہ اگر اس نقابدار
نے طبل جنگ بجوا دیا تو اس سے میں مقابلہ کرونگا اور مجبور ہوں کہ لشکر صاحبقران میں شریک
ہو چکا ہوں اب آئین صاحبقران کی پابندی لازم ہوگئی ورنہ میں خود ہی طبل جنگ بجوا دیتا
اُدھر شاہزادہ رفیع البخت کا بھی ایسا ہی کچھ خیال تھا اُدھر سکندر رستم خو کہ اسوقت اسکے
ولولے پر سبکی نگاہیں پڑتی ہیں زور و جرأت صورت و سیرت میں مشابہ ہے علمشاہ رومی سے
اور تجویز بھی ہو چکا ہے کہ علمشاہ کی مسند کا وارث یہی قرار پائے اور صاحبقران اوسط کا
خطاب اسکو عنایت ہو یہ بھی چپکا سن رہا ہے اور ایرج کی طرف دیکھ دیکھ کر دل میں کہتا ہے
کہ دادا صاحب نے ابھی ہمارے زور نہیں دیکھے ہیں جو ایسا ارشاد فرما رہے ہیں خیر دیکھا
جائیگا یہاں یہ چرچے ہو ہی رہے تھے کہ اک مرتبہ ہرکاروں نے آکر عرض کی کہ نامہ دار نقابدار
آتا ہے بدیع الملک نے فرمایا کہ آنے دو اور اک دنگل قریب اپنے دنگل کے بچھوا دیا وہان
نقابدار نیلی پوش یعنی شاہزادہ داراب ثانی بارہ ہزار سواران نیلی پوش سے نامہ نقابدار
ابلق سوار کا لیے ہوئے چلے آتے تھے قریب لشکر بدیع الملک کے پہونچ گئے تھے اور بنوز
اجازت صاحبقران سرحد لشکر تک نہ پہونچنے پائی تھی کہ محافظ سرحد ماہیار درعہ پوش نے
بڑھکر آواز دی کہ او ایلچی ٹھہرو جب حکم آئیگا تو آگے بڑھنا۔ یہ سنکر نقابدار نیلی پوش سرنے
کہا چلا ... کہا جاؤ دور ہو سامنے سے۔ ماہیار کو یہ سنکر غصہ آیا آواز دی کہ بس زبان درازی نکر

ورنہ تلوار سے جواب دونگا۔ یہ کہکر سامنے آگیا بس ماہیار کا سامنے آنا تھا کہ نقابدار نے ایسا کوڑا
مارا کہ ماہیار سا جوان تڑپ کر گھوڑے سے زمین پر گرا اتنے مین حکم بدیع الملک کا ہوگیا
کہ خبردار کوئی ایلچی سے مزاحمت نکرے جو لوگ غصہ مین نقابدار کی طرف بڑھے تھے وہ رک
گئے اور راہ دیدی نقابدار نیلی پوش بارہ ہزار سواران نیلی پوش سے گھوڑا اڑائے ہوئے
حدود لشکر کو طے کرتا ہوا قریب بارگاہ سلیمانی کے پہونچ گیا۔ شاہان ہفت ملک پیشوائی کو آئے
اور نہایت عزت کے ساتھ ایلچی نقابدار ازرق سوار ابلق پوش کو لیکر داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے
ایلچی نے بادشاہ کو مجرا کیا صاحبقران کی خدمت مین تسلیم بجالایا اور حسب اجازت صاحبقران مکلل
پر بیٹھ گیا۔ بدیع الملک نے ساقی کو اشارہ کیا اسنے جام بھر کر پیش کیا نقابدار نیلی پوش نے کہا کہ
تعجب کی بات ہے ابھی تک آپ اسے حلال سمجھتے ہین۔ صاحبقران نے فرمایا یہ وہ شراب نہین ہے
جسے شارع نے حرام کیا ہے۔ نقابدار نیلی پوش نے عرض کی کہ معاف کیجیےگا مین اسے شراب
انگور سمجھا تھا مگر مین پی نہین سکتا کہ نقاب ڈالے ہون۔ بدیع الملک نے نامہ طلب کیا۔ نقابدار
نیلی پوش نے کہا کہ مین تو بغیر رسم آداب نامہ ادا کرائے نامہ نہ دیتا مگر حکم نقابدار ابلق سوار سے
مجبور ہون کہ انھون نے فرمایا ہے کہ وہ صاحبقران وقت ہین اور مین ابھی صاحبقرانی ہون ابھی
میرا وہ مرتبہ نہین ہے جو انکا ہے جسطرح صاحبقران نامہ لین دیدینا۔ عزت اس نامہ کی اخلاق صاحبقران
پر محمول ہے۔ یہ سنکر بدیع الملک نہایت خوش ہوے دل مین کہا کہ فی الحقیقت نقابدار ابلق سوار
حسن اخلاق مین بھی بےمثل و بےنظیر ہے اور نہایت تعظیم و تواضع کے ساتھ نامہ لیا اور پڑھا
مضمون نامہ یہ تھا کہ یا صاحبقران زمان ع دو ہمچون گزشت نوبت ماست ۔ اگرچہ زور و جرأت
خلق و مروت تمام اوصاف مین آپ سب سے بہتر پائے گئے جو اس رتبۂ عالی کو پہونچے مگر
ذرا انصاف کو آپ نے کم کام دیا جسکی وجہ سے تمام عزیزون مین آپکے تفرقہ پڑگیا بہت لوگ
آپ سے ناراض ہوگئے کتنے نکل گئے کتنے ایسے ہین کہ ساتھ ہین مگر پژمردہ خاطر ہین آپ نے
عہدہ صاحبقرانی کیا پایا کہ کینہ دیرینہ نکالا کینہ پروری شان عدالت گستری کے بالکل خلاف ہے
ان رموز کو آپ دل مین سمجھیے اور جو بات بگڑ گئی اسکا بننا غیر ممکن ہے مگر خیر پھر بھی اگر رضامندی
سرداران لشکر کی اپنے سے لکھوا کر اور دستخط لیکر میرے پاس بھیجدین تو مین دلبستہ چلا جاؤن
مجھے ہوس ملک و مال نہین ہے نہ حرص صاحبقرانی و کشورستانی ہے اور اگر آپ سے لوگ ناخوش
ہین تو آپ یا نہا سے صاحبقرانی میرے سپرد کرین مین سبکو سمجھا لونگا یون نہ مانینگے تو تلوار
زور سے منینگے اور اگر آپ کو دعوے ہو تو مین طبل جنگ بجواتا ہون آپ خود بھی آزما لین کہ مین
بس یہ اس کلمہ پر کہ یون نہ مانینگے تو تلوار سے مانینگے تمام اہل دربار کے چہرے سرخ ہوگئے مگر
وہان تک تو غنیمت تھا کہ دعوے صاحبقرانی سبھی کرتے ہین لیکن ایسے کلمے کوئی نہین کہتا
ہے جسکا اثر سب پر پڑے۔ رطیع البخت نے کہا کہ آپ جواب جنگ تحریر کر دیجیے دیکھون تو
یہ ابلق سوار کیسا مدعی صاحبقرانی اور تلوار کا دھنی ہے۔ ادھر سکندر رستم خو نے کہا کہ مارے گرزون
کے دم لینا دشوار کردونگا مین وہ شخص ہون جسنے دیو تہمتن گرز زن کو مطیع کیا تھا جسکا جو سر
اگر وہ میرے ہمراہ ہے اس نقابدار کے مقابلے مین وہی گرز بلند ہوگا ہر ایک سردار اپنی اپنی شیخی بگھارنے
لگا۔ بارگاہ مین برہمی پیدا ہوگئی سیفہ کہا آپ لکھدین کہ کوئی شخص خوش ہو نہ ہو تم سے خوش ہے طبل جنگ

بجواؤ جو زبردست ہو وہی صاحبقران مجبوراً بدیع الملک کو بھی تحریر کر دینا پڑا نقابدار نیلی پوش کو
خلعت عنایت ہوا نیلی پوش نے بھی شقہ مین خلعت نہ پہنا اور لشکر روانہ ہو گیا۔ یہ تمام خبر نقابدار ابلق
سوار کو پہلے ہی پہونچ گئی تھین بس ادھر تو دار اسپانی نامہ کا جواب لیکر پہونچے ادھر طبل جنگ
بج گیا بدیع الملک نے بھی کوس حربی بجوا دیا تمام سرداروں کے لشکروں مین طبل جنگ بجنے لگے اور
تیاریان جنگ کی ہونے لگین آج کی گھڑی ہی قابل دید ہے زیر قلعہ سکندریہ داہنی جانب دست راست
کی بارگاہین بائین جانب دست چپ کی بارگاہین بیچ مین بارگاہ شاہی ہر ہاتھی پر ہر طرف
نقارہ نواز اور شہنا نواز ایک ایک کی لاگ پر جان دیے دیتے تھے تمام شہر نقاروں کی صدا سے
گونج رہا تھا سرداران لشکر سویرے سے خوابگاہون مین جا کر محو آرام تھے طلایہ کے سوار گشت لگا
رہے تھے آوازین بیدار باش و ہوشیار باش کی بلند تھین ادھر لشکر نقابدار ابلق سوار کی بھی یہی حالت
تھی کہانتک گزارش کیجیے کہ طبل بجتے بجتے وہ وقت آگیا کہ انجم ۔ لگے ہونے نظرون سے تارے
نہان * چھپا نور مین جادہ کہکشان * موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند * ہوئی بانگ
اللہ اکبر بلند * مسیحی نفس تھی نسیم روان * لگے اٹھ کے لینے انگڑائیان * جوانان لشکر
صاحبقران * باشتیاق صبح مین بستر خواب پر تڑپ رہے تھے اگر آنکھ بھی جھپکی تو لڑائی خواب مین
دیکھی آواز اذان سنتے ہی خیمون سے نکلے فریضہ سحری ادا کرکے اسلحہ طلب کیا کوئی ہتھیار سج
رہا تھا کوئی کپڑے پہن رہا تھا کوئی مرکب پر سوار ہو چکا تھا غرضکہ ہر ایک جوان باشتیاق
کارزار قبل از وقت تیار ہو گیا تھا۔ بدیع الملک بھی مسلح ہو کر پاس سے برآمد ہو کے سواری بادشاہ
لشکر اسلام کی برآمد ہوئی تمام سردارون کے سلام ہوئے سب سے پہلے صاحبقران زمان یعنی
شاہزادہ بدیع الملک نوجوان نے مجرا کیا بادشاہ نے سینے پر ہاتھ رکھکر جواب سلام دیا کہ تمھاری جگہ
دل مین ہے پھر ابتک اور سردارون کے سلام ہوئے بادشاہ پلکون کے اشارون سے جواب سلام
دیتے ہوئے سواری آگے بڑھ گئی ڈنکے پر چوٹ پڑی اس شان و شوکت کے ساتھ بادشاہ لشکر
اسلام میدان جنگ مین پہونچے اور صدر لشکر مین تخت بادشاہ کا قائم ہوا صفین آراستہ ہو گئین
پھریرے علمون کے کھل گئے سردار اپنے اپنے مرتبے کے موافق صفون سے آگے بڑھ بڑھ کر کھڑے
ہوئے اور صاحبقران بھی تیرہ صاحبقرانی ہفت صف شکستے چالیس قدم آگے بڑھکر ٹھہرے سر پر
علم اژدہا پیکر کا پھریرا کھل گیا ہوا بھر کر پھریرے مین کبھی یا صاحبقران یا صاحبقران کی آواز پیدا ہوتی
داہنی جانب سرداران دست راست ہر بدن پر ٹن رہے تھے نگاہین سبھی نقابدار ابلق سوار ابلق
پوشش سے لدی ہوئی تھین پھریرے علمہائے سبز کے ہوا مین لہرا رہے تھے گویا ایک باغ سبز
کھلا ہوا تھا۔ بائین جانب بھی یہی حالت تھی کہ پھریرے علمہائے سرخ کے لہرا رہے تھے اور
جوانان دست چپ مرکبون پر کچھ بیٹھے ہوئے نقابدار ابلق سوار ابلق پوش کو دیکھ رہے تھے ادھر
نقابدار ابلق سوار اپنے لشکر کے پرے جماتے ہوئے داہنی جانب نقابدار نیلی پوش بائین جانب
نقابدار گلابی پوش سر پر علم خوفناک ہیکل کھلا ہوا اس علم سے بھی آواز یا صاحبقران پیدا تھی اسلحہ الماس کا
جگمگ جگمگ کر رہا تھا تیغہ برق تاب کمر مین ابلقی گھوڑے پر سوار لباس نعمت سبز کفش سرخ خود طلائی سر پر
اندازۂ آفتاب کے چمک رہا تھا پشت پر کئی لاکھ سواران ابلق پوش علمون کے پھریرے سبز و سرخ آسمان
ہوا مین لہرا رہے تھے عجب جاہ و تجمل چہرہ نقابدار سے ہویدا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابر تنک مین آفتاب

جلوہ گر ہے جب دونوں جانب کی صفیں آراستہ ہو چکیں اور نقیب نہیب دیکر ہٹ گئے تو نقابدار
ابلق سوار نے آواز دی کہ خود صاحبقران مقابلے کو آئینگے یا اور کوئی مقابلے کو نکلیگا یہ سنکر جوانان
دست راس و چپ نے جواب دیا کہ صاحبقران ہر کس و ناکس کے مقابلہ کو نہیں نکلا کرتے ہیں ابھی
اُنکے بہت سے جان نثار ایسے ہیں کہ جنکو دعوے رستمی ہے بلکہ رستم بھی ہو تو اُسکو زال سے کم سمجھتے
ہیں یہ کلمات نقابدار کے خلاف گذرے اور نقابدار گلابی پوش نے بغیر استفسار یودا باگ کالیا
یہ معلوم ہوا کہ اک برق چمک کر میدان میں آ گئی آتے ہی آواز دی کہ اگر اور کسیکو نکلنا ہے تو اُسکا
سامنا کرنے کو میں موجود ہوں یہ سنکر سرداران اولوالعزم تو ڈر گئے کہ اسکے مقابلہ کو کون جاوے
ہمتو ابلق پوش سے سامنا کرینگے لیکن رفیقان بدیع الملک کو موقع ملا چنانچہ اسماے قوی بازو
نے یودا باگ کالیا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر اجازت خواہ میدان کارزار ہوا بادشاہ
اسلام نے فرمایا اے اسماے قوی بازو یہ وہ نقابدار ہیں جنکو دعواے صاحبقرانی ہے
اُنکے سامنے جانا اچھا نہیں مثل مشہور ہے کہ لوہے کو لوہا رتا ہے اسماے قوی بازو نے عرض
کی کہ ظل اللہ جب چہرہ پر پردہ ڈال لیا ہو حیا کہنے لگے اگر زبردست ہے تو منھ کیوں چھپایا ہے
میں بھی موم کا بنا ہوا نہیں ہوں دیکھیے تو ہوتا کیا ہے بادشاہ نے اجازت دی اسماے قوی بازو
سلام رخصت کرکے باردگر مرکب پر سوار ہوکے سامنے نقابدار گلابی پوش کے آیا نقابدار
گلابی پوش نے جو اسماے قوی بازو کو اپنی طرف آتے دیکھا وہیں سے گردہ سپر کا
سنبھالا یودا باگ کالیا ادھر اسماے قوی بازو نے بھی سپر ہتھواس لی اور مرکب کو جولان
کیا درمیان میدان میں پہونچکر سپر سے سپر لڑی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی لیکن دیکھا تو مرکب
اسماے قوی بازو کا سامنے سے اُڑ گیا اور مرکب نقابدار گلابی پوش کا حسب عادت تین قدم
پیچھے ہٹا دیکھنے والوں نے فرق دیکھ لیا۔ اسماے قوی بازو نے مرکب کو پھیر کر سامنا کیا اور
نیزہ مارا نقابدار گلابی پوش نے نیزے کو نیزے پر لگا نیزا دو بدل ہونے لگی کوئی ستر طعن
کی نوبت آئی ہوگی کہ گلابی پوش نے نیزہ اسماے قوی بازو کے ہاتھ سے نکال دیا۔ اسماے
قوی بازو نیزہ برابر آب خجالت میں غرق ہو گیا دوڑ کر آرا سے پر سے گرز اٹھا لیا اور سر نقابدار
گلابی پوش پر وار کیا۔ گلابی پوش نے وار اسکا رد کرکے اپنا گرز اٹھایا تھا کہ ابلق سوار نے
آواز دی اے نقابدار یہ کیا کرنے لگے ہو گیا مسلمانوں کا خون کرنے آئے ہو بس یہ سنکر نقابدار
گلابی پوش نے گرز ہاتھ سے چھوڑ دیا اور ہنچہ مرکب اسماے قوی بازو کے تازیانہ مارا کہ
مرکب جو رانع پا ہوا۔ اسماے قوی بازو گھوڑے سے گرنے کو سنبھلنے لگا نقابدار نے دوڑ کر کمر
کمر بند میں ڈال دیا اور بزور کرکے قاش زین سے اٹھا لیا۔ اسماے قوی بازو تڑپا پھر کمر
لوٹی زمین پر گرنے کے قبل ... گرا پھر اٹھ کر اسکا گھوڑا اسکا ... نقابدار
گلابی پوش نے آواز دی کہ لیجاؤ اسکو بدیع الملک نے اسماے قوی بازو کی طرف سے منھ
پھیر لیا اور لوگ دوڑے ہوئے آئے اسماے قوی بازو کو اٹھا لے گئے یہ
دیکھکر قران فیل سوار نے فیل اپنا بڑھا دیا اور سامنے نقابدار گلابی پوش کے آکر نعرہ کیا کہ او
نقابدار تو اسماے قوی بازو کو زخمی کرکے کیا فخر کرتا ہے یہ اتفاقی ہے ...
شعر۔ بیار پنجہ داری ز مرد ے نشان + ...

مانند سیر پیادہ کے زمین پر لوٹنے لگا آج نے یہ صفائی دست نقابدار کی دیکھکر لوگ وجد کرنے لگے
پھر اسکے دستے ہاتھیون کی سونڈ سے چڑھا کر سپر پیٹھ پر بڑھا دی گئین اور ہاتھی سونڈ ہلاتے ہوئے
نقابدار کی طرف چلے نقابدار اپنے مقام پر کھڑا رہا ہاتھیون نے چارون جانب سے نقابدار کو گھیر کر
نقابدار پر حملہ کیا۔ نقابدار نے پھر ہاتھ کی صفائی دکھائی بیٹھے کے ہاتھ نکالنا شروع کیے دم بھر میں گویا
تو چالیسون ہاتھیون کی سونڈین کاٹ ڈالین ہاتھی چیختے ہوے صحرا کی طرف بھاگ گئے پھر اسکے چند
پہلوانون نے اک شیر آہنی لاکر زمین پر نصب کردیا اور آواز دی کہ اے شہسوار ایک ضرب مین
یہ شیر غرق زمین ہوجاے شیر زمین سے چار ہاتھ بلند تھا بس نقابدار ابلق سوار نے گرز اپنا اٹھا
اور دو ٹکر گرز مارا کہ شیر آہنی پیوند زمین ہوگیا لوگون نے زمین کھودکر پھر شیر کو اک سنگ گران پر
قایم کیا نقابدار نے پلٹ کر دوسری ضرب لگائی پتھر کے ہزار ٹکڑے ہوے اور شیر پھر غرق زمین
ہوگیا بعد اسکے پھر لوگون نے شیر کو زمین سے نکالا اک تختہ آہن پر قایم کیا نقابدار نے پھر ضرب
لگائی کہ چارون پانون شیر کے تختہ آہن کو توڑ کر غرق زمین ہوگئے بس نقابدار نے پلٹ کر
بائین ہاتھ سے شیر کو تھپڑ مارا کہ منھ شیر کا اسطرف پھر گیا۔ پھر اسطرف سے گھوڑا دوڑا کر داہنے
ہاتھ سے تھپڑ مارا کہ منھ شیر کا ادھر سے ادھر پھر گیا چارون طرف سے آفرین و مرحبا کی صدائین
بلند ہوئین جوانان لشکر بدیع الملک کے رنگ فق ہوگئے پھر نقابدار نے آواز دی کہ جو ایسا ہو
وہ اس شہسوار کے مقابلہ کا قصد کرے ورنہ بیکار ہے بس یہ کلمات سنکر رستم خوف نے نکلنے
کا قصد کیا ہی تھا کہ ایرج نے اشارہ سے منع کیا سلطان رستم پاس ادب ایرج نوجوان سے
تڑکا ادھر رفیع الجنت کو نورالدہر نے روکا مگر شہنشاہ گوہر کلاہ سے تاب ضبط نہوسکی انھون
مرکب اپنا بڑھا ہی دیا اور سامنے تخت شاہی کے آکر جا پہنچا قرادہ میدان کارزار ہوے شاہزادہ
بدیع الملک نے کہا اسے فرزند کیا سمجھکر یہ ارادہ کیا۔ کیا نقابدار کے زور و طاقت کو نہین
دیکھا تھا شہنشاہ گوہر کلاہ نے عرض کیا کہ جو کرتب نقابدار نے دکھائے وہ مین یہ مشق و مہارت
پر موقوف ہین زور و طاقت اور چیز ہے اور اب تو مین نکل چکا ہون واپس جانا باعث سبکی کا ہے
بدیع الملک نے شہنشاہ گوہر کلاہ کو گلے لگا کر رخصت کیا۔ بادشاہ نے جام کیخسروی عنایت کیا
شہنشاہ گوہر کلاہ جام پی کر سامنے نقابدار ابلق سوار کے آئے اور کہا اے نقابدار یہ شعبدے
جو تمنے دکھائے پیشق پر موقوف تھے ہم تلوار کو جانتے ہین۔ نقابدار ابلق سوار نے کہا کہ
صاحبقران زمان ہون تمہین نیزہ بازی کا دعوی ہے لو نیزہ بازی کرو اگر نیزہ سے عہدہ برآ ہو تو گرز سنبھالو
تلوار کا دعوی ہے تو تلوار کھینچو شہنشاہ گوہر کلاہ نے نیزہ سنبھالا اور فرمایا کہ فنون سپہگری مین
ہر فن کی آزمایش منظور ہو تو مین موجود ہون ادھر نقابدار ابلق سوار نے بھی نیزہ ہاتھ مین لیا
بیان گفتگو سے سیاہ نیزہ بازی شروع ہوئی مرکب اشارون پر پھرنے لگے نیزون کے بند بند کھلنے
اور کھلنے لگے یہ معلوم ہوا کہ دو مار سیاہ زبانین نکالکر گتھ گئے ہین دیر تک نیزہ بازی رہی
نظر بازون کی نگاہین لڑی ہوئی تھین اسی حالت مین نہین معلوم کسطرح نقابدار ابلق سوار
نے ایسا مارا کہ سنان نیزہ شہنشاہ گوہر کلاہ کے نکل گئی شہنشاہ گوہر کلاہ نے چھڑ ہاتھ سے
پھینک کر گرز اپنا سنبھالا اور آواز دی کہ اے نقابدار ہوشیار رہ جا کہ یہ ضرب ملک الاجل اور
پیام ملک الموت ہے یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو جسکو وہ چودہ سومن کی ضرب کو

سر پر چرخ دیکے سر نقابدار ابلق سوار پر وار کیا نقابدار نے اپنا گرز بلند کیا گرز پر گرز جو پڑا تو ہی تڑاقے
کی آواز بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا مرکب نقابدار سموں تک غرق ہو گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا
شہنشاہ گوہر کلاہ نے تردم ولیست کردم کی آواز دی تھی کہ نقابدار گرد سے باہر آیا اور پکارا کہ
تو ضرب بے زوری ضرب ما نگرش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ یہ کہکر جو اپنے گرز کا وار
کیا شہنشاہ گوہر کلاہ نے بھی اپنے گرز کو چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز کیا پڑا گویا آسمان پھٹ پڑا تڑاقے
کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا مرکب تنگ تک غرق ہوا تتق گرد و غبار بلند ہوا نقابدار نے
آواز دی کہ صاحبقران خبر لیجئے اپنے فرزند کی کہ کیا گزری یہ سنتے ہی بدیع الملک نے خواجہ خضران
کو بھیجا خضران آیا پانی کے چھینٹے دیا گرد کو بٹھایا دیکھا تو شہنشاہ گوہر کلاہ بیہوش گھوڑے میں ہر بُن مو
سے ہو سے پسینا جاری ہے لیکن ہاتھ جو رانوں سے ملون فولادی کے قائم تھے وہ اسی طرح قائم ہیں خضران
نے آواز دی اور منہ پر پانی کا چھینٹا مارا شہنشاہ گوہر کلاہ کو دیر میں ہوش آیا چاہا مرکب کو
زمین سے نکالیں مرکب لنگڑا ہو چکا تھا اترنے کا قصد کیا تو معلوم ہوا کہ لنگر ضرب نقابدار
سے ایک پاؤں انکا بھی بیکار ہو گیا ہے یہ حالت دیکھ کر خضران نے پالکی منگوائی اور شہنشاہ گوہر کلاہ
کو پالکی پر ڈالکر میدان سے پھرا سہراب بن رستم نے خیال کیا کہ میں جب سے آیا ہوں کوئی کار نمایاں
نہیں کیا ہے بس اسنے گھوڑا دوڑا دیا اور بادشاہ اسلام سے اجازت چاہی بادشاہ نے فرمایا کہ دیکھا
تمنے نقابدار نے شہنشاہ گوہر کلاہ کی کیا حالت کر دی سہراب نے کہا کہ میں نقابدار سے پایہ کمی کا نہیں
رکھتا ہوں جو ڈروں - جب دو بہادر لڑینگے ایک پست ضرور ہوگا اس سے میری عزت نہیں
جا سکتی بادشاہ نے اجازت دی ایرج نے ہونٹ کاٹے کہ یہ اسنے کیا حرکت کی غرضکہ جسوقت
سہراب بن رستم سامنے پہونچا بعد گفتگو نوبت نیزہ بازی کی آئی دیر تک نیزہ بازی ہوتی رہی آخر
نقابدار نے سنان سہراب کے نیزہ کی بھی اڑا دی سہراب نے غصہ میں چھڑ پر چھڑ ماری کہ
نیزہ نقابدار کا بھی ٹوٹا نقابدار نے نیزہ پھینک دیا اور کہا کہ ان چالاکیوں کا تم لوگوں پر خاتمہ ہے
سہراب نے گرز اٹھایا تلوار کمر سے کھینچ لی اور سر نقابدار پر وار کیا - نقابدار نے پھرتی سے
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا زور ہونے لگے مرکب لنگروں کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے دونوں گھوڑوں
سے کود کے کشتی ہونے لگی تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے دن پاؤں سہراب کا [illegible]
میں جاکر ٹوٹا چہرہ زرد ہو گیا اندام میں رعشہ پڑ گیا - نقابدار سہراب کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گیا اور
کہا کہ لیجاؤ اسے کہ میں زخمی سے نہیں لڑتا اور طبل بازگشت بجا کر میدان سے پھر گیا ادھر
سہراب کو لوگ اٹھا کر لائے شفا خانہ میں بھیجا - نقابدار نے جاتے ہی پھر طبل جنگ
بجوا دیا اسکی صبح کو پیراستگی صفوف قتال و جدال نقابدار ابلق سوار جو میدان میں آکر
نعرہ زن ہوا تو علقمہ بن جمہور نے مقابلہ کیا نقابدار علقمہ کو باندھ لیگیا بعد اسکے ہرمز بن
فراہرز عادمغربی نے مقابلہ کیا یہ بھی اسیر ہوا - اسکے بعد سام بن بہرام گرد نے مقابلہ کیا یہ بھی
دیر ہوا اسیر ہو گیا - پھر ہرزنگ بن مرزبان خراسانی نکلا یہ بھی اسیر ہوا - طلحہ بن لندھور لڑا
یہ بھی ضرب گرز نقابدار سے زخمی ہوا فیل اسکا مارا گیا - مملوک بن مالک نے مقابلہ کیا یہ بھی
کشتی میں پاؤں ٹوٹ کر زخمی ہوا غرضکہ مہینہ بھر کی میدانداری میں نقابدار ابلق سوار نے سبھی
نامیوں کو چلا کرکے چھوڑا صرف چند سرداران نامی مثل ایرج نوجوان و نورالدہر ہاشم تیغزن

سکندر رستم خو رفیع البخت وغیرہ کے باقی رہگئے تھے اب بدیع الملک نے حکم دیا کہ خبردار کوئی
شخص قصد مقابلہ نکرے کل میرے اور نقابدار کے مقابلہ ہے یہ کہکر میدان سے پھرے جسوقت یہ
خبر نقابدار کو معلوم ہوئی تو نقابدار نے دو روز آرام لیا تیسرے روز طبل جنگ بجوایا یہ خبر شاہزادہ
بدیع الملک کو ہوئی یہاں بھی کوس حربی نوازش مین آیا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری
جنگ ہوا کی جابجا چرچے تھے کہ کل دیکھیے کیا ہوتا ہے کہ خود صاحبقران قصد مقابلہ رکھتے ہین ادھر
نقابدار ابلق سوار کے رفیق بھی رات بھر مصروف دعا رہے کہ خداوندا یہ وہ مقابلہ ہے
جسکے انجام پر ایک کی ذلت ضرور ہے اور تونے دونون کو عزت دی ہے تو ہی دونون کی عزت کا
نگہبان ہے یہانتک کہ رات اشتیاق و انتظار مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرائے نبرد
ہوے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نہیب دیکر ہٹے تھے کہ نقابدار ابلق سوار کے
لشکر مین علمون کو جلوہ ملا عیار نے میدان کو قرق کیا۔ ابلق سوار مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا
اور بعد سلیح شوری نیزہ زمین پر گاڑ کے دم کو آراستہ کر کے آواز دی کہ یا صاحبقران اس
طول امل سے کچھ فائدہ نہین ہے کثرت لشکر سے صاحبقران کوئی نہین بن سکتا ہے آپ کو اگر خانہ
کعبہ جانے کی جلدی ہے تو خود نکل کر مجھسے فیصلہ کر لیجیے کہ مجھے بھی زیادہ فرصت نہین ہے یہ سن
کر بدیع الملک نے پلٹ کر اپنے لشکر کو دیکھا علمہاے لشکر جلوہ گری پر آئے خضر الیاس
نے کلاہ کمال اچھال کر میدان کو قرق کیا کہ اب کوئی صاحب نکلنے کا قصد نکرین صاحبقران والا تبار
خود تشریف لیجائینگے چونکہ مقابلہ نقابدار کی ضد کو بدیع الملک نے سمجھ لیا تھا لہذا دوسرا مرکب
اصطبل سے طلب کیا اور بیٹھ کر پشت مرکب پر میدان کی راہ لی نقابدار ابلق سوار بھی آج مرکب
ابلقی پر سوار تھا بس جیسے ہی نقابدار نے صاحبقران کو اپنی طرف آتے ہوے دیکھا گردہ
سپر کا پشت سے لیا اور گھوڑے کو مہمیز کیا۔ گھوڑا برق کی طرح چلا ادھر بدیع الملک نے دیکھا
کہ نقابدار تگاورزنی کے ارادے سے آتا ہے انھون نے بھی سپر ہاتھ مین لی اور گھوڑے کو
دوڑا دیا نظر بازون نے آنکھین گاڑ دین کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے کہ یکایک درمیان میدان مین
پہونچکر تگاور سپر سے سپر لڑی سینے سے سینہ لگیا دونون سپرون سے چنگاریان دوڑین تق
گرد بلند ہوا مرکب برابر سے نکلے دیکھنے والون کے ہوش اڑ گئے۔ نقابدار نے بھی دلمین کہا کہ
واقعی مین بدیع الملک سے مقابلہ کرنا ہر کس و ناکس کا کام نہین ہے ادھر بدیع الملک دلمین کہتے
تھے کہ دعواے اس نقابدار کا سچا نہین ہے دیکھنے والون نے ہر چند غور کیا فرق نہ معلوم ہوا دلمین
کہا خدا خیر کرے ادھر نقابدار ابلق سوار نے نیزہ سنبھالا اور بدیع الملک سے کہا کہ ہوشیار
ہوجیے۔ بدیع الملک نے بھی نیزہ دوزبان سنبھالا نیزہ بازی ہونے لگی نقابدار کا نیزہ کبھی
دوڑ رہا تھا دیکھنے والون کی نگاہین لڑی ہوئی تھین کہ دیکھیے نیزہ بازی کا کیا نتیجہ نکلتا ہے ادھر نقابدار
ابلق پوش کا گھوڑا اشارون پر پھر رہا تھا ادھر بدیع الملک کا مرکب کل کی طرح باگ کے سہارے
پھر رہا تھا نیزون کا اک ہالہ بندھا ہوا تھا سنانون سے چنگاریان اڑ رہی تھین بند اسطرح کھلتے
بند ہوتے تھے کہ معلوم نہ ہوتا تھا دیکھنے والے داد بھی دیتے رہتے تھے تا دیر نیزہ بازی ہوتی رہی
دیکھا بدیع الملک نے کہ نقابدار کسی مقام پر چوٹ نہین کھاتا بس سنان سے سنان کو الجھا کر
جھٹکا جو مارا ایک زبان نیزہ نقابدار کی ٹوٹ گئی دیکھا نقابدار نے کہ بدیع الملک اینچ کر گئے نیزہ

یہیں سے نقابدار نے بھی سستان کو سنان سے الجھایا اور چاہا کہ پوری سنان نکالدوں اور
بدیع الملک نے چاہا کہ ایک زبان نیزے کی جو باقی ہے یہ بھی توڑ دوں اس الجھاوے میں دونوں
کے سنانیں الجھ کے ٹوٹ گئیں چھیڑ پر چھیڑ پڑنے لگی آخر چھڑیں بھی کچھ سر سے اڑ گئیں ٹکڑے ٹکڑے ہوکر ہاتھوں
سے پھینک دیا نقابدار نے دوڑ کر اپنا گرز آرایہ پر سے لیا اور آواز دی کہ یا صاحبقران ہوشیار ہوجائیے
کہ یہ وہ ضرب ہے کہ جسکا لنگر کوہ سے بھی نہیں اٹھا ہے یہ کہتا ہوا سر پر چرخ دیتا ہوا قریب بدیع الملک
کے پہونچا اور سر بدیع الملک پر وار کیا۔ بدیع الملک نے اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز
پہ گرز جو پڑتا ہے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین بسبب ہول و مہابت کے
شق ہوگیا تھا گرد و غبار بلند ہوا کہ بدیع الملک اس دامنہ گرد میں پوشیدہ ہوگئے نقابدار
نے آواز دی کہ زدم و پست کردم یہ دیکھکر خضران دوڑا ہوا قریب آیا پانی کے چھینٹے دیکر گرد کو
بٹھایا دیکھا کہ بدیع الملک بیہوش کھڑے ہیں سر بن مو سر مو سے پسینا جاری ہے لیکن ہاتھ پاؤں
مانند ستون فولادی کے قائم ہیں آنکھیں فرق نہیں ہے منھ سے واہ واہ کی صدا آرہی ہے خضران
نے آواز دی کہ حریف لاف زنی کر رہا ہے اور آپ تعریف کر رہے ہیں ہوشیار ہوجیے اور جوا
ب دیجیے یہ سنکر بدیع الملک ہوشیار ہوے چاہا مرکب کو زمین سے نکالوں دیکھا تو مرکب
گلی ہوچکا ہے بدیع الملک نے دوسرا مرکب طلب کیا خضران دوڑا ہوا گیا اور دوسرا مرکب
لیکر حاضر ہوا بدیع الملک پشت مرکب پر سوار ہوے اور آواز دی کہ اے نقابدار واقعی میں تیرا
مقابل نہیں ہوں مگر اس ضرب کو دیکھ کہ یہ بھی ضرب صاحبقرانی ہے یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان رنگ
بہشت پہلو پر جو کوہ اٹھارہ سو من کی ضرب کو سر پر چرخ دیکر خبردار خبردار کہکر سر نقابدار الملقب
بپیشانی پر وار کیا۔ نقابدار نے بھی اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑتا ہے
تو غیاث آیا اتنا یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تحت
گرد و غبار بلند ہوا مرکب نقابدار تنگ تک غرق زمین ہوگیا کمر مرکب کی ٹوٹ گئی۔ بدیع الملک نے
آواز دی کہ زدم و پست کردم خبر لو۔ نقابدار کی دیکھو تو اسپر کیا گذری۔ یہ سنکر عیار نقابدار
قریب آیا گرد و گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ نقابدار بیہوش کھڑا ہے سر بن مو سر مو
سے پسینا جاری ہے لیکن ہاتھ پاؤں مانند ستون آہنی کے قائم ہیں آنکھیں فرق نہیں ہے عیار نے آواز
دی کہ اے شہریار ہوشیار ہوجیے کہ حریف لاف زنی کر رہا ہے نقابدار نے آنکھیں کھول دیں مرکب
کو دیکھا تو مردہ پایا۔ عیار سے دوسرا مرکب طلب کیا عیار دوڑا ہوا گیا اور دوسرا مرکب لیکر حاضر
ہوا نقابدار مرکب پر سوار ہوا اور دودستی گرز پکڑ کر آواز دی کہ یا صاحبقران یہ ضرب گران کسی طرح
رجل سے کم نہیں ہے لے رہیے تو آپ صاحبقران ہیں یہ کہکر دودستی ضرب سر بدیع الملک پر
لگائی بدیع الملک نے پھر گرز سام بن نریمان کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز پہ گرز پڑتے ہی معلوم
ہوا کہ کوہ پھٹ پڑا اس ضرب کا لنگر پہلی ضرب سے بھی زیادہ تھا پھر مرکب بدیع الملک کا مارا گیا
نقابدار نے پھر زدم و پست کردم کا نعرہ کیا۔ بدیع الملک نے تیغ کو گرز سے نکالکر آواز دی کہ گرز دو
کرا پست کردی اور تیسرا مرکب طلب کرکے اکنون سے بھی دودستی ضرب سر نقابدار پر لگائی
نقابدار نے بھی بڑی جوانمردی سے اس ضرب کو روکا لیکن پھر مرکب نقابدار کا مارا گیا اسی طرح
چھ ضرب کی نوبت آئی اور چھ چھ مرکب مارے گئے دیکھنے والے وجد کرتے تھے اور حیرت میں

تھے کہ ایسی ایسی چھ ضربین لگانا اور سہنا انسان کا کام نہین ہی آخر بدیع الملک نے کہا کہ اے
نقابدار جانورون کی جانین لینے سے کیا حاصل آزمایش گرز کی بھی ہو چکی اب ہمارے تمھارے کشتی
پر فیصلہ ہو جاے نقابدار نے بھی اس راے کو پسند کیا۔ غرضکہ دونون نے دامن زرہ کر دا لئے
اور مصروف تلاش ہوے ہاتھ گریبان ہو کر [illegible] کشمکش کرنے لگے یہ رنگ دیکھکر
اسطرف سے نقابدار نیلی پوش اور نقابدار گلابی پوش مرکبون کو بڑھا بڑھا کر قریب آ گئے
تماشا کشتی کا دیکھنے لگے۔ اس طرف سے عزیزان و رفیقان بدیع الملک آ گئے گرد دنگل اور
کرسیان بچھ گئین دونون طرف کے لشکر [illegible] سوار مسلح حاضر
رہے دوکانین کھل گئین اک میلہ ہو گیا کیونکہ سب کو معلوم تھا کہ اس کشتی کا فیصلہ جلدی
ہونے والا نہین ہی۔ سرداران لشکر کی تو جانین لڑی ہوئی تھین تماشا کشتی کا دیکھ رہے تھے
کھانا پینا حرام تھا۔ ادھر بدیع الملک اور نقابدار ابلق سوار مصروف تلاش کشمکش ہو رہے تھے
ہر جھٹکے مین کڑیان زرہ کی ٹوٹ ٹوٹ کر زمین پر بکھر جاتی تھین شام تک کشتی رہی اور ذرا فرق
نہ معلوم ہوا شام کو دونون جانب سے ایک ایک کا منہ پھرا یا دونون نے [illegible] پھر زور ہونے
لگے دم بھر مین دو دو ہاتھ پسینا ہو کر نکلگیا تمام رات یہی حالت رہی صبح کو بھی [illegible] نہ ہو سکے
کہانتک بیان کیا جاے کہ سات شبانہ روز کشتی رہی اور کسی کے دم خم مین فرق نہ پایا گیا اتنے
بڑے بڑے سردارون کی آنکھین کھلی [illegible] نوجوان [illegible] سکندر رستم فر رفیع الخبت
سہراب بن رستم ان سب کی یہ حالت تھی کہ [illegible] ہو گئے تھے اور [illegible] تھے کہ اتنا بڑا
بلا سے با معلوم ہوتا ہی ادھر بدیع الملک بھی دل مین خیال کرتے تھے کہ سوا حمزہ ثانی کے امیر اول
سے بھی سات روز سے زیادہ کوئی نہ لڑا تھا آج یہ نقابدار کیسے الجھا ہی اسی کشمکش مین
آٹھوان دن بھی تمام ہوا رات کو بھی فیصلہ نہوا اب نوان روز ہی اور دونون پر غنودگی طاری ہوتی
جاتی ہی دیکھنے والون کی آنکھین جاگتے جاگتے ورم کر آئی ہین ادھر نقابدار کی یہ حالت ہی کہ زور کرتے
کرتے دوش بدیع الملک پر سر رکھ دیتا ہی اور غفلت طاری ہو جاتی ہی۔ بدیع الملک چونکا دیتے
ہین کہ اے جوان یہ بستر خواب نہین ہی ہوشیار رہ کبھی بدیع الملک اسیطرح غافل ہو جاتے ہین
تو نقابدار چونکا دیتا ہی مگر اب دونون کی بری حالت ہی قریب ہی کہ بیہوش ہو جائین کہ ایک سر
کڑاکا ہوا کہ آنکھین سب کی جھپک گئین اب جو آنکھ کھلی تو نقابدار کو نہ پایا جو لوگ دور تھے
انھون نے دیکھا کہ اک پنجہ پیدا ہوا اور نقابدار ابلق سوار کو لیکر روانہ ہو گیا۔ بدیع الملک کو
نہایت رنج ہوا۔ نقابدار نیلی پوش اور گلابی پوش تو انتہا سے پریشان ہوے مگر چونکہ سب نو
دن کے جاگے ہوے تھے طبل بازگشت بجا ادھر نقابدار نیلی پوش اور گلابی پوش پلٹ کر
بارگاہ انجم حصار مین آئے ادھر بدیع الملک داخل بارگاہ سلیمانی ہوے چونکہ سب
جاگے ہوے تھے لباس رزم اتار پوشاک بزم پہنکر [illegible] دربار کیا [illegible] تمام سردار
اپنی اپنی خوابگاہ مین گئے اور آرام کیا جب دو دو روز [illegible] ہوا [illegible] پھر دربار آراستہ ہوا
بدیع الملک آکر بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے بادشاہ اسلام تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوے تمام
سردار دنگلون کرسیون پر بیٹھے ذکر نقابدار ابلق سوار کا ہونے لگا۔ بدیع الملک نے کہا کہ
مین دیکھتا ہون بعد میرے یہی نقابدار صاحبقران رابع ہوگا یہ کلمہ سکندر رستم فر اور رفیع الخبت

خلاف کو اٹھا کر دیکھا جا بجا نشان اور سرداروں نے گردن نیچی کر لی کہ بدیع الملک سچ کہتے ہیں
سلیمان اعظم نے بدیع الملک کی طرف دیکھکر کہا کہ مین نے آج شب کو خواب پریشان دیکھا ہے
لہذا مین تم کو گلستان ارم دیتا ہون مگر تم صاحبقران وقت ہو میرے حال سے غافل نہ رہنا
کہ اسوقت مین بے یار و مددگار ہون - یہ سنکر بدیع الملک نے سلیمان اعظم کو رخصت
کیا اور مع رفقا دربار گاہ میں پہنچانے کو آئے سلیمان اعظم مع سلیمان کو ہ سب سے
رخصت ہو کر طرف گلستان ارم کے روانہ ہوئے کہ انکا حال آگے بڑھکر بیان ہوگا کہ یہ کس وقت
پہونچتے ہین اور وہان ہونگا پردۂ تقدیر سے کیا ظہور مین آتا ہے لیکن اول حال صاحبقران
کا سنئے کہ یہ سلیمان اعظم کو رخصت کر کے بارگاہ مین آکر بیٹھے ہی ہین کہ ہرکارے گرد مین
اٹے ہوئے پسینے مین غرق آئے اور بعد دعا و ثنا کے شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ کچھ جہاز ملک
باختر سے اسطرف آ رہے ہین انمین دو سردار کچھ عیار اور چند مصور سوار ہین سنا گیا ہے کہ سارق
بن اقلیمان لوگون کو خدا پرستون کی تصویرین لینے کی غرض سے ادھر بھیجا ہے - بدیع الملک نے
چند سردارون کو استقبال کے واسطے بھیجا اور بہلول شیردل کو افسر کیا کہ یہ مقام اسی کی
حکومت مین ہے - بہلول گیا اور ان سبکو عزت تمام لاکر جائے مناسب پر انکے خیمے استادہ
کرائے اور اپنی طرف سے سامان دعوت مہیا کیا وہ تین روز ان سب نے آرام کیا چوتھے روز
انکو باریابی کا حکم ملا اور یہ دریافت کیا گیا کہ کتنے آدمی حاضر دربار ہونا چاہتے ہین چونکہ اقہر
فیل زور سب کا افسر کیے بھیجا گیا تھا اسنے عرض کرا بھیجا کہ دو سردار دو عیار دو سو مصور حاضر
ہونگے کہ آج ہی سب تصویرین کھینچ جائین بدیع الملک نے سب کے بیٹھنے کے واسطے جگہ معین فرما کر
سب کو طلب کیا - اقہر فیل زور سبکو ساتھ لیے ہوئے داخل بارگاہ سلیمانی ہوا دیکھا کہ عجیب
عجیب بارگاہ ہے عجیب کیفیت دار ہے تو گویا عرش و کرسی ہزار اقہر فیل زور کی آنکھین کھل
گئین زیر فلک ہم ایسے ایسے جوان کبھی نہین اگرچہ ہمارے خداوند کا دربار بھی سترہ سو پہلوانون سے
بھرا ہوا ہے مگر یہان تو ہر جوان ہے وہ قدرت خدا معلوم ہوتا ہے - ہر ایک دیوانہ کو سکتہ کی سی
حالت ہو گئی - مہتر ضحاک اور مہتر انجم نے جو صفوف عیاران پر نظر ڈالی تو شاپور شیردل سے
آنکھ انکی جھپک گئی مصور اس حیرت مین تھے کہ کس کی تصویر کھینچین ہر مرقع ہے وہ لاجواب ہے یہ تک
سب سکوت کی حالت مین رہے آخر صاحبقران نے بحکم صاحبقران سبکو قرینے سے بٹھایا بدیع الملک
نے اقہر فیل زور کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ تم کس غرض سے آئے ہو اقہر فیل زور نے عرض کی
کہ ہمارے خداوند نے ہمکو اس غرض سے بھیجا ہے کہ جا کر تصویرین خدا پرستون کی لے آؤ تاکہ ہم بھی
دیکھین کہ وہ کیسے لوگ ہین جو خداوندون سے اُلجھتے ہین اگر حضور اجازت دین تو مصور میرے ہمراہ
ہین تصویرین آپکے سردارون کی کھینچ لاوین - بدیع الملک نے ارشاد کیا کہ تم تصویرین کھینچو ہمارا کچھ
ہرج نہین ہے اقہر نے مصورون کی طرف دیکھا اور کہا کہ صاحبقران عالیشان اجازت دیتے ہین
تم اپنے کام مین مصروف ہو یہ سنکر دو سو مصورون نے سردارون کے نقشے اتارنا شروع کیے
پہر بھر مین سب سردارون کے نقشے اتار لیے اور دو تین روز مین رنگ بھر کے فرصت کر لی اس اثنا
مین مہتر ضحاک اور مہتر انجم لشکر کی سیر کو نکلا کرتے تھے ایک روز خواجہ خضران کوتوالی چبوترے
پر بیٹھے ہوئے تھے کہ اُس طرف سے مہتر انجم اور مہتر ضحاک کا گذر ہوا خواجہ خضران نے ان دونون کو

بلا لیا اور فرمایا کہ ہمارے یہاں تمہاری دعوت ہے جبتک مصوروں نے تصویروں مین رنگ بھرا
مہتر ضحاک اور مہتر اخیسم خواجہ خضران کے مہمان رہے جب مصور تصویروں مین رنگ بھر لے سے
فرصت کر چکے تو صاحبقران عالیشان سے اجازت طلب کی صاحبقران نے حسب لیاقت سرداروں
اور عیاروں کو خلعت عنایت کر کے رخصت کیا ان لوگوں نے ایک شب کے قیام کے لیے اور مہلت
طلب کی۔ صاحبقران سے اجازت عطا فرمائی مگر نہ سمجھے کہ اسمین کیا فریب ہے ادھر ان لوگوں نے
سب اسباب اپنا جہازوں پر بار کرا دیا تھا صرف چند کس رہگئے تھے جب رات ہوئی اور صاحبقران
دربار برخاست کر کے خوابگاہ مین تشریف لیگئے اور سردار بھی اپنے خیمے مین جاکر بستر خواب پر لیٹے
گشت کے سوار طلایہ پہرے پر لگے اسوقت مہتر ضحاک نے لباس شب روی تن پر آراستہ کیا اور
اپنے خیمہ سے نکلکر خیمہ بدیع الملک کی راہ لی جاتے جاتے پشت خیمہ کی طرف پہونچا نقب
چاک کر کے دیکھا تو کچھ شمعین کافوری روشن ہین۔ بدیع الملک محو خواب ہین ایک دو پاریدار
بیٹھے ہین وہ بھی اونگھ رہے ہین بس مہتر ضحاک نے پروانے بیہوشی کے اڑائے کہ وہ آکر شمع پر
گرے اور جلے دود بیہوشی منتشر ہوا جو پاریدار کہ اونگھ رہے تھے وہ بالکل بیہوش ہوگئے بس
مہتر ضحاک عیار اندر خیمہ کے آیا کچھ بیہوشی مین ساڑھے تین مثقال بیہوشی رکھکر قریب ناک
کے لیگیا جسوقت بدیع الملک نے اوپر کی سانس لی ضحاک نے تمام بیہوشی دماغ مین پھونک دی
بدیع الملک چھینک مارکر بیہوش ہوگئے بس اسنے جلدی سے چادر عیاری کمر سے کھولکر
پشتارہ بدیع الملک کا باندھا اور لے نکلا نگاہوں سے بچتا ہوا اپنے خیمہ مین پہونچ گیا سب ہمراہی
بھی ساتھ والے کمرین باندھے تیار کھڑے تھے اقہر فیل زور نے پوچھا کہ شیر یا گیدڑ مہتر ضحاک
نے کہا کہ لایا ہون اس شخص کو جو چراغ اسلام تھا یعنے صاحبقران زمان بدیع الملک [illegible] کو ہم
کر لیا یہ سنکر اقہر فیل زور نہایت خوش ہوا اور پشتارہ بدیع الملک کا اک صندوق مین بند کر کے
کوچ کی تیاری کردی صبح ہو ہی چکی تھی اور سب کو معلوم ہو گیا تھا آج یہ لوگ جانے والے ہین کسی نے
مزاحمت نہین کی یہ لوگ بدیع الملک کو لیے ہوئے صاف نکلے چلے گئے کنارے دریا کے
پہونچتے ہی لنگر اٹھوا دیئے اور اسی وقت کوچ کر دیا یہان جب صبح ہوئی اور حسب عادت خادم
جگانے کے واسطے اندر خوابگاہ بدیع الملک کے آیا کہ وقت نماز کا تنگ رہگیا تھا دیکھا تو
پاریدار بیہوش پڑے ہوئے ہین خیمہ پشت کی طرف سے چاک ہے اور صاحبقران کا پتا نہین ہے
یہ معرکہ دیکھکر اس خادم نے شور کیا کہ یارو غضب ہوا کوئی دزد مکار صاحبقران کو چرا لیگیا یہانتک
کہ یہ خبر خواجہ خضران کو پہونچی خضران دوڑا ہوا آیا اندر خیمہ کے دیکھا تو پیترا مہتر ضحاک کا پایا خضران
نے سر پیٹ لیا اور کہا کہ بڑی دغا کی اس عیار نے۔ وہان بادشاہ اسلام داخل بارگاہ سلطانی
ہو چکے تھے سردار حسب قاعدہ آآکر جمع ہوتے جاتے تھے کہ یہ خبر وحشت اثر پہونچی بس شاہزادہ
رفیع البخت اپنے دنگل پر سے کود پڑے اور بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ غلام جاتا ہے اور ابھی
اپنے پدر بزرگوار کو لاتا ہے ساتھ رفیع البخت کے اور سرداروں نے بھی چلنے کا قصد کیا تھا مگر شاہزادہ
رفیع البخت نے منع کیا اور فرمایا کہ جو میرے ساتھ آئیگا وہ میرا دشمن ہے یہ کلمہ سنکر اور سردار رکگئے
اور رفیع البخت تنہا پشت مرکب پر بیٹھکر جانب دریا روانہ ہوئے بعد روانہ ہولے رفیع البخت
کے شاہزادہ سہراب بن رستم ثانی تشریف لائے تھے اور انکو بھی معلوم ہوا کہ وہ عیار اور سردار

جو تصویر لینے ملک باختر سے آئے تھے وہ صاحبقران کو مل گئے اور شاہزادہ رفیع البخت اُسکے
تعاقب میں گئے ہوئے ہیں بس یہ سنتے ہی سہراب اپنی آنکھیں پانوں پھیر کے اور بیٹھ کر پشت
مرکب پر تن تنہا یہ بھی جانب دریا روانہ ہوئے اول شاہزادہ رفیع البخت کنارے دریا کے پہونچے
دیکھا کہ جہاز اُس پار پہونچ کر لنگر انداز ہو چکے ہیں اور لوگ اُتر رہے ہیں چونکہ سرپٹ گھوڑے کو
دوڑاتے ہوئے آئے تھے گھوڑا پسینے میں غرق تھا اور یہ بھی نہ معلوم تھا کہ قید بدیع الملک کی
کہاں ہے۔ رفیع البخت گھوڑے کو ٹہلا کر پسینا خشک کر رہے تھے اور اس فکر میں تھے کہ کس طرح
اُس پار جاؤں کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی اور سوار سرخپوش نمودار ہوا جب قریب پہونچا تو دیکھا کہ سہراب
بن رستم ثانی ہے۔ رفیع البخت نے کہا کہ تم کہاں آ گئے۔ سہراب نے کہا جہاں تم وہاں میں کیا
میں تمہارے اُس احسان کو بھول تھوڑی گیا ہوں کہ ثریا سے سیمتن کو تمہیں نے مجھے ملوایا
ورنہ کیا میری زندگی بھی ہوتی۔ اے رفیع البخت جس مقام پر تمہارا پسینا گریگا میں اپنا خون بہادونگا
یہ سنکر رفیع البخت نے کہا کہ بہرا سے برادر کیا فکر کی جا سکتی اور اُس پار کیونکر پہونچیں بس یہ سنتے ہی
سہراب نے زیر بند کاٹ کر گھوڑا دریا میں ڈال دیا اور کہا کہ یوں چلو تو پہونچو گے۔ رفیع البخت
اسکی جرائت پر وجد کرنے لگے اور انھوں نے بھی زیر بند کاٹ کر گھوڑا دریا میں ڈال دیا دونوں مرکب
کلائیاں مارتے ہوئے اور دھارے کو کاٹتے ہوئے قریب ساحل پہونچے اور اقہر فیل زور
وغیرہ نے دیکھا کہ دو سوار اس دریا سے ذخار کو طے کر کے نکلا چاہتے ہیں بس اسنے عریک دیوانہ
سے تو کہا کہ تو قید بدیع الملک کی لیکر چل اور میں ان دونوں کو روکتا ہوں۔ عریک دیوانہ آرابہ
قید بدیع الملک کا لیکر بھاگا اور اقہر فیل زور نے تیر اندازی کرنا شروع کی۔ اُدھر رفیع البخت اور
سہراب نے تلواریں کمر سے کھینچکر تیروں کو کاٹنا شروع کیا قریب سو سو تیروں کے کاٹ کر اول
رفیع البخت کنارے دریا کے نکلے بس اقہر فیل زور رفیع البخت پر برس پڑا دم لینے کی مہلت
نہ دیتا تھا۔ رفیع البخت برابر وار اسکے رد کر رہے تھے اور چاہتے تھے کہ ذرا سی مہلت پاؤں
تو اسکو جواب دوں مگر اقہر فیل زور مہلت ہی نہ لینے دیتا تھا کہ اتنے میں سہراب بن رستم نے بھی
دریا کو طے کیا اور خشکی میں مرکب انکا نکلا دیکھا کہ رفیع البخت تو اقہر سے اُلجھے ہوئے ہیں
سہراب نے عریک دیوانہ کے پیچھے گھوڑا ڈال دیا اور للکارا کہ باش او قرمساق کہاں جاتا ہے
کہ میں آ پہونچا دیکھا عریک دیوانہ نے کہ یہ تو سر ہی پر آ پہونچا بس اسنے پلٹ کے آواز دی کہ آیا ہے
تو کیا کر لیگا جیسے ہی سہراب بن رستم قریب پہونچے عریک نے تلوار ماری سہراب نے وار اُسکا
رد کر کے اپنا وار کیا یہاں رد و بدل ہو ہی رہی تھی کہ وہاں رفیع البخت نے وار اقہر فیل زور
کے رد کرنے کے موقع پا کر جو پلٹ کا ہاتھ مارا دونوں پانوں اقہر کے قلم ہوئے اور اقہر فیل زور
مانند مینار کے زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ رفیع البخت نے مرکب کو اشارہ کیا اور طرف قید بدیع الملک
کے چلے ہنوز نزدیک ارابہ کے نہ پہونچنے پائے تھے کہ سہراب نے وار دیوانہ کا رد کر کے ایسا
ہاتھ جو بچہ آبدار کا مارا عریک دیوانہ کے دو ٹکڑے ہوئے۔ بدیع الملک نے آرابہ پر سے جو یہ
معرکہ دیکھا قید توڑی ہمراہیان عریک دیوانہ و اقہر فیل زور مع مہتر اجسم و مہتر ضحاک وغیرہ قید
بدیع الملک کی چھوڑ کر بھاگے رفیع البخت نے تعاقب کرنے کا قصد کیا تھا۔ بدیع الملک نے
منع کیا اور رفیع البخت و سہراب کو گلے سے لگایا اور رفیع البخت سے کہا کہ سہراب اپنے خاندان

بھر سے علیحدہ مزاج رکھتا ہے اور اسے رفیع البخت مین بھی اسکو مثل تمہارے سمجھتا ہون اور مجھے یقین ہے کہ تمسے اور سہراب سے کبھی بگاڑ نہوگا یہ فرماکر دونون کو ساتھ لیے ہوئے کنارے دریا پر آئے کشتی پر بیٹھکر اُس پار اُترے یہ خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی کہ رفیع البخت اور سہراب نے بدیع الملک کو قید سے رہا کیا- اب صاحبقران تشریف لاتے ہین بادشاہ اسلام مع جملہ سرداران عالیمقام براے استقبال روانہ ہوے اور نہایت عزت کے ساتھ صاحبقران کو بارگاہ سلیمانی مین لائے۔ صاحبقران کے آنیکے بعد تمام سردارون کو بیحد خوشی ہوئی اور بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ یا صاحبقران میرا جی چاہتا ہے کہ آپکے رہا ہونے کی خوشی مین ایک ایسا جلسہ خوشی کرون کہ یادگار رہے۔ صاحبقران نے فرمایا کہ مین چاہتا ہون اس جلسہ خوشی کے عوض مین ایک شادی ایسی کرون کہ یادگار رہے بادشاہ اسلام اور دیگر سردار یہ سمجھے کہ رفیع البخت کی شادی کرینگے مگر صاحبقران نے اسکے خلاف ارشاد فرمایا کہ سہراب بن رستم نے وہ کام کیا ہے جو فرزند سعادتمند کرتے ہین مین نے سہراب کو اپنا بیٹا کیا مین چاہتا ہون کہ اسکی شادی ثریا بے سیمتن کے ساتھ بڑے دھوم سے کیجاے اور جتنی شادیان ابھی تک نہین ہوئی ہین وہ بھی اسی شادی کے ساتھ ہو جائین یہ سُنکر سبکو تعجب ہوا اور رستم ثانی نہایت درجہ خوش ہوے کہ بدیع الملک نے میرے فرزند کے ساتھ وہ بات کرنا چاہی ہے کہ اپنے فرزند پر فوق دیدیا لیکن بدیع الملک نے ایرج نوجوان کی طرف مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ اب سہراب تو میرا بیٹا ہے اسکی طرف سے تو سامان عقد مین کرونگا عروس کا کوئی عزیز اس مقام پر نہین ہے لہذا مین چاہتا ہون کہ ثریا بے سیمتن کی طرف سے آپ سامان شادی کرین جب لطف آئیگا- ایرج نوجوان نے بخاطر بدیع الملک قبول تو کیا لیکن کسیقدر رنجیدہ ہوے شہریار نامدار نے کہا کہ آپ رنجیدہ عبث ہوتے ہین یہ ظاہر ہے کہ ہاتھی پھیرے گا گاؤن گاؤن جسکا ہاتھی اُسی کا ناؤن سہراب کی شادی صاحبقران کرین یا کوئی کرے سہراب پوتا آپ ہی کا کہلائیگا یہ بھی محبت صاحبقران ہے کہ اپنے فرزند سے زیادہ آپکے فرزند کی شادی مین اُنکو اشتیاق ہے اسکا بُرا نہ ماننا چاہیے اس دن کی تو لوگ تمنا رکھتے ہین ایرج نوجوان خاموش ہو رہے شہریار نے بدیع الملک کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ اے صاحبقران زمان آپ تعین تاریخ فرما دین تو شادی کا انتظام کیا جاے بدیع الملک نے سب تاریخین تجویز کر کے تحریر کین ایک تحریر اپنے پاس رکھی ایک تحریر ایرج نوجوان کے سپرد کر دی کہ فلان تاریخ مانجھے کی رسم ادا ہو اور فلان تاریخ ساچق فلان تاریخ مہندی فلان تاریخ برات ہو اور چونکہ ایرج نوجوان عروس کی طرف تھے لہذا انکے واسطے قلعہ سکندریہ خالی کر دیا گیا کہ عروس کے رہنے کو محفوظ مقام ہونا چاہیے اور آپ شاہزادہ بدیع الملک نے قلعہ کے باہر بارگاہین برپا کرائین رقعہ آپکے درستے خوشنویسون نے تحریر کیے اور دور دور سے عمدہ عمدہ طلقہ طلب ہوے یہان قلعہ مین سامان مانجھے کا ہونے لگا ایرج نوجوان اور رستم ثانی اور شہریار نامدار اور خاص خاص دوست جیسے مثل ملوک بن مالک اور شاہزادہ ہاشم تیغزن اور شاہزادہ طرطوس بہادر وغیرہ کے سب ایرج نوجوان کے ساتھ اندر قلعہ سکندریہ کے تھے مانجھے کی تیاری نہایت دھوم دھام کے ساتھ ہو رہی تھی یہانتک کہ جب تاریخ مقررہ آئی اور بدیع الملک کو معلوم ہوا کہ آج مانجھا آنے والا ہے تو شاہزادہ بدیع الملک نے

ملکہ ماہ قلندری کو اندر کا انتظام سپرد کیا اور بارگاہ شاہی میں زنانی محفل بارگاہ سلیمانی میں
مردانی محفل جمع ہوئی اتنے مین لوگون نے آکر بدیع الملک سے بیان کیا کہ نہین معلوم شاہزادہ
ایرج نوجوان نے کیا انتظام کیا ہر کہ کل شام تک قلعہ اپنی اصلی ہیئت پر تھا اسوقت جو دیکھتے
ہین تو بجا تک برج در و دیوار قلعہ کے زرد معلوم ہوتے ہین رات بھر مین سارا قلعہ رنگ
ڈالا گیا۔ بدیع الملک یہ سرگرمی ایرج نوجوان کی دیکھکر نہایت خوش ہوے جب سہ پہر کا
وقت ہوا تو دروازہ قلعہ کا کھلا اور نشان کا ہاتھی نمودار ہوا آگے آگے نوبتخانہ نہایت عمدگی
سے سجا ہوا پردے زرد پڑے ہوے وردیان نقارچیون اور شہنا نوازون کی زرد کہار بھی زرد
وردیان پہنے ہوے شہنا نواز ملتانی گاتے ہوے نمودار ہوے بعد نوبتخانہ کے کئی ہاتھیون پر
ماہی مراتب طلائی جواہرنگار دانتون پر ہاتھیون کے چوڑے طلائی چڑھے ہوے جھولین زرد مخمل
کی زردوزی جسمین تمام یاقوت زرد جڑا ہوا اور پھر پھریرے نشانون کے زرد قریب ڈھائی سو
ہاتھیون کے ایسی آرایش کے ساتھ گزرے۔ بعد اسکے قطار اونٹون کی نمودار ہوئی انکی بھی
جھولین زرد مخمل بانات کی وردیان زرد کارچوبی ایک ایک بیرق زرد ہاتھ مین لیے ہوے
پانچسو شتر اس ساز و سامان سے گزرے۔ بعد اسکے بادبہاری کے گھوڑے سب سمند جھولین
زردیا بچے والے زرد لباس پہنے ہوے گھوڑون پر سوار اسکے بعد تخت پریون کے وردیان
کہارون کی مخمل زرد کی پگڑیان بھی زرد آئین فیتا طلائی لگا ہوا پریون کی لباس زرد سادہ دونون
کی لباسین وطبلے پر کھاب پڑی ہوئی پریان تخت روان پر گاتی اور بجاتی ناچتی ہوئی دلخوش فعلیان
کرتے ہوے ساتھ ساتھ جب یہ تخت بھی گزر لیے تو غول کے غول بیرق بردارون اور باجے والون
کے نمودار ہوے بیرقون کے رنگ بھی زرد تھے اور لباس بھی بیرق بردارون کے زرد تھے ایک
غول کے دوسرا غول باجے والون کا آتا تھا اُنکے لباس بھی زرد تھے اسی طرح قریب ستر غول
کے نمودار ہوے ایک غول سے دوسرے غول کا لباس اور سامان زیادہ نفیس ہوتا تھا اب
قطار خوانون کی شروع ہوئی کشتی اور خوان پوش اور مزدورون کی لباس سب زرد رنگ کے تھے
خوان پوش کیسے کیسے طلا کار تھے کہ نگاہ خیرگی کرتی تھی بعد اسکے پھر جلوس نمودار ہوا۔ علم بردار
اور نیزہ بردار یہ سب بھی زردپوش جسقدر منتظم ہمراہ تھے وہ بھی لباس زرد پہنے ہوے تھے
آخر مین جو کی طلائی اُسپر لوٹا کٹوڑہ طلائی رکھا ہوا کشتیان مانجھے کے جوڑے کی اُسکے بعد شکھپال
ملکہ مہ پارہ روشن عذار معشوقہ سکندر رستم خو کا۔ یہ قریب سیتھن کی بہن بنکر مانجھا لیکے گئی
تھی۔ بعد شکھپال کے پالکیان مستورات کی جو سمدھن بنکے مانجھے کے ساتھ گئی تھین پردہ
شکھپال کے زرتار جواہرنگار وردیان کہارون کی مخمل زرد کی کارچوب بنا ہوا کہاریان بھی زرد
لباس پہنے ہوے ساتھ ساتھ چھٹکے فانسون کے زرد آخر مین ناقوس وزیر بھی جلیس لباس زرد
پہنے ہوے مانجھے کے ساتھ ساتھ اس جاہ و احتشام کے ساتھ جو مانجھا آیا بدیع الملک نہایت
خوش ہوے دیکھنے والون کی نگاہ ہوت مین سرسون پھولی ہوئی تھی جسوقت مانجھا مکان نوشاہ پر
پہونچا گورلے دھنے سواریان اُتر اُترکر محل مین داخل ہوئین۔ اندر دولہا کی طلب ہوئی شاہزادہ
سہراب ثانی داخل محل ہوے ملکہ مہ پارہ نے مصری وغیرہ کھلانے مین سہراب کو خوب رکایا
دیر تک ہنسی ہوتی رہی جسوقت شاہزادہ سہراب بن رستم مانجھا پہنکر کھڑے ہوے پہلے خسب دستور

چارون کونون کو سلام کیا پھر بزرگون کو سلام کیا ملکہ ماہ قلندری وغیرہ بلاگردان ہوئین شاہزادہ شہراب باہر تشریف لائے ۔ بدیع الملک وغیرہ نے گلے سے لگایا نوشی کے نقارے بجے رنگ اچھلا بوڑھے جوان سب ایک حالت مین تھے بعد اسکے بدیع الملک نے ناقوس وزیر اور دیگر ملازمین جو سانچق کے ساتھ آئے تھے سبکو بہت بھاری خلعت دیکر رخصت کیا دوسرے روز سے رقعے اور بینڈیان تقسیم ہونا شروع ہوئین تمام سرداران اسلام کو حصے پہونچے لیکن جس وقت بدیع الملک نے نقابدار نیلی پوش اور گلابی پوش کو جاکے نیوتنے کا قصد کیا تو انھون نے عذر کیا کہ ہم ایسی حالت مین شریک نہین ہو سکتے کہ نقابدار ابلق سوار کا پتہ نہین بلکہ اگر مناسب ہو تو ہمین اجازت ہو کہ ہم جائین اور اپنے افسر کو تلاش کرین بدیع الملک نے کہا نہایت مناسب ہے بلکہ اگر مجھے یہ شادی درپیش نہوتی تو مین بھی نقابدار کی تلاش ضرور کرتا ۔ غرضکہ نقابدار نیلی پوش اور گلابی پوش تو صاحبقران سے رخصت ہو کر مع فوج فراوان اور لشکر گران تلاش نقابدار ابلق سوار روانہ ہوگئے انکو تو جانے دیجیے اب یہان کا حال سنیے کہ بدیع الملک نے سانچق کا انتظام کیا تمام سرداران اسلام آرایش کی درستی مین سرگرم تھے سانچق کے روز سے جشن شروع ہوگیا تھا ہر خیمے ہر ڈیرے مین ناچ ہوتا تھا اور تمام لشکر مین چراغان رہتا تھا دن بھر سرداران اسلام انتظام سانچق مین مصروف رہتے تھے رات کو ناچ دیکھتے تھے یہانتک کہ سانچق کا روز آیا ایرج نوجوان نے قلعہ مین آج اسقدر چراغان کیا کہ کثرت چراغان سے آسمان پر انجم شرماتے تھے سارا قلعہ اک شعلہ نور بنا ہوا تھا دروازہ قلعہ کی آراستگی قابل دید تھی نقشچین اسقدر جواہر پہنے ہوئے تھے کہ انکی طرف دیکھنے مین نگاہین خیرگی کرتی تھین ۔ سرشام یہان سے نشان سانچق کا چلا آگے آگے نوبت خانہ نوبت خانے کے آگے سقے چھڑکاؤ کرتے گرد کو بٹھاتے ہوئے شہنا نواز شیام کلیان الاپتے ہوئے نقارون کی صدا سے دلیر چوٹ پڑتی تھی پوشاکین شہنانوازون کی رنگ برنگی بعد اسکے ماہی مراتب جلوس شاہانہ ساڑھے تین سو فیل سجے ہوئے اسطرح کہ جھولین زرتار پڑی ہوئی مستکون پر سورج مکھی اور چاند تارا بنا ہوا دانتون پر کنول چڑھے ہوئے انکین شمعین کافوری روشن بعد اسکے پانچ شتر نہایت سجے ہوئے گلون مین انکے زنگ پڑے ہوئے پاؤن مین گھونگھرو بندھے ہوئے جھولین طلا کار بعد اسکے آرایش کے تخت مختلف قسم کے کسی مین کنول روشن کسی مین گلدستے بہار مختلف صورتون کی تصویرین نہنگ پلنگ فیل کرگدن اسپ گاؤ وغیرہ کے شکار کی حالت کی تصویرین اسقدر آرایش تھی کہ نشان قلعہ مین داخل ہوگیا اور جلوس ختم نہ ہوا ۔ دیکھنے والے کہتے تھے کہ سانچق مانجھے سے بڑھا دی راستے بھر آتشبازی چھوٹتی جاتی تھی ۔ چوگھڑے مسی اور نقرئی کثرت سے ۔ بعد اسکے مشکی طلائی جواہر نگار کشتیان عروس کے جوڑے اور پھولون کے گہنے کی بعد اسکے سواریان زنانی کہاریان دوڑتی ہوئی قلعہ مین پہونچین اسقدر گولے دغے کہ معلوم ہوتا تھا جنگ ہو رہی ہے بعد اسکے مہدی اس دھوم سے آئی کہ سانچق گرد ہوگئی ۔ ایک تکلف یہ ایرج نوجوان ہر مرتبہ بازی لیگئے کہ مانجھے کے روز سارا قلعہ زرد تھا اور مہدی کے روز سارا قلعہ سرخ نظر آتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ قلعہ سنگ سرخ کا بنایا گیا ہے اب برات کی شب آئی ۔ آج کی تیاری تو بیان سے باہر ہے ۔ بیابان گرد باد کا کوئی ایسا درخت نہ تھا جو تمامی سے سجا ہوا نہو اور قندیلین اس کثرت سے آویزان کی گئی تھین کہ ہر درخت سرو چراغان معلوم ہوتا تھا

اور گرد لشکر کے ایک دور ارروشنی کی ٹٹیون کا تھا- چار پھاٹک کٹھا بڑے کے بنا کر اوپر سورج مکھی قائم کی گئی تھی دیکھنے والون کی نگاہ خیرگی کرتی تھی- ہر پھاٹک کی ساخت نئی تھی اندر لشکر کے جسقدر راستے تھے ہر موڑ پر پھاٹک تھا اور دورویہ ٹٹیان نصب تھین دوکانین رات بھر کھلی رہنے کا حکم تھا- دوکانداروں نے بھی حسب حیثیت تیاری کی تھی ہر دوکان مین شیشہ آلات آویزان تھا تصویرین عمدہ عمدہ لگی ہوئی تھین دیوارگیریون پر گلدستے انواع و اقسام کے رکھے تھے مصنوعی درخت ایسے شاداب بنائے تھے کہ اصلی معلوم ہوتے تھے- راستون مین جابجا دوکانون پر رنڈیان ناچ رہی تھین سوانگ طرح طرح کے روپ بھرے ہوئے اپنے اپنے کرتب دکھاتے تھے بہروپیے ہر سردار کو دھوکا دیجاتے تھے اور انعام لیجاتے تھے سرداروں مین کسیکا خیمہ ایسا نہ تھا جو آرائش سے خالی ہو یا ناچ ہوتا ہو اور بارگاہ شاہی کی آرائش تو احاطۂ تحریر سے باہر ہے خاص اس بارگاہ کی آراستگی بادشاہ اسلام کی جانب سے تھی اسمین جسقدر آلات روشنی کے نصب کیے گئے تھے سب ساختہ جواہر تھے سرخ رنگ کے کنول اور جھاڑ اور مردنگ جلتے تھے یاقوت سرخ کے تھے اور سبز زمرد کے اور زرد پکھراج کے نیلے نیلم کے اور سفید الماس کے اس روشنی مین آنکھین خیرگی کرتی تھین جدھر دیکھا آنکھون مین چکاچوند ہونے لگی عکس سے آلات روشنی کے ہزار بجلیان چمک رہی تھین فرش پر جو سبز و سرخ و زرد و زنگاری عکس پڑے تھے اک طرفہ گلکاری نظر آتی تھی مسند برابر سے ایک قسم کی جواہر نگار بچھی ہوئی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک ہی مسند بچھی ہوئی ہے طائفے پر تکلف ناچ رہے تھے سردار حسب مراتب لباس پر تکلف پہنے ہوئے بیٹھے تھے عجب سمان تھا کہ قابل دید تھا اسی عالم مین ایک مہ وش نے یہ غزل شروع کی

غزل

ہے خوف ہجر وصل کسیکا ہوا تو کیا — سامان عیش کا جو مہیا ہوا تو کیا

دنیا مین بھی نہ عشق کا چرچا ہوا تو کیا — اپنے ہی شہر مین کوئی رسوا ہوا تو کیا

مشتاق ذبح رہگئے عشاق اے حسین — ابرو کی تیغ پر ترا قبضا ہوا تو کیا

دشمن کو اور دوست کو یکسان سمجھتے ہو — کوئی تمھارا چاہنے والا ہوا تو کیا

کیسی امید بوسۂ رو دے سے تلخ کی — انسان کو نمک کا سہارا ہوا تو کیا

جس بت کی جستجو ہے کسی گھر مین وہ نہین — کعبہ ہوا تو کیا جو کلیسا ہوا تو کیا

کرتا ہے زندہ دل کو ہمارے نہ ہو تو قتل — قاتل ہوا تو کیا وہ مسیحا ہوا تو کیا

جو خاک مین ہے نالے اثر سے ملا ہوا — اونچا جو آسمان سے وہ نالا ہوا تو کیا

سینے سے سوز عشق نہ نکلیگا عمر بھر — یون دیکھنے کو جسم جو ٹھنڈا ہوا تو کیا

دونون اسیر دام بلا عشق مین رہے — انسان ہوا تو کیا جو فرشتا ہوا تو کیا

تسکین اس سے کب دل بیتاب کو ہوی — پوچھا جو یار نے کہ تجھے کیا ہوا تو کیا

ہمنے کبھی وقت فکر سخن ڈھونڈھ ہی لیا — مضمون دہان یار کا عنقا ہوا تو کیا

بلبل وہ ہون کہ جاتا ہون مانند بوے گل — صیاد کا چمن پہ اجارا ہوا تو کیا

دونون کو آپ ایک نظر دیکھ لیجیے — ناحق دل و جگر مین بکھیڑا ہوا تو کیا

ہنگامہ یہ نہین مرے نالون سے کچھ فزون — مالین پہ شور حشر جو برپا ہوا تو کیا

اے دل دکھا دے انکو بھی جو تجھ مین ہے نہان	آنکھون سے حسرتون کا جو پردا ہوا تو کیا
جب ہجر کام کر چکا بے فائدہ ہے وصل	اب تجھ مریض عشق کا چارا ہوا تو کیا
آئے تم سوم مین شکل نہ دکھلائی عمر بھر	مرنے کے بعد اگر یہ تجسا ہوا تو کیا
حاصل کسیطرح کا نہین شاعری مین یاس	اس فن خاص مین جو سلیقا ہوا تو کیا

الغرض چونکہ سب خوش دل اور مسرور تھے جو طائفہ بدلا جاتا تھا اور ایک کے بعد دوسرا گاتا تھا تو اسکا بھی رنگ جم جاتا تھا اسقدر انعام ملتا تھا کہ اٹھانا دشوار ہو جاتا تھا جہان پانچ ہزار پانچ سو جہان سردار جمع تھے اگر ایک ایک اشرفی پھینک دی تو کیا کچھ ہو گیا۔ جو طائفہ مجرا کر کے اٹھا مالا مال ہو گیا۔ ایرج نوجوان بھی باصرار بدیع الملک شریک جلسہ نشاط تھے لیکن قریب صبح یہ بادشاہ کرکے چلے گئے کہ وہان کا بھی انتظام کرنا ہے یہان اسی حالت مین صبح ہوئی اسکے بعد انکی برات کا انتظام ہونے لگا قریب نو بجے کے برات چلی اس برات کے لیے انتظام کیا گیا تھا کہ جسمین پانچ ہزار تاجدار براتی سنے ہوئے ساتھ تھے اور دس بارہ دولہا تھے اب کچھ مختصر حال برات کا بھی سنئے کہ بدیع الملک کو یہ فکر تھی کہ مہدی سا تخت پر فوق لیگئی تو برات ایسی جانا چاہیے کہ مہدی بھی گرد ہو جائے۔ نو سو ہاتھی تھے جسمین پانچ سو ہاتھیون پر ماہی مراتب جلوس شاہانہ سبز قبین اور برچھیان اور علم اور باجے وغیرہ تھے چار سو ہاتھی دولہا اور براتیون کی سواری کے تھے آٹھ بجے مین لگائے گئے تھے جسوقت برات مکان نوشاہ سے طرف قلعہ کے چلی تو نو بجے کے راستے مین لگے تھے اور پہلے سے کشادہ رستہ تجویز لیا گیا تھا کہ دیکھنے والے ٹھنیا در تماشائی کے سامنے دیکھ سکین اور منتظمین کو بھی تکلیف نہو۔ جسوقت برات چلی تو مختصر راستہ بہت بھی قلعہ کی فصیل پر آکر برات دیکھنے کی غرض سے کھڑی ہوئین قناتین پہلے سے آمادہ کر دی گئی تھین آگے آگے ڈنکا ہوتا ہوا تھا نشان کا ہاتھی نہایت بلند جسکی سونڈ سفید اور ہاتھی سیاہ دانت بہت بڑے بڑے جسپر کنول کی جوڑی چڑھائی جاتی تھی بعد اسکے اور ہاتھی تھے ماہی مراتب کے گزرے جنکی جھولین انکی مرصع کار چاند سورج سر تہنگ زیر بلنگ جھلی سجدہ وغیرہ چمکتا ہوا بعد اسکے ہاتھیون پر نقارہ نواز بیٹھے ہوئے نقارے بجاتے ہوئے انکے بعد طوائفین پر لگا کر پریان بنا کر بٹھا دیگئی تھین ایک ایک ایسی حسین تھی کہ پری ہی معلوم ہوتی تھی وہ اُنکے لباس وہ صورتین بعد اُسکے بیرق بردار ہاتھیون پر سوار بیرقین ہوا سے اُڑتی ہوئی عجب لطف دیتی تھین تمام بیابان گرد باد بجلی بن معلوم ہوتا تھا۔ بعد اُسکے اونٹ گزرنے لگے ایک ہزار اونٹ نہایت آراستہ گزر گیا بعد اُسکے پریون کے تخت باد بہاری یہ سب چیزین گزر کر بیرق بردار فقط آئے ایک غول سبز بیرقون کا گزر گیا دوسرا سرخ بیرقون کا تیسرا زرد کا جو تھا زرنگاری کا اسیطرح مختلف رنگ کی بیرقین اور ویسے ہی لباس بیرق بردارون اور باجے والون کے ڈھول باجے والون کا جس رنگ کے بیرقون کے ساتھ تھا ویسا ہی لباس بھی تھا۔ بعد اسکے گھوڑے ساز طلا کار و مرصع نگار سے آراستہ گزر گئے آخر مین آگے آگے روشن چوکی بجتی ہوئی زر و جواہر لٹاتا ہوا سہراب کو لیے ہوئے خود صاحبقران زمان بدیع الملک نوجوان بیٹھے تھے اور پہلو مین سہراب کے شاہزادہ رفیع البخت جلوہ افروز تھے پشت پر سکندر رستم خو کا فیل تھا یہ بھی دولہا بنا ہوا سوار تھا اسکے بعد اور جسقدر شاہزادون کے عقد باقی تھے سب دولہا بنے ہو

ساتھ ساتھ تھے دس بارہ نوشاہ تھے اسکے بعد براتیون کے ہاتھی تھے کسی پر ہاشم تیغ زن کسی پر فرامرز عاد مغربی کسی پر شاہزادہ طرطوس بہادر کسی پر طلحہ بن لندھور کسی پر ملوک بن مالک کسی پر ھرمز نگ بن مرزبان خراسانی کسی پر اسفندیار بن بہرام گرد۔ اسیطرح تمام شاہزادے اور شہریار زادے لباس فاخرہ پہنے سلطے لئے ہوئے ہاتھیون پر سوار نوشاہ اول کے سر پر چتر سلیمانی کا سایہ سہرا موتیون کا بندھا ہوا جسکا ایک ایک دانہ بیضۂ گنجشک کے برابر کوئی موتی گول کوئی صراحی دار ہر ایک قرینے سے اپنے مقام پر نصب جسوقت اس دھوم دھام سے برات قلعہ مین پہونچی توپین سلامی کی چھوٹنے لگین رات اک قصر وسیع مین بیٹھی ناچ شروع ہوا اک پری جمال نے یہ غزل شروع کی

غزل

راہ آنے کی ترے تا صبح دم دیکھا کیے
زلف چہرہ پر ترے ہم اے صنم دیکھا کیے
مہربان کیا کیا نہ رو بر تمکو ہم دیکھا کیے
فرقت جانان مین اپنے دل کو ہم دیکھا کیے
دی شراب اوروں کو تمنے اور ہم دیکھا کیے
یاری آپہی آئی جبتک اشتیاق قتل مین
نقش ہوا جسم مین جلوہ اس پری کا دیکھکر
خانۂ دل کب رہا خالی غم و اندوہ سے
جب بہالے اشک پر یا نوح کا طوفان کیا
ابروؤن کا یار کے اکثر رہا دل مین خیال
بعد مدت وصل کی شب کو جو یکجائی ہوئی
ساز و مطرب ساقی و مے جمع تھے آئے تو وہ
آبلون سے خار دشت مین ہیں ہیں آشنا کل
واے بدبختی ہماری سر نہ کیون کٹوا دیا +
اور گستاخی ہوئی ممکن نہ رعب حسن سے
کٹگیا وہ صاف مضمون لڑگیا کوئی اگر
کیا رقیبون کو جلایا شعلۂ تقدیر سے

کیا کہیں تجھ سے شب وعدہ جو ہم دیکھا کیے
روز و شب کے نور ظلمت کو بہم دیکھا کیے
جو مقدر نے دکھائے وہ ستم دیکھا کیے
سیر کی دنیا کی شب بھر جام جم دیکھا کیے
آج میخانے مین ساقی کا کرم دیکھا کیے
اپنے قاتل کی طرف حسرت سے ہم دیکھا کیے
دیر تک احباب میرے تن مین دم دیکھا کیے
اس مکان مین ہم ہمیشہ بزم غم دیکھا کیے
جوش کیا کیا تیرے ہم اے چشم نم دیکھا کیے
خواب مین ہم صورت تیغ دو دم دیکھا کیے
وہ ہمین دیکھا کیے اور انکو ہم دیکھا کیے
ہم یہ سارا عیش کا سامان بہم دیکھا کیے
ہم عجب رنگین چمن زیر قدم دیکھا کیے
معرکے مین تیغ قاتل کی علم دیکھا کیے
وصل کی شب صبح سے روے صنم دیکھا کیے
تیری تیزی بھی ہم اے تیغ قلم دیکھا کیے
آپکی آتش زبانی پاس ہم دیکھا کیے

دیر تک شغل رقص و سرود رہا اب قطب سجادہ نشین مع خواجہ زادون کے تشریف لائے گانا موقوف ہوا محل مین پردہ کہا گیا قطب سجادہ نشین نے اندر جاکر عروسون سے اجازت حاصل کی دل تو اپنے اپنے نوشاہ پر برسون سے مائل تھا مدتون کی حسرتین بھری ہوئی تھین مگر شرم دنیا نے ہمکارا بڑی مشکل سے بھرنے دیا جب قطب صاحب باہر تشریف لائے تو خواجہ زادے نوشاہ کی طرف ہوے اور قطب صاحب نے بعد خطبہ کے صیغہ آغاز کیا۔ پہلے عقد سہرا بیتانی کا ملکہ ثریا سے سہیل کے ساتھ پڑھا گیا بعد اسکے عقد بادشاہ اسلام کا ملکہ کم جادو کے ساتھ ہوا اور نکاح سکندر رستم خو کا ملکہ مہ پارہ کے ساتھ پڑھا گیا اور رفیع البخت کا عقد ملکہ ماہ پیر سوار کے ساتھ ہوا جسوقت یہ تمام عقد ہو چکے تو کشتیان نقل و میوہ خلعت وغیرہ کی خواجہ زادون کو دیگئین یہ تو

رخصت ہوئے ایرج نوجوان نے وہ وہ ہار براتیوں کو تقسیم کیے کہ ایسے دو چار ہار دنیا میں مشکل سے ہم
بدیع الملک کی آنکھیں کھل گئیں دلہن کہا کہ نہیں ایرج نوجوان کو اتنا دولتمند جانتا تھا مگر ایسا
صاحب حوصلہ سمجھا تھا نہ دیکھا چاہیے کہ جہیز کسقدر ہے غرضکہ مبارک باد دیکر اور انعام لیکر طائفے
بھی رخصت ہو گئے اور مہمان بعد جائزہ جہیز ترتیب سے لگایا گیا ہر چند کہ بدیع الملک نے مزدوروں
کا بہت بڑا بندوبست کیا تھا مگر اسقدر جہیز تھا کہ مزدور کم پڑے آخر جلوس کم کر کے مزدور بڑھائے
گئے اور برات رخصت ہوئی کھانا بہوڑے کا اسقدر تھا کہ وہی کھانا تمام لشکر کو کافی ہو گیا پلٹتے
وقت رات ہو گئی تھی اسوجہ سے روشنی کا بندوبست کرنا پڑا الحاصل برات مکان پر آئی براتی
رخصت ہوئے دولہا اپنی دولہنوں کو لیکر تخلیہ میں گئے اور ہر ایک وصل سے کامیاب ہوا
بطن سے ان شاہزادیوں کے لڑکے پیدا ہوتے ہیں کہ ذکر انکا گلستان باختر جلد دوم میں ہوگا
دوسرے روز سب نے غسل کیا شام کو چوتھی کی تیاری ہوئی۔ چوتھی بھی بڑے دھوم دھام سے
قلعہ میں کی گئی آتشبازی اسقدر چھوٹی کہ زبانہ آتش بہار ہو گیا ہوائیاں ایسی بنی ہوئی تھیں کہ
فلک چھونے کا قصد کرتی تھیں چرخیاں تیسری میں اک ہالے کی شکل پیدا کرتی تھیں گولوں
کی آواز سے قلعہ ہلا جاتا تھا لیکن جسوقت چوتھی کی رسم ادا ہوئی تو الک کیا تھی ہزاروں بلکہ
دونوں طرف سے وہ چھڑیاں چلیں اور ترکاریاں اچھلیں کہ بدیع الملک کو فساد کا خوف ہوا
بس اسی وقت صاحبقران نے درمیان میں آکر اس رسم کو ناتمام چھوڑوا دیا۔ کھانا کھلوائی میں
سہراب کو ایرج نوجوان نے طلسم لالہ زار سلیمانی کے سات گنج عنایت کیے اور عزیزوں نے بھی
حسب حیثیت دیا سہراب دوشالوں میں ٹپ گیا تھا اسیطرح عروس کو بدیع الملک نے اور دیگر
اقربا نے اسقدر زیور میں لاد دیا تھا کہ اٹھنا بیٹھنا دشوار ہو گیا تھا آخر عورتوں نے کہا کہ بیٹی یہ
وہ سونا جس سے ٹوٹیں کان۔ یہ کہکر معمولی زیور پہنے دیا باقی کل زیور بڑھا لیا جب چالوں سے
بھی فرصت ہو گئی تو جشن موقوف ہوا دو چار روز آرام لینے کے بعد صاحبقران زمان نے شاہزادہ
بدیع الملک نوجوان نے بادشاہ اسلام و دیگر سرداران عالیمقام کے سامنے خانہ کعبہ جانے کا
اظہار کیا یہ کلمہ سنکر رنگ چہروں کے خیال مفارقت صاحبقران سے متغیر ہو گئے بارگاہ میں سناٹا سا
چھا گیا کہ اک مرتبہ جبرئیل بن عادی دروازہ بارگاہ سلیمانی کی طرف سے نمودار ہوا اسطرح کہ آنکھوں
سے آنسو جاری سراسیمہ و مضطر بدیع الملک نے فرمایا کہ کیوں اے جبرئیل خیریت تو ہے جبرئیل بن
عادی نے عرض کی کہ یا صاحبقران در دریا سے فتوت نجم سپہر صولت اسعد بن کرب دلاور لباس
فقیرانہ پہنے ہوئے پا پیادہ تشریف لاتے ہیں صورت اسعد عارض کی دیکھکر دل پاش پاش
ہوتا ہے یہ وہی بہادر ہے جسنے طبقے ہلا ہلا دیے ہیں کفار جسکے نام سے لرزتے تھے جسکی صورت
دیکھکر شیر کا زہرہ آب ہوتا تھا آج اسکی صورت دیکھکر رونا آتا ہے یہ سنکر بدیع الملک بیتابانہ
اٹھ کھڑے ہوئے اور سردار بغرض پیشوائی دوڑے اور اسعد کو بعزت تمام بارگاہ میں لائے نظر
اسعد کی نور الدہر اور ایرج نوجوان پر جو پڑی پہلے دوڑکر نور الدہر سے لپٹے اور کہا کہ بھائی صاحب
آپ کی نسبت تو یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ دشمن آپ کے ہمراہیان امیر ثانی کے ساتھ بہا بابات
کاج و باج میں جا لگے لیکن شکر ہے اس خدا کا جسنے ساتھ خیر و عافیت کے پھر صورت آپکی دکھائی
نور الدہر نے اس آگ سے بچنے کی صورت اور قید ہونا طلسم نور افشاں میں اور رہا کرنا [illegible]

قید سے سب مفصل بیان کیا۔ ایرج نوجوان نے اپنی سرگذشت سنائی اسد غازی نے اپنی تباہی کی
ساتھ بیٹے نور الدہر اور ایرج کے بیان کی کہ تین فرزند اسطرح مارے گئے اور تمام رفقا بچپن کے
ساتھی طلسم نہ طاق میں بچھڑ گئے۔ بدیع الملک کو بھی تمام عزیزوں اور دوستوں کا غم تازہ ہو گیا
رستم ثانی کو حلقت انجمن طلعت کا داغ تازہ ہو گیا تمام بارگاہ میں کہرام مچ گیا۔ وہ مقام ابھی ابھی
عشرت سرا ہو رہا تھا وہ ماتمکدہ ہو گیا عجب دورنگی زمانہ غدار کی ہی کہ ادھر ہنسے کیکو بیٹھتے دیکھا
اور اسکے رلانے کی فکر کی تمام سرداروں کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور جن لوگوں کے
عزیز قریب بچھڑ گئے تھے وہ تو اسقدر روئے کہ ہچکیاں بندھ گئیں بہت دیر کے بعد وہ رقت
کم ہوئی تو بدیع الملک نے پوچھا کہ آپ اسطرف کیونکر چلے آئے اور گورغریبان کو کیون تنہا
چھوڑا۔ اسد دلاور نے کہا کہ اے بدیع الملک ہر چند میں نے ان خفتگان عدم کو پکارا مگر
کسی نے جواب بھی نہ دیا میں نے دل میں افسوس کیا کہ میں بھی خانہ کعبہ کیون چلا گیا کہ یہ خاک
وہان کی متبرک خاک میں ملجاتی مگر اسی اثنا میں تمہارے گھر میں ملکہ روشن گہر کے بطن سے
فرزند پیدا ہوا نام اسکا وحید الملک رکھا اسکی پرورش اور تربیت میں میرا غم غلط ہو گیا۔ جب
وہ فرزند ہوشیار ہوا تو ذوق صید و شکار پیدا ہوا میں ایک دم وحید الملک کو تنہا نہ چھوڑتا تھا
شکار پر بھی اس فرزند کے ہمراہ تھا اک مقام پر چند آہو نظر آئے وحید الملک نے آہوؤن کا
تعاقب کیا اور جاتے جاتے نظروں سے غائب ہو گئے میں وحید الملک کی تلاش میں سرگردان
و پریشان بیابانوں کی خاک چھانتا ہوا اس مقام پر آپہونچا تو یہان سامان جشن دیکھا دریافت
کرنے سے معلوم ہوا کہ یہان خدا پرست قیام پذیر ہیں مجھے حیرت ہوئی کہ وہ ایسے کونسے خدا پرست
ہیں جو مصروف عیش و نشاط ہیں خدا پرستوں پر تو طلسم نہ طاق میں وہ تباہی پڑی کہ کوئی
خدا پرست زندگی بھر مسرور و خوش نہ ہوگا مگر اچھا تھا کہ یہان آکر آپ لوگوں کو دیکھا اور غم تازہ
ہو گیا خوشی کے بدلے ملال ہی بڑھا معلوم ہوا کہ اب قسمت میں خوشی نہیں رہی ہی کہ ہنسنے
کے مقام پر بھی رونا آتا ہی بقول درد رباعی ای درد یہ درد دل سے کھونا معلوم * جون لالہ جگر سے داغ
دھونا معلوم * گلزار جہان ہزار پھولے لیکن * اپنے دل کا شگفتہ ہونا معلوم * شاہزادہ بدیع الملک نے
فرمایا کہ آپ وحید الملک کے گم ہونے کا کوئی اندیشہ نفرمائیں اسلیے کہ یہ خاندانی بات ہی اکثر ہم لوگوں پر ایسی
مصیبت پڑی ہی مگر خداوند عالم نے پھر بحفاظت تمام اپنے عزیزوں سے ملایا ہی وحید الملک کا بھی خدا حافظ ہی
اور میں تو اب قصد خانہ کعبہ جانے کا رکھتا ہوں اور سرگشتان احد سے عوض خون اسیر اول کا لونگا اور ایرانی
کی بھی کوئی خبر اسوقت تک معلوم نہیں ہوئی ہی کہ وہ کس حالت میں ہیں اب مجھے جوش انتقام میں نہ اولاد
کا خیال ہی نہ اہل کا دھیان ہی۔ اسد غازی نے کہا کہ اے بدیع الملک اب مجھے بھی اپنے ساتھ
لیتے چلو۔ اسلیے کہ دنیا سے میرا دل بھی ہٹ گیا ہی اب سوا مر جانے کے اور کچھ باقی نہیں ہی
یہان مرنے سے وہین جا کر مرنا بہتر ہی کہ مٹی سوارت ہو جائیگی۔ بدیع الملک نے کہا کہ بسم اللہ
آپ تشریف رکھیں بالفعل مجھے دو ایک روز میں یہان کا انتظام کرنا ہی اسکے بعد میں چلا چلونگا
اسد غازی نے خیمہ نور الدہر میں قیام کیا ہر چند بدیع الملک نے چاہا کہ انکے واسطے علیحدہ
سامان شاہانہ درست کر دیا جائے مگر اسد غازی نے قبول نکیا اور کہا کہ میں نے بہت دنون
کے بعد پیارے بھتیجے صاحب کو دیکھا ہی اب میں اسکے دم بھر کی جدائی پسند نہیں کرتا اور مجھے

تکلفات دنیا سے کوئی تعلق باقی نہیں رہا ہے۔ بدیع الملک نے نغفور زرین علم اور دیگر ساحر
جنھوں نے اس وقت تک سحر سے توبہ نہ کی تھی اُن سب کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا سحر اُن سے
چھڑوا دیا بعد اسکے ملکوں کی تقسیم شروع ہوئی اسطرح کہ سکندر رستم ثانی کو شہر نقش و نگار ملک
آسمانیہ تمام شہر تنگ قاف اور دیگر ممالک جو سکندر نے فتح کیے تھے سکندر کے پاس نام
کیے اور جو سردار زیر کردہ سکندر تھے وہ سکندر کے سپرد کیے۔ سہراب بن رستم ثانی کو اسکے
مفتوحہ ملک عنایت کیے اور چند ملک اپنی طرف سے دیے اور رفیع البخت کو طلسم نور افگن اور
دیگر مقامات جو انھوں نے فتح کیے تھے انکو عنایت کیے بعد اسکے کسی کو مدائن کسیکو سمرقند
کسیکو بخارا کسیکو مشہدی حصار کسیکو مرصع حصار کسیکو فرنگستان کسیکو ترکستان اسیطرح
تمام ملک تقسیم کرکے سندیں اپنی دیدیں اور سب کو وصیت کی کہ بعد میرے زمانہ پر آشوب
ہو جائیگا اور کفار کا جوش ہوگا ہر ایک اپنے اپنے ملک سے ہوشیار و باخبر رہے
اور ایک دوسرے کی مدد کرتا رہے بعد اسکے اپنا قائم مقام رستم ثانی کو کیا اور کل فوج کا
افسر کیا اور سکندر رستم کو صاحبقران اوسط کا خطاب دیکر دنگل علمشاہ رومی عنایت فرمایا
اور رفیع البخت کو بدیع الزمان کا دنگل مرحمت کیا اور دنگل نور الدہر سہراب بن رستم کو جگہ دیکر
باقی تمام سرداروں کو حسب مراتب قائمقام سرداران گذشتہ کا کرکے سب کو اطاعت بادشاہ
اسلام کی نسبت بہت کچھ وصیت فرمائی اور بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ آپ یا تو اسی قلعہ
سکندریہ میں رونق افروز رہیں یا ملک ایران کا قصد فرمائیں کہ وہ ملک قدیم ہے اور یہ جگہ محفوظ
بہت ہے لیکن یا نہاسے صاحبقرانی بادشاہ اسلام کے سپرد کیے اور عرض کی کہ مالک اس عہدہ
جلیل اور لقب صاحبقرانی کا وہ شخص ہے جو طلسم باطن نطاق کو فتح کرے اور اکوان تاجدار
اصل کو مار کر بدلہ خون عزیزان کا لے اور سکندر و رفیع البخت یہ سرداری لیجائے اور یا ایک
یا نہاسے عیاری اور حیلہ سے شاہ عیاران کا وہ عیار ہے جو مہتر ضحاک کو مارے یہ فرما کر قطب
سجادہ نشین کی جانب مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ اب آپ کیا قصد رکھتے ہیں قطب سجادہ نشین نے
کہا کہ میں نے بھی یہ قصد کر لیا ہے کہ اپنے قریبی سجادہ کو آباد کروں اور بقیہ حصہ اپنی عمر عزیز کا
ایک ہی مقام پر بیٹھ کر عبادت رب بے نیاز میں صرف کر دوں یہ فرما کر قطب نے کہا کہ آپ
کس راستے سے خانہ کعبہ جانے کا قصد رکھتے ہیں۔ بدیع الملک نے کہا کہ جیسے وصیت
امیر ثانی کا بہت بڑا خیال ہے غرضی روشن بخت کی مہر سے پاس مع سفارش امیر ثانی آئی
ہے میں بھی بیابان کاج و باج کی طرف سے ہوتا ہوا اور روشن بخت سے ملتا ہوا خانہ کعبہ
کی سمت جاؤنگا قطب سجادہ نشین نے فرمایا کہ آپ بیابان کاج و باج کی حقیقت سے آگاہ
نہیں ہیں اس بیابان کو نغفور اندازہ جادو نے سحر بند کیا ہے دیکھنے میں وہ بیابان ہولناک [illegible]
نہیں ہے مگر ذرہ ذرہ وہاں کا خرمن جان کے واسطے برق آتش زدہ سے زیادہ ہے جو وقت [illegible]
اندر انہیں بیابان کے داخل ہوگا لشکر امیر ثانی کے صحرا میں آگ لگا دیگا زخم خوردہ روانہ ہو
لہذا یہ انگشتر اپنے پاس رکھیے اور ایک پرچہ پر اسم [illegible] لکھا ہوا دیا کہ اسکو تا شام تک حیران و
کاج و باج کی سرحد میں پہونچیگا تو لشکر کو پیچھے چھوڑ دیجیے گا اور آپ تنہا پہنچیے گا اور صبح کو کچھ لوگ
اکیس مرتبہ پڑھ کر نگینہ انگشتر پر دم کر دیجیے گا فوراً نگینے میں آگ نکلے گی سکندر کے لباس و مرکب کا

نگینے کا بیابان پر ڈلے گا فوراً آگ لگجائیگی اور صحرا شعلے لگیگا اور شور فریاد و فغان بلند ہوگا بعد
تمام صحرا کے جل جانے کے وہی شعلہ جاکر کوہ صفا پر گریگا اور شیران اژدہا و جادو کو مع اُسکے لشکر کے
جلا کر خاک سیاہ کر دیگا ہرچند وہ ساحر اس شعلہ جانفزا کو روکینگے مگر کسی سے نہ روکے رکیگا اور راستہ
صاف ہو جائیگا اُسوقت آپ باطمینان تمام اسی راستہ سے اپنے لشکر کو لیکر نکل جائیے گا میں نے
آپ ہی کے خیال سے یہ انگوٹھی بڑی محنت و مشقت کے ساتھ اک مدت میں تیار کی ہے۔ شاہزادہ
بدیع الملک نے قطب صاحب کا شکریہ ادا کیا اور وہ انگشتری لیکر پہن لی اسم کو یاد کر لیا اور پرچہ بھی
احتیاطاً جیب میں رکھ لیا۔ بعد اسکے قطب صاحب بدیع الملک سے رخصت ہو کر طرف باغ
فیروزہ نگار کے مع الماس جنی و جواہر جنی روانہ ہو گئے اور یہاں بدیع الملک نے سامان کوچ
کی درستی کا حکم دیا تیاری ہونے لگی اور عرضیاں سرداروں کی معیت سفر کے واسطے گزرنے لگیں
تین روز میں بارہ سو عرضیاں گزریں اس مضمون کی کہ ہم بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہیں
اور طرف خانہ کعبہ کے چلینگے چونکہ راہ نیک تھی تو بدیع الملک نے ہر عرضی کو منظور کر لیا۔ جب
تیسرے روز سامان سفر درست ہو گیا چھوٹے بڑے خیمے کے باہر ہو گئے بارگاہ سفری کا انبار کر لیا گیا
اور سرداروں نے بھی چھوٹے چھوٹے خیمے اور چھولداریاں ساتھ لے لیں داخل محل ہوئے
تمام عورتوں نے آکر گھیر لیا گریہ و زاری سے شور محشر برپا ہوا عورتیں دامن بدیع الملک سے
لپٹی ہوئی تھیں خصوصاً ثریا سے تو کسی طرح نہ چھوڑتی تھی اور کہتی تھی کہ مجھے بھی ساتھ لیے چلیے
بعد آپ کے یہ اشفاق کسی سے ظہور میں نہ آئیگا۔ بدیع الملک نے سبکو سمجھا بجھا کر اور تسلی
تشفی کر کے رخصت کیا امام ضامن کہنی سے شانے تک بندھے ہوئے تھے جو لوگ عزیزان
قریب سے ساتھ جانے والے تھے مثل ایرج و نور الدہر و اسفندیار گیلانی فرامرز غازی معز لی
ہاشم تینوں شاہزادہ طرطوس بہادر سب اپنی اپنی ناموسی سے مل رہے تھے ایرج و نور الدہر
و اسفندیار و ہاشم کہ یہ سب کے بزرگ تھے ایک ایک کو گلے لگا کر تسلی دیتے رہے تھے۔
اسد غازی کی صورت ایک کو رُلاتی تھی دیر تک ہنگامہ برپا رہا آخر یہ لوگ بمشکل باہر آئے
عورتیں روتی اور پیٹتی دروازہ تک آئیں یہ معلوم ہوا کہ جنازہ گھر سے نکل گیا۔ بدیع الملک بادشاہ
سے ملنے کو بڑھے بادشاہ اسلام نے سواری طلب کی۔ بدیع الملک نے منع کیا کہ حضور زحمت
نہ فرمائیں لیکن بادشاہ نے گوارا نہ کیا اور ساتھ بدیع الملک کے چلنے کو تیار ہو گئے ساتھ بادشاہ
اسلام کے سب سردار اٹھ کھڑے ہوئے۔ بدیع الملک سوار ہوئے اور بارہ سو آدمی کمریں باندھے
ہوئے ساتھ بدیع الملک کے چلے ایک فرسخ تک بادشاہ اسلام پہونچانے کو آئے آخر بدیع الملک
نے قسمیں دیکر بادشاہ کو رخصت کیا چند سردار ہمراہ بادشاہ اسلام واپس آئے۔ عجیب اداسی
شاہ اسلام کے چہرہ سے ظاہر تھی اور تمام سردار بھی گردنیں جھکائے ہوئے چپکے چلے آتے
لیتے چلو
یہاں مرسلے دو سردار کہ ہمراہ بدیع الملک کے پہونچانے کی غرض سے گئے تھے کوئی دو فرسخ سے
آپ [illegible] واپس ہوا کوئی تین فرسخ سے اسی طرح سب سردار واپس ہوئے لیکن پانچ فرسخ
اسد غازی [illegible] ساتھ گیا اور سات فرسخ تک شاہزادہ فیروز البخت اور سہراب ساتھ سے چلے
سامان شاہانہ درست کر کے [illegible] نے قسمیں دیکر انکو بھی رخصت کیا۔ اب بدیع الملک تو طے مراحل و قطع
[illegible] صاحب کو [illegible] خانہ کعبہ کے جا رہے ہیں لیکن بادشاہ اسلام اور دیگر سرداران عالی مقام

جو بدیع الملک کو رخصت کرکے آئے تو نہایت پریشان تھے اگرچہ پانچہزار پانچسو پچپن سرداران
مین سے صرف بارہ سو کم ہوگئے تھے مگر ہولیسے صاحبقران تھے عجب اُداسی بارگاہ پر چھائی
ہوئی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی لوٹ لیگیا۔ اگرچہ اکثر ایسا ہوا کیا کہ برسون صاحبقران بادشاہ
جدا رہے ہین مگر ایسی اُداسی بارگاہ پر کبھی نہ تھی اسی رنج والم مین قریب پندرہ روز کے گزرے
آخر سکندر رستم خو نے یہ خیال کیا کہ بیکار بیٹھے رہنے سے کیا فائدہ۔ صاحبقران یہ شرط کر گئے ہین
کہ جو شخص طلسم نہ طاق باطن کو توڑکر آئو ان اصلی کو مارے وہ صاحبقران ہے لہذا چلکر فتح طلسم کی
فکر کرنا چاہیے یہ سوچ کر بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ مفارقت صاحبقران سے سخت طبیعت پریشان
ہے کہ بارگاہ مین دل نہین لگتا لہذا اگر اجازت ہو تو مین دو چار روز کے واسطے بغرض صید و شکار
بیابان سے چلا جاؤن انشاء اللہ تعالیٰ جلد حاضر خدمت ہونگا۔ بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آپ ہی کی
دو چار آدمیون کی وجہ سے گونہ تسلی ہے ورنہ مین بھی پریشان ہونگا سکندر رستم خو نے عرض کی کہ
حضور بھی صید و شکار مین دل بہلائین۔ رفیع البخت و سہراب نے بھی یہی کہا۔ بادشاہ نے
تیاری شکار کا حکم دیا اُسیوقت قراول اور سقاول حاضر ہوگئے جانوران شکاری باز جرہ بحری
وغیرہ پرندون مین اور شکاری کتے وغیرہ چوپایون مین سب سامان درست ہوگیا۔ بادشاہ اسلام
مع چند سرداران عالیمقام کوچ کرکے طرف صحرا کے بقصد صید و شکار روانہ ہوئے جاتے جاتے
اک صحرائے پربہار مین پہونچے بادشاہ نے جگہ پسند کرکے خیمہ نصب کرایا رات بھر آرام لیا صبح
برائے صید و شکار نکلے پہلے پرندون کا شکار ہوا کیا بعد اُسکے تلاش آہو وغیرہ مین چلے۔ جاتے
جاتے اک مقام پر غول آہوؤنکا نظر آیا شاہزادہ سکندر رستم خو اور رفیع البخت اور سہراب بن
رستم ثانی اور علقمہ بن جمہور وغیرہ ساتھ تھے چونکہ آہو بھی دس بارہ تھے ان سب شاہزادون
نے آہوؤن کے تعاقب مین گھوڑے ڈالے علقمہ اور سہراب اور رفیع البخت نے تو اپنے آہو
کو صید کرکے ذبح کیا اور پلٹ کر خدمت مین بادشاہ لشکر اسلام کے حاضر ہوئے لیکن سکندر رستم خو
کو دراصل شکار تو مقصود نہ تھا بلکہ علیحدگی اختیار کرکے تلاش طلسم باطن نہ طاق جانا تھا
پس بتعاقب آہو کے سلسلہ سے نکلے ہی چلے گئے آہو کو تیر بھی نہ مارا آہو تو اک مقام پر جا
غائب ہوگیا اور یہ گھوڑا اڑائے ہوئے کئی کوس تک نکلے چلے گئے تمام دن رہروی مین گزرا
شام کو اک چشمۂ آب کے قریب پہونچکر گھوڑے سے اترے چشمے سے منہ ہاتھ دھویا نماز
پڑھی گھوڑے کو دہانہ نکال کر چرنے کے واسطے چھوڑ دیا جب وقت نماز مغرب کا ہوا تو فریضہ
مغرب و عشا کو ادا کرکے پروردگار عالم پر تکیہ کیا اور اُسی مقام پر سو رہے انکو محو خواب چھوڑ کے
یہان بادشاہ اسلام نے تمام دن سکندر رستم خو کا انتظار کیا جب شام ہوگئی تو بادشاہ کو پریشانی
ہوئی رات تو اسی طرح گزاری صبح کو ہرکارون کو بتلاش سکندر رستم خو روانہ کیا سہراب بن رستم
اور شاہزادہ رفیع البخت نے عرض کی کہ اگر ہمین اجازت ہو تو ہم بھی جاکر سکندر رستم خو کو تلاش
کرین بادشاہ اسلام نے اجازت دی رفیع البخت اور سہراب تلاش سکندر رستم خو روانہ ہوئے
دو دو چار چار کوس تک برابر گھوڑا پھینکے چلے گئے مگر کہین پتا بھی نہ پایا۔ شام تک حیران و
سرگردان رہے رات ہوگئی پلٹنے کا وقت بھی نہ رہا رات کسی درخت کے نیچے گزاری صبح کو کچھ لوگ
ایک سمت سے آتے دکھائی دیے۔ رفیع البخت نے اُن لوگون کو سکندر کے لباس و مرکب

پتا دیکر پوچھا اُنھون نے بیان کیا کہ ہان اس لباس کا ایک شخص کل ہمکو ملا تھا اور طلسم باطن
نطاق کا پتہ پوچھتا چلا جاتا تھا۔ یہ سُنکر سہراب ثانی نے رفیع البخت سے کہا کہ کیا راے ہے
رفیع البخت نے کہا کہ یہی چلکر بادشاہ اسلام سے بیان کیجیے جو شخص خود ہی نہ پھرے اُسکی تلاش سے کیا
کھوئے ہوئے کو ڈھونڈتے ہین فرض کرو کہ سکندر سے ملاقات بھی ہو گئی تو کیا ہوگا جب اُنکا قصد
اور طرف جانے کا ہے تو اِدھر آنے سے ضرور انکار کرینگے یہ سُنکر سہراب نے کہا کہ آپ بھی مثل اپنے
دادا صاحب کے سیدھے مزاج کے آدمی ہین آپ کو یاد نہین کہ آپ کے والد ماجد صاحبقران ثانی
چلتے وقت بادشاہ لشکر اسلام سے یہ بات فرما گئے ہین کہ جو شخص نطاق باطن کو فتح کرے وہ صاحبقران
رابع اور میرا جانشین ہے اُسی کو یا ہمارے صاحبقرانی دینی چاہیے اسی بنا پر یہ بہانہ شکار سکندر
نے علیحدگی اختیار کی اور تلاش نطاق باطن روانہ ہوے ہین ہم لوگ جبکی فتح کا ارادہ کرتے
ہین اُسمین خدا مدد کرتا ہے اگر سکندر نے پہلے طلسم باطن فتح کر لیا تو وہ صاحبقران ہو جائینگے لہذا اب
آپ بھی چلکر طلسم باطن کی تلاش کیجیے اگر آپ بھی افتتاح طلسم اور قتل اکوان تا جادو مین کامیاب
ہو گئے تو پھر سکندر دعویدار صاحبقرانی نہو سکیگا یہ سُنکر رفیع البخت نے سہراب کو گلے سے
لگا لیا اور کہا اے برادر مین واللہ اس چال کو سکندر کی نہ سمجھا تھا اب ہمارا کبھی پلٹنا بیکار ہے
ورنہ پھر بادشاہ سے اجازت ملنا دشوار ہو جائیگی لہذا اب مناسب یہی ہے کہ اسی طرف سے
تلاش طلسم باطن ہم تم بھی روانہ ہون۔ یہ مشورہ کر کے یہ دونون بھی پتا طلسم باطن کا پوچھتے ہوئے
روانہ ہوے۔ بادشاہ اسلام نے کئی روز تک انتظار کیا جب سہراب اور رفیع البخت بھی نہ پھرے
تو مجبور ہو کر بادشاہ اسلام شکار گاہ سے واپس ہو کر داخل قلعہ اسکندریہ ہوے اب بادشاہ
اسلام کو تو قلعہ اسکندریہ مین مقیم چھوڑا جاتا ہے اور سکندر و سہراب و رفیع البخت کو تلاش
طلسم باطن مین مصروف رکھکر اول

چند کلمے داستان بربادی نشان پرستان کے بیان کیے جاتے ہین

مخمس

نگاہ آنکھ سے اسکے پار باہر و نکلے | کہ میرے سینے سے دل بہر جستجو نکلے
ترے کی تلاش مین جو چاہے چار سو نکلے | ہجوم شوق مین جب دل کی آرزو نکلے
کہ پردہ کعبہ کا آلٹون وہان بھی تو نکلے

سنا ہے لوگون سے سودے کی میرے شہرت کو | بھرا ہی آنکھ سے دیکھینگے اُسکے صورت کو
خدا ہی رکھیگا پوشیدہ راز الفت کو | وہ آتے ہین مرے گھر امتحان وحشت کو
خدا نکرے وہ کہین جیب مین رفو نکلے

کبھی کو دیکھون دم نزع آہ بھرتے وقت | تو ہی ہو پیش نظر جان سے گزرتے وقت
تو ہی ہو سامنے تربت مین بھی اترتے وقت | یہی ہے خواہش دل ہر گھڑی کہ مرتے وقت
تڑپ تڑپ کے یہ دم تیرے روبرو نکلے

یہ آرزو ہے کہ رو ہو ترا مرے رو پر | حبیب تیغ بھی ابرو ہو یار ابرو پر
کہان نصیب جو پہلو ہو تیرا پہلو پر | مچل کے سر تو کبھی رکھ دے میرے زانو پر

پھر عمل کرنا چاہیے کہ دیو کہ لشکر ہمارا تیار ہوا اور پیش خیمہ طرف کوہ سیاہ کے روانہ ہوا حسب الحکم
دیو وسواس ایک لاکھ دیو تیار ہوئے اور دوسرے روز دیو شنکل پیش خیمہ لیکر آگے روانہ
ہوا اور بعد اسکے چند دیوؤں سے دیو وسواس بھی روانہ ہوا تیسرے روز کوہ سیاہ پر پہونچے
تو دیکھا کہ تمام قاف کے دیوؤں کا مجمع ہے پھول بت پر اسقدر چڑھائے گئے ہیں کہ تصویر آہنی
کہ گلے تک چھپ گئی ہے۔ دیو وسواس کو شنکل نے خیمہ میں آنے کی جگہ دی جب دوسرا روز ہوا تو تمام دیو
گرداگرد اس تصویر آہنی کے جمع ہوئے اور طریقہ پرستش کو ادا کیا اسوقت تصویر میں سے آواز
پیدا ہوئی کہ اے بندگان من آگاہ ہو کہ تم لوگوں پر خداپرستوں نے بڑے ظلم کیے تھے لہذا
تمنے انکو تباہ و برباد کر دیا اب تم سب ملکر ایک ہو جاؤ اور دیو وسواس کو بادشاہ اپنا سمجھو اور
فوج کشی کرکے گلستان ارم کوہ بہار کوہ مروارید ان تمام مقامات پر قبضہ کر لو اور اپنا انتظام
کرو اگر کوئی خداپرست خروج کرے تو اس سے سب ملکر لڑو اور اب کسیکو اتنی مہلت نہ دو
کہ وہ قوت و شوکت پیدا کرکے پھر تمہارا مقابل کر سکے اور باطنی مددگاری ہم خود کرینگے اور کچھ
دیو ہماری حفاظت کو اسی مقام پر رکھیں کہ کوئی خداپرست یہاں آکر بے ادبی و گستاخی نکرسکے
یہ سنکر تمام دیو باری باری دیو وسواس کے پاس آئے اور حلقہ اطاعت کان میں ڈالا اور
کہا کہ ہم آپکا ساتھ دینے کو موجود ہیں چونکہ دیو وسواس بادشاہت کے طریقوں سے آگاہ
تھا اسنے دیوان زبردست کو منتخب کرکے علیحدہ کر لیا اور باقی دیوؤں کو تعلیم جنگ کے بعد
ہزار ہزار دس دس ہزار پر ایک ایک دیو کو حسب مراتب افسر کرکے لشکر مرتب کیا اور ممالک
خداپرستان کی طرف مناسب تجویز کر کے فوج روانہ کرنا شروع کی۔ دیو کلکال کو مع چالیس ہزار
دیوان زبردست کے طرف کوہ بہار کے روانہ کیا اور حکومت وہاں کی اسی کے نام کر دی
اور دیو اقرس کو ساٹھ ہزار دیوؤں سے گلستان ارم کی بربادی کے واسطے بھیجا اور دیو فرلیس
کو بیس ہزار دیوؤں سے شہر نقش و نگار کی سمت روانہ کیا اور دیو خرطوم کو بیس ہزار دیو ساتھ
کرکے ملک صدف پریزاد کی طرف روانہ کیا اور دیو قلماق کو پچاس ہزار دیو سے طرف ملک
شہزادہ گوہر زاد کے بھیجا اور دیو شنکل آہن شاخ کو اسی ہزار دیو ساتھ کر کے طرف کوہ مروارید کے
روانہ کیا اور دیو منارہ کو دس ہزار دیوؤں سے طرف کوہ سراندیپ کے برائے بربادی قبر
جناب آدم علیہ السلام روانہ کر دیا چونکہ یہ تمام مقامات پہلے ہی برباد ہو چکے تھے افسر مارے
جا چکے تھے ملک بے بادشاہ خراب ہو رہے تھے ہر دیو نے آکر آسانی سے مقامات مذکورہ پر
قبضہ کر لیا جو لوگ رعایا برایا میں سے ان مقامات پر موجود تھے انھوں نے مذہب کو چھپایا اور
جو امرا اور رؤسا تھے وہ بھاگ بھاگ کر جنگلوں میں ساکن ہوئے۔ غرضکہ پردۂ قاف میں ابلیس
پرستوں کا عمل ہو گیا اور جو گنتی کے خداپرست باقی تھے وہ بھی جنگلوں میں تباہ پھرنے لگے
بعض پردۂ دنیا کی جانب روانہ ہوئے کہ کسی معاون و مددگار کو لائیں تو ان دیوؤں کی سرکوبی
اچھی طرح سے ہو اب

جنبش کلکِ داستان سلیمان اعظم و سلیمان کوہ پیکر کے سنیے

کہ یہ جو قلعہ سکندریہ سے پلٹ کر پردہ قاف کی طرف چلے تو انکیں خیال آیا کہ کوہ سراندیپ کے

راستے سے چلنا مناسب ہے کہ قبر جناب آدم پر فاتحہ خوانی کرتے چلیں یہ سوچ کر اپنے دیوون کو
اس ارادہ سے آگاہ کیا۔ دیو جانب کوہ سراندیپ روانہ ہوئے ہنوز قریب کوہ کے نہ پہونچے
تھے کہ دیکھا جنگل میں کچھ لوگ جھونپڑیاں ڈالے ہوئے پڑے ہیں سلیمان اعظم کو خیال ہوا
کہ ابھی تھوڑے دن ہوئے جو اسی طرف سے ہم آئے تھے تو یہ صحرا بالکل سنسان تھا کوئی
انسان نہ آتی تھی آج یہاں بنجاروں کی ایسی جھونپڑیاں دکھائی دیتی ہیں حالات یہاں کے
دریافت کرنا چاہیے چنانچہ دیو جندک بن تندک کو برائے دریافت حال روانہ کیا دیو جندک
صورت انسانوں کی بنکر قریب اُن جھونپڑیوں کے گیا اور اُن لوگوں سے دریافت کیا کہ تم
کہاں کے رہنے والے ہو اور یہاں کس غرض سے قیام اختیار کیا ہے اُن لوگوں نے بیان
کیا کہ اے شخص تجھسے کیا بیان کریں انقلاب فلک کے تماشے دیکھ رہے ہیں ابھی کل کی بات
ہے کہ اسی کوہ سراندیپ پر آکر سکندر نے ایسی تلوار برسائی تھی کہ دیوان کفار کو بھاگتے رستہ
نہ ملتا تھا آج وہ وقت ہے کہ پھر دیوان کفار نے یورش کرکے کوہ پر قبضہ کر لیا اور ہم لوگ بھاگ
کر اس ویران مقام پر آباد ہوئے یہاں بھی دیووں کے ہاتھ سے مفر نہیں ہے کہ جو دیو ادھر
نکل آتا ہے دس بیس انسانوں کو کھا جاتا ہے افسوس کہ اہل اسلام پر عجب تباہی ہے صاحبقران
وقت خدا جانے کس خواب غفلت میں ہیں کہ اُنکو کسی کی خبر نہیں کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے دیو جندک
نے یہ حالات مفصل دریافت کرکے سلیمان اعظم سے بیان کیا سلیمان اعظم کو یہ سنکر کمال صدمہ
ہوا اور اُسی وقت دیو جندک کو کوہ سراندیپ پر پاس دیو منارہ کے بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ اے
دیو منارہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہے تو ہاتھ باندھ کر خدمت میں حاضر ہو اور دین ابلیس پرستی کو
ترک کر معبود حقیقی کو پہچان اور اُسی کو سجدہ کر کہ دنیا و عقبیٰ دونوں بخیر ہوں میں تیری حکومت
اس مقام پر قائم رہنے دونگا بلکہ اور ملک بھی تجھے دونگا اور اگر خلاف اسکے کریگا تو قسم ہے
روح حمزہ صاحبقران کی کہ تجھے اسطرح مارونگا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ
کرینگے جسوقت یہ پیام سلیمان اعظم کا دیو جندک نے دیو منارہ کو پہونچایا تو دیو منارہ بہت
ہنسا اور کہا کہ کہہ دینا اُس آدم زاد سے کہ مصرع - دور مجنون گذشت و نوبت ماست - اب
وہ وقت گیا کہ تمہارا ڈنکا قاف میں بجے اب خداوند ابلیس نے ہماری مدد پر کمر باندھی ہے
تمام کوہ قاف پر ابلیس پرستوں کا قبضہ ہوگیا اور نام کو بھی کوئی خدا پرست باقی نہیں رہا
بہتر یہ ہے کہ اب سلطنت کوہ قاف سے ہاتھ اٹھاؤ اور جا کر پردۂ دنیا میں قیام کرو ورنہ جو حال
کوہ مروارید پر دیو آتشبار کا کیا تھا وہی حال تمہارا ہوگا۔ دیو جندک نے یہ جواب دیو
منارہ کا سامنے سلیمان اعظم کے بیان کیا سلیمان اعظم نے کہا جاکے کہہ دو اُس ملعون کو
کہ قابل جنگ کے ہو سامنے آؤ میں ہر طرح پر اسکی گوشمالی کو موجود ہوں اگر خدا ہمارا ہے تو تمام
سے عملداری ابلیس پرستوں کی اٹھا دینگے اور اگر خدا تمہارا ہے تو وہ ابلیس لائیگا تو اپنے
ہاتھ سے جا کر ملینگے جسوقت دیو منارہ کو معلوم ہوا کہ سلیمان اعظم آمادہ فساد ہیں تو دیو منارہ
لشکر اپنا کوہ سراندیپ کے نیچے اتارا اور طبل جنگ بجوا دیا ادھر سلیمان اعظم نے نقارہ
رزمی بجوایا دونوں لشکروں میں تیاری جنگ کی ہونے لگی تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی
صبح کو سلیمان اعظم اور سلیمان کہ جنگ فریضہ صبحی کو ادا کرکے آلات جنگ تن پر آراستہ کر کے

میدان میں آئے کوئی پندرہ ہزار دیو انکے ہمراہ بھی تھے ادھر سے دیو منارہ نکلا دس ہزار دیو اسکے
ہمراہ بھی تھے دیو منارہ وار شمشاد بگڑے ہوئے میدان میں آیا اور پکارا کہ معلوم ہوا قضا تمھاری
تمکو کھینچ کر یہاں لائی ہے آؤ جسے میدان میں آنا ہو۔ یہ سنکر سلیمان کوچک نے سلیمان اعظم سے
اجازت طلب کی اور سامنے دیو منارہ کے آئے دیو منارہ نے وار شمشاد کا وار کیا۔ سلیمان
کوچک نے وار اسکا خالی دیا وار زمین پر پڑے تیغ گرد بلند ہوا دیو منارہ ضرب کی جھونک میں
سامنے آیا بس سلیمان کوچک نے پہلو بدل کر عین بیاض گردن کو تاک کر جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا
تو سر دیو منارہ کا مثل گیند کے علیحدہ گرا۔ اور جسم مثل منارہ کے بلند ہوکر منہدم ہوا گویا منارہ کفر
کو گرا دیا ابلیس پرستوں نے جو دیکھا کہ ہائے ہمارا مارا گیا سب کے سب دیو ٹوٹ پڑے کہ مار لو اسے
غضب کیا اسنے کہ ہمارے افسر کو مارا ادھر سلیمان اعظم اپنے دیووں کو لیکر بڑھے جنگ مغلوبہ
ہوئی دیووں میں گرز چلنے لگے کسیکی شاخ ٹوٹی کسیکا شانہ نشانہ ہوا کسیکا مغز پاش پاش ہوگیا
جو دیو گرا گویا اک درخت بزرگ کھیت پڑا پہر بھر کامل جنگ ہوا کی پانچ ہزار دیوان کفار مارے گئے
اور دو ہزار دیوان مسلم کام آئے سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک نے کشتوں کے پشتے لاشوں
کے انبار لگا دیے آخر دیووں نے شور امان بلند کیا سلیمان اعظم نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان
جنہنے قبول کیا جنگ موقوف ہوئی لاشیں دیووں کی سلیمان اعظم نے اٹھوا کر سمندر میں پھینکوا دیں
اور اپنی جانب سے اک دیو کو یہاں کا حاکم کرکے پانچ ہزار دیو اسکے تحت حکم کیے اور جو لوگ یہاں
اسیر [illegible] تھے انکو چھڑا لیا کہ اک دروازہ بلند تعمیر کرایا اور اسمین سر دیو منارہ کا لٹکوا کر آپ کوچ
کرکے آگے روانہ ہوئے جاتے جاتے سرحد پرستان میں [illegible] راہ طے کی ہوگی کہ اک کوہ پر
کچھ مجمع دیکھا خیمے اور چھولداریاں وغیرہ استادہ تھیں زیر کوہ اک بہت بڑی فوج دیووں کی
خیمہ زن تھی سلیمان اعظم نے اپنے دیووں میں سے اک دیو کو بھیجا کہ جا کر خبر لا کہ یہ کون لوگ
ہیں اور زیر کوہ کسکا لشکر ہے اور کیا معاملہ ہے دیو گیا اور بعد دریافت حال آکر عرض کی کہ بالائے کوہ
بادشاہ شہر نقش و نگار ہے اور زیر کوہ لشکر دیو فریس ابلیس پرست کا اترا ہوا ہے پشت پر اس کوہ
کے شہر نقش و نگار واقع ہوا ہے سنا ہے کہ نگار تاجدار اس بادشاہ کا نام ہے اور یہ سالا ہوتا ہے
سکندر ستمگر کا۔ ابلیس پرستوں سے پیام و سلام ہوتے تھے آخر تصفیہ ہوا اور جنگ کی ٹھہری
یقین ہے کہ آج کوس حربی بجیگا یہ سنکر سلیمان اعظم نے بھی اپنے لشکر کو اسی مقام پر اترنے کا
حکم دیا اور خیمہ برپا کر کے قیام پذیر ہوئے شام ہوتے ہی لشکر ابلیس پرستان میں کوس حربی
بجا ادھر کوہ پر سے بھی آواز طبل جنگ بلند ہوئی چونکہ سلیمان اعظم نے اپنا لشکر دور پرانا اتارا تھا
لہذا طبل نہیں بجوایا اور شب کو آرام کیا صبح کو ہرکارے روانہ کیے کہ دمبدم کی خبر دیتے رہیں اور
مسلح ہوکر گھوڑے پر سوار ہو لدوا دیا وہاں صبح کو دیو فریس بیس ہزار دیووں سے میدان میں آکر
صف آرا ہوا۔ ادھر سے لشکر نگار تاجدار کا آکر صف آرا ہوا پہلے تبرداروں نے نکل کر
جھاڑی جھنکاڑ کے کانٹے کر میدان کو مثل آئینہ کے ہموار کیا بعد اسکے بیلداروں نے پستی و بلندی
زمین کو درست کیا سقوں نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا جسوقت میدان تیار ہوگیا تو دیو حریص
برادر دیو فریس میدان میں آیا اور پکارا کہ اے ساکنان شہر نقش و نگار آگاہ ہو کہ اب خداوند
ابلیس نے درپردہ خروج کیا ہے اور ہم لوگ اسی کے حکم سے اسکا دین پھیلانے کو ملکوں میں پھرتے

کہ تم لوگ بھی اپنے خداوند قدیم کو نہ چھوڑو یہ جو دین جدید تمنے خدا پرستوں کے دباؤ سے اختیار
کر لیا تھا اس سے ہاتھ اٹھاؤ ورنہ جان بھی جائیگی اور ملک و مال بھی دوسروں کے قبضہ میں
آجائیگا یہ سنکر تو جہیر پریزاد کہ سالار لشکر تھا میدان میں آیا اور فریلیص کو بہت جھڑکا اور ابلیس
ملعون پر لعنت کی بس دیو حریص نے غصہ میں آکر زنگولہ زنجیر بند مارا کہ تو جہیر پریزاد شہید ہوا
دیو حریص نے پھر مبارز طلب کیا جہران پریزاد مقابلے کو آیا ایک ضرب میں یہ بھی مارا گیا جو
دو چار اشیران فوج نگار تاجدار کے تھے وہ مارے گئے اب حریص نے مبارز طلب کرنا
شروع کیا لشکر نگار تاجدار میں ڈرا بنا رہو گیا کوئی واسطے مقابلے کے نہ نکلتا تھا اس وقت
دیو حریص نے کہا کہ اب اگر کوئی نہ نکلیگا تو میں خود آتا ہوں اسپر بھی کوئی نہ نکلا اس وقت
دیو حریص نے سب فوج کو ساتھ لیا اور لشکر نگار تاجدار پر حملہ کیا بہت سے خیرخواہ بادشاہ
لیکر کوہ پر چڑھ گئے جو لوگ کوہ پر نہ جاسکے وہ ڈرے اور مارے گئے اب دیو حریص نے
کوہ پر چڑھنا شروع کیا اور اہل کوہ نے اوپر سے پتھر برسانا شروع کیے جس دیو کے سر پر پتھر
گرا سر اسکا پاش پاش ہو گیا لیکن دیو فریلیس اور دیو حریص نے وہی پتھر روک روک کر مارنا
شروع کیے اور راہ طے کرکے بالائے کوہ پہونچ گئے اب اور دیو بھی آپہنچے اس وقت نگار
تاجدار نے تاج سر سے اتار کر دعا کی کہ اے کس بیکساں اے داد رس بیچارگاں اس وقت مشکل
میں سوا تیرے ہمارا کون مددگار ہے ہمیں ان ظالموں کے ہاتھ سے نجات دے ہنوز سخن
در زبان تھا کہ تیر دعا ہدف مراد پر لگا اور جانب صحرا سے گرد اڑی اور دل گرد سے سلیمان علیہ
اور سلیمان کوہ چاک تیرہ ہزار دیو سے پیدا ہوے اور آتے ہی دیو حریص اور دیو فریلیس کو
ڈانٹا کہ او ملعونو کہاں جاتے ہو ادھر آؤ کہ قضا تمھاری آپہونچی۔ یہ سنکر دیو حریص اور دیو
فریلیس کوہ سے اترے اور پکارے کہ ہم تو تمھاری تلاش ہی میں تھے کہ تمھارے ہی بل پر
تمام اہل قاف کو دے گئے ہیں اور یہ دین جدید تمھیں نے پھیلا کر دین ابلیس پرستی کو مٹایا ہے
یہ سنکر مع لشکر آپڑے سے جنگ ہونے لگی کہیں وار شمشاد چل رہی تھی کہیں زنگولہ زنجیر بند کے
لٹو گردش کر رہے تھے کہیں چقماق چادر کی سلیں سروں کو پاش پاش کر رہی تھیں کہیں بیل فولاد
استخوان توڑ رہا تھا اک قیامت کبریٰ برپا تھی دیو حریص اور دیو فریلیس نے بہت سے دیوان
خدا پرست کو شہید کیا اور سلیمان اعظم و سلیمان کوہ چاک نے سیکڑوں دیوان ابلیس پرست کو مارا
غرض اسی گرمی جنگ میں دیو حریص سے اور سلیمان کوہ چاک سے سامنا ہوا۔ دیو حریص نے زنگولہ زنجیر
مارا سلیمان کوہ چاک نے ایک لٹو سپر پر روکا اور دوسرا تلوار سے قلم کیا دیو حریص پکارا کہ دیکھنے میں
تو زور و قامت تیرا کچھ نہیں ہے مگر تلوار میں اسقدر کاٹ ہے کہ حربہ میرا بیکار کر دیا بس اسنے دوسرا لٹو
بھی منھ پر مارا کہ دیو کے دو ٹکڑے ہوے ادھر دیو فریلیس لڑتا ہوا سلیمان اعظم کے قریب پہونچا
اور تو وہ پشت سنگ کا وار کیا سلیمان اعظم نے آرہ کو دیو کی تیغ سے قلم کرکے تلوار کھانے پر ماری
کہ دیو کے دو ٹکڑے ہوے لاش دیو فریلیس کی پھڑکنے لگی دیکھا دیوان کفار نے کہ افسر تو اسطرح مارے
گئے اب یہاں ٹھہرنا اچھا نہیں بھاگنے کا قصد کیا مگر پشت کی جانب سے بھی لشکر نگار تاجدار نے آکر
گھیر لیا تھا راہ فرار بھی بند تھی آخر شور امان بلند کیا سلیمان اعظم نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان ہے
سب نے قبول کیا اور کہا کہ واقعی میں دین خدا پرستی مذہب برحق ہے لعنت ہے ابلیس ملعون پر کہ

اُسنے خود کہا ہم تمھارے مددگار ہین مگر بروقت اُسنے کچھ بھی مدد نہ کی اور تمھارے خدا نے وقت
مشکل مین مدد کی سلیمان اعظم نے کلمہ تلقین فرمایا سب کے سب از سر صدق مسلمان ہوے لاشین
دیوون کی سلیمان اعظم نے چھٹوا کر دیوان خدا پرست کو دفن کرا دیا اور دیوان کفار کی لاشین صحرا مین
پھنکوا دین سر دیو قرسیما و حریص کے لٹوا کر بالاے کوہ بلند درختون مین آویزان کرا دیے نگار تاجدار
سلیمان اعظم اور سلیمان کو جاک کو لیکر اپنے شہر مین آیا تین روز تک دعوت کی سلیمان اعظم تیسرے
روز نگار تاجدار سے رخصت ہوے اور اکیس ہزار دیوون سے طرف قاف کے روانہ ہوے طے مراحل
و قطع منازل کرتے چلے جاتے تھے راہ مین خبر معلوم ہوئی کہ کوہ بہار پر بھی بادخزان چلگئی اولاد بہار
تباہ ہوگئی دیوان کفار نے کوہ بہار پر بھی قبضہ کر لیا یہ سنکر سلیمان اعظم طرف کوہ بہار کے روانہ
ہوے دل مین کہتے تھے کہ کیا تباہی اہل اسلام پر آئی ہوئی ہی افسوس صد افسوس یہی خیال کرتے
چلے جاتے تھے کہ دیکھا اک مقام پر ہزار پریان جمع ہین اور اک خیمہ برپا ہی سلیمان اعظم نے جندک
بن ترندک کو برای دریافت حال روانہ کیا کہ یہ کون پریان ہین جندک جو قریب اُن پریون کے پہونچا
اُن پریون نے دیو جندک بن ترندک کو پہچانا اور پوچھا کہ سردار قاف کہان ہین جندک نے بتلا
بھیجا تا کہ یہ تو بہار پری کے عزیز ہین جواب دیا کہ سامنے صحرا مین سلیمان اعظم اور سلیمان کو جاک
اُترے ہوے ہین تمھارے دریافت حال کے واسطے مجھکو بھیجا ہی۔ یہ سنکر وہ سب پریان براے
استقبال چلین اور خدمت مین سلیمان اعظم کے حاضر ہوئین اُن سب کی افسر ملکہ گلعذار پری بہار
پری کی بھانجی تھی بعد بہار پری کے یہی اس کوہ بہار کی فرمانروا تھی گلعذار پری نے سلیمان اعظم
کو سلام کیا سلیمان اعظم نے سر سینے سے لگایا اور شفقت بزرگانہ فرمائی اک چھوٹا سا بچہ گلعذار پری
کے ہمراہ تھا پوچھا سلیمان اعظم نے کہ یہ کون ہی گلعذار پری نے عرض کی کہ جب ارشیون پریزاد یہان
آئے تھے تو خالا جان نے عقد میرا اُنکے ساتھ کر دیا تھا تین روز تک میرا شوہر میرے پاس رہا
بعد تین روز کے وہ مجھسے جدا ہوا پھر سامنا نہوا سنا کہ وہ نیرنگ قاف مین مارا گیا یہ بچہ ارشیون
کا میرے بطن سے ہی سلیمان اعظم نے اُسکو ارشیون پریزاد اور لندھور کی نشانی سمجھکر گود مین لیا
اور پیار کیا پوچھا نام اسکا کیا رکھا ہی گلعذار پری نے کہا ارشین بن ارشیون اسکا نام ہی سلیمان اعظم
نے نام پسند کیا اور فرمایا کہ تم اس مقام پر کیون مقیم ہو۔ یہ سنکر گلعذار پری رونے لگی اور عرض
کی کہ دیو کلکال چالیس ہزار دیوون سے میرے ملک پر چڑھ آیا اور دو شرطین پیش کین ایک یہ
کہ مذہب ابلیس پرستی اختیار کرو اور دوسرے مجھکو اپنا پیام دیا۔ دونون باتین ایسی تھین کہ
گوارا نہو سکین آخر جنگ ہوئی میرے دیو خوب خوب لڑے مگر گردش تقدیر سے شکست کھائی
فوج تباہ ہوگئی مین نے اس صحرا مین آکر قیام کیا مگر کھٹکا لگا ہوا تھا کہ ایسا نہو دیو کلکال کو خبر
ہو جاے تو قیامت برپا ہوگی جان و آبرو دونون برباد جائینگی سلیمان اعظم نے فرمایا کہ تم پریشان
نہو اگر میرے دم مین دم باقی ہی تو مین تمھارا ملک تمکو دلا دونگا اور اُس دیو سرکش کو سزاے سخت
دونگا یہ فرما کر پریون کو اپنے ساتھ لیا اور طرف کوہ بہار کے روانہ ہوے تیسرے روز قریب کوہ
بہار کے پہونچے فوج کو اُتارا بارگاہ برپا کرائی اور اک نامہ دیو کلکال کے نام تحریر کیا۔ مضمون نامہ یہ تھا
کہ اے دیو کلکال بہتر و مناسب یہ ہی کہ تو جہان سے آیا ہی وہین پلٹ جا ورنہ یہ یاد رکھنا کہ ایک دم
مین کوہ بہار تجھسے خالی کرا لونگا نہیں جانتا کہ مین کون شخص ہون یہ نامہ دیو کلکال کو پہونچا مضمون نامہ

دیکھکر دیو کالکال نے پشت نامہ پر تحریر کر دیا کہ اگر ہم ایسی ہی دھمکیوں سے ڈرتے تو اس مقام
آکے قبضہ کیوں کرتے مگر ایک شرط سے ہم حکومت کوہ بہار سے دست بردار ہوتے ہیں وہ شرط
یہ ہے کہ گلعذار پری کو ہمارے حوالے کر دو۔ اس جواب کے سننے کی کب تاب تھی کہلا بھیجا کہ او
ملعون اگر ہمارے بازوؤں میں قوت ہوگی تو ہم تجھ سے یوں ہیں کوہ بہار کو چھین لینگے تو طبل جنگ
بجوا کر مقابلہ میں آ۔ دیو کالکال نے یہ پیام سنکر لشکر اپنا دامن کوہ پر اتارا اور طبل جنگ بجوا دیا تھا کہ
واتفاقات روزگار کہ کچھ دیو ملک صدف پریزاد سے دیو کالکال کے پاس آئے ہوئے تھے
اور یہ مژدہ سنایا تھا کہ دیو خرطوم نے ملک صدف پریزاد کو تسخیر کیا دشمن لڑ لڑ کے
بھاگ گئے۔ دیو کالکال نے کہا کہ دیو خرطوم سے ہماری جانب سے پیار کیا دو دینا اور کہہ دینا کہ
مدد خداوند ابلیس سے ہمنے بھی کوہ بہار پر قبضہ پایا ہے غرض یہ دیو رخصت ہونے پائے تھے کہ
نامہ و پیام سلیمان اعظم سے شروع ہو گیا بس یہ دیو خدمت میں دیو خرطوم کے روانہ ہوئے
اور جا کر بیان کیا کہ امیر حمزہ کا لشکر کوہ بہار پر چڑھ آیا اور کل صبح کو دیو کالکال سے مقابلہ ہوگا چونکہ
دیو خرطوم اور دیو کالکال سے بہت دوستی تھی لہذا دیو خرطوم نے دس ہزار دیو تو برائے حفاظت
شہر چھوڑے اور بیس ہزار دیوؤں سے بقصد مدد دیو کالکال روانہ ہو گیا۔ اسکو راہ میں چھوڑ کے
دیکھئے کب تک پہونچتا ہے اول حال طبل جنگ کا سنیئے کہ جسوقت سلیمان اعظم کو معلوم ہوا کہ دیو
کالکال نے طبل جنگ بجوا دیا ہے تو انھوں نے بھی نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا۔ یہاں بھی کوس جنگی
نوازش میں آیا۔ رات بھر نقاروں سے سر پیٹا کیے اور دونوں لشکروں میں تیاری جنگ ہوتی رہی
صبح کو سلیمان اعظم اور سلیمان کوہ جاپ مع فوج ظفر موج میدان میں آکر صف آرا ہوئے ادھر
سے دیو کالکال مع فوج میدان میں آیا بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نہ پکارنے پائے
تھے کہ دیو کالکال میدان میں آیا اور پکارا کہ اے سلیمان اعظم اب تم ضعیف ہوئے اور تاب بھی
تمہارے مارے گئے جنکا تمہیں بڑا دعویٰ تھا بس اب بہتر تمہارے حق میں یہی ہے کہ یہاں سے
چلے جاؤ اور سکونت پردہ دنیا پر اختیار کرو اسلیے کہ اب پردہ قاف میں [illegible] دن کا دور رہا
ہے کوئی مقام ایسا باقی نہیں ہے جہاں ابلیس پرست قبضہ نہ کر چکے ہوں تم کس کس مقام کو فتح
کرو گے کہیں نہ کہیں مارے جاؤ گے اور اب کوئی مددگار تمہارا ایسا باقی نہیں ہے کہ جسکے بھروسے
یہ سنکر سلیمان اعظم نے فرمایا کہ او ملعون پہلے بھی تو ابلیس پرست قاف پر قبضہ [illegible] ہوئے
تھے ایک میرے والد ماجد نے آکر تنہا تمام قاف کو تسخیر کیا اور ان ان دیوؤں کو مار کے بھگا دیا تھا
تمام قاف تھرّاتا تھا میں بھی تو انھیں کا لخت جگر ہوں جبتک تمام قاف پر تسلط نہ کر لونگا تب تک
چین نہ پڑیگا اگر خداوند برحق کو اپنا دین مبین قائم رکھنا ہے تو دو [illegible] فتح یاب کریگا اور اگر
قضا اسی بہانے آگئی ہے تو مجبوری ہے جو مشیت ایزدی ہے اس میں کسی کا دخل نہیں ہے دیو کالکال نے
کہا کہ پھر انتظار کیا ہے آؤ دیکھو کہ یہی میدان حال نرم گرم کا [illegible] سلیمان اعظم نے
یہ سنکر رخ میدان کارزار کا کیا اور سامنے دیو کالکال کے پہونچے دیو کالکال نے کہا کہ وار اپنا کیجئے
کہ تمہارے دل میں حوصلہ نہ باقی رہجائے۔ فرمایا کہ جب خدا تجھے [illegible] کریگا تو دیکھا جائیگا
پیشدستی ہمارا شیوہ نہیں ہے یہ سنکر دیو کالکال کو نہایت غصہ آیا پکارا کہ تم لوگ بڑے مغرور دکھائی
معلوم ہوتے ہو میری ضرب کے مشتاق نہیں ہو اجل کے مشتاق ہو اور اپنے ہاتھوں سے [illegible]

گور میں جانا چاہتے ہو خیر میرا کوئی نقصان نہیں لو خبردار ہو جاؤ۔ یہ کہکر دیو کلکال نے گرز اُٹھایا اور
سر پر جمع دیکر سر سلیمان اعظم پر وار کیا سلیمان اعظم نے پھلکی ماری کہ ہاتھ دیو کلکال کا مع گرز جدا ہوکر
زمین پر گرا اور کلائی سے مثل پرنالے کے خون جاری ہوا۔ دیو کلکال اک چیخ مار کر بھاگا سلیمان اعظم
نے تعاقب کیا کہ یکایک گرد اُڑی اور دیو خرطوم بیس ہزار دیوؤں سے آکر پہونچا اور دیو کلکال کو زخمی
دیکھکر سلیمان اعظم کے سد راہ ہوا سلیمان کو جاک نے دیکھا کہ دیو کلکال زخمی ہوکے نکلا جاتا ہے
بس اُنھوں نے دیو کلکال کا تعاقب کیا۔ دیو کلکال بھاگا اُدھر دیو خرطوم نے سلیمان اعظم پر میل
فولادی مارا سلیمان اعظم نے وار اُسکا خالی دیا اور بیٹھ کر پالٹ کا ہاتھ مارا کہ دونوں پاؤں دیو خرطوم کے
قلم ہوئے ادھر تو دیو خرطوم گرا اُدھر سلیمان کو جاک قریب دیو کلکال کے پہونچ گئے دیو کلکال
نے دوسرے ہاتھ سے اک بہت بڑا پتھر اُٹھا کر سلیمان کو جاک پر کھینچ مارا سلیمان کو جاک نے خالی
دیکر تلوار ماری کہ دیو کلکال کے شکم پر پڑی آنتیں باہر نکل آئیں اور دیو کلکال زمین پر گر کر تڑپنے لگا
دونوں دیوؤں کے مرتے ہی دیو بھاگنے لگے اور ایسے بدحواس ہوکے بھاگے کہ لاشیں تک چھوڑ گئے
قریب دس ہزار دیوؤں کے ایسے گھرے ہوئے تھے کہ بھاگ بھی نہ سکے اُنھوں نے امان مانگی
سلیمان اعظم نے ایمان لانے کی شرط پیش کی دیوان کفار نے قبول کیا دونوں لشکر علیحدہ ہوئے
اس جنگ میں قریب اڑھائی ہزار دیوؤں کے مارے گئے جسمیں پانچ سو دیو سلیمان اعظم کے
کام آئے اور دو ہزار دیوان کفار مارے گئے دس ہزار مسلمان ہوئے سلیمان اعظم نے کوہ
بہار پر قبضہ کیا اور گلعذار پری کو تخت نشین کرکے تیسرے روز ملک صدف پریزاد کی طرف روانہ
ہوئے دیو خرطوم تو کوہ بہاری کی لڑائی میں مارا جا چکا تھا صرف دس ہزار دیو حفاظت ملک کو
یہاں موجود تھے اُنھوں نے جو خبر پائی کہ جس ظالم نے دیو خرطوم کو مارا وہ اب اس ملک پر بھی آتا ہے
سب دیو مارے خوف کے گریز کر گئے ملک خالی چھوڑ دیا سلیمان اعظم نے جاکر باطمینان تمام قبضہ
کرلیا جو لوگ بخوف ابلیس پرستان بھاگے ہوئے تھے وہ خبر آمد سلیمان اعظم سنکے پھر سے جمع ہوئے
سلیمان اعظم نے اولاد شاہی کو تلاش کیا ایک لڑکا خاندان صدف پریزاد سے باقی رہگیا تھا اُسکو
تخت نشین کیا اور بہت دنوں میں یہاں کے انتظام سے فرصت پائی اور کچھ دیو اپنی جانب سے بھی
مرجان پریزاد کی حفاظت کے واسطے چھوڑے اور بہت کچھ تسلی و تشفی کرکے کوچ کیا اور جانب
گلستان ارم روانہ ہوئے طے مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے تھے کہ دیکھا اک مقام پر لشکر
دیوؤں کا اُترا ہوا ہے سلیمان اعظم نے اک دیو کو دریافت حال کے واسطے بھیجا کہ یہ کسکا لشکر ہے اور کدھر
جانے والا ہے یہ سنکر دیو گیا اور بعد دریافت حال آکر عرض کی کہ دیو قلماق پچاس ہزار دیوؤں
برائے بربادی لشکر خدا پرستان جا رہا ہے سنا ہے کہ ارادہ اُسکا ملک قمرزاد و گوہرزاد کی طرف کوچ
جانے کا ہے۔ یہ سنکر سلیمان اعظم نے سلیمان کو جاک سے ارشاد فرمایا کہ اب کیا کرنا چاہیے سلیمان
نے فرمایا کہ لشکر اپنا اسی جگہ اُتار لیجے اگر دیو قلماق کو محض خدا پرستوں سے لڑنا مقصود ہے تو ضرور
چھیڑ چھاڑ ہوگی خود ہی دیو قلماق طبل بجوائیگا اور اگر وہ آپ سے مزاحمت نکرے تو جہاں جا
جانے دیجیے خود بھی اسی طرف کا قصد کیجیے جسوقت آغاز جنگ ہو تو چلکر خدا پرستوں کی شکست
فرمایئے اور خود کوئی پیام بھیجنا سبقت میں داخل ہو جائیگا۔ سلیمان اعظم نے یہ رائے پسند کی اور
لشکر کے اُترنے کا حکم دیا۔ چنانچہ سلیمان اعظم کا بھی لشکر تھوڑے فاصلہ سے اُتر پڑا بارگاہ برپا ہوئی پہنگام

جو دیوان کفار نے دیکھا کہ ایک لشکر اور بھی اُتر رہا ہے انھون نے بھی اپنے دیوؤن کو براے دریافت حال روانہ کیا دیوون نے جاکر بیان کیا کہ سلیمان اعظم کا لشکر اتر رہا ہے اور قصد گلستان ارم کی طرف جانے کا ہے اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ شہر نقش و نگار دکوہ بہار پر جو دیوان ابلیس پرست قبضہ کیے ہوے تھے ان دیوون کو مارا بہت سے دیو مسلمان ہوے جنمین سے کچھ دیو ساتھ بھی ہین یہ سنکر دیو قلماق کو نہایت غصہ آیا اور اسنے کہا کہ پہلے انھین سے فیصلہ کر لینا چاہیے کہ یہی لوگ باعث بربادی ابلیس پرستان ہین بس یہ تصور کرکے بغیر کسی نامہ و پیام کے دیو قلماق نے طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر سلیمان اعظم کو ہوئی فرمایا کچھ پروا نہین کیونکہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجتے طبل جنگی اُسیوقت نقارہ زری پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گونجی یہ خبر دیو قلماق کو ہوئی کہ اُدھر بھی طبل جنگ بیدرنگ بج رہا ہے۔ دیو قلماق نے کہا کہ اگر خداوند ابلیس حامی و مددگار ہے تو صبح کو ان سرکشون کو سر میدان مار ڈالونگا اسلیے کہ یہ راہ پر آنیوالے نہین ہین نصیحت بیکار ہے غرضکہ تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آ گئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نقابت کرکے ہٹ گئے تو لشکر کفار سے دیو الہاق بن قلماق میدان مین آیا یہ بھی قد و قامت زور و طاقت مین دیو قلماق سے کم نہ تھا اور نہایت سرکش تھا بس اسنے میدان مین ہو کر آواز دی کہ اے سلیمان اعظم بہتر یہ ہے کہ اب تم بھی دین ابلیس پرستی اختیار کرو مثل مشہور ہے کہ جسکی تیغ اُسکی دیگ اب ابلیس پرستون نے تمام قاف کو مسخر کر لیا ہے تم کس کس سے لڑوگے جب تمہارا دور دورہ تھا ہم دبے تھے اب ہمارا دورہ ہے اب تمکو دبنا چاہیے ورنہ سوا موت کے چارہ نہوگا سلیمان اعظم نے ارشاد فرمایا کہ او ملعون مذہب دباؤ سے نہین اختیار کیا جاتا ہے بلکہ حق دیکھکر اختیار کیا جاتا ہے کوئی عالم کسی مذہب کا کیون نہو گو وہ غریب ہوتا ہے مگر بادشاہ تک اُسکی عزت کرتے ہین وہ عزت دین کی ہوتی ہے اور جو لوگ تالو پرست ہین وہ یہ طریقہ رکھتے ہین جو تونے بیان کیا جبتک ہمارے دم مین دم باقی ہے اسوقت تک برابر دین خدا پرستی کو رواج دینگے اور نام دیوان کفار کا پرستان سے مٹا دینگے یہ فرماکر قصد نکلنے کا کیا تھا کہ سلیمان کوچک نے عرض کی کہ مجھے اس ملعون کے مقابلے کو جانے دیجیے سلیمان اعظم نے فرمایا کہ اے فرزند تم نشان قریشیہ سلطان کے ہو اور لطف زندگی ہو اور ہم تو گور مین پاؤن لٹکاے بیٹھے ہین ہمکو زندگی سے موت ہی بہتر ہے کہ کیسے کیسے عزیز آنکھون کے سامنے دنیا سے اٹھ گئے پرستان صاف ہو گیا اب پوری پوری وہی حالت ہے کہ ہے۔

نظم

جسجگہ کل تھا بلبلون کا ہجوم
آج اُسمین جا ہے آشیانہ بوم
نہ کبھی دھوپ مین نکلتے تھے
عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے
گردش چرخ سے ہلاک ہوے
استخوان تک بھی اُنکے خاک ہوے
اب نہ رستم نہ سام باقی ہے
اک فقط نامہی نام باقی ہے
ہے نہ فرہاد و کوہکن کا پتا
نہ کسی حسب نل دمن کا پتا
ہوے الفت تمام کھیل سے ہے
باقی اب قیس ہے نہ لیلی ہے
تاج مین جنکے ٹنکتے تھے گوہر
ٹھوکرین کھاتے ہین وہ کاسہ سر
دنیا کا یہی کارخانہ ہے [illegible]

[illegible] سلیمان کوچک دونون مقام کی حالت تو دیکھتے چلے آتے ہو اور آگے دیکھیے خدا کیا دکھاتا ہے گلستان ارم کی کیا حالت ہے اور کوہ مروارید کی کیا کیفیت ہے جب اتنی اتنی

ہر کافر پھیل گئے ہیں تو جو مقامات مشہور ہیں انکی کیا کیفیت ہوگی۔ آپ کو تو یقین ہے کہ پہلے ہی کوئی
نہ کوئی مقام ... قابض ہو گیا ہوگا سلیمان کوچک نے عرض کی کہ اسوقت یہ باتیں نہ کیجیے کہ غم و صدمہ
سے دل مضمحل ہوا جاتا ہے اور حریف کا سامنا ہے بہتر یہ ہے کہ زمانہ امیر اول کو یاد کیجیے اور افسانہ فتح
دیو قہقہہ کا ذکر کیجیے کہ ان دیوان سرکش پر شب طاری ہوا اور حضور کا سن لڑنے بھڑنے کا
نہیں ہے آپ تماشا دیکھیں اور میرے واسطے دعا کریں اگر اقبال آپکا شریک حال ہے تو ابھی جاکر
اس ملعون کو دریدہ دہنی کی سزا دیتا ہوں سلیمان اعظم نے بمشکل سلیمان کوچک کو اجازت دی
اور اپنا عزم فسخ کیا اور دعا کرنے لگے کہ خداوندا ایسی بیکسی کبھی خدا پرستوں کو نہ پیش آئی ہوگی
خصوصاً مسلمانان قاف کو جو حالت آج ہے اب اسوقت مشکل میں سوا تیرے کوئی مددگار نہیں ہے
اور جو کچھ ہوتا ہے وہ تیری ہی مدد سے ہوتا ہے یہ تو اسطرف مصروف دعا تھے اور ادھر سلیمان کوچک
سامنے دیو الماق کے پہنچے دیو الماق نے کہا کہ لاغر ہی (یعنی) کہ میں بہت مشتاق ہوں اس
اس قد و قامت پر تو نے کیونکر بڑے بڑے دیوؤں کو قتل کیا ہے سلیمان کوچک نے فرمایا
کہ پیشدستی ہمارا دستور نہیں ہے جب تیری ضرب سے خدا بچائیگا تو دیکھا جائیگا دیو الماق نے
خیال کیا کہ ایسا تو نہیں ہے کہ یہ لوگ دھوکا و مکر و حیلہ کرتے ہوں زور و طاقت میں تو یہ کچھ بھی تیرا
نہ بنا سکینگے اگر تو اسپر گر پڑیگا تو بھل کے ہڈیاں سرمہ ہو جائینگی یہ سوچکر دیو الماق نے کہا کہ
میں نے سنا ہے تم لوگ کشتی خوب لڑتے ہو اور مجھے منظور بھی یہ ہے کہ میرے تمھارے کشتی ہو کر
فیصلہ ہو جاسے میں زیر ہوں تو تمھاری اطاعت کروں اور تم زیر ہو تو میری اطاعت کرنا سلیمان کوچک
نے فرمایا کہ میں ہر طرح موجود ہوں بس دیو الماق دوڑکر سلیمان کوچک سے لپٹ پڑا کہ اس
ضعیف البنیان کی کیا حقیقت ہے جو مجھسے کشتی لڑ سکیگا اسے توڑ مروڑ کر لقمہ کر جاؤنگا یہ تو اس خیال
میں تھا وہاں سلیمان کوچک اولاد صاحبقران سے ہیں انکی پشت کون زمین سے لگا سکتا ہے
یہ بھی دیو سے لپٹ پڑے اور جس مقام پر ہاتھ ڈال دیا انگلیاں گوشت میں پیوست ہو گئیں کہ دیو
الماق چیخ چیخ اٹھا پہر بھر کامل کشتی رہی آخر سلیمان کوچک نے دیو الماق کو پچھاڑا اور فرمایا کہ
شناخت پروردگار میں کیا کہتا ہے دیو الماق نے کہا کہ میں تو پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ اگر زیر ہونگا تو اطاعت
کرونگا۔ میں نے غلامی آپکی اختیار کی سلیمان کوچک نے دیو الماق کو چھوڑ دیا دیو الماق نے
پلٹ کر اپنے باپ دیو قلماق سے کہا کہ میں نے تو حسب وعدہ اطاعت اس شہریار عالی [illegible]
کی اختیار کی تو بھی اگر میرا ساتھ دیتا ہو تو ادھر آ اور اگر دشمنوں سے مقابلہ ہے تو جاکر اہل خناس
جرار دیو قلماق نے دیکھا کہ اگر لڑتا ہوں تو بیٹا حریف کا شریک ہو گیا ہے اور خود بھی [illegible] لڑونگا تو
کیا کر لونگا کہ یہ خدا پرست بلا سے ہیں بس اسنے بھی بمکر و فریب اطاعت اختیار کی سلیمان اعظم
و سلیمان کوچک نے دونوں کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا دونوں لشکر ایک ہو گئے اور سلیمان اعظم
نے طرف گلستان ارم کے کوچ کیا طے مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے تھے ایک منزل
پر پہونچ کر سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک دن بھر شکار میں مصروف رہے رات کو بیہوش ہوکر
سو رہے دیو قلماق نے سوچا کہ اس سے بڑھکر موقع نہ ملیگا بس اک دیو کو کہ وہ عیار بھی تھا اسکے
گرفتاری سلیمان اعظم و سلیمان کوچک روانہ کیا دیو مشغل عیار اول خیمہ میں دیو الماق کے آیا
اور کہا کہ مجھے کچھ پیام آپکے باپ کا بیان کرنا ہے مگر تنہائی کی ضرورت ہے دیو الماق نے تخلیہ کر دیا

دیو حنظل نے ایک گلدستہ نکالکر دیا اور کہا کہ یہ گلدستہ بیہوشی ہی اگر آپ نے فی الحقیقت اسلام
اختیار کر لیا ہی تو خیر اور اگر بخوف جان اختیار کیا ہی تو یہ گلدستہ سونگھا کر اپنے دونون حریفون کو
بیہوش کر کے گرفتار کر لیجیے تین مرتبہ کے سونگھنے مین انسان بیہوش ہوتا ہی اور پانچ مرتبہ کے
سونگھنے مین دیو بیہوش ہوتا ہی۔ یہ سنکر دیو الماق نے کہا اے دیو حنظل بڑے افسوس کی
بات ہی کہ جب یون قابو نہ چلے تو مکاری کرین ان لوگون کے دل کو دیکھو کہ دشمن پر کسطرح کا
لطف کرتے ہین مین نے فی الحقیقت بدل سلیمان کو جاک کی اطاعت اختیار کی ہی اور دین
خدا پرستی بیشک دین برحق ہی مین اس جادہ سے قدم ہرگز نہ ہٹاؤنگا انہی باتون مین منھ کی
بھاپ لگتے ہی دو ایک غنچے کھلے اور دود بیہوشی منتشر ہوا اور دیو الماق چھینک مارکر بیہوش ہوا
پس دیو حنظل نے دیو الماق کو اپنی صورت بناکر باندھ کے ڈال دیا اور آپ دیو الماق کی صورت
بنکر اپنے ملازمین کو پکارا ملازمان الماق آئے دیکھا کہ دیو حنظل بندھا پڑا ہی پوچھا کہ اسنے کیا قصور
کیا تھا دیو الماق نقلی نے کہا کہ یہ مجھے بہکانے کی غرض سے آیا تھا کہتا تھا کہ دھوکا دیکر سلیمان اعظم
اور سلیمان کو جاک کو پکڑ کر دیو وسواس کی خدمت مین بھیجو مین نے اسے گرفتار کر لیا اور اسی وقت
ایک دیو کو خدمت مین سلیمان اعظم اور سلیمان کو جاک کے روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ اگرچہ یہ امر آپ کی
شان کے خلاف ہی کہ مین یہان تشریف لانے کی تکلیف دون مگر مجبور ہون کہ مصلحت وقت یہی
ہی جسطرح ممکن ہو جلد تشریف لایئے جسوقت یہ پیام دیو الماق کا سلیمان اعظم اور سلیمان کو جاک
کو ملا ہرچند یہ شکار کی وجہ سے تھکے ہوے اور دن بھر کے پریشان تھے مگر بخاطر دیو الماق کہ
نو مسلم ہی خیال ہوا کہ اسکی دلشکنی نہو دونون صاحب خیمہ مین دیو الماق کے تشریف لیگئے دیو
الماق نقلی نے تعظیم دی اور عرض کی کہ مین نے حضور کو اسوجہ سے تکلیف دی ہی کہ باپ میرا جگر
مسلمان ہوا ہی اسنے ابھی دیو حنظل کی زبانی مجھکو پیغام بھیجا تھا کہ اگر تمنے بھی ان لوگون کے دباؤ
سے مذہب تبدیل کر لیا ہو تو یہ گلدستہ انکو سونگھا کر کسی طرح بیہوش کر لو اور خدمت مین دیو
وسواس کے بھیجو کہ انسے بہت کچھ انعام ملنے کی امید ہی مین نے اس دیو حنظل کو پکڑ کے
گرفتار کر لیا ہی لہذا مناسب یہ معلوم ہوتا ہی کہ دیو قلماق کو چلکر گرفتار کیجیے کہ اسکی ذات سے
خوف ہی سلیمان اعظم و سلیمان کو جاک نے دیو الماق نقلی پر آفرین کی اور فرمایا کہ یون گرفتار کر لینا
تو خلاف ہی بلکہ تم ہمارے ساتھ چلو اگر سامنے ہمارے اسنے انہی باتون کا اقرار کر لیا تو اسے
بھی لڑکر گرفتار یا قتل کر ڈالینگے اور یون گرفتار کر لینا تو خلاف حمیت اسلام ہی الماق نقلی نے
کہا کہ بہتر تشریف لیچلیے یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا سلیمان کو جاک اور سلیمان اعظم ساتھ ہو لیے چونکہ رات کا
وقت تھا دیو الماق نے اک مشعل روشن کر لی آگے آگے دیو الماق چلا اور پیچھے سلیمان کو جاک
اور سلیمان اعظم ہوے چونکہ دیو الماق نقلی کو گرفتاری ان دونون آدمیون کی منظور تھی پس اسنے
مشعل پر دوا بیہوشی ڈالنا شروع کی دھوان اسکا ہوا کے ذریعہ سے رفتہ رفتہ انکے دماغون پر اثر کرنے
لگا قریب خیمہ دیو قلماق کے پہونچے ہی تھے کہ دونون بیہوش ہوکر گر گئے انکے گرتے ہی دیو الماق
نقلی نے نعرہ کیا کہ منم دیو حنظل اور آواز دی دیو قلماق کو کہ آکر انھین دونون سرکشون کو اسیر کیجیے
یہ سنکر دیو قلماق خیمہ سے باہر آیا دیکھا کہ سلیمان اعظم اور سلیمان کو جاک سامنے خیمہ کے بیہوش
پڑے ہین پس دیو قلماق نے دونون کو گرفتار کر کے مسلسل و مطوق کیا اور زندان خانہ مین بھجوا دیا

اور خیمہ دیو الماساق مین خود آیا دیو الماساق دیو خنطل کی شکل پر اپنے خیمہ مین بیہوش پڑا تھا دیو قلماق
نے بیٹے کو بھی گرفتار کیا جب صبح ہوئی تو دیو جنبدک بن تندک کو معلوم ہوا کہ آقا ہمارے گرفتار
ہوگئے دیو قلماق نے فریب کیا پس دیو جنبدک نے تمام دیوون سے کہا کہ مکار سے مکر کرنا
چاہیے بغیر فریب کے اسکا کام نہ چلیگا سب کے سب اطاعت ابلیس پرستون کی اختیار کرو
دیوان مسلم نے کہا کہ ہم لڑینگے اور جان دینگے مگر اطاعت ان شیطان پرستون کی ہرگز نہ اختیار
کرینگے دیو جنبدک نے بہت سمجھا کر ان سب کو رضامند کیا اور کہا کہ اگر دیو قلماق قتل کا قصد کرے تو لڑ
مرنا اور اگر قید رکھے تو مطیع بنے ہوئے ساتھ رہو جب موقع پائینگے رہا کرینگے دیوون نے راے
دیو جنبدک کی پسند کی اور وہ دیو شہر نقش و نگار اور کوہ بہار سے مطیع ہو کر ساتھ ہو لیے تھے
انھون نے جا کر دیو قلماق سے کہا کہ ہم بسبب خوف جان کے مسلمان بنے ہوئے خدا پرستون
کے ساتھ تھے اب خداوند ابلیس نے انکو گرفتار کیا ہم پھر اپنے مذہب اصلی پر آگئے اور مسلمان
کبھی وبائو مین اس دین کو اختیار کرینگے اب نہ تو قاف مین کوئی انکا چھڑانے والا باقی ہے اور نہ
یہ خود اس قابل رہے کہ کسی سے لڑ بھڑ سکین تمام قاف مین ہمارے دین کے لوگ پھیلے ہوئے
ہین دیو قلماق نہایت خوش ہوا اور سب کو ساتھ لیکر طرف کوہ سیاہ کے بعزم شکست دیو وسواس
روانہ ہوا چونکہ راستہ کوہ سیاہ کا گلستان ارم کی طرف سے قریب تھا اور یہ بھی خیال ہوا دیو
قلماق کو کہ اہلیان گلستان ارم انکو دیکھ کر عبرت کرین قیدیان کو گلستان ارم کی جانب سے
لیچلنا مناسب ہے یہ سوچکر دیو قلماق قریب گلستان ارم کے پہونچا شہزادہ دیو افریس کو ہوئی کہ
دیو قلماق نے سلیمان اعظم اور سلیمان کوچاب کو گرفتار کرلیا اب کوئی خوف باقی نہ رہا پیشتر
مین انھین دونون کا اندیشہ تھا پس دیو افریس براے استقبال دیو قلماق آیا اور پیشوائی کر کے
گلستان ارم مین لایا نہایت عزت و حرمت کے ساتھ بٹھایا اور جس قلعہ مین بیٹھکر سلیمان اعظم
حکومت کرتے تھے اسمین انکو مع دیو الماق قید کیا جو لوگ بسبب خوف جان کے ابلیس پرستون
کی اطاعت کیے ہوئے تھے وہ خون کے آنسو روتے تھے کہ ہمارا آقا جس مقام پر بیٹھکر حکومت
کرتا تھا اسجگہ قیدی بنا ہوا بیٹھا ہے ادھر سلیمان اعظم اور سلیمان کوچاب کو دیکھتے تھے اور کہتے
تھے کہ یہ انقلاب بھی زمانے کا قابل دید ہے افسوس صد افسوس خدا کسیکی بنا کے نہ بگاڑے
دیو الماق نے کہا کہ اے شہریار دیکھیے آپکی رفاقت مین میرا بھی یہ حال ہوا فرمایا کہ اگر ہم حق پر
ہین تو خدا ہماری مدد کریگا لیکن دیو جنبدک بن تندک فکر ہی مین تھا کہ کچھ ایسی تدبیر کرنا چاہیے
کہ دیو قلماق ملعون کو زک پہونچے اور ہمارے آقا رہا ہون یہ اسی فکر مین تھا کہ دیو قلماق نے
ایک دیو کو بھیجا کہ دیو جنبدک کو بلا لا اس دیو نے آکر دیو جنبدک سے کہا کہ تمکو بادشاہ وقت نے یاد
کیا ہے دیو جنبدک سامنے دیو قلماق کے گیا دیو قلماق اور دیو افریس ایک ہی جگہ بیٹھے تھے دور
شراب کو گردش تھی اور دیو خنطل بھی شریک صحبت تھا جس وقت دیو جنبدک بن تندک سامنے
پہونچا دیو قلماق نے کہا کہ تم رفیق قدیم سلیمان اعظم کے ہو یقین ہے کہ پوشیدہ حالات سے
یہان کے واقف ہوگے - جبسے دیو افریس نے اس مقام پر قبضہ کیا سیکڑون مقام پوشیدہ
کھدوائے مگر کہین خزانے کا پتا نہین ملتا اگر تمکو خزانہ اس ملک کا معلوم ہو تو ہمکو بتا دو تمکو
بہت کچھ انعام عطا ہوگا - دیو جنبدک نے عرض کی کہ کل آپ میرے ساتھ تشریف لیچلیے گا

میں بتا دونگا مگر تنہا چلنے کی شرط ہو خزانہ ہمیشہ پوشیدہ مقام پر بنایا جاتا ہو اور ہر ایک کو خزانے
کے حال سے باخبر نہیں کرتے ہیں دیو قلماق نہایت خوش ہوا دیو جنبدک وہاں سے چلا آیا
اور رات بھر میں اک سرنگ اسنے کھود کر دہنہ پر اک بڑا سا پتھر نصب کیا اندر سرنگ کے اسقدر
تاریکی تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا جب دوسرا روز ہوا تو جنبدک دیو قلماق کے پاس آیا اور کہا
کہ چلئے دیو قلماق اور دیو افرس ساتھ دیو جنبدک کے چلے اور اُس مقام پر پہونچے جہاں
جنبدک نے سرنگ کھود رکھی تھی دیو جنبدک نے پتھر ہٹایا دہنہ نقب کا نمودار ہوا کہا تشریف
لیجائیے یہی خزانہ گلستان ارم کا ہے تمام دولت شہرخ بن شہپال کی اسمیں بھری ہوئی ہے
یہ سنکر دیو قلماق اور دیو افرس اندر اُس نقب کے اترے بسبب تاریکی کے کچھ نظر نہ آتا تھا
دیو جنبدک نے اک فتیلہ روشن کیا اور وہ بھی اندر نقب کے اتر گیا تھوڑی دور فتیلہ روشنی پہلے سے
جو رکھا ہوا تھا اب آگے آگے تو دیو جنبدک ہوا اور پیچھے پیچھے دیو افرس اور دیو قلماق میں اک
مقام پر صندوق نظر آیا دیو جنبدک نے کہا کہ اس صندوق کو کھولیے سنا ہے کہ اسمیں ہیرے
کے بنے ہوئے ظروف رکھے ہیں دیو قلماق نے کہا کہ کنجی اسکی کہاں ہے دیو جنبدک نے کہا کہ
کنجیاں مالکہ کے پاس رہتی ہیں آپ قفل توڑ ڈالیے دیو جنبدک کے کہنے سے دیو قلماق اور
دیو افرس آگے بڑھے قفل کو پتھر سے ٹکرا کر توڑ ڈالا اور صندوق کو کھولا صندوق کھلتے ہی دھواں
صندوق سے نکلا دونوں دیو چھینکیں مار مار کر بیہوش ہوگئے۔ دیو جنبدک اُلٹے پاؤں وہاں سے
پھرا اور وہی پتھر پھر اُسی دہنہ نقب پر نصب کرکے دوسرے مقام پر آیا جہاں سے سرنگ
قیدخانہ کی طرف لگا رکھی تھی اُسی نقب کے ذریعہ سے اندر زندان کے پہونچا سلیمان اعظم
اور سلیمان کوچک سر بزانو بیٹھے ہوئے تھے کہ دیو جنبدک طبقہ توڑکر باہر آیا اور عرض کی کہ اے
شہریار مبارک ہو کہ میں نے دونوں دیوؤں کو اسیر کیا ہے جلد چلکر انھیں چاہے قتل کیجیے اور چاہے
قید کیجیے۔ یہ کہکر سوہن نکالا اور قید کاٹنے کا قصد کیا سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک نے قید
توڑی دیو قلماق کی قید دیو جنبدک نے کاٹی اور اُسی نقب کے ذریعہ سے صحرا میں نکلے پوچھا
سلیمان اعظم نے کہ کیونکر دیو قلماق اور دیو افرس کو گرفتار کیا دیو جنبدک نے سب کیفیت بیان کی
اور سلیمان اعظم و سلیمان کوچک کو لیے ہوئے اس مقام پر آیا جہاں دونوں دیو بیہوش پڑے
ہوئے تھے سلیمان اعظم و سلیمان کوچک نے دیو قلماق اور دیو افرس کو سلاسل و طوق کرکے
حکم دیا کہ ان دونوں کو ہوشیار کرو۔ جس وقت دونوں کو ہوش آیا اور اپنے کو اس حال سے خراب
دیکھا تو نہایت پریشان ہوئے ساتھی اسکے سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک کو روبرو پایا آنکھیں بند
کرلیں کہ شاید ہم خواب پریشان دیکھ رہے ہیں سلیمان اعظم نے فرمایا کہ یہ خواب نہیں عین بیداری ہے
او دیو قلماق دیکھا قدرت رب العباد کو کہ مجبور کو صاحب اختیار کردیا اور صاحب اختیار کو
مجبور کرکے دکھا دیا اب ہمارا دین برحق ہے یا تیرا دین دیو قلماق نے تو سر جھکا لیا مگر دیو افرس نے
کہا کہ میں نے تمکو گرفتار کیا تھا نہ تمنے مجکو مقابلہ کرکے زیر کیا ہے جرأت کے تو یہ معنی تھے کہ مقابلہ
کیا ہوتا سلیمان اعظم نے دیو جنبدک سے ارشاد کیا کہ کھول دو اسے۔ دیو جنبدک نے قید دیو افرس
کی کاٹ دی بس دیو افرس سلیمان اعظم سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی پہر بھر کامل کشتی رہی آخر
سلیمان اعظم نے دیو افرس کو پچھاڑا اور فرمایا کہ کہ اب کیا کہتا ہے دیو افرس نے کہا کہ تا زندہ ام

بندہ ایم تم بھی اچھے تمھارا دین بھی اچھا سلیمان اعظم سینے سے دیو افرس کے اتر پڑے اور کلمہ
پڑھکر اسکو مسلمان کیا دیو افرس نے عرض کی کہ اب میری نسبت کیا حکم ہوتا ہی یہین حاضر خدمت رہون
یا چلا جاؤن سلیمان اعظم نے فرمایا کہ یہ تمکو اختیار ہی چاہے میری رفاقت کرو چاہے اپنے ملک مین جاؤ
دیو افرس نے کہا کہ جی تو یہی چاہتا ہی کہ اب تا حیات ان قدمون کو نہ چھوڑون فرمایا کہ تمھارا گھر ہی غرضکہ
دیو قلماق کو تو قید رکھا اور دیو افرس اور دیو الماق کو لیے ہوئے قلعہ گلستان ارم مین تشریف
لائے جو دیو قلعہ مین تھے وہ یہ دیکھکر حیران ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہی کہ قیدی بھی ساتھ ساتھ چلے آتے
ہین اور دیو قلماق بسلاسل و مطوق ہی اور دیو افرس نہایت تعظیم کے ساتھ قیدیان سابق کو ساتھ
لیے ہوئے چلا آتا ہی دیو افرس نے اندر قلعہ کے پہونچکر سلیمان اعظم کو تخت پر بٹھایا اور پہلے آپ
نذر دی اور اپنے دیوؤن کی طرف دیکھکر کہا کہ مین نے اطاعت اس شہریار کی اختیار کی کہ جو میرا مطیع ہے
وہ انکو اپنا آقا و ولی نعمت سمجھے اور دین خدا پرستی اختیار کرے ورنہ یہان سے جدھر چاہے
چلا جائے یہ سنکر دیو نہایت تعجب مین آئے اور سبنے اطاعت قبول کی اتو یکے بعد دیگرے تمام
ارکین دولت نے نذرین گذرانین سکہ نام پر سلیمان اعظم کے جاری ہوا سلیمان اعظم نے بجائے
سیاہ و سپید دیو افرس اور دیو الماق کو افسر فوج معین کیا اور دیو قلماق کو قید مین رکھا اور
انتظام ملک مین مصروف ہوئے جو خدا پرست بخوف جان چلے چلے گئے تھے انکو نامے لکھ لکھکر
طلب کیا اور شمس جنی داماد عبدالرحمن جنی کو بلا کر انتظام انکے سپرد کیا کہ بجائے عبدالرحمن جنی یہ بھی
وزیر معین ہو چکے تھے شمس جنی انتظام مین مصروف ہوئے ایک روز جو دیو زندان کی حفاظت
پر مامور تھے وہ روتے ہوئے آئے اور عرض کی کہ کوئی دیو نقب دیکر قلماق دیو کو زندان سے نکال
لیگیا سلیمان اعظم نے ہرکارون کو بلاکے دریافت حال روانہ کیا کہ دیکھو دیو قلماق یہان سے بھاگ کر
کہان گیا ہی ہرکارے اسطرف روانہ ہوئے دیو جندک نے آکر اس نقب کو دیکھا جسکے ذریعہ سے دیو
قلماق رہا ہوکر بھاگا تھا تو پہچانا دیو حنظل کا پہچانا آکر سلیمان اعظم سے بیان کیا فرمایا کہ بیٹا معلوم ہو
پھر دیکھا جائیگا اتنے مین کچھ ہرکارے روتے پیٹتے ہوئے آئے سلیمان اعظم نے پوچھا کہ خیر تو ہے
انھون نے کہا کہ خیر ہوتی تو سینہ پیٹتے ہوئے نہ آتے اب خیر کہان غضب ہو گیا دیو شنکل اسی ہزار
دیوان سرکش سے کوہ مرواریہ پر پہونچا جو لوگ وہان مقیم تھے انکو قتل کرنا شروع کیا ہم لوگ بھاگ
اور جان بچاکر اس مقام پر آئے اور سکونت کوہ مرواریہ کی ترک کی اب نہین معلوم کہ وہ دیو بلیس
پرست اُس ہزار متبرک کی کیا حرمت کرے بس یہ سنتے ہی سلیمان اعظم اٹھ کھڑے ہوئے اور
فرمایا کہ مجھے ایکدم کسی مقام پہ قیام کرنا حرام ہی جبتک دیو شنکل کو کوہ مرواریہ سے ہٹا نہ دونگا
ساتھ ہی انکے سلیمان کو جانب بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور اسیوقت ہرکیون پر سوار ہوکر یکہ و تنہا
چل کھڑے ہوئے انتظام گلستان ارم کا شمس جنی کے سپرد کیا شمس جنی نے دیو افرس اور
دیو الماق کو بھی پچاس پچاس ہزار دیو ساتھ کرکے روانہ کردیا انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے
اور اول کچھ حال دیو قلماق کا بیان کیا جاتا ہی کہ جسوقت دیو حنظل نے نقب لگا کر دیو قلماق کو
رہا کیا تو یہ دونون بھاگ کر طرف کوہ مرواریہ کے روانہ ہوئے کہ جاکر دیو شنکل کو ان حالات سے
باخبر کرین جسوقت قریب کوہ مرواریہ کے پہونچا تو دیکھا کہ دیو شنکل اسی کوہ مصروف سیر ہی جاکر دیو
قلماق نے دیو شنکل کو سلام کیا دیو شنکل ہر چند کہ دیو قلماق کو پہچانتا تھا مگر دیو قلماق کچھ ایسی حالت

پہونچا تھا کہ دیو شنکل نے پہچانا۔ پوچھا تو کون ہے اُسوقت دیو حنظل نے عرض کی کہ جائے تعجب ہے
کہ آپ چار ہی دن میں بھول گئے سچ ہے جب برا وقت آتا ہے تو اپنے بیگانے ہو جاتے ہیں زمین و
آسمان کو دو دشمن ہو جاتا ہے۔ ان کلمات کو سنکر دیو شنکل نے پہچانا کہا کہ اے دیو قلماق یہ کیا تماشا
کیا ہوا اور لشکر و سپاہ کہاں ہے بتقدیر الٰہی قہر پری و گرہ پری پر گئے تھے وہاں کیا گذری دیو قلماق
نے ساری روداد اپنی روبرو دیو شنکل کے بیان کی اور کہا کہ میرے عقب میں یقین ہے کہ سلیمان اعظم
و سلیمان کوچک آتے ہیں۔ اب میرے پاس فوج و سپاہ کچھ نہیں ہے اگر دیو حنظل رفیق عیاری مجھے
رہا نکرتا تو یقین ہے کہ اب تک میں مسلمانوں کی قید میں ہوتا و دیو افرس بھی زیر ہو کر مطیع ہو گیا جس
گلستان ارم میں سلیمان اعظم بادشاہی کرتا تھا اسی قلعہ میں قید کر کے لایا تھا مگر گردش زمانہ سے
وہ پھر اس جگہ کا فرمانروا بنگیا اور مجھے قید ہونا نصیب ہوا اگر آپ دامن پناہ کا دیں تو خیر ورنہ میں
بادشاہ دیوان دیو وسواس کی خدمت میں روانہ ہو جاؤں۔ یہ سنکر دیو شنکل نے کہا کہ تم یہاں
قیام کرو جسوقت وہ سرکش یہاں آئیگا تو دیکھا جائیگا اور دس ہزار دیو جو ہمراہ تھے قلماق کو اسکے
سپرد کرکے یہ تمام واقعات دیو وسواس کو لکھ بھیجے اور کمک طلب کی جسوقت نامہ دیو شنکل کا دیو
وسواس کو پہونچا تو دیو وسواس نے پچاس ہزار دیو ساتھ کرکے دیو اشکال کو روانہ کیا کہ تو جا کر
دیو شنکل کے شریک ہو کر جنگ کر اور خدا پرستوں کو شکست دو چنانچہ دیو اشکال پچاس ہزار
دیوؤں سے چلا اسکا حال پھر بیان کیا جائیگا دیکھیے یہ کتاب پہونچتا ہے اول کچھ حال سلیمان اعظم
و سلیمان کوچک کا سنیے کہ یہ تنہا مرکبوں پر بیٹھکر جانب کوہ مروارید روانہ ہو سکے تھے آتے
آتے اک مقام پر شام ہو گئی گھوڑے چھوڑ دیے اور آپ زین پوش بچھا بچھا کر بیٹھے چونکہ
وقت نماز کا آگیا تھا چشمہ آب کی تلاش میں روانہ ہوئے دیکھا کہ جو مقام چشمہ تھا وہاں فوج
دیوؤں کی اُتری ہوئی ہے سلیمان کوچک نے عرض کی کہ میری رائے میں اس بے سرو سامانی
سے اس لشکر میں جانا اچھا نہیں ہے نہیں معلوم دوستوں کا مجمع ہے یا دشمنوں کا ایسے وقت میں
تیمم کافی ہے غرضکہ دونوں نامورونکی تجویز سے تیمم کے ساتھ فریضہ مغرب و عشا کو ادا کیا اور اسی
صحرا میں زین پوش بچھا کر سو رہے جب صبح ہوئی تو سلیمان کوچک اور سلیمان اعظم اُسی مجمع دیوان
میں گئے کہ دریافت کریں کسکا لشکر ہے اور سالار لشکر کون ہے ان دیوؤں میں ایک دیو ساکن
گلستان ارم میں سے تھا اور سلیمان اعظم و سلیمان کوچک کو پہچانتا تھا جبسے عفریت پرستوں
کا دور دورہ ہوا تھا اسوقت سے یہ دیو ابلیس پرستوں کے ساتھ تھا اور کینہ دیرینہ خدا پرستوں
سے نکال رہا تھا اُسنے جو پہچانا تو جاکر دیو سماق سے کہا کہ آپ کس خواب خرگوش میں ہیں جن
لوگوں نے تمام قاف کو مسخر کیا اور نام ابلیس پرستوں کا صفحہ ہستی سے مٹایا وہ تنہا اس
مجمع میں کسی دھوکے سے آ پھنسے ہیں انکو مار لینا چاہیے دیو سماق دیو وسواس کی جانب سے
اس کام پر مامور ہوا تھا کہ جو خدا پرست ابلیس پرستوں کے خوف سے بھاگ کر صحراؤں میں مقیم
ہوں انکا استیصال کرے جب دیو سماق کو یہ معلوم ہوا کہ سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک میرے
لشکر میں تنہا آگئے ہیں تو اسنے حکم دیا کہ مار لو ان آدمزادوں کو کہ انکے ہاتھ سے بہت سے بندگان
خداوند ابلیس ہلاک ہوئے ہیں یہ سنتے ہی دیو شور و غوغا کرکے ان دونوں دلاوروں کی طرف
چلے جب دیکھا سلیمان اعظم و سلیمان کوچک نے کہ حال ہمارا ظاہر ہو گیا ہے اور دیو آمادہ پیکار ہیں تو

انھون نے بھی خدا پر بھروسا کر کے تلوار کھینچی اور نعرے کر کر کے گرے اور لڑنے لگے شور بگیر و بزن بلند ہوا۔ دیو سماق اپنے دیوؤن کو للکار رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ مار لو انکو یہ جانے نہ پائین بارہ ہزار دیو چارون طرف سے گھیرے ہوے تھے اور چارون طرف سے سلیمان اعظم و سلیمان کو چاک پر وار چل رہے تھے یہ دونون تره شیر بھی برابر حملے کر رہے تھے اور دیوؤن کو قتل کر رہے تھے جو دیو گرتا تھا زمین ہلجاتی تھی اور خون سے دور تک زمین لال ہو جاتی تھی مگر دوکس بارہ ہزار دیوؤن سے کہانتک لڑین کس کس کے وار کو روکین آخر زخمی بھی ہونے لگے اسوقت جانب صحرا سے گرد اڑی اور دیو الماق اور دیو افرس ایک لاکھ دیوؤن سے پہونچے یہان جنگ ہوتے دیکھی اپنے دیوؤن کو خبر کے واسطے بھیجا کہ کس سے لڑائی ہو رہی ہے ہنوز وہ دیو واپس بھی نہ آنے پائے تھے کہ صدائے نعرہ سلیمان اعظم و سلیمان کو چاک کی کان مین آئی بس یہ ایک لاکھ دیو ایکدم لشکر دیو سماق پر گر گئے ہین تو دیوان کفار تاب مقاومت نہ لا سکے قدم اکھڑ گئے عین گرمی جنگ مین دیو سماق سے اور دیو افرس سے سامنا ہوا دیو سماق نے کہا کہ تو تو ہمارے ساتھیون مین تھا اور ابلیس پرست تھا بلکہ سنا ہے کہ گلستان ارم پر تیرا قبضہ بھی ہو گیا تھا اب تو ان خدا پرستون کی پچ کیون کرتا ہے دیو افرس نے کہا کہ مین نے غلامی سلیمان اعظم کی اختیار کی اور تجھے بھی سمجھاتا ہون کہ دین ابلیس پرستی کو ترک کر کے مذہب خدا پرستی اختیار کر کہ یہ دین برحق ہے دیو سماق نے کہا کہ ایک تو تو آپ بہکا ساتھ لگے مجھے بھی بہکانا چاہتا ہے مجھپر اب تیرا قتل بھی مثل اور خدا پرستون کے واجب ہو گیا یہ کہکر ساطور مارا دیو افرس نے دستہ ساطور پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ ساطور ہاتھ سے دیو سماق کے نکل گیا بس دیو افرس نے وہی ساطور دیو سماق کو مارا دیو سماق نے سپر بلند کی لیکن پتھر پر سپر سے کب رکتا ہے ساطور پڑتے ہی سپر قلم ہو گئی پھل ساطور کا شاخ دیو پر پڑا ایک شاخ قلم کرتا ہوا شانے پر آیا کہ شانہ بھی دیو سماق کا نشانہ ہوا دیو سماق نے زخمی ہوتے ہی راہ فرار اختیار کی دیو افرس نے تعاقب کیا اب آگے آگے تو دیو سماق بھاگتا چلا جاتا ہے اور پیچھے پیچھے دیو سماق کے دیو افرس ہے اور ساتھ ہی ساتھ دیو الماق بھی ایک لاکھ دیو ساتھ لیے ہوے چلا جاتا ہے سلیمان اعظم و سلیمان کو چاک اگرچہ زخمی ہین مگر چلے ہی جاتے ہین یہانتک کہ دیو سماق بھاگتے بھاگتے زیر کوہ ھروار پہونچگیا چاہتا تھا کہ کوہ پر چڑھون کہ دیو افرس نے ساطور مارا کمر پر دیو سماق کے پڑا دیو سماق کے دو ٹکڑے ہوے یہ حالت دیکھکر دیو شنکل نے آواز دی کہ کیون اے دیو افرس یہ سرکشی کہ تو نے میرے سامنے ایک بندۂ ابلیس کو مارا اور اپنا دین قدیم چھوڑکر مذہب جدید اختیار کیا کب چھوڑتا ہون تجھکو یہ کہتا ہوا اور گرز تانے ہوے قریب دیو افرس کے آیا اور گرز مارا۔ دیو افرس نے جلدی سے سپر بلند کی گرز کنارہ سپر پر پڑا اور اچٹکر شانے پر دیو افرس کے آیا کہ شانہ دیو افرس کا نشانہ ہوا چاہتا تھا دیو شنکل کہ دوسری ضرب لگاکر کام اسکا تمام کرون کہ اسی حالت مین دیو افرس نے دوسرے ہاتھ سے ساطور مارا شانے پر دیو شنکل کے پڑا یہ بھی زخمی ہوا۔ اودھر دیو قلماق نے چاہا کہ مین بھی دیو شنکل کے شریک ہوکر دیو افرس کو قتل کرون اور وار شمشاد تانے ہوے دیو افرس کی طرف چلا یہ دیکھکر دیو الماق آپڑا۔ دیو قلماق نے بیٹے کو آواز دی کہ او ناسعادتمند ہٹ جا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا دیو الماق نے کہا کہ اب نہ تو میرا باپ نہ مین تیرا بیٹا اسلیے کہ تو کافر ہے اور مین مسلمان

ہوئیں پس دیو قلماق نے کہا کہ قتل تیرا انشاء اللہ بہت سے ہے یہ کہکر وار شمشاد کا وار کیا۔ دیو الماق نے
وار دیو قلماق کا رد کر کے اپنا وار کیا۔ کئی وار کے رد و بدل مین دیو قلماق اپنے بیٹے کے ہاتھ سے
زخمی ہوا کہ جانب صحرا سے گرد اٹھی اور دیو اشکال فرستادہ دیو دسواس پچاس ہزار دیون
آکر پہونچا یہ دیو گرگ کا جوڑا تیغہ باندھتا ہے اور زبردست ہے پس اسنے جو یہ معرکہ دیکھا کہ دیو قلماق
بھی زخمی ہے اور دیو قلماق بھی زخمی ہے اور دیو الماق لغزشے کر رہا ہے پس یہ دوڑ کر سامنے دیو
الماق کے آیا اور پکارا کہ او چھوکرے تو نے اسقدر سرکشی و بے حمیتی پر کمر باندھی کہ اپنے
باپ سے مقابلہ کیا اور اُسے زخمی کرکے اب قتل کا درپے ہے دیو الماق نے کہا کہ تجھے
کیا چھوڑ دونگا یہ راہ خدا کی جنگ ہے جو کافر ہے وہ میرا حریف ہے باپ ہو یا بیٹا ہو اتو جو غیر بھی
خدا پرست ہو وہ عزیز سے بڑھ کر ہے اور جو عزیز کافر ہے وہ غیر سے بدتر ہے۔ یہ سنکر دیو اشکال نے
تیغہ مارا دیو الماق نے تیغہ سپر پر رد کا لیکن سپر قلم ہوئی تیغہ سر پر بیٹھا کہ سر مین بہت گہرا زخم
آیا دیو الماق بیہوش ہو کے گر پڑا دیو اشکال قتل کرنے کے ارادہ سے آگے بڑھا تھا کہ
سلیمان اعظم درمیان مین آگئے دیو اشکال نے وہی تیغہ خون آلودہ سلیمان اعظم پر مارا کہ یہ بھی
زخمی ہوئے۔ دیو اشکال نے چاہا سر کاٹ لون کہ سلیمان کوچک آ پڑے دیو اشکال نے تیغہ
مار کر انکو بھی زخمی کیا یہ رنگ دیکھکر اہل لشکر درمیان مین آگئے سردارون کو بچایا اور اپنی
جانون پہ کھیل گئے دیو افرس اور دیو الماق اور سلیمان اعظم و سلیمان کوچک سخت زخمی
ہو چلے تھے اور بیہوش ہو گئے تھے دیو اشکال نے دیکھا کہ اس سے بڑھکر توقع نہ ملیگا اب
انھین مار لینا چاہیے لیکن دیوان نمک حلال جانین دے رہے تھے اور اپنے افسران
کو بچا رہے تھے اب سلیمان اعظم کے تو صرف ایک لاکھ دیو ہین اور پچاس ہزار دیو اشکال
کے ساتھ آئے ہین اور کل لشکر دیو سنگل کا شریک جنگ ہے تعداد مین بھی دیوان کفار زیادہ
ہین قیامت کی جنگ ہو رہی ہے لاشون پر لاشین گر رہی ہین صدائین تکبیر و بزن کی بلند
ہین تیر کوہ میر وار ہے اک ندی لہو کی جاری ہو گئی ہے اہل لشکر اشکال و سنگال کو تو دیوان
لشکر اسلام آگے نہین بڑھنے دیتے ہین مگر دیو اشکال کی یہ حالت ہے کہ صفون کو توڑتا ہوا
پرون کو درہم و برہم کرتا ہوا چلا جاتا ہے کسیطرح سلیمان اعظم و سلیمان کوچک تک پہونچ جاؤن
اور انکو قتل کر ڈالون کہ مجھین بڑا نام ہوگا اور ساری خلش دور ہو جائیگی پھر دیوان خدا پرست کو سر
اُٹھانے کا موقع نہ ملیگا یہ انھین دونون کے بل پر دیوان خدا پرست سر اٹھائے ہوئے ہین ہر چند
دیوان لشکر اسلام کد کر رہے ہین مگر قابو نہین چلتا اسلیے کہ دیو اشکال نہایت زبردست ہے روکے
نہین رکتا صفون کو چھانٹتا ہوا چلا ہی آتا ہے جب دیکھا کہ قریب اس آرایہ کے پہونچ گیا ہے کہ جہان
سلیمان اعظم و سلیمان کوچک بیہوش پڑے ہین تو مجبور ہو کر دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات
بلند کیے اور عرض کرنے لگے کہ اے کس بیکسان و اے دادرس بیکسان یہ وقت یاوری و دادگستری کا
ہے کہ تیرے بندگان خاص دشمنون مین گھرے ہوئے ہین اور وقت تنگ ہے بحق محمد و آل محمد اسوقت
مشکل مین مدد کر اور بلا تیرے اس شہیدان محبت کے بچا ہنوز سخن در دہان بود کہ تیر دعا ہدف مراد پر بیٹھا
اور جانب صحرا سے ستون گرد سرخ رنگ بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے یہ گرد سرخ رنگ تو علامت
خون برسنے کی ہے سب منتظر ہی تھے کہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد فتنگافتہ ہوا اور

دل گروستے تین سو علم لشانہ تین لاکھ دیو ونکا پیدا ہوے۔ رنگ چہرہ ہرون کے سرخ تھے اور سر کلاہ پر سے
پیرہا جلی حمد الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی اور جسقدر دیو تھے وہ سرخپوش تھے آتے آتے ایک
بہادر پر پڑا ایک دیو دراز قامت کی گردن پر سوار نمودار ہوا اور آتے ہی اسنے نعرہ کیا کہ او دیو اشکال
ملعون کہاں جاتا ہے ادھر آکہ حریف تیرا میں ہوں اگر نمیدانی بشناس کہ منم سلیمان صاحبقران یعنی
صاحبقران قاف ہوں یہ سنکر دیو اشکال نے آواز دی کہ او طفل یہ بھی عنایت خداوند ابلیس کی تھی کہ
اسنے تجھے کبھی پھیر کر میرے سامنے بھیجدیا کب چھوڑتا ہوں تجھکو کہ تیرے ہاتھ سے بڑے بڑے دیو مارے
گئے ہیں اگر تو بچ جاتا تو ایک خلش پھر بھی باقی رہجاتی اب تجھکو مار کر قصہ پاک کرتا ہوں خداوند ابلیس نے
فتح کا سہرا میرے ہی سر کے واسطے خلق کیا تھا لا حربہ اپنا کہ پھر میری ضرب سے بچنا محال ہو جائیگا
میں نے ایک ایک ضرب میں تیرے باپ اور بھائی کو زخمی کیا ہے۔ یہ سنکر سلیمان صاحبقران نے
فرمایا کہ او ملعون نہیں جانتا کہ ہم لوگ پیشدستی نہیں کرتے ہیں تو اپنا وار کر جسوقت خدا تیرے حربہ
سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا۔ یہ سنکر دیو اشکال نے وہی تیغہ خونچکان سلیمان صاحبقران کے
حوالے کیا سلیمان صاحبقران نے سپر بلند کی تیغہ جو دیو اشکال کا سپر پر پڑا دو انگل سپر میں در آیا
پس سلیمان صاحبقران نے بلچک دی کہ تیغہ تڑاق سے ٹوٹ گیا تیغہ ٹوٹتے ہی دیو اشکال نے
ٹکڑا یعنی قبضہ منہ پر سلیمان صاحبقران کے کھینچ مارا سلیمان صاحبقران نے خالی دیکر تلوار ماری
دیو اشکال نے سپر بلند کی تلوار نے سپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹا اور سر میں دیو اشکال کے
در آئی دیو اشکال نے دستانہ مارا تلوار جھٹکا کر سر سے نکلی اور چادر خون کی سر سے باہر آئی کہ
دیو اشکال دیو سرخ بنگیا پس اسکے زخمی ہوتے ہی دیوان کفار کے حوصلے پست ہوگئے دیو اشکال
نے گھبرا کر طبل امان بجوا دیا دونوں لشکر علیحدہ ہوے اور سلیمان صاحبقران مجبور ہوکر رہگئے ادھر
دیو اشکال اپنی فوج کو لیکر بالاے کوہ مروارید آیا زخمیوں کا علاج ہونے لگا اور ادھر سلیمان صاحبقران
خدمت میں سلیمان اعظم کے حاضر ہوے سلام کیا سلیمان اعظم نے سر سینے سے لگایا اور فرمایا کہ
اے فرزند تم کہاں تھے یہاں تمام قاف صاف ہو گیا تمہارے جدہ ماجدہ اور چچی تمہاری ملکہ
فریشیہ سلطان اور تمام عزیز جسقدر روساء قاف تھے سب اسی کوہ مروارید پر دیو آتشبار کے
ہاتھوں سے راہی ملک عدم کے ہوے ہم ایسے بدقسمت تھے کہ انکے رونے کو زندہ رہگئے۔ یہ فرماکر فرزند
کو گلے سے لگاکر خوب روئے سلیمان صاحبقران بھی بہت روئے اور عرض کی کہ میں مجبور تھا اُس
زمانے میں علیل تھا ورنہ عرس میں ضرور ہی شریک ہوتا اسوقت پاتا میں بھی نشانہ تیر قضا ہوتا اور
یا اس دیو ملعون کو مارتا جب صحت حاصل ہوئی تو یہ سب واقعات میں نے سنے اُسکے بعد ورثاے دیو
سرخ نے قلعہ سلطانیہ پر لشکرکشی کی ادھر اُسنے بہت دنوں جنگ رہی لیکن یہ خبر مجھے لگی تھی کہ سکندر
رستم لوے نے آکر قصاص خون عزیزان کا دیو آتشبار سے لے لیا تھا اس زمانے میں مجھے خبر خروج
دیو وسواس کی پہونچی تو میں نے اخضر زردپوش کو قلعہ سلطانیہ کا حاکم کیا اور خود بقصد استیصال ابلیس
پرستان اسطرف کا رخ کیا یہاں آکر معرکہ دیکھا الحاصل جتنی دیر ان بچھڑے ہوؤں میں باتیں ہوئیں
اتنے عرصہ میں خیمہ استادہ ہوگئے بارگاہیں برپا ہوگئیں سلیمان صاحبقران داخل بارگاہ ہوے
سب سرداران زخمی مثل دیو افرس اور دیو الماق اور سلیمان اعظم و سلیمان کوچک کے تشریف لائے
جراح حاضر ہوے سلیمان صاحبقران کے ساتھ مرہم سلیمانی تھا اسی وقت سب کے پٹیاں چڑھا دیئیں

علاج ہونے لگا اُسطرف دیو شنکل نے کوہ مروارید کا خوب بندوبست کیا اور علاج میں زخمیوں کے
مصروف ہوا تین روز تک طبل جنگ نہیں بجا تین روز میں اثر مرہم سلیمانی سے سب اچھے ہوگئے
اُسوقت دیو شنکل نے اک نامہ سلیمان اعظم کے نام تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ تم گلستان ارم پر
قابض ہوا ور بادشاہی کوہ مروارید سے ہاتھ اُٹھا دو کہ میں یہاں قابض ہوں ایک جگہ تمھارا قبضہ رہے
ایک جگہ ہمارا قبضہ رہے ایک دوسرے کی حکومت سے سروکار نہ رکھے یہ نامہ لیکر دیو اخرف آیا خبر
سلیمان اعظم کو ہوئی کہ ایلچی دیو شنکل کا آیا ہے کہا بلالو دیو اخرف نے آکر سلام کیا اور نامہ پیش کیا
سلیمان اعظم نے نامہ پڑھکر جواب تحریر کیا کہ اسے دیو شنکل اگر کوئی دوسرا مقام تیرے قبضہ میں
ہوتا تو میں ہرگز تعرض نکرتا مگر کوہ مروارید یہ مقبرہ جناب سلیمان کا ہے اور ہم اُنکی اولاد میں ہیں کیونکر
ہوسکتا ہے کہ مقبرہ جد امجد سے ہاتھ اُٹھائیں اور ابلیس پرستوں کے تحت میں دیدیں بہتر یہ ہے کہ
تو اس مقام متبرک کو چھوڑدے اور ہوس سلطنت میں جان کو خطرہ میں نہ ڈال ورنہ یہ سمجھ لے کہ
میں وہ شخص ہوں جسکے نام سے سرکشان قاف تھرا اٹھے ہیں ایکدم میں کوہ مروارید کو بھرت
لال کردونگا اور تجھسے کوہ کو خالی کرالونگا یہ جواب دیو اخرف لیکر دیو شنکل کے پاس آیا دیو شنکل
جو مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو نہایت غصہ میں آیا اور کہا کہ یہ خداپرست یوں نہ مانینگے مجھکو ان لوگوں نے
مثل دیگران سمجھ لیا ہے کہدو کہ ہمارے لشکر میں طبل جنگ بجے اسی وقت نقارہ زری پر چوب لگی
اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر سلیمان صاحبقران کو ہوئی کہ لشکر دیو شنکل میں کوس حربی بجا ہے
فرمایا کچھ پروا نہیں کہدو کہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہاں بھی
کوس حربی نوازش میں آیا دونوں لشکروں میں تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں دیو اپنے اپنے
حربے درست کرنے میں مصروف ہوے اور دیو شنکل نے لشکر کو اپنے کوہ سے نیچے اُتارا بارگاہ
برپا کرائی تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دیو شنکل اپنے لشکر کو لیکر میدان میں آیا اور
صفیں جماکر کھڑا ہوا میمنہ فوج کا افسر دیو شنکال کو کیا اور میسرہ فوج پر دیو قلماق کو مامور کیا اور
دیو خرلیف و دیو اخرف کو قلب و جناح کا حاکم کرکے صدود لشکر کے درست کیے اسطرف سلیمان اعظم
صاحبقران اپنی فوج کو لیکر میدان میں آئے اور مقابل دیو شنکل صف آرا ہوے بعد آراستگی
صفوف قتال و جدال دونوں طرف کے دیو نکلے اور جھاڑی جھنکاڑ کاٹ کر پستی و بلندی زمین
کی درست کرکے میدان کو مثل آئینہ کے ہموار اور صاف کیا نقیبان نے نقابت کی لشکر دیو شنکال
سے دیو اخرف نکلا اور میدان میں آکر مبارز طلب ہوا اسطرف سے دیو الماق اجازت لیکر
دیو اخرف کے مقابلہ کو گیا بعد گفتگو کے پیا نیزہ بازی ہوئی نیزے ان دیوؤں کے آسمان سے
باتیں کرتے تھے دیرتک نیزہ بازی رہی آخر دیو الماق نے نیزہ دیو اخرف کا ہوائی کیا دیو اخرف
نے وار شمشاد کا وار کیا دیو الماق نے وہ وار کو اپنے دار پر روکا تڑاکے کی صدا بلند ہوئی اتنی گرد
غبار اُٹھا کہ دیو الماق چھپ گیا دیو اخرف نے آواز دی کہ ردم دست کرد دیو الماق نے
گرد سے نکلکر چوب دست ماری دیو اخرف نے بھی اپنی چوب دست اُٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا چوب
پڑتے ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی ہاتھ دیو اخرف کے تھرا اٹھے دونوں چوبیں اچھلی ہوئی
سر پر دیو اخرف کی پڑیں کہ سر پاش پاش ہوگیا دیو اخرف مارا گیا یہ دیکھکر دیو خرلیف کو تاب
نہ رہی دوڑ پڑا کہ اوسرکش غضب کیا تو نے کہ ہمارا بھائی کو مار ڈالا اب چھوڑتا ہوں تجھکو ... کتنا ہوا

قریب دیو الماق کے آیا اور وار شمشاد کا وار کیا دیو الماق جلدی میں نہ روک سکا اور نہ خالی دے سکا
وار شانے پر پڑی شانہ ٹوٹا اور دیو الماق بیہوش ہو کے گرا بس دیو خزلیف لے چلا کہ دوسرا
وار کر کے اسکا کام تمام کروں کہ دیو افرس ہاتھ میں گرز کی صدا دیتا ہوا دوڑا جاتے ہی قریب
دیو خزلیف کے پہونچا دیو خزلیف نے اسپر بھی وار شمشاد کا وار کیا دیو افرس نے وار چھین لی اور وہی
وار دیو خزلیف پر ماری کہ دیو خزلیف پر اٹھا ہو کے رہگیا - دیو افرس نے دیو الماق کو لشکر میں
بھیجدیا اور میدان طلب کیا لشکر کفار سے دیو اشکال سامنے آیا بعد گفتگو کے بسیار دیو اشکال نے
آرہ پشت نہنگ مارا دیو افرس نے گرز پر آرہ کو روکا اور جواب میں دیو افرس نے بھی گرز مارا
تین چار ضربون کی ردوبدل ہوئی تھی کہ دیو افرس بھی زخمی ہوا سلیمان کو جاکے نکلے اور
دیو افرس کو لشکر میں بھیجکر خود سامنا کیا - دیو اشکال نے انپر بھی آرہ مارا سلیمان کو جاک سے
آرہ کو قلم کیا اور ایسا ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ دیو اشکال زخمی ہوا دیو قلماق نکلا وہ بھی زخمی ہوا
اب دیو شنگل [illegible] شاخ میدان میں آیا اور اسنے بھی آرہ پشت نہنگ مارا سلیمان کو جاک
ہاتھ سے دیو شنگل کے زخمی ہوئے سلیمان اعظم نے نکلنے کا قصد کیا تھا کہ سلیمان صاحبقران
نے روکا اور خود مرکب کو چھیڑ کر سامنے دیو شنگل کے آئے دیو شنگل نے انکو بھی آرہ مارا
سلیمان صاحبقران نے آرہ کو تیغہ آبدار سے قلم کیا دیو نے لکڑ [illegible] کھینچ مارا سلیمان صاحبقران
نے خالی دیا اور گرد تاکر [illegible] دیو شنگل نے دیکھا کہ تیغے نے آرہ کو قلم کیا اسکی ضرب کا روکنا آسان
نہیں اور جیسے ہی سلیمان صاحبقران نے گرز مارا دیو شنگل نے خالی دیا اور سر بچا کے چاہا کہ
شاخون پر سلیمان صاحبقران کو اٹھالون سلیمان صاحبقران نے میرزا کاٹا اور شاخ کو خالی دیا
دیو شنگل اونٹ سے منھ کے بل [illegible] آرہا بس سلیمان صاحبقران نے دونو شاخ پکڑ لی دیو نے چاہا
کہ [illegible] اٹھالون اور ادھر سلیمان صاحبقران نے لنگر مارا شاخ دیو شنگل کی ٹوٹی اور سر
پر شاخون کا جاری ہوا دیو چیخ مار کر بھاگا اور سلیمان صاحبقران نے تعاقب کیا دیو شنگل اسنے
دیو [illegible] پر جا [illegible] تمام دیو [illegible] سلیمان صاحبقران
نے تلوار پر [illegible] شروع کی ادھر سلیمان اعظم بھی [illegible] جنگ مغلوبہ ہوئی اتنی [illegible]
میں دیو کفار لڑتے جاتے تھے اور بھاگتے جاتے تھے لشکر اسلام لشکر کفار کو کئی کوس تک [illegible]
کرتا ہوا آیا آخر شام ہوگئی سلیمان صاحبقران کل فوج کو لیکر پلٹے اور کوہ مروارید پر آکر بارگاہ بپا کرائی
لاشیں دیوان خدا پرست کی دفن کرائیں اور دیوان کفار کی لاشیں پھنکوا دیں زخمیون کے [illegible] لگائے
گئے رات آرام سے گزاری صبح کو سلیمان صاحبقران نے آکر مقبرہ کی زیارت کی فاتحہ پڑھا چونکہ دیوان کفار
سامان آرایش کو تاراج کر گئے تھے سلیمان اعظم نے پھر سے آراستگی مقبرہ کا حکم دیا مال و اسباب
جو دیو کا ہاتھ آیا تھا اسنے دیو [illegible] تقسیم کردیا اور سلیمان اعظم سے عرض کی کہ اب آپ کوہ مروارید و
گلستان ارم کا انتظام کریں اور اب میں آپ کا اس قابل نہیں ہوں کہ جا بجا جنگ کرتا پھروں میں
تنہا [illegible] دیو شنگل کے جاتا ہوں اور انشاءاللہ بہت جلد ابلیس پرستون کا خاتمہ کر کے حاضر ہوتا ہوں
اسوقت اسنے ان لوگون سے اپنے مقام پر مقابلے کے جو [illegible] آیا اس سے لڑتے اور کبھی میں نے ان
[illegible] ملکون پر چڑھائی نہ کی تھی بہ جہ کہ ابلیس پرست اپنے ملک میں آرام سے رہتے ہیں جب
[illegible] ہمارے ملکون پر چڑھائی کردیتے ہیں میں انشاءاللہ تو سبکو خدا پرست کرونگا

یا قتل کروں گا یہ عرض کر کے تیاری لشکر کا حکم دیا سلیمان اعظم تو جانب گلستان ارم روانہ ہوئے کہ وہاں کا انتظام کریں اور سلیمان کوچک نے کوہ مرادابیہ پر قیام کیا کہ یہاں کا انتظام کریں اور سلیمانی صاحبقران لشکر کو ساتھ لیکر تعاقب میں دیو مشکل کے روانہ ہوئے انکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے یہاں سے

چند کلمے داستان فیروزی نشان صاحبقران زمان یعنی شاہزادہ بدیع الملک نوجوان کے بیان کئے جاتے ہیں غزل

طفل اشک آنکھ سے گر کر جو مچل جاتا ہے　　میرے دامن کی ہوا کھا کے بہل جاتا ہے
یار اقرار سے پھر روز نکل جاتا ہے　　رنگ عاشق کی طرح صاف بدل جاتا ہے
آتش عشق جو بھڑکی ہے تو دل مثل سپند　　کلم کے ہر شبہ سے اچھل جاتا ہے
فرقت یار میں ہے ضبط فغاں ناممکن　　آہ کے ساتھ ہی نالہ بھی نکل جاتا ہے
یوں تو دل کو نہیں ہوتی کسی صورت تسکین　　ذکر جب آپ کا کرتا ہوں بہل جاتا ہے
توسمکری ہے ترے نازکی رفتار صنم　　میرے سینے میں کوئی دل کو مسل جاتا ہے
کم سخنی میں ہیں لو رفتہ جو وہ کیا ڈھب ہے　　ہوش میں آتا ہے تو انسان سنبھل جاتا ہے
اپنے پہلو سے نہ ٹلنگ لگا کے لاکھ وہ ما　　قطب بھی اپنی جگہ سے کہیں ٹل جاتا ہے
نکلے یوں دم میں بگڑ جاتا ہے وہ طفل حسین　　جس طرح رنگ زمانے کا بدل جاتا ہے
پھنس گیا جو تری زلف گرہ گیر میں دل　　دیکھیے کب مری تقدیر کا بل جاتا ہے
کیا گزری ہے مرے دل پہ خدا خیر کرے　　کوچۂ یار میں یہ پہلے بہل جاتا ہے
فرقت یار میں ہے نزع کی حالت میری　　کبھی سکتا ہے تو منکا کبھی ڈھل جاتا ہے
روز و ہجر کا جو ٹل جاتا ہے اسے عشرت کا　　دھوپ کی طرح ترا زار بھی ڈھل جاتا ہے
وقت رخصت جو انھیں غور سے دیکھا میں نے　　بوسے پہچان لو انسان بدل جاتا ہے
میرے نالوں میں وہ تاثیر ہے دل تو کیا　　سنگ بھی موم کے مانند پگھل جاتا ہے
بیقراری اسے کہتے ہیں اسے بیتابی　　دل تڑپتا ہے تو پہلو سے نکل جاتا ہے
ہجر جانان کی بلاؤں کا جو رہتا ہے خیال　　جب دھڑکتا ہے جگر دل بھی دہل جاتا ہے
بحث پڑجاتی ہے ہو جاتے ہیں فتنے برپا　　ذکر اگر یار کی رفتار کا چل جاتا ہے
لاکھ سلجھاتے ہیں سلجھن نہیں جاتی دل کی　　زلف کا پیچ تو دم بھر میں نکل جاتا ہے
کشمکش رنج و الم کی ہے تو پھر جسم کہاں　　کہنہ ہو جاتا ہے جامہ تو نکل جاتا ہے
رنگ کھلتا ہے حاسد کا سر بزم اگر یاس　　وار جب تیغ زبان کا مری چل جاتا ہے

راوی بیان کرتا ہے کہ جب صاحبقران زمان یعنی بدیع الملک نوجوان ملک تقسیم کر چکے اور باپ کے صاحبقرانی کے بادشاہ کے سپرد کر چکے تو کوچ کر کے جانب بیابان کاج و باج روانہ ہوئے بارہ سو آدمی انکے ساتھ تھے جنمیں بعض سردار مثل ایرج نوجوان و نورالدہر و اسد غازی کے ایسے بھی تھے جو ایک مرتبہ اسی بیابان کاج و باج کو ہمراہی امیر ثانی کے دیکھ چکے تھے بدیع الملک نے ان تینوں دلیروں کو اپنے ساتھ لیا تھا کہ جس مقام سے کہ سرحد

بیابان کاج و باج کی شروع ہوا جسجگہ لشکر کو روک دیں چنانچہ طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے
اُس مقام پر پہونچے جسکے بعد بیابان کاج و باج تھا۔ اسد غازی اور نور الدہر اور ایرج سے
بیان کیا کہ دو سامنے صفیں انسانوں کی ایسی معلوم ہوتی ہیں اور یہ ظاہر ہوتا ہے
کہ مجمع آدمیوں کا ہے۔ یہی بیابان کاج و باج ہے جب ہم لوگ صاحبقران ثانی کے ہمراہ اس
مقام پر آئے تھے تو یہ مجمع اسیطرح دکھائی دیا تھا لیکن جب لشکر اس بیابان سے ہو کر گذرنے لگا
تو یہ انسان درخت معلوم ہونے لگے اور دفعتاً بیابان میں آگ لگ گئی اور شعلے بھڑک بھڑک کے
گرنے لگے ہم تینوں آدمیوں کو بچنے لگے اور کچھ لوگ قریب چالیس آدمیوں کے مع امیر ثانی
ان شعلوں سے بچ کے نکل گئے باقی سب جلکر خاک ہو گئے یہانتک خاک ہو کر ہوا میں منتشر
ہو گئیں قبریں بھی نہ بن سکیں یہ سنکر بدیع الملک نے فاتحہ پڑھکر اُن لوگوں کے نام پر ثواب
بخشا اور بہت روئے بعد اسکے نور الدہر وغیرہ سے کہا کہ آپ مع لشکر اسی جگہ فروکش ہوں کہ
میں تنہا اس بیابان کی طرف جاؤنگا نور الدہر نے کہا کیونکر ہو سکتا ہے کہ تمکو اس بلا میں تنہا بھیجیں
اور ہم عافیت سے بیٹھے رہیں بدیع الملک نے عرض کی کہ قطب سجادہ نشین نے مجھے اپنی
انگشتری عنایت کی ہے اگر خدا چاہیگا تو میں بہت جلد اس بیابان کے طلسم کو توڑ کر اور شرر انداز
جادو کو مار کر پھر حاضر خدمت ہونگا اسوقت تشریف لیجائیے گا ابھی مناسب نہیں ہے میں تو بسبب
برکت انگشتری کے اس بیابان کی آگ سے محفوظ رہونگا لیکن آپ نہ بچ سکینگے یہ سنکر یہ لوگ اسی
مقام پر ٹھہرے اور شاہزادہ بدیع الملک بسم اللہ کہکر گروہ مردم کی طرف بڑھے جو برے
جا کے کھڑا تھا جسوقت سرحد بیابان میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ جسقدر انسان معلوم ہوتے
تھے وہ سب درخت ہیں اور ایک درخت بزرگ ہے کہ سب درختوں سے بلند ہے تنہ اُسکا بہت بڑا
ہے لیس بدیع الملک نے اسم الیس مرتبہ پڑھا اور نگینہ پر انگشتری کے دم کیا اور عکس انگشتری کا اُس
درخت بزرگ پر ڈالا فوراً نگینہ چمکا اور مثل چنگاری کے اڑکر اسی درخت بزرگ کی چوٹی پر گیا
معلوم ہوا کہ درخت آتشبازی میں چنگاری لگا دی تمام درخت جلنے لگا اور ہوا سے شعلہ
لپک لپک کر ہر درخت پر گرنے لگا تمام درخت دھڑا دھڑ جلنے لگے۔ بدیع الملک حدود بیابان
سے ہٹکر علیحدہ کھڑے ہو گئے تمام صحرا آتش بہار ہو گیا شعلوں سے فنا فنا کی صدا پیدا ہوئی
اک آن واحد میں سارا جنگل جل گیا اور پھر اسی طرح وہ شعلہ جانب کوہ صعود روانہ ہوا جس کو
یہ بارہ ہزار ساحروں سے شرر انداز جادو اور پیرو ابیستہ دیگر سنگ انداز جادو مقیم تھا یہ خبر
سنگ انداز جادو کو پہونچی کہ سارا جنگل جل گیا اور اب اک شعلہ اسطرف بھی آتا ہے یہ سنکر سنگ انداز
بہت پریشان ہوا اور سوچنے لگا کہ اس شعبدہ کا روکنا غیر ممکن ہے غضب ہوا یہ شعلہ میرے پاس آیا تو
مجھکو تو جلا دیگا یہ کہتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھا دیکھا تو واقعی ایک شعلہ مانند تیر شہاب کے سائیں
سائیں کرتا ہوا چلا آتا ہے لیس اسنے جلدی سے روئی کا پہل نکالا اور خون پیشانی سے اسکو تر کیا
پھر اسم سحر پڑھا کہ وہ روئی بلند ہوئی اور گولہ ابر بنکر اُس شعلہ کی طرف چلی چاہا کہ شعلہ کو لپیٹ لے
اور سرد کردے وہ شعلہ مانند بجلی کے کڑکا اور وہ اس ابر کو جلا کر نکل گیا اور آن واحد میں بالا
کوہ آگیا۔ اتفاق تمام ساحروں نے اپنے اپنے سحر کرنا شروع کئے کہ اس شعلہ کو گل کریں کسی نے
شیشہ آب [illegible] کا کھینچ مارا کسی نے گولہ مارا کسی نے تیغ کسی نے تیر کسی نے پوری جھولی سیاہ

آقا سے بیان کیا بس یہ سنتے ہی وہ شخص درویش وضع اپنے مقام سے اٹھا اور جانب قافلہ
بدیع الملک روانہ ہوا جو خادم آکے دریافت کر گیا تھا وہ ساتھ ساتھ تھا جب اُسنے بدیع الملک
کو دیکھا تو کہا کہ صاحبقران ثالث یہی ہیں وہ مرد فقیر منش قریب صاحبقران کے آیا ہاتھ میں اُسکے
اک نوشتہ تھا دونوں ہاتھوں پر نوشتہ رکھکر خدمت صاحبقران میں پیش کیا صاحبقران نے
صورت اُسکی دیکھی تو چہرہ سے باوجود حزن وملال کے آثار شاہی وشہریاری نمودار تھے رفتار وگفتار
سے بوے امیری آتی تھی۔ صاحبقران نے تعظیم دی اور کرسی بچھوا کر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور نام پوچھکر
ارشاد کیا کہ میں تو خود ہی فقیر دوست ہوں آپسے آکر خود ہی ملتا آپنے زحمت کرکے مجھکو
ممنون کیا اُس شخص نے عرض کی کہ آپ میرے گھر پر تو تشریف ہی لا چکے اگر مجھے قبل سے خبر
ملتی تو دوسروں کی سرحد تک پیشوائی کو حاضر ہوتا اور میں کوئی فقیر کامل نہیں ہوں بلکہ گدا
دیتا ہوں نام میرا روشن بخت ہے جسوقت صاحبقران ثانی اسطرف تشریف لاے تھے میں اُن
لشکر اُنکا بیابان کاج وباج میں جا لگا چالیس آدمی بچے تھے تو میں حاجت اپنی لیکر خدمت
صاحبقران ثانی میں بھی گیا تھا لیکن صاحبقران ثانی نے بسبب اپنی پریشانی کے مجھے عاذر
فرمایا تھا اور ارشاد کیا تھا کہ ابھی گردش تمھاری تقدیر میں باقی ہے چونکہ مجھے جلدی خانہ کعبہ جانے
کی ہے اور میں صاحبقرانی کو ترک بھی کر چکا ہوں لہذا میں تمھاری مطلب برآری نہیں کر سکتا ہوں
میرے میرا جانشین صاحبقران ثالث اس طرف آئیگا اُس سے تم حاجت اپنی بیان کرنا وہ
مطلب تمھارا پورا کر دیگا اور میں ایک سفارش نامہ بھی لکھے دیتا ہوں یہ فرماکر اک تحریر اپنے
ہاتھوں سے مجھے عنایت کی تھی اور تشریف لیگئے تھے اُس روز سے یہ تحریر میری تعویذ بازو
تھی اور میں دن رات آپکے انتظار میں جس سختی سے گزار رہا تھا اُسکو میرا ہی دل جانتا ہے
ہزار ہزار شکر ہے خداوند عالم کا کہ آج آپکی زیارت سے بھی مشرف ہوا اب یقین ہے کہ مراد دل
میری برآئیگی بدیع الملک نے یہ سنکر اُس تحریر پر نظر ڈالی تھی لکھا تھا کہ اے شاہزادہ
بدیع الملک اے صاحبقران ثالث اگرچہ یہ کام میرے کرنے کا تھا کہ پہلے میں اس مقام تک
پہونچا تھا اور اس دردرسیدہ روشن بخت نے اپنی مصیبت مجھسے بیان کی تھی مگر مجھکو بتقاضاے
احباب واعزا نے اس قابل نہ رکھا کہ میں اسکی دادرسی کر سکتا لہذا میں سفارش کرتا ہوں کہ جسوقت
یہ شخص مصیبت اپنی بیان کرے تو تم اسکی دادرسی کرنیکے بعد بیت اللہ کا قصد کرنا
کہ یہ بھی اک کار ثواب ہے جسطرح سے میری قائم مقامی ہر امر میں کی ہے اسیطرح یہ آخری کام بھی
ہے اور اے بدیع الملک جو صدمے میں نے بیابان کاج وباج کے مرحلے میں اُٹھائے ہیں خدا
دشمن کو بھی نہ دے کیسے کیسے عزیز ودوست آنکھوں کے سامنے چلے ہیں کہ جنکا رونا پہلا
ہوتا بھی نہ دیکھا جاتا تھا ایسی آگ کہاں کی جسنے دل میں آبلہ ڈالدیے خدا تمھیں اس مصیبت
سے بچائے راقم امیر ثانی یہ عبارت دیکھکر بدیع الملک کی یہ حالت ہوئی کہ چیخیں مار مار کر رونے لگے
تحریر امیر ثانی کو بار بار دیکھتے تھے۔ ہر الف نشتر دلدوز اور ہر دال شمشیر برہنہ معلوم ہوتا تھا
نقطے مانند سر بریدہ کے نظر آتے تھے دندانے سین کے آرہ کی شکل پر دانت نکالے ہوے
تھے ہر واو گرز تانے ہوے تھا اعراب تیروں کی طرح معلوم ہوتے تھے ہر دائرہ سپر ہو کے
رہ گئے تھا مگر [illegible] سے جاتے تھے ڈال مانند تبر کے شاخ امید کو

(۲۸۰)

قطع کیے دیتی تھی - الحاصل تمام تحریر ایک دفتر غم تھی - بدیع الملک نے اس نوشتہ کو تعویذ بازو کیا
اور فرمایا کہ خدا نے ہمیں انھیں کاموں کے واسطے پیدا کیا ہے میں بسر و چشم اس خدمت کو
بجا لاؤنگا اور وصیت امیر ثانی پر عمل کرونگا اے روشن بخت اب تم ماجرا اپنی بیان کرو
کہ تم پر کیا مصیبت پڑی ہے اور کیا چاہتے ہو - روشن بخت نے عرض کی کہ یہ غلام اس مقام کا
فرمانروا تھا جسے آج آپ جنگل دیکھ رہے ہیں بہت تھوڑا زمانہ ہوا کہ یہاں بستی تھی گردش
افلاک دوار نے یہ انقلاب دکھایا کہ شہر صحرا ہو گیا بادشاہ فقیر ہو گیا جس زمانے میں کہ میں
اطمینان کے ساتھ سلطنت کرتا تھا اور مجھے کوئی غم نہ تھا خدا نے ایک فرزند سعید مجھی عنایت
کیا تھا اس فرزند کا نام سبز بخت شیر دل تھا نہایت مرد حسین و بہادر تھا ایک ساحرہ اسپر
عاشق ہوئی اور میرے فرزند کے پاس آکر اسنے سوال وصل کیا نام اس ساحرہ کا گلابن جادو
ہے چونکہ ہم لوگ ہمیشہ سے موحد ہیں اور سحر و ساحری کو برا جانتے ہیں اور ہمیشہ ساحروں سے
کراہت کرتے رہے اور سن بھی اس ساحرہ کا کوئی تیرہ سو برس کا تھا میرا فرزند بلطائف الحیل
ٹالتا رہا لیکن وہ ساحرہ کبھی کبھی آتی تھی اور مطلب دل اپنا بے تکلف بیان کیا کرتی تھی
چونکہ فرزند میرا جوان تھا وہ ایک شاہزادی پر شیفتہ ہوا نام اسکا ملکہ لیلائے کاکل کشا تھا
شاہزادی بھی میرے فرزند پر فریفتہ ہوئی اور پوشیدہ طور پر دونوں کا عقد ہو گیا کہ اس
ساحرہ کو خبر نہ ہو جائے میرے فرزند کے دوستوں نے کہا کہ گھر ہی گھر میں شادی کر کے بیٹھ رہے
جلسہ بھی نہ دکھایا - شاہزادے ہو کر یہ بخل یہ سنکر میرے فرزند نے باغ میں جلسہ منعقد کیا وہ
باغ نہایت آراستہ تھا تین پہر رات جلسہ رہا پہر رات باقی تھی کہ فرزند میرا جلسہ سے اٹھ کر
قصر میں آیا جہاں ملکہ بیٹھی تھی فرزند میرا عروس کے پاس بیٹھکر مصروف اختلاط ہوا تھا کہ
اتفاق روزگار سے وہ گلابن جادو آگئی اور اسنے اس حالت کو دیکھا آتش رشک مشتعل ہوئی آواز دی
کہ کیوں اے سبز بخت ہم سے یہ انکار اور دوسرے سے یہ رغبت تو سہی کہ جسطرح تو نے میرا
دل جلایا ہے اسیطرح میں تیرا بھی دل جلاؤں - یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ ہوا سے
چلی اور ایک ابر سیاہ اٹھا کہ تمام باغ پر محیط ہو گیا اور بارش شروع ہوئی جسمیں ایک قطرہ بھی گرا وہ
پتھر کا ہو کے رہگیا تمام جلسہ اور وہ عروس اور لشکر اور باغ کل چیزیں پتھر کی ہو گئیں اور فرزند
میرا غائب ہو گیا اس دن سے اسوقت تک اسکا کہیں سراغ نہیں پاتا آجتک - وہ مقام جہاں
جلسہ تھا اسی طرح سے ہے اگر حضور تشریف لیجائینگے تو میں دکھا دونگا میں نے اس جلسہ کا نام
بزم عبرت رکھ دیا ہے اسی روز سے میں نے فقیری اختیار کی اور جو لوگ رعایا میں سے محفوظ
رہے تھے وہ جان کو غنیمت جانکر گھر بار سے دست بردار ہو کر دوسرے ملکوں میں آباد ہوئے
یہ شہر جنگل ہو گیا میں بادشاہ سے فقیر ہو گیا لہذا امیدوار ہوں کہ میرے بچھڑے ہوئے فرزند کو
مجھسے ملا دیجیے یہ کہکر چیخیں مار مار کے رونے لگا - بدیع الملک نے روشن بخت کی تسلی و تشفی
فرمائی اور اپنا مہمان کیا اور فرمایا کہ ہم صبح کو چلکر اس بزم عبرت کو دیکھینگے اسکے بعد تمہارے
فرزند کے ملنے کی کوشش کرینگے اگر خدا کو منظور ہے تو فرزند تمہارا تم سے ملیگا - غرضکہ روشن بخت
نے بدیع الملک کے ساتھ کھانا کھایا رات آرام سے بسر کی صبح کو بدیع الملک روشن بخت کے
ساتھ ہو کے اور طرف اس باغ عبرت آگین کے چلے - [illegible] شہنشاہ

گوہر کلاہ یل شتم تیغ زن اسفندیار گیلانی فرامرز عاد مغربی جمہور جہانسوز تیرزن وغیرہ سب ساتھ تھے جس وقت قریب باغ پہونچے تو دیکھا کہ لشکر پڑاؤ کیے ہوئے ہے کوئی کھانا کھانے بیٹھا ہے نوالہ ہاتھ میں ہے غور سے دیکھا تو تصویر پتھر کی ہے کوئی منہ دھونے بیٹھا ہے تو وہ اُسیطرح رہ گیا ہے گھوڑے نے اگر گھاس پر منہ ڈالا ہے تو گھاس منہ میں لٹک رہی ہے اور گھوڑا پتھر کا ہو گیا ہے جہاں کہ فوج پرا باندھے ہتھیار لگائے کھڑی ہے وہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی لوگ آ کر کھڑے ہوئے ہیں دروازہ باغ پر جو دربان ہیں وہ اُسی طرح بیٹھے ہیں جب اندر باغ کے داخل ہوئے سبزہ و گل غنچہ و برگ و ثمر ہر ایک چیز کو پتھر کا پایا جو طائر درختوں پر بیٹھے تھے وہ اُسیطرح بیٹھے ہیں نہر کا پانی جگہ بشکل آئینہ ہو گیا ہے جس مقام پر جلسہ رقص و سرود آراستہ تھا وہاں لوگ حلقہ باندھے ہوئے سکوت کے عالم میں بیٹھے تھے وہ اُسیطرح بیٹھے ہیں کانپنے کے انداز سے یہ پایا جاتا ہے کہ گا رہی ہیں مگر آواز نہیں ہے اک سکوت کا عالم ہے ایک جانب دریا مکان ہیں روشن بخت اندر اُن مکانات کے گیا۔ بدیع الملک سے کہا کہ جو حالت مردوں کی ہے وہی حالت عورتوں کی بھی ہے آئیے اور ملاحظہ فرمائیے کہ آپ سے کس بات کا پردہ ہے وہ تو عروس یعنی ملکہ لیلائے کاکل کشا بھی جسطرح مسہری پر لیٹی تھی اُسی طرح لیٹی ہوئی ہے بدیع الملک نے ارشاد کیا کہ یہ ناموس تمھارے فرزند کا ہے اور نا محرم ہے میں نہ دیکھونگا یہ فرما کر پلٹ آئے جو لوگ بدیع الملک کے ساتھ تھے سب پر اک عبرت طاری ہوئی روشن بخت کا [illegible] ہو گیا اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔ بدیع الملک تسلی دیتے ہوئے روشن بخت کو ساتھ لیکر پھرے اور داخل بارگاہ ہوئے بدیع الملک نے روشن بخت سے پوچھا کہ کچھ پتا کتابوں جادو کا تمکو معلوم ہے کہ وہ کہاں رہتی ہے روشن بخت نے عرض کی کہ سنا ہے کہ وہ ساحرہ طلسم فانوس کی رہنے والی ہے مگر طلسم فانوس کا پتا معلوم نہیں ہے ہاں ایک عجیب تماشا ہے دریا کے اُس پار ہر شب کو نظر آتی ہے اور صبح کو نظروں سے غائب ہو جاتی ہے فرمایا وہ کیا چیز ہے روشن بخت نے عرض کی کہ اے شہریار ہم لوگ کبھی دریا کے اُس پار تو گئے نہیں لیکن اس پار سے یہ تماشا اکثر دیکھا ہے کہ آفتاب غروب ہوتے ہی اک مکان صحرا میں نمودار ہوتا ہے اور اندر سے اُس مکان کے آواز سرود و ستار و دف وغیرہ آتی ہے کہ تمام طائران صحرا اور چرند وغیرہ جمع ہو کر نزدیک اُس مکان کے آتے ہیں اور دیواروں سے سر ٹکراتے ہیں شیر بکری ایک جگہ کھڑے ہوتے ہیں نہ شیر بکری پر حملہ کرتا ہے نہ بکری شیر کا خوف کرتی ہے آفتاب نکلتے ہی وہ مکان نظروں سے غائب ہو جاتا ہے اور چرند و پرند اپنی راہ لیتے ہیں۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ کوئی دروازہ بھی اُس مکان میں جانے کا ہے روشن بخت نے عرض کی کہ دروازہ تو نہیں دیکھا مگر دیواروں میں روزن اور شیشے بیشک معلوم ہوتے ہیں فرمایا آج ہم دریا کے اُس پار جا کر یہ تماشا دیکھینگے یہ ارشاد کر کے کشتیاں تیار ہونے کا حکم دیا دو گھڑی دن رہے بدیع الملک مع روشن بخت کشتیوں پر سوار ہو کر دریا کے اُس پار دو اک سردار مثل ایرج و نورالدہر و اسد غازی و شہنشاہ گوہر کلاہ کے ہمراہ تھے تھوڑا سا سامان راحت بھی مہیا کر لیا گیا تھا اک خیمہ بھی استادہ ہو گیا اور دروازہ خیمہ کے آگے کرسیاں بچھا دی گئیں بدیع الملک مع جملہ سرداران اسلام کرسیوں پر جلوہ افروز ہوئے اور وہ وقت آیا کہ چراغ جلائے گئے آفتاب غروب ہوا قندیل ماہ سقف فلک نیلی میں آویزاں اور منور ہوئی

بزم انجم آراستہ ہوئی طائر اپنے اپنے آشیانوں کی طرف متوجہ ہوئے کہ یکایک وسط صحرا میں وہ
مکان نمودار ہوا دیکھا بدیع الملک اور سب سرداروں نے کہ کسی طرف کوئی دروازہ نہیں ہی دیوارون میں
شبکے بنے ہوئے ہیں اور اندر سے مکان کے آواز سرود و ستار چلی آتی ہی بس وہ طائر جو آشیانوں میں
جاکر بیٹھے تھے بیتاب ہوکر نکلے اور مثل پروانے کے اُس مکان سے سر ٹکرا ٹکرا کر گرے چند دو پتے
ہوسے آئے اور دیوار مکان سے سر دھننے لگے بدیع الملک اور تمام سردار حیرت میں آئے تمام رات
یہی حالت رہی صبح کو وہ مکان نظروں سے غائب ہوگیا اواز غنا موقوف ہوگئی۔ بدیع الملک نے
فرمایا کہ یہ مکان بھی آثار طلسمی سے ہی حضران نے عرض کی کہ خدا سے دعا کیجیے کہ آپ لوگ ایسے کام
ہمیشہ مدد غیبی سے کرتے رہیں اگر منظور خدا ہوگا تو یہ مرحلہ بھی سر ہو جائیگا۔ بدیع الملک نے
اسد غازی کی طرف مخاطب ہوکے کہا کہ میری راے میں آپ بارگی برپا کرکے دعا کریں شاید خدا
رحم کرے اسلیے کہ آپ نظر کردہ امیر عرب ضیغم رب مقبول بارگاہ الٰہی ہیں اسد غازی نے انکار کیا اور
کہا کہ بس خانہ کعبہ تک مجھے اپنے ساتھ میں نباہ لو کہ مٹی میری خاک کعبہ میں شامل ہو جاے اس سے
زیادہ ہوس نہیں ہی۔ بدیع الملک نے ایرج سے مخاطب ہوکے فرمایا کہ آپ بزرگون کے ہوتے
میں خرد ہوکر اس کام میں سبقت نہیں کرسکتا ہوں ایرج نے فرمایا کہ تم صاحبقران وقت ہو یہ
امر تمہارے ہی شایان ہی۔ بدیع الملک نے کہا کہ ابتو حالت مسافرت میں ہوں صاحبقرانی کا زمانہ
ختم ہوگیا۔ ایرج نوجوان نے بدیع الملک کے اصرار سے بارگی برپا کرائی اور شام ہوتے ہی
داخل خیمہ ہوئے تمام رات عبادت پروردگار میں گذاری یہانتک کہ نماز صبح پڑھکر خیمہ سے باہر
نکل آئے بدیع الملک نے آکر مزاج پرسی کی ایرج نوجوان نے کہا کہ مجھکو تو کوئی خواب وغیرہ نہیں نظر
ہوا معلوم ہوتا ہی کہ میں فتاح اس طلسم کا نہیں ہوں۔ اب بدیع الملک نورالدہر کی طرف مخاطب
ہوئے اور عرض کی کہ قبلہ کعبہ آپ بھی آج کی رات استدعا کریں شاید خدا آپ ہی کی سن لے
اسلیے کہ آپ فتاح طلسم گوہر بار ہیں اور اسکے علاوہ اور بھی طلسم آپ نے فتح کیے نورالدہر نے بھی
تمام رات دعا کی اور مصروف عبادت رہے مگر کچھ نہوا [illegible] خیمہ کے باہر نکل آئے۔ اب
سب نے بدیع الملک سے اصرار کیا کہ قافلہ سالار آپ ہیں آپ ہی سے یہ کام ہوگا اسوقت
سب کی قسمتیں آپ ہی کے دم سے وابستہ ہیں۔ بدیع الملک نے بارگی برپا کرائی اور وضو کرکے
فریضہ مغرب و عشا کو ادا کرکے دو رکعت نماز حاجت ادا کی اور مصروف دعا ہوے کہ اے رب
بے نیاز اے معبود کارساز اس آخری مشکل کو بھی حل کر کہ اسمیں بہت سی قسمتیں شریک ہیں۔ یہ دعا
کرتے کرتے نصف شب گذری تھی کہ غنودگی طاری ہوئی عالم رویا میں ایک قصر معلی نظر آیا اندر اس
قصر کے ایک بزم آراستہ دیکھی مسند نشین بزم ایک تاجدار سبز پوش کو دیکھا کہ رعب شاہی و ہیبت
جہان پناہی چہرے سے اُسکے ہویدا تھی بدیع الملک پر بھی ایسا رعب طاری ہوا کہ سلام کو خم ہوئے
اُس تاجدار نے جواب سلام دیکر پاس اپنے جگہ دی اور بدیع الملک کو بٹھایا۔ بدیع الملک نے پوچھا
کہ آپکا اسم مبارک کیا ہی انھون نے جواب دیا کہ مجھکو سلیمان ابن داود کہتے ہیں یہ سنتے ہی شاہزادہ
بدیع الملک نے ہاتھ چومے اور عرض کی کہ خوشا نصیب میرے کہ میں زندگی میں آپکی زیارت سے
مشرف ہوا حضرت نے ارشاد کیا کہ اے بدیع الملک واقع میں یہ بات تمہارے ہی واسطے تھی
میری اولاد تک نے میرے یہان آنے کے بعد مجھکو نہ دیکھا بدیع الملک نے عرض کی کہ میری

جیدہ ماجیدہ ملکہ آسمان پری کس حال میں ہیں اور جدا مجد صاحبقران اول کی کیا حالت ہی حضرت نے
ارشاد کیا کہ اسے بدیع الملک جسکے دل میں محبت محمد و آل محمد کی ہی اسکا انجام بخیر ہی آسمان پری بھی
اچھی ہیں اور حمزہ صاحبقران بھی دنیا سے زیادہ یہاں راحت میں ہیں بدیع الملک نے عرض کی کہ
میں اپنے جیدہ ماجیدہ کو دیکھ سکتا ہوں فرمایا ہان وہ سامنے جو اک کھڑکی معلوم ہوتی ہی وہاں جاکے
دیکھو وہ قصر آسمان پری کا ہی بدیع الملک اجازت لیکر اُٹھے اور اندر اُس کھڑکی سے داخل ہوئے
دیکھا کہ اک باغ رشک باغ ارم ہی کہ گل و ریاحین وہاں کے نہ کبھی دیکھے تھے نہ سنے تھے
آراستگی باغ بیان سے باہر ہی بدیع الملک سیر کرتے ہوئے وسط باغ میں پہونچے دیکھا کہ اک
قصر مروارید ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک موتی کو تراش کے اسکا قصر تیار کیا ہی بدیع الملک اندر قصر
کے داخل ہوئے دیکھا کہ ملکہ آسمان پری نہایت بشاش اسی طرح مسند پر بیٹھی ہیں اور جو پریان
دنیا میں خدمت گذار تھیں کچھ وہ اور کچھ انکے علاوہ بھی خدمت کو موجود ہیں اور آسمان پری جوان
معلوم ہوتی ہیں بدیع الملک نے سلام کیا آسمان پری نے خوش ہوکے سینے سے لگایا شاہزادہ
بدیع الملک رونے لگے آسمان پری نے منع کیا اور کہا کہ یہ دنیا نہیں ہی اگر روؤ گے تو پھر مجھکو نہ دیکھو گے
بدیع الملک نے تھوڑی دیر کے بعد پوچھا کہ اسوقت ملکہ قریشیہ سلطان عادل قاف کہان تشریف رکھتی ہیں
وہ تو زندگی میں آپسے کبھی جدا نہیں ہوتی تھیں آسمان پری نے ارشاد کیا کہ اب یہان ہر اک کی جگہ
دوسری ہی جب میرا قریشیہ کے دیکھنے کو جی چاہتا ہی تو میں اُسکے قصر میں چلی جاتی ہوں اور جب
قریشیہ کا میرے دیکھنے کو جی چاہتا ہی تو وہ یہاں چلی آتی ہی اُسکو مجھسے بہت محبت ہی اسلیے کہ تمھارے
دادا کو قریشیہ نے اولاد کی طرح پالا تھا۔ بدیع الملک نے عرض کیا کہ میں طلسم نہ طاق پر جس بلا
میں پھنسا ہوا تھا اُسکا خدا شاہد ہی تمام اعزا اقربا کئی ہزار کے قریب مجھسے جدا ہوگئے یہی وجہ
ہوئی کہ انکی وفات کی خبر نہ لے سکا۔ آسمان پری نے کہا یہ تقدیری امور ہیں مجھے اسکی شکایت نہیں
اور اسے بدیع الملک اچھا ہوا کہ کوئی مددگار نہ ہو سکا اب میں یہاں فانی سے زیادہ آسائش
میں ہوں جس وقت یہاں پہونچو گے تو معلوم ہوگا کہ دنیا سے کم غلط ہو جائینگے لوگ طول حیات
کی دعا کرتے ہیں اور زندگی اک خفیف کی چیز ہی کہ ہزار ہا رنج سیکڑوں صدمون کا سامنا رہتا ہی۔
بدیع الملک اب اُس عالم کے خیال سے دم اُٹھتا ہی کہ جتنی جلد ہو … بدیع الملک آسمان پری
سے رخصت ہوکر دوسرے قصر میں آئے جسمین ملکہ قریشیہ سلطان … اپنے گرد … عورتوں کا مجمع
تھا ایسی ایسی عورتیں حسین خدمتگذاری کو موجود تھیں کہ وہ دنیا میں … آنکھ سے کبھی نہ دیکھی تھیں
بدیع الملک نے قریشیہ سلطان کو سلام کیا قریشیہ نے گلے لگایا اور کہا اے بدیع الملک کہو
کس حالت میں ہو بدیع الملک نے تمام زندگی کی مصیبت کا حال کہا قریشیہ سلطان نے کہا کہ …
کہ تمھیں ابھی دونوں سختی دنیا کی اور اُٹھانا باقی ہی تم ابھی منزل مقصود کے قریب پہونچے ہو
بدیع الملک نے کہا میرے ایسے اقبال کہان کہ مرنے کے بعد مجکو راحت ہو ملکہ قریشیہ سلطان
بھی وہی کلمہ کہا جو آسمان پری نے کہا تھا کہ کیا تمھارا دل محبت آل محمد سے خالی ہی گیا ہی بخشش
سے مایوس ہو بدیع الملک کو اس کلمہ سے تقویت ہوئی اور تمھارے آل محمد پر درود بھیجی اور کہا کہ میرے
جد نامدار صاحبقران عالی وقار کہان تشریف رکھتے ہیں قریشیہ سلطان نے کہا کہ وہ قصر یہان سے
کچھ دور ہی اب وقت زیادہ ٹھہرنے کا نہیں ہی ورنہ جس مطلب کے واسطے آئے ہو وہ رہ جائیگا

کئی راتین بھی ہونگی تو عزیزون کے دیکھنے مین ختم ہو جائینگی۔ بس زیادہ ہوس نکرو اور شکر
خدا بجا لاؤ کہ تمنے زندگی مین وہ مقام دیکھا ہی کہ کسیکو نہین نصیب ہوا اور مرنے کے بعد بھی
وہ لوگ ان مقامات پر پہونچتے ہین جو نیک اعمال اور معصوم خصال ہوتے ہین۔ بدیع الملک
قریب سے رخصت ہوکر پھر اُسی قصر مین آئے جہان جناب سلیمان تشریف فرما تھے جناب
سلیمان نے ارشاد کیا کہو بدیع الملک اپنے اعزا کو دیکھ آئے۔ عرض کی کہ آپکے طفیل سے
دیکھا لیکن زیارت حمزہ صاحبقران سے محروم رہا۔ حضرت نے فرمایا کہ رنج نکرو زیادہ اس مقام
پر ٹھہرنے مین تمھارا حرج ہوگا۔ لو یہ پرچہ لو اور اسپر کاربند ہونا اب زیادہ فرصت کا وقت نہین
ہی بدیع الملک نے وہ پرچہ لے لیا اور عرض کی کہ اتنا تو ارشاد کیجئے کہ وہ مکان جو صحرا مین نمودار
ہوتا ہی جس سے آواز ساز آیا کرتی ہی وہ کسکا بنایا ہوا ہی اور رہنے والا اُس مکان کا کون ہی
حضرت نے ارشاد کیا کہ وہ مکان طلسم فانوس سے اسقدر تعلق رکھتا ہی کہ کچھ اجنہ نے اپنی
دلبستگی کے واسطے صحرا مین یہ مکان کسی ترکیب کا بنایا ہی کہ جسوقت ہوا شیشون کے ذریعہ
سے اندر مکان کے جاتی ہی اور گردش کرکے ٹکراتی ہوئی دوسرے طرف سے نکلتی ہی تو آواز
مختلف باجون کی پیدا ہوتی ہی اندر مکان کے کوئی گانے والا اور ساز کا بجانے والا نہین ہی
اور اے بدیع الملک اگرچہ تم خود ہوشیار اور دنیا کے ناپائدار کے فانی ہونے سے واقف ہو
لیکن یہ نصیحت میری تہ دل سے سنو اور اسے یاد رکھو کہ جسطرح یہ مکان شام کو نمودار ہوکر صبح کو
غائب ہو جاتا ہی اسیطرح حیات انسان بھی ہی کہ زمانہ شباب مثل ایک اندھیری رات کے
ہی جیسے اعمال کی روشنی پیدا کی وہ نکرا ایسا رہیگا اور جیسے اعمال کے چراغ روشن کرسکے ہین وہ
اندیشہ ناک نہوگا قبر بھی اُسکی روشن رہیگی اور موت کسیکو مہلت دینے والی نہین ہی مجھ سا
بادشاہ عالم مین کون ہوا کہ جن و انس وحش و طیر میرے تابع فرمان تھے اور مین نبی خدا بھی تھا
لیکن ملک الموت جسوقت حکم خدا لیکر قبض روح کو آئے تو مین بالاخانے پر کھڑا ہوا اپنے لشکر
کی سیر دیکھ رہا تھا کہ مجھکو خدا نے کتنا لشکر عنایت کیا ہی فوج پرے باندھے ہوے سامنے سے
گزر رہی تھی کہ دفعتًا ملک الموت نے آکر سلام کیا مین نے شخص اجنبی کو دیکھکر تعجب کیا کہ میرا
حکم تو تھا کہ یہان کوئی نہ آسکے یہ کیونکر آگیا مین نے اُس سے سوال کیا کہ یہان تو کسکے
حکم سے آیا ہی اُسنے کہا کہ خدا کے حکم سے آیا ہون اور آپکی قبض روح کرونگا یہ سنکر مین نے
جانا کہ یہ ملک الموت ہی مین نے کہا کہ درگاہ احدیت مین میری طرف سے عرض کرو کہ مین بیٹھ
جاؤن اگر اجازت ہو تو بیٹھ جاؤن اُسکے بعد قبض روح کرو ملک الموت نے کہا کہ دم زدن کی
اجازت بھی نہین ہی بیٹھنا کیسا تو اے بدیع الملک مجھے بھی رسل موت نے دم بھر کی مہلت
نہ دی لہذا ہر وقت موت کو نزدیک سمجھنا اور سفر ملک عدم کے واسطے تیار رہنا یہ سنکر شاہزادہ
بدیع الملک پر وہ حیرت طاری ہوئی کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا سا آگیا پھر جو آنکھ کھلی تو نہ وہ بزم
تھی نہ وہ باغ تھا نہ قصر اُسی عبادتخانہ مین تھے اور وقت نماز صبح کا تھا دو پہر کا طولانی خواب
بدیع الملک نے دیکھا جلدی سے اُٹھکر وضو کیا نماز پڑھی اور وظیفہ پڑھتے ہوے وہ پرچہ ہاتھ
مین لیے عبادتخانہ سے باہر آئے چہرہ بدیع الملک کا اسقدر بشاش تھا کہ گویا جوان ہوگئے تھے
اور جسم سے عجیب طرح کی خوشبو چلی آتی تھی اسد غازی اور نور الدہر اور مایرج اور شہنشاہ کو ہر ذات شاہ

پہلے سے منتظر بیٹھے تھے اس غازی سے پوچھا کہ کہو یا کوئی خواب وغیرہ دیکھا کچھ ہدایت ہوئی شاہزادہ
بدیع الملک نے کہا کہ آج ایک بڑا خواب دیکھا کہ کبھی نہ دیکھا تھا اور تمام کیفیت خواب کی سامنے سبکے
بیان ہوئی سبنے مبارکباد دی اور کہا فتاح اس طلسم فانوس کے آپ ہی ہین۔ بدیع الملک
نے روشن بخت کو بھی بلایا اور ارشاد کیا کہ اب مین ارادہ فتاحی طلسم جاتا ہون امید ہی کہ تمہارا
مقصد بہت جلد حاصل ہوگا یہ فرماکر سبکو اسی جگہ چھوڑا اور آپ وہی پرچہ جو خواب مین جناب
سلیمان نے عنایت کیا تھا لیے ہوے سب سے رخصت ہوکر اک جانب روانہ ہوے
جب اتنی دور نکل آئے کہ سب کی نگاہون سے پوشیدہ ہوگئے اور سب انکی نگاہون سے
دور ہوگئے تو اک مقام پر ٹھہرکر اُس نوشتہ کو کھولکر پڑھا لکھا تھا کہ اے بدیع الملک یہان سے
جانب شمال اک کوہ واقع ہی اُس کوہ پر جاکر قیام کرو اور دن وہین گزارو جب رات ہوگی تو کوہ کے
اُس طرف دیکھنا تمہین چراغات کا لطف نظر آئیگا بعد اُسکے پھر اس پرچہ کو دیکھنا جو کچھ نظر آئے
اسپر عمل کرنا یہ مضمون دیکھکر بدیع الملک جانب کوہ روانہ ہوے بعد طی مراحل وقطع منازل کچھ دن
رہے کوہ پر پہونچے بالاے کوہ اک درخت میوہ دار کنارے اک چشمہ آب کے لگا ہوا تھا بدیع الملک
نے درخت سے میوہ توڑکر کھایا اور چشمہ آب سے پانی پیا اور وضو کرکے ظہرین کو ادا کیا جتنے عرصہ
مین وظیفہ ختم ہوا اتنی دیر مین وقت مغربین کا آگیا فریضہ مغرب وعشا کو ادا کرکے جو کوہ کے اُسطرف
نظر کرتے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ صحرا مین آگ لگی ہوئی ہی لاکھون چراغ جلتے نظر آرہے ہین۔
جہانتک نظر کام کرتی ہی سوا چراغون کے کوئی چیز معلوم نہین ہوتی تمام رات بدیع الملک بھی
تماشا دیکھا کیے جب وقت نماز صبح کا آیا تو فریضہ صبح کو ادا کرکے اُسی نوشتہ کو نوشتہ قسمت سمجھکر
پھر ملاحظہ فرمایا۔ لکھا تھا کہ اے بدیع الملک فلان اسم پڑھو جب ایکسو گیارہ مرتبہ پڑھ چکو گے
تو دستک دینا اسوقت ایک جن حاضر ہوگا اُس سے کہنا کہ مجھے صندوقچہ لوح طلسمی کا لادے کہ
مین فرستادہ جناب سلیمان ہون وہ جن کہیگا کہ مین کیونکر سمجھون کہ تم فرستادہ جناب سلیمان
ہو۔ اُسوقت تم کہنا کہ تو بادشاہ طلسم کی دختر پر عاشق ہی اور یہ اُسکا نام ہی اور یہ تیرا نام ہے اگر
تو صندوقچہ لوح مجھکو لا دیگا تو مین بعد فتح طلسم شادی تیری دختر بادشاہ طلسم سے کرادونگا اور
مین فتاح طلسم ہون وقت فتح طلسم کا آگیا عمر طلسم کی ختم ہوئی۔ یہ سنکر وہ جن صندوقچہ لادیگا
تم اسی سے کہنا کہ اس صندوقچہ کو کھول جب وہ کھولیگا تو جو کچھ اُس صندوقچہ سے برآمد ہو اُسے
اپنے پاس رکھنا اور جو کچھ پیش آئے اُسی لوح مین دیکھنا۔ اسکے بعد عبارت پرچہ کی نظرون سے
غائب ہوگئی صرف وہ اسم جسکے پڑھنے کی ہدایت ہوئی تھی لکھا رہگیا باقی کاغذ سادہ ہوگیا بدیع الملک
نے حسب ہدایت اسم کو ایکسو گیارہ مرتبہ پڑھکر دستک دی فوراً زمین شق ہوئی اور اک جن
عجیب صورت نمودار ہوا اور کہا کہ مجھے کیون بلایا ہی۔ بدیع الملک نے ارشاد کیا کہ تجھے اسواسطے بلایا
ہی کہ تو امین لوح ہی اب ہماری امانت ہمارے سپرد کر اور آگاہ ہو کہ مین فرستادہ جناب سلیمان اور
فتاح طلسم فانوس ہون۔ یہ سنکر وہ جن بولا کہ مین کیونکر یقین کرون کہ آپ فرستادہ جناب سلیمان ہین
کوئی پتا ایسا دیجیے جس سے مجھے یقین ہو فرمایا کہ تو بادشاہ طلسم کی دختر نیک اختر پر عاشق ہی
نام تیرا جاموش جنی ہی اور دختر بادشاہ کا نام ملکہ نجم تاب ہی۔ یہ سنکر جاموش جنی نے قدم چوم لیے
اور عرض کی کہ میرا مقصد دل بھی بر آئیگا فرمایا کہ انشاء اللہ بعد فتح طلسم عقد تیرا تیری معشوقہ کے ساتھ

کرد ونگا یہ سنکر جاموش جنی خوشی خوشی روانہ ہوا اور بعد کچھ دیر کے اک صندوقچہ ہشت پہل لیکر حاضر
ہوا اور کنجی بھی لاکر دی۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ تمہین اس صندوقچہ کو کھولو تم بھی۔ جاموش جنی
نے صندوقچہ کو کھولا بس صندوقچہ کھلتے ہی تڑاقہ ہوا اور اک برق چمک کر صندوقچہ سے نکلی اور
جاموش جنی پہ گری کہ اسکے دو ٹکڑے ہو گئے بدیع الملک کو نہایت تاسف ہوا دیر تک سکوت
کے عالم مین رہے کہ یہ بیچارہ ناحق مارا گیا صندوقچہ مین دو لوحین رکھی تھین ایک بڑی لوح تھی اور
ایک چھوٹی لوح تھی بڑی لوح مدور اور چھوٹی ہشت پہل تھی اور ایک گوہر اور تین پتھر تھے
بدیع الملک نے دونون لوحون کو گلے مین پہنا اور گوہر ہاتھ مین لی اور پتھرون کو جیبون مین
بھر لیا اور لوح مدور کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم و سیارا ابن سجاد یا سنت تو جاموش
جنی کے مرنے کا مطلق افسوس نکر اور اسے اسی ہیئت سے چھوڑ کر فلان اسم جو کنارہ لوح پر
تحریر ہے گیارہ مرتبہ پڑھ اک مرغ زرین بال آئیگا اور بشکل انسانون کے گویا ہوگا اور پوچھیگا کہ مجھے
کیون یاد کیا ہے کہان چلنے کا قصد ہے اسوقت تم اس سے کہنا کہ اے مرغ شائستہ مجھے پشت طلسم
کی جانب پہونچا دے اسوقت مرغ شائستہ تمکو پشت پر سوار کرکے اڑ جائیگا اور مقام مذکور پر پہونچادیگا
بدیع الملک نے حسب ہدایت لوح اس اسم متبرک کو گیارہ مرتبہ پڑھا بس اک ہوا سے تند چلی
دیکھا کہ جانب جنوب سے اک مرغ اڑتا ہوا چلا آتا ہے پر اسکے اسطرح چمک رہے ہین جیسے کرن
آفتاب کی ہوتی ہے حرکت سے پرون کی آنکھون مین چکاچوند آتی ہے ان واحد مین وہ مرغ سامنے
بدیع الملک کے آکر زمین پر اترا اور بزبان انسانی گویا ہوا کہ کیا حکم ہوتا ہے کہان پہونچادون
بدیع الملک نے ارشاد کیا کہ اے مرغ شائستہ مجھے پشت طلسم فانوس پر پہونچا۔ مرغ نے کہا کہ
مجھپر سوار ہوجیے یہ کہکر پر کھول دیے اور جھکا۔ بدیع الملک پشت پر اسکی سوار ہوئے اور بجا
لگام چوٹی اس مرغ کی تھام لی مرغ بدیع الملک کو وہان سے لیکر اسقدر بلند ہوا کہ زمین کے بڑے
بڑے درخت مثل گیاہ کے معلوم ہونے لگے انسان مثل چیونٹیون کے نظر آنے لگے بدیع الملک
کبھی آسمان کو دیکھتے تھے کبھی زمین کی طرف نظر کرتے تھے دوبارا بدیع الملک کے مقام پر ہوتا
بسبب ہیبت کے بیہوش ہو کے پشت مرغ پر سے گر پڑتا مرغ فراٹے بھرتا ہوا اندھا دھند اسکے
پر پھیلائے ایک جانب چلا جاتا تھا ہوا ایسی تیز تھی کہ کلیجے کے پار ہوئی جاتی تھی بدیع الملک
تھپیڑے ہوا کے سینے پر روکے رہے تھے بمشکل تمام اتنی راہ ختم ہوئی اور مرغ شائستہ اک مقام
پر اترا دیکھا بدیع الملک نے کہ اک باغ نہایت سرسبز و شاداب ہے روشین پٹری نہایت درست
درخت میوون سے لدے ہوے کہیں بور آیا ہوا ہے کوئی پختہ کوئی خام میوے کے انواع و اقسام
کے ہین جانوران مختلف الالوان شاخہاے درخت پر خوش فعلیان کرتے ہین ادھر سے اڑکر ادھر
جاتے ہین اور ادھر سے اڑکر ادھر آتے ہین پھول اس اس طرح کے کھلے ہوے ہین کہ کبھی
آنکھون سے نہ دیکھے تھے لیکن تمام باغ مین سناٹا ہے کوئی انسان بھی نظر آتی ہے کوئی مالی بھی
نہ دکھائی دیتا ہے بدیع الملک نے دل مین کہا کہ کیا باغبان قضا و قدر نے خود اس باغ کو
آراستہ کیا ہے کسی مقام پر سوکھا ہوا میوہ یا برگ ایک بھی نظر نہ آیا۔ بدیع الملک نے لوح کو
دیکھا لکھا تھا کہ اس باغ کی سیر کرو کہ یہ محفوظ مقام ہے جسوقت کنارہ باغ پر قریب دیوار باغ کے
پہونچوگے تو اک تالاب نظر آئیگا کہ وہ بھی قابل دید ہے بس تم ایک پتھر اندر اس تالاب کے

گوپن مین رکھکر مارنا اور تماشا قدرت خدا کا دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے بدیع الملک نے مرغ کی پشت سے
اُترنے کا قصد کیا مرغ نے منع کیا بدیع الملک نے پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے بدیع الملک
جو کچھ مرغ شائستہ کہتا ہے بیجا نہین کہتا ہے یہ خود تمکو پشت پر سوار کیے ہوے تمام باغ کی سیر کرا دیگا
بدیع الملک نے مرغ شائستہ سے ارشاد کیا کہ مجھے سیر باغ کی دکھا کر کنارے تالاب کے لیچل مرغ
شائستہ وہان سے اُڑا مگر نیچا اُڑتا تھا کہ بدیع الملک سیر کر سکین عجیب عجیب درخت اور بیلے
پھل پھول بدیع الملک کو دکھائی دیے بدیع الملک سیر باغ کرتے جاتے تھے اور صنعت آفریدگار
کی تعریف مین تر زبان تھے کہ یکایک وہ تالاب نظر آیا دیکھا بدیع الملک نے کہ ایک جانب تالاب
کے باغ ہے اور تین طرف درخت ہین سیڑھیان تالاب کی سنگ لاجوردی کی ہین لب گرد اُسکے بلّور کی ہین پانی
نہایت صاف و شفاف ہے مچھلیان سرخ و سبز و زرد اوپر اُبھرتی ہین اور منھ سے حباب چھوڑ کر پھر
تہ نشین ہو جاتی ہین پس بدیع الملک نے حسب ہدایت لوح اور ایک پتھر جیب سے نکالکر گوپن
مین رکھا اور سات مرتبہ گرد پھرا کے سطح آب پر مارا پس پتھر کا گرنا تھا کہ تالاب مین تلاطم ہوا اور تمام
پانی مانند سیماب کے جوش مارنے لگا اور ایک روشنی سی پیدا ہوئی بدیع الملک کی نظر دیوار پر جا پڑی
دیکھا کہ دیوار اسقدر باریک ہو گئی ہے کہ اُس طرف کا حال اسطرف سے معلوم ہوتا ہے اب شاہزادہ
بدیع الملک کو ایک دربار نظر آیا معلوم ہوا کہ کوئی بادشاہ تخت پر بیٹھا ہے ارکین دولت حاضر ہین رات
کا وقت ہے کثرت چراغان سے سارا دربار جگر جگر رہا ہے کہ ایک مرتبہ بادشاہ نے وزیر سے مخاطب ہو کر
پوچھا کہ یہ شور و غل کیسا ہے اور دفعتاً دن سے رات کیون ہو گئی وزیر نے کھڑے ہو کے دست بستہ
عرض کی کہ قربانت شوم فتاح طلسم آگیا یہ اُسی کی شعبدہ بازی معلوم ہوتی ہے بادشاہ نے کہا کہ
کیا امین لوح نے لوح طلسمی اُسکو دیدی وزیر نے کہا کہ جب عمر طلسم آخر ہوتی ہے تو یہی ماجرا پیش
ظہور مین آتی ہین امین خیانت پر کمر باندھ لیتے ہین اپنے بیگانے ہو جاتے ہین دوستون سے
دشمنی ظہور مین آتی ہے یہ تو پہلا مقدمہ ہے اور دیکھیے کون کیا کرتا ہے اور کتنے دوست دشمن کی طرفداری
پر کمر باندھ لیتے ہین یہ سنکر بادشاہ نے کہا کہ خیر کچھ پروا نہین ہے اور آستین کوئی اسم پڑھ کر پڑھا کہ
وہ چراغان گل ہو گئے اور رات کا پھر دن نظر آنے لگا اور تالاب مین جو سیماب بجوش مار رہا تھا
وہ ٹھہر گیا اور پانی نے اُس پتھر کو اُچھال دیا جسکے گرنے سے یہ تلاطم پیدا ہوا تھا پھر وہی حالت ہو گئی
جو پہلے تھی - بدیع الملک نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ پتھر اُٹھا کر اپنے پاس رکھ لو کہ ابھی اُس سے
اور کام بھی لینا ہے اور مرغ شائستہ سے کہو کہ مجکو پہاڑ سے طلسم کی طرف لیچل - بدیع الملک نے
حسب ہدایت لوح پتھر اُٹھا کر قبضہ مین کیا اور مرغ شائستہ سے کہا کہ مجکو پہاڑ سے طلسم کی طرف
لیچل حسب الحکم فتاح طلسم مرغ شائستہ پھر اُڑا اور اُسیطرح اسقدر بلند ہوا کہ اگر اہل زمین دیکھتے
تو ایک ستارہ سا نظر آتا ابھی کچھ دیر کے مرغ شائستہ نیچا ہونے لگا اور نیچا ہوتے ہوتے پھر ایک باغ
مین لیگیا دیکھا بدیع الملک نے کہ یہ باغ اُس سے زیادہ آراستہ ہے درخت و گل یہان کے بھی
نرالے ہین روش پٹری کا انداز دوسرا ہے - بدیع الملک سیر کرتے ہوے ایک مقام پر پہنچے کہ وہان
ایک درخت بزرگ تھا پس بدیع الملک نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اُسی پتھر کو گوپن مین رکھکر اُس
درخت پر مارو اور پھر تماشا قدرت خدا کا مشاہدہ کرو بدیع الملک نے پتھر گوپن مین رکھکر اُس
درخت پر مارا پتھر درخت پر پڑتے ہی شاخون مین اٹک رہا اور سارے درخت مین لرزہ پیدا ہو گیا

برگ و ثمر ٹوٹ ٹوٹ کے زمین پر گرنے لگے جو برگ یا ثمر یا گل زمین پر گرا وہ اک طائر عجیب الخلقت
بنکر اُڑا اور بہ جہات کی آواز دیتا ہوا بلند ہو گیا تمام باغ میں جسقدر گل و ریاحین برگ و ثمر تھے درختوں
کے گرے اور طائر بن بن کر اُڑتے ہوئے جانب آسمان بلند ہونے لگے اور شور و غل کرنے لگے کہ اے
باشندگان طلسم آگاہ و خبردار ہو جاؤ کہ فتاح طلسم آگیا دیکھا بدیع الملک نے کہ دیوار باغ پھر اسی طرح
باریاب ہو گئی اور دربار بادشاہ نظر آنے لگا جسقدر دنگل نشین اور کرسی نشین حاضر دربار تھے سب
نظر آتے تھے بادشاہ نے دوسرے وزیر کی طرف مخاطب ہوکے پوچھا کہ اب یہ شور و شغب کیسا
ہے اُسنے دست بستہ ہوکر عرض کی کہ وہی سرکش فتاح طلسم پہلو سے اس طلسم پر آیا ہے اہل باغ کو
پریشان کر رہا ہے بس یہ سنکر بادشاہ نے کچھ اسم سحر پڑھا اور اک باز کو چھوڑا کہ وہ باز اُڑ کر بلند ہوا
اور پر مار مار کر طائروں کو نیچا کرنے لگا یہانتک کہ جسقدر طائر اُڑ رہے تھے اور فریاد کر رہے تھے
اُنکو نیچا کر کے درختوں پر بٹھا دیا اور پر مار کر اُس پتھر کو گرا دیا جو شاخوں میں اُلجھکر رہگیا تھا شاہزادہ
بدیع الملک نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جسوقت یہ طائر چلا جاوے تو پتھر کو اُٹھا کر اپنے قبضہ میں
کرو اور مرغ شائستہ سے کہو کہ مجھے پہلو جیب پر طلسم کے پہونچا دے پھر وہاں کے تماشا دیکھو
بدیع الملک نے ایسا ہی کیا کہ جب وہ باز سب جانوروں کو درختوں پر بٹھا چکا تو پتھر کو گرا دیا اور
اُڑتا ہوا اندر طلسم کے چلا گیا دیکھا بدیع الملک نے کہ جسقدر طائر تھے وہ سب برگ و ثمر و گل بنکر
رہگئے پھر باغ کی وہی حالت ہو گئی۔ بدیع الملک نے پتھر کو قبضہ میں کیا اور مرغ شائستہ سے کہا کہ
مجھے طلسم کے دوسرے پہلو پر لے چل۔ پھر مرغ شائستہ بلند ہوا کہ مثل ستارے کے اہل زمین کو معلوم
ہوتا تھا اہالیان طلسم نے بادشاہ سے کہا کہ دیکھیے وہ فتاح طلسم جاتا ہے بادشاہ طلسم نے کہا کہ
بانیان طلسم لکھ گئے ہیں کہ فتاح طلسم ساحر نہوگا بلکہ غیر ساحر ہوگا۔ پھر فتاح طلسم ستارہ بنکر اوپر
بلند ہوکر کہیں کو جا سکتا ہے۔ وہاں مرغ شائستہ نے قریب منزل مقصود کے پہونچ کر رخ زمین کا کیا
اور نیچا ہونے لگا۔ یہانتک کہ پھر بدیع الملک کو اک باغ پر بہار میں لیکر پہونچا اُس باغ میں
ایک ایک تختہ ایک ایک قسم کے درختوں کا لگا ہوا تھا اور کسی درخت میں برگ و ثمر و گل کچھ نہ تھے
خالی ٹہنیاں کھڑے تھے درخت مختلف اللون تھے جو رنگ پھولوں کے ہوتے ہیں وہ رنگ شاخوں
کے تھے تمام باغ عجیب طرح کا تھا بدیع الملک حیرت کے ساتھ ہر چمن کی سیر کرنے لگے اور تماشا
عجائبات طلسم کا دیکھتے ہوئے قریب اک چاہ کے پہونچے دیکھا کہ جگت کنوئیں کی سنگ سماق
کی ہے چرخی لگی ہوئی ہے ڈول رکھا ہوا ہے لیکن کوئی پانی بھرنے والا نہیں معلوم ہوتا ہے بدیع الملک نے
لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ وہی پتھر ڈول میں رکھکر کنوئیں میں ڈلوا دو اور سرا رسی کا گراری میں باندھکر جلد کے
سے بلند ہو جاؤ۔ بدیع الملک مرغ شائستہ کو قریب کنوئیں کے لیگئے اور پشت مرغ سے اُتر کر پتھر
ڈول میں رکھا اور کنوئیں میں ڈالا سرا رسی کا گراری سے باندھکر پھر پشت مرغ پر سوار ہوے اور مرغ کو
بلند ہونے کا اشارہ کیا ادھر تو مرغ بلند ہوا اُدھر کنوئیں سے اک شعلہ جوالہ نکلا اور مثل چادر ابر کے تمام
باغ پر پھیل گیا اور شور و غل کی صدا بلند ہوئی کہ ارے کوئی ہماری خبر لینے والا نہیں کہ یہ ظالم ہمکو
جلائے دیتا ہے دیکھا بدیع الملک نے کہ پھر دیوار باغ مثل شیشے کے ہو گئی اور ادھر کی کیفیت اُدھر
سے نظر آنے لگی اور اُدھر کی کیفیت ادھر سے دکھائی دینے لگی جسقدر درخت تھے وہ انسان ہوکے
اور ادھر سے اُدھر دوڑنے لگے اک عجیب اضطراب اُن لوگوں میں پیدا تھا اس شور و غل سے

کی آواز جو بادشاہ طلسم کے گوش زد ہوئی تیسرے وزیر کی طرف مخاطب ہوکر پوچھا کہ اب کیا واقعہ ہے
وزیر سوم نے دست بستہ ہوکر عرض کی کہ پیہم سبب فتنے اور فسادات اُسی ظالم طلسم کشا کی ذات سے ہیں
اب اُسنے کیسار طلسم کی طرف آکر پتھر کنوئیں میں ڈالا ہی تمام فوج طلسمی کو آتش قہر نے گھیر لیا ہے وہی لوگ
فریاد کر رہے ہیں بس یہ سُنکر بادشاہ طلسم نے صندوقچہ کھولا اور اُسمیں سے اک ٹکڑا نکلوا اُسکا نکالا اُسپر
کچھ اسم سحر پڑھکر اُچھالدیا کہ وہ برق بنکر کڑکا اور کڑک کر اُس ابر آتشین پر گرا کہ ابر کے دو ٹکڑے
ہوگئے اور برق چمک کر کنوئیں میں گری اور پتھر اچھل کر باہر کنوئیں سے آرہا اور وہ چادر شعلہ کی جو پھیلی
تھی سمٹ کر پھر اُسی کنوئیں میں چلی گئی جو درخت انسان بنکر اِدھر اُدھر دوڑنے لگے تھے وہ پھر درخت
بنگئے۔ بدیع الملک یہ عجائبات دیکھکر اور تعجب میں آئے اور لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے
فتاح طلسم یہ سب ماجرا ان عجائبات اب تمکو چاہیے کہ مرغ شائستہ سے کہہ کہ مجھے دروازہ طلسم
کی طرف لیچل۔ بدیع الملک نے پھر اپنا پتھر اُٹھا لیا اور مرغ سے کہا کہ مجھے دروازہ طلسم کی طرف لیچل
مرغ شائستہ پھر بلند ہوا اور جانب دروازۂ طلسم روانہ ہوا۔ جاتے جاتے ایک دو ساعت میں اُس
صحرا میں پہونچا اور پہنچا ہوا دیکھا بدیع الملک نے کہ ہزارہا دروازے بلند مثل طاق کسرے کے بنے
ہوئے ہیں اور نہر درمیان قندیل کی آویزان ہے اور دونوں جانب دو فیل کھڑے جھوم رہے ہیں اور بیچ
درمیان ایک اژدر وہاں منھ کھولے بیٹھا ہی اور شعلہ آتشین چھوڑ رہا ہی بس یہ تماشا دیکھکر شاہزادہ
بدیع الملک حیران ہوگیا کہ اسقدر دروازوں میں کس دروازے کو راہ طلسم سمجھنا چاہیے لوح کو پھر
ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم ابکی وقت فتح طلسم کا کچھ دور ہی دروازہ اصلی کی تلاش نکر
یہ جو اژدر منھ کھولے ہوئے شعلہ آتشین چھوڑ رہے ہیں ان سب کو ایک پتھر اور وہی پتھر منجنیق
میں رکھکر گیارہ مرتبہ گردش دیکر اس طرح پتھر کو رہا کر کہ وہاں اژدر میں پتھر گرے اُسوقت تماشا قدرت
خدا کا دیکھ کہ کیا ہوتا ہے۔ بدیع الملک نے پشت مرغ شائستہ سے اُترکر کاندھے سے گوپن لی
اور جیب سے پتھر نکالکر گوپن میں رکھا اور حسب ہدایت لوح دور گیارہ مرتبہ گردش دیکر جو پتھر
مارا تو اُسوقت پتھر دہن اژدر کے پاس پہونچا جبکہ اژدر نے شعلۂ آتشین کو رہا کرکے اوپر کی
سانس کھینچی تو پھر وہ سانس کے ساتھ پتھر اندر شکم اژدر کے چلا گیا بس پتھر کا شکم اژدر میں جانا تھا
کہ اک تلاطم برپا ہوا صدائیں ہیبتناک آنے لگیں اژدر تڑپنے لگا دہن سے تمام اژدہوں کے
شعلے نکلنا موقوف ہوگئے قندیلیں گل ہوگئیں اور فیل جو آمنے سامنے کھڑے جھوم رہے
تھے ایک دوسرے پر حملہ آور ہوے اک قیامت کبرے برپا ہوئی گھونسے چلنے لگا اور ڈکارتے
لڑنے لگیں یہ خبر بادشاہ طلسم کو ہوئی بادشاہ نے وزیر چہارم سے سبب شور و غل دریافت کیا
وزیر چہارم نے عرض کی کہ اے جہان پناہ قیامت ہوگئی وہی سرکش یعنی فتاح طلسم دروازہ
طلسم پر آپہونچا ہی اور پتھر اُسنے دہان اژدر میں ڈال دیا ہی جبتک پتھر دہن اژدر سے باہر نکلیگا
یہی قیامت برپا رہیگی یہ پتھر تو اسکو کیا ملگئے ہیں کہ اک کھیل ملگیا ہی۔ بادشاہ نے کہا کہ گو وہ صاحب
لوح ہی مگر مجھے کچھ خوف اُسکا نہیں ہی نہ گھبراؤ ابھی یہ فتنہ فرو ہوا جاتا ہی یہ سُنکر صندوقچہ کھولا
اور اک پتلا فولادی نکال کر اک پھول اُس پتلے کے ہاتھ میں دیا اور چند دانے ماش کے پڑھکر
اُس پتلے پر مارے کہ وہ پتلا تڑپ کر اُٹھا اور عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہی۔ بادشاہ نے کہا کہ جا کر
درد شکم اژدر کا علاج کر۔ یہ سُنکر وہ پتلا بہت خوب بہت خوب کہتا ہوا چلا وہاں دیکھا بدیع الملک

سے کہ اک زنگی پیدا ہوا اور اُسنے آکر دہن اژدر میں اک پھول ڈال دیا اور چلا گیا اژدر یا تو تڑپ رہا تھا یا سیدھا ہوا اور منہہ اپنا زمین کی طرف جھکایا بس پتھر دہن اژدر سے نکل پڑا ادھر تو پتھر گرا اُدھر بدیع الملک نے دوڑ کر پتھر اپنا اُٹھا لیا اور قبضہ میں کیا اژدر نے قلابہ پشتیں چھوڑا سب قندیلیں روشن ہو گئیں اور فیل جو آپس میں لڑ رہے تھے پشیمان ہوکر علیحدہ ہوے ایک نے دوسرے کو نہ پہچانا - بدیع الملک نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اب اس مرغ شائستہ کو طرف دریاے طلسمی کے لیجاؤ اور جو کچھ وہاں نظر آئے لوح کو دیکھکر عمل کرنا - شاہزادہ بدیع الملک نے ایسا ہی کیا مرغ شائستہ بدیع الملک کو لیکر جو یہاں سے اُڑا تو پھر اسقدر بلند ہوا کہ نظروں سے غائب ہو گیا اور پھر نیچا ہونا شروع ہوا تو خاص دریاے طلسمی کے ساحل پر پہونچا دیا - بدیع الملک پشت مرغ سے جدا ہوے اور مرغ شائستہ کو رخصت کیا مرغ تو وہاں ٹھوکر مار کر اُڑا اور ایک جانب روانہ ہو گیا - بدیع الملک نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا ہوا تھا کہ اے فتاح طلسم وسیارا این عجائبات تجکو چاہیئے کہ جسوقت کنارے دریاے طلسمی کے پہونچے اور مرغ کو رخصت کردے تو یہ اسم پڑھکر دریا میں کود پڑ اور تماشا قدرت پروردگار عالم کا دیکھ پھر جو کچھ نظر آئے اُسپر عمل کرنا - بدیع الملک نے اسم کو ورد زبان کیا اور حکم سے کود پڑے پہلے غوطے کے بعد جو اُبھرے تو اک کشتی پر سوار اپنے کو پایا کشتی مانند تیر کے ایک جانب روانہ ہوئی - بدیع الملک نے خیال کیا کہ کیا کشتی کو کوئی کھیے رہا ہے تو کوئی نظر نہ آیا خود بخود کشتی نہایت تیزی سے دھار پر چلی چلی جاتی ہے - بدیع الملک جسطرف دیکھتے ہیں سوا پانی کے کچھ نظر نہیں آتا نہ تو کوئی جہاز نہ کشتی کوئی چیز دریا میں نہیں معلوم ہوتی اور کشتی مثل تیر کے اُن کے جا رہی ہے جاتے جاتے وسط دریا میں اک میل دکھائی دیا اُس میل پر اک مرغ کھونٹے کے برابر بیٹھا ہوا ہے جیسے ہی کشتی قریب میل کے پہونچی فوراً گھوم پڑی اور گرد میل کے چکر کھانے لگی اور مرغ جھکا کہ اے فتاح طلسم غضب کیا تو نے کہ اس مقام تک پہونچ گیا لیکن طلسم کا توڑنا آسان امر نہیں ہے مانند اوروں کے قیامت تک مانند کشتی کے کوئی تیرہ چکر کھا - یہ ہونگے کہ بدیع الملک کو لوح کا خیال آیا جلدی سے لوح کو اُٹھاکر ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم آگاہ ہو کہ جسوقت کشتی تیری قریب مسکن مرغان دریانشین جادو کے پہونچے تو تجکو لازم ہے کہ [illegible] پتھر جو [illegible] سے ہمراہ ہوا ہے [illegible] تیرے پاس ہیں اُنھیں سے ایک پتھر کو فلاخن میں رکھکر مرغ کو مارا اور اگر کشتی گرد میل کے چکر کھانے لگے تو بھی ایسا ہی کرنا کہ اس حالت میں پتھر کا لگانا بہت دشواری سے خالی نہیں اگر کشتی سامنے کا پھیر کھا گئی تو پھر [illegible] ہوگا کشتی گرد اسی میل کے چکر کھایا کرے گی یا انشاء اللہ خالی گیا تو بھی ایسا ہی ہوا ہے بس دیکھتے ہی جلدی سے بدیع الملک نے پتھر فلاخن میں رکھا اور [illegible] کی مرتبہ فلاخن کو گردش دیکر جو پتھر مارا تو سینہ مرغ پر پڑا مرغ اُلٹ کر کشتی پر گرا اور تڑپ کر مر گیا [illegible] سے آوازیں گیرودار کی بلند ہوئیں اور ہزار ہا مرغ بالا سے ہوا اُڑتے ہوے نظر آئے [illegible] وقت مرغان دریانشین جادو مر گیا تو وہ مرغ جو بالا سے ہوا اُڑ رہے تھے یہ کہکر غائب ہو گئے کہ کشتی مرا تمام [illegible] مرغان دریانشین جادو لو دخیمت مردم وجاندار [illegible] شاہزادہ بدیع الملک نے پھر لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ جسوقت مرغان دریانشین مارا جا سکے تو تجکو چاہیئے کہ سینہ اُسکا چاک کر اک ڈبیہ نکلیگی اُسے کھول اُسمیں سے اک لوح دکھائی دیگی آئندہ جو خبر

اس لوح سے ملے اسپر عمل کرنا اور یہان سے یہ لوح بکار ہی پس بدیع الملک نے خنجر کمر سے کھینچکر سینہ
مرغان دریانشین جادو کا چاک کیا اور ڈبیا نکالکر کھولی لوح کو گلے مین ڈالا لوح مدور اور ڈبیا کو دریا
مین پھینک دیا اور سینہ مرغ والی لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم تجکو چاہیے کہ کشتی کو
اس میل سے ملا دے اور میل پر ہاتھ رکھکر یہ اسم پڑھتے جا میل مین سے اک زنجیر پیدا ہوگی اور
سرا اسکا پڑھتے پڑھتے کشتی تک آجائیگا تو سرا زنجیر کا پکڑ لینا اور اسم خوانی موقوف کر دینا اور وہی
زنجیر پکڑکر اوپر میل کے چڑھ جانا اندر سے اس میل کے راستہ آگے جانے کا ہے یہ دیکھکر بدیع الملک
نے میل پر ہاتھ رکھکر اسم خوانی شروع کی اور میل کی طرف دیکھتے رہے یکایک سرا زنجیر کا پیدا ہوا
اور بڑھتے بڑھتے کشتی تک آگیا بدیع الملک نے جلدی سے سرا زنجیر کا پکڑ لیا اور اسم خوانی موقوف
کی ہاتھون سے زنجیر تھامے ہوے پاؤن میل پر جماتے ہوے اوپر چڑھ گئے جس وقت سر میل پر پہونچے
تو اندر میل کے زینہ نظر آیا مگر نہایت تنگ تھا بدیع الملک حیران تھے کہ مین اسمین کیونکر سما سکونگا
مگر حکم لوح کے موافق جسوقت پہلی سیڑھی پر پاؤن رکھا تو زینہ کشادہ ہوگیا۔ بدیع الملک اُترتے
ہوے چلے ایک سو گیارہ سیڑھیون کے بعد ایک دروازہ نظر آیا قفل اسمین پڑا ہوا تھا پھر شاہزادہ
بدیع الملک نے لوح کو دیکھا ہر چند کہ جگہ تاریک تھی مگر حروف لوح کے روشن ہوے لکھا تھا کہ
فلان اسم تین مرتبہ پڑھکر قفل کو جھٹکا دو۔ بدیع الملک نے ایسا ہی کیا قفل جھڑ سے ٹوٹ گیا
اور قفل ٹوٹتے ہی دروازہ خود بخود کھلگیا۔ بدیع الملک دروازہ مین داخل ہوے تو دیکھا کہ اک
صحرا ہے جسمین ہزارہا جانوران درندہ اور لاکھون چارپائے صدہا مرغ درختون پر بیٹھے ہین مگر
نہ شیر آہو سے خبر ہوتا ہے نہ آہو شیر سے ڈرتا ہے نہ فیل کسی پر حملہ کرتا ہے نہ گھوڑے فیل کو دیکھکر بھڑکتے
ہین سب کے سب گردنین جھکائے مصروف چرائی ہین اور پرندون کی بھی یہی حالت ہے کہ نہ باز کبوتر پر حملہ کرتا ہے
نہ کبوتر باز سے خوف کرتا ہے۔ ایک ہی شاخ درخت پر دونون بیٹھے ہین۔ یہ حالت بدیع الملک تعجب
سے دیکھتے ہوے چلے جاتے تھے کہ یکایک اک شخص مہیب جسکے ہاتھ پر آنکھین تھین دونون
دانت اسکے ٹھوڑی سے نیچے تک لٹکے ہوے تھے بال سر کے پاؤن تک اور فتیلہ چھوے
ہوے کانون مین منہ سے پڑے ہوے دونون ہاتھون کی مٹھیان کبھی بند کرتا ہے کبھی کھولتا ہے
جب مٹھی کھلتی ہے تو شعلہ پیدا ہوتا ہے پس اسکی نظر جو بدیع الملک پر پڑی پکارا کہ اے فوج طلسمی ارے
اپنے قاتل کو دیکھ رہے ہو اسپر حملہ کیون نہین کرتے مار لو اسکو جانے نہ پائے کہ یہ بڑا ظالم و بیرحم ہے
بس یہ آواز سنتے ہی طائر غول باندھکر شور کرتے ہوے چلے اور فیل و پلنگ و گرگ و شتر و اسپ و
کرگدن وغیرہ تمام قسم کے چوپائے بدیع الملک پر جھپٹے اور لینا پکڑنا مارنا کی آوازین بلند ہوئین شاہزادہ
بدیع الملک اس شورش کو دیکھکر گھبرائے جلدی سے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم جلد
فلان اسم پڑھکر گرد اپنے حصار کرو ورنہ یہ درندے تجھے پھاڑ کھائینگے اور کچھ بنائے نہ بنیگی بدیع الملک
نے اسی اسم کو پڑھکر گرد اپنے حصار باندھا اور پھر لوح کو دیکھنے لگے جسقدر درندے اور گزندے
جھپٹکر آئے تھے قریب حصار پہونچکر سب ٹھہر گئے ہر چند وہ شخص مہیب للکار رہا ہے مگر کوئی آگے نہین
بڑھتا اور طائر بھی اوپر ہی اوپر منڈلا رہے ہین مگر قریب بدیع الملک کے نہین آتے بدیع الملک نے
اب جو لوح کو ملاحظہ کیا تو لکھا تھا کہ اسمی فلاخن مین دو پتھر رکھکر سینہ پر اس شخص مہیب کے مارو
کہ یہ سبب آفت لائی ہوئی اسی کی ہے یہ ساحر زبردست ہے نام اسکا دسواس جادو ہے بس یہ دیکھتے ہی

بدیع الملک نے پتھر فلاخن مین رکھکر گردش دینا شروع کیا وسواس جادو اپنے سحر کو زور دیتا ہوا
آگے بڑھتا چلا آتا تھا جیسے ہی قریب پہونچا بدیع الملک نے پتھر مارا کہ سر پر وسواس جادو کے
پڑا ہتر پاش پاش ہوگیا اور لاش اسکی گر کر پھڑکنے لگی اک شور و غل پیدا ہوا اور ہواے تند چلی
جسقدر درندے اور گزندے گھیرے ہوے تھے وہ روئی کے گالے بنکر ہوا مین بلند ہوگئے
اور طائرون کی بھی یہی حالت ہوئی دیر تک آتشباری و برف باری ہوا کی آخر آواز پیدا ہوئی کہ
کشتی مرا نام من وسواس جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب وہ
شور و غل موقوف ہوا اور روشنی ہوئی تو دیکھا بدیع الملک نے کہ اک ساحر مہیب کی لاش زمین
پر پڑی ہوئی ہے ایسا بدصورت آدمی ہے کہ اسوقت تک نظر سے نہ گزرا تھا - بدیع الملک حسب ہدایت
لوح آگے بڑھے دو پہر کی رہروی مین وہ صحرا تمام ہوا اور چھوٹی چھوٹی پہاڑیان نظر آئین ان
پہاڑیون کو بھی طے کرتے ہوے چلے جاتے تھے اک مقام پر پہونچے دیکھا کہ اک شخص درازقامت
اک شہنا ہاتھ مین لیے ہوے بیٹھا ہے تاثیر اس شہنا کی یہ ہے کہ جسوقت یہ شہنا نواز یعنی موسیقار جادو
شہنا کو دم دیتا ہے تو جس شخص کے کان مین آواز شہنا کی جاتی ہے وہ بیخود ہوکر ناچنے لگتا ہے اور آخر
سر دھنتے دھنتے مر جاتا ہے پس اس شہنا نواز نے جو بدیع الملک کو دیکھا شہنا کو منہ سے لگایا
اور دم دیا کہ انکی بھی یہی حالت ہو لیکن چونکہ یہ صاحب لوح ہین آواز شہنا نے اثر جلد نہ کیا
بدیع الملک حیران تھے کہ یہ شہنا کیون بجا رہا ہے خیال آیا کہ لوح کو دیکھنا چاہیے بس جلدی سے
سینہ بر رخ والی لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم آگاہ ہو کہ تاثیر شہنا کی ہوش اڑا رہتی ہے
اور آدمی دیوانہ وار سر دھنے لگتا ہے اور اک دیو نکل کر اسکو نگل جاتا ہے یہ وقت دیر کرنے کا نہین
ہے اپنے کام مین جلدی کرنا چاہیے دہنا پسرا پتھر لیکر فلاخن مین رکھکر اس شہنا نواز کے
سینے پر مارو کہ کام اسکا تمام ہو اور دیو کے مقابلے کے واسطے تیار رہو کہ وہ بلا آتا ہی ہوگا یہ پڑھکر
انھون نے جلدی سے پتھر فلاخن مین رکھا اور پتھر کو گردش دے ہی رہے تھے کہ ایک جانب سے
صداے مہیب پیدا ہوئی دیکھا کہ اک دیو سر تا پا مثل پہاڑ چلا آتا ہے دہن اپنا مثل غار کے
کھولے ہوے ہے تب بہت جلدی سے بدیع الملک نے شہنا نواز کو کھینچ مارا پتھر کیا تھا ... تھا
کہ سینہ پر پڑتے ہی شہنا ہاتھ سے چھوٹ پڑی اور شہنا نواز الٹ گیا اور دم کے دم مین پھڑک کر
مر گیا مرتے ہی اسکے قیامت برپا ہوئی صدائین گیرودار کی پیدا ہوئین آتشباری و برف باری
دیر تک رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من موسیقار جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و
بمطلب خود نرسیدیم اب جو علامات سحر برطرف ہوے اور روشنی پیدا ہوئی تو دیکھا کہ لاش
موسیقار کی پڑی ہوئی ہے اور دیو چلا کر دوڑا کہ او سرکش کب چھوڑتا ہون تجھکو غضب کیا تو نے کہ
سلسلہ رزق میرا اٹھا دیا اب کیا مین تجھے کھا جاونگا - یہ کہکر قریب آیا اور وار شمشاد دوکٹی کر وار
کیا - بدیع الملک نے بقوت صاحبقرانی وار کو پکڑ کر جھٹکا مارا کہ دیو سامنے آرہا اور کمر مین ہاتھ
ڈال دیا - بدیع الملک بھی دیو سے لپٹ پڑے کشتی ہونے لگی اثناے کشتی مین انکو خیال آیا کہ
مبادا کچھ کرشمہ سحر کا ہو اسی حالت مین لوح پر نظر ڈالی لکھا تھا کہ جلد فلان اسم کو ورد زبان کرو
کہ قوت دیو کی گھٹے جسوقت یہ زیر ہو تو سر اسکا دھڑ سے کھینچ لینا - بدیع الملک نے اس اسم کو
پڑھنا شروع کیا جو جو اسم کو پڑھتے جاتے تھے قوت دیو کی گھٹتی جاتی تھی جب چالیس بار کی

نوبت آئی تو دیو نے مضمحل ہوکر ہاتھ پاؤں چھوڑ دیے بدیع الملک نے اسکو پچھاڑ کر ایک ہاتھ گدا
اور ایک ہاتھ تھوڑی میں دیکر زور کیا دھڑ سے سر کھینچ کر پھینک دیا لیس دیو کے مرتے ہی آندھی
چلی اور خاک اڑی ہزارہا دیو شور کرتے ہوئے جنگل سے نکل کر بدیع الملک کی طرف دوڑے
بدیع الملک نے بھی تیغ آبدار پر ہاتھ ڈالا لیکن وہ تمام دیو قریب آتے ہی دھوان بنکر نظروں سے
پوشیدہ ہوگئے اور آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من اہرمن جادو بود حیف مردیم و جان دادیم
نہ مطلب خود نرسیدیم اب جو دیکھا تو سامنے سے جاموش جنی چلا آتا ہے بدیع الملک نے فرمایا کہ ارے
تو کیونکر زندہ ہوگیا مجھے تیرے مرنے کا نہایت صدمہ تھا۔ جاموش جنی نے عرض کی کہ اے
شہریار آپ نے لاش تک بیدفن چھوڑ دی یہ اچھا آپ سے نہ ہوئی فرمایا اسے جاموش جنی یہ فعل
میرا نہ تھا بلکہ حکم لوح سے تھا اور یہ معاملہ طلسم کا ہے اسی وجہ سے میں چلا آیا۔ جاموش جنی نے کہا
کہ ذرا پھر لوح کو ملاحظہ فرمائیے بدیع الملک نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جاموش جنی اسی اہرمن
جادو کے سحر کا کشتہ تھا۔ اہرمن جادو کے مرنے سے یہ زندہ ہوگیا اسی سبب سے تمہیں حکم
ہوا تھا کہ تم چلے جاؤ اسے اسی حالت سے چھوڑ دو بدیع الملک نے جاموش جنی سے کہا کہ اب
کونسا مرحلہ باقی ہے جاموش جنی نے کہا کہ ابھی پورا طلسم باقی ہے لیکن آپ دار السلطنت کے
قریب آگئے ہیں اور راستہ اسکا اسی دہن دیو سے ہے تشریف لیچلیے اور آگے میں چلتا ہوں یہ کہکر
بدیع الملک کے سامنے دہن دیو میں داخل ہوا۔ بدیع الملک نے لوح کو بھی ملاحظہ کیا تھا لکھا
تھا کہ جاموش جنی سچ کہتا ہے بے تامل اسی دیو کے منھ میں چلے جاؤ بدیع الملک بھی اسی دہن
دیو میں داخل ہوئے مقام تاریک پایا لیکن تھوڑی دیر کی رہروی میں اک دروازے کے قریب
پہونچے وہ بند تھا اور جاموش جنی بھی دروازہ پکڑے بانتظار بدیع الملک کھڑا تھا جب بدیع الملک
قریب پہونچے تو جاموش جنی نے عرض کی کہ اس دروازے کا کھولنا میرا کام نہیں ہے بدیع الملک
نے لوح کو قفل سے مس کیا قفل ٹوٹا اور دروازہ خود بخود کھل گیا۔ بدیع الملک بسم اللہ کہکر
دروازے میں داخل ہوئے دیکھا کہ دربار شاہانہ آراستہ ہے ایک بادشاہ گوہر پوش تخت
پر متمکن ہے چار وزیر چاروں کونوں پر تخت کے بیٹھے ہیں اور سیکڑوں پریزادیں پشت پر پرا
باندھے کھڑے ہیں جنمیں ایک رشک لیلی و شیرین ہے اور سیکڑوں کرسی نشین دور دور تک
دربار میں ہیں بدیع الملک نے پہونچتے ہی آواز دی کہ سلام ہو میرا اس شخص پر جو خدائے واحد یکتا
کو عادل و برحق جانے اور اسکے رسول مبین محمد ؐ کو پیغمبر مطلق مانے بعض اہل دربار نے جواب سلام
دیا جس سے یہ معلوم ہوا کہ اس دربار میں کچھ خدا شناس بھی موجود ہیں لیکن بادشاہ کی نظر
جاموش جنی اور بدیع الملک پر جو پڑی نہایت حیران ہوا کہ یہ کیونکر یہاں تک آ گئے ایک وزیر نے
چپکے سے کان میں کہا کہ اے بادشاہ یہ فتاح طلسم ہے لڑنا اس سے اپنی تباہی کا باعث ہوتا ہے
لہذا اچھا ہے آشتی سے کام نکلے مناسب ہے جو شرائط یہ پیش کرے انسے قبول کیجیے کہ طلسم باقی
رہے ورنہ مٹ جائیگا ادھر بدیع الملک نے فرمایا کہ اے بادشاہ طلسم لوح میرے پاس موجود ہے
یا آمادہ مقابلہ ہو یا تین شرطیں میری قبول کر بادشاہ کو لڑنا خلاف شان معلوم ہوا عرض کی کہ شرطیں
اپنی بیان کیجیے بدیع الملک نے فرمایا کہ ایک شرط تو یہ ہے کہ جاموش جنی تمہاری دختر پر عاشق ہے
اسکا عقد اسکے ساتھ کردو۔ اور دوسری شرط یہ ہے کہ بارگاہ گلستان ارم جو طلسم میں ہے اور :

چالیس ہزار خفتان شگو بہر دو اور خزانہ طلسمی سے ایک حصہ میرے حوالے کر دو اور تیسری شرط یہ ہی
کہ تمھارے طلسم میں کوئی ساحرہ ہی کہ نام اسکا گلابین جادو ہی وہ روشن بخت کے جوان فرزند سبز بخت
کو لے آئی ہی اور اسکے ملازمین کو پتھر کا بنا دیا ہی اس ساحرہ کو مع سبز بخت میرے حوالے کر دو
یہ سنکر بادشاہ اٹھ کھڑا ہوا اور ہراسے پیشوائی آگے بڑھا ہاتھ بدیع الملک کا پکڑ کر عرض
کی کہ بارگاہ و خزانہ کا پتہ آپکو کیونکر معلوم ہوا۔ فرمایا مجھے عالم رویا میں جناب سلیمان علیہ السلام
نے بتایا۔ بادشاہ نے عرض کی کہ مجھے سب شرطیں آپکی قبول ہیں لیکن گلابین جادو اور سبز بخت
کے معاملے سے میں بالکل بیخبر ہوں اتنا جانتا ہوں کہ طلسم سے ملحق اک صحرا ہی کہ وہاں کچھ پہاڑ
ہیں اور چند ساحر وہاں ایسے رہتے ہیں کہ طلسم سے باہر بھی جاتے ہیں اور اندرون طلسم سے
بھی تعلق رکھتے ہیں۔ میں اُس مقام تک آپکو پہونچوائے دیتا ہوں آپ اُس ساحرہ کو
پہچان کر جس طرح چاہیں اُس سے پیش آئیں۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ میں یہاں تک اسی واسطے
آیا ہوں پہلے سبز بخت کو رہا کرونگا پھر کوئی کام کرونگا۔ یہ سنکر بادشاہ خود ساتھ ہوا اور ارکان
دولت بھی ہمراہ ہوئے اور وہاں سے اک قلعہ میں آئے کئی دروازے طے کرکے قریب ایک دروازے
کے پہونچکر بادشاہ نے عرض کی کہ اس دروازے کو کھولکر آپ اندر اس دروازے کے تشریف
لیجائیں یقین ہی کہ اسی جگہ آپکا مقصد حاصل ہوا و سبز بخت سے ملاقات ہو۔ بدیع الملک نے
قفل اُس دروازے کا کھولا اور بسم اللہ کہکر دروازے میں داخل ہوئے دیکھا کہ اک صحرا ہے
لق و دق ہی کسی مقام پر گنبد بنا ہوا ہی کہیں مینار ہی کہیں حجرہ ہی اسی طرح مختلف عمارتیں ایک
آدمی کے رہنے کے موافق بنی ہوئی ہیں اور وہ جانب صحرا کے چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں اور
ایک طرف دریا سے نظر آرہا ہی۔ بدیع الملک ہر ہر مقام کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھتے یہاں تک
کہ جاتے جاتے اک مقام پر دیکھا کہ اک شیر نگہ نہایت لاغر اک زنجیر سے بندھا ہوا ہی بدیع الملک
غور سے اُس شیر کی طرف دیکھنے لگے شیر نے بھی کچھ اسطرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا کہ
بدیع الملک کا دل پگھل گیا انکو خیال ہوا کہ یہ کسی ساحر نے اسکو اسیر بلا کیا ہی یوں رہا ہونا اسکا
غیر ممکن ہی ترکیب اُٹھاکر لوح کو ملاحظہ کیا مگر لوح نے کوئی خبر نہ دی اسی سینہ مرغ والی لوح کو دیکھا
اسمیں بھی کوئی تحریر ظاہر نہ ہوئی آخر میں اُس چھوٹی لوح کو ملاحظہ کیا جو لوح مدور کے ساتھ
صندوق پتھر سے نکلی تھی اس میں لکھا تھا کہ اے فاتح طلسم یہ مرحلہ طلسم سے علیحدہ ہی اسی بنا پر اسکی لوح بھی
علیحدہ رکھی گئی ہی لہذا تجکو چاہیے کہ وہ سامنے جو اک حوض ہی اس سے پانی لے اور لوح کو پانی میں
دھو کر چھینٹا پانی کا مار اور تماشا قدرت خدا کا دیکھ کہ کیا ہوتا ہی۔ بدیع الملک نے ایسا ہی کیا چھینٹا
پڑتے ہی زنجیر غائب ہوگئی اور شیر بصورت انسان ہوگیا دیکھا بدیع الملک نے کہ اک جوان لاغر ہی
مگر چہرے سے آثار حزن کے علاوہ شان و شوکت شاہانہ نمودار ہی۔ بدیع الملک نے پوچھا کہ اے
جوان تو کون ہی حال اپنا بیان کر اور کسنے تجھے آدمی سے شیر بنا کر اس مقام پر مقید کیا تھا اسنے
کہا کہ قصہ میرا طولانی ہی اُسکے سننے سے کوئی فائدہ نہیں میں تو جس بلا میں مبتلا ہوں ہوں مجھے
اندیشہ ہی کہ کہیں مثل میرے تو بھی اسیر پنجۂ تقدیر نہو جائے فرمایا کہ تو اسکا خیال نکر بلکہ اپنا حال
بیان کر کہ صورت تیری روشن بخت سے بہت مشابہ معلوم ہوتی ہی۔ نام روشن بخت کا
سنکر وہ جوان رونے لگا اور عرض کی کہ کیا آپ روشن بخت سے آگاہ ہیں فرمایا ہاں میں اسی

فرزند سبز بخت شیردل کی تلاش مین یہان تک آیا ہون کہ اُسکو قید سے رہا کرکے اُسکے باپ سے
ملا دون پس یہ سُنکر وہ جوان دوڑکر قدمون سے لپٹا اور عرض کی کہ سبز بخت شیردل غلام ہی کا نام
ہی مگر مجھکو شیردل نہ کہیے بلکہ اگر بزدل کہیے تو زیبا ہی اسلیے کہ مین قید مین گلبین جادو کے ہون وہ
اُسکا کچھ کر نہین سکتا۔ فرمایا اس سے تیری شیردلی مین فرق نہین آسکتا نہ گھبرا کہ مین اُس ساحرہ
کا فاتحہ کرکے تجھے اپنے ساتھ لیے جاتا ہون سبز بخت نے عرض کی کہ اے شہریار وہ ساحرہ بلاے بد
آفت روزگار ہی ایسا نہو کہ میرے رہا کرنے کے عوض آپ بھی گرفتار بلا ہون۔ یہی ذکر تھا کہ اک مرتبہ
بگولے تند چلی اور ناگاہ ابر نمودار ہوا اور رعد کے گرجنے کی آواز پیدا ہوئی برقین ہزار ہا چمکتی ہوئی نظر
آئین۔ سبز بخت شیردل نے عرض کی کہ غضب ہوا وہ لکا تہ آپہونچی۔ بدیع الملک نے جلدی سے لوح
کو دیکھا تو لوح نے کوئی خبر نہ دی معلوم ہوا کہ لوح یہین تک تھی اب جو کچھ ہوگا وہ اپنے کیے
سے ہوگا۔ اُدھر گلبین جادو کو بزور سحر معلوم ہوگیا کہ بدیع الملک رہائی سبز بخت کے واسطے آگئے
ہین پس گلبین جادو پکاری کہ او سرکش تو یہان بھی آیا تجھے لوح پر بھروسا ہوگا نہین جانتا کہ لوح
طلسمی کو ہمارے سحر سے کوئی تعلق نہین اسلیے کہ ہم ساحران طلسمی سے نہین ہین۔ یہ کہکر ابر کیطرف
اشارہ کیا اور ابر سے برقین چھپ چھپ کر گرنا شروع ہوئین اور وہ لکہ ابر بدیع الملک کی طرف بڑھنے
لگا۔ پس بدیع الملک نے اسم اعظم پڑھکر اُس لکہ ابر کی طرف پھونکا اور تیر ترکش سے کھینچکر چلہ
کمان مین پیوستہ کیا برکت اسم اعظم سے ابر شق ہوا اور گلبین جادو نمودار ہوئی۔ بدیع الملک نے
فوراً تیر مارا اُسنے اُف کی کہ تیر کو جلا دون لیکن برکت اسم اعظم سے تیر نہ جلا اور سینے پر بیٹھا کہ توڑ کر
پار نکل گیا۔ گلبین جادو تڑپ کر زمین پر گری اسکے مرتے ہی قیامت برپا ہوئی آوازین لینا پکڑنا جانے
نہ پاے کی بلند ہوئین آتش باری و برف باری دیر تک رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من
گلبین جادو بود حیف مردیم وجان دادیم و بحساب خود نرسیدیم۔ جب علامات سحر برطرف ہوے
تو دیکھا بدیع الملک نے کہ اک دیوئی سینہ فگار زمین پر پڑی ہی سن کوئی تیرہ سو برس کا ہے
بدیع الملک نے سر اسکا کاٹ لیا سبز بخت نہایت خوش ہوا۔ بدیع الملک کے ہاتھ چومے اور نام
پوچھا۔ بدیع الملک نے اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ کیا۔ سبز بخت شیردل نے کہا کہ مین نے
اک روز عالم مایوسی مین تھککر دعا کی تھی اُسی روز شب کو خواب مین دیکھا تھا کہ اک بزرگ ارشاد
فرماتے ہین کہ اے سبز بخت شیردل نہ پریشان ہو کہ وقت رہائی تیرا قریب ہی صاحبقران زمان
بدیع الملک نوجوان تیری رہائی کا قصد کرکے چل چکے ہین عنقریب وہ آکر گلبین جادو کو مارکے
تجھے تیرے باپ سے ملا دینگے اور تمام اہل شخصیت اور ملازمین تیرے جو پتھر کے ہوگئے ہین وہ اپنی ہیئت
اصلی پر آجاینگے الحمد للہ کہ خواب میرا صحیح نکلا۔ بدیع الملک نے سبز بخت کو اپنے ساتھ لیا اور وہان سے
پھر کر اُسی دروازہ پر تشریف لاے کہ جہان بادشاہ طلسم فانوس انھین پہونچا گیا تھا دیکھا کہ بادشاہ
موجود ہی اُسنے بہت تعریف کی اور کہا کہ اے شہریار مین اسکی حد سے آگے اس سبب سے نہین گیا
کہ اہالیان طلسم اس راز سے آگاہ نہو جائین کہ مین نے اطاعت آپکی اختیار کرلی ہی ورنہ وہ سب
کافر مجھسے برخلاف ہو جاینگے اور انتظام طلسم مین خلل واقع ہوگا۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ یہی
مناسب تھا اور مین سوا مدد خدا کے کسی کی مدد کا خواستگار بھی نہین ہون یہ فرماکر بادشاہ کے ساتھ
ہوے فانوس شاہ انکو لیے ہوے قلعہ مین آیا سامان دعوت مہیا کیا بدیع الملک نے جشن مین

پھر عقد کی تحریک کی بادشاہ نے بخوشی عقد اپنی دختر کا جاموش جنی کے ساتھ کر دیا اور بعد اسکے ایک گنج
خزانہ طلسمی سے نکلوا کر بدیع الملک کے نذر کیا اور بارگاہ گلستان ارم مع خفقان ہا سے جواہر بدیع
بدیع الملک کے حوالے کر دیں اور نہایت انتظام کے ساتھ بیرون طلسم تک بدیع الملک کو پہونچا گیا
بیرون طلسم آکر بدیع الملک نے فانوس شاہ کو رخصت کر دیا اور آپ مع سبز بخت و سامان طلسمی طرف
ملک روشن بخت کے روانہ ہوئے وہاں روشن بخت بعد روانہ ہونے بدیع الملک کے اپنے شہر میں
آیا اور اُن حجری تصویروں کو دیکھ دیکھ کر روتا تھا اور بدیع الملک کے ظفر یاب ہونے کی دعائیں مانگتا
تھا کہ تیسرے روز وہ تمام لوگ جو پتھر کے بنے ہوئے تھے اک مرتبہ گر پڑے اور کچھ دیر کے بعد اُٹھے
تو ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا کہ ہم لوگ عین جشن میں سو گئے ایسا نہو شاہزادہ آجائے
تو ناراض ہوگا نہیں اپنے مقام پر شرمندہ تھے کہ ہمارا پیشہ چلا گیا کار ہی مگر عین مجرے کے وقت آنکھ
لگ گئی یہ کیا آفت ہوئی اب یہ چین کوئی گاہ ہم کو بلائیگا روشن بخت یہ سنکر دیکھنے دوڑا ہوا خدمت
میں نور الدہر وایرج وغیرہ سے آیا اور سارا ماجرا بیان کیا نور الدہر نے کہا مبارک ہو کہ بدیع الملک
نے اُس ساحرہ کو مارا اور تیرے فرزند کو رہا کیا یہ سب کشتہ سحر تھے زندہ ہوگئے بدیع الملک
تیرے فرزند کو لیے ہوئے آتے ہونگے۔ روشن بخت کے چہرہ پر بشاشت آگئی اور تمام سردار
برائے استقبال روانہ ہوئے تھوڑی راہ طے کی ہوگی کہ دیکھا سامنے سے بدیع الملک چلے آتے
ہیں اک جوان رعنا ہمراہ ہے اور پشت پر کچھ اخبہ بارگاہ کا اثالہ اور گنج وغیرہ لیے چلے آتے ہیں
روشن بخت اپنے فرزند کو دیکھ کر اسقدر خوش ہوا کہ قریب تھا شادی مرگ ہوجائے سبز بخت شیر دل
باپ کے گلے لگا اور سرداران اسلام کی ملاقات حاصل کی۔ روشن بخت سب کو لیے ہوئے
اس بزم عشرت میں آیا دیکھا تو بزم عشرت ہے اسی طرح جلسہ جما ہوا ہے طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہے
گانا ہو رہا ہے محفل آراستہ ہے جسطرح سب بیٹھے تھے اسی طرح بیٹھے ہیں لیکن آپس میں کہہ رہے ہیں
کہ آج اتنا دن چڑھ آیا اور شاہزادہ محل سے برآمد نہیں ہوا کیوں نہو معشوق کا پہلو چھوڑنا آسان
امر نہیں ہے سرداران اسلام اور روشن بخت جو حالات سے ان لوگوں کے آگاہ تھے کہ ابھی پتھر
کے تھے اور برسوں کے بعد اب یہ کہہ رہے ہیں کہ ابھی تک شاہزادہ محل سے برآمد نہیں ہوا شاید
یہ اپنے حال سے بیخبر ہیں کہ برسوں سے یہ محفل اسی طرح آراستہ ہے الحاصل شاہزادہ اپنے تمام
رفقا سے ملا اور اُنکو اُنکے حال سے آگاہ کر کے کہا کہ صاحبقران کی بدولت تمنے دوبارہ لطف حیات
پایا ورنہ مر تو چکے تھے باقی ہی کیا رہ گیا تھا بعد اسکے سبز بخت شیر دل محل میں داخل ہوا عروس
کو سوتا پایا بیدار کیا اور کہا کہ اسقدر دن چڑھے سو کر اُٹھتی ہو اُسنے کہا کہ رات بھر پریشان کیے
ہو اور پھر سویرے سے جگاتے ہو یہ کیا ظلم ہے یہ سنکر سبز بخت نے اُس سے بھی سارا ماجرا بیان
کیا اور کہا کہ ہمارے تمہارے تو قیامت تک کے واسطے جدائی ہو چکی تھی مگر قسمت یاور تھی
کہ صاحبقران زمان تشریف لائے اور طلسم فانوس کو فتح کر کے گلبن جادو کو مارا اور مجھے رہا کیا
نہ گلبن جادو مرتی نہ میں رہا ہو کر تمسے ملتا ہر ایک زیارت بدیع الملک سے مشرف ہوا اور سبز بخت
نے بڑی دھوم سے شاہزادہ بدیع الملک کی دعوت کی اور از سر نو ملک روشن بخت کا انتظام
ہونے لگا۔ جا بجا مساجد کی بنیاد پڑی تمام سرداران اسلام تعمیر مساجد میں سرگرم تھے کہ جب یہاں کے
انتظام سے فراغت حاصل ہو تو خانہ کعبہ چلیں۔ انکو تو مصروف انتظام رکھا جاتا ہے اور ایسا ہیں

چند کلمے داستان ضلالت نشان خروج برزیل بن فرزیل بن فرامرز قارن عادی کے بیان کیے جاتے ہیں

ناظرین باتمکین کو یاد ہوگا کہ جب نوشیروان بھاگ کر ملک عادن میں پہونچا ہے اور وہاں قارن
عادی بادشاہ تھا تو قارن نے نوشیروان کو پناہ دی اور امیر اول سے مقابلہ کیا چنانچہ صاحبقران
اول نے قارن عادی کو مار کر فرامرز کو بادشاہ کیا چند دن بعد فرامرز امیر سے برگشتہ ہو گیا تو عمر
بن حمزہ یونانی نے آکر اس سے مقابلہ کیا اور سر میدان اسکو چیر کر پھینک دیا لیکن زوجہ اسکی
چھپ کر نکل گئی وہ حاملہ تھی اسکے بطن سے فرزیل بن فرامرز پیدا ہوا جب فرزیل جوان ہوا
تو آتش کینہ دیرینہ مشتعل ہوئی اور اسنے بھی چڑھائی کی یہ وہ زمانہ تھا کہ بعد انتقال ملکہ
مہرنگار صاحبقران قبر مہرنگار پر فقیر بنے بیٹھے تھے کہ فرزیل پہونچا اور صاحبقران سے مقابلہ
کرنے کا اظہار کیا امیر نے انکار کیا اور فرمایا کہ میں نے تو سپہگری کیسی کہ دنیا کو ترک کیا۔ اسوقت
فرزیل نے کوڑا مارا لیکر عمرو نے کہا کہ حمزہ اب تو نہیں دیکھا جاتا یہ سمجھ لیا ہو گیا کہ تیرا ہاتھ نہیں تھکتا
اسوقت صاحبقران نے تھپڑ مارا کہ فرزیل بیہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا تو بغیر مقابلہ بیٹھ گیا
عیار فرزیل سے کہا کہ اگر آپ مقابلہ کریں گے تو مثل اپنے باپ اور دادا کے مارے جائینگے
لہذا مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ بیٹھیے میں حمزہ کو گرفتار کیے لاتا ہوں فرزیل نے
یہ رائے پسند کی اور عیار کے ذریعہ سے امیر کو گرفتار کرکے عقابین پر کھینچ دیا داستان عقابین
کی طولانی ہے یہاں مجھے یاد دلانا فضول ہے۔ الحاصل فرزیل کے مرنے کے بعد اسکی زوجہ
بھی حاملہ تھی یہ بھاگ کر شہر عقرب میں پہونچی عورت حسین تھی اور حاملہ تھی اور بادشاہ شہر
عقرب لاولد تھا یہ اکثر اپنے وزیروں سے فرزند لاولدی بیان کیا کرتا تھا چونکہ وزیر عقرب شاہ
کے نہایت درجہ علم نجوم میں کمال رکھتے تھے انھوں نے کہا کہ اے بادشاہ تیرے شہر میں
ایک عورت نہایت حسین کسی ملک کی رہنے والی آئی ہے اور بادشاہ عادن کی زوجہ ہے تو اسے
اپنے عقد میں لا اس سے ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ نہایت زبردست و بہادر ہوگا اور وہ خون کفار
کا مسلمانوں سے بدلہ لیگا۔ یہ سنکر عقرب شاہ نے لوگوں کو تلاش میں بھیجا اور زوجہ فرزیل
کو بلا کر اپنے مذہب کے موافق اس سے عقد کیا۔ عقد کے ہوتے ہی مہینے برزیل بن فرزیل
پیدا ہوا بادشاہ کو بہت بڑی خوشی ہوئی تو میں سمجھو میں جشن ملوکانہ ہوا قیدی رہا کیے گئے
گو یا عقرب شاہ ہی کے یہاں لڑکا پیدا ہوا اور نام سے برزیل بن عقرب کے مشہور ہوا
اب پرورش اسکی ہونے لگی جب برزیل ہوشیار ہوا تو تعلیم فن سپہگری ہونے لگی
چند ہی روز میں برزیل طاق و مشاق ہو کر شہرہ آفاق ہو گیا۔ اب سن برزیل کا کوئی بارہ
برس کا ہے بادشاہ اسے کسی وقت اپنے سے جدا نہیں رکھتا ہے دربار آراستہ ہے پہلوانان
نامی و گرامی کا مجمع ہے کہ ایک مرتبہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ جمشید کشتی گیر اور خورشید کشتی گیر
دو پہلوان نہایت زبردست کسی ملک سے آئے ہیں اور امیدوار باریابی ہیں عقرب شاہ
نے انکو بلا لیا دنگل میں کشتی کو شناخت ہے ان دونوں نے آکر سلام کیا دنگلوں پر بیٹھ گئے
عقرب شاہ نے کہا کہ ادھر کس ارادے سے آنا ہوا انھوں نے کہا کہ ہم ملکوں ملکوں پھرتے ہوئے

اور پہلوانوں کو زیر کرتے ہوئے ادھر بھی نکل آئے ہیں اس غرض سے کہ آپکے ملک میں اگر کوئی
پہلوان زبردست ہو تو وہ مجھسے کشتی کا مقابلہ کرے اگر ہم اس سے زیر ہونگے تو اسکی غلامی اختیار
کرینگے اور اگر زیر کرلینگے تو اپنا غلام بناکر ساتھ لے لینگے اور یہاں سے کسی اور شہر کی راہ لینگے۔ یہ سنکر بادشاہ
نے اپنے پہلوانوں کی طرف دیکھا سب نے گردنیں نیچی کرلیں کہ ان دیوزادوں سے کون لڑے
جب دیکھا بادشاہ نے کہ کوئی آمادہ مقابلہ نہیں ہوتا تو کہا کہ میرے یہاں کوئی پہلوان تمہارے
جوڑ کا نہیں ہے جس سے لڑواؤں۔ انھوں نے کہا کہ کیا یہ سب جو مونچھیں لگائے بیٹھے ہیں یہ
دیکھنے ہی کے ہیں۔ پس یہ کلمہ برزیل کے ناگوار خاطر ہوا اور اسنے اپنے دنگل سے اٹھکر بادشاہ
سے کہا کہ اگر مجھے اجازت ہو تو میں انسے مقابلہ کرنے کو موجود ہوں۔ بادشاہ نے کہا اے فرزند
پہلے ان پہلوانوں کی شرط کو سمجھ لے اگر تو انسے زیر ہوا تو میرے ہاتھ سے جاتا رہیگا اسلیے کہ یہ غلام
بناکر اپنے ساتھ لیجائینگے۔ یہ سنکر برزیل بن فرزیل نے عرض کی کہ ایسی ناکارہ اولاد رہی تو کیا اور نہ
رہی تو کیا اگر یہ مجھسے زیر ہوکر میرے مطیع ہوے تو مراد ورنہ میرے یہاں رہنے سے نہ رہنا
بہتر ہے۔ بادشاہ نے مجبوراً گوارا کیا۔ ان پہلوانوں کو اترنے کی جگہ دی گئی اور شہر سے علحدہ ایک
مقام پر اکھاڑے کی تیاری ہونے لگی تیسرے روز اکھاڑا تیار ہوکر درست ہوگیا گرد اکھاڑے کے
دنگل کے سرے سے سامان بچھ گئے ایک طرف تخت بادشاہ کا قائم کیا گیا ادھر تکیہ نہایت پرتکلف تان دیا گیا
جس وقت عقرب شاہ کو معلوم ہوا کہ اکھاڑا درست ہوگیا تو اسنے پہلوانوں سے کہلا بھیجا کہ کل فلاں مقام
پر آزمائش زور و طاقت کے واسطے آؤ اور چارجی سے کہا کہ چارج دے کہ کل فرزند بادشاہ عقرب
سے اور جمشید کشتی کرے گا آزمائش زور و طاقت ہوگی جسکو تماشا دیکھنا ہو وہ آئے جس وقت یہ
خبر مشتہر ہوئی تمام شہر میں ہلڑ ہوگیا دوکانداروں نے تختے اپنے اسیوقت سے روانہ کرنا شروع
کردیے اور لوگ شام ہی سے روانہ ہونے لگے صبح کو سارا شہر صحرا میں جمع تھا اور بستی میں سناٹا
پڑا ہوا تھا کسی جانب چرخ پوجا کر رہا ہوا تھا کہیں سوانگوں کے تخت نکل رہے تھے کسی جگہ تماشا
والے تماشا کررہے تھے جن لوگوں کی رسائی اکھاڑے تک ہوگئی تھی وہ تو آنے ہی اسلیے
تھے اور جو وہاں تک نہ پہونچے اسلیے وہ خبر یاب ہونے کے مشتاق تھے مگر دوسرے تماشوں میں
اپنا دل بہلا رہے تھے اک عجب ہنگامہ برپا تھا۔ غرضکہ آخر میں سواری بادشاہ کی آئی بادشاہ
فیل پر سوار سر پر اسکے چتر لگا ہوا تھا اور پیش فیل بادشاہ ایک ہاتھی پر برزیل سوار تھا۔ بعد اسکے
اور ارکین دولت تھے۔ جمشید اور خورشید پہلے سے آگئے تھے یہ دونوں بھی دیکھنے کے ہوتے تھے
لوگوں کی نگاہیں پڑتی تھیں اور برزیل بھی نہایت زبردست ہی لیکن بظاہر تو تھے اسکے جمشید
و خورشید سے کمزور معلوم ہوتے ہیں۔ رعایا دورویہ کھڑی سلام کررہی تھی اور بیچ میں سے سواری
عقرب شاہ کی گزر رہی تھی۔ عقرب شاہ دونوں ہاتھوں سے جواب سلام دیتا جاتا تھا یہاں تک
کہ اسیطرح قریب اکھاڑے کے پہونچکر سواری اتری لوگ استقبال کرکے لیگئے اور تخت پر بٹھالا
برزیل اک دنگل زرنگار پر بیٹھا جمشید کشتی گیر نے لنگوٹ باندھا اور بادشاہ سے اجازت لیکر
اکھاڑے میں اترا گیارہ ڈنڈ کیے اور اپنے پٹھوں کو زور دلانے لگا ایک ایک پٹھا ہاتھی کا
پاٹھا معلوم ہوتا تھا ایک وقت میں جمشید کشتی گیر نے گیارہ پٹھوں کو زور دلایا اور سب کو ٹھکا دیا اور
مردہ کرکے اکھاڑے کے باہر نکال دیا اور برزیل کی طرف دیکھکر خم مارا۔ برزیل نے پلٹ کر عقرب شاہ

سے اجازت مانگی عقرب شاہ نے کہا تجکو خداوندان گذشتہ و آیندہ سب کے سپرد کیا کہ کوئی تو تیری
مدد کریگا۔ بیرزیل لنگوٹ پہلے سے باندھے ہوئے آیا تھا اجازت ملتے ہی لباس اُتار کر جھم سے
اکھاڑے میں کود پڑا اور آواز دی کہ اے کشتی گیر آ کہ میں تیری خدمت کو موجود ہوں غرضکہ جمشید
نے بڑھکر ہاتھ ملایا سینہ ہاتھ کا ملنا تھا اور سلام کا ہونا تھا کہ داؤں پیچ ہونے لگے جمشید کی یہ
حالت تھی کہ اتنے بڑے تن و توش پر ایسی پھرتی سے پینترے بدلتا اور داؤں پیچ کرتا تھا کہ یہ معلوم
ہوتا تھا کوئی لڑکا کھیل رہا ہے یا کوئی بازیگر بازی کر رہا ہے اور بیرزیل بھی اسکے ہر پیچ کا توڑ اس خوبصورتی
سے کرتا تھا کہ معلوم ہی ہوتا تھا کس پر داؤں بندھ گیا دیکھنے والے لطف اٹھا رہے تھے مگر دل میں
کہہ رہے تھے کہ جسوقت دونوں تھکینگے اُسوقت کچھ حال کھلیگا لیکن یہ دونوں مصروف تلاش تھے تمام
دن کشتی رہی اور فیصلہ نہوا شام کو عقرب شاہ نے کہا کہ بس اب کل لڑنا اگر آج فیصلہ نہوا تو کل
ہو جائیگا دن واسطے لڑنے بھڑنے اور کاروبار کرنے کے ہے اور رات واسطے آسائش کے ہے یہ سنکر
جمشید کشتی گیر نے کہا کہ میں بغیر فیصلہ کیے اکھاڑے سے باہر نہیں نکلتا ہوں۔ یہ سنکر بیرزیل کو طیش
آگیا کہا کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ بعد فیصلہ ہونے کے اکھاڑے کے باہر نکلوں۔ بادشاہ نے دیکھا
کہ دونوں آمادہ فساد ہیں سمجھانے سے بھی نہیں مانتے خاموش ہو رہا وہیں خاصہ آگیا۔ بادشاہ نے
اُسی جگہ کھانا کھایا اور ارکین دولت باری باری اپنے مقام سے اٹھے اور کھانا کھا کر پھر چلے آئے
یہاں اُسی طرح کشتی ہوا کی اہل شہر کا یہ خیال تھا کہ ایک روز میں فیصلہ ہو جائیگا جب کشتی ختم بھی اور رات
ہوگئی تو اور اشتیاق بڑھا کہ بغیر معاملہ یکسو ہوئے یہاں سے جانا ایسا ہے گویا مکان سے آنے ہی نہیں پایا
اشتیاق فیصلہ کشتی عام طور پر پھیلا ہوا ہے سودا ہو رہا ہے جنگل میں منگل نظر آتا ہے اور شہر کے
گلی کوچوں میں خاک اڑ رہی ہے خلاصہ یہ کہ تمام رات کشتی رہی اور فیصلہ نہوا صبح ہوگئی اُس وقت
بادشاہ کی جانب سے دم کا سیٹی آئی دونوں علحدہ ہوے اور دودھ پی کر پھر لڑنے لگے تھوڑی
دیر میں دو دو دم پسینا ہو کر بہہ گیا۔ لوگ آنکھیں گڑوئے ہوئے تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہیں یہ دن بھی
تمام ہوا جب شام ہوئی تو عقرب شاہ نے کہا کہ تم دونوں زبردست و بہادر ہوا بجانا اٹو جمشید نے
کہا کہ آپ رعایت کرتے ہیں اور اپنے فرزند کو بچاتے ہیں۔ بیرزیل کو یہ کلمہ نہایت ناگوار گذرا کہا اے
جمشید کشتی گیر کیا تجھے تو وہم کا سمجھا ہے آج دو روز ہوئے تو نے کیا کر لیا آخر تجھے گھمنڈ کس بات کا ہے
اگر تیرا دم نہیں آیا ہے تو میں بھی ابتک بیٹھا ہوں کہ تجھے بھی دو روز کا مقابلہ بار نہیں گذرا ہے اچھا اصل
پھر تمام رات کشتی رہی۔ اب دیکھنے والوں کی آنکھیں درہم کرائیں ولیکن کہتے ہیں کہ خدا کرے جلدی
فیصلہ ہو اسپر جانے ملیکے جان پر بنی جاتی ہے۔ اہل شہر بہت سے ایسے تھے کہ اپنے مکان پر بھی گئے
اور پھر آئے یہاں اُسیطرح میلا لگا ہوا ہے آخر کار تیسرے روز کوئی پہر دن باقی ہوگا کہ جمشید کشتی گیر کا
دم پھولنے لگا اگر جمشید زور کرکے بیرزیل کو سات قدم دوڑا لیجاتا ہے تو بیرزیل جب زور کرتا ہے جمشید
کو نو قدم سپا کر دیتا ہے دیکھنے والوں کو بخوبی اندازہ ہو گیا کہ جمشید کمزور پڑنے لگا ہے عجب نہیں ہے
کہ بادشاہ کا فرزند اسکو زیر کرلے اور جمشید کشتی گیر بھی غور سے دیکھ رہا ہے اور دل میں کہہ رہا ہے
کہ انجام اچھا نہیں معلوم ہوتا کوئی چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ بیرزیل نے لنگوٹ جمشید کا توڑا اور سر
سے ملا کر کے زمین پر مارا کہ جمشید چاروں شانے چت گرا۔ بیرزیل نے مشکیں باندھ لیں اور اک
باڑ ہوا کہ وہ مارا جو لوگ دور تھے وہ پوچھ رہے تھے کس نے مارا کون پچھڑا لوگ خوشی میں ٹوپیاں اچھال

رہے تھے لیکن یہ کوئی نہین کہتا تھا کہ کسنے زیر کیا اور کون زیر ہوا جب بادشاہ اپنے فرزند کو ساتھ لیکر
وہان سے رفتار کرتا ہوا چلا ہی تو لوگ سمجھے کہ برزیل نے جمشید کشتی گیر کو زیر کر لیا - بادشاہ برزیل
کو لیے ہوے اپنے شہر مین آیا داخل ایوان شاہی ہوا - برزیل نہایا لباس بدلا اور کھانا کھا کر
سو رہا کہ تین شب و روز کا تھکا ہوا اور جاگا ہوا تھا تمام رات خوب غافل ہو کر سویا صبح کو دربار مین
آیا بادشاہ کو سلام کرکے اپنے دنگل پر بیٹھا اور جمشید کو طلب کیا جمشید اسیر غل و زنجیر سامنے
برزیل کے حاضر ہوا برزیل نے سوال کیا کہ مین نے تجھے کیونکر زیر کیا جمشید کشتی گیر نے کہا کہ
جسطرح بہادر بہادرون کو زیر کرتے ہین کہا کہ پھر میری اطاعت مین کیا عذر ہی جمشید نے کہا کہ
مین اطاعت اسوقت کرونگا جب آپ میرے بڑے بھائی خورشید کو بھی زیر کر لینگے اور اگر خورشید
نے آپ کو زیر کر لیا تو مین آپ کی اطاعت نکرونگا اور آپ کو اطاعت خورشید کی اختیار کرنا ہوگی
یہ سنکر برزیل نے قبول کیا اور کہا کہ لیجا کر اسے قید رکھو اور چونکہ خورشید روز حاضر دربار ہوا کرتا تھا
اس سے مخاطب ہو کر کہا کہ بھائی تمھارا کیا کہنا ہی خورشید نے کہا کہ واقع مین اگر آپ مجھکو زیر
کر لینگے تو مجھے بھی اطاعت مین کوئی عذر و انکار نہوگا - برزیل نے کہا کہ تم بھی کوئی دن قرار دو
کہ تمسے بھی فیصلہ ہو جاے خورشید کشتی گیر نے کہا کہ مین ہر وقت موجود ہون - برزیل نے کہا
کہ بہتر یہ ہی کہ کل میرے تمھارے بھی فیصلہ ہو جاے اسلیے کہ آج کے کام کو کل پر اٹھا رکھنا سراسر
دانائی کے خلاف ہی - خورشید کشتی گیر نے کہا جب جی چاہے مقابلہ کر لیجیے مجھے کسی وقت مین عذر
و انکار نہین ہی - بعد ازان بادشاہ نے یہ بھی کہا کہ ابھی تم تین روز کا مقابلہ کر چکے ہو دو چار روز آرام کر لو
اسکے بعد دیکھا جائیگا - لیکن برزیل نے منظور نکیا - غرضکہ پھر ڈھنڈھورا پٹا اور تیاری دنگل کی
ہوئی اور مثل سابق پھر مجمع ہوا ابکی مرتبہ لوگ اطمینان کے ساتھ اپنے اپنے گھر کا انتظام کرکے
گئے سمجھے کہ ایک مرتبہ معلوم ہو چکا تھا کہ فیصلہ کشتی کا تین روز مین ہوا تھا شاید ابکی بھی طول کھینچے
بلکہ ضرور ہی طول کھینچیگا اسلیے کہ خورشید جمشید ہی کا بھائی ہی اور یہ جمشید سے زبردست ہی
اسی نے جمشید کو کشتی تیار کیا ہی اور جمشید نے اپنی کشتی کے بعد اطاعت اختیار کرنے مین خورشید
کے زیر ہونے کی شرط پیش کی ہے اس سے بھی ظاہر ہوتا ہی کہ خورشید کشتی گیر جمشید سے زبردست
ہی یقیناً یہ مقابلہ اس سے زیادہ سخت ہی اور کشتی زیادہ زمانے تک الجھیگی اور دو ہی ہوا تھی کہ جب
اکھاڑا تیار ہو گیا اور بادشاہ مع ارکین دولت آکر بیٹھا خلقت خدا جمع ہوئی تو خورشید کشتی گیر
اکھاڑے مین اترا اور اسنے کسی سے زور نہین کیا بلکہ اکھاڑے مین اترتے ہی برزیل کو
للکارا برزیل بادشاہ سے اجازت لیکر اکھاڑے مین اترا خورشید سے ہاتھ ملایا اور کشتی شروع ہوئی
دونون ہلا کے سخت تھے یہ معلوم ہوا کہ بلبلاین گتھ گئین داؤن پیچ ہونا شروع ہوے تمام دن
کشتی رہی شام تک بھی علیحدہ نہ ہوے آج بادشاہ نے بھی کچھ نکہا اسلیے کہ اسکو معلوم ہو چکا تھا کہ اب
یہ اس سے اچھی طرح سمجھ لیگا تین روز تک جمشید سے لڑ چکا ہی تمام رات کشتی رہی صبح کو دیکھا
تو پھر اسی طرح دونون گتھے ہوے ہین اور لڑ رہے ہین دیکھنے والون کی آنکھین تھک گئین
مگر لڑنے والے نہ تھکے دو تین تین شبانہ روز کشتی کا اکھاڑا رہا جب تیسرا دن بھی گذر گیا اور فیصلہ
نہوا تو بادشاہ متردد ہوا کہ ایسا نہو برزیل زیر ہو جاے اسنے چاہا کشتی برابر رکھوا دون مگر دونون
پہلوانون نے منظور نکیا بادشاہ بھی خاموش ہو رہا چوتھے روز دو پہر دن گذرا ہوگا کہ برزیل نے

خورشید کا لنگر بھی توڑا اور سر سے بلند کرکے زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت گرا۔ برزیل نے
کود کر چھاتی پر مشکیں باندھ لیں اور عیار کے حوالے کیا عیار نے خورشید کو بھی داروغہ زندان کے
سپرد کیا۔ بادشاہ نہایت خوش ہوا برزیل پر سے زر نثار کرتا ہوا شہر میں لایا رات آرام سے گذاری
صبح کو دربار میں آکر بیٹھا اور دونوں قیدیوں کو طلب کیا جسوقت جمشید و خورشید حاضر ہوئے
تو بادشاہ نے پوچھا کہ برزیل نے تمکو کیونکر زیر کیا جمشید و خورشید نے کہا کہ جسطرح بہادر
بہادروں کو زیر کرتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ اب تمکو اطاعت اختیار کرنے میں کیا عذر ہے اُن
دونوں نے عرض کی کہ ہمیں اب کچھ عذر نہیں ہے عقرب شاہ نے اسیوقت قید اُنکی کٹوا دی
خلعت دیئے جمشید و خورشید رفاقت میں برزیل کے رہنے لگے چونکہ برزیل ابھی تک آگاہ
نہ تھا کہ میں کسکا بیٹا ہوں کیونکہ شہر عقرب میں آکر یہ پیدا ہوا اور اُسوقت پیدا ہوا جبکہ عقد اسکی
ماں کا عقرب شاہ کے ساتھ ہو چکا تھا لہذا یہ عقرب شاہ ہی کو اپنا باپ سمجھتا تھا اور اکثر
کہا کرتا تھا کہ خداوند ذات اعلی و صفات معلی نے مجکو وہ زور و طاقت عنایت کی ہے کہ میرے
باپ کو ایسا قوی پیدا کیا اور نہ دادا۔ یہی افتخار اسنے ایک روز اپنی ماں کے سامنے بھی ظاہر کیا
وہ مسکرائی اور کہا کہ تو کسکا بیٹا ہے برزیل نے کہا کہ کیا یہ بھی کوئی پوشیدہ بات ہے سب جانتے
ہیں کہ میں عقرب شاہ کا فرزند ہوں۔ اُسنے ہنسکر کہا کہ نہیں ایسا نہیں ہے اے فرزند آم کے درخت
سے آم اور ببول کے درخت سے ببول اسی طرح جس تخم کو بوتے ہیں اُسیکا درخت پیدا ہوتا
ہے اگر تو عقرب شاہ کے نطفہ سے ہوتا تو ایسا قوی و توانا ہرگز نہوتا۔ برزیل نے کہا کہ یہ صحیح ہے
مگر میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ عقرب شاہ کا بیٹا ہوں۔ اب آپ وہ بیان کیجئے جس سے میں ناواقف
ہوں۔ یہ سنکر برزیل کی ماں نے کہا کہ سن واقعہ یہ ہے کہ باپ تیرا قزل بن قراہرز بن قارن
عادلی تھا اور وہ دیر دستان روزگار سے ملک عدن میں فرمانروائی کرتا تھا لیکن خدا برا
کرے خدا پرستوں کا کہ انھیں کے ہاتھ سے وہ مارا گیا میں اُس زمانے میں حاملہ تھی چھپ کر
بھاگی اس شہر میں پہونچی کوئی وارث و والی نہ رہا تھا مجبوراً میں نے عقرب شاہ سے نکاح کر لیا
عقد کے چھٹے مہینے تو پیدا ہوا اگر نطفہ سے عقرب شاہ کے ہوتا تو نو مہینے بعد پیدا ہوتا
اور دادا تیرا قراہرز بھی خدا پرستوں کے ہاتھ سے مارا گیا اور ابتدا اس فساد کی تیرے پردادا
قارن عادلی کے زمانے سے ہوئی کہ اُسنے خدا پرستوں سے مقابلہ کیا نوشیروان عادل کو
پناہ دی حمزہ عرب جو صاحبقران زمانہ کہلاتا تھا اُسنے تیرے پردادا کو مارا چونکہ ستارہ مسلمانونکا
غالب آیا اس سے یہ لوگ مارے گئے ورنہ تیرے خاندان میں ایک سے بڑھکر ایک زبردست گذرا
ہے اور گو تو عقرب شاہ کا فرزند حقیقی نہیں ہے لیکن اسکی اطاعت تجپر واجب ہے اسلئے کہ اُسنے بیٹوں
کی طرح تجھے پالا ہے اور اپنا فرزند مشہور کیا ہے بس یہ سنکر اسکی آتش عناد مشتعل ہوئی اور برزیل نے اپنی
ماں سے کہا کہ حیف ہے ہماری زندگی پر کہ ہم جیتے بیٹھے رہیں اور خدا پرستوں سے اپنے بزرگوں
کے خون کا بدلہ نہ لیں یہ کہکر محل سے باہر آیا اور عقرب شاہ سے کہا کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ مسلمان
جہاں ملیں اُنکا استیصال کروں کہ اُنھوں نے ہزارہا خداوندیاں بگاڑیں سیکڑوں گھر بے چراغ
کر دیے سلطنتیں اُلٹ دیں ایسے سرکشوں کا زندہ رکھنا اچھا نہیں۔ یہ سنکر عقرب شاہ نے اپنے
وزیروں کی طرف دیکھا۔ وزرا نے عرض کی کہ نہایت مناسب ہے آخر انکو جو خداوندان اعلی اور

پیدا

زبردست وبہادر ہی اسنے مسلمانون کے قتل کا بیڑا اٹھایا ہی۔ یہ سنکر نوبہار جادو ہنسی اور کہا کہ اے
عقرب شاہ واقع مین کہ فرزند تمھارا زبردست وبہادر ہی مگر یاد رکھو کہ یہ اکیلا مسلمانون کا کیا کر سکتا ہی
انمین ایسا ایک بلا سے بدتر آفت روزگار ہر خیر مین ایک تختی تیار کیے دیتی ہون اگر یہ فرزند تمھارا
اس تختی کو اپنے پاس رکھیگا تو نہ اسپر کوئی حربہ کارگر ہوگا اور نہ یہ کسی سے زیر ہو سکیگا عقرب شاہ
یہ سنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ اے ملکہ نوبہار جادو یہ تو اک کار ثواب ہی جو جتنی شرکت کریگا اسکا صلہ
پائیگا۔ نوبہار جادو نے برزیل سے کہا کہ میرے ساتھ آؤ برزیل اٹھکر نوبہار جادو کے ساتھ ہوا
جاسوس اسیطرح جا رہا۔ نوبہار جادو برزیل پر فریفتہ ہو چکی تھی اس بہانے سے اپنے ساتھ لیکر
خلوت مین آئی اور باتین لگاوٹ کی کرنے لگی۔ ہرچند کہ سن نوبہار جادو کا گیارہ سو برس سے کم
نہوگا مگر بزور سحر یہ پندرہ ہی برس کی بنی ہوئی تھی اور انتہا کی حسینہ وجمیلہ معلوم ہوتی تھی
چونکہ برزیل بھی جوان تھا اور ایسی حسین عورت نے لگاوٹ کی باتین جو کین یہ اسکے دام فریب
مین آگیا اور دونون نے مطلب دل حاصل کیا۔ ہرچند کہ نوبہار جادو وہ تختی تین ہی روز مین تیار
کر سکتی تھی مگر اسنے چالیس روز مین تختی بنانے کا وعدہ کیا اور چالیس روز برزیل کو اپنا مہمان
رکھکر خوب حسرت دل نکالی اور چالیسوین دن تختی تیار کرکے برزیل کے سپرد کی اور کہا کہ جب
قتل خداپرستان سے فراغ حاصل کر چکنا تو میرے پاس آنا مین تمھین خداوند بنا دونگی یہ سنکر
برزیل اور بھی خوش ہوا اور اس تختی کو لیکر اپنے خود مین رکھ لیا کہ پاس ہی رہے اور کسیکو دکھائی
بھی نہ دے۔ اب عقرب شاہ نے اپنے وزیر خرچال سے کہا کہ کچھ بتا بھی خداپرستون کا لاؤ لشکر کس مقام
پر وہ لوگ مقیم ہین۔ یہ سنکر خرچال وزیر نے علم نجوم کے قاعدے سے بارہ برج اور سات
ستارے نظر مین رکھکر خیال کرنا شروع کیا تو دو مقام اسکو علم نجوم سے مسکن خداپرستان
کے دریافت ہوے۔ ایک بیابان گرداباد دوسرے لاک روشن بخت۔ اب اسنے یہ دیکھا کہ پہلے
کسطرف جانا چاہیے تو پہلے معلوم ہوا کہ اول بیابان گرداباد مین جانا مناسب ہی پس اسنے یہی
سب باتین عقرب شاہ سے بیان کین اور عقرب شاہ نے حکم دیا کہ پیش خیمہ ہمارا طرف بیابان
گرداباد کے روانہ ہو چنانچہ اول رحیق زحل بیشا کی چالیس ہزار سوار سے پیش خیمہ لیکر روانہ ہوا
بعد اسکے عقرب شاہ مع برزیل اور کل فوج ملکہ نوبہار جادو سے رخصت ہوکر طرف بیابان
گرداباد کے روانہ ہوا طے مراحل وقطع منازل کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ دیکھا کچھ لوگ چلے آتے ہین
اسنے پوچھا کہ تم لوگ کہان سے آتے ہو اور کون ہو۔ انھون نے بیان کیا کہ ہم سوداگر پیشہ ہین
طلسم نہ طاق تک گئے تھے وہان بربادی طلسم نہ طاق دیکھی۔ ہرچند کہ خداپرستون نے طلسم
نہ طاق کو بھی برباد کر دیا مگر خداپرست بھی ایسے تباہ ہوے کہ کبھی ایسے برباد نہوے ہونگے سیکڑون
عزیز بدیع الملک کے اور ان تاجدار کے ہاتھ سے مارے گئے اب لشکر اسلام مع بادشاہ
عالیمقام قلعہ سکندریہ مین مقیم ہی اور بدیع الملک صاحبقران ثالث مع جملہ سرداران نامی وگرامی
لاک روشن بخت مین مقیم ہین اور چند ہی روز مین جانب خانہ کعبہ روانہ ہو جائینگے۔ یہ سنکر برزیل
نے کہا کہ اب قلعہ سکندریہ کی طرف جانا بالکل بیکار ہی اسلیے کہ جن لوگون سے قصاص خون عزیزان
لینا ہی وہ سب لوگ لاک روشن بخت مین مقیم ہین۔ یہ سنکر وزیر خرچال نے منع کیا اور کہا
کہ بہتر یہی ہی کہ پہلے چلکر بادشاہ اسلام کو زک دیجیے کہ چراغ اسلام گل ہو پھر ان لوگون سے خانہ کعبہ

مین چلاکر سمجھ لیجیے گا کہ وہان پہونچکر یہ لوگ ترک دنیا کر دینگے اور یقین ہے کہ سامان حرب و ضرب بھی انکے پاس باقی نہ رہیگا اُسوقت مین قتل ان لوگون کا نہایت آسان ہوگا۔ یہ سنکر برزیل بہت بگڑا اور کہا کہ اے وزیر نافہم ان معاملات مین تجکو کیا دخل ہے تیری راے پر چلنے مین سلطنت کی بربادی ہے اور نتیجہ ایسا ہی ہوا چاہیے کہ اگر مین نے قلعہ سکندریہ پر لشکر کشی کی اور یہ خبر بدیع الملک وغیرہ کو پہونچی تو کیا مدد کو بادشاہ اسلام کے نہ آینگے مسلمانون مین جسکو معلوم ہوگا کہ بادشاہ اسلام پر فوج کشی ہوئی ہے اُسکو کھانا پینا حرام ہو جائیگا اور میری یہ بدنامی ہوگی کہ برزیل نہایت کم ہمت اور پست حوصلہ تھا کہ اُسنے سردارون کو چھوڑ کر بادشاہ پر فوج کشی کی اور اگر پہلے صاحبقران سے سمجھ لونگا تو باعث ناموری کا ہوگا کہ برزیل بڑا بہادر تھا کہ صاحبقران زمانہ سے جا کر مقابلہ کیا۔ اور ان لوگون کی کیا بھی پہونچنا دشوار ہے لوگ جانتے ہین امیر خانہ کعبہ کو گئے ہوے ہین کسیکو کیا معلوم کہ راہ مین کیسا اتفاق پیش آئی۔ بعد معاملہ بدیع الملک کے خدا پرستون کے جی چھوٹ جائینگے اور کوئی ٹھہر نہ سکیگا یقین ہے کہ بادشاہ اسلام خود اطاعت میری اختیار کر لینگے یہ جواب دیکر ایک سوار کو دوڑا دیا کہ جا کر رحیق رحل پیشانی سے کہنا کہ راہ بدل دو اور ملک روشن بخت کی طرف چلو سوار روانہ ہوگیا یہان شر چال وزیر ہر چند سر پیٹا کیا کہ صاحبزادے یہ کیا کرتے ہو دیکھو ستارہ تمھارا گردش مین ہے اگر یہی قصد ہے تو ساعت سعید دیکھ کر چلنا برزیل نے نہ مانا اور کہا کہ یہ کیسی ساعت ہے کہ ادھر چلنے کو مفید اُدھر چلنے کو مضر غیب کے حال سے کوئی واقف نہین۔ وزیر نے کہا کہ قلعہ سکندریہ دور ہے وہانتک پہونچنا دیر مین ہوتا اتنے زمانے مین ستارہ گردش سے نکل جاتا اور ملک روشن بخت قریب ہے اس ساعت مین ادھر کا جانا اچھا نہین کہ جسوقت منزل مقصود پر پہونچینگے وہی زمانہ قِران صعب کا ہوگا۔ برزیل نے ایک سماعت نہ کی اور کوچ کر کے طرف ملک روشن بخت کے روانہ ہوا۔ یہ تو طے مراحل و قطع منازل کرتا ہوا چلا آتا ہے دیکھیے کب پہونچتا ہے لیکن اول

چند کلمے داستان عصمت نشان صاحبقران زمان شاہزادہ بدیع الملک نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین غزل بر آغاز کلام

مین تو اٹھ سکتا نہین اے روح بستر چھوڑ کر
اُٹھ گیا دنیا سے آئینہ سکندر چھوڑ کر
اس صفائی کا ہوں قائل آہ اے آئینہ رو
کہتی ہے گویا بشارت مضمون کی بعد مرگ
تھا یہی لازم کہ لوح قبر فتنا آشنا
سیکڑون مضمون لب و دندان جانان کے لکھے
اشک آنکھون مین بھر آئے دریا دل مین اٹھا
جب فراق یار کے صدمے نرگس سے اُٹھ سکے
آج نہانس جائینگے دل دو چار کے کچھ شک نہین
مٹی دیکر لوح رکھکر دوست سارے چلدیے
نصل نکل آئی ہے یہ بیٹے ہین وندوت کا ہے دو

تو کہان جاتی ہے میرا جسم لاغر چھوڑ کر
چل بسا جمشید خالی اپنا ساغر چھوڑ کر
اُٹھ گئے پہلو سے تم دل کو مکدر چھوڑ کر
آسکے ہم خالی گئے بھی خاک پتھر چھوڑ کر
اسکو تمنا ہی نہ تھا گو سکندر چھوڑ کر
ہم گئے دنیا سے کیا کیا لعل و گوہر چھوڑ کر
قصہ خوان بھاگا ہمارے غم کا دفتر چھوڑ کر
روح بھی بھاگی ہمارا جسم لاغر چھوڑ کر
بزم مین بیٹھا ہے رخ پر زلف دلبر چھوڑ کر
قبر پر میری گئے سب خاک پتھر چھوڑ کر
بیٹھے ہین گوشون مین زاہد اپنے ممبر چھوڑ کر

تا یہ دامن یار کے پہونچا دے تو احسان ہے — خاک کو میری کہاں جا لے ہے صرصر چھوڑ کر
سچ کہوں مجھکو نہ تھی اُنسے بیوفا سے یہ امید — یون چلا جائیگا میرا حال ابتر چھوڑ کر
نامے آوارہ نہ کیوں ہوتے تلاش یار میں — ٹھوکریں کھائیگا وہ جائیگا جو گھر چھوڑ کر
کیا تعجب بعد میرے بھی جو ہو یہ سوگوار — بیکسی میری نہیں ہلتی ہے بستر چھوڑ کر
ہے یہی مطلب کہ اپنی جان دوں اب ہجر میں — اُٹھ گئے پہلو سے میرے وہ جو خنجر چھوڑ کر
آج دیکھونگا مقرر تجکو اے پردہ نشین — اب کہاں جاتا ہوں میں دامان محشر چھوڑ کر
جان دیدو پر نہ اُسکے عشق سے باز آؤ یاس — مرد اُٹھ جاتے ہیں اپنا نام اکثر چھوڑ کر

راویان اخبار و ناقلان آثار اسطرح روایت کرتے ہیں کہ صاحبقران دوران یعنے شاہزادہ بدیع الملک نوجوان روشن بخت کے مہمان ہیں اور ملک روشن بخت بعد بربادی پھر سے آباد ہوا ہے ہزارہا آدمی جو پتھر کی تصویریں بنکے رہ گئے تھے وہ جامۂ انسانیت میں آ گئے ہیں مسجدیں بن رہی ہیں دین اسلام کا ڈنکا بج رہا ہے اکثر صاحبقران عالیشان روشن بخت سے رخصت طلب کرتے ہیں اور روشن بخت قدموں پر گر کر امیر با توقیر کو روک لیتا ہے کہ میں ابھی جانے نہ دونگا کہ آپ کا قدم اس مقام کے واسطے باعث برکت ہے ذرا اس اُجڑے ہوئے دیار کو آباد تو ہو لینے دیجیے امیر بخاطر روشن بخت خاموش ہو بیٹھے ہیں۔ ایک روز صاحبقران زمان فصیل قلعہ پر ٹہل رہے تھے خیال سفر خانۂ کعبہ کا بندھا ہوا ہے خضران بھی حاضر ہے کہ یکایک از جانب شہر گردے برخاست یعنی گرد تیرہ و تیرہ خیرہ و خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان اک آسمان خاکی نمودار ہوا صاحبقران حیران ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہے کون آتا ہے خضران سے کہا کہ جا کر خبر تو لا کہ یہ گرد کیسی اُڑی ہے جس سے آثار کدورت ظاہر ہو رہے ہیں خضران مانند پیک صبا کے گیا اور آن واحد میں خبر لیکر پھرا۔ صاحبقران سے عرض کی کہ ابھی آپ کا خانہ کعبہ پہونچنا نہایت دشوار ہے اب تو یہ تیسرا دور بھی صاحبقرانی کا آخر ہوا اسلیے کہ آپ صاحبقرانی سے دست بردار ہو کر جانب خانہ کعبہ چلنے کا قصد کیے ہوئے ہیں جن جن کا خون کہ آپ نے اور میر ثانی اور امیر اول نے قتل کیا تھا اُنکی اولاد دعوائے خون سوا آپ کے کس سے کریگا اور جو دیا ہوا ہوتا ہے وہ وقت کا منتظر رہتا ہے چنانچہ یزیل بن قرزیل بن قراہرہ بن قارن عیدلی تین لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے آتا ہے یہاں آپکے ساتھ صرف بارہ سو سردار اور چند ہزار آدمی روشن بخت کے ہیں بدیع الملک نے فرمایا کہ کچھ پروا نہیں اسلیے کہ ع دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست + اتنے میں آتے آتے ہولنے بارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد نے ڈھکا فتح ہوا دل گرد سے تین سو علمہاے زنگاری نشانہ تین لاکھ سوار و پیدل کا نمودار ہوئے پھر پروں پے تعریف ہوئے دو سو خداوندوں کی تصویریں تھی پشت پر تین لاکھ سوار بکتر پوش اور جوشن پوش غول کے غول غٹ کے غٹ پرے کے پرے قشون کے قشون پیدل کے پیدل دستے کے دستے نمودار ہوئے اور سامنے قلعہ سکندریہ کے گولے کی زد سے ہٹے ہوئے ٹھہرنے لگے بارگاہ برپا ہوئی آخر میں جلوس شاہانہ نمودار ہوا قنچیان بانوں کی بیرق بردار علم بردار نیزہ دار خاص بردار نمودار ہوئے آگے آگے سقے چھڑکاؤ کرتے ہوئے اور پیچھے پیچھے ڈنکا ہوتا ہوا اس شان و شوکت کے ساتھ سواری بادشاہ لشکر کفار کی نمودار ہوئی۔ دو سردار پایہ تخت کو پکڑے ہوئے اور ایک جوان

زبردست مرکب پر سوار تخت کے آگے آگے نظر ان نے عرض کی کہ یا صاحبقران یہ جوان جو تخت
کے آگے آگے چلا آتا ہے یہ برزیل بن فرزیل ہے جو یہاں بارگاہ برپا ہو چکی تھی عقرب شاہ تخت
سے اتر کر داخل بارگاہ ہوا۔ رات ان سب نے آرام سے بسر کی جب صبح ہوئی تو عقرب شاہ آکر
دربار میں بیٹھا۔ برزیل دنگل پر متمکن ہوا اجمشید پاکیشتی گیر اور فورشید پاکیشتی گیر داہنی اور بائیں جانب
تخت کے بیٹھے کہ یہ دونوں سردار میمنہ و میسرہ فوج کفار کے تھے اور سردار بھی اپنے اپنے درجوں پر
جلوہ افگن ہوئے برزیل نے عقرب شاہ سے کہا کہ آغاز جنگ نامہ سے ہوتا ہے پہلے دیکھ لو تو
بدیع الملک جواب کیا تحریر کرتے ہیں عقرب شاہ نے برزیل سے کہا کہ جو چاہو لکھو تب برزیل
نے نامہ تحریر کیا اور سہیل اختر چشم کے ہاتھ روانہ کیا سہیل اختر چشم دو سو سوار ساتھ لیکر طرف لشکر
بدیع الملک کے روانہ ہوا۔ بدیع الملک نے بھی فوج کو قلعے کے باہر نکال کر بارگاہ گلستان ارم
برپا کرائی تھی جسوقت خبر پہونچی کہ نامہ دار برزیل آتا ہے بدیع الملک نے اسکے واسطے اک دنگل مہیا
بچھوا دیا اور حکم دیا کہ ایلچی کو آنے دو چنانچہ سہیل اختر چشم کو کسی نے نہ روکا اور وہ بے تکلف
داخل بارگاہ ہوا۔ بارگاہ کو دیکھکر آنکھیں کھل گئیں کہ عجب بارگاہ ہے عجب گیر و دار ہے لوگوں
کا یکسا عرش و کرسی ہزار ہا ہر چند کہ سوا شہنشاہ کے ہر کلاہ کے اس بارگاہ میں کوئی سردار جوان
نہ تھا مگر ایک بوڑھے شخص کے چہرہ سے وہ جلالت و شان پیدا تھی کہ دیکھتے ہی سہیل اختر چشم
پر رعب طاری ہوا اور گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ بدیع الملک نے خود فرمایا کہ اے نامہ بر تیری
جگہ یہ ہے اور دنگل کی جانب اشارہ کیا۔ سہیل اختر چشم اپنے دنگل پر آکے بیٹھا اور نامہ خدمت
میں صاحبقران زمان کے پیش کیا۔ امیر ثالث نے لفافہ کو چاک کیا اور مضمون نامہ کو پڑھا لکھا تھا
کہ اے سرگردہ خدا پرستان یعنی بدیع الملک نوجوان میں تم سے قصاص خون عزیزان لینے
آیا ہوں یا تو آمادہ مقابلہ ہو جاؤ یا جو کچھ مال تمکو طلسم فانوس سے ملا تھا مع بارگاہ گلستان ارم
اور خاص اپنے کمر کی تلوار میرے سپرد کرو تو میں تمہارے قتل سے دست بردار ہو کر اسباب لوٹ
کے استعمال کو چلا جاؤنگا۔ یہ مضمون دیکھکر بدیع الملک آگ ہو گئے اور جواب تحریر فرمایا
کہ او مردود تو وہی ہے کہ تیرے باپ اور دادا اور پردادا سب ہمارے خاندان کے ہاتھ سے
قتل ہوئے جسنے سر اٹھایا اسکا سر کچلا گیا اگر تمکو اس طرف قدم رکھنا گوارا ہے تو بہتر ہے ابھی وہی
انجام ہوگا۔ تو شوق سے طبل جنگ بجوا دے میں تیرے مقابلے کے واسطے تیار ہوں اور اگر
تجکو مال طلسمی کی خواہش ہے تو تجھے بھی دین اسلام قبول کریں تمام مال طلسمی مع بارگاہ و سپر و شمشیر و
نیزہ و گرز و اسلحہ سب کچھ تجھے بطور خلعت و انعام کے دیدونگا یہ جواب تحریر کرکے سہیل اختر چشم
کے سپرد کیا سہیل جواب نامہ لیکر اٹھا اور دروازہ بارگاہ کی طرف متوجہ ہوا۔ دو رویہ سرداروں کو
دیکھتا جاتا تھا کہ سب ضعیف ہیں کوئی جوان نہیں ہے میرے آقا سے کیا لڑ سکینگے قضا سے کنارہ
جسوقت کہ سہیل دنگل اسد غازی کا صف سے آگے بڑھا ہوا تھا اور اسد دلاور فقیری کپڑے
پہنے ہوئے بیٹھے تھے سہیل نے دل میں کہا کہ یہ فقیر یہاں کیوں بیٹھا ہے پہلوانوں کی صف میں
اسکا کیا کام۔ سہیل اختر چشم نے جاتے وقت اک ٹھوکر دنگل کو اس زور سے لگائی کہ دنگل
اسد دلاور کا پیچھے سرک گیا کہیں یہ دیکھکر اسد غازی کی آنکھوں میں زمانہ تیرہ و تار ہو گیا اور غصہ ضبط نہ ہو سکا
اٹھ کر ہاتھ سہیل اختر چشم کا پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے ایسا طمانچہ مارا کہ سہیل اختر چشم چرخ کھا کر

زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا بلکہ سوج گیا۔ یہ دیکھکر بدیع الملک ہائیں ہائیں کرتے ہوئے قریب لشکر غازی
کے آئے اور کہا کہ آپ نے یہ کیا غضب کیا کہ ایلچی کو مارا اسکا کیا قصور تھا۔ غازی نے فرمایا کہ اے
بدیع الملک تم تو ابھی بچے ہو تمنے کیا دیکھا ہوگا اپنے باپ سے میری حالت دریافت کرو کہ میں
کون شخص ہوں خدا کی شان ہے کہ اب ایسے ایسے لوگ ہمیں فقیر و ذلیل سمجھنے لگے تمنے نہیں دیکھا
کہ اس ایلچی نے جاتے وقت ایسی ٹھوکر میرے ڈنگل کو لگائی کہ ڈنگل اپنی جگہ سے ہٹ گیا اگر
کوئی دوسرا معمولی آدمی بیٹھا ہوتا تو ڈنگل الٹ جاتا اسنے تو میرے ذلیل کرنے میں کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہیں کیا تھا مگر خدا کو عزت رکھنا تھی کہ میں ڈنگل سے گرا نہیں اگر یہ ایلچی نہ ہوتا تو میں
تلوار سے کام لیتا اسے تھپڑ نہ مارتا تمام سرداروں کو یہ سنکر سناٹا سا آگیا۔ بدیع الملک دلمیں
کہتے تھے کہ واقع میں خطا تو اسی مردود کی تھی جسکی سزا اسنے معقول پائی مگر ظاہر اسباب بدنامی
ضرور ہے حضرات سے کہا کہ اسے ہوشیار کرو حضرات نے ہوشیار کیا۔ بدیع الملک نے سہیل
اختر چشم کو خلعت عنایت کر کے رخصت کر دیا۔ وہاں برزیل بن قرزیل جواب نامہ کا منتظر تھا
بیٹھا ہوا تھا کہ سہیل اختر چشم پہونچا اور اسنے الٹی باتیں بیان کیں کہ اے شہریار ایک شخص فقیری
لباس میں بیٹھا تھا سنا ہے کہ وہ امیر اول کا لڑکا اور بڑا سرکش تھا اسنے مجھے بھی جھڑکی اور
میرے گرانے کا قصد کیا تھا کہ میں نے تھپڑ مار کر اسکو بیہوش کیا۔ برزیل نے جواب نامہ پڑھا
اور غصہ میں آکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارے
کی گرجی خبر صاحبقران زمان بدیع الملک نوجوان کو ہوئی۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ کچھ پروا نہیں
کہدو کہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی۔ اسیوقت یہاں بھی کوس
حربی نوازش میں آیا اور تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں جو سرداران لشکر اسلام صاحبقران کے
ہمراہ تھے سب نے اپنی اپنی زنگ آلود تلواروں کو صیقل کیا اور اسلحہ کو صاف کیا دلمیں کہتے
تھے کہ ہمتو یہ سمجھتے تھے کہ اب تلوار نیام سے نکالنے کا وقت نہ آئیگا مگر معلوم ہوا کہ نہیں ابھی وہ
وقت نہیں ہے بلکہ عجب نہیں ہے کہ تلوار ہی کی موت نصیب ہو اُدھر کفار میں ایک مسرت تھی کہ کل
ان سرداروں نامی کو قتل کر کے دنیا میں نام پیدا کرینگے یہ وہ لوگ ہیں جنکی دھاک مثل رستم کے
سارے زمانے میں بندھی ہوئی ہے مگر کل ہمارے ہاتھ سے انکی قضا ہے اسلیے کہ اب یہ ضعیف
ہوچکے ہیں انمیں باقی ہی کیا رہا ہے اور برزیل تو پھولے نہیں سماتا ہے لیکن وزیر خرچال نے
آج بھی طبل جنگ بجوانے کو منع کیا تھا اور کہا تھا کہ ابھی ساعتیں بد ہیں آغاز جنگ تو اچھا ہے
اچھا ہے لیکن انجام اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے لیکن اسکی کون سنتا ہے تمام رات تیاری جنگ میں
بسر ہوئی اب وہ وقت آیا۔ نظم۔ لگے ہونے نظروں سے تارے نہاں۔ چھپا نور زریں
جادۂ کہکشاں + موذن اذان سے ہوکے بہرہ مند + ہوئی بانگ اللہ و اکبر بلند + نسیمی نفس
تھی نسیم رواں + اٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیاں + جوانان لشکر اسلام نے اٹھ اٹھ کر فریضہ سحری
کو ادا کیا اور اوراد و وظائف سے فراغ حاصل کرنے کے بعد اسلحہ جنگ طلب کیا زرہ بکتر خود چار آئینہ
دستانے موزے پہنے ہتھیار لگائے منہ پر جھلم ڈالی اور پشت مرکب پر بیٹھ کر در دولت صاحبقران
عالیشان پر حاضر ہوئے قبل اسکے کہ صاحبقران نکلکر پاس سے برآمد ہوں سب سردار آکر جمع ہوگئے
دست بستہ کرسی [illegible] دست چپ کی طرف اتنے میں صاحبقران زمان نکلا

یعنی شاہزادہ بدیع الملک نوجوان بھی سلاح جنگ سے آراستہ و پیراستہ ہوکر برآمد ہوئے سب نے
سلام کیا اور جو لوگ بدیع الملک سے سن اور رشتہ میں بڑے تھے انھوں نے دعا دی اسکے بعد
بدیع الملک کی جانب میدان کارزار روانہ ہوئے۔ جسوقت میدان جنگ میں پہونچے تو دیکھا کہ
روشن بخت اپنی فوج قلیل کو لیکر پہلے سے آگیا ہے۔ بدیع الملک نے آفرین کی اور فرمایا کہ اے
روشن بخت اگر منظور خدا ہے تو تمھیں زحمت نہ کھینچنا پڑیگی اسلیے کہ میرے ساتھ کا ایک ایک شخص
دیوکش اور اژدر شکار ہے۔ روشن بخت نے عرض کی کہ یہ صحیح ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ کچھ تو حق ادائی
کروں اسوقت عقرب شاہ تین لاکھ سوار و پیادل کی جمعیت سے وعدہ گاہ مصاف میں آکے
صف آرا ہوا۔ برزیل بن فرزیل اور جمشید کشتی گیر اور خورشید کشتی گیر اور رحیق زحل پیشانی
اور دیگر سردار اسکے تخت کو پکڑے ہوے ساتھ ساتھ آئے تخت عقرب شاہ کا قلب لشکر میں
قائم ہوا اور جمشید کشتی گیر نے میسرہ لشکر کو اپنے تحت میں اور خورشید کشتی گیر میمنہ فوج کو درست
کرکے صفوں سے دس قدم آگے بڑھکر بمرتبہ سرداری قائم ہوا قلب لشکر میں سہیل اختر چشم قائم
ہوا۔ کمینگاہ میں رحیق زحل پیشانی چالیس ہزار سوار لیکر قائم ہوا جب ترتیب لشکر درست ہو چکی
تو برزیل سب سے آگے بڑھکر بمرتبہ سالاری لشکر قائم ہوا۔ بعد آراستگی صفوف قتال و جدال
دونوں طرف سے بہادروں کے دوست نامردوں کے رقیب نکلکر سرود مستانہ چھیڑ چھیڑ کر اشعار
عبرت آگیں پڑھنے لگے اور ناپائداری دنیا کی تصویر بہادروں کے پیش نظر کرکے انکو آمادہ مرگ
و مہیائے قضا کردیا۔ ہر شخص جوش شجاعت میں جنگ کی ناموری کو زیست کی لذت سے بہتر سمجھنے لگا
ہر طرف اک سکوت کا عالم ہوگیا۔ پس برزیل بن فرزیل کو واقعہ قتل ابا و اجداد کا پیش نظر ہوگیا اور
خون عزیزی نے جوش مارا پلٹ کر جمشید کشتی گیر کی طرف دیکھا جمشید اشارہ پاتے ہی مرکب کو
چمکاکر میدان میں آیا بعد سلح شوری نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو آراستہ کرکے پکارا کہ یا معشر اے
گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان ہر چند کہ تم سب زندگی سے سیر معلوم ہوتے ہو کہ مقابلہ میں اس
شخص کے صف آرا ہوئے ہو۔ جو تمھاری جان کے لیے ملک الموت سے کم نہیں ہے مگر جسکو جانب
ملک عدم جانے میں زیادہ عجلت ہو وہ میرے سامنے آئے اور ہنر جنگ دکھائے پس یہ سنتے ہی
گرشاسپ زمان ایرج نوجوان نے مرکب کو جولان کیا اور سامنے جمشید کشتی گیر کے آئے فرمایا
او ملعون کیا بکتا ہے ابھی تو ہماری تلوار کی کاٹ سے آگاہ نہیں ہے لاف بہادری کی پھر دیکھ کہ ہم تجھے
جانب ملک عدم روانہ کرتے ہیں یا تو ہمیں بھیجتا ہے۔ یہ سنکر جمشید کشتی گیر نے نیزہ مارا ایرج نوجوان
نے نیزہ کو نیزے پہ کاٹا نیزہ بازی ہونے لگی کوئی ستر طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ ایرج نے نیزہ
جمشید کے ہاتھ سے نکال دیا جمشید کی آنکھوں میں دنیا تاریک ہوگئی پکارا او بڈھے غضب کیا
تو نے کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکال دیا خیر کچھ پروا نہیں نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ
بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہیں یہ کہکر تلوار نیام انتقام سے کھینچکر لپیٹ کے
سر کا ہاتھ مارا اور یہ ارادہ کرلیا کہ ایک ہی ہاتھ میں کام اسکا تمام کردوں ایرج نوجوان نے تلوار آتے
خیال میں کرکے سپر ہاتھ سے چھوڑ دی اور پنجہ ملی دراز کرکے کلائی پکڑ لی اور اس زور سے جھٹکا مارا کہ جمشید
اوندھے منھ عیاں مرکب پر آرہا بس کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جو زور کیا قاش زین سے اٹھالیا اور اچھال دیا
کہ بس ہاتھ بلند ہوگیا گرتے وقت چہرہ رنگ ہوائی کاٹا یہ دیکھکر تمام لشکر اسلام میں تحسین و صدائی

آواز بلند ہوئی اور بدیع الملک نے پکار کے کہا کہ سبحان اللہ شہاب کا لطف اسپکھی ظاہر ہے
اور کفار کے بھی چھوٹ گئے۔ برزیل نے دل میں کہا کہ جسے میں نے تین روز میں باندھا تھا اُسے اس
بڈھے نے کس آسانی سے اچھال دیا اور چور نگ کیا۔ ایرج نوجوان میدان سے پھر آئے اور لشکر کفار
سے خورشید کشتی گیر بھائی کے غم میں میدان میں آیا اور پکارا کہ اے خدا پرستو تم نے کہ میری توڑ کر
کہ برابر کے بھائی کو مار ڈالا کب چھوڑتا ہوں تم میں سے ایک کو بھی جسے مقابلہ کرنا ہو وہ جلد آئے ورنہ
میں خود آتا ہوں۔ یہ سخن نا تمام تھا کہ صاحبقران بن صاحبقران یعنی شاہزادہ نور الدہر مرکب
چمکا کر سامنے خورشید کشتی گیر کے آئے فرمایا کیا لاف و گزاف کرتا ہے تیرے بھائی کے غم نے
تیری عقل کو زائل کر دیا ہے ابھی سے تیرے حواس گئے ہوئے ہیں تو مقابلہ کیا کریگا اگر مشہور آگے
کہ ایک ... وہ ... زیادہ سرداروں پر جانے کا قصد کرتا ہے جنمیں سے ایک ایک تیری
گوشمالی کر سکتا ہے اور تیرے قتل کو کافی ہے یہ سنکر خورشید کشتی گیر نے کہا کہ میرا تو ارادہ یہ تھا کہ پہلے
اپنے بھائی کے قاتل کو قتل کرتا مگر اب تجھے سمجھا ہوں تیرے بعد اسکی بھی مزاج پرسی کرونگا یہ سنکر
نور الدہر نے فرمایا کہ مجھکو ایرج نوجوان سے جدا نہ سمجھ جسنے مجھ سے مقابلہ کیا اسنے ایرج سے مقابلہ
کیا پس یہ سنکر خورشید کشتی گیر نے نیزہ مارا نور الدہر نے نیزے کو خورشید کے نیزے پر
لگا کر روکا طعنیں چلنے لگیں اگرچہ خورشید کشتی گیر جمشید سے زیادہ ہوشیار و زبردست تھا مگر
نور الدہر نے بھی اسکی نیزہ بازی کو ستره طعن سے آگے نہ بڑھنے دیا اور بھترویں طعن میں اسطرح
نیزہ نکال دیا کہ خورشید کشتی گیر حیرت میں آگیا اور تمام اہل اسلام نے تعریف کی۔ ایرج نوجوان
نے بھی بہت ثنا کی۔ خورشید کشتی گیر نے غیظ و غضب میں آکر تلوار ماری۔ نور الدہر نے وار اسکا
اپنی سپر شمشیر پر گاڑھ کر جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا یا تو تلوار خورشید کے سر پر چمکی تھی یا زین میں ڈوب
نکلی۔ خورشید مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے۔ نور الدہر نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے میدان سے
پھرے۔ اب برزیل نے قصد کیا تھا کہ میں خود واسطے مقابلہ کے جاؤں سرداروں کو قتل نہ کرائے
لیکن سہیل اختر چشم اسد غازی سے جلا ہوا تھا اسنے مرکب کو جولان کیا اور میدان میں آکر
پکارا کہ او فقیر آج میدان میں آکر مجھسے مقابلہ کر تو حال معلوم ہو کہ تلوار کا دھنی کون ہے پس یہ سنتے ہی
اسد غازی کو تاب نہ رہی گھوڑا اڑا کر سامنے سہیل اختر چشم کے آئے اور فرمایا کہ او ملعون اس لباس
فقیرانہ نے تجھے تیری نظر میں بالکل حقیر کر دیا اُس روز وہ زیادتی کی اور اُسکی سزا پائی آج پھر میدان تو
کہتا ہے جانتا نہیں کہ میں کون ہوں نعرہ اسد ع اسد شہسوارم کہ در روز جنگ + بدرم دل شیر و چرم
پلنگ + لاضرب بہادری کی یہ سنتے ہی سہیل اختر چشم نے نیزہ مارا اسد غازی نے ترچھے ہو کر خالی
دیا اور نیزہ پکڑ کر جھٹکا مارا کہ نیزہ سہیل کے ہاتھ سے نکل گیا۔ پس اسد دلاور نے وہی نیزہ سینہ
سہیل اختر چشم کے مارا کہ سینے کو توڑ کر پار گزر گیا۔ اسد نے بقوت تمام سہیل کو نیزہ پر بلند کر کے
سر پر پھینک دیا اور زمین پر مارا کہ استخوان سہیل کے پارہ پارہ ہو گئے۔ برزیل دل میں کہتا ہے کہ ابھی تو
جو کچھ وہ صاحبقران وقت معلوم ہوتا ہے آج رنگ لڑائی کا اچھا نہیں ہے نکلنا مناسب وقت
نہیں معلوم ہوتا۔ یہ تماشا دیکھا گیا۔ بعد سہیل کے رحیق زحل پیشانی میدان میں آیا اور بعد لاف و
گزاف کے مبارز طلب کیا شہنشاہ گوہر کلاہ میدان میں آئے بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی
شہنشاہ گوہر کلاہ نے نیزہ ہاتھ سے رحیق زحل پیشانی کے ہوائی کیا رحیق زحل پیشانی نیزہ برابر آسمان

خجالت مین غرق ہو گیا اور دنیا نگاہون مین تیرہ و تار ہو گئی پس رحیق نے تلوار کمر سے کھینچی اور
شہنشاہ گوہر کلاہ پر برس پڑا - شہنشاہ گوہر کلاہ نے کئی حملے رد کیے جو ہاتھ کمر کا مارا تو رحیق کے
دو ٹکڑے ہوے بعد اُسکے مسعود زنگی لشکر کفار سے نکلا اور مبارز طلب ہوا - اسکے مقابلہ کو ہاشم
تیغ زن نکلے - تھوڑی ہی دیر کی رد و بدل مین ہاشم نے جنیبو کا ہاتھ مارا کہ وہ کافر بدست جہنم واصل
ہوا - اسیطرح دن بھر کی میدانداری مین اہل اسلام نے تینتیس سرداران کفار کو جان سے مارا شام کو
برزیل طبل بازگشت بجا کر میدان سے پھرا داخل بارگاہ ہوا - ادھر بدیع الملک نہایت شاد و خرم بارگاہ
گلستان ارم مین آکر رونق افروز ہوے اور خدا کا شکر بجا لائے کہ اس وقت آخر مین خدا نے
اپنا فضل کیا کہ پوری میدانداری مین سب محفوظ رہے اور تینتیس کافرون کو واصل جہنم کیا - وہان
برزیل نے لباس رزم اُتارا پوشاک بزم پہنکر بیٹھا اور دو چار جام شراب کے پیے جب دماغ
اُسکا بادہ ناب سے گرم ہوا تو اُسنے حکم دیا کہ میرے نام پر طبل جنگ بجے اُسیوقت نقارہ رزمی پر
چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر بدیع الملک کو ہوئی انھون نے بھی نقارہ رزمی بجوا دیا -
دونون جانب تیاریان جنگ کی ہونے لگین - کفار نے اپنے کشتون کو دفن کیا لیکن عقرب شاہ
نے خرچال وزیر سے کہا کہ آج تو تمھارے احکام نجوم کا اثر صحیح ظاہر ہوا کہ تینتیس سردار ہمارے
مارے گئے اور مسلمانون کے نکسیر بھی نہین پھوٹی اب کل کی نسبت کیا کہتے ہو اگر ایسا ہو کہ فرزند میرا مارا جائے
تو مین کہین کا نہ رہونگا اُسے منع کرونگا نہ مانیگا تو کسی تدبیر سے جنگ کو ملتوی کردونگا خرچال
وزیر نے زائچہ کیا اور بعد استخراج احکام عرض کی کہ اے شہریار کل سے تین روز تک ستارہ ہمارا
مسلمانون پر غالب ہے لیکن چوتھے دن سے پھر ستارہ نہایت سخت ہے اُسوقت آپکو جنگ ملتوی
کرنا مناسب ہے - عقرب شاہ خاموش ہو رہا لیکن طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور نور
سحری پھیلا - طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانون سے نکل نکل کر شاخ درخت پر بزبان
بے زبانی حمد سبحانی بجا لانے لگے اور لشکر اسلام مین شور اذان بلند ہوا - مجاہدون نے بستر کو
چھوڑا پہلے وضو کرکے فریضہ سحری کو ادا کیا بعد اسکے متوجہ میدان کارزار ہوے ادھر کفار نے
اپنے دین و آئین کے موافق رسم عبادت کو ادا کرکے رخ وعدہ گاہ مصاف کا کیا دو گھڑی دن
چڑھتے چڑھتے دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوگئے تیار آراستگی صفوف قتال و جدال
نقیب نہیب دیکھ بیٹھنے سکے کہ تمام لشکر کے علما سے زنگاری جلوہ گر ہو آئے اور برزیل ابن فرہاد
ابن فراموز بن قارن ملدی نے مرکب کو اپنے چھیڑا اور سامنے تخت عقرب شاہ کے آکر جانب
خواہ میدان مصاف ہوا - عقرب شاہ نے کہا کہ جا اے فرزند تجکو مین نے خداوندون کی
پشت و پناہ مین دیا آج ان خدا پرستون سے سمجھ لے بس یہ سنکر برزیل نے اسلام پر حملہ
کیا اور گھوڑے کو بڑھا کر میدان مین آیا نیزے کے ہاتھ نکالے سراپا سپاہ انکا دکھایا جب وقت
پسینے مین غرق ہو لیا تو اک مقام پر سبزہ زمین پر گھوڑے کے دم کو آرام تسکین کرکے آواز دی کہ ہاش
اے گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان معلوم ہوا کہ تم بڑے سرکش ہو جب اس بڑھاپے
مین تمھاری یہ حالت ہے کہ ایک روز مین تینتیس پہلوانان نامی کو اسطرح مار لیا کہ جیسے شکاری آہو بچون
کو صید کر لیتے ہین تو یقین ہے کہ تم نے زمانہ شباب مین بندگان خداوند لات و منات پر بڑے
بڑے ظلم کیے ہونگے اور ہزارون کو جان سے مارا ہوگا - اب مجھے تم سے قصاص لینا

فرض ہوا لیکن پہلے وہ شخص میرے مقابلہ کو آئے جس نے کل کی میدانداری میں میرے رفیق خاص
جمشید کشتی گیر کو مارا ہی جبتک قاتل جمشید کو قتل نہ کرونگا اسوقت تک جمشید کا داغ میرے دل
سے مٹنا غیر ممکن ہی بس یہ کلمہ سنتے ہی رستم زمان ایرج نوجوان نے مرکب اپنا بڑھایا اور شاہزادہ
بدیع الملک سے اجازت لی۔ بدیع الملک نے کہا کہ گو میں صاحبقران وقت ہوں لیکن آپ
بزرگ ہیں مجھسے اسطرح اجازت نہ طلب کیجیے بادشاہ اسلام ہوتے تو اُنسے اجازت مانگنا مناسب
تھا۔ ایرج نوجوان نے فرمایا کہ تم جانشین صاحبقران اور صاحبقران وقت ہو بعد بادشاہ کے
تمھارا مرتبہ سب سے زیادہ ہی خوردی و بزرگی اور شی ہی۔ بدیع الملک نے کہا کہ میں تو آپ کو
میدان میں نہ جانے دیتا مگر مجبور ہوں کہ وہ آپ ہی کو ٹوک رہا ہی اور دل میں بدیع الملک نہایت
خوش ہوے کہ آج ایرج نوجوان سے وہ خلق ظہور میں آیا ہی جو انکے خاندان کی آن بان کے
خلاف ہی کبھی انکے بزرگوں نے بھی اتنا ادب نہیں کیا جو آج انھوں نے میرا ادب کیا ہے
غرضکہ ایرج نوجوان بدیع الملک سے اجازت لیکر سامنے برزیل کے آئے برزیل نے ایرج
نوجوان کو اپنی طرف آتے دیکھکر گرد سپر کا سنبھالا اور بقصد جنگاوری مرکب کو جولان کیا ادھر
ایرج نوجوان نے بھی سپر بھو کس لی اور گھوڑے کو رانوں میں مسلا وسط میدان میں تگاپو ہونے لگی
سپر لڑی دونوں سپروں سے پھول جھڑنے لگے چنگاریاں اڑیں یہ معلوم ہوا کہ دو ابر ملکر گرجنے لگے
اور بجلی چمکنے لگی بگاوروں سے گرد اڑی مرکب برزیل کا چار قدم پیچھے ہٹا اور گھوڑا ایرج نوجوان کا
حسب عادت کوئی ڈیڑھ قدم سپا ہوا پھیر گھیر کر باگوں کو ایک نے دوسرے کا سامنا کیا۔ برزیل پکارا
او بڈھے تو بڑا شہسوار معلوم ہوتا ہی اگر دوسرا ہوتا تو بگادر میں آ جاتا۔ ایرج نوجوان نے فرمایا کہ او
ملعون تو ابتک کس خواب خرگوش میں ہی شاید تو نے افسانے میری شجاعت کے سنے نہیں ہیں
یا اپنے غرور میں اس کان سن کر اس کان اڑا دیا ہی میں وہ شخص ہوں جسنے بارہ برس ملک باختر
میں صاحبقرانی کی پہلوانان زمانہ میرے نام سے تھراتے تھے اس بڑھاپے میں بھی تجھ ایسے میرا
کچھ نہیں کرسکتے ہیں برزیل نے نیزہ سنبھالا اور پکارا کہ میں نے جو ذرا سی تعریف کر دی تو اسے دماغ
تیرا آسمان پر پہونچ گیا بس اب لاف زنی سے کچھ حاصل نہیں نیزہ سنبھال اور ہنر جنگ دکھا ایرج
نوجوان نے بھی نیزہ سنبھالا اور فرمایا کہ وار کر برزیل نے خبردار خبردار کہکر سینہ ایرج نوجوان پر وار
کیا۔ ایرج نوجوان نے نیزہ کو نیزے پر لگا کر ہٹا دیا طعنیں چلنے لگیں رد و بدل ہونے لگی کوئی ستر طعنے کی
نوبت آئی ہوگی کہ شاپور نے آواز دی اے شہریار بہت دیر ہوئی بس ادھر تو یہ کلمہ شاپور کی زبان
جاری ہوا ادھر ایرج نوجوان نے وہیں سے ایسا بند باندھا کہ برزیل کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا نیزہ
مانند تیر شہاب کے ہاتھ سے نکلا بالا سے ہوا بلند ہوا۔ برزیل ہاتھ ملنا کرکے رہگیا لشکر اسلام میں
قہقہہ کی صدا بلند ہوئی اور برزیل نیزہ برابر آب خجالت میں غرق ہوگیا بس برزیل نے خفیف ہوکر
تلوار کھینچ لی اور جھپٹ کر سر ایرج نوجوان پر وار کیا ایرج نے وار اُسکا رد کرکے تلوار ماری برزیل نے
سپر کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا تلوار جو چمک کر گرتی ہی سپر کو مانند قرص قمر کے کاٹا لیکن خود پر جاکر رک گئی
ایرج نوجوان نے جھٹکا مارا پھر بھی خود نہ کٹا دیکھنے والے حیران تھے کہ اتنی بڑی ضرب اس خود سے
کیونکر رکی یہ خود کس شئی کا بنا ہوا ہی۔ برزیل نے دوسرا وار کیا ایرج نے پھر اسکا وار رد کرکے تلوار
بیباکی گردن پر ماری اگر کوہ بھی سپر ہوتا تو قلم ہو جاتا لیکن تلوار گردن پر پڑتے ہی اچٹ گئی۔ اب

ایرج نوجوان کو اور دیکھنے والوں کو خیال گزرا کہ شاید یہ روئین تن تو نہیں یہ دلنا ہی لیکن ساتھ ہی یہ بھی دھیان
آیا کہ اگر یہ یزیل روئین تن ہی تو خود کو تلوار سے کیوں نہ کاٹا یہ اسی کشمکش میں پڑے جاتے تھے
کہ اس مرتبہ گھوڑے نے سکندری کھائی خود سر سے ڈھلک کر گرا تلوار یزیل کے سر پر ایرج نوجوان
کے پڑی جا پڑا اُنگل کا زخم سر میں آیا جلدی سے دستانہ مارا تلوار جھٹکا کر سر سے نکلی اور خیا درا
خون کی سر سے باہر آئی۔ یہ یزیل چاہتا تھا کہ دوسرا وار کر کے کام ایرج نوجوان کا تمام کر دے کہ نور الدہر
نے گھوڑا دوڑا دیا اور آواز دی کہ او ملعون کیا کرتا ہے ارے زخمی پر ہاتھ اُٹھاتا ہے یزیل نے کہا کہ تو تو
صحیح و سالم ہے تو آ اور تجھ سے بھی سمجھے قصاص خون خورشید کشتی گیر کا لینا ہے جیسے ہی نور الدہر قریب
یزیل کے پہنچے یزیل نے تلوار ماری نور الدہر نے وار اسکا رد کر کے اپنا وار کیا یزیل نے آ
سپر اُٹھانا بھی چھوڑ دیا تلوار نور الدہر کی بھی خود پر پڑتے ہی اُچٹ گئی۔ یزیل نے دوسرا ہاتھ مارا
کہ یہ بھی زخمی ہو کے اُٹھو تار بندھ گیا ایک زخمی ہوتا تھا دوسرا اسکے بچانے کو جاتا تھا وہ بھی زخمی
ہو جاتا تھا۔ نوبت بہ اینجا رسید کہ پچاس سرداران نامی و گرامی کا ہاتھ سے یزیل کے زخمی ہو کے
عقرب شاہ نہایت خوش ہوا طبل شادمانی بجاتا ہوا اور یزیل پر سے زر نثار کرتا ہوا میدان سے
پھر کر داخل بارگاہ ہوا۔ یزیل نے لباس رزم اُتارا پوشاک بزم پہنکر بیٹھا جام شراب ارغوانی گردش
میں آیا اور ناچ ہونے لگا۔ وہاں بدیع الملک نہایت غمگین و متردد میدان سے پھر کر داخل بارگاہ
گلستان ارم ہوئے زخمیوں سے شفاخانہ بھر گیا سرداروں میں چرچا ہونے لگا کہ یہ کیا آفت ہے کہ
اسکے اسلحہ پر بھی تلوار اثر نہیں کرتی ہے۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے یہ ساحر ہے یا کوئی ساحر
اسکی کمک پر ہے خیر کل دیکھا جائیگا یہی ذکر ہو رہا تھا کہ آواز طبل جنگ کان میں آئی۔ بدیع الملک نے بھی
کوس حربی بجوا دیا پھر دونوں لشکروں میں تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں تمام رات تیاری جنگ میں بسر
ہوئی صبح کو دونوں لشکر دلاور گاہ مصاف میں پہونچکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و
جدال نقیب و نہیب دیکھے بیٹھے تھے کہ یزیل نے پھر ڈانک کا ربا اور میدان میں آکر پکارا کہ باش اے
گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان میں وہی ہوں جسنے کل پچاس سرداران نامی کو زخمی کیا لیکن قصور
کہ قضا کسی کی میرے ہاتھ سے نہ تھی آج جو نکلے وہ آمادہ مرگ و مہیا ہے فنا ہو کر نکلے پس یہ سنکر
بدیع الملک نے نکلنے کا قصد کیا تھا کہ ہاشم تیغزن نے گھوڑا اپنا بڑھا دیا اور میدان میں آکر یزیل
کے مقابل ہوئے بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی۔ ہاشم نے نیزہ یزیل کے ہاتھ سے نکال دیا۔
پس یزیل پکارا کہ تم مسلمانوں سے نیزہ بازی کرنا بالکل بیکار ہے آئندہ سوا تلوار کے تم لوگوں سے
کسی حربہ کی لڑائی نہ لڑونگا یہ کہکر تلوار کمر سے کھینچ لی اور سر پر ہاشم تیغزن کے وار کیا ہاشم تیغزن نے
وار اُسکا رد کر کے اپنا وار کیا اسی طرح کئی وار لئے دئے بعد میں مرکب ہاشم کا مارا گیا ہاشم تیغزن
گھوڑے سے کود کر علیحدہ ہوئے اور چاہا کہ مرکب یزیل کو بھی بے گردن کریں یزیل بھی گھوڑے
سے کود پڑا اور تلوار کھینچکر ہاشم کے سامنے آیا تھا کہ ہاشم کا پاؤں بھی موشخانہ میں گیا
اور یہ بھی زخمی ہوئے اہل اسلام آکر ہاشم کو پھیر لیگئے آج بھی پہلے دن کی طرح ایک کے بعد دوسرا آیا
مقابلہ جا کر لگا لیکن جو گیا وہ زخمی ہوا قریب اڑتالیس سرداروں کے آج بھی زخمی ہوئے شام کو
یزیل طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا۔ لیکن روشن بخت نے جو رنگ لڑائی کا برا دیکھا تو خبر
کو قلعہ میں بھیج دیا کہا تک بیان کیا جاوے کہ کئی روز کی میدان داری میں کئی سو سرداران لشکر اسلام

یرزیل کے ہاتھ سے زخمی ہوئے آخر ساتوین روز بدیع الملک نے اپنے تمام پر طبل جنگ بجوا دیا اور لشکر مین اپنے منادی کرادی کہ کل برزیل سے مقابلہ کو کوئی نجائے ہر طرف چرچے ہونے لگے کہ کل تو وہ صاحبقران زمان برزیل سے مقابلہ کریگے اُدھر برزیل بھی خوش ہوا کہ بدیع الملک آگر مارے گئے تو چراغ اسلام گل ہوگیا چنانچہ تمام رات عجب اضطراب کے عالم مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نقابت کرکے ہٹ گئے تو برزیل میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا الیبن خضران نے کلاہ اچھالکر میدان کو قرق کیا تمام لشکر اسلام کے علم جلوہ گر ہو گئے۔ بدیع الملک نے مرکب اپنا بڑھایا اور سامنے برزیل کے آگئے۔ برزیل نے کہا کہ اے بدیع الملک دیکھا تمنے کہ مین نے کس طرح تمھارے سردارون کو زخمی کیا یہی حالت تمھاری بھی ہوگی اگر جان اپنی عزیز ہی تو سامان طلسمی اور میرے زخمی جو ہوا لیکر دو مین چلا جاؤن ورنہ تھوڑی دیر مین یہی حال تمھارا بھی ہوگا۔ فرمایا جو تجھ سے ہوسکے قصور نکر برزیل نے تلوار ماری بدیع الملک نے تلوار کو برزیل کی تلوار سے قلم کیا اور اپنا وار کیا وہی حالت ہوئی کہ انکی تلوار بھی اُچٹ گئی اب رد و بدل ہونے لگے۔ بدیع الملک نے چاہا کہ کلائی پکڑلون کہ اسیر تلوار تو اثر نہین کرتی ہر کشتی مین یہ عاجز آئیگا یہ خیال کرکے بدیع الملک نے ہاتھ کلائی پر ڈالنا چاہا تھا کہ گھوڑے نے ٹھوکر لی چونکہ ستارہ اہل اسلام کا گردش مین تھا ہاتھ سے برزیل کے یہ بھی زخمی ہوئے برزیل نے چاہا سر کاٹ لون کہ یہ سردار اہل اسلام کا ہی جب یہ دیکھکر تمام اہل اسلام دوڑ پڑے ادھر سے کفار پڑے جنگ مغلوبہ ہوگئی بدیع الملک کو بچا لیا لیکن اور بہت سے سردار زخمی ہوئے اور بعضون نے جام شہادت نوش کیا شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے قیام گاہ پر آئے۔ برزیل نے پہونچتے ہی پھر طبل جنگ بجوا دیا اور کہا کہ کل اہل اسلام کا خاتمہ کردونگا۔ ادھر روشن بخت نے طبل تو بجوا دیا لیکن رات کو تمام سردارون کو ہمراہ لیکر یہ قلعہ بند ہوا۔ انکو انتظار صبح مین چھوڑکر

چند کلمے داستان شوکت بیان شاہزادہ زمان یعنی سکندر رستم شوکت نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین

راوی بیان کرتا ہی کہ جس وقت شاہزادہ سکندر رستم بہ بہانہ تعاقب آہو لشکر سے علیحدہ ہوکر جانب صحرا روانہ ہوئے ہین ہر چند کہ کئی مقام پر آہو تیر کی زد پر تھا مگر سکندر نے اُسکو شکار نہین کیا اسلیے کہ مطلب تو انکا اور ہی کچھ تھا یہانتک کہ جاتے جاتے آہو ایک گوشہ صحرا کی طرف روانہ ہوگیا اور سکندر رستم نے مرکب کو اُڑا لیے ہوئے کئی فرسخ نکل گئے اور جب یہ سمجھ لیا کہ اب اگر کوئی تلاش مین چلیگا بھی تو وہ آج مجھ تک نہین پہونچ سکتا کل جسوقت کوئی یہانتک آئیگا ہم نہین معلوم کہان پہونچ جائینگے یہ سوچ کر قریب ایک چشمہ آب کے مرکب سے اُترے وضو کیا نماز پڑھی زین پوش بچھا لیا جب وقت نماز مغرب کا آیا فریضہ مغرب و عشا کو ادا کرکے خدا کو محافظ جان سمجھکر اسی کی ذات پر تکیہ کیا اور سو رہے صبح کو بیدار ہوئے چشمہ سے وضو کیا اور فریضہ سحری کو ادا کرکے اور آگے روانہ ہوئے آج بھی سارا دن رہروی مین گزارا شام کو اسی مقام پر قیام کیا اور رات صحرا مین بسر کی صبح کو پھر چلے جب بھوک لگی تو میوہ صحرائی درختون سے توڑکر

کھا لیا یا جو کچھ خرجیوں میں کھانا موجود تھا اُسپر اکتفا کی ہر نوع چار پانچ روز کی صحرانوردی میں
اک صحرا میں پہونچے دیکھا کہ ایک جانب کچھ پہاڑیاں ہیں ایک سمت دریا ہے اور ایک طرف
صحرا ہے لیکن ایسا جانب کچھ عجیب و غریب سامان ہے کہ نہ دن معلوم ہوتا ہے نہ رات کچھ کہرا سا
پڑ رہا ہے لیکن بالاے کوہ اک منڈھی پڑی دیکھی سکندر کوہ پر آئے وہاں دیکھا کہ اک شخص درویش
وضع بیٹھا ہوا ہے سکندر نے سلام کیا درویش نے دعا دیکر پوچھا کہ بابا کہاں سے آنا ہوا۔ سکندر
نے سرگذشت اپنی بیان کی اور چونکہ بزرگ بھی اسکے ہمیشہ فقرا کو مانتے ہیں اور اکثر مرحلے فقرونہ
ہی کی مدد سے سر ہوئے ہیں اس بنا پر انھون نے حسرت اپنی سامنے مرد درویش کے بیان کی کہ
میں بارادہ فتح طلسم اسرار باطنی نکلا ہوں چونکہ آپ مرد مقدس و خدا رسیدہ معلوم ہوتے ہیں
لہذا آپ سے التماس ہے کہ مجھے راہ طلسم کشائی بتایئے اور طلسم اسرار باطنی کا پتہ بتا کر مدد دیجئے کہ میں
طلسم باطن نہ طاق کو توڑ کر اکوان تاجدار اصلی کو مار کر بہانے صاحبقرانی پر قبضہ کرون کہ یہ
شرط صاحبقران ثالث نے معین کی ہے یہ سنکر درویش نے کہا کہ اچھا بیٹھو دیکھا جائیگا کنجی طلسم
اسرار باطنی کی میرے پاس ہے جس سے چاہوں طلسم کو فتح کرادوں یہ طلسم بے لوح ہے اسکی تدبیر
جو ہے وہ تمھیں بتادونگا۔ سکندر دل میں نہایت خوش ہوئے اور درویش کے پاس بیٹھ گئے درویش
کے پہلو میں اک بانسری رکھی تھی اور سامنے کچھ پتلے پتھر کے کھڑے ہوئے تھے بس درویش نے
اک مرتبہ بانسری اُٹھا کے بجانا شروع کی ادہر بانسری بجی اُدہر پتلون نے ناچنا شروع کیا۔ سکندر
کو پتلون کے ناچنے پر بہت ہنسی آئی اور کہا کہ شاہ صاحب آپ تو پتلے خوب نچاتے ہیں آپکا اسم
شریف کیا ہے درویش نے کہا کہ بابا مجکو ققنس شاہ کہتے ہیں میں نے علم موسیقی پر بڑا ریاض کیا ہے
اگر چاہوں تو صحرا میں آگ لگا دون چاہوں پانی برسا دوں سکندر کو یہ سنکر اشتیاق پیدا ہوا
کہا کہ ہاں میں نے سنا تو ہے کہ دیپک راگ میں یہ تاثیر ہے کہ آگ لگجاتی ہے اور میگھ راگ سے پانی
برسنے لگتا ہے لیکن آجتک ایسا گویا دیکھا نہیں حالانکہ میرے یہان تمر و سا شخص موسیقی کا جاننے والا
موجود تھا جسکے گانے پر در و دیوار محو ہو جاتے تھے مگر یہ صفت اسکے گانے کی بھی کسی کی زبانی نہیں
سنی کہ پانی برسنے لگا ہو یا آگ لگ گئی ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجکو یہ تماشا بھی دکھا دیں یہ سنکر
درویش نے پھر بانسری اُٹھائی اور کہا کہ سارے صحرا کو جلا دیتے ہیں تو نقصان عظیم ہوگا اسلئے
کہ یہ مقام برسوں کے واسطے ویران ہو جائیگا ہاں تمھاری خاطر سے ایک درخت کو جلائے دیتا ہوں
سکندر نے کہا بہتر درویش نے بانسری بجانا شروع کی دیکھا کہ بانسری سے اک شعلہ پیدا ہوا اور جس
درخت کی طرف رخ بانسری کا تھا اُسپر جا کے گرا تمام درخت مانند درخت آتشبازی کے جلنے لگا اور
دم بھر میں جل کے خاک ہو گیا۔ سکندر دل میں کہتا ہے کہ درخت کو تو اسنے بیشک جلا دیا مگر دل پر اس
گانے کا کوئی اثر نہوا ققنس شاہ نے کہا کہ کیون بابا دیکھا تو نے اب دیکھ پانی برستا ہے یہ کہکر
پھر اسنے بانسری بجائی۔ دیکھا سکندر نے کہ ہوا سرد چلی اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ابر کے آ آکر
جمع ہونے لگے آن واحد میں تمام کوہستان کو ابر نے گھیر لیا اور پانی برسنے لگا۔ تھوڑی دیر میں جل تھل
ہو گیا۔ پھر درویش نے بانسری بجائی کہ اک ہوا چلی لگے ابر کے اُڑنے ہوتے چلے گئے مطلع صاف ہو گیا
سکندر نے ققنس شاہ کی بہت تعریف کی اب ققنس شاہ نے کہا کہ بابا تو جو فتح طلسم کے
ارادے سے نکلا ہے تو کچھ فن شہسواری بھی جانتا ہے۔ سکندر نے کہا کیسے تو ہاتھی کو [illegible]

دایا کر سلیمان توڑ ڈالون ققنس شاہ نے کہا کہ ہاتھی تو بڑی چیز ہی تم اگر گھوڑے کو قابو مین کرلو تو جانین
بہت ہی یہ سامنے جو تمکو گہرا سا معلوم ہوتا ہی یہی دہانہ طلسم اسرار باطنی کا ہی اور اس گہرے مین سے
اک مرکب پیدا ہوتا ہی کہ ساز و یراق سے آراستہ ہوتا ہی کچھ دیر صحرا مین چرتا ہی بعد اسکے اسی گہرے
مین چلا جاتا ہی۔ یہی مرکب کلید طلسم ہی اگر تمہاری ران مین کچھ قوت ہو تو اسپر سوار ہو کر مرکب کو اپنے
قابو مین کرو جسطرف یہ مرکب لیجائے اودھر نہ جاؤ بلکہ اسکے خلاف لیجاؤ طلسم کو فتح کرلوگے اور اگر مرکب
تمہارے قابو مین نہ آیا بلکہ تم مرکب کے قابو مین آگئے تو پھنس جاؤ گے۔ سکندر رستم فر نے کہا کہ آپ
مجھے اس مرکب کو دکھا دیجئے تو سہی۔ یہی ذکر تھا کہ اک مرتبہ اسی گہرے مین سے گھوڑے کی ہنہنانے کی
صدا پیدا ہوئی دیکھا سکندر نے کہ اک مرکب بری ساز و یراق مرصع کار سے آراستہ کنوتیان بدلتا ہوا
کوتل چلا آتا ہی لیکن سایہ سے رم کرتا ہی صحرا مین آکر چرنے لگا۔ درویش نے سکندر رستم سے کہا کہ جاؤ
مرکب کو قابو مین کیجیے سکندر نے کہا ابھی لیجیے کہیے تو آپ ہی کے پاس اسے لیے آؤن ققنس شاہ نے
کہا کہ میرے پاس لانے کی ضرورت نہین ہی آپ اسے اپنے قابو مین کیجیے سکندر رستم فر کوڑا لیے
ہوے اپنی جگہ سے اٹھے اور اس مرکب کی طرف چلے مرکب سر جھکائے ہوے چرا کیا۔ سکندر
درختون کی آڑ لیتے ہوے قریب پہونچے دوڑ کر باگ پر ہاتھ ڈال دیا۔ مرکب چراغ پا ہوا کہ یہ کیا آفت
آئی پس سکندر نے جست کی اور پہلی ہی جست مین پشت مرکب پر پہونچ گئے اور گھوڑے کو رانون
مین دبایا گھوڑا اسی گہرے کی طرف لیکر بھاگا۔ ہرچند سکندر نے داہنے اور بائین باگ کو موڑنا
توڑنا چاہا اور سیکڑون تازیانے مارے مگر مرکب نے کچھ سماعت نہ کی اور سکندر کو لیے ہوے
اسی گہرے مین چلا گیا۔ فقیر نے آواز دی کہ بابا یہی تو شہسوار تھا کہ ایسا اتنا سا مرکب تیرے قابو
مین نہ رہا۔ ماندہ ہی تا قیامت ماندہ ہی۔ اتنی آواز جو فقیر نے دی سکندر کو غیرت آئی گھوڑے کو
اور کوڑے مارنا شروع کیے اور کبھی داہنی باگ کھینچی کبھی بائین باگ پر زور دیا مگر گھوڑے نے
ایک نہ مانا جو جو کوڑے کھاتا تھا اور تیز ہوتا جاتا تھا نہ اس باگ پر لوٹتا تھا نہ اس باگ پر مڑتا تھا
دہانے کو دانتون سے دابے ہوے بھاگا چلا جاتا تھا یہانتک کہ اسی گہرے کی تاریکی مین سکندر
کو لیے ہوے اک مکان کے سامنے پہونچا دروازہ مکان کا کھلا ہوا تھا مرکب سکندر کو لیے ہوے
اس مکان مین چلا گیا اور اندر مکان کے جاکر خود کھڑا ہو رہا دیکھا سکندر رستم فر نے کہ وہی فقیر
ققنس شاہ یہان بھی بیٹھا ہی سکندر نے آواز دی کہ شاہ صاحب آپ تو وہان پہاڑ کے اوپر پتھر
کے تلے بیٹھے تھے یہان کیونکر آگئے ققنس شاہ نے کہا او نادان اگر نہ دانی بدان کہ منم ققنس جادو
ارے تیری گرفتاری کے واسطے مجھے یہ سب تماشے کرنا پڑے کہ اپنے مکان کو چھوڑ کر کوہستان مین
گیا اور وہان فقیر بنا پتھر تلے بیٹھا آگ لگائی پانی برسایا اور یہین مرکب طلسمی کے ذریعہ سے تجھے اس
طلسم کیا پس اب تو قیامت تک اسی طلسم مین مقید رہیگا تجھے تو شہسواری کا بڑا دعوے تھا لیجیے
اب اس مرکب سے اتر آ تو ہی مین جانون کہ تو بڑا شہسوار ہی سکندر نے کہا کہ مرکب سے اترنا بھی کچھ
مشکل ہی مین ابھی اترا پڑتا ہون یہ کہکر جست کی اور چاہا کہ گھوڑے سے کود پڑون دیکھا تو چوتڑ پشت
مرکب مین چپک گئے ہین ہرچند زور کیا کچھ نہ ہوا ققنس جادو ہنسا اور کہا کہ بس اب یہان گاڑ دونگا
جلنا دشوار ہی اسلیے کہ یہ مقام طلسم ہی اسے مرکب طلسمی اسے غبار سے تا بہ جادو کے پاس لیجا
وہ جلسا اسکے جو یہین بہتر جانے گا کریگا بس یہ سنتے ہی مرکب نے کان کھڑے کیے اور دروازہ

کی طرف چلا سکندر نے ہر چند چاہا کہ باگ پھیرون ممکن نہوا مرکب دروازے سے نکلکر ہوا ہوگیا اور
پھر اُسی تاریکی مین در آیا آتے آتے ایک مقام پر پہونچا اور ٹھہر گیا دیکھا سکندر رستم فر نے کہ ایک
ساحر مہیب ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہے سانس لیتا ہے تو دونون نتھنون سے دھوان نکلتا ہے جٹین
بڑی بڑی بڑھی ہوئی ہین جٹ شانے سے کہنی تک بندھے ہوئے ہین منھ پر بھبوت ملا ہوا ہے
کچھ سامان سحر پاس رکھا ہے اگیاری روشن ہے بخور گوگل لوبان رائی سرسون کالے دانے وغیرہ
کا ہو رہا ہے کہین پر بچھ ہاے فوک بندھے ہوئے ہین کسی جانب بھینسے جھٹکا کیے ہوئے پڑے
ہین جسوقت مرکب سکندر کو لیے ہوئے سامنے اُس جادوگر کے پہونچا غبار رستم تاب جادو نے
سر سے پانون تک سکندر رستم فر کو دیکھا اور مرکب طلسمی سے کہا کہ جا اسے بادشاہ طلسم کی خدمت مین
لیجا وہ جیسا اسکے حق مین بہتر جانیگا کریگا ان قیدیون کی جگہ میری کٹھی مین نہین ہے بس یہ سنتے ہی
مرکب پھر روانہ ہوا سکندر رستم فر نے ہر چند چاہا ہے کہ پشت مرکب سے علیحدہ ہون لیکن چونکہ پشت
مرکب مین چپک کے رہگئے تھے بس عاجز آکر سکندر نے چاہا کہ تلوار سے مرکب کا کام تمام کرون تلوار
نے بھی کوئی اثر نکیا جسم مرکب کا آہنی پایا مرکب مانند باد صرصر کے چلتے چلتے ایک قصر رفیع کے
قریب پہونچا دروازہ قصر پر حاجب و دربان جمع تھے انھون نے آواز سم مرکب سنتے ہی راہ دیدی کہ مرکب
سکندر رستم فر کو لیے ہوئے درانہ داخل قصر ہوا دیکھا سکندر نے کہ ایک خانہ باغ ہے کہ قابل دیکھنے کے
جا بجا نہرین پتلی پتلی جاری ہین پٹریون پر انار کے اور [illegible] رکھے ہوئے ہین آئینے چھوٹے چھوٹے
پھولون کے درخت لگے ہوئے ہین ہر گل صنعت باغبان قضا و قدر کا نمونہ ہے روشین بہت ہی نہایت
خوبصورت درختان میوہ دار باثمر بالنین جا بجا کھڑی پھولی چن چن کے پھولون مین پھر رہی ہین
باغبان بھیجیان اپنے کام مین مصروف ہین سکندر یہ عالم دیکھکر محو ہوگیا اور بے اختیار زبان پر یہ شعر
جاری ہوا ۞ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار + ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار ۞ پس سر راہ
مین محو ہوگئے اور مرکب اُسی رفتار سے اندر باغ کے اس روش سے اُس روش پر اُس پٹری
سے اس پٹری پر چڑھتا ہوا قریب ایک چبوترے کے پہونچا دیکھا کہ چبوترے پر مجمع عورتون کا ہے ہزارہا
پریزاد مہ جبین پرا باندھے داہنے جانب کھڑی ہین ہزارہا بائین جانب کھڑی ہین اسطرح پشت کی
طرف بھی ہین بیچ مین ایک تاجدار کرسی پر جلوہ افروز ہے اور پہلو مین اسکے ایک بی بی بیٹھی ہے اور بائین
جانب ایک شخص [illegible] کھڑا ہے تاج اُسکے سر پر نہین بلکہ ہاتھ مین ہے بادشاہ نے اُس شخص کی طرف
دیکھکر پوچھا کہ کیون اے اکوان تاجدار یہ وہی شخص ہے جسنے تیری سلطنت کو برباد کیا ہے یا کوئی اور ہے
اکوان تاجدار نے عرض کی کہ یہ وہ تو نہین ہے مگر یقین ہے کہ اُسی کے عزیزون مین سے ہوگا یہ دوسرے
کی جسارت نہین ہے کہ وہ طلسم کا رخ کرے سنا گیا ہے کہ ان لوگون نے ہزارہا طلسم برباد کر دیے
سیکڑون سلطنتین بگاڑ دین بادشاہ نے پوچھا کہ کیا یہ عامل ہین یا ساحر ہین اکوان نے کہا کہ عامل
ہین نہ ساحر ہین سوا اسکے کچھ نہین کہا جا سکتا کہ انکا خدا آسمانی انکی مدد کرتا ہے کہ یہ کچھ نہین جانتے
اور بڑے بڑے ساحرون کو انھون نے قتل کر ڈالا بادشاہ نے کہا کہ اے اکوان تجھے منع کرتے
تھے کہ ظاہر طلسم کی سلطنت سے باطن طلسم کی [illegible] ہو اسلیے کہ یہان کوئی آ سکتا ہے نہ [illegible]
طلسم باطن کو پا سکتا ہے وہ خود ہی اپنے کو ظاہر کر دین تو دوسری بات ہے افسوس [illegible] باطن [illegible]
ظاہر کرنا اسوجہ سے تو نے طلسم باطن کا رہنا قبول نہ کیا اور [illegible] سلطنت [illegible]

کی اُسی ہوس نے تجھکو تباہ کیا کہ تمام دوست احباب عزیز و اقارب تیرے مارے گئے حیات خوش جمال
معشوقہ تیرے فراق مین ستی ہو گئی اور تو نے اُسکی خبر بھی نہ لی یہ سنکر اکوان تاجدار کی آنکھون سے آنسو
جاری ہو گئے اور عرض کی کہ اگر مین حیات خوش جمال کو بچاتا اور طلسم باطن مین لاتا تو آپکے خلاف
ہوتا اور میری معشوقہ کبھی ستی نہ ہوتی مین نے اُسے اطمینان دلا دیا تھا کہ اگر مین تیری ظاہرین شکل
ہو جاؤن تو تو یہ نہ جاننا کہ یہ فی الحقیقت مر گیا ہے جیسے مجھے موقعہ ملیگا سرحدون کی جانب سے اطمینان
ہو جائیگا اُسوقت مین آؤنگا اور تجھے کسی مناسب مقام پر لیجاؤنگا مگر افسوس کہ آصف اعظم نے اُس سے
اظہار عشق کیا میری معشوقہ نے اپنے کو آگ مین گرا کر جان دی تاکہ عصمت کو اپنی آصف اعظم طلمت
کے ہاتھ سے بچایا اور آصف بھی اُسپر ایسا عاشق ہوا تھا کہ وہ بھی آگ مین گر کر ساتھ حیات خوش جمال
کے جل گیا اور افسوس تو یہ ہے کہ یہ مجھے معلوم بھی نہ ہوا کہ مین حیات خوش جمال کی محبت مین اپنی جان دیتا
یہ سنکر بادشاہ طلسم ہنس پڑا اور کہا کہ خیر ابھی وقت اظہار حال کا نہین ہے دیکھا جائیگا اگر چند
روز تحیر و عافیت گذر گئے اور طلسم باطن مین بھی کوئی فتنہ و فساد نہ برپا ہوا تو تمھارا غلط ہو جائیگا۔ اکوان نے کہا
کسطرح تمھارا غلط ہوگا بادشاہ نے کہا یہ بات ابھی قابل اظہار نہین ہے یہ سنکر اکوان تاجدار خاموش ہو رہا سکندر رستم خو
نے بھی یہ تمام باتین سنین۔ انکو آصف اعظم طلمت کے جل کے مرنے کا نہایت صدمہ ہوا اگرچہ سکندر رستم خو
نے آصف اعظم طلمت کو دیکھا نہ تھا مگر سنا تھا کہ آصف اعظم طلمت بارگاہ صاحبقران کے جانباز
سرداروں مین سے شمار کیے جاتے تھے اور رستم ثانی کے فرزند تھے سکندر کو آصف
سے ملنے کا بھی نہایت اشتیاق تھا یہ واقعہ سنکر غم تازہ ہو گیا۔ بادشاہ طلسم اکوان تاجدار سے بات
کرکے سکندر رستم خو کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ اے شخص تو کون ہے اور کیونکر یہان تک پہونچا
سکندر رستم خو نے بیان کیا کہ مین فاتح اس طلسم باطن کا ہون صاحبقران زمان بدیع الملک
نوجوان جانب خانہ کعبہ تشریف لیگئے اور یہ شرط کر گئے کہ جو شخص اکوان تاجدار کو مارے اور طلسم
باطن نہ طاق کو فتح کرے وہ میرا جانشین اور صاحبقران وقت ہے مین بارادہ فتاحی طلسم باطن آیا تھا
قفقس جادو نے مجھے دھوکا دیکر اس مرکب پر سوار ہونے کی ترغیب دلائی مین اس مرکب پر سوار
ہوکر اسیر ہو گیا بادشاہ ان باتون سے سکندر کی حیران ہوا کہ بدیع الملک کو یہ خبر کسنے دی کہ اکوان تاجدار
زندہ ہے اور طلسم باطن نہ طاق مین ہے جو یہ شرط بدیع الملک نے کی یقین ہے کہ ہوس صاحبقرانی
مین بہت سے لاگ ادھر آئینگے خیر کچھ پروا نہین سکندر سے کہا کہ اگر تم دوبارہ ادھر آنے کا قصد نکرو
تو مین تمکو رہا کردون اور بیرون طلسم پہنچا دون سکندر رستم خو نے کہا کہ یہ ہوگا جب چھوٹونگا اکوان کے
قتل کا قصد کرونگا اور طلسم باطن کے فتح کرنے کی کوشش کرنے سے باز نہ رہونگا۔ یہ سنکر بادشاہ طلسم کو
غصہ آیا اور کہا کہ تو بڑا صاف گو ہے کہ اپنے اختیار مین نہین ہے مگر ارادے ایسے ایسے رکھتا ہے اے
مرکب طلسمی اسکو زندان طلسمی مین پہونچا کر پشت سے اُتار دے کہ یہ تا زندگی وہان سرگردان و حیران
رہے یہ سنتے ہی مرکب نے منھ پھیرا اور اُس باغ سے نکلکر ایک اور جانب روانہ ہو گیا جاتے جاتے
ایک چشمہ آب نظر آیا مرکب اُس چشمہ آب مین کود پڑا اور ڈبکی لی کہ سکندر پشت مرکب سے جدا ہو
غرق آب ہو گئے مرکب تو چشمہ سے نکلکر در بند غبار ہی کی جانب روانہ ہو گیا لیکن سکندر کے پاؤن جو
زمین سے آشنا ہوئے اور آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک وسیع احاطہ مین دیکھا پیڑون مین پانی کی ترائی بھی تھی
دیکھا کہ ایک چار دیواری کھنچی ہوئی ہے اور بہت سے حجرے اس چار دیواری مین بنے ہوئے ہین اور

ادھر سے اُدھر پھر رہے ہین۔ سکندر رستم خو حیران تھے کہ کہان جاؤن کہان نہ جاؤن چونکہ بادشاہ
نے مرکب سے کہا تھا کہ اسے زندان طلسمی مین پھینک آ اس بنا پر سکندر سمجھے کہ زندان طلسمی یہی ہی لیکن
یہ کیسا زندان ہی اسکی دیوارین اسقدر نیچی ہین کہ جسکا جی چاہے پھاندکے نکل جاے لیکن وہ لوگ جو
پیشتر کے قیدی تھے وہ نئے آدمی کو دیکھکر قریب آئے اور کہا کہ اے شخص تو کہان سے آکر اس بلا
مین پھنسا۔ سکندر نے کہا بلا مین تم پھنسے ہوگے یہان کونسی بلا ہی اُنھون نے کہا یہ زندان طلسمی ہی
سکندر نے کہا کہ مین فتاح طلسم ہون مین اس زندان کو زندان نہین سمجھتا انشاء اللہ رہا ہوکر تم سب کو
رہا کرونگا۔ یہ سنکر وہ لوگ بہت ہنسے اور کہا کہ ان خیالات سے باز آؤ ورنہ بہت تکلیف اُٹھاؤ گے
یہ قید بے مشقت نہین ہی جب دن بھر محنت کروگے تو رات کو کھانا نصیب ہوگا۔ چونکہ آج پہلا دن
ہی اسوجہ سے بچے ہوے ہو اور ہم لوگ بھی تمھارے سبب سے بچے ہوے ہین اسلیے کہ قاعدہ
یہ ہی کہ جب کوئی نیا قیدی آتا ہی تو اُس روز نہ اُس قیدی سے کام لیا جاتا ہی اور نہ اُن قیدیون سے
کام لیا جاتا ہی جو پہلے سے اسیر ہین کہ ایک روز آپس مین مل جُلکر رہین اور آپس مین باتین کرین۔
اب یہ بتاؤ کہ تم کس کام کو پسند کرتے ہو جو کام تمھین آتا ہو وہی کام کل سے تمھارے حوالے کیا جائے
یہ سنکر سکندر رستم خو کو غصہ آیا اور کہا تم پر کون افسر ہی اُنھون نے کہا کہ ہمین مین سے جو قید سے
کہنہ ہوتا ہی اُسے افسری ملجاتی ہی یہ جو ایک شخص نہایت فربہ دور پر کھڑا ہی یہی افسر ہی یہی ہم سب سے
کام لیتا ہی سکندر نے کہا کہ تم بڑے نامرد ہو کہ جب تم اور وہ ایک درجہ پر ہو تو اسکا کام کیون کرتے ہو
کیا یہ کام بادشاہ طلسم کے حکم سے ہی اُنھون نے کہا کہ بادشاہ کے حکم سے بھی ہی اور علاوہ کار سرکاری
کے اسکا کام بھی کرنا پڑتا ہی یہ کسی سے پانون دبواتا ہی کسی سے کھانا پکواتا ہی سکندر رستم خو نے کہا کہ
اچھا جب وقت آئیگا دیکھا جائیگا۔ اُن لوگون نے کہا کہ دیکھو کوئی فساد نہ برپا کرنا ورنہ تمھارے ساتھ
ہم سب بھی پیٹے جائینگے سکندر نے کہا کہ اگر تمھین یہ خوف ہی تو آؤ یہان دیوار پھاندکر تمھین اس
احاطۂ زندان کے باہر نکالدون مین مستند سے سمجھ لونگا اُنھون نے کہا کہ جب دیوار پاس
جاؤگے دیوار بلند ہو جائیگی اور قریب دیوار کے پہونچنا بھی امر دشوار ہی سکندر نے کہا کہ دیوار پاس
پہونچنا کیا مشکل ہی سامنے تو دیوار معلوم ہوتی ہی اُنھون نے کہا اے شخص تو بڑا جاہل معلوم ہوتا ہی کر
اگر تجھے یقین ہماری بات کا نہین ہی تو چلکر دیکھ لے۔ سکندر اُن لوگون کو ساتھ لیکر دیوار کی طرف بڑھے
جسقدر چلتے تھے فاصلہ کم نہ ہوتا تھا بظاہر دیوار سامنے تھی لیکن چلتے چلتے شام ہوگئی اور دیوار تھی کہ
دور نظر آتی ہی آخر سکندر تھک کر ٹھہر گیا اب اُن لوگون نے کہا کہ ان دیوارون تک تو کوئی پہونچ ہی نہین
سکتا لیکن ایک دیوار ایسی ہی کہ اُدھر کا قصد کرے تو انسان دیوار تک پہونچ جاتا ہی مگر دیوار پر چڑھنا چاہے
تو ممکن نہین۔ سکندر نے کہا وہ کونسی دیوار ہی اُن لوگون نے کہا کہ وہ جو مشرق کی طرف دیوار ہی اُسکے
وہان تک پہونچ جاؤگے۔ سکندر اُس دیوار کی طرف متوجہ ہوے چند ہی قدم چلنے مین دیوار کے
پاس جا پہونچے دیوار ایسی نیچی تھی کہ ہاتھ ٹیک کر دیوار پر جانا ممکن معلوم ہوتا تھا مگر جب سکندر رستم خو
نے دیوار پر چڑھنے کا قصد کیا تو دیوار بلند ہوگئی اور وہان سے دیوار مین روزن پیدا ہوا اور روزن
مین سے اک چہرہ نظر آیا کہ نہایت مہیب صورت تھی اُسنے کہا کہ او قیدی کیا تو بھاگا چاہتا ہی سکندر نے
تیر کمان مین پیوستہ کرکے اُس چہرہ کی طرف مارا چہرہ نے مُنھ سے شعلہ چھوڑا کہ تیر جلگیا اور چہرہ غائب
ہوگیا سکندر نے دل مین کہا کہ اس دیوار کی کیا حقیقت ہی اگر اک لات ماردونگا تو گر جائیگی یہ سوچ کر گرز اُٹھایا

اور دو ٹکر دیوار پر مارا گرز پڑتے ہی تمام دیوار پھٹ گئی مگر گری نہیں اور شور و غل ہوا کہ یہ کونسا قیدی آیا ہے جسنے
یہ شورش برپا کر رکھی ہے سکندر رنجیدہ ہو کر وہان سے بھی پلٹے مگر راہ مین خیال آیا کہ یہ لوگ ہنسینگے کہ بس یہی
ہمارا ہی کرکے گئے ہیں یہ سوچکر پھر دیوار کے قریب آئے اور ایک لات زور سے ماری دیوار مین پھر لرزہ
پیدا ہوا اور آواز قہقہہ کی آئی۔ سکندر خفیف ہو کر اسی جگہ بیٹھ گیا اتنے مین وہی داروغہ زندان جو دور
کھڑا تھا قریب آیا اور کہا کہ اے شخص بس گاؤ زوریان ہو چکین اب چل اور اپنے رہنے کی جگہ دیکھ
اور رات کو آرام اٹھا لے کہ کل سے تجھے مشقت کرنا ہوگی۔ یہان مفت کی روٹیان کھانے کو نہین ملتی
ہین یہ سنکر سکندر رستم فر نے کہا کہ جادو ڈر ہو مین تیرے حالات سے آگاہ ہو چکا ہون مین کسیکا
قیدی و مجرم نہین ہون جہان میرا جی چاہیگا وہان رہونگا نہ مین کوئی مشقت کرونگا نہ اسکا معاوضہ
کسی سے مانگتا ہون روٹی دینے والا سوا خدا کے اور کوئی نہین ہے اس شخص نے کہا کہ اب باتین
بنائیگا یا چلیگا تو نہین جانتا کہ مین کون ہون سب قیدی میرے تحت مین ہین اور مین سب سے
کام لیتا ہون تو بڑا شہ زور معلوم ہوتا ہے ابھی تیرا نشہ اترا نہین ہے جب پہاڑ کے نیچے دبے گا
تو یہ بلبلانا جائیگا اگر تجھے چرسا نہ کھینچوایا تو نام اپنا داروغہ زندان نہ پایا یہ کہکر اسنے کوڑا اسکندر پر گھمایا
بھلا ابن رستم خصال کو اتنی برداشت کہان قبل اسکے کہ وہ کوڑا مارے سکندر رستم فر نے ایک تھپڑ مارا
کہ کلہ اسکا پھٹ گیا اور چکر کھاکے زمین پر گرا دم بھر مین پھڑک کے مرگیا اسکے مرتے ہی زندانیون مین
غل ہوا کہ یہ قیدی تو ہم سب کو مار ڈالیگا بس سب نے دروازہ زندان پر جا کر شور کیا کہ دہائی ہے بادشاہ
طلسم کی یہ نیا قیدی سب کو مار ڈالیگا آج ہی آیا ہے اور پہل یہ کی کہ افسر زندانخانہ کو مارا یہ قیدی یہان سے
کسی دوسرے مقام پر بھیجدیا جاوے یا ہم سب کو اور کوئی قیدخانہ ملے جان ہے تو جہان ہے قید زندان
قبول ہے مگر مرنا نہین قبول ہے یہ آوازین جو قیدیون کی مالک زندان دام دار جادو نے سنین ایک پرچہ
لکھ کر خدمت مین بادشاہ طلسم ضحاک مارگزیدہ جادو کو لکھ بھیجا تمام واقعہ زندان کا اور فریاد زندانیون
کی تحریر کردی۔ جسوقت یہ عرضی دام دار جادو کی ضحاک مارگزیدہ جادو کو پہونچی تو اسنے کہلا بھیجا کہ قیدی
بڑا سرکش ہے مجھسے تک سخت کلامی کر گیا مین نے برداشت کی چونکہ یہ بادشاہزادہ معلوم ہوتا ہے اور
کبھی کسی مصیبت مین مبتلا نہین ہوا ہے تو بوے حکومت اسکے دماغ سے نکلی نہین ہے اسکو اس زندان مین
بھیجا ہے جہان قید بے مشقت ہے چند روز مین تکلیفین اٹھاتے اٹھاتے نشہ ہرن ہو جائیگا اور سیدھا
ہو جائیگا دام دار جادو نے حسب الحکم بادشاہ اندر زندان کے آکر سکندر رستم فر سے کہا کہ تمکو اس
زندان مین رہنے کا حکم نہین ہے کہ یہان قید با مشقت ہے اب تم قید بے مشقت مین بھیجے جاؤگے
سکندر رستم فر نے کہا کہ مشقت سے مین نہین گھبراتا ہون مگر جس رتبہ کا آدمی ہے اسی سے ویسی مشقت
لیجاوے دام دار جادو نے کہا کہ تم کونسی مشقت پسند کرتے ہو سکندر رستم فر نے کہا کہ ہم سپاہی ہین
تیغ زنی ہمارا پیشہ ہے اپنے بادشاہ سے کہو کہ جسوقت کسی غنیم کی چڑھائی ہو یا تمہین کسی پر چڑھائی کرنا
ہو تو مجھے بھیجدے اسکے علاوہ اور کوئی مشقت ہم نہین جانتے دام دار جادو پر بھی سکندر کا ایسا رعب
طاری ہوا کہ باوجود ساحر ہونے کے اپنے دلمین ڈرا اور کہا کہ چلیے اب آپکو ایسے ہی مقام پر بھیجا
جائیگا۔ سکندر رستم فر نے کہا کہ مجھے کوئی عذر نہین ہے یہ کہکر دام دار جادو کے ساتھ ہولیے اور زندان
سے نکلکر دوسری جانب روانہ ہوے قیدیون نے شکر کیا اور کہا ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت
اسنے آتے ہی افسر زندانیان کو مارا اگر یہان دو چار روز بھی رہجاتا تو ہم مین سے کسی کی خیریت نہ تھی

وہان دام دار جادو سکندر رستم خو کو لیے ہوے اک باغ کے قریب پہونچا دروازہ باغ کا نظرون سے
پوشیدہ تھا دام دار جادو نے آواز دی کہ اے مہمان نواز جادو لو اس تازہ مہمان کو اور اسکی مدارات
کرو یہ کہتے ہی تڑاقا ہوا اور دروازہ نمودار ہوا۔ ایک شخص باغ کے باہر آیا اور سکندر رستم خو سے
مودب ہوکر عرض کی کہ آپ تشریف لائیے ﴿ رواق منظر چشم من آشیانہ تست ✤
کرم نما و فرود آکہ خانہ خانہ تست ✤ سکندر اسکے ساتھ داخل باغ ہوے دام دار جادو تو
اپنے مکان کی طرف واپس گیا اور سکندر رستم خو مہمان نواز جادو کے ساتھ داخل باغ ہوے
اور مہمان نواز جادو سے کہا کہ تمھارا بادشاہ بڑا نا قدر شناس اور نا عاقبت اندیش ہے کہ مجھ ایسے
شخص کو جو طلسم کشائی کے واسطے آیا تھا ایسے بیہودہ زندان مین قید کیا کہ پھر پشیمان ہوکر
جگہ بدلنا پڑی۔ مہمان نواز جادو نے کہا کہ ان باتون کو جانے دیجیے آپ جسکی قید مین ہین اسی کو
برا بھلا کہتے ہین اس سے کیا فائدہ ہم بھی بادشاہ کے نمک خوار ہین یہ کہتا ہوا اک قصر مین لایا قصر
نہایت آراستہ تھا۔ آرایش کی چیزین ایسی ایسی تھین کہ سکندر کی نظر سے کبھی نہ گذری تھین
سب سامان آسایش مہیا تھا مگر کوئی خادم و خدمتگار نہ تھا اتنی ہی بات بتائی تھی کہ سکندر قید
کی حالت مین ہر شام ہوتے ہی خوان کھانے کا آگیا کوئی لانے والا نہ دکھائی دیا سکندر نے
اپنے ہاتھ سے خوان کھولا کھانا کھایا پانی پیا شکر خدا بجالائے مسہری پر آرام کیا اب دونون وقت
انکے واسطے کھانا آجاتا ہے اور سامان آسایش مہیا ہے مگر نہ تو کوئی خادم ہے نہ خدمتگار نہ وہ شخص کھانا
دیتا ہے جو انکو پہلے روز یہان لایا تھا نہ کسی سے بات کر سکتے ہین نہایت پریشان دن بھر باغ
مین پھرتے ہین مگر کبھی دیوار باغ تک بھی نہین پہنچ سکتے شام کو پھر قصر مین چلے آتے ہین اب
انکو تو اسی حیرانی و سرگردانی مین چھوڑا جاتا ہے اور یہان سے

چند کلمے داستان مصیبت نشان شاہزادہ رفیع البخت اور سہراب ثانی کے گزارش کیے جاتے ہین

واضح راے ناظرین باتمکین ہو کہ بعد علیحدہ ہونے سکندر رستم خو کے سہراب اور رفیع البخت
بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر سکندر کی تلاش کو چلے تھے راستے مین انکو یہ خیال آیا تھا کہ مبادا
سکندر بارادہ فتاحی طلسم اسرار باطنی گیا ہو اور طلسم فتح کرے تو ہلاک یا ہمارے صاحبقرانی
ہو جائیگا لہذا چلکر فتاحی طلسم مین شرکت کرنا چاہیے۔ یہ مشورہ کرکے یہ دونون بھی راستے کے
چلے ہی تھے مگر انکے ساتھ چند غلام حبشی تھے۔ جاتے جاتے کنارے دریا کے پہونچے دونون
نے مشورہ کیا کہ دریا کے اس پار صحرا سبز و خرم معلوم ہوتا ہے اگر کوئی جہاز آتا جاتا ہو تو ادھر
چلکر دیکھنا چاہیے کہ کیا ہے۔ ابھی اسی خیال مین تھے کہ قضا سے کنارے اک جہاز بھی آگیا زنگیون نے
جہازران سے اشارہ کیا کہ اس طرف جہاز لے آؤ جہازران جہاز کو ساحل کے قریب لایا یہ دونون
شاہزادے جہاز پر سوار ہوے اور دریا کی سیر کرتے ہوے چلے دیکھا کہ پانی کسقدر طغیانی پر ہے
جانوران آبی ادھر ادھر پھرتے ہین اور پھر نہ تشنہ ہوجاتے ہین وہ ماہیان دریا کا منھ سے حباب
چھوڑکر پھرتہ کی طرف چلی جانا اک عجیب سمان تھا۔ سہراب کو شکار کا شوق دامنگیر ہوا اسیوقت انھون نے
شانے سے کمان لی اور ترکش سے تیر کھینچا جیسے ہی اک ماہی ابھری اور اسنے منھ سے حباب چھوڑا

شہراب نے تیر مارا ماہی حباب چھوٹتے ہی غرق ہوئی تیر بھی تہ آب ماہی مین چلا تھوڑی دیر کے بعد
دیکھا تو ماہی تیر مین چھدی ہوئی پانی پر اُبھری۔ رفیع البخت نے بہت تعریف کی اور انھون نے بھی
کمان شانے سے اُتاری تیر ترکش سے کھینچا اب برابر تیر چلنے لگے اور مچھلیان شکار ہو ہو کر اُبھرنے لگین
جہاز پر سے کشتیان اُتاری گئین اور ملاح کشتیان کھینچے ہوئے قریب جاتے تھے اور شکار کو لاتے
تھے کچھ ایسا اس شکار مین دل لگا کہ جہاز ران تک محو ہو گئے جہاز کہین کا کہین نکل گیا دفعتاً جانب
مغرب سے اک سیاہی نظر آئی جہاز رانون نے کہا کہ غضب ہو گیا اب جہاز نہ بچیگا یہ علامت طوفان
عظیم کی ہے جلدی جلدی بادبانون کو لپیٹنا شروع کیا مگر جو حبشی رفیع البخت کے ساتھ تھے وہ سفر اس
دریا کا کیے ہوئے تھے وہ یہان کے مقامات سے آگاہ تھے کہ کبھی طوفان جھیلے ہوئے تھے اُنھون نے
جہاز رانون سے کہا کہ فلان مقام پر پانی کم ہے اُدھر جہاز کو موڑو جہاز رانون نے کہا کہ ہمارا بھی یہ ارادہ ہے غرضکہ
جہاز کو اُسی جانب محفوظ کی طرف لے چلے۔ رفیع البخت اور شہراب بن رستم ایک ہی کشتی پر بیٹھ کر کنارے
اُتر گئے اور حبشیون نے اسباب وغیرہ حفاظت سے لیے ہوئے پانی مین کھڑے تھے جہاز کے لنگر بھی ٹھیک
قائم نہونے پائے تھے کہ وہ طوفانی ہوا آ گئی پہلے ہی جھونکے مین بادبان ٹوٹا اور دوسرے تھپیڑے
مین لنگر ٹوٹ گئے جہاز بہتا ہوا چلا یہ معلوم ہوتا تھا جیسے آندھی مین پتا جاتا ہے اسطرح جہاز
بہتا ہوا چلا کچھ دور جا کر جہاز کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور تمام اہل جہاز غرق ہو گئے۔ رفیع البخت کو
نہایت افسوس ہوا کہ کاش یہ کمبخت بھی ہماری طرح کنارے پر آجاتے تو کیون غرق بلا ہوتے پہر بھر کامل
وہ طوفان رہا بعد پہر بھر کے دیکھا تو ہوا مین کمی ہونے لگی دریا کی طغیانی کم ہو گئی خیال کرنے سے معلوم
ہوا کہ دو چار اُنکے ساتھ کے حبشی بھی غرق ہو گئے اور یہان تک نہ آسکے چونکہ دن کم رہگیا تھا ملازمون
نے اک چھوٹا سا خیمہ استادہ کر کے دو مسہریان اُسمین لگا دین ان دونون شاہزادون نے کچھ
جانورون کو شکار کیا اُنکے کباب لگائے اور خیمہ مین آکر بیٹھے یکایک شام ہوئی تمام صحرا مین سناٹا ہو گیا
ہو کا عالم نظر آیا درندون کی خوفناک صداؤن سے زہرے آب ہوئے جاتے تھے ملازمون نے
جا بجا آگ روشن کر دی تھی کہ اگر کوئی درندہ اسطرف آئے تو قریب نہ آسکے بلکہ خوف سے بھاگ جائے
لیکن یہ دونون دیو شکن اور ضیغم شکار باطمینان تمام سو رہے جب صبح ہوئی تو آسمان نے رنگ بدلا
سیاہی شب برطرف ہوئی وہی ہو کا مقام اک دل آویزی دکھانے لگا گاہے صحرائی اپنی بہار
دکھانے لگے لالہ کوہی سے زمین پر شفق پھولی نظر آئی تھی اور صحرا مین دور تک گویا سبزے کا مخملی فرش
بچھا ہوا تھا ہوا سرد چل رہی تھی سہراب بن رستم ثانی اور رفیع البخت خواب سے بیدار ہوئے
فریضہ سحری کو ادا کیا حوائج ضروری سے فراغ حاصل کر کے پشت مرکب پر بیٹھے ہتھیار لگائے اور تلاش
صید و شکار روانہ ہوئے ملازمین بھی جلدی جلدی اسباب بار کر کے چل کھڑے ہوئے آگے آگے یہ
دونون سردار شکار کھیلتے چلے آتے ہین کہ یکایک اک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ سیکڑون عورتین حسین بعض
جوان ہین اور بعض کمسن ہین اور صورتین بھی مختلف بعض ایسی کہ غیرت لیلی و شیرین قیامت کی حسین
کاتیان باندھے ہوئے آپسمین چہلین چہلیان کھیل رہی ہین کسی مقام پر جھولے پڑے ہوئے ہین اور
کچھ عورتین جھولا جھول رہی ہین سہراب و رفیع البخت سمجھے تھے کہ شاید یہ کسی کا باغ ہو لیکن خیال کیا تو
اک صحرا ہے باغ کی کوئی نشان و علامت نہین ہے حیران تھے کہ پھر یہ عورتین یہان کہان سے آئین اور
ایسی بے حجابا اپنے شغل مین مصروف ہین کہ کچھ کسیکا ہوش نہین ہے یہ دونون چند قدم اور آگے بڑھے

کہ دیکھیں یہ ہمیں دیکھ کر کچھ کہتی ہیں یا بھاگتی ہیں یا نہیں لیکن اُن عورتوں نے بھی انکی طرف اچھی طرح
دیکھا اور پھر اسیطرح چہلی چہلیان کھیلنے میں مصروف رہیں جو جھولا جھول رہی تھیں وہ اُسی طرح جھولا
جھولا کیں اتو یہ دونوں شہزادے آگے بڑھے اور اک مجمع کے قریب پہونچکر اُسنے پوچھا کہ تم
کون اور کس مقام کی رہنے والیاں ہو کیا تمھارے کوئی مرد نہیں ہو اگر طوالفوں میں سے ہوتیں تو
بھی مرد تمھارے ساتھ ہوتے یہ سُنکر اُنھوں نے جواب دیا کہ ہم طوائفیں نہیں ہیں بلکہ عصمت والی
عورتیں ہیں ہمنے اپنی شرم و عصمت کو حد تک پہونچا دیا اب ہمیں شرم و حجاب کسیکا نہیں ہو ہم سب
ستی ہیں اور زندہ نہیں ہیں۔ رفیع البخت نے کہا ستی کسے کہتے ہیں اُنھوں نے کہا کہ ہمارے شہر کا
دستور یہ ہو کہ جس عورت کا خاوند مرجاتا ہو وہ اُسکے غم میں ستی ہو جاتی ہو یعنے جل کے اپنی جان
دیتی ہے اور جو خود جلنے پر آمادہ نہیں ہوتی ہو اُسے اُسکے عزیز و اقارب زبردستی پکڑکے جلا دیتے
ہیں کہ اُسکی طبیعت زندگی میں دوسرے مرد کی طرف راغب نہو اب ہم دن بھر اسیطرح اپنے اپنے
شغل میں گزارینگے اور شام ہوتے ہی سب کی سب جل جائینگی جب صبح ہو گی تو پھر زندہ ہونگے
اور پھر دن بھر کا ہمیں اختیار رہیگا کہ اس صحرا بھر میں جہاں چاہیں پھریں چلیں۔ سہراب ابن رستم
ثانی نے پوچھا کہ یہ حالت کبتک رہیگی اُنھوں نے بیان کیا کہ جتنے مہینے حیات ہماری اصلی باقی ہو
اتنی مدت ہمیں اسطرح گزرنا ہو گی اور جب قضا سے معین کا زمانہ آئیگا تو یہ ہستی بھی فنا ہو جائیگی
اور امید ہو کہ ہم اپنے اپنے شوہر کے پاس پہونچ جائینگے کچھ ہمارے ساتھ کی عورتیں کم ہوتی جاتی
ہیں جنکی مدت پوری ہو جاتی ہو وہ فنا ہو جاتی ہیں اور جنکا زمانہ حیات باقی ہو وہ رہجاتی ہیں اکثر
سی نئی آآکے شامل ہوتی جاتی ہیں۔ یہ سنکر ان دونوں رحمدلوں نے کہا کہ کیا بُری رسم ہو کہ جو
بخوشی جلجاے وہاں تک غنیمت ہو زبردستی جلا دینا تو بڑا ظلم ہو پھر پوچھا کہ وہ شہر کہاں ہو جسکی تم
رہنے والی ہو اُنھوں نے بیان کیا کہ یہاں سے جانب مغرب چار کوس کے فاصلے پر ہو شہزادے نے
کہا کہ تم اس صحرا کے سوا دوسرے مقام پر کیوں نہیں جا سکتی ہو۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ جس جگہ
جو عورت جلتی ہو وہ بس اُسی مقام پر رہتی ہو دوسری جگہ نہیں جا سکتی کہا آخر کوئی روکتا ہو اُنھوں
نے کہا کہ نہیں روکنے والا تو کوئی نہیں دکھائی دیتا مگر پاؤں آگے بڑھنے کا نام نہیں رکھتے قوت
پاؤں کی بالکل سلب ہو جاتی ہو چونکہ اک عورت کی طرف طبیعت سہراب کی مائل ہو گئی تھی اُنھوں نے
رفیع البخت سے کہا کہ بھائی صاحب میں تو اس عورت کو پکڑ کے لیے چلتا ہوں۔ رفیع البخت نے
کہا کہ اول تو یہ زن شوہر دار ہو علاوہ اسکے مردہ کو لیکے کیا کروگے سہراب نے کہا کہ دیکھیں تو اس
کے نکال لیے چلنے کا کیا نتیجہ ہوتا ہو اگر یہ مجسم ہو جائیگی لا کے پھلینگے اگر مر جائیگی پھر اُسی جگہ
پہونچا دینگے اور شوہر دار عورت جب رانڈ ہو گئی تو وہ دوسرا مرد جائز طور پر کر سکتی ہو یہ امر آئین اسلام کے
خلاف نہیں۔ رفیع البخت نے کہا کہ چلو ایک کو میں بھی لیے چلتا ہوں یہ سنکر سہراب نے دوڑکر
اک عورت کا ہاتھ پکڑ لیا اور دوسری عورت کا ہاتھ رفیع البخت نے پکڑا اُن عورتوں نے کہا کہ یہ کیا
کرتے ہو ہم تمھارے کام کے نہیں ہیں ارے ہم مردہ ہیں تم زندہ ہو سہراب نے کہا کہ ہم تمھیں بھی
اپنے ساتھ زندہ بنا لینگے یہ کہکر اپنی طرف کھینچا اور عورتیں تو کہا گئیں کہ یہ مرد دو کہاں سے آگئے
بڑے بے لحیت معلوم ہوتے ہیں دیکھو کہ ان دونوں بیچاریوں کی ساری محنت رایگان کیا چاہتے ہیں
اسوا انکے شوہر ان بیچاریوں کو کیوں قبول کرنے لگے کہ دوسرے مرد کا ہاتھ لگ گیا اور وہ عورتیں اُنکا

ساتھ ساتھ ہولین مگر روتی ہوئی اور یہ کہتی ہوئی کہ ارے ظالمو نہ ہم اپنے شوہر سے مل سکینگے نہ تمھارے
کام کے رہینگے ہمکو لیے تو جاتے ہو مگر پچھتاؤگے - یہ کسکی سنتے ہین انکو کھینچتے ہوے چلے جسوقت
صحرا کی حد تمام ہوئی تو دیکھا کہ وہ دونون عورتین بےحس و حرکت ہوگئین تب ان دونون جوانون نے
جھک کر انکو آغوش مین اٹھانے کا قصد کیا تھا کہ دونون اک شعلہ بنکر نکل گئین اور بلند ہوکر گردین
اور بجلی بنکر گرین کہ دونون دلیرون کو اٹھائے ہوے لیے چلی گئین - جسوقت آنکھ ان دونون شاہزادون
کی کھلی تو اپنے کو اک ساحر کے سامنے کھڑے دیکھا اور دیکھا کہ وہی دونون عورتین انکا ہاتھ پکڑے
کھڑی ہین اور کہتی ہین کہ اے ستنار جادو دہائی ہے ان دونون ظالمون نے ہمکو بیدھرم کیا
کہ نہ اب ہم اپنے شوہر کے پاس جانے کے قابل رہے نہ انھین دونون کے ساتھ مل سکتے ہین اسلیے
کہ ہم مردہ ہین اور یہ زندہ آپ سے فریاد کرکے داد چاہتے ہین - ستنار جادو نے کہا کہ اگر تمھارا
قصور نہ تھا ہم ان دونون مجرمون کو بادشاہ طلسم کے پاس کھینچے دیتے ہین اسکو اگر تمھارا ساتھ
ان دونون کا منظور ہوگا تو دونون کو بھی تمھارے پاس اسی عالم مین بھیجدیگا جس عالم مین تم
ہو اور اگر یہ منظور نہوگا تو وہ جیسا مناسب جانیگا ویسا کریگا یہ سنکر اسنے کچھ اسم پڑھا کہ وہی
دونون عورتین پنجہ بنکر کھلین اور گرین رفیع البخت اور سہراب کو لیے ہوے اسی باغ مین
پہونچین جہان سکندر کو لیکر مرکب آیا تھا جسوقت پنجون نے انکو زمین پر اتار دیا تو پھر انسانی
ہیئت پیدا کی اور کہا - دہائی ہے بادشاہ طلسم کے نام کی ان دونون مردون نے ہماری عصمت
مین داغ لگایا نہ ہمین اپنے شوہر کے کام کا رکھا جسکے واسطے ہم نے جلکر جان دی تھی نہ اپنے
کام کا سمجھے - اب انصاف آپکے ہاتھ ہے - دیکھا رفیع البخت اور سہراب نے کہ اک بادشاہ
تخت پر بیٹھا ہے داہنی جانب کرسی پر اک ملکہ جلوہ افروز ہے بائین جانب اک تاجدار تاج ہاتھ مین
لیے سر برہنہ کھڑا ہے - بادشاہ طلسم نے اس تاجدار سر برہنہ کی طرف دیکھکر کہا کہ کیون اے
اکوان تاجدار تیرا طلسم جسنے برباد کیا وہ ان دونون مین سے تو نہین ہے - اکوان تاجدار نے عرض
کی کہ جی نہین ان دونون مین سے ایک شخص جو سبزپوش ہے یہ فتاح طلسم سے صورت مین مشابہ
ہے مگر یہ وہ نہین ہے بادشاہ طلسم نے رفیع البخت سے مخاطب ہوکر کہا کہ اکوان تاجدار کہتا ہے کہ
تیری صورت فتاح طلسم سے مشابہ ہے کیا فتاح طلسم نہ طاق کوئی تیرا عزیز یا قریب ہے یہ سنکر
رفیع البخت نے جواب دیا کہ فتاح طلسم نہ طاق میرے والد ماجد صاحبقران ثالث یعنی بدیع الملک
نوجوان ہین وہ جانب خانہ کعبہ تشریف لائے اور یہ فرما بیان کرتے ہین کہ جو شخص نہ طاق باطن کو فتح کرے
اور اسی اکوان سرکش کو مارے وہ میرا جانشین ہے - بادشاہ طلسم نے کہا کہ تو شاید ہوس جانشینی
مین اسطرف آیا تھا فرمایا بیشک علاوہ جانشینی کے بغیر ظالم و سنگدل کے ہاتھ سے تمام خاندان
قتل ہوا اسکے لاون عزیزون کے ادبار سے مگر اسکی دشمنی سے ہم کیونکر باز رہ سکتے ہین یہ سنکر ضحاک شاہ مارگیر
نے کہا کہ اے سپاہیو انکو زندان مین پہنچا آؤ تمھارا انصاف چکا دیا جائیگا [illegible] پھر وہ
دونون عورتین پنجہ بنکر ان دونون کو اٹھا لیگئین اور جاکر زندان طلسمی مین [illegible] یہ
پنجون سے چھوٹ کر گرے ہین تو اسی چشمہ آب مین گرے جہان سکندر کو مرکب طلسمی نے [illegible]
گرا یا تھا اسی طرح انکے بھی پاؤن زمین سے آشنا ہوے تو اپنے کو اک مقام [illegible] مین پایا
چہار جانب حجرے بنے ہوے تھے اور کچھ لوگ ادھر ادھر مثل قیدیون کے پھر رہے تھے [illegible]

شہزادون کو دیکھکر وہ لوگ قریب آئے اور کہا کہ افسوس تم شاہزادے معلوم ہوتے ہو مگر تقدیر
نے تمکو اس زندان بلا مین لا کے پھنسایا اور مصیبت مین گرفتار کرایا آج تو تمھاری بدولت ہمارے
لیے یہی راحت ہی کہ ہم سے کوئی کام نہین لیا جاتا ہی کل سے تم بھی ہماری طرح جب مشقت کروگے
تو شام کو کھانا ملیگا یہ سنکر یہ دونون شاہزادے نہایت پریشان ہوے آپس مین صلاح کی کہ بادشاہ
طلسم کے سامنے جانا ہی ذلت ہمارے لیے کیا کم ہی نہ کہ اب اس قید مین رہکر مشقت کرنا اس سے
بہتر یہ ہی کہ دو اک کو مارو پیٹو جب زیادہ غوغا مچیگا تو یا قتل ہو جائینگے یا اس ذلت سے بچ جائینگے
یہ باتین اُن لوگون نے سنین کہا یہ بھی ویسے ہی سرکش معلوم ہوتے ہین جیسا ایک شخص ابھی چند
دن ہوے ہین کہ یہان آیا تھا اُسنے داروغہ زندان کو مارا آخر قید بے مشقت مین بھیجا گیا یہ سنکر
ان دونون کے کان کھڑے ہوے پوچھا کہ نام اُسکا کیا تھا؟ مظلوم نے کہا کہ سکندر اُسنے اپنا
نام بتایا تھا سہراب نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی وہ ہمسے پہلے یہان پہونچکر اسیر بلا ہوا مگر خیر اتنا تو معلوم
ہوا کہ سکندر بھی اسیر طلسم ہوا اور افسوس کہ ہم بھی آتے ہی پھنسگئے مگر اب سکندر کے پاس
جانے کی فکر کرنی چاہیے کہ ہم سب ایک ہی حال مین رہین اور نہ سکندر ہمپر تشنیع کریگا یہ صلاح ہوتے ہی
سہراب نے اک شخص کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ مجھے راستہ زندان سے نکلنے کا بتادے اُسنے کہا
کہ اگر یہ میرے امکان مین ہوتا تو مین قید مین کیون بیٹھا رہتا یہ سنکر اُسنے کہا کہ ارے کیا روایک کی
دوا دو تم اتنے ہو یہ دو شخص ہین سب ملکر انسے سمجھ لو ورنہ جیسا کچھ ہو چکا ہی ویسا ہی انجام پیش
آئیگا کہ ایک اکیلے نے داروغہ زندان کو مارا یہ سنکر سب قیدی ان دونون شاہزادون کیطرف
بڑھے۔ رفیع البخت اور سہراب نے قیدیون کو مارنا شروع کیا کوڑے برسانے لگے جسکو کوڑا مارا
وہ تڑپ کے رہگیا دوبارہ اُٹھنے کی قوت نہوئی تمام قیدیون کے جسم فگار ہوگئے قیدیون نے
اسقدر شور و غل کیا کہ دام دار جادو کو خبر ہوئی دام دار جادو گھبرایا ہوا اندر زندان کے آیا اور کہنے لگا
کہ یہ کیسا شور و غل ہی دیکھا کہ قیدی تڑپ رہے ہین اور فریاد کر رہے ہین کہ نئے قیدی ہمکو مارے ڈالتے
ہین۔ دام دار جادو کے پاس پیشتر سے ایک حکمنامہ بادشاہ طلسم کا پوشیدہ طور پر آگیا تھا جسمین یہ
تحریر تھا کہ اے مالک زندان آگاہ و خبردار ہو جا کہ آجکل ہوا زمانے کی طلسم کے خلاف چل رہی ہی
بانیان طلسم اسی زمانے کی بابت تحریر کر گئے ہین کہ چند اسیران سرکش طلسم مین پھنسینگے انکو اذیت
نہ پہونچانا اور قید بے مشقت مین رکھنا ورنہ طلسم برباد ہو جائیگا اور چالیس دن اس طلسم پر نہایت
سخت ہین اور اہالیان طلسم کے زمین و آسمان عدو ہو رہے ہین ان دونون مین سے کسی ذی حیات
کو تکلیف پہونچانا باعث بربادی طلسم کا ہو جائیگا بنا بر اُس حکمنامہ کے دام دار جادو ڈرا اور ان دونون
شاہزادون سے اُلٹی معذرت کرتا ہوا انکو بھی مثل سکندر رستم کوکے اس زندان سخت سے
نکالکر طرف باغ مہمان نواز جادو کے لیچلا جسوقت متصل باغ پہونچا تو آواز دی کہ اے مہمان نواز جادو
جس روز سے یہ طلسم بنا شاید تمھارا مکان آجتک خالی ہی پڑا رہا ہوگا جسے ساحران طلسم زندان
بے چراغ کہا کرتے تھے اور ہنستے تھے کہ بانیان طلسم نے دکھاوا دینے کی غرض سے اک یہ بھی قید خانہ
بنا رکھا ہی ورنہ یہان آنے والا کون ہی مگر نہین معلوم ہوا کہ اسی زمانے کا بانیان طلسم نے خیال کیا
تھا جو ایسا زندان بنا گئے تھے تو یہ دو مہمان اور آگئے ہین انکو بھی لیجا کر مہمان کرو اور انکی مدارات
مین کمی نکرنا بس یہ کہنا تھا کہ تڑاقہ ہوا اور دروازہ باغ کا نمودار ہوا اک مرد باوضع اندر سے باغ کے

نکلا اور کہا کہ مین بسر و چشم انکی خدمت بجالاؤنگا - یہ کہکر رفیع البخت اور سہراب کو اپنے ساتھ لیا اور ساتھ
تعظیم و تکریم کے اندر باغ کے لیگیا جسوقت یہ دونون شاہزادے اندر باغ کے پہونچے باغ کو نہایت
آراستہ دیکھا - روش بڑی درست چمن لگے ہوے کیاریان گلہاے بو قلمون سے سد گلفروش
بنی ہوئی ہین یہ دونون شہزادے سیر کرتے ہوے قریب اک قصر کے پہونچے دیکھا کہ قصر کے برآمدہ
پر اک نوجوان کھڑا ہوا ہی اُدھر اُس نوجوان کی نظر ان دونون جوانون پر پڑی - ایک نے دوسرے
کو پہچانا اور اپنے اپنے مقام پر شکر کیا کہ ہم پھنسے تو یہ بھی پھنسے جسوقت مہمان نوازجادوان دونون
شاہزادون کو لیے ہوے اندر قصر کے داخل ہوا تو دیکھا کہ تین مسہریان بچھی ہوئی ہین ایک ایک
کمرے مین ایک ایک شخص کے رہنے کا سامان سب درست ہی مگر خادم و خدمتگار کوئی نہین ہے
رفیع البخت پلٹ کر مہمان نوازجادو سے کچھ پوچھنا چاہتے تھے کہ مہمان نوازجادو نظرون سے غائب
ہوگیا اب یہ اسی حیرت مین اِدھر اُدھر دیکھ رہے تھے کہ سامنے سے شاہزادہ سکندر رستم نمودار ہوے
فرمایا کہ تم بھی یہان آگئے - رفیع البخت نے کہا تمھاری تلاش مین یہانتک پہونچے اب اگر تمکو پایا بھی
تو کیا پایا جبکہ نہ ہم تمکو لیجاسکتے ہین نہ خود ہی جاسکتے ہین - سکندر رستم نے کہا کہ اگر قسمت مین رہائی
ہی تو چھوٹینگے اور ہم تم ساتھ چلینگے ع مشکلے نیست کہ آسان نشود + مرد باید کہ ہراسان نشود
رفیع البخت نے کہا کہ مین ہراسان نہین ہون مگر چونکہ اپنے ارادہ مین کامیاب نہوا اسکا کسیقدر ملال
ضرور ہی - سکندر نے کہا کہ تم کیونکر یہانتک پہونچے - رفیع البخت نے اپنی روداد بیان کی اور سکندر
نے اپنا واقعہ بیان کیا ایک کو دوسرے کی حالت پر تعجب ہوا کہ ہم علٰحدہ علٰحدہ راستون سے ایک ہی
مقام پر آکے قید ہوے انھین باتون مین شام ہوگئی شام کو تین خوان سربمہر آگئے نہ لانے والا
دکھائی دیا نہ یہ معلوم ہوا کہ کسنے بھیجے ہین - رفیع البخت اور سہراب اُن خوانون کی طرف دیکھکر متحیر تھے
کہ یہ کون رکھ گیا اور کب رکھ گیا کہ ہمین معلوم بھی نہوا - سکندر چونکہ یہ سب مرحلے طے کیے ہوے تھے
انھون نے کہا کہ تعجب نکرو ہم تم قید کی حالت مین ہین خدا کا شکر کرو کہ اس سختی مین نہین ہین جو اور
قیدیون کے واسطے ہی بس ہمارے تمھارے واسطے اتنی ہی شان قید کی ہی کہ نہ کہین جاسکتے ہین نہ
کسی سے مل سکتے ہین اور اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنا ہوتا ہی یہ کہکر اپنا خوان کھولا اور صلاح کی کہ آؤ
رفیع البخت اور سہراب نے اپنے خوان بھی کھول ڈالے اور کہا اے برادر جو تم ہو وہ ہم ہین
مثل مشہور ہی کہ جیسا دیس ویسا بھیس یہ کہکر سب نے ایک ہی جگہ بیٹھکر کھانا کھایا پانی پیا سکندر
نے کہا کہ آج اس قید مین گھر کا لطف مل رہا ہی کہ دو عزیز اپنی ہمدردی کو موجود ہین جس حال مین
ہم ہین اُسی حال مین تم ہو جتنا زمانہ مجھے اس مقام تنہائی مین گزرا ہی وہ بہت سخت تھا البتہ اسکے
قیداول کا ذکر آیا - سکندر نے اپنی رہائی کی صورت بیان کی - رفیع البخت نے اپنی سرگذشت
کہہ سنائی دیر تک یہ باتین رہین بعد اُسکے دونون شاہزادون نے وضو کیا نمازین پڑھین اور
دعاے رہائی مانگ کر سو رہے - اب انکو اس قید بے مشقت مین چھوڑکر یہان سے

چند کلمے داستان جلالت عنوان شاہزادۂ حق پژوہ یعنی عادل
کیوان شکوہ کے بیان کیے جاتے ہین کہ انکو حالت کشتی سے
نوبت روز پنجہ لیگیا تھا و باقی حالات متعلق داستان ھذا

مخمس بر آغاز داستان

پھرے خراب نہ ہم آہ بے اثر کی طرح نہ دل کا راز کھلا یار کی کمر کی طرح
تمام ہو گئے فرہاد پرجگر کی طرح شہید عشق ہوئے قیس نامور کی طرح
جہان میں عیب بھی ہے کیا ہنر کی طرح

یہ چرخ پیر ہی مجکو لحد کے گھر کی طرح مری نظر میں ہر اک نجم ہی شرر کی طرح
زوال مجکو ہی یاں دمبدم قمر کی طرح کچھ آج شام سے چہرہ ہی فق سحر کی طرح
ڈھلا ہی جاتا ہوں فرقت میں دوپہر کی طرح

جو بحر دیدۂ تر میرا جوش کھائیگا برس کے ابر خجالت بہت اٹھائیگا
سرشک اشک سے طوفان بپا اک آئیگا ہنسو نہ رونے پہ تم شہر ڈوب جائیگا
برس پڑونگا کسی دن جو ابر تر کی طرح

یہ شوق ہی کہ مکرر یہاں کا بوسہ لین یہاں جو ہو تو بھلا کیا وہان کا بوسہ لین
پتا کہیں نہیں ملتا جہان کا بوسہ لین بتا تو دیجیے صاحب کہاں کا بوسہ لینا
دہن بھی آپ کا ملتا نہیں کمر کی طرح

ہر اک کو کجروشی سے نہ دے ملال اے چرخ چھپائے دیتے ہیں اچھی نہیں یہ چال اے چرخ
حنا کی طرح اگر انکو روند ڈال اے چرخ سیاہ بختوں کو یون باغ سے نکال اے چرخ
کہ چار پھول تو دامن میں ہوں سپر کی طرح

کب آئے یار کا خط دیکھیے خدا جانے دیار عشق کا کیا کوئی راستا جانے
خلاف وضع اسے سمجھے یا برا جانے یہ ہی معاملہ عشق کوئی کیا جانے
میں آپ جاؤنگا خط لیکے نامہ بر کی طرح

سجھے ثبوت ہی جو کچھ ہی آرزو یارب نہیں الم مجھے حافظ اگر ہی تو یارب
ہمیشہ ہی در مقصد کی جستجو یارب تمام خلق ہی خواہان آبرو یارب
چھپا مجھے صدف قبر میں گہر کی طرح

ہماری نشو و نما کیا اس آسمان کے تلے کبھی خوشی رہے ہم گاہ غم سے ہاتھ ملے
مثال سرو نہ باغ جہان میں پھولے پھلے نحیف و زار ہیں کیا باغبان سے زور چلے
جہان بٹھا دیا واں لگ گئے شجر کی طرح

سجھے جنون جو ہی دیکھی ہی کیا کوئی کاکل کہ پیچ میں مجھے لایا ہی باغ میں سنبل
چبھے ہیں خار صفت یا لنشتر رگ گل یہ ہے سبب نہیں نالون مین دم اے بلبل
ترا جگر بھی ہی زخمی مرے جگر کی طرح

دکھی تو ہر دسے جبین اپنے منھ سے قسم دیکھو جنون کی جان کو ابرو کے اک اشارے میں لو
تمھارے کہنے میں پریاں ہیں جو کہو وہی ہو تم اس جہان میں وہ بلقیس ہو کہ خط جو لکھو
تو سر پہ رکھے سلیمان ہما کے پر کی طرح

یہ ہیچ بات ہی ایدل جو کیجیے اسکو ثبات اسان پہ آسمین افرین کہاں یہ سمین صفات
وہ انجبی زہر ہی مجکو ہی عجب کی یہ بات یہ بوسہ لب شیرین پانے کی ہی تلخ حیات

که بند بند کو باندھے ہوں نیشکر کی طرح

یہ چاہتے ہیں وطن سے ہمیں بھی ہو تحریک — خط آئے آپکا ایجان خبر ملے ہیں ٹھیک
وہاں کے جلسوں میں ہم بھی ہوں یار آپکے شریک — بلا تو یہ ہے کہ دوری ہے آپکے نزدیک
ابھی یہ سمجھتے ہیں ہم ڈاک میں خبر کی طرح

کہیں وہ کیا جو اٹھائے جہاں میں ہمیشہ جبر — ہنسے ذرا بھی جو اک دن تو روئے صد بار
یہاں کے آنے سے کچھ دل کو آگیا ہے صبر — خدا رکھے تجھے آباد حشر تک اے قبر
کہ سوئے پاؤں کو پھیلا کے اپنے گھر کیطرح

مجھے دکھاتہ محبت میں بار بار آنکھیں — یہ شوق دید میں رہتی ہیں بے قرار آنکھیں
جو میرے جسم میں ایجاد ہوں ہزار آنکھیں — تجھی کو دیکھونگا جبتلک ہیں برقرار آنکھیں
مری نظر نہ پھریگی تری نظر کی طرح

چمن میں جتنے حسین ہیں غرور ہے گل کو — جواب دینے کی عادت نہیں کسی گل کو
پسند کرتے ہیں اہل وفا تحمل کو + — فغاں سے فائدہ کیا عشق گل میں بلبل کو
اٹھائے داغ تو دلبر سے جگر کی طرح

وہ کم ہیں صدمہ و آلام جو نہوں اسکو — ہوا تھا عشق کسیکا کبھی نہ یوں اسکو
بھلا نہ ہجر میں پھر ہو یاس کیوں اسکو — یہ محو عشق ہے مونس کہ اندرون اسکو
خبر کسی کی نہیں طفل بے خبر کی طرح

چہرہ پردازان پیکر دلفریب سخن و روکشان شاہد مضمون کہن عروس داستان کو زیور صنایع سے یوں آراستہ کرتے ہیں ؎ بزم سخن طوطی خوشنوا + بدین زمزمہ شد ترنم سرا + کہ لقا بدار ابلق سوار کشتی کی حالت میں نواں روز گزر رہا تھا بدیع الملک دل میں کہتے تھے کہ واقع میں یہ لقا بدار جو دعوے صاحبقرانی کر کے آیا ہے تو سچا نہیں اسلیے کہ سات روز سے زیادہ میں کوئی مجھسے زیر نہیں ہوا مگر اس لقا بدار سے نو روز گزرے اور اب تک فیصلہ نہیں ہوا ادھر لقا بدار دل میں کہتا تھا کہ زیر ہونا بدیع الملک کا غیر ممکن ہے اگر یہ ایسے نہوتے تو صاحبقران وقت نہ کہلاتے اور تمام اولاد صاحبقران انکی اطاعت نکرتی اسی حیص و بیص میں پنجہ گرا اور لقا بدار ابلق سوار کو لیگیا جسکا ذکر ہو چکا ہے اب حال لقا بدار کا سنیے کہ یہ مسحور ہوا تھا بیہوش ہو گئے تھے جس وقت آنکھ انکی کھلی تو اپنے کو اک باغ جنت نظیر میں پایا گھبرا کر ادھر ادھر دیکھتے تھے مگر کوئی نظر نہ آتا تھا ہر طرف گلہائے بو قلموں کی بہار تھی اور جانوران مختلف اللون شاخہائے درخت پر مصروف زمزمہ سرائی تھے نہریں جاری تھیں پانی نہروں کا نہایت صاف و شفاف تھا کہ تہ کا حال اوپر سے معلوم ہوتا تھا جانوران آبی نظر آتے تھے مچھلیاں سبز و سرخ زرد و زنگاری جو خوش فعلیاں کرتی پھرتی تھیں تو صاف معلوم ہوتی تھیں۔ لقا بدار سیر کرتے ہوئے چلے۔ روش پٹڑیوں کی خوبصورتی احاطہ تحریر سے باہر ہے یہ معلوم ہوتا تھا کسی مصور کے ہاتھ کی جدول کتاب نور پر کھینچی ہوئی ہے سبزہ نوخیز مخمل خوابیدہ کو شرمندہ کرتا ہے ڈالیاں درختوں کی جو تحریک باد صبا سے جھوم جھوم گرتی ہیں تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی جوان مست نے انگڑائی لی سیب درمیان سینۂ معشوق کی طرح گرے ہوئے ہیں کالون کی خوشبو دلفریب و دل آویز ہے لقا بدار ابلق سوار اس باغ کی بہار دیکھتے ہی چلے جا

تھے کہ چھپاکے کی صدا کان میں آئی پلٹ کر جو دیکھا تو روش باغ پر اک طاؤس طناز محو گلگشت ہے
برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن + جوانی کی راتیں مرادوں کے دن + دیکھا پانچ ہاتھ پر سنبھالے ہوے
پیاری پیاری بچین نکالے ہوے + ہر ادا دلفریب ہر غمزہ زاہد کش ہر کرشمہ توبہ شکن پشت پر پارہ
پندرہ ایسی چلبلیں ساتھ اُنکی بھی یہی عمر آپس میں ہنستی بولتی چہلیں کرتی چلی آتی تھیں نقابدار اُس
پری جمال کی طرف دیکھتے ہی محو ہوگئے بیساختہ یہ شعر زبان پر جاری ہوا ع اک ادا مستانہ سر سے
پاؤں تک چھائی ہوئی + اُف تری کافر جوانی جوش پر آئی ہوئی + اسطرح عالم بیخودی میں یہ شعر پڑھا
کہ وہ نازک اندام قریب آچکی تھی اُسنے سن لیا یا تو اپنے دھن میں چلی آتی تھی ادھر دیکھتے ہی
ٹھٹھک گئی اچانک جو نظر پڑ گئی ہی جلدی سے آنچل منھ پر لے لیا اور ساتھ والیوں سے کہا کہ ذرا
اس مردوے کی ڈھٹائی تو دیکھو کہ یہ یہاں گھس آیا اور طرہ اسپر یہ کہ سامنے کھڑا گھور رہا ہے
ٹلتا نہیں دو ایک خواصیں نہایت شوخ اور چنچل تھیں بڑھکر بولیں کہ اے شخص تو کون ہی اور یہاں
کسطرح چلا آیا نقابدار نے فرمایا کہ میرا یہ دستور نہیں کہ میں کسیکے باغ یا مکان میں بے اجازت چلا جاؤں
نہ مجھے یہاں آنے کی کوئی ضرورت تھی مجھے نو روز گزرے تھے کہ میں اپنے مد مقابل سے آزمایش
زور و طاقت کر رہا تھا مجھے اک سنجہ آشنا کشتی میں سے لے آیا تھا اُس سنجہ نے لاکر اس باغ میں
اُتار دیا نہ مجھے یہ معلوم ہی کہ یہ باغ کس ملک کے ڈالی میں واقع ہی اور نام اس ملک کا کیا ہی
یہ سُنکر ملکہ نے کہا کہ اچھا اگر یہ خود سے نہیں آئے ہیں تو انکی خطا نہیں خیر اب کسی طرح آ نکلے
ہیں تو انکی خاطر واجب و لازم ہی کہ مہمان ہیں مگر ذرا اتنا تو پوچھو کہ تم جو صورت اپنی نقاب میں
چھپائے ہوے ہو تو اسکا کیا باعث ہی کیا صورت تمھاری بُری ہی یا چہرے کے کسی عضو میں کچھ
فرق آگیا ہی آنکھ کانی ہی یا سیتلا کے داغ ہیں - یہ سُنکر نقابدار ابلق سوار نے یہ خیال کیا کہ یہ عورت
مجھے بدصورت سمجھکر قبول نکریگی اور طبیعت انکی اس عورت پر آچکی تھی جلدی سے نقاب اُٹھا دی
اور فرمایا کہ میری صورت دیکھ لو خدا نے کوئی نقص میری صورت میں نہیں دیا ہی اُسکا لاکھ لاکھ شکر
کہ اب بھی ہزاروں سے اچھا بنایا ہی مگر میں اپنے کو ہر ایک پر ظاہر کرنا نہیں چاہتا اس وجہ سے
صورت اپنی چھپائے ہوے تھا مگر تم سے کیا پردہ کہ تمھارا مہمان ہوں بس نقاب چہرہ سے
عادل کیوان شکوہ کے ہٹتے ہی یہ معلوم ہوا کہ اک آفتاب محشر نمودار ہو گیا دیکھتے ہی جتنی عورتیں تھیں
بیخود ہوگئیں اور ملکہ نے اپنی مصاحبوں سے کہا کہ صاحب یہ تو کہیں کا شاہزادہ معلوم ہوتا ہی جلد
اسے قصر میں لیچلو سامان دعوت مہیا کرو - وہ کہتے ہیں کہ میں نو دن سے لڑ رہا تھا تو بھلا لڑائی بھڑائی میں
کھانا پینا کیسا بہت پریشان ہونگے اپنے شہر میں جائینگے تو لوگوں سے یہ تو نہ کہینگے کہ ہم اک بیمروت
طوطا چشم کے مہمان ہوے تھے - یہ سُنکر چند کنیزیں آگے بڑھیں اور عادل کیوان شکوہ کو ساتھ
لیے ہوے داخل قصر فلک رفعت ہوئیں دیکھا عادل نے کہ قصر زمرد سبز کا ہی بجاے شیشہ آلات
جسقدر سامان روشنی کا ہی سب یاقوت سرخ و یاقوت زرد و یاقوت نیلی کا ہی ستونوں پر الماس جڑے
ہوے ہیں سارا قصر جگمگ جگمگ کر رہا ہی نگاہ خیرگی کرتی ہی کنیزوں نے لاکر اک مسند جواہر نگار پر بٹھا دیا
عادل کیوان شکوہ کا دل ملکہ کے واسطے بیتاب تھا پوچھا کہ نام تمھاری ملکہ کا کیا ہی اُنھوں نے
بیان کیا کہ ملکہ مہرات سیمتن نام ہی ابھی شادی بھی ملکہ کی نہیں ہوئی آج پہلے پہل جس مرد کی صورت
ملکہ نے دیکھی ہی وہ تم ہو ورنہ ملکہ کو تو مرد کے نام سے نفرت کلی ہی خوش نصیب تمھارے کہ ایسی

ملکہ تم سے ملتفت ہوئی تم سے پیشتر ایک مرد وا اور یہان چلا آیا تھا تو ملکہ نے اسیوقت اسکو قتل کر ڈالا
کہ یہ مجھے رسوا کریگا میرا باغ نہوا کسی کسبی خانگی کا گھر ہوگیا کہ جسکا جی چاہے چلا آئے - یہ سنکر بعضی بولین
کہ لو اب یہ پوچھو تو رہیا تھا شاہزادہ دوسرا ملکہ کو بھی نصیب نہو گا خدا سے آفتاب مہتاب کی جوڑی ہے
یہی باتین ہو رہی تھین کہ چند خواصین سامان طعام لیے ہوئے آئین دسترخوان بچھا کر خاصہ چن دیا
اور عادل کیوان شکوہ سے کہا کہ ہماری ملکہ نے یہ آپ کے واسطے بھیجا ہے - عادل کیوان شکوہ نے
کہا کہ ملکہ تمھاری کہان ہین کیا وہ کھانا نہین کھاتی ہین انھون نے کہا کہ میان کیا خوب ملکہ کھانا
تنہائی مین کھاتی ہین تمھین ملکہ کے کھانے سے کیا - فرمایا یہ کیسی مہمانداری کہ میزبان الگ کھانا کھائے
اور مہمان الگ - اگر ملکہ نے میری دعوت کی ہے تو میرے ساتھ کھانا بھی کھائین ورنہ مین ملکہ کے کھانے
کا محتاج نہین ہون - کنیزون نے جاکر ملکہ سے عرض کی کہ وہ بغیر آپکے کھانا نہین کھاتے ہین ملکہ ٹہلتی
ہوئی آئی اور کہا کہ صاحب یہ بھی کوئی بات ہے کہ مین بن بیاہی ہوکر غیر مرد کے ساتھ کھانا
کھانے کو بیٹھ جاؤن پھر مجھے کوئی کاہیکو قبول کریگا فرمایا ہمتو قبول کرینگے دل تو چاہ رہا تھا زبردستی
کے حیلے تھے عادل کیوان شکوہ نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا ہاتھ پکڑتے ہی ملکہ بے عذر بیٹھ گئی عادل
کیوان شکوہ نے کھانا کھایا پان پیا آسودہ ہوئے گانیوالیان حاضر ہوئین اور یہ غزل شروع کی غزل

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا

ترے وعدے پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

یہ کہان کی دوستی ہے کہ بنے ہین دوست ناصح
کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا

رگ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا
جسے غم سمجھ رہے ہو یہ اگر شرار ہوتا

کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیمکش کو
یہ خلش کہان سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

ہوئے مر کے ہم جو رسوا ہوئے کیون نہ غرق دریا
نہ کبھی جنازہ اٹھتا نہ کہین مزار ہوتا

یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

یہ غزل اسقدر قیامت کا اثر رکھتی تھی کہ اہل محفل کو بیخود کر دیا دیکھا عورتون نے کہ ملکہ انگڑائیان
لے رہی ہے رنگ محفل کا بے ترکیب ہے کچھ نشہ شراب کچھ نشہ شباب ہستی کی سی کیفیت ہوتی جاتی
ہے آنکھین ملکہ کی سرخ ہو چلی ہین بہک رہی ہے گانیوالیان رسون کی مزاجدان ہین جلدی سے [illegible]
سنبھال کے تسلیم بجا لائین اور رخصت ہوئین انیسین جلیسین بھی کھسکنا شروع ہو گئین تھوڑی دیر
مین تخلیہ ہوگیا - عادل کیوان شکوہ بھی بار بار ملکہ کو دیکھتے تھے اور دل انکا بھی بیچین تھا کہ کسی طرح
تنہائی ہو تو تمناے دلی بر آئے تخلیہ پاتے ہی انھون نے ملکہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا ملکہ لپٹنے چمٹنے لگی
اور عالم بیخودی مین ملکہ نے بوسہ لینے کا قصد کیا جیسے ہی منھ کے پاس منھ لائی عادل کیوان شکوہ
کا دماغ الٹ گیا وہ بو سے بد دہن سے آئی کہ قریب تھا کہ اس نازک دماغ کا قلب الٹ جاے
فوراً علیحدہ ہٹے اور فرمایا کہ کیا تم ساحرہ ہو ملکہ نے کہا کہ ہان اے جوان اصل یہ ہے کہ نام میرا
مہران جادو ہے اور یہ فعل بھی میرا ہی تھا کہ مین تجھے کشتی کی حالت سے چھڑا کر لائی تھی اور اپنے
باغ مین تجھ پر کر خود دوسری طرح سے آئی کہ تجھے بھی میرا اشتیاق ہو تو وہ مطلب میرا حاصل ہوگیا
لیکن اب دیکھا اور تمناے دلی میری برلا - عادل نے کہا کہ نقاب میرے چہرے پر پڑی ہوئی تھی تمنے
دیکھا ریشہ میری داڑھی نہ تھی پھر کیا سمجھ کر مجھے اٹھا لائی تھی - اسنے کہا کہ اسکے بہت تمنے سبب ہین

فرمایا کیا مجھسے چھپانے کی کوئی بات ہی۔ مہران جادو نے کہا کہ فضول باتون مین دیر ہوگی فرمایا کہ بیان
تو کرو مہران جادو نے کہا کہ جب تم طلسم گنبد بے در فتح کرنے گئے ہو تو مین نے ملکہ صنم گلعذار کے سامنے
تمکو بے نقاب و بے حجاب دیکھا تھا اُسوقت سے مین تمپر عاشق ہوئی تھی مگر موقع نہ پاتی تھی کہ جو
چیزین مثل تیغہ خاراشگاف وغیرہ کے تمہارے پاس ایسی ہین اُنپر جو نقش کندہ ہین وہ سحر کو
باطل کر دیتے ہین جب مین نے تمکو مستی کی حالت مین دیکھا اور ہتھیار الگ رکھے دیکھے تو مین تمکو اُٹھا لائی
یہ ماجرا سنکر عادل کیوان شکوہ نے دل مین خیال کیا کہ یہ تو برا ہوا ہے اگر اس لکاتہ سے بگاڑ کرتا
ہون تو یہ ساحرہ ہی اسیر کریگی اور وصل اسکا شیطان کی مطابعت کرتا ہی بغیر فریب کے کام [illegible]
یہ سوچکر عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اے ملکہ تیری صورت تو صنم گلعذار سے کبھی اچھی ہی اگر
تو ملتا ہر بظاہر مجھسے ملتی تو کیا مین قبول نکرتا اُسنے کہا کہ مجھے یہ امید نہ تھی ورنہ مین تمکو ایسی حالت
سے چھڑا کے کیون لاتی اُسیوقت اک ایسا سحر کرتی کہ تم بدیع الملک کو اُٹھا لیتے اور اگر مجھے خوش
رکھوگے تو صاحبقران کیا خداوند بناونگی عادل نے دل مین کہا استغفر اللہ اور بظاہر مہران جادو
کے نہایت شکرگذار ہوے اور فرمایا کہ قسمت سے تم مجکو ملی ہو مگر اے ملکہ ابھی نشہ کم ہی کچھ دیر
شغل شراب ہو پھر دیکھا جائیگا۔ مہران جادو نے صراحی اور جام آگے بڑھا دیا عادل نے جام بھر
کے مہران جادو کو پلانا شروع کیے یہ مکار ایسی بلانوش تھی کہ انکار جانتی ہی نہ تھی آخر اسقدر بیخود
ہوئی کہ بیہوش ہوگئی اُسوقت عادل نے ادھر اُدھر دیکھا کہ کوئی اُسکا جلیس مصاحب اسکے تو
یہان موجود نہین ہین دیکھا کہ اور تو کوئی نہین ہی لیکن اک قفس لٹکا ہوا ہی اُسمین سے اک قمری
دیکھ رہی ہی اور مایوسی کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہی۔ بس عادل کیوان شکوہ نے باطمینان ہاتھ گلا
مہران جادو کا دبا کر مار ڈالا مرتے ہی مہران جادو کے تاریکی چھا گئی اور آوازین دار و گیر کی بلند ہوئین
سارا قصر دھوان بنکر نظرون سے غائب ہوگیا۔ باغ آتش بہار نظر آنے لگا بڑی دیر تک اک آتش
برپا رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من مہران جادو بود حیف مردیم و دنیا را دیدیم و بمطلب
نرسیدیم۔ اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا عادل کیوان شکوہ نے کہ نہ باغ ہی نہ قصر ہی مگر دو
بھیج عورتون کا ہی کچھ سر کٹے گرے ہوے ہین انپر میلا میلا زرد زنگاری سوت لپٹا ہوا ہی
اور کچھ تیلیان کاغذ کی ہوا مین ادھر سے اُدھر اُڑتی پھرتی ہین اور لاش اک ساحرہ مہیب
کی پڑی ہوئی ہی کہ بھوت سی بھبوتی بچھا ہی درو لی جو کھکی سی لولی کندہ [illegible] پڑی ہوئی
ہی دو دانت بڑے بڑے منھ سے نکلے ہوے ہین جنکا ایک ایک سرا [illegible] ہی کیسا ہی آکر
کیسا رنگ ہی تمام جسم پر جھریان پڑی ہوئی ہین کوئی گیارہ سو برس کا سن ہی یہ دیکھا عادل کیوان شکوہ
کو بہت کراہت آئی اک ٹھوکر مار کر پلٹنے کا قصد کیا تھا کہ صداے فریاد کان مین آئی پھر کے
دیکھا تو قفس مین سے آواز آرہی ہی کہ اے شہریار سبحان اللہ ساحرہ کو خوب ترکیب سے
مارا مگر ہمکو اسی بلا مین گرفتار چھوڑے جاتے ہو۔ دیکھا کہ جس قفس مین قمری تھی اسمین اک
جن بیٹھا ہوا ہی اور فریاد کر رہا ہی۔ عادل کیوان شکوہ سمجھے کہ یہ معلوم ہوتا ہی اسی ساحرہ کی قید مین
تھا اسی لگاوٹ سے اسکو بھی قمری بنا کر قفس مین بند کر رکھا تھا بس جلدی سے قفس کو توڑا اور
جن کو قید سے رہا کیا جن ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوگیا اور عرض کی کہ اے شہریار مین بھی مسلمان
ہون مگر اس ساحرہ کے دام مکر مین گرفتار ہوگیا تھا یہ مجھسے بھی آپ ہی کی طرح طالب وصال ہوئی تھی

مین نے انکار کیا تھا اُسکے عوض مین اُسنے مجھے قید کر رکھا تھا مگر آپ نے وہ سب ترکیب کی اسکو مارا
نام میرا سمیع جنی ہی اب مین جب تک زندہ ہون خدمت سے باہر نہین ہون جو حکم ہو اُسے بجا لاؤنگا
کہ آپکا آزاد کردہ ہون - یہ سُنکر عادل کیوان شکوہ نہایت خوش ہوے کہ یہ بھی مسلمان ہی فرمایا کہ اول
تو یہ بتاؤ کہ یہان سے کہان چلین جو رات آرام سے بسر ہو - سمیع جنی نے عرض کی کہ یہان سے قریب
بیابان بادگرد ہی وہان اک درویش رہتے ہین سال بھر بعد دروازہ حجرے کا کھلتا ہی دن بھر مین
جو جسے پوچھنا ہوتا ہی وہ جا کر پوچھتا ہی شام کو پھر حجرہ بند ہوتا ہی اور دروازہ تک نظرون سے غائب
ہو جاتا ہی حجرے سے قریب اک میل نصب ہی مین نے پوچھا تھا کہ یہ میل کیا نصب ہی تو اُنھون نے
ارشاد کیا تھا کہ تجھے ان امور کے دریافت کرنے سے کیا جو اپنے لیے پوچھنا ہو وہ پوچھ مین نے اپنے
آیندہ کے حالات دریافت کیے تھے تو اُنھون نے فرمایا تھا کہ تو اسی سال اک ساحرہ کے دام مین
پھنس جائیگا اور بعد چند روز کے اک شخص آکر اُس ساحرہ کو مار یگا اور تجھے رہا کریگا تو اُسکے جادۂ اطاعت
سے باہر قدم نہ رکھنا اُس شخص کی بدولت تو رتبۂ اعلی کو پہونچیگا کہ وہ صاحبقران زمانہ ہی اور فتاح طلسم
اسرار باطنی ہی جس روز تو رہا ہونا اُسی دن اسکو اپنے ساتھ لیے ہوے میرے پاس آنا اور یہ بھی مین
کہون اُسی کا رہنا ہونا لہذا اے شہریار عالیوقار اب درویش حجلہ نشین کے پاس چلیے مین زبانی
درویش کے آپکو بشارت دیتا ہون کہ آپ فتاح نطاق باطن ہین یہ سُنکر ہمراہ سمیع جنی کے چلے اور
اُنکو وہین پہونچا بیابان بادگرد مین او میل کا اکھیڑ لینا اور دہنے نقب سے دیوون کا نکلنا یاد آگیا
فرمایا کہ اے سمیع جنی مجھسے بھی ان درویش سے ملاقات ہو چکی ہی اگرچہ قصد میرا بیابان گرد باد کی طرف
جانے کا تھا کہ وہان بدیع الملک سے اور مجھ سے فیصلہ صاحبقرانی کا جھگڑا نا تمام چھوٹ گیا تھا
لیکن اب مین بغیر درویش سے ملے ہوے نہ جاؤنگا - سمیع جنی عادل کیوان شکوہ کو لیے ہوے
بیابان بادگرد کی مسافت طی کرکے اُسی میل اور حجرے کے قریب پہونچا دیکھا تو دروازہ حجرے کا
کھلا ہوا ہی اور درویش کے آگے دسترخوان چنا ہوا ہی گویا انتظار مین بیٹھے ہین جیسے ہی عادل کیوان شکوہ
کی نظر شاہ صاحب سے دوچار ہوئی شاہ صاحب براے تعظیم اُٹھے اور عادل کیوان شکوہ کو مسند زرین
پر بٹھایا اور سمیع جنی کو بھی برابر شاہزادہ کے بٹھا کر خود بھی شریک ہوے اک خادم نے ہاتھ دھلائے
شاہ صاحب نے کہا کہ بسم اللہ آج دعوت فقیر کی قبول ہو عادل نے ہمراہ سمیع جنی اور شاہ صاحب
کے کھانا کھایا نماز پڑھی اور حسب ہدایت شاہ صاحب آرام فرمایا جب صبح کو بیدار ہوے تو حوائج
ضروری سے فراغ حاصل کرنے کے بعد جب شاہ صاحب پاس آکے بیٹھے تو درویش زاہد حجلہ نشین
نے فرمایا کہ اب وقت فتاحی نطاق باطن کا آگیا - عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ پھر اب اجازت دیجیے
تو جا کر اس میل کو اُکھاڑون کہ دہنا نقب یہین ہی - زاہد حجلہ نشین نے کہا کہ پہلے حصول لوح کی تدبیر
چاہیے بعد اُسکے اختیار ہی جو لوح حکم دے وہ کرنا اور حصول لوح کے واسطے اک مرحلہ عظیم کا سامنا
ہی اگر وہ منتخ تم سے ہوسکے اور سمیع جنی مدد دینے کا وعدہ کرے تو ممکن ہی ورنہ غیر ممکن ہی سمیع جنی
نے عرض کی کہ میرے تصور ہی کیا مین ہر طرح انکی خدمت کے واسطے موجود ہون زاہد حجلہ نشین نے
کہا کہ اے سمیع جنی تیری خالہ زاد بہن جسکا نام ملیحہ خاتون ہی کسی صورت سے اُسکے ساتھ عقد
عادل کیوان شکوہ کا کرا دے اُسکے بعد انکو یہ چاہیے کہ تخت کی رات کو شب ماتم بنائین عروس کو
بسطوت ہاتھ اُٹھا لین اگر تم سے [illegible] تصویر کو صفحۂ ہستی سے مٹائین تو لوح پائین باغیان طلسم نے

یہ قیامت کی ہی کہ نہیں معلوم کسطرح لوح کو دماغ میں ملیحہ خاتون کے محفوظ کیا ہی جسوقت سر کے اوپر کی ہڈی
تراشی جائیگی تو لوح برآمد ہوگی اس تعب کی وہ متحمل نہو سکیگی اور جان بحق تسلیم ہو جائیگی۔ یہ سُنکر
عادل کو سناٹا سا آگیا اور سمیع جنی بھی خاموش ہو گیا۔ عادل کیوان شکوہ کو متردد دیکھکر زاہد تجلہ
نشین نے کہا کہ یہ محل تردد و تامل نہیں ہی اگر ایسا نکروگے تو بہت پچھتاؤ گے اسلیے کہ یہی جسلہ
فتاحی طلسم کا ہی اگر اس زمانے میں طلسم نہ ٹوٹا تو قیامت تک ٹوٹنا طلسم کا ممکن نہیں ہے اور
اکوان تاجدار دشمن خدا پرستان طلسم باطن میں زندہ موجود ہی یہ زمانہ گزرتے ہی اکوان فوج طلسمی
لیکر طلسم سے باہر آئیگا اور خدا پرستون میں سے ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا اُن سب خدا پرستون کے
خون کا بار تمھاری گردن پر ہوگا اگر ایک جان کے تلف ہونے سے لاکھون جانین بچتی ہون تو کچھ
تامل کی بات نہیں ہی یہ سُنکر سمیع جنی نے کہا کہ اے شہریار ہرچند کہ وہ میری خالہ زاد بہن ہی مگر تقاضا
کی کوشش میں کرونگا اور بخوشی کہتا ہون کہ آپ اُسکا سر چاک کرکے لوح نکال لیں اور ایک خون
کرکے لاکھون جانین ان کفار کے ہاتھ سے بچائیں۔ عادل نے کہا کیونکر ہو سکتا ہی کہ میں اک بیگناہ
کو قتل کرون یہ ہرگز مذہب اسلام میں جائز نہیں ہی زاہد تجلہ نشین نے کہا کہ مجھے اسیقدر معلوم تھا
جس سے میں نے آپکو آگاہ کیا اب اگر آپ نہیں مانتے ہیں تو جو آپکے بزرگون کا طریقہ ہی وہ کیجیے
کہ سجادہ طاعت بچھا کر خدا کی طرف رجوع کیجیے شاید کچھ مدد غیبی ہو فرمایا اسکا مضائقہ نہیں ہی غرضکہ
عادل نے سجادہ طاعت پر وہ رات عبادت خدا میں گزاری اور رو رو کر دعا کی حالت دعا میں اُنپر
غنودگی طاری ہوئی دیکھا کہ اک مرد بزرگ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے صاحبقران رابع ضرور زاہد
تجلہ نشین کے کہنے پر عمل کرو عادل کیوان شکوہ نے پھر یہی کہا کہ مجھسے خون بیگناہ نہ کیا جائیگا۔
اُسوقت مرد بزرگ نے ارشاد کیا کہ اے عادل یہ تمھارا پہلا امتحان استقلال تھا جاؤ وہ عورت تمھاری
دعا سے پھر زندہ ہو جائیگی لیکن تکلیف مرگ اُسکی قسمت میں لکھی ہی تم ضرور اُسے ہلاک کرکے لوح
نکال لو جسوقت یہ خواب دیکھکر عادل کیوان شکوہ کی آنکھ کھلی ہے تو وقت صبح کا تھا اُنھون نے اُٹھکر
وضو کرکے فریضہ سحری کو ادا کیا اور سجدہ شکر بجالائے اتنے میں زاہد تجلہ نشین اور سمیع جنی آئے دیکھا
کہ چہرہ عادل کا نہایت بشاش ہی درویش نے کہا کہ پا گیا خبر ہی عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ
بیشک قول آپ کا صحیح ہی یہ کہکے اپنا خواب بیان کیا درویش نے پھر کہا کہ اب کام میں تاخیر نکرو
اُسی وقت عادل کیوان شکوہ اُٹھ کھڑے ہوئے سمیع جنی ساتھ ہوا۔ عادل کیوان شکوہ شاہ جنات
سے رخصت ہو کر ہمراہ سمیع جنی کے جانب مکان ملیحہ خاتون روانہ ہوئے بعد طی مراحل و قطع منازل
جسوقت سمیع جنی مکان پر اپنی خالہ کے پہونچا کنڈی کھڑکھڑائی اور اپنا نام بتایا اُسکو ملیحہ خاتون نے
اندر بلا لیا اور خواہرزادہ کو دیکھکر بہت خوش ہوئی گلے لگایا اور کہا اے فرزند میں تو تیری طرف
سے مایوس ہو گئی تھی سُنا تھا کہ تو کسی ساحرہ کی قید میں ہی تو نے کیونکر رہائی پائی سمیع جنی نے
عرض کی کہ اولاد صاحبقران سے ایک شاہزادہ بھی تہران جادو کے دام فریب میں گرفتار ہوا تھا
چونکہ خداوند عالم نے اُن لوگون کو صاحب اقبال کیا ہی اُنھون نے اس ساحرہ کو مار کر مجھے رہا کیا
آپ بھی قید سے چھوٹ گئے بلکہ ابھی تک وہ میرے ہمراہ ہیں ملیحہ نے کہا کہاں ہیں سمیع جنی نے
کہا دروازہ پر۔ یہ سُنکر وہ بیتابانہ اُٹھی اور کہا کہ اُنھین اندر بلا لو اور اپنی دختر ملکہ ملیحہ خاتون کو
ہٹا دیا سمیع جنی باہر مکان کے آیا اور عادل کیوان شکوہ کو لیکر مکان میں داخل ہوا ملیحہ خاتون بلاکر

ہوئی اور شکریہ ادا کیا کہ اے شہریار آپکا اقبال زیادہ ہو آپ کی بدولت میرا فرزند مجھسے آکے ملا
یہان شاہزادہ عادل کی بہت خاطر و مدارات ہوئی ملیحہ خاتون نے بھی پردہ سے عادل کیوان شکوہ
کو جھانک کے دیکھا کہ یہ کون ایسا شخص ہی جسکی اسقدر خاطر اور مدارات ہو رہی ہی چونکہ عالم شباب
ہی اور ابھی تک ملیحہ خاتون ناکتخدا ہی اور شاہزادہ عادل سے خوب و خوش رو جوان کو دیکھا دل
اسکا شاہزادہ پر مائل ہوا اور دل سے دعا کی کہ خداوندا کاش وہ قاتل ہی ہو جسکی خبر میرے باپ
نے دی تھی کہ شوہر اس لڑکی کا اسکا قاتل اور فتاح طلسم ہوگا ایسے کے ہاتھ سے قتل ہونا
بھی منظور ہی ملیحہ خاتون تو دل سے باتین کر رہی ہین اور سمیع جنی نے دوسرے روز اپنی خالہ
صبیحہ خاتون سے اپنی بہن کی شادی کا تذکرہ چھیڑا اور بیان کیا کہ جوان لڑکی کا یون ہی بیٹھا رہنا
اچھا نہین ہی صبیحہ خاتون نے کہا کہ بیٹا مین ایسی شادی سے باز آئی جسکا نتیجہ ناشادی و نامرادی ہو
یہ سنکر سمیع جنی نے کہا کہ آپ کیسی باتین کرتی ہین کوئی شوہر نیک عورت کو قتل نہین کرتا اور اگر آپکو
خالو صاحب کے قول کا زیادہ یقین ہی اور اسکا حکم نوشتہ قسمت آپ سمجھتی ہین تو اگر شادی
نہ بھی کیجئیگا تو وہی ہوگا جو نوشتہ قسمت ہی کوئی نہ کوئی ایسا سبب پیدا ہوگا کہ یہ لڑکی قتل ہو جائیگی
لہذا بہتر و مناسب یہ ہی کہ اچھی جگہ تلاش کر کے عقد کرا دیجیے صبیحہ خاتون نے کہا کہ پھر تم بھائی ہو تمہین
بھی حق ہی تمہین تزویج کرو۔ سمیع جنی نے عرض کی کہ میرے نزدیک اسی شہریار عالیوقار کے ساتھ
عقد کر دیجیے ایسا داماد جسکو ملے اسکا فخر ہی اور انکی طرف سے یہ بھی امید نہین ہی کہ یہ اک بیگناہ
کو قتل کرینگے اور وہ بھی عورت مرد نہین صبیحہ خاتون نے کہا کہ وہ شاہزادے اور شہریار زادے
ہین غریب کی لڑکی کو کیون قبول کرنے لگے سمیع جنی نے کہا اسکا مین ذمہ کرتا ہون کہ اگر مین اُنسے
عرض کرونگا تو میری عرض کو پذیرا کرینگے کبھی انکار نفرماینگے صبیحہ خاتون نے کہا کہ اگر ایسا سمجھتے ہو
تو تمہین اختیار ہی مین دو بول کر دینے کو رضامند ہون بس یہ سنکر سمیع جنی خدمت مین شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ کے حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے شہریار مبارک ہو مین نے اپنی خالہ کو عقد کر دینے
پر راضی کر لیا ہی عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ پھر مجھسے ذکر کی کیا ضرورت ہی مین تو اسی جلادی پر کمر
باندھ کے آیا ہون جا کر تاریخ بھی مقرر کر لو۔ سمیع جنی اپنی خالہ پاس آیا اور عرض کی کہ شاہزادے
نے عرض اس غلام کی قبول فرمائی بہتر یہ ہی کہ کل کی تاریخ بھی اچھی ہی اور دن بھی جمعہ کا ہی ایسا
بہتر کونسا دن ہوگا کل ہی عقد کر دو صبیحہ خاتون نے منظور کیا اُسی وقت سے سامان عقد ہونے لگا
دوسرے روز قاضی کو بلا کر عقد عادل کیوان شکوہ کا ملیحہ خاتون کے ساتھ پڑھ دیا گیا۔ رات کو
نوشاہ اور عروس ایک مکان تنہا مین چھوڑ دیے گئے جس وقت عادل کیوان شکوہ نے صورت
ملیحہ خاتون کی دیکھی محو ہو کے رہ گئے نصف رات گذر گئی کہ عادل صورت دیکھتے رہے عروس
بیچاری بھی اسکے آنکھوں شرم سے کچھ رہی یہانتک کہ سو گئی عادل کیوان شکوہ کبھی صورت اُس حور
جمال کی دیکھتے تھے کبھی اسکی قسمت پر خیال کر لیتے تھے اور کہتے تھے کہ کیونکر مین سر اسکا چاک کرون
جب تھوڑی سی رات رہگئی تو پھر خواب دیکھا اور کسی مرد بزرگ نے پھر سمجھایا کہ جب یہ تمہاری دعا
سے دوبارہ زندہ ہو سکتی ہی تو پھر کیون سر اسکا چاک کرنے مین تامل کرتے ہو ادھر عروس کو خواب
ہوا کہ نوشاہ نصیب تیرے کر تو فنا حیدران زمانہ کی زوجہ ہوئی تجھے چاہیے کہ جان اپنی شوہر کے نذر
کر یہ فتاح طلسم ہی اسکی دعا خدا مستجاب کریگا اور تو پھر زندہ ہوکر عمر طبعی کو پہونچیگی اور اگر ایسا نکریگی

تو بعد چالیس روز کے نہ تو ہو گی نہ تیرا شوہر ہو گا یہ خواب دیکھکر جب عروس بیدار ہوئی تو سے
آہستہ سے کہا کہ کیوں صاحب میرے قتل سے کیوں دست بردار ہوئے ہیں کام کے واسطے آئے تھے
وہ کرو تمھیں اپنی غرض ہے یا تناسب لائی میری محبت تمھارے دل میں کیوں ہو گئی لگی۔ عادل کیوان
شکوہ نے فرمایا کہ میرا ہاتھ تیرے نہیں اٹھتا اور اسی جلادی کو کسطرح گوارا کروں۔ عروس نے کہا کہ اگر
ایسا نکرو گے تو پچھتاؤ گے کہ چند دن بعد تمھیں ہو نگی نہ تم رہو گے ابھی ایک مرد مجھکو بشارت دیگئے
ہیں۔ یہ سنکر عادل نے بھی عروس سے اپنا خواب بیان کیا اور فرمایا کہ مجھے بھی متواتر ایک
مرد بزرگ نے خبر دی ہے کہ لوح طلسمی اسی عروس کے دماغ میں رکھی ہے جب تک سر اسکا چاک
نکیا جائیگا اسوقت تک لوح کا ہاتھ آنا بسا دشوار ہے اور اگر اندر چالیس روز کے لوح نہ حاصل کی
تو پھر فتح ہونا طلسم کا غیر ممکن ہے اور اکوان تاجدار فوج طلسمی سے آکر نام خدا پرستی کو صفحۂ ہستی
سے مٹا دیگا اور تمھارے خاندان میں کسیکو زندہ نہ چھوڑیگا۔ یہ سنکر عروس نے کہا کہ تم ایک
میرا خیال کرکے تمام زمانے کا خون اپنی گردن پر لیتے ہو میں خوشی سے اپنی جان خدا پرستوں پہ
نثار کرتی ہوں اور اگر تمکو یہ خیال ہے کہ میرے ورثا تم سے تعرض کرینگے تو میں ایک رقعہ اپنے ہاتھ سے
لکھے دیتی ہوں وہ میری ماں اور میرے بھائی کو دکھا دینا۔ یہ کہکر عروس نے قلم دوات طاق پر
سے اٹھاکے ایک نوشتہ اس مضمون کا تیار کیا کہ مجھکو خواب میں بشارت ہوئی کہ اپنی جان اپنے
شوہر کے نذر کر بنا بر اس خواب کی بشارت کے میں نے خوشی سے سر اپنا چاک کرایا ہے لہذا بعد میرے
کوئی وارث میرا میرے شوہر سے تعرض نکرے اسلیے کہ اسمیں اسکی کوئی خطا نہیں ہے یہ نوشتہ
جسوقت عروس نے عادل کیوان شکوہ کے ہاتھ میں دیا اور عادل کیوان شکوہ نے اس نوشتہ کو
پڑھا بے اختیار آنکھوں سے آنسو گر پڑے اور مجبوری آ داہو گئے عروس سر جھکا کر بیٹھی ادھر ایک
باران اشک عروس کی آنکھوں سے برس رہا تھا ادھر عادل کا آنسو نہ تھمتا تھا آخر دل کو پتھر کا بنا
اور بسم اللہ کہکر خنجر سے کاسۂ سر اتار کر لوح نکال لی اور پھر کاسۂ سر کو سر پر رکھ کے ٹانکے لگا دیئے
اور مسہری پر لٹا کے چادر اڑھا دی اور سجادۂ طاعت بچھا کر فریضۂ سحری کو ادا کر رہے تھے کہ حسب
معمول صبح کو ایک عورت اندر مکان کے آئی کہ اسے عروس کو شاہزادے کے پاس سے علیحدہ کرکے منہ
ہاتھ دھلائیں کھانا کھلائیں یہاں آکر دیکھا تو عادل کیوان شکوہ کو مصروف نماز پایا پہلے تو اس عورت
نے خوش مذاقی کے طور پر کہا کہ میاں آج بھی تمھیں نماز سے فرصت نہیں تو شادی کرنا کیا فرض تھی یہ
محو نماز تھے جواب کون دیتا وہ عورت عروس کے قریب آئی دوشالہ منہ سے ہٹایا دیکھا تو عروس
خون میں غرق مردہ پڑی ہوئی ہے بس یہ دیکھتے ہی وہ عورت پیٹنے لگی اور کہنے لگی کہ ارے جلاد
دولہا یہ ظلم بھی کہیں سنا ہے کہ دلہن کو پہلی رات ذبح کر ڈالے بس یہ آواز سنتے ہی کیا پلٹا
ہوسے مادر عروس بھی اندر مکان کے آئی اپنی دختر کو غرق خون دیکھکر بے ہوش ہو گئی
ہو گئی جب ہوش آیا تو کہنے لگی کہ اس دن کی تو پہلے سے خبر تھی کاش نہ دشمن سمیع جنی نے کی کہ
کو سمجھا کر رضامند کیا میں کیا جانتی تھی کہ یہ میرا بھانجا ہو کر میرے ساتھ دغا کریگا اور لڑکی کو دو وقت
بنا کے گھر میں لائیگا بلاؤ تو سمیع جنی کو اور آکر عادل کیوان شکوہ کا دامن پکڑ لیا اور رو رو کر کہنے لگی کہ
آپکے خاندان میں ایسا ظلم کبھی کسی نے نہ کیا ہوگا اوروں کے واسطے اپنی جان پر کھیل گئے مگر
اپنی خواہش سے اوروں کی جان نہیں لی ہے میں اپنی جوان لڑکی کو آپ ہی سے لاتی یہ کہتی جاتی تھی

اور روتی جاتی تھی - عادل کیوان شکوہ بسبب شرمندگی کے غرق عرق تھے کوئی جواب اچھا برا کچھ نہ دے
سکتے اور دعا کر رہے تھے کہ خداوندا تو مجھے اس شرمندگی سے نجات دے جب تین خواب متواتر ہو
چکے تب میں نے سر چاک کر کے لوح نکالی ہے ورنہ میں اس حرکت پر رضامند ہی نہ ہوتا تھا اُدھر سمیع جنی
کو معلوم ہوا یہ بھی اندر مکان کے آیا اس ارادے سے کہ ایسا نہ ہو یہ لوگ شاہزادے سے بے ادبی
پیش آئیں تو میں بھی چلکر شاہزادے کی شرکت کروں یہاں دیکھا کہ غالیہ صاحبہ دامن شاہزادے کا
نہیں چھوڑتی ہیں اور لب پر یہی کلمہ جاری ہے کہ میں اپنی دختر کو آپ سے لونگی کیا میں نے اسی دن کے
لیے پالا تھا اور اسی واسطے آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا تھا - اسکی باتوں پر سننے والوں کے دل ٹکڑے
ٹکڑے ہوتے تھے اور عادل کیوان شکوہ سر جھکائے سکوت کی حالت میں ساکن رہے تھے کوئی
جواب نہ دیتے تھے کہ سمیع جنی قریب آیا اور عرض کی کہ اے شہریار یہ تو سرنوشت تھی جو پیش آئی آپ
آپ اپنے کام میں کیوں عرصہ کرتے ہیں - اور اپنی خالہ سے کہا کہ بس اب زیادہ نہ پریشان کرو ایک تمہارا
گھر بے چراغ ہونے سے سیکڑوں گھر بربادی سے بچگئے ورنہ خاندان صاحبقران بے چراغ ہو جاتا
خداوند عالم اسکا نعم البدل تمکو عنایت کریگا - اگر یہ لڑکی ہزار برس بھی زندہ رہتی پھر ایک دن مرنا
ضرور تھا سو موت سے کسکو رستگاری ہے آج وہ کل ہماری باری ہے + عادل کیوان شکوہ
نے فرمایا کہ اے سمیع جنی ہرچند کہ درویش گوشہ نشین نے بھی یہ خبر دی تھی کہ اگر ایسا نکروگے تو خاندان
تمہارا برباد ہو جائیگا مگر میں ہرگز اس بیگناہ کا خون اپنے سر نہ لیتا مگر خواب میں مجھے اک مرد بزرگ نے
بشارت بھی دی تھی کہ عروس پھر زندہ ہو جائیگی لہذا میں عروس کا ڈھانکے ہوں میں دعا کرتا ہوں
اگر خواب میرا سچا تھا تو ابھی عروس اُٹھ بیٹھے گی یہ سنکر یالان نے ملیحہ خاتون کی دامن چھوڑ دیا
اور وہ لڑکر دوشالے کا کونا منھہ پر عروس کے ڈال دیا اور عرض کی کہ اے شہریار آپ دعا کریں ضرور
دعا آپکی مستجاب ہوگی اسلیے کہ آپ خاصان خدا سے ہیں یہ سنکر عادل کیوان شکوہ نے دست دعا
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور عرض کرنے لگے کہ اے کس بیکسان واے دادرس غریبان اے
مردہ کرنے والے زندوں کے اور اے زندہ کرنے والے مردوں کے تو خوب آگاہ ہے کہ میں نے
ہوس ملک و مال میں اس عورت کی جان نہیں لی ہے بلکہ تین بار مجکو خواب میں تاکید ہوئی اور
یہ بھی معلوم ہو گیا کہ دعا سے میری زبان ناپاک کے یہ عورت پھر زندہ ہوگی تو میں نے سر اسکا لوح
نکالنے کی غرض سے چاک کیا مار ڈالنے کا قصد بھی نہ تھا لہذا میرے حال پر رحم کر اور اس عورت
کو زندہ کر دے کہ میں عزیزوں سے اسکے شرمندہ ہوتا ہوں یہ دعا کر کے سر بسجدہ ہوئے اور استغفار
رونے لگے کہ بیہوش ہو گئے جب ہوشیار ہوئے تو فرمایا کہ مجھے خواب میں معلوم ہوا کہ عروس زندہ ہو گئی
ہے اب چادر اُس چہرہ سے عروس کے ہٹا لو یہ سنکر ملیحہ خاتون نے دوشالہ منھہ سے ہٹا دیا عروس
نے انگڑائی لی اور اُٹھ بیٹھی ملیحہ خاتون گلے سے لگا کر رونے لگی اور کہا کہ تم کیسی ہو ملیحہ خاتون نے
نے عرض کی کہ میں اک باغ میں تھی اک عورت نے کہا کہ جاؤ تمہارے عزیز تمکو یاد کرتے ہیں میں
باغ سے چلی جسوقت دروازہ باغ سے قدم باہر نکالا آنکھ میری کھل گئی یہ آپ لوگ روتے بیٹھے
کیوں ہیں ملیحہ خاتون نے کہا تم مرچکی تھیں اس شہریار عالیوقار کی دعا سے زندہ ہوئیں ملیحہ خاتون
نے عرض کی کہ آپ نے کیوں اتنا ہم سب کو استقدر پریشان کیا میں نے تو محض اپنی جان خاندان صاحبقران
پر نثار کی ہے اور اپنی رضامندی کا اک نوشتہ بھی لکھکر دیدیا تھا یہ اسکا صلہ تھا کہ جسوقت میرا

تراشا گیا ہی تو ذرا بھی تکلیف محسوس نہوئی اُسکے بعد مجھے بیہوشی سی ہوگئی تھی اور میں اک باغ میں پہنچ گئی
تھی کہ ایسا باغ آجتک میری نظر سے نہ گذرا تھا نہ ایسے لوگ دیکھے تھے جو اس باغ میں مجھے چلتے پھرتے
نظر آئے نہ ایسی حسین کنیزیں دیکھیں جو میری خدمت کو وہاں موجود تھیں آپ لوگوں نے یہاں بلا کر مجھے
تکلیف میں ڈالا اور یہ شہریار عالیمقدار میرا قتل کسی طرح منظور نکرتا تھا جب میں نے خود خواہش قتل
ظاہر کی ہی تو انھوں نے بمشکل قبول کیا ہی۔ الغرض عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اب میں برائے
فتاحی طلسم جاتا ہوں ایکدم اس مقام پر ٹھہرنا بیکار ہی صبیحہ خاتون نے روکا مگر شاہزادہ نے نہ مانا
اور اٹھ کھڑے ہوئے سمیع جنی نے ساتھ چلنے کا قصد کیا شاہزادہ نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ یہ
موقع طلسم کا ہی اس مقام پر میرا تنہا جانا مناسب ہی اسلیے کہ میری حفاظت کرنے والی جبر لوح میرے
پاس ہی تمھاری حفاظت کون کریگا۔ مجبوراً سمیع جنی خاموش ہورہا اور عادل کیوان شکوہ کمر کو
باندھ کر مکان سمیع جنی سے نکلکر چلے تھے کہ اک چشمۂ آب نظر آیا جسپر ہزارہا طائروں کا ہجوم تھا
آپس میں وہ سب خوش فعلیاں کر رہے تھے اتنے میں اک طائر مثل انسانوں کے گویا ہوا کہ کیا سنتے
ہو اب رونے کا زمانہ قریب ہی کل ہمنے خبر پائی ہی کہ فتاح طلسم آنے والا ہی اور سلسلہ لوح کا اُسے معلوم
ہوگیا اگر لوح اُسے لگگئی تو پھر ہم تم کہاں۔ ایک نے جواب دیا کہ لوح پا سکیگا تو کیا ہوگا اسلیے کہ خون شخص
ہی اور لوح ایسے مقام پر تھی کہ آلودہ خون ضرور ہوگئی ہوگی جبتک لوح دھوئی نجاے کوئی خبر کب
دیکھتی ہی اُس طائر اول نے کہا کہ جب اُسنے لوح کو ڈھونڈھ نکالا اور قسمت میں اُسکے طلسم فتح کرنا ہی
تو اُسے اس مقام پر آکے لوح کا دھونا کوئی دشوار امر ہی۔ طائر دوم نے کہا تو بڑا بیوقوف ہی ایسی باتیں
جو اُسکے بیان کرتا ہی اگر فتاح طلسم لوح پاگیا تو اُسے یہ کیا معلوم کہ لوح کہاں دھونا چاہیے تم اپنا
جان سکے آپ دشمن ہوکر راز طلسمی بیان کرتے ہو اور در و دیوار ہمہ گوش دارد ایسا نہو کہ کوئی سنتا ہو اور کوئی
اُس سے کہدے۔ طائر اول نے کہا کہ احمق کیا یہ کبھی میں نے کہدیا تھا کہ لوح فلاں مقام پر ہی
جسطرح اُسے لوح کا پتا لگگیا ممکن ہی کہ کسی ذریعہ سے یہ بات بھی معلوم ہو جاے کہ لوح کو فلاں
مقام پر دھونا چاہیے یہ باتیں کرکے وہ طائر اُڑے اور ایک جانب روانہ ہوگئے مگر تمام باتیں طائروں
کی عادل کیوان شکوہ نے سنیں پس یہ جلدی سے لوح کو لیے ہوے کنارے چشمہ آب کے گئے
اور بسم اللہ کہکر لوح کو دھویا دھوتے ہی لوح کے تمام حروف روشن و منور ہوگئے۔ عادل نے لوح کو
غور سے ملاحظہ فرمایا تو لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم یہ سیاہ سیاہی تھا اب تجھے لازم ہی کہ یہاں سے
داہنی جانب روانہ ہو پھر کچھ دور چلکر اک صحرا میں پہونچیگا کہ تمام صحرا تجھکو دھواں دھار نظر آئیگا تو
اسی لوح کی روشنی میں آگے بڑھنا اندر اُس تاریکی کے اک مکان پائیگا کہ اندر مکان کے اک شخص بیٹھا
ہوا ہوگا تو اُسکے قریب جانا وہ تجھے دیکھ کر متعجب ہوکے دیکھیگا کہ یہ شخص یہاں تک کیونکر پہونچ گیا نام اُسکا
ققنس جادو ہی وہ تجھے دیکھتے ہی بالشتری بنائیگا آواز بیدار کرے گا تو اُسکے پیٹ نشانہ لگانا
تو سیاہ تیلے کو اُٹھاکر ققنس جادو پر کھینچ مارنا ققنس جادو جلکے خاک ہو جائیگا۔ پھر لوح کو دیکھکر
آگے بڑھنے کا قصد کرنا۔ یہ مضمون ملاحظہ فرماکر شاہزادہ عادل کیوان شکوہ اپنے داہنے ہاتھ کی طرف
مڑے اور تکیہ مدد پروردگار پر کرکے ایک جانب روانہ ہوگئے پھر کچھ دور ہو کر میں ایک صحرا نظر آیا یہ
معلوم ہوتا تھا کہ گہرا پڑ رہا ہی شجر و حجر و دشت وغیرہ سب تاریک معلوم ہوتے تھے عادل کیوان شکوہ
نے عکس لوح کا ڈالا اُس تاریکی میں روشنی پیدا ہوئی اور راستہ معلوم ہونے لگا عادل کیوان شکوہ

اسی راستے پر قدم اٹھائے ہوئے چلے جاتے تھے جاتے جاتے قریب ایک مکان کے پہونچے دروازہ
مکان کا کھلا ہوا تھا۔ عادل نے اندر مکان کے بلا تکلف قدم رکھا دیکھا تو فی الحقیقت ایک شخص
بالنسری لیے بیٹھا ہے گرد اسکے پتھر کے پتلے بہت سے کھڑے ہوئے ہیں بس جیسے ہی نظر اسکی انپر
پڑی یہ چلایا کہ او ظالم تو اس مقام تک کیونکر پہونچا پہلے تو میں بیرون طلسم جا کر لوگوں کو طلسم میں پھنسا
کر دام مکر میں لاتا تھا اسی کام پر ناظم دربند غبار سیہ تاب جادو کی طرف سے مامور تھا لیکن
جب سے زمانہ بربادی طلسم کا آیا اور تمام طلسم میں شورش پھیلی تو میں نے بھی بخوف فتاح طلسم حلقہ
کے باہر قدم نکالنا حرام سمجھ لیا یہ مقام وہ ہے کہ یہاں تک کوئی آ نہیں سکتا پھر تو کیونکر پہونچا۔ یہ سنکر
ارشاد کیا کہ میں فتاح طلسم ہوں اور تیری سرکوبی کو آیا ہوں بس یہ سنتے ہی اسنے بالنسری بجانا شروع
کر دیا ادھر تو بالنسری بجی ادھر پتلوں نے ناچنا شروع کیا یہ اور قریب چلے گئے ان پتلوں میں
ایک سیاہ پتلا خوب ناچ رہا تھا بس عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ شاہ صاحب آپ تو خوب پتلے نچاتے
ہیں یہ کہکر اس سیاہ پتلے کا بازو پکڑ کے اٹھا لیا اور ققنس جادو پر کھینچ مارا فوراً گرد وہ پتلا شعلہ بنکر
ققنس جادو پر گرا اور ققنس جادو شعلہ بنا اور پتلوں پر گرا سب کو جلا کر خاک کیا کچھ دیر تک
آواز ہای گیرودار کی آیا کین آخر صدا پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من ققنس جادو بود ہیبت مردم و جانداران
بطلسم بود نہ سیدم۔ لیکن دیکھا تو تاریکی اسی طرح قائم ہے اور لوح مانند شعلہ کے ضو ریز ہے عادل
کیوان شکوہ نے ہر چند غور کیا کہ کچھ حروف نظر آئیں لوح نے کوئی خبر نہ دی اب یہ حیران تھے کہ کس طرف جائیں
کیا کریں یکایک آواز سم مرکب کان میں آئی اور ایک گھوڑا ساز و یراق سے آراستہ پیدا ہوا۔ عادل کیوان شکوہ
نے دوڑ کے باگ پر ہاتھ ڈالا اور پشت پر اسکی سوار ہوئے مرکب انکو لیکے بھاگا اور جاتے جاتے اسی
تاریکی میں ایک قلعہ کے قریب پہونچا۔ عادل کیوان شکوہ نے پھر لوح کو دیکھا تو حرف ظاہر ہوئے لکھا تھا کہ اے
فتاح طلسم جس وقت مرکب طلسمی تمکو قلعہ کے قریب پہونچائے تو تمکو چاہیے کہ مرکب سے کود پڑو ورنہ یہ تمکو لیے ہوئے
خندق میں کود پڑیگا اور تم جلکر خاک ہو جاؤ گے جس وقت تم پشت مرکب سے علیحدہ ہو گے اسوقت مرکب خود خندق
میں کود پڑیگا اور جلیگا اہل قلعہ خوش ہوکر دروازہ قلعہ کا کھول دینگے اور آپس میں کہینگے کہ فتاح طلسم ہمارے
مرحلے پر آ کے مارا پڑا۔ اسوقت تمکو چاہیے کہ کسی درخت کی آڑ میں چھپے کھڑے رہو جس وقت سواری حسام
مرحلوی کی قلعہ کے باہر آئے تو فلاں اسم گیارہ مرتبہ پڑھکر پیکان تیر پر دم کرو اور ایسا تیر مارو کہ پیشانی
پر لگے پڑے اگر تیر نے خطا کی تو تم خود نشانہ تیر قضا ہو گے یہ دیکھکر عادل کیوان شکوہ مرکب سے
کود پڑے مرکب جست کر کے خندق میں جا رہا اور خندق سے شعلہ بلند ہوا اہل قلعہ نے شور کیا کہ وہ
مارا فتاح طلسم کو بڑا گھمنڈ لوح پر تھا لوح نے کیا بنا لیا یہ شور کرتے ہوئے اہل قلعہ قلعہ کے
باہر آنے لگے دروازہ قلعہ کا کھل گیا آخر میں سوار غبار سیہ تاب جادو کے نمودار ہوئے غبار سیہ تاب
جادو ایک اژدر آتش فشان پر سوار قلعہ سے نکلا دہن سے اژدر کے شعلے نکل رہے تھے اور بال
غبار سیہ تاب جادو کے فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوئے تھے بت شانے سے کہنی تک بندھے ہوئے
اسکی پر تلک دیا ہوا تھا جیسے ہی نظر عادل کیوان شکوہ کی غبار سیہ تاب جادو پر پڑی جلدی سے
تیر ترکش سے کمان شانے سے لیکر اسم کو پیکان تیر پر دم کرکے تیر مارا یا تو تمام ساحر خوشیاں مناتے
بادشاہ پر سے زر نثار کرتے چلے آتے تھے غبار سیہ تاب جادو خوش تھا یا تیر جو آکر پیشانی پر
بیٹھتا ہے تو توڑ کر پیشانی کو پار گزر گیا بجائے خون زخم سے شعلہ نکلا اور نکلکر غبار سیہ تاب جادو کے

گرا کہ اُسکو ہمہ تن شعلہ بنا دیا اور اب یہ شعلہ تمام فوج پر گرا جلنے ساحر تھے جلکر خاک ہوئے اور وہ تاریکی
جو چھائی ہوئی تھی دھوان بنکر منتشر ہوگئی اور اک آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من غبار سیہ تاب جادو
بود خیف مردیم و جاندادیم و مطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ قلعہ اُسی طرح قائم ہی
معلوم ہوا کہ یہ عمارت سحر کی نہ تھی بلکہ اور بہت سی عمارتین جو اسکے پیشتر نہ معلوم ہوتی تھین نظر آرہی
ہین عادل کیوان شکوہ داخل قلعہ ہوئے اہالیان قلعہ حاضر ہوئے اور انھون نے عرض کی کہ اے
شہریار ہم ابھی اطاعت ظاہری نہین اختیار کرسکتے اسلیے کہ جناب بادشاہ طلسم نہ مارا جائیگا اسوقت
تک نہین معلوم کتنے انقلابات آئینگے اور ابھی پہلا مرحلہ شبخونون کا آپ کو جھیلنا پڑیگا اس طلسم
باطن کے ہر مرحلے پر اکوان تاجدار بادشاہ طلسم ظاہر کی اک تصویر فوج طلسمی سے آکر حملہ کریگی جب
آپ اکوان کو مارین تو سمجھیں کہ مرحلہ فتح ہوا ابھی اس مرحلہ کا فتح ہونا نہونا سب برابر ہی۔ یہ سنکر
عادل کیوان شکوہ نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ آج شب کو اکوان تاجدار شبخون کے ارادے
سے آئیگا تمکو چاہیے کہ آج ہی دن بھر مین جاکر دیو ہفت سر کو مارو اور اسکی ران چاک کرکے تیغہ
قتل اکوان نکالو تو اکوان قتل ہوگا ورنہ مارا جانا اسکا غیر ممکن ہی۔ یہ دیکھکر عادل کیوان شکوہ نے
اُن لوگون سے دریافت کیا کہ دیو ہفت سر کہان رہتا ہی انھون نے بیان کیا کہ یہ تو معلوم نہین کہ
وہ دیو کہان رہتا ہی لیکن یہان سے قریب اک بیابان ہی اسمین اک مکان نہایت بلند بنا ہوا ہی
وہان وہ دیو دن بھر مین ایک مرتبہ کسی وقت آجاتا ہی فرمایا کہ کوئی میرے ساتھ چلکر بتا اُس بیابان
کا پتا دے انھون نے کہا کہ اے شہریار بسبب خوف دیو کے ہم مین سے کوئی نہ جائیگا اسلیے
کہ اگر کوئی بھولا بھٹکا اُدھر نکل جاتا ہی تو وہ دیو اُسکو کھا لیتا ہی یہان تو بسبب خوف غبار سیہ تاب
جادو کے نہ آتا تھا اب یقین ہی کہ یہان بھی عافیت ہماری تنگ کریگا فرمایا کہ مین اُسکے قتل کے
ارادہ سے جاتا ہون تم مین سے جو میرے ساتھ چلیگا اُسکو مطلق گزند نہ پہونچیگا اُن لوگون
مین سے ایک شخص تھا کہ وہ رضامند ہوا اور عرض کی کہ مین ہمراہ چلنے کو موجود ہون عادل کیوان شکوہ
نے اُسکو ہمراہ لیا اور طرف بیابان کے روانہ ہوئے چلتے چلتے اُس بیابان مین پہونچے
دیکھا کہ اک مکان عظیم الشان بنا ہوا ہی مہتابی پر اُسکے ایک زن حسینہ کھڑی ہوئی ہی دیو زیر مکان
کھڑا ہی مگر سر دیو کا مہتابی کے پاس ہی دیو اُس سے باتین کر رہا ہی دیو بار بار کہتا ہی کہ آج
روز آخر ہی اگر آج بھی کوئی تیرا پرسان حال نہ آیا تو کل مجھے تیرا اختیار رہیگا۔ وہ شاہزادی رو رو
کر کہہ رہی ہی کہ مین جو اقرار تم سے کر چکی ہون اُسکی پابند ہون اب تو آج شام تک مجکو تنہا چھوڑ دے
کل صبح سے تمکو اختیار رہی۔ یہ باتین سنکر عادل کیوان شکوہ آگے بڑھے اور لوح کو ملاحظہ کیا لوح
نے کوئی خبر نہ دی معلوم ہوا کہ یہ کارخانہ سحر کا نہین ہی بس آگے بڑھکر اُس دیو کو للکارا کہ او ملعون
ادھر دیکھ کہ اجل تیری آگئی بس دیو نے پلٹ کر دیکھا کہ یہ آواز کہان سے آئی نظر جو دیو کی
عادل کیوان شکوہ پر پڑی قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا کہ آج خداوند ابلیس بہت مہربان ہی کہ گھر
بیٹھے کھانے کو بھیج دیا آ اور میرے منھ مین کود پڑ۔ یہ کہکر منھ غار سا کھول [illegible]
عادل کیوان شکوہ نے اک پتھر اُٹھا کر دہن مین دیو کے ڈال دیا دیو نے منھ مارا [illegible]
پتھر پر پڑا دانت مین ضرب آئی خون جاری ہوا پتھر منھ سے اُگل دیا اور کہا کہ معلوم ہوا تو لقمہ تر
نہین بلکہ لقمہ سخت ہی خیر کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بچکر یہ کہکر اُسنے [illegible]

حربے سنبھالکر عادل کیوان شکوہ پر وار کیا۔ عادل کیوان شکوہ نے بیٹھکر ایسا پالٹ کا ہاتھ مارا کہ
دونون پاؤن دیو کے قلم ہو گئے اور دیو مانند مینار کے گرا اور تڑپنے لگا دونون پاؤن سے خون
بہت سے جاری ہوے غرضکہ پھڑک پھڑک کے دیو مرگیا اب عادل کیوان شکوہ نے ران اسکی
چاک کر کے تیغہ نکالکر کمر مین رکھا اور چلنے کا قصد کیا تھا کہ کوٹھے پر سے آواز آئی کہ او بیوفا مجھے کیا اسی
بند مکان مین چھوڑ جائیگا پس یہ آواز سنتے ہی انھون نے پلٹ کے دیکھا تو اک آفتاب خاور لب بام
جلوہ گر پایا۔ فرمایا کہ اے گل باغ حسن تو کس چمن کی بسنے والی ہے یہان کیونکر آئی اور اب کہان جانا
چاہتی ہے اسنے عرض کی کہ اندر مکان کے آئیے تو آپ سے باتین کرون۔ عادل نے لوح کو دیکھا لکھا
تھا کہ یہ دختر ہے بادشاہ طلسم اسرار باطنی کی جو اصل بادشاہ اس طلسم کا ہے نام اسکا اسرار روشن ضمیر ہے
ضحاک مار گزیدہ اسکا سالار لشکر تھا اسنے ارکین دولت سے سازش کر کے اسے قید کر دیا اور آپ
بادشاہ بن بیٹھا یہ لڑکی دختر ہے اسرار روشن ضمیر کی بعد قید ہونے اسرار روشن ضمیر کے ضحاک مار گزیدہ
جادو نے اسکی خواہش ظاہر کی اسمین باعصمت نے انکار کیا ضحاک ظالم نے اسکو دیو کے سپرد کر دیا
تھا اگر تم اسکے ساتھ ہمدردی کروگے تو آیندہ اسکی وجہ سے بڑی مدد ملیگی۔ یہ دیکھکر شاہزادہ عادل
داخل مکان ہوے دیکھا کہ مکان مین اسباب فرو ریاست موجود ہے اور چند کنیزین بھی ہین۔ ملکہ
برائے پیشوائی آئی اور لیجاکر جائے نفیس پر بٹھایا اور خود بھی سامنے بیٹھ گئی۔ عرض کی کہ آپ کون ہین
اپنے اسم مبارک سے آگاہ فرمائیے ارشاد کیا کہ مجھکو عادل کیوان شکوہ کہتے ہین۔ یہ سنکر اس نازنین
نے کہا کہ مذہب آپکا کیا ہے فرمایا کہ مین دین اسلام رکھتا ہون اس نازنین نے کہا کہ بیشک خواب میرا
صحیح تھا اے شہریار مین بادشاہ سابق طلسم کی دختر ہون اک وقت تھا کہ یہ ضحاک ظالم جو اب
بادشاہ ہے میرے دروازے کا کتا تھا اب وہ وقت آیا کہ اسنے باپ کو میرے دریائے رنگ رواں
مین قید کیا آپ بادشاہ بن بیٹھا ہماری یہ قدر کی کہ اس دیو کے سپرد کر دیا جسنے [illegible] جب مین
زیادہ مضطر و حیران ہوئی تو مین نے دعا کی دعا میری مستجاب ہوئی اک مرد بزرگ نے خواب مین
آکر ارشاد فرمایا کہ تو پریشان نہو چند زمانے مین اک شاہزادہ اولاد صاحبقران اول سے اس طرف
آئیگا وہ تجھکو قید سے رہا کریگا اور تیرے باپ کو بھی زندان مصیبت سے چھڑائیگا مذہب اسکا اسلام
ہوگا اور ایک بات انھون نے اور ارشاد کی ہے اسے مین بیان نہین کر سکتی۔ شاہزادہ عادل نے
ارشاد کیا کہ وہ سمجھیے سنو کہ عقد بھی تمھارا اسی کے ساتھ ہوگا یہ فرما کر مسکرائے اور ملکہ نے شرما کر آنکھ
نیچی کر لی۔ مصاحبون نے عرض کی کہ اے شہریار یہی بات ہے آپ خوب سمجھے عادل کیوان شکوہ نے
ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ آج کی شب تم اسی مقام پر رہو مین مرحلہ [illegible] تا بجادو کو فتح کر چکا
آج اکوان تاجدار سے مقابلہ کرنا ہے اسے بھی قتل کر کے پورا تسلط کر لون تو پھر تمکو قلعہ مین لیجاؤنگا اور
فکر رہائی اسرار روشن ضمیر کرونگا ملکہ نے عرض کی کہ نہایت مناسب ہے جو آپ بہتر جانین وہ کرین
شاہزادہ ملکہ سے رخصت ہوکے چلا وہ شخص جو قلعہ سے ساتھ ہوا تھا دروازے پر کھڑا تھا وہ بھی [illegible]
عادل کے ساتھ ہوا اور بہت تعریف کی کہ یہ آپ ہی کا کام تھا ورنہ اس دیو مہیب کا مارنا آسان کام
نہ تھا غرضکہ شاہزادہ عادل نے قریب قلعہ پہونچکر پھر لوح کو ملاحظہ فرمایا۔ لکھا تھا کہ اے فاتح طلسم تجھکو
چاہیے کہ قلعہ مین سکونت اختیار کر اور فلان اسم کو پڑھکر گرد اپنے حصار کر لے جب اکوان تاجدار باطلسمیان
تمام اہل قلعہ کو قتل کرنے لگے اسوقت اسکا تماشا کرنا اور بغیر قتل کیے واپس نہ آنا اور نہ پھر اکوان تاجدار

تمھارے ہاتھ نہ آئیگا یہ دیکھکر شاہزادہ عادل داخل قلعہ ہوے سر دیو سفید سرکا جو کاٹے ہوے
لیے آتے تھے وہ دروازۂ قلعہ پر آویزان کرادیا تمام اہل قلعہ ششدر ہوگئے کہ اتنے بڑے دیو کو اس
شخص نے مار کمال کیا نہیں معلوم یہ کوئی فرشتہ ہے یا جنات ہے کون ہے شاہزادہ داخل قلعہ ہوا
اور جا مناسب پر اپنا قیام فرمایا گرد اپنے حصار کرلیا اور مصروف عبادت ہوے جب رات
کے بارہ بجے تو تمام قلعہ ہلنے لگا اور اہل قلعہ فریاد کرنے لگے کہ اری لوگو ہم بیقصور ہیں ہمیں کیون
قتل کرتے ہو یہ آوازین فریاد و فغان کی سنکر شاہزادہ عادل کیوان شکوہ اپنے مقام سے
اُٹھے تیغہ ہاتھ مین لیا لوح گلے مین ڈالی اور حصار سے باہر کھڑے ہوے دیکھا کہ پتلیہاے آتشی جنکا
ایک ایک بالشت کا قد ہے ہاتھون مین گیند سلگتے ہوے لیے ہین جسپر گیند مار دیا ہمہ تن شعلہ
بنکر جل گیا لوگ فریاد کررہے ہین اور ایک شخص تاج بائین ہاتھ مین لیے ہوے بالا بالا
ہوا مین للکار رہا ہے کہ ان اسے لشکر طلسمی اہل قلعہ مین سے ایک کو بھی باقی نہ رکھنا سیلے کہ انھین
مین وہ شخص بھی موجود ہے جو فتاح طلسم ہے بس شاہزادہ عادل سمجھ گئے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اکوان
تاجدار یہی ہے لیکن پریشان ہوے کہ اس تک پہونچون تو کیونکر پہونچون لوح کو ملاحظہ فرمایا
لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم عکس لوح کا ڈال دو بس یہ زمین پر گریگا فوراً تلوار مارنا کہ سر اسکا جسم
سے جدا ہو جائیگا۔ عادل کیوان شکوہ نے عکس لوح کا ڈالا فوراً سحر باطل ہوا اور اکوان زمین پر
گرا گرتے ہی اسنے پتلیہاے طلسمی کو آواز دی کہ ارے سنبھالو مجھے اور جلد سے نکلو۔ فوراً
پتلیہاے آتش لباس دوڑ پڑے اور اس جہنمی کو اٹھا کر مثل مردے کے لاد لیا اور بھاگے
عادل کیوان شکوہ تعاقب مین اسکے دوڑے اب آگے آگے تو پتلیہاے طلسمی بھاگے چلے
جاتے ہین اور پیچھے پیچھے عادل کیوان شکوہ دوڑتے چلے جاتے ہین ہرچند یہ تیزی سے
دوڑتے ہین مگر ان پتلیون تک کسیطرح نہین پہونچتے۔ انھون نے گھبراکر لوح پر نظر ڈالی لکھا تھا
کہ اگر قیامت تک یونہین دوڑتے رہوگے تو ان پتلیون کو نہ پاؤگے تمکو لائق و لازم ہے کہ یہ پتلا جو
ان سب پتلیون سے کسیقدر بلند ہے اور کبھی سب کے آگے ہو جاتا ہے کبھی سب کے پیچھے آجاتا ہے
اور شور زیادہ مچا رہا ہے اسپر تیر مارو جب وہ گرے تو فلان اسم پڑھکر اس پتلے کو اور پتلیون پر
کھینچ مارنا یہ سب آپس مین لڑنے لگین گے تم آنا و فتنا پا کر اکوان تاجدار کو قتل کر ڈالنا لیس یہ دیکھتے
ہی عادل کیوان شکوہ نے تیر چلہ کمان مین پیوستہ کرکے اس پتلے کو مارا تیر ترازو ہوگیا پتلا گرا
عادل نے دوڑکر ٹانگ پتلے کی پکڑی اور اسم کو پڑھتے رہے جب اکیس مرتبہ پڑھ چکے تو ان
پتلیون کے گروہ پر کھینچ مارا اسپر افسر کی لاش دیکھکر انھین آپس مین چشمک ہوئی اور لڑنے لگے۔ وہ
فتنہ جانا آپ رستہ ہوگئین اور وہی سلگتے ہوے گیند آپس مین چلنے لگے ایک دوسرے سے کہتا تھا
کہ تو نے کوتاہی کی اور افسر کو مارا نہین تو یہ فساد برپا ہے اکوان کو کسی نے زمین پر پٹک دیا۔ عادل
کیوان شکوہ تلوار کھینچے ہوے سر پر پہونچ گئے اور للکارا کہ باش او فرساق آگاہ ہو ہوشیار
ہو جا کہ اجل تیرے سر پر آگئی منم صاحبقران چہارم یعنے عادل کیوان شکوہ۔ کہ گذارم کہ از دست
من زندہ و سلامت بدر روی۔ چاہتا تھا اکوان کہ سحر کرکے اڑون کہ عادل کیوان شکوہ نے عکس
لوح کا ڈالا سحر باطل ہوا۔ اکوان نے پاؤن مارے کہ تا کمر غرق زمین ہوگیا آگے زمین نے بھی
جگہ نہ دی کہ سخت ہوگئی تھی۔ عادل کیوان شکوہ نے دوڑکر وہی تیغہ مارا۔ اکوان تا کمر غرق زمین کھڑا

تو دیکھا کہ ہزارہا عورتیں نہایت نازنین گاتیاں باندھے بے حجابہ ادھر سے ادھر ادھر سے ادھر دوڑتی
پھرتی ہیں پھول انکے سینے پر ہوئے ہیں کچھ آنکھ مچولا کھیلنے میں مصروف ہیں کچھ عورتیں جھولا جھول
رہی ہیں کچھ ایک مقام پر مجمع کئے کھیل رہی ہیں عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہے یہ تماشا دیکھ کر شاہزادہ
اور آگے بڑھا جس انکی صورت دیکھتے ہی ان میں سے ایک نازنین مہ جبین دُر درگوش مرصع پوش
دریائے جواہر میں غوطہ مارے آگے بڑھی اور کہنے لگی کہ واہ صاحب تمکو شرم نہیں آتی کہ تم نامحرم ہوکر
ہمارے مجمع میں چلے آتے ہو اگر تمکو کسی حسین عورت کی خواہش ہے تو ہم میں سے ایک کو پسند کرکے
اپنے ساتھ لو اور جہاں چاہو چلے جاؤ اس مجمع میں گھسنے اور ہمارے پریشان کرنے سے کیا فائدہ
ہے۔ صورت دیکھا اس پری جمال کی دیکھ کر دل عادل کا بیتاب ہوگیا قصد کیا کہ دوڑ کر ہاتھ پکڑ لوں
کہ نظر انکی لوح پر پڑی لکھا تھا کہ اے نادان ان بلاؤں کے فریب میں نہ آنا۔ اگر بار سے تاقیامت
باز رہے تمکو لازم یہ ہے کہ جب یہ عورت تمھارے قریب آئے تو اسے اٹھا کر بزور صاحبقرانی اس
مجمع پر کھینچ مارو جس سے علیحدہ ہوکر یہ تمھاری طرف بڑھی تھی پھر تماشا قدرت خدا کا دیکھو کہ کیا
ہوتا ہے۔ عادل اسی مقام پر کھڑے رہے اور فرمایا کہ مجھے تو تمھیں اچھی معلوم ہوتی ہو اُسنے
کہا کہ پھر مجھے بھی تم سے انکار نہیں ہے مثل مشہور ہے کہ مرتے پر مرتے ہیں راہ چلتے پر نہیں مرتے
ہیں مجھے یہاں سے لیچلو۔ فرمایا کہ میرے پاس چلی آؤ اب مجھے آگے بڑھنے کی کیا ضرورت ہے
یہ سنکر وہ نازنین قریب آئی پس عادل نے کمر اسکی تھام کر اٹھا لیا اور مجمع نازنیناں پر کھینچ مارا
ایک عورت ہائے ہائے کرتی ہوئی اسطرف بڑھی تھی کہ یہ عورت انپر گری دونوں کے جسم میں آگ
لگ گئی دوڑ دھوپ کر جلنے لگیں اور ہمہ تن شعلہ بنکر اس مجمع پر گریں سب کی سب جلنے لگیں اور
فریاد کرنے لگیں کہ اے سست نار جادو ہماری خبر لو اک ظالم نے آکر ہمارا یہ حال کیا یہ کہتی ہوئی
جل کے تمام ہوگئیں۔ بعد جلنے ان عورتوں کے سامنے سبزہ اور کوہ نظر آیا بالا سے کوہ کچھ مجمع
ساحروں کا دکھائی دیا عادل کیوان شکوہ اس مجمع کی طرف بڑھتے گئے کہ وہ مجمع زیر کوہ اترنے لگا
اور سب نے شور کیا کہ اے ساحران مرحلہ تم دو ہزار ہو قباچ طلسم اکیلا ہے مارلو اسکو اگر مٹھی مٹھی
خاک ڈالوگے تو یہ دب جائیگا یہ کہتے ہوئے اور ترنج تاریخ بکف ہوئے عادل کیوان شکوہ
کی طرف بڑھے انکو غصہ آگیا کہ بیجا اپنے مجمع پر نازاں ہیں کہ یہ تنہا ہیں اور ہم بہت سے ہیں پس تلوار
نیام سے کھینچ لی اور نعرہ کرکے جا پڑے ساحروں نے گولے ترنج تاریخ برسانا شروع کئے شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ نے قتل کرنا شروع کیا جسپر ہاتھ تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے پہر بھر کامل
تلوار چلی اور مجمع ساحروں کا کم نہوا آخر گھبرا کر عادل نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے قباچ طلسم یہ
فوج ظاہری ہے اصل میں ایک شخص ہے اگر قیامت تک انکو قتل کرتا رہیگا تو ایک انمیں سے کم نہوگا
تجھے چاہیئے کہ جانب کوہ خیال کر اک شخص کھڑا کچھ پڑھ رہا ہے ایک پاؤں سے کھڑا ہے اور ایک پاؤں
بلند کئے ہوئے ہے تو اسطرح تیر مار کہ جس پاؤں پر وہ زور دیئے کھڑا ہے اسی پاؤں پر وہ تیر پڑے ورنہ
وہ نہ مریگا بیہودہ کام نہوگا بس یہ مضمون دیکھ کر شاہزادہ نے شانے سے کمان لی ترکش سے تیر
کھینچا اور تیر کو لگایا تمام چلہ کمان تک کھینچکر مارا کہ پاؤں پر سست نار جادو کے پڑا اس سے
جادو بیہوش ہوکر مجمع ساحران پر گرا اور سب کو جلا کے خاک کر دیا آخر میں آواز پیدا ہوئی کہ مارا
چراغ کشتی نام میرا سست نار جادو تو خفیف مرد ہم و بابنداد یکم و طلسم خود بسیار کم است جو

ہوئی تو دیکھا کہ لاش اک ساحر مہیب کی پڑی ہوئی ہے عادل کیوان شکوہ نے سر اُسکا کاٹ کر
ہاتھ میں لے لیا اور سامنے شہر نظر آتا تھا اُس طرف روانہ ہوئے جسوقت داخل شہر ہوئے اور
اہل شہر نے اک نئے آدمی کو دیکھا ہر طرف غل ہوا کہ فتاح طلسم آگیا۔ عادل کیوان شکوہ بازار
کی سیر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ اک غل ہوا سواری بادشاہ کی آتی ہے لوگ کنارے ہوگئے
دیکھا عادل نے کہ اک تاجدار تاج ہاتھ میں اُتارے ہوئے سر برہنہ دوڑتا چلا آتا ہے جیسے ہی
نظر بادشاہ کی عادل کیوان شکوہ پر پڑی آکر دست بوس ہوا اور عرض کی کہ تشریف لے چلیے اور
دعوت اس غلام کی قبول فرمائیے۔ پیشتر شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے لوح کو ملاحظہ کیا
لکھا تھا کہ قریب میں اسکے نہ آنا یہ اکوان تاجدار ہے اگر ساتھ اسکے ہو لیے تو اپنے ہاتھوں
اپنے کو زندان تاریک میں پھنسایا پھر قیامت تک رہائی نا ممکن ہے۔ یہ مضمون دیکھکر شاہزادہ
کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اسکے بعد تحریر تھا کہ تمکو چاہیے عکس لوح کا اسپر ڈالو جب یہ بے حس و
حرکت ہو جائے اُسوقت سر اسکا اُسی تیغہ سے قلم کرو جو دیو ہفت سر کی ران میں سے تمنے
نکالا ہے بس شاہزادہ نے ایسا ہی کیا کہ عکس لوح کا ڈالا۔ اکوان اک تصویر کی بنگیا شاہزادہ نے
سر اُسکا قلم کیا اور دروازہ شہر پناہ پر آویزاں کرادیا اکوان کے مرتے ہی تمام شہر نے بدل اطاعت
شاہزادہ عالی مقدار کی قبول کی اور لیجا کر ایوان شاہی میں تخت پر بٹھایا شاہزادہ نے فرمایا کہ پہلے
اس شہر کا حاکم کون شخص تھا اُن لوگون نے عرض کی کہ بادشاہ شہر مرگیا اُسکا اک فرزند ہے کہ نہایت
کمسن ہے بادشاہ طلسم نے اکوان سے اک پیکر کو اس شہر پر مسلط کر دیا تھا کہ جب تک وہ لڑکا جوان
ہو اُسوقت تک اکوان تاجدار یہاں کی حکومت کرے فرمایا اُس طفل کو لاؤ۔ لوگ گئے اور اُس طفل کو
لیکر حاضر ہوئے فرمایا نام اسکا کیا ہے انھون نے عرض کی کہ باپ اسکا مسعود شاہ تھا اسکا نام
سعید ہے سن اس لڑکے کا نو دس برس کا ہے عادل کیوان شکوہ نے اسی لڑکے کو تخت نشین کیا
اور نام سعید شاہ مشہور کر کے ارکان دولت کے سپرد انتظام کیا اور مسجدون کی بنا قائم کر کے
آپ رخصت ہوئے ادھر اہل قلعہ نے دور سے دیکھا کہ شاہزادہ تشریف لاتا ہے ہوبان دانشور
برائے استقبال آیا اور شاہزادہ کو لیکر داخل قلعہ ہوا شادیانے بجنے لگے ملکہ گل اندام طلسم پوش
کو بھی مسرت ہوئی شاہزادہ رات استراحت میں بسر کرتا ہے لیکن یہان سے چند کلمے داستان
بادشاہ طلسم ضحاک ماردوش کے بیان کیے جاتے ہیں کہ جسوقت خبر
ضحاک شاہ کو ہوئی کہ فتاح طلسم آگیا دو مرحلے شکست ہوئے سنگبار سیہ تاب جادو اور ستار
جادو دونوں مارے گئے اور دونوں پیکر اکوان کے بھی قتل ہوئے اُسنے دیو ہفت سر کو مار کر ملکہ
کو بھی قید سے رہا کیا اب ارادہ اُسکا دریائے ریگ رواں پر جانے کا ہے تو ضحاک شاہ نہایت
پریشان ہوا کہ اب کیا کرنا چاہیے اگر یہ طلسم دریائے ریگ رواں کا بھی شکستہ ہوا اور اسرار زدہ
رہا ہو گیا تو پھر غضب ہو جائیگا کوئی ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ فتاح طلسم دھوکا کھائے اور دریائے
ریگ رواں تک نہ پہونچنے پائے پس اُسنے کہا کہ کوئی ہے ایسا کہ یہاں سے جائے اور فتاح طلسم کو
گرفتار کر کے لائے یہ سنکر پیکار جادو نے کہا کہ یہ کام میرا ہے میں جاتا ہون اور مع لوح فتاح طلسم
کو اسیر کر کے لاتا ہون یہ کہکر پیکار جادو اپنی جگہ سے اُٹھا اور جانب بیابان دریائے ریگ رواں
روانہ ہوا۔ یہان عادل کیوان شکوہ جب صبح کو بیدار ہوئے تو ہوبان دانشور کو طلب کیا ہوبان حاضر

شاہزادہ نے ارشاد فرمایا کہ اسے ہومان اب میرا قصد دریاے ریگ رواں پر جانے کا ہے تو کیا کہتا ہے
ہومان دانشور نے عرض کی کہ پہلے چلکر سیماب جادو سے ملیے کہ وہ ساحرہ زبردست ہے سیماب جادو
سے اور حاکم دریاے ریگ رواں سے عداوت ہے مگر سیماب جادو بخوف ضحاک مارگزیدہ جادو حاکم
دریاے ریگ رواں سیال جادو سے سرتابی نہیں کر سکتی سبب عداوت یہ ہے کہ سیال جادو نے
بنام حوت جادو اپنی بی بی کو مار ڈالا اور بی بی سیال جادو کی بہن سیماب جادو کی تھی سیماب جادو
کو جس وقت معلوم ہوگا کہ آپ فتاح طلسم ہیں اور زمانہ انقلاب طلسم کا آگیا تو وہ آپ کی شریک ہو کر لڑیگی
اور سیال جادو اسکا کچھ نہیں کر سکتا ہے فرمایا کیا مضائقہ ہے غرضکہ شاہزادہ ہمراہ ہومان دانشور کے
طرف کوہ سیماب کے روانہ ہوا جاتے جاتے جس وقت کوہ سیماب پر پہنچے اور خبر سیماب جادو کو ہوئی کہ دو
شخص اجنبی اسطرف آتے ہیں تو سیماب جادو سامنے آئی چونکہ ہومان دانشور کو سیماب جادو
پہچانتی تھی اور ہومان اس سے واقف تھا ہومان نے سلام کیا سیماب جادو نے جواب سلام
دیا اور کہا کہ آج یہ ایک نیا شخص کون تمھارے ساتھ ہے ہومان نے کہا اے ملکہ مبارک ہو فتاح طلسم
تشریف لائے ہیں دوچار حلے سر کیا اب مرحلہ دریاے ریگ رواں کا درپیش ہے تمکو چاہیے کہ شاہزادہ کی
شرکت کرو کہ بعد فتح طلسم تمکو رتبہ جلیل ہاتھ آئیگا سیماب جادو نے شاہزادہ کو سلام کیا اور عرض کی کہ
اے شہریار میں تو آپکے وقت کی منتظر تھی مجھے ایک زمانہ گزرا کہ میں نے طلسم سے علیحدگی اختیار کر کے
اس کوہ کو مسکن اپنا قرار دیا ہے آپ اب اسی دریا کی طرف سے تشریف لیجائیے جب میرے حاضر ہونے کا
موقع ہوگا میں بھی آجاؤنگی ظاہر بظاہر آپکے ساتھ میرا رہنا اچھا نہیں ہے ورنہ سیال جادو کا میرا نام
کرکے طلب کریگا اس وقت میں اکیلی کس کس سے لڑونگی فرمایا بہتر ہے اور شاہزادہ وہاں سے اتر کر جانب
دریاے ریگ رواں تنہا روانہ ہوگیا یہاں ملکہ سیماب جادو نے اپنے لشکر کو جمع کیا اور بیچ سحر میں
دیکھنا شروع کیا کہ اب کیا ہوتا ہے ادھر ہومان دانشور قلعہ سیماب کی جانب روانہ ہوا - اول حال
شاہزادہ حق پژوہ یعنی عادل کیوان کا سنیے کہ یہ طے مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے تھے
قریب ایک چشمہ آب کے پہونچے دیکھا کہ ایک فقیر کنارے چشمہ آب کے بیٹھا کچھ بڑبڑا رہا ہے چونکہ
یہ فقرا اور مساکین سے محبت رکھتے ہیں قریب اس درویش کے تشریف لائے اور ارشاد کیا کہ
اے شخص تیری صورت سے ثابت ہوتا ہے کہ تو فقیر نہیں ہے لہذا کس رنج و صدمہ نے تجھے اس حال کو
پہونچایا اس نے عرض کی کہ اے شہریار آپ نے میری حالت کو خوب سمجھا برسوں ہوگئے کسی نے پوچھا بھی
نہ پوچھا کہ تو مرتا ہے یا جیتا ہے اب اگر آپ نے پوچھا ہے تو حالت میری سنیے کہ میں ایک مرد شریف تھا ایک
شاہزادی پر عاشق ہوا بادشاہ کو کیا غرض تھی کہ وہ اپنی دختر مجھے دیدیتا میں اسکے فراق میں فقیر ہو گیا
یہاں سے قریب ایک باغ ہے آٹھویں روز وہ شاہزادی اپنے باغ میں آتی ہے پردے قفس کے اٹھے
ہوتے ہیں میں ایک نظر اسے دیکھ لیا کرتا ہوں اتنی امید پر میں نے گھربار کو تج دیا ہے اور
اس مقام پر بود و باش اختیار کی ہے سنا ہے کہ آپ غریبوں کی دادرسی کرتے ہیں میری بھی داد دیجیے
اور قید فراق سے آزاد کیجیے - یہ سنکر شاہزادہ نے ارشاد فرمایا کہ وہ بادشاہ اگر اہل طلسم سے
ہیں تو میں قسمیہ وعدہ کرتا ہوں کہ بعد فتح طلسم شادی تیری اس شاہزادی سے کردونگا اور اگر کسی
دوسرے مقام کا رہنے والا ہے تو چل میں پہلے تیری مشکل آسان کرونگا تو اپنے کام کو جاؤنگا - یہ سنکر
وہ فقیر اٹھا اور کہا کہ چلیے ملک بھی اسکا یہاں سے قریب اور سرحد طلسم سے علیحدہ ہے یہ کہکر آگے

آگے وہ فقیر چلا اور پیچھے پیچھے اُسکے شاہزادہ کیوان شکوہ ہوے جاتے جاتے دروازہ شہر پناہ دکھائی دیا فقیر اندر دروازے کے داخل ہوا۔ عادل کیوان شکوہ بھی ساتھ درویش کے اُس شہر مین داخل ہوے دیکھا کہ شہر نہایت آباد ہی بازار بہت آراستہ ہین لوگ ساحر وضع زیادہ ہین جاتے جاتے وہ درویش ایوان شاہی کے برابر پہونچا اور کہا کہ یہی مکان اُس بادشاہ کا ہی تمام اُسکا فرزند شاہ ہی عادل کیوان شکوہ نے ارشاد کیا کہ مین تو اندر اس ایوان کے جاتا ہون تجھے آنا ہو تو میرے ساتھ آ کہ مین تیرا فیصلہ کردون بادشاہ کو بجبر رضامند ہوا تجھ سے عقد دختر پر راضی کر دونگا۔ درویش نے کہا کہ مین تو اندر اس ایوان کے ہرگز قدم نہ رکھونگا میری صورت دیکھتے ہی سمجھو تو بادشاہ مروا ڈالیگا۔ فرمایا خیر تو اسی جگہ ٹھہر مین آتا ہون یہ فرما کر جیسے ہی چاہا کہ مین قدم رکھا اور قصد آگے بڑھنے کا کیا اک آواز پیدا ہوئی کہ اے نادان کیا کرتا ہی لوح نہین دیکھتا پس شاہزادہ نے قدم پیچھے ہٹایا اور لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ یہ درویش مکار جادو ہی تمھاری گرفتاری کا قصد کرکے آیا ہی اور یہ مکان سحر اسنے تیار کیا ہی تمکو دھوکا دے رہا ہی اگر اندر اس مکان کے قدم رکھا تو اسیر ہوگئے لوح سیاہ ہوجائیگی اور کوئی خبر نہ دیگی یہ دیکھکر شاہزادہ نے تلوار کھینچی اور آواز دی کہ او مکار نیکی کا ثمرہ بدی ہم تو تیری حاجت روائی کے خیال سے اپنے کام کو چھوڑ کر اسطرف آئے اور تو نے ہمارے واسطے یہ دام تزویر سمجھا یا اب کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے کہ منم صاحبقران زمان حق پسند وحق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ کہ گر آرم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی یہ فرما کہکے اور تلوار کھینچ کے مکار جادو کی طرف چلے مکار جادو نے ترنج سحر مارا کہ ترنج اک شعلہ جوالہ بنکر شاہزادہ کی طرف چلا عادل کیوان شکوہ نے عکس لوح کا ڈالا شعلہ گل ہوگیا اور مکار جادو نے کئی جو بہا سے سحر کے کام لیا مگر مطلب برآری نہ ہوئی آخر مجبور ہوکر اسنے بھاگنے کا قصد کیا شاہزادہ نے لوح جو چمکائی کفار جادو چمکا اور ساحری سے کام نہ نکلا پس شاہزادہ نے دوڑ کر ہاتھ تیغ آبدار کا مارا کہ مکار جادو کے دو ٹکڑے ہوے پس اسکے مرتے ہی شور قیامت انگیز برپا ہوا تمام مکان دھوان بنکر اُڑ گیا تاریکی چھا گئی آتش باری و برف باری ہونے لگی آوازین مہیب پیدا ہوئین کہ لینا پکڑنا جانے نہ پائے آخر یہ آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مکار جادو بود حیف مردیم و جانداریم و مطلب خود نرسیدیم جب روشنی ہوئی تو دیکھا عادل کیوان شکوہ نے کہ نہ شہر ہی نہ اہل شہر نہ عمارت شاہی ہی صرف لاش اک ساحر سیہ فام کی زمین پر پڑی ہوئی ہی اور شاہزادہ نے لاش کو اسکی ٹھکرا دیا اور لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم و سمار این عجائبات اسکے آگے مرحلہ سوم ہی سپہ بال جادو نہایت ساحر زبردست ہی یقین ہی کہ اس مرحلے پر بڑی بڑی سختیان پڑینگی اور یہ مرحلہ مرحلیات طلسم سے علیحدہ ہی بعض مقام پر لوح بھی خبر نہ دیگی لہذا نہایت ہوشیاری سے کام لینا غفلت نکرنا تمکو چاہیے کہ یہان سے بائین جانب روانہ ہو جاؤ تمکو اک قافلہ ملیگا اُس قافلے کے ہو لینا اسوقت یہ قافلہ قریب اک میل کے پہونچے خیال کرنا کہ بالا سے میل اک زاغ سیاہ بیٹھا ہی قافلہ آگے بڑھ جائیگا مگر تم ٹھہر جانا کہ آگے جانے مین خطرہ ہی یہ قافلہ اصلی نہین ہی بلکہ دشمنو کا دھوکا دینے کی غرض سے ہی اگر ہمراہ قافلے کے قدم آگے بڑھا دیا تو غرق دریا ہو جاؤ گے یہ دیکھکر عادل کیوان شکوہ حسب ہدایت لوح آگے روانہ ہوے تھوڑے ہی قدم چلے تھے کہ آواز زنگ کان مین آئی دیکھا کہ اک قافلہ چلا جاتا ہی انھون نے بھی قدم بڑھا کر

ہمراہی قافلے کی اختیار کی تا قافلہ کوچ اور مقام کرتا ہوا دوسرے روز قریب اس میل بلند کے پہونچا
عادل کیوان شکوہ قریب میل کے پہونچا تو ٹھہر گئے اہل قافلہ نے بلند آواز دی کہ اے مسافر یہ مقام
قابل قیام نہیں ہے آؤ ہمارے ساتھ چلا آ ورنہ بہت حیران و سرگردان ہوگا کوئی شخص سفر اس صحرا کا
تنہا نہیں کرتا ہے کہ رہزنوں کا یہاں خوف ہے درندے اور گزندے اس مقام پر بکثرت ہیں فرمایا
کہ تم جاؤ ہم اب یہیں ٹھہرینگے ہم دلاور اور ضیغم شکار ہیں ہمیں خوف نہ رہزنوں کا ہے نہ درندوں
اور گزندوں سے ڈرتے ہیں یہ فرماکر لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم جس میل پر
یہ زاغ بیٹھا ہے اسے اکھاڑ لے اگر تو قوت صاحبقرانی رکھتا ہے تو یہ میل اکھڑیگا ورنہ اپنے مقام
سے جنبش بھی نہ کریگا جسوقت میل اکھڑے اور دہنہ نقب پیدا ہو تو اس نقب میں تو کود پڑنا اور آگے
جو کچھ نظر آئے پھر لوح کو دیکھکر اسپر نظر کرنا۔ قافلہ تو نصیحت کر کے آگے روانہ ہو گیا اب شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ قریب میل کے آئے میل کو کولی میں لیکر جو زور کیا میل اپنے مقام سے
اکھڑ آیا میل کو ایک طرف پھینکدیا اور آپ دہنہ نقب میں کود پڑے جسوقت پاؤں زمین پر استوار
ہوئے تو اک صحرا ملا جسمیں اس طرف لشکر پڑاو کیے ہوئے تھا اور بیچ میں دریا حائل تھا
دریا پر دو نہنگ دم میں ملائے ہوئے منہ کھولے بیٹھے تھے شاہزادے کو دیکھکر لشکر میں
تیاری ہونے لگی ادھر شاہزادے نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح نے کوئی خبر نہ دی متفکر ہوئے وہ ہم
میں لشکر پل پر سے اسطرف آنے لگا۔ عادل کیوان شکوہ بھی آمادہ جنگ ہوئے جسوقت
تمام لشکر اس پار اتر آیا خیمے نصب ہو گئے صفیں لشکر کی آراستہ ہوئیں تو تہمتن نامی ایک پہلوان
مرکب کو چمکا کر میدان میں آیا اور پکارا کہ اے فتاح طلسم تجھے اپنے زور و طاقت پر بڑا گھمنڈ
ہے تجھے بھی دیکھتا ہوں کہ تو کیسا بہادر ہے میں نے اپنے مالک سیال جادو سے تیری گرفتاری کا
وعدہ کیا ہے میں تجھے سر میدان باندھ کے سامنے سیال جادو کے لیجاؤنگا کہ وہ تجھ سے نہایت
خائف ہو رہا ہے آ یہی گو ہے یہی میدان۔ یہ سنکر عادل کیوان شکوہ سامنے اس پہلوان کے گئے اور
ارشاد کیا کہ اگر تو مرد بہادر ہے تو میں بہادر دوست ہوں۔ لا ضرب بہادری کی۔ اسنے کہا کہ پہلے تو بتا اور
کہ بعد گفتگو کے اسنے نیزہ مارا۔ عادل کیوان شکوہ نے نیزہ پر نیزہ کا ٹھا نیزہ بازی ہونے لگی دیر تک
نیزہ بازی رہی۔ عادل کیوان شکوہ نے نیزہ اسکے ہاتھ سے نکالا پا نیزہ ہاتھ سے نکلتے ہی پہلوان تہمتن
نیزہ برابر آب خجالت میں غرق ہو گیا اور آواز دی کہ خیر کچھ پروا نہیں نیزہ بازی خلال بازی
گرز بازی جمال بازی تیغ بازی سہ است بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہیں۔ یہ کہکر ہاتھ
کھینچ لیا اور شاہزادے پر برس پڑا دیر تک رد و بدل رہی آخر مرکب پہلوان کا مارا گیا نوبت کشتی
کی آئی دو پہر کشتی میں عادل کیوان شکوہ نے اسکو زیر کیا سر سے بلند کر کے زمین پر مارا چاہتے
تھے کہ اسنے آواز امان بلند کی فرمایا امان بشرط ایمان ہے اسنے قبول کیا۔ عادل کیوان شکوہ نے
پہلوان تہمتن کو چھوڑ دیا اب اسنے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ دین اسلام
قبول کرے اور جسکو میرا ساتھ دینا منظور نہ ہو وہ جہاں چاہے چلا جائے۔ یہ سنکر سب نے
عرض کی کہ ہم آپکے ساتھ ہیں جو آپکا دین وہ ہمارا دین۔ شاہزادہ نے کلمہ طیبہ تلقین فرمایا وہ
سب کے سب کلمہ پڑھکر از صدق مسلمان ہوئے اور پہلوان تہمتن نے عرض کی کہ اسے مقرر یا
تو مجھے معلوم ہے کہ آپ بقصد فتح طلسم تشریف لائے ہیں لہذا اگر میں حاکم مرحلہ سے اور آپکے

صلح کرادون تو آپکو منظور ہی۔ فرمایا کہ ایک شرط کے ساتھ پہلوان تہمتن نے عرض کی کہ اُسے بیان کیجیے۔
ارشاد کیا کہ مین رہائی بادشاہ طلسم اسرار روشن ضمیر کے واسطے اسطرف آیا ہون اگر سیال جادو
اسرار روشن ضمیر کو رہا کر دیگا تو مین بھی اُس سے تعرض نکرونگا ورنہ ضرور اس مرحلہ کو بھی شکستہ کرونگا
یہ سُنکر پہلوان تہمتن نے عرض کی کہ آپ میرے ہمراہ چل کر میرے قلعہ مین قیام فرمایئے مین جا کر
سیال جادو سے گفتگو کرونگا وہ میرا خالہ زاد بھائی ہی اگر اُسنے منظور کرلیا فہو المراد ورنہ مین آپکے
ساتھ ہون۔ شاہزادہ پہلوان تہمتن کے ہمراہ ہوا پہلوان تہمتن ایک جانب روانہ ہوا جب اپنے
قلعہ مین پہونچا تو شاہزادے کے واسطے سامان آسایش مہیا کیا رات اُسی مقام پر بسر ہوئی صبح
پہلوان تہمتن شاہزادہ سے رخصت ہوکر سیال جادو کے پاس گیا اور کہا اے برادر مین نے فتاح طلسم
سے مقابلہ کیا مگر زیر ہوگیا لوح طلسمی اُسکے پاس ہی اگر آپ خیریت اپنی چاہتے ہین تو اسرار روشن ضمیر کو رہا کرکے
اُسکے سپرد کر دیجیے ورنہ یاد رکھیے کہ مرحلہ شکستہ ہو جائیگا اور فتاح مرحلہ کے ہاتھ سے جان بچنا دشوار ہوجائیگی
یہ سُنکر سیال جادو سکوت مین گیا اور یہ سوچا کہ اگر صلح کرتا ہون تو ضحاک شاہ مار گزیدہ سے بگڑتی ہی اور اگر فتاح
طلسم سے لڑتا ہون تو میرا بھی وہی انجام ہوگا جو بہار سیہ تاب جادو اور ستار جادو کا ہوا ہی لہذا کوئی
ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ دھوکا دیکر لوح فتاح مرحلہ سے چھین لون پھر یہ میرا کیا کر سکیگا اور بگاڑنا بادشاہ
اصلی سے اچھا نہین ہی یہ خیال کرکے کہا کہ اے برادر مین تمھارا ممنون احسان ہوا بہتر یہی ہی کہ
مین فتاح طلسم سے لڑاؤن لہذا مین یہان سامان دعوت کرتا ہون تم فتاح طلسم کو اپنے ہمراہ لیکر
یہان آؤ مین بادشاہ طلسم کو اُنکے سامنے رہا کرکے سلام کو آؤنگا۔ یہ سُنکر پہلوان تہمتن خوش خوش قلعہ
مین شاہزادہ عادل کیوان شکوہ کے حاضر ہوا اور عرض کی کہ حاکم مرحلہ آپکی اطاعت پر رضامند ہی
اور اُسنے سامان دعوت کیا ہی آپ تشریف لیچلیے۔ یہ سُنکر شاہزادہ ہمراہ پہلوان تہمتن کے جانب
مکان سیال جادو روانہ ہوگیا تھوڑی راہ طے کی تھی کہ دیکھا سیال جادو مع رفقا برائے استقبال
چلا آتا ہی سیال جادو نے سلام کیا اور شاہزادے کو ہمراہ لیے ہوئے اپنے مکان کی طرف بڑھا
راستے مین ایک دروازہ آراستہ پیراستہ بنا ہوا تھا کہ [illegible] جس وقت شاہزادہ اُس دروازہ سے نکلا لوح
گلے سے نکل کر دروازہ مین اٹک گئی [illegible] سیال جادو نے آواز دی کہ او فتاح طلسم اسی مونھ پر [illegible]
فتاحی کرنے آیا تھا دیکھ تو لوح تیری کیا ہوئی۔ دیکھا عادل نے کہ لوح گلے مین نہین ہی فرمایا او [illegible]
تیرا شیوہ دغا ہی [illegible] جانتا تھا ورنہ ہرگز دھوکا نہ کھاتا اور اے پہلوان تہمتن تو نے بھی میرے ساتھ
دغا کی یہ سُنکر پہلوان تہمتن نے عرض کی کہ اے شہریار اسنے مجھے بھی فریب کیا اگر مین ایسا جانتا تو
ہرگز آپکو یہان نہ لاتا اور اگر یہ کوئی بات آپکے ساتھ کریگا تو مین سینہ سپر ہونے کو موجود ہون۔ یہ
کہکر پہلوان تہمتن آگے بڑھا اور تلوار کھینچ سیال جادو پر حملہ کیا سیال جادو نے [illegible] آواز دی [illegible]
نے پاؤن پکڑ لیے [illegible] پاؤن سے قابو ہوگئے سیال جادو تلوار کھینچ عادل کیوان شکوہ کی طرف
چلا [illegible] پہلوان تہمتن بیتاب ہوگیا اور پکارا کہ او دغاباز ادھر آ ادھر کہان جاتا ہی پہلے مجھے قتل کر
پھر اُدھر جانا کہ مین اس شہریار عالیوقار کو لیکر اس طرف آیا تھا سیال جادو نے کہا کہ مین [illegible]
[illegible] کہ یہ فتاح طلسم ہوا اب یہ کاہیکو دھوکا کھائیگا یہ کہتا ہوا عادل کے قریب آیا چاہتا
تھا کہ تلوار مار کر کام عادل کیوان شکوہ کا تمام کرون عادل نے دشمن کو تیغ بکف دیکھکر آواز
دی کہ او ملعون نہین جانتا کہ مین فتاح طلسم ہون تو مجھے قتل نہین کر سکتا ایسا ہو کہ تجھ کو کوئی آفت

آسمانی نازل ہو سیال جادو نے کہا کہ میں تیری دھمکیوں میں آنے والا نہیں ہوں یہ کہا چاہتا تھا کہ تلوار ماروں کہ کڑاکا ہوا اور ایک برق چمک کر گری کہ ہاتھ سیال جادو کا قلم ہو گیا اور آواز نعرہ ملکہ سیماسے جادو کی پیدا ہوئی بس یہ آواز سنتے ہی سیال جادو بھاگ کر مرحلہ پر چلا گیا اور یہ سیماسے جادو نے شاہزادے کو سلام کیا اور عرض کی کہ اے شہریار اگر میں ظاہر ہو کر آپکے ساتھ آتی تو اس امداد کا موقع نہ ملتا اب آپ قلعہ کی طرف تشریف لے چلیے اور یہ لوح طلسمی حاضر ہے یہ کہکر لوح پیش کی شاہزادے نے لوح کو لیا عکس لوح کا ڈالا تہمتن کی قید بھی دور ہوئی اور پاؤں زمین سے چھوٹے شاہزادہ ہمراہ تہمتن اور سیماسے جادو کو لیے ہوئے طرف قلعہ کے روانہ ہوئے جسوقت قلعہ میں پہونچے تو سیماسے جادو نے عرض کی کہ اے شہریار بہ قدر تحفظات سے کام نہ لیجیے کہ یہ معاملہ طلسم کا ہے ذرا سے دھوکے کا کھونے میں بالکل بے بسی کا سامنا ہو جاتا ہے فرمایا اے ملکہ سیماسے جادو کہیے شاید مجھسے غفلت ہوئی خیر گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط یہ سنکر خاموش ہوئے سیماسے جادو نے عرض کی کہ اب آپ لوح کو ملاحظہ فرمائیے اور لوح جیسا حکم دے اسکے موافق عمل میں لائیے میں یہاں سے آپکے ساتھ آگے نہیں بڑھ سکتی ہوں کیونکہ یہ مقام طلسم کا ہے یہاں جسکا عمل ہے بغیر اسکی اجازت کے کوئی آگے نہیں بڑھا سکتا ہے اور سیال جادو والی طلسم بھی ہر صورت اسکی اعانت لوح پر منحصر ہے ورنہ وہ مکر و ساحری میں میرا مقابلہ نہیں کر سکتا ہے میں یہاں قیام کرتی ہوں جب موقع میرے آنے کا ہوگا اسوقت میں حاضر ہونگی شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے ارشاد کیا کہ میں اعانت خدا طلب کرتا ہوں دوسرے کی اعانت کا خواستگار نہیں ہوں۔ یہ فرماکر لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم سیار ایں عجائبات تجکو چاہیے کہ یہاں سے اسی دریا کی طرف جا اور فلاں اسم کو پڑھ کر دہن نہنگ میں کود پڑ پھر جو کچھ نظر آئے لوح کو دیکھکر عمل کرنا یہ دیکھکر شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے پہلوان تہمتن سے ارشاد کیا کہ تم اسی قلعہ میں قیام کرو میں برائے فتاحی مرحلہ جاتا ہوں یہ فرماکر جانب دریائے ریگ رواں روانہ ہوئے جسوقت کنارے دریا کے پہونچے دیکھا کہ نہنگ دہن کھولے ہوئے بیٹھے ہیں شاہزادے نے اسم کو پڑھنا شروع کیا ادھر تو اسم تمام ہوا اُدھر وہ نہنگ دہن کھولے ہوئے شاہزادہ کی طرف لپکا۔ شاہزادہ دہن نہنگ میں کود پڑا جب آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک میدان میں پایا سامنے قلعہ دیکھا۔ اہل قلعہ کی نظر جو نہیں پڑی شور مچا کہ فتاح مرحلہ آ پہونچا مارلو اسکو جانے نہ پائے یہ کہتے ہوئے لوگ قلعہ سے نکلے شاہزادہ نے پھر لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ ان لوگوں کی طرف التفات نکرو بلکہ غور سے دیکھو ایک خندق ایک برج بنا ہوا ہے اسپر عکس لوح کا ڈالو برج ٹوٹ جائیگا اور ایک شخص اندر سے اس برج کے نکلیگا تم دوڑ کر تکلہ اسکی زبان سے کھینچ دینا کہ اسمرار روشن ضمیر یہ ہو اور پکار کر کہنا کہ میں فتاح طلسم ہوں پھر مجھے نہ کیا اتنا خیال رہے۔ یہ سنکر وہ بادشاہ عادل آپکا مرکب ہو کر مرحلے کو سر کرا دیگا۔ یہ مضمون دیکھکر شاہزادے نے عکس لوح کا اس گنبد پر ڈالا اور گنبد شکستہ ہوا ایک مرد … نظر آیا عادل نے تکلہ اسکی زبان سے کھینچ دیا تکلہ کھینچتے ہی اسمرار روشن ضمیر نے عرض کی کہ اب میں آپکے ساتھ ہوں لیکن اب یہاں سے آپ قلعہ کی طرف تشریف لے چلیے اور میں … کہ شاید حاکم مرحلہ بھاگ کر نکل جائے تو پھر مشکل سے ہاتھ آئیگا یہ کہکر اسمرار روشن ضمیر تو ایک طرف

جاکر نظرون سے غائب ہوگیا اور عادل کیوان شکوہ طرف قلعہ کے چلے ساحرون نے دروازہ قلعہ کا
بند کرلیا جسوقت شاہزادہ دروازہ قلعہ کے قریب پہونچا خندق کو پر از آب پایا سوچے کہ کسطرح اُس
پار جاؤن ساتھ ہی آواز پیدا ہوئی کہ لوح کو دیکھیے - عادل کیوان شکوہ نے لوح کو ملاحظہ فرمایا
لکھا تھا کہ فلان اسم پڑھ کر عکس لوح کا پانی پر ڈالو پانی جم کر برف ہو جائیگا تم اُس پار گذر جانا
شاہزادہ عادل نے اسم کو پڑھ کر دم کیا اور عکس لوح کا ڈالا دیکھا کہ تمام آب جمکر برف بنگیا
شاہزادہ بے تامل دروازہ قلعہ پر پہونچا دوڑکر گرز مارا اگر کوہ گران بھی ہوتا تو ضرب گرز سے پاش
پاش ہو جاتا لیکن دروازے کو جنبش بھی نہوئی اور اندر سے قلعہ کے آواز قہقہہ پیدا ہوئی - عادل
کیوان شکوہ نے پھر لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے نادان یہ دروازہ طلسمی ہے آہنی نہین ہے
کہ تیری ضرب گرز سے شکستہ ہو جائے چاہیے کہ فلان اسم سترہ مرتبہ پڑھ کر ضرب گرز لگا اور تماشہ
قدرت پروردگار کا دیکھ عادل کیوان شکوہ نے حسب ہدایت لوح اسم کو پڑھکر گرز دیا گرز پہونچتے
ہی یہ معلوم ہوا کہ اک زلزلہ آگیا دروازہ قلعہ کا کرچیان ہوکر اُڑ گیا دیوارین دھوان بنکر غائب
ہوگئین دیکھا کہ بجائے قلعہ کچھ سرکنڈے گڑے ہوئے ہین جنپر نیلا پیلا زرد زنگاری سوت
لپٹا ہوا ہے ساحر جا بجا بیٹھے انگیاریان روشن کیے ہوئے سحر خوانی مین مصروف ہین ادھر ساحرون
نے دیکھا کہ دفعتاً قلعہ دھوان ہوکر نظرون سے پوشیدہ ہوگیا اور فتاح طلسم لوح گلے مین ڈالے
ہوئے تیغ بکف چلا آتا ہے بس سب کے سب یا سامری یا جمشید کے نعرے کرکے اُٹھ کھڑے
ہوئے اور گولے ترنج نارنج پکڑ پکڑ کر چلے عادل کیوان شکوہ نے عکس لوح کا ڈالنا شروع کیا
اور تلوار کھینچی ساحر جو بہاسے سحر کر رہے تھے اور عادل کیوان شکوہ تلوار برسا رہے تھے کوئی
ساحر نیل بنکر دوڑا کہ سونڈ مین لپیٹ کے چیر ڈالون - عادل نے عکس لوح کا ڈالا سحر باطل ہوا
دوڑکر تلوار ماری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوگئے دوسرا شیر بنکر جھپٹا اور ہوا عکس لوح سے اُسکا بھی
سحر باطل ہوا زمین پر ہاتھ پاؤن رگڑنے لگا ایک ضرب شمشیر مین اُسکا بھی کام تمام ہوا - اب
یہ حالت ہے کہ مرنے سے ساحرون کے آندھی چل رہی ہے آتش باری و برف باری ہو رہی ہے
صدائین گیرو دار کی بلند ہین تھوڑے ہی عرصہ مین عادل کیوان شکوہ نے فوج کا ستھراؤ کر دیا
اب چند ساحر نظر آرہے ہین وہ بھی دور دور ہین مارے خوف کے قریب نہین آتے ہین جتنا
عادل کیوان شکوہ آگے بڑھتے ہین وہ لوگ بھاگتے جاتے ہین اور جو بہاسے سحر کو دور کرتے
جاتے ہین یہانتک کہ جاتے جاتے اُسی دریا سے ریگ روان تک پہونچ گئے تمام ساحر تو
پل نہنگان پر سے گذر کر اُس پار پہونچ گئے اور عادل کیوان شکوہ نے جو آگے بڑھنے کا قصد کیا
تو نہنگ سے نے دہن کھولا عادل کیوان شکوہ نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ ہرگز آگے بڑھنے کا
قصد نکرنا ورنہ لقمہ دہان نہنگ ہو جاؤگے یہ طلسم ہے اسکا ہر مقام نیرنجات سے بھرا ہوا ہے وہ
ساحل دوسرا تھا کہ تم وہان نہنگ مین کود پڑے تکو چاہیے تھا کہ جس وقت یہ ساحر اس پار گئے
اُسوقت لوح دیکھتے اب یہ ساحر اُس پار پہونچ گئے اب تم اُنکا کچھ نہین کر سکتے ہان اگر کوئی [illegible] کا
تعلیمی آجاتا اور وہ اُن ساحرون کو اُس طرف سے ادھر بلاتے تو شاید کچھ کام نبے اور بادشاہ
مرحلہ قلعہ کے چور دروازہ سے بھاگ کر پہلے ہی نکل گیا اب تکو چاہیے کہ فلان درخت کی آڑ مین
پوشیدہ ہو رہو جس وقت یہ ساحر پلٹین اُسوقت عکس لوح کا پل نہنگان پر ڈالنا پل ٹوٹ جائیگا

اور یہ سب غرق دریا ہونگے دریا میں طلسم ہوگا مچھلیاں بانسوں اچھل اچھل کے گرینگی اسکے بعد پھر لوح
کو دیکھنا اور جو کچھ لکھا ہوا ہے اسپر عمل کرنا۔ یہ مضمون دیکھکر شاہزادہ عادل کیوان شکوہ پیچھے ہٹے اور ایک
درخت بزرگ کے تنہ میں چھپکر کھڑے ہو رہے یکایک دیکھا کہ وہ ساحر پلٹے اور پل نہنگان کی طرف
آنے لگے پل کے قریب آتے آتے دس بارہ ساحروں پر اک برق چمک کے گری اور انکو
ہلاک کیا اور جب بجلی گرتی تھی نقرہ ملکہ سیما سے جادو کی آواز پیدا ہوتی تھی۔ عادل کیوان سمجھ گئے
کہ یہ کام سیما سے جادو کا ہے بس چلتے ہی وہ ساحر بھاگ کر پل نہنگان پر آئے اور اسطرف آنے کا
قصد کیا عادل کیوان شکوہ نے عکس لوح کا پل پر ڈالا فوراً نہنگوں کے جسم میں سوزش پیدا ہوئی
اچھل اچھل کے دریا میں گرے پل ٹوٹا ساحر بھی غرق دریا ہوئے صدائیں مہیب پیدا ہوئیں شاہزادہ
نے لوح کو پھر ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم تو بھی اس دریا میں کود پڑ اور تماشا قدرت خدا
کا دیکھ کہ کیا ہوتا ہے ساتھ ہی عادل کیوان شکوہ بھی دریا میں کود پڑے جسوقت پاؤں عادل کے
زمین پر آشنا ہوئے تو دیکھا کہ کوہستان ہے اور ایک درہ کوہ پر ایک شیر اور ایک کرگدن لڑ رہے
ہیں اور چند گرگ شیر پر حملہ کرتے ہیں شیر کرگدن سے بھی مقابلہ کر رہا ہے اور جس گرگ کو طمانچہ مار دیتا ہے
وہ گر کر کلیلیں کرنے لگتا ہے کرگدن بھی زخمی ہے اور شیر بھی زخمی ہے یہ معرکہ دیکھکر شاہزادہ متحیر ہوا اور لوح کو دیکھا
لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم اقبال تیرا یاور ہے کہ کام بگڑ کے بنگیا یہ شیر امیر اسرار روشن ضمیر ہے مرحلہ دریائے رنگ
رواں کا یہ دروازہ یہی درہ کوہ ہے جسپر اسرار روشن ضمیر شیر بنا ہوا ستادہ ہے اور یہ کرگدن سمپال جادو ہے اور
یہ گرگ سمپال جادو کے رفقا ہیں سمپال جادو اگر نکل جاتا تو مرحلہ ٹوٹنا غیر ممکن تھا بغیر اسکے مرے
ہوئے دریائے رنگ رواں نہ ٹوٹیگا اور یہاں سے نکلنے کا رستہ ملیگا تجکو چاہیے کہ فلاں اسم پیکان پر
دم کرکے شاخ کرگدن پر مار بس انھوں نے ایسا ہی کیا تیر جو شاخ کرگدن پر پڑا شاخ ٹوٹی اور وہاں سے خون
شعلہ نکلکر کرگدن پر گرا کہ اس سے بھی ہمہ تن پیکر آتش بنا دیا اور اب یہ شعلہ آتشیں گرگوں پر گرا کہ تمام
گرگ جلکر خاک ہوئے مرتے ہی اسکے قیامت کبریٰ برپا ہوئی آتش باری و برف باری دیر تک رہی
صدائیں مہیب آئیں آخر آواز پیدا ہوئی کہ ہائے مارا ہائے جان گشتی نام سمپال جادو بود حیف مردیم وجاندادیم
و بمطلب خود نرسیدیم جسوقت روشنی ہوئی تو دیکھا کہ انھیں ساحروں کی جلی ہوئی ہڈیاں پڑی ہیں اسرار روشن ضمیر نے
دست بوسی کی کہ تیغ اسرار روشن ضمیر کا جانا سے فگار رکھا تھا ملکہ سیما سے جادو سرحد دریا سے آگے
نہ بڑھ سکتی تھی جسوقت دیکھا اسنے کہ دریا غبار ہوکر اڑ گیا اور تاریکی چھا گئی تو اسنے سمجھ لیا کہ معلوم ہوتا ہے
سمپال جادو مارا گیا بس یہ پہلوان تہمتن اور کچھ فوج کو ساتھ لیے ہوئے آگے بڑھی دیکھا کہ شاہزادہ
مع اسرار روشن ضمیر چلا آتا ہے۔ سیما سے جادو نے شاہزادہ کو فتح مرحلہ کی مبارکباد دی اور بادشاہ قدیم کو
سلام کیا اسرار روشن ضمیر نے شاہزادہ سے عرض کی کہ آپ نے دو مرحلے تو پہلے ہی توڑ ڈالے ہونگے جب
تو اس مقام تک پہونچے فرمایا کہ ہاں میں نے غبار سیہ تاب جادو کو بھی مارا اور ستار جادو کو بھی قتل کیا
اور تمھاری دختر کو دیو سفید سر کے پنجہ سے چھڑا کے بحفاظت تمام قلعہ سیہ تاب میں چھوڑا ہے بلکہ اسی سے
تمھاری رہائی کا وعدہ کیا تھا اسی بنا پر میں اسطرف آیا ورنہ مرحلہ سوم کی طرف جاتا اور اہرمن جادو کو قتل
کرکے آگے بڑھنے کا قصد کرتا اسرار روشن ضمیر نے یہ بربادی ہوا اپنے عیال کی سنی صدمہ سے بہت زرد
ہوگیا اور سر جھکا لیا بعد کچھ دیر کے عرض کی کہ اب کہاں تشریف لیجائیگا اگر مجھے اجازت ہو تو میں جاکر اپنی
دختر کو دیکھ آؤں فرمایا کہ میں بھی یہاں سے قلعہ سیہ تاب ہی کی طرف جانے والا ہوں لیکن چاہتا ہوں کہ

کہ پہلے اس مقام کے انتظام سے فراغت کر لوں اسرار روشن ضمیر نے عرض کی کہ بہت مناسب ہے غرضکہ شاہزادہ
مع اسرار روشن ضمیر و سیما ساحرہ جادو پہلوان تہمتن قلعہ میں آیا اور قیام فرمایا دیکھا کہ اسرار روشن ضمیر کچھ پریشاں
پریشانی ہے خیال ہوا کہ یہ اپنی دختر کے واسطے پریشان ہے اسکا روکنا اچھا نہیں لہذا یہی ارشاد کیا کہ اے
بادشاہ طلسم میں تجھکو خوشی کہتا ہوں کہ تم جاکر اپنی دختر کو دیکھو میں یہاں کے انتظام سے فرصت کرنے
کے بعد آؤنگا یہ سنکر اسرار روشن ضمیر نے سلام کیا اور رخصت ہوکر جانب قلعہ سیہ تاب روانہ ہوا
شاہزادہ نے رات قلعہ میں بسر کی صبح کو جانب مرحلہ روانہ ہوے جن مقامات پر کہ قلعہ اور دریا واقع
تھا وہاں صحرا کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا جب ان مقامات سے گذر گئے تو دور اک قلعہ دکھائی دیا کہ اسپر
زنگاری جھنڈا لہرا رہا تھا اور کنگورے پر اسکے تصویر ماہی بنی ہوئی تھی سیما ساحرہ جادو نے عرض کی
کہ اے شہریار یہ مسکن حوت جادو معشوقہ سیال جادو کا ہے ہر چند کہ مرحلہ فتح ہو گیا مگر جبتک
حوت جادو زندہ ہے شہر پر قبضہ نہ پائیے گا - فرمایا کہ تم نامہ میری طرف سے لیجاؤ اور حوت جادو کو دو
اگر اسنے باسانی مرحلہ سے دست بردار ہونا اختیار کیا فبہا المراد ورنہ ایک دم میں اس قلعہ کو
تاخت و تاراج کر دونگا یہ سنکر سیما ساحرہ جادو نے عرض کی کہ مجھے نامہ داری میں کوئی عذر نہیں ہے
یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ اک مرتبہ دروازہ قلعہ کا وا ہوا اور حوت جادو چند کنیزوں کو ساتھ لیے
رومال سے ہاتھ باندھے خدمت میں شاہزادہ عادل کیوان شکوہ کے حاضر ہوئی اور عرض کی
کہ ہر چند حضور نے میرے راج سہاگ کو مٹا دیا شوہر کو مارا مگر میں اطاعت اختیار کرنے کو بدل
موجود ہوں اسلیے کہ آپ فتاح طلسم ہیں آپ سے بگاڑنا تقدیر کو بگاڑنا ہے - یہ سنکر شاہزادہ نے
ارشاد کیا کہ اے حوت جادو میں نے تو چاہا تھا کہ تیرے شوہر سے نہ لڑوں مگر جو شرطیں میں نے
پیش کیں اسنے قبول نہ کیں مگر پھر دغا کی چونکہ خداوند عالم کو زندگی میری منظور تھی مجھے اسکے ہاتھ
سے بچایا اور مددگار کو عین وقت پر پہونچایا تو بھی ویسی اطاعت کرنا حوت جادو نے عرض کی کہ
اے شہریار کہیں آپ سے مکر و فریب چل سکتا ہے کیا مجال ہے اس کنیز کی کہ حضور سے دغا کرے فرمایا
کہ تیرا ملک تجکو مبارک ہو میں برائے قتل الوان تاجدار اس طلسم میں آیا ہوں نہ مجھے طلسم کشائی
سے غرض ہے نہ کسی کے ملک و مال سے کام ہے یہ فرما کر بیٹھے تھے کہ حوت جادو قدموں پر گر پڑی اور
عرض کی کہ اے شہریار اس کنیز کو عزت تو بخشیے اگر تشریف لائے ہیں تو دعوت قبول فرمائیے شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ بسبب حسن اخلاق کے رضامند ہو گئے کہ میرے انکار سے اسکو ملال نہو حوت
جادو نے شاہزادہ کو اپنے ہمراہ لیکر چلی سیما ساحرہ جادو سحر غائب کر کے بارادہ حفاظت عادل روانہ
ہوئی جسوقت قلعہ میں پہونچی سامان دعوت مہیا کیا جسوقت دسترخوان بچھایا گیا اور کھانا سامنے
شاہزادہ عادل کیوان شکوہ کے چنا گیا شاہزادے نے ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ حوت جادو تم
ساحرہ ہو اور میں مسلمان ہوں کھانا تمہارے گھر کا میں نہیں کھا سکتا اسوقت حوت جادو نے
عرض کی کہ اے شہریار والا تبار سیما سحر جادو بھی تو ساحرہ ہے آپکے ساتھ آپ کیوں خاصہ تناول
فرماتے ہیں ارشاد کیا کہ وہ مطیع اسلام ہو چکی ہے گویا بدل مسلمان ہے صرف زبان پر کلمہ جاری نہیں کیا
ہے کہ تاثیر سحر باطل ہو جائیگی یہ سنکر حوت جادو نے عرض کی کہ بدل میں بھی مسلمان ہو چکی ہوں اسلیے
کہ اگر مطیع اسلام نہوتی تو آپکی کنیزی کیوں اختیار کرتی - شاہزادہ نے فرمایا کہ اسلیے مجھے کوئی عذر نہیں
ہے یہ ارشاد فرما کر ہاتھ پلیٹ کی طرف بڑھایا کہ پلیٹ الٹ گئی اور آواز پیدا ہوئی کہ ہرگز نہ کھائیے گا

سیلی کہ یہ کھانا زہر آلودہ ہے یہ آواز سنتے ہی شاہزادہ نے تو ہاتھ کھینچا اور حوت جادو متحیر ہوئی کہ یہ کسکا
کام تھا جسنے شاہزادہ کو آگاہ کر دیا اور پلیٹ کو سحر کرکے توڑ ڈالا بس حوت جادو نے کہا کہ ای شہریار
کیا کوئی آپ کے ساتھ ہے فرمایا بظاہر میں کسیکو کبھی اپنے ساتھ نہیں لایا تھا پوشیدہ طور پر اگر کوئی
میرا دوست یہاں موجود ہو تو میں اس سے آگاہ نہیں حوت جادو نے کہا کہ یہ نہ میرا دوست ہے نہ
آپکا یہ کام کسی مفسدہ پرداز کا ہے آپ اس آواز پر عمل نکریں بلکہ میں اور آپ شریک ہو کر دوسری
پلیٹ میں کھائیں تاکہ شک آپکا رفع ہو جاوے شاہزادہ نے منظور کیا۔ حوت جادو نے دوسری
پلیٹ سامنے اپنے کھینچی اور پہلا ایک نوالہ اٹھا کر آپ کھایا شاہزادہ نے پھر ہاتھ بڑھایا تھا کہ
آواز پیدا ہوئی اے شہریار یہ کھانا بھی زہر آلودہ ہے یہ مردار زہر نہیں اسپر یہ طعام اثر نکریگا اور
آپکا کام تمام ہو جائیگا اگر میرا آپ کو یقین نہیں ہے تو یہ سامنے جو بلی بیٹھی ہے ایک نوالہ اسکے سامنے
پھینک کر تماشا دیکھیے عادل کیوان شکوہ نے ایک نوالہ سامنے پھینکا اک بلی بیٹھی ہوئی تھی آ کر
کھا لیا کھاتے ہی لوٹن کبوتر ہوگئی اسوقت شاہزادہ نے دست بقبضہ ہو کر آواز دی کہ کیوں مکار تو
فریب دیکر مجھے قتل کیا چاہتی تھی۔ حوت جادو نے پیچھے ہٹ کر آواز دی کہ معلوم ہوا قسمت تیری
یاور اور اقبال تیرا بلند ہے ورنہ ہرگز میرے اس فریب سے جانبر ہوتا خیر اب تو میں جاتی ہوں خدمت
میں بادشاہ طلسم کے جسوقت تو مرحلہ اہرمن جادو سے فرصت کر کے آگے بڑھیگا تو پھر میرے
تیرے سامنا ہوگا۔ یہ کہکر حوت جادو نظروں سے غائب ہوگئی شاہزادہ نے لوح کو ملاحظہ فرمایا
لکھا تھا کہ اس مکان سے جلد باہر نکلو یہاں ٹھہرنا تمہارے واسطے اچھا نہیں ہے یکایک تمام مکان
میں زلزلہ سا پیدا ہوا شاہزادہ جلدی سے مکان کے باہر نکل آیا ادھر تو مکان سے باہر قدم رکھا
ادھر سارا مکان آ رہا اور جسقدر رفقا انمیں سے جو حوت جادو کی تھیں سب کی سب دب کے
مرگئیں اور اہل قلعہ حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ ہے یکایک دو چیلیں لڑتی ہوئی سامنے عادل کیوان شکوہ
کے زمین پر گریں ایک سیاہ تھی اور ایک سپید تھی دونوں کے پنجے گتھے ہوئے تھے منقاریں
چل رہی تھیں جسم دونوں کے فگار اور پر ٹوٹے ہوئے تھے منقاروں سے خون ٹپک رہا تھا
شاہزادہ حیران تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے اتفاقیہ نظر لوح پر جا پڑی لکھا تھا کہ دیکھتا کیا ہے اک ہاتھ مار
کہ سیاہ چیل کا سر اڑ جاوے اور سفید پر ہاتھ نہ اٹھانا۔ عادل کیوان شکوہ نے تلوار ماری کہ سیاہ
چیل کی گردن اڑ گئی بس مرنا تھا چیل کا کہ اک قیامت برپا ہوگئی تمام قلعہ میں زلزلہ کے آثار نمایاں
ہوگئے در و دیوار سے صدائیں مہیب آنے لگیں آتش باری و برف باری دیر تک رہی آخر آواز
پیدا ہوئی کہ مارا جوان کشتی نام ہس حوت جادو [illegible]
اب جو علامات سحر برطرف ہوئے اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش ایک ساحرہ کی پڑی ہے کہ سر
الگ دھڑ الگ ہے اور سیما سے جادو سر سے پاؤں تک اسطرح زخمی ہے کہ سارا جسم اسکا فگار ہے
شاہزادہ نے فرمایا اے سیما سے جادو تم کہاں اور یہ تمہارا کیا حال ہے سیما سے جادو نے
عرض کی کہ اے شہریار عالی وقار کنیز بھی غائب کر کے حضور کے ساتھ ہوئی تھی [illegible]
حوت جادو آپکی اطاعت نکریگی بلکہ دغا کریگی وہی ظہور میں آیا [illegible]
سے بچایا جب حوت جادو کو معلوم ہوا کہ میں آپ کے ساتھ ہوں تو [illegible]
کیا میں نے روکا میرے آپکے پالے سے ہوا غرضیکہ پہلے یہاں [illegible]

اور اسکو بھی زخمی کیا نوبت بہ اینجا رسید کہ سامنے آپکے دونون چلبلین بنی ہوئی گرین خدا کا شکر ہے کہ لوح
نے آپکو اسکے قتل کی ہدایت کی اسے ٹھہر یار اگر یہ لکاتہ اسوقت نکل جاتی تو پھر ہاتھ آنا اسکا دشوار تھا
یہ پوشیدہ طور پر ساتھ رہتی اور موقع پاکر ایذا پہونچاتی اسوجہ سے مین نے اسکو جانے نہ دیا شاہزادہ
یہ سنکر بہت خوش ہوا اب مع سیماسے جادو کے ایوان شاہی مین قیام فرمایا رؤسا شہر حاضر ہوکے
نذرین گزرنے لگین ۔ شاہزادہ نے ہر شخص کو دعوت اسلام دی جسنے قبول کیا اسکو خلعت فاخرہ سے
ممتاز فرماکر رخصت کیا بعد انتظام یہان کا حاکم ملکہ سیما سے جادو کو کیا اور آپ پہلوان تہمتن کے قلعہ
مین آگئے ۔ پہلوان تہمتن ہمراہ رکاب ہوا اور شاہزادہ مع پہلوان تہمتن وہان سے کوچ کرکے طرف قلعہ
سیہ تاب کے روانہ ہوا ۔ انکو راہ مین چھوڑ کر اول کچھ حال اسرار روشن ضمیر بادشاہ سابق
کا سنیے کہ جسوقت یہ قلعہ سیہ تاب مین پہونچا اور لوگون نے اسکو پہچانا سلام کیا ہودمان دانشور بہرا
استقبال حاضر ہوا ۔ اسرار روشن ضمیر داخل محل ہوا اور اپنی دختر نیک اختر ملکہ گل اندام اطلس پوش
کے پاس گیا ۔ ملکہ گل اندام اطلس پوش سے لپٹ گیا بیٹی نے باپ کو اک مدت کے بعد دیکھا نہایت خوش
ہوئی قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے دوڑ کر گلے لپٹنے کا قصد کیا تھا کہ اسرار روشن ضمیر نے تلوار کے
قبضہ پہ ہاتھ ڈالا اور کہا کہ اے دختر ابھی میرے قریب آنے کا قصد نکرنا ورنہ قتل کرڈالونگا پہلے اپنا
سرگذشت بیان کرکہ بعد میرے اسیر ہو جانے کے تجھپر کیا گذری ملکہ گل اندام اطلس پوش ٹھہر گئی
اور رنگ روئے متغیر ہو گیا ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ آپ تشریف رکھیے مین مفصل حال اسوقت تک
کا عرض کرونگی اسوقت تک خداوند عالم نے مجھے اس قابل رکھا ہے کہ مین آپکے سامنے سرخروئی کے
ساتھ آسکون ورنہ مین خود سامنا نکرتی یہ کہکر اندر بارہ دری کے آئی ۔ اسرار روشن ضمیر بھی ساتھ ملکہ کے
داخل ہوا اور صدر مین بیٹھا تلوار سامنے رکھ لی ۔ ملکہ گل اندام اطلس پوش نے سر جھکایا اور بیان کرنے
لگی کہ بعد آپکی اسیری کے مین بھی قید ہوکر سامنے اس لعین ضحاک کے پہونچی جسوقت ضحاک نے
صورت میری دیکھی تو قید سے رہا کرکے داخل محل ہونے کا حکم دیا مین ایسا اسکا نسمجھ گئی اسوقت
جبن سے اسکو سخت و سست کہا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے مجھکو دیو سفید سر کے سپرد کیا دیو کی بدسلوکیان
کیا عرض کرون مگر خدا نے میری عزت بچائی آخر مین فتاح طلسم شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے دیو
کو مارا اور میری سرگذشت سنکر مجھسے وعدہ کیا کہ مین تمھارے باپ کو قید سے چھڑا دونگا اور بخوف
ساحران طلسم کے اپنے ملازمون کی نگرانی مین مجھکو یہان چھوڑا اور اس مقام کی حکومت بھی میرے
اسکے نام کی اب وہ آپ کی رہائی کے واسطے گئے ہوے ہین مین نہین کہسکتی کہ آپکو انھون نے
رہا کیا یا اور کسی صورت سے آپ رہا ہوے ۔ یہ سنکر اسرار روشن ضمیر اپنی دختر سے نہایت خوش ہوا اور
دختر کو گلے سے لگایا اور بانتظار شاہزادہ عادل کیوان شکوہ اس مقام پر قیام پذیر ہوا تیسرے روز
ہرکارون نے خبر دی کہ شاہزادہ عادل مع پہلوان تہمتن تشریف لاتے ہین اسرار روشن ضمیر اور ہودمان
دانشور قلعہ سے باہر آئے اور استقبال کرکے عادل کیوان شکوہ کو قلعہ مین لائے عادل کیوان شکوہ
دروازۂ محل پر پہونچکر رکے ۔ اسرار روشن ضمیر نے عرض کی کہ اندر تشریف لیچلیے فرمایا کہ اب مین اندر نہین
جاسکتا اسلیے کہ جس وقت تک تم موجود نہ تھے اسوقت تک حفاظت ملکہ کی مجھپر فرض تھی اگرچہ ملکہ نامحرم
تھی مگر سوا میرے کوئی اسکا محرم راز بھی نہ تھا اب تم موجود ہو تو کیا ضرورت ہے مین تمھاری دختر کو تمھارے
سپرد کرکے اسکی سفارش کرتا ہون کہ تمھاری دختر نے جسطرح اپنی عزت کی حفاظت کی ہے یہ امکان بشری

کی حد ہی تم خدا کا شکر کرکے اپنی دختر کا بھی شکریہ ادا کرو کہ بڑے بڑے نازک وقتون مین تم نے اپنی عزت
جس سے تمہاری عزت وابستہ تھی بچائی اسرار روشن‌ضمیر شاہزادہ کی اس بات پر شیدا ہو گیا اور عرض
کی کہ اسے شہریار جو محرم ہو چکا وہ نامحرم نہین ہو سکتا آقا سے کنیز کیونکر پردہ کر سکتی ہے اگر آپ اندر
تشریف لیجلینگے تو مین کبھی نہ جاؤنگا فرمایا کہ ہمارے مذہب مین پردہ عورت کے واسطے ضروری چیز ہے
تم اندر جا کر اوٹ کھڑا کرا دو ملکہ کو ایک طرف بٹھاؤ تو مین چلونگا یہان یہ باتین ہو رہی تھین ملکہ براے
استقبال دروازے تک آگئی تھی اسرار روشن‌ضمیر نے عرض کی کہ مین نے اسکو حضور کی کنیزی مین دیا
اب کنیز سے پردہ کیسا یہ کہکر ہاتھ عادل کیوان شکوہ کا پکڑ لیا اور اندر محل کے داخل ہوا ملکہ قریب دروازہ
کے موجود تھی اسرار روشن‌ضمیر نے دوسرے ہاتھ سے دختر کا ہاتھ پکڑا اور شاہزادہ عادل کیوان شکوہ
کے ہاتھ مین ہاتھ دیکر عرض کی کہ اب مین اسکو آپکی کنیزی مین دیتا ہون ؎ گر قبول افتد زہے عز و
شرف ۔ عادل کیوان شکوہ نے گردن جھکالی اور فرمایا کہ مین نے بصدق دل قبول کیا لیکن
بالفعل حفاظت ملکہ کی تمھین پر واجب ہے اسلیے کہ مین فتاحی طلسم کے واسطے آیا ہون جسوقت
تک مراحل طلسم فتح ہون اور ضحاک بدگزیدہ مارا نجاے اسوقت تک تم اسی قلعہ مین قیام کرو
اور ملکہ کے محافظ رہو مین اب یہان سے دربند سوم کی طرف جانے کا قصد رکھتا ہون یہ باتین کرتے
ہوے داخل قصر ہوے سامنے اسرار روشن‌ضمیر بیٹھا تھا اور شاہزادہ مع گل اندام طلس پوش
ایک جگہ بیٹھے اسرار روشن‌ضمیر نے کہا کہ امیدوار ہون آپ یہان تین چار روز قیام فرمائیں تاکہ مین
اپنے مسلمانون کو جمع کر لون میری رہائی کی خبر سنکر ضحاک نمک حرام ضرور فوج کشی کریگا مجھ مین اسوقت
قوت مقابلہ نہین ہے فرمایا بہتر ایک روز اسرار روشن‌ضمیر اور عادل کیوان شکوہ نے ملکہ گل اندام طلس پوش
کے ساتھ کھانا کھایا دوسرے روز اسرار روشن‌ضمیر جانب کوہ لاجورد روانہ ہوا کوہ لاجورد پر اسکا
بھیجا لاجورد جادو رہتا ہے کوہ حدود طلسم سے باہر ہے اکثر اسرار روشن‌ضمیر سے کہا تھا کہ ضحاک
بدگزیدہ کو زیادہ عروج نہ دینا ورنہ اسکے ہاتھ سے دکھ پاؤگے چنانچہ ویسا ہی ظہور مین آیا جسوقت
اسرار روشن‌ضمیر بالاے کوہ لاجورد پہونچا اور اپنے بھتیجے سے ملاقات کی تو لاجورد جادو نے خود ہی
بیان کر دیا کہ معلوم ہوتا ہے فتاح طلسم آگیا جو تمھین رہائی نصیب ہوئی اسرار روشن‌ضمیر نے عرض
کی کہ تو آپکو معلوم ہی ہو گیا ہے اب مین اس غرض سے حاضر ہوا ہون کہ شاہزادہ ادہر سے
فتاحی طلسم جانے والا ہے اور مین بالکل بے سر و سامان ہون اگر ضحاک نمک حرام نے فوج کشی کردی
تو مجھکو اسکے سامنے سے یا تو بھاگنا پڑیگا یا سوا جان دینے کے کچھ بن نہ پڑیگا اسلیے کہ اب
لشکر مسلمین میرے قید ہو جانے کے کمزور ہو چکے ہین ۔ یہ سنکر لاجورد جادو نے کہا کہ اسے
اسرار روشن‌ضمیر جب میری ضرورت ہوگی اسوقت مین پہونچ جاؤنگا مجھے جس بات کا خوف ہے
اسمین تم سے وقت پر بیان کرونگا اور مین اسی کے انتظام مین ہون جبسے تم اسیر ہوے
مین نے چلہ کھینچا اسلیے کہ مجھے معلوم تھا کہ رہائی تمہاری فتاح طلسم کے ہاتھ سے ہے اگر مین
تمکو اسیری سے چھڑا دیتا تو ایسی آفت بلیغ آتی جسکا ٹالنا غیر ممکن تھا اب تم یہان سے جلد چلے جاؤ
کہ میری محنت برباد ہوتی ہے یہ وقت اسم خوانی کا ہے یہ باتین لاجورد جادو کی سنکر اسرار روشن‌ضمیر
کچھ پریشان ہوا کچھ رنجیدہ ہوا اور وہان سے جانب قلعہ زمین گیر روانہ ہوا۔ یہ مقام اسرار روشن‌ضمیر
نے حدود طلسم کے اندر بنایا تھا لیکن کوئی اس مقام سے سوا بادشاہ کے واقف نہ تھا اور اس

قلعہ میں جو لشکر پوشیدہ طور پر تھا وہ اسلیے تھا کہ اگر کوئی وقت نازک آجاتے تو اسوقت یہ لوگ کام
آتے چنانچہ اسرار روشن ضمیر جسوقت اُس قلعہ میں پہونچا اور قلعہ دار نے اپنے بادشاہ کو دیکھا سر
ادب خم کیا اور عرض کی کہ اے شہریار جان نثاروں کی حیات میں بادشاہ کے سر پہ تاج نہ ہونا باعث
بدنامی ہے یہ آپ سر برہنہ کیوں ہیں اور اب تک ہمیں کیوں نہ یاد فرمایا اسرار روشن ضمیر نے اپنی تمام سرگذشت
سامنے خمار جادو کے بیان کی اور کہا کہ اب جسوقت تک فتح طلسم نہ ہو مجھے تاج نہ پہننا ہوگا میں تاج نہیں
پہن سکتا خمار جادو نے اُسیوقت تیاری لشکر کا حکم دیا اور بادشاہ کے واسطے سامان وغیرہ مہیا
کیا ایک روز اسرار روشن ضمیر نے قیام کیا دوسرے روز مع خمار جادو اور فوج زمین گیر قلعہ سے
نکلکر جانب بیابان لرزان روانہ ہوا یہ وہ مقام ہے کہ اسوقت تک ضحاک کے قبضہ میں نہ آیا لرزان
جادو ایسا ساحر زبردست ہے کہ اسنے ضحاک مار گزیدہ کو خراج دینا اپنے بادشاہ سے روگردانی
کی بلکہ سلطنت اسرار روشن ضمیر میں جسقدر نمک حلال تھے بعد اسیری اسرار روشن ضمیر کے وہ سب
اسی مقام پر آکر قیام پذیر ہوئے تھے مگر ان میں اتنی قوت کبھی نہ تھی کہ ضحاک سے مقابلہ کرسکتے
ہاں جس مقام کو لرزان جادو نے سحر کرکے رکھا ہے یہاں کسی ساحر طلسم کی مجال نہیں ہے کہ وہ قدم
رکھ سکے جسوقت لرزان جادو نے دیکھا کہ علامت آمد لشکر ساحران کی معلوم ہوتی ہے تو اسنے بھی اپنے
لشکر کو تیاری کا حکم دیا اسکو خیال ہوا کہ شاید ضحاک مار گزیدہ نے پھر فوج کشی کی ہے لیکن جب لشکر
زمین گیر قریب پہونچا اور لرزان جادو نے خمار جادو کو پہچانا تو آواز دی کہ اے خمار جادو مجھے
یہ امید تم سے نہ تھی کہ تم بھی اس نمک حرام کے شریک ہو جاؤگے خمار جادو نے کہا اے برادر میں
تمکو مبارکباد دیتا ہوں کہ بادشاہ طلسم نے رہائی پائی اور ہم لوگوں نے جان نثاری پہ کمر باندھی ہے
اور یہ ارادہ کیا ہے کہ نمک حراموں کو سزا دیں تمہارے پاس اسواسطے آئے ہیں کہ تم بھی آؤ اور اپنے
بادشاہ اصلی کی شرکت کرو لرزان جادو نے کہا کہ بادشاہ کیونکر رہا ہوا خمار جادو نے کہا کہ فاتح طلسم
نے آکر اُسکو رہا کیا وہ ہمارے ساتھ موجود ہے بس یہ سنکر لرزان جادو مع دیگر ساحران نامور
گرامی کے واسطے استقبال آیا اور بادشاہ کی قدمبوسی حاصل کی بادشاہ نے اپنے ارکان دولت کو
پہچان کر آفرین کی سب نے لرزان جادو کی بہت تعریف کی اور عرض کی کہ اگر یہ شخص نہ ہوتا تو ہم سب
تباہ ہو جاتے ضحاک نے اسکو بہت بہت طمع دلائی یہانتک کہ آپکی جانب سے یہ شخص منحرف
ہو جاتا اس سے تاج و مرتبہ دینیکا وعدہ کیا مگر لرزان جادو نے قبول نہ کیا اور سخت لڑائیاں
ضحاک مار گزیدہ سے لڑا اور بیابان لرزان پر قبضہ نہ دیا اسرار روشن ضمیر نہایت خوش ہوا اور
لرزان جادو کو شفقت سے لگایا اور فرمایا کہ اگر میں زندہ ہوں تو اسکو وزیر اعظم مقرر کرونگا اور خمار
جادو کو سپہ سالار کل لشکر کا مقرر کرونگا بلکہ اسیوقت سے یہ عہدہ تم دونوں کے سپرد کرتا ہوں
یہ کہکر ایک ایک خلعت کی سرفرازی اور ایک ایک تلوار عنایت کیا کہ حال اس تلوار کا کسی وقت ظاہر ہوگا
ان دونوں نے سلام کرکے ہاتھ چومے اور اپنے کو جان نثاروں میں شمار کرلیا لرزان جادو نے
عرض کی کہ یہ مقام بہت محفوظ ہے اگر منظور ہو تو مرکز اپنا اسی جگہ قرار دیجیے اسرار روشن ضمیر نے
کہا کہ میں ایسا اپنے اختیار میں نہیں ہوں جسکی اطاعت میں نے اختیار کی ہے وہ جو حکم دیگا وہ
کرونگا۔ یہ سنکر لرزان جادو نے خاموشی اختیار کی اور بادشاہ کو اپنے قلعہ میں لایا اور سامان
دعوت مہیا کیا۔ ایک روز یہاں بھی قیام کیا اور اسکے بعد لرزان جادو کو بھی مع لشکر اپنے ہمراہ لیکے

دریاے ارغوان کے راستے سے طرف قلعہ سیہ تاب کے روانہ ہوا جسوقت فوج بادشاہ کی نزدیک
دریا پہونچی اور یہ خبر ارغوان جادو مالک دریاے ارغوان کو ہوئی کہ بادشاہ بیابان سے رہائی یافتہ
اور مع لشکر آتا ہے تو یہ بھی ہاتھ وہاں سے باندہ کر حاضر حضور ہوا اور عرض کی کہ غلام نے اپنے
بہت سے عزیزوں کو اپنے یہاں پوشیدہ طور پر رکھا اور وہ موجود ہیں چونکہ وقت ہی مصلحتی
نہ تھا کہ میں ظاہر بظاہر بادشاہ موجودہ سے مخالفت کرون لہذا اطاعت ظاہری اسکی میں نے
اختیار کر لی تھی اسرار روشنفیر نے آفرین کی اور ایک روز یہان بھی قیام کرکے دوسرے روز
ارغوان جادو کو اسی مقام پر چھوڑا کہ یہ محافظ سرحد ہے اور آپ مع لرزان جادو و خمار جادو طرف
قلعہ سیہ تاب کے روانہ ہوا شاہزادہ عادل کیوان شکوہ صبح کے وقت نماز سے فراغ حاصل
کرکے فصیل قلعہ پر ٹہل رہے تھے کہ یکایک جانب صحرا سے شق گرد بلند ہوا اور بالا سے ہوا
دکھا سے ابر سرخ رنگ و سبز رنگ و طاؤسی رنگ نمودار ہوئے ڈنکے کی صدا بلند تھی کہ
شاہزادہ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ کہیں یہ بادشاہ موجودہ طلسم کی فوج نہو جلدی سے لوح کو
ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ نہ گھبراؤ اسرار روشنفیر مع جاہ و حشم آتا ہے مگر اسنے تاج نہیں پہنا ہے تمکو
چاہیے کہ اسکو اپنے ہاتھ سے تاج پہناؤ عادل کیوان شکوہ نے ارکین قلعہ کو برائے استقبال
روانہ کیا اور چند قدم خود بھی بڑھے دیکھا کہ ہزارہا بگولے چرخ زن ہوتے چلے آتے [illegible]
بگولوں کی مختلف ہے کوئی شیر کی صورت ہے کوئی فیل کی شکل کوئی گرگ کی صورت یہانتک کہ
تمام صحرا ان درندگان خاکی سے مملو ہو گیا اور اب لکھا ہے کہ تمام صحرا پر چھائے ہوئے ہیں ایک ابر
طاؤسی رنگ شق ہوا اسمیں سے تین تخت نمودار ہوئے تخت پر اسرار روشنفیر درمیان اور داہنی جانب
لرزان جادو بائیں جانب خمار جادو پاۓ تخت تھامے ہوئے ہیں یہ دونوں اژدہر پر سوار ہیں ان
اژدہوں سے شعلے نکلتے ہوئے جب تخت آکر زمین پر قائم ہوا تو وہان [illegible] قریب پہونچا [illegible]
کرکے اسرار روشنفیر کو اندر قلعہ کے لایا عادل کیوان شکوہ نے استقبال کیا اور اسی وقت
تاج منگا کر اسرار روشنفیر کو پہنایا نذرین گزرنے لگیں یہ اشتیاق دیکھکر اسرار روشنفیر اور بھی
مسرور ہوا کئی روز تک جشن ہوتا رہا بعد ختم جشن کے شاہزادہ عادل نے اسرار روشنفیر سے
ارشاد کیا کہ میرا لشکر نہیں معلوم کس تباہی کی حالت میں ہے اسلیے کہ بچارہ میں جنگ کی حالت
میں چھوڑ کر چلا آیا تھا آپ کسی ساحر کو بھیجکر میرے لشکر میں اطلاع کرا دیں کہ وہ لوگ تباہ نہ ہوں
بلکہ بیابان گرد باد میں آکر قیام پذیر ہوں اور میں بھی اب یہان سے مرحلہ اہرمن جادو کی طرف
جاتا ہوں اور بعد فتح مرحلہ [illegible] اب سیر قلعہ [illegible] فتح [illegible] آپ یہاں
اپنی اور اپنی دختر کی حفاظت کریں یہ سنکر اسیوقت اسرار روشنفیر نے کبوتر جادو کو نامہ دیکر جانب
لشکر شاہزادہ عادل روانہ کیا اور شاہزادہ تن تنہا بالنفس نفیس [illegible] سے رخصت ہو کر لقب فتاحی
طلسم جانب بیابان گرد باد روانہ ہوا اسرار روشنفیر حاکم طلسم تک آکر پہونچا گیا اب انکو تو بیابان
بادگرد کی طرف روانہ کیا جاتا ہے دیکھیے کب پہونچتے ہیں اور اسرار روشنفیر قلعہ سیہ تاب میں آتا
آتا ہے اور انتظام قلعہ میں مصروف ہوتا ہے اور کبوتر جادو تلاش لشکر [illegible] ابلق پوش میں روانہ
ہوتا ہے لیکن اول کچھ حال ضحاک مارگزیدہ بادشاہ موجودہ کا سنیے کہ یہ دربار میں بیٹھا ہوا ہے
ساحران نامی وگرامی کا مجمع ہے عیار بھی موجود ہیں وزیر [illegible] جو پہلے اسرار روشنفیر کا وزیر تھا

اور اسی کی سازش سے ضحاک مارگزیدہ کو سلطنت نصیب ہوئی تمام اسکا مریخ شعلہ چشم جادو ہر بلا کا
ساحر ہے یہ بھی موجود ہے کہ اک مرتبہ چند ساحر روتے پیٹتے آئے اور انھون نے بیان کیا کہ غضب ہوگیا
سیال جادو حاکم دریائے ریگ روان مارا گیا اور طلسم کشا نے اسرار روشن ضمیر کو رہا کر لیا یہ سنکر
اہل دربار لرز گئے اور ضحاک مارگزیدہ بھی گھبرایا لیکن مریخ شعلہ چشم نے کہا کہ اے بادشاہ جو شخص
جس کام کو کرتا ہے اسکے انجام کو سمجھ لیتا ہے اسرار روشن ضمیر اگر رہا ہوگیا تو کیا پروا ہے اب وہ قوت اسکے
سحر مین باقی نہین رہی جسکا خوف ہو مدت تک قید رہنے سے تمام سحر کمزور ہوگئے سلطنت پر آپکا
قبضہ موجود ہے جسقدر بڑے بڑے ساحر ہین وہ آپکے تحت مین ہین اور فرمانبردار ہین اسرار روشن ضمیر کو
اپنی جان کی حفاظت کرنا تو دشوار ہو جائیگا۔ چہ جائیکہ آپ پر لشکرکشی کرنا اگر زیادہ خوف آپکو فاتح طلسم
کا ہے تو یہ بھی بیکار ہے اسلیے کہ جسوقت وہ دربند سوم کو فتح کرکے آگے بڑھیگا اور قلعہ قمار یا زان پر پہنچیگا
تو لوح بیکار ہو جائیگی بانیان طلسم نے اگر طلسم کشا کی بھی لوح بنائی ہے تو جابجا ایسے دھوکے رکھے
ہین کہ لوح کام نہین دیسکتی ہے اگرچہ لوح غلط خبر نہ دیگی لیکن ہدایت لوح پر عمل کرنا امکان بشری
سے باہر ہے جب طلسم کشا اسیر ہوگیا اور لوح قبضہ مین آگئی پھر اسرار روشن ضمیر کیا کر سکتا ہے آپ ابھی خاموشی
اختیار کرین پریشان ہونے سے عقل کمی کرنے لگتی ہے اتنا ضرور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ فوج طلسمی
کی تیاری کا حکم دیدیا جائے اور کچھ فوج قلعہ نیلی حصار پر بھیج دیجائے کہ وہان سے سرحد قلعہ
سمیہ تاب کی نگہبانی ہے شاید اسرار روشن ضمیر بعد اسیری طلسم کشا آگے بڑھنے کا قصد کرے تو لشکر
اُسے روکے ایک ہی جنگ مین فیصلہ ہوجائیگا یہ سنکر ضحاک مارگزیدہ نے اُسی وقت تیاری لشکر
کا حکم دیا جب فوج ساحران تیار ہوئی تو کوہان جادو کو ایک لاکھ ساحرون پر افسر کرکے طرف قلعہ
نیلی حصار کے برائے مدد نیلم جادو روانہ کیا اور آپ پھر مصروف عیش و عشرت ہوا۔ کوہان جادو
فوج طلسمی لیے ہوئے قلعہ نیلی حصار کے قریب پہونچا۔ خبر نیلم جادو کو ہوئی کہ بادشاہ طلسم کی طرف سے
اسیری مدد کے واسطے کوہان جادو آتا ہے یہ قلعہ سے نکلکر برائے استقبال آیا اور پیشوائی کرکے کوہان
جادو کو اندر قلعہ نیلی حصار کے لایا اور سامان دعوت مہیا کیا اور از سر نو حفاظت قلعہ کا اور مضبوطی
سرحد کا انتظام ہونے لگا۔ اب اول حال کبوتر جادو کا سنیے کہ یہ طائر بنا ہوا اُڑتا چلا جاتا تھا
نامہ اسکے گلے مین بندھا ہوا تھا کبھی اس صحرا کی طرف اُڑتا ہوا چلا گیا جب دو چار سو کوس تک کی خبر
لے آیا تو دوسری طرف چلا اسی طرح ہر ہر مقام پر نقابداران ابلق پوش کو دیکھتا چلا جاتا تھا کہ دیکھا
سامنے ایک جانب سے چند علم نمودار ہوئے اور علامت لشکر کے آنے کی معلوم ہوئی بس یہ ایک
درخت پر بیٹھکر تماشا دیکھنے لگا اور لشکر گزرنے لگا جسوقت نظر اسکی نقابدار گلابی پوش اور نقابدار
نیلی پوش پر پڑی تو یہ سمجھ گیا کہ یہ وہی لشکر ہے جسکی مجھے تلاش تھی بس یہ اُڑکر شانے پر نقابدار نیلی پوش
کے بیٹھ گیا نیلی پوش نے دیکھا کہ نامہ گلے مین بندھا ہوا ہے بس انھون نے نامہ گلے سے اُسکے
کھول لیا اور اسکو پڑھا لکھا تھا کہ مین طلسم اسرار باطنی کی فتاحی مین مصروف ہون بعد فتح طلسم کے
تمھسے ملاقات ہوگی آپ لوگ بیابان گرد یاد مین ٹھہر کر میرا انتظار کرین مین مناسب وقت سمجھکر آپکو
اپنے پاس بلا بھیجونگا یا خود آکر آپ سے ملونگا۔ یہ مضمون دیکھکر نقابدار نیلی پوش نے وہ رقعہ
نقابدار گلابی پوش کو دیا انھون نے بھی پڑھا اور مستخبر عادل کیوان شکوہ کے سپاہ نے کبوتر جادو
تو طائر بنا ہوا اُڑکر جانب قلعہ سمیہ تاب روانہ ہوا اور نقابدار نیلی پوش اور گلابی پوش نے عنان

مرگ کو طرف بیابان بادگرد کے پھرا اور روانہ ہوے دیکھیے کب تک پہونچتے ہین اب حال
شاہزادہ حق پژوہ عادل کیوان شکوہ کا سنیے کہ جسوقت یہ راہ کو طے کر کے بیابان بادگرد مین
پہونچے تو دیکھا انھون نے حجرہ کھلا ہوا ہے اور قلندر حجرہ نشین بیٹھے ہین سمیع جنی بھی حاضر ہے
شاہزادہ کو سمیع جنی نے سلام کیا شاہزادہ نے شاہ صاحب سے مصافحہ کیا اور پہلا حاجت بیٹھ گئے
شاہ صاحب نے کہا کہ کیا ارادہ ہے عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ اب مین اس پیل کو اُکھاڑ کر اس مرحلہ
کو بھی سر کرونگا شاہ صاحب نے کہا کہ اسمین دو شخص اور بھی شریک ہوچکے ہین جبتک وہ بھی نہونگے
سخت پریشانی لاحق ہوگی اگر پہلے روز نقابدار نیلی پوش اور نقابدار گلابی پوش تمھارے شریک ہوکر
دیوان طلسمی سے نہ لڑے ہوتے تو تم کیلیے اس مرحلہ کو سر کرسکتے تھے اب تم اُنکو شریک کرچکے ہو لہذا اس وقت
مین اُنکی شرکت ضروری ہوگئی یہ سنکر عادل کیوان شکوہ پریشان ہوے شاہ صاحب نے کہا کہ نہ
گھبراؤ آج یہان قیام کرو اور جو فقیر کو میسر ہے اُسپر قناعت کرو کل لشکر بھی تمھارا آجائیگا یہ کہکر
سامان دعوت مہیا کیا شاہزادے نے ہمراہ شاہ صاحب کے کھانا کھایا شب کو خوابگاہ مین
تشریف لیگئے اور سمیع جنی بھی بخاطر عادل آج یہین رہا دوپہر رات تک سمیع جنی سے ملک کی باتین
ہوا کین اور دوپہر آرام فرمایا صبح کو ہاتھ منھ دھوکر فراغت کی ہی تھی کہ ایک جانب صحرا سے شق گرد بلند
ہوا اور علمہاے سبز و سرخ کے پھریرے ہوا مین لہراتے ہوے نظر آنے لگے - عادل کیوان شکوہ
شوق مین ایک بلندی پر کھڑے ہوکر آمد اپنے لشکر کی دیکھنے لگے اور فوج سامنے سے گزرنے لگی
دم بھر مین تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا لشکر مین سلامی ہونے لگی سپاہ اپنے مالک کو دیکھکر
نہایت خوش ہوے عیار آکر قدمون سے لپٹا اور نقابدار گلابی پوش اور نیلی پوش بغلگیر ہوے
ایک روز پھر لشکر مین قیام کیا اور شاہ صاحب کی دعوت کی اس دعوت مین سمیع جنی اور شاہ صاحب
تنہ لوگ نہین تھے باقی سب متوسلین عادل کیوان شکوہ تھے جب دعوت وضیافت سے فرصت ہوئی تو سمیع جنی
رخصت ہوکر اپنے مکان کیطرف روانہ ہوا اور عادل کیوان شکوہ شاہ صاحب کو حجرے تک پہونچا گئے اور دوسرے روز
صبح کو حسب ہدایت درویش لوح گلے مین ڈالی نقابدار نیلی پوش اور نقابدار گلابی پوش کو ساتھ لیا اور طرف
پیل کے روانہ ہوے چونکہ پیل برابر حجرہ قلندر کے واقع تھا جسوقت برابر پیل کے پہونچے اور درویش کو اطلاع ہوئی
تو حجرے سے باہر نکل آیا اور منع کیا کہ ابھی ٹھہرو جسوقت درویش قریب پہونچا تو ایک ایک نانشتہ
نقابدار گلابی پوش اور نقابدار نیلی پوش کو دی اور کہا کہ پہلے ایک تو دراس پیل پر پاؤن رکھکر
ہونا چاہیے پھر داہنے ہاتھ سے پھر دونون ہاتھون سے جب یہ پیل اُکھڑیگا - یہ سنکر عادل کیوان شکوہ
نے ہاتھ بڑھانے کا قصد کیا تھا کہ درویش نے انکار فرمایا کہ ای نقابدار دلاور بایان ہاتھ تمھارا اے نقابدار
گلابی پوش ہو اور داہنا ہاتھ نقابدار نیلی پوش ہو جسطرح سابق مین ایک ایک زور ان دونون
نے اس پیل پر کیا تھا اور زور آخر مین تمنے پیل کو اُکھاڑ لیا تھا اسیطرح اسوقت بھی زور ہونا
چاہیے یہ سنکر عادل کیوان شکوہ نے اور نقابدار گلابی پوش نے دامن زرہ گردان کو پیل کی
کونپلی مین لیکر زور کیا ہاتھ بھر زمین سے اُکھاڑ لیا مگر آگے نہ بڑھ سکا آخر نقابدار گلابی پوش
نے پیل کو چھوڑ دیا اب نقابدار نیلی پوش نے دامان زرہ گردانی اور اسی طرح پیل پر زور کیا
یہ بنسبت گلابی پوش کے کچھ زیادہ البتہ کر لیگئے آخر پیل چھوٹ کر پھر زمین مین گڑ گیا اور آواز
تو قہقہہ پیدا ہوئی کہ جب زور تم ہو تو زور آزمائی سے کیا حصول یہ سنکر ان دونون نقابدارون کو

طلیش آیا مگر کیا کر سکتے ہیں اب عادل کیوان شکوہ یعنی نقابدار ابلق پوش ابلق سوار آستینیں
چڑھا کر بڑھے اور بیل کو کولی میں لیکر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا تو اک آواز عجیب پیدا
ہوئی اور بیل زمین سے اکھڑ آیا۔ عادل کیوان شکوہ نے بیل کو زمین پر ڈال دیا اور تلوار کھینچکر دہن
نقب میں کود پڑے ساتھ ہی گلابی پوش اور نیلی پوش بھی جھم جھم کر کے دہنہ نقب میں کود پڑے
چونکہ ہدایت لوح میں یہی تھی کہ اتنا عرصہ نگزرا کہ پہلے دن کی طرح دیو نکلنے لگیں ورنہ پھر بکار قتل کردنے
تو سلسلہ دیووں کے نکلنے کا موقوف ہوگا پس جسوقت پاؤں عادل کیوان شکوہ کے کسی چیز پر جمے
اور انھوں نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ دونوں پاؤں سر کے اک دیو کے شانوں پر ہیں اُدھر سے دیو
نکل رہا تھا کہ یہ کود پڑے دیو گھبرا گیا کہ یہ کیا آفت آئی دیو بھاگا عادل کیوان شکوہ نے کان دیو کے
پکڑ لیے دیو کے ہٹنے کی جگہ خالی ہوئی تھی اور دوسرے دیو نے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ نقابدار
گلابی پوش کود پڑے اور انکے پاؤں بھی اسیطرح دوش دیو پر قائم ہو گئے دیو انکو بھی لیکر بھاگا
تیسرا دیو آگے بڑھا تھا کہ پھر اسی طرح نقابدار نیلی پوش کے پاؤں اسکے کاندھوں پر قائم ہو
اور یہ بھی بھاگا اب اس دہنہ کے قریب سوا ان تینوں دیووں کے اور کوئی جو تھا دیو نہ تھا چونکہ یہ
تینوں دیو درحقیقت ایک ہی ہیں اور دیو سہ پیکر اسکا نام ہے نگہبان اس مقام کا ہے اسی دیو نے
اسکے قبل بھی دہنہ نقب سے نکلکر عادل کیوان شکوہ سے مقابلہ کیا تھا چونکہ اسوقت لوح طلسم
پاس نہ تھی اسوجہ سے یہ قتل نہ ہوا تھا اور ایک سے دو ہوکر پھر سامنے آجاتے تھے اب لوح کی برکت
سے وہ اثر تو باطل ہوا ادھر فقیر کی دی ہوئی انگشتری کی تاثیر سے نقابدار گلابی پوش اور نیلی پوش بھی
شر دیووں سے محفوظ رہے۔ اب پہلے دیو کا حال سنیے جو کہ نقابدار ابلق سوار کو لیے بھاگا تھا
یہ بدحواسی کی حالت میں اسطرف چلا کہ جہاں اہرمن جادو لشکر دیوان سرکش کو لیے ہوئے پڑا تھا
اور اُدھر اہرمن جادو اپنے خیمہ میں بیٹھا ہوا مصروف شرابخواری تھا دو شاہزادیاں سامنے اسکے
بیٹھی ہوئی زار زار رو رہی اور کہہ رہی تھیں کہ خدا تجھے غارت کرے کہ تو ہم دونوں بہنوں کو ہمارے
ملک سے اٹھا لایا اور رہنے نہیں دیتا اور اہرمن جادو انپر اظہار محبت کر رہا تھا مگر وہ قبول نکرتی تھیں
گرد خیمہ اہرمن جادو کے لشکر دیوان پڑا ہوا تھا چونکہ یہ زمانہ بربادی طلسم کا تھا تمام حاکمان مرحلہ
اس وقت نازک سے آگاہ اور ہوشیار تھے بنا بر اسکے لشکر ہر وقت مسلح بیٹھے تھے لشکر اہرمن
جادو بھی مسلح تھا کہ طلسم کشا آئیگا تو اُسے قتل کر ڈالینگے دیکھا انھوں نے کہ دیو سہ پیکر چلا آتا ہے چونکہ
یہ دربان مرحلہ ہے اسکو سب اپنا ہی سمجھتے ہیں کسی نے تعرض نکیا۔ دیو سہ پیکر نے فریاد کرنے کا قصد
کیا تھا کہ اور دیووں کو آگاہ کریں مگر بسبب اس خوف کے کہ ملک الموت تو گردن پر سوار ہیں ایسا نہو
کہ یہ میرا ہی کام پہلے تمام کر دیں اہرمن جادو انکو دیکھکر خود ہی سمجھ لیگا اس خیال سے دیو سہ پیکر پہلا
اول نقابدار ابلق سوار کو لیے ہوئے داخل بارگاہ ہو گیا۔ اہرمن جادو مصروف شرابخواری تھا نظر
جو عادل کیوان شکوہ کی اہرمن جادو پر پڑی جلدی سے لوح کو بھی ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فاتح
طلسم وسیاح این عجائبات تجکو چاہیے کہ جس دیو پر تو سوار ہے اسی دیو کا سر کھینچکر اہرمن جادو پر مار سوا
صورت کے قضا اہرمن جادو کی نہیں ہے نہ یہ تلوار سے مریگا نہ اسیر ہوگا نہ رنگ ہوگا یہ دیکھتے ہی شاہزادے نے
دونوں ہاتھوں سے سر دیو سہ پیکر کا پکڑ کر جو زور کیا پاؤں تو دونوں کاندھوں پر دیو کے جمے ہی ہوئے
تھے سر دیو سہ پیکر کا کھنچ آیا اُدھر اہرمن جادو پیالہ مصروف شرابخواری تھا یا نظر جو اسکی عادل کیوان شکوہ

پر پڑی مارے خوف کے کانپنے لگا سمجھ گیا کہ اجل سر پر آگئی بس اسنے بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ شاہزادی
نے سر دیو کا کھینچکر اہرمن جادو کے سینے پر مارا یہ معلوم ہوا کہ ایک شعلہ لپک کر بارود پر گرا کہ بارود
میں لگنے سے آگ لگ گئی اہرمن جادو دیو آتشبازی بنگیا اور فریاد کرنے لگا بارگاہ میں بھی آگ
لگ گئی تمام بارگاہ جلنے لگی دونوں شاہزادیاں تو بارگاہ سے نکل بھاگیں اور باقی جو لوگ تھے
وہ بارگاہ ہی میں رہے اور دار و گیر کی آوازیں دیا کئے یہ شور و غوغا سنکر تمام دیو گھبرا اٹھے کہ یہ کیا
معاملہ ہے انکو اور تو کچھ نظر نہ آیا کہ انکے افسر کو کسنے مارا یہ حرکت ہمارے گران بگڑ کر طرف نقابدار نیلی پوش
اور گلابی پوش کے چلے اور چاروں طرف سے گھیر لیا ان دونوں نقابداروں نے بھی تلواریں
کھینچ لیں اور لڑنا شروع کیا بارگاہ دم بھر میں جلکر خاک ہو گئی اور اب اندر سے بارگاہ کے ایک
چادر شعلے کی نکلی اور وہ آکر تمام دیو وغیرہ گرد سب دیو جلنے لگے انمو نقابدار نیلی پوش اور گلابی پوش
حیران ہوئے کہ یہ کیا معرکہ ہے خیال جو کرتے ہیں تو جن دیو وغیرہ دونوں جوان سوار تھے انکے
بھی بدن سے آگ لگی ہے یہ دونوں جست کر کے علیحدہ ہوئے انکا علیحدہ ہونا تھا کہ یہ دونوں
دیو بھی انھیں دیووں میں شامل ہو گئے اور جلنے لگے چار جانب شعلہائے آتش بھڑک رہے
تھے اور آوازیں دار و گیر کی آرہی تھیں تھوڑے ہی عرصہ میں تمام دیو جلکر خاک ہو گئے آخر میں آواز
پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من اہرمن جادو دیو حیف مردیم و ماندا دیم و بمطلب خود نرسیدیم اسبابا
جو علامات سحر برطرف ہوئے تو دیکھا کہ لاشیں دیووں کی جلی ہوئی پڑی ہیں اور وہ شاہزادیاں
اندر یہ حیرت بنی ہوئی کھڑی ہیں نظر جو آنکی ان شاہزادوں پر پڑی چونکہ یہ دیووں کے کبھی نہ
تھیں بوئے انسان مہینوں سے انکے مشام میں نہ آئی تھی بس یہ بیتابانہ قریب آئیں اور عرض
کی کہ آپ کون لوگ ہیں کہ ان دیو و شیر غالب آئے نقابدار ابلق سوار نے فرمایا کہ میں فتاح طلسم
ہوں اور یہ مرحلہ سوم تھا طلسم کا اب صرف چار مرحلے اور باقی رہ گئے ہیں خدا انکو بھی آسان کرے
تم اپنی حالت بیان کرو انھوں نے رو رو کر بیان کیا ہم دونوں بہنیں ہیں اور بیٹیاں ہیں کاؤس شاہ
مغرب کی یہ دیو حرامزادہ ہمکو اٹھا لایا تھا اور ہمیں یہاں اسنے قید کیا تھا اور طالب وصل ہوتا
تھا خدا نے ہماری عزت ہاتھ سے اس ابلیس کے بچائی خدا آپکا بھلا کرے کہ آپکی بدولت یہ دن
نصیب ہوا بشرطیکہ آپ بھی ہمارے ساتھ بدی نکریں اور ہمکو ہمارے ملک میں پہونچا دیں چونکہ
بیتراج سلطنت ہمیں دونوں بہنیں ہیں یقین ہے کہ باپ ہمارا ہمارے غم میں دیوانہ ہو گیا ہوگا
یہ سنکر عادل کیوان شکوہ نے ارشاد کیا کہ مذہب تمہارا کیا ہے انھوں نے کہا کہ باپ ہمارا ستارہ
پرست ہے اور دادا لقا پرست تھا ہمارا بھی وہی مذہب ہے فرمایا کہ خیر تم ان دونوں نقابداروں
کے ساتھ ہمارے لشکر میں جاکر قیام کرو تمھیں کسی طرح کی تکلیف نہو گی انشاء اللہ ہم بعد فتح طلسم
تمکو تمہارے ملک میں بھجوا دینگے وہ شاہزادیاں خوش ہوئیں عادل کیوان شکوہ نے داراب
ثانی اور بلقیس پری رو سے ارشاد کیا کہ اب آپ دونوں صاحب ان شاہزادیوں کو لیے ہوئے
لشکر میں واپس جائیں اسلیے کہ انکو کسکے حوالے کیا جائے علاوہ اسکے اب یہاں آپکی ضرورت
بھی نہیں ہے سنتا ہوں کہ آگے مرحلہ قلعہ قماربازان کا ہے میں بعد فتح قلعہ واپس آؤنگا۔ یہ سنکر
داراب و بلقیس ان دونوں شاہزادیوں کو ہمراہ لیے ہوئے واپس ہوئے دونوں شاہزادیاں
ساتھ ساتھ ہیں جسوقت داخل لشکر ہوئے تو ایک خیمہ انکے رہنے کے واسطے علیحدہ برپا کرا دیا

اور چند لونڈیاں خدمت کے لیے معین کر دیں لیکن چونکہ نقابدار سبز پوش کا دل ایک شاہزادی
کی طرف زیادہ مائل تھا انھیں خیال ہوا کہ ایسا نہو گلابی پوش اپنے مائل ہو کر اظہار عشق کرے
اس سے الفت سوا سکو بہت سے کچھ نہ دیگا اس سے تم خود ہی ظاہر کر دو یہ خیال کر کے ایکروز
ایک روز شاہ بلقیس بن قہور سے کہا کہ اسے برادر بجان برابر کیا کہوں اگرچہ تم چھوٹے ہو تم سے یہ
باتیں کرنا خلاف ہے مگر معاملہ ایسا ہی نازک ہے جسکے چارہ نہیں یہ سنکر بلقیس ہنسا اور کہا کہ میں
سمجھ گیا جب مرحلہ ہرین جادو سے ہم آپ پھرے ہیں تو آپ بار بار سبز فام نازک تن کی طرف
دیکھتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ اسی کا تیر عشق آپ کو لگا ہے داراب گلے سے لپٹ گیا اور کہا کہ بھائی
یہی بات ہے لیکن تدبیر وصل نہیں بن پڑتی بلقیس نے کہا کہ تدبیر میں بتائے دیتا ہوں —
داراب نے کہا ایسی تدبیر نہو جسمیں جبر ہو بلقیس نے کہا کہ مجھے تم سے زیادہ نقابدار کے
حکم کا خیال ہے علاوہ اسکے یہ بات اسلام کے خلاف ہے جب ملکہ خود رضامند ہو اسوقت تو جائز ہے
داراب نے کہا کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں بلقیس نے کہا کہ آج تم وہاں جانا تو نقاب چہرہ سے دور
کر دینا اور اسکی دلجوئی زیادہ کرنا مگر بیغرضی سے — داراب نے اسے پسند کی جب شام کا وقت
آیا تو حسب معمول داراب ثانی خیمہ میں آئی دونوں شاہزادیوں سے استفسار حال کی غرض سے
گئے کہ کسی طرح کی تکلیف تو نہیں ہے جب سامنے پہونچے تو نقاب چہرہ سے دور کر دی نظر سبز فام نازک
تن کی جو داراب ثانی پر پڑی وہ بھی شیفتہ جمال عدیم المثال ہوئی داراب ثانی کچھ دیر بیٹھے تھے اور
بہت کچھ تسلی و تشفی اسکی کی کبھی شہر گلنار کے حالات دریافت کرتے تھے کبھی پوچھتے تھے
کہ تمہارے باپ کے یہاں کتنی فوج ہے سردار کیسے کیسے ہیں سبز فام بیان کر رہی تھی جب داراب
اٹھکر چلے آئے تو سبز فام نے دیر تک اپنی پھوپھی ملکہ گلفام عالی دماغ سے داراب کے حسن
اخلاق کی تعریف کی گلفام نے کہا کہ پھر تعجب کیا ہے کہ وہ بھی تو شاہزادے ہیں اور کیسے عالی
خاندان ہیں اگر یہ حسن اخلاق انمیں ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں غرضکہ رات تو گزر گئی صبح کو
حسب دستور بلقیس بن قہور برائے استفسار آئے انھوں نے بھی نقاب چہرہ سے اٹھا دی
اور دیر تک باتیں کیا کیے اب یہ معمول بندھا ہوا ہے کہ صبح کو تو شاہزادہ بلقیس جاکر استفسار حال
کرتے ہیں اور شام کو داراب ثانی جسقدر ربط بڑھنے لگے اسیقدر محبت بھی بڑھنے لگی یہانتک
کہ اب نشست بھی دیر تک ہونے لگی جب یہ چلے بھی آتے ہیں تو باتیں انھیں کی ہوا کرتی ہیں
لیکن ہنوز کسی جانب سے اظہار عشق ہونے کی نوبت نہیں آئی ہے بقول شخصے کہ ایک ڈر دو طرفہ
غالب ہے یہ شاہزادے ہیں تو وہ شاہزادیاں ہیں دونوں کو اپنی اپنی بے وقعتی کا خیال ہے
علاوہ اسکے وہ عورت ہونے کی وجہ سے ایسی بیحیائی گوارا نہیں کر سکتیں کہ ابتدا کریں یہ دونوں
شاہزادے امین ہیں اظہار عشق سے شان امانت میں فرق آتا ہے عجب الجھن ہے کہ کچھ بن نہیں
پڑتی لیکن گل اندام کی طبیعت بلقیس پر آندھی کی طرح آگئی ہے کہ اسکو دنیا اندھیر ہے ایک روز شام
کے وقت شاہزادہ داراب ثانی بیٹھے ہیں باتیں ہو رہی ہیں کہ گل اندام نے کہا اسے شہریار یہ کیا
بات ہے کہ ایک وقت آپ تشریف لاتے ہیں تو شاہزادہ بلقیس نہیں تشریف لاتے ہیں اور صبح کو
وہ آتے ہیں تو آپ نہیں آتے ہیں اگرچہ اسیقدر آپ کا تکلیف کرنا کیا کم تھا مگر ہم تو سراپا آپکے
ممنون احسان ہیں اور دل بھی چاہتا ہے کہ آپ دونوں صاحب دونوں وقت تھوڑی تھوڑی دیر کیوں نہ تشریف

تکلیف کیا کرین تو زیادہ ہماری تقویت خاطر ہوگی اور یہ تکلیف بھی چند روزہ ہی پھر ہم کہان اور
آپ کہان داراب ثانی نے کہا کہ مین ابھی بلقیس کو بلواتا ہون سبب یہ تھا کہ تمام لشکر کا انتظام
ہمین دونون کے سپرد ہی۔ نقابدار ابلق پوش تشریف نہین رکھتے ہین مین یہان آتا ہون تو بلقیس
انتظام مین مصروف رہتے ہین اور وہ آتے ہین تو مین اُس کام مین سرگرم رہتا ہون لیکن
تمہاری خاطر سے اب مین بھی صبح کو آیا کرونگا اور اسوقت بلقیس کو بھی اپنے ہمراہ لیتا آیا کرونگا
یہ کہکر باہر خیمہ کے تشریف لائے اور ایک خواص کو خیمہ بلقیس بن قمہور کی طرف روانہ کیا اور یہ
کہلا بھیجا کہ مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ بھی تشریف لے آوین وہان شاہزادہ بلقیس
کیلئے خیمہ مین بیٹھے ہوے ایسی باتین کر رہے تھے کہ اسوقت داراب ثانی اپنی معشوقہ سے
باتین کر رہے ہونگے اور ہم تنہائی کی ایذا اُٹھا رہے ہین کہ ایک خدمتگار نے جا کر سلام کیا اور
پیام شاہزادہ داراب ثانی کا بلقیس کو دیا۔ بلقیس کی تو یہ تمنا تھی یہ جلدی سے اُٹھکر طرف
خیمہ ملکہ سبز فام و گل اندام کے روانہ ہوے جسوقت داخل خیمہ ہوے تو دیکھا کہ سبز فام
و گل اندام ایک جانب بیٹھی ہین اور شاہزادہ داراب ایک طرف بدولت افروز ہین شاہزادہ
بلقیس کے پہونچنے سے سب خوش ہوے ایک دیر تک محفل گرم رہی آج سے یہ معمول ہوگیا کہ
یہ دونون شاہزادے دونون وقت ساتھ جاتے تھے اور ساتھ واپس آتے تھے یہان یہ ان
دونون شاہزادیون کی باتین کیا کرتے تھے اور وہان وہ دونون آپس مین ان شاہزادون کی باتین
کیا کرتی تھین سبز فام نازک تن اکثر داراب ثانی کے حسن اخلاق کی مدح کرتی تھی اور گل اندام
کی گریا گری کا ذکر کرتی تھی اسی اختلاف بیان سے ایک نے دوسرے کی طبیعت کا اندازہ کرلیا
اور جان لیا کہ یہ اظہار عشق پہلو سے رفتہ رفتہ آنے پایگا اب ان کو تو باہمین اشتیاق مین چھوڑیے
اور دیکھیے کہ یہ راز کب تک فاش ہوتے ہین اور کیونکر فاش ہوتے ہین لیکن اول کچھ حال نقابدار
ابلق پوش کا سنیے کہ جسوقت انھون نے دونون شاہزادیون کو ہمراہ داراب ثانی اور
بلقیس بن قمہور کی جانب لشکر روانہ کر دیا تو اپنی لوح کو ملاحظہ فرمایا۔ لکھا تھا کہ یہان سے داہنی
جانب روانہ ہوجاؤ جسوقت سرحد قلعہ قمار بازان مین پہونچ گے تو پھر لوح کو دیکھنا اور جو کچھ تحریر ہو
اُسکے خلاف عمل مین لانا کہ اُس مقام پر لوح الٰہی ظہر دیگی یہ دیکھکر حسب ہدایت لوح داہنی جانب
روانہ ہوے جب سرحد قلعہ قمار بازان مین پہونچے تو دیکھا کہ صحرا سے پرفضا ہی اور وسط صحرا مین ایک
بہت بڑا قلعہ سر بفلک کشیدہ بنا ہوا ہی ہر ایک برج اسکا برج فلک کے ہم پلہ معلوم ہوتا ہی لیکن
دروازہ قلعہ کا کھلا ہوا ہی ہنوز یہ دروازہ قلعہ تک نہ پہونچے تھے کہ قلعہ مین سے ایک شخص برآمد
ہوا اور آنتے آکر سلام کر کے نامہ خدمت مین پیش کر کے عرض کی کہ یہ نامہ حاکم قلعہ نے آپکی خدمت مین بھیجا ہی
پہلے اُسے ملاحظہ فرمایئے۔ شاہزادہ نے لفافہ چاک کر کے نامہ کو نکالا اور مضمون نامہ سے آگاہ ہوے
لکھا تھا کہ اے فاتح طلسم مین کچھ نادان نہین ہون اور خوب جانتا ہون کہ یہ زمانہ فتاحی طلسم کا
ہی اور آپ صاحب لوح ہین جو شخص آپ سے لڑیگا وہ مارا جائیگا کیونکہ یہی حالت دنیا دیدہ ہوا
منظور نہین ہی لیکن بشرط [?] طلسم سے مجبور ہون اور اگر آپ یہ چاہتے ہین کہ بندگان خدا کشت و خون
سے محفوظ رہین تو آپ مجھ سے اسی میدان مین چوگان بازی کھیلین اگر آپ سر بر ہون تو مین [?]
آپکا اختیار کرونگا اور اطاعت مین مجھے کوئی عذر نہ ہوگا اور اگر خلاف اسکے ہوا تو یہ خیال کیجیے

کہ شاہ ہون اور شہریارون کی زبان ایک ہوتی ہی پھر آپ کو لوح طلسمی میرے سپرد کرکے واپس جانا ہوگا شاہزادہ نے مضمون نامہ دیکھکر لوح کو ملاحظہ کیا کہ اگر یہ لوگ مجھے فریب دیتے ہون تو لوح آگاہ کردے چونکہ لوح پہلے ہی خبر دیچکی ہی کہ آیندہ مجھسے اُلٹی خبر ظاہر ہوگی وہی ہوا کہ لوح نے ظاہر کیا کہ ان سے چوگان بازی مین اس قلعہ کو جیت لو تاکہ کشت وخون بندگان خدا کا نہو تم سے بہتر کون سپاہی اور شہسوار ہوگا جو تم سے بازی لیجاسکے شاہزادہ نے اہل قلعہ کے فریب کو تو دریافت کیا مگر لوح کا فریب یاد نہ رہا کہ آیندہ کی خبر کو اُلٹا سمجھتے اور جو تحریر تھا اُسکے خلاف عمل مین لاتے پس انھون نے پشت نامہ پر تحریر کردیا کہ مجھے کوئی عذر وانکار نہین ہی مین چوگان بازی کے واسطے موجود ہون اور یہ رائے تمھاری بہت ہی انسب ہی کہ بندگان خدا کشت وخون سے محفوظ رہین مگر میرے ساتھ کے لوگ اس مقام پر نہین ہین جسوقت یہ جواب نامہ کا قہار جادو کو پہونچا اپنی جگہہ سے خوشی کے مارے اُچھل پڑا اور کہا کہ اب مین نے طلسم کشا کو اپنے دام مکر مین پھنسا لیا اور کہلا بھیجا کہ آپ کو اگر میرے اوپر بھروسا ہو تو اپنے لشکر سے تین سوار جسکو چاہیے بلوا لیجیے جسوقت یہ پیام قہار جادو کا شاہزادہ عادل کیوان شکوہ کو پہونچا تو شاہزادہ نے فرمایا کہ میرے ساتھ کوئی دوسرا آدمی نہین جسے مین اپنے لشکر کی طرف بھیجون۔ یہ سنکر اُسنے کہا کہ آپ مجھے نام اُن لوگون کے بتا دیجیے مین جاکر بلا لاؤن شاہزادہ نے ایک پرچہ بنام شاہزادہ داراب ثانی اور بلقیس بن تہمور تحریر فرمایا کہ آپ دونو تنہا ایک سردار اپنے ساتھ لیکر اور میری سواری کا مرکب لیے ہوے یہان تشریف لے آئیے کہ اس قلعہ کے حاکم سے چوگان بازی کی شرط ہوئی ہی اگر وہ چوگان بازی مین ہارے گا تو یہین اطاعت میری اختیار کریگا لڑنے اور بندگان خدا کے قتل کرنے سے کیا حاصل جسوقت یہ نامہ تحریر کرکے عادل کیوان شکوہ نے ملازم قہار جادو کو دیا تو وہ جانب لشکر لقا بیدار روانہ ہوا۔ اُسوقت پہونچا کہ شاہزادہ داراب اور بلقیس ایک ہی مقام پر بیٹھے ہوے باتین کر رہے تھے کہ نامہ دار پہونچا اور نامہ پیش کیا جب یہ دونون شاہزادے مضمون نامہ سے آگاہ ہوے تو انھون نے جلدی سے مرکب طلب کیے اور لشکر سے تہمتن گرد کو منتخب کیا کہ یہ چوگان بازی خوب جانتا تھا اور عیار سے کہا کہ شاہزادہ کی سواری کا گھوڑا اصطبل سے کھلوا منگاؤ اور ہمارے ساتھ چلو کہ یہ معرکہ درپیش ہے عیار بھی با رسالے عیاری سے چست ودرست ہوکر حاضر ہوا بلقیس و داراب نے سامان چوگان بازی ساتھ لیا اور اُسی قاصد کے ساتھ چل کھڑے ہوے وہان شاہزادہ عادل کیوان شکوہ انتظار مین بیٹھے تھے کہ یہ لوگ ہمراہ قاصد کے پہونچ گئے خیمہ برپا ہوگیا رات آرام سے گذاری صبح کو جو وقت بدا گیا تھا اسوقت پر عادل کیوان شکوہ تیار ہوکر مع شاہزادہ داراب و بلقیس و تہمتن گرد میدان چوگان بازی مین آگئے اور قلعہ سے بھی چار سوار مع سامان چوگان بازی کے نمودار ہوے ایک جانب انکے ملازم اور گھوڑے کھڑے تھے دوسری جانب اُنکے ملازمین کا مجمع تھا اہل قلعہ قلعہ کے فصیلون پر تماشا دیکھنے کی غرض سے جمع ہو رہے تھے جسوقت عادل کیوان شکوہ اپنے ہمراہیون سمیت میدان بازیگاہ مین پہونچے اور دوسرا گروہ بھی مقابلہ مین آکر استادہ ہوا تو قہار جادو نے جھک کر کہا کہ اے شہریار قول مردان جان دارد اگر انصاف کی نظر سے دیکھیے تو اب لوح طلسمی آپکی ملک اُسوقت تک نہین ہی جبتک آپ شرط نہ جیتین مین اسکا مالک ہون لہذا لوح کسی دوسرے شخص کو دیدیجیے اور اُس سے کہدیجیے کہ بعد کھیل ختم ہونے کے جو جیتے لوح اسکو دیدی جائے۔ شاہزادہ

عادل کیوان شکوہ اس فریب کو بھی نہ سمجھے عیار نے اتنی آواز دی کہ لوح کو ملاحظہ کر کے کاربند ہو جیے
عادل کیوان شکوہ نے پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ واقع میں حریف تمہارا سچ کہتا ہے خمار جادو نے
کہا کہ اگر آپ کو ہم لوگوں کا اعتبار نہیں ہے تو کسی اپنے ہی آدمی کے سپرد کر دیجیے آپ کو ہمارا اعتبار نہو
مگر ہمیں آپکا اعتبار تو ضرور ہے یہ سنکر شاہزادہ نے لوح گلے سے اتار کر اپنے عیار کو دیدی یہ خیال پھر
نہ آیا کہ لوح الٹی خبر دے رہی ہے اور خمار جادو نے اس غرض سے لوح اتروا دی ہے کہ کرشمہ سحر
نہ چل سکیگا اب گیند پھینکا گیا اور چوگان بازی شروع ہوئی جب گیند سامنے عادل کیوان شکوہ کے
آتا تھا نظروں سے غائب ہو جاتا تھا اور خمار جادو گیند کو پھینکتا ہوا برابر چلا جاتا تھا تمام زمین میدان
چوگان بازی کی سحر بند تھی ادھر تو لوح گلے میں شاہزادہ عادل کے نہ تھی جو اثر سحر کو باطل کرتی اسی مصلحت
سے فقرہ دیکر خمار جادو نے لوح دوسرے شخص کو دلوا دی تھی جو کھیل میں شریک نہ تھا اور جو انکو طلسم کشا
داراب و بلقیس کو درویش نے عنایت کی ہیں وہ بھی موجود نہ تھیں اسلیے کہ یہ اپنی اپنی معشوقوں کو بطور
نشانی کے دیتے آئے تھے انجام یہ ہوا کہ شاہزادہ عادل کیوان شکوہ چوگان بازی میں اہل قلعہ
سے ہار گئے بس خمار جادو سامنے آیا اور عرض کی کہ حکم دیجیے عیار کو کہ لوح میرے سپرد کرے اور آپ قصد
مراجعت فرمائیے کہ میرے آپکے یہی شرط تھی عادل کیوان شکوہ نے ارشاد فرمایا کہ بیشک اور اپنے
عیار کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ لوح اسکے حوالے کر عیار نے تامل کیا کہ لوح دیدونگا تو طلسم کس طرح
فتح ہوگا کہ شاہزادہ نے عیار پر غصہ کیا اور فرمایا کہ تو میری بات میں فرق ڈالیگا عیار نے پھر بھی
یہ چالاکی کی کہ ویسی ہی ایک دوسری تختی خمار جادو کے حوالے کر دی خمار جادو اس تختی کو لیے ہوئے
خوشی خوشی داخل قلعہ ہو گیا بعد روانہ ہونے خمار جادو کے عادل کیوان شکوہ نے داراب
و بلقیس سے ارشاد فرمایا کہ اب میں تو لشکر میں پلٹ کے نہ جاؤنگا اور نہ اس قلعہ کا رخ کرونگا
کہ خمار جادو سے شرط ہار چکا ہوں لیکن آپ لوگ لشکر میں تشریف لیجائیے اور شاہ قلندر جنگلیہ
نشین سے بعد سلام کے کہدیجیے گا کہ اگر کوئی تدبیر ممکن ہو تو خیر ورنہ ہم سے تو دست بردار ہو جائیں
کہ لوح طلسمی ہاتھ سے جاتی رہی اور میں بغیر فتح طلسم واپس نہ آؤنگا یہ کلمات حسرت آیات سنکر
سب افسردہ خاطر ہو گئے لیکن عیار نامدار نے لوح نکالکر حاضر کی اور عرض کی کہ اے شہریار یہ
قلعہ خمار بازان ہے ساحر یہاں کے نہایت مکار ہیں انھوں نے آپکو فریب دیا میں نے انکو
فریب دیا کہ لوح اصلی نہ دی اور لوح مصنوعی اسکے حوالے کر دی بس یہ سنکر چہرہ شاہزادہ
عادل کا غصہ سے سرخ ہو گیا اور تازیانہ شیر پر ہاتھ ڈالا کہ تو مجھکو بدنام کیا چاہتا ہے داراب و
بلقیس بیچ میں آ گئے اور عیار کو بچا لیا عادل کیوان شکوہ نے ارشاد فرمایا کہ جا دور ہو میرے
سامنے سے اور آپ لوگ بھی رخصت ہوں ہر چند داراب و بلقیس نے کہا کہ ہم ساتھ ہیں جو [illegible]
گزریگی وہ ہم پر گزریگی مگر شاہزادہ عادل نے نہ مانا اور قسم دیکر ان سب کو رخصت کر دیا یہ لوگ مجبور
روتے پیٹتے واپس ہوئے عیار دل میں کہتا تھا کہ خدا جانے کہ اولاد حمزہ اور حمزہ نے کون سا دماغ
پایا ہے کہ اسنے بعض وقت نیکی کا ثمرہ بدی حاصل ہوتا ہے ادھر عادل کیوان شکوہ قلعہ کی طرف متوجہ
ہوئے نگہبان قلعہ نے خمار جادو کو اطلاع دی کہ وہ شخص جو شرط ہار چکا ہے وہ پھر اسطرف آ رہا
ہے خمار جادو یہ سنکر فصیل قلعہ پر آیا اور کہا کہ اے شخص اب اسطرف کیوں آتا ہے کیا جان سے
عاجز ہے ہم تو سمجھتے تھے کہ تو بات کا دھنی ہے مگر معلوم ہوا کہ لوح جانے کے بعد [illegible] مجھ کو اندھا

پڑھتے جاتے ہیں اور صرف چار مرحلے اور باقی رہ گئے ہیں کہ یکایک بازی گر جادو پہونچا اور لوح طلسمی
پیش کر کے عرض کی کہ یہ کام غلام ہی کا تھا کہ طلسم کشا کو دھوکا دیکر اُسکا مایۂ زندگی چرا لایا لیکن
صلہ میں اسکے قلعہ قمار بازان کی سلطنت کا خواستگار ہوں - یہ سنکر ضحاک شاہ نہایت خوش ہوا لوح
طلسمی لیکر اپنے قبضہ میں کی اور بازی گر جادو سے کہا کہ تم اطمینان رکھو میں تمکو قلعہ قمار بازان کا
حاکم کرونگا بعد اسکے لوح طلسمی اک ساحر کے حوالے کی اور کہا جا کر یہ لوح حاکم کوہ بلور کے سپرد
کر اور اپنی جانب کی طرف سے کہدینا کہ پادشاہ سابق قید سے چھوٹ گیا ہے وہ یقیناً طلسم کشا کا
شریک ہوکر بربادئ طلسم کا درپے ہوگا لوح کی حفاظت کرنا اور اگر کوہ بلور پر پہلوانوں کا لشکر آئے
تو ہمیں اطلاع کرنا ہم بھی آکر شریک جنگ ہونگے اور تمہاری مدد کرینگے ساحر لوح لیکر جانب کوہ بلور
روانہ ہوا اور لوح طلسمی بلور پوش دل کے سپرد کردی اور پیام بادشاہ طلسم کا اسکو دیدیا
یہاں ضحاک مار گیر مدہ جادو نے چالیس ہزار ساحر بازی گر جادو کے ساتھ کیے اور حکم دیا کہ جب
طلسم کشا کو بھی پکڑ لا اور اپنے بھائی کو بھی اسیر کر کے ابدولت و اقبال کی خدمت میں روانہ کر دے
یہ حکم پاکر بازی گر جادو چالیس ہزار ساحران خونخوار کی جمعیت سے طرف قلعہ قمار بازان کے روانہ
ہوا لیکن چلتے وقت اسنے کہدیا تھا کہ مددگاران طلسم کشا کی طرف سے مجھے خوف ہے ذرا خیال رکھیے گا
ایسا نہو کہ پادشاہ سابق اُسکی کمک کو آجائے تو اسکا مقابلہ کون کرسکتا ہے ضحاک مار گیر مدہ جادو
نے کہا کہ تو اطمینان رکھ اگر طلسم کشا کی مدد آئیگی تو تیری کمک بھی ضرور پہونچیگی اور اب ضحاک
مار گیر مدہ مصروف عیش و عشرت ہوا جو کانٹا اسکے دل میں کھٹک رہا تھا وہ نکل گیا کہ لوح طلسمی
ہاتھ آگئی امید اسکو یہ ہے کہ تھوڑی دیر میں طلسم کشا بھی اسیر ہوکے آجائیگا اور اگر وہ رہا بھی تو کیا
کر سکتا ہے اسلیے کہ بے لوح طلسمی کے وہ بے دست و پا ہے تمام ارکین دولت خوشی کر رہے ہیں
لیکن اب کچھ حال شاہزادہ حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ کا سنیے کہ جسوقت صبح کو آنکھ کھلی تو
حسب معمول انھوں نے سرہانے دیکھا تو لوح کو نہ پایا قمار جادو جسوقت حاضر ہوا تو ارشاد کیا اے قمار جادو
آج لوح میرے سرہانے سے غائب ہے میں نہیں کہسکتا کہ یہ کسکا فعل ہے کون لوح چرا لیگیا یہ سنکر قمار جادو
نہایت حیران ہوا اور عرض کی اے شہریار ہو نہو یہ کام بازی گر جادو میرے بھائی کا ہے وہ مجھسے کینہ بھی رکھتا
تھا بسبب اسکے کہ ہم لوگ نہیں ہے اور میں آپکی عہدے پر تھا یہی موقع اسکو غنیمت معلوم ہوا لوح وہی
چرا لیگیا ہوگا اسے آقا سے نادار غضب ہو گیا اب اگر بادشاہ طلسم تک وہ پہونچ گیا تو قیامت ہوجائیگی
لوح کا ہاتھ آنا تو کیسا یہاں کا بیٹھنا دشوار ہوجائیگا عافیت تنگ ہوجائیگی بادشاہ طلسم فوج طلسمی کو
بھیجیگا میرے ساحر فوج طلسمی کا مقابلہ ہرگز نہیں کرسکتے شاہزادہ نے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ اے
قمار جادو یہ کچھ پریشانی کی بات نہیں ہے اُسکا ظہور میں آنا ضرور ہے لیکن زیست خدا کے اختیار میں ہے
اتنی مجال کسیکی نہیں ہے کہ جو بغیر حکم خدا کوئی کسی کی جان لے سکے اگر تم اپنے بھائی کے مخالف تھے تو
تمہیں پہلے سے ہوشیار رہنا چاہیے تھا اب خدا کی ذات پر بھروسا کرو جو اسکی مشیت میں ہو
وہ ہوگا اسوقت قمار جادو نے نفیر سحر بجائی تمام ساحران قلعہ جمع ہوگئے نفیر جادو کے بجا لائے
نے عرض کی کہ کیا حکم ہے قمار جادو نے کہا کہ اے ساحران قدیم یہ وہ وقت آگیا ہے کہ بہت جلد طلسم
برباد ہوجائیگا جو کچھ پاسبان طلسم کہہ گئے ہیں اسوقت تک سنتے ہو اُسکا ظہور ہوا اور اب آئندہ
بھی ظہور ہوگا اسی وجہ سے میں نے اطاعت فتاح طلسم کی اختیار کی ہے کہ بربادی طلسم قریب آگئی

سے بڑھ گئی جبکہ اس نمکحرام سپہ سالار نے بادشاہ اصلی کو قید کرکے سلطنت پر قبضہ کرلیا اب بادشاہ اصلی بھی رہا ہو گیا اور اُسنے بھی اطاعت فتاح طلسم کی اختیار کی جو شخص اِس شہریار کی اطاعت کریگا وہ مرتبہ اعلی کو پہونچیگا اور جو دشمنی پر کمر باندھیگا وہ ذلیل و خوار ہو کر مارا جائیگا لہذا جسکو میرا ساتھ دینا ہو اور اطاعت اِس شہریار کی اختیار کرتا ہو وہ تو میرے قلعہ مین رہے اور جسکو منظور نہو وہ میرے قلعہ سے نکل جائے لغفر جادو نے عرض کی کہ جو کچھ آپنے ارشاد کیا سب بجا اور درست ہے ہم آپکے ساتھ ہین ہمارے بادشاہ اور مالک آپ ہین جسکے آپ مطیع اُسکے ہم مطیع جسکے آپ دشمن اُسکے ہم دشمن ہین بادشاہ طلسم سے کوئی سروکار نہین ہے اور تمام اہل لشکر نے بھی یک زبان ہو کر اپنے سردار کے قول کی تائید کی اُسوقت قمار جادو نے کہا کہ بھائی میرا جو مجھسے کاوش رکھتا تھا وہ لوح طلسمی لیکر بھاگ گیا ہے اور یقین ہے کہ بادشاہ طلسم کی جانب سے جنگجو فوج کشی ہوگی لہذا قلعہ کا بندوبست کرو اور آمادہ جنگ ہو رہو تم یہان اپنا انتظام کرو اور مین بیابان کو سحر بند کرتا ہون خیر بادشاہ طلسم بھی کیا یاد کریگا کہ کسی ادنی قلعہ دار سے مقابلہ مین کیا ہوا تھا یہ کہکر قمار جادو اپنے دربار سے اُٹھا اور اسباب سحر لیکر اپنی سرحد پر گیا اور وہان اگیاری کرکے اسم خوانی مین مصروف ہوا یہان اہل قلعہ نے قلعہ کو خوب آراستہ کیا اور اپنے اپنے سحر جگانے مین مصروف ہوئے شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے شام کو عبادت خدا کا سلسلہ جو آغاز کیا تو صبح کردی بعد فریضہ سحری ٹہلتے ہوئے فصیل قلعہ پر آئے دیکھا کہ تمام قلعہ پر مثل سرپوش کے ابر زنگاری چھایا ہوا ہے اور قلعہ کی کچھ اور ہی صورت ہو گئی ہے ہر برج پر قلعہ کے ایک ایک دیو بیٹھا ہے جسکے چالیس چالیس سر اور اسی اسی ہاتھ ہین ہر ہاتھ مین ایک ایک حربہ ہے فصیلون پر چھوٹی چھوٹی پتلیان تیر کمان ہاتھون مین لیے ہوئے کھڑی ہین تمام میدان مین سنگھاڑا بچھا ہوا ہے اور ابر زنگاری سے لیکر زمین تک یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقناطیس کے تار جھلملا رہے ہین - اتنے مین قمار جادو حاضر ہوا اور سلام کرکے عرض کی کہ حضور نے آج آراستگی میرے قلعہ کی ملاحظہ فرمائی فرمایا کہ بہت خوب قلعہ آراستہ ہے لیکن یہ مقناطیس کے تار جو ابر سے زمین تک چھوٹے ہوئے ہین یہ کس غرض سے ہین قمار جادو نے عرض کی کہ انکا لطف آپ کو اُسوقت معلوم ہوگا جب لشکر حریف اِس طرف بڑھنے کا قصد کریگا اگر آسمان کی طرف سے ساحر قلعہ مین آنے کا قصد کرینگے تو ابر زنگاری جاذب ہوگا اگر زمین مین آئینگے تو سنگھاڑا بچھا ہوا ہے اور اگر درمیان زمین و ابر سے آنیکا قصد کرینگے تو کھنچ تارون مین الجھینگے شاہزادہ یہ سنکر خاموش ہو رہا کہ یکایک بادل کے گرجنے کی آواز گوش زد ہوئی اور دیکھا کہ جانب طلسم سے ایک سیاہ گھٹا اٹھی ہے کہ تمام صحرا کو تیرہ و تار کیے دیتی ہے جسوقت بجلی چمکتی ہے تو کچھ روشنی ہوتی ہے جس سے صحرا کے درخت وغیرہ معلوم ہوتے ہین ورنہ دن کو شب دیجور کا سماں نظر آتا ہے یہ دیکھکر قمار جادو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دیار جادو آتا ہے یہ آمد اُسی کے لشکر کی ہے یہان تک کہ وہ ابر آتے آتے سامنے قلعہ کے پہونچکر شق ہوا اور چالیس ہزار ساحران خونخوار آفت روزگار بلا سے بدتر آگ کے پرکالے جھولیان کاندھون پر ڈالے کوئی نہنگ پر سوار کوئی اژدر پر کوئی قرقرہ پر کوئی سرخاب پر ڈفلی اور ڈھول بجاتے ہاتھون مین ترسول پنجہ سول بلند کیے شانون پر تھیلے لٹکے ہوئے گلون مین بجائے زنار ایک ایک مار سیاہ پہنے ہوئے جھولیان کاندھون کی کاندھون پر لٹکی ہوئی جنمین اسباب سحر بھرا ہوا زبانون پر یا سامری کی

یا جمشید کے نعرے بلند اور خودگبرنا آہنجار خرس کی کھال کا لباس پہنے ہوئے چہرہ کی سیاہی لیا سمیا
کو مات کرتی تھی ایک فیل پران پر سوار نمودار ہوا اور ساتھ ہی اسکے بازی گر جادو ایک شیر پر
بیٹھا ہوا تاج سر پر پہنے ہوئے شقہ شاہی اسکے ہاتھ میں یہ سب کے سب صحرا میں اترے اور
وہ ابر سیاہ جسمیں یہ سب پوشیدہ ہوکر آئے تھے صورت ایک خیمہ سیاہ کی بنکر زمین پر قائم
ہوگیا جسوقت تمام فوج دودبار جادو کی اترکر قیام پذیر ہوئی اسوقت دودبار جادو نے ایک نامہ
تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے قہار جادو تمنے یہ کیا کیا کہ عمر جسکا نائب کہا یا اسکا کچھ ذکر
اسی کے دشمن جانی کے شریک ہوے اپنے انجام کو بھی نہ سوچے کہ بادشاہ تمسے برخلاف
ہو جائیگا تو علاوہ تاج و تخت چھین جانے کے زندہ بھی رہنا غیر ممکن ہے طلسم کشا ایک معمولی آدمی
ہے سحر و ساحری سے آگاہ نہیں لوح کے بھروسے پر ساحروں سے لڑنے چلا آیا ایک اسکی
نادانی دوسرے تمہاری نادانی کہ اسی پر تمنے بھروسا کیا آخر وہی ہوا کہ لوح چھین گئی۔ اب
طلسم کشا کیا کرسکتا ہے چونکہ ہم تم ایک ہی خوان نعمت کے پروردہ ہیں اس اعتبار سے از راہ
دوستی و ہمدردی میں تمکو فہمایش کرتا ہوں کہ تم اب بھی طلسم کشا کو باندھکر میرے حوالے کردو
تو میں بادشاہ سے تمہاری سعی کرونگا کہ حضور قہار جادو کا سحر کرد فریب پر مبنی تھا اُسنے دیکھا
کہ اوس ہی اگر مقابلہ کرونگا تو میں طلسم کشا کے ہاتھ سے مارا جاؤنگا اسلیے اسکی دوستی کا اظہار
کرکے اپنی جان بچائی ۔ اب لوح طلسم بھی قبضہ میں آگئی ہے طلسم کشا سے کچھ ہو نہیں سکتا یقین
ہے کہ بادشاہ طلسم تمہارا قصور عفو کردیگا اور تمام طلسم میں تمہاری نیکنامی بھی ہوگی کہ طلسم کشا نے
ہیں مرے لیے تو ایسا اگر قلعہ قہار یا زال پر ہو تجکر گرفتار ہوا یہ نام تمہارا ابقا سے طلسم تک رہیگا اور اگر
خلاف اسکے کروگے تو اپنے دلمیں خوب سمجھ لو کہ شہزوروں سے لڑنے کا انجام کمزور کے واسطے کیا ہوتا
ہے جسوقت مضمون نامہ تمام ہوا تو دودبار جادو نے پروانہ شاہی کو بھی اسمیں منسلک کیا اور ملفوف کرکے
ایک طائر سحر کے گلے میں باندھکر کچھ اسم سحر پڑھا اور اس سے کہا کہ جا اور قہار جادو سے جواب
نامہ کا لے آ وہ طائر سحر اڑا اور بطرف قلعہ کے چلا قہار جادو کو طائران سحر نے خبر دی کہ مرغ نامہ بر
آتا ہے بس اسنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ تار شعاع کے جو حائل تھے پہلو کی طرف سرک گئے طائر
اڑتا ہوا قلعہ میں آیا اور شانہ پر قہار جادو کے بیٹھ گیا۔ قہار جادو نے نامہ طائر کے گلے سے
کھولکر پڑھا اور بعد اسکے اس شقہ کو دیکھا جو ضحاک شاہ کی طرف سے تھا کہ مضمون اسکا یہ تھا
اے حاکم قلعہ قہار یاران چونکہ تجسے خلاف نمکحرامی ظہور میں آئی اور تونے دشمن کو پکڑ دی
ہمارا کچھ خیال نہ کیا لہذا ہمنے تجھے معزول کیا اور تیرے انتظام پر تیرے بھائی بازی گر جادو کو
مقرر کیا لہذا تجکو چاہیے کہ حکومت قلعہ کو چھوڑکر علیحدہ ہو جا اور یہاں دیا ہے میرے طلسم کے
باہر چلا جا اور اگر خلاف اس حکم نامہ کے کریگا تو تیری سرکوبی کے واسطے فوج شاہی بھیجتا ہے
یہ مضامین دیکھکر قہار جادو نے کچھی قلم دوات طلب کی اور پہلے فرمان شاہی کا جواب تحریر کیا
کہ جسوقت تک میں ساحری پرست تھا اور مالک قلعہ آپکی طرف سے تھا اسوقت تک آپکی
فرمانبرداری میرا فرض تھا اب اس قلعہ پر طلسم کشا کا قبضہ ہے لہذا اب میں اسکا فرمانبردار ہوں
وہ جسکو مستحق سمجھیگا حاکم مقرر کرے میں حکومت اسکے سپرد کرکے دست بردار ہو سکتا ہوں۔ آپ
اس قلعہ کے کون ہیں جو طلسم میں بیٹھے بیٹھے فرمان جاری کر رہے ہیں اگرچہ میری قوت آپکے

مقابلے کے لائق نہین ہو لیکن یہ جنگ مجھسے نہین ہو بلکہ طلسم کشا سے ہو اُسکی قوت آپ سے زیادہ
ہو لی قہین اطاعت اُسکی کیون اختیار کرتا مجھے فوج طلسمی کا خوف نہین ہو جان ایک ہی مرتبہ
جاتی ہو باری کوئی نہین مرسکتا ہو اور جو پیدا ہوا ہو اُسے ایک دن مرنا ضرور ہو بعد اسکے قمار جادو نے
نہایت نرم الفاظ مین دودبار جادو کے نامہ کا جواب تحریر کیا اسکا مضمون یہ تھا کہ اسے برادر
مین تمھارا شکرگذار ہون کہ تمنے اپنے خیالات کے موافق میرے ساتھ حق دوستی ادا کیا لیکن
افسوس یہ ہو کہ تم حق پسند تو ہو مگر ہنوز طلسم کشا کے حالات سے واقف نہین ہو اگر تم کما حقہ
مزاج طلسم کشا سے آگاہ ہو جاؤ تو یقین ہو کہ مثل میرے اطاعت اختیار کر لو یہ وہ شہریار عالیجاہ
ہو جسکی اطاعت بادشاہ سابق سلیمان کی یہ وہ شہریار ہو جو دوسرون کے واسطے اپنی جان کو جان نہین
سمجھتا یہ وہ شہریار ہو کہ اگر زبان سے سر دینے کا وعدہ کرے تو سر کاٹ کے دیدے ہرچند کہ
مین نے بمکر و فریب لوح طلسمی شرط مین جیت لی مگر اس شہریار نے دینے مین لوح کے عذر
و انکار نکیا عیار نے ازراہ خیرخواہی لوح بدل کر دیدی تھی جب معلوم ہوا کہ لوح اصلی نہین دی گئی
تو یہ شہریار لوح اصلی لیکر خود قلعہ کی طرف آیا اہل قلعہ نے نہایت بدسلوکی کی اور جو جہاں سے سحر
کیے خدا نے اُسکو بچایا اس بدسلوکی پر بھی اس شہریار نے لوح میرے سپرد کر دی ایسے شخص
سے برائی کرنا ہمکو کب شیوہ ہو انسان کا کام نہین ہو لہذا اے دودبار جادو تم جس کام پر
مامور ہو اُسے انجام دو جو تمھسے ہو سکیگا وہ مین کرونگا اب میرے تمھارے وہ سلسلہ قطع ہو چکا
جسکے سبب سے تمھین میرا پاس اور مجھے تمھارا لحاظ تھا جسوقت طائر سحر یہ جواب لیکر دودبار جادو
کے پاس پہونچا تو دودبار جادو نے پروانہ شاہی کا جواب طرف دارالسلطنت کے روانہ کیا
اور آپ طبل جنگ بجنے کا حکم دیا لیکن جو حالات طلسم کشا کے قمار جادو نے تحریر کیے تھے
اُنپر دودبار جادو کو بھی نہایت تعجب ہوا اور دل مین کہا کہ اگر فی الواقع طلسم کشا ایسا ہی ہے تو
بادشاہ طلسم کے ساتھ کی زندگی سے اسکے ساتھ کا مرنا ہزار درجہ بہتر ہے مگر بے آزمائے بانشا
خلاف عقل ہو حسب الحکم دودبار جادو نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز لقا سے کی گرج سے
اہل قلعہ کو ہوائی جوان بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون جانب تیاریان جنگ کی ہونے لگین
ساحر اپنے سحر دکھانے مین مصروف ہوے بخور سے تمام صحرا اور قلعہ دھوان دھار ہو رہا تھا
خوشبو لوبان کی تمام مین پھیلی ہوئی تھی شاہزادہ حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ نے قمار جادو
سے ارشاد فرمایا کہ اسوقت تک نہ ہم نہ ہمارے بزرگ قلعہ بند ہو کر لڑے ہین نہ لڑینگے یہ ادنی بات ہو
کہ کثرت جراحات سے بیہوشی کی حالت مین اہل لشکر قلعہ بند ہو جائین لہذا کہدو کہ پیش خیمہ قلعہ سے
باہر نکلے اور محافظان قلعہ برجون پر لڑنے والی فوج قلعہ کے باہر سے قمار جادو کچھ سوچا کہ اگر اقبال
اس شہریار کا یاور ہو تو قلعہ اور صحرا سب برابر ہین ورنہ لطف ہو تو یہان بھی امید امن نہین ہے پھر
آن بان مین فرق لانے سے کیا فائدہ ہو اسی وقت قمار جادو نے بارگاہ قلعہ کے باہر برپا کرائی
اور بیس ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر قلعہ کے باہر آیا اور بیس ہزار ساحرون کو قلعہ کی حفاظت کے واسطے
چھوڑ دیا یہ خبر بھی دودبار جادو کو ہوئی کہ بحکم طلسم کشا قمار جادو نے قلعہ کے باہر قدم نکالا ہو اور اب
وہ معرکہ مردانہ کریگا دودبار جادو نے بازیگر جادو سے کہا کہ طلسم کشا بالکل سحر نہین جانتا بازیگر
جادو نے کہا کہ وہ سحر کو کفر سمجھتا ہو جبتک لوح طلسمی اُسکے پاس تھی اُسوقت تک ساحر مجبور تھے اب طلسم کشا

کو مار ڈالنا چیونٹی کے مار ڈالنے سے زیادہ مشکل نہیں ہے دوربار جادو نے کہا کہ پھر اُسکو کس بات
کا گھمنڈ ہے جو وہ ساحروں کے مقابلہ پر آمادہ ہے ۔ بازی گر جادو نے کہا کہ وہ اپنے خدا کے نادیدہ
کو ہر جگہ موجود جانتا ہے اور کہتا ہے کہ بے اسکے حکم کے ذرہ نہیں ہل سکتا ۔ دوربار جادو یہ باتیں
سنتا ہے اور تعجب کرتا ہے ۔ الحاصل رات تیاری جنگ میں گذری اور اب وہ وقت آیا ۔ نظم
لگے ہونے نظروں سے تارے نہاں + چھپا نور میں جادۂ کہکشاں + موذن اذان سے
ہوئے بہرہ مند + ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند + مسیحا نفس تھی نسیم رواں + اُٹھے لوگ لیکر
انگڑائیاں + قمار جادو خدمت میں شاہزادہ عالیوقار کے حاضر ہوا اور تسلیم کے واسطے خم کیا
شاہزادہ نے مرکب طلب کیا اور پشت مرکب پر بیٹھکر میدان مصاف کی راہ لی آگے آگے عادل کیوان شکوہ
پیچھے پیچھے قمار جادو بیس ہزار ساحروں کی فوج اپنے ہمراہ لیے ہوئے اُسطرف دوربار جادو مع
بازی گر جادو چالیس ہزار ساحران غدار سے آکر صف آرا ہوا اور اسطرف قمار جادو نے قلعہ کی
آگے بڑھکر جو مقام کہ سحر بند تھا وہاں اپنی فوج کی صفیں جمائیں پہلے تیاری میدان ہوئی جب
میدان جنگ آراستہ ہو چکا تو نقیبوں نے نقابت کی کرکیتوں نے کڑکا کیا لشکر دوربار جادو سے
اک ساحر میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا لشکر قمار یاران میں سے بھی ایک ساحر اُسکے مقابلہ کو
گیا بعد گفتگو کے بسیار دونوں میں خوب سحر ہا سے سحر چلے آخر دونوں تشکل گرگ بنکر لپٹنے لگے
لڑتے لڑتے قمار جادو کا ساحر مغلوب ہوا اور مارا گیا بعد اسکے نفیر جادو خود اسکے مقابلہ کو گیا
صفیر جادو جو دوربار جادو کی طرف سے آیا تھا اُسنے ترنج سحر مارا کہ ترنج شق ہوا اور شعلہ نکلکر
نفیر جادو کی طرف چلا ۔ نفیر جادو نے نفیر سحر کو بجایا شعلہ سامنے آکر ٹھیرایا اور پلٹ کر صفیر جادو پہ
گرا کہ اُسکو جلا کے خاک کر دیا بعد اسکے بازی گر جادو نفیر جادو کے مقابلہ کو آیا دونوں میں خوب
سحر ہا سے سحر چلے آخر کار نفیر جادو ہاتھ سے بازی گر جادو کے زخمی ہوا اب قمار جادو چاہتا تھا
کہ میں اسکے مقابلہ کو جاؤں کہ یکایک بازی گر جادو پکار اُٹھا کہ او طلسم کشا بچایوں کو لڑوا کے قتل
کرایا چاہتا ہے آپ مقابلہ کے واسطے نہیں آتا اسی پر دعوے جرأت و بہادری ہے تو تو فتاحی طلسم
کا دعوے رکھتا ہے آ پہلے مجھی سے سامنا کر لے دیکھوں تو تو کیسا بہادر ہے چونکہ بازی گر جادو
سمجھے ہوئے تھا کہ یہ سحر سے آگاہ نہیں ہے اور سارا گھمنڈ اسی کی ذات کا ہے ایک حربہ سحر میں
اسکا کام تمام ہو جائیگا جنگ ختم ہو جائیگی اور میرا نام تمام طلسم میں ہوگا بادشاہ بھی بہت کچھ
عزت کریگا کہ اسکے ہاتھ سے دشمن قوی مارا گیا اس کلام کے سننے کی عادل کیوان شکوہ کو کب تاب
تھی دست بقبضہ ہو کر آواز دی کہ او ملعون میں اپنے خدا کے بھروسے پر فتاحی طلسم کو آیا ہوں
یا تیرے بھائی کی کمک پر اسکے قبل خدا نے ساحروں پر مجھے کیونکر فتح یاب کیا اور جو وقت تک
لوح طلسمی دستیاب نہ ہوئی تھی اُسوقت ساحران طلسم نے میرا کیا کر لیا اگر تیرے ہی ہاتھ سے
خاتمہ میری حیات کا ہونے والا ہے تو بھی مجھے عذر نہیں ہے اور اگر زندگی میری باقی ہے تو تو کیا کر سکتا
ہے ۔ آن نہ باشم کہ روز جنگ بینی پشت من + آنم کہ میان خاک و خون بینی سرے +
یہ فرماتے ہوئے مرکب کو اُڑا کے چلے ہی تھے قمار جادو منع کرتا ہے کہ اے شہریار یہ بڑا مکار ہے آپ
اسکی باتوں پر نہ جائیے مگر یہ کسکی سنتے ہیں سامنے بازی گر جادو کے پہونچ گئے دوربار جادو دور سے
یہ تماشا دیکھ رہا تھا اور دل میں کہتا تھا کہ بازی گر جادو تنہا حریف غالب معلوم ہوتا ہے اور طلسم کشا

میں آیا اور دودبار جادو سے کہا کہ میں تو اس حیلے سے اپنی جان بچا کے چلا آیا اب اگر آپ میں
قوت مقابلہ ہو تو لڑیے ورنہ اوسکا اب بادشاہ طلسم سے طلب کیجئے دودبار جادو نے ہنسکر کہا
کہ یہ بڑا احسان فراموش اور مکار ہے کہ آپ سے اسکے قتل میں ذرا بھی دریغ نہ کیا تھا اور طلسم کشا نے
باوجود اختیار کے اسکو رہا کر دیا لہذا بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں بھی ایک امتحان لوں لیکن اسکی اطلاع
اس شہریار کی اختیار کروں یہ سوچ کر میدان میں آیا اور پکارا کہ اے طلسم کشا مجھے کچھ باتیں آپ سے
کرنا ہیں اسکے بعد آغاز جنگ ہو تو بہتر ہے فرمایا بیان کرو۔ دودبار جادو نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ
دشمنوں کی بھی حاجت روائی کرتے ہیں فرمایا اگر تیرا کوئی کام ایسا مجھ سے نکلے تو اسے صحیح جان ورنہ
بیکار ہے دودبار جادو نے کہا کہ میرے دادا نے بہت سا روپیہ جمع کیا تھا اسکو دفن کرکے اسنے ایک
سانپ کو نگہبان مقرر کیا ہے میں نے بڑے بڑے ساحران طلسم کو جمع کرکے انکو نقد روپیہ دینے
کا وعدہ کیا اگر وہ اس مار کا کچھ نہ کر سکے اور اس سانپ نے جسے سونگھ لیا وہ سونے کا سوتا
رہ گیا ایک کاہن نے بیان کیا ہے کہ اگر کوئی کسی مسلمان کا خون لیکر اسکا چھینٹا مارا جائے تو سانپ
جل جائیگا اور خزانہ ہاتھ آئیگا مگر کون اپنا دشمن کی حاجت روائی کرکے کوئی نہ دیگا ہاں یہ کام فتاح طلسم
کا ہے میں اس کشمکش و پیچ میں ہوں کہ آپ سے خون طلب کروں یا نہ کروں اسلئے کہ آپکا دشمن
ہوکر آیا ہوں اور فرمایش ایسی ہے جسے دوست اور عزیز بھی پورا نہیں کر سکتے اور اگر آپ قدرت رکھتے
ہوں کہ میں فرمایش اسکی پوری کرو تو مجھکو تو کبھی میں آپکی دشمنی سے باز نہیں آ سکتا اسلئے کہ بادشاہ
طلسم کا نمکخوار ہوں اور اسی کا بھیجا ہوا آپکے قتل و گرفتاری کے ارادہ سے آیا ہوں فرمایا کہ اے
دودبار جادو وقت آشتی آشتی وقت جنگ جنگ اگر تیرا کام میرے خون سے نکلتا ہے تو مجھے خون
اپنا دینے میں عذر نہیں بھلا کوئی ظرف لا اور یہ کہکر خنجر کمر سے کھینچ لیا اور فرمایا کہ میں معاوضہ اسکا تجھسے
نہیں چاہتا ہوں تو بادشاہ طلسم کی طرف سے جس کام کو انجام دینے آیا ہے اسمیں تامل نہ کرنا۔ یہ سنکر
دودبار جادو قدموں پر گر پڑا اور عرض کی کہ اے شہریار قطع ہوں وہ ہاتھ جو آپ پر اٹھیں آج سے
مجھکو بھی اپنے غلاموں میں سمجھئے بیشک دین بھی آپکا برحق ہے شاہزادہ یہ سنکر نہایت خوش
ہوا اور فرمایا کہ پہلے مجھے اپنے ساتھ اس حل مشکل کے واسطے لے چل جسے تو نے بیان کیا ہے دودبار
جادو نے عرض کی کہ اے آقا اے نامدار بجز کوئی مشکل نہیں ہے یہ سب باتیں امتحانی تھیں اور اگر
فی الحقیقت کبھی ایسا ہوتا تو میں اس خلقت سے باز آتا اور آپکو تکلیف نہ پہونچاتا اسمیں آپکے
سینے پر خود اپنا لہو گرانے کے واسطے موجود ہوں شاہزادے نے سر اسکا سینے سے لگایا۔
لشکر بھی دودبار جادو کا مطیع اسلام ہوا دونوں لشکر ایک ہوگئے یا ایک ایک کا خون کا پیاسا تھا
یا آپس میں سب گلے ملنے لگے اور نقارہ خوشی بجنے لگا۔ یہاں کی تو یہ حالت ہے لیکن اب حال
ضحاک مارگزیدہ کا سنئے کہ بیٹھے بیٹھے اسکو خیال آیا کہ بازی گر جادو کو لیکر پرا سے مقابلہ
قمار باز جادو گیا ہوا ہے دیکھنا چاہیے کہ وہاں کی کیا حالت ہے یہ تصور کرکے اسنے جانب دیوار دیکھا
اسمیں ایک تصویر نصب تھی اس تصویر سے پوچھا کہ قلعہ قمار بازان پر کیا ہو رہا ہے تصویر نے قہقہہ مارا
اور کہا کہ دودبار جادو اور قمار جادو ایک مقام پر بیٹھے ہوئے محبت آمیز باتیں کر رہے ہیں بازی گر
جادو بخوشی جان مسلمان ہوگیا ہے لیکن گھات میں ہے قابو نہیں پاتا ہے کہ طلسم کشا کو اسیر کرادے
پس یہ سنتا تھا کہ غصہ سے چہرہ ضحاک مارگزیدہ کا سرخ ہوگیا پہلو میں اسکے ایک ساحر جلیل القدر

بیٹھا تھا کہ نام اسکا حمار جادو تھا ضحاک مارگزیدہ نے کہا کہ اے نمکخوار قدیم جاؤ اور ان نمکحراموں
کو سزا دو اس وقت مابدولت واقبال کو وہ طیش تھا کہ خود جانے کا قصد کرتے مگر ملازموں کے
مقابلے میں جانا باعث توہین ہے علاوہ اسکے ایک ایک ساحر طلسم ایسے قلعوں کے سر کرنے
کو کافی ہے پھر مابدولت کیوں زحمت اٹھائیں ہاں اگر اسرار روشن ضمیر کسی موقع پر طلسم کشا کی
طرف سے آئیگا تو دیکھا جائیگا کہ وہ میرے سحر کا جواب دیسکتا ہے حمار جادو نے کہا کہ حضور تکلیف
فرمانے کی کوئی ضرورت نہیں یہ نمکخوار کس دن کیواسطے ہیں یہ کہکر بارگاہ سے باہر آیا اور اسی ہزار ساحران غدار
کو ساتھ لیکر طرف قلعہ قمار بازان کے روانہ ہوا اور یہاں ضحاک مارگزیدہ نے تصویر کی طرف دیکھ
دیکھکر حال دریافت کرنا شروع کیا کہ اگر حمار جادو پر کوئی وقت سخت آجاے تو کسی اور کو براے مدد
روانہ کروں یا آپ جاکر شریک جنگ ہوں تاکہ آج ہی اس جنگ کا فیصلہ ہو جاے لوح طلسمی قبضہ میں
میں آچکی ہے اب طلسم کشا کا مار لینا چٹکی کا مارنا ہے یہ دو اک نمکحرام جو شریک ہو گئے ہیں انکی بھی
شامت آئی ہے اجل سر پر کھیل رہی ہے یہ کیا کرلینگے اسوقت خوش ہو لیں ہیں انجام میں اپنے نصیبوں
کو جھینکینگے لیکن اب انکو مہلت نہ دینا چاہیے یہ تو اس انتظار میں بیٹھا ہے اور وہاں دو دو بار جادو نے
بیرون قلعہ اپنا انتظام کیا ہے شاہزادہ کو قسمیں دیکر حفاظت قمار جادو میں دیا ہے اور یہ بھی آمادہ مرگ
مہیاے قضا بیٹھا ہے اسکو بھی یقین ہے کہ بادشاہ طلسم کی طرف سے اور کوئی ساحر زبردست آئیگا پھر
اسوقت دیکھا جائیگا یہی خیالات اسکے دماغ میں چکر کھا رہے تھے کہ اک مرتبہ جانب طلسم سے ابر زنگاری
نمودار ہوا اور بادل کے گرجنے کی آواز صوت حمار سے مشابہ تھی برق ہزار ہا چمک رہی ہیں یہانتک
کہ وہ ابر آتے آتے شق ہوا اور دل ابر سے حمار جادو خر سحر پر سوار ترسول ہاتھ میں لیے پشت پر
اسی ہزار ساحران غدار بلاے بد آفت کے پرکالے جھولیاں تھیلیاں کاندھوں پر ڈالے صورتیں
مہیب شکلیں عجیب جانوران سحر پر سوار پیدا ہوے حمار جادو نے آتے ہی آواز دی کہ
اے دو دو بار جادو و قمار جادو آگاہ ہو جاؤ کہ میں تمکو تمہاری نمکحرامی کی سزا دینے آیا ہوں یہ کہنا کہ
آگاہ نہ کیا تھا یہ کہکر اک گولہ سحر زمین پر مارا کہ وہ گولہ شق ہوا اور اس سے ہزار ہا شرارے پیدا ہو
اور مشعل کی طرح آسمان سے چمکتے ہوے لشکر دو دو بار جادو پر آکے گرے جو شرارہ جس ساحر کے
سر پر پڑا وہ ہمہ تن اک شعلہ بنکر دوسرے ساحر پر جا پڑا اور اسے بھی جلا دیا دو دو بار جادو نے
کچھ منتر سحر پڑھکر دستک دی اسیوقت اسکے ابر و خال سے ایک پری زاد شیشہ سحر ہاتھ میں لیے ہوے
پیدا ہوئی دو دو بار جادو نے وہ شیشہ سحر پری زاد سے لیکر کاگ اسکا کھولا اور پانی شیشہ کا اس
پری زاد کے سر پر ڈالا اور شیشہ اپنے ہاتھ میں لیے رہا پانی سر پر پڑتے ہی پری زاد نے سر ہلانا شروع
کیا بالوں سے اسکے قطرے پانی کے اڑ اڑ کر شراروں پر گرنے لگے جو قطرہ جس شرارے پر پڑا اسکو
گل کر دیا برابر پری زاد سر ہلا رہی ہے اور بالوں سے قطرے اڑا اڑا کر شراروں کو گل کر رہی ہیں دم بھر میں
تمام شرارے گل ہو گئے جب اپنا لشکر حریف کی شرارت سے بچ گیا تو دو دو بار جادو نے پری زاد کے
سر پر اور پانی ڈالا اور کہا کہ جا لشکر دشمن کی خبر لے بس یہ سنتے ہی پری زاد اڑ کر چلی اور سر کو زور زور
سے ہلانا شروع کیا قطرے پانی کے بالوں سے اڑ اڑ کر مانند مروارید آبدار چہار جانب گرنے لگے
جو قطرہ جس ساحر کے سر پر پڑا وہ پانی ہو کے بہ گیا ساحران لشکر حمار جادو ہر چند سحر کرتے ہیں اور
چاروں طرف سے پری زاد پر سحر بہا سے سحر کی بوچھار ہو رہی ہے مگر کسی کا سحر کارگر نہیں ہوتا یہ دیکھکر

حمار جادو نے پیشانی میں نشتر دیا اور خون اسکا گولہ فولادی پر ملکر کچھ اسم سحر پڑھا اور دبیتلی کے
سینہ پر کھینچ مارا گولہ پڑتے ہی ایک بجلی ہمہ تن شعلہ بن کے لشکر دود بار جادو پر گری کہ ساحران لشکر کو
جلانا شروع کیا ساحر کھا کے گرنے لگے ہلچل پڑگئی شعلہ مثل برق جہندہ کے چاٹ چٹک کر گرتا ہے اور
ساحروں کو جلاتا ہے پس یہ رنگ دیکھکر دود بار جادو نے وہی شیشہ آب رمیدہ سحر کا لیکر پانی اسکا
شعلہ پر مارا کہ شعلہ گل ہوگیا اور دود سیاہ بیچ میں رہگیا دود بار جادو نے پھر کوئی اسم سحر پڑھا اور اشارہ
شیشہ کی طرف کیا کہ وہ دھوان اندر شیشہ کے اتر گیا پس دود بار جادو نے چند قطرے خون
انگشت کے اس شیشے میں ٹپکا کے پھر وہ شیشہ حمار جادو کے سر پر کھینچ مارا ہر چند چاہا حمار جادو
نے کہ بچوں مگر ممکن نہوا شیشہ آکے سر پر پڑا سر میں زخم آیا اور شیشہ ٹوٹا حمار جادو چوٹ سے
چور ہوگیا تھا شیشہ سے دھوان نکلکر دماغ میں گیا کہ حمار جادو چکر کھا کے زمین پر گرا - اور وہ اب
دھوان تمام لشکر حمار جادو پر محیط ہوگیا ساحروں کے دم گھٹنے لگے دود بار جادو تیغہ سحر لیکر حمار جادو
کی طرف بڑھا تھا کہ حمار جادو ہوشیار ہوگیا پس اسنے وہیں سے اک گل سرخ رنگ دود بار جادو
پر کھینچ مارا کہ گل سینے پر اسکے پڑا چنگاریاں اسکی مثل شراروں کے تمام جسم میں لپٹ گئیں ہر چند
دود بار جادو سحر کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ ان شراروں کو ہٹاوے مگر ممکن نہیں ہوتا اور اب دامان گریبان
میں آگ لگ گئی قریب ہے کہ دود بار جادو جل کے خاک ہو کہ اک مرتبہ جانب آسمان سے بجلی کڑکی اور
کڑک کر سر پر حمار جادو کے گری کہ دو ٹکڑے ہوے اور نعرہ ہوا کہ منم سالار لشکر اسرار روشن ضمیر
حمار جادو مرتے ہی حمار جادو کے قیامت برپا ہوئی آوازیں گیر و دار کی آنے لگیں آتشباری و
برف باری دیر تک رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نامم من حمار جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و
بمطلب خود نرسیدیم - اسکے بعد روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش حمار جادو کی زمین پر پڑی ہے اور ساحر
لشکر حمار جادو وہاں سحر میں پھنسے ہوے فریاد کر رہے ہیں اور امان مانگ رہے ہیں پس شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ نے آواز دی کہ اے دود بار جادو ان قیدیوں کو جب وہ امان مانگتے ہیں تو امان
کیوں نہیں دیتا دود بار جادو نے سحر اپنا انپر سے اتار لیا اور دعوت اسلام دی اُن سب نے قبول
کیا اسی ہزار ساحر از سر صدق مطیع اسلام ہوکر شریک ہوا - شاہزادہ عادل کیوان نے حمار جادو سے
حالات قلعہ سیہ تاب کے دریافت کیے حمار جادو نے عرض کی کہ بادشاہ چلہ کشی میں مصروف ہے مجھکو
حکم ہوا تھا کہ شاہزادہ سے لوح طلسمی ضائع ہوگئی ساحران طلسم کا یورش ہو رہا ہے مگر چلہ سے باہر
نہیں جا سکتا کہ ابھی اس سے زیادہ سخت وقت پیش آنے والا ہے میں اسوقت کا انتظام کر رہا ہوں تم
خیال رکھنا چنانچہ مجھکو طائر سحر نے خبر دی کہ حمار جادو نے دود بار جادو کو مغلوب کیا ہے اگر دود بار جادو
مارا گیا تو قلعہ قہار یازان دم بھر میں فتح ہو جائیگا اور کوئی ساحر ایسا نہیں ہے کہ حمار جادو سے آکے مقابل
بھی کر سکے چنانچہ دود بار جادو کا لکھا ہے میں اس خبر کو دریافت کرنے کے بعد حاضر ہوا اور آپکے اقبال سے
مارا حمار جادو کو لرزان جادو حفاظت قلعہ سیہ تاب میں مصروف ہے اور اب غلام کی یہ رائے ہے کہ اگر
یہاں بیٹھے رہینگے تو ساحر یورش کرکے آئینگے بڑے بڑے مقابلے ہونگے اور نتیجہ کچھ نہ نکلیگا اس سے
بہتر بات ہے کہ تلاش لوح میں چلیے جان نثاروں کو ساتھ لیجیے جیسی یہان جانبازی کی ویسے وہان یہان
رہنے میں ہر طرح کا خوف ہے اور اگر لوح ہاتھ آگئی تو پھر ساحران طلسم کی جرأت بھی نہوگی کہ وہ اس طرف
بڑھیں اور مجھکو خبر لگی ہے کہ لوح کوہ بادر پر حاکم کوہ کے قبضہ میں ہے اگرچہ وہ ساحر زبردست ہے لیکن کچھ

پروا نہین کہ ایسا با اقبال ساتھ ہی شاہزادہ نے اس رائے کو پسند کیا اور تیاری لشکر کا حکم دیا اُس
روز تو لشکر جنگ کی زحمت اُٹھائے ہوئے تھا سب نے آرام کیا دوسرے روز تمام لشکر تیار ہوا ۔
شاہزادہ کو بیچ مین لیا افسر فوج خمار جادو کو کیا اور محافظت شاہزادہ کی ملکہ سیماب جادو نے اپنے
ذمہ لی اور ذو دبار جادو و بازی گر جادو کو طلسم کے راستون سے واقف تھے پیش خیمہ لیکر جانب
کوہ بلور روانہ ہوئے اور قمار جادو کو محافظت قلعہ قمار بازان کے واسطے چھوڑا اب انکو تو راہ مین
چھوڑا جاتا ہی اور یہان سے

چند کلمے داستان بادشاہ نکہرام ضحاک مارگزیدہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ اپنے قصر مین بیٹھا ہوا بار بار تصویر سے پوچھ رہا تھا کہ اب کیا ہوا اور اب کیا ہوگا جب اُسے
معلوم ہوا کہ دفعتًا خمار جادو نے آکر سمار جادو کو مارا تو اُسنے قصد کیا کہ مین آپ جاؤن اسپر آپہونچتا
فالہ اسکی صرصر جادو آپہونچی اُسنے منع کیا اور کہا کہ او نادان بادشاہ طلسم ہو کر بغیر ساعت دیکھے
گھر سے نکلتا ہی اگر اسوقت قصر کے باہر قدم نکالا تو ہزار آفتون مین مبتلا ہو گا قتل سمار جادو کا
افسوس کرنا بیکار ہی اسلیے کہ جان نثار اسیدن کے واسطے ہوئے ہین ابھی اس سے زیادہ سخت
مصیبت مرحلہ پیش آنے والا ہی وہ یہ کہ ساحران لشکر اسلام نے مشورہ کیا ہی کہ کوہ بلور پر جا کے
بلور گوش دل سے مقابلہ کرین اور لوح طلسمی چھین لین اسکی فکر سب سے پہلے کرنا چاہیے
کہ دار و مدار سلطنت کا اُسی تختی پر آ پڑا ہی جسکے قبضہ مین لوح وہی مالک طلسم مین تجھے اسیری
طلسم کشا کی تدبیر بتاتی ہون آج ہی طلسم کشا اسیر ہو کر آ جائیگا ۔ بازی گر جادو بجبورًا طلسم کشا کے
ساتھ کوہ بلور کی طرف جا رہا ہی اگر کوئی ساحر ساحران مخفی مین سے جا کر بازی گر جادو کا پوشیدہ
شریک ہو جائیگا تو بازی گر جادو طلسم کشا کو اسیر کرا دیگا میری رائے مین مہلیل نظر بند جادو کو روانہ
کر تو یقین ہی کہ آج ہی طلسم کشا اسیر ہو جائیگا یہ سُنکر ضحاک مارگزیدہ نے مہلیل نظر بند کو طلب کیا
جب وہ سامنے حاضر ہوا تو ضحاک مارگزیدہ نے کہا کہ سُنا ہی فتاح طلسم تلاش لوح مین طرف
کوہ بلور کے جاتا ہی لہذا تجھکو چاہیے کہ جا اور درہ مراد پر بازی گر جادو سے پوشیدہ طور پر ملکر
مشورہ گرفتاری طلسم کشا کا کر وہ ہمارا دوست ہی طلسم کشا کی شرکت نہ کریگا ۔ یہ سُنکر مہلیل نظر بند
جادو سحر [illegible] کے جانب درہ مراد روانہ ہوا اس طرف سے لشکر شاہزادہ عالم کا طرف
کوہ بلور کے چلا جاتا تھا جس وقت قریب درہ مراد کے پہونچے تو بازی گر جادو نے
کہا کہ درہ مراد کے بعد سرحد بیابان مستفا کی شروع ہو جائیگی اور بعد اس بیابان کے کوہ بلور ہی
لیکن یہ درہ نہایت وحشتناک مقام ہی اہالیان طلسم سے سُنتے ہین کہ جو اس درہ سے گزرتا ہی
وہ کسی نہ کسی آفت مین مبتلا ہوتا ہی دیکھنا چاہیے کہ یہ بات ساحران طلسم ہی کے واسطے ہی یا ہر شخص
کیلیے ہی یہ سُنکر دودبار جادو نے کہا کہ اے بازی گر جادو مین نے اکثر بادشاہ طلسم کی زبانی
سُنا ہی کہ یہ گزرگاہ طلسم کشا ہی جو شخص علاوہ طلسم کشا کے اس درہ سے گزریگا وہ کسی نہ کسی آفت
ارضی و سماوی مین ضرور مبتلا ہوگا لہذا ہم طلسم کشا کے ساتھ ہین ہمارا اس طلسم سے گزرنا طلسم کشا
کا گزرنا ہی کہ ہم اُنھی کے ساتھ ہین ہمین کوئی اندیشہ نہین ہی چونکہ اس مقام پر پہونچکر شام ہو گئی تھی

شاہزادہ نے مقام کرنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا کہ انشاءاللہ کل اس درے سے گزر کرینگے پہلے
کہ سنا ہی یہ درہ نہایت سخت مقام ہی نہیں معلوم درہ سے گزر کر کیا آفت پیش آئے لہذا رات
آرام سے بسر کریں صبح کو دیکھا جائیگا۔ حسب الحکم شاہزادہ عالی نژاد لشکر نے قیام کیا قلب میں
بارگاہ شاہزادہ کی استادہ ہوئی جب دو پہر رات گئی اور سب محو خواب ہوئے صرف طلایہ کے
ساحر ہوشیار باش و بیدار باش پکار رہے تھے اسوقت مہلیل نظر بند جادو سحر غائب کیے ہو
اندر خیمہ بازی گر جادو کے آیا اور شانہ پکڑ کر ہلایا جب بازی گر جادو خواب سے بیدار ہوا تو مہلیل کو
پہچانا مہلیل نظر بند سے کہا کہ تم اس مقام تک کیونکر آئے۔ مہلیل نظر بند نے کہا کہ بادشاہ نے
مجھکو گرفتاری طلسم کشا کے واسطے بھیجا ہی اور گرفتاری اسکی تمہاری شرکت پر منحصر ہی بازی گر جادو نے
کہا کہ اے برادر دودبار جادو نے بھی تحریر کی کہ طلسم کشا کا شریک ہو گیا اور میں نے بھی مجبور
ہو کر اطاعت ظاہری اختیار کر لی اگر ایسا نہ کرتا تو قتل کیا جاتا جو تدبیر گرفتاری طلسم کشا کی تم نے
سوچی ہو اُسے بیان کرو مہلیل نظر بند جادو نے کہا کہ اے برادر تم حالات طلسم سے اچھی طرح
آگاہ نہیں ہو یہ درہ مرز دہ مقام ہی پہنچکر بیابان طلسم خاص گزرگاہ طلسم کشا کے لیے بنائے گئے ہیں
اور کچھ اسما متبرک دروازے کے چار جانب لکھے ہیں اُنکی یہ تاثیر ہی کہ جو اُن اسماء کو پڑھکر اپنے اوپر
دم کرے آفات بیابان صفا سے محفوظ رہیگا لیکن اگر ساحر ہوگا تو سحر بھول لیگا اور مبتلائے آفات
ہوگا لہذا کوئی ایسی تدبیر کرو کہ طلسم کشا دروازے سے نکلکر بیابان صفا تک نہ جانے پائے
ورنہ پھر ساحران بیابان صفا اُسکا کچھ نکر سکینگے۔ بازی گر جادو نے کہا کہ یہ حالات دودبار جادو بھی
جانتا ہی اگر میں یہ راستہ بیان کرونگا تو دودبار جادو سمجھ جائیگا اور راز فاش ہو جائیگا لہذا بہتر یہ
معلوم ہوتا ہی کہ تم کسی تدبیر سے بزور سحر اس دروازے کو پوشیدہ کر دو اور اسی کے مشابہ دوسرا
دروازہ سحر کا تیار کرو جب وہ اُس راستے کے اور راستہ نہ ملیگا تو لا محالہ طلسم کشا اسی راستے
جائیگا یہ سنکر مہلیل نظر بند جادو نے کہا کہ اچھا میں جاتا ہوں یہ تدبیر تمنے خوب بتائی نظر کا باندھ
دینا میرے آگے کوئی بات نہیں ہی لیکن تمکو چاہیے کہ تم بھی طلسم کشا کے ساتھ نہ رہنا ساتھ رہنا۔
جسوقت طلسم کشا مبتلائے بلا ہو اسوقت تم اُس سے علیحدگی اختیار کر لینا ورنہ پھنس جاؤ گے اور یہ فلاک
قمقمہ جادو کی پڑیا اپنے پاس رہنے دو جسوقت تم ساتھ طلسم کشا کے چلنا تو ان افراد لشکر مثل
خمار جادو و دودبار جادو و سیما جادو وغیرہ کے کپڑوں میں لگا دینا کہ عقل اُنکی زائل ہو جائیگی
ورنہ وہ نہایت ہوشیار ساحر ہیں اور درہ اصلی کو خوب پہچانتے ہیں بازی گر جادو نے وہ پڑیا
لیکر اپنے پاس رکھ لی اور مہلیل نظر بند جادو رخصت ہوا جسوقت بیرون بارگاہ آیا تو اُس نے
ایک پڑیا خاک کی اور نکالی اور کچھ اسم سحر پڑھکر تمام اطراف میں ہوا کے رخ اُڑا دی اور برابر درہ
مراد کے پتھر کنڈے سے زمین پر لگا لگا کر اسم خوانی شروع کی قریب صبح ایک دروازہ مثل درۂ مراد
کے بنکر تیار ہو گیا مہلیل نظر بند جادو درہ کے اُس طرف جاکر گھات میں طلسم کشا کے بیٹھا یہاں
وہ وقت آیا کہ ستارے غروب ہونے لگے شمعوں کی روشنی میں زردی پیدا ہوئی نسیم سحری نے
شانہ ہلا ہلا کر سونے والوں کو جگانا شروع کیا حسب عادت شاہزادہ کی آنکھ کھلی وضو کیا فریضہ
سحری کو ادا کر کے خیمہ سے باہر نکلے تو پہلے نظر اُنکی اُس درۂ مراد پر پڑی۔ شاہزادہ کو اپنے مقام
پر حیرت ہوئی کہ بارگاہ میری سامنے درہ کے برپا ہوئی تھی رات بھر میں وہ اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔

یا بارگاہ سرک گئی اب افسران فوج سلام کے واسطے حاضر ہونے لگے سب سے پہلے سیماب جادو
نے آکر تسلیم کے بعد عرض کی کہ اے شہریار چونکہ حفاظت آپکی میرے ذمہ ہے اسوجہ سے مین ایک ایک بات
پر نظر رکھتی ہون لیکن بعض بات کہتے نہین بنتی ہے کہ سننے والے بیوقوف بناتے ہین مجھے خیال
ہوتا ہے کہ بارگاہ آپ کی درہ کے سامنے استادہ کی گئی تھی اسوقت اسکے خلاف پاتی ہون یہ
ہو نہین سکتا کہ درہ اپنے مقام سے سرک گیا ہو یا بارگاہ بغیر ہٹائے ہٹ گئی ہو یہ سنکر شاہزادہ نے
ارشاد فرمایا کہ اے سیماب جادو یہی خیال مجھے بھی گزرا تھا لیکن مین نے بھی اسی خیال سے زبان
سے نہ نکالا تھا کہ سننے والے کہینگے کہ انکو کچھ وحشت ہے یا طلسم مین آکر خوف کرتے ہین اتنے مین
خمار جادو آیا اُس نے بھی عرض کی دود بار جادو نے بھی یہی کہا ہنوز یہی باتین ہو رہی تھین
کہ بازی گر جادو آیا اور عرض کی کہ اے شہریار اب دیر کرنا مناسب نہین ہے اسلیے کہ اس درہ سے نکلکر
بیابان مصفا کو طے کرنا ہے اسکے بعد کہین کوہ بلور تک پہونچیے گا اگر راستے مین شام ہو گئی تو کوئی مقام
آپکے قابل قیام نہ ملیگا شاہزادہ نے فرمایا کہ بہتر ہے کہا۔ وکہ پیش خیمہ ہمارا آگے روانہ ہو بازی گر جادو
نے عرض کی کہ یہ درہ مراد مشہور مقام ہے تمام اہالیان طلسم اس جگہ کی کیفیت سے خوب واقف
ہین بانیان طلسم نے اسکو گزرگاہ طلسم کشا قرار دیا ہے پہلے آپ اس درہ سے گزرین پھر لشکر کو گزرنے
کا حکم دین ورنہ لشکر پر کوئی نہ کوئی آفت ارضی و سماوی نازل ہوگی اور جب لشکر آپکے پس پشت ہو کر نکلیگا
تو نحوست درہ مراد سے محفوظ رہیگا دود بار جادو وغیرہ نے بھی کہا کہ ہان یہ توضیح ہے مگر مجھے اس
درہ مراد مین کچھ شک معلوم ہوتا ہے ایسا نہو مراد کے بدلے نامرادی حاصل ہو بازی گر جادو نے کہا
اے دود بار جادو آقا کے نامدار جو کچھ ارشاد کرتے ہین اُنسے زبان لڑانے کی کسکو مجال ہے لیکن مین
تجھسے پوچھتا ہون کہ اس درہ کو کوئی بھی اپنی جگہ سے ہٹا سکتا ہے یہ وہ درہ ہے جسپر سحر ساحرون کا اثر
نہین کرتا ہے اس درہ سے گزرنے کے بعد ساحر سحر بھول جاتے ہین ممکن ہے کہ بارگاہ کی جگہ بدل گئی
یا یاد کی غلطی ہو یہ کہتے کہتے مہلیل کی دی ہوئی خاک ہوا کے رخ اُڑا دی کہ پڑون پر ان سب ساحرون
کے پڑی اُسی وقت سے انکے دماغون مین پردے سے پڑ گئے شاہزادہ جس سے کوئی رائے لیتا ہے
وہ کہدیتا ہے کہ یہی مناسب ہے بازی گر جادو نے ایسی فریب آمیز باتین کین کہ شاہزادہ اسکے دام مکر مین
گرفتار ہو گیا اور فرمایا کہ ہم آگے بڑھتے ہین لشکر ہمارے تعاقب مین آئے بازی گر جادو ساتھ
ساتھ ہو آگے آگے شاہزادہ پیچھے پیچھے لشکر طرف درہ نقلی کے بڑھے اصلی درہ نظرون سے
پوشیدہ ہو گیا تھا جیسے ہی شاہزادہ نے درہ کے اُس پار قدم رکھا زمین شق ہوئی اور [illegible]
زمین سے نمودار ہوا اور شاہزادہ کو نگل گیا۔ بازی گر جادو ساتھ شاہزادہ کے تھا اسنے اُسی وقت
پر پرواز پیدا کیے اور اُڑ کر جانب قصر ضیا کیہ روانہ ہوا کہ مہلیل طلسم کشا کو لیکر دربار شاہی مین جائیگا
یہان خمار جادو و دود بار جادو و سیماب جادو بھی اُسی درہ سے گزرنے والے تھے کہ اک آواز پیدا
ہوئی کہ ارے کمبختو مالک کو گرفتار کرا دیا اور آپ بھی قبل اسکے بلا ہونے کو جاتے ہو یہ آواز سنکر خمار
جادو وغیرہ چونکے تھے کہ دیکھا اک طائر پکار پکار کے منع کر رہا ہے منقار مین اسکے اک گل سرخ رنگ ہے
طائر نے وہ گل منقار سے پھینکا اور درہ پر ساعت چکر مارے کہ درہ نقلی نظرون سے دھوان بنکر مفقود
ہو گیا اور درہ اصلی نظر آنے لگا اور چلتے وقت پکارا کہ اس پھول کو سونگھو کہ ہوش بجا ہون منم فرستادہ
اسرار روشن ضمیر یہ کہکر طائر تو چہکارتا ہوا اُس طرف روانہ ہو گیا اور یہان خمار جادو نے اُس پھول کو

آپ بھی سونگھا دو دیا ر جادو کو بھی سونگھایا اور ساحران نامی کو سونگھا کر ہوشیار کیا سب کے ہوش درست
ہوئے دیکھا تو بازیگر جادو نہیں ہے لیس خمار جادو کو یقین ہوگیا کہ یہ اسی کی سازش سے شاہزادہ اسیر
ہے ورنہ طائر کی آواز سنکر وہ بھی ہمارا شریک حال رہتا چلا نہ جاتا معلوم ہوتا ہے کہ طلسم کے باطنی ساحروں
میں سے کوئی آیا تھا اسنے شاہزادہ کو گرفتار کیا اب تاوقتیکہ شاہزادہ رہا نہو فکر لوح بیکار ہے طائران سحر
کو واسطے دریافت خبر کے روانہ کیا کہ شاہزادہ جس مقام پر قید ہوا اس سے آگاہ کریں یہ سبب تو اسی
درہ مراد کے قریب بانتظار ساحران خبر رسان مقیم ہوتے ہیں لیکن اب کچھ حال ضحاک مار گزیدہ
جادو کا سنیے کہ یہ دربار میں بیٹھا ہے تمام ارکین طلسم جمع ہیں چنانچہ چہار چشم جادو کہ وزیر اعظم ہے
اور ساحر زبردست ہے اسکو چہار چشم جادو اسوجہ سے کہتے ہیں کہ اگر ساحر سحر غائب کرکے پردہ پوشیدہ
میں بھی اسکے سامنے آجاتا ہے تو یہ دیکھ لیتا ہے اور ملکہ مہرخ جادو بھی بیٹھی ہے کہ اک مرتبہ چہار چشم جادو
نے آنکھیں بند کرلیں تھوڑی دیر کے بعد اچھل پڑا اور کہا وہ مارا ضحاک شاہ نے کہا کیا ہوا تب
چہار چشم جادو نے عرض کی کہ جو کچھ ہوا وہ سامنے آیا چاہتا ہے طلسم کشا گرفتار ہوگیا مہلیل نظر بند طلسم کشا
کو لیے ہوے چلا آتا ہے اور بازیگر جادو بھی آتا ہے لیکن اسرار رو شنفلیس نے طائر سحر کھینچا اور اہل لشکر کا کا
کردیا ورنہ تمام لشکر اسیر بلا ہو جاتا ساحران بیابان مصفا سب کو اسیر کرتے تھے ہنوز سخن ناتمام تھا کہ سامنے
سے مہلیل نظر بند جادو نہنگ بنا ہوا نمودار ہوا اور سامنے آکر طلسم کشا کو اگل دیا شاہزادہ حرارت
شکم نہنگ سے بیہوش ہوگیا تھا ضحاک مار گزیدہ نے آہنگروں کو بلاکر ہتھکڑیاں بیڑیاں ہاتھ پاؤں میں
ڈلوادیں اور گلے میں طوق خاردار پہنا کر ہوشیار کیا جب شاہزادہ کو ہوش آیا آنکھ کھولی اپنے کو
اک بارگاہ میں دیکھا اور اسیر غل و زنجیر پایا سمجھ گئے کہ میں اسیر ہوکر دربار بادشاہ طلسم میں آیا ہوں فرمایا
کہ سلام ہو میرا اس شخص پر جو خدائے واحد کو برحق جانتا ہو اور محمد مصطفی کو اسکا رسول مانتا ہو
کسی نے جواب سلام نہ دیا غیب سے جواب سلام کی آواز آئی مہرخ جادو نے کہا اے طلسم کشا کیا
سمجھ کر اس دن کی خبر نہ تھی جو ہنسا تھا ہمی کرکے تو اس طرف آیا تھا فرمایا یہ گردش ہے فلک نیرنگی کبھی دور فلک اس طور
کرتا ہے کبھی پیچ دیتا ہے اگر قسمت میں میری فاتحی طلسم ہے تو اس قید سے چھوٹ جاؤنگا اور تم سب کو تہ
تیغ بیدریغ کرونگا مہرخ جادو نے کہا کہ اگر قتل ہوجاؤگے تو کیونکر چھوٹ جاؤگے فرمایا کہ قتل کرنا کسی کے
اختیار کی بات نہیں ہے یہ اس پروردگار عالم نے اپنے ہی اختیار میں رکھا ہے ورنہ ایک قصور بھی
آہو کبھی بیشہ اور شیر کبھی رہتے ہیں جس آہو کی قضا ہوتی ہے وہی شکار ہوتا ہے ورنہ اگر شیر کے اختیار
میں آہوؤں کی موت ہوتی تو کوئی آہو شیر کے جنگل میں باقی نہ رہتا مہرخ جادو نے کہا کہ ہمارے
اختیار میں تمہارا قتل ضرور ہے مگر ہم لوگ ایسے منحوس ہیں کہ تمکو قتل کرکے اپنی جان مفت برباد کرنا
بانیان طلسم کی تحریر نے تعبیر کردیا ہے کہ جو مقام خون طلسم کشا سے رنگین ہوگا وہ حشر تک آباد نہوگا
ہمیں بربادی طلسم منظور نہیں ہے ورنہ اسی جگہ تمکو قتل کرڈالتے فرمایا کہ بانیان طلسم دھوکا دیکے
دشمن کو جہاں قابو پائے زندہ نہ رہنے دے اگر بانیان طلسم تمہارے دوست ہوتے تو لوح طلسمی بناتا
جس سے تم لوگوں کے سحر باطل ہوتے ہیں مہرخ جادو نے کہا کہ اسے طلسم کشا اس وقت ہم ہر طرح کا قبضہ
رکھتے ہیں اور تم بالکل بے اختیار ہو اگر صلح کرو تو ہم آمادہ ہیں جو جو مقامات تمنے فتح کیے ہیں اپنے قبضہ
میں رہنے دو اور جو مقام باقی رہگئے ہیں اپنے بادشاہ طلسم کا قبضہ رہے اور جنہوں اور کئی تحائف طلسمی
تمکو دلادونگی جو آج تک چشم فلک نے کبھی نہ دیکھے ہونگے تم لوگ تو یہ کہتے ہو کہ ہم تاج بخش ہیں

تاج گیر نہیں ہیں یہ سنکر شاہزادہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم دین اسلام اختیار کرلو تو جو مقامات میں نے
فتح کیے ہیں وہ بھی تمھارے سپرد کردوں مجھے کسی کے ملک و مال سے کام نہیں ہے میں تو گرفتار کے
اکوان تاجدار کے واسطے آیا ہوں اگر آپ بندہ کو میرے حوالے کردو تو مجھے تمھارے دین سے
سے بھی بحث نہیں ہے میں فوراً واپس چلا جاؤنگا اور اسرار روشن ضمیر کو کسی دوسرے طلسم کا حاکم کردونگا
اور اس بادشاہ سے صفائی بھی کرا دونگا یہ مردانہ گفتگو شاہزادہ عادل کی سنکر اہل دربار کو حیرت تھی
اور اکوان ملعون کفر کا نپ رہا تھا اب اسکے چار بیگر اور باقی رہ گئے ہیں جنھیں بیگر اصلی یہی ہے جو
ہر وقت ضحاک کے ساتھ رہتا ہے اور وزیر درجہ دوم ہے فرخ جادو نے کہا کہ اگر ہم اکوان کو تمھارے
حوالے کردیں تو زمانہ ہمکو کیا کہیگا اسنے یہاں آکر دامن پناہ لیا ہے فرمایا کہ جسطرح تمکو اپنی بات کا خیال
ہے اسیطرح ہمکو بھی اپنی بات کا پاس ہے میں اگر بغیر قتل اکوان واپس جاؤنگا تو مجھے لوگ نہ کہینگے کہ
اسی منہ پر فتاحی منطاق باطن کا دعوی کرکے گئے تھے فرخ جادو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی
نشہ تیز اترا نہیں ہوا ہے تو نے بادشاہ طلسم کو بالکل مجبور اور بے بس سمجھ لیا ہے خیر دیکھا جائیگا لیجاؤ
اسکو اور مہمان نواز جادو کے سپرد کرو میں بعد چالیس روز کے طلسم کشا کو میدان مخفی میں قتل کرونگا
کہدو چار ہی سے کہ جامع دیدے کہ جسے دعوے رہائی طلسم کشا ہو وہ میدان مخفی میں آکر مقابلہ کرے
بڑا گھمنڈ اسکو اس بادشاہ معزول نامعقول کا ہے دیکھوں تو اسرار روشن ضمیر اس مقام تک کیونکر
پہونچتا ہے اور طلسم کشا کو کسطرح رہا کر لیجاتا ہے حسب الحکم ملکہ فرخ جادو شاہزادہ کو لیجا کر مہمان نواز
جادو کے سپرد کیا اور فرخ جادو بادشاہ طلسم سے رخصت ہوکر طرف میدان مخفی کے برائے تیاری
میدان خونی روانہ ہوئی۔ اب یہ تو وہاں پہونچکر مصروف تیاری ہوئی ہے لیکن حال عادل کیوان شکوہ
کا سنیے کہ جسوقت مہمان نواز جادو انکو لیکر داخل قصر ہوا ہے اور نظر شاہ عادل کی سکندر و رفیع الخفت
پر پڑی تو نہایت تعجب ہوا پوچھا آپ لوگ یہاں کب پہونچے انھوں نے کہا کہ ہم آپ سے پہلے
اسیر بلا ہوے افسوس کہ بعد ہمارے آپ بھی اسیر ہوکر اسی مقام پر آگئے معلوم ہوتا ہے کہ ستارہ
اہل اسلام کا گردش میں ہے صاحبقران اور اولاد صاحبقران سے زمانہ سابق میں بڑے بڑے
طلسم ٹوٹے لیکن ہم سے آپ سے کچھ نہو سکا۔ عادل کیوان شکوہ نے ارشاد کیا کہ آپ بددل نہوں
یہ سب کے واسطے ہوا ہے کہ قیدی کیسی ہوسے میں پھر چھوٹے ہیں اور طلسم کو توڑا ہے میں تو تین درجہ
طلسم کے توڑ چکا ہوں اب صرف چار درجہ اور باقی رہگئے ہیں لوح چھین گئی اور میں گرفتار ہوکر
اس مقام پر آیا لیکن میرے جان نثار ایسے نہیں ہیں کہ مجھکو ایسے حال خراب میں رہنے دیں اور فکر
رہائی نکریں میں نے بادشاہ سابق کو جو اسیر تھا قید سے رہا کیا وہ اپنی فوج فراہم کررہا ہے یقین ہے کہ
جسوقت اسکو خبر اسیری کی پہونچیگی اسی وقت وہ فکر رہائی میں چلیگا۔ مہمان نواز جادو جس روز کسی قیدی کو
لاتا ہے اس روز تو دکھائی دیتا ہے اور بعد اسکے پھر پتا بھی نہیں لگتا شاہزادہ عادل کیوان شکوہ
ہاتھ مہمان نواز جادو کا پکڑے ہوے تھے اور باتیں کرتے جاتے تھے مہمان نواز جادو اس فکر میں
تھا کہ ہاتھ چھوٹے تو میں حسب قاعدہ اپنے مقام پر چلا جاؤں۔ شاہزادہ نے پلٹ کر ارشاد کیا کہ اے
ملک زندان تو اپنے فرض منصبی کو ادا کرتا ہے تم سے عداوت نہیں ہے لیکن ہم سے اس بات کا وعدہ
کر کہ جسوقت ہم تجھے بلائیں اسوقت ہمارے پاس چلا آنا۔ سکندر رستم و اور رفیع الخفت اور مہراب
ثانی نے کہا کہ بس جس روز یہ قیدی کو پہونچانے آتے ہیں اسکے بعد پھر صورت انکی نہیں دکھائی دیتی ہے

اور ہم لوگوں کو اس قید میں تکلیف کسی قسم کی نہیں ہے سوا اسکے کہ آزادی نہیں حاصل ہے۔ شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اگرچہ مہمان نواز ہے تو ہم میزبان نواز ہیں جیسا برتاؤ یہ ہمارے ساتھ
کریگا ویسا برتاؤ ہم اسکے ساتھ کرینگے مہمان نواز جادو نے یہ تقریر جو عادل کیوان شکوہ کی سنی
جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک پرچہ کو پڑھا لیا اسکے قلمدوات و کاغذ نکالکر پیش کیا اور عرض کی کہ میرے
رقعہ انجام زندان کی عیاری سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپکے بعد کوئی قیدی اس زندان میں پہونچیگا
جو زمانہ قیدی آخر ہے آسکے گا اگر یہ وہی ہے تو لہذا معلوم ہوا کہ آپ فتاح طلسم ہیں ایک تحریر
اسی مضمون کی لکھ دیجیے کہ جو نیکیاں قید کی حالت میں تو میرے ساتھ کریگا اسکا معاوضہ میں اپنے
عہد حکومت میں تیرے ساتھ کرونگا شاہزادہ نے ارشاد کیا کہ اے مہمان نواز جادو جب تو یہ
جانتا ہے کہ میں فتاح طلسم ہوں تو مجھے رہا کیوں نہیں کر دیتا ہے مہمان نواز جادو نے عرض کی کہ
اگر میں آپکو رہا کر دونگا تو میرے اہل و عیال جو قبضہ بادشاہ میں ہیں سب قتل ہو جائینگے
علاوہ اسکے آپکے پاس لوح طلسمی موجود نہیں ہے ابھی رہا ہو جیے گا ابھی پھر گرفتار ہو کر کسی سخت
مقام پر بھیجدیے جائیے گا جہاں ہر طرح کی تکلیفیں برداشت کرنا پڑینگی اور یہاں تو سوا تنہائی کے
کوئی تکلیف نہیں ہے اگر آپ فتاح طلسم ہیں تو آپکی رہائی کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوا ہے
جائیے اور امتحان کر لیجیے فرمایا کہاں مہمان نواز جادو نے عرض کی کہ اس باغ کے مغرب کی طرف
ایک دروازہ لگا ہوا ہے اور بیچ دروازے میں ایک فیل آہنی زمین پر نصب ہے بانیان طلسم لکھ گئے
ہیں کہ جو اس فیل کو ایک ضرب گرز میں غرق کر دے وہی طلسم کشا ہے جسوقت فیل بالکل غرق
ہو جائیگا تو راہ صاف ہو جائیگی دروازے کے اسطرف اسلحہ و آلات حرب رکھے ہیں جسمیں
ایک کمان ہے کہ وہ آجتک کسی سے کھینچ نہ سکی اور ایک گرز ہے جسکا لنگر کسی سے سنبھل نہ سکا
جو طلسم کشا ہوگا وہ اس گرز کو اٹھالیگا اور کمان کو بھی کھینچ لیگا بغیر ملنے کے ان دونوں چیزوں
بڑا کام نکلیگا یہ سنکر شاہزادہ نہایت خوش ہوا مہمان نواز جادو کو بھی زبردستی بٹھایا اور سند تحریر
کرکے اسکے سپرد کی بعد اسکے شاہزادہ سکندر رستم خو اور رفیع البخت اور رستم ثانی اور عادل کیوان شکوہ
مع مہمان نواز جادو جانب مغرب روانہ ہوئے جسوقت قریب پہونچے تو دیکھا کہ واقعی میں ایک دروازہ
ہے کہ اسمیں پٹ نہیں ہیں راستے کو ایک فیل روکے ہوئے ہیں بس رستم ثانی نے دوڑ کر پشت
فیل پر گرز مارا گرز پڑتے ہی تڑاقے کی آواز بلند ہوئی اور فیل سینے تک غرق زمین ہو گیا لیکن
پھر بلند ہو کر جسطرح کھڑا تھا اسی طرح قائم ہو گیا مہمان نواز جادو کے تو ہوش اڑ گئے کہ یہ انسان کی طاقت
سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب سے زبردست ہے بعد رستم ثانی کے رفیع البخت نے گرز مارا انکے گرز سے
فیل گردن تک غرق زمین ہو گیا سکندر و عادل وغیرہ نے بہت تعریف کی لیکن فیل پھر ابھر کر ظاہر ہوا
اب سکندر رستم خو بڑھا اور اپنے دیو تن والے گرز کو جو بیس سو من کی ضرب تھی سر پر گھما کر
زور سے فیل پر لگائی کہ تڑاقے کی صدا پیدا ہوئی اور فیل غرق زمین ہو گیا لیکن ذرا سی ستک باہر رہ گئی
تھی کہ اس ضرب پر مہمان نواز جادو کے ہوش پراگندہ ہو گئے رفیع البخت کو سقدر شرمندگی ہوئی
اور عادل کیوان شکوہ نے نہایت تعریف کی لیکن فیل پھر زمین سے ابھرا اور جسقدر بلند تھا اسیقدر
بلند ہو گیا اب آستینوں کو الٹ کر عادل کیوان شکوہ اپنے گرز گران سنگ کو سنبھال کر فیل کی طرف بڑھے
اور گرز کو سر پر گھما کر [illegible] سے ضرب لگائی اگرچہ گرز انکا صرف اٹھارہ سو من کا تھا گر [illegible]

سکے تھا لیکن ویسی ضرب لگائی کہ فیل مع گلہ گرز غرق زمین ہوگیا اور پھر نہ ابھرا اسوقت سکندر رستم نے دوڑ کر
ہاتھ چوم لیے اور نہایت تعریف کی اور کہا کہ میں تو بہادر پرست اور سپاہی دوست ہوں مہمان نواز
جادو سمجھ گیا کہ بیشک یہ طلسم کشا ہے اور اب زمانہ بربادئ طلسم کا قریب آگیا مہمان نواز جادو نے
عرض کی کہ اس شہر یار اب طلسم پہلے ایسا تھو کوئی فتنہ برپا ہو آجتک اکثر بہادران طلسم نے قوت
آزمائی کی مگر ایسا نہیں ہوا کہ کسی کی ضرب سے پورا فیل غرق زمین ہوگیا ہو یا غرق ہونے کے بعد ابھرا نہ ہو
شاہزادہ نے ارشاد کیا کہ اسطرف چلکر دیکھنا چاہیے کہ کیا ہے مہمان نواز جادو نے عرض کی کہ غلام کو
اجازت ہو تو یہاں سے فرمایا کہ اچھا جاؤ مگر جسوقت کھانا آیا کرے تم بھی ساتھ آیا کرو مہمان نواز جادو نے
عرض کیا کہ میں خود ہی آج سے دونوں وقت حاضر ہوا کرونگا یہ کہکر مہمان نواز جادو تو رخصت ہوا لیکن
سکندر رستم نے کہا کہ اسکے برادر اب شام قریب ہی بہتر یہ ہے کہ کل صبح کو چلیںگے اور دیکھیںگے کہ یہاں کیا ہے
اب آج چل کر آرام سے بیٹھیے شاہزادہ نے رائے سکندر رستم کو پسند فرمائی اور واپس آیا
جسوقت یہ سب کے سب داخل قصر ہوئے تو دیکھا کہ تمام سامان راحت مہیا ہے اور خوان کھانے کے
رکھے ہوئے ہیں اور خود مہمان نواز جادو بھی بیٹھا ہے اور کچھ خادم و خدمتگار بھی حاضر ہیں بلکہ تیغ و تبر
وغیرہ کو اس بات پر رشک ہے کہ ہمارے واسطے یہ سامان نہ تھے جو اس قدر انتظار کیے ہوئے ہیں
مہمان نواز جادو نے دسترخوان بچھوا دیا اور عرض کی کہ میں اسی خدمت کے انجام دینے کے واسطے
حضور سے رخصت ہوکے چلا گیا تھا اب خاصہ تناول فرمایئے سب شاہزادوں نے ساتھ بیٹھکر کھانا
کھایا پانی پیا جسوقت آسودہ ہو لیے تو کچھ دیر تک بیٹھے ہوئے باتیں کیا کیے جب وقت سونے کا آیا تو
اپنی اپنی خوابگاہ میں جاکر آرام فرمایا صبح کو بیدار ہوئے تو ہر ایک ضروری سے فراغت حاصل کی اور طرف
دروازہ مشرق کے روانہ ہوئے کہ چل کر دیکھنا چاہیے کہ وہاں کیا ہے جسوقت دروازہ سے گذر کر اسطرف
پہنچے تو دیکھا کہ ایک میدان وسیع ہے جسمیں سبزہ نہایت حسن و خوبی کے ساتھ لہلہا رہا ہے اور ایک حجرہ
بہت بڑا بنا ہوا ہے حجرے کے دروازے پر بھی ایک شیر آہنی نصب ہے اور سامنے شیر کے ایک سنگ
سپید نصب ہے اسطرح کہ جو شخص شیر تک جانا چاہے تو اسی سنگ پر سے گذر کر شیر تک پہنچ سکتا ہے
چنانچہ یہی چاروں شاہزادے اسی سنگ سپید پر پہونچے اور پتھر دبا شیر در حجرہ سے پہلو پر آگیا
راستہ حجرہ کا کھل گیا یہ سب کے سب اندر حجرے کے داخل ہوئے دیکھا کہ تمام حجرہ اسلحہ و آلات حرب
سے مالامال ہے ایک جانب ایک کمان بزرگ رکھی ہے اور اسی کے برابر ایک گرز گران سر رکھا ہے کہ گویا
کہ مشابہ ہے اور ایک جانب ایک تیر ایک سمت ایک نیزہ [illegible] ہے حجرے میں ہی شہراب بن رستم نے
کمان اٹھالی اور زور کیا دونوں ہاتھ کی کمان تھی مگر پوری کمان نہ کھینچ سکی رفیع البخت نے زور کیا کچھ تو
کھینچ لیے پھر سکندر رستم نے زور کیا جو حد کمان کے کھینچنے کی تھی اتنا کھینچ لیا لیکن توڑ ڈالنے کا قصد
کیا کمان لچک کے رہ گئی ٹوٹ نہ سکی اب عادل کیوان شکوہ نے کمان پر زور کیا پوری کمان انھوں
نے بھی کھینچ لی اور چاہا کہ توڑ ڈالوں گوشہ سے گوشہ لگ گیا مگر کمان نہ ٹوٹی سکندر رستم نے نہایت تعریف
کی اور کہا کہ یہ صفت کمان ہی کی ہے کہ نہ ٹوٹی گوشہ سے گوشہ لگ گیا ورنہ آپ نے اسکے توڑ ڈالنے میں کوئی
دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا بعد اسکے گرز پر زور ہونے لگے کہ گرز بھی وزنی اتنا تھا جو ضرب لگانے میں
کیا تھا شہراب بن رستم ثانی نے زور کرکے گرز کو اٹھا تو لیا مگر اتنی تاب نہ تھی کہ ضرب لگا سکے گرز کو رکھ دیا
بعد اسکے رفیع البخت نے زور کیا انھوں نے بھی گرز کو اٹھا لیا اور سر پر چرخ دیا وہ شیر جو دروازہ حجرہ پر تھا

نصب تھا اسی پر ضرب لگائی تو گرز ہاتھ سے نکل گیا سکندر رستم تو نے گرز اٹھا لیا اور دو دستی ضرب لگائی ضرب پوری پڑی کہ یہ چوبیس سو من کی ضرب کا عادی تھا آخر عادل کیوان شکوہ نے گرز کو اٹھایا اور سپر پر تیغ دیگر اس طرح ضرب لگائی جسطرح اٹھارہ سو من کے گرز کی ضرب فیل پر لگائی تھی جو حالت فیل کی ہوئی تھی وہی حالت شیر کی بھی ہوئی کہ غرق زمین ہو گیا اس سے پہلے حجرے میں داخل ہوتے وقت شیر راستہ دیدیتا تھا لیکن جو شخص حجرے میں داخل ہوتا تھا وہ پھر نہ نکل سکتا تھا بڑے بڑے پہلوان اسلحہ پر دور کرنے آئے اور پھر اسی حجرے میں تڑپ تڑپ کے مر گئے جا بجا ہڈیاں پڑی ہوئی تھیں بعد نبرد آزمائی کے جو اسلحہ کھونٹی پر ٹنگا ہوا وہ آپ نے پہن لیا اور حجرہ سے نکل کر چلے تھے کہ سامنے سے مہمان نواز جادو دکھائی دیا سلام کیا اور عرض کی کہ مبارک ہو کہ یہ مرحلہ بھی آپ نے سر کیا یہ سب علامتیں آپ کے فتاح طلسم ہونے کی ظاہر ہوتی جاتی ہیں اب تشریف لے چلیے اور ماحضر تناول فرمائیے کہ زیادہ دیر انتظار کرنا آئین طلسم کے خلاف ہو جائیگا اے شہریار ابھی وقت ظاہری مخالفت اور سرکشی کا نہیں ہے پھر یہ شاہزادے ہمراہ مہمان نواز جادو کے اندر قصر کے آئے اب انھیں تو مصروف دعوت و ضیافت رکھا جاتا ہے اور یہاں سے

چند کلمے داستان مہتر طیفور بن شاپور عیار نقابدار ابلق سوار کے تحریر کیے جاتے ہیں

کہ جسوقت یہ اپنے آقا سے ناکامیابی سے رخصت ہو کر لشکر میں آیا ہے تو اسے نہایت صدمہ تھا اور سوچتا تھا کہ نہیں معلوم آقا پر کیا گزری ایک روز خواب میں دیکھا کہ شاہزادہ مسلسل و مطوق گردن جھکائے بیٹھا ہے اور گرد کفار کا ہجوم ہے یہ دیکھکر آنکھ کھل گئی کچھ رات باقی تھی اسیوقت اسنے کوچ کیا اور طرف قلعہ قیار یا ان کے روانہ ہوا جسوقت سامنے قلعہ کے پہونچا تو متردد ہوا کہ کس تدبیر سے اندر قلعہ کے جاؤں کہ دیکھا سامنے سے اک نامہ دار چلا آتا ہے آنکھوں سے نامہ دار کے آنسو جاری ہیں جسوقت وہ نامہ دار بھی سامنے قلعہ کے پہونچا تو اہل قلعہ نے پوچھا کہ تو کون ہے اور کسکا نامہ لیکر آیا ہے نامہ دار نے کہا کہ میں فرستادہ خمار جادو ہوں اور خبر لیکر آیا ہوں یعنی طلسم کشا درۂ مراد پر پہونچکر اسیر ہو گیا دروازہ قلعہ کا کھلا اور ایک شخص آکر نامہ لیگیا نامہ دار رخصت ہوا مہتر طیفور ان باتوں سے سمجھ گیا کہ معلوم ہوتا ہے اہل قلعہ مطیع ہو گئے اور شاہزادہ کسی دوسرے مقام پر پہونچکر اسیر بلا ہوا اپنے کو ظاہر کرنا مناسب نہ جانا جسوقت قاصد جواب خط لیکر پلٹا ہے تو یہ بھی ساتھ ساتھ قاصد کے چلا جب تک قاصد اس مقام پر پہونچا جہاں لشکر ساحران مطیع و مسلم کا اترا ہوا تھا تو دیکھا کہ عجیب ہنگامہ برپا ہے تمام ساحر اداس اداس بیٹھے ہیں دو ساحر اور ایک ساحرہ جو لباس سے معزز اور سردار معلوم ہوتے ہیں وہ اک مقام پر کھڑے کچھ باتیں کر رہے ہیں عیار قریب آنے لگا کہ سنوں کیا باتیں ہو رہی ہیں جسوقت قریب پہونچا اور انھوں نے اک نئے آدمی کو دیکھا تو پوچھا کہ تم کون ہو چونکہ مہتر طیفور پر ظاہر ہو چکا تھا کہ یہ سب دوست ہیں انمیں کوئی دشمن نہیں ہے لہذا صاف صاف بیان کر دیا کہ میں طلسم کشا کا عیار ہوں اسوقت ملکہ سیما سے جادو نے کہا کہ تمہارا آقا اسیر طلسم ہو گیا ہے تم اگر فکر رہائی کر سکتے ہو تو کرو

مہتر طیقور بادیہ گرد نے اپنا خواب بیان کیا اور کہا کہ میں اسی غرض سے آیا ہوں لیکن معاملہ طلسم
کا ہے نہ یہاں کے مقامات سے مجھکو آگاہی ہے اور نہ راستوں سے واقف ہوں سیہا سے جادو
نے کہا کہ زندان تک پہونچا دینا میرا کام ہے اور شاہزادے کو رہا کرنا تمہارا کام ہے مہتر طیقور بادیہ گرد
نے اور ساحروں کو پوچھا کہ یہ کون ہے اور یہ کون ہے سیہا سے جادو نے بیان کیا کہ سب ملازمان
طلسم کشا کے ہیں اُسوقت مہتر طیقور بادیہ گرد نہایت خوش ہوا کہ میرے آقا نے طلسم میں
آتے ہی اتنی بڑی شوکت پیدا کر لی اور سیہا سے جادو سے کہا کہ مجھکو اُس زندان تک پہونچا دو
جہاں آقا میرا قید ہے سیہا سے جادو نے کہا کہ آج یہاں آرام سے بسر کرو کل میں تمکو پہنچا دونگی
ابھی مفصل نہیں معلوم ہوا ہے کہ طلسم کشا کس مقام پر قید ہے اور ایک نامہ بادشاہ سابق تاج
اسرار پر شکنضیم کو بھیجا ہے کل تک اُسکا جواب بھی آجائیگا اور سب حال مفصل معلوم ہو جائیگا
کہ ہم لوگوں کو کیا کرنا چاہیے آیا زندان پر فوج کشی کریں یا وہ بلور پر لوح کی فکر میں جائیں کیا کریں
کیا نہ کریں مہتر طیقور بادیہ گرد نے قیام کیا رات بسر کی صبح کو جواب نامہ اسرار پر شکنضیم کی طرف
سے آیا [illegible] جادو نے پڑھا لکھا تھا کہ اے [illegible] جادو [illegible] جادو تیاری میدان خوبی کر رہی ہے
اور شاہزادہ مہمان نواز جادو کا مہمان ہے ابھی ایام نحس [illegible] ہیں تم لوگ جہاں جگہ ہو وہیں قیام
رکھو دوسرے حکمنامے کے منتظر رہو جسوقت ایام نحس نکل جائینگے تو میں تمکو اطلاع دونگی جیسا
مناسب ہوگا ویسا کیا جائیگا اور شاہزادے کی طرف سے اطمینان رکھو کہ زندان بھی بااقبال
لوگوں کے واسطے مثل گھر کے ہوتا ہے یہ جواب نامہ کا پڑھکر ان لوگوں نے تو قیام کیا لیکن
مہتر طیقور نے کہا کہ اے سیہا سے جادو تم مجھے اُس جگہ تک پہونچا دو جہاں آقا میرا قید ہے
سیہا سے جادو نے کہا کہ بہتر اُسی وقت سیہا سے جادو نے ساتھ لیکر مہتر طیقور کو رہ گیری اور [illegible] ہوئی
کچھ دیر کے ایک صحرا سبزہ زار میں اتری طیقور متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا جب ہوش آیا
تو سیہا سے جادو نے کہا کہ اے مہتر طیقور زندان کے چار رستے ہیں جنمیں تین راستے طلسم [illegible]
ہیں کہ اُس طرف سے تو سوا ساحر کے غیر ساحر کا جانا ممکن ہی نہیں اور ساحر بھی جاسکتا ہے جب
نگہبانان زندان سے زبردست ہو اب رہا ایک رستہ اُس طرف سے ساحر [illegible] بھی ممکن
نہیں اسلیے کہ باغ آتش بہار ہے بعد باغ کے محل شاہی ہے جسمیں دختر ضحاک شاہ ملکہ [illegible]
جادو رہتی ہے اب تمہیں اختیار ہے کہ جس صورت سے جا سکتے ہو جاؤ مہتر طیقور نے کہا کہ کبھی
اس صحرا میں بھی کوئی آتا ہے سیہا سے جادو نے کہا کہ نگہبان باغ آتش بہار کا شعلہ عذار جادو کی
سیرگاہ ہے مہتر طیقور نے کہا کہ بس اب تم جاؤ میں جانے کی راہ پیدا کر لونگا سیہا سے جادو وہاں
سے چلی آئی اور مہتر طیقور بادیہ گرد نے صورت اپنی ایک گوسالہ کی بنائی اور جوڑی ہفت [illegible]
[illegible] عیاری سے نکال کر بجانا شروع کی تھوڑے ہی عرصہ میں یہ حالت ہوئی کہ چرند و
پرند کا گرد مہتر طیقور کے ہجوم ہو گیا سب کے سب مبہوت ہو رہے تھے قضا سے کار ایک کنیز
ملکہ شعلہ عذار جادو کی سیر صحرا کو آئی ہوئی تھی اُسنے جو یہ حالت دیکھی جا کر اپنی ملکہ شعلہ عذار جادو
سے بیان کیا کہ واری جاؤں ایک گوسالہ نہیں معلوم کہاں کا مارا دھاڑا اسی صحرا میں نکل آیا ہے وہ
وہ کچھ ایسی [illegible] نوازی کر رہا ہے کہ چرند و پرند محو ہو رہے ہیں شعلہ عذار جادو نے [illegible] کہا
جاکر بلا لا کنیز اُسی وقت گئی جب سامنے مہتر طیقور کے پہونچی تو کہا کہ چلیے تم کو ہماری ملکہ یاد فرماتی ہیں

پھر طیقور نے اعتنا بھی نہ کی پھر کنیز نے کہا پھر کوئی جواب نہ دیا بلکہ نفرت سے منھ پھیر لیا تو کنیز کو
غصہ آیا بولی کہ شاید تو مجھ سے واقف نہیں کہ میں کون ہوں سیدھی طرح چلنا ہو چل ورنہ تجھے باندھ
کے لیجاؤنگی۔ طیقور نے کہا کہ کیا میں تیرے باپ کا نوکر ہوں یا تیری ملکہ کا دیا ہوا کھاتا ہوں میں
اک مرد سیاح ہوں آزادی میرا پیشہ ہے جہاں جی چاہا وہیں بیٹھ گیا اور اپنا دل خوش کر لیا اگر تو
دل میں سمجھتی ہو کہ میں گویا ہوں تو در اصل گویا نہیں ہوں بلکہ اپنے ملک کا شہزادہ ہوں شوق
علم موسیقی نے میری یہ حالت بنائی ہے بس جا چلی جا اور اگر بہت تیری ملکہ کو اشتیاق ہے تو وہ خود
یہیں آکر گانا میرا سن لے یہ سنکر وہ کنیز پلٹ گئی اور جاکر شعلہ عذار جادو سے تمام کیفیت بیان
کی۔ ملکہ شعلہ عذار جادو کو اشتیاق پیدا ہوا کہ صاحب کمال بھی ہے اور شاہزادہ بھی ہے اسکی پیشوائی میں
کچھ قباحت نہیں ہے اور شاید یہی غرض بھی اسکی ہو کہ ملکہ خود پیشوائی کو آئے تو جاؤں۔ یہ سوچکر اپنے
مقام سے اٹھی اور اس مقام پر آئی جہاں طیقور بیٹھا ہوا گل نوازی کر رہا تھا۔ طیقور نے جو شعلہ عذار
جادو کو اپنی طرف آتے دیکھا تعظیم کو اٹھا اور کہا کہ کیا تمہارے شہر کی یہی تہذیب ہے کہ اگر کوئی شاہزادہ
یا شہریار زادہ آنکلے تو اسکو ذلت کی نظر سے دیکھیں۔ شعلہ عذار جادو نے عذر کیا کہ معاف کیجئے گا
میں نہ جانتی تھی کہ آپ شاہزادے ہیں آپ نے ایسا بانا کیوں اختیار کیا کہ دھوکا ہوا طیقور نے
کہا کہ جب میں بے سروسامان ہوں تو میرے واسطے ایسا ہی لباس مناسب ہے تاکہ عوام نہ پہچان
سکیں اور جاننے والے جان لیں۔ ملکہ نے کہا کہ اچھا اب تشریف لے چلیے اور دعوت اس کنیز کی
قبول کیجئے طیقور شعلہ عذار کے ساتھ ہوا لیکن جسوقت سے نظر طیقور کی شعلہ عذار پر پڑی ہے اور
شعلہ عذار نے طیقور کو دیکھا ہے ایک دوسرے کا والہ و شیدا ہو گیا ہے لیکن ابھی مہر خاموشی دونوں
کی زبان پر ہے شعلہ عذار اظہار مہمان نوازی کیے جاتی ہے اور طیقور زیر لبی سے احسان رکھتا ہوا
چلا جاتا ہے ملکہ طیقور کو لیے ہوئے باغ آتش بہار میں آئی دیکھا طیقور نے کہ باغ میں جسقدر درخت
ہیں سب کے برگ و بار گل و ثمر سرخ رنگ کے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام باغ میں آگ لگی ہوئی ہے
طیقور حیرت سے سیر باغ کرتا ہوا ہمراہ ملکہ کے قصر یاقوت نگار میں پہونچا یہ قصر بھی سرخ رنگ کا تھا
شیشہ آلات وغیرہ بھی اسمیں سرخ تھے ملکہ نے مسند سرخ رنگ پر طیقور کو بٹھایا اور کنیزوں کو اشارہ
کیا کہ تمام ساز و سامان راحت دم بھر میں مہیا ہو گیا پہلے دسترخوان بچھایا گیا ملکہ نے کہا کہ تشریف
لائیے اور جو کچھ تناول و ماحضر ہے اسکو قبول فرمائیے۔ طیقور نے ہر چند انکار مناسب نہ جانا کہ افشائے راز کا
کا خیال تھا لیکن خشک غذا و نیز اکتفا کی کچھ میوہ وغیرہ کھا لیا ہر چند شعلہ عذار نے اور طعاموں کی نسبت
اصرار کیا لیکن طیقور نے انکار کیا اور ٹال دیا اسطرح کہ ملکہ کو ذرا بھی نہ معلوم ہوا جب کھانے پینے سے
فراغت ہو چکی تو ملکہ نے گانیوں کو اشارہ کیا اسی وقت گانیاں حاضر ہو گئیں اور ساز بجانے لگیں
اتنی دیر تک سلسلہ باتوں کا استفسار حالات پر مبنی رہا ملکہ نے پوچھا کہ نام آپکا کیا ہے آپ کس شہر کے
شاہزادے ہیں اور طلسم میں کیونکر آپہنچے۔ طیقور نے فرضی نام بتا دیا اور شہر بھی فرضی نام رکھ کے
سنا دیا اور طلسم میں آجانے کی یہ وجہ بیان کی کہ راہ بھول کر اسطرف آنکلا اب طیقور نے ملکہ سے بھی
سوال کیا کہ آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے اور یہ بتائیے کہ آپ بادشاہ طلسم سے
کیا ہوتی ہیں شعلہ عذار جادو نے بیان کیا کہ میں دختر ہوں قوت بازوئے سلطنت وزیر اعظم دستور معظم
جہار چشم جادو کی چونکہ میرے باغ سے ملحق وہ محل شاہی ہے جسمیں دختر بادشاہ ملکہ دل آویز جادو

رہتی ہی اسوجہ سے اس باغ مین مین رہتی ہون کہ ملکہ کی حفاظت بھی کرتی رہون اورجسوقت ملکہ یاد کرے
تو جلد پہونچ بھی جاؤن - یہ سنکر طیقور دل مین نہایت خوش ہوا کہ قدم جمتے معلوم ہوتے ہین بعد اس گفتگو
کے ناچ شروع ہوا ملکہ جب ناچ دیکھ چکی تو گانے کا حکم دیا اور عشق آمیز غزلون کی فرمایش کی گائیون
نے گانا شروع کیا ملکہ کچھ ایسی متاثر ہوئی کہ بے اختیاری کے ساتھ رونے لگی کچھ تو اسکے دل کو تاثیر
عشق نے گداز کردیا تھا کچھ رات دن کی افواہین پریشان کیے ہوے تھین ہر وقت یہ خیال پیش نظر
تھا کہ اب طلسم برباد ہوگیا اور اب طلسم کشا آگیا جس روز سے شعلہ عذار نے گرفتاری طلسم کشا کی خبر
سنی تھی اس روز سے صحبت رقص و سرود مین بیٹھی تھی ورنہ ہر وقت متردد و متفکر رہتی تھی کہ دیکھیے
کیا ہوتا ہی تھوڑی طیقور نے جو شعلہ عذار کے رخسارہ آتشین پر قطرات اشک بہتے دیکھے بیتاب ہوگیا
کہا اے سیمبر ملکہ تمھاری اشک ریزی کا کیا سبب ہی شعلہ عذار نے کہا کہ اسوقت نیرنگی زمانہ پر میری نظر
ہو اور مین سوچتی تھی ہون کہ ہر بہار کے واسطے ایک روز خزان بھی رکھی ہوئی ہی تو مجھے یہ خیال آیا کہ ایسا نہ
ہو وہ وقت میری آنکھون کو بھی دیکھنا پڑے جسکی خبر بانیان طلسم دیگئے ہین اور سنتی ہون کہ طلسم کشا
نے تین مرحلے اسطرح شکستہ کردیے کہ جیسے کبھی تھے ہی نہین اور مراحل طلسمی سے زیادہ سخت
دریاے ریگ رواں کا معاملہ تھا کہ وہان اسرار روشن ضمیر بادشاہ سابق طلسم کا جسکے نام سے طلسم
اسرار باطنی موسوم ہی قید تھا طلسم کشا نے سیال جادو کو مارکر بادشاہ معزول کو رہا کیا اب وہ
بادشاہ طلسم کشا کا مطیع ہوگیا ہی ہر چند کہ طلسم کشا سے لوح بھی چھین گئی اور خود بھی طلسم کشا قید ہے
لیکن اب اسکے رہا کرنے والے ایسے ایسے لوگ ہین کہ اسکا قید رہنا مشکل ہی رہا ہونا مشکل نہین طیقور
نے کہا کہ ایسے دشمن قوی کو بادشاہ طلسم نے تیاسکیون کیا قتل کیون نہ کر ڈالا ملکہ شعلہ عذار نے کہا کہ
بانیان طلسم نے کسیکا قتل اندر حدود طلسمی کے جائز نہین رکھا ہی اور بیرون طلسم لیجا کے قتل کرنے سے
طلسم کشا کے رہا ہوجانے کا خوف ہی ہان ملکہ مہرخ جادو نے دعوی قتل طلسم کشا کا کیا ہی اور تیاری میدان
غولی کی تکاریہن گئی ہوئی ہین لیکن چالیس روز مین میدان غولی تیار ہوگا اگر اس اثنا مین طلسم کشا
رہا ہوگیا اور لوح طلسمی اسکے ہاتھ آگئی تو پھر کچھ نہین ہوسکتا ورنہ طلسم کشا کی خیریت نہین ہی ہر نوع آجکل
تو زمانہ نہایت پر آشوب ہو رہا ہی یہی وجہ میرے حزن وملال کی ہی طیقور کو باتون باتون مین تمام حالات دریافت
ہو گئے بعد اسکے طیقور نے حسب فرمایش ملکہ شعلہ عذار اپنی نغمہ نوازی کی کہ محو کردیا ایک تو ملکہ کی طبیعت
یونہین راغب تھی اب بالکل ہی شیفتہ و فریفتہ ہوگئی اور طیقور کا دل بھی شعلہ عذار پر اسقدر مائل ہوا
کہ قریب تھا کہ مدعاے دلی کا اظہار ہوجاے مگر بمصلحت ضبط سے کام لیا کچھ رات باقی تھی کہ صحبت
برخاست ہوئی طیقور کے واسطے خوابگاہ آراستہ ہوئی ملکہ اپنی خوابگاہ مین گئی دونون نے آرام کیا
بظاہر تو سو رہے لیکن دراصل دونون صبح تک بستر پر لیٹے پڑے رہے اسکو ملکہ کی مفارقت تڑپاتی تھی
اور ملکہ کو اسکی فرقت بے چین کیا کی صبح کو جو اٹھے تو آنکھین دونون کی سرخ اور خمار آگین تھین کنیزین حاضر
ہوئین آفتابہ اور لگن حاضر کیا منہ دھویا حوائج ضروری سے فراغ حاصل کرنے کے بعد پھر ایکجا بیٹھے مگر
کوئی سلسلہ باتون کا آغاز نہونے پایا تھا کہ ایک کنیز نے آکر عرض کی کہ حضور کو ملکہ عالم یاد فرماتی ہین
یہ سنکر مجبوری سے شعلہ عذار جادو اٹھی اور طیقور سے کہا کہ مین آتی ہون آپ تشریف رکھیے اور
کنیزون کی طرف دیکھکر تاکید کردی کہ خبردار کسی قسم کی تکلیف نہونے پائے یہ کہکر شعلہ عذار جادو خدمت
مین ملکہ دل آویز جادو کے چلی گئی - طیقور پر اتنی فرقت بھی ملکہ کی شاق تھی بیٹھا ہوا دل سے باتین کیا کیا

کنیزون سے کسی کام کے بدلے یہی باتین ہوا کین کہ ملکہ کی کیا عمر ہی کنیزون نے کہا کہ انکے چہرہ سے سن و سال
ظاہر ہی بیس برس ہی کہ ابھی شادی نہین ہوئی ہی طیقور نے کہا کہ اکثر جادوگرنیون کو مین نے شنا ہی
کہ وہ سحر سے کم سن بنی رہتی ہین - کنیزون نے عرض کی کہ ہماری ملکہ کا سن ہی کم ہی تو وہ سحر سے کیون
کم سن بنین یا وہ یوہین خوبصورت ہین تو انھین چہرہ پر غازہ سحر ملنے کی کیا ضرورت ہی یہ وہ لوگ
کرتے ہین جو دراصل سن رسیدہ اور بدصورت ہون تو فریب دینے کی غرض سے حسین بنا کرتے ہین
ہماری ملکہ تو خود ہی پریجمال اور نوعمر ہین - تہتر طیقور کو پھر بھی اطمینان نہوا کہ یہ حرامزادیان اصلی کیفیت
کیون واقف کرنے لگین خیر دیکھا جائیگا یہ ایسی بات نہین ہی جو پوشیدہ رہسکے یہ تو انتظار کی گھڑیان
بڑی سختی سے گذار رہا ہی لیکن حال ملکہ دل آویز جادو کا سنیے جسوقت شعلہ عذار جادو خدمت مین
ملکہ کی پہونچی سلام کیا - دل آویز جادو نے کہا کیون اے شعلہ عذار یہ زمانہ اس قابل ہی کہ جب ہم
تمھین بلائین تو آؤ جو دم ہی غنیمت ہی ہمنے تمنے ساتھ کھیل کر بسر کی ہی کل سے اسوقت تک تم کس کام
مین رہین کہ ہمارا کچھ خیال تمکو نہ آیا - شعلہ عذار نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ اے ملکہ آفاق انھین
پریشانیون نے مجھے بیکار کر دیا ہی ہر وقت انجام کو سوچا کرتی ہون کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی کل ہی تمام رات
مجھے اس الجھن مین بسر ہوئی کہ ملکہ مہرخ جادو جو آپکی دادی ہین انھون نے تمام مین مشہور کر دیا ہی
کہ بعد چالیس روز کے طلسم کشا قتل ہو جائیگا جسنے دعوی ہو وہ آکر پکڑ لیجائے بھلا اسکی کیا ضرورت
تھی جو کام کرنا تھا کیا ہوتا پہلے سے اظہار کر دینے مین ہزار طرح کے خطرے پیدا ہوگئے اسی وقت
سے مددگاران طلسم کشا اسکی رہائی کے درپے ہونگے اور آپ تو جانتی ہین کہ زندان طلسمی کے تین
راستے نہایت سخت ہین صرف یہ ایک راستہ آسانی سے گذرنے کا ہی جہان مین مقیم ہون [illegible]
کہ بادشاہ سابق طلسم کشا کا شریک ہی اگر وہ آپڑا تو مین اس سے عہدہ برآ نسکتی ہون یہ سنکر دل آویز جادو
ہنسی اور کہا کہ اے شعلہ عذار کیا تم سے زیادہ تمکو تردد ہوگا اگر خدانخواستہ کچھ تو ایسا گر ہوئی تو
ہمارا تخت ہی الٹ جائیگا لیکن یہ چند روزہ زندگی ہم پریشانیون مین کیون بسر کرین جیسی پڑیگی جھیل
لینگے اور یہ تو مین سمجھتی ہون کہ جو شخص جس فعل کو کرتا ہی اسکے نشیب و فراز کو خود سمجھ لیتا ہی اگر کوئی ساحر
تیرے باغ کی طرف سے رہائی طلسم کشا کو آنا چاہے تو کیا جان رکھتا ہی جن راستون کو تو سخت بتاتی ہی
مجھکو تو آسان ہین اور یہی رستہ سخت ہی جسوقت مددگاران طلسم کشا تیرے باغ آتش بہار مین قدم
رکھینگے تو اس باغ کا ایک ایک پتہ ایک ایک گل ایک ایک طلسم بنجائیگا یہ باغ آتش بہار خاص ملکہ
مہرخ جادو کی کائنات کا سحر ہی اسکا مٹانا انھین کا کام ہی جنھون نے اسکو بنایا ہی اور بادشاہ معزول
کی اب یہ طاقت نہین ہی کہ وہ کلمہ بکلمہ مقابلہ کرسکے اسلیے کہ سحر اسکے مٹگئے اب اتنا وقت فرصت کسے
کہان ممکن کہ پھر برسون ریاضت کرکے سحر کو زور دیکے بس اب ان خیالات سے درگذر اور محفل عیش
کی تیاری کر آج میرا جی چاہتا ہی کہ شب ماہ ہی قصر الماس نگار مین شب ماہ کی تیاری ہو اور وہین
صحبت رقص و سرود آراستہ ہو شعلہ عذار جادو نے کہا کہ اے ملکہ یون تو آپ مالک ہین لیکن قصر
الماس نگار مین یہ محفل آراستہ کرنا بالکل میری راے کے خلاف ہی اسلیے کہ زیر قصر زندان کی جگہ
ہی ایسا نہو کہ گانے کی آواز سنکر سوے قیدی جمع ہو جائین یہ قیدی سلسلہ تو مین نہین کہ اپنی جگہ
ہل نسکتے ہون سنتی ہون کہ وہ تو سارے باغ مین مارے مارے پھرا کرتے ہین بلکہ گھوڑے
دوڑایا کرتے ہین ملکہ نے کہا کہ اگر سنیگے تو کیا کر لینگے اپنا سر پیٹینگے چلے جائینگے قصر تک آنا انکے امکان

کی بات نہین اور فرض کردہ ہی جائینگے تو سزا پائینگے۔ شعلہ عذار خاموش ہو رہی اور اُسیوقت سے
حسب الحکم ملکہ تیاری شب ماہ ہونے لگی شعلہ عذار نے عرض کی کہ مین شام کے قریب حاضر
ہو جاؤنگی اگر اجازت ہو تو رات بھر کے واسطے باغ کا کوئی انتظام کر آؤن ملکہ نے ارشاد کیا کہ کچھ
ضرورت تمھارے جانے کی نہین ہے شعلہ عذار خاموش ہو رہی لیکن سخت پریشان تھی کہ مہمان
دل مین کیا کہتا ہوگا سوا اسکے طاقت مہمان نداشت خانہ بہ مہمان گذاشت آخر سوچتے سوچتے
یہ تدبیر نکالی کہ اک رقعہ تحریر کیا مضمون رقعہ یہ تھا کہ اے نو مہمان مجھے ملکہ عالم کل صبح تک آنے
نہ دینگی لہذا میری عدم موجودگی سے پریشان ہو کر آپ کہین چلے نہ جایئے گا اور کسی قسم کی تکلیف سوا میرے
نہونے کے آپکو نہوگی یہ رقعہ اک طائر کے ہاتھ ملکہ سے پوشیدہ طور پر روانہ کر دیا یہان تہمتن طیقوس
یاد یگر پریشان بیٹھا تھا کہ طائر نے نامہ اپنی منقار سے زانو پر طیقوس کے رکھ دیا اور منتظر جواب کا ہو
بیٹھ گیا۔ طیقوس نے جو مضمون نامہ کا پڑھا سخت پریشان ہوا جواب تحریر کیا کہ اے ملکہ اگر ممکن ہو تو
کسی حیلہ سے ہمکو بھی اپنی ملکہ کی صحبت مین طلب کرو تم یہی کہدو کہ ہمارے یہان اک گویا آیا ہے مطلقاً
نام پوشیدہ رکھنے مین کوئی قباحت نہین ہے شعلہ عذار کو جو یہ جواب رقعہ کا پہونچا تو اسنے ملکہ سے کہا
کہ خیر کیا یاد کرو گی ہم بھی آج ایسا گانا سنوائینگے کہ کبھی نہ سُنا ہوگا ملکہ خاموش ہو رہی جب شام
کا وقت ہوا تو سواری ملکہ کی جانب قصر الماس نگار روانہ ہوئی۔ شعلہ عذار جادو ساتھ تھی اسی تقریب
کے واسطے دل آویز جادو نے اپنی بہنون اور بہنوں کو بھی بلا یا تھا کہ آکر جشن شب ماہ مین شریک ہون
جسوقت ملکہ قصر مین پہونچی ہے تو سب سامان درست تھا کچھ رات گئی ہوگی کہ کنیزون نے عرض کی کہ ملکہ
قمر اندام جادو آپکی خالہ زاد بہن تشریف لاتی ہین دل آویز جادو نے تالب فرش پیشوائی کی قمر اندام
جادو کے ساتھ اسکی چھوٹی بہن ملکہ نجم تاب جادو بھی تھی یہ دونون آکر بیٹھ گئین بعد اسکے ملکہ لعلان
گوہر دندان جادو کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تالب فرش دل آویز جادو نے اسکا بھی استقبال کیا
یہ دل آویز جادو کی چچا زاد بہن تھی اب چارون شاہزادیان اور ایک وزیر زادی سب جمع ہوگئین
پہلے دسترخوان چنا گیا سب نے کھانا کھایا بعد اسکے سوار ہو کر گرد قصر کے شب ماہ کی سیر کی عجب تیاری
شب ماہ کی تھی کہ بیچ مین قصر الماس نگار تھا اور چار جانب قصر کے جواہر کے درخت نصب تھے
بادلہ کے زمین پر بچھا دیا گیا تھا گلدستے پھولون کے سڑک کے دو رویہ چنے ہوئے تھے لیمپین
بلور کی آویزان تھین جسوقت مقام پر ماہتاب کا پڑتا تھا ہزارون تجلیان چمک جاتی تھین بعد اسکے چارون
شاہزادیان تخت پر سوار ہوئین تخت [illegible] مانند عروس شب اول کے آراستہ تھا لباس ان شاہزادیون
کا جواہر نگار [illegible] تماشا مین چکا چوند سی آجاتی تھی دو نہرین مچھلیون کا انبوہ [illegible] کے
[illegible] ماہتاب عکس ماہ سے مانند زنجیر سیم کے نظر آتا تھا کچھ دیر تک
[illegible] شاہزادیان سیر دریا مین مصروف رہین بعد اسکے ملکہ دل آویز جادو قصر
الماس نگار کی [illegible] رونق افزا ہوئی اسکی آراستگی بیان سے باہر ہے گرداگرد [illegible]
[illegible] اور [illegible] بچھے ہوئے تھے فرش مخمل زردوزی کا بچھا ہوا تھا جا بجا جواہر
نصب تھا [illegible] ہوئی تھی جسمین سے ماہتاب کی شعاع چھن چھن کے بھینی بھینی
روشنی کی طرح آتی تھی چوبین [illegible] کی الماس نگار تھین بجائے شیشہ آلات لعل شب چراغ نصب
تھے جنکی روشنی اُس چھوٹی سی محفل کے واسطے کافی تھی اب یہان بھی بزم رقص و غنا آراستہ ہوئی

طیفور ایسا گایا کہ محو کر دیا یہان تو یہ رنگ ہے اب کچھ حال شاہزادہ حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ
کا سنیے کہ آج شام کو کیفیت شب ماہ دیکھکر انھون نے سکندر رستم فر سے ارشاد کیا کہ اے برادر
چلو اُس وادی مین چوگان بازی کرین جہان آلات حرب پیزور کیا تھا سکندر نے کہا کہ یہان گھوڑے
اور سامان چوگان بازی کہان ممکن ہے ورنہ شغل تو بھی بہلنے کے واسطے اچھا تھا عادل نے کہا کہ چلو
تو سہی جوئندہ یابندہ ممکن ہے کہ جسطرح یہ آلات حرب ضرب مع اسلحہ ایک مقام پر محفوظ تھے اسی طرح
کوئی اصطبل بھی ہو اور دوسرے قسم کے سامان سپہگری بھی ہون سکندر نے کہا جیسی آپکی رائے
ہو اسیوقت سکندر و رفیع البخت و سہراب و عادل اٹھکر اسی دروازہ قفل سے نکلکر میدان میں
پہونچے اور سیر صحرا کرتے ہوئے چلے اس میدان میں سبزے کی وجہ سے دور تک مخمل سبز کا
فرش بچھا ہوا معلوم ہوتا تھا اور قطرات شبنم نے اس سبزے پر اور بھی تکلف پیدا کر دیا تھا یہ
معلوم ہوتا تھا کہ فرش مخمل پر گوہر شبتاب بچھے ہوئے ہین اسی گیاہ سبز مین کوڑیالا بھی پھولا
ہوا تھا اسکی رونق دو چند تھی یہ چارون شاہزادے سیر کرتے ہوئے چلے کچھ سیر شب ماہ مین
ایسے محو ہوئے کہ دور نکل گئے اسی میدان کے جنوب کی طرف قصر الماس نگار ہے جہان ملکہ
دل آویز جادو محو رقص و سرود ہے جب سیر شب ماہ سے ان شاہزادون کے دل سیر ہوئے تو
واپس ہوئے لیکن قضا سے کار و اتفاقات روزگار راہ بھول کر قصر الماس نگار کی طرف نکل گئے
جب قریب قصر پہونچے تو آواز ساز گوش زد ہوئی جب اور آگے بڑھے تو عادل کیوان شکوہ کو اپنے
عیار کی آواز کا شبہہ ہوا لیکن زبان سے کچھ نہ نکالا زیر قصر ایک چبوترہ سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا یہ
چارون شاہزادے اسی چبوترے پر کھڑے ہو کر گانا سننے لگے عادل کیوان شکوہ نے اب
آواز اپنے عیار کی بخوبی پہچان لی اور چپکے سے سکندر رستم فر کے کان مین کہا کہ یہ تو میرے عیار
کے گانے کی آواز معلوم ہوتی ہے سکندر نے کہا کہ پھر کیا تعجب ہے جو وہی ہو عیار مثل پانی کے
راہ پیدا کرتے ہین وہ آپکی تلاش مین نکلا ہوگا ابھی منزل مقصود تک نہین پہونچا ہے خدا جانے
اس قصر مین کون رہتا ہے اور عیار کسکو فریب دیا چاہتا ہے عادل کیوان شکوہ نے غور سے دیکھکر
ارشاد کیا کہ یہ تو جلسہ عورتون کا معلوم ہوتا ہے یہان تو ان شاہزادون مین یہ باتین ہو رہی تھین
اُدھر ملکہ دل آویز کی نظر عادل کیوان شکوہ پر پڑی وہ اُسوقت کا سمان اور شاہزادہ کے حسن کی
دیکھتے ہی ملکہ نے تیر عشق کھایا مگر ساتھ ہی خیال آیا کہ یہ تو کوئی زندانی ہے اور انکفین و فدائیون مین
طلسم کشا بھی ہے ایسا نہو کہ دشمن کی محبت دل مین گھر کرے تو آپ اپنی تباہی کا باعث ہونا ہوگا
یہ سمجھ کے منھ اسطرف سے پھیر لیا لیکن دل آویز کی خواص لعل گلعذار کی سکندر رستم فر پر پڑی
بیساختہ بول اٹھی کہ کیون یہ تمھارے گھر کے نیچے چار دو سے کیسے کھڑے ہین یہ سنکر گل اندام
اور نجم تاب نے دیکھا گل اندام رفیع البخت پر عاشق ہوئی اور نجم تاب کو بانگلین سہراب ثانی کا کیسا
آیا دل آویز نے جو دیکھا کہ یہ سب اسطرف محو ہین کہا کہ تم کن لوگون کو دیکھ رہی ہو یہ دشمن ہماری
جان و آبرو کے ہین یہ سب قیدی ہین خدا جانے یہان تک کیونکر آگئے اب ایک کو ایک کا لحاظ امر
تھا اسوجہ سے خاموش ہو رہی لیکن رنگ محفل اسیوقت سے دگرگون ہو گیا طیفور نے کہا کہ یہ
کیسے قیدی ہین ذرا مین تو دیکھون یہ کہکر زینے کے قریب آکے جو دیکھتا ہے تو سبحان اللہ چارون
شاہزادے ایک ہی مقام پر کھڑے ہین اور اپنے آقا عادل کیوان شکوہ کو پہچان کر دل مین شکر

خدا یہاں لایا کہ یہاں تک تو قسمت نے پہونچا دیا اب آگے دیکھیے کیا ہوتا ہے یقین تو ہے کہ میری آواز
آنکھوں نے بھی پہچان لی ہوگی۔ دل آویز جادو نے دیکھا کہ رنگ بیڈھب ہے عقل پر غفلت کی
اور فرمایا کہ کچھ دیر سونا بھی چاہیے ایسا نہ ہو کہ صحت میں فرق آ جائے یہ فرما کر اسیوقت بالاخانہ سے نیچے اتر
آئی۔ پانچ کمرے آراستہ تھے دل آویز جادو نے لعلان گلبدن کو ایک مقام پر پہونچایا کہ یہ تمہاری
خوابگاہ ہے اور قمر اندام کو اسکی خوابگاہ میں پہنچا اسی کے برابر تجسم تاب کی خوابگاہ تھی ملکہ نے شعلہ
سے ارشاد کیا کہ تو اپنی خوابگاہ میں جا اور اشارے سے کہا کہ اس گوشے کو بھی پڑا رہنے کیواسطے
کوئی جگہ دیدے یہ فرما کر آپ ملکہ اپنی خوابگاہ میں چلی گئی اتنی رات سب نے تڑپ تڑپ کے گزاری
جب صبح ہوئی تو سب شاہزادیاں دل آویز جادو سے رخصت ہو ہو کر اپنے اپنے مکان کی طرف
روانہ ہوئیں و چاروں شاہزادے صبح کو اپنے قصر کی طرف چلے تھوڑی دور آئے ہونگے کہ
اک مرتبہ زمین پھٹی کڑک گرج سے اور سکندر رستم نواد رفیع البخت اور سہراب ثانی کو لیکر پردہ ہوا
غائب ہوگئے عادل کیوان شکوہ تنہا رہ گئے تھوڑی دور چلے ہونگے کہ سامنے سے مہمان نواز جادو
کو آتے دیکھا مہمان نواز جادو نے سلام کیا عادل کیوان شکوہ کو کبیدہ خاطر پایا پوچھا مہمان نواز جادو
نے کہ آپکی رنجیدگی کا کیا سبب ہے فرمایا میرے ہمراہیوں کو کسی نے اٹھا لیا لیکن یہ سنکر مہمان نواز جادو کو
نہایت تعجب ہوا اور ایک تردد پیدا ہو گیا کہ اگر بادشاہ طلسم تجھ سے قیدیوں کو طلب کریگا تو میں کیا
جواب دونگا غرض کہ شاہزادہ عادل کیوان شکوہ اور مہمان نواز جادو قصر میں آئے خاصہ موجود تھا
شاہزادے نے خاصہ تناول فرمایا مگر نہایت بے رغبتی کے ساتھ مہمان نواز جادو حاضر رہا جب شاہزادہ
نے ہاتھ دھوکر فراغت کی تو مہمان نواز جادو کو روتے دیکھا شاہزادہ عادل کیوان شکوہ کیونکہ رحمدل
ہے مہمان نواز جادو کو روتے دیکھکر سبب گریہ پوچھا مہمان نواز جادو نے عرض کی کہ اے شہریار
سبب میرے رونے کا یہ ہے کہ اب راز فاش ہو جائیگا اگر میں قیدیوں کے گم ہونے کی بادشاہ طلسم کو
اطلاع کرتا ہوں تو علاوہ قیدیوں کی تلاش کے آپ پر بھی قید سخت ہو جائیگی اور اگر خاموشی اختیار
کرتا ہوں تو جسوقت یہ راز فاش ہوگا اسیوقت مجھپر عتاب نازل ہوگا اسوقت میں جو کچھ بھی اعانت
کر سکتا ہوں اس سے بھی مجبور ہو جاؤنگا۔ عادل کیوان شکوہ نے ارشاد فرمایا کہ تم شوق سے
اطلاع کرو اگر مجھپر قید سخت کا حکم ہوگا تو دیکھا جائیگا میں نہیں کہہ سکتا کہ انکو دوست اٹھا لے گئے
یا دشمن مہمان نواز جادو نے عرض کی کہ اے شہریار آپکا کوئی دوست اس مقام تک ہرگز نہیں آ سکتا
یہ نہایت محفوظ مقام ہے یہ کسی ساحر طلسم کا کام ہے جسکو ایسا ہی رسوخ خدمت بادشاہ میں حاصل ہو اسلیے
کہ تین راستے بالکل مسدود ہیں ایک راستہ صرف ساحران طلسم کے واسطے کھلا ہوا ہے وہ بھی جو لوگ
کہ خدمت میں دختر بادشاہ ملکہ دل آویز جادو کی منظوری حاصل رکھتے ہیں وہی یہاں تک پہونچ سکتے ہیں
غیر کا یہ کام نہیں یہ سنکر عادل کیوان شکوہ کو گونہ اطمینان ہوا کہ رات کی محفل رقص و سرود کا نتیجہ
ظہور میں آیا ہے ممکن ہے کہ ان تینوں جادوان پریچہرہ عورتوں میں عاشق ہوکر انہیں اٹھا لیگئی ہوں مگر ہم ایسے
بدنصیب ہیں کہ یہیں رہ گئے مہمان نواز جادو نے اسی روز پرچہ بادشاہ کو نہیں تحریر کیا اس غرض سے
کہ پہلے میں تفتیش کرلوں اگر میرے فکر کرنے سے قیدی نہ ملے تو پھر بادشاہ کو اطلاع دینا مناسب
ہوگا جب شام ہوئی تو تنہائی سے شاہزادہ عادل نہایت پریشان ہوا اور اسی پریشانی میں بیٹھا
پھر اسی قصر الماس نگار کی طرف روانہ ہوا یہاں سے ہمراہیوں کا ساتھ چھوٹا تھا جب شاہزادہ قریب

قصر پہونچا اور چبوترہ سنگ مرمر کا اسکو دکھائی دیا تو اسکو کل کی صحبت یاد آئی بیٹھکر فراق احباب
مین رونے لگا وہان ملکہ دل آویز جادو نے تڑپ تڑپ کر دن کاٹا جب شام ہوئی تو شعلہ عذار
سے ارشاد کیا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ آج قصر الماس نگار مین پھر صحبت رقص و سرود آراستہ ہو مگر
تخلیہ کے ساتھ کسی کا بلانا منظور نہین ہے شعلہ عذار نے عرض کی کہ جو بیا مزاج عالی مین آئے
اسی وقت ملکہ مع شعلہ عذار سوار ہو کے قصر الماس نگار مین آئین اور شعلہ عذار سے کہا کہ ہم اس
گویے کو بھی بلوا لو کل کیا مزے سے وہ گاتا تھا شعلہ عذار بعد ختم محفل طیفور کو اپنے باغ مین
پہونچا گئی تھی اسوقت حسب الحکم ملکہ دل آویز جادو اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئی اور جاکر طیفور
باد پیکر گرد سے کہا کہ تمکو ہماری ملکہ نے یاد کیا ہے۔ طیفور نے کہا کہ مین ایک روز کی خاطر ہو گئی میری
گویا نہین ہون شعلہ عذار نے کہا کہ وہان کیون گویے بنکے گئے تھے تو مین جانتی ہون کہ تم
گویے نہین بلکہ شاہزادے ہو مگر ملکہ تو اصلی راز سے بیخبر ہے ورنہ ملکہ تک رسائی ہونا کبھی ممکن نہ
تھی طیفور نے کہا کہ مین تو ہرگز نجاتا مگر خیر تمھاری خاطر ہے اسلیے کہ ایسا نہو تمھاری ملکہ تم سے ناراض
ہو جائے یہ کہکر ساتھ شعلہ عذار کے طرف قصر الماس نگار کے روانہ ہوا دل مین کہتا تھا کہ اسے
طیفور کل چار دن کی چاندنی ہے طرح ہمارے شاہزادے کو دیکھ رہی تھی مین ایسا نہو کہ مضمون
کھل جائے تو مشکل ہو انہین کی رقابت سنتے ہوئے کام کو بگاڑ دیگی یہ سوچتا ہوا قصر الماس نگار تک
پہونچا یہان ملکہ سرنیچا کیے ہوئے تفکر مین ڈوبی ہوئی بیٹھی تھی طیفور نے سلام کیا اور مودب سامنے
ملکہ کے بیٹھ گیا شعلہ عذار کھڑی ہو کر رومال ہلانے لگی اسوقت ان پریزاد آدمیون سے کوئی کنیز پاس
نہین ہے زندان کی طرف کا دروازہ کھلا ہوا ہے بلکہ گانے کی فرمایش کی طیفور رنگ رخ سے دل کا
حال پہلے ہی سمجھ گیا تھا اسنے عاشقانہ اشعار دلکش سرون مین گانا شروع کر دیے جس سے ملکہ کی
یہ حالت ہوئی کہ بیتاب ہو ہو کر دروازہ کی طرف سے اس میدان کو دیکھنے لگی جہان کل بیٹھے ہوئے
شاہزادے تھے کہ جیسے بیٹھے تھے اپنے نفسون کی شرم سے اسکو اپنے ارادہ سے باز رکھا تھا آج
اسی مصلحت سے اسنے تخلیہ کی صحبت آراستہ کی ہے طیفور سمجھ گیا کہ یہ میرے شاہزادے کو دیکھ
رہی ہے یکایک نظر ملکہ کی شاہزادہ عادل کیوان شکوہ پر پڑی دیکھا کہ شاہزادہ تنہا بیٹھا رو رہا ہے
ملکہ سمجھی کہ شاید اسنے کل جھلک دیکھ لیا تھا اسی وجہ سے آج تنہا آیا ہے اور اپنے ہمراہیون کو نہین لایا ہے
اس سے رونا شاہزادہ عادل کا دیکھا نگیا اسکی آنکھون سے بھی آنسو گرنے لگے شعلہ عذار نے کہا
ہماری حضور کا مزاج کیسا ہے کہ اسوقت کے رونے سے طبیعت پریشان ہوئی ہے طیفور نے گانا موقوف کر دیا
شعلہ عذار نے آنکھ کے اشارہ سے کہا کہ تم کسی بہانے سے اٹھ جاؤ طیفور پیشاب کے بہانے سے اٹھکر
دوسرے درجہ مین چلا گیا لیکن دل مین کہتا ہے کہ زیر پردہ دیکھنا کہ اس راز پوشی کی کیسی رسوائی
ہوتی ہے یہان ملکہ نے تنہائی پاکر شعلہ عذار سے کہا کہ کیا کہون ؎ مرا سوزیست اندر دل اگر گویم
زبان سوزد + وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد + اسنے شعلہ عذار ذرا جھانک کے دیکھ تو یہی
یہ انسان ہے یا فرشتہ ہے یا جن ہے یا کوئی اور بلا ہے ارضی و سماوی ہے مین نے تو ایسا حسین و شوقین
آج تک نہ دیکھا تھا یوسف کی بہت تعریف سنتے چلے آتے ہین مگر مین تو یہ کہونگی ؎ ترا دیدہ و یوسف را
شنیدہ + شنیدہ کے بود مانند دیدہ + اصل یہ ہے کہ کل سے میری طبیعت اس شخص پر آئی ہوئی ہے
کل ہمراہیون کا مجمع تھا اسوجہ سے خاموشی اختیار کی مگر آج دن بھر مجھے خیال اسکا رہا کہ ایسا نہو کہ کل

اس قیدی کی بابت آجاسئے تو پھر میں اسسے کہاں پاؤنگی خدا کا شکر ہے کہ اسوقت تک یہ صحیح و سالم موجود
ہے میں چاہتی ہوں کہ اسسے زندان سے نکال لوں یہ باتیں بیخودی کی شعلہ عذار نے جو سنیں کہا
ملکہ سنبھالو یہ کیا کہتی ہو ایسے کوئی اپنے دشمن کو دل دیتا ہے اس زندان میں وہی لوگ قید ہیں
جو عزیز طلسم کشا ہیں یا خود طلسم کشا ہیں عام لوگوں کے واسطے دوسرا زندان ہے تو بانیان طلسم لکھ
گئے ہیں کہ طلسم کشا اور عزیزان طلسم کشا اس زندان میں مقید رہینگے پھر اسی شخص پر طلسم کشا ہونے
کا گمان کیا بلکہ یقین ہے کہ کل جو چاروں شخص ایک جا بیٹھے تھے انہیں اسی کے چہرہ کی شان و شوکت
سب سے زیادہ معلوم ہوتی تھی اور طلسم کشا وہی ہوگا جو ہر طرح سب سے بہتر ہو میرا دل بولتا ہے کہ
طلسم کشا یہی شخص ہے لیکن اسکے عشق سے باز آ کہ ابھی تمنے اسکا کیا دیکھا ہے جو دیکھا صورت کا چکا ہوا تو
کسی کام کا ایسا نہو کہ یہ عشق خانہ آبادی کے بدلے گھر برباد کر دے ملکہ نے کہا کچھ ہی کیوں نہو تو
جا یا اسکو زندان سے اٹھا لے اور اسی کی صورت کا کوئی اور شخص زندان میں ڈالدے کہ حاکم زندان
کو شک نگذرے شعلہ عذار نے کہا کہ ملکہ زندان کوئی معمولی ساحر نہیں ہے وہ لقلق تصویر کو ضرور
پہچان لیگا اسوقت سخت رسوائی ہوگی وہ اپنے الزام رفع کرنے کی غرض سے بادشاہ کو بھی حال سے
مطلع کر دیگا بادشاہ کا خیال سوا آپ کے اور کسی کی طرف نہیں جا سکتا اسلئے کہ زندان تک کسی
دوسرے کی رسائی کی کوئی راہ ہی نہیں ہے ملکہ نے فرمایا کہ اچھا یہ دو شب کا حال کوئی جانتا ہے کہ آیا
بلا کر اسکے رونے کا سبب تو دریافت کر لیں صبح کے قریب اسکو اسی میدان میں چھوڑ دینا شعلہ عذار
جادو مجبور ہوئی مگر دل میں کہتی ہے کہ تو تو اپنے اوپر نفرین کرتی تھی کہ ایک شخص مسافر کو دیکھ کر اسیر محبت کی
طبیعت آگئی یہ تو شاہزادی ہیں اور دشمن پر جان دینے لگیں یہ سب علامتیں ادبار کی ہیں یہ سوچکر
ہوئی دروازے کے قریب آئی اور سحر سے ہاتھ بڑھا کر عادل کیوان شکوہ کو اوپر قصر کے
کھینچ لائی شاہزادہ نے جو دفعتاً اپنے کو بالائے قصر پایا اور سامنے ایک نازنین ماہ جبین آفت روزگار
کو بیٹھے دیکھا متحیر ہوگیا ادھر شعلہ عذار نے بھی جو قریب سے عادل کیوان شکوہ کو دیکھا
دل میں قائل ہوئی کہ ملکہ کا عشق بیجا نہیں شعلہ عذار نے ملکہ کے ارشاد کے موافق پوچھا کہ آپ کے
اسطرف آنے کا کیا سبب ہوا اور نام آپکا کیا ہے اور وجہ گریہ بیان کیجیے شاہزادہ عادل نے ارشاد
فرمایا کہ میں لقصد فتح ہی طلسم آیا تھا فتح دستیاب ہوئی فضل خدا سے تین مرحلے شکستہ کیے لیکن
گردش تقدیر نے مجھکو اسیر پنجہ تقدیر کرادیا نام میرا عادل کیوان شکوہ ہے اور اسوقت میں اپنے ساتھیوں
کے فراق میں رو رہا تھا کہ کل تک سب ایک جگہ بیٹھے تھے دل بہلتا تھا آج میں تنہا اس زندان میں پڑا ہوں
تو ضرور ہے کہ یہ دن بھی گزر ہی جائینگے بقول شاعر ؎ دن تڑپنے میں کٹا اور رات زاری میں
کٹی * ہم کو کٹی پر کیا ہی خواری میں کٹی * کل جسوقت ہم چاروں آدمی یہاں سے پلٹ کر قلعہ
تو میں پیچھے رہ گیا اور تینوں شاہزادوں کو اٹھا لے گئے میں تنہا رہ گیا یہ سنکر دل آویز جادو کے کان
کھڑے ہوئے شعلہ عذار بھی گھبرائی کہ انکو کون لیگیا دل آویز جادو نے شعلہ عذار کی طرف
مخاطب ہو کر پوچھا کہ تم کچھ جانتی ہو یا نہیں شعلہ عذار نے عرض کی کہ حضور معاف ہو اسکے آنیوالوں
کے اور کون یہاں تک پہونچ سکتا تھا جو لیجاتا اسے ملکہ یہ تو بڑا غضب ہوا ساری بدنامی ہمارے
تمہارے سر آئیگی ملکہ نے فرمایا کہ میں کیا جانتی تھی نہیں تو کیوں بلاتی اچھا اسے شعلہ عذار دیکھا جائیگا
شاہزادہ نے فرمایا کہ ابھی کون شخص یہاں گا رہا تھا ملکہ نے ارشاد کیا کہ آپکا گانا سننے کو جی چاہتا ہے

وہ میری دشمنی سے دست بردار ہوئے ہیں اُس سے تعرض نکرونگا اب میں یہ بھی نہیں کہتا کہ وہ اکوان تاجدار
کو گرفتار کرکے میرے حوالے کردے لیکن اتنا کرے کہ اپنے طلسم سے نکالدے پھر اکوان جہاں
بھاگ کے جائیگا میں اُس سے سمجھ لونگا اور اگر چاہو کہ میں اکوان تاجدار کی دشمنی سے دست بردار
ہون تو یہ غیر ممکن ہے اسلیے کہ اس ملعون نے میرے خاندان کو تباہ کردیا بیابان نہ طاق گورستان
بنگیا ہزارہا رفیق سیکڑون عزیز مارے گئے جبتک میں اُنکے خون کا قصاص اکوان ملعون سے
نہ لونگا مجکو قرار نہ آئیگا اسے ملکہ تمہین انصاف سے کہو کہ اگر کوئی شخص تمہارے کسی یک عزیز
کو بھی قتل کرڈالے تو تم اُسکی دشمنی سے دست بردار ہوگی اکوان نے تو میرے خاندان کا
خاتمہ کردیا ہے بھلا میں اُسکی عداوت سے کسطرح دست بردار ہون یہ سُنکر ملکہ نے کہا کہ یہ سب باتین
آپکی بجا ہین اور یقین ہے کہ بادشاہ بھی ان باتون سے معقول ہوکر آپ سے صلح کرنے میں ضرور
دہر کی صلح ہوگی آگے قسمت اگر اس طلسم کی بربادی مقدر ہوچکی ہے تو کسیکا زور نہیں چل سکتا
ورنہ شرطین آپکی ایسی ہین جنھین ہر منصف مزاج اور صلح پسند آدمی شوق سے قبول کریگا لیکن
یہ تو بتایئے کہ اسرار روشن ضمیر بادشاہ سابق کو کیا جواب دیجیے گا فرمایا کہ میں نے بہت سے
طلسم فتح کیے ہین خصوصاً طلسم ابلق کہ علاوہ مفتوحہ ملک ہونے کے وارث بھی اُسکا سوا میرے
کوئی نہیں ہے میں اسرار روشن ضمیر کو اُس طلسم کا بادشاہ کردونگا وہ طلسم تمہارے طلسم سے بڑا ہے
یا اور جس مقام کو اسرار روشن ضمیر پسند کریگا وہاں کا فرمانروا اُسکو بنادونگا یہ میرے اختیار کی بات ہے
یہ سُنکر ملکہ نے شعلہ عذار جادو سے کہا کہ اے وزیرزادی طلسم کشا کی باتین لاجواب ہین جو کچھ
یہ کہتے ہین کوئی مانے یا نہ مانے میں حق پسند ہون میری طبیعت ضرور قبول کرتی ہے شعلہ عذار جادو
نے کہا کہ کوئی تو سبب ہے جو بادشاہ طلسم منظور نہیں کرتا ہے ورنہ جب قبلہ انکی سامنے بادشاہ کے
ہو بھی ہوگی کیا ملعون نے کوئی بات صلح پسندی کی اُٹھا رکھی ہوگی پھر بادشاہ کو عاقبت اندیشی
نہوگی یہ تو مشہور ہے کہ جنگ دوسر وار ہے انجام میں کیا معلوم کس کی فتح ہو اور کسکی شکست ہو
یہ سوچ کر بڑے بڑے بادشاہ جنگ سے صلح کو بہتر سمجھتے ہین عادل کیوان شکوہ نے ارشاد فرمایا
کہ جب ادبار آتا ہے تو انسان کو اُلٹی سوجھتی ہے عقل پر پردے پڑجاتے ہین واقع میں جب میں سلسلہ
مطوق سیلاسنے ضحاک مارگزیدہ کے پہونچا تھا اور میں قم جادو سے مجھے گفتگو ہوئی تھی تو یہ سب
باتین میں نے کہی تھین لیکن برہم جادو نے منظور نکیا اور کہا کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ جو ہمارے دامن میں
آکے چھپا ہے اُسے ہم تمہارے حوالے کردین لہذا اسے ملکہ یہ مجھ سے سن رکھو کہ اگر بادشاہ تمہارا
راہ راست پر آیا تو جو وعدہ میں تم سے کرچکا ہون اُسکے وفا کرنے میں مجھے کوئی عذر و انکار نہوگا
اور اگر ضحاک مارگزیدہ نے بل کی لی تو قسم ہے اُس پیدا کرنے والے کی کہ جسکے قبضہ قدرت میں میری
جان ہے نہ تمہارا خیال کرونگا نہ کسی کی سفارش مانونگا ضحاک شاہ کو ضرور زک دونگا بلکہ مشکل
اکوان تاجدار کے جہاں یہ بھاگ کے جائیگا وہیں پہونچ کے مارونگا اگر تم اپنے باپ کو چاہتی ہو
تو اُسے سمجھا بجھا کے اس بات پر آمادہ کرو کہ وہ دوستی اکوان تاجدار میں اپنے گھر کی بربادی کا سبب
باعث نہو اور اب ایک بات مجھے بتاؤ کہ میرے ہمراہیوں کو کون لیگیا ہے ملکہ نے کہا کہ تم پریشان نہو
انکو کوئی دشمن نہیں لیگیا ہے بلکہ یوں سمجھ لو کہ جسطرح اسوقت تم میرے مہمان ہو اُسیطرح کسی مقام پر
وہ بھی بیٹھے ہونگے اور اُنکے گم ہونے کی بدنامی بھی میرے ہی سر آئیگی شاہزادہ نے فرمایا کہ آخر وہ

وہ کون ہین جو اُسکے میزبان ہین ملکہ نے کہا کہ اب یہ راز یونہین پوشیدہ رہنے دو۔ دو ہی ایک روز مین
تمپر بھی ظاہر ہو جائیگا ہاے ایسی بھی میرے خاندان کی رسوائی کبھی نہوئی تھی بقول شخصے اور کام آنکو
بگڑ گیا مین کسیکو کیا کہون جب خود ہی بُری ہون۔ شاہزادہ خاموش ہو رہا۔ ملکہ نے شعلہ عذار
جادو سے ارشاد کیا کہ اب صبح قریب ہی شاہزادے کے واسطے خوابگاہ کی تیاری کرو مین بھی جاتی ہون
کچھہ دیر آرام لیکر خدمت مین والد ماجد کے جاؤنگی اور اُنکو سمجھاؤنگی اگر مان لیا فہو المراد ورنہ دیکھا جائیگا
یہ سُنکر شعلہ عذار نے عرض کی کہ آپ کی خوابگاہ تیار ہی نئی خوابگاہ کی کیا ضرورت ہی آپ تو محل مین
تشریف لیجاکر آرام کرینگی ملکہ نے اُٹھنے کا قصد کیا تھا کہ شاہزادہ نے ڈوپٹہ کا آنچل پکڑ لیا اور فرمایا
کہ کیا کوسب سے طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت۔ اگر ایسا ہی تمکو اپنے گھر جاکے سونا ہی
تو ہمارے پڑ رہنے کو بھی وہ زندان کافی ہی جہان ہم قید کیے گئے ہین بلکہ بہتر یہی ہی تاکہ یہ راز ابھی فاش
نہو ملکہ نے کسیطرح نہ مانا اور کہا کہ مین معقول پسند ہون آج جاکر اپنے باپ کو سمجھاؤنگی اگر اُسنے التماس
میری قبول کی فہو المراد ورنہ پھر تمھارا ساتھ دینے کو یہان موجود ہون یہ کہکر ملکہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور شعلہ عذار
سے عرض کی کہ تو شاہزادہ کی خدمت مین حاضر رہنا تاکہ کسیطرح کی تکلیف شاہزادے کو نہو یہ کہکر ملکہ
تو چلی گئی اور شعلہ عذار کچھہ دیر حاضر رہی۔ شاہزادہ نے شعلہ عذار سے قلم دوات طلب کیا شعلہ عذار
نے سامان تحریر حاضر کیا۔ عادل کیوان شکوہ نے ایک پرچہ تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ اے مہمان نواز جادو
اب مین شاہزادی کا مہمان ہون لیکن تم مجھے ہر وقت اپنے پاس موجود جانو ابھی اس راز کو فاش نکرنا
جسوقت بادشاہ طلسم کی جانب سے پرسش ہوگی مین اُسیوقت تمھارے پاس چلا آؤنگا اطمینان رکھو
اس مضمون کا رقعہ تحریر کرکے دروازہ سے زندان کی طرف پھینک دیا اور آپ آرام فرمایا شعلہ عذار
دوسرے درجہ مین جاکے سو رہی طیفور نے جب دیکھا کہ شعلہ عذار سو رہی ہی تو یہ اپنے آقاے نامدار
کی خدمت مین حاضر ہوا پاؤن دبانے لگا شاہزادہ جاگ رہا تھا آنکھہ کھولی طیفور کو دیکھا پوچھا کہ تو
یہانتک کسطرح پہونچ گیا۔ طیفور نے عرض کی کہ اے شہریار مین اک خواب پریشان دیکھکر لشکر سے
نکلا تھا اُسکا پتہ لگاتا ہوا یہانتک تو پہونچا اب دیکھیے حضور والا کے ساتھ آیا ہون اُسمین بھی کامیابی نصیب ہوتی
ہی یا نہین فرمایا خدا پر شاکر ہو اور تدبیر سے غافل نہو طیفور نے عرض کی کہ اے آقاے نامدار آپ کا
پتہ لینا ہر وقت میرے امکان مین ہی اگر حکم دیجیے تو اُسیوقت آپکو لشکر مین پہونچا دون فرمایا
کسطرح طیفور نے عرض کی کہ جس راستے سے مین یہانتک پہونچا ہون۔ عادل کیوان شکوہ نے
ارشاد کیا کہ اے طیفور مین اگر یہان سے چلا بھی جاؤنگا تو بغیر لوح کے کیا کر سکتا ہون۔ علاوہ اسکے
ملکہ کیا کہیگی اور مالک زندان جو میرا مطیع ہو چکا ہی اُسپر عتاب آئیگا اب میرا یہان سے جانا مناسب وقت
نہین ہی اگر ممکن ہو تو تو فکر لوح مین جا۔ عرض کی کہ یہان کا کوئی نتیجہ معلوم ہو لے اُسوقت دیکھا جائیگا
انھین باتون مین تھوڑا سا وقت رات کا باقی تھا وہ بھی تمام ہو گیا صبح کو ملکہ سواری منگاکر خدمت مین
اپنے باپ کے روانہ ہوئی لیکن اول

کچھہ حال سکندر رستم خو ور قوی البخت و سہراب ثانی کا

کہ انکو بیہوش کرکے اُٹھا لے گئے تھے جسوقت آنکھہ ان شاہزادون کی کھلی تو اپنے کو ایسے ہی مقام پر پایا اور تین
شاہزادون کو موجود دیکھا سکندر نے دوڑکر ہاتھ ملکہ لعلان گوہر زندان کا پکڑ لیا اور کہا کہ اے جان جہان

کیا تمھیں ہمکو اُٹھا لائی ہو لعلان گہر دندان شرما کے عرق عرق ہو گئی قمر اندام نے قہقہہ لگایا اور کہا
کہ دل را بدل رہیست در بن گنبد سپہر + از روے کینہ کینہ و از روے مہر مہر + بیشک یہی ایکو اُٹھا کے
لائی ہیں یہ کہتی جاتی تھی اور کنکھیوں سے شاہزادہ رفیع البخت کی طرف دیکھتی جاتی تھی رفیع البخت
نے قمر اندام کا دامن پکڑ کر کھینچا اور کہا کہ تم ادھر بیٹھو دوسروں پر کیا ہنستی ہو تمھیں تم اُٹھا کے لائی ہو
قمر اندام شرما کے بیٹھ گئی ۔ سپہر آسیہ ثانی نے نجم تاب جادو سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے تمکو شرم بہت ہے کیا
ان سب سے چھوٹی ہو اسوجہ سے خاموشی اختیار کی ہے چلو تم مجھے نہیں لائی ہو میں آپ چلا آیا ہوں
مگر اب مہمان کی دلجوئی تمپر فرض ہے یہ کہکر نجم تاب کا ہاتھ پکڑ لیا اور پاس اپنے بٹھا لیا اُسوقت
ملکہ لعلان گہر دندان نے کہا کہ بس اب الگ ہٹکے بیٹھو کیا تمھارے یہاں یہی ہوتا ہے کہ جو شخص
اپنے ساتھ نیکی کرے اُسکی عزت کے درپے ہو جاتے ہیں ہم تینوں بہنوں کو تم لوگوں کی جدائی پر رحم آیا
باہم یہ صلاح کی کہ تمکو زندان سے نکال کے بیرون طلسم پہنچوا دیں کہ جان تمھاری بچ جاے مگر تم لوگ
ہماری رسوائی کے درپے ہوتے معلوم ہوتے ہو اگر ایسا کروگے تو پھر وہی زندان ہوگا اور تم لوگ
ہم سب بادشاہ طلسم کے عزیز قریب ہیں یہ سنکر سکندر رستم خو نے کہا کہ معشوقوں کے ہاتھ سے
سبھی ایذا اُٹھاتے ہیں جفائیں سہتے ہیں اگر تم ہمپر جفا کروگی تو کیا نئی بات کروگی قمر اندام بولی
کہ ان باتوں سے تو کچھ حاصل نہیں اب جو کچھ کیا ہے آپسے کہا تو یہ کوئی دل لگی کی بات نہیں ہے کہ بادشاہ
کے قیدیوں کو اُسکی دختر کی نگرانی سے نکال لاے ہیں یہ بات چھپ نہیں سکتی یا تو ان قیدیوں
کو وہیں پہنچوا دو اور اپنے گھر چلو یا انھیں کے ساتھ حدود حکومت سے ضحاک شاہ کے نکل چلو
ورنہ تھوڑے ہی عرصہ میں غضب ہوا چاہتا ہے کہ عزت و جان دونوں پر بن جائیگی لعلان گہر دندان
نے کہا کہ واہ بہن یہ ہمارے کون ہیں جنکے واسطے ہم گھر بار عزیز و اقارب کو چھوڑ دیں اگر خیال کرو
تو ایسے بڑھ کے کوئی دشمن نہوگا جو ہمارے گھر کے برباد کرنے کو آئے تھے قسمت سے مبتلاے
بلا ہو گئے جب یہ چھوٹینگے پھر ہمارے تباہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرینگے یہ سنکر سکندر
رستم خو اور رفیع البخت نے کہا کہ بیشک ہم سب بقصد فتاحی طلسم آئے تھے مگر معلوم ہوا کہ
ہماری قسمت میں فتاحی طلسم نہیں ہے وہ چھوٹا تھا قید ہی ہے جسے تم سب نے چھوڑ دیا اب تم
تم کوئی خوف نکرو لیکن اتنا ہم تمسے وعدہ کرتے ہیں کہ تمھارا جو مرتبہ تھا اُسمیں کمی نہوگی طلسم کی
جن جن مقامات پر تمھارا قبضہ تھا وہ اُسی طرح بعد فتح طلسم بھی باقی رہیگا اسلیے کہ طلسم کشا ہمارا
عزیز ہے یہ سنکر اُن شاہزادیوں نے کہا کہ اب یہاں سے ایسے مقام پر چلنا چاہیے جہاں تک
بادشاہ طلسم کا دسترس نہو ورنہ یہ لوگ بھی اسیر بلا ہونگے اور انکے ساتھ ہمپر بھی آفتیں نازل ہونگی
یہ مشورہ کرکے یہ تینوں شاہزادیاں مع ان شاہزادوں کے جانب بیابان چہار منارہ روانہ ہوئیں
چونکہ ان شاہزادوں نے ابر سحر میں پوشیدہ ہو کر جانا پسند نہ کیا تھا اسوجہ سے شاہزادیاں
تو ایک ایک طاؤس سحر پر سوار تھیں اور انکے واسطے مرکب طلسمی منگوا دیے تھے بالاے ہوا
یہ شاہزادیاں چلی جاتی ہیں اور بر روے زمین یہ تینوں شاہزادے مرکبوں کو جولان کیے چلے
جاتے تھے آن واحد میں قریب بیابان چہار منارہ کے پہونچ گئے یہ بیابان سرحد طلسم سے علحدہ
ہے درمیان بیابان اور طلسم کے دریاے ارغوان حائل ہے جب انھوں نے اُس پار جانا چاہا
تو ارغوان جادو نے روکا اور کہا کہ آج تک بادشاہ طلسم سے اس بیابان پر دست اندازی نہیں

کی ہی اگر آپ لوگ بادشاہ طلسم کی طرف سے بیابان پر قبضہ کرنے آئے ہین تو جبتک میرے دم مین
دم ہی مین نہ جانے دونگا اور اگر طلسم سے نکل جانا چاہتے ہین تو یہ ممکن ہی کہ مین آپ کو سمجھا طلسم کشا
یہان سے نکال دون سکندر رستم غور نے بگڑکے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالنے کا قصد کیا تھا کہ رفیع البخت
نے منع کیا اور سمجھایا کہ دوست کو دشمن بنانے سے کیا فائدہ ہی اور ارغوان جادو سے فرمایا کہ ہم لوگ
طلسم کشا کے عزیز ہین طلسم مین پھنس گئے تھے اب کسی صورت سے رہا ہوگئے ہین تو حدود طلسم
مین رہنا پسند نہین کرتے اسوجہ سے ہمارا قصد یہ ہی کہ بیرون طلسم سکونت اختیار کرین ارغوان
جادو رفیق ہی اسرار روشن ضمیر کا اور اسکو اسرار روشن ضمیر کی زبانی معلوم ہو چکا ہی کہ طلسم کشا ہی کی
رہائی کا باعث ہوا ہی پس ارغوان جادو نے عرض کی کہ اگر آپ عزیزان طلسم کشا مین سے ہین تو میرا گھر
بھی آپ کا کفش خانہ ہی چاہیے یہان قیام فرمائیے چاہیے دوسرے مقام پر قیام پذیر ہوجیے غرضکہ کیا
ہی سکندر رستم نے کہا کہ ہم کو پہنچا دیجیے کہ ہمین دریا کے اس پار جانا منظور ہی ارغوان جادو نے ایک ترنج سحر
دریا کے ارغوان مین پھینکا بمجرد ترنج پھینکنے کے پانی دریا کا مثل برف کے جم گیا یہ تینون شاہزادے
گھوڑے دوڑاتے ہوئے اس پار چلے گئے شاہزادیان بالائے ہوا سے طاؤس سحر اڑاتی ہوئی
اس پار پہونچ گئین جسوقت سرحد طلسمی سے گزرکر بیابان چہار منارہ مین پہونچے تو سب یکجا ہوئے
یہ بیابان عجائبات عالم مین سے ہی حکیم اسقلینوس ثالث نے اسکو تیار کیا ہی حدود اس بیابان کے
وہی چارون منارے ہین سولہ کوس کا یہ میدان ہی چار جانب چار مینار بلند ہین وسط صحرا مین اک قلعہ ہے
جہانتک قلعہ کا بند ہی اسوقت تک کسی کو معلوم نہین کہ اندر اس قلعہ کے کیا ہی جب کوئی شخص قریب
قلعہ کے جانے کا قصد کرتا ہی تو دروازہ قلعہ کا کھل جاتا ہی اور ایک سر برابر سر دیو کے نمودار ہوتا ہے
اور آواز دیتا ہی کہ خبردار ادھر آنے کا قصد نکرنا کہ یہان مال و خزانہ نہین ہی اس سر کو دیکھ کر ایسی ہیبت
طاری ہوتی ہی کہ ساحر و غیر ساحر کوئی آگے جانے کا قصد نہین کرتا ہی اور شب کے وقت خود بخود قلعہ مین
روشنی ہوتی ہی اور آوازین لوگون کی باتین کرنے کی کان مین آیا کرتی ہین جسوقت یہ شاہزادے اور
شاہزادیان ایکجا جمع ہوئے تو لعل ان گہر دندان نے کہا کہ طلسم سے تو نکل آئے لیکن یہ مقام نہایت
خطرناک ہی اسلیے کہ کبھی کوئی شخص اس قلعہ مین گیا نہین ہی لہذا ایک قلعہ سحر کا تیار کرلین اور اسمین سکونت
اختیار کرین سکندر رستم نے کہا کہ کوئی گیا نہو ہم تو ضرور جائینگے بڑے بودے تھے وہ لوگ جو
یہانتک آئے اور اندر کا قلعہ کے حال نہ دریافت کیا ہرچند ان سب شاہزادیون نے منع کیا لیکن
سکندر نے نہ مانا اور قلعہ کی طرف چلا رفیع البخت اور سہراب بھی چلے جسوقت سامنے دروازہ قلعہ
کے پہونچے تو دیکھا کہ دروازہ کھلا اور وہی سر مہیب نمودار ہوا اور پکارا کہ اے عزیزان طلسم کشا
آؤ کہ یہ قلعہ تمھارے ہی واسطے حکیم نے تیار کیا تھا اور سب سامان یہان تمھارے واسطے موجود ہی
لیکن مالک اس قلعہ کا طلسم کشا ہی پس سکندر رستم غور اور رفیع البخت و سہراب داخل قلعہ ہوئے
اور شاہزادیون کو بھی اندر بلا لیا دیکھا کہ قلعہ نہایت آراستہ ہی سب سامان راحت برسون کیواسطے
جو کفایت کرے موجود ہی فوج جسقدر ہی وہ ہر وقت مسلح رہتی ہی لیکن فوجی آدمی تصویرین ہفت جوش
کی ہین پیشانیون پر انکے اسماء متبرک کندہ ہین کہ اگر ساحر سحر کرے تو تاثیر نہو قلعہ پر بھی جابجا طلسم
کندہ کیے ہوئے نصب ہین اور قاعدہ فوج کے لڑانے کا اک سنگ سیاہ پر بخط سر لکھا ہوا ہی اور یہ
تحریر ہی کہ فلان مرنا ہے ہین اولاد صاحبقران سے تین شاہزادے پہلے آئینگے اور ایک شاہزادہ جو

فاتح طلسم اسرار باطنی ہوگا مع اپنے عیار کے تشریف لائیگا اسوقت دروازہ اس قلعہ کا وا ہوگا اور جسیب کا نکلنا موقوف ہوجائیگا اور اسکے قبل جو ساحر یا غیر ساحر اسطرف آئیگا قصد کریگا وہ لقمہ دیان بلا ہوجائیگا
یہ عبارت پڑھکر یہ شاہزادے مکانات کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ پانچ محل بنے ہوئے ہین اور ہر ایک پر نام اسکے ساکن کا تحریر ہی چنانچہ ایک پر سکندر کا نام تحریر تھا اور ایک پر رفیع البخت کا نام لکھا ہوا تھا اور ایک پر سہراب ثانی کا اسم گرامی منقش تھا ایک پر طیفور یاد دیگر دا اور ایک پر عادل کیوان شکوہ لکھا ہوا تھا لیکن جسپر عادل کا نام تحریر تھا وہ مکان بیچ مین اور سب سے بڑا تھا اور جسپر طیفور کا نام تھا وہ سب سے چھوٹا اور متصل محل عادل کیوان شکوہ تھا یہ دیکھکر سکندر اپنے محل مین اور رفیع البخت اپنے مکان مین سہراب اپنے گھر مین داخل ہوئے ہر ایک نے مکان کو آراستہ سامان راحت کو مہیا دیکھا اور ایک ایک گنج زر سرخ کا ہر ایک مکان مین واسطے اخراجات ضروری کے موجود تھا اور اندر ہی اندر سب مکانون کا سلسلہ ملا ہوا تھا یہ شاہزادے نہایت خوش ہوئے اور جائے قیام اپنا اس قلعہ کو قرار دیا اب انکو قلعہ مین چھوڑ کر

چند کلمے داستان مصیبت نشان ملکہ دل آویز جادو کے بیان کیے جاتے ہین

یہ تو بیان ہی ہوچکا ہی کہ عادل کیوان شکوہ ملکہ کے قصر الماس نگار مین مہمان ہین شعلہ عذار جادو وزیر زادی خدمت کے واسطے موجود ہی کنیزون تک سے یہ راز پوشیدہ کیا گیا ہی طیفور یاد دیگر عیار کو شاہزادہ نے فکر لوح مین جانے سے روکا ہی کہ کوئی جواب ملکہ کی طرف سے معلوم ہوے تو جانا تا اگر یوہین صلح ہوجائے تو کشت و خون کرنے سے کیا حاصل لیکن ابھی شعلہ عذار پر یہ بات ظاہر نہین ہونے پائی ہی کہ طیفور طلسم کشا کا عیار ہی مہمان نواز جادو کو پرچہ عادل کیوان شکوہ کا ملگیا ہی اور اسے معلوم ہوچکا ہی کہ شاہزادہ ملکہ کے قصر مین موجود ہی لیکن یہ ڈر رہا ہی کہ ایسا نہو یہ راز فاش ہوجائے تو غضب ہوجائیگا دیکھیے خدا کیا دکھاتا ہی وہان بادشاہ طلسم ضحاک بارگزیدہ جادو تخت حکومت پر بیٹھا ہی اراکین دولت حاضر ہین مشورہ قتل طلسم کشا کا ہورہا ہی جہاں حشم جادو وزیر کہرہا ہے کہ ملکہ سیرم جادو میدان جولی کی تیاری مین مصروف ہین آٹھ دس روز گزر چکے ہین سامری و جمشید کی مدد سے مہینہ بھر اور خیریت سے گزر جائے کسکی طاقت ہی کہ طلسم کشا کو دل کے لیا آئیگا دم بھر مین تو اسکی قسمت کا فیصلہ ایک ضرب شمشیر سے ہوجائیگا جن نگہبانون نے سر اٹھار کھا ہی انکو کہیں پتہ نہ ملیگا اور طلسم کشا کا رہا ہونا غیر ممکن ہی اسلیے کہ تین راستے زندان کے خدایانِ طلسم بند کر گئے ہین جو کسی کے کھولے کھل نہین سکتے اور ایک راستہ محل شاہی کی طرف سے ہی اسطرف سے کوئی پرندہ پر نہین مار سکتا ہنوز یہی باتین ہورہی تھین کہ ملکہ دل آویز جادو پہونچی باپ کو سلام کیا ضحاک نے سر و شتر کا سینے سے لگایا دست شفقت پیٹھ پر پھیرا اور کہا کہ اسے نور دیدہ اسوقت کس ضرورت سے آئی ہو زمانہ اس لائق نہین ہی کہ تم محل سے قدم باہر نکالو دل آویز جادو نے عرض کی کہ ایسی ضرورت تھی جسنے مجھے یہان آنے پر مجبور کیا ضحاک شاہ نے کہا کہ بیان کرو چونکہ اسوقت دربار معمور تھا ملکہ نے عرض کی کہ تخلیہ کی امیدوار ہون حسب الحکم ضحاک شاہ تخلیہ ہوگیا اب خاص خاص عزیزان باوشاہ مثل اسراک جادو اور اختر جادو کے رہگئے یا وزیر ہوشمند بیدار مغز یعنی جہان حشم جادو بس ملکہ نے عرض کی کہ آپ بزرگ ہین مین متردد ہون ایک بات میرے ذہن مین آئی ہی گستاخی معاف ہو تو عرض کرون

ضحاک مارگزیدہ نے کہا بیان کیون نہین کرتی ہو ملکہ نے عرض کی کہ مین ہمیشہ سے اکابر طلسم کی زبانی
یہ بات سنتی آتی ہون کہ فلان زمانے مین طلسم کشا آئیگا اور طلسم اُسکے ہاتھ سے برباد ہوجائیگا وہ زمانہ
یہی ہے لہذا بادشاہ طلسم کو چاہیے کہ طلسم کشا سے صلح کرلے ورنہ گھربار مال و دولت جان و آبرو کوئی چیز
نہ بچیگی لہذا آپ خلاف احکام بانیان طلسم کیون کرتے ہین یہ سُنکر ضحاک ہنسا اور کہا کہ تو ابھی
لڑکی ہے ان باتون کو نہین سمجھ سکتی خیر مین سمجھائے دیتا ہون مین در اصل بادشاہ طلسم نہین ہون
اُس زمانے مین تو کمسن تھی بلکہ بچہ تھی جبکہ بادشاہ اصلی اس تخت پر رونق افروز تھا مین اُسکا
سالار لشکر تھا مین نے اپنے حسن تدبیر سے بادشاہ کو قید کرلیا اور آپ تخت نشین ہوگیا لہذا جو کچھ
احکام بانیان طلسم کے ہین وہ بادشاہ اصلی سے نسبت ہین میری نسبت نہین ہین یہی وجہ کہ دل میرا
مضبوط ہے کہ طلسم کشا میرا کچھ نہین بنا سکتا ہو ملکہ نے کہا کہ بانیان طلسم آیندہ کے تمام حالات
پیشتر سے تحریر کر گئے کیا یہ اُنکو نہ معلوم تھا کہ بادشاہ اصلی اُس زمانے مین معزول ہوگا مین تو کہتی
ہون کہ وہ ضرور جانتے تھے پھر جو احکام اس زمانے کے واسطے بادشاہ کے متعلق وہ لکھ گئے ہین
اُسکی پابندی آپ ہی کو چاہیے جو تخت پر ہو وہی بادشاہ ہے ضحاک مارگزیدہ کی عقل پر ایسے پردے
پڑے ہوئے تھے کہ اُسنے دختر کی باتون پر اعتنا نہ کی اور کہا کہ امور سلطنت مین تمکو دخل دینا
مناسب نہین ہے اسلیے کہ تم عورت ہو عورتین ناقص العقل ہوتی ہین یہ سُنکر ملکہ نے بہت تاؤ پیچ کھایا
اور پھر کہا کہ اچھا اگر طلسم کشا سے صلح کرلیجیے تو آپکا کیا نقصان ہے ضحاک شاہ ان باتون پر مشکوک
ہوا کہ یہ اس معاملہ مین اسقدر کیون ساعی ہے ملکہ کی طرف بنظر قہر و غضب دیکھا اور کہا کہ معلوم ہوتا
ہے طلسم کشا سے تو نے کچھ باتین کی ہین یہ سُنکر ملکہ نے کہا کہ بیشک مین نے طلسم کشا سے کہلا بھیجا
تھا کہ اگر تم ہماری آزار رسانی سے دست بردار ہوجاؤ تو ہم تمکو رہا کرادین اُسنے دو شرطین پیش
کین اول یہ کہ بادشاہ طلسم میرے مجرم کو میرے سپرد کردے اور اگر میرے سپرد نکرے تو اپنے
طلسم سے نکال دے مین اُنکو آپ تاجدار سے سمجھ لونگا - دوسرے یہ کہ جو عزیز اسرار روشن ضمیر
کے قید مین ہین اُنکو رہا کردے - یہ سُنکر ضحاک شاہ ہنسا اور کہا کیا مجھے مجبوری ہے جو مین ان
شرطون کو قبول کرکے اپنے سر پر بدنامی مول لون اور اپنے ایک رفیق قدیم کو اپنی حدود حکومت
سے باہر کرادون لوح میرے قبضہ مین طلسم کشا میرے اختیار مین مہینہ بھر اور گزر جانے
اسکے بعد طلسم کشا بیابان تخفی کی زمین پر آلودہ خاک و خون پڑا ہوگا لاش کو اُسکی زاغ و عقاب
کھاتے ہونگے یہ سُنکر ملکہ نہایت کبیدہ خاطر ہوکر اٹھی اور چلتے وقت باپ کو سلام بھی نہین
کیا سیدھی محل مین چلی آئی اور وہان سے خدمت مین شاہزادہ عادل کے حاضر ہوئی تو آنکھون
سے اشک جاری تھے بال پریشان منھ پر ہوائیان اُڑتی ہوئی ڈری ڈری صورت شاہزادے
نے فرمایا کہ کیون ملکہ اسقدر پریشان کیون ہو ملکہ نے فرمایا کہ تم سچ کہتے تھے عقل پر اُسکے پردے
پڑ گئے ہین ہر چند مین نے اپنے باپ کو سمجھایا مگر اُسنے نہ مانا بلکہ مجھپر غصہ کیا کہ تو اس معاملہ مین
دخل نہ دے لہذا اے طلسم کشا اب تمکو اختیار ہے کہ جسطرح چاہو اپنے دشمن سے پیش آؤ مین
شکایت نکرونگی بلکہ حتی الامکان تمھارا ساتھ دونگی کہ تم حق پر ہو یہ کہکر اُسنے شعلہ عذار سے
صندوقچہ اپنا طلب کیا شعلہ عذار نے صندوقچہ حاضر کیا ملکہ نے صندوقچہ کھول کر ایک ہیکل
نکالکر خود پہنی اور ایک انگشتر بطور اپنی نشانی کے شاہزادے کو دی اور عرض کی کہ تاثیر دس انگشتر

کی یہ ہی کہ سحر آپ پر تاثیر نہ کریگا یہ ہیکل اور انگشتر تحائف طلسمی سے ہین اور شعلہ عذار سے کہا
کہ جاکر تو بھی اپنی محافظت کا انتظام کرو ورنہ ہم سب کی گرفتاری کا وقت قریب سمجھ لے بادشاہ تجھسے بدظن
ہوگیا ہی جسوقت اسنے کتاب احکام ساحری کو دیکھ لیا اسی وقت راز فاش ہوگیا اور سب مبتلاے بلا
ہوے بعد اسکے عادل کیوان شکوہ سے کہا کہ اب آپ جہان کہیے مین آپکو پہونچا دون کہ آپ
میری وجہ سے مبتلاے بلا نہون - عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اے ملکہ گھبراؤ نہ خدا کو یاد کرو یہ
کیونکر ہو سکتا ہی کہ تم تو میری وجہ سے گرفتار بلا ہو اور مین تمھین چھوڑکر چلا جاؤن بہتر یہ ہی کہ ہم تم
ہر حالت مین ساتھ ہی ہون ع آرزو یہ ہی کہ نکلے دم تمھارے سامنے * تم ہمارے سامنے ہو
ہم تمھارے سامنے * شعلہ عذار نے کہا کہ اے ملکہ بہتر یہ ہی کہ جہانتک ہوسکے بدنامی سے اپنے کو
بچاؤ شاہزادہ کے حفاظت کا تمنے انتظام کرہی دیا ہی اب انکو پھر اسی جگہ بھیجدو جہان پر سے تجھے
ساحر انکا کچھ کر نہین سکتے ہین وقتاً فوقتاً شاہزادہ سے ملتی رہنا - ملکہ نے کہا کہ جس زندان سے
مین نے انکو رہا کیا اب پھر اسی جگہ بھیجدون تو مجھ مین اور دشمن مین فرق کیا رہگیا - شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اے ملکہ مصلحت وقت کو دیکھو اسکا خیال نکرو وہ قید ایسی کونسی
قید ہی شاید باپ تمھارا آتا ہو تو مجھے دیکھکر غضب کریگا یا تو بادشاہ سے قطع تعلق کرو پھر کوئی
اندیشہ نہین ہی اگر یہان آئیگا تو ہاتھ سے میرے زک اٹھائیگا ملکہ حیران ہی کہ کیا کرون کیا نکرون -
شاہزادہ مصر ہی کہ مجھے زندان مین جانے دو یہان کا تو یہ رنگ ہی اور وہان ضحاک شاہ نے کتاب
ساحری مین دیکھا کہ دل آویز جادو طلسم کشا کی اسقدر کیون ساعی ہوئی صاف صاف ظاہر
تھا کہ وہ طلسم کشا پر عاشق ہی اور چاہتی ہی کہ مطیع ہو جاے تو طلسم کشا قتل سے بچ جاے اور
شادی میری طلسم کشا کے ساتھ ہو جاے لیکن یہ دیکھکر بادشاہ غصہ سے سرخ ہوگیا اور جہار چشم جادو
سے کہا کہ اب میری راے مین طلسم کشا کو اس زندان سے بلوا کر کسی دوسرے مقام پر قید کرنا چاہیے
اسلیے کہ کتاب ساحری مجکو خبر پہونچاتی ہی جہار چشم جادو نے عرض کی کہ مہمان نواز جادو آپسے
بغاوت نہین کرسکتا مگر اسکی چھپیا دلی ہوئی ہی اور راستہ طلسم کشا کے نکل جانے کا اور کوئی سوا
میرے باغ آتش بہار کے ہی نہین وہان شعلہ عذار رہتی ہی طلسم کشا کو مہینہ بھر کے واسطے یہین
پڑا رہنے دیجیے اسلیے کہ اس سے بہتر محفوظ مقام تمام طلسم مین قید طلسم کشا کے واسطے نہین ہے
جب وقت قتل آئیگا اور طلسم کشا قتل ہو جائیگا شاہزادی آپ ہی مقام پر ہو وہی پشیمان ہو کر ٹھیک
ہو جائینگی اس آتش کا زیادہ مشتعل کرنا باعث خرابی ہوگا ضحاک شاہ تو خاموش ہو رہا دربار
برخاست ہوا ہر ایک اپنے اپنے گھر گیا چنانچہ جہار چشم جادو جو دربار سے اٹھا تو باغ آتش بہار
مین آیا یہان شعلہ عذار کو نہ پایا بس اسنے آئینہ سحر نکالکر دیکھا کہ شعلہ عذار کہان ہی تو عجب معرکہ دیکھا
کہ ایک شخص غیر نامحرم کے پہلو مین بیٹھی ہوئی محبت آمیز باتین کر رہی ہی بس یہ [illegible] آگ جہار چشم جادو
آگ ہوگیا لیکن ضبط سے کام لیا کہ محل شاہی مین جانا اچھا نہین لیکن منتظر بیٹھا ہی جسوقت وہ آئیگی
اسی وقت اسے گرفتار کرونگا کہ اس ننگ خاندان نے نام خاندان کا ڈبو دیا یہ تو یہان اس گھات
مین بیٹھا ہوا ہی اور وہان شعلہ عذار طیفور سے باتین کر رہی ہی اور کہہ رہی ہی کہ ملکہ ہماری دشمن جان ہمارا
پر شیفتہ ہوئی ہین دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہی طیفور کہہ رہا ہی ع دل ہی تو ہی نہ سنگ و خشت درد سے
بھر نہ آے کیون * روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستاے کیون * غرض یہ باتین ہو رہی تھین کہ آ جانے کیا [illegible]

دوسروں کو کیا کہتی ہو پہلے اپنی تو خبر لو شعلہ عذار نے کہا کہ اپنی کیا خبر لوں میں کسکی عاشق و عاجز ہوں
میں نے تمکو مسافر سمجھ کر مہمان کیا ہے ذرا اور کچھ خیال نہ لانا ورنہ میرا مزاج اور طرح کا ہے بس ٹھنڈے
ٹھنڈے اپنے گھر سدھارو یہ کہکر تیوریاں چڑھ گئیں طیفور اس ادا پر اور مر گیا گلے سے چمٹا لیا اور
کہا کہ جان من برا کیوں مانتی ہو تم ہماری عاشق نہ سہی ہمیں تمھارے عاشق سہی شعلہ عذار کا غصہ
طیفور کی اس بیباکی نے فرو کر دیا مگر شرما کے بولی کہ ہمسے محبت کرنا اپنی جان کو روگ لگانا ہے اے شخص
یہ طلسم اب چراغ سحری ہے چند دن میں جو مقامات آباد ہیں یہ برباد ہو جائینگے جہاں بلبلیں چہکتی ہیں
اس مقام پر جغد بولتا ہوگا میرا دل دھڑک رہا ہے کہ ایسا نہو کوئی آفت آئے اور گیہوں کے ساتھ گھن بھی
پس جائے طیفور نے کہا کہ اے شعلہ عذار تم کیا سمجھتی ہو کہ میں کون ہوں اے میں اسی طلسم کشا کی
تلاش میں آیا تھا میں عیار طلسم کشا ہوں اس وقت تک میں نے اپنے کو اسوجہ سے ظاہر کیا تھا کہ اگر آقا میرا
یہاں سے نکل جانا چاہیگا تو اُسے رہا کر دونگا مگر معلوم ہوا کہ وہ یہاں سے قدم نہ نکالیگا تو اب میں نے
تمپر اپنے کو ظاہر کر دیا تم کیوں گھبراتی ہو بادشاہ طلسم گشتہ ہو کر کیا بنا لیگا اب طلسم کشا کی جان کے ساتھ
تم سب کی جانیں وابستہ ہیں اور کسکی مجال ہے کہ جو طلسم کشا کو قتل کر سکے لیکن اب ظاہر بظاہر میرا تمھارے
ساتھ رہنا اچھا نہیں ہے اسی لیے میں نے اپنے کو تمپر ظاہر کر دیا ہے میں صورت خواجہ سرا کی بنتا ہوں تاکہ
آیندہ روندہ یہاں کے مجکو پہچان نہ سکیں اور کوئی وقت سخت آپڑے تو اُس وقت مدد کر سکوں شعلہ عذار
نے کہا کہ جو مناسب جانو وہ کرو طیفور نے صورت اپنی خواجہ سرا کی بنائی اتنے میں ایک کنیز آئی اور اُسنے
عرض کی کہ آپ کے والد ماجد دیر سے باغ میں رونق افروز ہیں اور آپ کو بلاتے ہیں یہ سنکر شعلہ عذار گھبرا
گئی کہا خدا خیر کرے اپنے درجہ سے اُٹھ کر ملکہ کی خدمت میں آئی اور عرض کی کہ کنیز کچھ دیر کے بعد حاضر
ہو گی ملکہ نے کہا کہ جلد آنا دیر نکرنا شعلہ عذار نے عرض کی کہ یہ خواجہ سرا میرے ساتھ جاتا ہے اگر مجھے کچھ
عرصہ کسی سبب سے ہو گیا تو عرض کر بھیجونگی یہ کہکر طیفور کو ساتھ لیا اور اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئی جونہی
داخل باغ ہوئی تو دیکھا کہ چہار چشم جادو غصہ میں بھرا بیٹھا ہے جیسے ہی صورت دختر کی دیکھی پکارا کہ او
شوخ دیدہ یہ تو ملکہ کی صحبت میں ایسی ہو گئی کہ غیر مرد سے باتیں کر رہی تھی سچ بتا وہ کون تھا یہ کہکر
کوڑے پر ہاتھ ڈالا - شعلہ عذار تھرا گئی جواب نہ بن پڑتا تھا خواجہ سرا نے بڑھکر عرض کی کہ حضور میرا
شمار مردوں میں ہے یا عورتوں میں چہار چشم جادو نے کہا کہ خدا نے تجھے مرد پیدا کیا تھا تو اپنے قصد سے
جو چاہے بنجا لیکن شمار تیرا مردوں میں ہوگا - خواجہ سرا نے عرض کی کہ ملکہ غلام سے باتیں کر رہی
تھیں چونکہ میں تازہ ملازم ہوں آئین و قواعد سے آپکے آگاہ نہ تھا تو شہزادی سمجھا رہی تھیں اگر آپکو
یقین نہو تو جس ذریعہ سے آپ نے حال ملکہ کا دریافت کیا تھا اُسی قاعدہ سے پھر ملاحظہ کیجیے
کہ وہ مرد میں ہی ہوں یا کوئی اور ہے چہار چشم جادو نے آئینہ حقیقت نما کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ملکہ اسی
شخص سے باتیں کر رہی تھی چہار چشم جادو نہایت خفیف ہوا کہ دختر دل میں کیا کہتی ہوگی کہ باپ
نے مجھپر تہمت رکھی دختر سے کہا کہ زمانہ نہایت نازک ہے اسوجہ سے میں نے کہا آجکل نئے آدمی کا بغیر
سمجھے بوجھے نوکر رکھنا اچھا نہیں ہے اسوجہ سے میں تمپر خفا ہوا یہ کہکر بسبب شرمندگی کے اُٹھا ہوا چلا گیا
ملکہ نے طیفور کی دانائی پر آفرین کی اور کہا کہ جسکے ملازم ایسے ہوشیار ہوں وہ صاحب اقبال ہیں وہ کیسا
ہوگا لیکن اب حال مہمان نواز جادو کا سنیے کہ جب صبح کو اُسنے طلسم کشا کو اندر زندان کے نہ پایا
تو تلاش کرتا ہوا زیر قصر الماس نگار آیا یہاں قصر میں شاہزادہ ملکہ کے ساتھ بیٹھا ہوا باتیں کر رہا تھا

کہ سامنے سے مہمان نواز جادو نمودار ہوا سلام کیا اور عرض کی کہ ہماری عزت کا خیال رہے فرمایا کہ
اے مہمان نواز جادو تیری ہی وجہ سے میں اب تک یہاں بندھا ہوا بیٹھا ہوں ورنہ خدا جانے کہاں
ہوتا اب تو اپنے اوپر سے اُن گم شدہ قیدیوں کا الزام اٹھا دے اور بادشاہ طلسم سے کہلا بھیج کہ
تین قیدی گم ہو گئے طلسم کشا باقی ہے اسے آپ اپنی حفاظت میں لیجیے ورنہ میں ذمہ دار نہیں ہوں جس وقت
بادشاہ مجھے طلب کرے اُس وقت مجھے لیجا کر بادشاہ کے سپرد کر دینا پھر میں سمجھ لونگا یہ سنکر مہمان نواز
جادو کچھ اور کہنے کو تھا کہ شاہزادہ نے قسم دی مہمان نواز جادو نے مجبوراً بادشاہ کو عرضی لکھ بھیجی یہاں
ملکہ نے کہا کہ تم نے غضب کیا اب اُن قیدیوں کی جستجو ہو گی اور مجھ پر الزام آئیگا فرمایا کہ تم صاف صاف
کہہ دینا کہ میں نے فلاں فلاں شاہزادیوں کو مہمان بلایا تھا اسلیے قید میں نہیں جانتی کہ قیدیوں کو کون
لیگیا تم پر سے یہ الزام ہٹ جائیگا ملکہ پریشان ہو کر کیا کروں کیا نہ کروں لیکن اب حال عرضی مہمان نواز
جادو کا سنیے کہ جب بادشاہ طلسم کو عرضی مہمان نواز جادو کی پہونچی تو دربار [illegible] شاہ
مضمون عرضی سے آگاہ ہوا اور چہار چشم جادو سے کہا کہ تین قیدی زندان سے گم ہو گئے چہار چشم جادو
نے آئینۂ حقیقت کو دیکھا عرض کی کہ وہ قیدی حصار طلسم کے اندر کہیں نظر نہیں آتے - یہ سنکر
بادشاہ اور حیران ہوا کہ کون تھا جو قیدیوں کو نکال لے گیا بس ضحاک مارگزیدہ نے غصہ میں آکر تصویر
ساحری کی طرف دیکھا اور کہا کہ اے شبیہ خداوند صاف صاف بیان کر کہ تینوں قیدیوں کو کون
لیگیا تصویر بولی سہ شعلے بھڑک کے اُٹھے دل کے داغ سے + آخر کو آگ لگ گئی گھر
کے چراغ سے + مجھ سے کیا پوچھتا ہے اپنے گھر کی خبر نہیں لیتا ہے قہرانداز جادو رفیع البخت پر عاشق
ہوئی تھی سنجم تاب جادو سہراب پر لعلان گوہر دندان سکندر پر یہی تینوں عورتیں اُن تینوں قیدیوں کو نکال
لیگئیں بس یہ سنتے ہی اعراک جادو اور اختر جادو تو عرق شرم میں نہا گئے اور ضحاک مارگزیدہ تاؤ
پیچ کھا کے رہ گیا تصویر کی طرف دیکھکر پوچھا کہ اب قیدی کہاں ہیں تصویر پکاری کہ ایسے مقام پر ہیں
جہاں جانا آسان نہیں یعنی بیابان چہار منارہ میں وہ چھوکریاں بڑی ہوشیار ہیں کہ پہلے ہی طلسم سے
نکل گئیں اعراک جادو نے کہا کہ اگر میں جا کر ان چھوکریوں کو مع اُن قیدیوں کے قتل نہ کروں تو نام
اپنا اعراک جادو نہ رکھوں یہ کہکر تیغ جوہر اسنے سنبھالا اور تن تنہا جانب بیابان چہار منارہ روانہ ہوا
بعد اسکے اختر جادو بھی غیرت میں آکر جانب بیابان چہار منارہ روانہ ہوئی دیکھیے یہ کب پہونچتے ہیں
اور کیا ہوتا ہے لیکن یہاں بادشاہ طلسم نے تصویر سے پھر خطاب کیا اور پوچھا کہ اے دل گزیدہ عقدۂ
لاحل یہ بھی بتا سکے کہ طلسم کشا کس کی حفاظت سے رہا ہو گا آواز پیدا ہوئی کہ پہلے تیری دختر کی حفاظت سے
رہا ہو گا اور پھر قید ہو جائیگا اسکے بعد میدان خونی کا مرحلہ پیش آئیگا جس میں بڑا کشت و خون ہو گا
اور دختر وزیر بھی شاہزادے کی شریک ہو گی یہ سنتا تھا کہ ضحاک مارگزیدہ نے کہا کہ ہو کوئی جو ملکہ
کو مع طلسم کشا جا کر جلا دے کہ نہ مکان رہے نہ مکین یہ سنکر شکیل جادو اُٹھ کھڑا ہوا کہ اسکو حق
رفاقت پہونچتا تھا شادی ملکہ کی اسی کے ساتھ ٹھہری ہوئی تھی جیسے اسنے سنا تھا کہ ملکہ طلسم کشا پر
شیدا ہے تاؤ پیچ کھا رہا تھا یہ اسی وقت اُٹھا اور ضحاک مارگزیدہ سے کہا کہ میں ابھی جاتا ہوں اور
طلسم کشا کو مٹائے دیتا ہوں - یہی بانیان طلسم لکھ گئے ہیں کہ جو طلسم کشا سر زمین طلسم پر نہ گرے
میں اُسے جلا دونگا تو خون کیونکر زمین پر پڑیگا علاوہ اسکے یوں ہی زمین [illegible]
[illegible]

اور جانب باغ ملکہ روانہ ہوا آتے ہی اسنے چار جانب محل شاہی کے حصار سحر کیا کہ جو اندر ہی وہ باہر
نہ جا سکے اور اک ترنج سحر پڑھکر دروازہ محل پر مارا کہ آگ لگ گئی اور مکان مثل مکان کاغذ کے
جلنے لگا وہاں شاہزادہ ملکہ کے پہلو میں بیٹھا تھا کہ چند کنیزیں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ محل میں آگ
لگ گئی ملکہ بیتاب ہوکر قصر الماس نگار سے نکلی تو دیکھا کہ سارا مکان جل رہا ہی پس یہ سمجھ گئی کہ یہ
کسی دشمن کی آتش افروزی ہی پس یہ اسی وقت زمین پر تڑپی اور بلند ہوکر سحر کیا کہ ابر چھا گیا اور بارش
ہونے لگی دم بھر میں ساری آگ فرو ہو گئی لیکن اتنے ہی عرصہ میں جتنے ذی حیات تھے سب مر چکے
تھے ملکہ کو اپنے ملازمین کے جل جانے کا نہایت صدمہ ہوا اور یہ شعر زبان پر آیا کہ ؎ کھو کے دل
عشق میں جلنے کے سوا کیا دیکھا + ہم ہی ایسے تھے کہ گھر پھونک تماشا دیکھا + یہ آواز جو ملکہ کی
شکیل جادو کے گوش زد ہوئی تڑپ کر سامنے ملکہ کے آیا اور پکارا کہ او بیوفا بدسرشت تو بچ گئی خیر وہ
تو جل گیا ہوگا جسکے عشق میں تو نے اپنے کو رسوائے عالم کیا۔ یہ سنکر ملکہ نے شکیل جادو کی طرف
نگاہ غضب دیکھا اور فرمایا کہ اگر تیرے خاندان کی بنیاد کو طلسم سے نہ مٹایا تو نام اپنا دل آویز جادو
نہ پایا یہ کہکر ملکہ نے ہار اپنے گلے سے اتار کر کچھ اسم سحر پڑھا اور طرف شکیل جادو کے کھینچ مارا ۔
شکیل جادو نے گردن آگے بڑھا دی اور کہا کہ میں تو تیرے جانثاروں میں تھا مگر اب تیرے خون کا
پیاسا ہوں کہ تو نے دوسرے مرد سے دل لگایا یہ کہکر ہار گلے میں پہن لیا اور دم سحر پڑھنے لگا تھوڑے
ہی دیر میں تمام پھول ہار کے بچھو بنگئے اور چاروں طرف سے نیشزنی کرنے لگے شکیل جادو تڑپنے
لگا ملکہ تیغہ سحر پکڑ کر قتل کو چلی تھی کہ نعرہ ضحاک شاہ کا ہوا اور آواز آئی کہ او سرکش دختر کیا کرتی ہی
اپنے شوہر کو قتل کرتی ہی خبردار ایسی حرکت نکرنا بس یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ بس اب آپ میرا سامنا نہ کیجیے
نہ میں آپکو منھہ دکھانے کے قابل ہوں نہ آپ مجھے منھہ دکھانے کے لائق ہیں یہ عورتیں دوسری
جو ایک کی صورت دیکھکر دوسرے کی صورت دیکھے میں طلسم کشا سے اپنے دل کو وابستہ کر چکی ہوں
بد نہاد نہیں ہوں آپ کو شرم نہیں آتی کہ دختر پر اپنی گالی چڑھاتے ہیں ضحاک شاہ نے اتنی دیر میں کچھ
اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ اک مرغ پیدا ہوا اور تمام بچھو ہار کے چن چن کے کھا گیا شکیل جادو کے
حواس بجا ہوے اس ہنگامہ کی خبر ملکہ شعلہ عذار جادو کو پہونچی کہ راز فاش ہو گیا اور بادشاہ کا عتاب
ملکہ پر نازل ہوا ہی پس یہ بیتاب ہوکر اپنے مقام سے اٹھی اور طرف قصر الماس نگار کے روانہ ہوئی
یہاں آکر دیکھا تو ملکہ سے اور شکیل جادو سے سحر کے رد و بدل ہو رہے ہیں اور بادشاہ الگ کھڑا تماشا
دیکھ رہا ہی جو سحر ملکہ کا شکیل سے نہیں رد ہو سکتا ہی اسے خود بادشاہ رد کر دیتا ہی اور کہتا ہی کہ او شوخ دیدہ
تجھے اسی کے ہاتھ سے قتل کراؤنگا لیکن ابھی ضحاک شاہ کو یہ معلوم نہیں ہی کہ ملکہ ہیکل پہنے ہوے ہی
اگر اسوقت تمام ساحران طلسم بھی ملکہ پہ سحر کرینگے تو اثر نہوگا شعلہ عذار جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا بس
کڑک کر بلند ہوئی اور سر پر شکیل جادو کے گری کہ دو پرکالے ہوے اور نعرہ کیا کہ منم ملکہ شعلہ عذار جادو
کے گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی بس شکیل جادو کا مرنا تھا کہ ملکہ نے وزیرزادی کو
گلے سے لگا لیا اور ضحاک شاہ کی آنکھوں میں خون اتر آیا کہ اسنے میرے سامنے شکیل جادو کو مارا بس
ضحاک شاہ نے اک بال اپنے سر کا توڑ کر زمین پر پھینکا اور آواز دی کہ اسے مار طلسمی باندھ لے مشکیں
اس شوخ دیدہ و گستاخ کی بمجرد اس آواز کے وہ موے سر مار سیاہ بنکے شعلہ عذار کی طرف چلا ہر چند
شعلہ عذار نے رد سحر کیا مگر کچھ نہوا یہ بادشاہ طلسم کا سحر تھا اسے کون رد کر سکتا تھا سانپ آکر دونوں

ملکہ شعلہ عذار کے لپٹ گیا اور کھینچتا ہوا طرف بادشاہ کے لیچلا جب دیکھا دل آویز جادو نے کہ وزیرزادی
میری اسیر ہو گئی ہے۔ پس اسنے اپنے جوڑے کو کھول دیا اور بال بکھرا دیے اور پڑھا اسم سحر
پڑھنے لگی دیکھا کہ اک طاؤس زرین بال اڑتا ہوا آیا اور اس عقاب کو نگل گیا بادشاہ نے جو دیکھا کہ دختر
نے میرے سحر کو رد کیا پس اسنے کچھ اسم پڑھا اور آواز دی کہ اسے مار سیاہ شکم طاؤس میں شعلہ آتش
پہنچا اور جلا دے اسکو دیکھا کہ فوراً طاؤس آتش بازی کی طرح چرخ مارنے لگا اور ہمہ تن شعلہ
ہو کر طرف ملکہ کے چلا ضحاک شاہ نے اور زور دیا کہ یہ شعلہ اس گیسو بریدہ کا کام تمام کر دے لیکن یہ
ہرگز نہ ہیکل وہ شعلہ ملکہ کے قریب پہونچکر فرو ہو گیا اب نظر ضحاک شاہ کی اس ہیکل پر پڑی جو ملکہ کے
گلے میں تھی پس یہ سمجھ گیا کہ اسی سبب سے یہ اسیر نہیں ہوتی ہے پس ضحاک شاہ نے پڑھا اسم سحر پڑھکر
دستاسا دی کہ اک طائر تیز منقار پیدا ہوا اسنے سر پر ملکہ کے چرخ مارنا شروع کیا اور سامنے ملکہ کے اک
اژدر دم کشی کرتا ہوا پہونچا ملکہ اژدر کو رد کرنے کی فکر کرنے لگی طائر نے ڈورا ہیکل کا کاٹ دیا کہ ہیکل گلے
سے نکل پڑی ہیکل کا گلے سے اترنا تھا کہ ملکہ بیہوش ہو کے گری یہ دیکھکر عادل کیوان شکوہ کو تاب
نہ رہی وہیں سے تیغہ کھینچکر اژدر کی طرف چلے ہنوز اژدر قریب ملکہ کے نہ پہونچا تھا کہ عادل کیوان شکوہ
نے تیغہ سحر کش طلسمی کا وار کیا اژدر کے دو ٹکڑے ہو گئے یہ دیکھکر ضحاک مارگزیدہ کو نہایت غصہ
آیا یہ تو اسکو خیال تھا کہ طلسم کشا کو دختر نے انگشتر سلیمانی پہنا دی ہے اب سحر اسپر تاثیر نکریگا وقت کو
غنیمت جانکر ضحاک جادو برق بن کے سر پر عادل کیوان شکوہ کے گرا شاہزادہ بسبب انگشتر کے محفوظ رہا
اور عکس انگشتر سے سحر ضحاک مارگزیدہ کا رد ہو گیا اور بیہوش ہو کر سامنے عادل کیوان شکوہ کے گرا ابھی
اسکا گرنا تھا کہ شعلہ عذار جادو نے آواز دی کہ اے شہریار اب نہ چھوڑیے گا عادل تیغہ سحر کش
چمکایا چاہتے تھے کہ وار کرکے کام اسکا تمام کروں کہ زمین شق ہوئی اور چار پتلے فولادی پیدا ہوئے کہ
ضحاک شاہ کو لیکر زمین میں چلے گئے یہاں عادل کیوان شکوہ نے دل آویز جادو کو ہوشیار کیا شعلہ عذار
جادو پر آفرین کی اتنے میں خواجہ سرا نے آکر ہیکل پیش کی اور عرض کی کہ جلد ملکہ کو پہنا دیجیے ایسا نہو
کہ کوئی اور ساحر آجائے شاہزادہ نے خواجہ سرا کی بہت تعریف کی اور فرمایا کہ یہ تو نے بہت بڑا کام کیا
ملکہ شعلہ عذار نے کہا کہ اسکو حضور نے پہچانا بھی فرمایا کہ جتنا پہچانا تھا اتنا ظاہر ہے شعلہ عذار نے عرض
کی کہ یہ آپکا عیار طیفور ہے یا دیگر تو ہی عادل کیوان شکوہ نے طیفور کو گلے لگانے کا قصد کیا طیفور
قدموں پر گرا شاہزادہ نے ارشاد کیا کہ میں نے جبھی آواز اسکی پہچانی تھی جب یہ گویا ہوا گا رہا تھا
آج ملکہ دل آویز جادو پر بھی یہ راز فاش ہوا کہ یہ بیا طلسم کشا ہے اور گویا بنکر اپنے آقا کی تلاش میں یہاں تک
آیا تھا اب یہ سب قصر الماس نگار میں آئے اور آپس میں صلاح ہونے لگی کہ اب کیا کرنا
چاہیے اسلیے کہ راز فاش ہو چکا ہے طیفور نے عرض کی کہ اے شہریار میرے نزدیک اس مقام
پر ٹھہرنا بے سود ہے چلکر ملکہ کو بھی جائے عافیت میں بٹھا دیجیے اور آپ بھی فکر لوح میں چلیے اسلیے کہ
بادشاہ طلسم اور باقی ماندہ مالکان در بستی کی لوح کے ذریعہ سے ہے انگشتر بس اتنی ہی تاثیر رکھتی ہے
کہ آپکو سحر سے بچائیگی یہ رائے طیفور کی سب کو پسند آئی اور اسیوقت ملکہ شعلہ عذار جادو و ملکہ
دل آویز جادو اپنے اپنے طاؤس سحر پر سوار ہوئیں اور شاہزادہ مرکب پر جلوہ گر ہوا عیار نے گوشہ
ریز بچھا اور باغ آتش نہار کی طرف سے نکل چلنے کا ارادہ کر لیا لیکن جسوقت باغ آتش بہار میں قدم رکھا
ہے اور تمام باغ کو طے کرکے نکلے ہیں قصد لشکر کی طرف چلنے کا ہے کہ شعلہ عذار کو وہ کنجی یاد آئی جو اسکے

صندوقچہ سحر کی تھی۔ سرہانے رکھکر بھول گئی تھی پس اسنے عرض کی کہ حضور دم بھر قیام فرمائیں میں کنجی
لیکر ابھی حاضر ہوتی ہوں یہ کہکر بیدھڑک اندر باغ کے آئی اور سرہانے دیکھا تو کنجی کو نپایا اسنے
کنیزوں سے پوچھا کہ کنجی میرے سرہانے سے کسنے اٹھائی ہے۔ یہ سنکر ایک دوسرے کا نام
بتانے لگی۔ سوسن نے کہا کہ نرگس نے اٹھائی ہوگی نرگس نے غصہ سے آنکھیں نکالیں اور کہا
کہ بچھونا تو سنبھلا نے جھاڑا تھا یہ تو آپس میں چاؤں چاؤں کرنے لگیں شعلہ عذار پریشان ہوئی
کہ کیا کروں کیا نکروں بغیر کلید سحر کے صندوقچہ بیکار ہی اور بغیر صندوقچہ کے میں بیکار ہوں لیول سنے
دروازہ باغ پر آکے عرض کی کہ اے ملکہ آفاق غضب ہوا میرے صندوقچہ سحر کی کلید گم ہوگئی ہے
تو عمر بھر کا ریاض خاک ہوا جاتا ہی میں بالکل بیدست و پا ہوگئی کہیں کی نہ رہی آپ تشریف لیجائیے
میں کلید ڈھونڈھکر حاضر ہونگی ملکہ نے کہا کہ اے شعلہ عذار اب اس مقام پر ٹھہرنے میں ہزار
طرح کے خطرے ہیں اب راز ہمارا تمہارا فاش ہو چکا ہی ہنوز یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک کنیز
آواز دی کہ اے ملکہ پیچھے یہ کنجی ملگئی پس جیسے ہی پلٹ کر شعلہ عذار نے کنجی لینے کا قصد کیا اس
کنیز نے ہاتھ پکڑ لیا اور آواز دی کہ او حیلہ گر کیا غضب کیا تھا تو نے کہ کلید سحر لیکر بھاگ جانے کا قصد کیا تھا
سنو ملکہ مہرم جادو نے یہ کہکر بال سر کا توڑا اور مشکیں شعلہ عذار کی باندھ لیں اسکے بعد دل آویز جادو
کی طرف دیکھکر کہا کہ او شوخ دیدہ کیا تو اسی دن کے واسطے پیدا ہوئی تھی کہ باپ کا گھر برباد کرکے
دشمن کی دوستی اختیار کرے تو نہیں جانتی کہ ابھی میں زندہ ہوں پس بہتر یہی ہے کہ چلی آ ورنہ
اسی طرح تجھے بھی باندھ کے لیجاؤنگی اگر میں تیار ہے سحر بھیجکر ضحاک کو نہ اٹھوا منگاتی تو تو نے اپنے
ہاتھ سے باپ کو قتل ہی کرا ڈالا ہوتا دل آویز جادو آواز مہرم جادو کی سنکر گھبرا گئی کہا دادی اماں
اب آپ اس معاملہ میں دخل نہ دیں میں نے والد ماجد کو بہت سمجھایا کہ صلح کر لیجیے جب انھوں نے
نہ مانا اور اسکے عوض میں میرا گھر جلوا دیا تو میں نے بھی یہ حرکت کی کہ طلسم کشا کا ساتھ دیا ورنہ میں طلسم کشا
کو اسی بات پر رضامند کر چکی تھی کہ وہ میرا گھر برباد نکرے مہرم جادو نے کہا کہ یہ سب سچ ہی مگر بڑوں کی
حق ناحق سبھی سہتے ہیں اور اٹھاتے ہیں یہ اولاد کی سعادتمندی ہی کہ ماں باپ کا غصہ برداشت
کرے۔ دل آویز جادو نے کہا کہ غصہ برداشت کرنا اور شی ہی وہ تو جان و آبرو کے درپے ہوگئے ہیں
مہرم جادو نے کہا کہ کچھ سمجھ گیا پلٹ آ اپنے باپ کو رسوائے عالم نکر ورنہ میں قسم کھاتی ہوں اپنے
دین و مذہب کی کہ اگر نہ مانے گی تو شعلہ عذار کا جو حال کیا ہی وہی تیرا بھی حال کرونگی یہ سنکر دل آویز جادو
نے طاؤس سحر کو اشارہ کیا اور یہ قصد کیا کہ نکل جاؤں پس مہرم جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر جوڑا
بالوں کا کھولا فوراً اسقدر تاریکی پیدا ہوگئی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا پس مہرم جادو نے قریب آکر
ہیکل گلے سے دل آویز جادو کے اتار لی اور اسی تاریکی میں قریب عادل کیوان شکوہ کے آکر آواز
دی کہ اے شہریار یہ ہیکل میرے گلے سے اتر گئی اسلیئے میں مجبور ہوں اگر انگوٹھی مجھے دیجیے تو میری جان
اس بلا سے بچ جائیگی ورنہ گھٹ گھٹ کے مر جاؤنگی یہ سنتے ہی عادل کیوان شکوہ نے جلدی سے
انگوٹھی ہاتھ سے اتار کر مہرم جادو کو ملکہ دل آویز جادو سمجھ کے دیدی پس انگشتری کا ہاتھ میں آنا تھا کہ مہرم جادو
نے ایک رسن سحر میں سب کو باندھ لیا اور باغ آتش بہار میں لاکر دل آویز جادو کو قمری بنا کر چھوڑ دیا
اور شعلہ عذار جادو کو فاختہ بنا کے بٹھا دیا اور عادل کیوان شکوہ کو شیر بنا دیا اور طیفور عیار کو گرگٹ کی
شکل بنا کے آپ طرف بیابان تحقیق کے روانہ ہوئی اور ایک نامہ ضحاک جادو کو بھیجا مضمون اسکا یہ تھا

کہ مین نے تیری دختر کو مع طلسم کشا باغ آتش بہار مین قید کر دیا ہے اب تو اطمینان سے سلطنت
کر اتنی کسی کی مجال نہین ہے جو انکو رہا کر لیتا ہے کیونکہ باغ میرے پاس ہے اب بغیر میری اجازت
کے نہ تو کوئی اندر باغ کے داخل ہو سکیگا اور نہ باغ سے باہر جا سکیگا جسوقت یہ نامہ ضحاک
مارگزیدہ جادو کو پہونچا تو ضحاک نہایت خوش ہوا اور مصروف عیش و عشرت ہوا لیکن اب

چند کلمے داستان اعراک جادو و اختر جادو کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ دونون بھائی بہن جوش غیرت مین یہ تہیہ کرکے چلے تھے کہ جہان پاجائین دخترون کو بھی
قتل کرین اور انکے عاشقون کو بھی مار ڈالین تاکہ داغ رسوائی دامن سے دور ہو اگرچہ دونون
یکے بعد دیگرے تنہا چلے تھے لیکن جسوقت انکی فوجون مین اطلاع ہوئی ہے تو ساحر برابر سے پیدل
روانہ ہوے ہین لیکن دیکھا چاہیے کسوقت پہونچتے ہین لیکن اعراک جادو اور اختر جادو جسوقت
قریب دریاے ارغوان کے پہونچے اور ارغوان جادو کو خبر ہوئی کہ بھائی بادشاہ طلسم کا
اور بہن اسکی اسطرف آتی ہے تو ارغوان جادو نہایت پریشان ہوا کہ اگر روکتا ہون تو یہ کوئی معمولی
ساحر نہین ہین کہ میرے روکنے سے رک جائینگے اور اگر نہین روکتا ہون تو نمک حرامی ہے کہ یہ لوگ
دشمن ہین عزیزان طلسم کشا کے اور انکی آزار رسانی کی غرض سے آئے ہین مجبوراً اسنے
جان دینا گوارا کی اور دریا سے نکل کر انتظام سد راہ کا کیا کہ اگر زمین مین جاتا ہین تو دریا
حائل ہوا اور اگر بلند ہو کر جانے کا قصد کرین تو ابر تیرہ روکے لیے اس انتظام کے ارغوان جادو
چند قدم اپنی جگہ سے آگے بڑھا جسوقت اعراک جادو اور اختر جادو قریب پہونچے تو ارغوان جادو
نے ٹوکا کہ کون ہے اور ادھر کیون آتا ہے۔ اعراک جادو نے کہا اے ارغوان جادو کیا قضا آئی ہے نہین
جانتا کہ مین کون ہون منم برادر سلطان طلسم یعنی اعراک جادو بہتر ہوگا تیرے حق مین کہ مجھ سے تعرض نکر
ورنہ ایک دم مین تیرے دریا کو ہٹا دونگا جہان پانی بہہ رہا ہے وہان خاک اڑتی ہوگی یہ سنکر ارغوان جادو
نے کہا کہ او نمک حرام تجھ پر اور بادشاہ کہتے شرم نہین آتی جو بادشاہ طلسم ہے اسکا تو نمک خوار نمک حرام ہے جسے
تو بادشاہ کہتا ہے وہ بھی نمک حرام ہے اسوقت مین اور تو ایک درجہ پر ہون تو بھی بادشاہ قدیم کا ایک ملازم
تھا اور مین بھی اسی کا ملازم ہون ہرگز اس رستے سے نہ جانے دونگا اگر بہتری اپنے حق مین چاہتا ہے
تو پلٹ جا ورنہ میرے ہاتھ سے زک اٹھائیگا۔ بس یہ سننا تھا کہ اعراک جادو نے تولیہ سحر کا کھینچکر
سینہ پر ارغوان جادو کے مارا ارغوان جادو نے کچھ اسم سحر پڑھ کر چاہا کہ تولیہ کو پلٹا دے ممکن نہوا
اسلیے کہ اعراک جادو ساحر زبردست ہے اگر یہ لوگ ایسے نہوتے تو سلطنت پر کیونکر قابض ہو جاتے
تولیہ جو سینہ پر ارغوان جادو کے پڑا ارغوان جادو الٹ کے گرا اور بیہوش ہو گیا اعراک تیغ سحر کھینچکر
چلا کہ اسکو قتل کر ڈالون ہنوز قریب نہ پہونچا تھا کہ دریا سے ایک نہنگ پیدا ہوا اور ارغوان جادو کو نگل کے
دریا مین چلا گیا اب اعراک نے پر پرواز پیدا کیے اور قصد کیا کہ اڑکر دریا کے اس پار نکل جاؤن لیکن
جیسے ہی اوپر پہونچا بادل گرجا اور بجلیان چمک چمک کے اعراک جادو پر گرنے لگین اعراک ایک
رد کرتا ہے دوسری بلا نازل ہوتی ہے تو گھبرا گیا اور مجبوراً اسکو پلٹنا پڑا ادھر تو اعراک پلٹ کے آیا ادھر
ابر سے آواز قہقہہ کی پیدا ہوئی کہ بس اسی منھ پر دریا سے عبور کرنے کا قصد کیا تھا پس اعراک جادو کو
غیرت آئی اور اسنے جھولی سحر کے ہاتھ ڈالا اور کچھ سامان نکالکر اسکی ایک کشتی بنائی اور منتر سے مین

تلوار ماری کہ سالار جادوان کے دو ٹکڑے ہو گئے اتنے عرصے میں اختر جادو تڑپ کر اس خیمۂ
آتشین کے باہر آئی اور جھولی پر ہاتھ ڈال کے آواز دی کہ او چھوکری تو نے بہت سر اٹھایا ہے خیر کہاں تک
بھاگیگی کہ میں ماں ہوں اور تو دختر ہے مجھے تیری ولادت کے بعد ہی تیرے حرکات کا حال جنم پتر سے
سے معلوم ہوگیا تھا مگر برا ہو محبت مادری کا جس نے تیرے قتل سے باز رکھا تو لائق تو اسی کے تھی کہ
گلا گھونٹ کے مار ڈالی جاتی خیر جب نہ سہی تو اب سہی یہ کہکر جھولی پر سحر کے ہاتھ ڈالا اور ساحری
کرکے ایک آئینہ نکالکر سامنے ملکہ قمر اندام کے پیش کیا پر تو آئینہ کا پڑتے ہی قمر اندام مضمحل ہوکر زمین
پر گری اختر جادو نے پلٹ کے تلوار مارنے کا قصد کیا تھا کہ نجم تاب جادو بیتاب ہوگئی اور تیغ
تیز شہاب بنکر ہاتھ پر اختر جادو کے گری تلوار ہاتھ سے اختر جادو کے چھوٹ پڑی اختر جادو نے
عکاس آئینہ کا ڈالا یہ بھی بیہوش ہو کے گری اُدھر لعلان گہر دندان اعواک سے برابر کا مقابلہ کر رہی
ہے اعواک بھی زخمی ہوا ہے اور لعلان بھی زخمی ہے دیکھا اس نے کہ دونوں بہنیں میری قتل ہوا چاہتی ہیں لہذا
یہ کہکر اختر جادو پر آ پڑی اور چند سنہرے سحر کے جھولی سے نکال کر پھینکے کہ وہ پتے کڑک کڑک کے گرنے
لگے ایک نے قمر اندام کو لیا قلعہ کی طرف راہی ہوا دوسرا نجم تاب کو لیگیا تیسرا پنجہ رفیع البخت کو لیگیا چوتھا
سہراب کو پانچواں سکندر کو اور دو پتے دونوں ہاتھوں میں اختر جادو کے لپٹ گئے اور دو پتوں نے
قدم تھامے کہ اختر جادو کو پابستہ ہوگئی نہ آگے بڑھ سکتی ہے نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے بس لعلان گہر دندان
نے ترنج سینے پر اختر جادو کے مارا اختر جادو نے اُف کی کہ اک شعلہ دہن سے نکلا ترنج کو جلا دیا اختر
جادو نے بمشکل ہاتھ پاؤں اپنے پتوں سے چھڑا لئے اتنے میں اعواک جادو آ پڑا اب لعلان گہر دندان
اسکے سحر کا بھی جواب دیتی ہے اُسکا سحر بھی رد کرتی ہے اکیلی رہ گئی ہے کیا کرے اور کیا تھکے چار پتے
پشت پر لعلان گہر دندان کے سپریں لیے ہوئے موجود ہیں اور جہاں سے سحر کو رد کر رہے ہیں لعلان
گہر دندان اعواک کے سحر کو رد کرنے میں مصروف تھی کہ اختر جادو نے عکاس آئینہ کا لعلان پر بھی
ڈالا یہ جلدی ہٹ اُس سحر سے بچ نہ سکی بیہوش ہو کے گری اعواک تیغہ پکڑتے ہوئے چلا تھا کہ
چاروں پتوں نے سپریں پھینکدیں اور ملکہ کو اٹھا کر قلعہ کی طرف روانہ ہو گئے اعواک جادو اور اختر
جادو متحیر ہو کے رہ گئے اعواک غصہ میں قلعہ کی طرف بڑھا تھا کہ اختر جادو نے منع کیا اور کہا کہ
زخمی تم بھی ہوا در میں بھی ہوں رات کو قیام کرو صبح کو دیکھا جائیگا اعواک نے اختر جادو کی خاطر
سے تعاقب نہ کیا اور اسی مقام پر خیمہ برپا ہونے کا حکم دیا فوج ساحران اُتر پڑی وہاں سکندر
رستم فر اور سہراب اور رفیع البخت ہوشیار تھے مگر دروازہ قلعہ کا بند تھا ہر چند قصد کیا کہ قلعہ سے
نکلیں اور جاکر شریک جنگ ہوں کہ لعلان گہر دندان تنہا رہگئی ہے مگر پتوں نے جان نہ چھوڑی آ
خر دونوں شاہزادیاں بیہوشی کے عالم میں پہونچیں اپنے معشوقہ کو ہر ایک نے ہوشیار کیا
زخموں کا چارہ ہونے لگا یہاں اعواک نے رات تو آرام سے بسر کی اور صبح کو طبل جنگ بجوا دیا
خبر لعلان گہر دندان وغیرہ کو ہوئی انھوں نے بھی کوس حربی بجوا دیا دونوں جانب تیاریاں جنگ
کی ہونے لگیں سکندر رستم فر اور رفیع البخت اور سہراب نے کہا کہ جب ہم لوگ صحیح و سالم موجود
ہیں تو قلعہ بند ہوکے ہرگز نہ لڑینگے کہ اسمیں ہماری بدنامی ہے لعلان گہر دندان نے ہر چند سمجھایا جب
انھوں نے نہ مانا تو لعلان نے کہا کہ صبح کو دیکھا جائیگا میں آپ کو نہ روکونگی رات کو بیرون قلعہ
کیونکر بسر کیجیے گا کہ نہ فوج ہے نہ بارگاہ سکندر وغیرہ یہ سنکے خاموش ہو رہے لعلان گہر دندان نے

ایسا سحر کیا کہ یہ تینوں بستر پر سوتے رہے اور بیدار نہ ہوسکے اور اعواک جادو فوج کو لیکر قلعہ کی طرف
چلا آگیا۔ آگے اعواک جادو فیل سحر پر سوار ہو کر بائین جانب اگر اختر جادو طاؤس سحر پر بیٹھی ہوئی
ہاتھون مین دونون کے ترسول ہین اور بائین ہاتھ مین ایک ایک تیر ہے پشت پر فوج اسطرح تیار
کرکے یہ قلعہ کی طرف چلے ہین قلعہ پر سے کل سپاہی ناوک اندازی کرنے لگے پہلا ناوک اعواک
کی ران پر پڑا ہر چند اعواک جادو نے رد سحر کیا ممکن نہوا اور اعواک کا زخمی ہوا۔ ایک تیر
اختر جادو کے بازو پر پڑا یہ بھی زخمی ہوئی اور قریب دو ہزار ساحرون کے مارے گئے کسی سے رد
نہوسکا سحر نے تاثیر نہ کی اسوقت مجبور ہو کر اعواک جادو اور اختر جادو پاؤن پلد کر غرق زمین ہونے
لگے کہ زمین زمین قلعہ تک پہونچ جائین زمین آہنی ہوگئی اسپر پانی نہ ہوا تو سنگ بلند ہوتی جاتی
ہے آنکھون کی روشنی زائل ہوئی جاتی تھی اسوقت مجبور ہو کر پلٹ آئی اور آواز دی کہ سمجھ تو سہی
کتھا کہ حمزہ اور اولاد حمزہ سے قلعہ بند ہونے کو کبھی گوارا کیا ہوگا معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگ اولاد
صاحبقران سے نہین ہو یہ سنتے ہی ملکہ السلان گوہر دندان نے فصیل قلعہ پر سے آواز دی کہ
ہمنے ان شاہزادون کو خواب سحر مین آلودہ کر دیا ہے ورنہ اسکی نوبت نہ آتی اور اب بہتر ہے کہ
آپ یہان سے چلی جائیے یہ وہ مقام ہے جسکی طرف کبھی بادشاہ طلسم نے بھی رخ نہین کیا ہے کسی کا
سحر اس قلعہ پر تاثیر نہین کرتا ہے ورنہ بہت خراب ہوجیے گا۔ اعواک جادو اور اختر جادو سحر کرکے
عاجز و پریشان تو ہو ہی چکے تھے کہا کہ خیر دیکھا جائیگا کبھی تو تم لوگ قلعہ کے باہر قدم رکھو گے یہ
کہکر کچھ فاصلے سے ایک قلعہ سحر اپنے رہنے کو تیار کیا اور اپنے افسران فوج اور ہمراہیان قریب کو
نامے لکھ بھیجے کہ ہمنے سلطنت طلسم کی ترک کی جس مقام پر ذلیل و رسوا ہوئے اب وہان رہنا
بیکار ہے تاوقتیکہ ان دختران بد سرشت کے خون سے اپنے ہاتھ رنگین نہ کرینگے اسوقت تک ہم
طلسم مین نہ آئینگے۔ تو یہان مقیم ہوئے ہین لیکن اب

ذکر قتل ہونے داستان سرایان ارغوان جادو کے

کہ بعد قتل ارغوان جادو کے ساتھی خالی ہاتھ روتے پیٹتے جانب قلعہ سیمتاب روانہ ہوئے
کہ چلکر اسرار رفتہ شفیقہ سے اطلاع کرین کہ آپکا نمک خوار قدیم حق نمک سے ادا ہوا جسوقت یہ لوگ
قلعہ سیمتاب کے سامنے پہونچے تو اہل قلعہ نے بادشاہ سے اطلاع کی۔ اسرار رفتہ شفیقہ نے
آنکھوں مین بند کین اور دم بھر بعد آنکھ کھولکر کہا کہ افسوس ارغوان جادو نے مفت اپنی جان دی کاش
ان لوگون کو اندر قلعہ کے بلالو اور تسلی و تشفی انکی کرو غلیظ یزدان طلسم کشا ایسے مقام پر پہونچ گئے ہین
کہ انکا کوئی کچھ بنا نہین سکتا ہے مین پہلے طلسم کشا کو رہا کرکے مرنا کہ باور کہ مرکر بھی انکے اجداد کی
دادرسی کرونگا اب صرف آٹھ روز اور باقی رہگئے ہین ممکن تھا کہ مین اسوقت جاکر باغ ارتنگ بہار
کو تاراج کر دیتا مگر بہرام جادو کے دل کی دل مین رہجائیگی یہ دیکھنا ہے کہ اسنے میدان فوق کی کیسی
تیاری کی ہے اگر دہن سے جاکر طلسم کشا کو نہ لایا تو ناحق اپنا اسرار رفتہ شفیقہ نام پایا یہ کہکر پھر عمل خوانی مین
مصروف ہوا اہل قلعہ نے ان فریادیون کو قلعہ مین بلاکر جگہ رہنے کو دی لیکن لرزان جادو کو ارغوان جادو
کے مارے جانے کا کمال صدمہ ہوا اسلیے کہ ارغوان جادو اسکا عزیز قریب ہوتا تھا علاوہ اسکے ایمانی
ہمدردی کا جوش بھی تھا لیکن مجبور تھا کہ بادشاہ نے اپنا محافظ اسکو قرار دیا تھا اور اسپر معروف

جلد کشتی تھا لرزان جادو تاؤ پیچ کھا کے رہ گیا جب خدا خدا کر کے وہ آٹھ روز بھی تمام ہو گئے تو اسرار
روشن ضمیر حجرہ سحر سے باہر آیا اور لرزان جادو سے کہا کہ لشکر تیار ہو کل ہم کوچ کرینگے اور پرسوں ہمکو
بیابان مخفی میں پہونچ جانا چاہیئے کہ وہی روز قتل طلسم کشا اس لئے کہ مبرم جادو نے قرار دیا ہے جب حکم
بادشاہ لشکر تیار ہونے لگا تمام قلعہ میں غلغلہ تھا کہ کل بادشاہ برائے رہائی طلسم کشا جائیگا اور کل الما
س پوش بیٹھی روتے روتے اپنی خراب حالت کی ہے آنکھیں ورم کر آئی ہیں چہرہ متغیر ہو گیا ہے
ملکہ بلاس کے دعائیں کرتی ہے کہ خداوندا طلسم کشا کا بچانے والا تو ہی ہے اسرار روشن ضمیر نے جو دختر کی
یہ حالت دیکھی گلے سے لگایا اور بہت سمجھایا کہ پریشان نہو طلسم کشا کا خدا مددگار ہے غرض کہ اسرار روشن ضمیر
نہایت جاہ و حشم کے ساتھ ڈنکا ہوتا ہوا درہ مراد کے راستے سے جانب بیابان مخفی روانہ ہوا جسوقت
درہ مراد کے قریب پہونچا اور غفار جادو کو معلوم ہوا کہ بادشاہ کی سواری آتی ہے یہ مع دو دو ہزار جادو
سپاہ کے جادو برائے استقبال حاضر ہوا اور بادشاہ کو نذر دیکر نثاری گذرانی بادشاہ نے نذر قبول
کر کے دعائے خیر دی اور فرمایا کہ اے غفار جادو بیابان مخفی کی جنگ اس طلسم میں یادگار جنگ ہوگی
کہ آجتک اس طلسم میں نہ اتنی بڑی جنگ ہوئی ہوگی نہ ہوگی اگر اقبال طلسم کشا یاور ہے تو اسی جنگ
کے بعد ضحاک کے دانت کھٹے ہو جائینگے فیصلہ کی جنگ یہی ہے لیکن پہونچنا بیابان مخفی تک ہر ساحر کا
کام نہیں ہے ان لوگوں سے کہو کہ یہ اسی مقام پر ٹھہرے رہیں لیکن کل صبح سے انکو مسلح رہنا چاہیے
جسوقت حجاب سحر ٹوٹیگا تو بیابان مخفی معلوم ہونے لگے گا اسوقت یہ سب بھی آکر شریک جنگ ہوں
میرے ساتھ فقط چند ساحر فوج زمین گیر کے رہیں اور چند ساحر بیابان لرزان کے باقی فوج اور افسران
فوج اسی مقام پر قیام پذیر ہوں اور وقت کے منتظر رہیں جسوقت میں علم زرین بلند کروں اور
جنگ اسکی یہاں محسوس ہو اسی وقت تم سب فوج کو لیکر آپڑنا اور شریک جنگ ہونا یہ کہکر تین سو ساحر فوج
زمین گیر کے اپنے ہمراہ لیے اور تین سو ساحر لشکر لرزان جادو کے ساتھ لیکر اسرار روشن ضمیر غرق زمین
ہو کر غائب ہو گیا اس فوج نے اس مقام پر قیام کیا اور شام سے طبل جنگ بجوا دیا صبح کے منتظر ہو کر
بیٹھے اب کچھ حال مبرم جادو کا سنیے کہ جب اسنے میدان خونی کے گرد حصار سحر قائم کر لیا تو ایک تصویر
اسرار روشن ضمیر کی دروازہ پر نصب کی اور اسی کو گذرگاہ قرار دیا حصار سحر کی بنیاد میں اسنے اپنے جسم کے
خون کی چھینٹ دی ہے اس میدان خونی نے پہلے اسی کا خون چاٹا ہے اور جو تصویر اسرار روشن ضمیر کی مبرم
جادو نے دروازہ میں نصب کی اسکی پیشانی پر کندہ کر دیا تھا کہ اے اسرار روشن ضمیر دوسرے کی کیا
طاقت ہے کہ اس مقام تک پہونچ بھی سکے اور جان بھی سکے کہ بیابان مخفی کہاں ہے تو ان مقامات سے
واقف ہے اور لطف اندر احاطہ میدان خونی کے آنے کا یہ ہے کہ دروازہ کھلا ہوا ہے صرف تیری ہی تصویر
میری روکنے والی ہے اگر دعوائے سحر و ساحری ہے تو تصویر کو ہٹا کے اندر چلا آ اور جبھی جانوں کہ اصل
تصویر کو ہٹا دے اگر ساتھ اس تصویر کے تو بھی نہ مٹ جائے تو مجھکو مبرم جادو نہ کہنا اور واقعی میں کہ
مبرم جادو نے زور سحر سے ایسا اس تصویر کو بنا دیا ہے کہ جو صدمہ تصویر پر پہونچے وہی صاحب تصویر
تک بھی پہونچ سکتا ہے اب وہ روز آیا کہ جو مبرم جادو نے قتل طلسم کشا کے واسطے معین کیا تھا اہالیان
طلسم میں ایک روز پیشتر سے شور و غوغا تھا کہ کل طلسم کشا قتل ہوگا اور بادشاہ طلسم نے حکم دیا کہ جسکو تماشا
دیکھنا منظور ہو وہ باغ آتش بہار کے میدان میں آ کے بیٹھے قتل طلسم کشا حجاب سحر اٹھا دیا جائیگا اور
مقتل طلسم کشا سبکو نظر آئیگا اہالیان طلسم میدان آتش بہار کی طرف چلے آتے ہیں تمام صحرا لوگوں سے

حملہ ہو گیا ہے یہاں ضحاک شاہ فوج طلسمی کو لیے ہوئے گرد میدان مخفی کے محاصرہ کیے ہوئے
موجود ہے کہ اگر اسرار و شنفشہ پر اسے رہائی طلسم کشا آئے تو قتلگاہ تک پہونچنے پائے اندر میدان مخفی کے
جلادان مریخ خصال جمع ہیں اور مہرم جادو کی فوج موجود ہے اور خاص ارکین طلسم آئے ہوئے ہیں
اس تقریب میں ضحاک شاہ نے اپنے بھائی اہراک جادو اور اختر جادو کو بھی طلب کیا ہے انھوں نے
کہلا بھیجا تھا کہ ہمارے واسطے وہ روز خوشی ہوگا جس دن ہم اپنے مجرموں کو اسیطرح قتل کرینگے ضحاک
بار گزیدہ نے پھر کہلا بھیجا بنیاد فساد طلسم کشا ہے جب یہ قتل ہو گیا پھر ان لوگوں کا قتل ہونا کوئی بڑی
بات نہیں ہے اور اگر آج تم ہمارے شریک نہو سکے تو افسوس رہیگا ہم تمھارے شریک ہونگے عزیز وہی
ہے جو شادی اور غمی دونوں میں شریک ہو یہ سنکر اہراک جادو اور اختر جادو بھی خاص خاص سرداروں
کو ساتھ لیکر آئے ہیں سبکو خیال ہے کہ مددگاران طلسم کشا سے مقابلہ عظیم ہوگا غرضکہ عوام کا مجمع میدان
آتش بہار میں ہے اور خاص لوگ میدان مخفی میں جمع ہیں وقت کا انتظار ہے کہ مہرم جادو مانند بلائے
سیاہ کے اک خرس پران پر بیٹھی ہوئی بال اسکے سر کے کھلے ہوئے قید طلسم کشا ہمراہ لیے ہوئے
میدان مخفی میں آکر پہونچی۔ واضح باد ناظرین ہو کہ راستہ باغ آتش بہار سے میدان مخفی کو پوشیدہ
طور کا ہے جس سے سوا مہرم جادو کے کوئی آگاہ نہیں ہے اور باغ آتش بہار بھی ساختہ مہرم جادو اور
جاے سخت ہے مگر چونکہ وہ مقام اسنے شعلہ عذار جادو کے سپرد کر دیا تھا اور ظاہر طلسم میں کھلا ہوا تھا اسوجہ
سے میدان مخفی کو قتلگاہ طلسم کشا قرار دیا ہے وہ وقت ہے کہ اک عالم عالم جمع ہے اور انتظار ہے کہ
دیکھیے طلسم کشا کسوقت زیر تیغ بٹھایا جاتا ہے کہ مہرم جادو نے اپنے لشکر کو گرد چبوترہ ریگ کے قاعدہ
سے قائم کیا اور بالاے چبوترہ اک سائبان سحر قائم کیا زمین پہلے ہی آہنی بنا چکی ہے جھوٹی کی اسکے
جب سب موجود ہو چکے تو مہرم جادو نے عادل کیوان شکوہ کو زیر تیغ بٹھانے کا حکم دیا اسیوقت جلاد
نے لاکر عادل کیوان شکوہ کو چبوترہ ریگ پر بٹھا دیا اور عیار طلسم کشا کو اسکے برابر اور ملکہ شعلہ عذار جادو
اور دل آویز جادو کو سامنے عادل کیوان شکوہ کے دوسرے چبوترہ پر بٹھا کے حکم قتل دیا جلادوں
نے آنکھوں پر انکے پٹیاں باندھ کے پوچھا کہ اے اجل رسیدہ جو تمنا تمھارے آخر ہو اسے بیان کر
کہ اسکے بعد وقت نہ ملیگا اگر کچھ وصیت کرنا ہو تو کرلے اسوقت جو حالت عاشق و معشوق کی تھی
اسکا بیان امکان تحریر سے باہر ہے عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ کوئی تمنا ہمارے دل میں اسوقت
اور نہیں ہے مگر اتنی خواہش ہے کہ پٹی ہماری آنکھوں پر نہ باندھو کہ وقت آخر تو ملکہ کو دیکھ لیں ۔ ❁
آرزو یہ ہے کہ نکلے دم تمھارے سامنے ۔ تم ہمارے سامنے ہو اور ہم تمھارے سامنے ۔ ساتھ اس
شعر کے اشک حسرت چشم طلسم کشا سے ٹپک پڑے اور یہ آواز شہزادے کی ملکہ کے گوش زد ہوئی
جلاد نے کہا کہ اسی جرم پر تم قتل کیے جا رہے ہو کہ دختر بادشاہ کو تمنے نگاہ بد سے دیکھا اور کوئی
حسرت ہو تو بیان کرو۔ فرمایا کہیں اسکے سوا اسوقت کوئی حسرت نہیں ہے ملکہ نے جلاد سے کہا کہ ارے
نمکحرام یہ میں نہیں کہتی کہ تو حکم بادشاہ کے خلاف کر لیکن کچھ تو لحاظ میرا بھی چاہیے کہ میں طلسم کی
شاہزادی ہوں بخاطر میرے پٹی آنکھوں پر سے سب کے کھول دے اسمیں تیرا کیا نقصان ہے جلاد
نے شرمندہ ہو کر پٹی چشم ملکہ سے کھول دی دوسرے جلاد نے شعلہ عذار کی آنکھوں سے پٹی کھول دی
اور باصرار ملکہ ان جلادوں نے بھی پٹیاں طلسم کشا اور عیار طلسم کشا کی آنکھوں سے کھول دیں اسوقت
ایک نے دوسرے کو بحسرت و یاس کی نظر سے دیکھا دیکھنے والوں کے دل شق ہوئے جاتے تھے

بہرام جادو انتہا کا سنگدل تھی مگر اسنے بھی منھ پھیر لیا جلاد ون نے دوبارہ حکم طلب کیا بہرام جادو نے دوسرا حکم بھی دیدیا اب تیسرے حکم کا انتظار ہی گردون پر خط کھینچ جا چکے ہیں جلادون کے ہاتھ میں تلواریں علم ہیں اسوقت ایک دوسرے کو عجب حسرت و یاس کی نگاہون سے دیکھ رہا ہی ملکہ کی زبان پر یہ شعر ہی ع کیا یہی قسمت میں لکھا تھا تا نکل یہ شہید ابھی ہون + ظلم یہ ظلم نہ کرا سے گردون جہان کبھی دین رسوا بھی ہوئی + شاہزادہ نیگاہ حسرت اپنی حالت کو دیکھتا ہی اور فلک کو دیکھتا ہی اور کہتا ہی کہ اسے پروردگار عالم کیا تیری یہی مصلحت ہی کہ عادل ایسے مقام پر قتل کیا جاے کہ لاش کی خرابی ہو دفن کفن بھی نصیب نہو ہر چند کہ اعمال تو میرے اس سے زیادہ سزا کے لائق ہین مگر تیرے فضل و ترحم سے تو مجھے ایسی حالت کی امید نہ تھی نہ ہی مین ہر طرح راضی برضا ہون لیکن افسوس کہ ایسا بد اقبال ہمارے خاندان میں کوئی نہوا ہوگا جیسے ہم ہوے یہ تو یقین ہی کہ جبتک تیری خدائی ہی اسوقت تک دور اسلام ہی اور جسطرح مین نے طلسم ابلق مین اپنے والد ماجد ایرج ثانی کے خون کا بدلہ ہشت و دینا سے لیا اسیطرح کوئی نہ کوئی بندہ خدا میرے خون کا قصاص بھی ضرور ان کافرون سے لیگا لیکن ع بعد از من کن فیکون شد شدہ باشد + نہ اسوقت تک میر اکسی پر الفاقا گذر اکہ خواب اسکا وقوع ہوا ہی مین نے کئی خواب مختلف اوقات مین دیکھے کئی مرد بزرگ نے مجھ کو فتح طلسم کی بشارت دیگئے ہین کیونکر کہون کہ وہ خواب جھوٹے تھے یا وہ لوگ دروغگو تھے بظاہر تو تھوڑی ہی دیر مین ملک الموت سے ملاقات ہوا چاہتی ہی ممکن ہی کہ خدا کی مصلحت بدل گئی ہو ہنوز یہ دل سے باتین کر رہے تھے کہ بہرام جادو نے قبل تیسرا حکم دینے کے آواز دی کہ او طلسم کشا تجھے اس روز کی زبان درازی یاد ہی تو کہتا تھا کہ موت پر سوا خدا کے پر وقت کوئی قادر نہین ہی اب وہ خدا تیرا کہان ہی اور تجھے کیون نہین بچا لیتا بس یہ طعنہ قلب عادل کیواسطے شاق ہو سکے واسطے برچھی سے کم نہ تھا لیکن اس کلام سے بہرام جادو کے انکو یقین ہو گیا کہ اب قتل میرا آسان نہین ہی یہ کلمہ ہرگز مجھے قتل نہین کر سکتی یہ موت زیست کے بارے مین خدا کی قائل نہین اور اپنے انتظام پر اسکو غرور ہی خدا ضرور اسکے غرور کو ڈھا دیگا بس فوراً جواب دیا کہ او کمبخت جادو ماری ہی اور تو کہتا ہی ہم اب بھی یہی کہتا ہون کہ اگر منظور خدا نہوا تو کیا مجال ہے تیری جو تو مجھکو قتل کر سکے کیون نہین تیسرا حکم دیتی کہ تجھپر اور مجھپر دونون پر حق کا فیصلہ ہو جاے اتنا سنکر بہرام جادو نے جلاد کو تیسرا حکم دیا اور عادل نے بلند آواز دعا کی ادھر ملکہ نے حسرت سے عادل کو دیکھا چارون جلادون نے ہاتھ تلوارین علم کین حتنا عرصہ یہان گفتگو مین گذرا اتنی دیر تک بیرون احاطہ قتلگاہ یہ واقعہ گذرا کہ ایک ناگہ یہ دروازہ قتلگاہ پر خود کھڑا تھا اور فوج محاصرہ احاطہ قتلگاہ کا گھیرے ہوے تھی یا بیچ بیچ رہے تھے ساحر تمہارے سحر لیے ہوے تیار کھڑے تھے کہ تیر لیکر آ گئے اور انھون نے حملہ کر دیا سبکو یقین تھا کہ مددگاران طلسم کشا ضرور آینگے حکم اول کی خبر جب ضحاک کو پہنچی ہی تو اسنے پکار کے اپنے لشکر کو آواز دی تھی کہ اسے چھوڑا جان وہ ہمیشہ سے اسرار و انتظام میرا انسے کم نہین ہی کہ وہ مابدولت و اقبال کا سامنا کر سکے اور سوا اسکے اور کسی واسطے اپنے بڑے انتظام کی ضرورت نہ تھی مگر مجھے یقین ہی کہ اب مددگار طلسم کشا کوئی نہ آینگا اسلیے کہ کسکا ہی کی ہی تو بچا جاتا ہے ہنوز سخن نا تمام تھا کہ خود شاہ ضحاک حون نے تائید کلام شروع کر دی بس اتنا خیال اسکا بدلنا تھا کہ یہ معلوم ہوا کہ ایک برق سی چمکی جسنے نگاہون کو خیرہ کر دیا آنکھ جھپکتے

جو کھلی تو اسرار روشن ضمیر کو دروازہ قتلگاہ پر پایا اسطرح کہ تاج برسر چار قبہ شاہنشاہی در بر تخت روان
پر سوار سامنے گلدستے سجے ہوئے سامان سحر کی کشتیاں آگے رکھی ہوئی پتلی طلائی مورچھل ہلاتی
ہوئی - چھ آدمیوں کے ہاتھ میں چھ علم ششم تین نقرئی اور تین طلائی وہ علموں کو چمکار رہے تھے اور
جلوہ دے رہے ہیں علمہائے نقرئی سے تو ایک روشنی مثل چاندنی کے پھیلی ہوئی ہے اور علمہائے
طلائی کی چمک برق کو شرمندہ کرتی ہے جس سے آنکھیں ساحروں کی خیرہ ہو رہی ہیں جب دکھائی
نہ دے تو کوئی کیا کر سکتا ہے ضحاک شاہ نے آواز دی کہ ارے غضب ہوا یہ ظالم کیونکر اتنی دلیری سے دروازہ
پر پہونچ گیا لینا اسکو جانے نہ پائے چونکہ ضحاک کسیقدر آگے بڑھا ہوا کھڑا تھا اور اسرار روشن ضمیر
دروازہ پر پہونچ گیا تھا تو ضحاک جادو پلٹا اور جھولی پر سحر کے ہاتھ ڈالا ساتھ ہی ضحاک کی فوج طلسمی
اسرار روشن ضمیر کی طرف چلی اسرار روشن ضمیر نے دروازے پر پہونچتے ہی اپنی تصویر بر لقب دیکھی
جو عبارت پیشانی پر تحریر تھی اُسکے مضمون سے یہ آگاہ تھا طائران سحر نے تمام انتظامات کی خبریں
پہلے سے اسرار روشن ضمیر کو پہونچا دی تھیں ویسا ہی انتظام اسنے بھی پیشتر سے کر لیا تھا اب جیسے ہی
اپنی تصویر کو دیکھا اک شیشہ کشتی سے اُٹھایا اور اُس تصویر کو دکھا کر آواز دی کہ اگر تو میری شبیہ ہے
تو تیری جگہ دل میں ہے آ چلی آ بس یہ کہنا تھا کہ تصویر مانند عکس کے شیشہ میں اُتر گئی اسرار روشن ضمیر نے
شیشہ پر پوشش ڈالدی اور دروازے میں داخل ہوتے ہی نعرہ کیا کہ باش اے جلادان جہان
خبردار و ہوشیار باش کہ منم اسرار روشن ضمیر یہ کہتے ہی اسنے اپنا علم آفتاب شیم بلند کیا پر تو علم کا پڑتے
ہی جلادوں کی نگاہیں خیرگی کرنے لگیں بسبب ہیبت کے تلواریں ہاتھوں سے چھوٹ پڑیں مہرم
جادو نے اپنے لشکر کو آواز دی کہ قیدیوں سے ہوشیار رہنا اور تیغہ سحر لیکر خود بارادہ قتل طلسم کشا چلی
اسرار روشن ضمیر نے چار پتلے طلائی اسطرح پھینکے کہ چبوترہ ریگ پر آ کے گرے بس انھوں نے ایک
ایک چتر سر پر چاروں قیدیوں کے کھولدیا اور دوسرا ادا کہ چتر پر طلسم کشا کے کھولا اور ملکہ کو
تاج پہنا دیا اور عصائے طلسم کشا کے ہاتھ میں چھوڑ دیا اور کہا کہ اسکے حرکت دینے سے تیر سحر باطل ہو جاتا
اور وزیرزادی کے گلے میں ہار پہنا دیا بس ان تحائف کے پہونچتے ہی سبکی قیدیں دور ہو گئیں انھوں
نے بھی پرے سے چھالے نکلہ دل آویز جادو سحر کر کے بلند ہوئی ساتھ ہی شعلہ بار جادو نے بھی
آتش سحر برسانا شروع کی عیار نے جست کر کے ساحروں کو خنجر مارنا شروع کیے فتاح طلسم نے تو ایک
جلاد کی تلوار چھین کر کشتوں کے پشتے لگانے اور لاشوں کے انبار لگانا شروع کیے طلسم کشا نے مہرم جادو کو
آواز دی کہ کیوں او کافرہ دیکھا تو نے قدرت معبود عالم کو کس وقت یہاں اُسنے مدد کی ہے اور اسرار روشن ضمیر کو
بھیجا ہے اسرار روشن ضمیر نے مہرم جادو سے کہا کہ بس ابھی کچھ نہیں بگڑا گھمنڈ تھا مہرم جادو شرمندہ ہوگئی مگر
غصہ میں مانند بلا کے سیاہ ہو گئی اسرار روشن ضمیر کی طرف چلی اور آواز دی کہ او کمبخت حقیقت میں
میں تجکو ایسا نہ جانتی تھی مگر اب بھی تو میرے ہاتھ سے بچ کے جا نہیں سکتا اسلئے کہ میری سرحد میں ہے
اسرار روشن ضمیر نے کہا کہ اگر یہ مقام حدود طلسم سے باہر ہے تو تیری سرحد ہے ورنہ سب میری سرحد ہے
تمام سرزمین طلسم میرے اختیار میں ہے اگر چاہوں تو یہاں کا طبقہ الٹ دوں یہ کہکر اسرار روشن ضمیر نے
اک کاغذ اُٹھایا جس پر نقشہ قتلگاہ طلسم کشا کا من و عن بنا ہوا تھا اُسکو سامنے اپنے رکھا اور مہرم جادو
سے کہا کہ دیکھ تو یہ کیا ہے مہرم جادو نے کہا کہ اسی مقام کا نقشہ ہے بس یہ سنکر اسرار روشن ضمیر نے قلم سے لوح
کہ اسکے مہرم جادو کیا تھا اندھی ہوگئی ہے اسکے اصل [illegible]

ہوجایہ نہ کہنا کہ ہوشیار نہ کیا تھا یہ کہتے کہتے اُس کا غنہ کو پلیٹ کے زانو کے نیچے دبالیا لیس کا غنہ کا پلٹنا تھا کہ سارا طبقہ میدان خونی کا پلٹ گیا فوج ساحران سنے اُڑ کے بجنا چاہا ممکن ہوا طبقہ پلٹنے کے بعد صرف مبرم جادو اور اسرار روشن ضمیر اس مقام پر تھے اور کوئی نہ تھا اب برابر کے رد و بدل ہونے لگے علم زرین کی ضو سے وہ جو حجاب تھا برطرف ہوگیا خمار جادو و لرزان جادو منتظر کھڑے تھے جیسے ہی علم چمکا یہ سب کے سب مع فوج بیابان لرزان و فوج زمین گیر نعرے کر کر کے آپڑے گھمسان کی لڑائی ہونے لگی گولے ترنج نارنج چلنے لگے سحر کی تیرگی نیرنگ عالم کا تماشا دکھا رہی تھی جو تماشائی میدان آتش بہار میں جمع ہوئے تھے انھوں نے دیکھا کہ اک برق سی چمکی اُسکے بعد دیکھا کہ نہ تو طلسم کشا ہے نہ اسکے ساتھ کے قیدی ہیں لشکر اسرار روشن ضمیر اور لشکر ضحاک بارگزیدہ میں جنگ ہو رہی ہے گولہ ترنج نارنج چل رہا ہے ترسول پر سول چل رہے ہیں لشکر اسرار روشن ضمیر میں بیر قین اُڑ رہی ہیں اور ایک مقام پر اسرار روشن ضمیر اور مبرم جادو میں قیامت کے سحر چل رہے ہیں واضح رہے ناظرین ہو کہ جس وقت اسرار روشن ضمیر دروازے سے داخل میدان ہوا ہے اُس نے دروازہ پر نشان سحر نصب کر دیا تھا اُس نے سحر کے دروازے کو نظروں سے غائب کر دیا تھا کہ ضحاک جادو اسرار روشن ضمیر تک نہ پہونچ سکا اور جس وقت طبقہ اُلٹا ہے تو بتلا ہے سحر کے ذریعہ سے طلسم کشا اور عیار طلسم کشا اور دل آویز جادو اور شعلہ عذار جادو کو نگاہوں سے پوشیدہ کر کے جانب دروہ مراد روانہ کر دیا تھا کہ انکا حال بعد کو ظاہر ہوگا کہ یہ کہاں جاتے ہیں اور کیا کرتے ہیں لیکن اول حال اُس جنگ کا سنئے کہ اب تمام حجاب طلسمی ساحروں کے رد و بدل میں ٹوٹ گئے ہیں اور میدان جنگ اہل طلسم کے پیش نظر ہوگیا ہے فوج زمین گیر نے قیامت برپا کر دی ہے ساحران فوج زمین گیر زمین میں آتے ہیں اور خمار جادو کے سحر سے جن ساحروں پر غنودگی طاری ہوتی ہے انکو لیجا کے زندہ در گور کر دیتے ہیں اُدھر لرزان جادو نے قیامت برپا کر رکھی ہے اسکا سحر کسی سے رک نہیں رکتا جب ضحاک جادو اسرار روشن ضمیر کی طرف جانے کا قصد کرتا ہے تو لرزان جادو یا خمار جادو اپنے سحر میں الجھا لیتے ہیں ضحاک جادو کی طرف سے تمام ساحران نامی لڑ رہے ہیں اعواک جادو ایک جانب قیامت برپا کر رہا ہے اور اخضر جادو ایک سمت آفت برپا کر رہی ہے چہار چشم جادو نے فوج زمین گیر کو تاک لیا ہے جس مقام پر کوئی ساحر زمین گیر آتا ہے اُسکو [illegible] ترسول زمین پر مارتا ہے ساحر زیر زمین زخمی ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے غضب طرح کا ہنگامہ برپا ہے لوگ [illegible] لشکر ضحاک بارگزیدہ کا بہت نقصان ہوا ہے لیکن تمکو اران اسرار روشن ضمیر جانتے [illegible] کہ یہ زندگی بھر بادشاہ کا نمک کھایا ہے یہی روز جانثاری کا ہے [illegible] اور ان [illegible] سے سمجھ لو ان کلمات پر ضحاک بارگزیدہ کٹ کٹ جاتا ہے ضحاک بارگزیدہ کو مبرم جادو نے [illegible] طلسم کشا کو تلاش کر اگر آج طلسم کشا ہاتھ سے نکل گیا [illegible] [illegible] [illegible] لوح کا قبضہ [illegible] ضحاک جادو نے [illegible] اپنے لشکر میں [illegible] تلاش [illegible] ورنہ آج قیدیوں کا تا ابد [illegible] نکل جانا اسکی عزت کا جانا ہے ساحروں لشکر ضحاک [illegible] مقابلہ میں اور [illegible] طلسم کشا [illegible]

[illegible]

چشمہ [illegible] داستان سلسلہ [illegible] [illegible] دوسرا [illegible]

بیان کیے جاتے ہیں

که اصفون نے خواب سے بیدار ہونے کے بعد اپنی معشوقہ سے اظہار ملال کیا اور فرمایا
کہ ہم گھر میں چھپ کے بیٹھنے کے عادی ہوتے تو طلسم میں کیوں آتے اگر آئندہ تم ہمکو اٹھنے
سے روکوگی تو ہم گلے کاٹ کر جانیں اپنی دیدینگے لعلان گہر دندان نے بہت سمجھایا کہ حریف
گھات میں ہیں ادھر قلعہ سے نکلے ادھر گرفتار ہوے سکندر نے کہا کہ وہ گرفتاری اس آزادی
سے بہتر ہی مجبور ہو کر قید میں بیٹھینگے اور اختیار کے ساتھ ہم سے نہ بیٹھا جائیگا ہمنے سنا ہی کہ لوح
طلسمی کوہ بلور پر پوشیدہ کی گئی ہی ہم جائینگے اور لوح طلسمی کی کوشش کرینگے اگر لوح ہاتھ آگئی
تو پھر طلسم کشا کے لقب پاوینگے جائینگے عادل کو چھڑا کر اپنا ممنون احسان بنائینگے لعلان گہر
دندان نے کہا کہ اچھا آج سے تیسرے روز یہان سے چلنا میں انتظام اپنا کرلون شاہزادی
نے بمشکل منظور کیا ملکہ لعلان گہر دندان نے اپنے باپ کی زبانی سنا تھا کہ بیابان چہار منار
میں تحائف طلسمی ہیں لیکن یہ نہیں معلوم کہ کیونکر ہاتھ آئیں اور کیا کیا تحفہ ہی نیم شب کے
وقت اسنے چہ کا سحر کا دیا اور اسم خوانی میں مصروف ہوئی قریب صبح پیر سامنے آیا اور عرض
کی کہ کیا حکم ہوتا ہی ملکہ نے کہا کہ تحائف طلسمی کہان ہیں اسنے عرض کی کہ ہر منارہ کی تہ
میں ایک ایک صندوقچہ ہی اور ہر صندوقچہ پر نام اسکے مالک کا تحریر ہی اور طریقہ یہ ہی کہ جو شخص
اپنے نام کے صندوقچہ کو دریافت کرنا چاہے کہ کہان رکھا ہی اسکو لازم ہی کہ اپنے نام کے
عدد نکالکر چار پر تقسیم کرے اگر ایک بچے تو منارہ مشرقی میں اسکا حصہ ہی اور دو بچیں تو منارہ
شمالی میں ہی اور تین بچیں تو منارہ مغربی کی طرف جاے اور کچھ نہ بچے تو منارہ جنوبی کو خیال
کرنا چاہیے اور منارہ جنوبی اسکے حصہ کا ہی جو فاتح طلسم ہوا اور طریقہ نکالنے کا صندوقچہ کے یہ ہی
کہ ایک اسم دروازہ منارہ پر تحریر ہی اُسے ایک سو ایک مرتبہ پڑھکر آواز دے کہ اے حامل امانت
ہمارا مال ہمارے سپرد کر دروازہ کھلیگا اور ایک شخص آکر صندوقچہ ہاتھ میں دیگا اور چلا جائیگا لیکن
یہ سنکر ملکہ لعلان گہر دندان نے اسکو تو بھینٹ دیکر رخصت کیا اور پاس شاہزادہ سکندر کے آئی
اور سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ آج رات کو چلکر اُس تحفہ کو نکالو سکندر نے منظور کیا جب شام ہوئی
تو شاہزادہ سکندر رستم معہ ملکہ لعلان گہر دندان قلعہ سے نکلکر جو منارہ انکے نام کا نکلا اُسکے قریب
آئے ملکہ نے فتیلہ سحر روشن کیا مگر جب فتیلہ سامنے دروازہ منارہ کے پہونچا گل ہوگیا ملکہ نے کہا کہ
معلوم ہوتا ہی کہ جو تحائف اس منارہ میں رکھے ہیں وہ رد سحر کے ہیں یہ دروازہ بغیر اصلی روشنی کے
نظر نہ آئیگا سکندر رستم نے چقماق سے آگ نکالی اور رومال اپنے ہاتھ کا جلا کے اصلی روشنی میں
اسم پڑھا اور ایک سو ایک مرتبہ پڑھکر آواز دی کہ اے حامل امانت ہماری امانت ہمارے سپرد کر
بس یہ کہنا تھا کہ حاضر حاضر کی صدا پیدا ہوئی اور دروازہ منارہ کا کھلا ایک شخص نے صندوقچہ
لاکر پیش کیا سکندر نے وہ صندوقچہ لے لیا اور قلعہ میں واپس آیا ادھر شاہزادہ رفیع البخت سکندر
کے پاس آیا تو سکندر کو نہ پایا کنیزون سے دریافت کیا اصفون نے کہا کہ ہمکو نہیں معلوم کہان تشریف
لیگئے ہیں ملکہ بھی ساتھ ہیں اور یہ ارشاد کر گئے ہیں کہ ہم آج ہی چلے آئینگے یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت
خاموش ہو رہے اور پلٹ گئے یہان ملکہ قمر اندام بالاخانہ پر ٹہل رہی تھی اسنے دیکھا کہ دو شخص تاریکی
شب میں قلعہ سے نکلکر منارہ مشرقی کی طرف چلے جاتے ہیں اسنے دوربین نظر لگا کر دیکھنا شروع کیا اور

سارا واقعہ سکندر و لعلان گہر دندان کا دریافت کر لیا جسوقت رفیع البخت پہونچے تو قہر اندام نے کہا کہ
مجھے علم سحر کے ذریعے سے دریافت ہوا ہے کہ ان مناروں مین تحائف ہین چلو تم بھی تقدیر آزمائی
کرو رفیع البخت نے کہا سہراب کو بھی بلالو پس تشکر ملک نے سہراب کو بھی بلوا لیا اور حسبِ قاعدہ
سے سکندر نے تحائف حاصل کیے تھے اسی طرح ان دونون شاہزادون نے بھی تحائف
حاصل کیے سکندر نے جو اپنے مقام پر آکے صندوقچہ کھولا تو اسمین سے ایک قفل ہیکل نکلا کہ کچھ
اسما کندہ تھے سکندر نے اسکو پہن لیا اور لعلان گہر دندان سے کہا کہ اب ساحرون کا خطرہ تو باقی
نہین رہا مین جانب کوہ بلور جاتا ہون لوح حاصل کر کے طلسم کو فتح کرونگا لعلان گہر دندان نے کہا
کہ تم بغیر سر و سامان کے جانے پر آمادہ تھے اب تو ہیکل مل گئی ہے سکندر [illegible]
نکلا جانب کوہ بلور روانہ ہوا اور پوشیدہ طور پر عقب مین اسکے لعلان گہر دندان اپنی شفقتی [illegible]
مین پوشیدہ ہو کر طرف کوہ بلور کے روانہ ہوئی — بعد اسکے رفیع البخت کو خبر ہوئی کہ سکندر تو
فکر لوح مین گئے ہین رفیع البخت بھی مع سہراب شمالی جانب کوہ بلور روانہ ہوئے اور [illegible]
بھی قہر اندام جادو اور تجسم تاب جادو طرف کوہ بلور کے روانہ ہوئین دیکھئے کیا ہوتے ہین اب
کچھ حال شاہزادہ حق پژوہ عادل کیوان شکوہ کا سنیئے کہ جسوقت اسرار روشن ضمیر نے [illegible] کا
[illegible] اور پتلہ ہاے سحر عادل کیوان شکوہ پر دم اسراری کی آنکھ طرف درہ مراد کے لیکے
تو یہ حیران تھے کہ مین کہان ہون نہ وہ میدان جنگ ہے نہ اسرار روشن ضمیر ہے نہ دشمنون کا کچھ پتہ ہے
انکو خیال پیدا ہوا کہ شاید مین دشمن کے قبضہ مین آگیا یہی حالت طلیقور اور شعلہ عذار اور دل آویز جادو
کی تھی لیکن جب پتلہ ہاے طلائی نے انکو درہ مراد کے نزدیک پہونچا دیا تو درمیانی پردہ ہٹا دیا
اور ایک ایک پرچہ ہاتھ مین انکے دیکے چلے گئے اب طلیقور نے اپنے آقا کو پہچانا - شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ نے عیار کو دیکھا شعلہ عذار اور دل آویز جادو نے انکو دیکھا انھون نے انکو
دیکھا ابھی تک سبب تو یہ حیرت مین تھے ہو رہے ہین جب پرچہ کو پڑھا تو عقدہ حل ہوا لکھا تھا
کہ میرے پتلہ ہاے سحر آپکو درہ مراد پر پہونچا ئینگے وہان سے آپ درہ سے نکل کر کوہ بلور پر جائیے
اور لوح حاصل کر کے طلسم کشائی شروع کیجیئے مین چاہتا تھا کہ آپکو اور دیگر ساحران زیر دست کو
جنگ مین الجھائے ہوئے ہون ورنہ حصول لوح مین بڑی بڑی دقتین پیش آئینگی اور
دل آویز جادو کے پرچہ کا مضمون یہ تھا کہ اسکے شوہر اگر تو طلسم کشا کا ساتھ دیا ہے تو تیرا
میری دختر ہے تو طلسم کشا کو لیکر کوہ بلور پر چل اور حصول لوح کی فکر کر اگر دیر ہوئی تو
اور لوح کے ملنے مین دقت پڑجائیگی نفس مطلب چارون پرچون کا ایک تھا ایک نے دوسرے کو
کو اپنے اپنے پرچے کے مضمون سے آگاہ کیا اسکے بعد صلاح ہوئی کہ کس طرح چلنا چاہیے شعلہ عذار اور
دل آویز جادو نے کہا کہ ہم تو بلند ہو کے چلیں کہ ساحران بیابان ہمکو نہ دیکھ سکین اور طلسم کشا
کو پیدل چلنے دو اگر کوئی ساحر سد راہ ہوگا تو دیکھا جائیگا غرضکہ دل آویز جادو تو غائب ہو گئی
ہوئی اور شعلہ عذار جادو غبارہ سحر مین بیٹھ کر اڑی اور طلیقور نے اپنی آنکھ کی
شاہزادہ مرکب طلسمی پر سوار تیغہ سحر شکن اسکے ہاتھ مین ایک قفل ہیکل گلے مین کہ
کسی ساحر کا اثر نہ ہو اس شان و شکوہ سے ساتھ درہ مراد سے طرف کوہ بلور کے چلے مین
انکا حال پھر بیان کیا جائیگا - اب کچھ حال میدان جنگ کا سنیئے کہ یہان لشکر طلسمی کا یورش کر

سوا ایلکان مرحلہ اور اسکے لشکر کی تمام فوج آمادہ ہوئی ہی اور اسرار روشن ضمیر کے ساتھ فقط چار سردار
اور دولاکھ ساحر ہین سامنا بیرم جادو سے ساحرہ سخت سے ہی مگر اسرار روشن ضمیر بیرم جادو کو بھی جواب
دیتا جاتا ہی اور اپنے سردارون کو بھی بچاتا جاتا ہی لیکن فوج اسرار روشن ضمیر کی بسبب کم ہونے کے پسپا
ہوتی جاتی ہی اور اسرار روشن ضمیر بھی بخیال اپنے لشکر سے قریب رہنے کے مقابلہ کرتا جاتا ہی اور عمداً ایسا
ہوتا جاتا ہی لیکن یہ بات قبل سے کہہ رکھی تھی کہ پسپا ہونے کے وقت یہ خیال رہے کہ جتنے قدم پیچھے
ہٹین وہ کوہ بلور کی طرف ہٹین یہی راستہ قریب کا بھی قلعہ سے [illegible] ہی اس صورت
سے یہ فوج پسپا ہوتی چلی آتی ہی تماشائی بھاگے چلے جاتے ہین اسی ہنگامہ مین شب کا ہنگام آ گیا
دونون طرف کے ساحرون نے فتیلہ ہاے سحر روشن کیے اور اسکی روشنی مین لڑنا شروع کیا
چار جانب گولہ توپ تا تیغ چل رہا ہی پیچھے میدانون کے سو نیزون کے اچھل رہے ہین لیکن نعرے
یا سامری یا جمشید یا شمس یا زمرد شاہ باختری کے بلند ہین کفار پوجنے دو سو خداوندون کو پکارے
جاتے ہین اور کہتے جاتے ہین کہ ارے کم اپنے خداوند ہو مسلمانون کا ایک خدا ہی [illegible]
ٹوٹ پڑو مثل مشہور ہی کہ ع دو دل یک شود بشکند کوہ را + پراگندگی آرد انبوہ را + تم تو اپنے دو سو
ہو تم سے ایک خدا کو شکست نہین دیجاتی ساحران لشکر اسلام ہنستے جاتے ہین اور کہتے جاتے
ہین کہ کیا ان لوگون کی عقل پر پتھر پڑے ہین ساحرون کے مرنے سے دنیا میں [illegible]
کہین آتش باری ہو رہی ہی کہین برف باری ہو رہی ہی کہین خاک اڑ رہی ہی [illegible]
ستی مرا نام من فلان بود و فلان بود زمین کے طبقے ہل رہے ہین آسمان ستارون کی آنکھیں
نکالے ہوے بغور دیکھ رہا ہی کہ ایسا دن کبھی اس طلسم مین کبھی نہ پڑا تھا بیرم جادو بلا [illegible]
بنی ہوئی اسرار روشن ضمیر پر حملے کر رہی ہی یہی ایسا ساحر زبردست ہی کہ ہر بلا کو ٹالتا ہی اور بیرم جادو
کے ہر سحر کا جواب دیتا ہی ضحاک جادو لشکر کو للکار رہا ہی کہ ہان ساحران طلسم نہ گھبرانا کہ امداد [illegible]
و اقبال تمہاری پشتی پر موجود ہین اور جانبازیان تمہاری دیکھ رہے ہین بعد فتح [illegible] کی عزت
زیادہ کرونگا آج ان دریدہ دہنون کو خاک ذلت پر گرا دو کہ انہون نے تمہارے بادشاہ کو نمک حرام کا
خطاب دے رکھا ہی ساحر ضحاک کے جانین لڑا رہے ہین اور ساحران اسرار روشن ضمیر کہہ رہے ہین
او بے شرم کیا سلطنت تیرے باپ کی تھی جو چھینا ہوگا اسے خلافت خداوندی [illegible]
نہ رہینگے تو عالم تجکو نمک حرام کہیگا کہ مالک کو دھوکا دیکر اسیر بلا کیا آپ مالک تخت و تاج [illegible]
کی خبر نہ تھی ضحاک نے بیہودہ گوئی کا جواب دیا کہ سلطنت [illegible] لڑائی ہو [illegible] گیا
اسی طرح رات بھی کٹ گئی اور کوئی فیصلہ نہوا دوسری صبح ہی اور تیسرا فاقہ ہی دونون لشکرون کی یہی
حالت ہی اسرار روشن ضمیر اور بیرم جادو دونون زخمی ہین لیکن برابر بہا کے سحر چل رہے ہین [illegible]
سحر ختم ہو چکا ہی اب اشارون پر کام ہو رہا ہی اکثر بیرم جادو نے بال اپنے سر کے نوچ کے
پھینکے اور زمین پر دو ہزار مارے آواز دی کہ اے مارانِ سحر لپٹا دشمنون کو [illegible] یہ کہنا تھا کہ تمام
ہوے سر سانپ بن کے اسرار روشن ضمیر کی طرف چلے اسرار روشن ضمیر نے سپر فارہ [illegible]
سانپون نے سپر پر منہ مارنا شروع کیا جسے منہ مارا وہ [illegible] اسرار روشن ضمیر نے [illegible]
شیشہ اٹھایا جسمین اپنی تصویر کو اتار لیا تھا [illegible] تصویر شیشہ
سے باہر آئی اور تیغ سحر لیکے بیرم جادو پر جا پڑی بیرم جادو سمجھی کہ خود اسرار روشن ضمیر [illegible]

بھی سحر کھینچا اور لپٹ لیے لگی اسرار روشن ضمیر نے ادھر سے ضحاک مارگزیدہ کی طرف رخ کیا ضحاک
مارگزیدہ نے کہا کہ ادھر سے بھاگ کر اس طرف آیا یہ کہکر گولہ فولادی سینے پہ اسرار روشن ضمیر کے
کھینچ مارا اسرار روشن ضمیر نے گولہ ضحاک مارگزیدہ کا سینے پر روکا اور بیہوش ہو کے گرا ضحاک مارگزیدہ
تلوار کھینچکر قریب آیا کہ سر کاٹ ڈالے فوج زمین گیر نے قصد کیا کہ اپنے مالک کو بچالے لیکن ضحاک
قتل ہونے سے پہلے ہوش آگیا تھا کہ اسرار روشن ضمیر نے کمند سحر ماری ساتوں حلقے گلے میں ضحاک
مارگزیدہ کے پیوست ہوگئے جھٹکا دیا کہ ضحاک مارگزیدہ زمین پر گرا اسرار روشن ضمیر نے نعرہ کرکے
تیغ سحر مارا مگر بوجہ ضحاک کی لوح طلسمی سے ہر تیغ پڑتے ہی جاتا تھا کمند کٹ گئی ضحاک کے
جسم پر خط بھی نہ پڑا ضحاک تڑپ کے نکل گیا پھر رد و بدل ہونے لگی ادھر چہار چشم جادو سے اور
لزران جادو سے سامنا ہوا لزران جادو نے کہا۔ او کم اسلام تجھے شرم نہیں آتی کہ بادشاہ اصلی کو چھوڑ کر
بادشاہ ظالم کا وزیر بنا چہار چشم جادو نے کہا کہ تو بادشاہ اصلی کا وزیر ہے تجھ کمال ہے کہا لزران
جادو نے کہا کہ یہ کمال کچھ کم ہے کہ جب بادشاہ بہار قید تھا اس وقت ساحران طلسم نے کیا کیا
یورش کیا مگر کچھ نہ کر سکے جو بیاباں لزران میں گیا شکست کھا کے آیا ضحاک کا نام اسی سے قائدہ کا
نام سنکے لرزتا تھا لا محالہ اپنا او حق و ناحق کا فرق دیکھ لے پس یہ سنکر چہار چشم جادو نے ناریل
ناریل زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور اس میں سے ہزارہا پتلے تیغ بدست پیدا ہوئے اور
لشکر لزران جادو پر گرے ہر چند ساحران لشکر لزران جادو دو سحر کرتے تھے اس پتلے بلا کے
بید ریحان کی طرح لپٹے ہوئے تھے جان نہ بچا سکتے تھے پس لزران جادو نے جو دیکھا کہ فوج کا
ستھراؤ ہوا جاتا ہے اسنے بھی ایک ترنج سحر زمین پر مارا کہ وہ ترنج زمین پر گرتے ہی بصورت اژدر
بن گیا اور دم کشی کرتا ہوا چلا جس قدر پتلے بلا کے سحر تھے سب کو نگل گیا پھر اسکے لشکر چہار چشم جادو کیطرف
بڑھا اور قلابہ آتشین چھوڑتا پھرا منہ سے ہر شعلہ جو دہان اژدر سے نکلتا تھا سو سو ساحروں کو جلا
خاک کر دیتا تھا چہار چشم جادو گھبرایا اور اسنے پھر ایک ناریل تھیلی سے نکالا اسپر پڑھکے سینہ ور
[illegible] ہوسکے تھے کچھ اسم سحر دم کرکے سر پر اژدر کے مارا ناریل پڑتے ہی اژدر نے چیخ مارا اور
اژدر آتشبازی کے جل گیا اسی طرح یہ لوگ لڑتے ہوئے قریب باغ آتش بہار کے پہونچ گئے
یہاں ملکہ سیاہ بانو اور اختر جادو سے سامنا ہو گیا سیاہ سے جادو لباس سیاہ پہنے ہوئے
طاؤس سیاہ رنگ پر سوار تھی دونوں کانوں میں اسکے دو گوشوارے الماس کے پڑے ہوئے تھے
انکی حرکت سے وہ چمک پیدا ہوتی تھی کہ آنکھیں ساحروں کی خیرہ کرتی تھیں اور ادھر اختر جادو طاؤس
زریں بال پر سوار تھی تاج سر پر پہنے تھی ہاتھ میں ترسول اسکے کانوں میں بھی دو گوشوارے یاقوت
سرخ کے تھے ان گوشواروں کے پرتو سے شعلے پیدا ہوتے تھے اور لشکر پر گرتے تھے جب ان
دونوں کا سامنا ہوا تو اختر جادو نے ایک گوشوارا اپنے کان سے اتارا اور آواز دی کہ اے
سیاہ سے جادو تو اسرار روشن ضمیر کی سفارش میں بہت پھولی ہے اور میں ضحاک شاہ کی ہمشیرہ ہوں میرا تیرا
مقابلہ نہایت مقرون ہے کہ یہ رنگ اسے دکھاتی ہوں تو تو کیسی ساحرہ ہے یہ کہکر گوشوارا سیاہ سے جادو پہ
کھینچ مارا وہ گوشوارہ بہ قرینہ شعلہ آتش بن کے چلا سیاہ سے جادو نے جلدی سے جوڑا بالوں کا کھولکر لٹکا
اور کچھ اسم سحر پڑھنے لگی شعلہ بالوں میں الجھ کے گر کے شتاب بجھ گیا سیاہ سے جادو نے جھکو کر
پکڑ لیے اپنے آنچل میں باندھ لیا اختر جادو نے غصہ میں آکر دوسرا گوشوارہ بھی کھینچ مارا سیاہ سے جادو

سے لے اسکو بھی جگنو بناکے آنچل مین باندھ لیا اور کہا کہ بس یہ حقیقت تیرے سحر کی ہے کہ میرے آنچل
مین بندھا ہوا ہے تیرا سحر ہے یا لڑکیون کا کھیل ہے یہ کہکر اپنے کان کا گوشوارہ اتارا اور آواز دی کہ
اسیطرح کا یہ سحر بھی ہے تو بھی رہ کے بتا سکے یہ کہکر گوشوارہ الماس کھینچ مارا یہ گوشوارہ برق بن کے
گرا اختر جادو نے بھی اسیطرح بال سر کے کھول دیے اور چاہا کہ اس برق کو اس دم مین اٹھا لون لیکن یہ
برق نہ اٹھی بلکہ تمام بالون کو جلا دیا بمشکل اختر جادو نے بھی اس سحر کو روک تو لیا اور اسی طرح
جگنو بناکے آنچل مین باندھ لیا مگر سر منڈا گیا تمام بال سر کے جل گئے ساحران لشکر اسلام نے قہقہے
لگانا شروع کیے اختر جادو شرمندہ ہوکر پاؤن مارکے جو غرق زمین ہوئی ہے تو پھر پتا نہ لگا خمار جادو
سے اور اعراک جادو سے سامنا ہوا اعراک جادو نے نعرہ کیا کہ او سرکش کدھر آتا ہے نہین جانتا کہ
مین کون ہون خمار جادو نے جواب دیا کہ تجھے بھی خوب جانتا ہون اور تیرے بھائی کو بھی خوب
پہچانتا ہون دونون غلام ہین بس یہ سنکر اعراک جادو جھلایا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر دستک
دی کہ ایک پریزاد ہاتھ مین ایک پنجرا لیے ہوئے پیدا ہوئی اسمین ایک بلبل ہزار داستان بند تھی
اعراک نے اسکو چمکارا بلبل نے نغمہ سرائی کرنا شروع کی خمار جادو آواز بلبل سنتے ہی محویت کے عالم
مین آگیا اور جھومنے لگا اعراک نے جسوقت دیکھا کہ یہ بالکل بیہوش ہے تلوار کھینچکر چلا کہ سر کاٹ لون
خمار جادو کے قریب نہ پہونچنے پایا تھا کہ ایک طائر پیدا ہوا اور اسنے ایک پھول خمار جادو کو سنگھا کر
آواز دی کہ کس غفلت کے عالم مین ہے حریف سر پر آگیا بس خمار جادو سوتے سے چونک پڑا اور
اسنے کہا کہ تو نے بلا کا سحر کیا تھا بس وہی گل طائر کی منقار سے لیکر آواز دی کہ اے گل طلسمی اس
بلبل کی زبان درازی کو موقوف کر یہ کہکے گل کو قفس پر کھینچ مارا گل جو آکے قفس پر پڑا ہے پنکھڑیاں
بکھر گئین اور ہوا سے خوشبو گل کی پھیلی بلبل نے سر ٹکرانا شروع کیا زمزمہ سرائی بھول گئی اور جس
ساحر کے مشام مین خوشبو گل کی پہونچی اسپر غنودگی طاری ہوئی اور اعراک جادو بھی آنکھین بند
کرکے زمین پر گرا فوج زمین گیر نے ٹانگ اعراک کی پکڑی اور زمین کی طرف کھینچتی ہوئی لیچلی یہ
معرکہ دیکھکر خمار جادو نے دستک دی اسی وقت ایک زنگی آہنی بدن پیدا ہوا اسنے
کہا کہ جا کر اعراک کو زمین گیرون کے ہاتھ سے بچا زنگی زمین مین در آیا دیکھا کہ چند ساحران زمین گیر
ایک مقام پر اعراک کو زندہ دفن کیا چاہتے ہین زنگی نے اعراک کو نکالا سنگ گرون سے مٹی دفع
کی اور لیکر طرف مکان اعراک کے روانہ ہوگیا کہ اسمین بھی تاب مقابلہ باقی نہ تھی کہانتک
حال اس جنگ کا تحریر کیا جائے مختصر یہ ہے کہ تمام ساحر لڑتے ہوئے کوہ بلور کی طرف
چلے آتے ہین اور طلسم کشا بفکر لوح طلسمی طرف کوہ بلور کے جا رہا ہے عیار جوگی بنا ہوا ساتھ
ہے ساحران بیابان معرفا حیرت سے طلسم کشا کو دیکھ رہے ہین ہر چند سحر کرتے ہین مگر طلسم کشا پر
سحر تاثیر نہین کرتا ہے اگر کسی ساحر نے اپنی جگہ سے اٹھکر بمقابلہ طلسم کشا کو چاہنے کا قصد کیا تو آفات
[illegible] کرتی ہین اور اسکو جلاکے خاک کر دیتی ہین یہ بیقین کسی کے روکے نہین رکتی ہین بالا ہوا
طلسم دل آویز جادو اور شعلہ رخسار جادو بھی جاتی ہین ادھر سے طلسم کشا نے مسافت بیابان معرفا
کی طے کی ہے قریب کوہ بلور کے پہونچ گیا ہے اور اسطرف سے سکندر رستم خو بھی تلاش لوح مین چلا
آتا ہے اسکے ساتھ ملکہ لعلان گرد دلان ہے یہ وہ ساحرہ ہے کہ اسکے سحر کی بنیاد نہین ہے لیکن سکندر کے
رفیع البخت اور سپہر [illegible] چلے ہین یہ بھی قریب پہونچ چکے ہین اور انکے ساتھ بھی قمر اندام جادو

اور نجم تابیہ جادو بھی قریب کوہ کے یہ بھی پہونچ چکی لیکن مالک کوہ بلور روشن دل بالائے کوہ اپنے
قصر بلوری میں باطمینان تمام بیٹھا ہوا ہے چار جانب چار آئینے بلوری لگے ہوئے ہیں جنمیں ہر ایک
آئینہ ایک سمت سے متعلق ہے ایک مشرقی آئینہ ہے ایک مغربی ایک جنوبی ایک شمالی بلور روشن دل
جسطرف کا حال دریافت کرنا چاہتا ہے اودھر نگاہ اٹھا کے دیکھ لیتا ہے اسوقت بھی یہاں بیٹھے بیٹھے تماشا
جنگ کا دیکھ رہا تھا کہ دفعتاً اوسکی نگاہ دوسرے آئینہ پر جا پڑی دیکھا اسنے کہ طلسم کشا قریب
کوہ پہونچ گیا ہے قریب ہے کہ بالائے کوہ قدم رکھے اور دل آویز جادو و شعلہ عذار جادو اوسکی کمک
کے واسطے ساتھ ہیں بس بلور روشن دل گھبرا گیا کہ یہ تو وہاں قتل ہو رہا تھا اسرار روشن ضمیر
نے پہونچکر بچایا یہ اس مقام تک کہاں سے پہونچ گیا اسطرف سے نگاہ پلٹی کے تیسرے آئینہ
پر گئی دیکھا کہ اودھر سے سکندر رستم خو چلا آتا ہے یہ بھی کوہ بلور کے نزدیک آگیا ہے اسکی کمک پر
بھی گلنار گہر دندان سی ساحرہ ساتھ ساتھ ہے جسنے اپنے باپ اور چچی سے ایک وقت میں
مقابلہ کیا تھا چوتھے آئینہ پر جو نظر پڑی تو دیکھا کہ دوسری راہ اوسیطرف آتے ہیں انجام جادو اور
نجم تابیہ جادو ان دونوں کی کمک پر ہیں اب تو بلور روشن دل بہت ہراساں ہو گیا کہ ایک آزار چھوٹا تھا
ایک لوح خواستگار ہے جسکو نہ دونگا وہی شکوہ ہو جاینگا بس اسنے اپنے ساحروں کو براہ
استقبال طلسم کشا کے بھیجا اور چند ساحروں کو استقبال سکندر رستم خو و فتح النجت و سہراب واسطے
کیا اور کہلا بھیجا کہ آپ اگر تلاش لوح میں تشریف لائے ہیں تو مجھے لوح کے دینے میں کوئی عذر
و انکار نہیں ہے لیکن چونکہ آپ نے اس بندہ ناچیز کو سرفراز فرمایا ہے تو دعوت قبول فرمائیے بعد
ختم دعوت میں لوح حاضر کرونگا جسوقت شاہزادہ سکندر رستم خو قریب کوہ بلور پہونچے ہیں
تو دیکھا انھوں نے کہ کچھ لوگ لباس فاخرہ پہنے آتے ہیں انھوں نے تامل کیا کہ یہ آویں تو قدم
آگے بڑھانا چاہیے یہ سوچ کر ٹھہر گئے ان ساحروں نے آتے ہی سلام کیا اور عرض کی
کہ ہمارے آقا مالک کوہ بلور نے عرض کی ہے کہ مجھے لوح کے حاضر کر دینے میں کوئی عذر نہیں ہے کیونکہ
یہ لوح میرے کس کام کی ہے میں طلسم کشا نہیں بلکہ لوح کے باعث سے میرے گھر کو ویران ہوتے
جاتے ہیں لیکن اتنی بات کا امیدوار ہوں کہ ایک روز قیام فرمائیے اور دعوت اس ناچیز کی قبول
فرمائیے بعد اسکے مجھے لوح حاضر کر دینے میں کوئی عذر و انکار نہ ہوگا اگر آپ کو اس دعوت میں خیال
عداوت ہو تو آپکو اختیار ہے لیکن میں قسم کھاتا ہوں آپ سے اپنے دین و مذہب کی کہ اسمیں
یہ فریب نہیں ہے کہ میں بہانہ دعوت آپکو اسیر کر لوں اور میں آپکا دوست بھی نہیں دشمن
ہوں لیکن زبان کا پابند ہوں وقت آشتی آشتی و وقت جنگ جنگ ایسا سمجھئے کہ میں اپنی لوح
ہوں مجھے بادشاہ طلسم کی نافرمانی کرنا بھی منظور نہیں ہے اس دعوت میں اپنی صلاح ہے کہ لوح آپکو
ملجائے اور میں بادشاہ طلسم سے برا بھی نہ ہوں یہی پیام بلور روشن دل کا طلسم کشا پاس بھی پہونچا
اور سکندر و فتح النجت پاس بھی انھوں نے منظور کر لیا اب بلور روشن دل نے عرض کی
کہ آپ سب صاحب بالائے کوہ تشریف لاکر قلعہ بلوری میں قیام پذیر ہوں لوگ استقبال کر کے
ان سب کو قلعہ بلوریہ میں لائے اول سکندر رستم خو پہونچا بعد اسکے فتح النجت و سہراب کے قبیل
عادل کیوان شکوہ اسیا آیا تھا نے دوسرے کو دیکھکر ... اور طرح طرح کی گفتگو ہر ایک لفظ
لوح آیا ہے تو کوہ بلور پر آنے کا سبب کوئی نہ بیان کرتا اب بلور روشن دل کیطرف سے سامان دعوت

مہیا ہوگیا قلعہ بلوریہ عجیب قلعہ ہی کہ اندر سے قلعہ کے کوسون کا حال دریافت ہوتا ہی اسکے
بنانے والون نے پتھر کو ایسی جلا دی ہی کہ ہر دیوار ایک دوربین ہی یہ شاہزادے اس قلعہ کو
دیکھکر وجد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ مقام انتخاب ہی تمام طلسم مین ایسی فرحت انگیز اور دلچسپ
جگہ نہوگی اتنے مین بلور روشن دل قلعہ مین حاضر ہوا باادب آکے اسنے پہلے سکندر کو سلام
کیا پھر رفیع البخت کو پھر سہراب کو پھر عادل کیوان شکوہ کو یہ فعل بلور روشن دل کا شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ کے خلاف مزاج ہوا لیکن بلور روشن دل نہایت ہوشیار اور ساحر زبردست
ہی اسنے عمداً یہ حرکت کی کیونکہ اسکو معلوم تھا کہ سکندر طلسم کشا نہین ہی اگر لوح طلسمی اسکے ہاتھ
آئی تو فوراً چھین جائیگی اسیوجہ سے اسنے سکندر کی آؤ بھگت زیادہ کی اور جس ترتیب سے
یہ لوگ داخل قلعہ ہوے تھے اسی طرح سبکو سلام کیا اور شاہزادہ حق پژوہ عادل کیوان شکوہ
کی طرف دیکھ کے عرض کی کہ حضور برا نہ مانین تو ایک بات عرض کرون فرمایا کہ بیان کر بلور روشن دل
نے عرض کی کہ حضور کے چہرہ سے آثار کبیدگی ظاہر ہین شاید ترتیب سلام کی حضور کے
خلاف گذری اسکا سبب مین عرض کیے دیتا ہون وہ یہ ہی کہ میرے یہان احکام طلسمی کی نسبت
بانیان طلسم تحریر کر گئے ہین کہ جب چار شخص ایکسی ہی روز کوہ بلوریہ وارد ہون اور ہر ایک جدا جدا
راستے سے آئے تو سمجھ لینا کہ وہی روز آمد طلسم کشا کا ہی اور ان چارون مین جو شخص پہلے
قلعہ بلوریہ مین قدم رکھے لوح اسکے سپرد کر دینا اگر ایک کو لوح کا دعویٰ ہی تو یہ بھی معلوم ہی کہ
طلسم کشا سب سے زبردست ہوگا آپ لوح چھین لیجیے گا یہ کہکر اک ڈبیا جیب سے نکال کے
بیچ مین رکھ دی اور کہا کہ مین حسب ہدایت بانیان طلسم یہ اس شخص کو دیتا ہون جسنے قلعہ مین
پہلے قدم رکھا ہی بس یہ سنتے ہی سکندر نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کے وہ ڈبیا اٹھا لی اور بغیر
دیکھے ہوے جیب مین رکھ لی اور کہا کہ اے بلور روشن دل تم سچ کہتے ہو مین بھی تم سے وعدہ
کرتا ہون کہ بعد فتح طلسم تمکو ایسا ممتاز کرونگا کہ اہل طلسم تمھارے مرتبہ پر رشک کرینگے یہ کہکر
اٹھ کھڑے ہوے اور فرمایا کہ اب مین جاتا ہون اس حرکت پر سکندر کے رفیع البخت اور سہراب
کو بھی ملال ہوا یہ بھی رنجیدہ خاطر اٹھ کھڑے ہوے اور دل مین تہیہ کر لیا کہ اس سے بدلا لینا
چاہیے یہ سوچکر کوہ بلور سے اترے اور صحرا کی طرف چلے گئے عادل کیوان شکوہ بھی کوہ بلور سے
اترے اور ملکہ دل آویز جادو سے سارا واقعہ بیان کیا دل آویز جادو نے کہا کہ اے شہریار اگر آپ
فتاح طلسم ہین تو لوح پھر آپ کے ہاتھ آئیگی اور دوسرے کے ہاتھ سے ہرگز لوح کام نہ دیگی اب
اس طرف چلیے جدھر سکندر گیا ہی دیکھیے تو وہ کہان جاتا ہی اور کیا کرتا ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ اب
یون جانا اچھا نہین بلکہ ذرا ابا بیٹھ کے چلنا مناسب معلوم ہوتا ہی مگر قسمت کہ عادل کیوان شکوہ سے جو
برتاؤ بیجا کی اور تھا یہ الماس پوش سکے آیا تھا سکندر ستمگر مین رہ گئے ہوے لیکن اول حال
سکندر ستمگر کا گذارش کیا جاتا ہی کہ جسوقت سکندر نے لوح طلسمی لیا کوہ سے اترا تو نہایت شادان
و فرحان ہوا کہ عادل کیوان شکوہ کے مقابلے مین میرا سر بلند رہا کہ لوح میرے ہاتھ لگی بعد اسکے صحرا مین آکر
ڈبیا کھولی لوح کو نکالکے گلے مین پہنا اور دیکھا کہ مجھے کس طرف جانا چاہیے اور کیا کرنا چاہیے لکھا تھا
کہ اے شخص اگر تو زور طلسم کشائی رکھتا ہی تو مرغزار فیل پیکران پر جا اور سرمست فیل زور کو زیر کر کے
گلا گھونٹ کے مار ڈال کہ خون سرمست کا زمین پر نہ گرے اور اگر اسقدر قوت نہین رکھتا ہی تو ہرگز

سر مرحلے پر جانے کا قصد نکرتا یہ دیکھا کہ سکندر رستم نو طرف مرحلۂ فیل پیکران کے بہ ہدایت لوح بڑھا
ہوا ہے دیکھیے یہ کب پہونچتے ہین اور کیا صورت پیدا ہوتی ہے لیکن اول حال اسرار روشن ضمیر
اور ضحاک مار گیر بادشاہ کا سنیے کہ یہ لوگ طلسم کے بھرتے ہوئے کوہ بلور پر پہونچے اور بلور روشن دل پہلے
سے مطلع ہوچکا تھا کہ یہ لوگ اسطرف آتے ہین اسلیے آئینہ ہاے سحر تیار کر رکھے تھے اور لوح طلسمی
اسیوجہ سے سکندر رستم کے سپرد کر دی تھی کہ لوح آتے ہی پڑھ کے چھین جائیگی اور اگر یہان لوح رہیگی تو سحر میرا
خامی کریگا اور لوح طلسم کشا کے ہاتھ آجائیگی پھر ایک دم مین کوہ بلور برباد ہوجائیگا الحاصل جسوقت
یہ دونون فوجین لڑائی ہوئی اسطرف سے بلور روشن دل نے بڑے بڑے آئینہ سحر قلعہ پر لگا دیے
چونکہ یہ مقام سحر بلور اور بلور روشن دل کے قبضہ مین ہے کسی ساحر کا سحر اسجگہ کام نہین دیتا ہے اسرار
روشن ضمیر کو یہ خیال تھا کہ جسوقت ہم کوہ بلور پر پہونچینگے لوح طلسم کشا کے قبضہ مین ہوگی ایک دم مین کوہ
بلور فتح ہو جائیگا اور بلور روشن دل کو سوا ہاتھ ملنے کے کچھ بن نہ آئیگی ضحاک کے بھی دانت کھٹے ہو جائینگے
لیکن یہان معاملہ بالعکس ہوا کہ طلسم کشا کو کوہ تک پہونچنے مین دیر ہوئی سکندر رستم نے جا کر لوح
قبضہ مین کر لی اور اب اسی سبب سے تو مرحلہ فیل پیکران کی طرف چلے اور یہان بلور روشن دل
نے میدان خالی پا کر پورا بندوبست کیا کہ آئینہ چمکانا شروع کیے جسقدر ساحران لشکر اسرار روشن ضمیر تھے
عکس پڑنے لگا آنکھون سے اندھے ہوگئے اور بیہوش ہو کے رہ گئے سوا چند ساحرون کے کہ جنکے پاس تحائف
سحر تھے وہ تو بچ گئے باقی کل لشکر گرفتار ہوگیا اسوقت اسرار روشن ضمیر نے غصہ مین آکر پیشانی مین اپنی
نشتر دیا اور چاہا کہ خون لیکر منہ پر سحر جادو کے مارا اور ایکا ایکا جلادے اسکو جسقدر قطرات خون کے تھے
شعلے بن بنکے لپٹ گئے تمام بال سر تک جادوگر کے جل گئے اور لباس بھی جل گیا تن بدن مین آبلے پڑ گئے
برہنہ بیہوش ہو کے گری ہنوز زمین تک نہ پہونچنے پائی تھی کہ ضحاک مار گیر نے دوڑ کر اپنی خالہ کو لیا
اور غرق زمین ہو کے روانہ ہو گیا باقی ساحران لشکر ضحاک کوہ بلور پر چلے آئے اور خمار جادو اور لرزان
جادو و سیما جادو اسرار روشن ضمیر بدرقہ مراد تک پہونچ کے رک گئے دونون لشکر اور سرداران مین
ہونے کے کچھ کے پیاسے تھے واہوا سکندر نے شکست اختیار کیا اور لشکر ضحاک مین بسبب بادشاہ کے نہ ہونے
کے بلبل بادشاہ ہوگیا اسرار روشن ضمیر نے قریب بدرقہ مراد کے قیام کیا چونکہ تمام لشکر اسیر ہوگیا تھا صرف
تین سردار بچ گئے تھے کوئی خادم و خدمتگار بھی نہ باقی رہا تھا اسرار روشن ضمیر نے کچھ اسم سحر پڑھکے ترسول
زمین پر مارا اور آواز دی کہ اے سرزمین طلسم اب پھر زمانے نے رنگ بدلا ہے کہان ہین خفتہ بختان طلسم
کہ آئین اور میرا ہاتھ بٹائین کہ دربار آسکے بادشاہ سابق کی حکومت کا آگیا ہے بس ترسول زمین مین گڑتے ہی زلزلہ
سا پیدا ہوا اور دیکھا کہ اس مقام سے زمین شق ہوئی اور ایک شخص سر تا قدم سیاہ آنکھیں ملتا ہوا پیدا ہوا
اور اسرار روشن ضمیر کو سلام کر کے عرض کی کہ غلام اسی دن کے واسطے پڑا ہوا سو لیا اب بتائیے کیا حکم
ہوتا ہے اسرار روشن ضمیر نے کہا کہ اے سرفتنہ جادو اپنی فوج خوابیدہ کو جگا لا اور بارگاہ استادہ کر کہ ہم
طلسم کشا کے صاحب فتح ہین نمکحرامون کے دست قضا سے نجات پائی ہے تو آکے ان نمکحرامون سے
قصاص لیا جائے سرفتنہ جادو یہ سنکے خوش ہوا اور عرض کی کہ اگر آپ جنگ کا نام نہ لیتے تو خمار میرا برطرف
ہوتا اور مین پھر جا کے سو رہتا یہ کہکر چلا گیا اور تھوڑی ہی عرصہ مین چالیس ہزار ساحرون کو ساتھ لیے
ہوئے پیدا ہوا بارگاہ خواب آگین برپا کی اسرار روشن ضمیر نے کہا کہ ہم تین روز کے جاگے ہوئے ہین
اب تم جاگو ہم سو رہینگے یہ کہکر داخل بارگاہ فلک جاہ ہوا اور آرام کیا خمار جادو اور لرزان جادو اور سیما جادو

بھی اپنی اپنی خوابگاہ مین جاکر سو رہے سرفتنہ جادو نے طلایہ پر ساحرون کو معین کیا لیکن اسکو یہ
خیال آیا کہ بادشاہ نے جنگ کے وقت مجکو یاد نکیا اسی بات پر مین اسکے واداسے بگڑکے چلا گیا
تھا اور سو رہا تھا آج اسنے جگایا تو کیا مجکو پہرہ دینے کے واسطے جگایا ہی واقع مین ہم لوگ خفتہ
نصیب ہین ہماری تقدیر مین مشقت ہی کی زندگی ہی یہ خیال کرتے ہی اسکو نیند آگئی پس جاکے گوشہ
بارگاہ مین یہ بھی سو رہا اسکے سوتے ہی تمام فوج سو گئی لیکن طلایہ کے ساحر جاگا کیے آج رو سویرے
سے بعد جاگا تھا گھڑی کی گھڑی پھر سو رہا ان لوگون کو تو محو خواب رکھا جاتا ہی اب حال ضحاک
جادو کا سنیے کہ جسوقت یہ مبرم جادو کو لیے ہوئے اپنے ایوان مین پہونچا ہی تو مبرم جادو کی عجب
حالت تھی کھوپڑی کی شکل آگئی تھی بال سر کے جل گئے تھے کپڑے بھی جلے ہوئے تھے بدن مین
آبلے پڑ گئے تھے غرض ضحاک نے بھی زخمی کیا تھا اسنے مرہم تشیدی منگاکر آبلون کا پانی دور کرکے مرہم
لگایا اور اپنے زخمون پر بھی پٹی باندھی مگر بسبب ضعف کے بیہوش ہوگیا مبرم جادو کو ہوش آیا تو
اپنے کو قصر ضحاک مین پایا ضحاک جادو کو پاس اپنے بیہوش دیکھا ہوشیار کیا اور کہا کہ اے
فرزند تیری بدولت آج جان بچ گئی ورنہ اسرار روشن ضمیر کے ہاتھ سے بچنا سخت دشوار تھا نہین معلوم
لشکر پر کیا گذری ضحاک جادو نے کہا کہ معلوم ہوا جاتا ہی مین دریافت کرتا ہون یہ کہکر اسنے اپنے
ایوان کے روزن سحر سے دیکھنا شروع کیا تاثیر اس روزن کی یہ ہی کہ کل طلسم کا حال ایک روزن
سے معلوم ہوجاتا ہی پہلے اپنی فوج کو دیکھا معلوم ہوا کہ اعواک جادو اور چہار چشم جادو اور اختر
جادو اپنے اپنے مکان مین علاج و معالجہ مین مصروف ہین اور کل فوج قلعہ بلوریہ مین بلور روشن
کے پاس مقیم ہی اور فوج اسرار روشن ضمیر قلعہ مین مقید ہی سب آئینہ بند ہوگئے ہین مثل تصویر عکسی
کے آئینون مین بیٹھے ہوئے بزبان حال سے فریاد کر رہے ہین یہ دیکھکر بہت خوش ہوا اب
اسنے اسرار روشن ضمیر کی طرف خیال کیا معلوم ہوا کہ قریب درہ ہرادکے ایک بارگاہ سیاہ برپا ہی
اسمین سو رہا ہی گرد فوج پڑی ہی چند ساحر طلایہ پر پھر رہے ہین یہ حیران ہوا کہ یہ فوج کہان سے آگئی ان
ساحرون کی وضع اور قطع ساحران طلسم سے بالکل علیحدہ ہی تمام کیفیت مبرم جادو سے بیان کی
مبرم جادو نے کہا کہ طلسم کشا ان کیا کر ضحاک جادو نے پھر روزن سحر سے آنکھ لگائی معلوم ہوا کہ
لقا سب چہرہ پر واسطے ہی سے بشیر نوروی کی کر رہا ہی لوح طلسم اسکے پاس نہین ہی بلکہ لوح اس
شخص کے پاس ہی جو دوسرا اہل طلسم کشا نہین ہی اور سب سے پہلے آکر اسیر طلسم ہوا تھا یہ دیکھکر ضحاک
مار گزیدہ جادو بہت ہی خوش ہوا مبرم جادو سے بیان کیا وہ بھی نہایت خوش ہوئی جب تک
زخم ان سب کے اچھے ہوگئے تو مبرم جادو نے کہا کہ تو مقابلہ اسرار روشن ضمیر جلیل جنگ ہوا تا مین
ایسی بلا کو اپنے ساتھ لیکے آؤنگی کہ اسرار روشن ضمیر کو جان بچانا دشوار ہوجائیگی یہ کہکر ضحاک مار گزیدہ
سے رخصت ہوئی ضحاک مار گزیدہ جادو نے وقت کو غنیمت جانکر جاکر وہ یاور کو نامہ تحریر کیا کہ اگر ممکن
ہو تو لشکر اسرار روشن ضمیر کو قتل کر ڈالو اور بعد اسکے طبل جنگ بجواکر مقابلہ اسرار روشن ضمیر مین مصروف
ہو ہر وقت با دولت و اقبال کبھی آپکے سب اسرار روشن ضمیر کو مہلت نہ دینا چاہیے کہ وہ بے سر و سامان
ہی اور اسکے سحر مین بھی ابھی پوری قوت نہین آئی ہی جسوقت یہ نامہ یاور روشن دل کو پہونچا اسنے جواب
نامہ تحریر کیا کہ قبلہ یون تو قتل کرنا آئین طلسم کے خلاف ہی یہ دوسری بات ہی کہ مقابلہ مین ایک دوسرے
کے ہاتھ سے مارا جائے لیکن قابو پا کے قتل کرنا نہ چاہیے ایک کا قتل بھی درست نہین نہ کہ پوری فوج کا

کا قتل کرنا مگر وہ ایسی قید میں ہیں کہ آپ انکو مردہ ہی سمجھ لیجیے اب رہا ہونا دشوار ہی اور میں آج کے تیسرے روز طبل جنگ بجواؤنگا یہ نامہ بھجوا کر بطور رنجش دل سے اپنے آئین کے موافق ساعت سعید اور روز نصرت تجویز کر کے حکم دیا کہ نقارہ رزمی بجے اسی وقت طبل پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر اسرار روشنضمیر کو ہوئی یہاں اسرار روشنضمیر کی تمام فوج مع سر فتنہ جادو سو رہی تھی جب اسرار روشنضمیر بیدار ہوا تو اسنے کہا کہ اب انکو سونے دو اب یہ آواز طبل جنگ سے چونکینگے تمار جادو نے عرض کی کہ اے بادشاہ میں تو سمجھا تھا کہ میں ہی بڑا سونے والا ہوں مگر نہیں معلوم ہوا کہ یہ مجھ سے زیادہ سونے والے ہیں اسرار روشنضمیر نے کہا اے تمار جادو تیرا خواب اتنا تھا کہ میں نے سنا ہی ابتدا سے حکومت کے زمانے میں تجکو سلایا تھا اور اس زمانے میں جگایا یہ میرے دادا کے وقت سے سو رہے تھے اور اسی بات پر بگڑ کے سوئے تھے کہ جب جنگ و جدل نہیں ہے تو ہم جاگ کے کیا کریں آج میں نے انکو جگایا گر میں جو سو رہا تو یہ پھر سو رہے ان ساحروں کو سوائے لڑنے کے کوئی کام پسند نہیں ہے اگر جنگ کی ضرورت ہو تو یہ برسوں نہ سوئیں اور بیکار ہوں تو دم بھر جاگ نہیں سکتے چنانچہ جسوقت آواز طبل جنگ قلعہ بلور سے بلند ہوئی ہے تو یہ تمام خفتگان زمین بھی جاگ اٹھے اور تیاری کرنے لگے صحرا میں ہر طرف انگیٹھیاں روشن ہو گئیں دوکانیں لشکر کی کھل گئیں اور سر فتنہ جادو کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ عیاری کا اب انکو انتظار صبح میں چھوڑا جاتا ہے اور یہاں

چند کلمے داستان نفاق نشان سکندر رستم خو اور رفیع الجثہ اور لقابد الماس پوش کے بیان سے کیے جاتے ہیں

گو ستمگار ہیں وہ پر نہیں ٹکنے والے
بیٹھی یادوں سے ہیں زخموں کے کبھی بھرنے والے
جو کہتے کبھی ہیں کہیں ہیں جی سے گزرنے والے
کو تر سے ناز ہیں سب ڈرنے ہی کے کرنے والے
اٹھتے ہو نیند سے ہیں بہانہ کوئی مرنے والے

گزرے ہیں سر دیا ایک گیت میں گزرنے والے
تھے عجیب کچھ ہیں دن زیست کے بھرنے والے
قتل ہو لیے ہیں جو شوق میں سر دینے والے
مر گیا قتل نہیں کرکے تم مرنے والے
سنکھ ستم کے کبھی نہیں احسان کے کرنے والے

چکھا ابرو کے خم سے ہی کلیجہ لیا گیا ڈرتا
یا تو جیتے تھے اس اسپ پہ اور یا مرتا
اس جگہ مرہم کا فورا اثر کیا کرتا +
کون قاتل کی طرف سے مرے دل کو پھرتا
تیسرے کے تیروں ہی سے کچھ زخم کئے بھرنے والے

ہم سے تھے ایسا تو زمانے میں نہ دیکھا چھپنا
مار ہی ڈالیگا وہ اپنا جو کہ اس کا جوبن
مہر کے تو نیز کا کیا حسن ہے اور کیا جوبن
یہی کرتا ہے اشارے سے کوئی اٹھتا جوبن
یہ تیر اکثر پھرتے ہیں گل پا کے اکھڑنے والے

اس نصیحت کو ذرا کان لگا کے سن لو
قتل کرتا نہیں قاتل تو چلو جانے دو
یار یہ سر سے اتر جائے کہ یکدم شئی ہو
کہتی ہے خواہش دل اپنا گلا خود کاٹو
جی کو یوں مار نہیں رکھتے ہیں مرنے والے

ہم اس بات کا چرچا مرے نالے کر لین | باہم تا سپار کے رشتا مرے نالے کر لین
سیر سے ہی قلب کو ٹھنڈا مرے نالے کر لین | پہلے تاثیر تو پیدا مرے نالے کر لین

عرش پر چڑھتے ہین کیا دل سے اترنے والے

ماہ تابان یہ عجب روپ تھا کچھ روز وصال | ہجر جانان سے دیئے آپ کے کہین رنج کمال
پاس کو آج کی شب تھا انھین باتون کا خیال | چاندنی رات کی [illegible] نظر آئی تھی جلال

پھر رہے گئے وہ نگاہون مین نکھرنے والے

راویان شیرین زبان و خاکیان رنگین بیان اس داستان حیرت نشان کو یون تحریر کرتے ہین کہ شاہزادہ سکندر رستم نو جسوقت لوح طلسمی باور روشن دل سے لیکر حسب ہدایت فرخ طرح قلعہ فیل پیکران کی طرف چلے ہین تو ملکہ لعلان گہر دندان نے کہا کہ مین تم سے علیحدہ ہوتی ہون اسلیے کہ یہ معاملہ دربارہ طلسم کا ہو اس سے وہی شخص گذر سکتا ہو جو طلسم کشا ہو اور صاحب لوح ہو فرمایا کہ بہتر جب مین مرحلے کو شکست کرچکون اسوقت تم آجانا اور ہر مرحلہ کا بابت نسبت کرنا مین آگے روانہ ہوجاؤنگا لعلان گہر دندان نے کہا کہ اے سکندر یہ تو بتاؤ کہ تمکو کوئی خواب وغیرہ ہوا ہی جس سے تمنے یہ جان لیا کہ مین طلسم کشا ہون یا لوح پاکے بھول گئے ہو ایسا نہو کہ آگے بڑھکے مبتلا ہو جاؤ تو پھر مین بھی کچھ نہ کر سکونگی کیونکہ ساحران طلسم میرا ادب کرتے ہین اور مجھسے ڈرتے ہین لیکن مالکان مرحلہ کا مین کچھ نہین کر سکتی اسلیے کہ جو لوگ محافظ طلسم ہین وہ ایسے نہین ہین کہ وقتاً بادشاہ طلسم بھی انکو اپنی جگہ سے علیحدہ کر سکے اسلیے کہ انکے مرحلے کو سوا طلسم کشا کے کوئی توڑ سکتا ہو اور نہ انکو کوئی قتل کر سکتا ہو اگر تم مرحلے پر پہونچ کے گرفتار ہوگئے تو تمکو روکے پڑینگی اور ساحران طلسم بھی اور تمہارے لینے کے پیاسے ہو رہے ہین تمام طلسم مین یہ بات مشہور کر رکھی ہو کہ بادشاہ طلسم کی بھتیجی طلسم کشا کے عزیز پر عاشق ہوئی اور اسکو زندان طلسمی سے لیکر نکل گئی تاکہ زیادہ کوئی تماشا میری اطاعت نکرے یا جو ساحر نا یہ بات سمجھے اور تمہین دونون کو اسیر کر لے سکندر رستم نو نے کہا کہ اے ملکہ تم کیون گھبرائی ہو اگر مجھے خواب نہین ہوا تو کیا ہوا بانیان طلسم لکھ گئے ہین کہ جو شخص باور یہ مین پہلے داخل ہو وہ طلسم کشا ہو ملکہ لعلان گہر دندان نے کہا کہ یہ تمکو کیونکر معلوم ہوا سکندر رستم نو نے کہا کہ باور روشن دل نے یہی کہکر لوح طلسمی میرے سپرد کی تھی کہ مین حسب الحکم بانیان طلسم لوح آپ کے سپرد کرتا ہون ورنہ رفیع البخت اور عادل کیوان شکوہ ضرور مزاحمت کرتے اور قلعہ باور یہ مین تا وار حلیتی ملکہ نے کہا کہ باور روشن دل امین لوح طلسمی تھا اسلیے بغیر اطاعت کیے جو لوح آپ کے سپرد کر دی اسمین کوئی شک اور فریب ضرور ہی سکندر رستم نو نے کہا کہ تمکو تو فارور سے مین دھاسے نظر آتے ہین اسمین فریب کی کیا بات ہی اب مجھے مرحلے پر جانے دو یہ سنکر مجبوری ملکہ تو ایک جانب چلی گئی اور شاہزادہ سکندر رستم نو طرف قلعہ فیل پیکران کے روانہ ہوا جسوقت سامنے قلعہ کے پہونچے اور اہل قلعہ نے دیکھا کہ ایک شخص چلا آتا ہی جاکر سر مست فیل زور سے بیان کیا کہ غضب ہوا طلسم کشا آگیا سر مست فیل زور بھی یہ سنکے پریشان ہو گیا اور فیل بند دروازے پر آیا دیکھا کہ واقع مین اک جوان سرخوش گلے مین لوح پہنے ہوئے آلات حرب و ضرب تن پر آراستہ کیے ہوئے چلا آتا ہی بس اسکو تعجب ہوا کہ ابھی تو وقت طلسم کشا کے آنے کا نہین آیا ہی ہر چند کہ اسی ماہ مین ورود طلسم کشا میرے مرحلے پر ہونا چاہیے مگر تاریخ معینہ مین فرق ہی یہ بانیان طلسم نے غلطی کی ہے

یا یہ شخص علاوہ طلسم کشا کے ہو مگر جو یہ طلسم کشا نہوتا تو لوح اسکے پاس کہاں سے آتی خیر جیسا کچھ ہوگا ظاہر
ہو جائیگا سامنے قلعہ فیل پیکران کے ایک تصویر دیو کی نصب تھی اور ایک میل سامنے اُس تصویر کے تھا
جس وقت سکندر رستم تو قریب تصویر دیو کے پہونچے تو لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے شخص اگر تو قوت
صاحبقرانی رکھتا ہے تو اس میل پر چڑھ کر اس دیو کو ضرب گرز سے پست کر اگر دیو تیری ضرب گرز سے زمین
میں غرق ہو گیا اور پھر نہ ابھرا تو قلعہ فتح ہو جائیگا ادھر دیو غرق زمین ہوگا اُدھر قلعہ میں زلزلہ پیدا
ہوگا اہل قلعہ کچھ دب کے مر جائینگے جو بچینگے وہ لڑینگے انجام کو اطاعت قبول کرینگے لیکن اتنا خیال
رہے کہ سرمست فیل زور کو تلوار سے نہ قتل کرنا ورنہ اگر خون اسکے جسم کا زمین مرحلہ پر گرا تو زمین شق ہوگی
اور تو زمین میں سما جائیگا یہ دیکھ سکندر رستم نے میل پر چڑھنے کا قصد کیا قریب آنے دیکھا کہ جا بجا
پاؤں جمانے کے لائق چھوٹے چھوٹے طاق بنے ہوئے ہیں بس سکندر رستم نے انہیں طاقوں میں
پاؤں جماتے ہوئے میل پر چڑھ گئے اور یہ خیال کیا کہ میرے ہاتھ میں جو تیس من کی ضرب گرز ہے جو سوسن
ضرب صاحبقران سے بھی گران تر ہے کیا حقیقت ہے اس تصویر کی اگر دیو اصلی بھی ہوتا تو لنگر آتش
ضرب کا نہ سنبھال سکتا اسی ضرب سے تیرنگ قاف میں بڑے بڑے دیوان سرکش کو پست کیا ہے
اور میں کیا عادل کیوان شکوہ سے کچھ کم ہوں یہ تصور کرکے گرز سنبھالا اور سر پر چرخ دیکر وہ دستی ضرب
سر پر تصویر دیو کے لگائی ضرب پڑتے ہی ایک شاخ سر دیو کی ٹوٹی اور دیو غرق زمین ہو گیا مگر دو شاخ
باہر نکلی رہ گئی اسلیے کہ جس میل پر کھڑے ہوکے سکندر رستم نے ضرب لگائی تھی وہ میل ایک قد
آدم بلند تھا سکندر رستم ضرب کے جھوکنے میں اتنا جھکا کہ ہیکل اور لوح دونوں گلے سے نکل کے زمین پا
گر پڑی جانتے ہو فوراً سکندر میل سے اُتر کے ہیکل اور لوح اُٹھانے آئے اتنی دیر میں زمین سے
سر ماہی پیدا ہوا اور ہیکل اور لوح کو نگل کے غائب ہو گیا تصویر دیو مثل سابق پھر بلند ہو کے سامنے
آ گئی اور اسکے دہن سے آواز قہقہہ آئی کہ بس اسی منہ پر لوح لیکے مرحلہ توڑنے کے ارادہ سے
آیا تھا یہ کہکر دیو نے دست قدرت دراز کرکے سکندر کو پکڑ لیا اور کہا کہ تو نے سمجھا مجھے کیوں گرز مارا
سکندر رستم نے دوسرے ہاتھ سے دیو کو طمانچہ مارا اور کہا کہ تو تو جسم بیجان تھا پہلے منہ سے نہ بولا کہ مجھے وار
نکرو تھپڑ کھاتے ہی دیو نے دوسرا ہاتھ بھی پکڑ لیا اور آواز دی کہ اے اہل قلعہ آؤ اور اپنے دشمن کو
لیجاؤ تمہیں بڑی جفا سہنا اسکو اسیر کیا ہے بس دیو کی آواز بلند ہوتے ہی دروازہ قلعہ کا کھلا اور چند
آدمی نہایت جسیم ہتھکڑیاں بیڑیاں غل و زنجیر لیے ہوئے آئے اور سکندر کو اسیر کر لیا ہر چند سکندر
نے زور کیا مگر کچھ نہوا اہل قلعہ باندھ کر لیچلے اسوقت ملکہ لعلان گہر دندان نے دیکھا کہ یہ اسیر ہو گیا
اور اہل قلعہ لیے جاتے ہیں بس اسکے بیتاب ہوکے قلعہ میں سے نعرہ کیا کہ خبردار اے اہل قلعہ اسے
لیجانے کا قصد نکرنا ورنہ میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے نہیں جانتے کہ میں کون ہوں منم ملکہ لعلان
گہر دندان یہ کہکر اسنے کتاب سحر کشائی کی چلنے آدمی سکندر کو اسیر کیے ہوئے لیے جاتے تھے
سب مع سکندر اسی مقام میں رکھے گئے ملکہ لعلان گہر دندان بیتاب ہو کے قریب آئی اور چاہا کہ سکندر
کو قید سے رہا کروں اُسوقت سرمست فیل زور جادو نے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ تمام طبقہ ہلگیا اور
آواز دی کہ اے محافظان دربند کس خواب خرگوش میں ہو قیدی دربند کو اُسکا طرفدار لیے جاتا ہے
یہ خیال نکرو کہ یہ بادشاہ طلسم کی بھتیجی ہے اب یہ ہماری دشمن ہے اور ہم اسکے عدو ہیں بس یہ کہنا تھا کہ
چہار جانب سے صد ہا پریزادین رنگ رنگ کی ڈوریاں ہاتھوں میں لیے ہوئے پیدا ہوئیں لعلان گہر دندان

جو دیکھا کہ میری اسیری کا سامان ہے پس اسنے قہقہہ مارا اور کہا کہ او موئے بختیار کی شامتیں آئی ہیں کہ
مجھکو اسیر کرنا چاہتا ہے پس ہنسنے میں دہن اسکا جو کھلا اور دندان آبدار چمکے بجلیاں برقیں چمکیں جنکے گرنا
بجلیں پر پڑا دیں جل کے خاک ہوئیں باقیماندہ دوڑ کے لپٹ گئیں اور ملکہ کو بھی اسیر کر لیا اور مع
شاہزادہ سکندر و بہمن کو لیجا کے زندان مرحلہ میں قید کیا اور سرمست فیل زور نے اک نامہ بنام شاہ
طلسم تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ ایک سرکش لوح طلسمی لیکر میرے مرحلے پر آگیا تھا میں نے اسکو
گرفتار کیا لوح چھین لی بعد اسکے آپکی برادر زادی ملکہ لعل گہر دختران اسکی رہائی کے واسطے
آئیں انھوں نے ناطلسمان مرحلہ پر سختی کی اور بجلیاں پر پڑا دیں جلا دیں آخر میں نے انکو بھی گرفتار
کیا لہذا اطلاعاً گزارش ہے کہ لیجیئے آپ سے مرحلہ پر موجود ہیں چاہیے انکو کسی اور جا سے شاہ سیف
بھیجوا دیجیئے چاہیے اسی جگہ پر رہنے دیجیئے لیکن لوح طلسمی کو میں ایکدم مرحلے میں نہیں رکھ سکتا
کہ اثر لوح سے سحر کمزور ہوئے جاتے ہیں لہذا لوح حامل عرضی ہذا کے ملاحظہ روانہ خدمت کیجاتی ہے
واجب جانکر عرض کیا۔ جب مضمون عرضی تمام ہوا تو سرمست فیل زور نے عرضی ملفوف کرکے اپنے
بھائی کو دی اور لوح طلسمی بھی اسی کے واسطے لیکے کہا کہ تو جا کہ یہ امانت بادشاہ طلسم کی اسکے
سپرد کر اور یہ اب میری عرضی کا لیتا آنا سرمست فیل زور نے لوح اور عرضی قبضہ میں کرکے رخ ایوان
شاہی کا کیا اور خدمت ضحاک بارگزیدہ میں روانہ ہوا قضا سے کار و اتفاقات روزگار کہ اسطرف
سے سرمست فیل زور اژدر پران پر سوار تیر سحر اسکے ہاتھ میں اڑتا ہوا چلا جاتا تھا اور اسطرف
سے ملکہ قہر اندام جادو اور تحسین تاب جادو چلی آتی تھیں انھوں نے جو دیکھا کہ مرحلہ فیل پیکران
کی طرف سے ایک ساحر چلا آتا ہے آواز دی کہ کون ہے اور اپنے طاؤس سحر کو اڑا کر قریب آئیں
سرمست نے دونوں شاہزادیوں کو پہچانا چونکہ ابھی انکی رسوائی عام نہیں ہوئی ہے صرف حاکمان
مرحلہ افسران طلسم واقف ہیں اور بخیال رسوائی بادشاہ انھوں نے بھی اس بات کو زبان سے نہیں
نکالا ہے تو سرمست فیل زور بھی انکے حالات سے بےخبر تھا اسنے تمام کیفیت سکندر و لعل گہر دختر
کے گرفتار ہونے کی بیان کی اور کہا کہ میں لوح طلسمی مع عرضی خدمت بادشاہ میں لیے جاتا ہوں ملکہ
قہر اندام نے دیکھا کہ لوح جاتی ہے کہا اے سرمست فیل زور لا لوح طلسمی میرے سپرد کر ایسا نہ ہو کوئی تجھ سے
چھین لے سرمست کو تامل ہوا کہ ایسا نہ ہو کوئی افتاد پڑے تو بادشاہ کی بھی سرآئیگی یہ دونوں چیز ہیں کہ
جس سے جانیں ارکان طلسم کی وابستہ ہیں ملکہ قہر اندام نے جو دیکھا کہ اسکو لوح کے دینے میں تامل
ہے کوڑا اسنے مارا اور کہا کہ او نمک حرام تو ہماری حکم عدولی کرتا ہے سرمست نے ڈر کر لوح نکالی چاہتا تھا
کہ ملکہ کے ہاتھ میں دے کہ اک برق سی چمکی اور آواز نعرہ ملکہ اختر جادو کی پیدا ہوئی اسنے آتے ہی
آواز دی کہ خبردار لوح اس چھوکری کو نہ دینا کہ یہ ہماری دشمنوں میں مل گئی ہے یہ کہتی ہوئی قریب سرمست
فیل زور کے آگئی قہر اندام نے جو اختر جادو کو دیکھا ڈر گئی کہ یہ بلا یہاں بھی آگئی پس اسنے چاہا کہ
ہاتھ سرمست کے لوح چھین لوں سرمست نے گھبرا کے لوح کو اختر جادو کی طرف پھینکا کہ
ملکہ اختر جادو نے لوح کو روکنا چاہا مگر پھینکنے میں ڈبیا جسمیں پہلے اختر جادو کے پڑی اور اسنے نکال
میں ڈھکنا ڈبیا کا کھل گیا پس عکس جو لوح کا چہرہ پر اختر جادو کے پڑا تاہی سحر و ساحری بھول گئی
بیہوش ہوکے مع لوح زمین پر گری بالا سے زمین رفیع الشان وہ سہراب جو موجود تھے سہراب نے
دوڑ کے اختر جادو کو تلوار ماری مگر تلوار چلتے ہی دو پتلے سحر کے پیدا ہوئے ایک نے تلوار کو روک لیا

اور ایک اخضر جادو کو لیکر راہی ہوگیا۔ رفیع البخت نے لوح اٹھالی پنجہ ہاتھ سے سہراب کے لپٹا ہوا تھا
تلوار نہ چھوڑتا تھا۔ رفیع البخت نے یہ دیکھتے ہی پنجہ پر عکس لوح کا ڈالا پنجہ غائب ہوگیا۔ ادھر
قمر اندام نے غوسست کو طمانچہ مارا کہ یہ چیخ کر گرا کے سنبھلا سنبھلتے ہی اسنے آواز دی کہ ابتک میں آپکی
حالت سے واقف نہ تھا اس سے لحاظ کرتا تھا مگر معلوم ہوگیا کہ آپ اپنے گھر کی بربادی کیا چاہتی ہیں
اور ہمارے تشنہ خون ہیں اب رعایت آپکی بیکار ہے یہ کہکر غوسست فیل زور نے گولہ فولادی لیکر
قمر اندام کو مارا قمر اندام نے کچھ اسم سحر پڑھ کر اس گولے کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور دوسرا اسم پڑھ کے
وہی گولہ غوسست کو مارا سینے پر پڑا توڑ کے پار گزر گیا غوسست فیل زور الٹتا پلٹتا ہوا زمین پر گرا
اور تڑپ کے واصل جہنم ہوگیا۔ قمر اندام جادو نے عرضی بھی کمر سے غوسست کے نکال لی اور مضمون
عرضی پڑھا۔ عرضی کو تو چاک کر کے پھینک دیا اور رفیع البخت سے کہا کہ اسے شہریار یہ لوح تو ہاتھ آگئی
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سکندر رستم خود بند فیل پیکران پر اسیر پنجہ تقدیر ہوگئے لیکن یہ تو فرمایئے کہ
اگر آپ درحقیقت طلسم کشا نہیں ہیں تو لوح کچھ کام نہ آئیگی جو انجام سکندر رستم کا ہوا ہے وہی آپکا بھی
ہوگا۔ رفیع البخت نے فرمایا کہ اسے ملکہ ایک حملہ تو ضرور کرونگا یہ تو قسمت آزمائی ہے اکثر ایسے طلسم
بھی سنتے ہیں آئے ہیں جنکے فاتح دو دو آدمی ہوئے ہیں چنانچہ طلسم نور آگین کہ اسکے دو مرحلے سیر
والا ماجد نے فتح کیے تھے اور باقی طلسم میں نے جاکے توڑا تھا ہیں ممکن ہے کہ تین مرحلوں تک فاتح اسکا
نقابدار ابلق پوش ہوا اور دو ایک مرحلے میں بھی فتح کروں تو حق قائم ہوجائیگا ورنہ میں اپنے
باپ کی وراثت نہ پاؤنگا اور یہ نقابدار یا نہاسے صاحبقرانی کا وارث ہوجائیگا مجھکو اسکی اطاعت
کرنا پڑیگی دارومدار صاحبقرانی ملنے کا اس طلسم کی فتح پر موقوف ہے یہی شرط میرے والد ماجد نے
مشروط کی ہے کہ جو شخص طلسم اسرار باطنی کو فتح کریگا وہ میرا جانشین اور صاحبقران ہے یہ سنکر ملکہ
قمر اندام خاموش ہورہی اور کہا کہ بہتر ہے لوح کو دیکھو جو لوح حکم دے اسپر عمل کرو اب تو تمھارا ساتھ
دیا ہے جو تقدیر دکھائیگی وہ دیکھینگے خیال رہے کہ اگر ہم تم بھی مثل سکندر اور نعمان کے زندان
کے گرفتار ہوگئے تو بڑی سختیاں اٹھانا پڑینگی کہ ماں باپ بھی تو دشمن ہوگئے ہیں اور اس لوح
کی بدولت دوستوں سے بھی دشمنی پیدا ہوگئی اب عادل کو بھی کیا پڑی ہے کہ وہ ہماری تمھاری رہائی کی
کوشش کریگا یہ سنکر رفیع البخت نے کہا کہ ہم لوگ مرنے کو نہیں ڈرتے ہیں اگر تمکو اپنی جان کا خوف
ہے تو جاکر بیابان چہار منارہ میں قیام اختیار کرو اگر ہماری قسمت میں طلسم کشائی ہے تو بعد فتح طلسم
آکر ملینگے۔ قمر اندام مناسب وقت نہ سمجھی کہ انکا دل تھوڑا ہوگا کہا یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ میں تمکو ایسی
حالت میں تنہا چھوڑ دوں۔ رفیع البخت نے کہا کہ اگر تم نہ جاؤگی تو میں خودکشی کر لونگا اسوقت قمر اندام
رونے لگی نجم تاب جادو نے کہا کہ تمکو انکی اطاعت سے مطلب ہے جو انکا حکم ہو اسکے خلاف کیوں کرتی ہو
اہل دولت مردوں کے منھ لگنا نہ چاہیے یہ کہکر قمر اندام کو سمجھانے لگی آنچل سے آنسو پونچھے رفیع البخت
ایک جانب روانہ ہوگئے شاہزادہ سہراب ثانی بھی ساتھ ساتھ تھے جسوقت رفیع البخت دور نکل گئے
تو نجم تاب جادو نے کہا کہ میں یہ نہیں کہتی کہ اسوقت میں تنہا چھوڑ دو لیکن ظاہر بظاہر ساتھ چلنے میں
انکی بھی رسوائی ہے پوشیدہ طور پر چلو اگر کوئی وقت سخت پیش آئیگا اور ہماری تمھاری مدد سے وہ
رہائی پائینگے تو وہ بھی دل میں قائل ہونگے قمر اندام جادو نے یہ باتیں نجم تاب جادو کی سنکر سکوت
اختیار کیا مگر جسوقت رفیع البخت جانے لگے نگاہوں سے پوشیدہ ہوگئے تو ضبط نہو سکا آنسو ٹپکے

میں ملکہ نخیم تاب جادو ایک لکہ ابر میں پوشیدہ ہو کے تلاش رفیع البخت روانہ ہو گئیں اول حال
رفیع البخت کا بیان کیا جاتا ہے کہ ہفتون سے صحرا مین ایک مقام پر پہونچکر قیام کیا ادھر دیکھنے لگے
سامنے ایک گنبد مینائی نظر پڑا گرد اس گنبد کے سبزہ زار تھا اس سبزہ زار مین چند آہو چر رہے تھے آہوؤن کے
شانون پر سنکوطیان طلائی چڑھی ہوئی تھین کھرون مین مہندی لگی ہوئی گلے مین ہیکلین پڑی ہوئی
تھین رفیع البخت سمجھے کہ یہ کسی کے پالو ہرن ہین سبزہ زار کی سیر سے کھلی معلوم ہوئی کہ سہراب سے
کہا آؤ کچھ دیر سبزہ زار کی سیر کرلین اسکے بعد لوح کو دیکھکر مرحلہ طلسمی پر چلینگے سہراب نے کہا کہ پہلے
لوح کو دیکھ لیجیے ایسا نہو کہ یہ مقام بھی کسی ساحر طلسم کا مسکن ہو رفیع البخت نے کہا اے برادر سچ کہتے ہو
مگر ہنوز لوح دیکھنے کی نوبت نہ آئی تھی کہ ایک شیر صحرائی کے ڈکارنے کی آواز پیدا ہوئی اور آہو بھاگے کوئی
کسی طرف چلا کوئی کسی طرف ایک آہو نے رفیع البخت کا رخ کیا اور اسی طرف بھاگتا ہوا آنے لگا شیر نے
بھی اسی آہو کا تعاقب کیا۔ رفیع البخت نے سہراب سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ آہو اپنے مالک سے
بہت ہلا ہوا ہے اور مجھکو اپنا مالک سمجھکے ادھر آتا ہے اسکو شیر کے پنجہ سے بچانا چاہیے یہ کہکے ہی تلوار کھینچ
جھپٹ پڑے ہنوز یہ قریب آہو کے نہ پہونچے تھے کہ شیر نے آہو کو دبوچ لیا تھا رفیع البخت نے دوڑ کر
تلوار ماری کہ شیر کے دو ٹکڑے ہو گئے آہو شیر کے پنجہ سے چھوٹ کے پاؤن پر رفیع البخت کے لوٹنے
لگا مگر اب رفیع البخت سبزہ زار مین پہونچ چکے ہین اتنے مین دروازہ گنبد مینائی کا کھلا اور
ایک شاہزادی چند کنیزون کو ساتھ لیے ہوے گنبد مینائی سے پیدا ہوئی اور کہتی تھی کہ ارے
شیر کدھر گیا ہاے میرے پالے ہوے آہو جو مجھے اولاد سے زیادہ عزیز تھے شکار شیر صحرائی ہوئے دیکھو
تو موے نگہبانان صحرا پر کیا قہر نازل کرتی ہون یہ نوکر کس بات کے ہین شیر اس سبزہ زار مین آ گیا اور
انکو خبر بھی نہوئی موے حرام کی روٹیان کھاتے ہین نوکری پر حاضر نہین رہتے ہین یہ کہتی ہوئی
بیتابانہ چلی آتی ہے رفیع البخت نے جو اسکو دیکھا کہ ایک نازنین ماہ جبین ہے ۱۵ برس پندرہ یا
سولہ کا سن + جوانی کی راتین مرادون کے دن + شیفتہ جمال عدیم المثال ہو گئے اور آواز دی کہ
اے ملکہ رنجیدہ نہو مین نے شیر کو مار کے تمہارے آہو کو شیر کے پنجہ سے چھڑا لیا ہے تمہارا آہو میرے
پاس موجود ہے لو اپنے آہو کو لیجاؤ یہ سنکر ملکہ اسطرف متوجہ ہوئی کہا کہ مین آپکی بیحد ممنون ہون
آہو نے جونہی ملکہ کو آتے دیکھا دوڑ کر قدمون پر منہ ملنے لگا ملکہ نے پلٹ کے خواصون کی طرف دیکھا
اور کہا کہ لاؤ کشتی ہار کی اسی وقت ایک کنیز نے بڑھ کے عرض کی کہ کشتی ساتھ ہے ملکہ رفیع البخت
کے قریب آئی اور کہا کہ اگر آپ نے مجھپر یہ احسان کیا ہے تو تشریف لے چلیے دعوت اس کنیز کی قبول فرمائیے
رفیع البخت نے کہا کہ اے ملکہ مین طلسم کشا ہون مرحلہ طلسمی پر جا رہا ہون انشاءاللہ بعد فتح مرحلہ
آکر تمہاری مہمانی قبول کرونگا ابھی مجھے اتنی فرصت نہین ہے ملکہ نے کہا کہ آج کے بدلے کل چلے جائیگا
جب لوح آپکے پاس ہے تو اسقدر جلدی کیون ہے فرمایا کہ آج کے کام کو کل پر اٹھا رکھنا دانائی سے
خلاف ہے ملکہ نے کہا کہ اچھا اس کشتی کو تو قبول فرمائیے رفیع البخت نے کہا کہ اس کشتی مین کیا ہے
ملکہ نے کشتی پوش الٹ کے کشتی مین سے ہار طلائی منقش کا نکالا جسمین کئی سچے یاقوت اور زمرد کے
آویزان تھے اور شاہزادہ سے کہا کہ میرا دستور یہ ہے کہ جو کوئی شاہ و شہریار میرے قلمرو مین نکل آتا ہے تو
مین بطور یادگار اسکو ہار پہناتی ہون کہ سلسلہ آشنائی و دوستی قائم رہے اسے قبول کیجیے شاہزادہ
نے گردن جھکا دی ملکہ نے اپنے دست نازک سے ہار شاہزادہ کی گردن مین ڈالدیا شاہزادہ کو خیال

پیدا ہوا کہ یہ بار احسان گردن پر رکھنا اچھا نہیں ہے اسکا عوض کر دینا چاہیے یہ تصور کرکے اپنے گلے کا
ہار ملکہ کے گلے میں ڈال دیا یہ وہی ہار تھا جو تحفۂ بیابان چہار منارہ میں سے تھا اور انکو صندوقچہ سے
ملا تھا اسی کی بدولت اسیر سحر ساحر کا اثر نکرتا تھا بسبب لوح طلسمی ملجانے کے اب اس ہار کو عبث
سمجھ کر ملکہ کو پہنا دیا اور کہا کہ یہ ہماری نشانی تمہارے پاس رہیگی اور یہ ہار نایاب چیز ہے جسکے گلے
میں ہو اسپر سحر اثر نہیں کرتا ہے بس یہ انکا کہنا تھا کہ ملکہ نے قہقہہ مارا اور وہ ہار جو گلے میں رفیع البخت
کے تھا اسکے زمردی پیچھے لوح کے دو رسے سے لپٹ گئے اور ہار ملکہ کے قہقہہ کے ساتھ ہی
مانند برق کے چمک کے گلے سے لوح کو لیے ہوئے نکل گیا ملکہ نے آواز دی کہ باش اوناوان
منجم ملکہ مینا سے جادو ما اکسا مرحلہ گنبد مینائی غضب کیا تھا تو نے کہ لوح لیکر آ پڑا تھا میں یہ سنکر
شاہزادہ کو غصہ آیا اور کفون سے گلے میں ملکہ کے ہاتھ ڈال دیا کہ اپنا ہار تو اتار لوں ایسا نہو کہ یہ سحر
کرکے گرفتار کرلے ملکہ نے کہا کیا تو نے دی ہوئی چیز پر بھی دعوے ہے کنیزو یہ ہاتھ مانگنے کیا
کرتی ہو ملکہ پر دست اندازی کرتے ہو کہتی ہوئی آگے لپٹ گئیں اور آواز دی کہ اے نگہبانان
صحرا مو لے نکہ اسو کہاں ہو آؤ اور اس چور کو لیجاؤ کہ یہ ملکہ کے گلے سے ہار اتارے لیتا ہے یہ آواز
سنکر صحرا سے تین چار زنگی چھریاں لیے ہوئے حاضر حاضر کہتے ہوئے آئے اور کہا کہ اے
شخص صورت تو تیری امیرانہ اور حرکتیں بدمعاشوں کی سی ہیں کہ ملکہ کے گلے سے ہار اتارتا تھا
یہ کہتے ہوئے آ کے رفیع البخت سے لپٹ گئے رفیع البخت ان سے لپٹ پڑے سہراب نے جو
یہ معرکہ دیکھا تاب ضبط نہ رہی دوڑ کے دو ایک زنگیوں کو الٹ پلٹ دیا مگر دو زنگی رفیع البخت کو
گرفتار کرکے لیے چلے گئے چونکہ سہراب کے بازو پر اکلیل نقش سلیمانی کا موجود تھا اسوجہ سے اسپر
سحر نے تاثیر نکی لیکن دیکھا سہراب نے کہ ایک زنگی ملک نجم تاب جادو کے پیچھے دوڑتا چلا
آتا ہے اور نجم تاب جادو کہتی آتی ہے کہ اسے شہریار مجھے بچا لے سہراب اس زنگی کی طرف متوجہ ہو
سب زنگی بھاگ گئے نجم تاب جادو نے کہا کہ میں تو تو ایک زنگی نے گرفتار کرلیا لیکن میں بھاگی
لیکن پھر گرفتار ہو جاؤنگی سہراب نے کہا کہ تم دونوں تو ساحرہ زبردست ہو کیا یہ زنگی سحر ساحری
کو تم سے زیادہ جانتے ہیں نجم تاب جادو نے کہا کہ اسوقت ہم حدود مرحلے کے اندر ہیں اسوجہ سے
ہمارا سحر کمزور ہے کہ یہ مقام مدت سے دوسرے کے قبضہ میں ہے اور سحر بند ہے جب ہم اس مرحلے کے
باہر ہو جائینگے اسوقت کوئی ہمارا کچھ نہیں کر سکتا یہاں آکر اپنے اختیار میں رہنا یہ سوا بادشاہ طلسم
یا طلسم کشا کے دوسرے کا کام نہیں ہے یہ سنکر سہراب ثانی خاموش ہو رہا نجم تاب جادو کو لیکر
سبزہ زار کے باہر آنے کا قصد کیا نجم تاب جادو نے کہا کہ اب میرے قدم نہیں اٹھتے زمین ہمارے
پاؤں پکڑتی ہے سہراب نے محبت نجم تاب جادو میں بازو سے اسکا کھولا بازو پر نجم تاب جادو کے
ہاتھ دھر دیا بس ادھر تو اسکا اپنے بازو کا اسکے بازو پر رکھا ادھر قہقہہ کی آواز آئی نجم تاب جادو
نے کہا کہ میں کون ہوں فرمایا کہ یہ ایسی بات پوچھتی ہو کہ جیسے برسوں سے نہ دیکھا ہو نجم تاب نقلی
نے کہا کہ اوناوان منجم مینا سے جادو دیکھا کیا فقرہ دیا ہے ورنہ تو یہ اسکا کبھی نہ دیتا اب صحرا کی
ٹھوکریں کھایا کر یہ سنکر سہراب ثانی نے چاہا کہ اسکا چھین لوں مینا سے جادو نے آواز دی کہ اے
دیوافغان دربند اس سرکش کو بھی لینا بس اس آواز کے ساتھ ہی زنگی نمودار ہوئے اور سہراب
ثانی کو بھی گرفتار کرکے لیے ہوئے چلے گئے ہر چند سہراب نے ہاتھ پاؤں مارے زنگیوں سے کوئی بس

نہ جلا زنگیون نے کہا اب وہ وقت نہین ہی کہ ہم پتر اکچھ بنا سکین جسوقت زنگی سہراب ثانی کو کھینچے
ہوئے جا رہے تھے اسیوقت قمر اندام اور نجم تاب جادو اس مقام پر پہونچین پس انھون نے
زنگیون کو للکارا کہ کہان جاتے ہو کین آپہونچی یہ کہکران دونون نے زیور اپنا اپنا اتارکے زنگیون
پر مارنا شروع کیا کسیکو بجلی کھینچ ماری بجلی کان کی مانند برق آسمانی کے تڑپ کے گری اور زنگی
جل کے خاک سیاہ ہوگیا کسی کو طوق طلائی کھینچ مارا کہ وہ بھی اسیر حلقہ اجل ہوگیا کسی پر کان کا
گوشوارا کھینچ مارا بندا مانند تیر شہاب کے گرا اور جلا دیا زنگیون کے مرنے سے طبقہ جانے لگا محلہ
مین قیامت برپا ہوئی شور و غوغا بلند ہوا مینا سے جادو گنبد سے نکلکر سامنے آئی اور کہا کہ
اسے قمر اندام غضب کی بات ہی کہ شاہزادیان دشمنون سے عشق کرکے اپنا گھر اب ستوتین
تجکو شرم نہین آتی ہے قمر اندام جادو نے کہا کہ ہم حق پرست ہین اور حق کے شریعت مین ظلم
کو جائز نہین رکھتے اور اب طلسم مین ظلم بہت ہوتا ہی اسکا انجام بربادی ہی بس بہتر یہ ہے
کہ تو نصیحت سے باز آ اور دونون شاہزادون کو مع لوح ہمارے سپرد کر ورنہ مرحلے کو درہم و برہم
کر دینگے نہین جانتی کہ ہم کون ہین مینا سے جادو نے کہا کہ کیون ملازمون کے ہاتھ سے ذلت
اٹھاؤ گی بہتر یہی ہی کہ یہان سے چلی جاؤ ورنہ جو انکی حالت ہوئی ہی وہی تمھاری حالت بھی ہوگی ہم وہ
لوگ ہین جنپر دار و مدار طلسم کا ہی اگر بادشاہ بھی ہمسے خلاف ہوجاے تو کچھ نہین کرسکتا یہ سنتے ہی
نجم تاب جادو نے غصہ مین آگے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ قمر اندام جادو نے بازو پکڑ کے روک لیا
اور کہا کہ جو کچھ کرنا ہو یہین سے کرو اندر مرحلہ کے قدم نہ رکھنا یہ سنکر نجم تاب جادو نے جھولی
سحر کے ہاتھ ڈالا اور اک ترنج سحر نکالکر بائین ران مین لشتر دیا اور ترنج کو خون سے آلودہ کرکے
مینا سے جادو پر کھینچ مارا مینا سے جادو نے بمشکل اپنے کو بچایا اور ترنج کو ٹال دیا لیکن ترنج کیا
پر کالہ آتش بن کے جو سبزہ زار پر گرتا ہی تمام سبزہ زار لالہ زار معلوم ہونے لگا آگ لگ گئی مینا
جادو ہر چند سحر کرتی ہی مگر آگ گل نہین ہوتی آخر اسنے مجبور ہوکے اپنی داہنی ران مین لشتر دیا اور
خون اسکا جام مین لیکر کچھ اسم سحر دم کرکے سبزہ زار پر مارا تو وہ آگ فرو ہوئی اتنے مین دوسرا
ترنج قمر اندام جادو نے مارا یہ ترنج سر پر مینا سے جادو کے پڑا کہ مینا سے جادو زخمی ہوئی
اب ان دونون بہنون نے ملکر مینا سے جادو کو گھبرا دیا اگر مینا سے جادو اسکا سحر رد کرتی ہی تو اسکے
سحر سے بچنا دشوار ہوتا ہی اور اسکے سحر کو رد کرتی ہی تو اسکے سحر سے نجات نہین ملتی ہی کہ یکایک جانب
آسمان سے اک برق چمکی اور نعرہ ہوا کہ منہم اعراک جادو کیون چھیڑ کرتی ہون اب تمنے ارکین طلسم کو بھی
پریشان کرنا شروع کیا اب کہان جاؤگی بچ کے میرے ہاتھ سے۔ اعراک جادو کو دیکھ کے مینا سے جادو
نے فریاد کی کہ دیکھیے انھون نے میری کیا حالت بنائی ہی ادھر قمر اندام جادو اور نجم تاب جادو قیامت
کے سحر کر چکی ہین ہنوز سنبھلنے بھی نہ پائی ہین کہ اعراک جادو نے کمند کشمیری ماری اک حلقہ کمند کا
قمر اندام کے گلے مین پڑا اور ایک نجم تاب جادو کے گلے مین پڑا ہر چند ان دونون نے اُف اُف
کی کہ منہ سے شعلے نکلے مگر کمند نہ جلی اسلیے کہ یہ کمند تحائف طلسمی سے تھی اعراک جادو نے ان دونون کو
بھی اسیر کرکے مینا سے جادو کے سپرد کردیا اور کہا کہ انھین کچھ روز حفاظت مین رکھو جب طلسم کشا بھی
اسیر ہولیگا یا وہ مراد فتح ہولیگا اور زوران خدا پرستون کا ذرا گھٹ لیگا اسوقت تیاری میدان قتل کرکے
ان ننگ خاندان لڑکیون کو قتل کرونگا مینا سے جادو نے کہا کہ اگر آپ نہ آجاتے تو انھون نے مرحلہ

بتا دینے مین کچھ باقی نہ رکھا تھا مین نہ جانتی تھی کہ انکو ایسا کمال حاصل ہی اعراک جادو نے کہا کہ ابھی
کی خبر نہ تھی ورنہ انکو ایک حرف سحر کا تعلیم نہ کیا جاتا افسوس ہے کس نیا موخت علم تیر از من + کہ مرا
عاقبت نشانہ نکرد + قمر اندام اور عجب نما نے کہا کہ آپ مجکو قتل کر ڈالیے مگر ایسکے واسطے نہ چھیڑیے
اعراک جادو بولا کہ مجبور اسی سبب سے ہون کہ تم میری اولاد ہو نہین ہو بہن کی اولاد ہو ورنہ اسیوقت قتل
کر ڈالتا اگرچہ اختر جادو بھی اسوقت تک باقی تو زندہ نہ چھوڑتی مگر مین ایسا نہین کر سکتا اسلیے کہ ان
کی محبت ہی کیا معلوم اسکو خیال کیا گزرے یہ کہکر اعراک جادو چلا تھا کہ مینا سے جادو نے کہا کہ لوح
طلسمی میرے پاس موجود ہی آپ لیتے جائیے میں اپنے پاس رکھنے دون اعراک جادو نے
کہا کہ تمھین رکھنے دو مین ہرگز ایسی چیز کو نہ چھوڑونگا کہ جس سے میرے سحر کی طاقت گھٹے مینا جادو
نے کہا کہ مرحلے مین بھی لوح کا رہنا اچھا نہین اسلیے کہ مرحلے کی قوت کمزور ہو جائیگی جسطرح آگ کی
حرارت سے پانی کی برودت زائل ہو جاتی ہی اعراک جادو نے کہا جو تم مناسب جانو وہ کرو مگر مین
ہرگز لوح کو ہاتھ نہ لگاؤنگا یہ کہکر چلا گیا مینا سے جادو نے ایک ساحر کو عرضی لکھکے دی اور کہا
کہ جا کر یہ عرضی بادشاہ طلسم کو دیدینا وہ جیسا مناسب جانیگا کریگا مین لوح کسی ساحر کے ہاتھ
نہ بھیجونگی ایسا نہو کہ لوح تلف ہو جائے اس ساحر نے عرضی لی اور مرحلے سے طرف ایوان شاہی کے
روانہ ہوا ضحاک مارگزیدہ جادو اس انتظار مین بیٹھا تھا کہ بطور روشن دل کا نامہ آئے کہ مین نے
طبل جنگ بجوا دیا ہی تو گرفتاری اسرار روشن ضمیر کی فکر کرون کہ ایک عرضی سرمست فیل زور کی
پہونچی مضمون یہ تھا کہ اسے بادشاہ طلسم کشا میرے مرحلے پر آکے اسیر ہوا ساتھ اسکے ملکہ لعلان
گہر دندان تھین انھون نے قیدی کو مع لوح مانگا مین نے دینے سے انکار کیا تو انھون نے میرے
ملازمین پر سختی کی غیب سے پریزادان طلسمی کو جلا دیا انجام مین مین نے اسکو بھی اسیر کر کے ایک عرضی
مع لوح اسکے قبل حضور کی خدمت مین اپنے بھائی کے ہاتھ روانہ کی تھی راستے مین ملکہ قمر اندام جام
اور نجم تاب جادو نے لوح چھین کر رفیع البخت کو دیدی اور بھائی میرا ناحق مارا گیا یہ مضمون
دیکھکر بادشاہ کو کمال درجہ افسوس ہوا لیکن گرفتاری سکندر و لعلان گہر دندان کی انتہا سے زیادہ
خوشی ہوئی بعد اسکے نامہ دار مینا سے جادو پہونچا اور عرضی مینا سے جادو کی لیکے پیش کی ضحاک نے
جادو نے اس عرضی کو بھی پڑھا مضمون عرضی یہ تھا کہ رفیع البخت نامی ایک شخص لوح طلسمی لیے ہوے
میرے مرحلے پر آگیا تھا مین نے آپکے اقبال سے اسکو مع لوح گرفتار کیا اور ایک شخص اور بھی اسکے
ساتھ تھا اسے بھی اسیر کیا مگر آپکی ہمشیرہ زادیون نے تو بیسیار ڈالنے مین کوئی کمی نہ کی تھی مگر برادر
سلطان الکرب اعراک جادو نے صاحبزادیون کو بھی گرفتار کر کے میرے سپرد کیا ہی اب وہ میری قید مین
ہین لوح طلسمی مین نے اسوجہ سے نہین بھیجی کہ اس سے پہلے ایک دربند فیل پیکر ان نے لوح طلسمی
آپکی خدمت مین روانہ کی تھی اور صاحب لوح کو گرفتار کر لیا تھا وہ لوح راستے مین صاحبزادیون
نے چھین کے رفیع البخت کو دیدی تھی وہ سمجھا کہ مین طلسم کشا ہون اور میرے مرحلے پر آیا لیکن دھوکا
کھا کے گرفتار ہو گیا اب آپ اپنے انتظام سے لوح کو منگوا لیجیے ایسا نہو کہ راستے مین پھر کوئی چھین
لے ضحاک مارگزیدہ نے عرضی سرمست کا تو یہ جواب تحریر کیا کہ لعلان گہر دندان اور سکندر کو اپنی قید مین
رکھو مجھے گرفتاری طلسم کشا کا انتظار ہی جسوقت طلسم کشا بھی اسیر ہو کے میرے قبضہ مین آجائیگا اسوقت
جیسا مناسب سمجھا جائیگا ویسا ان لوگون کے حق مین بھی کیا جائیگا نامہ دار سرمست تو جواب لیکر

اسطرف روانہ ہوا اور نامہ مینائی جادو کا یہ جواب تحریر کیا کہ فیروزہ پوش کو اپنی حفاظت مین رہنے دو اور مین
ہبوط جادو کو روانہ کرتا ہون لوح اسکے سپرد کرو اب لوح کو مین ایسی جگہ پوشیدہ کرونگا جس سے کوئی
واقف نہین ہی سوا میرے یہ تحریر کرکے نامہ دار کو نامہ دیا اور ہبوط جادو کو اسکے ساتھ کیا یہ دونون ہمراہ
جانب دربند مینا سے روانہ ہوے جسوقت ہبوط جادو دربند مینا سے پر پہونچا تو ملکہ مینا سے جادو نے
ڈبیا لوح کی ہبوط جادو کے سپرد کی ہبوط جادو لوح لیکے چلا آتے آتے راستے مین اک مقام پر دیکھا
اسنے کہ اک جوگی بیٹھا ہوا سر ہلا رہا ہی اور کچھ بڑ بڑا رہا ہی ہبوط جادو قریب گیا کہ دیکھون یہ کون شخص
ہی اور کیا بک رہا ہی جسوقت قریب پہونچا تو یہ آواز اسکے کان مین آئی کہ کیا بادشاہ طلسم کی عقل پر
پردے پڑ گئے ہین کہ طلسم کشا راستے مین ہی اور تلاش لوح مین آ رہا ہی اور ادھر سے لوح جاتی
راستے ہی مین لوح چھین جائیگی ہم اک مرد فقیر ہوکے تو ان نشیب و فراز سے آگاہ ہین اور بادشاہ
ایسا غافل ہی کہ کچھ خبر نہین کہ طلسم کشا کہان ہی اس سے زیادہ کون طلسم کشا کی گرفتاری کا آسان وقت
ہوگا یہ سنکر ہبوط جادو نے کہا کہ آپ کا نام کیا ہی جوگی نے سر اٹھا کے کہا کہ او بیوقوف تجھے
نام سے کیا مین کوئی ہون ارے مین وہ شخص ہون کہ طلسم ہی مین رہتا ہون اور ساحران طلسم مین
کوئی مجھکو نہین جانتا آجتک مین نے اپنے کو ظاہر بھی نہین کیا جب آثار طلسم کی تباہی و بربادی
کے دیکھے تو مین ظاہر ہوا اور نشیب و فراز زمانہ کی خبر مین نے بیان کی اگر تیری رسائی بادشاہ طلسم
تک ہو تو جو سنا ہی یہی کہدینا اور کہدینا کہ مجھسے جوگی نے یہ حال بیان کیا تھا یہ سنکر ہبوط جادو
نے کہا کہ لوح تو میرے ہی پاس ہی اور آپ فرماتے ہین کہ ادھر سے طلسم کشا آرہا ہی ایسا نہو کہ لوح
وہ مجھ سے چھین لے جوگی نے کہا کہ لوح تو ہر طرح وہ تجھسے چھین لیگا اگر ساتھ لوح کے تیری جان بھی
جائیگی ہبوط جادو نے کہا کہ پھر مین کیا کرون جوگی نے کہا کہ لوح میرے پاس رکھ دے اور تو جا کے
فلان درخت کی آڑ مین پوشیدہ ہو جا جب طلسم کشا اسطرف سے گذر جائیگا اسوقت لوح مجھسے لیکے
اپنے بادشاہ کی خدمت مین چلا جانا یہ سنکر جوگی سے ہبوط جادو نہایت خوش ہوا کہ انھون نے جان بچائی
ورنہ لوح تو ہر طرح جاتی میری جان پر مفت بنتی جلدی سے لوح نکال کر جوگی کے حوالے کردی اور
آپ تنہ درخت کی آڑ مین پوشیدہ ہو رہا تھوڑے عرصہ مین ہبوط جادو نے دیکھا کہ طلسم کشا مرکب پر
سوار چلا آتا ہی سر پر اک چتر طلائی جیسے جواہر نگار کا سایہ کیے ہوے ہی جوگی نے طلسم کشا کی طرف دیکھکے
کہا کہ چلا چلا جا آگے بڑھکے تیرا مطلب حاصل ہوگا یہ سنکے طلسم کشا ہنستا ہوا چلا گیا جب دیکھا
ہبوط جادو نے کہ اب طلسم کشا دور نکل گیا ہی تو یہ تنہ درخت سے نکل کے جوگی کے پاس آیا جوگی نے
ڈبیہ ہبوط جادو کے سپرد کی ہبوط جادو ڈبیا لیے ہوے خدمت مین بادشاہ طلسم کے آیا اور لوح بادشاہ
کے سپرد کی خدا کی جادو نے یہ خیال کیا کہ لوح کے دیکھنے سے قوت سحر سلب ہوتی ہی اسیطرح ڈبیا کو بند
رہنے دیا اور لیکے طاق نسیان پر رکھ آیا کہ مجھے بھی یاد نہ رہی کہ لوح کہان ہی اور جو شخص اس مقام پر
آئے کہ ہم لوح پر قبضہ کرین تو وہ اپنے ارادہ ہی کو بھول جائے طاق نسیان اک ایسا مقام سخت
بانیان طلسم بناگئے ہین جسکی تاثیر یہی ہی کہ جو شخص وہان آتا ہی اسپر سہو و نسیان اسقدر غالب ہوتا ہی
کہ اسے کوئی بات یاد ہی نہین رہتی اب خدا کی جادو نہایت خوش ہی کہ مین نے لوح کو ایسی جگہ
پوشیدہ کیا ہی کہ اگر طلسم کشا زندگی بھر طلسم مین ٹھوکرین کھاتا پھریگا تو بھی لوح طلسمی نہ پائیگا اتنے
مین نامہ حاکم کوہ بلور کا آیا مضمون نامہ یہ تھا کہ مین نے طبل جنگ بجوا دیا ہی صبح کو امراد روشنضمیر سے

مقابلہ ہو اطلاعاً گذارش ہے ضحاک نے نامہ پڑھ کے جواب نامہ تحریر کیا کہ اے خیرخواہ
دولت میں تمکو اطمینان دلاتا ہوں کہ طلسم کشائی طرف سے بیدل پیدا ہو جاؤ لوح طلسمی میرے
قبضہ میں آگئی اور طلسم کشا صحرا میں ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے چونکہ شل ہیرے تمھاری موت بھی بغیر
لوح طلسمی کے نہیں ہے لہذا اب تمہی مقابلہ اسرار روشن ضمیر کے واسطے کافی ہو اور میں بھی
بوقت ضرورت پہونچونگا یہ جواب تحریر کرکے روانہ کیا اور آپ فہرست تحائف طلسمی کی دیکھنے لگا
کہ کوئی ایسا تحفہ بھی ہے یا نہیں جس سے گرفتاری اسرار روشن ضمیر میں مدد ملے دیکھتے دیکھتے نظر
ضحاک شاہ کی لباس و تاج جمشیدی پر پڑی خواص اس لباس و تاج کا یہ تھا کہ جسکے بدن پر ہو
کسی ساحر کا سحر اسپر اثر نہیں کرتا ہے ضحاک شاہ نے اس لباس و تاج کو منگوا کر زیب جسم کیا
اسکے بعد جادو قہر ساحری نکالکر اپنے سحر کی تھیلی میں رکھ لی کہ بروقت مقابلہ اس جادو سے کام لونگا
اس سحر کو اسرار روشن ضمیر کیسا کہ تمام ساحران عالم ملکے رد کرنا چاہیں تو نہیں مٹا سکتے ہیں
ہوا سے ضحاک مارگزیدہ صبح کا منتظر ہوکے بیٹھا اب حال طبل جنگ کا سنیے کہ اسرار روشن ضمیر
معہ لشکر قابیل درہ مراد پر مقیم ہے اور انتظار صبح میں ساحران لشکر بیتاب ہیں سرفتنہ جادو ان
آواز طبل سے چونک اٹھتا ہے اور جب دیکھتا ہے کہ ابھی رات بہت باقی ہے تو پھر سو رہتا ہے
اسی پریشانی میں وہ وقت آگیا نظر [illegible] ہوتے ہوئے ستاروں سے تارے نہاں ہو گیا
زمین جادۂ کہکشاں + موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند + ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند + چھپا
نفس تھی نسیم رواں + اٹھے لوگ لیلے کے انگڑائیاں + عجب وہ سہانا وقت تھا
ستاروں کا غروب ہونا مہر عالمتاب کا طالع ہونا شفق نگاہ کا خبر دینا کہ آج اس صحرا کا سبزہ
بھی خون سے لالہ رنگ ہونے والا ہے طائران صحرا کی زمزمہ سرائی نقیبان خوش آواز کی ہمزبان
تھی نسیم سحری کے جھونکے بتا رہے تھے کہ سانس اک ہوا ہے جو آئی چلی گئی وہ پھر نہ آئیگی چمن
کی بیرونقی چراغ حیات کے گل ہونے کی خبر دے رہی تھی کہ یکایک مرغ زریں بال نے آشیانہ
مشرق سے سر نکالا دونوں طرف کی فوجیں صف آرا ہونے لگیں اسطرف فوج بلور روشن دل
زیر کوہ صف آرا ہے ادھر لشکر اسرار روشن ضمیر درہ مراد کے پاس صفیں باندھے کھڑا ہے ساحران
بیابان مصفا حیران ہیں کہ درمیان میں ہم لوگ ہیں ہمارا کیا حشر ہوگا ادھر سرفتنہ جادو ان خواب سے
جو بیدار ہوا ہے بیتابی کے ساتھ اجازت جنگ طلب کر رہا ہے اسرار روشن ضمیر روک رہا ہے اور کہہ رہا ہے
کہ سبقت کرنا اچھا نہیں ہے اسطرف سے ابتدا ہو لینے دو پھر دیکھا جائیگا سرفتنہ جادو ان حیران ہے
کہ یہ مزاج بادشاہ کا اسقدر کیوں بدل گیا ہے یہ طریقہ تو شاہان طلسم کا کبھی نہ تھا کہ حریف کی پیش دستی
کے منتظر ہوتے اسطرف کوہ بلور پر بلور روشن دل اپنے حجرہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ خبر آرائش لشکر
کی پہونچی یہ حجرے سے نکلا اور اک مرکب سحر پر سوار ہوکے میدان میں آیا دیکھا کہ اسرار روشن ضمیر
درہ مراد کے پاس صف آرا ہے بلور روشن دل نے کہا کہ اے ساحران بیابان مصفا تم اپنی سرحد پر
ہوشیار رہو یہ کہکے اپنے لشکر کی طرف دیکھا اور کہا کہ اسرار روشن ضمیر بسبب اطاعت طلسم کشا کے
پیش دستی نکریگا اور ہم اپنی سرحد سے آگے جاکے مقابلہ نکرینگے لہذا دو دیار جادو کو لاکے زیر تیغ بٹھاؤ
اسوقت اسرار روشن ضمیر بیتاب ہوکے آپڑیگا یہاں جو آئیگا وہ ہمارا کچھ نہیں کر سکتا اسیوقت ساحروں
نے دو دیار جادو کو لاکے زیر تیغ بٹھالا اور بلور روشن دل نے حکم دیا کہ اسے قتل کرو لیکن معرکہ

دیکھکر اسرار روشن ضمیر نے اپنے لشکر سے کہا کہ پامال کردو بیابان مصفا کو اور برباد کردو کوہ بلور کو کہ ٹکڑا
ہمارا ہوا ہوں کو قتل کیا یا بیٹھے ہیں بس اتنا اشارہ پاتے ہی یہ تمام ساحر دس ہزار سے نکل کر طرف کوہ
بلور کے چلے آگے آئے سر فتنہ جادو ان کے پیچھے چالیس ہزار ساحران زبردست لیکر بیابان
مصفا میں پہونچا تھا کہ دیکھا جسقدر گل و ریاحین اس صحرا میں تھے وہ شاخون سے درختون کی
زمین پر گرے اور انھون نے صورت انسانی پیدا کی اور ساحران لشکر سر فتنہ کے سدراہ ہوکے گرد تیغ
تا تیغ چلنے لگا اسرار روشن ضمیر نے سر فتنہ جادو ان کو آواز دی کہ دو دبار جادو نہ قتل ہونے پائے بس
یہ جو مانند برق کے چمک کے گرتا ہے تو صفون کو ساحران بیابان کی توڑتا ہوا جادو کے سر پر گرا
اسکے دو ٹکڑے ہوئے قید دو دبار جادو کی تیغ سے کاٹ دی دو دبار جادو بھی تکلہ زبان سے
نکال کر سحر کرنے لگا اور ساحران لشکر بلور روشن دل سر فتنہ جادو ان پر آ پڑے سحر کرنے
لگے ادھر لرزان جادو نے دیکھا کہ فوج سر فتنہ جادو کی ساحران بیابان مصفا سے الجھی ہوئی ہے اور سر فتنہ
جادو پر ساحرون کا یورش ہے دو دبار جادو بھی تنہا ہے ایسا نہو کہ قتل ہو جائے بس یہ بھی آ پڑا ادھر
خمار جادو بھی آ پڑا اور سیما سے جادو نے ایسا سحر کیا کہ درختان بیابان مصفا میں آگ لگ گئی گل
جن درختون سے انسان بنے ہوئے لڑ رہے تھے انھون نے دیکھا کہ جڑ تو جلی جاتی ہے اور کچھ
کے ہوئے رہنے کی سبب سے سب میدان کو چھوڑ کر درختون کی آگ بجھانے کو دوڑے اتنی مہلت
پاتے ہی لشکر خفتگان طلسمی لشکر بلور پر جا پڑا اور جنگ مغلوبہ ہو گئی ادھر جو ساحر جس درخت کے نیچے
آگ بجھانے کے واسطے آیا اسپر بھی اک شعلہ گرا اور جلا کے خاک کر دیا تمام درخت بیابان مصفا کے جل گئے
اور جسقدر ساحر تھے وہ بھی جل کے خاک ہو گئے اسرار روشن ضمیر نے سیما سے جادو کے سحر کی بہت
تعریف کی سیما سے جادو نے کہا کہ اے بادشاہ آسمان جاہ یہ آپکا اقبال تھا ورنہ میری کیا حقیقت
ہے لیکن آج میں نے عمر بھر کی کمائی لٹا دی بس یہ ایسا سحر زندگی بھر کے ریاض میں تیار ہوا تھا آج وہ
کام آگیا اب اسرار روشن ضمیر کھڑا ہوا تماشا خفتگان طلسمی کی لڑائی کا دیکھ رہا ہے اور سیما سے جادو
پاس کھڑی ہے ادھر بلور روشن دل اس انتظار میں ہے کہ خود اسرار روشن ضمیر آئے تو اس سے بلطف
مقابلہ ہو کہ اک مرتبہ سر فتنہ جادو نے آواز دی کہ او بلور روشن دل تم آرام کیا دور سے تماشا دیکھ رہا ہے
بس تمھارا کا تڑا ہی دیکھ مرد ایسے ہوتے ہیں کہ دوسرے کے گھر پر جا کے لڑتے ہیں آسانی
و حقیقت کھیلا بلور روشن دل نے کہا کہ کیون شامتیں آئی ہیں تو نے غفلت میں زندگی بسر کی
ہے اور میں نے جاگ کے سحر جگائے ہیں پہلے تو ان لوگون سے مقابلہ کے عہدہ برآ ہو لے
پھر مجھ سے مقابلہ کرنا بس یہ سنکر سر فتنہ جادو نے کہا تو اپنے کو بہت کچھ سمجھنے لگا ہے اور یہ کہتے ہی
قہقہہ مار کر صورت اپنی تیر سا بنا کی پیدا کی اور صفون کو ساحرون کی توڑتا ہوا مانند ہوا کے ناگہاں
کے جا کر بلور روشن دل پر گرا بس یہ معلوم ہوا کہ شیشہ فانوس سے روشنی نکلی سر فتنہ جادو
نے اپنے امکان بھر بلور روشن دل کے مارڈالنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی تھی مگر بلور روشن دل
طلسم بند ہے اسکی موت بھی بغیر لوح طلسمی کے نہیں ہے سر فتنہ جادو سینے کو توڑ کے اس پار
نکل گیا مگر بلور کے جسم پر کوئی اثر نہوا اسطرح شعاع شمع شیشہ فانوس سے نکل جاتی ہے اور شیشے
کو ضرر نہیں پہونچتا ہے اسرار روشن ضمیر نے آواز دی کہ اے سر فتنہ جادو غصہ نکرو اس سے اسوقت
مقابلہ کرنا عبث ہے یہ کوہ بلور سے نیچے اتر کے جبتک یہ اپنی سرحد میں رہیگا اسوقت تک اسے

تو کیا کوئی بھی قتل نہیں کر سکتا یہ کار طلسم کشا کا ہی یہ سنکے سرفتنہ جادو پھر لشکر پر گرا اور فوج ساحران
کا ستھراؤ کرنا شروع کیا کبھی برق بن کے گرا اور سو سو کو جلا دیا کبھی تیر شہاب بن کے گرا اور
سیکڑوں کو پھونک دیا جسطرف یہ آپڑتا ہی تہلکہ مچ جاتا ہی سرداران لشکر مقابلہ کو آتے ہوئے تامل
کرتے ہیں ایک طرف لرزان جادو قیامت برپا کر رہا ہی جسکو تیغ سحر مار دیا وہ پتھر ہو کے رہ گیا ایک سمت
خمار جادو سحر کر رہا ہی اسکے سحر سے موت کی نیند ساحروں کو فرش خاک پہ سلا رہی ہی سرفتنہ جادو کے
لشکر نے بھی قیامتیں برپا کر رکھی ہیں یہ باطن طلسم کی خاص فوج ہی اسکا قتل ہونا عام ساحروں
غیر ممکن ہی بلور روشن دل بالاے کوہ کھڑا ہوا لشکر کو لڑا رہا ہی جب دیکھا اسنے کہ یہ فوج قیامت
برپا کر رہی ہی اور قریب کوہ آگئی ہی تو اسنے بالاے قلعہ جا کر دو آئینہ سحر کے نصب کیے جس میں کہ
اس سے پہلے اسرار روشن ضمیر کی فوج کو مقید کیا تھا لیس دیکھا کہ یکایک تمام فوج خفتگان طلسمی
کی سایہ بن کے آئینوں میں اتر گئی صرف خمار جادو اور لرزان جادو اور دو دو چار جادو باقی رہ گئے
لیس یہ دیکھتے ہی اسرار روشن ضمیر نے نفیر سحر کو دم دیا اور آواز دی کہ اے خفتگان طلسم یہ وقت
خواب نہیں ہی اور کیا دشمن کے گھر میں سو گئے لیس یہ آواز بلند ہوتے ہی جسقدر آئینے تھے
تڑاق تڑاق کر کے ٹوٹ گئے اور فوج اسیر قید توڑ توڑ کے نکلی اتنے قلعہ بلور پہ آگ برسنے لگی سرفتنہ
جادو نے جو گولہ فولادی مارا آئینہ ٹوٹا اور لشکر رہا ہونے لگا یہانتک کہ جسقدر فوج اسرار روشن ضمیر کی
بلور روشن دل کے یہاں پہلے سے اسیر تھی وہ بھی رہا ہو گئی اتنے میں گھمسان کی لڑائی ہونے لگی
سرفتنہ جادو اور بلور روشن دل میں پھر کئی سحر کے رد و بدل ہوے مگر کام نہ نکلا کہ اک مرتبہ بالاے آسمان
سے ڈنکے کی صدا کان میں آئی دیکھا کہ ضحاک جادو تخت پر سوار تاج مرصع بر سر چار قبہ شاہنشاہی بر بر
ہاتھ میں ترسول ایک جانب چہار چشم جادو ایک طرف اعواک جادو پشت پر اکوان تاجدار مورچھل ہاتھ
میں لیے ہوے عقب تخت لشکر طلسمی اس شان و شوکت کے ساتھ ضحاک بارگزیدہ جادو آ کے پہونچا
دیکھا اسرار روشن ضمیر نے کہ اب سرفتنہ جادو پر آفت آیا چاہتی ہی لیس اسرار روشن ضمیر نے بھی اپنے تخت سحر
کو دوڑایا اور طرف کوہ بلور کے چلا ضحاک بارگزیدہ نے آتے ہی اک گلدستہ سحر کھینچ کر مارا کہ پنکھڑیاں
اسکی بکھر گئیں اور شرارے بن کے لشکر خفتگان طلسمی پر گریں سات سو ساحر جل کے خاک ہو گئے سرفتنہ
جادو ضحاک بارگزیدہ کے لشکر پر جا پڑا اور تین سو ساحروں کو [illegible] جلا دیا اعواک جادو نے [illegible]
ساحری نکالکر سرفتنہ جادو کو لڑکا سرفتنہ جادو تیر شہاب [illegible] اعواک جادو پر گرا [illegible]
سرفتنہ جادو الجھ کے گرا اعواک جادو نے دوڑ کر تیغہ سحر مارا کہ سرفتنہ جادو کا سر [illegible]
سرفتنہ جادو کے لگا ہی تھا اسرار روشن ضمیر کے دنیا تیرہ و تار ہو گئی لیس [illegible]
سحر سے کشتی پوش ہٹایا اور آواز دی کہ او ضحاک جادو تو نے فتوحات طلسمی کی کیا [illegible]
ان چیزوں کو بتائے دیتا ہوں جنکے بل پہ تو کودتا ہی تو نے آج اتنے بڑے ساحر کو قتل کر لیا ہی جسکو [illegible]
نے خود لگا طلسمی کا مالک کیا تھا اگر سرفتنہ جادو کے عوض میں میں نے تجکو بھی خون میں نہلایا تو نام اپنا [illegible]
نہ پایا یہ کہکر ایک طائر نکالکر کچھ اسم سحر دم کر کے چھوڑا اور کہا کہ اے طائر طلسمی اعواک کے [illegible] اپنے ساتھ [illegible]
اسلام کو راہی ہو یہ کہنا تھا کہ وہ طائر جھپٹ کر سر پر اعواک کے پہونچا اور سایہ پنجہ پر ولگا سر پر اعواک کے ڈالا اعواک نے
[illegible] تیغ سحر طائر پر مارے مگر کام نہ چلا اور طائر کا سایہ پڑتے ہی جسم اعواک میں لرزہ
پیدا ہو گیا دم گھٹنے لگا لیس اعواک جادو نے [illegible] ساحری طائر پر بھی ماری اور طائر کو [illegible]

اسرار روشن ضمیر نے جبدوا نے ماش کے اپنے خون پیشانی سے آلودہ کر کے طائر پر مارے اور کہا کہ
توڑ ڈال اس قید کو فوراً طائر تڑپا اور جال کو توڑ کر نکلا گنبد جل کے رنگئی ضحاک جادو یہ زور سحر اسرار
روشن ضمیر کا دیکھ کر متحیر آگیا کہ ابتک اسکے سحر میں اتنی طاقت باقی ہے اور طائر نے پلٹ کے سر پر اعراک کے
پنجہ مارا کہ جسم اعراک کا بیحرکت ہو گیا طائر نے پہلے ہی منقار اس زور سے سر پر ماری کہ مغز سر اعراک
کا نکال کے کھا گیا اعراک جادو تڑپ کے واصل جہنم ہوا مرتے ہی اعراک جادو کے کوہ بلور پر قیامت
برپا ہوئی تمام کوہ لرز گیا آتش باری و برف باری ہونے لگی بعد کچھ دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام
من اعراک جادو بود حیف مردیم وجا نداد یم و بمطلب خود نرسیدیم ضحاک جادو نے اپنا سر پیٹ لیا اور
اسرار روشن ضمیر کی طرف چلا ادھر سے اسرار روشن ضمیر نے تخت اپنا ضحاک کی طرف بڑھایا ادھر سے
عقب ضحاک میں چہار چشم جادو اور اکوان تاجدار اور کیوان زرین علم نشان بردار لشکر ضحاک سب کے
سب چلے اسطرف لرزان جادو اور خمار جادو نے اپنے بادشاہ کا ساتھ دیا سحر چلنے لگے آتش باری
و سنگ باری ہونے لگی جب دیکھا بلور روشن دل نے کہ اب اسرار روشن ضمیر تیری سرحد میں آگیا ہے
یہاں پر میرا کچھ نہیں بنا سکتا ہے تو اسنے آواز دی کہ اے بادشاہ اب میری لڑائی کا تماشا دیکھیے پہلے
یہ آپکے ملازموں سے تو مقابلہ کر لیں پھر آپ سے سامنا کریں یہ کہکر سامنے اسرار روشن ضمیر کے آگیا اور ایک
ہزار آئینہ کو سامنے تخت اسرار روشن ضمیر کے چمکایا جسقدر ساحر اسرار روشن ضمیر کے ساتھ تھے عکس
آئینہ سے اندھے ہو گئے آئینہ سے برقیں تڑپ تڑپ کے گرنے لگیں اور اسرار روشن ضمیر کے لشکر کو جلانے
لگیں اسوقت اسرار روشن ضمیر نے گولہ فولادی مارا کہ آئینہ چھن سے گر کے ٹوٹ گیا لیکن جو ساحر اندھے
ہو گئے تھے انکی آنکھوں میں روشنی نہ پیدا ہوئی اب اسرار روشن ضمیر نہایت پریشان ہوا کہ آنکھیں انکی
بغیر لوح کے روشن نہ ہونگی میں اکیلا کس کس کی خبر لونگا بلور روشن دل نے اپنے ساحروں سے کہا کہ سر
تماشہ تو ان سب کے کہ میں نے سب کو بیکار کر دیا ہے ساحر پیچھا سے سحر کی لیکے دوڑے بس اسرار
روشن ضمیر نے جلدی سے چار سو پتلے طلائی کشتی سے اٹھا کر پھینکے ہاتھوں میں انکے تیر کمان تھے
انھوں نے تیر اندازی کرنا شروع کی جو ساحر بڑھے قتل ہوئے ملازمان اسرار روشن ضمیر بڑھا وہ نشانہ تیر قضا ہوا
بلور روشن دل نے پھر ایک آئینہ نکالا اور کچھ اسم پڑھ کر سامنے اسرار روشن ضمیر کے پیش کیا چمک اسکی جو
چہرہ اسرار روشن ضمیر پر پڑی آنکھیں خیرگی کرنے لگیں بس نگاہ کا چوکنا تھا کہ بلور روشن دل نے اس
آئینہ کو چھپا کر دوسرا آئینہ چمکایا جسقدر پتلے تھے طلائی کے عکس پڑ پڑ کے اس آئینہ میں آ گئے ادھر
لشکر ضحاک نے قہقہے لگائے اور بلور روشن دل کی تعریف کی بس اسرار روشن ضمیر کو غیظ آگیا عرق شرم
میں نہا گیا دو پتلے طلائی اور جھولی سے نکالکر پھینکے ایک کے ہاتھ میں رکسیمان سحر تھی دوسرے کے
ہاتھ میں ہتھوڑی تھی ایک پتلے نے دوڑ کے مشکیں بلور روشن دل کی باندھ لیں اور دوسرے نے
ہتھوڑی مار کے دونوں آئینے توڑ ڈالے پھر پتلہ ہاتھ سے طلائی رہا ہوتے اپنے عرصے میں کہ ضحاک
آگے بڑھ آیا تھا پتلوں نے پھر ان سب کو تیروں پر دھر لیا اور ان دونوں پتلوں نے مشکیں بلور روشن دل
کی باندھ کے ہتھوڑے مارنا شروع کیے بلور روشن دل چیخا کہ اے بادشاہ مجھے بچا ضحاک جادو بلور
روشن دل کی یہ حالت دیکھکر اسرار روشن ضمیر کی طرف بڑھا کہ پہلے اسے گرفتار کروں پھر اطمینان سے اسکے
سو سے بلور کو بچا لونگا یہ سوچکر ضحاک نے اک گینہ طلائی اسرار روشن ضمیر پر مارا گینہ شعلہ ہو کے اسرار
روشن ضمیر پر گرا اسرار روشن ضمیر نے جلتا ہوا گینہ ہاتھ سے پکڑ لیا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر پلٹا دیا کہ لشکر ضحاک

کے گرا اور ایک ہزار ساحر کو جلا کے خاک کر دیا ضحاک نے دو مار سیاہ اٹھا کر اسرار روشن ضمیر کی طرف پھینکے
یہ دونون سانپ آکر بازوؤن سے لپٹنے لگے اسرار روشن ضمیر نے اک شیشہ نکالکر پیش کیا دونون سانپ
اُس شیشہ مین اُتر گئے اور وہی شیشہ ضحاک پر کھینچ مارا شیشہ سینہ پر پڑکے ٹوٹا ماران سیاہ بل
کرتے ہوے نکلے اور بازو ضحاک سے لپٹ گئے کان کی لو چاٹنے لگے یہ معلوم ہوا ضحاک کو کہ تن بدن
مین آگ لگ گئی او غفلت طاری ہونے لگی بس ضحاک نے جلدی سے دوڑکر اپنے لشکر کے دو
ساحرون کو پکڑ کے گردنین ٹکرا دین کہ بھیجے اُنکے نکل پڑے ایک ایک بھیجا ایک ایک سانپ کو کھلا دیا
سانپ بھیجا کھاتے ہی پژمردہ ہوکے گر پڑے اُسوقت لشکر ضحاک مین غوغا ہو گیا کہ کیا ظالم بادشاہ
ہی کوئی کسیکا دوست نہین اپنے جان نثارون کو اسنے کس بیدردی سے مارا ہی اس حرکت پر ضحاک
کے اک سردار لشکر نے آواز دی کہ ہم تو بادشاہ سابق کے شریک ہین تیرے شریک نہین ہم اور آپ
اپنے ساتھیون مین سمجھکے ہمسے غافل نہ رہنا یہ کہکر اسنے لشکر ضحاک پر حملہ کیا چالیس ہزار ساحر
اسکے ساتھ تھے سب پکڑ لیتے گولے ترنج نارنج پکڑ پکڑ کے چلاتے اور لشکر ضحاک سے لڑنے
لگے نام اس ساحر زبردست کا ضیا بار جادو تھا ایک نشان لشکر ضحاک کا اسکے ہاتھ مین بھی تھا
لیوان زرین علم ضیا بار جادو کی طرف جا پڑا ان دونون مین سحر چلنے لگے یہان ضحاک جادو اور
اسرار روشن ضمیر مین قیامت کے سحر چل رہے تھے طبقے الٹ رہے تھے اسرار روشن ضمیر سمجھا تھا
ساتھی سب اندھے ہو چکے تھے ضحاک بھی جان لڑا کے لڑ رہا تھا کہ یہی خاتمہ کی لڑائی ہی فوج
بیکار ہو چکی ہی اسے گرفتار کیا اور مرحلہ سر ہی پھر کوئی کھٹکا باقی نہ رہیگا اسرار روشن ضمیر کس کس کے
سحر کا جواب دیگا چار طرف سے بوچھار ہو رہی ہی بس ضحاک جادو نے وہی چادر کال نکالی اور
نگاہ بچاکر اسرار روشن ضمیر پر ماری خوشبو جو چادر کی مشام مین اسرار روشن ضمیر کے پہونچی یہ تھرا گئے
پاؤن چادر کے ٹکڑون مین اُلجھے ضحاک مارگزیدہ نے آواز دی کہ وہ مارا او ضحاک مارگزیدہ نے
تیغہ سحر کھینچ کے چلا کہ اسکا قید کرنا بھی اچھا نہین ایسا نہو یہ پھر رہا ہو جاے یہ معرکہ دیکھکر ضیا بار جادو
نے ضحاک جادو کو للکارا اور کہا کہ او سرکش تیری نگاہی سے طلسم پر تباہی آئی اور اب تو بادشاہ
کو قتل کیا چاہتا ہی جبتک میرے دم مین دم باقی ہی کیا تاب و طاقت ہی تیری کہ تو بادشاہ اصلی پر
ہاتھ اُٹھا سکے یہ کہکر ضیا بار جادو دوڑ پڑا اور پوری جھولی سحر کی ضحاک جادو پر کھینچ ماری کہ اگرچہ
یہ میرے قتل کیے قتل تو نہین ہو سکتا ہی لیکن کس کس حربہ سحر سے بچیگا سحر کی جھولی سے سیاہ
سحر نکلا ضحاک پر گرا ضحاک جادو گھبرا گیا ایک طرف سے بچھو کالون کے ایک جانب سے
پچھے سوئیون کے ترنج نارنج گولے فولادی یہ سب مثل تگرگ جسم پر ضحاک کے پڑنے لگے
یہ تو لباس جمشیدی پہنے ہوے ہی کسی سحر نے اثر کیا ضحاک جادو نے پلٹ کے اک نا بل
مار دائیہ وہ پھیلا اور تمام میدان مین دھوان نکلکر گرد ضیا بار جادو کے مثل حجرہ تاریک کے ہو گیا کہ ضیا بار جادو
کا دم گھٹنے لگا اسرار روشن ضمیر جھوم رہا ہی حواس مین اختلال ہی لیکن حیلہ ہاے سحر برابر لڑ رہے ہین
مگر جسقدر اضمحلال اسرار روشن ضمیر کا بڑھتا جاتا ہی اسیقدر حیلہ اُسکے طلائی بھی سست ہوتے
جاتے ہین ضحاک مارگزیدہ اس انتظار مین ہی کہ اسرار روشن ضمیر بالکل غافل ہو لے تو اسے قتل
کردن اُدھر دونون پتلے جو بلور روشن دل کو دو کو سپر کر رہے تھے سست ہو گئے بلور روشن دل
ہاتھ سے اُن پتلون کے چھوٹتے ہی اسرار روشن ضمیر کی طرف چلا شیشہ سحر اسکے ہاتھ مین ہی ضحاک جادو

سنے آواز دی کہ آپ تماشا دیکھیے میں ابھی قتل کیے ڈالتا ہوں یہ کہتا ہوا قریب اسرار روشن ضمیر کے
پہونچکر تیغہ بلند کیا چاہتا تھا کہ ہاتھ تلوار کا مارون کہ اک برق چمک کے گری ہاتھ بلور روشن دل کا قلم
ہوا اور نعرہ ہوا کہ پاش پاش اور ناہنجار کیا کرتا ہے سنو ملکہ دل آویز جادو دختر اسرار روشن ضمیر یہ سنتے ہی
ضحاک جادو کے تن بدن میں آگ لگ گئی پکارا کہ کیوں او شوخ دیدہ ہمارے سامنے اسرار روشن ضمیر کو
باپ کہتی ہے دل آویز جادو نے کہا جو شفقت کرے وہ باپ ہے جو دشمنی کرے وہ حریف ہے بلور نے
دوسرے ہاتھ میں تلوار اٹھائی اور چاہا کہ اسرار روشن ضمیر کو قتل کروں کہ پھر برق چمک کے گری اور یہ ہاتھ
بھی بلور کا جھول گیا تلوار چھوٹ پڑی اور ملکہ شعلہ عذار جادو کا نعرہ ہوا ادھر تو ضحاک جادو اور دل آویز
جادو میں سحر چلنے لگے ادھر شعلہ عذار جادو اور بلور روشن دل سے مقابلہ ہوا رد و بدل ہونے لگے
ادھر تو ملکہ دل آویز جادو کے حربے بیکار جاتے ہیں جسم ضحاک پر کوئی حربہ اثر نہیں کرتا اسلیے کہ ضحاک
جادو لباس جمشیدی پہنے ہے ادھر بلور روشن دل پر شعلہ عذار جو حربہ کرتی ہے وہ مانند عکس کے جسم
بلور سے گذر جاتا ہے کارگر نہیں ہوتا اور بلور کے حربہا سے سحر شعلہ عذار کو زخمی کر رہے ہیں قریب ہے
کہ شعلہ عذار جادو ہاتھ سے بلور کے قتل ہو اور ملکہ دل آویز جادو بھی گرفتار ہوا چاہتی ہے اسرار روشن ضمیر
اب بالکل بیہوش ہے کہ اک مرتبہ پائیں کوہ کی طرف سے آواز سم مرکب پیدا ہوئی اور نعرہ ہوا کہ منم سلطان
حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ فتاح طلسم باطن نہ طاق و صاحبقران رابع کے گذارم کہ از دست من
زندہ و سلامت بدر روی۔ دیکھا بلور روشن دل نے کہ طلسم کشا آگیا اسنے بھاگنے کا قصد کیا
ضحاک نے کہا اے بلور لوح اسکے پاس نہیں ہے نہ گھبرا خوب ہوا کہ یہ آگیا اجل اسکو گھیر کے لائی ہے
یہ اقبال باہر دولت و اقبال کا تھا کہ یہ بھی آگیا اب کہاں جائیگا بچ کے آج فرصت ہوئی جاتی ہے
یہ سنکے بلور روشن دل کو اطمینان ہوا یہ شعلہ عذار جادو پر تلوار کھینچ کے چلا ادھر عادل کیوان شکوہ
یا تو اپنی معشوقہ محبوبہ کے بچانے کو چلے تھے یا دیکھا کہ شعلہ عذار قتل ہوا چاہتی ہے بس انھوں نے
لوح طلسمی کا پرتو ڈالا عکس لوح کا پڑتے ہی جسم بلور میں لرزہ پیدا ہو گیا زبان لکنت کرنے لگی
سحر بھولا بس عادل کیوان شکوہ نے دوڑ کر تیغہ الماس گون سلیمانی کا ہاتھ مارا کہ مانند خیار تر کے
بلور روشن دل کے دو ٹکڑے ہوئے بس مرتے ہی بلور کے قیامت برپا ہوئی قلعہ بلور کی دیواریں
کرچیاں ہو ہو کے اڑ گئیں کوہ بلور جا بجا سے شق ہو گیا صدائیں گیر و دار کی بلند ہوئیں آتش باری
و برف باری ہونے لگی اب عادل کیوان شکوہ نے ضحاک کی طرف کا رخ کیا ضحاک جادو گھبرا گیا
کہ یہ کیا آفت آئی لوح تو میرے پاس تھی اور قتل بلور روشن دل کا بغیر لوح کے ممکن نہ تھا معلوم ہوتا ہے
کہ وہ لوح نہ تھی کوئی فریب تھا اب اس مقام پر ٹھہرنا اچھا نہیں ورنہ میرا بھی انجام وہی ہو گا جو بلور روشن
دل کا ہوا ہے یہ سوچکر ضحاک جادو بھاگا ادھر عادل کیوان شکوہ نے لوح کو چمکانا شروع کیا جس ساحر پر
عکس لوح کا پڑا وہ سحر بھولا عادل کیوان شکوہ نے تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوئے ضحاک کے قدم اکھڑتے ہی
تمام فوج بھاگ کھڑی ہوئی ادھر عادل کیوان شکوہ نے عکس لوح کا ڈال ڈال کے شعلہ عذار کو قید
سحر سے رہا کیا دل آویز جادو کو چھڑایا اسرار روشن ضمیر کو ہوشیار کیا اس وقت دیکھا کہ اک گنبد دخانی میں
کوئی روشن چیز بند ہے کہا یا سے اسی گنبد سے آواز پیدا ہوئی کہ اے شہریار میں بھی غلام تازہ ہوں
میری خبر بھی لیجیے عادل کیوان شکوہ نے عکس لوح کا ڈالا دھواں منتشر ہوا دیکھا کہ اک شخص جسمیں نور
ہے ضیا بار جادو نے عرض کی کہ میں اہلکار لشکر ضحاک تھا میں نے سنا کہ اس ظالم کا تغیر ا یہ کہتا ہوا قر

آیا اور قدمبوسی حاصل کی اسرار روشن ضمیر نے عرض کی کہ اے شہریار اگر آپ اس لوح کو تشریف لاتے تو آج آپکے تمام ملازمین کا خاتمہ ہو چکا تھا کیونکہ اسکے لوح کا عکس ڈال ڈال کے اندھون کی آنکھون کو روشن کیا سب نے قدمبوسی حاصل کی اسرار روشن ضمیر نے عرض کی کہ اے شہریار لوح کیونکر دستیاب ہوئی فرمایا کہ میرے عیار نے جوگی بن کے ہوتا جادو کو فریب دیا لوح اصلی نکال لی اور لوح نقلی ڈبیا مین رکھکے اسے دیدی اسی سے ضحاک جادو نے دھوکا کھایا یہ سنکر سب نہایت خوش ہوئے اب یہ سب تو کوہ بلور پر مقیم ہوتے ہین لیکن

چند کلمہ داستان حزمیت نشان بادشاہ بد خو یعنی ضحاک مارگزیدہ جادو کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ کوہ بلور سے شکست کھا کے بھاگا تو بھاگتے بھاگتے اپنی دار الحکومت مین دم لیا راہ مین اپنے سایہ سے جھجکتا تھا ہر وقت تصویر طلسم کشا ملک الموت کی طرح پیش نظر تھی چہار چشم جادو بھی نہایت بدحواس تھا ساری عقل وزارت گدی مین گھس گئی تھی اسنے گھبرا کے بادشاہ سے پوچھا کہ آپ تو کہتے تھے کہ لوح میرے پاس ہے اور مین نے ایسے مقام پر رکھدی ہے کہ کوئی اس جگہ سے سوا میرے آگاہ ہی نہین ہے نہ مین نے کسی سے ذکر کیا ہے پھر یہ لوح جو طلسم کشا کے پاس ہے یہ کہان سے آگئی ضحاک مارگزیدہ جادو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کچھ فریب ہوا ہے جادو نے طلسم کشا سے ساز کر لیا لوح اصلی مجھے نہین کبھی آج ہی مرحلہ کو مٹا دونگا چہار چشم جادو نے کہا کہ ایسا نہ کیجئے ورنہ غضب ہو جائیگا جب آپ اسکو مٹانا چاہینگے تو وہ طلسم کشا کی شریک ہو جائیگی طلسم کشا کے پاس لوح موجود ہے آپ اسکا کچھ نہ بنا سکینگے اور اصل مین اگر وہ شریک طلسم کشا ہو گئی ہے تو خود ہی طلسم کشا کو اسکا خیال ہوگا جو پرورش کوہ بلور پر تھا یہ سب سازش مرحلہ کی ہے جو نسبت ایسی پیچیدگی ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ جو لوح اپنے پاس ہے اسے منگا کے دیکھیے اور جو شخص لوح لایا ہے اس سے دریافت کیجیے کہ راستے مین کوئی پیچ نہین پڑا۔ رائے چہار چشم جادو کی ضحاک نے پسند کی اور اسیوقت ایک پتلا طلسمی کو حاکم طاق نسیان کے پاس روانہ کیا کہ جو ڈبیا ہمنے تمکو بھیجی تھی وہ ہمارے پاس بھیجو جسوقت پتلا طلسمی حاکم طاق نسیان حکیم فرامرز کے پاس پہونچا اور امانت بادشاہ کی طلب کی تو حکیم فرامرز ہنسا کہ آپ ہی یہ کہکے دیگیا تھا کہ اب یہ امانت نہین خود آپ سے طلب کرونگا نہ آپ کسیکو دیجیے گا آپ ہی لیتا ہے کہ وہ دیدو خیر مجھے کیا کرنا ہے حکیم فرامرز نے وہ ڈبیا پتلا طلسمی کے حوالے کر دی پتلے نے تخلیہ ڈبیا لاکے ضحاک مارگزیدہ جادو کو دیدی ضحاک نے ڈبیا کو کھولا تو اسمین ایک پرچہ لکھا ہوا رکھا تھا لوح وغیرہ کچھ نہ تھی ضحاک نے پرچہ کو پڑھا مضمون یہ تھا کہ بارش او ضحاک جادو نہ مہتر طیفور باد یہ گرد عیار طلسم کشا دیکھ لوح یون سے لیتے ہین ایسے بیوقوفون کو لوح لینے کے واسطے نہ بھیجا کرو بغیر بتائے لوح دوسرے کے سپرد کر دین بس یہ دیکھتے ہی ضحاک نے اپنا سر پیٹ لیا اور چہار چشم جادو کو وہ رقعہ دکھایا چہار چشم جادو نے کہا کہ لوح کون لایا تھا ضحاک مارگزیدہ نے ہیودا جادو کو طلب کیا جب ہیودا سامنے آیا تو ضحاک نے وہ پرچہ مع ڈبیا سامنے رکھ دیا اور کہا کہ یہ تو کیا لایا تھا ہیودا جادو نے کہا کہ مجکو چند ڈبیا دینا سے جادو نے دی تھی مین اسی طرح سے لے آیا راستے مین جوگی سانبھال نے طلسم کشا سے میری جان بچائی ضحاک سمجھ گیا کہ جوگی سانبھال وہی عیار تھا بس اسنے کہا کہ اسے ہیودا جادو تیری ہی وجہ

سے کوہ بلور پر باد ہوا اور بھائی میرا اعواک جادو مارا گیا بہتر یہ ہی کہ جاکے فکر لوح کرا اور طلسم کشا کو دھوکا دیکے
لوح طلسمی لا اور پیشتر اسکے کہ مجھے صورت نہ دکھانا پیش آئے بہوط جادو تھر تھر کانپنے لگا اور وہاں سے چلا آیا
مگر اسی فکر میں تھا کہ کسطرح طلسم کشا سے لوح حاصل کروں اگر کچھ فریب دیتا ہوں اور فریب میرا
طلسم کشا پر ظاہر ہو جاتا ہی تو طلسم کشا کے ہاتھ سے جان نہیں بچتی ہی اور اگر نہیں جاتا ہوں تو بادشاہ طلسم
مار ڈالیگا غرضکہ ہر طرح سے مشکل ہی ـــ ہم صیاد و فکر باغبان ہی * دو شکلے میں ہمارا آشیان ہی *
اس مکار نے یہ تجویز کی کہ مثل یا دیگر جادوگروں کے طلسم کشا کی اطاعت اختیار کریں اور جب قابو پاؤں لوح
لیکے چلدوں یہ سوچکر بہوط جادو وہاں سے ہاتھ باندھ کے طرف کوہ بلور کے روانہ ہوا بعد روانہ ہونے
بہوط جادو کے ضحاک نے چہار چشم جادو سے کہا کہ انتظام سلطنت آپکے سپرد ہی میں جاتا ہوں اور
بلا پوش جادو کو لاتا ہوں کہ وہ میرا دوست قدیم اور ساحر زبردست ہی مدت تک سجادہ زرار سامری کا ہی
وہ ساحران طلسم سے ملحوظ شخص ہی اگر طلسم کشا سے بچنا ممکن ہی تو اسی کے ہاتھ سے ورنہ کوئی ساحر
طلسمی طلسم کشا کا کچھ نہیں کر سکتا ہی یہ سنکر چہار چشم جادو نے کہا کہ آپ خوب سوچے لیکن جہان تک
ممکن ہو اسی یار وفادار کو لیکے جلد واپس آئیے گا کہ ایسا نہو آپ کی عدم موجودگی میں یہاں طلسم کشا
آجاے جبتک ہم جان نثار دن کے دم میں دم ہی اسوقت تک طلسم کشا کو ادھر قدم بھی نہ بڑھانے
دینگے ہان جب ہمیں نہونگے اسوقت کیسے ذمہ دار نہیں ہو سکتے یہ سنکے ضحاک نا رگ بندہ جادو نے کہا
کہ اگر میری عدم موجودگی میں طلسم کشا ادھر پیشقدمی کا قصد کریگا اور تم یہ عذر پیش کروگے کہ مالک سلطنت
موجود نہیں ہی تو شاید وہ قدم آگے نہ بڑھائیگا اور میرے آنے کا انتظار کریگا یہ کہکر ضحاک بلا پوش
بلا پوش جادو کی طرف روانہ ہوا اور چہار چشم جادو نے انتظام سلطنت اپنے ہاتھ میں لیا طائران سحر کو
واسطے خبر رسانی کے چھوڑا کہ طلسم کشا اور لشکر طلسم کشا کہاں ہی لیکن اول حال مبرم جادو کا بیان کیا جاتا
ہی کہ یہ جنگ سے میدان فوق سے ایسے ہی چھوڑ کے بھاگی تھی کہ جب طلسم کی طرف آنے کا قصد
کرتی تھی تو اندام میں اسکے رعشہ پڑتا تھا اور سحر اسرار روشن ضمیر کی یاد آتی تھی کچھ دنوں تو مارے خوف
کے کچھ نہ بنی پھر اسکو خیال آیا کہ چل کے ابلیسہ سردار خوار کو لانا چاہیے کہ وہ ساحرہ زبردست ہی
اور اسرار روشن ضمیر کو جو کرا اتالی ہی اسنے نو سو برس کا اسکا سن ہی زمانہ دیکھے ہوئے ہی یقین ہی
کہ اسکی کارستانی سے یہ مرحلہ سر ہو گا ورنہ ضحاک جادو طلسم پیدا ہونے سے پیچ جائیگا اور کسی ساحر کی
اتنی مجال نہیں ہی کہ وہ اسرار روشن ضمیر سے مقابلہ کرسکے یہ سوچ کے مبرم جادو جانب غار ابلیسہ
روانہ ہوئی غار ابلیسہ سرحد طلسم سے ملا ہوا ہی مبرم جادو نے ایک مدت ابلیسہ کی خدمت کرکے
علم سحر و ساحری کو حاصل کیا تھا جسوقت مبرم جادو پاس ابلیسہ سردار خوار کے پہنچی سلام کیا ابلیسہ نے
کہا کہ خیر تو ہی آج ایسی غائب ہوئی جیسے گدھے کے سر سے سینگ آج کدھر کا چاند تھا کہاں رستہ
بھول پڑی مبرم جادو رونے لگی اور عرض کی کہ جس روز سے میں آپ سے جدا ہوئی اسی روز سے
انواع و اقسام کی مصیبتیں مجھپر پڑیں اب خدا نے راحت کا سامان کیا تھا تو انھوں نے بھی رخنہ ڈالا چاہتا تھا کہ
کہ طلسم پر طلسم کشا کی چڑھائی ہی لوح طلسمی اسکے ہاتھ آگئی ساحران طلسم بے دست و پا ہو رہے ہیں
علاوہ اسکے طلسم کا بادشاہ سابق اسکا شریک ہو گیا وہ ایسا ساحر زبردست ہی کہ اسنے میرے بھی چھکے چھڑوا
دیے اس سے پہلے طلسم کشا اسیر ہو کے آیا تھا میں نے چالیس روز کی محنت و مشقت میں میدان جنگ
کی تیاری کی تھی اور یہ کہہ دیا تھا کہ جبکو دعوے ہو وہ آکے طلسم کشا کو چھڑا لیجائے مجھے یقین تھا کہ

اگر تمام ساحر اگر ہجوم کرینگے تو جبتک وہ میدان جولی تک پہونچین یہان طلسم کشا کا خاتمہ ہو جائیگا لیکن
اسرار روشن ضمیر نے آکے طلسم کشا کو چھڑا لیا اور سارا طلبہ دین کا الٹ دیا میری یہ حالت بنائی کہ سر کے
تمام بال جل گئے کپڑے جل گئے کل بدن مین آبلے پڑ گئے ضحاک کا بھلا ہو کہ وہ مجھے اسرار روشن ضمیر کے
ہاتھ سے بچا کے نکلا یہ سنکر ابلیسہ مردارخوار بہت ہنسی اور کہا کہ اچھا نہ گھبرا مین تین روز کے
بعد تیرے ساتھ چلونگی اور ایک ساعت مین طلسم کشا کو مع طرفداران طلسم کشا کھا لونگی اور اسرار روشن ضمیر
سحر کیا جانے اسکے بزرگون مین سے تو کبھی کوئی میرے منھ نہین چڑھا ہمیشہ بادشاہ نہ طاق [illegible]
وہ بیٹھے دیکھو کہ اک گوشہ سلطنت مین بھی دبا بیٹھی ہون مگر کسیکا منھ نہین پڑا کہ ادھر کا
رخ کرتا یا مجھ سے کر ایسا اس زمین کا طلب کرتا یہ کہکر میرم جادو کی بہت تسلی و تشفی کی اور کہا کہ تیرہ دن سے
بیٹھ مین ایک سحر تیار کر رہی تھی پرسون تک میرا چلہ تمام ہو جائیگا اسکے بعد مین تیرے ساتھ چلونگی
یقین ہے کہ میری صورت دیکھتے ہی اسرار روشن ضمیر صلح کا پیغام دیگا اگر طلسم کشا نے جہالت کی تو
ایک روز مین سب کو مٹا دونگی نصف سلطنت بادشاہ اصلی کو دلوا دونگی آدھی تیرے بھانجے کو دلا دونگی
یقین ہے کہ اس فیصلہ پر دونون رضامند ہو جائینگے کسی کو عذر و انکار نہ ہوگا میرم جادو نے اسی غار
مین قیام کیا جب تیسرا دن ہوا اور ابلیسہ مردارخوار چلہ کشی سے فراغ حاصل کر چکی تو میرم جادو سے
کہا کہ اٹھ کل مین تیرے ساتھ ہون غرضکہ یہ دونون غار سے نکل کر طرف طلسم کے روانہ ہوئین
انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور

چند کلمے داستان ضحاک جادو کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ طلسم سے نکلا تو جانب زرفشان روانہ ہوا جسوقت قریب کوہ پہونچا تو دیکھا کہ بلا نوش جادو بالا
کوہ کھڑا ہوا ہے پہلو مین اسکے ایک نازنین کھڑی ہے کہ چہرہ کی صفائی چاند کو مات کرتی ہے رخسارۂ آتشین فروغ
دے رہے ہین ضحاک اسکی صورت دیکھکر بیچین ہو گیا بلا نوش جادو نے مدت کے بعد جو ضحاک کو دیکھا
تو دفعتا پہچان نہ سکا کہا کون ضحاک جادو نے کہا کہ اگر پہچانو تو سب کوئی ورنہ کوئی بھی نہین بلا نوش
جادو نے کہا کہ آواز تو پہچانی ہوئی ضرور معلوم ہوتی ہے مگر اچھی طرح یاد نہین آتا قریب آؤ ضحاک جادو
قریب آیا سلام کیا اور کہا اے برادر وقت بد مین کوئی کسیکا شریک نہین ہوتا اور اسیطرح بھول جاتے
ہین اب بلا نوش جادو نے پہچانا کہا اے ضحاک جادو سچ کہتے ہو تمنے جس روز سے اسرار روشن ضمیر کو
قید کرکے طلسم پر قبضہ کیا اس روز سے ہمکو بھول گئے آج معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مصیبت پڑی ہے تو ہم یاد
آئے ہین ضحاک جادو نے کہا کہ تم جانتے ہو پرائے ملک پر قبضہ کرنا آسان امر نہین ہے طلسم میرے
باپ کا تو تھا نہین کہ اہالیان طلسم خوشی سے میری اطاعت کر لیتے مدت مین تسلط حاصل ہوا اب وہ
زمانہ تھا کہ مین اپنے دوستون کو طلسم مین بلا کر انکی مدارات کرتا کہ آفت ناگہانی کی طرح طلسم کشا آپہونچا
آتے ہی تین مرحلے توڑ ڈالے اور دریائے رواں کو مٹا کر اسرار روشن ضمیر کو قید سے رہا کیا
مگر لوح طلسمی قلعہ قہار بازان پر پہونچ کے چھین گئی تھی اور طلسم کشا بھی درہ مراد پر سے اسیر ہو آیا تھا لیکن
اسرار روشن ضمیر جو طلسمی تھا وہی کے ساتھ طلسم کشا کو چھڑا لیگیا نہین معلوم کسطرح لوح پھر اسکے ہاتھ آگئی کہ طلسم کشا
نے آکر کوہ بلور کو بھی برباد کیا بلور روشن دل سے ساحر کو مارا اب اگر وہ دار الامارہ شاہی کا رخ کر بیٹھا
تو کوئی اسکا روکنے والا نہین ہے اہالیان طلسم کا سحر لوح باطل کر دیتی ہے اسواسطے مین تمہارے پاس تو غرض

لیکر آیا ہون کہ ہم لوگ تو لوح کی وجہ سے بے دست و پا ہو گئے ہین اگر تمھارے امکان مین ہو تو طلسم کشا
سے مقابلہ کرو مین زندگی بھر تمھارا ممنون رہونگا اور سمجھونگا کہ تمھاری بدولت سلطنت ہاتھ آئی یہ سنکے
بلا نوش جادو نے کہا کہ اے ضحاک شاہ تم جا کر اطمینان رکھو ابھی طلسم کشا کو اپنے جگہ گر اون سے فرصت
نہین ہی کہ ون تمھاری طرف آنے کا قصد کریگا جسوقت وہ تمھارے مقابلہ مین مصروف ہوا ہوگا تو مجھے وہین
موجود پاؤگے اطمینان رکھو مین فضول بیٹھے رہنے کو پسند نہین کرتا اور اس شہر کی صحبت مجھے دم بھر
یہان سے جانے نہین دیتی یہ سنکے ضحاک جادو نے کہا کہ وہ بھی تو گھر ہی مین بیٹھے ہین اسے بھی لیتے چلو
بلا نوش جادو نے کہا کہ ستارون کی گردش سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ اگر یہ اس سال مین اپنے گھر سے قدم
باہر نکالیگی تو مبتلاے بلاے عشق ہوگی اسوجہ سے اس سال اسکا گھر سے نکلنا اچھا نہین یہ سنکے
ضحاک جادو خاموش ہو رہا مگر دل پر ضحاک کے تیر عشق لگا کسی وقت تصویر زر افشان جادو کی نگاہون سے
ضحاک کے پوشیدہ نہوتی تھی ایک روز ضحاک جادو نے باصرار بلا نوش جادو وہان قیام کیا دوسرے
روز دل پکڑے ہوے طلسم مین واپس آیا اور طائران خبر رسان کی زبانی معلوم ہوا کہ طلسم کشا ابھی کوہ
بلور پر مقیم ہی لیکن قصد اسکا یہ ہی کہ بعد انتظام کوہ بلور دربند فیل پیکران پر جاے کہ وہان وزیر اسکا
سکندر مقید ہی یہ سنکے ضحاک بارگاہ جادو نے چہار چشم جادو سے کہا کہ مین نے سر کوبی طلسم کشا کی تو
قائم کیلی ہی لیکن اگر لوح طلسم کشا سے کسیطرح مل جاے تو اچھا ہی کہ مجھے احسان بلا نوش جادو کا نہ لینا پڑا
یہ سنکے چہار چشم جادو نے کہا کہ طلسم کشا اب تنہا نہین ہی ساتھ اسکے ساحران نامی کا مجمع ہی اور علاوہ
اسکے ہوشیار ہتھیار اسکے ساتھ ہی وہ بلاے بے درمان اور آفت جہان ہی کوئی فریب طلسم کشا پر چلنا غیر ممکن
ہی اس سے سکوت اختیار کیجیے مالکان مرحلہ تو سبھی طرح کی فکرین کرینگے کہ کسی تدبیر سے لوح طلسمی کو چھین
لین اب جہانتک ہوسکے اپنے شہر کا انتظام کیجیے ضحاک نے راے وزیر کی پسند کی اور کہا کہ آج میرا
یہ ارادہ ہی کہ اکوان تاجدار کو اپنے طلسم سے نکالدون کہ اسی کی بدولت یہ آفت نازل ہوئی ہی مگر مجھے
خیال اپنی بدنامی کا ہی لیکن ایک صورت ذہن مین آئی ہی کہ اسمین بدنامی نہین ہی وہ یہ کہ جسوقت
طلسم نہ طاق فتح ہوا ہی اور بی بی اکوان تاجدار کی حیات خوش جمال آگ مین گری ہی تو مین نے ساحران
ہفتمی کو کھینچ کے حیات خوش جمال کو اسکے لڑکے سمیت بلوالیا تھا اور بعد اسکے عزیزان حمزہ مین سے
ایک شخص عشق مین حیات خوشجمال کے اسی آگ مین کود پڑا تھا تو اسکو بھی بلوالیا تھا نام اسکا آصف
انجم طلعت ہی آج مین آصف انجم طلعت کو تو اپنی اطاعت پر رضامند کرتا ہون اگر وہ رضامند ہوا تو
اس سے اور طلسم کشا سے برابر کا مقابلہ ہوگا اور اگر نہ رضامند ہوا تو قتل کر ڈالونگا اسلیے کہ آستین مین
سانپ پالنا اچھا نہین ہوتا اور حیات خوشجمال کو اکوان کے سپرد کرکے کہدونگا کہ اب تم کسی دوسرے
مقام پر جاکے آرام و آسایش کے ساتھ زندگی بسر کرو یہان رنگ طلسم کا دگرگون ہو گیا ہو کہ جسطرح
پانچ پیکر نقلی تمھارے قتل ہو چکے ہین اسی طرح پیکر اصلی بھی قتل ہو جاے چہار چشم جادو نے کہا
کہ یہ بہت مناسب ہی پس ضحاک جادو نے قصر اکوانیہ سے اکوان تاجدار کو بلایا جب یہ آیا تو چہرہ متغیر پایا
سبب پوچھا اکوان تاجدار نے کہا کہ اے بادشاہ آج مجھے عجیب عجیب طرح کے خیال آتے ہین جنہون نے
مجھے زندگی سے بیزار کردیا ہی مین چاہتا ہون کہ آج جاکر طلسم کشا کو لڑون اور لڑکے اپنی جان دیدون
اسلیے کہ جب سلطنت نکلی اور حیات خوشجمال سی معشوقہ چھوٹ گئی تو زندگی ہیچ ہی علاوہ اسکے اب آپکے
طلسم پہ بھی میری وجہ سے تباہی آئی ہی جب مین نہونگا تو یقین ہی کہ طلسم کشا صلح پر راضی ہوجائیگا

ضحاک جادو نے کہا کہ اے اکوان جب معلوم ہے کہ تو طلسم کشا کا کچھ نہین کر سکتا تو لڑنا بیکار ہے
اس سے خودکشی کر لینا ہزار درجہ بہتر ہے مگر آج مین تیرا درد تو مٹائے دیتا ہون اسکے بعد تجکو اختیار ہے
وہ یہ ہے کہ حیات خوشجمال زندہ وسالم موجود ہے اور رقیب تیرا آصف انجم طلعت جسنے فراق حیات خوشجمال
مین جان دی تھی وہ بھی زندہ موجود ہے مین حیات خوشجمال کو تیرے سپرد کرتا ہون تو اسے لیکر جہان چاہے
چلا جا ایسا نہو کہ ملاقات حیات خوش جمال کی حسرت تیرے دل مین رہجائے یہ سنکر اکوان تاجدار
قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے عرض کی کہ اے بادشاہ اتنے دنون سے فراق مین ملکہ کے کیون
تڑپایا ضحاک جادو نے کہا کہ میرا ارادہ یہ تھا کہ تجکو پھر کسی طلسم کا بادشاہ کر لونگا اسکے بعد تیری شادی
حیات خوشجمال کے ساتھ کردونگا اسوقت تیرے تمام صدمے دور ہو جاتے مگر اب طلسم کشا کے
ہاتھون سے ایسا تنگ آیا ہون کہ چاہتا ہون تو حیات خوشجمال کو لیکے کہین چلا جا کہ تو بھی اسکی آفت
سے محفوظ رہے اور حیات خوش جمال بھی یہ کہکر اکوان تاجدار کو وہین چھوڑا اور آپ ضحاک جادو
طرف محیط طلسمی کے روانہ ہوا جسوقت دریا کے کنارے پہونچا تو آواز دی کہ اے ماہی زمین بردار
ہماری امانت دیجا بس کہنا تھا کہ سناٹا پیدا ہوا دیکھا کہ اک مکان بہتا ہوا چلا آتا ہے ماہی زمین بردار
نے سطح زمین مکان کو کنارہ دریا سے ملا دیا ضحاک تاجدار اندر مکان کے آیا یہان ایک درجہ
مین حیات خوش جمال اور آصف انجم طلعت بیٹھے تھے جسوقت یہ دونون یکے بعد دیگرے آگ مین
جہان سے تھے تبسے انکو اٹھا لائے تھے اس روز سے یہ دونون اسی مکان مین تھے پہلے تو آصف انجم
طلعت کو وہی عشق سوار تھا اور حیات خوش جمال انکار کرتی تھی اور کہتی تھی کہ تو میرے ساتھ جلا تھا
کبھی آیا اے شخص اب سمجھا میرا پیچھا چھوڑ کہ مین ناموس غیر ہون اور بدکار نہین ہون لیکن ایک شب کو جب
آصف انجم طلعت سو گئے تھے تو انھون نے خواب مین اک نازنین کو دیکھا بس خیالات آصف انجم طلعت
کے بدل گئے صبح کو حیات خوش جمال سے کہا کہ اے زن باوفا اب تو اطمینان رکھ مین کبھی بدکار نہین ہون
اگر تو اسلام قبول نہین کرتی تو مجھپر جائز نہین مین تجھپر کسی طرح کی دست اندازی نکرونگا لیکن حیات خوشجمال
کو اطمینان نہ تھا جب چند روز اور گذر گئے تو حیات خوش جمال کو اعتبار ہوا کہ بیشک یہ شخص صادق القول
ہے اور اب آصف انجم طلعت کی یہ حالت ہے کہ اپنے اوپر نفرین کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اے
آصف تو ننگ خاندان ہوا تیرے خاندان مین کسی نے ایسی حرکت نہ کی تھی جو تو نے کی رفتہ رفتہ
حیات خوشجمال کے دل سے بھی خیال اکوان تاجدار کا کم ہونے لگا اور طبیعت اسکی براہ راست پر
آنے لگی آخرکار اسقدر میلان حیات خوش جمال کا دین اسلام کی طرف ہوا کہ آصف انجم طلعت کو پیر
قرار دیکر مسلمان ہو گئی آصف انجم طلعت نہایت خوش ہوئے لیکن سوال وصل نہین کیا اب ان
دونون نے عبادت خدا مین اتنے دن بسر کیے یا وہ مکان تھا یا آپ تھے دونون وقت پکا پکایا
کھانا کوئی شخص آکے دیجاتا تھا اور معمولی طور پر سامان راحت اس مکان مین موجود تھا۔ جو لڑکا حیات
خوش جمال کی گود مین تھا سن اسکا سات برس کا ہوا وہ بھی حیات خوش جمال کیطرح عبادت خدا مین
مصروف رہتا تھا کہ اسنے سوا اس مشغلہ کے کوئی شغل دیکھا ہی نہ تھا اور آصف انجم طلعت کو اپنا
باپ سمجھتا تھا اکثر آصف انجم طلعت اور ملکہ حیات خوش جمال یہ باتین کیا کرتے تھے کہ ہم یہان کہان
آئے بہشت مین ہین یا اعراف مین ہین یا عالم برزخ مین ہین آصف انجم طلعت کہتے تھے کہ اپنے
کردار کی سزا پا رہے ہین ورنہ بغیر موت کے نہ برزخ مین پہونچ سکتے ہین نہ بہشت مین۔ یکا یک

ضحاک جادوگر نابرسکان کے پہونچا اور کہا کہ اے آصف انجم طلعت میں نے تمکو آگ میں جلنے
سے بچایا تمہاری جان بخشی کی ہم نے کیا انکا عوض یہ ہے ساتھ کرسکتے ہو آصف انجم طلعت نے
فرمایا کہ میں تجھے نہیں پہچانتا کہ تو کون شخص ہے اور کیونکر سمجھوں کہ تو نے مجھکو فی الحال سے رہا کیے میرا
جگہ مقید کیا ضحاک نے اپنا نام بتایا اور کہا کہ میں باطن شہ طاق کا بادشاہ ہوں اکوان میرا تخت تھا
آصف انجم طلعت نے کہا کہ اگر تمنے میری جان بچائی ہے تو بیشک اگر میرے امکان میں ہوگا تو میں بھی
تمہارے دشمن سے تمہاری جان بچاؤنگا اور اپنی جان جانے کی پروا نکرونگا ضحاک نے کہا کہ
تم اولاد میرے سے ہو قول سے تو پھر نہ پھروگے آصف انجم طلعت نے فرمایا کہ ہمارے غلام
اپنے قول سے نہیں پلٹتے ہیں یہ سنکے ضحاک نابرگزیدہ جادو نے کہا کہ کوئی شخص عادل کیوان شکوہ
ہے وہ میرے طلسم پر چڑھ آیا ہے لوح طلسم اسکے ہاتھ لگ گئی ہے ساحران طلسم اسکے مقابلے سے عاجز ہیں
لوح اسکے پاس ہے تم شہر دستان روزگار ہو لہذا اس سے مقابلہ کرکے لوح چھین لو تو میں تمہارا
زندگی بھر ممنون رہونگا آصف انجم طلعت نے کہا کہ میں تو اقرار کر چکا اگر میرے دست و بازو کی
پہنچ سے اور وہ مجھ سے زیر ہوا تو ضرور لوح چھین کے تمہارے سپرد کر دونگا مگر اتنی شرط ہے کہ اگر طلسم کشا
میرا کوئی عزیز نکلا تو حتی الامکان صلح پر تمکو بھی رضامند ہونا پڑیگا یہ سنکے ضحاک نابرگزیدہ نے کہا کہ
طلسم کشا نے پہلے ہی صلح پر رضامندی ظاہر کی تھی لیکن وہ اکوان تاجدار کو طلب کرتا تھا
میں نے کہا یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ جو اپنے گھر میں پناہ گزین ہوا اسکو میں دشمن کے حوالے کردوں اب
میرا یہ ارادہ ہوا ہے کہ اس ملک کو چھوڑ دوں اکوان کی ہے اکوان کو سپرد کرکے اسے کسی دوسرے مقام پر چھپادوں
نہ اکوان یہاں ہوگا نہ وہ اکوان کو مجھ سے طلب کریگا یہ سنکے حیات خوش جمال کے کان کھڑے
ہوئے کہ یہ اکوان کون ہے ضحاک نابرگزیدہ اب حیات خوش جمال کیطرف متوجہ ہوا اور کہا کہ چاہو میں تمکو
تمہارے شوہر کے سپرد کردوں یہ سنکے حیات خوش جمال نے کہا کہ اب نہیں اسکے کام کی ہوں نہ وہ
میرے کام کا ہے اسلیے کہ میں نے دین اسلام اختیار کیا پہلے یہ شہریار میری محبت میں آگ میں کودا تھا اور
اپنی جان کو بھی نہ کیا اب اسکے خود اختیار سب کیا کہ یہ دوسرے کا ناموس ہے اکوان اپنی جان بچا کے
یہاں چلا آیا اور ہماری جان و آبرو کا اسے مطلق پاس نہوا اے بادشاہ اب اگر تمکو یہاں میرا
رہنا شاق ہو تو بیرون طلسم کسی دوسرے مقام پر پہنچا دے میں کسی گوشہ میں بیٹھ کر اپنی زندگی کے دن
بسر کروں یہ کہکر رونے لگی ضحاک حیران ہوا کہ میں تو اکوان سے وعدہ کرکے آیا ہوں یہ انکار کرتی ہے
ضحاک نے کہا کہ اے حیات خوش جمال تو میرے ساتھ چل کر اکوان کو صورت اپنی دکھا دے اور
جو چاہے اس سے گفتگو کرلے حیات خوش جمال نے کہا کہ اسکا وعدہ کرو کہ وہ مجھے نہ لیجائے
ضحاک نے کہا کہ وہ جبر نہ کرنے پائیگا اسکا میں ذمہ دار ہوں آصف انجم طلعت اور حیات خوش جمال
ضحاک کے ساتھ ہوئے ضحاک نابرگزیدہ جادو ان دونوں کو ساتھ لیے ہوئے اپنے ایوان میں آیا یہاں
اکوان تاجدار اشتیاق حیات خوش جمال میں بیٹھا تھا کہ ضحاک حیات خوش جمال اور آصف انجم طلعت
کو لیے ہوئے پہونچا اور کہا کہ اے اکوان یہ زوجہ تیری مع پسر موجود ہے لیکن اسنے دین اسلام اختیار
کیا اور تیری خودغرضی کی شاکی ہے اکوان تاجدار نے کہا کہ اے ملکہ خطا میری معاف کر آئندہ ایسا
نہوگا حیات خوش جمال نے کہا کہ اے تاجدار سچا عشق نہ تھا ورنہ تو تجھسے دست بردار نہوتا میں نے
تجھکو مردہ سمجھ کے تیری محبت میں جل جانا قبول کیا تھا میری زندگی تھی کہ بچ گئی بس بہتر یہ ہے کہ اب

اس تعلق کی خواہش نکر جو پہلے تھا ہاں اگر تو بھی دین اسلام قبول کرے تو پھر میرا تیرا ایسا ہی ساتھ ہو سکتا ہے
ورنہ غیر ممکن ہے یہ سنکر اکوان تاجدار عرق عرق ہو گیا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آ گیا کہا اے زن بیوفا
سچ ہے کہ عورت پر بھروسا کرنا سراسر نادانی ہے معلوم ہوتا ہے کہ تو فریب میں اس خدا پرست کے آ گئی یہ
سنکے حیات خوش جمال نے دوڑ کر مشعل آتشین میں ہاتھ رکھدیا اور کہا کہ اے آگ اگر میں سچی ہوں
اور عصمت میں میرے دھبا نہیں آیا ہے تو محفوظ رہوں ورنہ تو مجھے جلا دے یہ کہکے دیر تک آگ
میں ہاتھ رکھے رہی مگر چھالا بھی نہ پڑا۔ آصف انجم طلعت نے کہا کہ اے اکوان ہمارے مذہب میں
شوہر کے مر جانے کے بعد عورت دوسرا شوہر کر سکتی ہے اسی بنا پر میں نے اسکی طرف توجہ کی تھی
مگر جب اسنے مجھے قبول نکیا اور تیرا دم بھرا کی تو مجھے بھی غیرت نے روکا اور محبت مانع ہوئی میں قسم کھاتا
ہوں اپنے دین و مذہب کی کہ حیات خوش جمال بڑی پارسا عورت ہے اب تو تعلق زن و شوہر کو ہٹا دے
تو اب بھی یہ تیری اطاعت کرنے کو موجود ہے اور تیرے بعد اسنے کسی مرد کو قبول کیا نہ قبول کریگی
اکوان تاجدار نے گردن جھکا لی آصف انجم طلعت نے برجیس بن اکوان سے کہا کہ اپنے باپ سے
مل کہ تیرا باپ یہی ہے برجیس نے کہا کہ یہ کافر ہے میرا جی نہیں چاہتا کہ قریب اسکے جاؤں۔ آصف
انجم طلعت نے اکوان تاجدار سے کہا کہ اے اکوان اپنے فرزند کو گلے لگا اور دل کو ٹھنڈا کر جسنے
کہ تو ہمارا دشمن ہے ہم تیرے دشمن نہیں کہ تو نے ہمارے عزیزوں سے میدان نہ طاق کو بھر دیا مگر
اسوقت مجھے تیری حالت پر رحم آتا ہے اکوان نے برجیس کو گلے لگایا پیار کیا اور کہا کہ آپ نے تو بڑا کام
میری اکبر سے کہ دیجئے کہ یہ شخص مقام پر جائیں رہیں ایک تو حیات میری دوسرا شوہر نکرنے [illegible]
مجھے اتنی اجازت دیں کہ مجھے یہ دونوں یاد رہیں تاکہ جسوقت میرا دل چاہے اسوقت میں ایک نظر دیکھ جایا
کروں۔ شاہزادہ نے اکے سفارش کی حیات خوش جمال نے گردن نیچی کر لی گویا نیم رضا ظاہر
کی۔ اکوان نے فرزند سے اپنے کہا کہ اولاد انسان کی باپ کے نام کے واسطے ہوتی ہے مگر ہماری یہ
مشکل ہوئی کہ رام جی نے بیٹا دیا وہ بھی مسلمان برجیس نے کہا کہ اسے بیہودہ انسان کیا تو عاقبت اندیش
نہو میں سنا کہ آپ نے دعوی خدائی کیا تھا کسی کا یہ انجام ہوا کہ خدا سے حقیقی نے کس مرتبہ
اعلی سے کس درجہ ادنی تک پہونچا دیا اب بھی غنیمت ہے کہ دروازہ توبہ کا کھلا ہوا ہے اس معبود
حقیقی کو پہچانیے اور ابدالآباد کے واسطے اپنے کو عذاب الہی سے بچائیے جو آپ نے طریقہ
اختیار کر لیا ہے گو طلسم کشا آپکا سر لینے کو آیا ہے مگر ہرگز قتل نکریگا اور بدیع الملک سلطنت بھی
آپکو دیدینگے ورنہ جسطرح بڑے بڑے بادشاہ انجام میں ذلت سے مارے گئے وہی آپکا
انجام بھی ہوگا اور میں تو دیدہ و دانستہ اپنی عاقبت خراب نکرونگا یہ سنکے اکوان تاجدار آنکھیں
اور کہا کہ اگر تو میری تربیت اٹھاتا تو ایسی باتیں نکرتا جو شخص خداوند نہ طاق کہلاتا ہو وہ سجدہ
مطیع ہوکے رہے اسکو نہ میری غیرت نے قبول کیا ہے نہ کبھی تیری قسمت میں یہ تھا کہ تو اکوان
تاجدار کا فرزند ہوکر حشرات الارض کی طرح زندگی گزارے اور آصف انجم طلعت سے کہا کہ آپ لوگ
صاحب اقبال ہیں اور یہ نتیجہ معلوم ہو گیا کہ ہم نہ رہینگے اور آپ ہونگے لہذا اتنی وصیت آپ سے ہے کہ
بعد میرے کبھی بھی نظر میرے فرزند پر رکھیئے گا جواب دیا کہ یہ آپ کو باپ کہتا ہے تو آپ بھی اسکو
فرزند کے لقب سے یاد کیجئے گا۔ آصف نے فرمایا کہ اے اکوان بیشک تیرا لڑکا ہے اپنے فرزند
کے مثل عزیز ہے اکوان تاجدار تو قصر اکوانیہ کی طرف چلا گیا کہ اسکو بسبب صدمہ کے بخار چڑھ آیا تھا

ضحاک جادو علیحدہ بیٹھا یہ باتین سنتا رہا کچھ دخل نہ دیا جب اکوان چلا گیا تو حیات خوش جمال کے رہنے کو اک مکان دیا اور آصف انجم طلعت سے کہا کہ اب آپ جو جو سامان چاہین وہ فراہم کر دیا جائے فرمایا اسلحہ اور مرکب اور آلات حرب ضحاک نے سب سامان طلسمی نہایت عمدہ منگا کر آصف انجم طلعت کے سپرد کیا اور کہا کہ بالفعل آپ قیام فرمائین دو ایک روز کے بعد مقابلہ طلسم کشا کو جائیے گا آصف انجم طلعت نے فرمایا کہ سبقت کرنا ہمارے خاندان کا قاعدہ نہین جسوقت طلسم کشا تمھارے اوپر فوج کشی کریگا اُسوقت مین اُسے روکونگا اور سمجھاؤنگا نہ مانے گا تو لڑونگا یہ سنکے ضحاک جادو خاموش ہو رہا۔ آصف انجم طلعت بھی مقیم ہوئے اکوان تا جدار بیمار ہو گیا تھا

اب کچھ حال صاحبقران حق پژوہ یعنے شاہزادہ عادل کیوان شکوہ کا بیان کیا جاتا ہے

کہ بعد انتظام کوہ بلور انھون نے کل فوج کو تو اسی مقام پر چھوڑا اور ضیا بار جادو کو یہان کا حاکم کیا اسرار روشن ضمیر نے عرض کی کہ اے شہریار اب مین کسی وقت ضرورت پر حاضر ہونگا یہ کہکر جانب قلعہ سیماب روانہ ہوا اور دل آویز جادو مع شعلہ عذار جادو اسرار روشن ضمیر کے ساتھ گئین باقی فوج کوہ بلور پر مقیم رہی اور شاہزادہ عادل کیوان شکوہ تن تنہا جانب مرحلہ فیل پیکران روانہ ہوے عیار نے ظاہر بظاہر ساتھ چلنا مناسب نہ جانا بعد روانہ ہونے عادل کیوان شکوہ کے بطور باد پیکر بھی نشان قدم دیکھتا ہوا روانہ ہو گیا۔ شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے چند قدم راہ طے کی تھی کہ دیکھا اک شخص رومال سے ہاتھ باندھے ہوے با حال پریشان و چشم گریان چلا آتا ہے نظر جو اسکی طلسم کشا پر پڑی دوڑ کے قدمون سے لپٹا فرمایا تو کون ہے اُسنے عرض کی کہ نام میرا ہبوط جادو ہے آپکے عیار نے جوگی بن کے مجھے فریب دیا اور لوح چھین لی جسوقت یہ راز فاش ہوا تو بادشاہ طلسم نے کہا کہ جا کے لوح لا ورنہ میرے سامنے نہ آنا لہذا یا تو مجھے اپنی اطاعت مین قبول کیجیے یا لوح مجھے دیدیجیے کہ الزام مجھ سے دفع ہو عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اطاعت میری کیون اختیار کرتا ہے کیا اس خوف سے کہ بادشاہ قتل کر ڈالیگا اگر یہ ہے تو یقین ہے کہ اگر تو دغا بو پائیگا تو لوح لیجائیگا ہبوط جادو نے کہا کہ فریب فرمایا کہ فریب کرنے آیا ہے اور صاف صاف بیان کر رہا ہے مین کیون ایسے شخص کو اپنے ساتھ رکھونگا جو باطناً دشمن ہو ہبوط جادو نے کہا کہ مین سحر جانتا ہون فریب نہین جانتا لیکن لوح اگر آپ نہ دینگے تو آپ سے لڑونگا یہ جانتا ہون کہ قتل ہو جاؤنگا مگر بد نامی سے تو بچونگا فرمایا کہ حربہ اپنا کر ہبوط جادو نے سحر کرنا چاہا کچھ یاد نہ آیا کیونکہ شاہزادے نے عکس لوح کا ڈال دیا تھا ہبوط جادو نے کہا کہ اب تلوار اٹھا کے میرا کام تمام کیجیے۔ عادل کیوان شکوہ کو اسکی جان سے عاجز ہونے پر رحم آگیا فرمایا کہ تو جان بوجھ کے اپنی جان کیون دیتا ہے اگر اطاعت میری اختیار کرتا ہے تو دل سے کر ہبوط جادو نے کہا کہ اگر مین آپکی اطاعت کر کے جان اپنی بچا لونگا تو اہل و عیال گھر بار سب برباد ہو جائیگا مین اکیلا زندہ رہا تو کیا اور نہ رہا تو کیا اس سبب سے مین چاہتا ہون کہ قتل ہو جاؤن یہ سنکر عادل کیوان شکوہ نے پتا مکان کا پوچھا ہبوط جادو نے کہا کہ مرحلہ فیل پیکران کے بعد میرا مکان ہے ہر وقت ساحران طلسمی کے قبضہ مین ہے ادھر آپ نے مرحلہ توڑا اُدھر میرا گھر برباد ہو گیا فرمایا یہ اُسوقت سے ہے جب تو میری اطاعت مین سمجھا جائیگا مین تجھکو قید مین رکھونگا جب تیرے اہل و عیال بھی حفاظت مین آجائینگے تو اُسوقت

اپنی فوج کو بگاڑ دیگی اسکے بعد بموجب ہدایت لوح کے موافق عمل کرنا یہ دیکھکر عادل کیوان شکوہ نے سرست فیل کی طرف
کو تو کا سرست فیل نے تلوار کھینچکر آپڑا اور سر پر عادل کیوان شکوہ کے وار کیا عادل کیوان شکوہ نے کلائی پر
ہاتھ ڈالدیا سرست فیل نے ور لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی تھوڑے ہی عرصہ مین عادل نے لنگر سرست کا توڑا
اور سر سے بلند کرکے زمین پر مارا کہ سرست چاروں شانے چت گرا عادل نے سینے پر چڑھکر کہا کہ کہا تو ہی
نے شناخت پروردگار مین سرست نے عادل کو برا بھلا کہنا شروع کیا عادل نے گلا اسکا دبایا کہ آنکھیں نکل پڑیں
اور تڑپ تڑپ کے واصل جہنم ہوا مرتے ہی سرست فیل شور ہوئے آوازین مہیب پیدا ہوئین کہ مارلو جانے نہ
پائے نہ پائے غضب کیا اسنے کہ حاکم مرحلہ کو مارا یہ بھی زندہ بچکے نہ جانے پائے آتش کے پرکالے تاریکی مین
چھائے ہوئے نظر آتے تھے دیر تک تاریکی چھائی رہی اور قیامت برپا رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ گشتی مرا نام سرست
فیل زرد چادو بود جہت مردم و جانا دم و مطلب خود رسیدم جب روشنی ہوئی تو دیکھا کہ عادل نے کہ لاش سرست
کی اژدہا بنکے دوڑی اور اپنے لشکر کو نگلنا شروع کیا یہانتک کہ ایک اژدہے نے چالیس ہزار فیل سواروں کو کھالیا
اور اب وہ اژدہا قلعہ کی آستین جھوڑتا ہوا عادل کیطرف چلا عادل نے تلوار کھینچی کہ پہلو سے آواز آئی کہ لوح کو دیکھ
عادل نے پلٹ کے دیکھا کہ یہ کون ہے تو ایک طائر کو پایا طائر تو غائب ہوگیا عادل نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جسم میں اسکے
اکوان تاجدار حلول کرگیا ہے تمکو چاہیے کہ لوح دہن اژدر مین ڈالدو اسوقت اکوان شکم اژدہے سے نکلکر باہر نکلیگا
تمکو چاہیے کہ اسکو سنبھلنے نہ دینا اور ایک ہاتھ دوال کمر پر مارنا کہ برابر سے دو ٹکڑے ہوں ورنہ اگر اکوان جدا ہو گیا
تو لوح کو لیکے نکل جائیگا پھر کچھ بنائے نہ بنیگی۔ یہ دیکھکر عادل کیوان شکوہ نے دہن اژدر پر لوح کھینچ ماری کہ
اژدہے نے منھ بند کرلیا اور تڑپنے کی صدا بلند ہوئی شکم اژدر شق ہوا اور اکوان تاجدار تڑپ کے شکم اژدہے
سے باہر آیا اور چاہا کہ لوح لیکے چلدون ادھر تو اکوان لوح کے لینے کو جھکا ادھر عادل نے تلوار ماری کہ اکوان
کے دو ٹکڑے ہوئے اسکے مرنے سے بھی بہت کچھ شور و غوغا ہوا آخر مین دیکھا تو ایک تصویر سے
ہفت جوش کی کہ دو کی ہوئی پڑی ہے عادل نے کہا کہ اسکی رسی دراز ہے مین دیکھتا ہوں کہ جبتک یہ طلسم
فتح ہوگا اسوقت تک اکوان اصلی کا مارا جانا غیر ممکن ہے اب شاہزادہ قلعہ مین داخل ہوا اکابر شہر حاضر ہوئے
نذرین گزرانین اور عرض کی کہ اسے شہریار کسیکو اپنی جانب سے یہانکا حاکم مقرر فرمائیے کہ شہر مین غارت
ہو رہی ہے۔ اب یہ تو یہان انتظام شہر مین مصروف ہوتے ہین اب یہان

چند کلمے داستان شوکت بیان گل حدیقۂ صاحبقرانی دانہ منتخب تسبیح سلیمانی صاحبقران جہان یعنے سلیمان صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

قطعہ

گر پردہ رخ سے دور کرے وہ نقاب کا
جلوہ ہر ایک ذرہ مین ہو آفتاب کا

گل ششتی لب کے مجتہد العصر ساقیا
دکھلا کے سبز باغ عذاب و ثواب کا

کہنے لگا زراہ تمسخر مجھے یہ رند
معلوم ہوگا حشر مین پینا شراب کا

مین نے کہا کہ مین بھی ہون یہ خوب جانتا
پر کیا کرون کہ ہے ابھی عالم شباب کا

نقدی ہمارے آگے ہو تب آپکا درست
اور جب یقین آوے ہمین اجتناب کا

سبزہ ہو کنج باغ ہو ساقی ہو ما ہوش
اور کوئی وان محل ہو نہ باعث حجاب کا

گردن مین ہاتھ ڈالکے معشوق کھینچا جب
یہ کشش جسم جلوہ ہے رنگ خضاب کا

کھینچ اسکو اور شوق سے لاکر وہ اپنا منھ / دے ذائقہ دہن کو زبان کے لعاب کا
منت سے یون کہے کہ ہمارا لہو پیے / گر پی نہ جا سکے جلد یہ پیالہ شراب کا
تب قبلہ پر سلام کرون جھکا کے آپ کو / گر کچھ بھی خوف کیجیو روز حساب کا
ادر امتحان بغیر تو یہ آپ کا غلام / قائل نہین جناب کسی شیخ و شاب کا
یار سب غم حسین مین جنت بفتہ ہو خاک / سایہ ملے اسے قدم بوتراب کا

اب اس جلد داستان شوکت بیان کو گلستان رنگین زبان مین یون تتمہ مسجع کرتے ہین سے بیا بشنو اے ہمدم راستان + کہ باز آمدم بر سر داستان + اب یہان سے یہ داستان شوکت بیان اسطرح بیان کیجاتی ہے کہ دیو شنگال آہنی شاخ زخمی ہوکر جانب کوہ سیاہ خدمت مین دیو وسواس کے حیران و پریشان بھاگ کے جاتا ہے ایک تو ٹہنی خون کی سر سے گر رہی ہے یا حال پریشان گریان و نالان بدحواس بھاگا جاتا ہے مال و اسباب سبھی چھوٹ گیا سر کھوٹ گیا اور کچھ دیوان فوج سراسیمہ بدحواس بھاگتے چلے جاتے ہین اور سلیمان صاحبقران فرحان و شادان ایک لاکھ دیوون کی فوج ہمراہ لیے ہوئے بلاد وسواس تعاقب مین دیو شنگال کے یہ کہتے ہوے چلے آتے ہین کہ او نامردون کہان بھاگے جاتے ہو اب مین تم کو ہرگز زندہ نہ چھوڑونگا اور امن سے نہ بیٹھنے دونگا کہ موقع پاکر تم لوگ خدا پرستون سے سرکشی کرو اور یہ بھی واضح رہے کہ سلیمان اعظم کو سمجھایا ہے کہ آپ یہان تشریف رکھیے اور مکانون کو آباد کیجیے اور سلیمان ثانی کو سمجھا کر انتظام گلستان ارم کے واسطے روانہ کیا ہے اور سلیمان کو جاکر درستی و انتظام مقبرہ کی غرض سے کوہ مروارید پر مقیم ہین۔ اب حال دیو شنگال سپہ سالار دیو وسواس کا سنیے کہ یہ تو بھاگ کر قریب کوہ سیاہ کے پہونچا اور یہ خبر دیو وسواس کو معلوم ہوئی کہ دیو شنگال شکست کھا کر آتا ہے اسنے لوگون کو بھیجکر اور دیوون کو اس کے بلایا جب یہ حاضر ہوا تو اسے روداد مقابلہ اس سے پوچھی اسنے بیان کیا کہ سلیمان صاحبقران واقعی مین نہایت جرار اور بہادر ہے کہ جنگ مین شکست صاحبقران اعظم کو دی تھی اسوقت وہ جوان آیا اور اسکے ایک شاخ میری کھینچ لی مین اُس وقت تاب مقابلہ نہ لا سکا اور سامنے سے اسکے فرار ہوکر افتان و خیزان اس حال سے حضور کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا کہ یہ تذکرہ ابھی بیان ہو رہا تھا اور آپس مین بیٹھے ہوئے باتین کر رہے تھے کہ چند دیوون نے آکر خبر دی کہ ایک لاکھ دیو کی جمعیت سے سلیمان صاحبقران کو براہ کوہ سیاہ کے پہونچ گئے ہین اور لشکر دیوان کو اپنے اُتار رہا ہے اور قریب کوہ فروکش ہین یہ سنکر اسنے حکم کیا کہ ایک نامہ دیو قنطورہ کو لکھو کہ اے برادر جلد تشریف لائیے کہ ایک صاحبقران تو وارد یہان ہوا ہے اور وہ نہایت جری اور بہادر ہے اور ایک نامہ دیو جلاجل بن سمندون ہزار دست کو بھی اسی مضمون کا لکھو اور واضح رہے کہ اسکے بھی پچاس ہاتھ ہین۔ اور ایک نامہ فولاد بن کرید کو لکھو اسی مضمون کا۔ غرضکہ حکم پاتے ہی فوراً منشی فوج حاضر کیا گیا اور نامہ لکھ لکھ کر جلد روانہ کیے گئے اور اُن ناموں پر اسنے اپنے دستخط اور مہر ثبت کی اور علاوہ انکے اور بھی اسی طرح سے آٹھ دس نامے روانہ کیے گئے اور آپ بذات خود اٹھکر طرف اس معبدگاہ کے گیا اور اس معبدگاہ مین ایک بت بہت بڑا سنگ سیاہ کا رکھا ہے اور اس مین سے آواز فہمائش کی آتی ہے اور جو کوئی سوال کرتا ہے تو اسکا جواب نہایت درست یہ بت دیتا ہے غرضکہ یہ قریب اس بت کے کچھ مٹھائی اور پکوان وغیرہ لیکر پہونچا اور بالحاح و زاری یون عرض کرنے لگا کہ اے خداوندا ابلیس مین بغیر تیری اجازت کے کوئی کام نہین کر سکتا

اسلیے تجھسے عرض کرتا ہون اور تو کیا حکم دیتا ہی کہ یہ پر پوتے صاحبقران ہین وہ صاحبقران کہ جنھون نے
دیو اثیل کو مارا اور دیو سمندون ہزار دست کو مارا تمام قاف کو کفر سے صاف کر دیا انھین مین سے
سلیمان صاحبقران بھی ہی اور اب وہ مجھ سے برسر مقابلہ اور قریب کوہ سیاہ فروکش ہی اسُ بت
سے آواز آئی کہ تم لوگون نے غرور کیا تھا کہ سواے ہمارے اب قاف مین کوئی نہین ہی اور ہماری
پرستش مین بھی کمی کی تھی اور یہ تم خوب جانتے ہو کہ ہم کو غرور پسند نہین ہی اسلیے ہم نے خود اسکو
شہر سلطانیہ سے عروج دیکر غرور مٹانے کے لیے اس بلا کو بلا کر تمھارے لیے مقرر کیا کیونکہ پچاس من
مٹھائی اور پکوان روزانہ ہمارے لیے آتا تھا ہم بھی قدرت اپنی کرتے تھے اب مختصر سی مٹھائی اور
پکوان آتا ہی ویسے ہی خداوند نے بھی کمی کی۔ یہ سنکر دیو وسواس کا عجب حال ہوا اسُ وقت اسُ بت
نے ایک چیخ ماری یہ ڈر گیا اور کانپ کر کہنے لگا کہ اے خداوند ابلیس ہماری خطا کو معاف کر کہ ہم سے
قصور ہوا اور اسی وقت اسنے پچاس من مٹھائی اور پکوان منگا کر اس بت کے منھ مین ڈالدی۔
جب یہ کھا کر سیر ہوا تو اسنے یعنی بت نے آواز دی کہ اے وسواس اب تو غفلت نکرنا تجھے اجازت
دیجاتی ہی کہ تو اپنا لشکر جمع کر اور ان خداپرستون سے مقابلہ کر کیونکہ اب ہم نے تیری خطا کو معاف
کیا لیکن تو کبھی ہمارے نذرانہ مین کمی نکرنا اور اگر کمی کریگا تو یہ جان لے کہ ابکی ہم تیری خطا کو ہرگز نہ
بخشینگے اور اس سے زیادہ عذاب الیم مین مبتلا کرینگے مگر اب ہم تیری اور تیرے لشکر کی ضرور مدد کرینگے
یہ سنکر یہ مسرور و شادان اپنے لشکر مین آیا اور ساری روداد اسنے یعنی وسواس نے اپنے وزیرون اور
سردارون سے بیان کی اُن سب نے بالاتفاق کہا کہ واقعی ہم بندون نے اندنون خداوند کی فکر کم کر دی تھی
اور اسکی نذر بھی کم جاتی تھی اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ خداوند نے ہم لوگون کے پیچھے یہ بلا لگا دی مگر اب ہم توبہ
کرتے ہین اب ضرور ہم خداوند کی نذر برابر بھیجا کرینگے یہ تذکرہ تو یہان پر تھا لیکن اب حال
سلیمان صاحبقران کا بیان کیا جاتا ہی کہ اسوقت خیمہ اور بارگاہین قریب کوہ ایستادہ ہو چکین اور
صاحبقران اپنی بارگاہ مین تشریف لاے اور اپنے مقام نشست پر متمکن ہوے اسوقت آپنے
کہا کہ مین چاہتا ہون کہ رسم قدیم ہاتھ سے نہ دون جو دستور نامہ داری ہی اسکو مین بجالاؤن سب نے
کہا کہ حضور بہت مناسب ہی اسوقت آپ نے حکم دیا کہ میر منشی کو حاضر کرو ہرکارے گئے اور فوراً میر منشی
کو حاضر کیا آپ نے فرمایا کہ جلد ایک نامہ وسواس کو لکھو منشی نے فوراً لکھنا شروع کیا مضمون نامہ
یہ تھا کہ اے دیو وسواس کیسے کیسے سرکش اور کیسے کیسے زبردست دیو ہم لوگون کے ہاتھ سے مارے
گئے مثل انکے تو بھی میرے ہاتھ سے قتل ہوگا اس سے بہتر یہ ہی کہ تو خداے حقیقی اور معبود تحقیقی کو
پہچان کہ جو وحدہ لاشریک ہی اور جسنے ایک لفظ کن سے تمام عالم کو خلق کیا اور شجر و حجر و پری و دیو
و جن و انسان اور حور و غلمان پیدا کیے اور زمین و آسمان اور چاند اور سورج اور ہزارہا ستارے
اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیے اور دن اور رات اور ہزارہا چیزین پیدا کین ایسے خداے واحد سے
تو منحرف ہوتا ہی اور مین نے سنا ہی کہ تو ایک بت کی پرستش کرتا ہی جسمین سے آواز آتی ہی اور
تو اسکے بہکانے مین آگیا ہی اور اس تھوڑی سی حکومت اور بادشاہت کو تو بہت تصور کرتا ہے
اس سے بہتر یہ ہی کہ تو خداوند حقیقی کو پہچان اور اگر تو ایسا نہ کریگا تو یہ جان لے کہ تو تہ تیغ ہوگا اور
نہ تو ہوگا اور اسی مقام پر انشاء اللہ سواے تمام پروردگار حقیقی کے اور کچھ باقی نہ رہیگا بس اس
تھوڑے سے لکھے کو بہت تصور کرنا اور اس اپنے ارادہ سے باز رہ تو انسب و بہتر ہوگا۔ جب نامہ تمام ہوا تب

تو آپ نے اسکو اپنے ہاتھ مین لیا اور تمام و کمال پڑھ کر اپنے دستخط کیے اور مہر بھی آپ کی اس نامہ پر
ثبت کی گئی جب نامہ تیار ہو چکا تو آپ نے اُن لوگون کی طرف دیکھا یعنے وہ دیو کہ ہمنشینان
صحبت تھے اور فرمایا کہ تم مین سے کوئی ایسا ہے کہ اس نامہ کو بحفاظت تمام دیو وسواس تک پہونچا دے
اول سب نے عرض کیا کہ بہتر ہے آپ نے اس نامہ کو رکھ دیا دیکھا کہ اخضر زردپوش اپنے دنگل سے
اُٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ الامر فوق الادب اس خدمت کو بیچارہ لیدار سراپا انکسار بجا لاویگا اُسوقت
صاحبقران نے فرمایا اے اخضر زردپوش مین تمکو اپنا برادر حقیقی تصور کرتا ہون تمھاری جدائی
مجھے ایک لمحہ دشوار ہے لیکن دنگل پر سے اُٹھ چکے ہو اُٹھکر بیٹھنا مناسب نہین ہے شعر
سپردم بتو مایۂ خویش را + تو دانی حساب کم و بیش را + اخضر زردپوش نے وہ انعام جو اس
نامہ برداری کے لیے مقرر کیا گیا تھا اُسکو اُٹھا کر اپنی زیب کمر کیا اور نامہ کو بحفاظت تمام اپنے سر
پر باندھا اور صاحبقران کو مجرئی کیا اور دس ہزار دیو اپنے ساتھ لیکر طرف بارگاہ وسواس کے روانہ
ہوا ادھر دیو وسواس کو معلوم ہوا کہ نامہ دار صاحبقران آتا ہے اور دس ہزار دیو کی جمعیت اسکے ہمراہ
ہے اسوقت اُسنے اپنے وزیرون اور مشیرون سے کہا اور پوچھا کہ اس نامہ دار کے بارے مین کیا
کرنا چاہیے اُن لوگون نے عرض کی کہ ایلچی را زوال نیست مناسب یہ ہے کہ اُسکو آنے دیجیے
اور مضمون نامہ کو ملاحظہ فرمائیے کیا عجب ہے کہ اُسنے کوئی عذر نامہ لکھا ہو اور خداوند نے
اُسکے دل کو پھیر دیا ہو یہ تقریر اُن لوگون کی سنکر یہ خوش ہوا اور چپ ہو رہا اودھر یہ نامہ دار قریب
لشکر دیو وسواس کے پہونچ گیا۔ خبردار نے آکر خبر دی کہ نامہ دار صاحبقران نامدار حضوری چاہتا ہے
اُسوقت اُسنے دیو خامان اور دیو کرلنوس کو حکم دیا کہ تم دونون جاکر نامہ دار صاحبقران کا استقبال
کرکے لے آؤ یہ دونون حکم پاتے ہی گئے اور اخضر زردپوش کا استقبال کیا اور اپنے ہمراہ لے گئے
لیکن آپکی بیٹھنے کے لیے کوئی جگہ اور دنگل نہ تھا اب اکھون سے یعنی اخضر زردپوش نے داہنے
اور بائین دیکھنا شروع کیا مگر انکو کوئی دنگل خالی نظر نہ آیا اُسوقت دیو فرزیل نے کہا کہ تو کیا
دیکھتا ہے اخضر زردپوش نے سمجھا کہ بارگاہ وسواس دیو فرزیل جیسا دوسرا اور دو انسے بیٹھ کر
کہا کہ مین بیٹھنا چاہتا ہون مگر یہان کوئی دنگل خالی نہین معلوم ہوتا تو ہی اپنے دنگل سے
ہٹجا کہ مین بیٹھکر کچھ باتین دیو وسواس سے کرون اس وقت دیو فرزیل نے
کہا کہ جو کچھ کہنا ہو وہ کھڑے کھڑے کہہ کیونکہ تجھکو بیٹھنے کا حکم نہین ہے بس یہ سنتے ہی
اسنے بڑھکر شاخ پر ہاتھ ڈال دیا اور ایک جھٹکا ایسا مارا کہ وہ دونون مع زمین پر گر پڑا اور پاؤن
اسکی زمین مین دھنس گئین اور یہ تڑپنے لگا۔ اخضر زردپوش اسکے دنگل پر بیٹھ گیا اب جو دیو فرزیل
نے اپنی شاخون کو زمین سے نکالا تو اپنے دنگل پر اخضر زردپوش کو بیٹھا پایا اُسوقت دیو فرزیل
بادشاہ کی جانب مخاطب ہوا اور کہا کہ اے بادشاہ اگر تجھکو اسکا بگاڑنا منظور تھا تو کیون پہلے سے
ایک دنگل اسکے واسطے بچھوا دیا اور ناحق کو تو نے مجھکو ان سب کے سامنے ذلیل کرایا بس تیری
دوستی پر لعنت ہے مین نے اتنی بہادری کی دوستی اور اطاعت اختیار کی یہ کہکر زمین سے اُٹھ کھڑا ہوا
ور سرپشت نامہ دار صاحبقران عالیشان ہاتھ باندھکر با ادب کھڑا ہو گیا یہ معرکہ دیکھکر دیو وسواس
نہایت پریشان ہوا اور اسنے نامہ دار سے کہا کہ لا نامہ دیکھون کہ کیا مضمون لکھا ہے اُس وقت
اخضر زردپوش نے کہا کہ معمول نامہ یہ ہے کہ اسمین چار باتین سخت اور چار سست ہوتی ہین اگر تو مضمون

نامہ سے آگاہ ہوا اور اسکو تمام و کمال پڑھو کے چاک کر ڈالا تو جان لینا کہ بارگاہ مین تلاطم کرونگا۔ یہ سنکر
اسنے دیوبلیمان کو اشارہ کیا کہ نامہ اس سے لے آ اخضر زردپوش نے کہا کہ تو خود نامہ کو میرے ہاتھ سے
لیجا مجبور آپ خود اٹھا اور نامہ کو اسکے ہاتھ سے لیکر طرف قبیل جنی کے اشارہ کیا جب وہ قریب آیا
تو وہ نامہ اسکے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ اس نامہ کو باواز بلند پڑھو۔ قبیل جنی نے لفافہ کو برطرف کیا
اور جو عبارت کہ اس نامہ مین تحریر تھی اسکو باواز بلند پڑھا دیو وسواس نے اوس عبارت کو از اول تا آخر
بخوبی تمام سُنا اور قبیل جنی سے کہا کہ اب اسکا جواب کیا دینا چاہیے ہے اُسوقت قبیل جنی نے عرض
کیا اور کہا کہ اسکی دو صورتین ہین اول تو جنگ دوسرے انکا مذہب اختیار کرنا دیو وسواس نے کہا
کہ دوسری صورت تو بہت دشوار ہے بس اب صورت اول ہی لکھنا چاہیے اور یہ کہکر اسنے قبیل جنی سے
کہا کہ پشت نامہ پر لکھدو کہ ہمکو آپسے جنگ کرنا منظور ہے قبیل جنی نے یہ عبارت بحکم دیو وسواس
پشت نامہ پر لکھکر اول نامہ بند کرکے اخضر زردپوش کے حوالہ کیا اخضر زردپوش نے اُس نامہ کو
سر پر باندھا اور آواز دی کہ اسے دیوان قاف یہ تو کہنا کہ نامہ دار صاحبقران عالیشان کے
چلا گیا اگر کسیکو کسیطرحکا دعویٰ ہو تو مین سب طرح سے موجود ہون قبیل جنی نے کہا کہ جو کچھ ہونا
ہے وہ روز میدان جنگ ہوگا کھرے کھوٹے کا حال معلوم ہوجاویگا آپ سے کچھ تعلق نہین ہے کہ
تقولے ایلچی را زوال نیست۔ آپ تشریف لیجائیے بس اخضر زردپوش یہ کہکر مع دیو فرزیل
روانہ بسمت لشکر اسلام ہوا اور اُنکے پہونچنے کے قبل صاحبقران کو زبانی ہلکاروں کے معلوم
ہوچکا تھا کہ اخضر زردپوش نے نامہ داری بڑے زور و شور سے کی ہے اور ایک دیو کو بھی مسلمان
کرکے اپنے ہمراہ لاتا ہے اور اس خبر فرحت اثر کو سنکر صاحبقران بہت خوش ہوئے اب جو یعنی اخضر
زردپوش سامنے سے آتا معلوم ہوا اُسوقت صاحبقران نے اُسکا استقبال کرایا اور داخل ہونے
بارگاہ کی اجازت دی اخضر زردپوش نے مع دیو فرزیل آکر مجراگاہ پر سے مجرا کیا اور دعا سے سرفراز
کیا اور اسکے بعد اخضر زردپوش نے جواب خط پیش کیا امیر صاحبقران نے تحریر جنگ پائی فرمایا
کیا مضائقہ ہے اُسکے بعد اپنے روداد وہانکی پوچھی انھون نے من و عن جو کچھ گذرا تھا وہ بیان کیا کہ
جسکو صاحبقران زبانی ہرکاروں کے سن چکے تھے مگر دیو فرزیل کا نام نہین معلوم ہوا تھا وہ اُسکے
بیان سے معلوم ہوگیا اُسوقت آپ نے دیو فرزیل کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ تو کلمہ طیب پڑھ یہ کلمہ
پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اور سارا حال اسنے دیو وسواس اور اُس معبد کا بیان کیا کہ اُسمین ایک
صورت ہے ابلیس پر تلبیس کی وہ جسکو لگائی ہے یہ سب کے سب بے اعتقاد اسکو اپنا خدا و ند تصور
کرتے ہین اگر حکم عالی ہو تو مین اُس صورت کو یعنی بت کو اُٹھا لاؤن کہ حضور پر اُسکے معقول دین اور
وہ نا معقول معقول ہو جاوے اور اُسکی پرستش کرنے والے حیران و سرگردان ہو جاوین صاحبقران
نے فرمایا کہ کس ترکیب اور تدبیر سے تو اسکو اُٹھا لائیگا۔ فرزیل نے کہا کہ مین جا کر یہ اظہار کرونگا کہ
اُسوقت مین نے بڑا دھوکا کھایا کہ جو اطاعت اخضر زردپوش کی اختیار کی اب میرے دل کو خدا وند
نے پھیر دیا اور مجھکو سمجھایا تو مین آپکے پاس واسطے توبہ کرنے کے آیا ہون صاحبقران نے اس
رائے کو پسند کیا مہتر عیار نے کہا کہ مین تمکو ایک پڑیا بیہوشی کی دونگا تم اپنے پاس رکھنا
اور جب وقت ملے تو اُسکو کسی مٹھائی مین ملا کر وہان کے نگہبانون کو کھلا دینا وہ سب کے سب
بیہوش ہوجاوینگے اور تمکو لانے مین آسانی ہوگی اور جسوقت وہ لوگ بیہوش ہوجاوین اُسکو اپنی

پشت پر لاد کر لے آنا سب نے اس رائے کو پسند کیا اور جہتر گستہم عیار نے وہ پڑیا بیہوشی کی
حوالہ کی دیو فرزیل نے وہ پڑیا لی اور رخصت صاحبقران والاشان سے طلب کی صاحبقران نے
فرمایا کہ اچھا جاؤ خدا تمہارا حافظ و نگہبان ہے یہ سنکر دیو فرزیل سلام کر کے رخصت ہوا اور پیچھے اسکے
مین جہتر گستہم بھی روانہ ہوا الغرض کہ دیو فرزیل قریب لشکر وسواس کے پہونچکر چیخین مارکر رونے لگا
لوگون نے دیو وسواس سے کہا کہ دیو فرزیل قریب لشکر رو رہا ہے وسواس نے کہا کہ میرے سامنے
لے آؤ جب یہ سامنے حاضر ہوا اسوقت دیو وسواس نے کہا کہ تو تو گمراہ ہو گیا تھا اب کیون روتا ہے
اسنے جواب دیا کہ خداوند کا جلوہ مین نے دیکھا اور خداوند نے میرے دل کو پھیرا مجھکو آپ از راہ
مہربانی خداوند کے پاس لے چلیے اور میری خطا معاف کرا دیجیے اور پہلے آپ میری خطا کو معاف
فرما دیجیے کیونکہ آپ کے معاف کرنے سے خداوند بھی میری خطا معاف کرینگے اسوجہ سے کہ آپ
خاص بندہ خداوند کے ہین دیو وسواس نے بلا وسواس یہ معجزہ تصور کر کے اسکو فوراً طرف
معبدگاہ کے روانہ کیا اسنے بہت سی دعائین دین اور کہا کہ اب مین جاتے ہی اپنے خداوند
سے اپنے گناہ معاف کرا لونگا اور ایک دن رات اسکی عبادت کرونگا یہانتک کہ یہ قریب اس
معبدگاہ کے پہونچا اور اپنے ہمراہ چند خوان مٹھائی کے اور چند خوان پکوان کے لیکر
داخل معبدگاہ ہوا اور قریب اس بت کے پہونچکر دیو فرزیل دھاڑین مارکر رونے لگا اس
بت سے آواز آئی کہ اے بندۂ خاص الخاص تو استغفار گریہ و زاری نہ کر تیرے رونے سے ہمارا
دل دکھتا ہے اور ہمنے تیری خطاؤن کو معاف کر دیا تو اب ہراسان نہو ہمنے اسوقت تو بندگی تو گمراہ
ہو گیا یہ کلمہ سنکر دیو فرزیل نہایت خوش ہوا اور دل مین کہا کہ وہ مارا اب یہ ملعون میرے ہاتھ سے
کہان جاتا ہے اور کہ نگہبان بتکے انھون نے کہا کہ خوشا نصیب اور زہے تقدیر کہ خداوند
تجھ سے گنہگار کی خطائین معاف کین اور یہ کہکر سب اس سے ملے اور اسنے وہ مٹھائی قریب
شام ہر خاص و عام کو تقسیم کی اور باقی مٹھائی اور پکوان جو تقسیم سے بچ رہا تھا تو وہ اس بت
کے منہ مین ملکر ڈالدی خداوند نے بھی وہ مٹھائی کھائی اور تمام نگاہبان اور بت کے والون نے
بھی وہ مٹھائی نوش جان فرمائی تھوڑی دیر کے بعد سب نے کہا کہ یہ نذر تمھاری فقیرو قبول
خداوند ہوئی کیونکہ اس مٹھائی مین بیہوشی تو ملی ہوئی تھی جب اسنے اثر کیا تو وہ سب کہنے
لگے کہ اس مٹھائی نے تو عجب سرور پیدا کیا ہے کبھی ہم زمین پر گر پڑتے ہین کبھی آسمان پر چڑھ
جاتے ہین ساری دنیا کی سیر کر رہے ہین عجب لطف ہمکو آرہا ہے کہ ایسا لطف کبھی
پھر نہین آیا تھا دیو فرزیل سمجھا کہ اب اسنے اپنا اثر کیا اور اب خداوند کی کبھی آواز
ہے اور اب جو اسنے خیال کیا تو وہ دیو آپس مین کشتیان لڑ رہے اور جو گرتا ہے وہ بیہوش
ہو جاتا ہے تھوڑے ہی عرصہ مین وہ سب کے سب نگاہبان وغیرہ کے اور بیہوش ہو گئے
دیو فرزیل نے اٹھکر ان سب نگاہبانون کے سر کاٹ لیے مگر اس بت مین سے کچھ آواز نہ آئی
اسنے خیال کیا کہ یہ بھی بیہوش ہو گیا ہے اسوقت دیو فرزیل نے اس بت کو پشت پر
لادا اور لیکر چلا اثناء راہ مین جہتر گستہم سے ملاقات ہوئی اسنے تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ
مین نے ان تمام دیوؤن کو مار ڈالا ہے اور یہ خداوند ہین جو میری پشت پر لدے ہوئے ہین
جہتر گستہم نے کہا کہ واہ کیا اچھے خداوند ہین کہ جیسے چاہے لادے ہوئے چلے جاتے ہین لشکر

اسلام مین جاکر تمھاری خبر کرتا ہون تم جنگل کی راہ سے آنا کہ تمکو کوئی دیکھنہ لے یہ کہکر مہتر گستہم لشکر
اسلام کی جانب براے خبر دیو فرزیل روانہ ہوا اور یہ افتان وخیزان اُس بار عظیم کو اُٹھائے ہوے
چلا آتا ہی سوچتا تہا کہ صبح ہوگئی اور روشنی پھیلنے لگی اور یہ لشکر تک نہ پہونچ سکا یہ چاہتا تھا کہ کسی نہ کسی
طرح مین پہونچ جاؤن ناگاہ اب جو اسکی نظر اُٹھی تو دیکھا کہ دیو نریمان مع دس ہزار دیو کی فوج
کے کہ اس کو دیو وسواس نے بذریعہ نامہ طلب کیا تھا آرہا ہی اور دیو وسواس کی کمک کو جا رہا ہے
یہ دیکھتے ہی اسکا دل دھک سے ہوگیا اور اسنے خیال کیا کہ یہ بڑا غضب ہوا خداوند کی
اسکے شر سے محفوظ رکھے یہ تو انھین خیالون مین تھا اُدھر ایک دیو کی ہمراہیان دیو نریمان سے
جو نظر پڑی تو اُسنے دیکھا کہ ایک دیو ایک بت کو پشت پر لادے ہوے چلا جاتا ہی اسنے اُسیوقت
آکر دیو نریمان سے بیان کیا دیو نریمان نے یہ سنتے ہی اُسکی طرف دیکھا اور ساتھ اُس دیو کے
چلا کہ جسنے کہا تھا تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ اُسنے دیکھا اور پہچانا کہ یہ تو دیو فرزیل ہی مگر یہ بت لینے
خداوند کو کیون لیے جاتا ہی یہ خیال کرکے اُتر پڑا اور آکر دیو فرزیل کو گھیر لیا اور پوچھا کہ تو خداوند کو
کیون لیے جاتا ہی اُسنے کہا کہ تمھارا اجارا ہی مین اپنے خداوند کو سیر کرانے اور ہوا کھلانے لیے
جاتا ہون دیو نریمان نے کہا کہ خداوند کیا خود ہوا نہین کھاسکتے ہین وہ تیرے ہوا کھلانے کے
محتاج ہین جو تو ہوا کھلانے کو لیے چلا ہی اسمین کچھ بات معلوم ہوتی ہی حالانکہ تو بھی پرستش
کرنے والا خداوند کا ہی مگر اب اتنی دیر تو نے ہوا کھلائی ہی اب تھوڑی دور ہم ہوا کھلائین اور
خداوند کو ہمین دیدے اُسنے اُس بت کو تو زمین پر رکھدیا اور دارشمشاد پر ہاتھ ڈالا اور آواز دی
کہ او ستمگر او تم ایسے خداوند کو مانتے ہو کہ جو جب چاہ لادے ہوے چلے آتے ہین اور
مثل ہمارے کھاتے اور پیتے ہین اور بول اور براز کرتے غرضکہ مثل ہمارے تمام باتین کرتے
ہین اب ہم تو ایسے خداوند کو لعنت کرتے ہین یہ سنکر دیو نریمان کو بہت غصہ آیا اور دارشمشاد کھینچکر
اُس پر مقابلہ ہوا اور چلنے لگے وار پر وار چلنے لگے اب یہ تنہا اور ادھر دس ہزار دیو اسپر ٹوٹ پڑے اور چارون طرف
سے گھیرلیا اور دارشمشاد اور عمود پشت نہنگ اسپر پڑنے لگے اب یہ ادھر کی اور مردانگی دے رہا ہی مگر یہ تنہا اور ادھر اتنی
فوج اب یہ زخمی بھی ہونے لگا اُسوقت اُسنے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بالحاح وزاری
بلند کیے اور اسطرح دعا کرنے لگا کہ ای کس بیکسان واے فریادرس غریبان واسطہ تجھکو اپنی کبریائی کا
اور واسطہ تجھکو محمد مصطفیٰ و علی مرتضیٰ اور اولیا کا میرے حال زار پر رحم فرما اور اگر میری قضا آگئی ہو
تو کسی نہ کسی طرح میری لاش خدمت مین صاحبقران عالیشان کے پہونچ جاوے کہ میری مٹی ٹھکانے لگے
غرضکہ تیر دعا اسکا ہدف مراد پر بیٹھا اُدھر مہتر گستہم عیار نے آکر اخضر زرد پوش کہ طلائے پر گئے تھے اور
دس ہزار دیو ساتھ طلائے پر گئے مہتر گستہم عیار نے سارا حال دیو فرزیل کا من وعن اخضر زرد پوش
سے بیان کیا اخضر زرد پوش یہ سنکر بہت خوش ہوا اور اسی وقت مع اُن دس ہزار دیوان کے کہ جو
اُسوقت طلایہ مین تھے اُنکو لیکر چل کھڑا ہوا اور یہ ارادہ دل مین کرلیا کہ چل کر اُس بت کو لے آؤن
یہان قضا سے کار رو دیت ہوشیار ہو گیا اور لگا چلانے اور غل مچانے کہ اے بندہ فرمانبرداران
خداوند خوب ہوا کہ تم آگئے نہین تو یہ بندہ بیگناہ مجھکو اپنی پیٹھ پر لاد کے لیے ہی گیا تھا اور نہ معلوم کہ
وہان جاکر میرے ساتھ کیا بے ادبی کرتا اب خبردار یہ زندہ نہ جانے پاوے نریمان نے کہا کہ خداوند آپ
کیا مجال اسکی ہی کہ یہ آپ کو لیجا سکے اور مین اسکو پکڑکر ابھی سزاے معقول دیتا ہون ابھی یہ کلمہ ہو

اسنے کہا وہ ناتمام رہا کہ دیکھا سامنے سے گرد اڑی یہ اس گرد کی طرف متوجہ ہوا جب دامن گرد کا
شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ اخضر زرد پوش مع دس ہزار فوج دیوان لیے ہوے سامنے سے نمودار ہوا اور
نعرہ کیا کہ او مردود کیا کرتا ہے تیری جان کا ملک الموت آگیا میں اخضر زرد پوش اور یہ نعرہ کرکے مع ان
دس ہزار دیوون کے اسکی فوج پر گرا اور فرزیل دیو کو اپنے لشکر کی پشت پر لیلیا اور دو رخی فوج ہوگیا
مگر فرزیل نہایت زخمی ہوگیا تھا اب دونوں لشکر مقابلہ کرنے لگے اب تو وار پر وار چلنے لگے ہزارہا
دیو قتل ہونے لگے اور دیو وسواس کو خبر داروں نے خبر دی کہ اے خداوند نعمت معبد گاہ میں جو لوگ
پہرہ دار و نگہبان تھے انکے سر کٹے پڑے ہوے ہیں اور خداوند بھی نہیں معلوم ہوتے کیا سانحہ
ہوا اور فرزیل بھی نہیں معلوم ہوتا ہے اسوقت ہامان دیو نے عرض کیا کہ عقلاً معلوم ہوتا ہے کہ یہی
دیو فرزیل مکر آکر ملا تھا اور ہم سے اظہار کیا وہ اسکا فریب تھا یہ اسی کی حرکت ہے اور خداوند کو
بھی وہی چرا لیگیا ہے اور اسنے ان سب دیوون اور پہرہ دارون کو قتل کیا ہے یہ کلمہ ناتمام رہا کہ ایک
ہرکارے نے آکر خبر دی کہ خداوند نعمت آپکی عمر و دولت میں ترقی ہو صحراے سیاہ میں دیو نریمان
سے جو آپکی کمک کو آرہا تھا جنگ عظیم ہو رہی ہے اور خداوند بھی وہاں موجود ہیں اور خداوند کو دیو فرزیل
لیگیا ہے اور فرزیل کو دیو نریمان نے بہت زخمی کیا ہے مگر اسکی کمک کو اخضر زرد پوش مع دس ہزار فوج
لیکر آگیا ہے اور اس سے اور دیو نریمان سے جنگ عظیم ہو رہی ہے کہ لشکر نریمان پسپا ہوا جاتا ہے۔ یہ سنکر
دیو وسواس بہت پریشان ہوا اور دل میں کہنے لگا کہ بڑا غضب ہوا اور اسیوقت دیو ہامان کو حکم دیا
کہ جلد جا اور اسکی مدد کر اور اخضر زرد پوش کو مع دیو فرزیل اور خداوند کے لے آ۔ یہ حکم پاتے ہی
دیو ہامان مع بیس ہزار فوج دیوان جرار طرف میدان جنگ کے روانہ ہوا ادھر قضا سے کارزار
کارزار میں دیو نریمان اور اخضر زرد پوش کا سامنا ہوگیا اسوقت اخضر زرد پوش نے آواز دی کہ او نابکار
یہ کیا کر رہا ہے کہ ہزارہا بندگان خدا کا خون کرا رہا ہے اور تو چھپا چھپا پھر رہا ہے آ میرے مقابلہ میں
یہ سنا تھا کہ دیو نریمان پھر پڑا اور آواز دی کہ مجھکو بھی یہی منظور ہے اور یہ کہکر اور وار پکڑکر قریب
اخضر زرد پوش کے آگیا انھون نے بھی ذوالفقار پر ہاتھ ڈالا اب دونوں میں جنگ ہونے لگی
اور لگے وار پر وار چلنے اب جھنجھلا کر اسنے وار کیا اخضر زرد پوش نے اسکے وار کو خالی دیکر اور پرتی تیغ
دکھلا دوال کمر پر اسکے ایک ایسا وار کیا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوے اور اسکے واصل جہنم ہوتے ہی اسکے
لشکر میں ہلچل پڑ گئی اور اسکا لشکر چاہتا تھا کہ قرار پر فرار دے ناگاہ دیکھا کہ سامنے سے گرد اڑی
جب وہ گرد برطرف ہوئی تو دیکھا کہ دیو ہامان مع بیس ہزار فوج دیوان کے چلا آتا ہے اور آتے ہی
پھر دار و گیر دار کہکر لشکر اخضر زرد پوش پر ٹوٹ پڑا اور لشکر دیو نے اخضر زرد پوش کو گھیر لیا اور وار پر وار
ہونے لگے اور دار پر دار چلنے لگے اب ادھر کی دس ہزار فوج میں سے کچھ قتل ہو گئے ہیں اور ادھر
وہ لوگ جو فرار پر قرار کر چکے تھے وہ بھی ساتھ پھر پڑے اب بہت سے دیو لشکر اخضر زرد پوش
کے قتل ہوے اور جو لوگ باقی رہگئے تھے انھون نے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات
بلند کیے اور اسطرح دعا کرنے لگے کہ اے خداوند عالم و عالمیان بتصدق پیغمبران اولو العزم علی الخصوص
پیغمبر آخر الزمان خاتم النبیین افضل المرسلین خیر الوریٰ محمد مصطفیٰ اور انکے جانشین یعسوب الدین مظہر العجائب
مظہر الغرائب غالب کل غالب مولانا علی ابن ابیطالب وجملہ ائمہ ہدیٰ و شہدا کا ہمکو اسکے شر سے
بچا اور ہمکو صحیح و سالم رکھ غرضکہ تیر دعا انکا ہدف مراد پر بیٹھا ادھر صاحبقران سلیمان جب نماز صبح سے

فراغ حاصل کرکے اور وظائف وغیرہ سے فراغت کرکے فروکش ہوئے کہ دیکھا کہ سامنے سے جو ڈھی ہزارہ
کی غبار آلود سینہ میں ترمود ہوئی اور آکر باادب مجرا کیا اور دعائے سلامتی دیکر عرض کیا کہ حضور دیو فرزیل
نے جاکر نگہبانان بت کو قتل کیا اور اس بت کو لاد کر لا رہا تھا کہ دیو تریمان مع دس ہزار فوج کے اوپر
ٹوٹ پڑا اور اسکو بہت زخمی کیا اور یہاں ستہم عیار نے اخضر زرد پوش کو اطلاع دی اور اخضر زرد پوش
مع دس ہزار فوج کے چل کھڑا ہوا اور جاکر باہم مقابلہ ہوا یہاں تک کہ دیو تریمان کو قتل کیا اور فوج تریمان
چاہتی تھی کہ فرار بر قرار دے ناگاہ دیو ہامان مع بیس ہزار فوج کے آگیا اور اب اس سے ہم مقابلہ
ہے اور بہت سے دیو فوج اخضر زرد پوش سے قتل ہو چکے ہیں یہ سنا تھا کہ صاحبقران سلیمان نے
فرمایا کہ ہمارا مرکب لاؤ اور چوب ہاتھ میں لیکر اٹھ کھڑے ہوئے جب مرکب حاضر ہوا صاحبقران
سلیمان مرکب پر سوار ہوئے اور اپنے ساتھ ایک لاکھ فوج لیکر روانہ بسمت صحرائے کارزار ہوئے
ادھر یہ لوگ دعا کر رہے تھے کہ دیکھا سامنے سے گرد اٹھی جب دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ صاحبقران
عالیشان مع ایک لاکھ فوج کے تشریف لا رہے ہیں جس وقت کہ صاحبقران سلیمان عالیشان قریب
پہونچے تو دیکھا کہ اخضر زرد پوش مع اپنے ہمراہیوں کے خون میں تر بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہے
پس یہ دیکھکر صاحبقران نے نعرہ کیا اور کہا کہ منم سلیمان صاحبقران باش کفاران دغا کہ گذاریم کہ از
دست من زندہ و سلامت بدر دی یہ کہکر لشکر کو حکم دیا کہ مار روان فرمسا قون کو یہ سنا تھا کہ بہادران
شیر شکار تلواریں پکڑ پکڑ کر اور داریں لے لیکر لشکر کفار پر ٹوٹ پڑے پھر تو تلاطم عظیم برپا ہو گیا کسی کی
کسیکو خبر نہ رہی سر نیزل پر گئے خون ان سے بہہ گئے گرز سے کئے پامال اور ان کے سر دیوان فوج کے برچھی سے
دیکھے تعجب دل چل ایجی ہوئی تھی گنجفہ کی دیمیں کشتیوں کے پشتے لاشوں کے انبار ہو گئے ایسی گھمسان کی
لڑائی ہوئی کہ دریا سے خون اس میدان کارزار میں رواں ہو گیا اور سر اس میں مثل حبابوں کے
تیرتے نظر آتے تھے اور کشتی حیات انکی سیل مراد پر ٹکریں کھا رہی تھی اور جو کسیکا پاؤں یا ہاتھ
کٹا ہوا نظر آتا تھا تو معلوم ہوتا تھا جیسے مگر ماہی سوسنی دریا میں پیر رہے ہیں بازار موت گرم ہر ایک
طرف سے کل شی ہالک رہی ہے اور ایک طرف کو تیغ الموت آراستہ ہے عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہے
صدائے دار و گیر سے وہ جنگل گونج رہا ہے اور ابر سیاہ گرد دھواں کا چھایا ہوا تھا اور چار سو کوندا
برق شمشیر کا کوند رہا تھا اور رواں تیغ آبدار اور دار شمشاد کے برابر چل رہے تھے قضائے کار صاحبقران
عالیشان لڑتے ہوئے قریب اس بت کے پہونچ گئے اور دیکھا تو وہ بت پڑا ہوا ہے پس اسکو
دیکھتے ہی صاحبقران نے آواز دی کہ او حرامزادے اب میں تجھکو کب زندہ چھوڑتا ہوں کیونکہ
تیرے باعث سے ہزارہا بندگان خداوند حقیقی گمراہ ہوگئے اس بت نے آواز دی کہ اے صاحبقران
کہ یو کہتے ہیں کہ تیرے دادا کے خوف سے قاف کو چھوڑ دیا تھا اور آکر کوہ سیاہ پر قیام کیا
تھا اور اپنے چند مرید پیدا کر لیے تھے لیکن تجھ با ظالم یہاں بھی آگیا پس صاحبقران عالیشان
نے یہ کلام اس بد انجام کی زبانی سنکر اور اللہ اکبر کہکر وہی چوب جو آپکے دست حق پرست میں
تھی اٹھا کر اس زور سے ماری کہ اس بت کے ہزارہا ٹکڑے اڑ گئے اور ان ٹکڑوں میں سے
دھواں سا پیدا ہوا اور ایک صدا مجمع ہوکر یہ کہتا ہوا روانہ ہوا کہ اے اگر تیری یہی خوشی ہے تو ہم کسی
اور مقام پر مانگ کھا وینگے یہ کہکر اور دھواں بنکر وہ طرف آسمان روانہ ہوا ادھر صاحبقران گھوڑے
کو واپس کر کے دیو ہامان کی جانب کو آئے اور آواز دی کہ او مردود کافر سپہ سالار کی اب جواب

دیکھا کہ تمام لشکر قتل ہوگیا ہی اور پانون فوج کے اٹھا چاہتے ہین اور خداوند بھی بھاگ گئے ہین لہذا
اسنے یہ دیکھتے ہی طبل امان بجوا دیا صاحبقران عالیشان نے ہاتھ روک لیا یہ دیکھتے ہی سب افسران فوج
نے اپنا اپنا ہاتھ روک لیا صاحبقران عالیشان نے اخضر زرد پوش کو گلے سے لگایا اور بہت اسکی
تعریف کی اور کہا کہ اے اخضر زرد پوش سبحان اللہ کیا کہنا ہی تمھاری جنگ کا آج تمنے وہ جنگ
کی ہی کہ جو بیان کرتا۔ اخضر زرد پوش نے جھک کر سلام کیا اور دست بستہ ہوکر یہ کہنے لگا کہ اے
رونق دہ دین اسلام و اے قاتلان کفاران نافرجام خداوند کریم حضور کو تا صد و سی سال سلامت
باکرامت رکھے یہ سب تصدق آپ ہی کے فیضان صحبت کا ہی ادھر دیو ہامان نے یہ سب دیکھ کر اپنے دل مین بہت کچھ
اور بہت افسوس کیا اور انکو مبتلا خیال کرکے ایک صندوق آہنی مین بند کرا دیا اور حکم کشتون کے شمار کا
دیا۔ اب جو شمار کیا تو تیس ہزار لاشین شمار مین آئین انکو ایک جا جمع کراکے اسنے آگ دینے کا
حکم دیا اور موافق اپنے مذہب کے انکو جلوا دیا اور ادھر صاحبقران نے اپنے کشتگان کو ایک
جمع کرایا اور انپر نماز پڑھوائی اور حسب قاعدہ اسلام دفن کرا دیا اور چاہتا تھا کہ اپنی بارگاہ کی جانب
روانہ ہون کہ دیکھا تو سامنے سے ایک تتق گرد بلند ہوا کہ تمام صحرا گرد آلود ہوگیا جب ہوا نے
اس گرد کو منتشر کیا تو دیکھا کہ سامنے سے دیو وسواس مع دو لاکھ فوج کے نمودار ہوا اور آکر اس سے
پوچھا کہ کیا ہوا اسنے عرض کیا کہ ابھی جنگ تمام ہوئی ہی اور باقی حال غلام جلا پر عرض کریگا۔ اور
خداوند کا بھی فرار ہونا بیان کیا اور کہا بلکہ حلیم اسلیے کہ میرے اوپر وقت تنگ آگیا تھا مین
خود طبل امان بجوا دیا اور بیس ہزار فوج مع دیو نریمان کے ہاتھ سے ان خداپرستون کے قتل ہوئی اور
دس ہزار فوج خداپرستون کی قتل ہوئی یہ سنکر دیو وسواس دیو ہامان کو لیے ہوے اپنی بارگاہ
کی طرف روانہ ہوا اور پہونچکر اپنے اکمنہ پر متمکن ہوا اور تمام دیو اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے اسوقت جو دیو
کہ جنگ کرکے آئے تھے انھون نے کمرین اپنی کھولین اسوقت بادشاہ دیو وسواس نے ہامان سے
پوچھا کہ اب تم واقعہ جنگ بیان کرو اسنے عرض کیا کہ دیو فرزیل بخیال میرے کہ سابقا عرض کرچکا ہون
آپکی خدمت مین بکر حاضر ہوا تھا اور خداوند کی خدمت مین بتوسط حضور پہونچا اور وہان جاکر اسنے
بیہوشی مٹھائی مین ملاکر سب لشکریان خداوند کو کھلائی جب وہ سب کے سب بیہوش ہوگئے تو اسنے
یعنے دیو فرزیل نے اُن سب لوگون کے سرون کو کاٹ لیا اور خداوند کو پیٹھ پر لادکے چلا اثنائے
راہ مین دیو نریمان سے ملاقات ہوئی اسنے پوچھا کہ تو خداوند کو کہان لیے جاتا ہی اسنے کہا کہ مین
ہوا کھلانے لیے جاتا ہون اسوقت دیو نریمان نے کہا کہ اب خداوند کو دیدو اب ہم ہوا کھلا چکے
دیو فرزیل نے خداوند کو اور رکھ دیا اور کچھ کلمات سخت مذمت مین خداوند کے کہے کہ دیو نریمان کو شدت
آیا اور لڑائی ہونے لگی اسی اثنا مین اخضر زرد پوش مع دس ہزار فوج کے آگیا اور اسنے فوج دیو
نریمان کو گھیر لیا اور دیو نریمان کو قتل کیا اسکے بعد غلام پہونچا اور غلام نے جنگ کرنا شروع کیا اسوقت
اخضر زرد پوش بھاگا ہی چاہتا تھا کہ سلیمان صاحبقران مع دو لاکھ فوج کی جمعیت سے آگئے اور
آن واحد مین دس ہزار دیوون کو قتل کیا اور خداوند کو ایک چوب ایسی ماری کہ خداوند کے ہزار
ٹکڑے ہوگئے جان تو انکی بچ گئی اور قدرت پوری نہ کرسکے اور دھوان بنکر طرف آسمان کے صعود
کرگئے ہمنے یہ حال دیکھکر طبل امان بجوا دیا اسوقت آپ تشریف لائے کہ جسوقت مین طبل امان بجوا چکا
تھا اور خداوند یہ بھی کہتے ہوے طرف آسمان کے روانہ ہوے کہ پہلے لندھور بن سعدان نے نکالا

اور اب تیری وجہ سے نکلنا پڑا بس یہ سنکر دیو وسواس نے کہا کہ دیو فرزیل نے بڑا دھوکا دیا خیر اب یا دم
میرے ہاتھ سے کہاں جاتا ہی اور یہ حکم دیا کہ طبل جنگی ہمارے یہاں بھی بجے بس یہ سنتے ہی دیو ہامان
نے نقارۂ رزمی پر چوب لگوادی ادھر ہرکارون نے سلیمان صاحبقران سے آکر کہا کہ حضور دیو وسواس
کے لشکر مین طبل جنگ بجا ہی یہ سنتے ہی سلیمان صاحبقران عالیشان نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر
مین بھی طبل جنگ بجے بس یہ سنتے ہی لشکر ظفر پیکر صاحبقران سلیمان مین بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی
اور دونون لشکر بڑے شد و مد سے تیاری لشکر کرنے لگے کوئی اپنی سیف کو پتھر چٹاتا تھا کوئی باڑھ رکھواتا
تھا کوئی نیزہ درست کرتا تھا کوئی گرز کے لنگر کو دیکھتا تھا غرضکہ دونون لشکر تیاری جنگ مین معروف
تھے اور آپس مین ایک ایک سے وصیت کرتا تھا کہ کل میدان جنگ ہی نہ معلوم کون مارا جاوے اور
کون جیتا بچے لہذا جو کچھ ہمنے کہا سنا ہو اُسے معاف کردو اور جو جسکا قرضدار تھا وہ اُس سے بھی قرض
معاف کراتا تھا یہان تک کہ وہ دن تمام ہوا اور آفتاب عالمتاب جانب مغرب نمایان ہوا اور زاغ شب کا
نمودار ہوا اور ماہتاب فوج سیارگان لیکر مشرق سے پیدا ہوا طلایہ دار طلایہ پر مستعد ہوئے
اور صدا ہوشیار و بیدار باش کی لشکرون مین بلند ہونے لگی اور یہ صدائین طلایہ دار دینے لگے کہ
جاگتے رہیو جاگنا بھلا ہی رین اندھیاری مین خوف بڑا ہی جاگیو جاگنا بھلا ہی اُن لشکرون مین جو مرد
تھے اُنکو اشتیاق جنگ مین نیند نہ آتی تھی اور جو نامرد تھے وہ خوف جان سے جان بلب تھے کچھ
لوگ عبادت کرتے تھے اور موافق اپنے اپنے مذہب کے دعائین کرتے تھے اور کہتے تھے کہ دیکھیے
کل میدان جنگ کسکے ہاتھ رہتا ہی اور افسران فوج تدابیر جنگ اپنے اپنے دلون مین سوچ رہے تھے
اور کہتے تھے کہ ہم سب جانین اپنی اپنی مذہب پر نثار کردینگے غرضکہ وہ زمانہ شب کا برطرف ہوا اور
وہ وقت آیا کہ تمام صف سیارگان گلشن آسمان پر جہان تہان بکمن خاور کی جھلک سے پایمال
جابجا کے پردۂ اطلس زرنگاری مین منہ چھپانے اور مانند شمع سحری کے جھلملانے لگے جھونکے
نسیم عنبر شمیم کے باغ گلشن جنت نعیم سے آنے لگے جھونکا جو دُرج مین لگا سرد ہوا کا + مرغان چمن
کرنے لگے ذکر خدا کا + چھپا چرخ مین جادۂ کہکشان + اُٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیان + اور لشکر دیو
وسواس اپنے مذہب کے موافق عبادت مین معروف ہوا اور پوجا پاٹ کرنے لگا ادھر لشکر اسلام
مین بھی صدائے اللہ اکبر بلند ہوئی جو موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند + ہوئی بانگ اللہ اکبر
بلند + غرضکہ صاحبقران عالیشان نماز صبح سے فراغ حاصل کرکے اور تمام لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر طرف
میدان جنگ کے متوجہ ہوئے اور دونون لشکر تیاری جنگ مین معروف ہوئے بیلدار تیز رفتار بہ
تیز دستی بلندی و پستی اُس مقام کی درست کرنے لگے اور سقون نے بعد درستی و ہمواری میدان کارزار
کے چھڑکاو کرنا شروع کیا اُسوقت زمین میدان کارزار یہ کہتی تھی کہ ابھی چھڑکاو پانی کا ہوا ہی تھوڑی دیر مین
خون کا چھڑکاو ہوگا - اب دونون لشکر آراستگی فوج مین معروف ہوئے اور صاحبقران عالیشان نے
اپنی ایک لاکھ فوج کو آراستہ کیا اور دیو وسواس نے اپنی دو لاکھ فوج کو آراستہ کیا جب فوج آراستہ ہو چکی
اُسوقت چند نقیب نامردون کے رقیب دلاورون کے حبیب بہادرون کے قریب آکر اسطرح نقابت
کرنے لگے اے بہادرو یہی وقت ہی اپنی شرافت اور نجابت کے دکھانے اور داد مردی و مردانگی لینے کا سو
لوہا لو ہاسب کرین اور لوہا بری بلا ہے + بھاگ آگے بہت رہے اور پاگ پیچھے بہت جائے + بات بہادر
یہی وقت دلاوری ہی آگے بڑھکر مقابلہ کرنا اور دشمن کو زیر کرنا بہادرون کا کام ہی اشعار ادب تھے اور

مکان سمجھے جنکے بڑے + آج وہ تنگ گور مین ہین پڑے + کوئی لیتا بھی اب نہین یہ نام +
کونسی گور مین گیا بہرام + کل جہان پر شگفتہ گل تھے + آج دیکھا تو خار بالکل تھے + عطر مٹی کا
جو نہ ملتے تھے + نہ کبھی دھوپ مین نکلتے تھے + گردش چرخ سے ہلاک ہوئے + استخوان تک بھی
اُن کے خاک ہوئے + اب نہ رستم نہ سام باقی ہی + اک فقط نام ہی نام باقی ہی + یہ نقابت کر کے
نقیب الگ ہوئے اور یہ اشعار سنکر دلاوران نامی جھومنے لگے اور تلوارون کے قبضے چومنے لگے اور
لڑائی پر آمادہ ہو گئے دیو قزل نے اجازت میدان کی دیو وسواس سے لی اور چاہتا تھا کہ آگے
بڑھے ناگاہ دیکھا کہ گرد اڑی جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ جلاجل بن سمندون ہزار دست
قریب بیس ہزار دیو کی جمعیت سے آرہا ہی جب قریب آیا تو اسنے جھک کر سلام کیا دیو وسواس کو
دیو وسواس نے اسے داخل لشکر ہونے کی اجازت دی یہ اپنی فوج کو لیکر داخل لشکر وسواس
ہوا اور اپنی فوج کو الگ آراستہ کیا ہی تھا کہ دیکھا سامنے سے گرد اڑی جب ہوا نے گرد کو پاک
کیا تو دیکھا کہ سلیل بن قہقہہ مع دس ہزار فوج کے حاضر ہوا اور اسنے بھی سلام کیا۔ دیو وسواس
ابھی اسکی مزاج پرسی بھی نہ کرنے پایا تھا کہ پھر گرد اڑی جب دامن گرد کا شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ کرار
بن قرار دیو مع بیس ہزار دیو کی جمعیت سے نمایان ہوا اور آکر وسواس کو سلام کر کے صف اسنے
اپنی درست کی ہی تھی کہ ناگاہ دیکھا کہ پھر ایک بگولہ گرد کا نمودار ہوا اور جب دامن اسکا شگافتہ ہوا
تو دیکھا کہ حسین صحرا نشین سامنے سے پیدا ہوا اور دس ہزار دیو کی جمعیت اسکے بھی ہمراہ تھی اور
آکر دیو وسواس کو سلام کیا دیو وسواس نے جواب سلام دیکر اسکو اپنے قریب بلایا اور اپنے قریب
رہنے کی اجازت دی۔ یہ اپنی فوج کو درست کر کے فوج مین داخل ہوا اسوقت قزیل دیو وسواس
سے اجازت لیکر میدان کارزار مین آیا اور پکارا کہ ہی کوئی تم مین سے ایسا کہ ہم سے مقابلہ کرے۔ یہ
سنتے ہی اخضر زرد پوش نے اپنے مرکب کو مہمیز کیا اور خدمت مین صاحبقران عالیشان کے آیا اور
عرض کی کہ غلام اذن کارزار چاہتا ہی صاحبقران عالیشان نے فرمایا کہ اے اخضر زرد پوش مین خود
اس سے مقابلہ کرونگا اخضر زرد پوش نے کہا کہ نہین ہم سے ہوتے حضور کو لازم نہین ہی
مین امیدوار ہون کہ میری جنگ کا تماشہ حضور ملاحظہ فرمائین کیونکہ خادم وہی خادم ہی کہ جو مالک کے
سامنے مر جاے۔ صاحبقران کو سواے اجازت عطا کرنے کے اور کچھ نہ بن پڑا مجبوراً اجازت میدان
کارزار دی اور یہ فرمایا کہ ؎ سپردم بتو مایۂ خویش را + تو دانی حساب کم و بیش را + سلام کر کے
اخضر زرد پوش رخصت ہو کر میدان کارزار مین آیا اور اپنے مرکب کو چمکا کر آواز دی کہ لا ضرب بہادری
کی لیس قزیل نے وار اسکے سر پر ماری اس بہادر نے جب دیکھا کہ قریب سر اسکا وار آگیا ہی پس
ہٹ کر تیغہ آبدار سے اسکی ضرب کے دو ٹکڑے کیے اور آواز دی کہ ؎ آ ضرب مردی کی ضرب من فراموش
کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + یہ کہکر اس بیباک گردن کو تاک کر ایک جو تیغہ آبدار کا وار کیا تو
سر اسکا دھڑ سے زمین پر گرا دیو وسواس نے اسکی لاش منگوائی اور رنگ اسکے چہرہ کا فق ہو گیا
صاحبقران عالیشان اخضر زرد پوش کی تعریف کرتے ہوے لشکر میں رہے کہ دیو حسین صحرا نشین
معرکہ جو دیکھا اپنی فوج سے نکلا اور خدمت دیو وسواس مین آکر اجازت میدان کارزار طلب کی
دیو وسواس نے اسکو اجازت میدان کارزار دی پس حسین صحرا نشین رخصت ہو کر میدان کارزار مین آیا
اور آواز دی کہ لا ضرب بہادری کی اسے اخضر زرد پوش ہم بھی تشنہ تیری ضرب کے ہین اور اسکی

کے امیدوار ہین کہ جو تونے سر قزل پر لگائی ہی یہ سنکر اخضر زرد پوش نے دوبارہ اجازت میدان
جنگ چاہی صاحبقران نے اجازت میدان کارزار دی اور یہ رخش کو مہمیز کرکے قریب حسین صحرانشین
نے دل مین کہا جسکی چوٹ چل گئی وہی فتحیاب ہوگا پس اسنے چوب اٹھاکر سر پر اسکے چرخ دیکر ماری
پس حسین صحرانشین اسکی چوٹ خالی دیکر جھکا مرکب کو پہلو کیطرف لایا تھا کہ ساتھ ہی اسنے چوب چھوڑکر دار شمشاد
کا اخضر زرد پوش پر وار کیا یہ سپر کو چہرہ کی پناہ نکرنے پائے تھے کہ دار سر پر اس بیدار مغز کے آگئی
چادر خون کی اسکے چہرے پر چھا گئی اور خود کو لیکر تا دو ابرو اتری کہ داستانین انھون نے مارے
دار سر سے الگ گئی صاحبقران سلیمان بڑھکر اخضر کو مثل شیر نر کے نکال لائے اور سمجھاتے
ہوے طرف لشکر کے روانہ ہوے ادھر دیو حسین صحرانشین نے آواز دی کہ یا صاحبقران اب آپ
تشریف لائیے کہ مین مشتاق آپکی لڑائی کا ہون پس صاحبقران عالیشان نے یہ سنتے ہی ادھر اپنے
مرکب کو مہمیز کیا ادھر علم ہدایت نشان کا پھریرا کھل گیا اور ہوا سے لہرایا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دنیا
فتح کی وہ پھریرا خداوند کریم سے بزبان حال کر رہا تھا کہ پروردگار عالم فتح صاحبقران عالیشان کی ہو
اور اور جو نشان تھے وہ بزبان حال سر برہنہ آمین کہہ رہے تھے اور وہ علم اور نیزا و علم نہ معلوم ہوتے
بلکہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ کچھ لوگ سر برہنہ دعا کر رہے ہین کہ خداوند عالم نشان صاحبقران کو برقرار رکھ
کہ اسکے دم سے نام اسلام باقی ہی اور اسیکی وجہ سے ترقی اسلام ہوتی ہی اور ہزارہا بندگان گمراہ
راہ پر آتے ہین غرضکہ صاحبقران عالیشان بمقابلہ حسین صحرانشین میدان کارزار مین پہونچ گئے
اور کہا کہ لا ضرب بہادری کی اسنے کہا کہ پندرہ سو من کی چوب مین باندھتا ہون اگر وہ پہاڑون پر
لگا دیا جاوے انسان کی کیا حقیقت ہی سواے اسکے کہ میرے سامنے سے ہٹ جاے اور
اپنی جان کو بچائے صاحبقران عالیشان نے فرمایا کہ لا ضرب بہادری کی مین دیکھون اور بخدا خالی
نہ دونگا تیرا بھی ارمان نکل جاے پس یہ کہکے صاحبقران عالیشان سامنے آ کھڑے ہوے اور
اسنے چوب کو تین بار چرخ دیکر سر صاحبقران عالیشان پر مارا لیکن صاحبقران عالیشان نے مرکب
کو ہلاکر آنکھ سے آنکھ لڑادی اور چوب کے منتظر رہے جب چوب اسکی قریب سر صاحبقران آئی اسوقت
اپنے دونون ہاتھ اٹھاکر اس چوب پر ڈال دیے اور المدد یا حیدر کرار کہکر چوب کو پکڑ لیا اور جھٹکا
مارا کہ حسین صحرانشین اپنے مقام سے تین قدم آگے بڑھا اور چوب اپنی چھین کر پھینک دی
یہ چاہتا تھا کہ سیدھا ہون کہ صاحبقران نے دوڑکر اور گھوڑے پر سے کود کر دونون شانے
اسکی پکڑ لین اسنے چاہا کہ سیدھا ہون ممکن نہوا اب آخر نوبت کشتی کی آگئی اور لگے زور ہونے
لشکر بھی قریب آکر لگے تماشہ دیکھنے اور کہتے تھے مصرع نبرد پہاڑ سے جاہل کے حوصلہ
دل کا + غرضکہ دیو حسین صحرانشین سے اور صاحبقران عالیشان سے کشتی ہونے لگی اس طرح سے
کہ جیسے دو فیل مست آپس مین ٹکر لڑاتے ہین یہان تک کہ تمام دن وہ لڑائی رہی مگر کسی کی فتح
نہوئی اور دونون پسینہ مین تر ہوگئے اور شب ہوگئی اسوقت دیو حسین صحرانشین نے صاحبقران سے
کہا کہ دن براے مقابلہ ہوتا ہی اور شب براے استراحت ہوتی ہی۔ صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے
لیے دن اور رات برابر ہی اگر الگ ہو جاوینگے تو فیصلہ جنگ کا نہ ہوگا اور جبتک فیصلہ نہوگا مین
الگ نہونگا یہ سنکر اسنے کہا کہ مین تو آپکی راحت کے واسطے کہتا تھا اور یہ کہکر آپس مین پھر زور
ہونے لگا اور دونون طرف حکم روشنی کا ہوا۔ طرفۃ العین مین روشنی کرادیگئی اور رات کا دن ہوگیا

اور لگی کشتی ہونے جو پیچ وہ باندھتا تھا یہ کھول دیتے تھے اور جو یہ باندھتے تھے وہ کھول دیتا تھا
بعض مقام پر صاحبقران عالیشان اُسکی تعریف کرتے تھے اور بعض مقام پر حسین صحرانشین انکی تعریف
کرتا تھا کہ سبحان اللہ حضور کیا خوب اس داؤن سے نکل گئے ہین غرضکہ اسی طرح مثل دن کے
زمانہ شب کا بھی برطرف ہونے لگا اور دامن شب کا چاک کرکے آفتاب تابان نے عالم کو اپنی چہرہ انور
سے روشن و منور کیا اور آسمان پر جلوس فرمایا اُسوقت گستہم عیار نے عرض کی کہ یا صاحبقران اب تو
یہ کشتی مجھے طول پکڑتی معلوم ہوتی ہے اُسوقت صاحبقران نے اپنے دل مین خیال کیا کہ شاید ہمارے
میرے زور مین کچھ فرق پایا ہے جو یہ کلمہ اپنی زبان پر لایا ہے پس صاحبقران نے اُسی وقت اُسکی
شاخون پر ہاتھ ڈال دیا اور یا حیدر کرار کہکر ایک ایسا جھٹکا مارا تو وہ اوندھے منھ زمین پر گرا اور گرتے ہی
بیہوش ہوگیا اُسوقت آپ نے اُسکے کمر بند زنجیر پر ہاتھ ڈالا اور پہلے ہی زور مین تا بزانو اور دوسرے
زور مین تا بکمر اور تیسرے زور مین بالا سے سر لاکر تین بار چرخ دیکر چاہا کہ زمین پر دے مارین کہ وہ
ہوشیار ہوگیا اور اپنے تئین لٹکا ہوا پایا اُسوقت اُسنے خیال کیا کہ اب یہ مجھکو شاید پھینکا ہی چاہتا ہے
اور بڑا قوی معلوم ہوتا ہے یہ خیال کرتے ہی اُسنے کہا کہ یا صاحبقران زمان امان - آپ نے فرمایا
کہ بشرط صدق دل قبول ایمان اُسنے کہا کہ مین نے قبول کیا اُسوقت آپ نے اُسکو آہستہ سے
مثل پھول کے زمین پر رکھ دیا اُسوقت اُسنے اپنی فوج کو آواز دی کہ اے ہمراہیو مین نے مذہب
و آئین صاحبقران کا اختیار کیا اب جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ چلا آوے یہ سنکر تمام فوج اُسکی چلی
آئی اور آکر اُسکے کل فوج کے دیو اس سے ملحق ہوئے اور سب نے بالاتفاق کہا کہ ہم نے بھی وہی
دین اختیار کیا کہ جسکو آپ نے پسند کیا یہ دیکھکر دیو وسواس بہت متحیر ہوا اور دل مین کہنے لگا کہ بڑا
غضب ہوا اتنا بڑا جری آدمی اور اُسکے بنائے کچھ نہ بنی اور خداوند نے بھی کچھ مدد نہ کی اور اُسکو
صاحبقران نے اپنی فوج مین مع اُسکی فوج کے داخل کیا اور صاحبقران زمان مع اپنی فوج روانہ
بہ سمت بارگاہ ہوئے اور فوج آپکی نقارہ فتح کا بجاتی ہوئی فرحان و شادان روانہ ہوئی جب صاحبقران
زمان اپنی بارگاہ مین تشریف لائے تو اپنے تخت پر جلوس فرمایا اور اپنے اپنے ٹھکانون پر سب
افسران فوج متمکن ہوئے اور یہ بھی ایک دنگل پر کہ جسپر صاحبقران نے اُسے بیٹھنے کی اجازت
دی تھی متمکن ہوا اُسوقت سب افسرون نے لباس جنگ اُتارا اور اپنے اپنے ملازمین کو دیا اور کہا
کہ اسے لیجاؤ تھوڑی دیر کے بعد سب اپنے اپنے مقام پر گئے اور صاحبقران نے خضر زرد پوش
کو طلب کیا اور لوگون سے کہا کہ تم لوگون نے ابھی تک کچھ انتظام نہ کیا کہ اسکو جلد صحت ہوتی انھون
نے کہا کہ علاج انکا برابر ہو رہا ہے اور ہم لوگ بدل انکے علاج مین مصروف ہین اُسوقت آپ نے
حکم دیا کہ پٹی مرہم سلیمانی کی انکے زخم پر چڑھائی جاوے یہ حکم پاتے ہی وہ پٹی انکے سر پر چڑھائی
گئی اور انکا علاج ہونے لگا - اب حال دیو وسواس کا سنیے - کہ یہ کہتا ہوا کہ صاحبقران بڑا بہادر
اور بلاے روزگار آدمی معلوم ہوتا ہے دیکھیے اسکا کیا انجام ہوتا ہے روانہ سوے بارگاہ ہوا اور لوگ
اُسکو سمجھاتے ہوئے اور تسلی اور دلاسا دیتے ہوئے اسکے ہمراہ ہوئے کہ آپ کچھ رنج نہ فرمائیں
ہم کل اگر خدا نے چاہا تو صورت صاحبقران کو مٹا دینگے اور صاحبقران کو نیست و نابود کر دینگے یہ
سمجھاتے ہوئے اور کہتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے اور بارگاہ مین پہونچکر دیو وسواس کھانے
سب کی دعوت مین مصروف ہوا اور ادھر صاحبقران نے پھر اُسکو یعنی دیو حسین صحرانشین کو طلب کیا

اور فرمایا تو کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اسنے کہا کہ الامر فوق الادب حضور اپنی زبان معجز بیان سے ارشاد فرمائیں میں اسکی لتقلیل کو بدل حاضر ہوں۔ اسنے کلمہ طیب اپنی زبان پر جاری فرمایا اور یہ بھی کلمہ طیب پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اور جاکر اسنے اپنی فوج کو بھی کلمہ حق تعلیم کیا سب فوج تو اسکی کلمہ طیب پڑھکر مسلمان ہوئی لیکن ایک دیو کہ نام اسکا سرقہ ہے اس ملعون نے مثل طوطے کے پڑھا تھا اور بظاہر مسلمان ہوا تھا صاحبقران نے ان سب کی دعوت کا سامان کیا اور خیمہ اسکا اپنے خیمہ کے قریب برپا کرایا اور پھر افضال الٰہی سے ناظر دردیوش بھی اچھا ہو گیا اور ان سب میں ملکر شریک دعوت ہوا جب کھانے سے فراغت ہوئی تو اسنے فرمایا کہ شراب لاؤ اُسوقت صراحی مے کی اور گلاس لیکر ایک پری پیکر حاضر ہوئی اور سب کو شراب پلا کر سرشار کیا اُسوقت صاحبقران نے حکم دیا کہ کچھ گانیوالیاں حاضر ہوں یہ حکم پاتے ہی گائنیں حاضر ہوئیں اور صاحبقران زمان کو سلام کر کے باری باری مجرا کیا اور یہ ناز و انداز و عشوہ یہ غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

فراق یار میں اپنا یہ حال زار رہا
رہا تو لیک فقط غم ہی اپنا یار رہا
بہک کے جوش محبت نے کر دیا مجبور
ہمیشہ عاشق بیتاب بیقرار رہا
کیا جو قتل تغافل شعار نے مجھکو
اگر مرے دل بیتاب کو قرار رہا
گئے رقیب کے گھر اور ہمسے وعدہ تھا
تمام رات قیامت کا انتظار رہا
ترے فراق میں تڑپے دل و جگر دونوں
تو پھر نہ جیب و گریبان میں کوئی تار رہا

تپش جگر میں رہی قلب بیقرار رہا
عدو کے اسنے جو ترشی سے چار باتیں کیں
کہ دل پہ اور جگر پہ نہ اختیار رہا
صلہ ملا یہ محبت میں تمکو دل دیکر
مرا فسانہ زمانہ میں یادگار رہا
خدا کی شان نہ آئے کبھی وہ قابو میں
تمہاری بات کا اب کسکو اعتبار رہا
بلا سے جان گئی ہجر میں تو جانے دو
نہ اسکو چین اُسکو کبھی قرار رہا
لیس فنا بھی لحد میں ہوا نہ چین نصیب

کوئی رفیق نہ مونس نہ غمگسار رہا
نہ نشہ ہی رہا باقی نہ کچھ خمار رہا
فراق یار میں مانند ماہی بے آب
تمام عمر جہاں میں ذلیل و خوار رہا
ضرور ہے آؤنگا مقتل میں جان دینے کو
دل و جگر یہ مرے جنکا اختیار رہا
شب فراق سحر تک نہ آئے تم افسوس
تمہارے چاہنے والوں میں ہی شمار رہا
ہمارا یہی جو دکھایا جنون نے زور اپنا
یہاں بھی عشق ہمارے گلے کا ہار رہا

خیال گیسوئے جاناں میں رات بھر مضطر
عجب طرح کا مرے دل کو خلفشار رہا

یہ غزل وہ معشوقہ طناز نے اس رنگ سے گائی کہ تمام صحبت بیچین ہوئی اور صدائے تحسین و آفرین کی بلند ہوئی۔ صاحبقران زمان نے اسکو انعام وغیرہ دیکر رخصت کیا اور سب ارکین درباری اپنی اپنی فرودگاہ پہ گئے اور سب نے آرام کیا اور حسین صحرا نشین بھی اپنے خیمہ میں آکے لیٹ رہا اور سو گیا اُسوقت دیو سرقہ جو براے نام مسلمان ہوا تھا اسنے خیال کیا کہ اسکو کسی نہ کسی تدبیر سے نکال لیجانا چاہیے اور یہ ملعون فن عیاری بھی جانتا تھا لہٰذا اسنے ایک پھول میں بیہوشی ملائی اور وہ پھول لیکر خیمہ حسین صحرا نشین میں داخل ہوا دیکھا کہ حسین صحرا نشین غافل سو رہا ہے یہ آہستہ آہستہ گیا اور جاکر اس پھول کو اسنے سونگھایا اسکے بعد اسنے اسکا پشتارا باندھا اور خیمہ کی پشت کو چاک کر کے لیچلا جب لشکر کے کنارہ پر آیا تو اسنے خیال کیا کہ اگر میں اسے دیو سوا اس کے پاس لیجاؤنگا تو یہ ضرور اسے قتل کرا ڈالیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ اسکے باپ کے پاس لیجاؤں چاہے وہ قتل کرے چاہے سرفراز کرے اور واضح رہے کہ اسکے باپ کا نام دیو عقان صحرا نشین ہے کہ وہ شہر عقانیہ کا مالک ہے یہ سوچکر اور پشتارہ اسکا لیکر چل کھڑا ہوا اور شہر عقانیہ کا رخ کیا ادھر جب زمانہ شب کا برطرف ہوا تو ملازمان حسین صحرا نشین نے دیکھا کہ خیمہ کی پشت چاک ہے اب جو شمار کیا تو سب تھے مگر دیو سرقہ کا پتہ نہ تھا

اُسوقت سب نے خیال کیا کہ یہ عیار ہی ہو یہی لیگیا ہو اُسوقت یہ لوگ حیران و پریشان خدمت مین
صاحبقران عالیشان کے آئے اور آکر سارا حال بیان کیا اور عرض کیا کہ دیو سرقہ بہت زبردست ہوا ہو
اور عیار بھی ہو معلوم ہوتا ہو کہ وہی ہمارے آقا کو لیگیا ہو صاحبقران زمان نے فرمایا اور اپنے رفقا
سے کہا کہ حسین صحرا نشین کی خبر منگواؤ اگر اُسکو لشکر دیو وسواس مین وہ لیگیا ہو تو اگر حسین صحرا نشین کا
رونکا میلا ہوا تو یہ تم سب یاد رکھو کہ لشکر وسواس کو مع اُسکی فوج و سپاہ کے برباد کردونگا اور زمین ہمار
کو لال کردونگا اُسوقت مہتر گستہم عیار نے عرض کیا کہ ابھی حضور تامل فرمائین یہ غلام جاکر خبر لاتا ہے
اور اگر وہ حسین کو وہین لیگیا ہو تو حضور کو اختیار ہو اور اگر وہان نہین ہو تو اور کوئی تدبیر کیجا ویگی اور
مین حاضر ہوکر عرض کردونگا یہ کہکر گستہم روانہ ہوا اور لشکر وسواس مین اپنے تئین پہونچایا اور جاسوسی
اور جا بجا پوسی کرکے ہر ایک شخص سے دریافت کرنے لگا معلوم ہوا کہ یہ قیدی یہان نہین آئی ہو یہ وہان سے
پلٹا اور خدمت صاحبقران زمان مین حاضر ہوکر بیان کیا کہ حضور حسین صحرا نشین یہان نہین ہو معلوم ہوتا ہو
کہ وہ اُسکو اُسکے باپ عمان صحرا نشین کے وہان لیگیا ہو اُسوقت ہمراہیان حسین صحرا نشین نے کہا کہ حضور
وہان شاید وہین لیگیا ہو کیونکہ اُسکا باپ دیو عمان صحرا نشین زمین عمانیہ کا مالک ہو اور وہان کی بادشاہت
کرتا ہو اور ایک لاکھ دیو کی فوج اُسکے زیر حکومت ہو اُسی طرف لیگیا ہو یہ سنکر صاحبقران زمان نے
فرمایا کہ مین اُسی طرف کو جاتا ہون اُسوقت اخضر زرد پوش نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ آپکا جانا مناسب
نہین ہو کیونکہ اگر یہان دیو وسواس نے طبل جنگ بجوا دیا تو اُسکے لشکر کو جواب دینا مشکل پڑیگا اگر
حکم حضور ہو تو یہ غلام اُسطرف کو جائے اور انشاء اللہ تعالے دیو حسین صحرا نشین کو جس آفت مین
وہ مبتلا ہوگیا ہو بہ اقبال صاحبقرانی نجات دے صاحبقران نے یہ کلمات محبت آمیز اور جرأت انگیز زبان
اخضر زرد پوش سے سنکر اُسکی بہت تعریف کی اور گلے سے لگایا اور فرمایا کہ تمھارا جانا اور میرا جانا
برابر ہو اور وہ قوی اور بہادر ہو کہ سبحان اللہ اور تو وہ دوست میرا ہو کہ جب مین شہر سلطانیہ مین
قلعہ سرخ کو فتح کرنے گیا تھا اور مین نے فتح کیا تو وہان سوائے تمھارے میرا کوئی حامی و مددگار نہ تھا
اور جب دیو سرخ اندام کو مارا ہو اُسوقت بھی تم ہی تھے اور شہر سلطانیہ کو سلطان جنی نے آباد کیا
مگر تمنے بادشاہت شہر سلطانیہ کی پسند نکی اور میرے ساتھ سے علحدہ نہ ہوئے اب اسوقت کی
جدائی تمھاری نہایت شاق معلوم ہوتی ہو اُسوقت اخضر زرد پوش نے عرض کی کہ حضور مجھکو اجازت
دین تو بہتر ہو۔ اشعار۔ مجھے جانا تھا نہ ہو وین عمر بھر تم سے جدا + ہان مگر مجبور ہین جو کچھ کہ خالق
کی رضا + کہتا سنا مجھے میرا معاف ہو بہر خدا + تو خدا حافظ و ناصر ہو بس جاتا ذرا + ہمکو رخصت
ہو چلے خوش رکھے اب تمکو خدا + جان تمھارے پاس ہو تن سے یہ فرما دو کہ جا + اُسوقت صاحبقران
عالیشان نے دوبارہ اُسے گلے لگایا اور دس ہزار دیو مع فرپیل کے اُنکے ہمراہ کئے اور اخضر
زرد پوش کو رخصت کیا اب یہان سے

ڈھونڈنے جانا دستان دیو سرقہ کے بیان ہوتے ہین

یعنے یہ جو قیدی یکر حسین صحرا نشین کی روانہ ہوا ہو تو اُسوقت سے طی مراحل و قطع منازل کرتا ہوا قریب
شہر عمانیہ کے پہونچکر قریب بارگاہ عمان شاہ کے پہونچا اسوقت عمان شاہ اپنے تخت پر جلوہ فرما
تھا کہ ہرکاروں نے خبر دی کہ حضور دیو سرقہ کچھ سر پر لیے ہوئے آتا ہو اور اذن حضوری چاہتا ہو

بس یہ سنتے ہی عمان شاہ نے حکم دیا کہ حاضر کرو یہ حاضر دربار ہوا اور مجری بہ ادب کر کے کھڑا ہوا اُس وقت
بادشاہ عمان نے کہا کہ تو اسوقت اس ہیئت سے کہاں آیا ہی اور تیری پشت پر یہ کیا ہی اسنے کہا کہ بیان
کرتا ہوں عمان شاہ نے کہا کہ کہہ اُسوقت اسنے کہا کہ اس پشتارہ مین آپکا فرزند دلبند ہی یعنی حسین
صحرانشین ہی پوچھا کہ کیا ہوا اسنے عرض کیا کہ جسوقت یہ براے کمک دیو وسواس پہونچا تو وہ وقت
تھا کہ جنگ ہو رہی تھی اسنے پہلے خضر زردپوش کو زخمی کیا اور اُسکے بعد صاحبقران سلیمان سے
مقابلہ ہوا یہانتک کہ نوبت کشتی کی آئی اُسوقت یک شبانہ روز کشتی رہی جب یہ زیر ہوا تو اسنے دین
و آئین صاحبقرانی کو قبول کیا اور تمام فوج کو بھی اسنے مسلمان کیا اُسوقت مین نے بھی وقت مناسب
جانکر کلمہ پڑھا بعد اُسکے یہ اپنے خیمہ مین سو رہا مین نے اُسوقت اسکو بیہوشی سونگھا کر بیہوش کیا اور
پشتارہ باندھ کر حضور کی خدمت مین لایا اب حضور کو اختیار ہی چاہیے سزا دین چاہیے معاف کرین مین
اپنے حق نمک سے ادا ہوا یہ سنکر ایک نعرہ آہ کا عمان شاہ نے مارا اور کہا کہ مین اسکو صاحبقران ثانی
سمجھے ہوے تھا لیکن افسوس کہ اسنے دین ناحق قبول کیا معلوم ہوتا ہی کہ اسنے اپنی جان کو عزیز اسلئے
مذہب سے کیا اور اپنی حیات کو غنیمت جانا اب اسے ہوشیار کر پھر تہ نے اُسی وقت گل رفع
بیہوشی سونگھایا یہ چھینک مار کر ہوشیار ہوا اور آنکھ کھول کر اسنے دیکھا تو اپنے تئین شہر عمانیہ
مین روبرو اپنے باپ کے پایا یہ دیکھکر آنکھین اپنی پھر بند کرلین اور کہا کہ مین تو حضوری صاحبقران
مین تھا یہ کیسا خواب پریشان دیکھ رہا ہون کہ آواز دیو عمان نے دی کہ اے فرزند آنکھ اپنی کھول
یہ عالم بیداری ہی خواب نہین ہی اب اسنے باپ کو دیکھا اور جھک کر سلام کیا دیو عمان نے وہ
جو اسکا دنگل تھا اُسپر بیٹھنے کا اشارہ کیا یہ سلام کرکے اُس دنگل پر متمکن ہوا اسوقت دیو عمان مخاطب
اپنے فرزند کی طرف ہوا اور کہا کہ تو نے بڑا غضب کیا کہ دین اسلام قبول کیا اُسوقت اسنے دست بستہ
عرض کیا کہ حضور اگر دیو سرمہ مجھے آپکی خدمت مین نہ لاتا تو مین خود حاضر ہو کر آپ سے بیان کرتا واقعی
دین اسلام بہت عمدہ طریق ہی اور مذہب بت پرستی نہایت خراب ہی اسوقت یہ غضبناک ہوا اور کہا کہ تو
میرے سامنے میرے مذہب کو برا کہتا ہی اور تو اُس خداے نادیدہ کی مدح کرتا ہی کہ نہ دکھائی دے
اب بھی تو عذر بت پرستی اختیار کرلے اور پیالا گوبر کا پی لے اور اپنے آبا و اجداد کے مذہب کو ہاتھ
سے نہ کھو کیونکہ اب میرے تو ہی مالک اس بیابان ہمیشہ بہار کا ہوگا اور شہر عمانیہ تیرے قبضہ مین ہوگا
اور تمام فوج تیری مطیع ہوگی اور مین بھی رضامند ہونگا اور خداوند بھی تجھ سے خوش ہونگے اور یقین
ہی کہ تیری خطا کو بھی معاف کرینگے یہ سنکر اسنے کہا کہ مین تو لعنت کرچکا دین عفریت پرستی و ابلیس پر
اور ایسے خداوندوں پر کہ جنکو ایک بندہ بیہوشی کرکے اپنی پشت پر لاد لایا — اور وہ پیچھے لدے
چلے آئین اور جب ہوش آئے تو اپنے بندوں سے مدد چاہین اور جنکے جنازے پڑے رہین اور ایک
گرز صاحبقران سے اُس خانہ بت کو چھوڑ کر دھوان بنکر نکل جائین اور مدد نہ اپنے بندوں کی کرین — اور
دیو نریمان کبھی آتش جنگ مین آگیا یہ خداوند اور خداوند سے ڈر کے دھوان بنکر چلے گئے پس اب
مین چاہتا ہون کہ اگر آپ بھی اس مذہب کو اختیار کرین اور خواب غفلت سے بیدار ہون تو نہایت
مناسب ہی اور مین آپکو لیکر خدمت صاحبقران زمان مین حاضر ہون اور آپ اُنکے دست حق پرست پر
مسلمان ہون اور زیارت سے مشرف ہون اُسوقت اسنے یہ سنکر نہایت غصہ آیا اور جو دیو اسکے
عقب مین کھڑے تھے اُنھین اشارہ کیا اور کہا کہ اسے پکڑ لو سب سے دیو اسپر ٹوٹ پڑے اور چونکہ

اسکے پاس کچھ اسباب جنگ نہ تھا اسے گرفتار لیا اور آہن گر کو بلا کر بسلسل یہ قید شدید کیا اور دیو
عمان نے اپنی زبان میں آبدیدہ ہوکر یہ اشعار پڑھے ۔ ملاقات اسلیے تجھ سے بت ابھی یہ کم کردی
کہ تو نے تیغ کی خاطر میری تو تیر کم کردی + زبان شمع محفل میں ہوئی تھی کیون دراز اتنی + بہت اچھا کیا
تو نے جو اسے گلگیر کم کردی + یہ اشعار پڑھ کر اسنے کہا کہ اگر اور کوئی ایسی بے ادبی کرتا تو میں اسکی زبان
کو قلم کر ڈالتا لیکن تیری یہی سزا ہی اسے دیو سرقہ اسے لیجا کر غار سنار میں پھینک دے کہ وہان نشیمن
اژدرون کے ہیں اسے کھالیں بلکہ یہاں کا دستور و آئین یہی تھا کہ جو دیو لائق گردن زدنی ہوتا ہی
وہ اسی غار میں پھینکا جاتا ہی کہ وہ طعمہ اژدر ہو جاوے پس اسنے اسی وقت ارابہ طلب کیا اور اسکو
ارابہ پر ڈالکر اس غار سنار کی جانب لیچلا اور جو اور دیو اسکے ہمراہ تھے وہ افسوس کرتے تھے اور
آپس میں کہتے تھے کہ اسقدر پاس نہیں دیو عمان کو ہی کہ اپنے بیٹے کو بھی طعمہ اژدر کرا دیا ستمگر
دیو سرقہ نے کہا کہ اے شاہزادہ کو میں تمھیں لے آیا ہوں مگر میں تیرے باپ کو ایسا نہ
سمجھا تھا اگر تیرا جی چاہتا ہو تو اپنی قید کو توڑ کر علیحدہ ہو جا کیونکہ میری بھی سنگدلی کا تمام عالم میں
چرچا رہیگا کہ تمام عمر شاہزادہ کا نمک کھایا اور آخر کو اسی کو قتل کرایا - اسوقت حسین صحرا نشین نے
کہا کہ میں اسوقت تماشا قدرت خداوند کریم کا دیکھنا چاہتا ہوں اور تو بھی دیکھ کیونکہ میں نے سنا تھا
صحبت صاحبقران میں کہ حضرت ابراہیم علی نبینا علیہ السلام کو کفاروں نے جب آگ میں پھینکا ہے
تو وہ آگ گلزار ہو گئی پس میں نے بھی اسی پروردگار عالم کو سجدہ کیا ہی کیا میری مدد منجانب
پروردگار عالم نہو گی اور یہ کہکر اسنے یہ رباعی اپنی زبان میں پڑھی وہ ہو ہذا - رباعی - اے آنکہ کلید
توفیق یابندہ توئی + وز دامن شب صبح نمایندہ توئی + کار من بیچارہ قوی بستہ شدہ + بکشا
خدایا کہ کشایندہ توئی + یہ رباعی اسنے کچھ اس درد سے پڑھی کہ وہ بیچین ہو گیا اور تھوڑی دور راہ
طے کی تھی کہ اسنے کہا کہ ابھی تک کوئی سامان تمھاری رہائی کا نہیں ہوا یہ کلمہ تمام تھا کہ دیکھا کہ اس
بیابان سے گرد نمایان ہوئی اور دیکھا کہ زیر آسمان ایک آسمان خاکی نمایان ہوا کہ آفتاب عالمتاب روپوش
ہو گیا اسوقت دیکھا کہ جب دامن گرد کا شگافتہ ہوا تو دو نقابدار عالی مقدار ایک نقابدار گوہر پوش اور
ایک نقابدار سرخ پوش مع چالیس ہزار دیو اور پریزادون کے نمایان ہوئے اور آواز دی کہ او
قرمساقون او ترک صحرائیون ہم آپہونچے اور یہ کہکے چلے بسمت ارابہ سرقہ تو بھاگا اور جاکر جلدی
دیو عمان کو خبر دی کہ چالیس ہزار دیو اور پریزاد لیکر نقابدار آپہونچے برائے مدد حسین صحرا نشین آگے
آپکو اختیار ہی - اسی وقت اسنے نقارہ جنگی بجوا کر اور تمام فوج اپنی اپنے ہمراہ لیکر برائے مقابلہ چل کھڑا ہوا
ادھر دیو حسین صحرا نشین نے نقابدارون کو سلام کیا اور عرض کی کہ میری عقدہ کشائی اپنے دست
مبارک سے آپ کیجئے کہ میرے پروردگار نے آپکو میری مدد کے لیے بھیجا ہی یہ سنکر نقابدارون نے
کہا کہ اے دیو حسین ہم تمھیں اجازت دیتے ہیں کہ تم اپنی قید کو آپ دفع کرو پس اسنے سلام کیا
خانہ زور میں آکر ایسا جو چرخ مارا تو تمام قید کو اسنے مثل تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا اور وہ دیو
جو ہمراہ تھے انھون نے وارین کھینچ لیں اور حسین پر جا پڑے حسین نے بھی وہ ارابہ اپنے ہاتھ
پر اٹھا کر ان دیوون کو مارنا شروع کیا کہ یہ لوگ تاب نہ لاسکے اور بھاگ گئے تھے کہ سامنے سے عمان
شاہ مع ایک لاکھ فوج کے آگیا اور آواز دی کہ خبردار جانے نپاوے اور یہ کہکر اشارہ کیا تو وہ دیو
دار شمشاد و خنجر ستارہ پشت خدنگ و چوب چماق و ترسول و تیشول لے لیکر بڑھے ادھر سے یہ دونوں نقابدار

اپنے گھوڑون کو جھپکا کر مثل برق آتش بہار کے ان دیوان قاف خزان رسیدہ کے اوپر آکر گرے اور
انکی ہستی حیات و چراغ زیست کو بجھانے لگے کہ اسوقت دیکھا کہ گرد اڑی تو دیکھا کہ دیو فرعون چار
ہزار دیو سے پشت پر لشکر نقابداران کے آکر گرا - اب لڑائی دونی ہوگئی اور دیو عمان کی پشت قوی
ہوگئی ادھر کو جو اب دیو حسین صحرانشین آواز بہ مردانگی دینے لگا اور دیو فرعون سے لڑنے لگا
اور نقابداران دیو عمان شاہ سے لڑ رہے تھے کہ دیکھا کہ ایک بیابان گرد سے برخاست جب ہوا
نے گرد کو پاک کیا تو نعرہ ہوا کہ منم اخضر زردپوش اور ساتھ ہی نعرہ دیو قزیل کا ہوا کہ منم دیو قزیل
غلام صاحبقران اور یہ پشت پر لشکر دیو عمان کی گرا اب جنگ مغلوبہ ہوگئی ایک ایک کو خبر نہ رہی
اور دار پر دار اور چوب پر چوب پڑنے لگے اور سر مثل برگ خزان رسیدہ کے دھڑا دھڑ گرنے لگے
کہ دیو حسین نے اپنے ہمراہیون کو آواز دی کہ ادھر بھی خیال کرو کہ مین تنہا لشکر دیو فرعون سے مقابلہ
کر رہا ہون اور اخضر زردپوش کو میرا سلام پہونچا دو اور یہ کہدو کہ اس جنگ سے اگر مین جانبر نہون
تو میری لاش کو آپ بخدمت صاحبقران نامدار ضرور پہونچا دیجیے گا بس یہ آواز سنتے ہی اخضر زردپوش
اپنے مرکب کو جولان کرکے مع اپنے لشکر کے قریب لشکر فرعون کے آگیا اور داد مردی و مردانگی
کی دینے لگا اور ڈٹ کر جنگ کرنے لگا کہ سامنا دیو حسین صحرانشین اور فرعون کا ہو ہی گیا اور دیو
حسین صحرانشین پیدل تھا اور دیو فرعون ایک فیل صحرائی پر سوار تھا اسنے جو ضرب کی تو وہ دیو حسین
کے سر پہ آگئی یہ زخمی ہوا چاہتا ہی کہ دوسری وار ماری کہ اس اثنا مین اخضر زردپوش نے آواز دی کہ
کہان جاتا ہی او نابکار کدھر جاتا ہی تو شکار میرا ہی اسنے پلٹ کر وہی وار جو ان پر کی تو وہ اسکے سر پر ماری
انھون نے اس وار کو آتے ہوے دیکھا تو اپنے نیچے آ بار سے اسکو بہ چستی و چالاکی قلم کیا اور
جھپٹ کر تلوار فیل کے سر پہ ماری کہ یہ فیل آتشبازی ہوکر گرا اور ادھر دیو فرعون زمین پر گرا اور
اٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ اخضر زردپوش نے اللہ اکبر کہکر جو تلوار ماری تو سر اس نابکار کا مثل بادسحر کے
سر سے اڑ گیا اور لاش اسکی زمین پر پھڑکنے لگی یہ تماشا دیکھکر دیو حسین صحرانشین نے نہایت
تحسین و آفرین کی ادھر نقابدارون نے سرکشون کو داب کے قریب دیو عمان شاہ کے آگئے اسوقت
عمان شاہ نے جھپٹ کے نقابدار گوہرپوش پر ایک وار کیا انھون نے خالی دیکر اپنی تلوار کا وار
کیا کہ اسکا داہنا ہاتھ قلم ہوگیا اسنے اپنے ہاتھ کے قلم ہوجانے کا کچھ افسوس نہ کیا اور پھرتی سے بائین
ہاتھ مین دار کو لیکر نقابدار سرخپوش پر وار کیا کہ یہ بھی قریب تھے انھون نے بھی وار کو خالی دیکر اسکے
بائین ہاتھ کو اپنے دستے قلم کیا ادھر نقابدار گوہرپوش نے تلوار اسکے سر پر ماری وہ تلوار چاٹ کر اسکے فرق
پر آئی اور خود وغیرہ قلم کرتی ہوئی تا سینہ آئی تھی کہ جھپٹ کر نقابدار سرخپوش نے ایک وار تلوار کا
اسکی کمر پہ کیا کہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوا ان دونون شہزادون نے واقعی عجب طرح کا شکار کیا اور
اسکے ٹکڑے زمین پر گرا دیے اور اہل فوج نے بھی دیکھا اسوقت نقابدار گوہرپوش نے آواز دی
کہ واہ جناب آپ میرے شکار مین شریک ہو گئے اور میرا شکار آپ نے لیا - انھون نے کہا کہ وہ میرا
شکار تھا - کہ ادھر دیو خاقان نے آواز دی کہ اے شہریاران امان فرمایا بشرطیکہ اسلام لاوین انھون نے
قبول کیا اور چادر امان سب نے ہلائی - نقابدارون نے تلوار روک لی سب کو معلوم ہوا کہ
ہمارے مالکون نے امان دی سبنے اپنے اپنے ہاتھ کو روک لیا - دیو خاقان نے آکر دیو حسین
صحرانشین کو اپنے ساتھ لیا اور دیو حسین صحرانشین نے اخضر زردپوش سے عرض کیا کہ آپ مع ان نقابداران

کرکے بنگہبانی صاحبقران آپ طرف لشکر وسواس کے روانہ ہوا جب لشکر وسواس مین آیا تو اسنے
دیو سرقہ کو نہ پایا اسکی تلاش مین یہ چل کھڑا ہوا اور برابر ایک صحرا کے جا کر پہونچا تو دیکھا اسنے کہ
ایک درخت کے نیچے ایک دیو بیٹھا معلوم ہوتا ہی اور کچھ منخوری کر رہا ہی مستہم نے دل مین کہا کہ
معلوم ہوتا ہی کہ یہی دیو سرقہ ہی اور یہانتک آیا ہی کہ دن تمام کرکے شب کو عیاری کرون یہ سمجھکر اپنی
صورت اسنے ایک پری کی بنائی اور بناکر ایک تھال ہاتھ مین لیا اور اسمین شراب خوش رنگ کی
شیشیان رکھی خوانی اور کچھ حلوا اور موہن بھوگ وغیرہ بھی اسمین رکھا ہوا یہ لیکر چلا ادھر اس دیو
کی نگاہ اس پری پر پڑی تو بیساختہ اسنے آواز دی کہ او جانیوالی اسوقت قریب شام تو کہان
جاتی ہی کہ یہ صحرا صحرا سے ہولناک ہی تجھے کچھ خوف اپنی جان کا نہیں ہی یہ سنکر پری گھبرانی لگی اور
اسنے کہا کہ مین روز ادھر سے جاتی ہون مگر سوا سے آج کے مجھے کسی نے ٹوکا نہیں تو کون ہے
کیا تو نے راہ زنی پر کمر باندھی ہی جو تو اس صحرا مین آیا ہی اسنے کہا یہان آ تو مین تبلاؤن یہ اسکے
قریب آئی اور کہا کہ کہہ مجھے ٹھہرنا زیادہ منظور نہین ہی لیکن سرقہ نے جو دیکھا کہ عورت حسین ہے
اسنے کہا کہ لاؤ اتنی دیر انہی سے دل بہلائین اور یہ اتنا دان کا ٹین یہ دلمین اپنے خیال کرتے ہی
اسنے کہا کہ ٹھہر جاؤ تھوڑی دیر ابھی ایسی جلدی کاہے کی ہی اور یہ سب سامان تو کہان لیے
جاتی ہو اسنے کہا کہ ایک جوگی اس مقام پر ہی اسکے واسطے یہ ہی لیکر جاتی ہون وہ بڑا کامل ہی اگر
تو سیکھے روکے گا تو کیا عجب ہی کہ وہ اس مقام پر آ جائے اور سزا سے معقول دے بس یہ سنکر سرقہ
کو غصہ آیا اور کہنے لگا کہ ایک جوگی کیا مجھ ایسے دیو کو سزا دے سکتا ہی اور یہ کہکر ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور
تھال اسکے ہاتھ سے لے لیا یہ ہان ہان کرتی رہ گئی اسنے چھین کر حلوا تو بیش جان کیا اور وہ شراب
بھی پی لی اور کہا کہ دیکھون کہ اس جوگی کو کیونکر خبر ہوتی ہی اور وہ آکر میرا کیا کرتا ہی اور کہا کہ اسکو
اسی مقام پر بیٹھ یہ پری نقلی مجبور ہوکر زیر درخت بیٹھ گئی اور یہ کھا کر اور شراب پی کر سرشار ہوا اور
دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا اسوقت یہ ناچنے لگا اور اپنی زبان مین کچھ اشعار واہی تباہی
بکنے لگا اور خوش ہوتا تھا یہانتک ناچتے ناچتے اسکی یہ گت ہوئی کہ ہوا کے تھپیڑے سے دھم سے
زمین پر گرا اور گرتے ہی بیہوش ہوگیا اس پری نقلی نے یہ حال دیکھکر مستحکم تنگ پر اسکے باندھی
اور آکر ایک وار شمشیر مین اسکا سر قلم کیا اور سر لیکر بخدمت صاحبقران زمان روانہ ہوا وقت
دربار برخاست ہونیکا تھا کہ اسنے لاکر وہ سر زیر قدم صاحبقران کے ڈالدیا پوچھا صاحبقران
نے کہ یہ سر کسکا ہی اسنے عرض کیا کہ آپ کی دشمن صاحبقران کا سر ہی کہ جسکی بابتہ مین نے عرض کیا تھا
اور یہ اصل دیو سرقہ کا سر ہی اور یہ کہکر زیر قدم ڈالدیا یہ سنکر صاحبقران بہت خوش ہوئے
اور خلعت و انعام بہت کچھ دیا اور آپ اپنی بارگاہ مین برائے آرام روانہ ہوئے ادھر صاحبقران
ہوشیار باش و بیدار باش کی بلند ہوئین انتظار صبح مین تمام دیو شب بسر کرتے اور اپنے
اپنے حربون کو درست کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ کل پھر مقابلہ عظیم ہی دیکھیے کسکی فتح ہوا اور
کسکی شکست ہو خدا نے ایک ایسا شخص پیدا کر دیا ہی کہ تمام دیوان قاف کو یہ صاف کرتا ہی اور
دین اسلام کو آباد کرتا ہی یہ لشکر وسواس مین چرچے تھے ادھر زمانہ شب کا برطرف ہوا و
صبح نمودار ہوا سلیمان صاحبقران زمان کے لشکر مین وردی بجی اور صدا سے اللہ اکبر بلند
ہوئی صاحبقران نے نماز صبح سے فراغت حاصل کیا اب جو دیکھا تو دیوان اسلام کمرین باندھے

ہوئے آمادہ مرگ صف بستہ ایستادہ رہیں اُسوقت آپ نے شکر خدا کیا اور کل فوج کو لیکر طرف
میدان کارزار کے روانہ ہوئے ادہر دیو وسواس بھی کل فوج لیکر اپنی میدان کارزار میں آیا۔
دونون لشکر اپنے اپنے لشکرون کی صف آرائی میں مشغول ہوتے ہی تھے کہ دیکھا کہ سامنے سے
دیو سفیل بن قہقہہ مع بیس ہزار فوج کے نمایان ہوا اور آتے ہی دیو وسواس کو سلام کیا اور داخل
لشکر ہوا اُسکے بعد ہومان وزیر مع بائیس ہزار فوج کے آیا اُسوقت اسنے حکم دیا کہ آراستگی فوج کی
بہ آراستگی فوج میں متوجہ ہوا اُسوقت دیکھا کہ جلاجل بن سمندون ہزار دست کہ اسکے بھی پچاس ہاتھ
ہیں آیا اور دیو وسواس کو باادب سلام کیا اور مع بیس ہزار دیوون کی فوج سے داخل فوج وسواس
ہوا۔ اُسوقت ہومان وزیر نے فوج کو درست کرنا شروع کیا یمین و یسار قلب وجناح کے علم افسران
فوج کو دیدیے اُسوقت بیلدارون نے بہ تیز دستی بلندی و پستی اُس جگہ کی ہموار کی اور سقون نے اُپر
چھڑکاؤ کیا کہ گرد اُس میدان کی بیٹھ گئی جب فوج درست ہوچکی اُسوقت دیو وسواس نے وزیر ہومان
سے کہا کہ اے ہومان میری فوج تین چار لاکھ ہے اور صاحبقران کی فوج کل ایک لاکھ معلوم ہوتی ہے
اگر ایک ایک مٹھی خاک میری فوج صاحبقران کی فوج پر ڈالیگی تو یہ سب فوج تہ خاک ہو جائیگی میری فوج
اگر خداوند نے چاہا تو پیس کر اُنکو مار ڈالیگی اب مین یقیناً فتحیاب ہونگا اسواسطے مین تجھے زندانخانہ
بھیجتا ہون کہ وہان تو انتظام کر کیونکہ شاید اگر لڑائی بگڑ جائے اور ہماری شکست ہو جاوے
اور سلیمان صاحبقران کی فتح ہو تو تجھکو خوب معلوم ہے کہ اُس قیدخانہ مین الزار پریزاد مع اپنے ہمراہیون
کے قید ہے اور اُسکی عورتیں بھی ہمراہ اُسکے مقید ہیں اور وہ اس مقام کا بادشاہ ہے لہذا اُسکی قید کی
ہوشیاری کرنا اور جسوقت میری شکست کی خبر سننا فوراً الزار پریزاد کو مع اُسکے ملازمین و عورتون کے
قتل کر ڈالنا اسمین تساہلی نہ کرنا یہ کہکر اسنے وزیر ہومان کو رخصت کیا اور یہ سلام کر کے طرف زندانخانہ
کے روانہ ہوا اور وہان پہونچکر انتظام مناسب کیا اور کچھ زیادتی کی اُسوقت قیدیون نے دربانون
سے دریافت کیا کہ آجکل ہماری قید کا کیون زیادہ بندوبست ہے اُسوقت ایک دربان نے کہا کہ سلیمان
صاحبقران اور دیو وسواس سے لڑائی ہے تو دیو وسواس نے حکم دیا ہے اپنے وزیر ہومان کو کہ اگر میری
شکست ہو جاوے تو فوراً ان قیدیون کو قتل کر ڈالنا اسمین تساہلی نہ کرنا یہ سنکر وہ قیدی زار زار مثل
ابر نوبہار رونے لگے اور بالحاح وزاری دست دعا بدرگاہ جناب باری بلند کیے اور یون عرض کرنے لگے
کہ اے کس بیکسان واے فریادرس غریبان تو خوب جانتا ہے کہ صاحبقران سلیمان کی وجہ سے
ہزارہا بندے تیری پرستش کرنے لگے اور ہزارہا مسلمان ہوگئے اور بت پرستی چھوڑ کر تیری
عبادت کرنے لگے اسوقت ہمکو قتل ہونے کا خوف نہیں ہے مگر صاحبقران زمان کو تو فتحیاب کرنا کیونکہ
ہمنے بھی سنا ہے کہ اُسکی تعداد فوج چار لاکھ ہے اور صاحبقران کی فوج کل ایک لاکھ ہے خداوندا بصدقہ
اپنے حبیب کے دین اسلام کی ترقی کرنا اور دیو وسواس کے شر سے سلیمان صاحبقران کو بچانا۔
یہ سب کے سب مع عورتون کے دعا کر رہے تھے اُسطرف دونون لشکر آراستہ ہوگئے اور صفیں
بندھ گئیں اُسوقت چند دیوان فوج وسواس کے صف سے آگے بڑھ کے کہا کہ اے صاحبقران
آپکو اجازت دیجاتی ہے کہ آپ اپنے لشکر کو لیکر جسطرف آپکا جی چاہے چلے جائیے اور اسوقت جو
ہونا تھا وہ ہوا نہیں تو ناحق بندگان خدا کی جانیں جائینگی اسلیے کہ تمہاری فوج کم ہے اور کسی طرح سے
برسر مقابلہ نہیں ہوسکتی اسواسطے کیون بندگان خدا کی جانیں تباہ ہون اُسوقت صاحبقران زمان نے

نکلا اور آواز دی کہ اے صاحبقران زمان اب تم میرے ہاتھ سے کہاں جاتے ہو اور میں تمہیں کب زندہ چھوڑتا ہوں صاحبقران زمان نے یہ سنکر فرمایا کہ جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں وقت جنگ سب حال کھلجاتا ہے اور تیرے تو پچاس ہاتھ ہیں تیرے باپ کے تو ایک ہزار ہاتھ تھے مگر جسوقت کہ دادا صاحب سے مقابلہ ہوا تو وہ ایک ہزار ہاتھ کچھ بھی نہ کر سکا اور جناب نے اُسکو واصل جہنم کیا اور تیرے تو پچاس ہی ہاتھ ہیں انکو تو میں مثل ان کلیوں کے قلم کردونگا کہ جو بیچ درخت میں پیدا ہو جاتی ہیں یہ سنکر اسکو اور زیادہ غصہ آیا اور مثل فیل مست کے چنگھاڑا کہ سارا میدان کارزار گونج گیا یہ حال دیکھکر تمام اہل فوج صاحبقران بدرگاہ جناب حنان و منان یوں عرض کرنے لگے کہ خداوندا تو اسکے شر سے بچانا اور کہتے تھے کہ تمام قاف میں یہی ایک دیو ہے کہ اس سے سب پناہ مانگتے ہیں یہ دعا کر رہے تھے کہ ناگاہ اُسنے صاحبقران پر حملہ کیا اُدھر صاحبقران نے سپر سر پر رکھا اور اسکے قریب آ گئے ابھی وار آنے نہ پایا تھا کہ آپنے تیغ سہراب کا وار کیا اور اُسکے ہاتھ کو قلم کیا اُسنے اپنے ہاتھ کو گرتے دیکھا اور ہیہات کیا اور پھر حملہ آور ہوا آپنے اُسکے اُس ہاتھ کو بھی قلم کیا یہانتک کہ آپنے کل ہاتھ قلم کر ڈالے صرف دو ہاتھ باقی رہے کہ ایک ہاتھ میں گولا اور ایک ہاتھ میں ڈھال تھی اُسوقت اُسنے سر صاحبقران کو تاکا اور گولا اس زور سے مارا کہ اگر پہاڑ پر وہ گولا پڑتا تو ریزہ ریزہ ہو جاتا وہ گولا آتش چھلاتا ہوا سر صاحبقران پر پڑا صاحبقران نے چرخ کھایا اور اسپ پیکار تین مرتبہ چرخ کھا گیا اُسوقت جلاجل بن سمندرون ہزار دست نے آواز دی کہ اے دیو وسواس خبردار صاحبقران زمان جانے نہ پائے میں نے کام صاحبقران کا تمام کر دیا ہے اسوقت اُسکی فوج سے چند افسران فوج براے گرفتاری صاحبقران زمان نکلے ہیں کہ ادھر ایک لاکھ فوج صاحبقران نے فوج دیو وسواس میں نعرہ اللہ اکبر کہتی ہوئی دھنس آئی اور جنگ مشغول یہ ہونے لگی اور وار پر وار چلنے لگے اور برابر سے ہر دو جانب ارکلیشت نہنگ اور دار شمشاد اور چوبین چلنے لگیں ایک ہنگامہ عظیم برپا ہو گیا خون بہہ بہہ کر مثل ندی کے روان ہو گیا اُسوقت مقتولوں کے ہاتھ اور سر اسمیں تیرنے لگے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا مچھلے تیر رہے ہیں اور سر اسمیں مثل حبابوں کے اُبھر رہے تھے اور بیٹھ بیٹھ جاتے تھے تین پہر تک یہ لڑائی رہی اور لشکر صاحبقران نے خوب داد مردی و مردانگی دی مگر کہاں وہ چار لاکھ فوج کہاں یہ ایک لاکھ اب انکی فوج کو شکست کھانے کو تھی کہ ناگاہ ایک تتق گرد سامنے سے نمایاں ہوا اور یہ معلوم ہوا کہ ایک آسمان خاکی زیر آسمان اور پیدا ہو گیا ہے جب ہوا نے گرد کو مارا اور گرد نے ہوا کو مارا یہانتک کہ وہ اسنہ گرد کا شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ نقابدار گوہر پوش اور نقابدار یاقوت پوش مع فوج کثیر کے نمایاں ہوئے اور عقب میں اُنکے اسفند زرد پوش مع اپنی فوج کے چلا آ رہا ہے یہ دیکھتے ہی نقابداروں نے آواز دی کہ باش او قرمساقان بدکار ہم تمہاری جان کے ملک الموت آ گئے اور آتے ہی مثل ضیغم ان روباہوں کا شکار کھیلنے لگے ناگاہ کرار بن فرار کا سامنا نقابدار گوہر پوش کا ہو گیا اُسوقت کرار بن فرار نے کہا کہ او نقابدار گوہر پوش کہاں جاتا ہے؟ مجھ سے ہم مقابلہ ہو یہ سنکر نقابدار گوہر پوش اسپر جھپٹ پڑے اور اسنے بھی دار شمشاد اٹھا کر انپر وار کیا آپنے وار کو آتے ہوئے دیکھا سپر کو چہرہ کی پناہ کیا اور اسکے وار کو خالی دیکر اور اللہ اکبر کہکر تلوار کا وار کیا یہ برق سر کرار بن فرار پر چمکی اور جھک کر گری اور ہستی کو اسکے جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور مرغ روح اسکا قفس جان سے پرواز کر گیا یہ دیکھکر سقیل بن قیطس

براے مقابلہ بڑھا تھا کہ نقابدار یاقوت پوش نے بڑھکر کہا کہ او مردود کہان جاتا ہی۔ یہ انکی طرف جھپٹا
اور کہا کہ خوب ہوا کہ تو نے مجھے لڑکا پہلے مین تیرا ہی خاتمہ کرلون اور یہ کہکر گرز گران کا وار کیا آپ نے
اُسکی ضرب کو خالی دیا اور یہ اُسکے لنگر مین جھکا اسوقت آپ نے جو زنجیر کمر کو تاک کر ایک ایسا وار شمشیر
کیا کہ وہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوا اُسوقت صاحبقران نے خیال کیا کہ کہین ایسا نہو کہ دیو وسواس
انکے ہاتھ سے قتل ہوجاوے اور اس اثنا مین انکو جو زخم لگا تھا وہ بھی اچھا ہو چلا تھا کہ آپ نے
کچھ دوا مین چھڑک کر اُسکو باندھ دیا تھا صاحبقران زمان اس خیال مین تھے کہ دیو وسواس قضا کار
سامنے سے دکھائی دیا بس آپ اُسیوقت نیمچہ سہراب کو لیکر جھپٹ پڑے اور کہا کہ او نامرد تو کہان
اب میرے ہاتھ سے بچ سکتا ہی اور مین تجھے کب زندہ چھوڑتا ہون یہ سنکر دیو وسواس نے اپنے
دل مین خیال کیا کہ واقعی صاحبقران زمان بہت ہی زور آور شخص معلوم ہوتا ہی کیونکہ ابھی تھوڑا
عرصہ ہوا کہ اسکے بہت بڑا زخم کھایا تھا اُسپر اسکی یہ جرائت ہی اور آواز دی کہ مین بھی یہی چاہتا تھا
کہ مجھ سے اور آپ سے مقابلہ ہوجاوے اور اس لڑائی کا خاتمہ ہوجاوے وہ امید میری پوری
ہوگئی اُسوقت اختر زرد پوش نے کہا کہ حضور ابھی یہ غلام موجود ہی مجھے حکم ہو کہ مین جاکر اس ملعون
کا خاتمہ کردون یہ سنکر صاحبقران نے کہا کہ پہلے اس سے مین خود مقابلہ کرونگا اور یہ کہکر اُسکے قریب
آگئے اور فرمایا کہ لا ضرب بہادری کی بس یہ سنتے ہی دار شمشاد پکڑکر یہ صاحبقران زمان پر جھپٹا اور
بڑھکر وار کیا آپ نے اُسکے وار کو خالی دیا اسوقت یہ بہت خفیف ہوا اور گرز لیکر بڑھا اور کہا کہ
گرز بادی حمال بازی آ اور یہ وہ گرز ہی کہ اگر رستم ہوتا تو وہ بھی اسکی تاب نہ لا سکتا یہ کہکر سینے
سر صاحبقران کو تاک کر اُسکا وار کیا آپ پھرتی سے اسکے پہلو پر آگئے جب گرز آپکے قریب آیا
اسوقت آپ نے اُسکو بائین ہاتھ سے روکا اور مضبوط پکڑکر ایک ایسا جھٹکا مارا کہ گرز اُسکے
ہاتھ سے چھوٹ گیا اور یہ اوندھے منھ گرتے گرتے بچگیا اُسوقت آپ ہنسے اور فرمایا کہ اسی
کچھلی پر تو ناز کرتا تھا اُسوقت اسنے کہا کہ گرز کی ضرب تو خالی گئی مگر اب اس چوب سے بچنا آپکو
محال ہوجاویگا اور یہ کہکر چوب اُٹھاکر پھر بڑھا اسوقت آپ اسکے بائین طرف سے داہنی
طرف آگئے اُدھر اُسنے چوب کا وار کیا کہ وہ ہاتھ اسکا مع چوب کے قطع ہوگیا اور یہ ہاتھ کو
دیکھکر سہمات کہتا ہوا پیچھے ہٹا اور پھر دار شمشاد کو لیکر جھپٹ کر وار کیا آپ نے مثل ضرب اول
کے پھر وار کیا اور اس ہاتھ کو بھی مع دار کے قطع کیا اب یہ بے دست ہوگیا اور خون اسکے
شانون سے مثل پرنالہ کے جاری ہوگیا اب اسکے افسران فوج نے چاہا کہ اسکو بچا لیجائین
اس وقت آپ نے اللہ اکبر کہکر اور نیمچہ سہراب کو اُٹھاکر مارا کہ وہ نیمچہ مثل برق اسکے سر پر چمکا
اور چمککر گرا کہ اسکے خرمن حیات کو جلاکر خاک سیاہ کردیا اور روح اسکی طرف دوزخ کے روانہ
ہوئی یہ حال دیکھکر فوج دیو وسواس کے پاؤن اُکھڑ گئے اور ادھر بہادران اسلام کو اور زور زیادہ
ہوگیا اور ڈٹ کر وار کرنے لگے اُسوقت افسران فوج نے یہ حال دیکھا اور خیال کیا کہ اب ہم مین سے
فوج صاحبقران زمان کسیکو زندہ نہ چھوڑیگی یہ خیال کرکے چادرین امان کی ہلانے لگے اور کچھ رومال
گردنون مین باندھ باندھ کر ہلانے لگے اور خواہان امان ہوے اور یہ آواز بلند کہا ہوے کہ جیسا ہم نے
کیا اُسکی سزا پائی اب طلبگار امان ہین آپ نے فرمایا کہ بہ شرط قبول ایمان۔ ان سب نے کہا کہ ہم نے
بدل قبول کیا اُسوقت صاحبقران نے اپنا ہاتھ روک لیا یہ دیکھتے ہی سب افسران فوج نے اپنا ہاتھ روک لیا

اور لڑائی ختم ہوئی اور سب افسران فوج صاحبقران قریب صاحبقران آئے اور عرض کیا کہ اب ہمکو کیا
حکم ہوتا ہے اُسوقت آپ نے فرمایا کہ لاشیں شہیدان اسلام کی لاشہاے کفار سے علیحدہ کرلو
یہ حکم پاتے ہی افسران فوج نے لاشہاے شہداء الگ کرنا شروع کیں اور ادھر افسران فوج دیو
وسوالکین آئے اور کہنے لگے کہ اگر حکم ہو تو ہم بھی انکی لاشیں الگ کریں حالانکہ اب ہم سے اور انسے
کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ ہم مسلمان ہوگئے ہیں اور یہ سب کافر تھے مگر ہم نے انکا نمک کھایا ہے
اسلیے آپ سے اجازت کے خواہاں ہیں اُسوقت آپ نے حکم دیا کہ اچھا مناسب ہے تم بھی انکی لاشیں
الگ کرلو اُسوقت یہ سب کے سب لاشیں علیحدہ کرنے لگے یہانتک کہ لاشیں اُنکی علیحدہ کردی گئیں
اور اب جو شمار کیا تو پونے دولاکھ دیو فوج دیو وسوالس سے مارے گئے اور پچیس ہزار فوج صاحبقران
سے قتل ہوے غرضکہ صاحبقران زمان یعنے سلیمان صاحبقران نے پھر دوبارہ حکم دیا کہ ہماری
فوج سے جو لوگ قتل ہوے ہیں وہ دفن کیے جائیں اور فوج کفار کے جو مقتول ہیں وہ جلادیے جاویں
اُسی وقت ایک گڑھا عمیق کھدوا گیا اور سب کو اکٹھا کرکے اُسمیں ڈالدیا اور دفن کردیا اور صاحبقران
زمان اُنکے اوپر بہت گریان ہوے ادھر اُن سب نے مقتولین کفار کو ایکجا جمع کیا اور اُنکو ہزار لکھ
من لکڑیان جمع کرکے پھکوا دیا اُسوقت آپ داخل بارگاہ ہوے اور پوشاک جنگ کو اُتارا
اُسوقت ذوالفقار عالیمقدار واسطے رخصت ہونے کے آئے صاحبقران زمان نے اُنکی بہت تعریف
و مدح کی اور اپنے گلے سے لگایا اور داہنے اور بائیں جگہ دی اور فرمایا کہ میں خیال کرتا تھا کہ قاف
میں چراغ اسلام گل ہوگیا لیکن الحمدللہ اب تم دونوں صاحبوں کو دیکھکر یہ یقین ہوا کہ ابھی وہان
چراغ اسلام روشن ہے اب میں آپ سے اس امر کا امیدوار ہوں کہ آپ یہ فرمائیں کہ آپ کس گلستان
کے گل ہیں اور کس سرو کی قمری ہیں اب آپ اپنے حسب ونسب سے آگاہ کریں کیونکہ آپ سے
بوے یگانگی آتی ہے اور آپ کی طرف میرا دل خود بخود کھنچتا ہے اور اسکے قبل اخضر زرد پوش نے
آپکی مدح و ثنا کی ہے اور واقعی آپ نے اُسکی مدد بہت دلاوری اور بہادری سے کی میں آپکا بہت
ممنون و مشکور ہوا مگر میں اب اس وقت تک بخدا آپکو ہرگز رخصت نہ دونگا کہ جبتک آپکے نام نامی
اور اسم گرامی سے مع حسب ونسب کے واقف نہ ہونگا یہ سنکر ذوالفقار داروں نے سر جھکا لیا اور عرض
کیا کہ ہماری سرگذشت ایک قصہ طویل ہے لیکن اتنا عرض کیا جاتا ہے کہ قہرزاد اور گوہرزاد یہ دو
صاحبقران اول کے حضور سے سنے ہونگے جناب دیو آتش بار میں وہ دونوں حضرات شہیدان راہ
خدا ہوے اُسوقت ہم بہت کمسن تھے کہ ہماری مائیں ہمکو لیکر سرحد قاف سے نکل گئی تھیں جب ہم
ہوشیار ہوے تو والدہ مہربان نے سارا حال بیان کیا اور قاف چہارم میں کہ وہان چند دیو اور پریزاد
خدا پرست تھے اور حکومت دیو بیکہ پرست کی تھی اُسکو معلوم ہوا کہ یہ چند آدمی خدا پرست ہیں
اُسوقت وہ برسر پرخاش ہوا اور ہم سے برسر مقابلہ ہوکر ہمارے ہاتھ سے وہ مارا گیا اور ہمنے اُس
ملک کو اسلام آباد کیا اور آپ کی تشریف آوری کی خبر سنکر مشتاق قدمبوس ہوکر ہم یہان آئے
اور یہ جو ذوالفقار یاقوت پوش ہیں یہ قہرزاد کے بیٹے ہیں کہ وہ میرے چچا تھے اور میں گوہرزاد کا بیٹا
ہوں اور ہم دونوں پوتے ہیں جناب حمزہ صاحبقران اول کے اور میرا نام اختر پریزاد اور انکا نام
انجم پریزاد ہے یہ سنکر صاحبقران نے دوبارہ گلے سے لگایا اور کہا کہ اسے بھائی میں بھی پوتا ہوں
جناب صاحبقران اول کا اور بیٹا ہوں صاحبقران اعظم کا لیکن اب

دو کلمے داستان حیرت بیان دیو ہومان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ بروقت شروع جنگ کے جو دیو وسواس نے اسکو واسطے قتل پریزادان مع بادشاہ کے قیدخانہ
مین بھیجا تھا جسوقت کہ ہومان وزیر نے سنا کہ دیو وسواس مارا گیا اُسوقت اسنے یہ خیال کیا کہ بادشاہ
یعنے انوار پریزاد کا ہلاک کرنا عبث اور بیکار ہے اسلیے کہ دیو وسواس کا دنیا پر اب آنا بہت مشکل ہے
اور اگر تم نے انھین قتل کیا تو صاحبقران زمان کو معلوم ہو جاویگا اور وہ مثل دیو وسواس کے قتل
کر ڈالینگے اور خداوند نے بھی وعدہ کیا تھا کہ مدد کرینگے لیکن کیا اچھی مدد کی کہ دیو وسواس کو قتل کرڈالا
اور آپ دھوان بنکر اُڑ گئے اب انکا ماننا بھی حرام ہے اور واقعی ایسے خداوند پر لعنت کرنا چاہیے اور یہ خیال
کرکے اُسنے اُنکے قتل سے دستکشی کی کیونکہ ؎ جاکو راکھے سائیان مار نہ سا کے کوئے +
بال نہ بیکا کرسکے گو وہ جگ بیری ہوئے + یہ وہان سے چلا یہان قیدخانہ مین جو آکر دیکھا تو
بادشاہ مع اپنے پریزادون اور رفیقون کے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے ہین
اور عورتین اپنے سر کے بال کھولے دعا کررہی ہین یہ معرکہ دیکھکر دیو ہومان نے آواز دی
کہ خیر دعا تمھارا ہدف مراد پر بیٹھا اور صاحبقران کی فتح ہوئی اور دیو وسواس مارا گیا یہ سنکر سب کے
سب برائے سجدہ خداوند عالم خم ہوے بعد فراغ سجدہ کے انوار پریزاد نے سر کو اُٹھایا اور دیو
ہومان سے کہا کہ اب ہم موجود ہین ہمارا سر کاٹ لے کیونکہ خداوند عالم نے ہماری دعائین مستجاب
کین یہ سنکر دیو ہومان نے کہا کہ وہ ہاتھ قطع ہو جاوین کہ جو آپ پر اُٹھین اور آپ لوگون کو قتل کرنا
اسلیے کہ مجھے معلوم ہوا کہ مذہب اسلام برحق ہے اور بت پرستی اور ان خداوندون کی اطاعت نہایت
بیکار ہے اور مین مسلمان ہوگیا اب مین خدمت صاحبقران زمان مین جاتا ہون اور وہان جاکر اُن سے
قیدخانہ کی حالت کہتا ہون اب آپ مطمئن رہین یہ کہکر طرف بارگاہ صاحبقران کے روانہ ہوا اور
افتان وخیزان وپریشان قریب بارگاہ گلستان ارم سلیمانی کے پہونچا اور اُس بارگاہ مین سلیمان
صاحبقران مع نقابداران جلوہ افروز ہین کہ جہتر ستہم زرین کمر نے آکر عرض کیا کہ دیو ہومان وزیر
بادشاہ دیو وسواس بغیر ہتھیار رومال باندھے ہوے در بارگاہ پر حاضر ہے اور اذن حضوری چاہتا ہے
اُسوقت ارشاد عالی ہوا کہ بلالو یہ سنکر جہتر ستہم زرین کمر گئے اور اپنے ہمراہ لیکر سامنے صاحبقران
کے لائے اُسوقت صاحبقران نے اُسکی طرف دیکھا اُسنے جھککر مجرا کیا صاحبقران زمان نے فرمایا
کہ اسکے ہاتھ کھول دو فوراً اُسکے ہاتھ کھول دیے گئے اُسوقت اسنے عرض کی کہ حضور مجھے کلمہ حق
تلقین فرمائین صاحبقران زمان نے اسے کلمہ طیبہ سے سرفراز وممتاز کیا اور یہ از سر صدق مسلمان
ہوا۔ اُسوقت صاحبقران نے اسے بیٹھنے کی اجازت دی یہ سلام کرکے بیٹھ گیا اور یون گویا ہوا
کہ حضور دیو وسواس نے مجھے براے قتل بادشاہ سابق یعنے انوار پریزاد اور اسکے ہمراہیون کے
مقرر کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ اگر میری شکست ہو تو اُن سب کو قتل کرڈالنا میرے کسی دوسرے حکم کا انتظار
نہ کرنا لیکن جسوقت سے مجھے خبر ہوئی کہ دیو وسواس مارا گیا اُسوقت سے مجھے خیال ہوا کہ اب اُنکا مارنا اچھا
نہین ہے مگر اس خیال کا دل مین ڈالنے والا معلوم ہوا اور اُنکا استغاثہ دیکھا کہ آپکی فتح کے لیے دعا کررہے
ہین اُسوقت مین مسلمان ہوا اور یہ خیال کیا کہ حضور کے سامنے جاکر مشرف ہون خداوند کریم نے ایسا ہی
کیا اور مین نے اُنکے قتل سے دستکشی اختیار کی اب جیسا حکم ہو ویسا اُنکے ساتھ کیا جاوے۔ یہ
سنکر صاحبقران نہایت خوش وبشاش ہوے اور فرمایا کہ اُنکی قید کسقدر رہوگی اُسوقت اسنے عرض کیا

کہ حضور تین ساڑھے تین سو قیدی اسوقت صاحبقران نے کہا کہ تو جا کر جلدی قلعہ قمر بخت مین پہونچا
دے کہ جو انکا قلعہ قدیم ہی اور آپنے کہہ دیا کہ وہان آپ جا کر حمام وغیرہ کیجیے اور جب طبیعت کی
درست ہو اسوقت ہمسے ملاقات کیجیے اور ہمسے اسواسطے یہ کہا جاتا ہی کہ انکے ناموس بھی
انکے ہمراہ ہین انکا آنا انکے لیے نہایت ناموسی ہی ہشتنزاد نے سلام رخصت کیا اور طرف قیدخانہ
کے روانہ ہوا اور وہان پہونچکر صاحبقران کے الطاف وکرم کا حال بیان کیا اور اپنے ہمراہ لیجا کر قلعہ
مین داخل کیا ان لوگون نے صاحبقران کا نہایت شکریہ ادا کیا اور مصروف درستی لباس وغیرہ
ہوے اور ہومان نے انکی تیمارداری مین بسرگرمی کوشش کی اور مصروف علاج ہوا بعد دو دن
کے ہومان کو بادشاہ نے بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ یہ تابعدار سراپا انتظار حاضر دربار ہونا چاہتا ہی
ہومان خدمت مین صاحبقران کے حاضر ہوا اور پیام بادشاہ کا عرض کیا۔ صاحبقران نے فرمایا
کہ کہو کہ آپ تشریف لائین۔ یہان انوار پریزاد زبان شاہ کو کہ وہ انکا ساتھی ہی ہمراہ لیکر
چلنے ہی کو تھا کہ دیو ہومان نے آکر کہا کہ حضور تشریف لیچلین اسوقت انوار پریزاد مع زبان شاہ کے
طرف دربار کے روانہ ہوے جب قریب دربار پہونچے صاحبقران نے برائے استقبال خضر زردپوش
کو روانہ کیا اور چند ماور دیو بھی اسکے ساتھ گیے جب یہ پہونچے تو خضر زردپوش نے انکا استقبال
کیا اور خدمت صاحبقران مین لیکر حاضر ہوا اور صاحبقران زبان نے انکے لیے ایک تخت شاہی
بچھوا کر کہا اسوقت آپ نے انکی طرف دیکھا انھون نے سلام کیا صاحبقران نے تخت پر بیٹھنے کی
اجازت دی اسوقت انھون نے کہا کہ نہین تو اب تخت وتاج سے کچھ سروکار نہین ہی ہمین تو آپ
اپنی رعایا تصور فرمائین صاحبقران نے فرمایا کہ آپ کچھ اندیشہ نہ کرین ہم کسیکا تخت وتاج نہین چھینتے ہین
یہ مالک ہو اور تاج اور تخت آپکا آپ ہی کو مبارک رہے [illegible] آپ نے انکو تخت پر بٹھایا اور
جتنے انکے ملازمین تھے انھے نذرین دلوائین اور [illegible] وزارت [illegible] ہومان کو انکا وزیر مقرر کیا
اسوقت انوار پریزاد نے شکریہ [illegible] ادا کیا صاحبقران نے فرمایا کہ دیو وسواس کا حال آپ
کچھ بیان کیجیے بادشاہ نے عرض کیا کہ یہ سپہ سالار میرا تھا اور خداپرست تھا ایک دن صحرا مین
تھا کہ آواز آئی کہ تو ہمکو اپنا خدا وند تعالی تصور کر تو ہم تجھے یہان کا بادشاہ کر دین اسنے کہا کہ مین آپ کو
پھر کیونکر پاؤنگا اسوقت آواز آئی کہ ایک بت بہت بڑا سا لا کہ اسمین ہم بیٹھینگے یہ بات سنکر وہ
بت تیار ہوا اور اسنے بخوشی [illegible] آدمیون کو اپنی دیوون کو بھی موافق کر لیا تھا اور فرزند میرا
کہ نام اسکا سلطان [illegible] ہی کہ وہ نہایت [illegible] اور بہادر تھا جب وہ مبتلا سے بلا ہو گیا اسوقت اسنے
مجھے مع [illegible] اہل وعیال کے قید کر لیا اور مذہب بھی اسنے تبدیل کیا اور اس بت کو سجدہ
کرنے لگا اور اب یہان کی حکومت کرنے لگا اس قید مین [illegible] آٹھ پہر [illegible] اسکو خدا ہی
خوب جانتا ہی بیان سے باہر ہی لیکن ایک روز [illegible] کرتے سو گیا تو مین نے خواب
مین دیکھا کہ جناب حضرت سلیمان علیہ السلام تشریف لاے اور فرمایا کہ تو غم نہ کھا کہ زمانہ تیری
رہائی کا قریب آ گیا اسلیے کہ کفارون سے تمام [illegible] کر دیا ہی لیکن ہماری اولاد مین سے
ایک شخص پیدا ہوا ہی وہ صاحبقران [illegible] اسلام آباد کریگا اور قریب
ہی کہ وہ تمھاری امداد کرے اور تمھین پھر بادشاہ کرے [illegible] آنکھ کھل گئی اور
مین کچھ اور زیادہ پوچھنے بھی نہ پایا [illegible] مبدل ہو گئین اور

اس دن کا انتظار کرنے لگا۔ الحمد للہ کہ آپ کے جمال باکمال کی زیارت سے مشرف ہوا اور یا بھی یہ
سنکر صاحبقران نے سجدۂ شکر کیا اور فرمایا کہ یہ رومال جو آپ کے گلوے مبارک بندھا ہوا ہے اسکی
کیا وجہ ہے۔ بادشاہ نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا کہ یا صاحبقران میرا غم لائق سننے
کے نہیں ہے کیونکہ ایسا نہو کہ اس غم کو سنکر حضور بھی مبتلاے غم ہوں اور میری حالت یہ ہے بقول شاعر ؎
روتے ہیں ساری رات سارے دن + کیا مزے سے کٹتے ہیں ہمارے دن + مرا دردیست اندر
دل اگر گویم زبان سوزد + وگر دردم کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد + حضور نے یہ کہاوت
بھی سنا ہوگا۔ دوہا۔ آہ کروں تو جگ جلے اور جنگل بھی جلجاے + ہوا پاپی جیو اندر جلے کہ
جسمیں آہ سماے + میرا حال ایک داستان عظیم ہے اگر آپ بگوش ہوش سماعت فرمائیں تو
میں عرض کروں۔ صاحبقران نے فرمایا کہ جو مصیبت آپ کی ہے اُسے میں اپنی مصیبت تصور کرتا ہوں
حال اپنا بیان کرو۔ اُسوقت پھر ایک آہ انھوں نے کھینچی اور ریحان شاہ کی جانب کو دیکھا۔
ریحان شاہ کے بھی آنکھوں سے آنسو جاری ہوے صاحبقران نے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے
انھوں نے کہا کہ یہ مجھ سے زیادہ صاحب آزار ہیں اور فی الحال میرے ہمدرد بھی ہیں یہ کہکر
اپنی روداد بیان کرنا شروع کی اور کہا کہ ایک سوداگر خواجہ کمتر نامی کہ جو اولاد دہلول سے ہے گذر
ہوا کہ وہ کچھ مال تجارت لیکر میری بارگاہ میں آیا اور اسکے ساتھ ایک میمون بھی تھا لیکن اُسکے
جسم پر مختلف رنگ نہایت ہی خوشنما تھے۔ سوداگر نے آکر مجھے سلام کیا اُسی طرح سے اُس
بندر نے بھی سلام کیا اور مودب ساتھ سوداگر کے کھڑا رہا میں نے اجازت بیٹھنے کی
سوداگر کو دی وہ بندر اُسی مقام پر ایستادہ رہا۔ سوداگر سے میں نے کہا کہ اسے بھی بٹھاؤ
سوداگر نے کہا کہ یہ اجازت کا امیدوار ہے میں نے اجازت دی تب وہ بھی پاس سوداگر کے کرسی
پر بیٹھ گیا۔ اس میمون کے حرکات و سکنات دیکھکر میرا فرزند یعنی سلطان ورقہ نہایت متعجب
ہوا اور اسکو وہ بندر بہت پسند آیا لیکن بخوف میرے خاموش رہا۔ جب اشیا جواہر وغیرہ
میں نے دیکھے اور حسب خواہش اشیا خرید چکا اُسوقت میرے فرزند نے پوچھا کہ یہ میمون بھی
جدا کروگے۔ سوداگر نے عرض کی کہ یہ بندر میرا محسن ہے اسلئے کہ ایک جزیرہ قاف میں میرا گذر ہوا
وہاں ایک جھنت اسکو لیکر میرے سے فروخت کو آیا میں نے دو سو روپیہ دیکر اُس سے خرید لیا جب
میں اپنے جہاز پر آیا اور تیاری میں نے کی تو دیکھا کہ یہ بندر اپنے گلے سے زنجیر چھڑاکے دریا میں
کود پڑا۔ مجھے نہایت ہی تعجب ہوا اور خیال گذرا کہ وہ جھنت اسکو اسی طرح سے فروخت کرتا ہے اور
یہ اسی طرح سے بھاگ جاتا ہے میں سکوت میں بیٹھا تھا کہ دیکھا میں نے کہ دریا سے ابھرا اور منھ
میں ایک سیپ دبائے ہوے میرے جہاز پر پھر آیا اور مجھے سیپ دیدی میں نے جب اُس
صدف کو چاک کیا تو اسمیں سے کئی ہزار روپیہ کے گوہر بیش بہا نکلے تب تو اسلئے اپنی ہزار گنی
قیمت دیدی اور میرے ہمراہ رہنا پسند کیا تو کہاں میں اسے میمون کو فروخت کر سکتا ہوں اگر یہ
میمون خود آپکے پاس رہنا گوارا کرے تو مجبوری ہے یہ سنکر سلطان ورقہ یعنی میرے فرزند نے
کہا کہ کیوں اے میمون اگر تم ہمارے پاس رہنا مناسب جانو تو چلے آؤ۔ میمون نے سوداگر کی طرف
دیکھا اُسوقت سوداگر نے کہا کہ اگر تمھارا جی چاہتا ہے کہ میں شاہزادہ کے پاس رہوں تو بہتر ہے میں بھی
کبھی کبھی آکر دیکھ جاؤنگا اُسوقت بندر نے سلام کیا اور سوداگر کے پاس سے اٹھکر شاہزادہ کے پاس

آ بیٹھا شاہزادہ بہت خوش ہوا اور بال چھان اُسکی تا بنا گوش تک آگئین اور سوداگر خواجہ کمتر کو
مال و اسباب جو خرید ا تھا دیکر رخصت ہوا اور یہ شاہزادہ اُس بندر کو لیکر داخل محل ہوا بندر نے
جوبات چوباد کے ہر ایک کو سلام کیا سب عورتین بہت خوش ہوئین اور تعجب سے کہتی تھین
کہ کیا خوب اسکو سکھایا ہی کہ اسمین تمام حرکات و سکنات انسانی ہوگئے ہین غرضکہ شاہزادہ
اپنی خوابگاہ مین اسے لیگیا اور نہایت مانوس ہوا ایک روز اُسنے شب کو ایک تصویر شاہزادی
کو دی یہ اُس تصویر کو دیکھکر عاشق ہوگیا اور پوچھا کہ اے میمون یہ تصویر کسکی ہے اور کیا مہر
ہی مجھسے مین کیونکر دریافت کرون کہ تو بات نہین کرسکتا ہی چونکہ وقت تخلیہ تھا میمون گویا
ہوا اور کہا کہ مجھکو حکم بات کرنے کا نہین ہی ہمکو گویائی خدا وند کریم نے ہاین بھی عنایت کی ہی
اور اگر ایسا نہوتا تو ہم تمام باتین آپ لوگون کی کسطرح سمجھ سکتے اور نہ میری گویائی کا حال کسیکا سے
بیان نہیجیے گا یہ تصویر شاہزادی گلشن روم کی ہی اور اسکے باپ کا نام رمان شاہ ہی اور شاہزادی
کا نام کوکب الکلس پوش ہی اُسکے اوپر ایک جن نہایت زبردست سوار ہی لہذا وہ آپکو طلب کریگا
اور آپ بلا تکلف چلیے گا مین ایک نقش آپکو دونگا وہ جن جلکر خاک ہو جاویگا اُسوقت شاہزادی
کا عقد آپکے ساتھ ہو جاویگا - یہ سنکر شاہزادہ اُس سے اور زیادہ خوش ہوا اور اُس بندر سے
اُنس کرنے لگا اور رمان شاہ ایک روز صبح کو جو اُٹھے تو دیکھا کہ ایک پرچہ کاغذ ملفوف میرے
سرہانے رکھا ہوا ملا جب رمان شاہ نے اُس لفافہ کو چاک کیا تو اُسمین سے ایک پرچہ کاغذ نکلا اور یہ
لکھا تھا کہ اے رمان شاہ قلعہ قمر بخت مین سلطان ورقہ نامی ہی اگر وہ آجاوے تو تمھاری لڑکی بہرہ
اچھی ہو جاوے پس رمان شاہ اُس پرچہ تحریر کو پاتے ہی بہت مسرور ہوا اور اُسیوقت اُسنے
اپنے وزیر کو طلب کیا اور کہا کہ تو طرف قلعہ قمر بخت کے روانہ ہوا اور وہان جاکر سلطان ورقہ
کو لے آ - وزیر حکم پاتے ہی طرف میرے قلعہ کے آیا جب مجھے خبر معلوم ہوئی تو مین نے
اُسکا استقبال کرایا اور داخل دربار کیا - اُسوقت وزیر نے کہا کہ مین نے یہان کے لوگون سے
دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سلطان ورقہ حضور کے فرزند ارجمند ہین اور وجہ میرے آنے کی
یہ ہی کہ میرے بادشاہ یعنی رمان شاہ نے اُنکے لینے کے لیے بھیجا ہی اُسوقت مین نے کہا کہ
کس غرض سے اُنھون نے طلب کیا ہی اُسوقت وزیر نے ساری روداد جن کی بیان کی مین نے
اُس سے کہا کہ میرا فرزند نہ تو عامل ہی اور نہ کیمیاگر ہی جو کسی سے یہ خبر اُس سے دفع کی ہی
ہان والد ماجد مرحوم عامل زبردست تھے اور مین کچھ نہین جانتا - اُسوقت سلطان ورقہ فرزند
حقیر میرے پہلو مین بیٹھا ہوا تھا وہ ہنسا مین نے کہا کہ تمھاری ہنسی کا کیا سبب ہی اُسنے کہا کہ
مین اُس جن کو انشاء اللہ اُتار دونگا مین نے کہا کہ کیا تو نے کچھ اپنے دادا سے یاد کیا ہی اُسنے
کہا کہ مین نے سیکھا تو کچھ نہین ہی مگر عالم رویا مین جناب دادا صاحب نے مجھے اسکا اُتارنا بتادیا
ہی اُسوقت وزیر نے اصرار کیا اور کہا کہ حضور یہ گھر آپکا ہی اور وہ بھی آپکا گھر ہی جیسے یہان رہیے ویسے
وہان رہیے اور ایک شخص اگر حضور کی بدولت اچھا ہو جاوے تو کیا مضائقہ ہی اُسنے کچھ اس ترکیب
سے کہا کہ سوائے اجازت دینے کے اور کچھ نہ بن پڑا حتی کہ بندہ زادہ مع وزیر کے گیا اور رمان شاہ
کے دوان پہونچا رمان شاہ نے بہت تملق اسکے ساتھ کیا اور کہا کہ مین اُس جن کے اُتارنے
سے باز آیا مجھے ایسے شکیل کو موت کے پنجہ مین بھیجنا نہین چاہتا کیونکہ اُس جن کا قاعدہ یہ ہی کہ جو کوئی

عامل جاتا ہے وہ اُسے قتل کر ڈالتا ہے اسلیے مین تمہارا جانا مناسب نہین جانتا اُسنے کہا کہ حضور
مین انشاء اللہ اُسے ضرور اُتار لونگا اور جلا کر خاکستر کر دونگا آپ مطمئن رہیے آخرکار زمان شاہ
مجبور ہوا اور اُسنے دو سو سے زیادہ ملازم اُسکے ہمراہ کیے اور طرف اُس باغ کے روانہ کیا جب
یہ قریب باغ کے پہونچے تو ملازمین الگ ٹھہر گئے اور کہا کہ بسم اللہ آپ تشریف لیجائیے یہ دروازہ
کھول کر اندر اُس باغ کے گیا اور تعویذ کو اپنے ہاتھ مین لیا اور ایک انگشتری بھی اپنے ہمراہ لی اُسوقت
اُسنے دیکھا کہ ایک عورت نہایت حسینہ وجمیلہ اُس باغ مین برہنہ تلوار ہاتھ مین لیے ہوئے اسکے نزدیک آئی
اور کہا کہ کیا تو مجھے اُتاریگا اور قریب اسکے آگئی اُسوقت بندہ زادہ نے اُس تعویذ کو اُس پر ڈالدیا
اُسمین سے دھوان نکلا اور اُسکے بدن مین لگا تلوار اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور لگی چلانے کہ ہائے
جلا اور یہی چلاتی ہوئی وہ گر گئی اور بیہوش ہوگئی جب ہوش آیا تو اُسنے لباس طلب کیا اور کہا
کہ مین کہان ہون اُسوقت دوشالہ بندہ زادہ نے اُسپر ڈالدیا اور یہ خبر زمان شاہ کو پہونچی زمان شاہ
اُسی وقت باغ مین آئے اور اپنی دختر کو داخل محل کیا اور میرے فرزند کو اپنی بارگاہ مین لائے اور
ترنج خوشبودار اُسکے سینہ پر مارا اور کہا کہ اس دختر کو آپ اپنی کنیزی مین قبول کرین اسلیے کہ آپنے
اسے برہنہ بھی دیکھا ہے آخرکار زمان شاہ مع اپنی دختر اور میرے فرزند کے قلعہ فرخ بخت مین آئے
مین بہت خوش و مسرور ہوا اور تمام ارکان سلطنت کو بیحد خوشی اور مسرت حاصل ہوئی اُسوقت مین
تیاری شادی مین مشغول ہوا ادھر میمون بدشعار کا حال حضور ملاحظہ فرمائین کہ اُسنے ایکدن بندہ زادہ
تخلیہ مین پاکر عرض کیا کہ یہ تو آپ کو مبارک ہو لیکن آپ دوسری بات سنیے اور عرض کرتا ہون کہ آپکے
دادا نے ایک خزانہ بہت عمیق پوشیدہ کیا ہے کہ وہ کسیکو نہین معلوم ہے اُس خزانہ کو بھی آپ
فراہم کیجیے فن سپاہ گری مین تو آپ کا شہرہ ہو ہی گیا عالم زبردست بھی اب کہلائیے گا سلطان
ورقہ نے پوچھا کہ اے میمون باوفا وہ خزانہ کہان ہے اسنے کہا کہ مین بتاتا ہون لیکن میرے کلام کو
صادق جانیے گا جو مین کہون اُسپر عمل کیجیے گا اور ہرگز جو کوئی منع کرے تو آپ اُسکے کہنے کو نہ مانیے گا
اُسنے اقرار کیا اور کہا کہ جیسا تم کہوگے ویسا ہی مین کرونگا اُسوقت اُس بدذات نے ایک چھڑی اُسکو
دی اور کہا کہ جانب مغرب جو کوٹھری ہے قفل ہے اسکو آپ کھولیے گا اور اُسکے اندر پتھر سنگ سیاہ کا
رکھا ہے اُسکو اُٹھائیے گا اسوقت آپکو ایک زینہ ملیگا اُسمین چلے جائیے گا بعد اُسکے ایک الماری
آپکو دکھائی دیگی اور اُسمین ایک مرغ آپکو بیٹھا ملیگا اور وہ آپ سے میری بدی کریگا آپ ہرگز
کچھ خیال نہ کیجیے گا اور اُسے ذبح کر ڈالیے گا بعد اُسکے آپکو خزانہ ملجائیگا کہ آپ اُس سے بہت
مسرور ہونگے اُسوقت اُس کم عقل و کج فہم نے اُسکے کہنے کو باور کیا اور داخل محل ہوا اور اُس کوٹھری
کے کھولنے کا قصد کیا ایک آدمی وہان سے منع کیا اور کہا کہ جبسے آپکے دادا صاحب نے انتقال کیا
ہے اُسوقت سے کوٹھری بند ہے اور اُنکی ممانعت اسکے کھولنے کی ہے بندہ زادہ نے جھڑک دیا اور
قفل کو کھولا تو جیسا اُس بدذات نے کہا تھا ویسا ہی مشاہدہ کیا اور مرغ دکھائی دیا اُسوقت اُس مرغ
نے آواز دی کہ اے شاہزادے مین تمہارے راز دلی سے آگاہ ہون خبردار اُس بدذات کے کہنے پر عمل
نکرنا نہین تو تم عذاب سخت مین مبتلا ہو جاؤگے تمہارے دادا صاحب نے مجھے نگہبان اپنے گھر کا
مقرر کیا ہے جسوقت تک مین اس مقام پر ہون کوئی جن اور ساحر تم لوگون کو اذیت نہین دیسکتا اور وہ
میمون جیسی ہے تمہارا ہمدرد نہین ہے تمہارا دشمن قوی ہے میری وجہ سے کچھ نہین اسکا اور نہ کر سکتا ہے تم بیشتر تا

ہی عجز کر اسکے اور خوش ہوگئے اور نہیں تو جسطرح سے کہ باز کو مار کر بادشاہ پچھتایا تمھاری طرح تم بھی کف افسوس
ملوگے لیکن اسنے اسکے کہنے پر کچھ التفات نہ کی اور بہت جلد دست ظلم کو دراز کیا اور اُس مرغ کو ذبح کر ڈالا
اسکے مرتے ہی وہ میمون مثل شعلۂ جوالہ بھبکا اور محل مین آیا اور گرکر شکل انسانی پیدا کی اور پیدا ہوکے
ایک تاریکی سحر اسنے مارا جب وہ پھٹا تو تمام مکان تاریک ہوگیا حسب اتفاق میری دختر نے وہ اسطلسم دیکھنے
کے اسکی دختر یعنے سجادیج کو بلایا تھا اور دونون تخلیہ مین بیٹھی ہوئی باتین کر رہی تھین وہ دھوان
اُن دونون کی طرف یہ کہتا ہوا چلا کہ منم میمون جنی۔ اب ان دونون سے ملاقات روز حشر ہوگی۔ اب
اسنے تم لوگ دست کشی کرو جب وہ دھوان برطرف ہوا تو اُن دونون کو اُس مکان مین نہ پایا اُسوقت
محل مین ایک کہرام عظیم برپا ہوا مین گھبرا کر داخل محل ہوا اور ساری روداد سنی اور اُس مرغ کا
ہلاک ہونا بھی سُنا اُسوقت سلطان ورقہ اُس کوٹھری کے باہر آیا اور اسلیے کھی یہ خبر کہ سُنا اور
چاہا کہ اپنے کو ہلاک کر ڈالے ہم سب نے اُسکو باز رکھا اور یہ کہا کہ ایک تمھارے دادا کا شاگرد کہ نام
اُسکا فہیم عامل ہے اُسے بلوا کر ساری حقیقت ہم دریافت کرتے ہین یہ کہکر مین نے فہیم کو بلوایا جب
وہ آیا تو میرے لئے اور سلطان ورقہ نے سارے حالات بیان کئے اسنے بہت افسوس کیا اور کہا کہ
اب مکان تو اُنکا بند نہین ہوسکتا مگر مین اُن دونون کے حالات سے آپکو آگاہ کرتا ہون یہ کہکر
اسنے خانۂ مرگ کو خانۂ حیات کے مقابل کیا اور بالنہ اسنے پھینکا اور زائچہ کھینچ کے بتلانے لگا کہ
وہ جن شاہزادی گلشن روم پر عاشق تھا اور اُسکا قبضہ اُسپر نہین ہوسکتا تھا کیونکہ جو جن کہ مثل
شاہزادی پر تھا وہ اُسکا عزیز تھا اسوجہ سے یہ اُسپر قابو نہ کرسکتا تھا اور وہ دونون قوم کفار سے
تھین اسنے سلطان کے ہاتھ سے اُس جن کو جلوا دیا اور آپ اب موقع پاکر مرغ کو ذبح کرا کے
اُن دونون شاہزادیون کو لیکر روانہ ہوا اُسوقت ہمنے پوچھا کہ کس سمت کو اُسوقت فہیم نے پھر
غور کیا اور کہا کہ مین معروض کرتا ہون۔ مین نے کہا کہ اے فہیم روشنضمیر جلد بتلاؤ اسنے کہا کہ
یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس مقام کا نام طلسم تحویل سلیمانی ہے اور جو اُسکا بادشاہ ہے سلیمان بھی اُسکو کہتے ہین
بادشاہ طلسم سے اور اُس سے کچھ ملاقات ہے کہ یہ بھی ساحر ہے پس یہ اُسی مقام پر لیگیا ہے
بندہ زادہ نے پوچھا کہ وہ کس سمت کو ہے فہیم روشنضمیر نے کہا کہ شمال کیجانب ہے اور درمیان راہ
مین پانچ مصیبت ہے اور ابھی اُسکے ایک صحرا ہے اُس صحرا کو جب طے کرے تو اُسکے سامنے ایک کوہ
ہے اُسپر ایک مرد لنگ بیٹھا ہوا ہے اُسکو حقیقت اس طلسم کی معلوم ہے اور اکثر وہ مخالفت کرنیوالے کا
مقابل ہوجاتا ہے اسلیے تکلیف دیتا ہے یہ کلام فہیم روشنضمیر کا سنکر یہ جانے پر آمادہ ہوا
مین نے اور ریحان شاہ نے منع کیا مگر اُسنے کہا کہ اگر آپ مجھے نہ جانے دینگے تو مین اپنی جان
دیدونگا اُسوقت فہیم روشنضمیر نے کہا کہ اے صاحبزادے اگر تم جاؤگے تو کچھ فائدہ نہوگا البتہ
اولاد صاحبقران سے جو ہوگا وہی فاتح اُس طلسم کا ہوگا لیکن اسنے نہ مانا اور تیاری جانے
کی کردی اور مین نے بھی مصلحت وقت جانکر اُسکو نہ روکا اور چند رفیقون کو اُسکے ہمراہ کیا لیکن
میرے فرزند کے ایک رفیق امرا پریزادہ تھا کہ وہ اُسکے ہمراہ ہوئی اور چند دیو اور پریان
یہ ساتھ لیکر روانہ ہوا اور ہمکو انکی بھی نشان سے جب قریب اُس فقیر کے پہونچا اسنے
مخالفت کی لیکن میرے فرزند نے نزدیک وقت پھر اسکو ایک ہرن دکھائی دیا یہ اُسکے تعاقب مین
چلا یہ پری منع کرتی رہی اُسکے ساتھ دوڑی جب وہ ہرن برابر حد طلسم کے پہونچا تو دیکھکر

اور دونوں کو اٹھا لے گئے اسوقت وہ ہمراہی جو ساتھ گئے تھے واپس آئے اور چند لوگ ابھی
وہیں ہیں اور انکی نسبت ساری حقیقت بیان کی۔ یہاں ایک کہرام برپا ہو گیا اسی عالم میں سمجھے
غافل و کفر در پا کر اس دیو وسواس بہزاد نے یورش کیا اور ہمیں قید کر لیا جسکے باعث نجات
حضور ہوئے اور اسنے یہاں کفر پھیلایا اور دین اسلام کو برباد کیا غرض سارا حال حضور سے من و عن
گذارش کیا یہ کہکر ایک صندوقچہ اسکے پہلو میں تھا اٹھا کر کھولا اور ایک تصویر دلپذیر نکالکر ایک آہ
سرد دل پر درد سے کھینچی اور وہ تصویر شہزادے کی پیش کی اور کہا کہ سلطان وقت یہی میرا فرزند ہے
کہ جس سے دیوان قاف ہمیشہ ڈرا کیے اور میری حکومت پر کبھی زوال نہ آتا تھا شاہزادہ نے وہ تصویر
اپنے دست مبارک میں لی اور اسے بغور ملاحظہ کیا اور فرمایا کہ حقیقت میں ماشاء اللہ کیا جوان معقول
ہی اگر خدا نے چاہا تو تم سے پھر آ کر ملتا ہی۔ اسنے عرض کیا کہ اقبال صاحبقرانی اور شفقت صاحبقرانی
سے بعید نہیں ہی اگر خدا نے چاہا۔ یہ کہکر دوسری تصویر نکالی اور صاحبقران کو دی اور کہا کہ میرے بیٹے
کی رفیق وزیر زادی نام امیر پری ہی آپنے بھی اپنی جان شیریں کو اسکی محبت میں تلخ کیا اور اسنے
انہیں طلسم میں پھنسا دیا اور اس تصویر کے او ہر نگاہ رستم زرین کمر نے جو کی تو شہزادے نے وہ تصویر
رستم کے ہاتھ میں دی رستم نے اسے بغور دیکھا اور یک بیک رنگ و رو متغیر ہونے لگا چہرہ پر آثار
عشق نمودار ہوئے حیرت زدہ ہو گیا شہزادے نے یہ حال پر ملال اسکا دیکھکر تصویر اسکے ہاتھ
سے لے لی اور فرمایا کہ آپکے طرف کا حال کھلگیا کہ اتنے میں آبل پڑے۔ یہ سنکر اسنے سر اپنا
جھکا لیا اس بادشاہ نے تصویر کو رکھکر یہ خیال کیا کہ دیکھوں صاحبقران کیسے صاحب ظرف حقیقت
قلب انسان کی جو ہوتی ہی وہ ظاہر ہی یہ دل میں تصور کرکے تصویر اپنی دختر بلند اختر کی نکالی اور عرض کیا
کہ اے شہزادے عالی مرتبت اس تصویر کا حال عرض کرتا ہوں کہ یہ میری دختر نیک اختر پاک دامن
نیک طینت نام اسکا مہتاب پری ہی یہ کہکر صاحبقران کے ہاتھ میں دی صاحبقران نے اس تصویر
کو جو دیکھا تو چہرہ پر ہوائیاں سی اڑنے لگیں اور دل مثل بتاسے کے بیٹھ گیا اور مردم دیدہ حلقہ
چشم میں بیتاب ہو کر مانند آتا رہا سے آتشبازی آنسوؤں کے فوارے آنکھوں سے جاری ہوئے
یہ حال دیکھکر بادشاہ انوار شاہ نے تصویر شہزادے کے ہاتھ سے لے لی اور صندوقچہ میں بند کر دی
شہزادے کو کچھ دیر کے بعد ہوش آیا عیار اٹھکر تسلیم بجا لایا۔ بس صاحبقران نے جواب سلام بافت کا
دیا۔ بادشاہ نے ترنج خوشبودار صاحبقران کے سینہ پر مارا اور عرض کیا کہ اس کنیز کو آپکی خدمت میں دیا
اور وزیر نے سینہ رستم پر ترنج مارا اور کہا کہ امیر پری کا عقد انشاء اللہ آپکے ساتھ ہوگا۔ غرض کہ
ان دونوں صاحبوں کو سرور سا رہا کچھ دیر کے بعد یہ فرمایا کہ اے رستم چلکے دربار کو آراستہ کرو
اور بادشاہ کو مع زمان شاہ کے تخت پر بٹھاؤ میں آتا ہوں۔ اسی وقت اسنے حکم دیا دربار آراستہ
ہوا تمام سردار اپنے اپنے دنگلوں پر جلوہ افگن ہوئے اور دیو زاد بھی دنگلوں پر متمکن ہوئے
اور بادشاہ انوار شاہ بھی تخت پر آکر جلوہ افروز ہوئے دربار سب سرداروں سے معمور تھا کہ صاحبقران
مع رستم بارگاہ گلستان ارم میں داخل ہوئے سب سردار اٹھکر کھڑے ہوئے صاحبقران دنگل صاحبقرانی
پر متمکن ہوئے اور آپنے سب سرداروں سے مع نقابدار کے یہ فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگ
بخدمت صاحبقران اعظم یعنی والد ماجد تشریف لیجائیں اور آپ لوگ گلستان ارم میں آپ چند
قیام فرمائیے اور کوہ مروارید پر صاحبقران کو جاکر تشریف رکھنے میں انسے بھی آپسے ملاقات ہوگی

اور جلد حالات ہین نے خرا مین مندرج کردیے ہین - یہ کہکر اخضر زرد پوش سے کہا کہ اے برادر
یہ کل فوج اور بارگاہ تم لیکر خدمت صاحبقران اعظم مین روانہ ہو - یہ سنکر اخضر کی آنکھون سے
آنسو جاری ہوے اور عرض کیا کہ اے سلطان صاحبقران مین نے تو سلطنت کو خاک سمجھا تھا
چاہا کہ ان قدوم میمنت لزوم سے کسیوقت جدا نہون اور آپ ایسا فرماتے ہین کہا اے برادر طلسم مین اور
کسی کا کام نہین ہے کیونکہ کاہنان طلسم نے فتاحی طلسم ایک ہی پر مقرر کی ہے یہ سنکر اخضر زرد پوش
کا رنگ فق ہوگیا اور جواب نہ دیسکا سوا اسکے کہ آنچہ رضاے مولا از ہمہ اولا - اور اُس وقت
گستہم سے صاحبقران نے فرمایا کہ تم بھی ہمراہ لشکر جاؤ - یہ سنکر گستہم نے کہا کیا خوب نام مرے
مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری ہمیشہ جان نثار صاحبقران کہلاتے ہین اسوقت مین آپکے
قدمون سے جدا ہو جاؤن اور پھر روے سیاہ آپکو دکھاؤن مجھسے یہ ہرگز نہوگا صاحبقران کو
اُسوقت کچھ نہ بن پڑا اور سمجھے کہ قتل ہے یہ بھی تو اسرار پری پر شیفتہ اور فریفتہ ہوچکا ہے اسوقت
اسکی دلشکنی نہ چاہیے اور پھر یہ بھی خیال آیا بقول شاعر ع قیس جنگل مین اکیلا ہے مجھے جانے دو
خوب گذرے گی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو + یہ خیال فرما کر اسکا لیجانا جائز رکھا اور خاموش ہو رہے
اور کل فوج کو مع علم و نشان و بارگاہ کے بسمت گلستان ارم روانہ کیا - اور اخضر زرد پوش نے راہ مین
پہونچکر یہ خیال کیا کہ اگر لشکر مع بارگاہ عالیشان کے پہونچیگا تو نہین معلوم کیا وسواس آئے یہ تصور
کرکے وہ فتحنامہ ایک دیو کے ذریعہ سے پیشتر روانہ کیا اس عقلمندی پر لقا بدار گوہر پوش و لقا بدار
یاقوت پوش نے آفرین کی اور کہا کہ ماشاء اللہ آپ نے نہایت عقلمندی کو کام فرمایا تم نہایت فہمیدہ
و سنجیدہ آدمی ہو اخضر زرد پوش نے سلام کیا اور عرض کیا کہ یہ فیض صحبت آپ لوگون کا ہے - ایسا یہ لشکر
جرار بصد کر و فر قطع منازل و طی مراحل کرتا ہوا اُس طرف کو روانہ ہوا - ان لوگون کو راہ مین چھوڑ کے

چند کلمے داستان سلیمان صاحبقران عالیشان کے بیان ہوتے ہین

کہ یہ جب خیمہ مین واسطے آرام کے آئے اور خیال اُس تصویر دلپذیر کا آیا پلنگ پر مثل ماہی بے آب
کے تڑپنے لگے دل سے باتین کرتے تھے کہ یا رب کب اُس محبوب جانی اور یار جادو دانی سے
ملاقات ہو اور کبھی اُسکی زلف گرہ گیر کو یاد کرکے مثل سودائیون کے سر پٹکتے تھے اور کبھی اُسکے
عارض پر نور کے صدقے ہوتے تھے اور کبھی اُسکی چشم کا خیال کرکے آنکھون سے آنسو جاری کرتے
اُسکی تصویر دلپذیر کا جو نقشہ یاد آیا سراپاے آفت خیز کو دیکھکر دل ہاتھ سے بے اختیار جاتا رہا
ہفت اقلیم مین اُسکا ثانی نہین خدا کی پناہ قد و قامت ایسا کہ سرو گلشن خجل تیغ ادا سے بسمل
سراپا اسکے بسمل پیشانی مہتاب سے زیادہ روشن یہ تو پرانی تشبیہ ہے میری سمجھ مین یہ بات آتی ہے
کہ موسی دل کے لیے طور ہے سراسر نور ہے خنجر ابرو کی کاٹ مین غضب کے جوہر یا وہ کمان جسکے تیر
جگر آنکھون سے آہوے ختن آنکھ چرائے نرگس بیمار کو سکتہ ہو جائے کان کیا حسن کے صدف ...
بینی مین بڑے بڑے بہا کا ... دان ... کہانتک اسکا سراپا بیان کیا جائے یہ حال
قدرت خدا کہنا چاہیے جیون جیون رات جاتی تھی شہزادے کی اضطرابی دل بڑھتی جاتی تھی اور کبھی
گستہم سے کہتا کہ کیون یار وفادار کس دن ہوگا جو اُس محبوب مطلوب کے دیدار فرحت آثار سے مشرف
ہونگے گستہم سمجھاتا کہتا کہ اے شہریار جفا سے صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے خدا وہ بھی دن کریگا اور لقوا ...

ہ اُس سے فضل کرتے نہین لگتی بار * ہو اس سے مایوس امیدوار * اور اے شہریار مین اپنے
قلب مضطر کی کیا حالت بیان کرون سوائے اسکے ہ یہ دعا کرتا ہون رکھکر خاک پر شب کو جبین پہ دیے
بلا دلبر سے گویا جا رہے المتعف قین * یہان یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ آثار صبح فلک پر نمایان ہوئے
[illegible] مرغ سحر کان مین آئی شہزادہ اُٹھا گستہم نے آفتابہ پانی لاکر رکھ دیا شہزادہ نے وضو کے
نماز وظیفہ سے فراغت پائی اور چلنے کی تیاری کی کہ اتنے مین بادشاہ انورشاہ مع زمان شاہ و اسکے
قدمبوسی شہزادہ کے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے شہریار آج ہی قصد ہے۔ صاحبقران نے فرمایا کہ
مجھے ایک پل مثل ایک سال کے ہے جب تک کہ اس طلسم کی جڑ بنیاد کو نہ مٹا لونگا مجھے قرار نہ آئیگا
چند عرصہ تک یہی باتین رہین جب وہ وقت آیا اور ذرا آفتاب مین تیزی پائی جانے لگی تو شہزادہ
نے انورشاہ سے رخصت چاہی انورشاہ آنکھون مین آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ اے شہریار میری یہ
تمنا تھی کہ چندے آپ ہی کے دیدار فرحت آثار سے آنکھون کو روشن کرونگا لیکن آپ سے بھی اتنی
جلد جدا ہونا پڑا۔ شہزادہ نے بہت تسلی و تشفی دیکر فرمایا کہ انشاءاللہ مین بہت جلد واپس آکر آپ
سے ملونگا اور اب کوئی فتنہ و فساد بھی نہین باقی ہے کیونکہ دیو وسواس مار ڈالا گیا اب آپ بفراغت تمام
تشریف رکھیے یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوئے اور گستہم نے رکاب پر ہاتھ رکھ دیا انورشاہ نے
بدقت تمام اجازت دی اور کہا کہ پروردگار آپکو زندہ و سلامت جلد لائے یہ کہکر انورشاہ
زمان شاہ وغیرہ اپنے مقام پر واپس آئے اور شہزادہ والا تبار مع عیار وفادار طرف طلسم تحویل سلیمانی
کے روانہ ہوئے یہ تو طے منازل و قطع مراحل کرتے ہوئے جاتے ہین انکو تو راہ مین چھوڑیے اب

حال پر ملال صاحبقران ثانی جو تشریف خانہ کعبہ کو لیگئے تھے بیان ہوتا ہے

بعد انتقال صاحبقران اول کے جو رفقا ساتھ تھے قضا و قدر نے انکو بھی نہ چھوڑا یہ اسی قصد مین
تھے کہ جنگ احد والون سے خون صاحبقران یعنی والد ماجد کے خون کا انتقام لونگا اسوقت تک
کوئی خط خطوط بدیع الملک کا نہ آیا تھا معلوم ہوا کہ صاحبقران کے دل پر ایک بڑا غم چھایا ہے بیقرار
ہوکر دعا بارگاہ جناب احدیت مین کرتے تھے کہ اے پروردگار عالم کیا میری حیات مین ملاقات
بدیع الملک سے ہوگی اور مین اسکے انتظار مین یونہی کھٹک کھٹک کر مر جاؤنگا یہ حال پر ملال
دیکھکر عمر ثانی آیا اور اس نے عرض کیا کہ یا صاحبقران آپکو اسقدر کیون اضطراب ہے کہ آپ اس طرح سے بیقرار
ہوکر دعا فرما رہے ہین ارشاد کیا کہ اے عمر ثانی مین رب کو یاد کرون یا وہ رفقا کہ ایک دم قدم سے
جدا نہوتے تھے انکی یاد کرون وہ یار وفادار تو راہی ملک عدم ہوگئے اور مین بہ انتظار بدیع الملک
کب تک قیام کرون معلوم یہ ہوتا ہے کہ ایک روز مین تڑپ تڑپ کے یونہی مر جاؤنگا اور بدلہ خون ناحق والد
ماجد یعنی صاحبقران کا اُن کفاران سے جو جنگ احد مین نہ لے سکونگا۔ عرض کیا عمر ثانی نے
کہ اگر یہی منظور تھا تو میرے باپ نے اور یاد ہے اور جتنے [illegible] تھے آپ نے صاحبقران کو کیون دلوا [illegible]
اب میری کیا حقیقت رہی ہین اُن تک کہان پہونچ سکتا ہون مین مثل دیگران ہوگیا اگر ایسا ہی
قصد ہے تو اب آپکا دل گھبراتا ہے تو اس مقام پر چلیے کہ جہان [illegible] آتے ہین دل بھی بہلے
اور کچھ خبر بھی معلوم ہوتی رہیگی اور اگر مجھے حکم ہوگا تو مین بھی کچھ دنون تک خبر گیری کرتا رہونگا یہ کلام
[illegible] زبان عمر ثانی سنکر آپ نے فرمایا کہ جیسا مناسب جانو ویسا ہی کرو [illegible]

ایسا خفقان کرتا ہی یقین ہو کہ اس قفس تن سے بلبل روح میرا پھڑک کے نکل جائے غرضکہ عمر ثانی
نے اہل مکہ کو خبر دی کہ صاحبقران کا قصد یہ ہی کہ بہ انتظار بدیع الملک کے دو چار منزل پر جا کر قیام کریں
ہم سب کو ملنے کے واسطے طلب کیا ہی غرضکہ وہ لوگ حاضر خدمت صاحبقران ہوئے اور
آپ نے اُن سے ساری حقیقت بیان کی اور وہ مقابر کہ جو عزیزوں کے وہاں بنے تھے اُن پر
آکر فاتحہ پڑھی، اور فرماتے جاتے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ اے مسافران عدم
تمنے ہمیں تنہا ایسا چھوڑا کہ بغیر تمھارے اپنی زیست بیکار ہی ہائے تمہیں یہ کیسی نیند آئی کہ جواب
نہیں دیتے ہو ۔ یہ کیسی نیند آئی ہی آہی مسافران رہ عدم کو + کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ جاگے تھکے
ہم اُنکو جگا جگا کے ◆ بقول ہوس ۔ نہیں ہوس وقت جوش مستی قہ جیبہ سے کچھ حیا کر ◆
بتوں کا بندہ رہیگا کب تک خدا خدا کر خدا خدا کر + یہ فرما کر فاتحہ سے فراغ حاصل کیا۔ تو صاحبقران
اول سے رخصت ہو کر واسطے فاتحہ خوانی کے ہر قبر پر تاکید کرکے وہاں سے رخصت ہو
اور آپ مع عمر ثانی اور وہ چند احباب جو ہمراہی میں باقی تھے اُنکو لیکر کوچ کیا اُس راہ سے
کہ جس طرف سے بدیع الملک کی آمد ہی غرضکہ اسطرح سے ان منزلوں کو طے کرتے ہوئے تیسری
منزل پر آکر جو پہونچے تو وہ صحرا سبزہ زار دیکھا اور ایک کوہ پرشکوہ نظر آیا اور اسپر دیکھا کہ ایک
درویش دلریش با ریش سفید ایک مرگ چھالا بچھائے ہوئے زیر درخت خود رو بیٹھا ہوا ہی
اور عبادت خدا میں مشغول ہی صاحبقران ثانی نے دیکھکر عمر ثانی سے فرمایا کہ اس درویش با کمال
ولایت سے ملاقات کرنا ضرور ہی ہم آج شب کو یہیں مقام کرینگے - یہ سنکر عمر ثانی نے ایک بارگی
اُسی مقام پر بار کر دی کہ صاحبقران اسمیں فروکش ہوئے شب تیسری جب ستارہ سحری فلک پر نمودار
ہوا ظلمت شب کی تاریکی دفع ہوئی صاحبقران نماز و وظیفہ سے فراغت کرکے عمر ثانی کو ہمراہ لیکر اس
کوہ پر گئے اوپر تشریف لائے یہ درویش برائے تعظیم اُٹھ کھڑا ہوا اور اُسنے اپنے پہلو میں جگہ دی
صاحبقران نے یہ شفقت دیکھکر فرمایا کہ اے درویش با وفا تیرے اس اخلاق نے تو مجھکو اسیر کیا
تو بیان کر کب سے اس مقام پر ہی اُسنے عرض کیا کہ یا صاحبقران مجھے بہت زمانہ ہوا کہ میں اس جگہ
رہتا ہوں اور اہل دنیا سے میں نے کنارہ کیا ہی لیکن مجھے معلوم ہوا تھا کہ صاحبقران ثانی اس
مقام پر ضرور تشریف لائینگے اور میں زیارت سے آپکی مشرف ہونگا اسوجہ سے میں یہاں مقیم ہوں
اور نام میرا احمد بدیع شاہ ہی لیکن فی الحال بہرام قلندر مجھے کہتے ہیں اپنی جان کو بچائے ہوئے
یہاں پڑا ہوں کیونکہ شہر حلب یہ میرا ہی ملک تھا اور میں ولی نکال مالک تھا لیکن اخضر خان حبشیم ایک گبر
نابکار نہایت زبردست تھا وہ میرے ملک پر چڑھ آیا اُسکے کچھ لوگ صحرا میں جمع ہیں کئے اور ہمیشہ
غارتگری کرتا تھا اسی طرح جماعت کثیر کے ساتھ ایک ساحر زبردست کو اپنے ہمراہ لیکر میرے ملک پر
چڑھائی کرکے مجھے تباہ و برباد کر دیا نام اسلام کو اُسنے مٹا دیا اور کفر کو پھیلا دیا آخر میں تاب مقاومت نہ لا
کر و ہی فرار لایا اپنے تئیں یہاں پہونچایا اور اس کوہ پر بود و باش اختیار کی ایک روز خواب میں کسی بزرگ
نے مجھسے فرمایا کہ تو گھبرا نہیں صاحبقران ثانی یہاں آئینگے اور تیری دلی مراد بر لائینگے اسوجہ سے
میں نے حضور کو پہچانا اور یقین کامل جانا کہ آپ صاحبقران ہیں- آپسنے فرمایا کہ تمھارے اکل و شرب
کی کیا شکل ہوتی ہی- درویش نے عرض کیا کہ آپکو خیال نہیں کہ وہ اسکا کہتی ہی ہر صبح باواز بلند شعر
رزق سے بھرتا ہی رزاق دہن پتھر کا + یہ درخت جو سامنے جناب الٰہی نے پیدا کیا ہی وہاں جا

اُسمین ایک کیل لگا دیتا ہون اُسمین سے ایک کاسہ شیر چند عرصہ مین بھر جاتا ہی اسی کو پی لیتا ہون
قسمت کا مزا ملتا ہی۔ صاحبقران نے فرمایا کہ واقعی وہ ایسا ہی خالق ہی۔ درویش نے لا کر وہ شیر ایک
کاسہ مین صاحبقران کو دیا اُسے صاحبقران نے نوش کیا اور عمر ثانی کو بھی دیا عجب طرح کا خوش ذائقہ
تھا کہ اُسکی کیا صفت ہو سکتی ہی اور حدید شاہ سے آپنے فرمایا کہ میرے پاس اسباب صاحبقرانی
کے سوا اور کوئی سامان نہین ہی لیکن مین انتظار بدیع الملک کا کرتا ہون اور تیرے کام مین دل و
جان شریک ہونگا۔ یہ کہکر آپنے عمر ثانی کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ شہر حدید کا حال کیونکر معلوم
ہو مین خود چلون۔ اُسوقت درویش نے عرض کیا کہ وہ جو ساحر جسکے ساتھ عقرب جادو ہی اُسنے
یہ انتظام کیا ہی کہ جو سرحد کے برابر پہونچتا ہی اُسوقت ایک پتلا پیدا ہوتا ہی وہ اُس سے پوچھتا ہی
کہ کون ہی تو اور کیا تیرا مطلب ہی۔ جو وہ مطلب بیان کرتا ہی وہ پتلا خبر عقرب جادو کو دیتا ہی جیسا
وہ مناسب جانتا ہی ویسا کرتا ہی اگر کوئی شخص ہماہمی سے جانیکا قصد کرتا ہی تو وہ پتلا اُسکو زیر
کر لیتا ہی اور باندھ کر لیجاتا ہی یہ کلام حدید شاہ کا سنکر آپنے عمر ثانی سے فرمایا کہ بھائی اسمین کیا
تدبیر کیجائے۔ اُسنے عرض کیا کہ مجھے ایک شعر حسب حال یاد آیا ؎ پچ کے کانٹون سے چلیں پہنچے
کی تدبیر یا + گو کھرو تلووں مین نکلے واہ ری تقدیر یا + چاہا تھا کہ کسی گوشہ عافیت مین بیٹھ رہوں
یہی ایک جھگڑا پیدا ہوا۔ آپنے فرمایا کہ اے بھائی دنیا اسی کا نام ہی اگر تم سے نہو سکے تو مین خود
جاتا ہون۔ یہ سنکر عمر ثانی نے کہا کہ ایسا کب ہو سکتا ہی کہ آپ اپنے تشریف لیجائین خیر جو مجھسے ہو سکتا ہی
اُسکو بجا لاتا ہون یہ کہکر حدید شاہ یعنی قلندر شاہ سے پتہ سب پوچھکر سمت حدید نگار کے روانہ ہوا صاحبقران
دعاے خیر دیکر رخصت کیا اور فرمایا کہ اگر عرصہ کروگے تو پھر خود ہی چلا آؤنگا کہ تمہارے ساتھ اسیری
بھی مزا ہی۔ غرضکہ عمر ثانی چند اسباب عیاری بہم کرکے اور سر ہنگ ملکی کو پاس صاحبقران کے
چھوڑ کر سیدھا حدید نگار کی جانب روانہ ہوا غرض جب سرحد حدید نگار پر پہونچا تو خیال آیا کہ اے عمر ثانی اُس
پتلے سے کیا کہوگے اور کیا ہوگا یہ خیال کرکے اپنی قدیمی فال یعنے ہاتھا در ہاتھ کی پشت دیکھی
اور مکر و عیاری کو غور سے دیکھا اُسمین سے ایک عیاری کو پسند کیا اور روغن عیاری نکال کر شکل اپنی
ایک نازنین خورد سال کی بنائی نہایت حسینہ و جمیلہ۔ جب قریب اُس سرحد کے اس شکل سے پہونچے
تو دیکھا کہ سامنے سے وہ پتلا پیدا ہوا اُسنے پوچھا کہ کہان جاؤگے اور تو کون ہی یہان کسی غیر کو حکم جانیکا
نہین ہی۔ اُس نازنین نے کہا کہ سبب۔ پتلے نے کہا سبب ہمارا مالک جانتا ہی ہمین جو حکم ہی اُسکو
بجا لاتے ہین یہ دیکھکر نازنین نے کہا کہ اچھا ہمارا نامہ اپنے مالک کو پہونچا دو اُس پتلے نے نامہ کو اُسکے
ہاتھ سے لیکر کہا یہان ٹھہرو مین ابھی اسکا جواب لیکر آتا ہون۔ غرضکہ یہ عقرب جادو کے پاس آیا اور
آکر وہ نامہ اُسکو پیش کیا اور کہا کہ ایک زن حسینہ سرحد کے اوپر ٹھہری ہی مجھے نامہ دیا کہ جواب اپنے مالک
سے مجھے لادو۔ عقرب جادو نے لفافہ کو چاک کیا دیکھا تو لکھا ہی کہ اے عقرب جادو مین تم سے
دامن پناہ کا چاہتی ہون کیونکہ مجھے ایک دیو اٹھا لیگیا تھا اُسکے ہاتھ سے درویش بہلول نے مجھے
نجات دی اور یہ کہا کہ تو ایسے مقام پر پوشیدہ ہو کہ جہان یہ پہونچ نسکے چونکہ مین نے سنا ہے
کہ اس جگہ بغیر تمہارے حکم کے کوئی آ نہین سکتا ہی لہذا اگر حکم عالی ہو تو مین بھی چند روز اپنی عمر
بسر کرون۔ یہ پڑھکر عقرب جادو نے پتلہ سے کہا کہ جا اُسکو اپنے ہمراہ لے آ۔ پتلہ وہان سے بنزد
عقرب جادو آیا اور زن حسینہ کو اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا اور سامنے عقرب جادو کے پہونچا۔ یہان جو

اور اسکے مصاحبین بیٹھے تھے اُنکے سامنے اُس عورت نے اپنے منھ کو چادر سے چھپایا اور دیکھکر
کہا کہ افسوس کیا رسوائی میری تقدیر مین لکھی تھی کہ مجکو ان لوگون کے سامنے آنا پڑا اور عقرب جادو
نے میری بہت بڑی قدر کی کہ نامحرمون مین آنا پڑا یہ نہ خیال کیا کہ کوئی پردہ دار ہے یا کہ کوئی طرح کا تکلف
خیال کیا یہ کہکر منھ کو چھپانے لگی اور کہنے لگی یا صدہ ٹھیک ٹھیک دم جنبش لات اعلی منات معلی
تمہاری اولاد کی اب یہ قدر ہوئی ہے ہم مجمع نامحرمون مین بلائے جاتے ہین - یہ سنکر عقرب جادو کانپنے لگا
اور ڈر گیا اور کہا کہ اے زن خوشجمال اگرچہ مین باکمال ہون کہ جنکی وجہ سے مین نے اس سحر کو زور دیا
کہ جسکا تو نے نام لیا تھا یہ کہکر اپنے مصاحبین کو رخصت کیا اور تخلیہ کردیا اور دیکھا کہا کہ اب یونہی
آپ نکین سوا اسکے میرے اب کوئی اس مقام پر نہ ہے اور نہ آسکتا ہے مجکو نہ معلوم تھا کہ آپ اولاد
لات کیے کیسی مین سے ہین یہ سنکر اُس نازنین نے چادر کو آہستہ سے ہٹایا چادر کا ہٹانا تھا کہ عقرب
جادو ہزار جان سے شیفتہ و فریفتہ ہوا اور لگا کہنے کہ اے نازنین تیرا اسم مبارک کیا ہے اسنے کہا
مجھے ماہ تمکین کہتے ہین اور دیو کی قید کا حال بیان کیا اسنے سنکر یہ کہا کہ مجھے معاف کرنا مین
تمہاری سرپرستی ہر طرح سے کرونگا لیکن مین ڈرتا یہ ہون کہ مین نے جو اپنی موت کا حال دریافت
کیا تھا مجھے معلوم ہوا کہ عمر ثانی بیٹا عمر بن امیہ ضمری کا مجھے قتل کریگا اس لحاظ سے اس حصار کو
مین نے قائم کیا ہے اور بادشاہ جو یہان کا ہے اخضر زرد چشم اسکو کوئی اولاد صاحبقرانی مین سے ہلاک
کریگا اور وہ صاحبقران ہوگا اسوجہ سے مین ہر شخص سے ملاقات کرنے مین اندیشہ کرتا ہون - یہ
سنکر اس نازنین نے بیان کیا کہ جب یہ سب آپکو معلوم ہو چکا تو آپ نے اسکا کوئی انتظام و
بندوبست نہ کیا اسنے دیکھکر کہا بیان کیا تو ہے جسوقت کہ وہ موقع آئیگا مین اُس سے دریافت کرسکتا ہون
یہ سنکر اس نازنین نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ مجھے آپ اگر اپنی کنیزی مین رکھیے گا تو مین بدل و
جان خدمتگذاری کرونگی لیکن یہ نہ معلوم تھا کہ آپ بھی مسافر راہ عدم ہین واے تقدیر یہ سنکر
اسنے کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیے ہر شخص مجھے مار نہین سکتا میری موت تیغ و خنجر سے نہین ہے اسنے کہا
کہ یہ تو آپ نے کہا لیکن مجھے کیونکر معلوم ہو کہ آپکی موت تلوار سے نہین ہے کیونکہ تلوار کا کام کاٹنا خنجر کا کام
ذبح کر ڈالنا وہ ایسی چیز کونسی ہے کہ جس سے آپ ہلاک ہونگے اگر مجھے اپنی کنیزی مین لینا ہے تو میری
دلجمعی کیجیے اور نہین تو مجھے اسی قلعے کے باہر کسی سرحد پر پہونچا دیجیے بلا سے مجھے اُس دیو کی
قید ہی گوارا ہے وہین گھٹ گھٹ کے مر جاؤنگی یہ کہکر زار و قطار رونے لگی اسنے دیکھکر کہا کہ مثل
سچ ہے تریا ہٹ سنتے تھے لیکن آج اسکا سامنا ہوگیا عقرب نے آنسو اسکے اپنے دامن سے پاک
کیے اور کہا کہ مین تمہین اپنی حقیقت سے آگاہ کرتا ہون اور کہا کہ یہ جو میرا باغ ہے اسمین درخت
سیب کا لگا ہوا ہے میرے سحر سے اسمین پانچ دانہ سیب کے ہین اگر وہ کوئی میرے اوپر مارے تو
مین ہمہ تن جل جاؤنگا لیکن وہ چار سیب جو ہین وہ دھوکے کے ہین اور ایک سیب باعث
میری موت کا ہے مگر مین اُسے ہرگز نہ بتاؤنگا - اسنے کہا یہ مین نہین پوچھتی لیکن اگر معلوم ہوتا
تو اُسے مین اپنی باعث زندگی سمجھتی اسنے کہا خیر مین بتاتا ہون لیکن خبردار یہ راز کسی پر افشا
نکرنا - چار سیب جو سبز ہین وہ بیکار ہین اور جو سرخ رنگ ہے اس سے میری موت ہے اور اگر لوگ
بعد بیان سنے ہین تمہین قتل کر ڈالا سبب اسکے کہ ایسا نہو وہ عیار مکار عمر ثانی ہو اور ایک فتنہ
مین نے بنایا ہے کہ جو غیر شخص درخت کے سایہ مین جاے فوراً ایک بجلی درخت سے زمین پر گرے

ایک طائر خوشنوا ہوجاتا ہے اور بعوض ترانہ سنجی کے وہ اُس شخص کا حال بیان کر دیتا ہے لہذا تمھیں اب
میرے ساتھ اُسکے پاس چلنا چاہیے اور امتحان بھی ہوجائے پھر تمھیں اختیار ہے میری جان و مال کا
اور تمھیں اپنی خاتون محل قرار دونگا۔ بس یہ کہنا تھا کہ اُس نازنین نے خوش ہوکر اسکی بلائیں لین
اور کہا اب مجھے یقین ہوا کہ تم نے بند و بست اپنی موت کا بخوبی تمام کر لیا ہے اور مجھے رنڈاپے
سے بچایا ہے بس اب صاحب جلد وہان چلو کہ امتحان بھی ہوجائے۔ یہ کہکر اُٹھ کھڑی ہوئی عقرب
جادو بھی اُٹھ کھڑا ہوا فقط نازنین کو تنہا لیکر قریب دروازہ باغ کے آیا اور قفل کو کھولا اس نازنین
نے جھٹ پٹ دروازہ کو وا کیا عقرب نے دل مین خیال کیا کہ اگر کچھ بھی شک ہوتا تو یہ اس طرح سے
مستعد اور خوشی خوشی باغ مین قدم کبھی نہ دھرتی یہ معلوم ہوتا ہے کہ سامری و جمشید نے اسکو
میرے واسطے بھیجا ہے۔ عقرب یہ سوچتا ہوا ساتھ نازنین داخل باغ ہوا اب اُس نازنین نے
جو دیکھا تو حقیقت مین باغ گلہائے رنگین سے مملو ہے لیکن سنبل کو جو دیکھا تو بال کھولے پریشان
معلوم ہوتا ہے کہ عقرب کے مرنے کے واسطے بال کھولے ہیں نرگس کی آنکھون سے آنسو جاری تھے
لالہ کا داغ تر دل سے یہ شعر پڑھتا تھا ؎ کھل کے گل کچھ تو بہار اپنی صبا دکھلا گئے + حسرت ان
غنچون پہ ہے جو بے کھلے مرجھا گئے + غرض کہ قمری جو سرو پر صدا۔ کوکو کی دیتی ہیں اُس سے آواز
نوحہ کی صوت پیدا ہوتی تھی بلبل اپنا بلبلاپن بھولکر یہ شعر پڑھتا تھا ؎ قافلہ باد بہاری کا روان ہوجائیگا
آخرش یہ باغ پامال خزان ہوجائیگا + جوہی اپنی جاہی جولی مین یہ کہتی تھی کہ کیا تماشہ ہے کہ قاتل
مقتول دونون ہمراہ چلے آتے ہین۔ غرض کہ اس نازنین نے دیکھکر کہا کہ صاحب جلدی قدم بڑھاؤ
یہ کہتی ہوئی اپنی اٹکھیلیان دکھاتی روش باغ کو رونق دیتی ہوئی چلی اور کہا کہ پہلے مجھے اپنی حیات گل
دکھاؤ کہ جس سے میری روح تازہ ہو اور فرحت بے اندازہ ہو پھر وہان چلونگی۔ یہ سنکر عقرب جادو
قریب درخت سیب لایا اور اپنی موت کا آسیب اپنے سر پر چڑھایا اور سب پتہ و نشان دیکر آگے بڑھا
راہ مین اس نازنین نے ایک گل نکال کر دیا اور کہا مین نے اسکی خوشبو سے اسے پہچانا کہ یہ گیا ہے
ذرا تم اسے پہچانو کہ تمھارے باغ مین یہ کسکا گل ہے اُسنے گل کو ہاتھ مین لیکر دیکھا اور سونگھا۔
سونگھنے کے ساتھ ہی بیہوشی نے اپنا رنگ دکھایا اور چھینک مار کر بیہوش ہوا انھون نے جھٹ پٹ گل حیات
کو توڑا اور اُسکے سینہ پر مارا بس ایک شعلہ بھڑک کر آسمان تک گیا وہ مثل دیو آتشباز کے جلنے لگا
اور باغ مین آگ لگی تمام گل جلکر گل ہوگئے اور تاریکی سے عالم سیاہ ہوگیا بعد ہو صدہا درازے کے
آواز آئی کشتم مرا نام مین عقرب جادو بود اب جو عمر ثانی نے دیکھا تو چارون طرف پر چار سیڑھے بیٹھے ہین
سب باغ مکان نیست و نابود ہوگیا اور عقرب کا سر پھٹا اور ہاتھ مین سے ایک طائر نکلا پھیرا دیتا
کہتا ہوا طرف اخضر زرد چشم کے روانہ ہوا۔ عمر ثانی نے جلد اپنی شکل ایک ساحر کی بنا کر دیکھا
ہوا کہ راہ تو کھل گئی ہے سمت کو جہان صاحبقران منتظر بیٹھے ہین روانہ ہوا عقرب کے مرجانے سے راہ
کھل گئی تھی بسبب جلد خدمت صاحبقران والاشان مین پہونچے اور پہونچکر تمام حال عقرب کے
مارے جانے کا اور اپنی عیاری کا بیان کیا۔ صاحبقران یہ سنکر بہت خوش ہوئے اب حال اُس
طائر بے پروبال کا بیان ہوتا ہے۔ کہ وہ سامنے اخضر زرد چشم کے پہونچکر اسنے آواز دی کہ فریاد اے
اخضر کہ بدست عمر ثانی قتل ہوا اور تجھکو لازم یہ ہے کہ بدلا میرے خون ناحق کا لے کہ امیر ثانی اور صدید شاہ
وہ دیکھو بلند اپر مع عیار کے بیٹھے ہین تو لشکر کشی کرکے ایسے مین صاحبقران اور صدید شاہ کو گرفتار نہین

ہو رہی تھی جیسے پہلا غوطہ کھا کے اُبھری پکاری کہ اے سخت دل مجھے ڈوبتے دیکھ رہا ہے اور
اتنا نہیں ہو سکتا کہ نکالے چونکہ شاہزادہ پیرنا خوب جانتا ہے بس دریا میں کود کر قریب اُس عورت
کے پہونچے اور بال اُسکے پکڑ لیے اور کنارے دریا کے آ گئے وہ نازنین بولی کہ اے شخص تو نے بڑا
احسان کیا کہ میری جان بچائی لیکن بہن میری خدا جانے بہتی ہوئی کہاں چلی گئی عادل کیوان شکوہ نے
ارشاد کیا کہ تم اس کنارے پر ٹھہرو میں اُسے بھی تلاش کر کے لاتا ہوں لیکن نازنین نے باتوں
میں لگا کر لوح کا ڈورا کاٹ کے اسطرح لوح اُتار لی کہ عادل کیوان شکوہ کو خبر بھی نہ ہوئی اب جو
عادل نے خیال کیا تو جس تختہ پر دوسری نازنین سوار تھی وہ بہتا ہوا دور نکل گیا ہے عادل کیوان شکوہ
کنارے کنارے دریا کے چلے کہ یہ عورت خدا جانے کس بادشاہ کی لڑکی ہے اِس کو تو میں نے
بچا لیا دوسری بھی اگر بچ جاوے تو وہ بھی دعائیں دیگی اور ممنون ہو گی اس خیال میں یہ جلدی جلدی
چلے جاتے ہیں بہاتا تا کہ تختہ ایک مقام پر بھنور میں جا کے پہونچا بس عادل کیوان شکوہ
پانی میں اُتر کر پیرتے ہوئے قریب گئے اور فرمایا کہ چل تجھے بھی میں دریا سے نکال کے
تیری بہن پاس پہونچا دوں اُس نازنین نے دونوں ہاتھ بڑھا کے گردن میں ڈال دیے اور
کہا کہ آپکا بڑا احسان ہوا شاہزادہ دل میں کہتا ہے کہ کیا بیحیا عورت ہے جو اسطرح سے لپٹ کر میرے
گلے میں اپنے ہاتھ ڈال دیا شرم بھی نہ آئی کہ میں غیر مرد نامحرم ہوں اب یہ خیال کر رہے ہیں تو
گلے میں ہاتھوں کے بدلے رسیاں پڑی ہوئی ہیں اور نہ نازنین ہے نہ دریا ہے بلکہ ایک حجرہ ہے اور
سامنے ایک حجرہ ہے حیران ہوئے کہ یہ کیا معرکہ ہے کہ آواز قہقہہ کی آئی کہ بس فتاحی طلسم ہو گی
دیکھا تو نے کہ کسطرح تجھکو اسیر کیا ہے دیکھ تو لوح کہاں ہے اب جو خیال کرتے ہیں تو لوح بھی گلے
میں نہیں ہے عادل کیوان شکوہ نے گردن خم کی کہ افسوس تقدیر نے پھر پھنسا دیا اب جو دیکھا
تو وہی دونوں نازنینیں ہنستی ہوئی سامنے سے پیدا ہوئیں اور کہا کیوں اے شخص تو ہم
دونوں میں سے کسکو پسند کرتا ہے عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ صورتیں تو یکساں ہیں لیکن
کا حال نہیں معلوم - دونوں نے کہا کہ ہم دونوں بہنیں توام پیدا ہوئی ہیں صورتیں جسطرح مشابہ
ہیں اسی طرح حرکتیں بھی مشابہ ہیں اگر تو ہم دونوں کو قبول کرے تو ہم تیرے شریک ساتھ ہو کر ہر حال کو سر
کرا دیں - فرمایا کہ اول تو تم ساحرہ ہو علاوہ اسکے کافرہ ہو اگر دین اسلام قبول کرو تو یہ ممکن ہے
کہ میں ایک کو اپنے عقد میں لے آؤں بین الاختین ہمارے مذہب میں جائز نہیں ہے یہ سنکے
اُن دونوں نے کہا کہ بغیر اسکے رہائی تمہاری دشوار ہے یہ کہکے وہ دونوں تو چلی گئیں اور ایک نگی
آیا اُسنے عادل کیوان شکوہ کو اُسی حجرے میں بند کر کے قفل لگا دیا قبل ازیں بیان ہو چکا ہے
کہ طیفور بادیہ گرد بھی شاہزادہ کے تعاقب میں چل چکا ہے جسوقت یہ کوہ بلور سے تھوڑی دور پہونچا
ہے تو بیخبر کر کے اسکو اُٹھا لیگیا تھا آنکھ جو طیفور کی کھلی تو اپنے کو ایک باغ میں پایا اور ایک نازنین کو
سامنے دیکھا پوچھا کہ اے ماہ تم کون ہو اور مجھے کس غرض سے اُٹھا لائی ہو اُسنے کہا کہ میں دختر
ہوں مالک دربند ششم ملک مشعل غول کی تجھے اسواسطے لائی ہوں کہ تو مطلب دل میرا بر لا
طیفور نے سخت و سست کہا اُسنے طیفور کو زندان میں بند کیا تیسرے روز پھر طیفور کو زندان سے
نکالا اور کہا کہ بتا اب وصل میرا قبول کریگا یا نہیں طیفور نے کہا کہ پہلے مجھے طلسم کشا کے حال سے
آگاہ کر کہ کہاں ہے اور کس حال میں ہے تو شاید کام دل تیرا بر آئے شعلہ جادو نے کہا کہ طلسم کشا

دریاے طلسمی پر آکر اسیر ہوا اختین جادو نے اسکو گرفتار کیا تو ہی دونوں بہنیں طلسم کشا پر شیفتہ
ہوئی ہیں اور طلبگار وصل ہیں طلسم کشا انکار کرتا ہے چونکہ وہ ہماری رازدار ہیں اور ہم انکے رازدار
ہیں اس وجہ سے کوئی ہنگامہ طلسم میں نہیں پہونچا ہے لوح طلسمی بھی اختین جادو کے قبضہ میں
ہے میرا ارادہ ہے کہ لوح اپنے قبضہ میں کرلوں کہ ایسا نہو طلسم کشا سے اور اختین جادو سے سازباز
ہوجاوے تو مرحلہ پر آفت آئیگی۔ طیفور نے کہا کہ اے ملکہ ضرور ایسا چاہیے تم جاکر لوح لے آؤ
پھر مجھے تمہارے وصل سے انکار نہوگا میں تو انجام کو سوچکر تم سے انکار کرتا تھا کہ زمانہ برباد
طلسم کا ہے طلسم کشا چلا آتا ہے اگر چار دن میں نے تم سے محبت بڑھائی تو اسکا انجام زندگی بھر رونا
پڑیگا۔ اب طلسم کشا اسیر ہوگیا مجھے بھی اطمینان ہوگیا یہ سنکے شعلہ جادو خوش ہوئی کہ یہ بھی جانثار
عاشق مزاج معلوم ہوتا ہے پس فوراً آسحط طلسمی پر آئی یہانپر اختین جادو باہم گفتگو کر رہی تھیں
ایک کہہ رہی تھی کہ بہن لوح سے تنے چھلنی ہے لوح تم لے لو طلسم کشا کو میں نے اسیر کیا ہے طلسم
میرا حصہ ہے دوسری کہہ رہی ہے کہ اگر بہن لوح نہ چھینتی تو طلسم کشا کو تم گرفتار کیونکر کرتیں انمیں
رنجش آمیز گفتگو ہورہی تھی کہ شعلہ جادو پہونچی اور کہا کہ تم عشق و محبت میں پڑی ہو اور ہمیں برباد
کیا چاہتی ہو لاؤ لوح طلسمی تو میرے حوالہ کردو پس ان دونوں نے جو شعلہ جادو کو دیکھا تھرا گئیں
کہا اے ملکہ ہم نگہبان مرحلہ ہیں اور تم مالک مرحلہ ہو تم ہماری رازدار ہو ہم تمہارے رازدار
ہیں لوح بھی حاضر ہے اور قیدی بھی لیکن انصاف کردو پھر اختیار ہے اگر تم لوح لیجاؤگی اور خبر
گرفتاری طلسم کشا کی مشتہر ہوگی تو لوح بھی چھین جائیگی اور قیدی بھی اور بدنامی مفت کی
آئیگی ہم بدنام ہونگے تو تمہیں بھی بدنام کرینگے۔ شعلہ جادو نے کہا کہ لوح جو ہم کی چیز ہے اسکو
میرے سپرد کرو کہ میں اپنے باغ میں کسی محفوظ مقام پر رکھ آؤں اسکے بعد تمہارا انصاف کردونگی
یہ سنکے ان دونوں بہنوں نے لوح طلسمی حاضر کردی ملکہ شعلہ جادو نے ان دونوں کو ساتھ لیا اور اپنے
باغ میں آئی یہاں اختین جادو نے اور اک جوان کو دیکھا۔ شعلہ جادو نے لوح کو صندوقچہ میں
بند کرکے صندوقچہ اپنے سرہانے رکھ دیا طیفور نے شعلہ جادو سے کہا کہ آخر جھگڑا کیا ہے شعلہ
جادو نے طیفور سے سب حالت بیان کی اور کہا کہ میں چاہتی ہوں ان دونوں میں سے کوئی ناراض
نہو اور آپس میں رنجش نہ پیدا ہو اور مشکل یہ ہے کہ چیز ایک ہے اور طلبگار دو ہیں طیفور نے کہا
کہ تم اس شخص جاہل کو بلواؤ انہیں سمجھا کر رضامند کردونگا وہ ان دونوں کو قبول کریگا پھر تو انمیں
کچھ ملال نہوگا یہ سنکے اختین جادو نے کہا کہ اس بات پر تو وہ راضی ہی نہیں ہوتا ہے طیفور نے
کہا کہ ہمتو راضی کردینگے تم بلاؤ تو سہی اسوقت اختین جادو نے عادل کیوان شکوہ کو بھی اسی
صحبت میں بلوا لیا شاہزادہ نے طیفور کو جو دیکھا متعجب ہوے طیفور نے آنکھ کے اشارہ سے
منع کیا کہ خبردار کچھ کہنا نہیں اور جو میں کہوں اسکو قبول کرلینا۔ اب ایک محفل میں سب جمع ہوے
طیفور نے عادل کیوان شکوہ کی طرف دیکھکے کہا کہ اے شخص تجھ سے بڑھکے بھی کوئی جاہل
ہوگا ایک عورت کے واسطے تو دنیا میں کیا کچھ نہیں ہوجاتا ہے تجھے ایسی نازنینیں دو دو ملتی ہیں
مگر تو قبول نہیں کرتا ارے یہ وہ لذت ہے کہ بوڑھوں کو بھی ہوس ہوتی ہے تو تو ابھی نوجوان ہے
یہ وہی مثل ہے کہ نئی جوانی مانجھا ڈھیلا ارے میاں میرے دونوں سے کہو اور دونوں کو قبول
کر کر دھٹا کر وٹا جیسا ہے۔ باتوں پر طیفور کے یہ سب کی سب ہنسکر رہ گئیں اور عادل کیوان شکوہ غرق

فلان اسم پڑھکر قندیل کو کھولو پروانے تمہارے ہاتھ سے لپٹینگے تم فلان اسم پڑھتے رہنا ورنہ
ہر پروانہ شرارہ بنکے جلا دیگا لیکن جسوقت شمع قندیل سے نکالو گے تو تمام پروانے شمع پر گر کر خود ہی
جل جائینگے تم اسی شمع کو ہاتھ میں لیے ہوے راہ درہ کی طے کرنا پھر جو کچھ نظر آئے لوح کو دیکھ کے
عمل کرنا۔ عادل کیوان شکوہ نے جیسے ہی شمع قندیل سے نکالی تمام پروانے شمع پر گر گر کے جل گئے
شاہزادہ شمع ہاتھ میں لیے ہوے درہ سے گزرا اک صحرائے پر تحیر و وحشت انگیز میں پہونچا دیکھا
کہ ہزارہا آدمی سیاہ رنگ کے برہنہ ادھر سے ادھر ادھر سے ادھر دوڑتے پھرتے ہیں۔ دہن اور
ناک اور کان سے ہر ایک کے شعلے نکل رہے ہیں شاہزادے کو جو ان سب نے دیکھا شور کیا کہ
ارے یہ سرکش یہان کیونکر آگیا مارلو اسکو یہ کہتے ہوے اور شور مچاتے ہوے دوڑے۔ شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ نے اسی شمع کی روشنی میں لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے فاتح طلسم تجکو چاہیے
کہ فلان اسم پڑھکر اس شمع کو زمین میں نصف گاڑ دے اور آپ لوح کو سر پر رکھ لے تو کہتا ہوں
سے ان سب کے پوشیدہ ہو جائیگا پس سب کے سب آکر شمع کو پھونک سے بجھانا چاہینگے کیونکہ شمع
انکے خرمن جان کے واسطے برق فنا ہے اسوقت تو تماشا دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے لیکن فلان اسم کو
پڑھتا رہنا جبتک سب ختم ہو جائیں۔ شاہزادہ نے شمع جلدی سے زمین میں گاڑ دی غول آکر
شمع کو گل کرنے چلے شمع کے پاس آکر پھونکا شمع شعلہ بنی شعلہ دہن سے پھٹکر پیٹ میں اتر گیا اور
پھر تن شعلہ بنکے مر گیا غرضکہ ہر غول کا یہی حال ہوا سب اسی طرح جل کے خاک ہوگئے آخر میں اک غول
طویل القامت نے آکر جو شمع کو پھونکا تو شمع مع شعلہ دہن کے رستے اسکے پیٹ میں اتر گئی دم
میں وہ بھی دھڑ دھڑ جلنے لگا اور شعلہ بنکے عادل کیوان شکوہ پر گرا۔ شاہزادہ بال بال بچگیا کیونکہ پہلے
سے اسم خوانی میں مصروف تھا شعلہ گل ہوگیا شاہزادے نے دیکھا کہ یا تو رات تھی یا دن ہوگیا لیکن
سامنے اک جوگی بیٹھا ہوا نظر آیا نظر جو اس جوگی کی عادل کیوان شکوہ پر پڑی پکارا کہ ارے ظالم
کیا کیا تو نے باغ اور صحرا دونون کو مٹا دیا آخر یہان تک کیونکر آیا عادل کیوان شکوہ نے جلدی سے لوح
کو دیکھا لکھا تھا مشتعل غول جادو یہی ہے تجکو چاہیے کہ فلان اسم پڑھکر لوح اسکے سامنے پھینک دو
جب یہ لوح لینے کو جھپٹے اسوقت تلوار مارو لیکن اسکے مرنے کے مرحلہ ٹوٹیگا یہ دیکھکر عادل کیوان شکوہ
نے لوح طلسمی سامنے مشتعل غول جادو کے پھینک دی بس جیسے ہی مشتعل غول جادو لوح کے
لینے کو جھپٹا عادل کیوان شکوہ نے تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوگئے مرتے ہی اسکے قیامت برپا
ہوئی دیر تک آتشباری و برف باری ہوا کی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نامم مشتعل غول
جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب روشنی ہوئی تو دیکھا کہ صحرا نہیں بلکہ
شہر ہے لاش اک ساحر مہیب کی زمین پر پڑی ہے۔ شاہزادہ نے بحکم لوح مشتعل غول جادو کا
کاٹ لیا اور داخل شہر ہوے شہر میں غوغا ہوگیا کہ طلسم کشا آپہونچا عادل کیوان شکوہ نے
تھوڑی ہی راہ طے کی تھی کہ دیکھا اک تاجدار چلا آتا ہے شاہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ مرد نیک
ہے تمہاری اطاعت کریگا اس تاجدار نے آکے قدمبوسی حاصل کی اور عرض کی غلام کی مہمانی
قبول فرمائیے میں دراصل مسلمان ہوں لیکن بخوف کفار مذہب کو اپنے پوشیدہ کیے ہوے
تھا۔ شاہزادے نے طیفور کو بھی بلا لیا اور شاہزادے کی مہمانی بڑی دھوم سے ہوئی۔ عادل
کیوان شکوہ نے حد بادشاہ کے یہان قیام کیا اور فرمایا کہ اب یہان سے آگے کون مرحلہ باقی ہے

حدید شاہ نے عرض کی کہ اب مرحلہ طلسمی تو کوئی نہیں باقی ہے سوا اسکے کہ جہاں خود بادشاہ طلسم ہے لیکن ابھی کئی مقام سخت آپ کو پیش آئینگے بالفعل شہر اختریہ ہے حاکم وہاں کی اختر جادو ضحاک شاہ کی بہن ہے۔ عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ میرے کئی عزیز مرحلوں پر گرفتار ہوئے تھے سُنا ہے کہ اختر جادو اُن سب کو لیگئی ہے میں چاہتا ہوں کہ جاکے اُنھیں رہا کروں حدید شاہ نے عرض کی کہ جیسا حضور مناسب جانیں لیکن اتنا میں عرض کیے دیتا ہوں کہ راستے میں شہر اختریہ کے ایک آفت اور ہے وہ یہ ہے کہ دو تصویریں پتھر کی کنارے اک تالاب کے نصب ہیں تالاب قریب شہر اختریہ کے ہے یہاں سے بہت بڑا فاصلہ ہے دن بھر کی رہروی میں انسان وہاں تک پہونچتا ہے قبل میں لوگ یہاں کے شہر اختریہ میں آتے جاتے رہتے تھے اب سُنا گیا ہے کہ جو مسافر تالاب تک پہونچتا ہے اور پانی تالاب کا پیتا ہے وہ مرجاتا ہے فرمایا کہ سمیت پانی میں پیدا ہوگئی ہوگی اگر پانی نہ پیے تو کچھ اندیشہ نہیں ہے اُسنے عرض کی کہ ایسا نہیں ہے بلکہ وہ دونوں تصویریں جو لگی ہوئی ہیں وہ اکوان تاجدار کی ہیں اکوان نے بغرض حفاظت شہر اختریہ انتظام کیا ہے کہ کسی دوسرے مقام کے باشندے کو شہر اختریہ میں نہیں آنے دیتا ہے جو شخص پانی نہیں پیتا ہے وہ بھی جس راستے سے داخل شہر ہونا چاہتا ہے تالاب کو سد راہ پاتا ہے اگر ہٹنا چاہتا ہے تو وہ پتھر کی تصویریں انسان ہوکے لپٹ جاتی ہیں اور اُس مسافر کو کھا لیتی ہیں فرمایا کچھ پروا نہیں لوح میرے پاس ہے انشاء اللہ کل میں جاؤنگا۔ بادشاہ نے عرض کی کہ غلام بھی ساتھ چلیگا فرمایا کیا مضائقہ ہے حدید شاہ نے تیاری لشکر کا حکم دیا بارگاہ نکالی۔ اب یہاں تو تیاری چلنے کی ہو رہی ہے اور اب

چند کلمے داستان اختر جادو کے بیان کیے جاتے ہیں

راوی کہتا ہے کہ اختر جادو مرحلوں پر سے سکندر اور لعلان اور رفیع البخت اور سہراب اور قہرام اور نجم تاب ان سب کو جاکے لے آئی تھی۔ تینوں شاہزادوں کو علیحدہ قید کیا تھا اور شاہزادیوں کو جدا قید رکھا تھا اور خود حجرۂ سحر میں جاکر سحر تیار کر رہی تھی بعد سات روز کے حجرہ سے باہر آئی اور پہلے شاہزادیوں کے زندان میں گئی اور کہا کہ تمہارے دماغ اگر سیدھے ہوگئے ہوں تو خیر ورنہ میں کل تجکو تمہارے [illegible] جلاکے قصہ تمام کر دونگی لعلان گہر دندان نے کہا کہ ہمنے جنکا ساتھ دیا ہے اُنکو چھوڑ کر کسی کا خوف نہیں ہے قہرام و نجم تاب نے بھی یہی کہا کہ اب جو داغ بدنامی ہمارے دامن میں لگ چکا اس سے ہرگز نہیں بچ سکتے لہذا اپنا نام [illegible] سے مرنا بہتر ہے۔ اختر جادو دانت پیستی ہوئی باہر نکلی اور اب اُس زندان میں آئی جہاں سکندر و سہراب و رفیع البخت [illegible] تھے اختر جادو نے دروازہ زندان کا وا کیا اور کہا کہ کل تمہارے قتل کا دن ہے آج رات بھر تم لوگ اور دنیا میں مہمان ہو اگر تمکو کوئی وصیت کرنا ہو تو کر لو پھر کل اتنی مہلت بھی نہ ملیگی۔ شاہزادہ سکندر نے غصے میں فرمایا کہ ہمیں کوئی تمنا نہیں ہے ہم زندگی سے سیر ہیں اسلیے کہ طلسم کشائی کیواسطے آئے تھے یہاں تقدیر نے ذلیل کروایا کہ لوح بھی ہاتھ آئی تو کچھ کام نہ نکلا ایک مرحلہ بھی سر نہ ہوسکا [illegible] ہماری یہی تمنا ہے کہ قتل [illegible] لیکن اگر کوئی مسلمان اس طلسم میں ہو تو ہمکو اہل اسلام کے طریقے سے دفن کرادے [illegible] پتھر اسکے نام کا لگا دینا کہ [illegible] اس طلسم میں [illegible] مسلمانوں کی قبر [illegible]

آمین تو ہماری ناکامی پر افسوس کر کے صرف فاتحہ خیر پڑھ دیں۔ یہ سنکے اختر جادو نے کہا کہ کیا دل
میں اپنے خوش کیا ہے جسکے عوض میں تمہارے ساتھ یہ جھگڑا کر رہی ہم لوگ ہمارے نام کو مٹا
رہے ہو ہم تمہارا نشان تک باقی نہ رکھنے والے ہیں یہ کہکے چلی آئی اور رات بھر میں اپنے میدان
خونریزی کی تیاری کی صبح کو دروازہ شہر پناہ کے قریب اک میدان میں اختر جادو نے بہت سی لکڑیوں کا
انبار لگوا دیا اور اسمیں آگ دیدی جب وہ جلنے لگیں تو اسنے چند دانے ماش کے پڑھ کے مارے
کہ وہ تمام آگ گل ہو گئی آتش حصار لالہ زار معلوم ہونے لگا۔ اب اختر جادو نے قیدیوں کو منگا کر
انسے کہا کہ یہ باغ تمہارے واسطے میں نے تیار کیا ہے خیر اب جسکے ہو یا بھلے ہو اپنے ہوش ہوا
دوست نہیں سکتا۔ اس فریب سے اختر جادو نے انکو لقمہ [illegible] ڈالدیا۔ یہ مضمون شاہزادے کے ہوش
گم ہوئی اس لالہ زار میں چلے گئے شاہزادوں کو کنارے لالہ زار کے اک بلند منارے پر اسیر غل و زنجیر
بٹھادیا تاکہ یہ اپنی آنکھوں سے انکو جلتے ہوئے دیکھیں اب یہ چلی ہی اس ارادہ سے کہ سحر
اپنا اس آتش حصار پر سے اٹھالوں کہ جل کے خاک ہو جائیں۔ شاہزادیاں حسرت سے دیکھ
رہی ہیں یہاں کی تو یہ حالت ہے اور ادھر شاہزادہ عادل کیوان شکوہ مع لشکر ظفر پیکر کنارے
تالاب کے پہونچے ہیں لوح کو ملاحظہ کیا ہے لکھا ہے کہ فلاں اسم پڑھکر درمیان سے ان تصویروں
کے نکلکر تالاب میں کود پڑو یہ تصویریں آپس میں لڑکر ختم ہو جائینگی اور تم دروازہ شہر پناہ پر پہونچو
ایک چلو میں پانی تالاب کا لے لینا کہ ہر آگے تمہارے کام آئیگا شاہزادہ نے ویسا ہی کیا جس وقت
دونوں تصویروں کے درمیان سے نکلے معلوم ہوا کہ کوئی آگ سے آگ کے نکل گیا۔ دونوں
تصویروں میں ٹکر ہونے لگیں اور لڑتے لڑتے تصویریں چور ہو کے تالاب میں گر پڑیں تالاب
سوکھ گیا اور دروازہ شہر پناہ نمودار ہوا دیکھا کہ شاہزادہ دروازہ شہر پناہ پر کھڑا ہوا ہے ادھر اختر جادو
کی نظر طلسم کشا پر پڑی اسنے کہا غضب ہوا کہ یہ آ گیا بس پارہ سحر کا اس لالہ زار پر پھینکا تمام
لالہ زار آتش ہمہ بار ہو گیا شاہزادہ نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ طلسم ویران کیا یہ پانی جو لیا ہے جلد
پھینک دو اس آگ پر اور شاہزادہ نے پانی کا چھینٹا دیا آگ فرو ہو گئی اختر جادو نے [illegible]
سی جانب آسمان دیکھا معلوم ہوا کہ لعلان کردہ ادان اور قمر اندام اور [illegible] تک سحر کے
اب یہ بچوں کی یاں آفت برپا کر گئی میں تنہا ہوں لیکن اسنے سخت حیرت تھی کہ انکو کہاں لے گئی اختر جادو
جانب شہر کے روانہ ہوئی۔ یہاں عادل کیوان شکوہ نے ڈھونڈھنا شروع کیا کہ کسی لاش کا پتا بھی پایا
بس گریبان چاک کیا اور رونے لگے حدید شاہ قریب آیا اور عرض کی کہ اسے شہر یار کیا ہوا۔ فرمایا کہ ہم
کسی عزیز جو اس مقام پر قید تھے آگ اختر جادو نے آتش سحر میں پھونک دیا تھے یہ سنکر تامل نہ
ہوئی یہ سنکر حدید شاہ نے عرض کی کہ لوح تو ملاحظہ فرمائیے طلسم کبھی بے رو رہا تھا ہنوز شاہزادہ نے
لوح کو ملاحظہ نہیں فرمایا تھا کہ اک طائر نے گود میں پرچہ کاغذ کا پھینکا اور روانہ ہو گیا عادل کیوان شکوہ
نے جو اس پرچہ کو اٹھا کے پڑھا تو لکھا تھا کہ اے شہریار میں آپکے عزیزوں کو انکی معشوقوں
سمیت لیے جاتی ہوں آپ پریشان نہو جیے گا آخر میں دستخط ملکہ دل آویز جادو کے ثبت تھے اسوقت
عادل کیوان شکوہ بیساختہ ہنس دیے طلسم یادیہ کو دو اور حدید شاہ کو بھی آگاہ کیا سب خوش ہوئے
اب شاہزادہ نے آگے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ اک نامہ دار آیا اور نامہ پیش کیا۔ شاہزادہ نے نامہ
پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ چونکہ ملکہ ہماری آئین حکم جنگ نہیں دیتی ہیں لہذا تو ہم لڑ سکتے ہیں نہ

یہ ہو سکتا ہی کہ آپ کو ملک میں آنے دیں لہذا آج آپ آگے بڑھنے کو موقوف رکھیں کل تک ہم
دواب منگالیں پھر آپکو اختیار ہی یہ نامہ اہل لشکر کی طرف سے تھا۔ عادل کیوان شکوہ نے جواب
تحریر کردیا کہ کچھ مضائقہ نہیں ہی ایک روز کے بدلے میں دو روز کی مہلت دیتا ہوں تمکو اگر کہیں
سے کمک بھی منگانا ہو تو کمک بھی منگوالو یہ جواب تو قاصد کو دیا اور آپ اسی جگہ اُتر پڑے خیمہ
برپا ہوا لشکر ٹھہر گیا۔ عادل کیوان شکوہ نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ یہ مقام ساحروں کے
رہنے کا ہی اور خوفناک ہی تمکو چاہیے کہ فلاں اسم جو واسطیہ لوح پر کندہ ہی پانی پر پڑھ کے دم کر
کہ پانی رنگین ہو اور وہی پانی تمام لشکر کے سر قوں کو چھڑک کے سر قین گرد لشکر کے نصب کرادو
جو ساحر اندر حدود لشکر کے آئیگا سحر بھول جائیگا اور اپنی بارگاہ کے گرد قناتوں پر اور سقف بارگاہ
پر اور زمین پر پانی چھڑک دینا شاہزادہ نے ایسا ہی کیا اور بارگاہ میں جاکر آرام پذیر ہوے لیکن

دو کلمے داستان اختر جادو کے بیان ہوتے ہیں

کہ جسوقت یہ شہر اختر سے بھاگی ہی تو خدمت میں ضحاک شاہ کے پہونچی اور تمام کیفیت بیان کرکے
رونے لگی کہ اب ہمارا شہر بھی دشمن کے قبضہ میں ہوگیا ہوگا اور دیکھو ہمارے تمہاری باری ہی
طلسم کشا آگیا تین عزیزوں کو تو اسکے میں نے آتش سحر سے پھونک دیا لیکن جیب گریبان پھیر لیا
ہوگئیں کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کسطرح رہا ہوگئیں ضحاک جادو نے کہا کہ تجھے ستارے ایسے سخت
آئے ہوے تھے کہ میں اپنے مرحلے سے باہر جاسکا کہ تمھاری خبر لیتا اور اُتو تمام طلسم میں غدر برپا ہی
کسی کسی کی خبر لوں اپنی ہی خیریت نہیں معلوم ہوتی اسوقت آصف انجم طلعت بھی موجود تھے اور
برجیس بن اکوان بھی حاضر تھا۔ آصف انجم طلعت نے فرمایا کہ اے ضحاک شاہ اگر تو اسقدر
ہراساں ہی تو میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ طلسم کشا کو اب بھی صلح پر رضامند کرلونگا اور اگر نہ آئیگا
تو اُس سے مقابلہ کرونگا شکست و فتح میرے اختیار کی بات نہیں ہی ضحاک شاہ نے کہا کہ مجھے
منظور ہی مگر میں یہ کرونگا کہ خود اکوان تاجدار کو گرفتار کرکے دیدوں یا ان اپنے ملک سے نکالدونگا
آصف انجم طلعت نے قبول فرمایا اور اک تحریر اس مضمون کی ضحاک شاہ سے لکھوا کر جانب
شہر اختر یہ ہمراہ اختر جادو کے روانہ ہوے جسوقت شہر اختر یہ میں پہونچے تو لشکر اکوان بھی ساتھ تھا
آصف انجم طلعت نے اک نامہ شوقیہ تحریر کیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے فاتح طلسم اگر تم مذہب
اسلام رکھتے ہو اور خاندان صاحبقران سے واقف ہو تو آصف انجم طلعت کا نام بھی تمنے ضرور
سنا ہوگا ہر چند کہ تمام عزیز میرے یہ جانتے ہیں کہ آصف جل کے مرگیا مگر میں بادشاہ طلسم کا
ضحاک شاہ کا اتنا ضرور ممنون ہوں کہ اُسنے مجھے کھینچکر مجھکو اُٹھوا منگایا جلنے سے بچایا اتنا ہیں قید
تھا اب اُسنے مجھکو تمھارے مقابلے واسطے قید سے رہا کیا ہی چونکہ میں اُسکا ممنون ہوں لہذا
مجھے اتنی پاسداری ضحاک کی ضرور ہی کہ میں چاہتا ہوں صلح ہو جائے اگر تم صلح پر رضامند نہو
تو مجکو مجبوراً تم سے لڑنا پڑیگا کہ میں زبان ہار چکا ہوں اور جو شرط تمنے بابت صلح کے پیش کی تھی اُسکی
تحریر میں نے ضحاک کی دستخطی سے لی ہی لہذا میں چاہتا ہوں کہ تم سے تخلیہ کی ملاقات کرکے اُس
تحریر کو دیکھ لو اور شرطیں جو پیش کرنا ہو وہ مجھے تحریر کرکے دو۔ بہتر ہی کہ یہ معاملہ طے پا جائے ورنہ
مجھے سخت وقت پیش آئیگی یہ نامہ برجیس بن اکوان لیکر خدمت میں شاہزادہ عادل کیوان شکوہ کے

روانہ ہوا جب یہ خبر شاہزادہ عادل کو ہوئی کہ شہر اختر میں سے نامہ دار آتا ہے تو شاہزادہ نے صدید شاہ کو
استقبال کے واسطے بھیجا صدید شاہ برجیس کو استقبال کر کے سامنے شاہزادہ عادل کیوان شکوہ
کے لایا برجیس نے بطریق خدا پرستان ادب سے سلام کیا اسوقت عادل کیوان شکوہ کو حیرت
ہوئی ایک تو یہ کہ ایلچی نو برس کا لڑکا دوسرے اسکا اہل اسلام کی طرح سلام کرنا شاہزادہ کو برجیس سے
محبت معلوم ہوئی کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو عنایت فرمائی برجیس سلام کر کے بیٹھ گیا شاہزادہ نے
نام پوچھا برجیس نے اپنا نام مع ولدیت بیان کیا یہ سنکر کہ یہ اکوان کا بیٹا ہے عادل کیوان شکوہ
زیادہ متعجب ہوئے پھر خیال ہوا کہ شاید کسی اور اکوان کا یہ فرزند ہے فرمایا اسکا نامہ تم لائے ہو
برجیس بن اکوان نے کہا کہ ملاحظہ کیجیے یہ کہکے نامہ مودب ہوکے پیش کیا عادل کیوان شکوہ نے
نامہ کو لیکے لفافہ چاک کیا اور پڑھا تو نہایت خوش ہوئے فرمایا کہ آج وہ مسرت حاصل ہوئی کہ کبھی
نہ ہوئی تھی اور جواب میں تحریر کیا کہ صلح کیسی اگر آپ فرمائیں تو میں تا حاضر ہوں آپ میرے بزرگ
ہیں اسلیے کہ رشتہ تو برابر کا ہے مگر سن کی بزرگی آپکو حاصل ہے لیکن ابھی اسکے سوا اور کچھ نہیں کہہ سکتا
کہ میں بھی اسی باغ کا سبزہ ہوں مگر اسقدر دور رہا کہ بیگانہ ہو گیا جسوقت شمار میرا آپکے نوکروں میں ہوگا
اسوقت آپ پر بھی مفصل ظاہر ہو جائیگا اور برجیس بن اکوان کو بہت بھاری خلعت دیکے رخصت
فرمایا۔ برجیس بن اکوان جواب لیے ہوئے اخلاق و مروت طلسم کشا کی تعریف کرتا ہوا خدمت
میں آصف انجم طلعت کے حاضر ہوا اور جواب پیش کر کے زبانی بہت کچھ تعریف کی آصف انجم طلعت
نے جواب نامہ پڑھا خوش ہوئے۔ وہ تحریر ضحاک کی لیکر فرمایا کہ اے برجیس میرا جی چاہتا ہے کہ
میں خود ملاقات کو اُسکی چلوں گو وہ اپنے کو خورد ظاہر کرتا ہے اگر چھوٹا ہے تو کلیجے کا ٹکڑا ہے اُسکے یہاں جانے
سے میری عزت میں فرق نہیں آتا ہے کہ میرے ہی خاندان سے ہے یہ فرما کے اٹھ کھڑے ہوئے اور فقط
برجیس کو ساتھ لیکے طرف لشکر عادل کیوان شکوہ کے روانہ ہوئے یہاں عادل کیوان شکوہ نے
پہلے سے عیار کو برائے دریافت خبر روانہ کر دیا تھا کہ اگر مناسب ہوا اور کوئی امر مانع و حارج نہ ہو تو میں
آپ چلوں کہ وہ بزرگ میرے ہیں مردہ سنا تھا مگر خدا نے زندہ دکھایا طیفور نے آکے بیان کیا
کہ وہ تشریف لاتے ہیں بس عادل کیوان شکوہ نے جلدی سے مرکب طلب کیا اور پشت مرکب پر
بیٹھکر تنہا چل کھڑے ہوئے بعد کو طیفور اور صدید شاہ بھی روانہ ہوئے راستے میں سامنا ہوا
عادل کیوان شکوہ آصف انجم طلعت کو دیکھتے ہی گھوڑے سے کود پڑے سلام کیا آصف انجم طلعت
بھی مرکب سے اُترے عادل کیوان شکوہ جھکے آصف نے سر سینے سے لگایا دونوں صاحب [illegible]
لپٹا کے عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ آپنے کیوں تکلیف فرمائی میں تو خود ہی حاضر ہونے والا تھا
آصف انجم طلعت نے فرمایا کہ بابا اگر میں چلا آیا تو کیا قباحت ہے اور تم کو میں کہاں تکلیف دیتا میں خود بھی
دشمنوں اور کافروں کا مہمان ہوں اسوقت تمھارے وہاں چلنے سے میرا ہی تمھارے مکان پہ
چلنا بہتر ہے عادل کیوان شکوہ نے عرض کی کہ یہ بھی حضور کا کفش خانہ ہے یہ کہکے آصف کو ساتھ لیے
ہوئے اپنی بارگاہ میں آئے صدر میں آصف کو بٹھایا آصف انجم طلعت نے وہ تحریر ضحاک کی
پیش کی عادل کیوان نے پڑھا اور ارشاد کیا کہ اگر آپ ایسی شرطیں بھی طے کر لیتے جو سراسر میری مصلحت کے
خلاف ہوتیں تو بھی مجھے عذر و انکار نہ ہوتا اور یہ تو آپنے انھی باتوں کو طے کیا ہے جو یہ معلوم ہوتا ہے
کہ مجھ سے پوچھ کے طے کی ہیں مجھے اسمیں کوئی عذر و انکار نہیں ہے آصف انجم طلعت نے وہ

تحریر ضحاک شاہ کی عادل کیوان شکوہ کے سپرد کر دی اور فرمایا کہ اب ایک تحریر تم اپنی بھی دیدو
کہ ضحاک کا بھی اطمینان ہو جاوے عادل کیوان شکوہ نے اسیوقت قلمدوات منگا کے لکھا
کہ اے ضحاک اب میں ہرگز تجھکو پناہ نہ دیتا اسلیے کہ تو نے میرے قتل کر ڈالنے میں کوئی بات
اٹھا نہ رکھی تھی میں اپنی تقدیر سے بچ گیا لیکن بخاطرداری شہزادہ آصف انجم طلعت جن شرائط کا پابند
ہوکر تو صلح کرتا ہے مجھے منظور ہے اور اتنا اور تیرے ساتھ کر سکتا ہوں کہ مفتوحہ مقامات میں سے
بھی نصف آدھا تجھکو واپس دونگا اب سلطنت تیری اسرار روشنفیر سے زیادہ رہیگی اور اسرار
روشنفیر اگر نہ بھی رضامند ہوگا تو آئندہ میں کسی نہ کسی طرح راضی کر لونگا یہ تحریر کرکے دستخط کر دیا اور
اقرارنامہ آصف انجم طلعت کے سپرد کیا چلتے وقت عادل کیوان شکوہ نے پوچھا کہ یہ لڑکا کون
ہے آصف انجم طلعت نے سارا واقعہ مہ جبیں اور اسکی ماں کی مہیات نوش جمال کا بیان کرکے
فرمایا کہ اب اسے میرا فرزند سمجھو اسلیے کہ یہ انتہا کا سعید ہے عادل کیوان شکوہ نے مہ جبیں کو
آفرین کی اور فرمایا کہ ہر چند میں اس مقام پر خاص تیرے باپ کے قتل کا بیڑا اٹھا کے آیا ہوں
مگر اب بھی اگر وہ اسلام اختیار کرے تو میں ہرگز اسکے قتل کا ارادہ نکرونگا بلکہ کسی مسلمان کا دل
اس سے کبیدہ نہ رہیگا مہ جبیں نے عرض کی کہ قلب اسکا سیاہ ہے وہ ہرگز مسلمان نہوگا نہ میں
اسکا شریک ہوں آپ اس بارہ میں مجھکو اپنا شریک سمجھیں میں حق کا شریک ہوں شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ نے آفرین کی آصف انجم طلعت رخصت ہوکے اپنے مقام پر آئے
اور شہر اختریہ سے جانب ضحاکیہ روانہ ہوے لیکن اب

دو کلمے داستان ضحاک شاہ کے بیان ہوتے ہیں

کہ لیکر روانہ ہونے آصف انجم طلعت کے یہ خاموش بیٹھا تھا کہ ہرکاروں نے خبر دی کہ ملکہ مہرم
جادو مع ابلیسہ مردار خوار تشریف لائی ہیں ضحاک شاہ برائے استقبال گیا ابلیسہ اور ملکہ مہرم جادو کو
استقبال کرکے لایا سامان دعوت مہیا کیا مہرم جادو نے کہا کہ طلسم کشا کس مقام پر ہے ضحاک شاہ
نے بیان کیا کہ سب مرحلے شکستہ ہوے گو بظاہر بڑا مقابلہ ہوا لیکن انجام میں شکست ہوئی ہم
بطور روشن تن پا گیا اب شہر ضحاکیہ باقی ہے لیکن میں نے اک صورت صلح کی نکالی ہے یقین ہے
کہ طلسم کشا بھی راضی ہو جائیگا بس یہ سنتے مہرم جادو نے منہ پھلایا اور کہا کہ اے ضحاک جو جو
ذلتیں حاصل ہوئی ہیں یہ صلح سے مٹ نہیں سکتیں جبتک عوض انکا نہو جاوے اسرار
روشنفیر نے جو حالت میری بنائی تھی وہ مخفی نہیں ہے اور تو نے درمیان اس شخص کو قرار دیا ہے جو ہرگز
کسی طرح دوست نہیں ہو سکتا اور طلسم کشا کا دشمن نہیں ہو سکتا یہ سنکے ضحاک شاہ نے کہا کہ مرتا کیا
نکرتا مہرم جادو بہت خفا ہوئی اور کہا کہ اگر تو صلح کرتا ہے تو اس شرط کو بھی پیش کر کہ طلسم کشا لوح ہمی
ہمارے حوالے کر دے ورنہ ہم تیرے شریک نہونگے اور ابلیسہ مردار خوار نے کہا کہ کیوں تجھکو کیا ہوا تو
کیا اسی ذلت کے واسطے مجھکو لائی تھی ضحاک جادو مجبور ہوا اتنے میں خبر پہونچی کہ آصف انجم طلعت
تشریف لاتے ہیں ضحاک شاہ نے لوگوں کو استقبال کے واسطے بھیجنا چاہا تھا مہرم جادو نے
منع کیا جسوقت آصف انجم طلعت تشریف لائے تو مہمانوں کا رنگ دگرگوں پایا سب اقرار سمجھ گیا کہ اب
صلح نہوگی ضحاک سے پوچھا کہ کیا ہوا آصف نے تحریر عادل کیوان شکوہ کی دیدی ضحاک تحریر

کہا کہ ایک بات اور بھی طے کیجیے کہ وہ لوح طلسمی ہمارے سپرد کریں اور اگر ہمارے اور اسرار روشن ضمیر کے
چشمک ہو یا کوئی ملال درپیش ہو تو وہ شرکت کسی کی نا کریں یہ سنکے آصف انجم طلعت نے فرمایا کہ اے
ضحاک جادو جو بات مقرر ہو چکی ہے وہ مٹ نہیں سکتی معلوم ہوا کہ میرے جانے کے اوپر کسی نے
تجھے بہکا دیا ہے اتنا میں تجھ سے وعدہ کیے لیتا ہوں کہ لوح بھی وہ دینگے اور اگر اسرار روشن ضمیر سے
اور تجھ سے کوئی رنجش ہوگی تو وہ حق کے شریک ہونگے تو حق پر ہوگا تو تیرے شریک ہونگے
اسرار روشن ضمیر سے لڑینگے ضحاک شاہ نے کہا کہ اچھا آپ اب خود نہ تشریف لیجائیے بلکہ ایک نامہ
لکھ بھیجیے اور یہ دونوں شرطیں اسمیں تحریر کر دیجیے میں جواب منگا لونگا آصف انجم طلعت نے نامہ
تحریر کر دیا کہ اچھا ہے میرا سامنا نہو ورنہ مجھے شرمندگی ہوگی ضحاک نے نامہ لیکر مبرم جادو کو دیا مبرم
جادو نے کہا میں آپ جاتی ہوں اور نامہ کو لیکر جانب شہر اختر یہ روانہ ہوئی یہ خبر اختر جادو کو ہوئی
تو وہ استقبال کر کے لیگئی مبرم جادو نے اختر جادو کو بھی ساتھ لیا اور طرف لشکر عادل کیوان شکوہ
کے روانہ ہوئی جب عادل کیوان شکوہ کو معلوم ہوا کہ مبرم جادو آئی ہے بحر صاعقہ شاہ کو استقبال کیواسطے
بھیجا اور مبرم جادو کو نہایت عزت کے ساتھ بٹھایا مبرم جادو نے تحریر آصف کی پیش کی طیفور نے
چپکے سے کہا کہ اب مجھے رنگ اور معلوم ہوتا ہے اسمیں کچھ فریب ہے کہ آصف نے نہیں بھیجا اور یہ دونوں
بیبیاں آئی ہیں عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ مجھپر پابندی تحریر کی واجب ہے خواہ اسکا کوئی انجام
ہو اسلیے کہ اگر میری شکست ہوتی تو کیا شہنشاہ جب تحریر نہ فرماتے مبرم جادو سے کہا کہ مجھے لوح کے
دیدینے میں کوئی عذر و انکار نہیں ہے اسلیے کہ جب صلح ہوگئی تو لوح بیکار ہے علاوہ اسکے یہ تحریر لکھی
کی ہے کہ اگر وہ لوح کبھی بھی طلب کرینگے تو مجھے دینے میں کوئی عذر و انکار نہوگا لیکن اسرار روشن ضمیر اگر
ضحاک شاہ پر زیادتی کریگا تو میں ضحاک کی شرکت کرونگا اور اگر ضحاک شاہ اسرار روشن ضمیر سے جنگ
کریگا تو پھر میں کچھ خیال نکرونگا مبرم جادو دل میں سوچی کہ جب لوح اسکے پاس نہوگی تو یہ کسکا کیا
کریگا یہ سوچ کے لوح لے لی اور واپس آئی صاعقہ شاہ اور طیفور اشارہ سے منع کرتے رہے کہ لوح نہ
دیجیے مگر عادل کیوان شکوہ نے نہ مانا اور لوح دیدی اور خود کوچ کر کے طرف کوہ بلور کے روانہ ہوئے
اور جن جن مقام پر انکا قبضہ تھا ہر ایک کو سمجھاتے ہوے چلے کہ تم اور بادشاہ طلسم سے صلح ہوگئی
ہے لہذا تمکو چاہیے کہ بادشاہ طلسم کی اطاعت کرتے رہو اگر وہ تمہارے دین و مذہب کے متعلق کچھ
دراندازی ہونا چاہے تو اسکے ملک کو چھوڑ کر اسرار روشن ضمیر کی حدود ریاست میں چلے آنا وہ تمکو عزت
کے ساتھ رکھیگا اور دادرسی کریگا ہنوز شاہزادہ کوہ بلور تک نہیں پہونچا ہے دل آویز جادو اور شعلہ اندام
جادو مع لعلات گوہر دندان اور قمر اندام جادو و تبسم زاب جادو ایک جا بیٹھے ہیں سعد رفیع النجبت و
سہراب بھی ہیں سب خوش ہیں کہ سب مرحلے سر ہوگئے اسی طرف مرحلہ آخر باقی ہے وہ بھی سر ہو جائیگا
کہ لوح قبضہ میں ہے آج بعد مدت کے بعد وہی جلسہ ہوا ہے جو قصر الماس نگار میں ہوا تھا وہاں مبرم جادو
لوح لیے ہوے ضحاک شاہ کے پاس پہونچی لوح ضحاک کو دی اور کہا کہ بیوقوف اپنا کام نکالنے
سے مطلب ہے پوری سلطنت چھوڑ کے آدھی سلطنت پر قناعت کر لینا اسوقت چاہیے تھا جب
مجبوری ہوتی اب تو طبل جنگ بجوا کر کوہ بلور پر یورش کر کے وہاں مددگاران طلسم کشا کا مجمع ہے
لیوا سکے اور مقامات فتح کرتا ہوا چل پورے طلسم پر قبضہ کر لے میں اسکو بلا کو لائی ہوں کہ اسرار
روشن ضمیر کی کیا حقیقت ہے اگر وہ چاہتے تو پورے طلسم کو کہا جاوے یہ سنکے ضحاک ستارہ گزیدہ

نہایت خوش ہوا اور کہا کہ کیوان زرین علم لشکر کو لیکر بمقابلہ لشکر طلسم کشا جاے اور طبل جنگ بجوائے
اسی وقت حسب الحکم کیوان زرین علم نے نقارہ رزمی بجوا دیا کہ وہ بد خبر لیکر گئی وہان بھی ساحران لشکر اسلام
نے نقارہ رزمی بجوایا تیاری جنگ ہونے لگی یہان ضحاک شاہ نے حکیم فرامرز کو اک نامہ لکھا کہ
بالفعل اک کام ہی آپ کل میرے پاس تشریف لے آئیے حکیم فرامرز دوسرے روز صبح کو آ گئے۔
ضحاک شاہ نے حکیم کی دعوت کی۔ حکیم نے کہا کہ آج ہم بھی جنگ کا تماشا دیکھونگا ضحاک شاہ
مع مبرم جادو اور ابلیسہ مردار خوار اور حکیم فرامرز میدان مین آیا۔ یہ خبر آصف انجم طلعت کو ہوئی
کہ ضحاک شاہ براے مقابلہ لشکر طلسم کشا جانب کوہ بلور گیا ہی آصف انجم طلعت کو نہایت ملال ہوا
دل مین کہا کہ اگر مین ایسا جانتا تو اس کو دریا مین داخل نہ دیتا اور یہ خبر آصف کو ابھی نہین ہے
کہ مبرم جادو بمکاری لوح […] لینے آئی ہی۔ فرمایا خیر اگر لیگیا تو مارا جائیگا ہمارا کیا ہی ہم عادل سے
عذر کر لینگے کہ بابا کیا […] اختیار ہی […] منظور […] کے یہ حیات خوش جمال پاس آ بیٹھے اور
ساری کیفیت بیان کی حیات خوش جمال نے کہا کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی آج اکوان جو میرے
دیکھنے کو آیا تھا تو کچھ خوش تھا اسکا سبب مین نے نہین پوچھا کہ کیا ہی آصف انجم طلعت نے
فرمایا کہ اک لکاتہ بڑی ساحرہ زبردست مدد ضحاک کو آئی ہی اسپر ساحرون کو بہت کچھ بھروسا ہی شاید
اکوان کو بھی ایسا ہی کچھ خیال ہو حیات خوش جمال سنکے چپ ہو رہی۔ لیکن اب حال میدان
جنگ کا سنیے۔ جب صبح کو دونون لشکر معرکہ آراے میدان قتال و جدال ہوے تو لشکر طلسم
کی طرف سے اک ابر غلیظ سیاہ رنگ پیدا ہوا آمد سے اس ابر کے سرزمین طلسم مین زلزلہ تھا
برقین چمک رہی تھین بارش عقرب و مار کی ابر سے ہو رہی تھی گرج سے دل دہلے جاتے
تھے ضحاک جادو سمجھ گیا کہ یہ آثار بلا نوش جادو کی ہی بس ضحاک براے استقبال روانہ ہوا یہانتک
کہ ابر شق ہوا اور بلا نوش جادو اک بلاے سیاہ پر سوار نمودار ہوا جھوٹے زر لٹکتے ہوے
تھے اسباب سحر آستین […] ہوا تھا اور ہاتھ مین ترسول سر پر اژدہی جو گیون کی سی کانون مین
مندرے پڑے ہوے بہت کہنی سے شالان تک بندھے ہوے ضحاک شاہ بڑی آؤ بھگت
سے اسکو لایا چالیس ہزار ساحران ہمراہ بلا نوش جادو کے ساتھ تھے انکی صورتین دیکھکر تو ہر
ساحران طلسم کے آپے ہو گئے مبرم جادو نے کہا کیون اے ضحاک جسکے ایسے ایسے معاون
و مددگار موجود ہون اسکو کسی سے دبکر صلح کرنے کی کیا ضرورت ہی بلا نوش بھی نام صلح سنکر
نہایت آزردہ ہوا اور ضحاک شاہ سے کہا کہ اگر تجکو صلح کرنا تھی تو میرے پاس کیون گیا تھا۔
ضحاک شاہ نے عذر کیا بلا نوش جادو نے ساحران لشکر اسلام کی طرف نہایت حقارت کی نظر
سے دیکھا اور کہا کہ آج رات بھر کی انکو مہلت دو کہ یہ اپنے انجام کو سوچ لین اگر یہ ہمین اطاعت
قبول کر لین تو لڑنے سے کیا فائدہ اور اگر نہ مانینگے تو ایک روز مین سب کو مٹا دونگا میرا ایک سحر
تو […] رہے نہ ٹک سکیگا یہ کہکے طبل بازگشت بجوا دیا اور میدان سے پھر گیا یہان ساحران
لشکر اسلام بھی آمد سے بلا نوش جادو کے نہایت خائف و ترسان ہوے اسلیے کہ حال سے
بلا نوش جادو کے خوب آگاہ تھے کہ یہ وہ ساحر ہی جو ساحرون کے سحر کو نگل جاتا ہی اور اسکے
سحر کا رد کرنا کوئی جانتا ہی نہین ہے ایک ہی دن مین خاتمہ کر دیگا بلکہ سنا ہی کہ اسکو یہ دعوی ہی
کہ مین لوح طلسمی کو سیاہ کر دونگا طلسم کشا میرا کیا کریگا ملکہ دل آویز جادو نے اسی اضطراب مین

ایک عرضی بخدمت اسرار روشن ضمیر تحریر کی کہ یہاں طلسم کشا موجود نہیں اور مدد ضحاک کو وہ شخص آیا ہے
جس سے مقابلہ کرنا اجل سے لڑنا ہے ہم لوگ جان نثاری کو موجود ہیں جب تک دم میں دم باقی ہے قدم
پیچھے نہ ہٹیگا لیکن حفاظت طلسم کشا کی فکر کیجیے ہمیں طلسم کشا کی اب تک خبر نہیں کہ کہاں ہے خمار جادو
یہ نامہ لیکر جانب قلعہ سمہ تاب روانہ ہوا جسوقت قلعہ میں پہونچا اور عرضی دل آویز جادو کی پیش
کی ہے تو اسرار روشن ضمیر نے کہا کہ اے خمار جادو مجھے معلوم ہو چکا ہے طائران سحر مجھے تم سے پہلے خبر
دے چکے ہیں مجھے اُس لکا ذلیل بلیسہ ہردار فوار کا تو کوئی خوف نہیں ہے لیکن بلانوش جادو کا میں کچھ بھی
نہیں کر سکتا ہے وہ ساحر ہے کہ جسکو سامری و جمشید سے دعوائے ہمسری ہے اگر ویسا نہیں بھی سہی
تو اپنے زمانے کا سامری ضرور ہے ہم بھی سر سے کفن باندھے ہوئے ہیں تم اطمینان رکھو تم سے
پہلے ہمارا خاتمہ ہوگا بعد ہمارے تم لوگوں پر آنچ آئیگی اور اے خمار جادو طلسم کشا کے لوح بھی
کھو دی لیکن اقبال طلسم کشا کا یاور ہے اُسکا بال بھی بیکا نہو گا خمار جادو جواب نامہ لیکر صبح سے
پہلے واپس آگیا اور دل آویز جادو کی خدمت میں پیش کیا کہ وہ پر عجب طرح کھلاملی ہے لیکن کچھ حال
دربار ضحاک کا سنیے کہ آصف انجم طلعت نے دربار میں جانا ترک کر دیا ہے اور اکوان تاجدار
نے آج حیات خوش جمال سے جاکے اتنا کلمہ اور کہدیا ہے کہ سامری و جمشید ہم پر مہربان ہوئے
یقین ہے کہ پھر وہ زمانہ آئے کہ نہ طاق میں ہماری حکومت ہوا سے ملکہ اُسوقت مجھے اسطرح پیش
آتا حیات خوش جمال نے آصف انجم طلعت سے یہ واقعہ بیان کیا آصف انجم طلعت پریشان
ہو جیسے کہ ایسا نہو یہ ملعون اس خدا پرست عورت کی عزت کا درپے ہو گو اُسکی بی بی ہے لیکن یہ مسلمان
ہو چکی ہے اور وہ کافر ہے اب یہ اُسکے عقد سے باہر ہو گئی خداوند تو ہی عزت کا رکھنے والا ہے میں
بالکل بے دست و پا ہو رہا ہوں یہاں دربار ضحاک کا بھرا ہوا ہے اکوان تاجدار بھی حاضر ہے ضحاک شاد
تخت پر بیٹھا ہے داہنی جانب ضحاک کے برابر بلانوش جادو بیٹھا ہے بائیں جانب ابلیسہ ہردار فوار
بیٹھی ہے مہرجم جادو ابلیسہ کے بائیں پہلو میں بیٹھی ہے چہار چشم جادو سامنے کھڑا ہے دور جام شراب
کا ہو رہا ہے خم کے خم لنڈھ رہے ہیں حکیم فرامرز بھی موجود ہیں کہ ضحاک نے لوح طلسمی حکیم فرامرز
کے سپرد کی اور کہا کہ اس کو لیجاکر آپ طاق نسیان پر رکھ آئیے اور پھر یہاں آکے تماشا جنگ کا
دیکھیے کہ یہ جنگ بھی یادگار ہے حکیم فرامرز لوح کو لیکر چلا گیا اور لوح کو اپنے مکان میں رکھ کے
چلا آیا۔ اب ضحاک کو بالکل اطمینان ہے مسلمانوں کی دعوت و ضیافت میں مصروف ہے کہ ایک رات
اور ایک دن جشن رہا دوسرے روز ابلیسہ ہردار فوار نے کہا کہ اے ضحاک یہ جشن خوشی اور دعوت
بعد پر موقوف رکھو تو بہتر ہے ابھی کس بات کی خوشی ہے طبل جنگ بجواؤ ضحاک شاہ نے حکم طبل جنگ بجنے کا
دیا اُسوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر کو بادیہ پر ہوئی یہاں بھی کوس حربی کی
آواز گوش میں آیا سامان جنگ ہونے لگا تمام رات عجب ہنگامہ تھا کہ ایک ایک سے وصیت کرتا تھا
ایک ایک کو رخصت کرتا تھا اسی حالت میں صبح ہوئی اُس طرف سے ضحاک شاہ تخت پر سوار سر پر چتر
گردش کرتا ہوا داہنی جانب بلانوش جادو اک بلائے سیاہ پر بیٹھا ہوا بائیں جانب ابلیسہ ہردار فوار
پشت پر تمام ساحران طلسم اکوان تاجدار مورچھل ہاتھ میں لیے ہوئے ضحاک اور بلانوش کی
مگس رانی کرتا ہوا اسطرح سپہ کے سب میدان میں پہونچکر صف آرا ہوئے ادھر بالائے کوہ ملکہ
دل آویز جادو کو سب نے تخت پر بٹھا کے بادشاہ لشکر بنایا ہے اور سب ساحر درجہ بدرجہ افسری

ممتاز ہوئے ہین دونون طرف علمون کے پھریرے ہوا مین لہرا رہے ہین کہ اک مرتبہ ابلیسہ مردارخوار
میدان مین آئی اور پکاری کہ کیون اے اہل کوہ تم سب اپنی جانون سے عاجز ہو کہ اطاعت ضحاک
کی نہین اختیار کرتے ہو معلوم ہوتا ہے کہ میرے نام سے آگاہ نہین ہو مین وہ ہون کہ نام میرا ابلیسہ مردارخوار
ہے ایک دم مین تم سب کو مٹا دونگی آج اسرار روشن ضمیر کہان ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ میرا نام سنکے بھاگ گیا
جب بادشاہ کی یہ حالت ہے تو تم لوگ کیون اپنی جانین دیتے ہو اب بھی کہنا مانو اور اطاعت ضحاک کی
اختیار کرو مثل مشہور ہے کہ قول معزول نا معقول ہمنے بادشاہ معزول کی اطاعت کیا سمجھ کے اختیار
کی ہے یہ سنکے خمار جادو اور لرزان جادو صفون سے آگے بڑھ بڑھ کے پکارے کہ او بیسوا ہم سمجھتے
خوب پہچانتے ہین کہ تو غدار کی بلا ہے اپنی نصیحت کو رہنے دے ہم حق پسند ہین اور حق کے شریک ہوا
ہین جان ہر شخص کی سوا خدا کے کسی کے قبضۂ اقتدار مین نہین ہے جو تجھ سے ہوسکے قصور نکر ہم اپنے
بادشاہ سے روگردانی کرکے ہرگز نام اپنا نمکحرامون مین نہ لکھوائینگے یہ سنکے ابلیسہ مردارخوار
نے پلٹ کے ضحاک کی طرف دیکھا اور کہا کہ ان لوگون مین تیری دختر اور بھانجیان اور بھتیجی بھی
ہے انکو بلالے ورنہ ایک ہی سحر مین سب کو مٹا کے خاک کر دونگی ضحاک نے کہا کہ اب ان ننگ خاندان
لڑکیون کا زندہ رہنا اچھا نہین ہے آپ انکو بھی غارت کیجیے یہ سنکے ابلیسہ مردارخوار نے کچھ
اسم سحر پڑھکر دستک دی دیکھا کہ جانب صحرا سے بارہ اژدر پران اڑتے ہوئے نمودار ہوئے
اور سامنے ابلیسہ کے آکے کھڑے ہوگئے ابلیسہ مردارخوار نے کہا کہ دیکھتے کیا ہو جاؤ اور سرکشان
کوہ بلور سے شکم اپنا سیر کرو کہ برسون کے بھوکے ہو یہ سنتے ہی بارہ اژدر دہن کھولکر کوہ کیطرف
متوجہ ہوئے اور شعلہ ہائے آتشین چھوڑتے ہوئے چلے پس آمد ان اژدرون کی دیکھکر اہالیان کوہ مین
ہلچل پڑگئی لرزان جادو اور خمار جادو صفون سے آگے بڑھے اور نارنج ترنج و نارنج پڑھ پڑھ کے
مارنا شروع کیے جو ترنج سحر اژدرون پر پڑتا ہے اژدر اسکو نگلجاتے ہین اور زیادہ تیزی کے ساتھ
کوہ کی طرف بڑھتے ہین یہانتک کہ تمام ترنجہاے سحر ختم ہوگئے اور اژدرون کے منہ نہ پھرے تو
ان دونون ساحران زبردست ونمک حلال نے پلٹ کے ملکہ دل آویز جادو کی طرف دیکھا اور کہا کہ
جسوقت اسرار روشن ضمیر سے ملازمت حاصل ہو تو ہمارا سلام آخر کہہ دیجیے گا اور کہہ دیجیے گا کہ دونون
نمکخواران قدیم حق نمک سے ادا ہوگئے ملکہ دل آویز جادو نے کہا اے خمار جادو و لرزان جادو
مرگ انبوہ جشنے دارد اگر یہ آتے ہین تو آنے دو جو کچھ گذریگی وہ سبھی پر گذریگی خمار جادو و لرزان
جادو نے کہا کہ ہم اپنی زندگی مین آپ پر کوئی آفت نہ آنے دینگے یہ کہکر ان دونون نے کچھ اسم سحر
پڑھے اور گلے اپنے کاٹ کے خون چلوون مین لیا اور اژدرون پر چھینٹا خون کا مارا اس حالت مین
چار اژدرون کے منہ پر چھینٹا خون کا پڑا پس یہ چارون اژدر بھی پلٹ پڑے اور لشکر ضحاک کیطرف
چلے آٹھ اژدرون نے جو دم کشی کی چار سو ساحران لشکر اسلام کو نگل گئے ادھر چار اژدر جاکر لشکر ضحاک
پر گرے اور دو سو ساحران لشکر کفار کو نگل گئے سرم جادو نے کہا کہ اے ملکہ یہ سحر پلٹ پڑا ہے اسکا د[illegible]
رونکیے ابلیسہ مردارخوار نے چار انار اسم مین کنشتہ دیکر خون آدمی کا چلو مین لیا اور ان چارون اژدرون
کے ماتھے پر ملدیا اور کہا کہ ایسے کھیلے کہ اپنے بیگانے کا امتیاز جاتا رہا جاؤ لشکر مخالف پر ادھر کے
یہ چارون اژدر بھی کوہ کی طرف بڑھے کہین بلا کوشش جادو نے [illegible] ایسا کیا کہ تھوڑی دیر مین اسکے اپنے سحر کو بلایا
ہے کہ سیکڑون آدمی لقمۂ دہان اجل ہوگئے یہ معنی اختیار کے نہین ہین ابلیسہ مردارخوار نے اژدرون

ڈالکارنا شروع کیا اب ساحران لشکر اسلام نے زمین کو چھوڑا اور بزور سحر بلند ہو کے بچنا چاہا اژدر بھی
اڑکے بلند ہوئے اور ساحران لشکر اسلام کو سخت مشکل کردی ادھر ساحران لشکر اسلام زخم کرتے ہیں
اژدر ساتھ ساتھ ہیں ہر طرف سے برابر ہجوم ہمارے سحر چل رہے ہیں مگر کوئی سحر بیکار گر نہیں ہوتا ہے
جو ساحر برق بن کے گرتا ہے کہ اژدر کے دو ٹکڑے کردیں وہ لقمہ دہان اژدر ہو جاتا ہے اب فوج
جگہ چھوڑا چاہتی ہے سکندر و سہراب و رفیع البخت کو بغرض حفاظت ایک حجرہ سحر میں بند کردیا ہے
کہ یہ منچلے ہیں ایسا نہ ہو لشکر پر جا پڑیں اور یہ بھی لقمہ دہان اژدر ہو جائیں ایک قیامت مچی ہوئی ہے
کہ دفعتاً بالائے آسمان سے ایک آفتاب چمکا اور شعاعیں آفتاب کی ان اژدروں پر پڑیں پانو
اژدر آگے بڑھتے چلے جاتے تھے بالکل تھم گئے اور آفتاب کی طرف دیکھنے لگے آفتاب بیچ سے شق
ہوا اور ایک نازنین ہاتھ پر منقل آتشیں لیے ہوئے میدان میں اتری اور پکاری کہ اژدرے کہاں
گئے وہ لوگ جو ستی ہونے والوں کو مدد دیتے ہیں بس یہ کہتا تھا کہ دیکھا صحرا سے سیکڑوں بنگی لکڑیاں
لیے ہوئے پیدا ہوئے اور آکے انبار لگا دیا بس اس نازنین نے منقل کو اس ہیزم پر کھینچ مارا کہ
تمام لکڑیاں جلنے لگیں اژدر پلٹ کے گرد اس آتش کے جمع ہوگئے اور فلا یہ آتشیں چھوڑنے لگے
دونوں طرف کے ساحر تماشا دیکھ رہے تھے کہ یہ کیا کرشمہ ہے یہ نازنین کون ہے جب آگ خوب روشن
ہوئی تو اس نازنین نے ابلیسہ جادو کی طرف دیکھ کے کہا کہ کیوں نانی اماں تمنے ہمکو پہچانا افسوس
کہ ایسی نانیاں بھی نہ دیکھی ہونگی جو نواسیوں کو رانڈ کرکے ستی ہونے کا تماشا دیکھیں بس ابلیسہ زندہ
بیتاب ہوگئی اور پکاری کہ میں نے تیرے شوہر کو نہیں مارا تو کیوں مجھپر طوفان رکھتی ہے جو دارستی
ہوتا ہے تیرا اسمیں کیا ہے ہم ساحروں میں یہ عیب نہیں ہے کہ ایک سے سوا دو شوہر نہ کریں میں
تیری اور شادی کردونگی - بلانوش جادو نے پوچھا کہ یہ کونسی نواسی ہے پہچانا بھی ابلیسہ نے کہا
میں خوب پہچانتی ہوں میری نواسی ہے اور میں نہ جانونگی یہ کہکر اس آتش افروختہ کی طرف بڑھی کہ
اسکو جلنے نہ دوں - نازنین نے جب دیکھا کہ یہ قریب آگئی ہے ایسی جست کرکے آگ میں پھاند پڑی
نازنین کا گرنا تھا کہ ساتھ ہی ابلیسہ بھی آگ میں کود پڑی ابلیسہ کے ساتھ ہی اژدر بھی پھاند پڑے
گرتے ہی آگ میں سب کے سب جل کے خاک ہوگئے اور آفتاب سے نعرہ اسرار روشن ضمیر کی آواز
پیدا ہوئی ابلیسہ مردار خوار کے مرنے سے قیامت برپا ہوئی تمام میدان میں زلزلہ آگیا آتش باری
و برف باری ہونے لگی دیر تک قیامت برپا رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من ابلیسہ مردار خوار
بود حیف مردم وجاندادم ومطلب خود نرسیدم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ آتش یانہ اسیطرح
روشن ہے ابلیسہ کی ہڈیاں تک جل کے چونا ہوگئیں اتنے عرصہ میں اسرار روشن ضمیر نے لشکر کو مرتب
کیا اور چلا کے جادو کی طرف دیکھ کے آواز دی کہ تجھکو شرم نہیں آئی کہ خود مقابلہ سے گیا ساحرا آکر ساحرا
عالم کو مدد کے واسطے لایا ہے دیکھا تونے کہ کیا انجام ہوا اور بلانوش جادو کی طرف دیکھ کے کہا
کہ تم وہ شخص ہو کہ خداوند ساحران کہلاتے ہو تمکو یہ مناسب تھا کہ ایک طرفدار ہو کر لڑتے تو کیا
بلانوش جادو نے کہا اے اسرار روشن ضمیر کہنا تمہارا بھی صحیح ہے لیکن جسنے مدد طلب کی اس کے
ہم شریک ہوئے اگر تمکو ہمارا خیال تھا تو تم بھی آئے ہوتے ہم باہمی فیصلہ کردیتے مگر ایک بات
تمنے ایسی کی ہے کہ جس سے ہم کسطرح تمہارے شریک نہیں ہوسکتے وہ یہ کہ تمنے طلسم کشا کا ساتھ دیا
جو ہم لوگوں کا دشمن ہے اور دین خدا پرستی کی اطاعت اختیار کی اگر تم طلسم کشا کی دوستی سے دست بردار

ہوا ور اپنے دین قدیم پر رہو تو ابھی تمہارا فیصلہ کر دیا جائے اسرار روشن ضمیر نے کہا کہ یہ نہیں
ہو سکتا کہ میں محسن کشی کروں مجھے قید طلسم سے طلسم کشا نے نجات دی اب میں اُس سے روگردانی
کیونکر کر سکتا ہوں بلانوش جادو نے کہا کہ اگر تو طلسم کشا کی دوستی سے دست بردار نہیں ہو سکتا تو
میں ضحاک کی دوستی سے باز نہیں آ سکتا یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک مرتبہ کوہ زرفشاں کی جانب سے
ابر زرافشانی پیدا ہوا اور مثل باد تند کے میدان میں ہو کر شق ہوا۔ برشق ہوتے ہی میدان
روشن ہو گیا دیکھا کہ ملکہ زرافشان جادو دختر بلانوش جادو طاؤس زرین بال پر سوار تاج مرصع
پہنے ہوئے کانوں میں دو گوشوارے یاقوت سرخ کے گال تک [illegible] ہوئی تھی کا سینہ [illegible]
پر رہا ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ چہرہ آفتاب پر مریخ جلوہ گر ہے یا آئینہ طلائی پر لعل [illegible] رکھا ہوا ہے
تمام ساحر ادھر اُدھر کے تصویر بنکر صورت ملکہ زرافشان جادو کی دیکھنے لگے ضحاک جادو تو پہلے ہی
سے شیدا ہوا تھا بیتاب ہو گیا لیکن بلانوش جادو کا رنگ رو متغیر ہو گیا۔ زرافشان جادو آتے
ہی بلانوش جادو سے لپٹ گئی اور کہا کہ آپ خوب مجھے فقرہ دیکر چلے آئے رات کو میں نے
خواب پریشان دیکھا بیحد جی گھبرایا کہ خدا جانے میرے باپ پر کیا گزری میں یہاں چلی آئی بلانوش
جادو نے کہا کہ ہمنے تمہیں سمجھا دیا تھا کہ اس سال تم کوہ کے باہر قدم نہ رکھنا کہ تیرہ دن سخت ہیں
زرافشان جادو نے کہا کہ سخت دنوں کا آنا رہو دیکھا تصدق دیا جائیگا بلانوش جادو نے
اسرار روشن ضمیر کی طرف دیکھ کر کہا کہ جاؤ اور اپنے نیک و بد کو سوچ لو اب یہ لڑکی آ گئی ہے میں اسے
سمجھا بجھا کے مکان پر بھیجدوں پھر تمہارا فیصلہ کر دونگا اگر صلح کر لو گے تو تمہارے حق میں
بہتر ہوگا ورنہ یہ یاد رہے کہ ایک دم میں مع لشکر غارت کر دونگا۔ یہ سنکے اسرار روشن ضمیر نے گردن
جھکالی کہ واقعی میں یہ سچ کہتا ہے جتنی مہلت ملی اسی کو غنیمت سمجھنا چاہیے بلانوش جادو
طبل جنگ بجوا کے میدان سے پھر گیا اسرار روشن ضمیر کو اپنے دونوں عزیز ہونے کے مرنے کا نہایت
صدمہ ہوا لیکن اب کچھ حال طلسم کشا کا سنئے کہ لوح پاس نہیں ہے راستہ میں خبر ہو گئی
کہ ضحاک نے بدعہدی کی اور کوہ بلور پر چڑھائی ہو رہی ہے بس یہ جلدی جلدی کوہ بلور کی طرف چلے
لیکن راستہ بھول گئے نہیں معلوم کہاں سے کہاں پہونچ گئے تا ایسے پھرتے ہیں گردش تقدیر
راہبر ہے شب کو صحرا میں کچھ دیر کو کسی درخت کے تنہ پر تکیہ کر کے سو جاتے ہیں طیفور ساتھ ہے
عادل کیوان شکوہ نے طیفور سے کہا کہ دیکھنا چاہیے کہ کس کس کو زندہ پاتے ہیں اور کون کون دو
کچھ ماہر اور ہماری تباہی کا کیا انجام ہوتا ہے ایک روز شام کے وقت نماز مغرب میں [illegible] رو رو کے
دعا کرنے لگے اسی حالت میں غنودگی طاری ہوئی علمشاہ رومی کو خواب میں دیکھا علمشاہ رومی نے
عادل کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ تم یہاں سے بائیں جانب جا کر ایک کوہ پر قیام کرو وہاں [illegible]
تمہارا حاصل ہوگا لوح بھی دستیاب ہوگی [illegible] لوح [illegible] گئی ہے اسی کی کوشش سے
لوح پھر ملیگی عادل کیوان شکوہ کچھ اور پوچھنا چاہتے تھے کہ آنکھ کھل گئی صبح کا وقت ہے عادل نے
فریضہ سحری کو ادا کر کے خواب [illegible] طیفور سے بیان کیا اور جانب [illegible] روانہ ہوئے۔ دیکھئے کیا حال
دربار ضحاک کا سنئے کہ ملکہ زرافشان جادو آئی ہوئی ہے تمام دربار ساحروں سے بھرا ہوا ہے تمام
اہل دربار کی پروانہ وار گرد چہرہ زرافشان جادو کے بلا گردان ہو رہی ہیں زرافشان جادو نے
ضحاک سے کہا کہ چچا جان ہمنے تو سنا تھا کہ آپ کے یہاں کئی لڑکیاں ہیں ساری کہاں ہیں ہم بھی [illegible]

اپنی گرہ یاں لیتے آئے تھے کہ اُسنے کہیلین سکے پھر وہ کہان ہین ضحاک نے کہاکہ وہ ہمارے دشمن
کی شریک ہوگئین اور کوہ بلور پر ہین زر افشان جادو نے کہاکہ پھر ہم بھی وہین جائینگے بلانوش جادو
نے کہاکہ وہان سب دشمن ہین وہان نجاؤ زر افشان جادو کی بھولی بھولی باتون پر دل بسے جاتے
ہین ضحاک ہرا دا پر بسمل ہوا جاتا ہی اور حکیم فرامرز کے بھی رنگ اور ہو رہے ہین ضحاک نے اکوان
سے اشارہ کیا کہ اسے اپنی بی بی کے پاس پہونچا دو بلانوش جادو ہر چند کہتا ہی کہ چلو مین تمکو وہ زینا
پہونچادون مگر یہ نہین مانتی اور ضد کرتی ہی گلے مین ہاتھ ڈال ڈال کے کہتی ہی کہ جب آپ چلیے گا
اُسی وقت مین بھی چلونگی - بلانوش جادو نے کہاکہ اے ضحاک اسکو محل مین بھیجدو لیکن کسی ایسی
عورت کے سپرد کرو کہ یہ نکلنے نہ پائے اور اُسکی باتون مین بہلی رہے ورنہ اگر یہ میدان جنگ مین آگئی
تو قیامت کردیگی مین نے اس سن مین اسکو علم سحر و ساحری مین طاق کردیا ہی تاہم بچہ ہی ایسا نہوا
چشم زخم پہونچے تو مین جیتے جی مرجاؤنگا کہین کا نہ رہونگا ضحاک نے اکوان تاجدار سے کہاکہ
ماماکو پہونچا دو چونکہ سوا حیات خوش جمال کے یہان کوئی عورت نہ تھی بی بی ضحاک کی اپنے میکے
جاکر بیمار ہوگئی تھی اکوان نے زر افشان جادو کو پاس حیات خوش جمال کے پہونچا دیا اور حیات
خوش جمال سے کہاکہ اس لڑکی کو نکلنے نہ دینا کہ بادشاہ کی منظور نظر ہی اور اسی واسطے تمہاری سپرد کی
گئی ہی - اکوان تو اسکو پہونچا کے چلا آیا زر افشان جادو حیات خوش جمال سے باتین کرنے لگی کہ تم
کون ہو یہ مرد و اکون تھا حیات خوش جمال کو بھی اُسکی بھولی بھولی باتون پر پیار آیا چونکہ یہ تو خدا پرست
ہو چکی ہی جب وقت نماز کا آیا تو یہ نماز پڑھنے لگی جب نماز پڑھ چکی تو لڑکی نے پوچھا کہ یہ آپ کیا کر رہی
ہین حیات خوش جمال نے کہاکہ عبادت اُس خدا کی جسنے تمام دنیا کو پیدا کیا ہی جو سبکا خالق ہی زر افشان
جادو نے کہاکہ کیا سامری و جمشید سے بھی یہ خدا بڑا ہی حیات خوش جمال مسکرا کے چپ ہو رہی -
زر افشان جادو نے گلے مین ہاتھ ڈال کے کہاکہ اللہ بتا دیجیے - حیات خوش جمال نے کہاکہ سامری و
جمشید بھی خدا کے بنائے تھے اگر خدا ہوتے تو مر نہ جاتے وہ ساحر زبردست تھے اس سے ساحر
از راہ بزرگی اُنکو خداوند کہتے ہین - یہ باتین دل پر زر افشان جادو کے اثر کر گئین کہاکہ ہمکو بھی بتائیے
ہم بھی خدا کی عبادت کرین کہ وہ ہمسے خوش ہو حیات خوش جمال نے کہاکہ ساحر اگر عبادت کرنا چاہے
تو سحر کو ترک کرے ورنہ تاثیر سحر مٹجاتی ہی اور عبادت قبول نہین ہوتی زر افشان جادو نے کہاکہ آپ
سچ کہتی ہین اگر سامری و جمشید کی قدرت زیادہ ہوتی تو عبادت سے تاثیر انکے نام کی زائل نہو جاتی
اتنے مین آصف انجم طلعت آگئے زر افشان جادو نے جو صورت آصف انجم طلعت کی دیکھی حیات
خوش جمال سے کہاکہ کیا یہ تمہارے میان ہین حیات خوش جمال نے مسکرا کے کہاکہ میرے میان تو
نہین ہین بلکہ یہ راہنما ہین انھین کی بدولت مین نے خدائے برحق کو پہچانا زر افشان جادو نے سلام
کیا اور کہاکہ مجھے بھی راہ حق بتا دیجیے اور خدا کو پہچنوا دیجیے آصف انجم طلعت صورت زر افشان جادو
کی دیکھکر سکتے مین آگئے اور کچھ سوچنے لگے زر افشان جادو نے کہاکہ آپ سوچتے کیا ہین فرمایا کہ کیا
بتاؤن اگر خواب میرا سچا ہی تو بیشک تم خدائے حقیقی کو پہچانوگی لیکن یہ بتاؤ کہ اب تمھین اپنے باپ کی
محبت زیادہ ہی یا تمہارے باپ کا حق تمپر زیادہ ہی یا خدا کا جسنے تمھین پیدا کیا ہی زر افشان جادو نے
کہاکہ حق تو خدا کا سب سے زیادہ ہی اسلیے کہ اُسنے پیدا کیا ہی لیکن بعد خدا کے مین اپنے باپ سے
زیادہ کسیکو دوست نہین رکھتی ہون آصف انجم طلعت نے فرمایا کہ ایسا ہی چاہیے اور یہی سچ ہی مگر

مگر باپ تمھارا کافر ہی اور اپنے کو خداوند کہلواتا ہی اور خداے حقیقی کو بھولا ہوا ہی اُسکی دوستی کا انجام
جہنم ہی اور خدا کی اطاعت کا نتیجہ بہشت ہی زرافشان جادو نے کہا کہ بہشت کیا چیز ہی اور دوزخ کیا ہی
ہی۔ آصف نے بہشت دوزخ کی تعریف بیان کی۔ دوزخ کے حالات سُنکے زرافشان جادو لرز گئی کہا
مین اپنے باپ کو بھی سمجھاؤنگی یہ باتین کر کے آصف انجم طلعت اپنی خوابگاہ کی طرف چلے گئے
زرافشان جادو بھی سو رہی شب کو زرافشان جادو نے خواب مین دیکھا کہ اک مقام پر مجمع ہی کچھ لوگ
ایک طرف ہنستے ہوے چلے جاتے ہین اور کچھ لوگ زنجیرون مین جکڑے ہوے ہین انکو لوگ
کھینچے چلے جاتے ہین وہ فریاد کرتے ہین اور اُنکی کوئی سماعت نہین کرتا۔ زرافشان جادو حیران
تھی کہ یہ کون لوگ ہین جنپر اسقدر سختی ہی دیکھا کہ وہ مغضوب کو لوگ کھینچے ہوے لئے چلے آتے ہین
گلے مین اُنکے آتشی زنجیرین پڑی ہوئی ہین وہ فریاد کرتے ہین اور جو لوگ کھینچے ہوے لئے چلے جاتے ہین
وہ کہتے ہین کہ خداے حقیقی کو بھول کر خود خدا بن بیٹھے یہ اُسکی سزا ہی کیون اُسے سامری تو کشیدہ
کیا تم اس دن سے بیخبر تھے جو اسکے اسی حال سے بلا نوش جادو کو دیکھا ملکہ لرز گئی دوسری طرف
دیکھا کہ جو لوگ داخل باغ ہو رہے ہین لباس اُنکی نفیس ہین اور وضع خدا پرستون کی ہی اُسی گروہ
مین آصف انجم طلعت اور حیات خوش جمال کھڑی ہی اور ادھر اکوان تاجدار کو لوگ کھینچے ہوے لیے
جاتے ہین اکوان تاجدار کہہ رہا ہی کہ اے ملکہ میری سفارش کر دو حیات خوش جمال کہتی ہی کہ اگر تو
اگر میرا کہنا سنتے تو اسوقت مین تمھاری سفارش کرتی اور پھر اکوان کہہ رہا ہی کہ مین نے تو بہت بہت
سمجھایا مگر آپ راہ ہی پر نہ آئے اب جیسا کیا ہی اُسے بھگتے یہ خواب دیکھکر زرافشان جادو چونک
پڑی اور رونے لگی حیات خوش جمال کی بھی آنکھ کھل گئی کہا کہ کیون تم روتی کیون ہو زرافشان جادو
نے خواب اپنا سامنے حیات خوش جمال کے بیان کیا جب صبح ہوئی تو زرافشان جادو نے عہد کر لیا
کہ اب مین اس باپ کی محبت کو دل سے دور کرونگی ورنہ انجام خراب ہوگا اتنے مین آصف انجم طلعت
تشریف لائے کہ رات بھر انکو تصور رہا۔ ملکہ زرافشان جادو کو نیند نہ آئی تھی ملکہ زرافشان جادو
نے آصف انجم طلعت سے کل ماجرا خواب بیان کیا اور کہا کہ اگر باپ میرا راہ راست پر نہ آیا تو
مین باپ کا ساتھ کبھی نہ دونگی آصف انجم طلعت نے آفرین کی۔ اتنے مین اکوان تاجدار آیا اور
کہا کہ چلو ملکہ تمکو تمھارے باپ نے یاد کیا ہی۔ زرافشان جادو نے تامل کیا تھا کہ آصف انجم طلعت
نے اشارہ سے کہا چلی جاؤ۔ زرافشان جادو اکوان تاجدار کے ساتھ چلی۔ اکوان تاجدار نے
حیات خوش جمال سے کہا کہ ملکہ تم بھی چلو حیات خوش جمال نے کہا کہ اے اکوان کیون مجھے ناحق دربار
مین لیے جاتا ہی ذلت تیری عزت کہلاتی ہون اکوان نے کہا کہ اے ملکہ اب وہ وقت قریب ہی کہ باب
طلسم کا اُلٹ جائیگا ساحران عالم کا دونون طرف مجمع ہی طبل جنگ بجنے والا ہی خاتمہ کی لڑائی ہی
بادشاہ طلسم کا ارادہ ہی کہ تمکو اور زرافشان جادو کو جاے محفوظ پر بھیجے لیکن فیصلہ جنگ تک تمکو
بلوا لیتا۔ حیات خوش جمال نے آصف انجم طلعت سے کہا کہ آپ ضرور تشریف لے چلیے آصف نے
کہا کہ جس روز سے ضحاک نے بدعہدی کی اُس روز سے مین نے اُسکے دربار مین جانا ترک کر دیا
مگر بخاطر تمھارے ضرور چلونگا۔ غرضکہ اکوان سبکو لیے ہوے دربار ضحاک مین پہنچا بلا نوش
جادو کی نظر جو حیات خوش جمال پر پڑی پوچھا کہ یہ کون عورت ہی۔ حیات خوش جمال نے اُسی وقت
چہرہ کی آڑ کر لی۔ ضحاک نے بیان کیا کہ یہ عورت اکوان کی بی بی ہی مگر اب اسنے دین خدا پرستی

اختیار کر لیا ہے اور بڑی باعصمت و پارسا عورت ہے اکوان نے کہا کہ یہ ملکہ مجھکو جان سے زیادہ دوست
رکھتی تھی مگر اب تنفر کرلی ہے اور کافر کہتی ہے بلا نوش جادو نے کہا کہ بعد فیصلہ جنگ دیکھا جائیگا
اور حکیم فرامرز سے کہا کہ ان دونون عورتون کو آپ گلستان نسیان مین لیجائیے کہ بھول جائینگی
جب معاملہ جنگ کا یکسو ہولے اور جشن و خوشی منعقد ہو اسوقت لیکے چلے آئیے گا اسلیے کہ زرافشان
جادو میری محبت مین کوہ زرافشان سے تو یہانتک چلی ہی آئی اسکو ایسے ہی مقام پر رکھنا مناسب
ہے کہ جہان سے یہ خود نہ آسکے چونکہ تاثیر گلستان نسیان کی یہ ہے کہ جو شخص وہان جاتا ہے وہ اپنے
کو بھول جاتا ہے لہذا اسکا وہین رہنا مناسب ہے فرامرز کی تو یہی تمنا تھی دل مین کہا کہ خدا کرے
اس لڑائی مین تو ہی مارا جائے تو مین زرافشان جادو سے وصل دائمی سے اپنا دل شاد کرون
آصف انجم طلعت نے کہا کہ اے ضحاک شاہ تو نے مجھکو کہین کا نہ رکھا یہ عہد نہ کی کہ تمام
خاندان مین رسوا کردیا مین اب کہان جاؤن ضحاک نے کہا کہ آپ بھی حکیم صاحب کے ساتھ
چلی جائیے بعد فیصلہ جنگ سرزمین طلسم مین جہان چاہئے بیٹھ کے زندگی بسر کردیجیئے گا مین بڑا
ممنون ہوا کہ ہر شخص اپنی بہتری دیکھتا ہے فرمایا خیر مین کسیکو منہ دکھانے کے تو قابل نہین اسلیے مین
گلستان نسیان سے واپس ہی نہ آؤنگا یہ فرماکر مع بر جلیس بن اکوان حکیم فرامرز کے ساتھ
ہوئے حکیم فرامرز سبکو لیے ہوئے اپنے مکان پر پہونچا سامان راحت مہیا کیا بعد روانہ ہونے
حکیم فرامرز کے ضحاک نے طبل جنگ بجوا دیا خبر اسرار روشن ضمیر کو ہوئی اسرار روشن ضمیر نے بھی کوس
حرب بجوایا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی تمام ساحران لشکر ضحاک مین اک خوشی تھی کہ
کل بلانوش جادو اسرار روشن ضمیر کے لشکر کا خاتمہ کر دیگا اسکو یہ دعوی ہے کہ مین لوح طلسمی کو سیاہ
کردونگا طلسم کشا بھی میرا کچھ بنا نہین سکتا علاوہ اسکے لوح قبضہ مین ہے اکوان تاجدار نے بھی
آج سحر اپنا تیار کیا ہے کہ کل کی جنگ بخوف ہے ہر طرف اکیارہان روشن بن سحر جگائے جارہے ہین
بخور سے تمام صحرا دھوان دھار ہو رہا ہے آوازین یا سامری یا جمشید کی بلند ہین ادھر ساحران لشکر
اسرار روشن ضمیر رو رو کر ایک ایک سے گلے مل رہے ہین اور کہہ رہے ہین کہ افسوس فرمان فرما ہمارا
ہمیشہ بزرگون کا شریک رہا ہے اور بھائیون سے اسنے کبھی بھلائی نہین کی ہمنے اپنے بادشاہ قدیم
کا ساتھ دیا اور کامیابی کی امید یہ تھی کہ بادشاہ تمہارا ہوگا تو مرتبہ اعلی عطا کریگا لیکن تقدیر نے
نیا گل کھلایا ہنسی سے بدلے رلایا بن کے سامان بگڑ گیا اسرار روشن ضمیر یہ سنکر کہتا پھرتا ہے کہ
یارو خدا پر بھروسا رکھو کہ وہ خالق یکتا قوی و توانا ہے بغیر اسکے حکم کے ذرہ اپنی جگہ سے ہل نہین سکتا
ہے جو وہ چاہیگا وہ ہوگا گو کہ تمھارا بادشاہ اس ساحر کا کچھ نہین کر سکتا کہ یہ بلا ہی ہے لیکن قسم
کھا یاد کریگا کسی سے سامنا ہوا تھا جبتک میرے دم مین دم باقی ہے کسی پر آنچ نہ آنے دونگا
دو پہر تک اسطرح تسلی دے دے کے لشکر کو روکا بعد دوپہر کے غسل کیا اور گرد لشکر کے حصار
قائم کیا اور اک مقام پر چند سر کنڈے گاڑ کے اوپر نیلا کالا زرد زنگاری سوت لپیٹ کے کچھ
اسم پڑھنا شروع کیا قریب صبح اسم خوانی تمام کر کے اٹھا جتنا لشکر اسرار روشن ضمیر کا تھا اسکا
مع سحر سے تیار کر کے اپنے لشکر اصلی کو پشت پر لے لیا اور اپنی بھی اک تصویر مصنوعی قائم کی
اور آپ لشکر مین چلا آیا اور شاہزادہ رفیع البخت و سکندر و سہراب کو تسلیم کر کے سامنے بیٹھ گیا
اور عرض کی کہ آپ بہادران طلسم کشا مین سے ہین جبتک میرے دم مین دم باقی ہے اسوقت تک

آپ پر آنچ بھی نہ آنے دونگا بعد میرے شاید آقا میرا آجاے تو عرض کر دیجیے گا کہ فاتحہ جیسے مجھکو
نہ فراموش کرین اور میری دختر کو اپنے ہمراہ لیے جائین اور اپنی خدمت سے جدا نکرین یہ کہکے اسرار
روشن ضمیر رونے لگا سکندر بیگ نے کہا کہ اے اسرار روشن ضمیر اگر تم ہمکو میدان جنگ مین نہ جانے
دوگے تو ہم تمھاری شکایت کرینگے اور گلے کاٹ کے اپنی جانین دیدینگے اسرار روشن ضمیر نے
عرض کی کہ اے شہریار جب مین نہ ہونگا اُسوقت آپکو اختیار ہے یہ شاہزادیان آپ کے سپرد
ہین اور آپکو انکی نگرانی مین دیکر خدا کے حوالے کیا بس اب مجھے زیادہ ٹھہرنے کی فرصت
نہین ہے یہ کہکے چلا گیا۔ قمر اندام اور نجم تاب اور لعلان گہر دندان اور شعلہ عذار جادو اور دل آویز
جادو اور سیما سے جادو سب ایکجا جمع تھین دل آویز جادو نے کہا کہ افسوس کہ اُس بیابان گرد
کی کوئی خبر نہین کہ کہان ہے لعلان گہر دندان نے کہا کہ ابھی پنجہ سحر بھیج کے انھین منگا تو لین کیا فائدہ
جان بوجھ کے قتل کرانا ہے اگر وہ زندہ بچ جائیگا تو کوئی گور غریبان پر فاتحہ پڑھنے والا تو ہوگا۔ ان
سب نے گریہ وزاری مین اُتنا وقت گذارا جب صبح ہوئی تو سکندر و رفیع البخت و سہراب نے
دل آویز جادو سے کہا کہ ہمین اسلحہ اور مرکب منگوا دو ورنہ ہم خودکشی کرکے جان دیدینگے دل آویز جادو
نے کہا کہ ایک شرط سے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی تمکو فلک سے مبارز طلب نہ ہو تو ہرگز میدان کارزار
کا رخ نکرنا ورنہ اگر اُسوقت ہم درانداز ہون اور مقابلہ سے باز رکھین تو بعد کو شکایت نکرنا۔ یہ کہکے
اُسی وقت تین مرکب اور اسلحہ جنگ منگوا دیا قمر اندام جادو نے کہا کہ مین شہر اختریہ کو جاتی ہون
اور ایکدم مین آؤنگی بعد میرے آنے کے آپ سب صاحب سوار ہون مجھے یاد ہے جہان والدہ
مہربان نے تحائف بیابان چہار منارہ پوشیدہ کیے ہین یہ کہکر روانہ ہوئی ہر ایک کو یہ خیال ہوا
کہ وقت سخت تھا اس بہانے جان بچا کے چلی گئی لیکن قمر اندام جادو نے شہر اختریہ مین پہونچکے
دریافت کیا کہ والدہ مہربان کہان ہین معلوم ہوا کہ اپنے بھائی کے یہان گئی ہین پس قمر اندام جادو
گھر مین آئی حجرون مین قفل سحر چڑھے ہوے تھے قفلون کو توڑ کے صندوقچے کھولنا شروع کیے
ملازمین نے اتنا تو کہا کہ اے ملکہ آپ کیون ہمارا سر منڈوا دیجیے گا مان آپ کی خون کی پیاسی ہین
پلٹ کے آئینگی تو ہمین کو الزام دینگی قمر اندام نے کہا حرامزادو کیا شامتین آئی ہین ہمارا گھر اور
ہمین کو منع کرتی ہو جسکو امان جان کا خوف ہو وہ ہمارے ساتھ چلے ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے ایک
صندوقچہ مین سہراب کا اگلا اور رفیع البخت کا ہار اور سکندر کی ہیکل نکلی پس اُسنے اُن صندوقچے
کو بند کیا اور لیکے اتنی جلد پہونچی کہ سب کو حیرت ہوگئی دل آویز جادو نے آفرین کی اب یہ تینون
شاہزادے سوار ہوے اور ملکہ دل آویز جادو تخت سحر پر سوار ہوئی داہنی جانب ملکہ سیما سے
جادو طاؤس سپید پر سوار ساتھ ہوئی بائین جانب ملکہ شعلہ عذار جادو طاؤس زرین بال پر
بیٹھ کے ہمراہ ہوئی قمر اندام جادو اور نجم تاب جادو اور لعلان گہر دندان ابر سحر مین مخفی ہو کے
بلند ہوگئین دودبار جادو بمرتبہ سپہ سالاری آگے ہوا فتیابار جادو نے علم لشکر بلند کیا اسطرح فوج
ساحران اسلام آراستہ ہوئی لیکن سامنے اس لشکر کے اک حجاب تھا یکایک وہ حجاب جبتک
اور اسرار روشن ضمیر نے آکے کہا کہ اے ملکہ دل آویز جادو جسوقت تک یہ حجاب قائم ہے اُسوقت
تک تم آگے بڑھنے کا قصد نکرنا جب یہ حجاب ٹوٹے اُسوقت سمجھ لینا کہ اب اسرار روشن ضمیر کی قوت
سحر کا خاتمہ ہی ہو چکا جس سے ہو سکے وہ کرے یہ کہکر پھر اسرار روشن ضمیر حجاب سحر مین پوشیدہ ہوا

اسطرف تو یہ حجاب نظر آرہا ہی اور اُسطرف اک اور لشکر مصنوعی صف آرا ہی جسوقت ضحاک جادو اپنی فوج
کثیر کو ساتھ لیے ہوے میدان مین پہونچ کے صف آرا ہوا ہی تو لشکر اسرار روشن ضمیر کو پہلے سے آراستہ
پایا۔ بلانوش جادو نے کہا کہ تمکو اسقدر اپنی موت کا اشتیاق تھا کہ ہم سے پہلے آگئے جب فوج
ضحاک بھی صف آرا ہو چکی تو بلانوش جادو نے رخ میدان کا ارادہ کیا اور میدان مین پہونچ کے
پکارا کہ اے اسرار روشن ضمیر آخر تمنے مرنا قبول کیا اور محبت طلسم کشا سے دست بردار نہوے
اسرار روشن ضمیر نے کہا کہ او خدا ناشناس طلسم کشا سے بڑھ کے دغا کو چھوڑتا ہی کیا عمر دو روزہ کیواسطے
ابد الاباد کی خرابی مول لون اور جو شخص کل میرا ملازم تھا آج اُسکا دم بھرتا ہے اُس سے صلح کرون اور
اگر نامہ و پیغام کی ضرورت ہو تو ملازم کو میرا بھروا لو تکا القاب تحریر کرون بس اب تو اپنی نصیحت کو رہنے
دے اور جو تجھ سے ہو سکے قصور نکر اگر خداے عالم برحق ہی اور زندگی میری باقی ہی تو کیا تاب جو جان محبت
ہی تیری کہ ایک مو نصیحت کو اپنا پہونچا سکے بس یہ سنتے ہی غصہ سے چہرہ بلانوش جادو کا سرخ ہو گیا
پکارا کہ کیا تو نے مجھکو بھی ابلیسہ مردار خوار مقرر کیا ہی اُسنے تلارین رہکر جانورون کی طرح زندگی بسر کی
ابھی سحر تک کو اُسکے قابو مین نہ آنے پایا تھا دیکھ سحر اسکا نام ہی اور اس سحر کو تو پلٹا دے یہ کہکر
بلانوش جادو نے اُسی بلاے سیاہ کو اشارہ کیا جسپر سوار ہو کے یہ میدان مین آیا تھا صورت اُسکی
یہ تھی ایک دیونی تھی دہن سے اُسکے شعلے نکلتے تھے آنکھین مثل مشعل کے روشن تھین تمام جسم پر
بال تھے بس جیسے ہی بلانوش جادو نے اشارہ کیا کہ جا اور انکو کھا لے یہ کہنا تھا کہ وہ بلا دہن
کھول کے لشکر اسرار روشن ضمیر کی طرف چلی اسرار روشن ضمیر نے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا اور آواز دی کہ
کیا طلسم کی بلائین غارت ہو گئین جو یہ بلا طلسم مین نازل ہوئی ہی یہ کہنا تھا کہ طبقہ ہلگیا اور صحرا سے
چار دیو پیدا ہوے ہاتھون مین انکے میل تھے دیوون نے آتے ہی اُس دیونی کو ٹوکا کہ کہان جاتی ہی
دیونی بہت بڑی دو دیوون نے دیونی کو پکڑ لیا اور دو دیوون نے میل آہنی سے مارنا شروع کیا
لیکن اُس بلاے سیاہ نے جس دیو کے چانٹ ماری گوشت نوچ کے کھا گئی تھوڑی ہی دیر مین
چارون دیوؤنکا گوشت نوچ نوچ کے کھا گئی ہڈیان دیوؤن کی گر پڑین اب منھ سے خون ٹپکتا ہوا
پھر بلا لشکر کی طرف چلی۔ بلانوش جادو نے کہا بس کیون اے اسرار روشن ضمیر اب طلسم مین کوئی
بلا نہین کہ اُس بلا سے سامنا کرے اسرار روشن ضمیر کے اندام مین رعشہ پڑ گیا کہ اب اس بلا کا دفعیہ
ہونا غیر ممکن ہی اور یہ بلا جو آکر لشکر پر گرتی ہی آکھا اُٹھا کے اہل لشکر کو نگلنا شروع کیا چار طرف سے
ساحر بہانے سحر ہو رہے ہین مگر کوئی سحر سوا اثر نہین کرتا بلاے سیاہ لشکر مین دوڑتی پھرتی ہی اسرار روشن ضمیر
جب کوئی سحر کرتا ہی تو یہ بھرا جاتی ہی مگر رکتی نہین ضحاک خوش ہو رہا ہی شام تک مین سارے لشکر کا
اس بلا نے خاتمہ کر دیا۔ بلانوش جادو نے کہا کہ کیون اے اسرار روشن ضمیر دیکھا کیا نتیجہ ہوا ہی پھر
اشارہ کر دون یہ بلا تجھے بھی کھالے مگر مین پھر ایک رات کی مہلت دیتا ہون کہ اپنے نیک و بد کو سوچ لے
یا اطاعت کر ورنہ طلسم سے نکل جا ورنہ بس اسرار روشن ضمیر نے وہ حجاب سحر اُٹھا دیا دیکھا تو پھر سارا لشکر
موجود ہی آواز دی کہ او بلانوش دیکھا تو نے ایک رو بار بھی تو کیا دن بھر مین تو مٹا نہ سکا
بلانوش نے کہا کہ تو نے فریب دیا خیر کل دیکھا جائیگا اگر کل ایک کو بھی مین نے زندہ چھوڑ دیا تو نام
اپنا بلانوش جادو نہ پایا یہ کہکے اور طبل بازگشت بجوا کے میدان سے پھر گیا لیکن نہایت شرمندہ تھا کہ
مجھے بڑا دھوکا دیا۔ اسرار روشن ضمیر نے بارگاہ مین جا کر اہل دربار کی طرف دیکھکر کہا کہ کل روز قیامت ہی

کہ لوح یہی ہے تو ملکہ نے لوح گلے سے حکیم کے اُتاری اور دیکھنے لگی حکیم فرامرز نے کہا کہ کیا دیکھتی ہو کہا میں دیکھتی ہوں کہ اسمیں کیا لکھا گیا ہے حکیم فرامرز نے کہا کہ لاؤ میں پڑھدوں کہا کہ مجھے تمھاری بابت کا یقین نہیں یہ کہکے آصف انجم طلعت کو لوح دیدی کہ آپ پڑھئے آصف انجم طلعت نے کہا کہ اسمیں اسماء باری تعالے مرقوم ہیں یہ انھیں کی تاثیر ہے کہ سحر باطل ہو جاتا ہے ملکہ نے کہا کہ کیا نام سامری و جمشید سے زیادہ ان ناموں میں تاثیر ہے آصف انجم طلعت نے کہا کہ کبھی تم آزمائش کر کے دیکھو لیکن اگر اسکی تاثیر زیادہ نہوتی تو سحر کیوں باطل ہو جاتا بس ملکہ نے حکیم فرامرز سے کہا کہ حیف کی جا ہے جو خدا سے برحق کو چھوڑ کے لوگ کافروں کی پرستش کرتے ہیں ان باتوں پر حکیم فرامرز گھبرایا کہا ملکہ لوح میرے حوالے کرو کہ میں امین ہوں ملکہ نے کہا تو بکتی کا فسر معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو قتل کرواتا ہے اور لوح لیے بیٹھا ہے میں تجھ لینے کا فر کے یہاں ایک دم ٹھہرنے کو پسند نہیں کرتی حکیم فرامرز نے کہا کہ اے ملکہ میں ہرگز تمکو نہ جانے دونگا تم میری نگرانی میں ہو یہ کہکے کچھ پڑھنے لگا ملکہ کو غصہ آیا ہاتھ میں اسکے ایک چھڑی تھی اٹھاکے جو ماری ہے چھڑی برق بنکے گری کہ حکیم فرامرز کے دو ٹکڑے ہوگئے مرتے ہی حکیم کے سب نیرنجات کثیف لطیف ہوگئے نہ باغ رہا نہ وہ طاق رہا نہ مکان جسمیں یہ سب بیٹھے تھے ایک میدان تھا اور کچھ سرکنڈے گڑے ہوئے تھے جنپر کالا نیلا زرد زنگاری سوت لپٹا ہوا تھا اور سامنے ایک کوہ نظر آیا اسپر دو آدمی بیٹھے ہوئے دکھائی دیئے آصف انجم طلعت نے کہا کہ اے ملکہ اب جلد طلسم کشا کی تلاش کرو کہ وہ ہمارا تمھارا سب کا پشت و پناہ ہے لوح اسی کے پاس جاکے کام دیگی ملکہ کے لباس میں تصویریں قسم قسم کی بنی ہوئی ہیں پس ملکہ نے ایک تصویر سے پوچھا کہ بتا طلسم کشا کہاں ہے وہ تصویر بولی کہ سامنے کوہ پر مع عیار بیٹھا ہوا لوح کا انتظار کر رہا ہے پس آصف انجم طلعت مع زر افشان جادو و حیات خوش جمال و مہ جبین بن اکوان طرف کوہ کے روانہ ہوئے جس وقت پاس کوہ پہونچے تو دیکھا کہ عادل کیوان شکوہ سر بزانو بیٹھے ہیں عادل آصف کو دیکھتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے آصف انجم طلعت نے جلدی سے لوح طلسمی عادل کے سپرد کی اور کہا کہ بابا خدا نے مجکو تم سے سرخرو کیا ورنہ میں کسیکو منہ دکھانے کے قابل بھی نہ رہا تھا عادل نے لوح لیکے گلے میں پہنی اور عرض کی کہ یہ مقدرات کا فعل تھا میں آپ کا بہت ممنون ہوں کہ آپ بزرگ ہیں لیکن عادل کیوان شکوہ حیرت سے زر افشان جادو اور حیات خوش جمال کو دیکھ رہے تھے آصف انجم طلعت نے کہا کہ یہ دونوں اکوان مہ جبین کی ماں ہے اور یہ ملکہ زر افشان جادو دختر بلا نوش جادو ہیں انھیں کی بدولت لوح طلسمی ہاتھ آئی ورنہ لوح ایسے مقام پر تھی کہ اسکا ہاتھ آنا ممکن نہ تھا عادل کیوان شکوہ نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے طلسم کشا جلد لشکر کی خبر لے کہ اب لشکر پر وقت تنگ ہے پس عادل کیوان شکوہ نے گھبرا کے کہا کہ میں جاتا ہوں آصف انجم طلعت نے کہا کہ میں بھی چلونگا عادل نے منع کیا اور کہا کہ آپ پاس کوئی سامان حفاظت نہیں ہے کہا کچھ ہو ملکہ زر افشان جادو نے انگشتر اپنے ہاتھ کی اتار کے دیدی کہ اسے پہن لیجئے اب کوئی سحر آپ پر تاثیر نکریگا یہ میرے باپ نے مجکو دی تھی اور ہیکل اپنی حیات خوش جمال کو پہنا دی اور اپنا بازو کا کھول کے مہ جبین بن اکوان کے بازو پر باندھ دیا اور کہا کہ میں پوشیدہ آپکے ساتھ ہوں ظاہر لشکر میں چلنا میرا مناسب نہیں ہے اگر ہو سکے میرے باپ کو سمجھا دیجئے گا کہ شاید وہ راہ راست پر آجائے

[illegible]ان کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اے ملکہ ضرور میں تمہارے باپ کا خیال کرونگا خاطر جمع رکھو یہ [illegible] جانب کوہ بلور روانہ ہوئے - داہنی جانب آصف انجم طلعت تھے اور بائیں جانب [illegible] بن اکوان تھا - اور ملکہ زرافشان جادو مع حیات فرخ جمال ابر آسمانی رنگ میں پوشیدہ [illegible] بہت بلند ہو کے روانہ ہوئے ابر کا رنگ آسمان کے رنگ سے ایسا مشابہ تھا کہ کوئی پہچان نہ سکتا تھا دیکھیے یہ کب پہنچتے ہیں لیکن اب

چند کلمے داستان مقابلہ بلا نوش جادو و سرار روشن ضمیر و لاجورد جادو وغیرہ کے بیان کیے جاتے ہیں

مخمس بر آغاز کلام

کوئی گلفام جلانے دل ناشاد آیا | قتل کرنے کو کوئی غیرت شمشاد آیا
منہ میں تنکا تھا کہ گلچین سے بیداد آیا | کیا سمجھ کر میں سوئے گلشن ایجاد آیا
آشیاں بھی نہ بنایا تھا کہ صیاد آیا

ہوئی وحشت تو سوئے باغ میں ناشاد آیا | نظر آنکھوں کو نہ یاں بھی وہ پریزاد آیا
دم اُلجھنے لگا دل پر سر فریاد آیا | سلسلہ گیسوئے جاناں کا مجھے یاد آیا
دوش پر دام جو ڈالے ہوئے صیاد آیا

کیا بتاؤں دل بیتاب نے صدمہ جو سہا | کوئی پامال ہوا خون کسی عاشق کا بہا
رنگ بلبل بھی ہوئی کبک بھی حیرت میں رہا | وہ خراماں جو ہوا باغ میں سب نے یہ کہا
دیکھو طاؤس چمن بن کے پریزاد آیا

نزع میں ہو کہیں یہ کاش کہ اسے بھی خبر | اور سنا بھی تو وہ بیدرد نہ آئیگا ادھر
کیا عجب نالۂ جانکاہ دکھائیں جو اثر | اے اجل بہر خدا اور ٹھہر جا دم بھر
ہچکیاں آتی ہیں شاید میں اسے یاد آیا

سلسلہ زلف کے سودے میں ہے وحشت کا | عشق رخسار ہوا مجھکو سبب حیرت کا
زندگی خاک ہے جب ہو یہ جنون آفت کا | قتل بھی خوب ہے سودا زدۂ الفت کا
ہر دم یاد اسے سر شوریدہ کہ جلاد آیا

ہجر کی تاب ہے عاشق کو نہ ہے تاب وصال | عشق لیلی میں ہوا قیس حزیں کا کیا حال
یاد کیا ہو اسے جس پر گرے کوہ ملال | تلخی مرگ بھلا دیتی ہے جاناں کا خیال
خواب میں بھی کبھی شیریں سے نہ فرہاد آیا

کیں رقم صانع قدرت نے عجب تصویریں | ایسی کھینچیں نہ کسی نقاش نے کب تصویریں
حوروں کی لائی گئیں سب تصویریں | ہو گئیں گرد ترے سامنے سب تصویریں
جب حسینوں کا مرقع لیے بہزاد آیا

ہم صفیروں کی وہاں یاد بھی کی بلبل نے | باغباں کی طلب امداد بھی کی بلبل نے
زندگی شاد کبھی ناشاد بھی کی بلبل نے | تجھ سے بھی کیسے فریاد بھی کی بلبل نے
پر ترے دل میں کبھی رحم نہ صیاد آیا

بسکہ ارمان تھا اُسے آمد فصل گل کا
نہ رہا چین کا رہا ہوش نہ پھر سنبل کا
مست اسطرح ہوئی نشہ ہو جیسے مل کا
قفس تنگ مین خون ہو گیا دل بلبل کا
ہاتھ مین دستہ گل لیکے جو صیاد آیا

آنکھ کھلتے ہی قفس ہو گیا بس بیت حزن
کیون نہ جاری ہو زبان پر مرے نرم یہ سخن
ہوش آیا تو اٹھا کر ستم و رنج و محن
مجھ سا حسرت زدہ ہوگا نہ کوئی مرغ چمن
شاخ گل تک بھی نہ پہونچا تھا کہ صیاد آیا

وہ یہان رہتا ہی آباد خموشی ہی جسے
اس چمن سے ہی وہی شاد خموشی ہی جسے
کبھی ہوتا نہین برباد خموشی ہی جسے
غم سے ہر جا ہی وہ آزاد خموشی ہی جسے
کی فغان باغ مین بلبل نے تو صیاد آیا

کس جگہ رنج و مصیبت نہین مجھ وحشی کو
کونسا دن ہی کہ وحشت نہین مجھ وحشی کو
کہین صدمون سے فراغت نہین مجھ وحشی کو
دشت غربت مین بھی راحت نہین مجھ وحشی کو
اپنے سایے کو سمجھتا ہون کہ صیاد آیا

نہین معلوم کہ کس طرح وہ آیا افسوس
یاس نے شعر یہ برجستہ سنایا افسوس
کہین مطلق نہ دکھائی دیا سایا افسوس
بو تو پائی مگر اُس گل کو نہ پایا افسوس
باغ مین تخت ہوا پر وہ پری زاد آیا

خوشنویسان جادو رقم و واقعہ نگاران افسون قلم اس داستان عجائب عنوان کو اسطرح تحریر کرتے ہین کہ جب طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور نور سحری منکشف ہوا ستارے جھلملا جھلملا کر غروب ہوئے نسیم سحری نے تازہ تازہ گل کھلائے قطرات شبنم حرارت شعاع آفتاب سے مانند سیماب کے اڑنے لگے طائران ہوا آشیانون سے سر نکالا فکر آب و دانہ مین چلے دونون لشکر اپنے اپنے دین و آئین کے موافق عبادت رب بے نیاز سے فارغ حاصل کرکے سامان حرب و ضرب سے درست و چست ہوکر عازم میدان کارزار ہوئے اسطرف اسرار روشن ضمیر مع لشکر میدان مین ہوکر صف آرا ہوئے اسطرف ضحاک مارگزیدہ جادو نہایت جاہ و حشم کے ساتھ میدان مین آیا آج بلانوش جادو غصہ مین بھرا ہوا آیا ہی کہ کل تجھے اسرار روشن ضمیر نے دھوکا دیا آج بھی وہی حالہ سیاہ بلانوش جادو کے ساتھ ہی بس بلانوش جادو نے کہا کہ اے اسرار روشن ضمیر ہوشیار ہو جا۔ یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ اک ہوائے تند پیدا ہوئی دیکھا کہ جانب صحرا سے اک بگولہ چرخ مارتا چلا آتا ہی اور اُس بگولے پر اک عقاب تیز پر سایہ فگن ہی عقاب نے آتے ہی مثل کبوتر کے لشکر اسرار روشن ضمیر مین تا دیر لگانے اور جنگل کا رخ کیا اب جو دیکھا تو جسقدر لشکر کے لوگ دکھائی دیرہے تھے کاغذ کے پتلے بن کے ہوا مین اُڑتے ہوئے چلے گئے اور لشکر اصلی نظر آنے لگا بس بلانوش جادو نے حالہ کو اشارہ کیا کہ جا اور ان سب کو کھا لے اب یہ اصلی لشکر ہی مصنوعی لشکر کو مین نے ایک ہوا کے جھونکے مین اُڑا دیا یہ سنتے ہی حالہ لشکر کی طرف چلی بس اسرار روشن ضمیر نے اک نارمل زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور نار بیل مین سے آگ نکل کے درمیان لشکر اور حالہ کے حائل ہوگئی دیونی آگے بڑھتے ہوئے جھجکی بلانوش جادو نے للکارا کہ آگ سے ڈرتی ہی جس سے تیری خلقت ہی بس دیونی اُسی آگ مین گھس گئی اسرار روشن ضمیر نے چھینٹا گلاب کا انگشت کا مارا دیونی بھسم ہو شعلہ بن کے بلانوش جادو

کی طرف بلٹی بلا نوش جادو نے بھی فوراً جیب کا چھینٹا مارا دیونی شعلہ جو الہ بنکے لشکر اسرار روشن ضمیر
پر گری اسے جلا دیا اُسے بھونک دیا یہ جا پڑی وہ آ پڑی اب ہرچند اسرار روشن ضمیر رد سحر کرتا ہے
مگر یہ شعلہ فرو نہیں ہوتا ساحران لشکر بھی برابر حربہائے سحر کر رہے ہیں مگر کوئی حربہ تاثیر نہیں کرتا
اُسوقت اسرار روشن ضمیر نے بیتاب ہو کے جانب فلک دیکھا یکایک ایک ستارہ آسمان سے ٹوٹکر
زمین پر آیا اور بشکل ایک پریزاد کی بنگیا ہاتھ میں پریزاد کے ایک شیشہ تھا پریزاد نے شیشہ زمین پر
رکھکے آواز دی کہ اے آتش سحر دیکھ تو اس شیشہ میں تیرا دشمن ہے اسے نہیں جلاتی یہ سنتے ہی
وہ آتش آکر شیشے میں اُتر گئی پریزاد نے شیشہ بند کرلیا اور لیکے اُڑی ہوئی چلی گئی اسرار روشن ضمیر
حیران تھا کہ یہ کون تھی بلا نوش جادو کو سخت تعجب ہوا کہ رد اس سحر کا سوا میرے کوئی نہیں جانتا
خاموش ہو رہا اور اسرار روشن ضمیر سے کہا کہ خبر اس دشمن پوشیدہ کی بعد کو خبر لونگا یہ کہکے ایک
شمع نکال کے میدان میں نصب کی اور گرد شمع کے زمین پر بیٹھکے سیندور کے لگا کے کچھ اسم سحر
پڑھتا رہا جب اسم سحر تمام ہوا تو بلا نوش نے شمع کی طرف دم کیا شمع ہوا سے جل اُٹھی بس جیسے ہی
شمع روشن ہوئی پہلے نظر شمع پر ملکہ سیما کے جادو کی پڑی سیما کے جادو نے زمین پر غلطکہ سا مارکی
اور پروانہ بنکے شمع پر گری اور جل گئی اتنے ساحران لشکر اسلام سو سو دو دو سو پروانے بنکے
اُڑتے ہیں اور شمع پر گرکے جل جاتے ہیں یہ دیکھکر اسرار روشن ضمیر نے کچھ اسم دم کرکے ایک ٹکڑا
شیشے کا نکال کے پھینکا کہ ایک دیوار شیشے کی درمیان شمع اور لشکر کے حائل ہوگئی اب جتنے ساحر
پروانے بنکے اُڑے تھے وہ دیوار سے ٹکرا کے رہگئے بس یہ دیکھتے ہی بلا نوش جادو نے گولہ فولادی
دیوار پر مارا کہ دیوار ٹوٹ گئی اُسوقت جتنے پروانے تھے سب شمع پر آکے گرے اور جل گئے یکایک
صحرا سے ایک زاغ سیاہ پیدا ہوا اُسنے آتے ہی پر مارا کہ شمع کو بجھا دوں یہ شمع ہوا سے روشن
ہوئی تھی پھر ہوا سے کیونکر گل کرسکتی تھی پروں میں زاغ کے آگ لگ گئی بس زاغ نے منقار سے
گلگیر کا کام لیا اور چونچ سے فتیلہ شمع کا کاٹ دیا شمع گل ہوگئی مگر زاغ بھی جلگیا بلا نوش پھر متعجب
ہوا کہ یہ کون ہے جو در پردہ میرے سحر رد کر رہا ہے یہ روشن ہے کہ اسرار روشن ضمیر کا یہ کام نہیں بس
بلا نوش جادو نے کہا کہ اب میں خاتمہ کیے دیتا ہوں یہ کہکے کچھ اسم سحر پڑھا اور ہاتھ کو گردش دی
چار جانب سے چار لکہ ہائے ابر پیدا ہوئے اور لشکر اسرار روشن ضمیر پر چھا گئے اور ابر سے بارش
سنگ ہونے لگی جس ساحر پر اولا گرا وہ پتھر کا ہوکے رہگیا اسرار روشن ضمیر نے سحر سے ہوا کو تیز کیا
مگر ابر نہ ہٹا پھر ایک اور ابر زیر ابر قائم کیا وہ ابر بھی پراگندہ ہوگیا کوئی تدبیر کارگر نہوئی دم بھر میں آدھا
لشکر پتھر کا ہوگیا لیکن اسرار روشن ضمیر جو سحر لگائے کھڑا تھا پتھر کی وجہ سے محفوظ رہا بلا نوش جادو
نے کہا کہ تیرا علاج بھی میرے پاس ہے یہ کہکے اُنگلی سے اشارہ کیا کہ ابر چار ٹکڑے ہوکر جدھر سے
آیا تھا اُدھر چلا گیا اور درمیان ابر سے ایک زغن سپید اُڑتی ہوئی آئی اور ہاتھ پر بلا نوش جادو کے
بیٹھ گئی بلا نوش جادو نے کہا کہ اسے اسرار روشن ضمیر ہوشیار ہو جا یہ کہکر اُس زغن کی ٹانگیں چیر
ڈالیں زغن چلچلائی بس آواز زغن کی جو اسرار روشن ضمیر کے کان میں پہونچی بیہوش ہوکے زمین پر
گرا بلا نوش جادو خنجر پکڑکے چلا کہ اسکا کلیجا چاک کرکے کھا لوں اور اسکا سر بناؤں تا ایک زرد
سحر قابو میں آئیگا ہنوز بلا نوش جادو قریب اسرار روشن ضمیر کے نہ پہونچنے پایا تھا کہ آواز سم مرکبان
آئی دیکھا کہ ایک جوان حسین گھوڑا اُڑائے چلا آتا ہے ضحاک نے آواز دی کہ اسے بلا نوش طلسم کشائی ہے

اب یہ زندہ نہ جانے پائے کہ سارے فسادات اسی کی ذات سے ہیں۔ عادل کیوان شکوہ نے تیغ سے
عکس لوح کاٹ ڈالا کہ ایک برق سی چمکی بلا نوش چھپکا اور اسرار روشن ضمیر پر سے اثر سحر باطل ہوا
آنکھ کھلی دیکھا کہ عادل کیوان شکوہ مرکب پر سوار لوح کو جھکا رہا ہے آواز دی کہ اے آقائے نامدار
تمام لشکر پتھر کا ہو گیا اگر ذرا دیر آپ نہ پہونچتے تو ہمیں بھی حق نمک سے ادا ہو چکا تھا عادل کیوان شکوہ
نے بلا نوش جادو کو آواز دی کہ او خدا ناترس کیا تجھے مرنا نہیں ہے ایک روز سب کو فنا ہے سوا ذات
باری تعالے کے کیا ہوئے سامری و جمشید جنکو تجھ ایسے گمراہ خداوند کہتے ہیں اس بے ثبات
زندگی پہ مغرور ہو جانا سراسر نادانی ہے توبہ کر اپنے افعال سے اور سجدہ کر اس معبود حقیقی کو جو سب کا
خالق ہے۔ بلا نوش جادو نے اتنی مہلت پائی تھی اسم سحر پڑھ کر اپنی ران سے خون نجس لیکر
آواز دی کہ او طلسم کشا تو لوح پہ بھولا ہے دیکھوں تیری لوح تیرا کیا کر لیتی ہے سامری و جمشید
کیسے ہیں خود خداوند ہوں جسے چاہوں مار ڈالوں جسے چاہوں زندہ کر دوں کہہ تو تیرے عزیز
مردہ کو زندہ کر کے تجھ سے ملا دوں مگر مجھکو سجدہ کرنا قبول کر عادل کیوان شکوہ نے لاحول پڑھا
بس بلا نوش جادو نے اسی خون نجس کا چھینٹا لوح پر مارا یہ پاک و متبرک چیز اسکے خون نجس
سے سیاہ ہو گئی جو حروف روشن و منور تھے پوشیدہ ہو گئے مضمون خالی رہی بلا نوش جادو نے
کہا کہ دیکھا تو نے عادل کیوان شکوہ نے تیر مارا تیر قریب پہونچتے ہی جل گیا بلا نوش جادو نے
چند دانے ماش کے پڑھ کر مارے کہ دست و پا عادل کیوان شکوہ کے بے قابو ہو گئے آپ
یہ خنجر کھینچے ہوئے عادل کیوان شکوہ کی طرف بڑھا کہ پھر آواز ہم مرکب پیدا ہوئی اور آصف از ظلمت
اور برجیس بن اکوان پیدا ہوئے یہ آگے سد راہ ہوئے بلا نوش جادو نے انپر بھی سحر کیا مگر
کارگر نہوا ان دونوں نے بلا نوش کو تلواریں مارنا شروع کیں یہ ملعون آہن تن و آہنی بدن تھا
کسی حربہ نے اثر نہ کیا اتنے میں اک پریزاد پھر پیدا ہوئی ہاتھ میں اسکے شیشہ آب تھا بس اسنے
پانی شیشہ کا لوح پر ڈالا اور لوح کو دھویا اور اسی دھوتے ہوئے پانی کا چھینٹا منھ پر عادل کیوان شکوہ
کے مارا کہ یہ ہوشیار ہوئے اثر سحر برطرف ہوا پھر انھوں نے لوح کو جھکایا کہ بلا نوش جادو کی
آنکھوں میں چکا چوند آ گئی پھر اسنے چھینٹا اپنی ران راست کے خون نجس کا مارا کہ پھر لوح سیاہ
ہو گئی اور عادل کیوان شکوہ پھر بے حس و حرکت ہو کر تصویر سنگی بن گئے لیکن برجیس بن اکوان اور آصف
انجب ملعت بلا نوش کو فرصت نہ لینے دیتے تھے برابر وار کر رہے تھے اور سحر انپر تاثیر نہ کرتا تھا
بس بلا نوش جادو نے دستک دی کہ اک زنگی سیاہ زمین سے پیدا ہوا اور آتے ہی آصف سے
لپٹ پڑا اور ایک اور زنگی پیدا ہوا کہ وہ برجیس بن اکوان سے لپٹ پڑا انمیں کشتی ہونے لگی
بلا نوش نے پھر قتل طلسم کشا کا ارادہ کیا پھر پریزاد شیشہ ہاتھ میں لیے ہوئے پیدا ہوئی پریزاد
چاہتی تھی کہ چھینٹا پانی کا مار کے لوح کو خون نجس سے پاک کروں کہ بلا نوش نے دستک دی دو
پریزاد پیدا ہوئیں اور آ کے ہاتھ اس پریزاد کا پکڑ لیا اور کہا کہ بہن یہ کیا کرتی ہو بلا نوش جادو نے
کہا کھینچ لاؤ اسے یہ پریزاد پریزاد کو کھینچے ہوئے سامنے بلا نوش جادو کے لائیں بلا نوش جادو
نے چوٹی اسکی پکڑ لی اور کہا کہ سچ بتا کسنے تجھے بھیجا ہے اسنے کہا کہ ملکہ زر افشاں جادو نے بلا نوش
جادو نے کہا کہ ہاتھ میں یہ چھوکری یہاں آ کے ہماری تشنہ خون ہو گئی ارے میں نے اسی کو
بلا سے مادر مہربان بنایا تھا یہ اسکے جی میں کیا سمائی پھر سمجھا جائیگا جا اور اس شوخ دیدہ کو پکڑ لا

دونون پریزادین اُڑین اور بلند ہوگئین تھوڑی دیر مین دیکھا تو باز و زرافشان جادو کے دونون
پریزادون کے ہاتھون مین ہین اور پریزادین کھینچے ہوے لیے آتی ہین بلانوش جادو نے کہا کہ
کیون اسے زرافشان جادو یہ کیا حرکت تھی کیا سحر تونے میرے مٹا دیے مین بھی حیران تھا کہ یہ
کون ہی جو میرے سحر مٹا رہا ہی یہ نہ معلوم تھا کہ ؎ کس نیاموخت علم تیر از من + کہ مرا عاقبت نشا
نہ کرد + زرافشان جادو نے کہا کہ مجھسے بیگناہ ہون کا قتل ہوتا نہ دیکھا گیا اسوجہ سے مین نے حرکت
کی سوا آپ کے سحر رد کر دینے کے کوئی سحر آپ پر نہین کیا مین آپ کی دشمن نہین ہون بلکہ چاہتی
ہون کہ چند روزہ حشمت کے بدلے دوامی راحت کا سامان کیجیے خداے برحق کی پرستش کیجیے اور
خود پرستی کو ترک کیجیے بلانوش جادو نے کہا تو مجھے نصیحت کرتی ہی اور اس سے زیادہ دشمنی کیا
ہوگی کہ تو نے لوح طلسم کشا کے حوالے کر دی سوا تیرے یہ دوسرے کا کام نہین ہی نہ مجھے ایسا
ساحر ہوتا نہ اُسکے ہاتھ سے بچتا وہ بھی زندگی تھی کہ بچگیا اگر طلسم کشا آتے ہی مجھپر حربہ کر بیٹھتا
تو بچنا بھی دشوار تھا اسنے نصیحت شروع کی اتنا غافل پا کے مین نے لوح کو سیاہ کر دیا تو نے
پھر لوح کو روشن کر دیا اور پھر کہتی ہی کہ مین دشمن نہین ہون- زرافشان جادو نے کہا کہ طلسم کشا
ایسا غافل و نادان نہ تھا کہ آپ کو اتنی مہلت دیتا یہ اُسنے میری نصیحت پر عمل کیا کہ وہ مجھسے وعدہ
کر چکا تھا کہ مین تیرے باپ کو بیدار کر دونگا اور اُسکے خون سے ہاتھ اپنا نہ بھرونگا بلانوش جادو نے
کہا کہ خیر ذرا قتل سے ان لوگون کے فرصت کر لون تو تجھے سزا دونگا اگر تمام سحر تیرے نہ مٹا دون
تو نام میرا بلانوش جادو نہین یہ سُنکے زرافشان جادو نے کہا کہ اگر زندہ رہی تو آج سے مین بھی
سحر سے توبہ کرونگی ورنہ اتو حشر میرا خدا پرستون کے ساتھ ہوگا بلانوش جادو نے چند دانے
دانش کے پڑھکر مارے ملکہ زرافشان جادو کمر تک غرق زمین ہوگئی پھر بلانوش جادو طلسم کشا کیطرف
چلا ضحاک نے آواز دی کہ اسے نہ چھوڑیےگا اسی کی ذات پر فتح و شکست موقوف ہی بلانوش جادو
نے کہا کہ یہ میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جا سکتا ہی یہ سُنکے بلانوش نے خنجر مارنے کا قصد کیا تھا کہ
اسرار روشن ضمیر برق بنکے گرا خنجر تو ہاتھ سے بلانوش جادو کے دور جا کے گرا مگر پاتھر پر کوئی اثر
نہوا ادھر اسرار روشن ضمیر سنبھلنے نہ پایا تھا کہ بلانوش جادو نے قمقمہ سحر سینے پر اسرار روشن ضمیر کے
مارا قمقمہ ٹوٹا اور ہزارہا شرار سے نکلے گرد اسرار روشن ضمیر کے محاصرہ کر لیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ درخت
مین کرمک شبتاب بیٹھے ہوے ہین جسم مین اسرار روشن ضمیر کے جا بجا آگ لگ رہی تھی اسرار روشن ضمیر
پاؤن مارکے غرق زمین ہوگیا لیکن جس مقام پر زمین سے نکلا شرارون کو گرد پایا اسرار روشن ضمیر
کبھی بلند ہوتا ہی کبھی غرق زمین ہو جاتا ہی مگر شرارے گھیرے ہوے ہین نہ نکلنے پاتا نہ جان چھوٹتی ہی
یہ اس آفت مین مبتلا ہوا اور بلانوش جادو پھر خنجر اُٹھا کے طلسم کشا کی طرف چلا کہ یکایک جانب
آسمان سے ابر لاجوردی رنگ پیدا ہوا اور کوہ بلور پر سے برستا ہوا میدان مین آکر قائم ہوا
جسقدر ساحران اسلام پتھر کے ہو گئے تھے سب ہیئت اصلی پر آگئے اب اُس ابر سے چار پتلیان
لاجوردی پیدا ہوئین ایک نے آکر شیشہ کا منھ کھول کر آواز دی کہ اے شرارون اس شیشہ مین
آکر قرار لو زیادہ شرارت اچھی نہین ہوتی تمام شرارے شیشے مین اُتر گئے بس پتلی نے وہی شیشہ
لشکر ضحاک پہ کھینچ مارا شیشہ سر پر کیوان زرین علم کے پڑا علم مین آگ لگ گئی اور کیوان سر چراغان
بنگیا ہرچند کیوان نے سحر کیے مگر کچھ نہوا جل کے خاک ہوگیا اب شرارے لشکر پر گرے اور ساحرون کو

جلانے لگے بلانوش نے ان شراروں کو آگے مٹایا یہاں دوسرے پتلے نے پانی کا چھینٹا مارا کہ
لوح روشن ہوگئی اور طلسم کشا ہوشیار ہوگیا تیسرے پتلے نے آکے ان زنگیوں کو [illegible]
انجم طلعت اور سرجلیس بن اکوان سے لپٹے ہوئے تھے زنگی پتلے کی طرف دوڑے پتلے نے گلا
کاٹ کے چھینٹا خون کا ان زنگیوں پر مارا کہ زنگی بھی جل گئے پھر چوتھے پتلے نے ایک چیخ ماری کہ دونوں
پریزادیں جو زرافشاں جادو کو پکڑے کھڑی تھیں بیہوش ہو کے گر پڑیں زرافشاں جادو چھوٹ گئی
لیکن یہ بھی گرد لک سے بلند ہوئی اور وہ شیشہ جسمیں بلاے سیاہ کے شعلہ کو بند کیا تھا لشکر خواکب پر
کھینچ مارا یہ شیشہ سرم جادو کے سر پر پڑا سرم جادو جل کے خاک ہوئی بعد اسکے یہ شعلہ چمکا سر
اختر جادو پر گرا اسکو بھی جلا کے خاک کر دیا ساحران لشکر ضحاک میں ہلچل مچگئی ساحران پڑی تو یہ
شعلہ لشکر پر گرا ادہر تو یہاں پھونک دیا چارسو کو وہاں پھونک دیا۔ بلانوش بد حواس ہوگیا کہ یہ
کیا آفت آئی اس ابر میں کون ہے جسنے آتے ہی یہ آفت برپا کردی ضحاک پکارا کہ اے خداوند ساحراں
ہماری خبر لیجیے ورنہ یہ شعلہ سبکو پھونک دیگا بلانوش جادو نے ایک جام نکالا اور اسکو خون [illegible]
سے لبریز کر کے کچھ اسم سحر پڑھا اور شعلے کی طرف دیکھ کے آواز دی کہ لے اپنا بھوگ اور ہوش میں آ
یہ کہنا تھا کہ شعلہ پلٹ کے اس جام پر گرا بلانوش جادو نے وہ جام اٹھا کے ابر لاجوردی رنگ پر
کھینچ مارا ابر میں آگ لگ گئی اور مانند روئی کے جلگیا۔ اب دیکھا تو ایک صد سالہ [illegible] مرد ایک
طاؤسی پر بیٹھا ہوا ہے بلانوش جادو نے کہا کیوں اے لاجورد جادو یہ تیرے مقابلہ کرنا گیا یعنی
مرد میدان تھے تو سامنے آکے سحر کیا ہوتا لاجورد جادو نے کہا کہ تجھ کو لڑکوں سے مقابلہ کرتے
شرم آئی ہیں تم سے سرگہہ مقابلہ کرنے لگتا تو جو لوگ کشتہ سحر تھے انکو کون بچاتا۔ اسیلیے موجود ہوں
اور یہ جانتا ہوں کہ تجھ سے مقابلہ کرنا آسان امر نہیں ہے مگر میں بھی موم کا بنا ہوا نہیں ہوں یہ کہکے
لاجورد جادو نے مرکب کو زمین پر اتارا اور اسرار دستغفر اور شاہزادہ عادل کیوان شکوہ سے کہا
کہ اے میرے [illegible] مقابلہ کا تماشا دیکھیے اب میرے اختیار ہی ہے یہ کہکے بلانوش جادو سے کہا کہ اے
سحر تجکو تو دعوا ہے خداوندی کا اور میں خداے برحق کا عیار ذلیل ہوں اگر تیرے ہاتھ سے
مارا گیا تو راہ حق پر ہوں شہید ہوا اور اگر تجکو مارا تو آج ہی سے سحر کرنا ترک کر دونگا اسے طلسم کشا
میرے اسلام کے شاہد رہیے گا میں نے آج ہی کے روز کے واسطے تو لاجورد پر سو برس
کا چلہ کھینچا تھا عادل نے لاجورد جادو کو دعاے خیر دی لیکن بلانوش جادو نے جھولے میں
سحر کے ہاتھ ڈالا اور ایک پتلہ سحر کا نکال کر کچھ اسم سحر پڑھ کر دم کیا اور لاجورد جادو کی طرف پھینکا
پتلہ شمشیر و سپر لیے ہوئے تھا آتے ہی لاجورد جادو کے گھوڑے کو پی کر دیا اور کہا کہ میں پیدل
ہوں تو کیوں سوار ہے پیدل ہو کے مقابلہ کر لاجورد جادو نے مرکب سے کود کے تلوار ماری کہ
داہنا ہاتھ پتلے کا قلم ہوگیا ادہر تو ہاتھ پتلے کا قلم ہو کے گرا ادہر ایک ہاتھ لاجورد جادو کا بھی
تن سے جدا ہو کے گر پڑا لاجورد جادو نے آواز دی کہ اے بلانوش واقعی میں یہ سحر تیرا قابل
تعریف ہے اور خاتمہ کا سحر ہے عادل کیوان شکوہ دل میں کہتے ہیں کہ ایسا سحر آجتک نہ دیکھا تھا
اور نہ سنا تھا بس لاجورد جادو نے دوسرے دست بریدہ سے تلوار کھینچ لی اور سر اسکا
پھر پتلے کے جسم سے ملا کے کچھ اسم سحر پڑھا کہ ہاتھ سلم ہوگیا ادہر لاجورد جادو کا ہاتھ شانے سے
مل کے جڑ گیا بلانوش جادو نے کہا کہ اے لاجورد جادو یہ بھی تمہارا ہی کام تھا دوسرے کی مجال نہیں

کہ کشتہ سحر ہونے کے بعد اپنا علاج کرسکے لیکن یہ پتلا بلا سے جان ہی یہ کہکے بلا نوش جادو نے
پتلے کو للکارا کہ دشمن کا احسان نہ لے اگر ایک ہاتھ کٹ گیا تو کیا دوسرا ہاتھ نہین ہی سنتے ہی پتلے نے
اپنی تلوار اٹھا کے خود اپنا ہاتھ کاٹنا شروع کیا ہرچند لاجورد جادو نے سحر کیا مگر کچھ نہوا پتلے نے
ہاتھ اپنا کاٹ کے پھینک دیا ادھر لاجورد جادو کا ہاتھ شانے سے جدا ہو کے گر پڑا پتلے نے
جلدی سے ایک ٹانگ اپنی کاٹ ڈالی ادھر لاجورد جادو کی ٹانگ کٹ گئی پتلے نے دوسری
ٹانگ کاٹ ڈالی ادھر لاجورد جادو کی ٹانگ کٹ گئی اب ایک ہاتھ پتلے کا باقی ہی اور ایک ہاتھ
لاجورد جادو کا باقی ہی کہ لاجورد جادو نے پلٹ کے آواز دی کہ اگر یہی منظور ہی تو مین خود گلا کاٹے
لیتا ہون تو میرے واسطے اپنی جان کیون دیتا ہی دیکھ تیرے مالک نے تیرے ساتھ کیا کیا اور
مین کیا کرتا ہون ذرا اس احسان کو نہ بھولنا یہ کہکے اسرار روشن ضمیر سے کہا کہ تیری سلطنت قائم
ہمیشہ رہنے کے واسطے اور بندگان خدا کی جانین بچانے کے لیے مین اپنی جان نثار کرتا ہون
یہ کہکے لاجورد جادو نے تلوار سے گردن اپنی کاٹ ڈالی اور تلوار ہاتھ سے پھینک کے خون
چلو مین لیکر چھینٹا پتلے پر مارا بس چھینٹا خون کا پڑتے ہی پتلا بھی شعلہ جوالہ بنکر بلا نوش جادو
پر چلا۔ بلا نوش جادو نے کہا کہ او احسان فراموش یہ کیا کرتا ہی شعلے سے آواز پیدا ہوئی کہ او
خود مطلبی ہمارے ہاتھ سے ہمارے ہاتھ پاؤن کٹوا اسلئے اب ہم اسکے شریک ہین جسنے ہمین
گلا کاٹنے کی تکلیف نہ دی اور ہماری خوشی کے واسطے اپنا گلا کاٹ ڈالا اگر دوست کیا ہو تو دشمنا
کو بھی مٹا دینگے- بلا نوش جادو نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور جو بہاسے سحر مارنا شروع کیے کہ شعلہ
ذرا بھی کھچین تو کھینٹ دیکر پلٹا دون شعلہ مانند تیر شہاب کے چلا کب رکتا تھا آخر بلا نوش
نے ساری جھولی سحر کی کھینچ ماری مگر کچھ کام نہ چلا شعلہ سر پہ بلا نوش جادو کے گرا بلا نوش جادو
بھی جلنے لگا- جلتے وقت اسنے آواز دی کہ اے ضحاک تیری دوستی نے ہماری جان لی
مگر خیر مرتے مرتے دیکھ کیا کیے جاتا ہون اسے طلسم مین تو ہوگا نہ اسرار روشن ضمیر یہ کہکے دھڑ
دھڑ کرکے جل گیا اور یہ کالا آتش بنکے ضحاک کے لشکر اسرار روشن ضمیر پر گرا بارہ سو ساحر جل کے
خاک ہوگئے ادھر سے پلٹ کے لشکر ضحاک پر گرا اتنے ہی ساحر لشکر ضحاک کے جلا دیے پھر
پلٹ کے لشکر اسرار روشن ضمیر کی طرف چلا ہرچند اسرار روشن ضمیر نے سحر کیے پانی برسایا شعلہ نہ رکا اور
پھر لشکر پر گرا ساحران نامی تو خالی بچ گئے مگر لشکر کے ایک ہزار ساحر پھر جل گئے پھر شعلہ لشکر
ضحاک کی طرف پلٹا ضحاک نے دستک دی کہ ایک پتلہ پیدا ہوا اور اسنے شیشہ سامنے شعلے کے
پیش کیا شعلہ شیشہ مین اتر گیا جیسے ہی پتلہ شیشہ کو لیکے ضحاک کی طرف چلا شعلے نے چیخ مار
شیشہ پر پیچھے ہوکر اڑ گیا پتلہ جل کے خاک ہوگیا لشکر محفوظ رہا شعلہ پھر ادھر پلٹا اسرار روشن ضمیر
نے بھی دستک دی کہ پریزاد پیدا ہوئی سامنے شعلے کے آکے منہ کھول دیا شعلہ دہن مین پریزاد
کے اتر گیا پریزاد لشکر ضحاک پر جا کے گری اتنے عرصہ مین شعلے نے پریزاد کو بھی پھونک دیا اور
لشکر ضحاک کے نو سو ساحر جلا دیے یہ ضحاک مارگزیدہ جادو نے پھر دستک دی کہ ایک مرغ آتش
پیدا ہوا اور اس شعلے کو نگل گیا لیکن شعلہ شکم مین پہونچتے ہی پھٹ کا مرغ مرغ آتشبازی بنکے اڑا اور
آکے لشکر اسرار روشن ضمیر پر گرا دو سو ساحر جلا دیے تب ملکہ زرافشان جادو نے ایک ناریل زمین پر مارا
کہ طبقہ شق ہوکے بصورت تالاب ہوگیا سوتین جاری ہوگئین زرافشان جادو نے اپنے جسم نازک کو

سات جگہ نشتر دیکر خون اک شیشہ مین جمع کیا اور آواز دی کہ اے اسرار روشن ضمیر میرے قریب آؤ
اسرار روشن ضمیر قریب آئے زرافشان جادو نے سات مقام پر اسرار روشن ضمیر کے بھی نشتر دیکر خون
اوس شیشہ مین آمیز کر کے آواز دی کہ اے شعلہ سحر ادھر آ کہ اب وہ رشتہ عداوت کا قطع ہوا بزرگو
مین دشمنی تھی خردون مین ایسی دوستی ہے کہ خون ملگیا اب آتش افروزی سے کیا فائدہ نہ فریقین ہو تو
اس شیشے مین اتر کے دیکھ لے بس یہ کہنا تھا کہ شعلہ قریب آ کے ٹھہرا ایا زرافشان جادو نے اسرار
روشن ضمیر سے کہا کہ اگر مین سچ کہتی ہون تو گواہی دو اسرار روشن ضمیر نے کہا کہ ملکہ سچ کہتی ہین اب یہ میرے
خون مین شریک ہین یہ سنتے ہی شعلہ شیشے مین اتر گیا ملکہ نے جلدی سے کاگ لگا کے شیشہ
کو تالاب مین غرق کر دیا اور دو اسم سحر پڑھ کے دستک دی کہ ہزار ہا پتلے اڑ کر پان مٹی کی بھرے
ہوئے صحرا سے پیدا ہوئے اور اس تالاب کو پاٹ دیا۔ زرافشان جادو نے کہا کہ اے ضحاک
احسان مان ہمارا کہ تیری فوج کو بھی نجات ملی ورنہ یہ شعلہ طلسم کو ویران کر دیتا نہ اسرار روشن ضمیر رہتا
نہ تو رہتا ضحاک نے کہا اے ملکہ سچ کہتی ہو سوا تمہارے دوسرے کا یہ کام نہ تھا کہ اس شعلے
کو اسیر کر کے فرو کرتا لیکن بعد ایسے دوست صادق کے زندگی پر خاک ہے یہ کہہ کے مع لشکر اسرار
روشن ضمیر پر گرا اور سحر کرنے لگا۔ اب ضحاک کے ساتھ چند ساحران نامی ہین اور اکوان تاجدار ہے
اور لشکر اسرار روشن ضمیر مین سوا ان شاہزادیون کے کوئی رفیق تک باقی نہین رہا ہے سبکو بلاوش
جادو نے ہٹا دیا اسطرف سے اسرار روشن ضمیر نے سحر کرنا شروع کیا جنگ مغلوبہ ہو گئی سحر چلنے لگے
طبقے زمین و آسمان کے ہلنے لگے ملکہ لعلان گہر دندان نے بھی طاؤس سحر کو بڑھایا اور ٹھپے مارنا شروع
کیے۔ بینش برقین چمک چمک کے گرنے لگین ایک طرف ملکہ قمر اندام جادو نے ماہتاب سحر روشن کیا
عکس ماہ مین جو ساحر آیا سحر بھولا دست و پا بے حرکت ہو گئے نجم تاب جادو نے ستارہ پر پھینکے
لشکر ضحاک پر ٹوٹنا شروع کیا جسپر گری اسکو جلا کے خاک کر دیا شعلہ بار جادو نے ایک جانب
آتش سحر روشن کی دل آویز جادو تخت پر سوار فوج کو للکار رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ یہ خاتمہ کی جنگ
ہے بعد اس جنگ کے راحت ہے ایک طرف اسرار روشن ضمیر نے سحر کے دریا بہائے ہین بیڑا حیات کفار
کا طوفان مین پھنسا ہے ایک سمت ملکہ زرافشان طاؤس زرین بال پر سوار سحر کر رہی ہے جسکے سحر
کی پناہ نہین ہے ضحاک جادو اور اکوان تاجدار نے بھی آج قصد کر لیا ہے کہ یا ہم نہین یا اہل اسلام
نہین ادھر یہ شاہزادے چھیون یعنی عادل کیوان شکوہ سکندر رستم فور رفیع البخت شہر آسا
بن رستم ثانی آصف انجم طہمورث برجیس بن اکوان برابر تلوارین برسا رہے ہین سحر ساحرون کے اثر تاثیر
نہین کرتے ہین جسکو ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے مرنے سے ساحرون کے قیامت برپا ہے آوازین
دار و گیر کی آرہی ہین آتش باری و برف باری ہو رہی ہے زمین تھرا رہی ہے آندھیان چل رہی ہین بسیر
شور کر رہے ہین کہ کشتی مرا نام من فلان بود و فلان بود لیکن ضحاک جادو و اکوان تاجدار اسقدر بلند
لڑ رہے ہین کہ عکس لوح کا نہین پڑ سکتا لیکن فوج کفار اسقدر ہے کہ قتل کرنا دشوار ہو گیا ہے ضحاک مارگیر
جادو نے تھیلی پر سحر کے ہاتھ ڈالا اور اک ناریل نکال کے زمین پر مارا ناریل پھٹا اور دریا پیدا ہوا
ساحران لشکر اسلام غرق ہونے لگے انھون نے شور کیا کہ اے فتاح طلسم ہماری خبر لیجیے شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ نے لوح کا عکس ڈالا دریا باطل ہوا ضحاک پھر چاہ سے بلند ہو گیا اور سحر کر کے
آگ برسائی کہ سیکڑون ساحرون کو جلا دیا اسرار روشن ضمیر نے اس سے زیادہ لشکر ضحاک کے ساحر

پھونک دیے لیکن جب اسرار روشن ضمیر اور ضحاک سے سامنا ہوتا ہے دو ایک سحر کی رد و بدل ہوتی ہے کہ پھر لشکر یورش کر کے درمیان میں حائل ہو جاتا ہے اُدھر اکوان تاجدار کے ساتھ تیلہائے طلسمی ہیں اکوان تیلون کو لڑا رہا ہے اور آپ اک سائبان کے نیچے کھڑا سحر کر رہا ہے تیلے لشکر اسلام پر گرتے ہیں کسی ساحر کا سحر ان تیلون پر تاثیر نہیں کرتا اور اکوان تاجدار کے تیلہائے سحر جسپر تلوار مارتے ہیں اُسکے دو ٹکڑے کر دیتے ہیں بس یہ دیکھتے ہی ملکہ لعلان گہر دندان نے آواز دی کہ اوکمبخت تم کتنی دن لڑے ہیں کہ ہمارے مقابلہ مین آیا ہے نہ بادشاہ سے ہم سے بگڑتی نہ سمجھے یہ دن نصیب ہوتا تو طلسم کا بادشاہ ہے تیرے بھی اتنی طاقت ہوئی کہ باطن طلسم کے ساحرون سے مقابلہ کرے یہ کہکے ملکہ لعلان گہر دندان نے اک تیلی موم کی جھولی سے نکالکے پھینکی تیلی کے ہاتھ مین اک شمع تھی تیلی نے اُس سائبان مین شمع لگا دی جسکے نیچے اکوان کھڑا ہوا سحر کر رہا تھا سائبان جلا اور شعلہ جوالہ ان کے تیلہائے سحر پر گرا کہ تمام تیلے جل کے خاک ہوے اکوان نے سر پیٹ لیا اور کہا کہ اے ملکہ تو نے غضب کیا کہ میرے ریاض کو خاک کر دیا لعلان گہر دندان تلوار کھینچکے اکوان کی طرف بڑھی تھی کہ اکوان نے ضحاک کے نام کی دوہائی کھینچی ضحاک درمیان مین آگیا اکوان جان بچا کے سامنے سے لعلان گہر دندان کے ٹل گیا اور دوسری صف لشکر پر سحر کرنے لگا یہان ضحاک نے لعلان گہر دندان پر اک مقناطیسی ہار کھینچ مارا ہار بازوؤن سے لعلان گہر دندان کے لپٹ گیا مشکین باندھ لین اسرار روشن ضمیر نے دستک دی کہ تیلی سحر کی مقراض لیے پیدا ہوئی اور آکے ہار کے ڈورے کو کاٹ دیا لعلان گہر دندان کے بازو کھلتے ہی پھر اسنے جھولی پر سحر کے ہاتھ ڈالا ادھر اسرار روشن ضمیر اور ضحاک مین رد و بدل ہونے لگی لعلان گہر دندان دوسری صف پر جا پڑی اور برقین گرانے لگی اُدھر اکوان تاجدار نے پھر اک انار ٹل سحر کا زمین پر مارا انار ٹل پھٹا اور ہزارہا طائران سرخ رنگ پیدا ہوے منقارون مین اُنکے گلہائے سیاہ تھے طائرون نے لشکر اسلام پر گل پاشی شروع کی جو گل جس ساحر کے سر پر گرا وہ پژمردہ ہوکے رہگیا گلشن حیات پر خزان آگئی یہ دیکھتے ہی ملکہ قمر اندام جادو نے کچھ اسم سحر پڑھا کر چاند مین سے اک پریزاد جال لیے ہوے پیدا ہوئی اور اُسنے جال مار مار کے طائرون کو پکڑنا شروع کیا جب تمام طائر اسیر دام ہوے تو پریزاد جال کو لیے ہوے پھر گرد ماہتاب مین جا کے غائب ہوگئی ایسا ماہتاب سے شرارے برسنے لگے اور وہ شرارے جسم اکوان مین لپٹ گئے اکوان چلایا کہ میری خبر لیجیے ضحاک مارگزیدہ جادو نے اک مرغ کو چھوڑا کہ وہ آکر تمام شرارون کو نگل گیا اور پر مار کے گرد ماہتاب کے مرغ مارنے لگا یہانتک کہ ماہتاب سکے رہ گیا اب روشنی ماہتاب کی کم ہونے لگی چہرہ ماہ پر زردی چھا گئی بس یہ دیکھتے ہی ملکہ زر افشان جادو نے آئینہ سحر کا چمکا یا چاند کی افسردگی دور ہوئی اور وہ مرغ جو گرد چاند کے پر مارتا ہوا تھا آئینہ مین تصویر بنکے اُتر آیا ملکہ نے وہ آئینہ لشکر ضحاک کے کھینچ مارا آئینہ ٹوٹا جسقدر ٹکڑے شیشہ کے تھے اتنی ہی برقین چمکین گرین دو ہزار ساحر جل کے خاک ہو گئے اکوان تاجدار نے پھر لشکر سے علیحدہ جا کے اک گنبد تیار کیا اور اُس گنبد مین بیٹھکے سحر کرنے لگا اک ابر سیاہ رنگ پیدا ہوا اور وہ ابر لشکر اسلام پر محیط ہو گیا ابر سے بارش سیاہ اولون کی ہونے لگی جو اولہ جس ساحر پر گرا وہ تصویر سنگ سیاہ ہو گیا بس یہ دیکھتے ہی ملکہ دل آویز جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر انگلی سے اشارہ کیا ابر چار ٹکڑے ہوکے مین ٹکڑے لشکر ضحاک پر گرے اور ایک نے گنبد کو چھپا لیا اکوان گنبد مین بند ہوتے ہی فریاد

کرنے لگا ضحاک نے اک گولہ سحر کا مارا کہ گنبد بھی ٹوٹ گیا اور وہ پردہ سیاہ بھی ہٹ گیا اکوان گنبد سے نکلتے ہی پھر سحر کرنے لگا اب ساحران لشکر اسلام نے لشکر کفار کا محاصرہ کر لیا کہ اکوان اور ضحاک بھاگ کے نکل نہ جائیں اب ضحاک اور اکوان نے اسباب سحر کا خاتمہ کر دیا اور اسلحہ لڑانے لگے کہ کبھی برق بن کے گرے سیکڑوں کو جلا دیا کبھی فیل بنکے لشکر کو روندنا شروع کیا جب دیکھا کہ طلسم کشا آتا ہی پھر آگ کے بلند ہو گئے اسرار روشن ضمیر نے ملکہ زرافشان جادو سے کہا کہ موت ان دونوں کی بغیر لوح کے نہیں ہے اب ایک کی آپ خبر لیجیے اور ایک کو میں گھیرتا ہوں یہ کہکے اسرار روشن ضمیر ضحاک مارگزیدہ جادو کی طرف چلا اور ملکہ زرافشان جادو نے اکوان تاجدار کی جانب رخ کیا اکوان نے جو زرافشان جادو کو اپنی طرف آتے دیکھا کہا کہ او ظالم تیرے ہاتھ سے مرنے میں بھی لطف ہے بس یہ آواز جو حیات خوش جمال کے گوش زد ہوئی یا تو یہ اکوان کے انجام کو سوچ کے رو رہی تھی کہ اگر یہ مسلمان ہو جاتا تو کیوں اس ذلت سے مارا جاتا یا غصہ آگیا اور با آسمانی سے چہرہ اپنا ظاہر کر کے پکاری کہ او مرد بیوفا یہ ہمارے سامنے بارہ تیرہ برس کی لڑکی سے اظہار محبت تف ہے تیرے عشق و محبت پر کہ مرنے کا وقت نزدیک ہے اور یہ نیت تیری ادھر ملکہ زرافشان جادو کو غصہ آیا کہ یہ حرامزادہ مجھ سے اظہار عشق کرتا ہے بس ملکہ نے کچھ اسم سحر پڑھکر سنک دی کہ اک زنگی سیاہ دہن سے اسکے شعلے نکلتے ہوئے ایک ہاتھ میں رسی اور دوسرے میں ڈنڈا پیدا ہوا اور اکوان کی طرف چلا اکوان تاجدار نے کئی سحر کیے مگر اس زنگی پر کسی سحر نے تاثیر نہ کی زنگی نے لپٹ کے مشکیں اکوان کی باندھ لیں اور ڈنڈے مارنا شروع کیے۔ عادل کیوان شکوہ لوح کو چمکاتے ہوئے اکوان تاجدار کی طرف چلے جیسے ہی قریب اکوان کے پہونچے عکس لوح کا ڈالا زنگی غائب ہو گیا اور اکوان بھاگا شاہزادہ نے تعاقب کیا اکوان نے بھاگنے میں چاہا کہ باؤت مار کے غرق زمین ہو جاؤں سحر بھول گیا کہ برابر عکس لوح کا پڑ رہا تھا اتنے میں عادل کیوان شکوہ سر پہ آپہونچے اور فرمایا کہ کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم میں اکوان نے کہا کہ او طلسم کشا جو خدا ہے نہ خلاق کہلائے وہ کس خدا کو سجدہ کرے بس یہ سننا تھا کہ شاہزادہ نے تلوار ماری اک برق تھی کہ سر پہ چمکی تھی یا زمین میں اتر گئی اکوان تاجدار کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی اکوان تاجدار کے قیامت برپا ہوئی آتش باری و برف باری ہونے لگی آخر آواز پیدا ہوئی کہ مارا جوان کشتی یعنی نام من اکوان تاجدار جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم ادھر تو لاش اکوان کی پیوند خاک کے سرد ہوئی ادھر عادل کیوان شکوہ ضحاک مارگزیدہ جادو کی فکر میں پلٹے دیکھا کہ برجیس بن اکوان چلا آتا ہے شاہزادہ عادل کو اک تعجب سا ہوا کہ میں اسکے باپ کو قتل کر کے پھرا ہوں عادل نے اسکی طرف سے منہ پھیرا برجیس نے عرض کی کہ اگر میں ایسے کافر کا فرزند ہوتا تو آپ میری طرف سے نفرت کے ساتھ کیوں منہ پھیرتے فرمایا کہ واللہ ہی میں نے نفرت سے منہ نہیں پھیرا بلکہ شرمندہ ہو کے کہ میں نے تیرے باپ کو تیرے سامنے قتل کیا۔ برجیس نے عرض کی کہ اتنے شہریار اگر میں قابو پاتا تو میں بھی اسکو بغیر قتل کیے ہوئے نہ چھوڑتا یہ کہکے برجیس تو اسطرف چلا گیا اور عادل کیوان شکوہ فکر ضحاک میں چلے ضحاک جادو اور اسرار روشن ضمیر سے سحر چل رہے تھے کہیں فیل بنکے گھونسے چلے کبھی شیر بنکے ہم پنجہ ہوئے کبھی گینڈے سے بنکے لڑنے لگے اب سحر ہمارے سحر تو کسی کے پاس باقی نہیں ہے جس وقت عادل کیوان شکوہ سامنے پہونچے ہیں تو دونوں فیل بنے ہوئے تھے گتھے ہوئے تھے ضحاک کی نظر جو عادل کیوان شکوہ پر

چڑی اسنے بھاگنے کا قصد کیا اسرار روشن ضمیر نے سوٹے سے سوٹا کو لپیٹ کے روکا ہر چند ضحاک
نے دور کیا کہ نکل جاؤں ممکن نہوا اتنے میں عادل کیوان شکوہ قریب پہونچ گئے عادل نے
دیکھا کہ دونوں قبیل ہیں اودھر زر افشان جادو نے آواز دی کہ اپنے بیگانے کو پہچان کے شاہزادہ
نے عکس لوح کا دونوں پر ڈالا وہ ہیئتیں برطرف ہوئیں دیکھا کہ ایک ضحاک ہے اور ایک اسرار روشن ضمیر
بس شاہزادہ نے تیغہ بلارک سلیمانی بلند کیا اور آواز دی کہ کیوں اے ضحاک وہ بدعہدی اور
لوح فقرہ سے لے لینا یاد ہے اسوقت کی خبر نہ تھی ضحاک جادو نے کہا کہ او طلسم کشا تیغ زبان
سے میرے دل کو زخمی نکر جب کسی سے لڑائی ہوگی ایک کی شکست ہوگی اگر لاجورد جادو نہ آجاتا
تو معلوم ہوتا لوح تک تیری سیاہ ہوگئی تھی فرمایا کہ قلب تو میرا سیاہ نہ تھا لاجورد جادو نہ آتا
کوئی اور آتا خدا سے برحق کسی نہ کسی کو مدد کے واسطے بھیجتا اب تیرا کہ اسلام اختیار کرنے کے
بارے میں کیا کہتا ہے ضحاک ہنسا اور کہا کہ مرد قول کے پابند ہوتے ہیں تمام طلسم کو قتل
کرا کے اب میں مسلمان ہو جاؤں یہ کبھی نہ ہوگا۔ سامری و جمشید کے سوا میرا خدا کوئی نہیں
ہے بس یہ سنکر شاہزادہ کو غصہ آیا اور تیغہ بلارک سلیمانی کا وار کیا ضحاک نے اف کی سیکڑوں
سپریں پیدا ہوگئیں لیکن تیغہ جو پڑتا ہے تمام سپروں کو قلم کرکے سر پر بیٹھا اور دونوں ٹانگوں کے
بیچ سے نکل گیا بس دو ٹکڑے ہوئے۔ مرنا تھا ضحاک کا کہ اک قیامت کبری برپا ہوئی خون جو
اسکے بدن سے نکلا شعلہ بنکے اپنے لشکر پر گرا دس ہزار ساحروں کو پھونک دیا لاشیں جلتی دیر
تڑپتی رہی آوازیں گیر و دار کی آرہی ہیں آتشبازی و برف باری ہوا کی زمین کو زلزلہ رہا جب لاش
ضحاک جادو کی پھڑک کے سرد ہوئی تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من ضحاک بارگزیدہ جادو
بود حیف هر دیم و جاندار دیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو علامات سحر برطرف ہوئے اور روشنی
ہوئی تو جسقدر ساحران لشکر ضحاک باقی رہ گئے تھے انھوں نے آواز امان بلند کی شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان ہے انھوں نے قبول کیا ساحران لشکر اسلام
نے قتل ساحران کفار سے ہاتھ روکا اب جو خیال کرتے ہیں تو تمام صحرا کوہ لاجورد سے لیکر ایوان
ضحاکیہ تک لاشوں سے بھرا ہوا ہے کہیں غول کے غول جلے ہوئے پڑے ہیں کہیں کشتے
ہیں کہیں راکھ کے ڈھیر ہیں۔ ایک طرف لاشیں ایوان کی دوسری طرف لاشیں ضحاک کی
پڑی ہے شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے لاشوں کے جلانے کا حکم دیا اس کام پر اسرار
روشن ضمیر مامور ہوا کہ سوا اسرار روشن ضمیر کے دوسرے کا یہ کام نہ تھا کہ لاشوں کو ساحران اسلام
ساحران کفار سے علیحدہ کرتا۔ لیکن روشن ہے بشکل لاشیں علیحدہ ہوئیں ساحران لشکر اسلام کو دفن
کیا اور لاشیں ساحران لشکر کفار کی جسقدر جلی ہوئی تھیں انکو تو یوہیں چھوڑ دیا باقی لاشیں کفار
کی بھی اک بڑے سے گڑھے میں ڈالکر پٹوا دیں کہ ہوا طلسم کی خراب نہو جسقدر مکانات سحر
ساختہ ضحاک بارگزیدہ جادو کے تھے انکی بنیاد خراب ہوگئی ایک قصر قدیم الایام نگار باقی رہ گیا
شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے پہلے تو دوگانہ نماز شکر پڑھی اور اسی جگہ تعمیر مسجد کا حکم ہوا
مسجد تعمیر ہونے لگی شاہزادہ قصر میں آکر رونق افروز ہوا۔ اور اسرار روشن ضمیر کو اپنے ہاتھ سے
تاج پہنا کے تخت نشین کیا اور سب سے نذریں دلوائیں اکابرین طلسم حاضر ہوئے نذریں گذرانتے
ہیں۔ شاہزادہ نے طیفور کو بھیجکر ملکہ گل اندام اطلس پوش کو بھی بلوالیا اب خزانہ داران طلسمی طلب ہوئے

خزانہ دار نے آکر کنجیان پیش کین شاہزادہ عادل کیوان شکوہ مع جملہ رفقا اٹھکر خزانہ طلسمی مین آئے
کنجیان لگا لگاکر قفل کھولے اسباب کی جانچ کی ستر ہزار خفتان الماس نگار نکلین اور ایک بارگاہ
الماس نگار نکلی کہ صفت اس بارگاہ کی وقت آراستگی بیان ہوگی اور کئی گنج زر سرخ کے اور کئی صندوق
جواہر بیش بہا کے برامد ہوے شاہزادہ نے تحائف طلسمی تو اپنے ہمراہی کے واسطے نکال لیے
اور زر و جواہر اسرار روشن ضمیر کو دیا جب مال طلسمی دیکھنے سے فرصت ہوئی تو سکہ نام پر بادشاہ
اسلام دارا بن جمشید کے جاری کرایا بتخانے ترک واکر مسجدون کی بنا ڈالی گئی مسجدین
تعمیر ہونے لگین شاہزادہ نے حکم دیا کہ آٹھ روز مین مسجد جامع تیار ہو ہم نماز جمعہ پڑھکر طلسم
سے کوچ کر کے تلاش بادشاہ اسلام مین جائینگے اور بانہا سے صناع فراہم طلب کرینگے مسجد جامع
سنگ سپید کی تیار ہونے لگی اب عادل کیوان شکوہ نے ایک نامہ درویش قلندر منجملہ نشین کو
لکھا کہ مین نے آپکی دعا سے طلسم کو فتح کیا اب امیدوار ہون کہ طلسم کو رونق بخشیے اور صحرائی
شکوہ نشینی ترک کیجیے اور ایک نامہ نقابدار نیلی پوش اور گلابی پوش کے نام تحریر کیا کہ بحمد اللہ طلسم
ہوا اب آپ سب صاحبان معہ لشکر تشریف لے آئیے اور بعد جشن ہم یہان سے کوچ کرینگے جسوقت
یہ نامے پہونچے تو درویش بھی تشریف لائے اور دونون نقابدار بھی لشکر لے کے آگئے چونکہ
نقاب چہرہ عادل کیوان پر نہ تھی ان دونون نقابدارون نے بھی نقاب اپنی چہرہ سے دور کی
سب باہم ملے ملاقاتین ہوئین جشن خوشی منعقد ہوا قبل ازین ساحران لشکر اسلام کا تین دن تک
برپا رہا بعد اسکے اب جشن فتح طلسم کی خوشی مین منعقد ہوا اگر تعریف جشن بیان ہو تو ایک دفتر سیاہ
ہو جاے لہذا ترک کرکے صرف امور ضروری تحریر کیے جاتے ہین کہ انھین جشن مین اسرار روشن ضمیر
نے شاہزادہ عادل سے عرض کی کہ اب رسم عقد ادا ہو جانا چاہیے شاہزادہ نے گردن جھکالی اسرار
روشن ضمیر نے دوسرا روز عقد کا معین کیا عروسون کو ایک مقام پر جمع کیا حیات خوش جمال نے پہلے
تو ملکہ گل اندام الماس پوش کو دلہن بنایا بعد اسکے ملکہ دل آویز جادو کو اسکے بعد ملکہ زر افشان جادو
کو پھر لعلات گہر دندان اور قمر اندام اور تبسم تاب جادو کو یہ پانچ عروسین جیسے ہی چلین تو درویش
نے کہلا بھیجا کہ دو عروسین اور ہین اور ملکہ گل اندام اور گلعذار لالہ زار مغرب کی شاہزادیون کو سوار کر
بھیجیے یا یہ دو شاہزادیان ہین جنسے داراب و بلقیس سے عشق ہوا تھا اور بعد فتح مرحلہ ہرمن جادو
داراب و بلقیس انکو لشکر مین لے گئے تھے یا ہر سات دولہا نہا لیے گئے اب ایک طرف تو درود
ہوے اور دوسری جانب درویش کے اک شاگرد ہوے پہلے عقد شاہزادہ عادل کیوان شکوہ کا
ملکہ گل اندام سے ہوا پھر اور عقد ہوے آصف التجمل ظلعت کا عقد باصرار ملکہ حیات خوش جمال
زر افشان جادو کے ساتھ ہوا یہ سب وصل سے اپنے اپنے معشوق کے کامیاب ہوے
اب جمعہ کا دن آیا شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے نماز پڑھی اور حکم تیاری لشکر کا دیا شب کو خواب
مین دیکھا کہ شاہزادہ بدیع الملک تاک روشن تخت پر کھڑے ہوے ہین اور کوئی مددگار نہین ہے
بس یہ دیکھکے آنکھ کھل گئی خواب اپنا سب سے بیان کیا سب نے کہا کہ جلد چلنا چاہیے
شاہزادہ نے نقاب چہرہ پر ڈالی سکندر روشن فتیح البخت وغیرہ سب شاہزادون نے نقابین ڈالین
اور چھوڑون نقابدار رحل کھڑے کیے آصف التجمل ظلعت سے
کہاکہ آپ لشکر لے کے آئیے گا

چند کلمے داستان فیروزی نشان شاہزادہ عالیجاہ و والاشان صاحبقران زمان یعنے شاہزادہ بدیع الملک نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین۔

مخمس برآغاز کلام

گو مسیحا ہین وہ پر بنکے نکھرنے والے
میٹھی باتون سے ہین جھوٹ کی بھی بھرنے والے
جو کیتے بھی ہین کہین جی سے گزرنے والے
ان کے سب ناز ہین گو زندہ ہی کرنے والے
ڈھونڈھ لیتے ہین بہانہ کوئی مرنے والے

گزرے سر دیکے محبت مین گزرنے والے
تھے عجب رنج مین دل لیست کے گھبرانے والے
قتل ہونے سے بچے عشق مین مرنے والے
مرحبا قتل یہ ہین کر کے کرنے والے
منھ سے کہتے نہین احسان کے کرنے والے

اسکے ابرو و مژہ سے جو مین کھیلا کیا ڈرتا
یا تو جیتا ہین اس امید پہ یا ورنہ مرتا
اسجگہ مرہم کا فورا ہی کیا کرتا
کون قاتل کی طرف سینہ مرے دل کا بھرتا
اسکے تیرون ہی سے کچھ زخم تھے بھرنے والے

ہمنے ایسا تو زمانے مین نہ دیکھا جوبن
مار ہی ڈالیگا وہ ایک سراپا کا جوبن
میرے نوخیز کا کیا حسن ہے اور کیا جوبن
یہی کرتا ہے اشارہ کہ کوئی اٹھتا جوبن
یون ہم بھرتے ہین محل پاسکے بھرنے والے

اس نصیحت کو زرا کان لگا کر سن لو
قتل کرتا کہین قاتل تو چلو جانے دو
بار یہ سر سے اتر جائے سبکدوش ہو لو
کہتی ہے خواہش قتل اپنا گلا خود کاٹو
جی کو یون مار نہین رکھتے ہین مرنے والے

ہر یقین آپ کے کہنے کا قسم کھاتا ہون
اپنے قابو مین مگر دل کو نہین پاتا ہون
یہ نہین مانتا جو جو اسے سمجھاتا ہون
بیقرار اور مین اسوقت ہوا جاتا ہون
کون تھے آپ تسلی مرے کرنے والے

ایسا دل سخت ہے اسکا کہ نہین رحم زرا
کوئی جی جائے کہ مر جائے نہین کچھ پروا
دل ہے لوہے کا تو پتھر کا کلیجا اسکا
یہ ہماری ہی تڑپ تھی کہ وہ بیچین ہوا
اور بھی کتنے ہین اس کام کے کرنے والے

گلا کوئی بھی نہ لا سکتے تھے لب تک ایسا
جسم تھرانے لگا خوف کے مارے اپنا
اور کچھ بن نہ پڑی ہم کو خموشی کے سوا
لاکھ پر سکتہ ہوا ہم چپ ہی رہے سر کو پڑا
کیا گنا ہون سے بری ہو گئے ڈرنے والے

تجھکو سمجھاتے ہین اچھا نہین یہ ام الشوخ
نیک ہوگا نہ کبھی ظلم کا انجام الشوخ
آسمان نالہ مظلوم کا ہے نام الشوخ
خود بھی پائے نہین شل فلک آرام الشوخ
آہ سے خاک نشینون کے نہ ڈرنے والے

امرد لحظ اہ مین دشمن کا وہ دل دیکھتے ہین
عشق مین جاہ بن دشمن کا وہ دل دیکھتے ہین
کس کڑی راہ مین دشمن کا وہ دل دیکھتے ہین
امتحان گاہ مین دشمن کا وہ دل دیکھتے ہین

نہ تو لشکر نظر آیا نہ بارگاہیں دکھائی دیں قلعہ کو آراستہ دیکھا اور چند نقارے زمین پر افتادہ پائے
بس یہ سمجھ گیا کہ معلوم ہوتا ہے حاکم قلعہ میرے خوف سے زخمیوں کو لیکر قلعہ بند ہوا ہے پھر کہاں
جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے اُسوقت تو یہ میدان سے پلٹ آیا اور عقرب شاہ سے کہا کہ اب ان
لوگوں کو مہلت دینا اچھا نہیں ہے کہدو کہ بجے طبل جنگ کل میں قلعہ میں گھسکر ان سب کو قتل کرونگا
یہ سنکر وزیر خرچال نے عرض کی کہ دیکھیے یہ وہی روز ہے جسکی میں پہلے سے خبر دیچکا ہوں آجتک ستارہ
آپکا مسلمانوں پر غالب تھا اور اب اُنکا ستارۂ قسمت چمک رہا ہے اور آپکا اختر طالع زوال میں ہے
خدا نے اتنی بڑی فتح عنایت کی کہ کئی سو سرداران اسلام کو آپ نے زخمی کیا شتر اسکے قریب
آپکے ہاتھ سے مارے گئے سرگروہ اہل اسلام یعنی بدیع الملک بھی زخمی ہوئے اب طبل جنگ
نہ بجوائیے بلکہ کچھ روز کے واسطے یہاں سے اُٹھ چلیے پھر دیکھا جاویگا۔ یہ سنکر برزیل نے کہا
کہ میں علم نجوم کا قائل نہیں ہوں اسلیے کہ یہ علم ظنی ہے صاف صاف تو لکھا نہیں ہوتا کہ کیا ہوگا
استدلال عقلی سے احکام نکالے جاتے ہیں ممکن ہے کہ عقل غلطی کر رہی ہو اور ضرور یہ حکم تمہارا غلط
ہوگا اسلیے کہ جب اہل اسلام میں تاب مقاومت نہ رہی جب تو وہ بھاگ کر قلعہ بند ہوئے جو [illegible]
وقت کہلاتا تھا اُسکو میں نے زخمی کیا ستارہ اُنکا آسمان سے اترکر مقابلہ کریگا یا کوئی مددگار اُنکا
تو وہ ایسے زبردست ہوگا یہ غیر ممکن ہے موقع پاکر حریف کو چھوڑ دینا سراسر خلاف عقل و دانش ہے
میں ہرگز نہ مانونگا اگر آج ان لوگوں کو چھوڑ دیا تو پھر انکا ہاتھ آنا دشوار ہے انکے تعاقب و تلاش میں
شہروں شہروں جنگلوں جنگلوں مارے مارے پھرنا ہوگا عقرب شاہ کے بھی ذہن میں یہ بات
آگئی کہ فی الحقیقت ایسا موقع پھر ہاتھ آنا دشوار ہے فرزند میرا سچ کہتا ہے اور وزیر کی رائے غلطی پر
ہے بس اسنے حکم دیدیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی
یہ خبر اہل قلعہ کو ہوئی اُنھوں نے بھی طبل جنگ بجوا دیا رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو برزیل
بن فردیل بستر خواب سے اُٹھا اپنے دین و آئین کے موافق رسم پرستش کو ادا کرکے اسلحہ جنگ
جسم کیا اور مرکب پر بیٹھکر جانب قلعہ روانہ ہوا تین لاکھ سواروں میں سے دو ہزار منچلے اپنے ساتھ
لیے اور سامنے قلعہ کے پہونچکر دھاوا کر دیا ادھر روشن بخت فیل بند دروازے پر بیٹھا تھا
دوربین ہاتھ میں تھی جب دیکھا اسنے کہ اب یہ کافر دوبدو آگیا ہے گولندازوں کو حکم دیا اُنھوں نے آتش
باندھکر توپوں کو بتی دکھائی توپخانہ رعد آواز نوازش میں آیا گولے برسنے لگے برزیل کے ایک
ہاتھ میں گرز دوسرے میں سپر تھی اسنے بھی قلعہ کی طرف مرکب کو جولان کیا اور گولوں کو روکتا ہوا
چلا اُدھر گولہ اندازوں نے دم بھر میں میدان کو دھواں دھار کر دیا اپنے نزدیک ذرہ ذرہ ہوا کا اُڑا
دیا خاک تک بیابان کی باقی نہ رکھی ایک صف لشکر برزیل کی اُلٹ گئی باقی ماندہ پلٹ گئے کسی کے
قدم بڑھانے کی جرأت نہوئی لیکن برزیل اُس دھوئیں کی تاریکی میں برابر گولوں کو روکتا چلا جاتا
تھا جو گولہ آتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ تیر شہاب آتا ہے برزیل گرز تانے ہوئے سپر تھام کر مانند
باد صرصر کے چلا جاتا تھا جب گولہ داہنی جانب آیا اسنے اُسکو بائیں جانب جھکا دیا اور جب
بائیں جانب آیا تو یہ داہنی جانب ہٹ گیا اسطرح سے پردہ سے گولوں کی بچتا ہوا قریب خندق
پہونچا یہاں گولندازوں نے ہاتھ روکا کہ دیکھیں شاید کوئی گولہ قضا کا لگا ہو اب جو دھواں کم
ہوا اور سب نے دیکھا تو برزیل قریب خندق آچکا ہے اور مانند فیل مست کے گرز ہاتھ میں لیے ہوئے

وقت اسد غازی نے روشن بخت سے کہا کہ اے روشن بخت بس کس واسطے کہ میں نے
اگر دی کہ فرزند میرے سامنے میرے باپ کے بیٹھے نہیں ہیں وہ اسد غازی ہوں کہ سامنے میرے
کے جنگل چھوڑ چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے اور اب میں ساتھ ان سب دلاوروں کے علاج
میں مشغول ہوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اب قلعہ میں گھس کر ہم سب کا کاٹے گا اور افسوس

کہ ہم نے بھی کچھ جام و سبو دیکھا تھا	جو کچھ کہ نہیں ہے رو برو دیکھا تھا	ان باتوں کو اب یاد نہ کیجے اے درد
کچھ خواب سا تھا وہ جو کہ رو دیکھا تھا	روشن بخت نے عرض کی کہ	بیک لحظہ بیک ساعت بیک دم

جو کرکون ملیشو دا حوال عالم + آپ کا فصیل قلعہ سے کود کر جانا مناسب نہیں ہے اگر اندرون قلعہ آئیگا
تو ہم آپ سب لڑ کر اس سے مر جائینگے دیکھیے پروردگار عالم غیب سے کیا ظاہر کرتا ہے یہ کہکر دست مناجات
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور رجوع قلب سے عرض کرنے لگا کہ اے کس بیکسان و اے دادرس
بے زبان اے خالق کل عالم تو نے جناب ابراہیم خلیل اللہ کو آتش نمرود مردود سے بمصداق اسکے
قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراہیم نجات دی ہمکو بھی اس کافر الکفر کے ہاتھ سے بچا لے بس
یہ کلام تمام ہوا تھا کہ دیکھا ایک گرد اٹھی اسیطرح سے آتی ہے دامن گرد سے ملتی ہوئی ہے کہ فوج تاب
نہیں ہوتی مانند سیل بلا کے چلی آتی ہے لشکر بزیل اس گرد کی طرف متوجہ ہوا کہ یہ کونسی بلا ہے
کہ نمایاں نہیں ہوتی اور قریب لشکر آ چکی ہے یہ تصور کر رہے تھے کہ دیکھا دامن گرد کا شگافتہ ہوا
اور نقابدار سفید پوش ایک مرکب باد رفتار پر سوار تیغہ آبدار کھینچے ہوئے ظاہر ہوا اور نعرہ کیا
کہ باش اے کفار ان بدنما میں آ پہونچا اہل فوج نے جو دیکھا تو بارہ سے جوان نمایاں ہوتے
آپس میں کہنے لگے وہ ساتھ لے دستے کے اپنے یاروں کو [illegible] کی کیسی چلی [illegible]
کلاہ بگاڑ ہمارے قابل [illegible] رہا لکھ فوج پر یہ بارہ سے آدمی کیا کرینگے ایک آدھ نے کہا
کہ بھائی مجھے حسب حال یہ شعر یاد آیا ؎ نازاں شگفتگی پہ نہ اے گلعذار ہو + آتی خزاں ہے
پیچھے جہاں پر بہار ہو + کثرت فوج پر کبھی نازاں نہ ہونا چاہیے یہ تو یہاں آپس میں باتیں کر رہے
تھے کہ نقابدار نے پلٹ کر اپنے ہمراہیوں کو آواز دی کہ ایہا الناس گواہ ان لوگوں کو اپنی فوج سے پایا
پر مجرد ہے اور میرا تکیہ پروردگار عالم پر ہے اگر مرے تو شہید ہوئے اور جیتے رہے تو غازی کہلانے میں
اسکا پوتا ہوں کہ جسکا نام اسد غازی تھا جو نواسا حمزہ صاحبقران کا تھا کہ جسنے اٹھارہ برس لشکر ایرج سے
مقابلہ کیا اور اتنی بڑی فوج کو خاک میں ملا دیا اور یہ کہکر جسطرح برق آتش بار گرتی ہے لشکر کفار پر گرا
اور ایک ہی حملہ میں بارہ سو کفار واصل جہنم ہوئے اور فوج تمام غول ہٹ ہوگئی اور نعرہ لشکر کفار میں
بلند ہوا کہ اسکے بزیل یہ کونسی آفت بہم آئی ہے اب جو بزیل نے پلٹ کے دیکھا تو اپنے لشکر کو
شکستہ پایا اور اتنی ہی دیر میں نقابدار کی شمشیر زنی سے فوج میں تہلکہ پڑ گیا تھا لیکن نقابدار نے
اپنے مرکب کو بہت بزیل نکالا اور چلا اودھر اسد غازی سے جو الفاظ زبان نقابدار سے سنتے تھے
جنگ کو ملاحظہ کیا تو کہتے تھے کہ یہ جنگ تو بعینہ ہمارے خاندان کی سی ہے اور کیا دلاور ہے کہ اسنے تمام
لشکر میں تہلکہ ڈال دیا اور محبت دل میں جوش مارتی تھی اور نقابدار کے لیے دعا مانگتے تھے
اور کہتے تھے کہ اے روشن بخت یہ بیچارہ کیا کر سکتا ہے کہ اسکے اوپر تیغ و گرز کارگر نہیں ہوتا خدا جانے
یہ رفیق تنہا ہے یہ نقابدار بھی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوگا خدا اسکے شر سے بچائے لہذا تنہا کر نقابدار
قریب آکر للکارا کہ او گبر ناہنجار بے حیا تجھے شرم نہیں آتی کہ ان زخمیوں پر یورش کرکے گیا

کہ گدایم کہ از دست من زندہ سلامت بدر روی یہ کہکر اپنی تیغ آبدار کا وار کہ جو دشمن کفار تھی
اسکے سر پر کیا اسنے اپنے سر کو آگے بڑھا دیا اُس تیغ نے ہرگز کوئی چشم زخم اُسکو نہ پہونچایا اُس
گبر نے آواز دی ۵ تو ضرب یکے زدی با ضرب من نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + یہ کہکر
اسنے تیغہ آبدار کا وار کیا نقابدار نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا لیکن وہ تیغ بیدریغ سپر پر پڑی کہ سپر کو
کاٹ کر خود پر گری اور خود کو کاٹ کر چار انگل سر مین در آئی تھی نقابدار نے دستانہ مارا تیغ تو
جھٹکا کر نکل گئی لیکن نقابدار نے اسی عالم مین جھپٹ کر تلوار جو ماری تو مرکب کی کھوپڑی اُڑ گئی
اور مرکب اسکا پچھلے پاؤن بھاگا ادھر ہمراہیان نقابدار نے نقابدار کو جو زخمی دیکھا تو قریب آ کر
چند آدمیون نے محاصرہ کر لیا اور لگے جنگ کرنے ادھر اسد غازی یہ معرکہ دیکھا کہ پھر برزیل
دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کر برائے قتل نقابدار آتا ہی بیقرار ہو گئے اور فصیل قلعہ پر سے یا حفیظ
کوار کہکر جوش حمیت مین اس نقابدار عالی مقدار کے کود پڑے بیراگی ہاتھ مین تھی اور آواز دی کہ
او ملعون ادھر آ کدھر جاتا ہی مردان عالم سے مقابلہ کر لیں یہ کہہ ہی رہے تھے کہ سامنے ایک گرد
اور نمایان ہوئی۔ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ شہزادہ وحید الملک پسر بدیع الملک مع بارہ ہزار
فوج کے مع قران شیر دل کے نمودار ہوئے اور آتے ہی انھون نے لشکر کفار پر حملہ کیا اور پہلے ہی
حملہ مین ہزار کافرون کو واصل جہنم کیا ادھر مقترب نے کہا کہ واقعی جو کچھ کہ اس نجومی نے کہا سامان
ویسا ہی نظر آتا ہی دیکھیے انجام اسکا خداوند کیا دکھاتا ہی اور ادھر اسد غازی نے جو پلٹ کر
وحید الملک کو دیکھا کہ یہ تو بیٹا بدیع الملک کا ہی جو مجھسے شکارگاہ مین جدا ہو گیا تھا اور اسکی
جو نگاہ اسد غازی پر پڑی تو اسنے جھک کر مجرا کیا اور جھپٹ کر قریب برزیل پہونچا اور نقابدار کو
آواز دی کہ اسے بہادر نہ گھبراؤ کہ مین آ پہونچا اور فوج سے کہا کہ خبردار بڑی جانبازی سے مقابلہ
کرو مین اس ملعون کو مار ڈالونگا اور ادھر روشن بخت نے جب دیکھا کہ مدد ہماری کمک کو آ گئی ہی
دروازہ قلعہ کا کھول دیا اور سب سرداران زخمی تماشا لڑائی کا دیکھنے لگے اور یہان وحید الملک
نے اجازت اسد سے لیکر سامنے برزیل کے پہونچے اور آواز دی کہ باش او قرمساق یہ کہکر
انھون نے بھی وار تیغ آبدار کا کیا اسنے اپنے سر پہ اُس تیغ کو روکا خط تک بھی اسکے سر پر نہ پڑا
اسنے پلٹ کر وحید الملک پر وار تیغہ آبدار کا کیا انھون نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا لیکن تیغ بیدریغ سر
وحید الملک پر یا تو جھکی تھی یا سپر کو کاٹ کر تا خود اور ابرو اُتر آئی انھون نے دستانہ مارا تیغ جو وہان
کھنچی تو عیال مرکب پر در آئی یہ حال وحید الملک نے دیکھ کر مرکب پر سے کود پڑے اور جھپٹ کر برزیل کے کمر
کے پیٹے مین ہاتھ ڈالکر مع مرکب اُٹھا کر مثل ڈھیلے کے آسمان کیطرف پھینکدیا اور جا لگے گرتے
چور رنگ ہوا لیکن قبل گرنے ہمراہیان نقابدار نے جلدی سے گھوڑا لا کر دیا یہ جھپٹ کے گھوڑے پر سوار
ہوے اور منتظر تھے کہ برزیل کچھ بلندی کے قریب آئے تو چور رنگ ہونے سے ختم کرون ادھر برزیل جب
قریب آیا تو انھون نے تیغہ مارا کہ مع مرکب کے دو ٹکڑے ہوے لیکن برزیل پر کچھ اثر نہوا لوگون نے
جو برزیل کو دیکھا تو وہ جھپٹ کر اُسکو اُٹھا لیگیا یہ شوکت و جلالت وحید الملک کی آرج و قز الدہر
و بدیع الملک نے دیکھکر نہایت تعریف و توصیف کی اور کہا کہ اپنی تو یہ حالت ہی بقول شاعر ۵
اپنی تو یہ حالت ہی کہ جون بلبل تصویر + پرواز کی طاقت نہین اور پاس چمن ہی + افسوس کہ اُس
فلک جگر فگار گردون غدار نے کس نامرد کے ہاتھ سے زخمی کرایا کوئی چیز اسکے پاس ہی جو کوئی حربہ

اثر نہیں کرتا اور اپنی یہ حالت ہو کہ تپ سے کسی وقت مہلت نہیں ہاتھ پاؤں میں طاقت نہیں
کہ اُٹھ کر بیٹھے اور تماشا سے جنگ دیکھنے لگے ادھر یہ دونوں سردار زخمی شدہ اسی طرح شہوارانہ و تنہا
جنگ میں مشغول تھے اور دل سے دعا کرتے تھے لیکن کہاں چار لاکھ کہاں تھوڑے سے
دیکھا کہ پھر ایک گرد بیابان سے اٹھی اور بگولہ گرد بہت جلد لشکر سے مل گیا دامن گرد چاک
ہوا اب جو سب نے دیکھا تو چھ نقابدار برابر لشکر کے آ کر نمایاں ہوئے اور نقابدار ابلق پوش
نے آواز دی کہ یا شقی کفار ان پر دغا میں تمہارا ملک الموت آ پہونچا یہ کہا لشکر پر گرے اور مثل
برق کے ہر بہادر جنگ میں مشغول ہوا کس طرح سے کہ ایک کا بند دست پکڑا اور دوسرے کو
اٹھا کر پیچ مارا کہ دونوں مثل وصلی کے چسپاں ہو کر یک و مرکب کے برابر ہو گیا یہ زور طاقت نقابدار
دیکھ کر لشکر کفار میں غلغلہ بلند ہوا اور ادھر بدیل گھوڑے پر سوار ہو کر طرف وحید اللہ اسد کے چلا
کہ ان زخمیوں کا پہلے کام تمام کر دوں تو ان نقابداروں سے مقابلہ کروں یہ سوچ کر چلا ہی تھا کہ
نقابدار ابلق پوش نے للکارا کہ او نامرد ادھر کہاں جاتا ہے مردان عالم سے آنکھیں چار کر
بے پیر وار کر ان زخمیوں کے آزار پہنچانے سے تجھے کیا فائدہ ہوگا ہم سے مقابلہ کر کہ تو میرا شکار ہے
اُسنے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی مثل انھیں کشتوں کے پھڑکتا نظر آئیگا وہ حال سب ہے
سخت جانی کا + مرتے کہتی ہی باڑھ خنجر کی + ہنسکر اسنے کہا کہ یہ جو میرے زخمی کر ڈالے ہیں
میں اُنسے پوچھ کہ کسی کی تیغ کچھ کارگر بھی ہوئی - یہ کہکر طرف نقابدار ابلق پوش کے پلٹا اور دیکھکر
کہا کہ تو اپنی آرزو نکال لے تیرا وار قہر خداوندی ساتھ ہے ایسا نہو کہ تجھے حسرت رہجائے
یہ کہکر سر اپنا اُسنے آگے کر دیا اور نقابدار نے تیغ طلسم سلیمانی کا وار بقوت تمام کیا سب نے
دیکھا کہ ایک سایہ اسکے سر پر چمکتے معلوم ہوا اب جو دیکھا تو راکب مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے
غل لشکر اسلام میں ہوا کہ سبحان اللہ کیا وار اس تیغ آبدار کا کیا - اسد غازی نے پوچھا کہ
اے نقابدار عالی مقدار یہ تیغ کیسا تھا نقابدار نے کہا کہ یہ تیغ طلسمی ہے اور ہر ردپین تن ساحر
کے واسطے کافی ہے ان مجموں کی جان اس تیغ میں ہے یہ کہکر اُسنے گھوڑا ڈالا طرف عقرب شاہ
کے چلا ادھر لشکر کفار میں بلوہ تھا کہ ایہا الناس غضب ہو گیا کہ بدیل بن قردیل بن قہرامز
بن قارن عیاری مارا گیا اب جان بچنا کا ہم لوگوں کی بچنا بھی دشوار ہوا اہل فوج کے جی
چھوٹ گئے تھے کچھ لوگ فرار ہونے لگے تھے لیکن یہ نقابدار گھوڑوں کو ڈالے ہوئے طرف
عقرب کے چلے اول نقابدار ابلق پوش نے علمدار لشکر عقرب کو مارا علم اسکے لشکر کا گرا اور زیادہ
فوج کو الم ہوا اور بھاگنے لگے اور نقابدار نے برابر عقرب کے پہونچکر کہ یہ فیل سیاہ پر سوار تھا
تلوار ماری کہ دونوں پاؤں فیل کے اگلے قلم ہو گئے اور عقرب شاہ زمین پر آنے لگا نقابدار نے
جلدی سے کمر زنجیر پکڑ کر اور اسکو اٹھا کر طرف آسمان کے پھینکا اور آتے آتے چور چور ہوا یہ قلم کیا
یہ حال فوج نے دیکھکر باقی ماندہ جو تھے وہ بھی بھاگنے لگے اور نقابداروں نے گھوڑے ڈالکے
اور اُن روباہوں میں مثل ضیغم کے شکار کھیلنے لگے اور ادھر بدیع الملک نے آواز دی کہ اے
اسد غازی ان سب کو قسم دیکر لاؤ کہ یہ اسوقت ہم مریضوں کے واسطے نسخہ شفا ہو کر یہ مسیحا
آئے اور اپنے تیغ تیز سے وہ نسخہ شفا لکھا کہ جس سے ہمیں صحت ہوئی انکو قسم دو کہ بغیر ہماری
اعانت کیے ہوئے نہ جائیں اسد غازی نے بڑھکر آواز دی کہ ایہا الناس تمکو قسم ہے

یزدان پاک کی بغیر ملاقات صاحبقران کیسے ہوسکتے ہم لوگ ہرگز نہ جانا نقابدار ابلق پوش نے کہا
کہ ایسا ہی ہوگا جو آپ نے فرمایا۔ ادھر وزیر پرتدبیر کو عیار نقابدار نے اسیر کیا اور باقی ماندہ
فوج نے جا درامان ہلاکی نقابدار نے سوال اسلام کیا ان سب نے کہا کہ قبول ہے جو بھاگ گئے
نکلے وہ تو بھاگ گئے اور ان سب نے اسلام قبول کیا اسوقت اسد غازی اور روشن بخت
کہ بادشاہ اس ملک کا ہے یہ دونوں آدمی آئے اور کل نقابداروں کو لیکر جانب قلعہ چلے کو نقابدار
نے حکم دیا کہ لاشہ مقتولان خدا پرستان لاشہ کفار سے اٹھا لیجائیں اور باقی مدفون کیے جائیں
وہ لوگ مشغول انکے دفن کرانے میں ہوئے۔ بعد فراغت پانے جنگ کے زخمیوں کے ٹانکے لگا
اور شہیدوں کی قبروں پر جا پھول آنسو چڑھا کر اور فاتحہ سے فراغ حاصل کرکے ساتھ سلطان روشن بخت
و اسد غازی کے چلے۔ نقابدار نے کہا کہ بارگاہ وغیرہ ہماری پیچھے رہ گئی ہے اور ہم بہت جلد
چلے آئے یہ دیکھ کر سلطان روشن بخت نے کہا کہ یہ بھی تو حضور کا کفش خانہ ہے اور ایک محل ایسا
جو برابر شفا خانے کے واقع تھی اور نہایت تکلف سے آراستہ و پیراستہ تھی لیجا کر چھیوں نقابداروں کو
بٹھایا اور سامان عیش و نشاط مہیا کیا اور بکاول خانسامہ وغیرہ سے تاکید کردی کہ خبردار
کسی طرح تکلیف آپ لوگوں کو نہ ہونے پائے یہ کہکر اسد غازی و حمید الملک اور نقابدار
کو لیکر شفا خانہ میں داخل ہوئے اور ٹانکے لگوائے اور نقابدار سے پوچھا کہ تمنے جو اسد کا
نام لیا تھا اسکی کیا وجہ تھی نقابدار نے عرض کی کہ اسد غازی میرے چچا ہیں اور میں
بیٹا ہوں غضنفر بن اسد کا۔ یہ سنکر اسد نے نعرہ مارا اور زار و قطار رونے لگا اور چھاتی سے
لگایا اور کہا کہ باپ اور چچا تمہارے شہید راہ عدم ہوئے شکر ہے خدا کا کہ میری نسل میں تمہیں باقی
ہوا و تمہارا نام کیا ہے نقابدار نے عرض کی کہ مجھے مظفر بن غضنفر کہتے ہیں اور یہ میرے ماموں ہیں
سلطان کج کلاہ ہیں اسد نے ان سب کے زخموں کو ٹانکے لگوا کر خدمت میں شاہزادہ بدیع الملک
کے آکے تمام حال مظفر بن غضنفر اور سلطان کج کلاہ کا بیان کیا اور حمید الملک کا بھی حال
بیان کیا بدیع الملک کو سنکر ایک سرور حاصل ہوا اور کہا کہ یہ چھ نقابدار کون ہیں اور یہ جو نقابدار
ابلق پوش ہے یہ جیسے دس دن برابر کشتی لڑا تھا اسکو پنجہ اٹھا لیگیا تھا جیسے یہ اب یہاں ظاہر
ہوا نہایت جرار و صف شکن ہے اسمیں کوئی شک نہیں اسد نے کہا کہ کوئی طلسم فتح کیے ہو
مع بارگاہ وغیرہ آتا تھا اور نیفہ سحر گستر سلیمانی سے برزیل کو قتل کیا۔ اب انشاء اللہ بروقت
ملاقات سبکا حال ان نقابداروں کا بھی معلوم ہوگا وہ جو ساٹھیں شخص ہم لوگوں پر آگئی تھیں
وہ بھی دفع ہوگئیں اور سب کو صحت حاصل ہوئی یعنی ایرج نوجوان و شہزادہ نور الدہر و شاہزادہ
بدیع الملک شہریار عالیوقار رستم ثانی شہنشاہ گوہر کلاہ جو چھ سردار کہ زخمی ہوئے تھے سب نے
غسل صحت کیا اور پوشاکیں بدل بدل کے دربار میں بادشاہ روشن بخت کے تشریف لے گئے
اور اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوئے اسوقت نقابداروں نے جن لوگوں کو گرفتار کیا تھا مع وزیر
خرچال نجومی کے پاس شہزادہ بدیع الملک کے روانہ کیا اور اپنے عیار کو ہمراہ کیا ساتھ ان
قیدیوں کے عیار چست و چالاک نے آکر بدیع الملک اور بادشاہ کو مع جملہ سرداران کے مجرا کیا
اور عرض کیا کہ نقابدار ابلق پوش نے عرض کیا ہے کہ ان لوگوں کے حق میں آپ کو اختیار ہے اور
یہ وزیر ہے مقرب شاہ کا جو مناسب ہو وہ کیجیے یہ سنکر بدیع الملک نے وزیر خرچال سے پوچھا

کہ کیا کہتا ہی مذہب کے بارے میں کیونکہ تو کسی کا سردار اور افسر بھی ہی۔ اسنے عرض کیا کہ مجھے
کوئی طرح کا عذر دین اسلام قبول کرنے میں نہیں ہی آپ اپنی زبان معجز بیان سے کلمۂ طیبہ تلقین فرمائیے
آپ نے ارشاد کیا اور وہ کلمہ پڑھکر مع اپنے ہمراہیوں کے بصدق دل مسلمان ہوا اور کہا کہ میں نے
ایک تختی برزیل کو نذر کر دی تھی اور آپ لوگوں پر مجھ دن بھی سخت تھے اسی وجہ سے برزیل پر کوئی
حربہ اثر نہیں کرتا تھا اب جو نقابدار کے ہاتھ سے مارا گیا وجہ یہ تھی کہ اسکے پاس تیغہ بلا کش سلیمانی
تھا وہ تیغہ اسپر گویا پیغام اجل تھا اور حقیقت میں سوا اسکے کسی سے پناہ نہ تھی اب میں چاہتا ہوں
کہ اگلی خطا بھی میری معاف فرمائی جائے۔ بدیع الملک نے فرمایا کہ سچ ہی یہی باعث تھا کہ ہم سب کے
سب اسی مردود ازلی کے ہاتھ سے زخمی ہوئے یہ سنکر وہ [illegible] کو باتحت سلطان روشن بخت
کا کرکے اور خلعت عنایت کرکے کہا کہ تو جا کر اپنی جگہ پر سب کو سمجھا کر تا کہ بہ مذہب کرا اور اسلام آباد کر
اسنے بیان کیا کہ نقابدار سفید پوش جو تشریف لائے ہیں انھوں نے تمام ملکوں کو تباہ و برباد کر دیا
اور جو باقی رہے انھیں مسلمان کیا اسکو تباہ و برباد کرتے ہوئے آپکی خبر پاکر آپکی مدد کو آئے اب میں
جاتا ہوں اور کاروبار ملک میں مصروف ہوتا ہوں اور آپکی اطاعت بدل و جان کرتا رہونگا اور خراج
بھیجتا رہونگا یہ کہکر وہ رخصت ہوکر اپنے مقام پر گیا ادھر شہزادہ بدیع الملک نے خیر و عافیت
کے واسطے مہتر شاہ و روشن دل اور مہتر حضر ان کو بھیجا یہ دونوں حاضر ہوئے اور پہلے شفاخانہ میں
آئے اور آکر حال دریافت کیا اور آکر نقابداروں سے یہ معلوم ہوا کہ کل کے دن یہ غسل صحت کرینگے
یہ سنکر خدمت میں نقابدار ابلق پوش کے عرض کیا کہ ہم آپکی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں
یہ سنکر نقابداروں نے اپنے اپنے چہروں پر نقابیں ڈالیں اور اپنے اپنے پلنگوں پر متمکن ہوئے اور
اپنے عیاروں سے کہا کہ بلا لو۔ یہ دونو حاضر ہوئے نقابداروں نے کرسیوں پر بیٹھنے کا اشارہ کیا یہ تسلیم کرکے
بیٹھ گئے نقابداروں نے مزاج پرسی کی اور شہزادہ بدیع الملک کا حال اور تمام سرداروں کا حال
پوچھا انھوں نے بیان کیا کہ بفضلہ سب طرح سے اچھے ہیں اور آپ لوگوں کی تشریف آوری کے
بہت مشتاق ہیں انھوں نے کہا کہ ہم چھیوں نقابداروں کی طرف سے بھی بہت بہت تسلیم عرض
کرنا اور کہنا کہ ہم لوگ بھی مشتاق زیارت حضور ہیں لیکن [illegible] کہ کل شہزادہ وحید الملک اور
[illegible] غضنفر روشن دل غسل صحت کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ انھیں کے ہمراہ ہم سب بھی حاضر ہونگے
اور عیاروں سے دیکھکر کہا کہ ہماری فوج اور بارگاہ آئی اور تمہارے حقوق جو ہمپر ہیں انشاء اللہ تعالیٰ
تمھیں دینگے کیونکہ تمھارا بھی حصہ ہی میں نے طلسم نہ طاق باطنی کو فتح کیا ہی اور اسکے بعد دو چار
جام انکو پلا کر رخصت کیا۔ یہ خدمت میں بدیع الملک کے پہنچے ہیں جملہ سرداروں نے کہا کہ ہماری
طرف سے بھی تسلیم خدمت بدیع الملک میں عرض کرنا اور کہنا کہ انشاء اللہ بہت جلد حاضر خدمت
فیضدرجت ہونگے عیاروں نے آکر خدمت بدیع الملک میں تمام و کمال حال خلق و مروت نقابداران کا
عرض کیا۔ یہاں سلطان روشن بخت نے بڑے اہتمام و احتشام سے بغرض تشریف آوری نقابداران
تمام شیشہ آلات کو قرینے سے لگایا اور گلدستہ ہائے خوشنما کو میز پر چنا اور بارگاہ ہائے
زر نگفتی کو برائے نقابداران ذیوقار بڑے تکلف سے آراستہ و پیراستہ کیا اور کرسیاں جواہر نگار
قرینہ سے لگائیں سامان عیش و نشاط مہیا کیا اور اس روز اور سرداران نامور نے بھی حمام وغیرہ
کرکے اپنے تئیں آراستہ کیا مثل ایرج نوجوان و شہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان و اسد غازی

ومظفر بن اسد و شہنشاہ گوہر کلاہ و رستم ثانی ان سب نے اپنے اپنے تئیں لباس ہائے فاخرہ سے
آراستہ و پیراستہ کیا اور اپنی جگہ پھر منتظر آمد نقابداران ہو کر بیٹھے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ادھر لشکر
انتظار نقابداران عالیوقار رہی اور اسطرف نقابداران ذیوقار اپنے خیمہ سے نکلکر مرکبوں پر سوار
ہو رہے ہیں کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا نقابدار منتظر تھے کہ دیکھا چاہیے
یہ گرد سے کیا ظہور میں آتا ہے کسکی آمد ہے کہ اک مرتبہ دامنہ گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے کئی سو
علمہائے سبز و سرخ و زرنگاری نمودار ہوئے اور شاہزادہ آصف انجم طلعت چہرہ پر نقاب ڈالے
ہوئے پہلو میں جبیس بن اکوان کئی لاکھ پیدل و سوار کی جمعیت سے نمودار ہوئے
نقابداروں نے اس نقابدار تازہ کا استقبال کیا ادھر قلعہ پر لوگ دیکھ رہے تھے کہ اب کون
آیا کسکا لشکر ہے یکایک نقابدار الماس پوش جو اس فوج کا سردار و پیشرو تھا آکر ان نقابداروں
سے ملا سب نے نقابدار عالیمقدار کی نہایت عزت کی پشت پر نقابدار کے چالیس ہزار الماس پوش
تھے لباس انکا شعاع آفتاب سے عجب چھوٹ کہ رہا تھا کہ آنکھ نہ ٹھہرتی تھی باقی لشکر کی یہ حالت
تھی کہ کچھ لوگ سبز پوش کچھ سرخ پوش کچھ ابلق پوش کچھ پیلی پوشش کچھ گلابی پوش تھے لشکر اترنے
لگا بارگاہیں برپا ہونے لگیں ان چھئوں نقابداروں نے اس نقابدار تازہ کو بھی مع جبیس
بن اکوان ہمراہ لیا اور سمت شاہزادہ بدیع الملک روانہ ہوئے ادھر اہل قلعہ سمجھ گئے کہ
یہ لشکر انھیں نقابداروں کا ہے اور یہ نقابدار تازہ بھی انھیں میں سے ہے۔ بدیع الملک نے
علاوہ اسد غازی اور ایرج و نورالدہر و اسفندیار گیلانی کے تمام سرداروں کو مع شہنشاہ گوہر کلاہ
برائے استقبال روانہ کیا سب سردار گئے اور ساتوں نقابداروں کو استقبال کرکے قلعہ میں لائے
تا بہ دروازہ بارگاہ خود صاحبقران برائے استقبال تشریف لائے اور نقابداروں کو استقبال کرکے
اپنے ہمراہ لے گئے دو کرسیاں اور منگا کر بچھا دیں سب نقابدار بیٹھے پر جبیس بن اکوان سب کے
آخر میں بیٹھا بعد مزاج پرسی بدیع الملک نے نقابدار ابلق سوار سے خطاب کرکے ارشاد کیا کہ آپ
وہی ہیں جنھوں نے تورہ زنجیر سے بیابان گرد باد میں مقابلہ کیا تھا اور کوئی صاحب ہیں نقابدار
نے کہا کہ میں وہی ہوں اور کوئی نہیں ہوں مجھکو اک ساحرہ پنجہ سے اٹھا لیگئی تھی بلکہ خدا نے
اس ساحرہ کے ہاتھ سے نجات دلوائی بعد اسکے میں درویش قلندر بحیلہ لشکین کے پاس گیا
انھوں نے مجھکو فتح نطاق باطن کی بشارت دی بعد اسکے میں نے نطاق باطن فتح کیا اکوان جادو
کو مع ضحاک بارگرویدہ مارا اور اسیر اسکے شہنشاہ بادشاہ سابق کو تخت نشین کیا تمام طلسم کو اجلا کر آیا
اسکے یہاں حاضر ہوا کہ خواب میں اک بزرگ نے بشارت دی تھی کہ ملک روشن بخت کو صاحبقران
رونق افروز ہیں تم علیا ہے کہ پہونچا بحسب الارشاد اس مرد بزرگ کے میں یہاں حاضر ہوا الحمدللہ
کہ خدا نے فتحیاب کیا یہ سنکر بدیع الملک نے نقابدار سے ارشاد کیا کہ میں نے یہ خبر سنی تھی
بادشاہ اسلام کے بیان کی تھی کہ جو شخص اکوان تاجدار کو مارے اور طلسم نطاق باطن کو فتح
کرے وہ صاحبقران ہے اسی کو یہاں سے صاحبقرانی دیا جائے گا لیکن چونکہ ایسے ایسے شیر بارگاہ
بادشاہ میں موجود ہیں مثل سکندر رستم خوا و شاہزادہ بدیع البخت اور سہراب بن رستم ثانی کے کہ
یہ صاحبقرانی کسکی تسلیم کرینگے اور آپ کو بشارت صاحبقرانی ہو چکی ہے لہذا کوئی سامان ایسا پیدا
ہوگا جس سے سبکو قبول کرنا پڑیگا مگر آپ میں مسافر یا درگاہ سب لوگ تمھیں پردہ کرنا ہوگا نہ

اتنا تو معلوم ہو جاتا کہ بعد میرے صاحبقران کون ہونے والا ہے اولاد امیر سے ہے یا صاحبقرانی
کسی اور خاندان کی طرف منتقل ہوئی نقابدار ابلق سوار نے بعد شرم نقاب چہرہ سے دور کی اور
اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ آپ لوگ بھی نقابیں اٹھائیے کہ صاحبقران اصرار فرماتے ہیں یہ سنکر
داراب ثانی بلقیس بن قہر سکندر رستم عمر رفیع البخت نوجوان سہراب بن رستم آصف انجم
طلعت ان سب نے نقابیں چہروں سے دور کیں اسوقت حاضرین دربار کو ادھر تو نقابدار ابلق سوار
کی صورت دیکھکر حیرت تھی کہ یہ کون شخص ہے علامتیں تو اولاد صاحبقران کی پائی جاتی ہیں مگر معلوم
نہیں کہ یہ نقابدار کسکا فرزند ہے دوسرے آصف انجم طلعت کو سب کے سب بار بار دیکھتے تھے
اور چپ ہو کے رہجاتے تھے سکندر رو رفیع البخت وغیرہ نے بیان کیا کہ ہم سب طلسم میں پھنس
گئے تھے نقابدار ابلق پوش نے ہمکو چھڑایا ہم نقابدار کے ممنون ہیں اور نقابدار نے بلقیس بن قہر
اور داراب ثانی کا حال بیان کیا بعد اسکے آصف انجم طلعت سے مخاطب ہو کے بدیع الملک
نے کہا کہ آپ اپنا اپنے حسب و نسب سے آگاہ فرمائیے کہ آپ سے مجھے اک خصوصیت خاص ہے
آصف انجم طلعت نے کہا کہ وہ خصوصیت پہلے آپ بیان فرمائیں ۔ ارشاد کیا کہ اک فرزند برادر میرا
آپ سے بہت مشابہ تھا یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ وہی ہیں وہ مجھ سے طلسم نہ طاق میں اسطرح جدا ہوا
کہ تا حیات داغ رہیگا یہ فرماکر رونے لگے آصف انجم طلعت سے ضبط نہوسکا دوڑ کے بدیع الملک
سے لپٹ گئے اور عرض کی کہ اے عم نامدار وہ سوختہ قسمت ننگ خاندان میں ہی ہوں جسنے حیات
خوش جمال کے ساتھ آگ میں پھاندکر جان دینے کا قصد کیا تھا اسی آتش سے لپٹ کر جہنم
لگا ہوا تھا مگر خدائے غفار نے محافظت کی کہ دشمن کے پنجہ سے چھڑا کر مجھکو صحیح سے اس
کے اس آگ سے نکلوا لیا میں نہ طاق باطن میں قید تھا نہ غادر کیوان شکوہ ثنا کیا
کرتے نہ یہ دن نصیب ہوتا کہ مجھکو آپ کی قدمبوسی حاصل ہوتی یہ سنکر تمام سرداروں کو ا
عجب ہو گئی اسلیے کہ جسکو مردہ سمجھ چکے تھے اسکو زندہ پایا ایرج نوجوان نے آصف انجم
کو گلے سے لگا لیا اور کہا افسوس کہ شاہزادہ رستم ثانی موجود نہیں ہے جو فرزند کو دیکھکر فرط
اور داغ مفارقت دل سے مٹتے اب بدیع الملک نے آصف انجم طلعت سے پوچھا کہ
کون ہے آصف انجم طلعت نے بیان کیا کہ یہ وہی لڑکا ہے جو حیات خوش جمال کی گود میں
تھا اور اس بچہ سمیت نار آگ میں کود گئی تھی یہ بیٹا اکوان کا ہے مگر اسنے دین اسلام قبول کر
آخری جنگ میں اکوان اس طرف لشکر میں تھا اور یہ اسطرف تھا اسکی ماں بھی ایمان لائی تھی
دل پھیرا اسکی طرف سے پھیر دیا اور عوض میں اسکے مجھے اور اک بی بی غناسیت کی حیات خوش جمال
نے عجب آن بان سے زندگی بسر کی اور اب بھی اسی ارادہ پر آئی ہے کہ ہمراہ صاحبقران کے خانہ
کعبہ کی زیارت کو جاؤں یہ سنکر بدیع الملک برجیس بن اکوان سے نہایت خوش ہوئے بلکہ تمام
سرداران لشکر اسلام نے آفریں کی برجیس نے عرض کی کہ اگر حضور نے مجھے عزت دی ہے تو امیدوار
ہوں کہ آئندہ میں برجیس بن اکوان کے لقب سے نہ یاد کیا جاؤں بلکہ مجھے برجیس بن آصف
کہا جائے اسوقت سے لقب برجیس کا یہی ہو گیا اور سب اسے برجیس بن آصف کہنے لگے اب
صاحبقران نے نقابدار ابلق سوار کی طرف مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ آپ نے تھوڑے زمانہ میں
وہ وہ کام کیے جو کسی صاحبقران سے نہ کیے ہونگے لہذا یہ بتائیے کہ آپ کس خاندان سے ہیں

اُسوقت نقابدار نے اپنے بازو سے اک نوشتہ کھولکر ہاتھ مین ایرج نوجوان کے دیا اور عرض کیا
کہ اسے پڑھیے - ایرج نوجوان نے اُس نوشتہ کو پڑھا اور خوش ہو کے عادل کیوان شکوہ کو گلے
سے لگا لیا اور وہ نوشتہ نورالدہر کے ہاتھ مین دیکر کہا کہ تمکو بھی مبارک ہو نورالدہر نے اُس
نوشتہ کو پڑھا اور بدیع الملک کے ہاتھ مین دیدیا اور فرمایا کہ یہ لڑکا تمھارا بھانجا ہی اور میرا نواسا
ہو اور ایرج نوجوان کا پوتا ہی یہ سنکر دست راستی کسی قدر افسردہ اور دست چپ نہایت خوش
ہوے بدیع الملک نے لغرض آگاہی اعزا اُس نوشتہ کو پڑھا لکھا تھا کہ جب صاحبقران اول بن
قابیہ لیست و ہشت گنبد کے قریب پہونچے ہین اور حاکم قلعہ کو نامہ بھیجنے کا قصد کیا ہی تو ایرج نوجوان
و نورالدہر برابر دنگل سے کو دے تھے امیر نے دونون صاحبون کو روک کر کسی اور شخص کے ہاتھ
نامہ بھیجا تھا جسپر رنجیدہ ہو کر یہ دونون صاحب لشکر سے نکل گئے تھے تو ایک صاحب درویش
قائم اللیل کے مہمان ہوے تھے اور دوسرے صاحب درویش صائم النہار کے مہمان ہوے
تھے اُسی شب کو درویشون نے ان دونون صاحبون کا عقد طلسم ابلق کی شاہزادیون کے ساتھ
پڑھا تھا یہ خبر بادشاہ طلسم کو ہوئی تھی اُسنے دونون فقیرون کو طلب کر کے مقید کر دیا تھا اور حکم دیا
تھا کہ اگر انکے یہان اولاد ہو تو اُسے قتل کر ڈالنا - ایرج و نورالدہر تو طلسم مین پھنس کر مدد ملک
مقدس سرخ محاسن رہا ہو کر جنگ آخر کے وقت صاحبقران کی مدد کو پہونچے تھے اُسوقت سے
اُنکو خبر نہین کہ ہمارے ناموس پر کیا گزری مگر خداوند عالم اُنکا محافظ تھا کہ کافر کی بیٹیان اور مسلمان
لین اپنا دعوا سے خداوندی کرتا تھا دختران خدا سے حقیقی کی ماننے والی تھین جب اُن دونون
شاہزادیون کا زمانہ حمل قریب آیا تو پوشیدہ طور پر ملکہ صنم بادلہ پوش اور صنم زرین پوش نے
دونون بھتیجیون کو درویشون کے پاس پہونچا دیا یہ دونون بادشاہ طلسم کی بہنین تھین لیکن پوشیدہ
طور پر مذہب اسلام رکھتی تھین اور درویشون کی مرید تھین انھین کی کوشش سے یہ عقد بھی
ہوے تھے ملکہ صنم سبزپوش کے یہان دختر اور صنم سرخپوش کے یہان پسر پیدا ہوا اور دونون شہ
زادیون کے یہان بھی ایک پسر اور ایک دختر پیدا ہوئی چونکہ پسر صنم سرخپوش کا اپنے باپ سے
مشابہ بہت تھا نام اُسکا ایرج ثانی رکھا گیا اور دختر کا نام صبیحہ خاتون رکھا یہ دونون جب سن تمیز کو
پہونچے تو آپس مین شادی کر دی گئی ایک روز کسی سے ایرج ثانی نے سن لیا کہ نانا اُسکا کافر اور
بادشاہ طلسم ہی چونکہ یہ بات شدنی تھی ایرج ثانی نے جا کر طلسم کی فتاحی کا قصد کیا کئی مرحلے بہ
مدد خدا سے فتح پائی آخر شہید ہوا اور صبیحہ خاتون غم شوہر مین ناتوان ہونے لگی یہان تک کہ
عادل کیوان شکوہ پیدا ہوا اور ملکہ صبیحہ نے انتقال کیا اسی طرح دو زیر زادیون کے یہان جو لڑکے
پیدا ہوے وہ حاملہ تھی اُس سے طیفور بادیہ گرد پیدا ہوا اور ان دونون کی پرورش ہونے لگی
حتی کہ سردار و عیار ساتھ کھیلتے کھیلتے ہوشیار ہوے درویشون نے انکی بہت حفاظت کی
اور طلسم کی طرف جانے سے روکا آخر کسی بزرگ کی بشارت سے عادل کیوان شکوہ نے طلسم ابلق
کو توڑا اپنے نانا سے باپ کے خون کا بدلہ لیا اور طلسم کو اسلام آباد کر کے دعویدار صاحبقرانی ہو کر
عزیزون سے ملنے کے شوق مین خروج کیا لہذا یہ واضح رہے کہ نقابدار ابلق سوار یہی عادل کیوان شکوہ
ایرج نوجوان کا پوتا اور نورالدہر بن بدیع الزمان کا نواسا ہی آخر مین دستخط ملک مقدس سرخ محاسن کے
مع مہر و دستخط صنم سبزپوش و صنم سرخپوش مندرج تھے اور گواہی درویش قائم اللیل اور درویش صائم النہار

کی تحریر تھی یہ سب طلسم تحت الارض کے ہیں جنکا حوالہ دیا گیا ناظرین ان حالات کو طلسم تحت الارض
سیزدہ طبق میں مفصلاً ملاحظہ فرمالیں اور حال ایرج ثانی وولادت عادل کیوان شکوہ و فتوحات
طلسم ابلق نامطبوع ہے اگر ناظرین مطبع سے خواہش ظاہر فرمائینگے تو انشاء اللہ ترجمہ طلسم ابلق کا
اردو زبان میں شائع کیا جائیگا۔ یہ طلسم طلسم ہوشربا سے دلچسپی میں کم نہیں ہے الحاصل
صاحبقران مع سرداران عالیشان نقابدار ابلق سوار سے یعنے عادل کیوان شکوہ سے خوب گلے ملے
اور سب پر حال نقابدار کا ظاہر ہوا کہ یہ ایرج نوجوان کا پوتا اور نور الدہر کا نواسا ہے لیکن ایرج و
نور الدہر کو وہ وقت یاد آیا جبکہ یہ درویشوں کے مہمان ہوے تھے اور شام کو عقد ہوا تھا
صبح کو مفارقت کا صدمہ پیش آیا تھا اور یہ دونوں تلاش میں اپنے اپنے ناموس کی طرف طلسم ابلق
کے گئے تھے اسوقت بھی بےبسی آگئی اور دیکھنے کو دل بیتاب ہوا ایرج نے پوچھا کہ اے عادل
تمھاری دادی زندہ ہیں یا انھوں نے بھی انتقال کیا عادل نے عرض کی کہ خدا کے فضل سے نانی
صاحبہ اور دادی صاحبہ دونوں زندہ ہیں ماں باپ کو البتہ خدا نے بلا لیا اب میری ایک التماس اور
قبول ہو وہ یہ کہ آپ دونوں صاحب کچھ دیر کے واسطے طلسم ابلق میں تشریف لےچلیں اور ان
دونوں خاتونوں کو اپنے ہمراہ لیکر خانہ کعبہ تشریف لیجائیں کہ انھوں نے اکثر یہ تمنا اپنی میرے سامنے
بیان کی تھی کہ اگر ممکن ہو تو ہم دونوں کو خانہ کعبہ پہونچا دو میں نے وعدہ کیا تھا کہ بعد
واپسی آپ کو پہونچا دونگا۔ شاہزادہ بدیع الملک نے کہا کہ نہایت مناسب ہے آپ دونوں
صاحب جبتک طلسم ابلق سے واپس آئیں میں یہاں سامان جشن کرتا ہوں جی چاہتا ہے کہ
بعد ایک جلسہ آخر کے خانہ کعبہ جاؤں اور حقدار کو حق بخشوں دونوں شہزادے ایرج و نور الدہر نے چلنے
کی تیاری کی درویش نے کہا کہ میں ابھی آپ تینوں صاحبوں کو پہونچا کر واپس لیے آتا ہوں اس کام
میں عرصہ نہو یہ رائے سب نے پسند کی یہاں سے عادل کیوان شکوہ مع ایرج و نور الدہر و شاہ جی
جانب طلسم ابلق روانہ ہوے درویش نے اپنے مرگ چھالے پر ان سب کو بٹھا لیا تھا یہ اُڑتے
ہوے مہینوں کی راہ کو طے کرکے کوئی پہر بھر میں داخل طلسم ابلق ہوگئے جسوقت مرگ چھالا سامنے
قلعہ کے اُترا اور اہل قلعہ نے دیکھا کہ مالک ہمارا آگیا چار شخص اور ہمراہ ہیں تو سب کے سب
واسطے استقبال کے آئے اور قلعہ میں لیگئے عادل نے ایک بارہ دری دونوں بزرگوں
کے لیے آراستہ کرادی شاہ صاحب کو شاہی مسجد میں جگہ ملی کہ ہر وقت مصروف عبادت رہیں بعد
اسکے عادل کیوان شکوہ محل میں داخل ہوے دادی اور نانی کو سلام کیا دونوں نے بلائیں لیں
بلاگردان ہوئیں مزاج پوچھا عادل کیوان شکوہ نے چپکے سے عرض کی کہ میں اپنے تمام عزیزوں کو
دیکھ آیا اور خدا نے مجھکو صاحبقران قرار دیا اور سب نے میری صاحبقرانی تسلیم کی یہ سنکے صنم سبزپوش
اور صنم سرخپوش کا رنگ متغیر ہوگیا سمجھیں کہ ایرج و نور الدہر سے زمانہ خالی ہوگیا ورنہ ایسا کبھی نہ ہوتا
کہ ہمارا ذکر نہ آتا اور اگر خود وہ نہ آتے تو کوئی نامہ و پیام ضرور ہوتا یہ اُن دونوں صاحبوں کے خلاف
سے بعید تھا عادل کیوان شکوہ نے جسوقت دونوں خاتونوں کو ملول دیکھا تو جاکر صنم سرخپوش
سے کہا کہ دادا جان میرے ساتھ آئے ہیں اور فلان بارہ دری میں رونق افروز ہیں آپ تشریف
لیجائیے صنم سرخپوش کا چہرہ یہ سنتے سرخ ہوگیا اور خدمت میں ایرج نوجوان کے روانہ ہوئیں
بعدہ ہمراہ ... ادھر ملکہ صنم سبزپوش کو پاس نور الدہر کے بھیجا جسوقت ان دونوں شاہزادیوں نے

اپنے اپنے شوہر کو دیکھا اور ایرج نوزالدہر نے انکو دیکھا وہ وقت یاد آگیا جب درویش کے گھر میں
عقد ہوا تھا اور زن و شوہر کا زمانہ عروج شباب تھا اسوقت کو یاد کرکے چاروں آدمی بشدت رونے
خصوصاً ان شاہزادیوں کو صدمہ تھا کہ افسوس ہمارا شباب یونہی خاک میں ملنے کے واسطے
تھا اگرچہ ارادہ کم رہنے کا تھا لیکن باصرار عادل کیوان شکوہ تین روز قیام کیا دن کو مقامات
طلسم کی سیر ہوتی تھی رات کو علیحدہ علیحدہ رہتے تھے اور گلے شکوے ان سے فراغت نہوتی تھی
تیسرے روز عادل کیوان شکوہ مع ایرج و نوزالدہر و طلسم سرخ پوش و طلسم سبز پوش و درویش و جہتر
شاپور کوچ کرکے طرف ملک روشن بخت کے روانہ ہوئے وہاں بدیع الملک کے حکم سے تیاری
جشن ہو رہی تھی ایک نامہ دارا بن جمشید بادشاہ لشکر اسلام کی خدمت میں بھیجا اس
مضمون کا روانہ کیا گیا تھا کہ اگر کوئی عذر قوی نہو تو آپ بھی تکلیف فرمائیں کہ جشن صاحبقرانی
کا میرے سامنے ہی طے ہو جاے میری شرط کو نقابدار ابلق پوش نے ادا کیا کہ نہ طاق باطن کو
فتح کرکے اکوان کو مارا اور حال نقابدار کا ظاہر ہوا کہ وہ ایرج نوجوان کا پوتا ہے خدا کا شکر ہے کہ
آپ بھی وارث عہدہ صاحبقرانی وہ شخص ہوا جو اولاد صاحبقران سے ہے اور رستم ثانی کو لکھا تھا
کہ اے برادر بجان برابر عادل تمھارا بھتیجا ہے اور اسنے طلسم باطن نہ طاق کو فتح کرکے آصف
انجم طلعت کو ہم سے ملایا تم جلد آؤ اور اپنے فرزند سے ملو چونکہ [illegible] ہوا تھا سے پہنچے ہیں تو بادشاہ
اسلام نے حکم کوچ دیا لیکن رستم ثانی کی یہ حالت ہوئی کہ قریب تھا شادی مرگ ہو جائیں بادشاہ
اسلام سے اجازت لیکر تن تنہا پشت مرکب پر بیٹھکر با اشتیاق دیدار فرزند طرف ملک روشن بخت
کے روانہ ہوئے یہاں بدیع الملک تیاری جشن کر ہی چکے تھے انتظار عادل کیوان شکوہ کا فرمارہے
تھے اور متردد تھے کہ ابھی تک کیوں نہیں تشریف لائے کہ ایک مرتبہ دامن صحرا سے بگولہ گرد کا اٹھا
سب دیکھنے لگے وہ بگولہ گرد کا قریب قلعہ آکر شق ہوا تو دیکھا کہ شاہزادہ رستم ثانی گرد میں آلودہ
پسینے میں غرق چلا آتا ہے قریب قلعہ آکر مرکب سے اترے مرکب کا تو کلیجا پھٹ گیا گرکے
مرگیا اور رستم ثانی چند قدم دروازہ قلعہ کی طرف بڑھے تھے کہ بہ تعب راہ سے بیہوش ہوکے
گر پڑے بدیع الملک مع سرداران عالیمقام دوڑے آصف انجم طلعت پاس گئے قدموں
سے لپٹے رستم ثانی کو ہوش آیا تو نظر بدیع الملک پر پڑی پوچھا کہ اے برادر تمھاری تحریر نے
مجکو دیوانہ کر دیا دو گھوڑے راستے میں مرے تیسرا گھوڑا یہاں پہونچ کے جان بحق تسلیم ہوا
اور مجھ میں بھی حالت باقی نہ رہی ہے تمنے میری تسکین کو لکھا تھا کہ آصف زندہ ہیں یا سچ بھی ہے
اگر سچ ہے تو جلد آصف کو بلاؤ کہ اسی کے اشتیاق نے میری یہ حالت کی ہے یہ سنکر آصف نے
سامنے آکے سلام کیا اور گرکر قدموں کی طرف جھکا رستم ثانی تعب راہ سے بیمار ہو رہے تھے لیکن
آصف کے ملنے کی خوشی نے بہت جلد اچھا کر دیا رستم ثانی کے بعد عادل کیوان شکوہ پہونچے
خبر آمد عادل کی سنکر سب پیشوائی کو گئے دونوں صاحب قرین بھی ساتھ لیے عادل رستم ثانی سے ملے
بعد اسکے سواری بادشاہ اسلام کی نہایت شان و شوکت کے ساتھ پہونچی صاحبقران مع جملہ سرداران
ذیشان استقبال کو گئے اور بادشاہ اسلام کو لائے روشن بخت نے بھی ملازمت حاصل کی
کتنی دیر تک لوگ بادشاہ اسلام سے ملازمت حاصل کیا کیے اتنے عرصے میں بارگاہ سلیمانی برپا
ہوئی اور اثاثہ صاحبقرانی لاکے رکھا گیا دنگل اور کرسیاں قرینے سے بچھا دیں لیکن بادشاہ قلعہ

روشن بخت سے بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے تمام سردار دنگلوں اور کرسیوں پر متمکن ہوئے
بدیع الملک نے برابر اپنے دنگل کے عادل کیوان شکوہ کا دنگل بچھوایا اور سردار اپنے اپنے مرتبے کے
موافق دنگلوں اور کرسیوں پر متمکن ہوئے دربار سرداروں سے مملو ہوا اسوقت بادشاہ لشکر اسلام
نے امیر ثالث یعنی شاہزادہ بدیع الملک کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ آپکو یاد ہوگا جسوقت لشکر
بیابان نہ طاق میں مقیم تھا تو ایک نقابدار یاقوت پوش نے اپنے ناموس کو آپکی حفاظت میں دیا تھا
اُسکے بعد بھی اکثر مرتبہ نقابدار نے مدد کی اب کچھ زمانے سے نقابدار کا پتہ نہیں وہ شاہزادی رورو
کر اپنی جان دل سے دیتی ہے بدیع الملک نے کہا کہ آپ بجا ارشاد فرماتے ہیں لیکن میں مجبور ہوں
نقابدار کا پتہ کیونکر ملے اگر کوئی بے نقاب شخص ہو تو اُسکے نام ونشان سے اُسکا پتا لگایا جائے
نقابدار کا پتا کیونکر ملے نہیں معلوم نقابدار کس بلا میں پھنسا ہے ورنہ کوئی اپنے ناموس سے اسطرح
بیخبر نہیں ہو جاتا ہے بالفعل جلسہ فیصلہ صاحبقرانی کا منعقد ہوا ہے جب یہ مرحلہ طے ہو جائیگا تو یہ شخص
میرا قائممقام ہوگا وہی اس کام کو بھی انجام دیگا مجھے اب اتنی فرصت نہیں ہے کہ میں بیابان قیام
کروں بادشاہ نے فرمایا کہ یہی مناسب ہے اب تمام سردار مثل سکندر رستم ہوا اور رفیع البخت اور سہراب
بن رستم ثانی اور وحید الملک یہ سب کے سب اپنے اپنے مقام پر سوچ رہے ہیں کہ دیکھیے فیصلہ
صاحبقرانی کیا ہوتا ہے یقین ہے کہ بدیع الملک اپنی شرط کے موافق اسی شخص یعنی عادل کیوان شکوہ
کو صاحبقران کرینگے خیر دیکھا جائیگا جسکی تیغ اُسکی دیغ اگر ہمارے بازو میں طاقت ہے تو سمجھا جائیگا
ہر ایک شیر اپنے مقام پر بھرا ہوا بیٹھا ہے کہ آصف انجم طلعت نے بدیع الملک کی طرف
دیکھکر عرض کی کہ یا صاحبقران میں نے سنا ہے آپ نے یہ شرط پیش کی تھی کہ جو شخص نہ طاق یا طلون
کو فتح کرے اور اکوان دیو کو مارے وہ میرا قائم مقام اور صاحبقران ہے بدیع الملک نے
فرمایا کہ بیشک میں نے یہ شرط بیان کر کے اسم صاحبقرانی بادشاہ اسلام کے سپرد کر دیا تھا
آصف انجم طلعت نے عرض کی کہ پھر عادل کیوان شکوہ کو صاحبقران کرنے میں کیا عذر ہے
بدیع الملک نے یہ سنکر سکوت کیا اور بعد کچھ دیر کے رنگ صحبت دیکھکر ارشاد فرمایا کہ مجھے تو
کوئی عذر نہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ سردار اطاعت میں انکے تامل کرینگے اسلیے کہ بعض لوگوں
نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ طلسم کے فتح کر لینے سے صاحبقرانی کا عہدہ ملنا نامناسب ہے اسلیے کہ
اولاد صاحبقران میں وہ ایسا کون شخص ہے جسنے طلسم نہیں فتح کیا ہے کسی نے ایک کسی نے دو
کسی نے بمقصود نو غرضکہ جو طلسم جسکی قسمت کا تھا وہ طلسم اسنے فتح کیا یہ طلسم انکی قسمت کا تھا
انھوں نے فتح کیا جو طلسم ہم لوگوں نے فتح کیے اور فاتح انکے ہمارے باپ نام تھی اگر یہ اُن
طلسموں میں جاتے تو مثل ہمارے ناکام رہتے لہذا یہ ایسی بات نہیں ہے جسپر فیصلہ صاحبقرانی
کا خاتمہ کیا جائے تو اسے آصف انجم طلعت مجھے کوئی عذر نہیں جب سرداران اسلام اطاعت
نہ کرینگے تو خالی پانا سے صاحبقرانی سے شان صاحبقرانی نہیں قائم ہو سکتی کوئی ایسی بات تجویز
ہونا چاہیے جس سے کامل فیصلہ ہو جائے اور اسے سب تسلیم کریں یہ سنکے آصف انجم طلعت
نے کہا کہ بیجا ارشاد ہوا لیکن جو اوصاف صاحبقرانی ہیں وہ سب عادل کیوان شکوہ میں جمع ہیں
صرف قوت وجرأت سے انسان لائق صاحبقرانی نہیں ہو سکتا ہے ورنہ زمانہ امیر اول میں میرے
جد امجد شاہزادہ گلشاہ رومی زور وجرأت میں ایسے تھے کہ رستم زمان کہلاتے تھے بانظر کردہ امیر

ہو بہ کہ یہ دلاور جنگاور نگل دادا صاحب کے مقابل مین بچہ تھا وہ ایسے تھے کہ کوئی اُنکے
پشت زمین کو نہین لگا سکتا تھا پھر یہ لوگ کیون نہ صاحبقران ہوے چونکہ اوصاف مثل
خلق مروت حمیت متانت صبر جانبازی یہ تمام باتین ہون اُسوقت تک جامہ صاحبقرانی جسم پر
زیب دیتا ہی یہ تمام اوصاف عادل کیوان شکوہ کی ذات مین موجود ہین وہ وقت مجھے یاد ہی
جب بادشاہ طاسم صلح کے درپے ہوا ہی اور مجھے پیغامبر صلح قرار دیکر بھیجا ہی تو شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ نے کہا تھا کہ لوح کیا چیز ہی آپ کے فرمانے سے سر تک حاضر ہی لہٰذا بعد
بادشاہ طاسم نے میرے نام سے لوح منگا بھیجی اور اس بامروت نے لوح دیدی اُس بدعہد
نے لوح طلسمی پر قبضہ پا کے عہد شکنی کی اور مجھے شرمندہ کرایا مگر شکر ہی خدا کے عادل کا کہ پھر لوح
دستیاب ہوئی اور خدا نے عادل کو فتحیاب کیا لہٰذا آپ اپنے عہد کے موافق انکو [illegible]
صاحبقرانی عنایت کر دیجیے جسکے بازوون مین قوت ہوگی وہ اُنسے صاحبقرانی چھین لیگا اور اگر
انکو خداوند عالم نے اس منصب جلیل کے لائق بنایا ہی تو یہ خود سبکو اپنا مطیع بنا لینگے اُسوقت
اور سرداران اسلام نے کہا کہ فرمانا آپکا بجا ہی لیکن آپس کی رنجش کا نتیجہ خراب ہوتا ہی آصف
انجم طلعت نے کہا کہ اگر یہ نہین تو پھر جیسی راے ہو کچھ معلوم تو ہو اُسوقت نور الدہر اسد غازی
کی طرف مخاطب ہوکے ارشاد کیا کہ بھائی اسوقت اس جلسہ مین تم سے زیادہ ہوشیار و دانا کوئی
نہین ہی اسلیے کہ تم وہ شخص ہو کہ اپنی فطرت کے زور پر بڑے بڑے سرکشون سے مقابلے
کیے اور اُنکو پست کیا یہ قوت تو تمکو بعد نظر کردہ ہونے کے حاصل ہوئی ہی چنانچہ تمھاری دانائی
کی ایک نقل مجھے ابتک یاد ہی وہ یہ کہ تمنے لاک باختر مین جب اقبال شاہ کو قتل کیا ہی اور مالک
ملکوت شاہ نے صاحبقران اول سے فریاد کی ہی تو امیر نے تمھارے قتل کا حکم دیا تھا تمام
سرداران متاسف تھے اور امیر نے کسی کی سفارش تمھارے بارے مین منظور نہ کی تھی مگر جسوقت
جلاد تلوار کھینچکر برائے قتل آیا ہی تو تمنے یہ کہا تھا کہ نانا جان آپ مجھے نہین قتل کرتے ہین
بلکہ مسجد کو ڈھاتے ہین فرمایا کہ مسجد کیسی تو تمنے دونون ہاتھ بلند کر کے کہا تھا کہ دیکھیے یہ مسجد کے
منارے ہین اور سر کو کہا تھا کہ یہ گنبد ہی اُسوقت امیر بیساختہ ہنس پڑے تھے اور تمھارے قتل
سے دستبردار ہوگئے تھے لہٰذا تم اُس سن مین ایسے تیز طبع تھے اور اب تو ہر قسم کے تجربے
اُٹھائے ہوے ہو تمھاری راے مین کیا کرنا چاہیے یون یہ سردار نہ مانینگے اور کہتے ہین کہ کیا
ہمسے پوچھکر صاحبقران نے فتح نہ طاق کی شرط بیان کی تھی اب ایسی بات تجویز کرو جسے سب
پسند کرلین اُسکے بعد علمدار امیر اسد غازی نے کہا کہ مجھے تو یہی فکر تھی اور مین سوچ ہی رہا
تھا مین نے دو باتین سوچی ہین ایک تو وہ ہی کہ سبکی راے لیکر اسی وقت فیصلہ کر دیا جاے
وہ یہ ہی کہ نقارہ سکندری اور طبل سلیمانی اور علم اژدہا پیکر یہ متبرک چیزین ہین جسکے نام ہو یہ ہی
صاحبقرانی دین وہی صاحبقران ہی اور اگر کسی کے نام پر صدا نہ دین تو آج سے نام صاحبقرانی ختم
کر دیا جاے اور اسکے مقام پر دوسرا لفظ اختیار کیا جاے اور اُس لقب کے واسطے یہ ہوا ہو کہ
جسمین قوت اُس لقب کی سزاوار ہونے کی ہو وہ اُس لقب کو اپنے زور بازو سے حاصل کرے
جسطرح امیر اول نے لوگون کے خیالات تبدیل کیے تھے اسکی نقل یہ ہی کہ زمانہ مقابلین مین جب
حکم ترک میخواری کا آیا ہی اور بحکم امیر تمام اہل اسلام نے اس شے نجس کو ترک کیا ہی تو ایک روز

علشاہ رومی نے عمرو کو طمع زر دیکر صحبت میخواری پوشیدہ طور پر قائم کی تھی اور اُسی نشہ کی حالت
مین لندھور سے کہا کہ مجھے والد ماجد نے مثل اور سرداروں کے زیر نگین کیا ہی کہ مین اطاعت
کرون اگر مین دعواے صاحبقرانی کرون تو ہو سکتا ہی۔ یہ سنکر لندھور نے کہا کہ اسے علشاہ ہرگز
اپنے دل مین ایسا خیال نکرنا جب تجھ سے اور امیر سے مقابلہ ہوا تھا تو ساتوین روز امیر نے
کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جو زور کیا تو لنگر میرا توڑ لیا خدا کی شان کہ زنجیر کمر ٹوٹی مین نے غنیمت جانکر
اطاعت صاحبقران اختیار کرلی اور اپنی عزت بچائی اگر یہ کلمات امیر کے گوش گزار ہوے تو
غضب ہو جائیگا جب جانینگے امیر دم بھر مین باندھ لیجائینگے چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ جب امیر دریا
قلقوچ سے ہوکر ملک عدن تین نکلے تو وہان سے دیوانہ بلا لوح بنکر آئے اور تمام سرداروں کو باندھ
لیگئے علشاہ کو اسطرح اسیر کر لیا جیسے کوئی بچہ کو پکڑ لیتا ہی لیکن جب عمرو نے جلاموم بنکر مقابلہ کیا اور
امیر کو زیر کیا تو صاحبقران نے اپنا حال کھولا اور عمرو سے فرمایا کہ خواجہ ایسی تدبیر کرو کہ مجھ سے اور
گرپیا سے مقابلہ نہو اسلیے کہ گرپیا کی پشت زمین کو نہ لگیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا انجام مین سرداران اسلام
نے قید مین توڑین اور فرزند نابکار کو مارا نوشیروان فرار ہوا اس سے سمجھ لینا چاہیے جسمین اتنی
قوت خدا داد ہو وہ سبکو مطیع اپنا بنا سکتا ہی ان باتون پر اسد کے نور الدہر و ایرج نے آفرین
کی اور اول یہی راے قرار پائی کہ جسکے نام پر طبل سکندری آواز دے اور علم اژدہا پیکر سے
آواز پا صاحبقران پیدا ہو وہ صاحبقران ہی تمام سرداروں نے اس بات کو تسلیم کیا اسد نے کہا
کہ اب تمام سرداروں سے دستخط لے لینا چاہیے بدیع الملک نے کہا ضرور ورنہ پھر کوئی شق
پیدا ہوگی چنانچہ حسب الحکم صاحبقران فرزند سیف ذوالیدین مسمی بہ سیف قلم نے مسودہ تحریر
کیا مضمون یہ تھا کہ اسے وارثان ارث صاحبقرانی و دنگل نشینان بارگاہ سلیمانی تم اس شرط کو
اگر قبول کرتے ہو تو دستخط اپنے کردو کہ جسکے نام پر نقارہ سلیمانی اور طبل اسکندری اور علم اژدہا پیکر
آواز دے وہ صاحبقران ہی یہ نوشتہ سب کے سامنے پیش کیا گیا تمام سرداران لشکر اسلام نے
بخوشی تمام مہر و دستخط اپنے ثبت کر دیے اور عادل کیوان شکوہ نے بھی اپنی مہر بخوشی دختر کی
کر دی اب حکم ملا کہ میدان مین خوبان آراستہ ہون تاکہ سب کے سامنے عہدہ صاحبقرانی
صاحبقران وقت کو حاصل ہو اور اسباب صاحبقرانی میدان مین لیجا کے رکھا جاے اسی وقت
میدان مین صفائی ہوئی اور ہر سردار کا لشکر قرینے سے آراستہ ہوا خیمہ سرخ و سبز و سیاہ کھل گئے
وسط میدان مین اسباب صاحبقرانی لا کے رکھا گیا اور علم اژدہا پیکر کو مشک و عنبر سے بسایا گیا اور
تمام سرداران لشکر اسلام اپنے اپنے لشکر کے آگے حسب مراتب دس دس بیس بیس قدم آگے
بڑھکر کھڑے ہوے اور کوہ پیکر صاحبقرانی تھے چالیس چالیس قدم آگے بڑھ کے کھڑے
ہو گئے سکندر رستم فر نے اپنی شان و شوکت دکھانے کی غرض سے گرز دیو گھمتن ہاتھ مین لیا
کہ اتنا بڑا گرز کسیکا نہ تھا انتہا یہ ہی کہ خود گرز صاحبقران بھی اٹھارہ سو من کا ہی اسوقت تمام سرداروں پر
انھین دو چار نوجوانون پر نگاہین پڑتی ہین جیسے سکندر رستم فر رفیع البخت سہراب وحید الملک
مظفر بن غضنفر دارا سیت ثانی بلقیس بن قمرو دیو پرور شہنشاہ گوہر کلاہ آصف انجم طلعت شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ الحاصل جب یہ تمام سردار اپنی اپنی جگہ آکے کھڑے ہوے تو جانب صحرا سے
متوکر گرد و غبار بلند ہوا ۵ ز سم ستوران دران پہن دشت + زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

تمام سرداران اسلام گرد کی جانب متوجہ ہوئے کہ اب کون آتا ہے ہرکارے واسطے دریافت حال کے
روانہ ہوئے یہانتک کہ گرد قریب پہونچنے کے شق ہوئی اور دل گرد سے نقابدار یاقوت پوش
بارہ لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا بہرام عادی جو عہدہ سالاری لشکر سلیمان شاہ بادشاہ عجم
پر جاہ و حشم نقابدار کا دیکھکر ہر ایک متعجب ہوتا تھا لیکن بادشاہ لشکر اسلام اور بدیع الملک نے
بہرام عادی کو پہچانا اور بہرام عادی نے بھی آگے بڑھکر بادشاہ کو سلام اور امیر والیقدام کو سلام کیا
بدیع الملک نے سرداروں کو واسطے استقبال نقابدار کے بھیجا سردار گئے اور استقبال کر کے
نقابدار کو لائے بعد مزاج پرسی نقابدار نے پوچھا کہ یا صاحبقران یہ فوجین کیسی آراستہ ہیں ہو
اور انہیں کوئی حریف نہیں معلوم ہوتا ہے آپکے یگانے ہیں فرمایا بدیع الملک نے کہ آج جمعہ
صاحبقرانی ہے یہ میدان امتحان ہے جسکو دعوا ہے صاحبقرانی کا وہ نقارہ سلیمانی اور طبل سکندری
پر چوب لگائے جسکے چوب لگانے پر طبل و نقارہ آواز دینگے وہ صاحبقران سمجھا جائیگا نقابدار
نے کہا کہ الحمد للہ کہ میں اچھے وقت پر پہونچا بدیع الملک نے فرمایا کہ اے نقابدار آپ میرے
محسن ہیں مجھے وہ وقت یاد ہیں جن جن اوقات میں آپنے مدد کی ہر خصوص وہ زمانہ جبکہ
سرداران اسلام نابینا ہوگئے تھے اور قوم عاد کا یورش تھا خوب ہوئے آپکی سنگین و بالکین
اب وہ وقت ہے کہ ہم جانب کعبہ جائینگے وہیں اسکے بعد ہم سے ملاقات ہونا غیر ممکن ہے لہذا
اب نہ ترسایئے اور صورت اپنی دکھایئے اور جو امانت آپ ہمارے سپرد کر گئے تھے وہ بھی
لیجیے کہ ہم سبکدوش ہو کر سفر کعبہ اختیار کریں اور سرداروں نے بھی اصرار کیا کہ ہم سبکی نظریں
اٹھ گئیں پیشتر نقابدار نے نقاب چہرہ سے اٹھائی جن لوگوں نے عمرو بن حمزہ یونانی کو دیکھا
تھا انکو شباب عمرو بن حمزہ کا یاد آگیا معلوم ہوا کہ یہ انکھیں کی اولاد سے ہیں اور نقابدار نے
بھی اپنے حسب و نسب سے آگاہ کیا کہ میں بیٹا سلطان سعد کا ہوں ایرج نوجوان اور شمشیر قاتل
سے طلسم طرطوسیہ میں ملاقات ہونے کا حال بیان کیا تمام سرداران لشکر اسلام شہنشاہ وغیرہ
سے بغلگیر ہوئے آخر میں پھر وہی انتظام ہوا کہ سب سردار اپنے اپنے لشکر کے مقام سرداری پر
مقیم ہوئے اور صاحبقران زمان بدیع الملک نوجوان نے فرمایا کہ اب جن جن صاحبوں کو دعوا
صاحبقرانی ہے وہ طبل سکندری اور نقارہ سلیمانی اور علم اژدہا پیکر سے گواہی طلب کریں ہنوز سخن
ناتمام تھا کہ شاہزادہ وحید الملک اپنے مقام سے بڑھے اور چوب ہاتھ میں لیکر نقارہ سلیمانی پر
لگائی نقارہ نے آواز نہ دی مجبور ہوکے رہگیا یہی حالت طبل سکندری کی بھی ہوئی اور علم
اژدہا پیکر سے بھی کچھ آواز نہ پیدا ہوئی یہ شرمندہ ہو کر اپنے صف میں چلے آئے بعد انکے سہراب
بن رستم نے میدان میں آکر چوب ہاتھ میں لی اور آواز دی کہ اے طبل سکندری اگر میری
صاحبقرانی کی گواہی نہ دیگا تو سینہ تیرا پھاڑ دونگا یہ کہکر اس زور سے چوب لگائی کہ طبل کیسا
اگر سنگ کوہ ہوتا تو شگافتہ ہو جاتا لیکن طبل نے آواز نہ دی اسی طرح نقارہ سلیمانی بھی نہ بولا
نہ علم اژدہا پیکر سے صدا صاحبقرانی آئی سہراب بھی خجل ہو کر پلٹ آیا بعد سہراب کے شاہزادہ
رفیع المنزلت نے آستین الٹی اور آگے بڑھے لشکر رفیع المنزلت میں باجے بجنے لگے علم جلوہ گری چھڑے
انکو یہ دعوی تھا کہ میں نور نظر صاحبقران زمان ہوں یہ حق میرا ہی ہے یقین ہے کہ میری صاحبقرانی
کی گواہی یہ تبرکات ضرور دینگے یہ سوچکر قریب نقارہ سلیمانی کے آئے اور چوب کو اٹھا کر اور

دی کہ اے نقارہ سلیمانی اگر مین صاحبقران بعد صاحبقران ہون تو میری گواہی دے یہ کہکر
چوب لگائی نقارہ بعد سے ہو کے رہگیا گواہی نہ دی رفیع البخت بیدل ہو کے پلٹ آئے کہ
اب طبل پر ضرب لگاؤ اور علم اژدہا پیکر کے نیچے کھڑے ہونا بیکار ہی سوا شرمندگی کے کچھ حاصل
نہوگا بعد رفیع البخت کے سکندر رستم نو نے انگڑائی لی اور علمہائے سرخ رنگ جلوہ گری پر آئے
باجے سلامی کے بجنے لگے سکندر رستم نو آستینین الٹتا ہوا قریب آیا اور چوب اٹھا کر ماری کہ اگر
نقارہ صدا نہ دے تو پرچچے اڑ جائے لیکن یہ چیزین تبرکات مین سے ہین نقارہ نے نہ صدا
دی اور نہ ضرر ہو سکا سکندر نے طبل پر بھی چوب لگائی طبل نے بھی آواز نہ دی اب زیر علم اژدہا
پیکر کھڑے ہو کے آواز دی کہ اے علم اژدہا پیکر اگر مین لائق صاحبقرانی ہون تو گواہی
دے علم نے بھی گواہی نہ دی سکندر بھی پلٹ گئے اپنے لشکر مین چلا آیا اب دیر تک انتظار رہا
کوئی نہ نکلا اسوقت عادل کیوان شکوہ نے شہنشاہ صف شکن کی طرف دیکھکر فرمایا کہ اگر کچھ
ارادہ ہو تو بسم اللہ یا اور کسی صاحب کا جی چاہے تو وہ بھی اپنی حسرت نکال لین شہنشاہ
صف شکن بن سلطان سعد نے ارشاد کیا کہ مجھے حکومت سے زیادہ اطاعت مین مزا ملتا
ہی میرے دادا صاحب کے افسانے یقین ہی کہ تمھارے گوش زد بھی ہوے ہونگے کہ انھون
تا حیات اپنے نہ صاحبقران سے مقابلہ کیا نہ دعوائے صاحبقرانی کیا حالانکہ اگر دعوے کرتے
تو ہر طرح مستحق تھے کہ اولاد اکبر سے تھے اور زور و جرأت حلم و مروت صورت و سیرت تمام باتون مین
امیر اول سے مشابہ تھے والد ماجد کو بضرورت اک وقت مین بادشاہ لشکر بنا دیا تھا انھون نے
بھی خود ہوس بادشاہی نہین کی اور نہ مین ہوس دنیا رکھتا ہون چند دن کی زندگی کے واسطے
ہوس صاحبقرانی کرنا بیکار ہی اور جسے خدا صاحبقران کرتا ہی وہی ہوتا ہی کوئی اپنے ارادہ سے
نہ بادشاہ بن سکتا ہی نہ صاحبقران ہو سکتا ہی آپ بسم اللہ کیجیے خدا آپ کو مبارک کرے یا اور
جن صاحب کو دعوائے صاحبقرانی ہو وہ بڑھین اس متانت پر شہنشاہ صف شکن کی شاہزادہ
بدیع الملک [illegible] اور تمام سردارون نے آفرین کی بلکہ خود عادل کیوان شکوہ بھی انھین [illegible] کے گرویدہ
شرمندہ ہوے مگر اسی شرمندگی کی حالت مین جانب نقارہ سلیمانی بڑھے چوب ہاتھ مین اٹھائی
اور پینترا بدلا دیکھنے والون نے بیساختہ کہا کہ یہ ترکیب ہی علحدہ ہی سبحان اللہ اُدھر شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ نے آواز دی کہ اے نقارہ سلیمانی اگر مین صاحبقران رابع ہون تو سامنے
خلق اللہ کے گواہی دے یہ کہکر چوب نقارے پر آہستہ سے لگائی نقارے سے فوراً یا صاحبقران
کی آواز آئی عادل نے کہا کہ شاید ایک شہادت مسلم نہ تصور ہو تو دوسری آواز بھی دے یہ کہکر پھر
چوب لگائی پھر یا صاحبقران کی آواز آئی عادل نے نقارہ سے تیسری مرتبہ گواہی طلب کی نقارہ نے
پھر آواز دی اتنا کہنا تھا عادل نے کلاہ اچھالی اور لشکر نقابدار شادیانے بجانے لگا لیکن نقابدار
نے اشارہ سے منع کیا اور فرمایا کہ ابھی ایک مرحلہ سر ہوا ہی اور دو باقی ہین یہ کہکر طبل اسکندری کے
قریب آئے اور اسی طرح سے طبل پر بھی چوب لگائی طبل نے بھی آواز دی جب طبل بھی تین مرتبہ
آواز یا صاحبقران دے چکا تو عادل کیوان شکوہ نے حامل علم اژدہا پیکر سے کہا کہ پھریرا علم کا میرے
سر پر کھولدو طوق حیران گرد اور ابوالمعدن گرد کے پوتون نے اسی وقت پھریرا علم کا سر پر شاہزادہ
عادل کیوان شکوہ کے کھولا عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ اے علم نصرت شیم تجھے قسم ہی روح بزرجمہر کی کہ

اگر میں صاحبقران رابع اور وارث اسا سہ صاحبقرانی ہوں تو گواہی دے بس یہ کہنا تھا کہ پھر یرے میں ہوا بھری اور جو جا بجا جو کلہا ے اژدر بنے ہوے تھے انمیں سے ہو کر گذری مشک و عنبر ہوا سے منتشر ہوا تو تمام صحرا معنبر ہو گیا اور کلہا ے اژدر سے آواز یا صاحبقران یا صاحبقران آنے لگی اسوقت بدیع الملک نے زمین پر جھک کر سجدہ شکر ادا کیا کہ الحمد للہ اگلی یہ عہدہ منجانب پروردگار عالم باقی ہی اور اولاد امیر اول ہی مین رہا اب تو تمام سرداران لشکر اسلام کے دل مین ہیبت عادل کیوان شکوہ کی پیدا ہو گئی سب سے پہلے شہنشاہ صف شکن نے مبارکباد دی پھر تو اور سرداران اسلام نے بھی عادل کو مبارکباد دی اور تمام لشکرون مین شادیانے بجنے لگے لیکن بعض سردارون نے نہ تو مبارکباد دی اور نہ اپنے لشکر مین شادیانے بجنے کا حکم دیا کہ انکا حال آیندہ معلوم ہوگا اب شاہزادہ بدیع الملک نے آراستگی بارگاہ سلیمانی کا حکم دیا اسیوقت بارگاہ آراستہ ہوئی بدیع الملک ہاتھ عادل کیوان شکوہ کا پکڑے ہوے تمام سردارون کو اپنے ہمراہ لیے ہو بارگاہ سلیمانی مین آئے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ گر ہو ے پھر گردش کر کے لگا ہر سردار اپنے دنگل کے پاس آکے کھڑا ہوا بدیع الملک عادل کیوان شکوہ کو لیے ہوے قریب دنگل نادعنبر کے آئے اور فرمایا کہ آج سے تم میرے قائم مقام ہو یہ فرما کے بازو عادل کا پکڑا اور دنگل نادعنبر پر بٹھا دیا اور تمام سرداران اسلام نے قیام صاحبقرانی کی خوشی مین بادشاہ اسلام اور صاحبقران عالی مقام کو نذرین دین لیکن سکندر و رفیع البخت نے عادل کیوان شکوہ کو نذر نہ دی صرف بادشاہ اسلام کو نذر دیکر بیٹھ رہے عادل کیوان شکوہ اس حرکت کو دیکھکر بسبب اپنی حلم و مروت کے خاموش رہے بعد اسکے بدیع الملک نے لندھور کے مقام پر طلحہ بن لندھور ثانی کو بٹھا لیا اور صاحبقران گرز کا خطاب عطا فرما کر یمین لشکر اسلام کا سالار کیا اور ملوک بن مالک ثانی کو دنگل مالک اژدر کا عطا فرما کر صاحبقران نیزہ کا خطاب دیا اور سردار میسرہ فوج اسلام معین فرمایا کرب دلاور کے دنگل پر مظفر بن غضنفر کو بٹھایا اور علمشاہ کا دنگل تو پہلے ہی سے سکندر رستم نو کو عنایت ہو چکا تھا انکو دنگل رستم پر بٹھایا شہنشاہ صف شکن کو عمر بن حمزہ یونانی کا دنگل مرحمت فرمایا بعد اسکے شہنشاہ گوہر گلادہ کو بدیع الزمان کے دنگل پر بٹھایا اور سعد بن ہمز طلعت کو قاسم کے دنگل پر جگہ دی نور الدہر کا دنگل شاہزادہ رفیع البخت کو عنایت ہوا اور ایرج نوجوان کا دنگل سہراب بن رستم کو مرحمت ہوا اور وحید الملک کو اپنا دنگل دیا جو فیل صاحبقرانی تھا اور داراب ثانی کو داراب کشور کا دنگل عنایت ہوا اور بلقیس بن قہور کو قہور دیو پرور کا دنگل ملا اسیطرح تمام سرداران لشکر اسلام کو اسی سلسلے سے دنگل عنایت ہوے اور زائد دنگل بارگاہ سے اٹھوا دیے گئے اب بدیع الملک نے خضران کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ تم اپنی کرسی ہرگز نہ چھوڑو جسوقت صاحبقران عادل کیوان شکوہ کی قائم ہو اس وقت تم بھی کسیکو اپنا قائم مقام کر کے چلے آنا میری حفاظت و خدمت کے لیے شاہ پور شیر دل سا عیار موجود ہے ہر چند کہ یہ امر خواہ خضران پر شاق گذرا لیکن بحکم صاحبقران قبول کرنا پڑا پھر بدیع الملک نے عادل کیوان شکوہ کی طرف دیکھ کے ارشاد کیا کہ جو سردار بعد میرے جانے کے تم پیدا کرنا انکو مناسب مقام پر جگہ دینا ابھی فوج اسلام بہت کم ہے ڈرا ہو ساحران نہ طاق کا جنھون نے لشکر اسلام کا ستھراو کر دیا یہ فرما کر کلمہ الوداع زبان پر جاری کیا اسیوقت تمام سردار

اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور شاہزادہ بدیع الملک کے ہمراہ ہوئے بدیع الملک بارگاہ سلیمانی سے نکلکر پشت مرکب پر سوار ہوئے اور سرداران اسلام کو ساتھ لیکر طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہوئے اسوقت لشکر اسلام مین قیامت برپا تھی ہر شخص کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے دور تک لوگ پہونچانے کو گئے جسکو جتنی زیادہ خصوصیت حاصل تھی اسیقدر اتنا ہی زیادہ ساتھ دیا آخر سب پلٹ آئے تین روز تک لشکر اسلام مین سناٹا رہا چوتھے روز شہنشاہ صف شکن نے بادشاہ اسلام کی خدمت مین عرض کی کہ چوتھی صاحبقرانی کا جلسہ خوشی منعقد ہونا چاہیے بعد اسکے پھر جسطرف مناسب سمجھا جائے اسطرف حضور تشریف لیجاوین فرمایا کہ نہایت انسب ہے اور میری رائے مین عقد بھی آپکا اسی جلسہ خوشی مین ہو غرضکہ حسب الحکم بادشاہ تیاری جلسے کی ہوئی اسجگہ سامان رقص و سرود بیجا سمجھ کے ترک کیا جاتا ہے کہ طول بیجا نہو سانحو غرضکہ اسی جلسہ مین عقد شہنشاہ گوہر کلاہ کا انکی معشوقہ محبوبہ کے ساتھ ہوا بطن سے اسکے لڑکا پیدا ہوتا ہے کہ ذکر اسکا گلستان باختر جلد دوم مین آئیگا اب ان سب کو جشن چہل روزہ مین چھوڑ کے یہان سے

چند کلمہ داستان مصیبت نشان زیب اورنگ جہانبانی یعنی جناب حمزۂ ثانی کے گذارش کیے جاتے ہین

غزل

گنا ہگار ہوں روز شمار کیا ہوگا
یہ ڈر ہے اے مرے پروردگار کیا ہوگا

تری تو رحمت بیحد کا کچھ حساب نہین
کریم میرے گنہ کا شمار کیا ہوگا

تریں جانتی ہے جو ترا سگ کا ہوں غلام
بھلا ہزار مین مجھسے فشار کیا ہوگا

کھلی ہوئی ہے مری آنکھ بعد مردن بھی
اب اس سے بڑھ کے بھلا انتظار کیا ہوگا

چمک ہے برق کی دندان یار ہین بالکل
مقابل اسکے درشہوار کیا ہوگا

نہ سکیگا مقابل وہ چشم تر سے مرے
برس پڑیگا جو ابر بہار کیا ہوگا

جنون سے مجھے جو عشق کا عالم وہی ابھی تک ہے
پھر آنے والی ہے فصل بہار کیا ہوگا

پہونچ سکینگے بھلا میری نالہ سنجی کو
چمن مین بلبلین چہکین ہزار کیا ہوگا

عالم مین چل سکے بھلا دہن یار کا پتہ
یہ راز مجھسے نہان آشکار کیا ہوگا

بدون کے قرب سے نیکون کو کب ضرر پہونچا
گلون کے گرد جو رہتے ہین خار کیا ہوگا

جدا ہے آپ کو جو سیر لالہ زار کا شوق
بتائیے یہ دل داغدار کیا ہوگا

وہان بھی ساتھ دل بیقرار لیکے چلے
قرار پھر ہمین زیر مزار کیا ہوگا

کمر کا یار کے مضمون نہ ہمکو سوجھیگا
نہان جو ہو وہ بھلا آشکار کیا ہوگا

وہ بت جو آیا ہے او دل نہ آئیگا ہرگز
ترے تڑپنے سے او بیقرار کیا ہوگا

سمجھی فائق پایا ہے وہ امام اسے پاس
علی سے بڑھ کے کوئی نامدار کیا ہوگا

راویان شیرین کلام اس داستان مصیبت التیام و مسرت انجام کو یون بیان کرتے ہین کہ امیر ثانی کوہ بیٹھا یہ بہ اختیار شاہزادہ بدیع الملک مقیم ہین حدیدشاہ بھی خدمت مین امیر باتوقیر کے حاضر ہے عمر ثانی نے خبر دی ہے کہ عنقریب بادو کے مرنے سے اختر زرد چشم نہایت غیض و غضب مین آ رہا ہے

اور دیوانے کو بارہ ہزار دیوانون سے آپکے مقابلے کے واسطے روانہ کیا ہے اور خود بھی ایک لاکھ
سوار و پیادل کی جمعیت سے اسطرف آنے والا ہے فرمایا کہ اے عمرو ثانی تمنے جلدی کی نہ عنقریب
جادوگر کو تم قتل کرتے نہ یہ آفت آتی مین بے سرو سامان کیا کر سکتا ہون خیر جو مرضی معبود معلوم ہوتا ہے
کہ ہمارے دل مین انتقام خون والد ماجد کی حسرت رہجائیگی ہمارا ارادہ تھا کہ بدیع الملک آئین
تو جنگ احد والون سے خون امیر با توقیر کا بدلہ لین لگران کافران بیحیا کے ہاتھ سے کاہیکو جان
بچیگی جو وہ وقت نصیب ہوگا ٭ سر نہ پیچم ز شمشیر حبیب ٭ ہرچہ آید بسرم من النصیب ٭ اگر
اتفاقیہ مین اسی کوہ پر مرنا ہے تو یہی سہی جو اسکی خوشی ہمارا کیا اجارہ ہے یہ فرماکر رات تو بآرام
تمام بسر کی جب صبح ہوئی حوائج ضروری سے فراغ حاصل کرکے بیٹھے اور انتظار کر رہے ہین کہ
دیکھیے پہلے دوست آتے ہین یا دشمن کبھی تو جانب شہر حدیدیہ دیکھتے ہین اور کبھی جانب صحرا
نظر فرماتے ہین کہ شاید گرد اٹھے اور بدیع الملک نمودار ہون اسی خیال مین تھے کہ جانب
شہر حدیدیہ سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور ساتھ گرد کے صدائے زنجیر آنے لگی امیر کشور گیر نے عمرو ثانی سے
کہا کہ جلد مرکب لاؤ ایسا نہو یہ دیوانے آکر کوہ کو گھیر لین تو پھر ہمین کوہ سے نیچے اترنا بھی دشوار
ہوجائیگا جناب عمرو ثانی مرکب کو لیکر حاضر ہوا تھے عرصے مین دیوانے آپہونچے اور کوہ کو
چارون طرف سے گھیر لیا اور دیوانہ دلشاد کوہ پر چڑھنے لگا امیر با توقیر مرکب پر سوار ہوے مگر
نہ تو زرہ تن پر ہے نہ خود ہے نہ بکتر نہ چار آئینہ نہ جھلم نہ موزے نہ دستانے صرف سپر و شمشیر ہے
اسکے علاوہ کوئی شے نہین ادھر دیوانے چار جانب سے شور کرتے ہوے پہاڑ کی گھاٹیون
پر چڑھ آئے امیر با توقیر نے فرمایا کہ اے عمرو ثانی جدید شاہ اگر قتل ہوگیا تو غضب ہوجائیگا
کسیطرح ان دیوانون کو کوہ سے اتار دے عمرو نے یہ سنکے حقے سے آتشبازی مارنا شروع
کیے کئی دیوانے جلے آخر قہقہین مارتے ہوے بھاگے اور پہاڑ کے نیچے اتر گئے جب راستہ
صاف ہوا تو صاحبقران ثانی بھی نیچے کوہ کے اترے اور دیوانے کو للکارا کہ لا ضرب بہادری
کی دیوانہ دلشاد نے دوڑکر زنجیر آہنی ماری صاحبقران نے زنجیر کو تلوار سے قلم کیا دیوانے
نے چوبدست کا وار کیا صاحبقران نے چوبدست پکڑ کر جھٹکا مارا کہ دیوانہ اوندھے منھ عیال
مرکب پر آ رہا بس امیر ثانی نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر دیوانے کی پکڑلی اور نعرہ اللہ اکبر جگر
سے کھینچکر جو زور کیا دیوانے کو قاش زین سے اٹھا لیا دیوانے نے شور کیا چار جانب سے
دیوانے تلوارین اور زنجیرین پکڑے ہوے دوڑ پڑے کہ کسیطرح دیوانہ دلشاد کو چھڑا لین جسنے
تلوار مارنے کا قصد کیا امیر نے دیوانے کو بجاے سپر سامنے کر دیا دیوانے نے شور کیا کہ اے
حریف پر حملہ نکرنا ورنہ وہ مجھے قتل کر ڈالیگا اب تمام دیوانے امیر کو گھیرے کھڑے ہین نہ تو
نکلجانے کا راستہ دیتے اور نہ حملہ کرتے ہین صاحبقران بھی متفکر ہین کہ کیا کرون کیونکر نکلون
اگر اسے قتل کیے ڈالتا ہون تو یہ سب میرے قتل کے درپے ہونگے اور لڑون تو اکیلا کس کس سے
لڑون امیر اسی تردد مین تھے کہ جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور قریب پہونچکر گرد شق
ہوئی دیکھا کہ اخضر زرد چشم ایک لاکھ سوار و پیادل کی جمعیت سے چلا آتا ہے ادھر اخضر نے
دیکھا کہ دیوانہ ہاتھ پر امیر کے بلند ہے اور فریاد کر رہا ہے بس اخضر زرد چشم کو غیرت آئی کہ میرے
سردار کی یہ حالت ہوئی بس اسنے دہن سے تیر کو چلہ کمان مین پیوستہ کرکے جو مارا ادھر

وہین دیوانے کا دم فریاد کھلا تھا کہ تیر حلق کو توڑ کے اس پار گذر گیا دیوانہ تڑپا امیر نے دیکھا کہ
اسکو اسی کے مالک نے مار ہے ہاتھ سے دیوانے کو زمین پر کھینچ دیا کہ دیوانہ تڑپا تڑپا کر داخل
جہنم ہوا اور امیر نے تلوار کھینچی اور لشکر اخضر پر جا پڑے دیو نے لاش اپنے مالک کی اٹھا کر
بھاگ کھڑے ہوئے لیکن لشکر اخضر نے چہار جانب سے محاصرہ کر لیا صاحبقران نے تلوار
برسانا شروع کی پشت پر عمر ثانی نے تیغہ عیاری کھینچا اور حفاظت کرنے لگا اور کبھی دلیرانہ
سامنے کے لوگوں کو صاحبقران نے قتل کرنا شروع کیا جب عمرو ثانی دیکھتا تھا کہ اب ہجوم کفار
ہی اسوقت دو چار حقہائے آتش بازی مار دیتا تھا کہ مجمع منتشر ہو جاتا تھا گھوڑے چراغ پا ہو
جاتے پھر صاحبقران لڑنے لگتے تھے ایک لاکھ کا یورش کس کس کو قتل کریں ایک ایک حربہ کا جواب
دیں ہر طرف سوا خنجر و شمشیر و تیر و گرز و سنان کے کچھ نظر نہ آتا تھا چار جانب سے حملے ہو رہے
تھے صاحبقران حربوں کو رد کرتے جاتے تھے ایسی حالت میں اخضر زرد چشم سے اور صاحبقران
سے سامنا ہوا اخضر نے تلوار ماری صاحبقران نے وار اسکا رد کر کے اپنا وار کیا سپر اخضر کی قلم
ہوئی اخضر نے سر پیچھے کو کھینچا تلوار سر مرکب پر پڑی گردن مرکب کی قلم ہوئی مرکب نے مانند
آتشبازی کے چرخ مارا اخضر نے زین خالی کیا خادم نے دوسرا مرکب حاضر کیا امیر ہاتھ روکے رہے
اخضر دوسرے مرکب پر بیٹھ کر پھر سامنے آیا اور جوش غیظ و غضب مین تلوار ماری امیر نے سپر کو بلند
کیا تیغہ لنگردار تھا سپر قلم ہوئی تلوار سر پر بیٹھی اخضر نے جھٹکا مارا کہ تلوار تا ابرو آ گری امیر ہاتھ قبر
بے سلاح تھے دونون ہاتھ مار کر بدقت تیغہ کو سر سے دور کیا مگر کلاہ نیان بھی زخمی ہو گئی کیونکہ غشی طاری
ہوئی اخضر نے ارادہ کیا کہ سر کاٹ لون عمر ثانی نے حقہ آتشبازی مارا کہ حقہ سینہ پر اخضر کے پڑ کر
پھٹا کپڑے جل گئے اور ریش بھی اخضر کی جلی مرکب چراغ پا ہو کر لے بھاگا عمر ثانی نے اور دو چار
حقہائے آتشبازی مارے اور سواران لشکر کو پراگندہ کر کے قریب امیر کے آیا امیر بیہوش
ہو چکے تھے بس عمرو ثانی جلدی سے امیر کو پشت پر لاد کے لے بھاگا اور اک پہاڑ کی گھاٹی پر
پہونچ کے ٹھہرا اور دعا کی کہ خداوندا اب وقت مدد ہے ورنہ امیر قتل ہو جاینگے اور خانہ کعبہ
کوئی چراغ کا جلانے والا بھی باقی نہ رہیگا ادھر سواران لشکر اخضر پھر گھاٹی کی طرف دوڑے
اور اخضر نے آواز دی کہ اس ہر دو عرب کا سر کاٹ کے لاؤ کہ اسنے بڑے بڑے بت پرستوں کو مارا اور
دین جدید کو رواج دیا ہے اسکا قتل کرنا بڑا ثواب ہے جب لوگ یورش کر کے قریب آنے لگتے تھے
عمرو ثانی دس بیس حقہائے آتشبازی داغ کے پھینکتا تھا پھر لوگ بھاگ جاتے تھے اب یہ نوبت
پہونچی ہے کہ حقہائے آتشبازی بھی باقی نہاین رہے ہین اور لوگ بڑھے چلے آتے ہین اسوقت عمرو
خود مستعد جنگ ہوا ادھر جدید شاہ نے مالک کی دعا کی امیر تو قبر گھاٹی مین بیہوش پڑے ہین کہ اک مرتبہ
تیر دعا ہدف مراد پر بیٹھا اور جانب صحرا سے تق گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے گرد نہایت
تیزی کے ساتھ قریب آکے شق ہوئی اور دل گرد سے مشہر سرداران اسلام مع بدیع الملک جدا ہو کے راستہ میں
بدیع الملک نے آنیوالوں سے حال امیر کا دریافت کیا تھا لوگون نے تمام کیفیت بیان کر کے کہا کہ
قریب ہے صاحبقران قتل ہو گئے ہوں یہ سنکر ان دلیروں نے سر پیٹ لیے اور گھوڑے اٹھا دیے تھے یہاں پہنچکر
جو کوہ کے جانب یورش کفار کا دیکھا نعرے کر کے لشکر پر گرے اور تلوار برسانے لگے اخضر زرد چشم
گھبرایا کہ یہ لوگ کہاں سے آگئے آواز دی اپنے لشکر کو ارے مارو ان سب کو یہ کونسے طرفدار اس عرب کے پیدا ہوئے

فوج اسلام متوجہ ہوئی اور خود بھی خضر زرد چشم مرکب پر بیٹھکر چلا کہ ان لوگوں سے مقابلہ کرکے انکا بھی خاتمہ کردوں لیکن چونکہ خضر دور تھا قبل خضر زرد چشم کے سات سردار اسکے گھوڑے دوڑا کے آپڑے اور سدراہ ہونے کا قصد کیا۔ عوج دراز ہیں نے دیکھا کہ ایک شخص نہایت جوش میں صفوف لشکر کو توڑتا ہوا لاشوں پر لاشیں گراتا ہوا چلا آتا ہے بس عوج نے نعرہ کیا کہ او سرکش کدھر جاتا ہے ادھر آ کہ ملک الموت تیرا میں ہوں۔ بدیع الملک نے آواز دی کہ سامنے آ تو معلوم ہو کہ میں تیرے واسطے ملک الموت ہوں یا تو میرے لیے ملک الموت ہے۔ عوج دراز قد کرگدن مست کو دوڑا کر سامنے بدیع الملک کے آیا اور ارادہ پشت نہنگ کا وار کیا بدیع الملک نے اسکو شمشیر سے قلم کیا اور تلوار ماری کہ ہاتھ سر پر جھکی تھی ہا زمین کو بوسہ دیکر نکلی عوج مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور پھڑکنے لگا بدیع الملک آگے بڑھ گئے اور خضر کو آواز دی کہ او زرد چشم ادھر دیکھ تیری آنکھوں میں ایسی سرسوں کیوں پھولی ہوئی ہے کہ تو نے خاصان خدا کے قتل پر کمر باندھی اور طرف خدا کیا خضر نے جواب دیا کہ معلوم ہوتا ہے تجھے بھی قضا گھیر کے لے آئی ہے اب تجھے قتل کرکے حمزہ عرب کو قتل کرونگا۔ بدیع الملک نے کہا کہ کیا بکواس مارتا ہے کیا مجال ہے تیری کہ تو انکو یا مجھکو بغیر حکم قتل کر سکے اب اس طرف سے تو بدیع الملک لاشوں پر لاشیں گراتے چلے جاتے ہیں اور اسطرف سے خضر زرد چشم لوگوں کو ہٹاتا ہوا چلا آتا ہے ایرج نوجوان جانب یسار سے صفوں کو توڑتے چلے آتے ہیں نور الدہر جانب یمین لشکر کشتوں کے پشتے اور لاشوں کے انبار لگا رہے ہیں ایک طرف اسد دلاور لڑ رہے ہیں ایک جانب ہاشم شیر زن عجب جلال میں ایک سمت اسفندیار گیلانی اس مجمع میں ان دونوں سے سوا کوئی جنگ [illegible] نہیں ہے کہ ڈاڑھیاں سپید ہیں مگر کمر میں خم نہیں ہے شیرانہ حملے کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں غرضکہ ستر سرداروں نے ایک لاکھ کو الٹ پلٹ کر دیا ہے اسود آہن پوش نے نور الدہر کو للکارا کہ او سرکش کہاں آتا ہے ادھر اپنے گینڈے سے کود پڑا کر سدراہ ہوا نور الدہر نے جواب دیا کہ زبان لڑانے سے تلوار کھینچنا بہتر ہے لاحول پڑھا اسود آہن پوش نے میل فولادی مارا نور الدہر نے ہٹکائی ماری کہ ہاتھ سے میل [illegible] گر پڑا اسود نے دوسرے ہاتھ سے سپر پھینک کے تلوار کھینچ لی اور نور الدہر پر وار کیا نور الدہر نے وار اسکا پشت شمشیر پر کاٹ کے ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ اسود کے دو ٹکڑے ہوگئے ادھر ایرج نوجوان کو سواد آہن پوش نے لوکا اور گرز مارا ایرج نوجوان نے مثل علمشاہ رومی کے کلہ گرز میں ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ گرز ہاتھ سواد آہن پوش کے چھوٹ گیا بس ایرج نوجوان نے وہی گرز سواد کو مارا اس نے سپر کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز جو پڑتا ہے یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا ہاتھ تھرایا سپر خود پر آئی خود کاسہ سر میں سر گردن میں گردن سینے میں سینہ شکم میں شکم پشت مرکب میں مرکب زمین میں اک چبوترہ بنکے رہگیا ایرج نوجوان سواد کو مارکے آگے بڑھا ادھر اسد غازی سے اور مجذوب دیوانے سے سامنا ہوا مجذوب نے اپنے وار شمشاد کا وار کیا اسد دلاور نے وار کو خالی دیکے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا مجذوب کے دو ٹکڑے ہوگئے ہاشم شیر زن سے اور سہیل [illegible] پوش سے سامنا ہوا سہیل نے تلوار ماری ہاشم نے وار اسکا رد کرکے تلوار دوال کمر پر ماری کہ اسکے بھی دو ٹکڑے ہوگئے اسفندیار گیلانی سے اور ہلال تیغ زن سے سامنا ہوا ہلال نے تلوار ماری اسفندیار نے بند دست پکڑ لیا اور مروڑ کے کر ہاتھ سے تلوار چھین لی اور وہی تلوار ایسا [illegible] گردن پر ماری کہ ہلال کا سر اڑ کر دور گرا چار [illegible] کی آگ کم

سر مرکب پر آئی مرکب چرخ پا ہوا لاش کو لیکے بھاگا کچھ دور جا کے ہلال مرکب سے گرا اور پھڑک کے
مر گیا ہاشم تیغ زن پھر لشکر میں در آئے فرامرز نباد مغربی سے اور محراب کمان کش سے سامنا ہوا محراب
نے دوری سے تیر مارا فرامرز نے تیر کو شمشیر سے قلم کیا جتنے عرصہ میں محراب نے دوسرا تیر چلہ کمان میں جوڑا اتنی دیر
میں فرامرز سر پر جا پہونچا اور تلوار ماری کہ کمان کھینچی کی کھینچی رہی اور سر تن سے اڑ گیا شاہزادہ طوس بہادر یعنی جمہور بیانسوز سے
اور شمشاد دراز قامت سے سامنا ہوا شمشاد نے چوبدست کا وار کیا جمہور نے چوبدست کو تیر سے قلم کیا اور ایسا وار
کیا کہ ہر چند شمشاد نے چاہا کہ چون ممکن ہوا تیر جمہور نے نخل حیات کو اس کافر کے قطع کیا بہرام گردن
خاقان چین سے اور مریخ ساغر حبشیم سے سامنا ہوا مریخ نے نیزہ مارا بہرام نے نیزہ اسکا
تلوار سے قلم کیا مریخ نے تلوار ماری بہرام نے وار اسکا روک کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تو پورا ہاتھ
جلو کا بیٹھا اور ایسا ہوا فولاد اہنی جانب سے پیچھے کا دھڑ بائیں جانب کٹ کر ٹھہرا گرے گھوڑا بیتاب ہو کر بھاگ
نکلا مرزبان خراسانی سے اور محروب آتش مزاج سے سامنا ہوا بعد گفتگو کے بسیار محروب نے تیر
مارا مرزبان خراسانی نے وار اسکا بسبب سپر رد کر کے تلوار ماری کہ ایک شانہ اور ایک پاؤں اسکا
قلم ہوا محروب تڑپ کے زمین پر گرا اور واصل جہنم ہوا اودھر شاہزادہ بدیع الملک لڑتے ہوئے قریب
اخضر زرد چشم کے پہونچ گئے اخضر نے کہا کہ تو بڑا سرکش معلوم ہوتا ہے کہ ایک لاکھ کے لشکر میں سطح
در آیا اور صفوں کو توڑ کر مجھ تک پہونچا مگر مجھکو مثل دیگران نہ سمجھنا کہ میں ملک الموت تیری جان کا ہوں
یہ کہکر اخضر نے تلوار ماری بدیع الملک نے تیغ کی دی کہ تلوار ہیٹ پڑی بس کلائی پر اخضر کے ہاتھ ڈالا
اور دوسرے ہاتھ سے کمر بند کا بند پکڑ کے اچھال دیا کہ بیس ہاتھ بلند ہوگیا ہنوز اخضر زمین تک نہ پہنچا تھا
کہ اور سرداران اسلام بھی پہونچ گئے کسی نے تلوار ماری کہ سر اڑ گیا کسی کی تلوار سے ہاتھ قلم ہوا کسی کی
تیغ سے پاؤں قطع ہوئے آخر میں تمام سرداروں کا ہجوم ہوگیا سب چاہتے تھے کہ اسے قتل کر کے
ثواب حاصل کریں زمین تک آتے آتے اخضر کی لاش کے پرزے اڑ گئے اخضر کے مرتے ہی جوانان
اسلام نے فوج کو تلوار کے نیچے رکھ لیا اتنی فوج پسپا ہوئی اور ہر طرف سے آواز امان بلند ہوئی ادھر
سے جواب میں کہا گیا کہ امان بشرط ایمان ہے بہتوں نے تو یہ خیال کیا کہ واقعی میں دین اسلام
برحق ہے وہ تو بخوشی کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئے اور بعضوں نے بخوف جان طاعت اختیار کی اب
ان مجاہدین نے قتل کفار سے ہاتھ کھینچا - حدید شاہ کوہ سے اتر کر استقبال کو آیا اور سارا ماجرا
بیان کر کے عرض کی کہ یہ جنگ میری ذات سے ہوئی اودھر بدیع الملک قریب صاحبقران ثانی کے
آئے اور سر امیر کا اپنے زانو پر رکھا اسوقت تک صاحبقران بالکل بیہوش تھے ہمراہ بدیع الملک
کے مرہم سلیمانی تھا زخم سر پر امیر کے مرہم لگایا گیا پٹی باندھی گئی دیر کے بعد صاحبقران کو ہوش آیا
تو سر اپنا زانو بدیع الملک پر پایا فرمایا کہ یہ میں خواب دیکھ رہا ہوں یا ہوشیار ہوں بدیع الملک نے
عرض کی کہ اب حضور ہوشیار ہیں اس سے پہلے بیشک بیہوش تھے الحمدللہ یہ خادم وقت پر پہونچا
اور اخضر زرد چشم کو مار کر لشکر کو اسکے مطیع کیا صاحبقران نے فرمایا کہ اے بدیع الملک تمہیں کو [illegible]
ڈھونڈھتی تھیں بعد اسکے تمام سرداران اسلام نے ملازمت صاحبقران ثانی کی حاصل کی جب ایک دو
روز میں طبیعت امیر ثانی کی درست ہوئی تو مع حدید شاہ کوچ کر کے شہر حدیدیہ میں تشریف لائے
اور تمام شہر سے بتخانے گروا ڈالے مسجدوں کی بنا ڈالی گئی ملک اسلام آباد ہوا حدید شاہ نے
بہت دھوم سے تمام سرداران لشکر اسلام کی دعوت کی جب دعوت سے فراغ حاصل ہوا تو بدیع الملک

نے عرض کی کہ مین چاہتا ہون کہ زیارت خانہ کعبہ اور زیارت قبر امیر اول سے مشرف ہون اور شہدا ے
راہ خدا کی مرقدون پر فاتحہ پڑھون امیر ثانی نے فرمایا کہ بہتر ہے اور ہم اسیوقت شہر حدیبیہ سے کوچ
کر کے طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہوے اول زیارت خانہ کعبہ سے مشرف ہوے بعد اسکے قبر امیر اول
پر گئے فاتحہ پڑھکر تمام سرداران اسلام بہت روے خصوصاً امیر ثانی اور رستم تیغزن اور
اسفندیار گیلانی اور فرامرز عاد مغربی اور جمہور جہانسوز تیرزن اور اسد دلاور ویرتاس صفدر عنود
پھر رو یا کیے بعد اسکے قبر کرب دلاور پر آئے یہان بھی سب نے فاتحہ پڑھا اور جو جسکا عزیز قریب
تھا وہ اُس سے ملکر بہت رو یا بعد اسکے امیر ثانی نے ارشاد کیا کہ میرا قصد ہے کہ جنگ احد والون
قصاص لون امیر اول کا لون اور یہ وہ مقام ہے کہ جہان مجھے اور کو قتل بار نے کی بھی مخالفت ہے
لہذا بہتر و مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ چلکر شہر حدیبیہ مین قیام کیا جاے اور وہین سے نامہ و
پیام ہوکر آغاز جنگ ہو تاکہ اس جاے متبرک پر خونریزی نہو اے بدیع الملک مجھے تمھارا انتظار
تھا کہ تم بھی آلو تو یہ سلسلہ چھیڑا جاے بدیع الملک نے عرض کی کہ جو راے اقدس مین آیا ہے
یہی مناسب ہے غرضکہ امیر ثانی جملہ سرداران اسلام کو لیے ہوے پھر شہر حدیبیہ مین آے
اور قیام پذیر ہوے اب انکو تو اسی مقام پر مقیم کیا جاتا ہے اور اب یا لیسے

چند کلمہ داستان شوکت بیان سلیمان صاحبقران کے بیان ہوتے ہین کہ جب سلیمان صاحبقران مع گستہم زرین کمر و مع چند ملازمین بر اے فتح طلسم تحویل سلیمانی و عشق مہتاب پری چلے تھے اور بادشاہون سے رخصت ہوے تھے۔ باقی متعلقہ داستان ہذا

راویان اخبار و ناقلان آثار اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ صاحبقران سلیمان مع عیار
و رفقا اس راہ طلسم عشق کو طے کر کے قریب درویش زندہ دل کے آکر پہونچے آن ملازمون نے
کہ جو ساتھ تھے آکر درویش صاحب سے عرض کیا کہ صاحبقران واسطے فتح اس طلسم کے تشریف
لاتے ہین اُس وقت درویش زندہ دل نے صاحبقران کے جمال باکمال کو دیکھا اور اٹھکر کھڑا ہوا
اور کہا کہ شعر۔ رواق منظر چشم من آستانۂ تست + کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست +
جسوقت کہ درویش صاحب نے یہ کلام نیک انجام ارشاد فرمایا۔ صاحبقران کو بھی ایک شوق ملاقات
پیدا ہوا اور آپ بڑھے درویش صاحب نے کہا کہ الحمد للہ کہ آپکی زیارت سے مین مشرف ہوا
اور حیات طلسم بھی تمام ہوئی یہ کلمہ سنکر صاحبقران کو اور بھی تسکین زیادہ ہوئی اور صاحبقران پاس
درویش صاحب کے بیٹھے اور فرمایا کہ یہ طلسم کہ جسکی یہ علامت ہے کہ جو شخص آیا وہ دیوانہ ہو گیا
اور گرفتار بلا ہوا اگر آپ اسمین امداد و کوشش فرمائین تو کیا عجب ہے کہ یہ مہم سخت آسان ہو جاوے
درویش نے کہا کہ پروردگار عالم آپ کو اس منزل صعب سے نکالیگا اور انشاء اللہ فتحیاب کریگا
مین بھی دعا کرونگا اور جو تدبیر کہ میرے متعلق ہے مین اُسکو وقتاً فوقتاً انجام دیتا رہونگا پس یہ
کلام فرحت انجام درویش صاحب سے سنکر صاحبقران نے سجدہ شکر ادا کیا اور درویش صاحب
نے سامان دعوت مہیا کیا اور گستہم زرین کمر کو بھی سمجھایا اور یہ کہا کہ انسان کو لائق و لازم یہ ہے کہ

کسی کے عشق مین اسقدر مبہوت ہو کہ آپ سے باہر ہو جاوے تم کیسے عیار طرار ہو کہ فتاح طلسم
سے زیادہ تم بدحواس ہوا ور اسکا ظہور تمھارے چہرہ سے ہر وقت نمایان ہی لہذا مین بھی تدبیر
کرتا ہون اور تم بھی شاہزادہ کو سمجھاتے رہنا صاحبقران سمجھ گئے کہ یہ ساری نصیحت میرے لیے
تھی جو اسنے در پردہ تم کو سمجھایا ہی اور واقعی شاہ صاحب سچ کہتے ہین کیونکہ آدمی کو حواس
درست رکھنا چاہیے اور عقل سے کام لینا چاہیے اتنے عرصہ مین سامان دعوت مہیا ہو گیا اور
ملازمین شاہ صاحب نے عرض کیا کہ حضور خاصہ حاضر ہی شاہزادہ نے مع رفقا و درویش صاحب
خاصہ تناول کیا بعد فراغ طعام درویش صاحب نے کہا کہ آج آپ یہین شب باش ہون
صبح کو مین اسکی روداد بیان کرونگا یہ کہکر شاہ صاحب تو اپنے مقام عبادتگاہ کو روانہ ہوے
اور یہ اپنے مقام پر کہ جہان درویش صاحب نے بتا دیا تھا وہان آئے جب آفتاب عالمتاب
جانب مغرب روان ہوا اور تارے ہویدا ہوے اور زانہ شب کا ظاہر ہوا اسوقت صاحبقران
نے یہ شعر پڑھا ؎ چھپتا وقت ہی بہتا ہوا دریا ٹھہرا * صبح سے شام ہوئی دل نہ ہمارا ٹھہرا
گستہم نے تسکین دینا شروع کی لیکن شاہزادہ ان اشعار کو پڑھتا تھا و ہو ہذا۔ اشعار

نہ وفا پسند ہرگز وہ جفا خصال ہوتا — نہ میں اپنی جان دیتا نہ اسے خیال ہوتا
وہ جوان حور طلعت جو پری جمال ہوتا — میری طرح دل جو دیتا وہ خراب حال ہوتا
جو امید وصل ہوتی تو بڑا ملال ہوتا — کہ جواب ہی اسکے بشر مرے دل کا حال ہوتا
وہ وفا کا سنکے دعوی ہوے امتحان کے طالب — ہم اگر خموش رہتے تو یہ کیون سوال ہوتا
جو بتا رہے نکلتے مرے دلکا ہی سے نالے — تو نہ تن بدن کو لرزہ دم عرض حال ہوتا
وہ خوشی تو میری کرتے انھین ہوتی کچھ جو جہت — نہ قدم کبھی اٹھنے پاتا کہ مین پایمال ہوتا
جو کچھ اسنے مانگتے ہم تو انھین کو مانگتے ہم — جو کوئی سوال ہوتا تو یہی سوال ہوتا
جو بلا سے جان تھا یہ دل تو ہمارے واسطے تھا — انھین اس سے کیا تھی زحمت انھین کیون وبال ہوتا
گلہ جفا کیا تو ہوے خود ہی پھر پشیمان — وہ اگر جواب دیتے تو نہ انفعال ہوتا
مری طرح تم کبھی ہوتے جو کسی حسین کے شیدا — کہو کیا گذرتی دل پر کہو کیسا حال ہوتا
یہ ہمارا ہی جگر ہی کہ وہی نذر ہے اسکے — کوئی کیا نباہ سکتا جو ذرا ملال ہوتا
یہ کہو کہ جام بھر کر نہ دیا کسی نے واعظ — جو حرام کبھی تھا بادہ تو ابھی حلال ہوتا
ہوئی خیریت کہ چھوٹا دل مضطرب وگرنہ — ہمیں اسکے ڈھونڈتے دو پہر وہ ہمین وبال ہوتا
نہ اٹھی میان محفل وہ نظر حیا سے ورنہ — یہ چھری کسی پہ چلتی کوئی ہی حلال ہوتا
شب وصل آپ ہی مین خوشی کے مارے ہم — جو نہ آپ میں رہتے تو نہ کچھ خیال ہوتا
یہ کہو ہوا غنیمت کہ وہ زلف لیگئی دل — جو وہ بال بال بچتا تو ہمین وبال ہوتا
نہ سنا یہ کہکے اسنے کہ اثر ہی ذکر غم مین — اسے ایسی کیا پڑی تھی جو شریک حال ہوتا
جو نہ دیکھ لیتا جلوہ تو خیال کیون بدلتا — وہی حسن ظن کسیکا رخ پر جمال ہوتا
کچھ اسی مین بہتری تھی کہ ہوا نہ اسنے وعدہ — نہین دو گھڑی کا عرصہ مجھے ایک سال ہوتا
مری عرض مدعا پر ہوے دوست بھی سائل — کوئی ہان مین ہان ملاتا تو نہ رد سوال ہوتا
یہ خدا کی مصلحت تھی کہ وفا انھین نہ آئی — نہین اور بڑھتی الفت جو ذرا خیال ہوتا

کبھی پہلو جفا بھی نکل آتا ہے وفا سے	وہ جسے بچا کے چلتے وہی پائمال ہوتا
ہمیں مرگ غیر سے کبھی نہ خوشی حصول ہوگی	جو تم اپنا دور کرتے تو انھیں ملال ہوتا
جو نہ خواب میں تم آتے تو فضول عذر بھی تھا	جسے نیند ہی نہ آئے اسے کیا خیال ہوتا
وہ حسینوں ہی کا دل ہے نہیں جن میں رحم اصلا	کبھی ہم نہ دیکھ سکتے جو یہ تیرا حال ہوتا

یہ اشعار صاحبقران نے کچھ اس درد سے پڑھے کہ گستہم کا دل ہل گیا اور اسکے دل پر بھی ایک چوٹ لگی مگر اسنے اپنے تئین سنبھالا اور عرض کیا کہ حضور صبر فرمائین اب انشاء اللہ تعالیٰ وصال یار میسر ہوگا اور یہ تکلیفین ہجر کی کٹ جائینگی آپ زیادہ پریشان ہوں صاحبقران نے کہا شعر - دردیلی کھاتے ہیں دل مرا جاتے + جو کہ بیدرد ہو وہ کیا جانے + گستہم نے عرض کیا کہ حضور سچ فرماتے ہین مگر ہر حال مین انسان کو صبر کرنا لازم ہے کیونکہ اسکا نتیجہ اچھا ہے یہانتک کہ وہ زمانہ شب کا گذرا مصرع شب وہ کالی خدا خدا کرکے + آثار سحر نمودار ہوئے شاہزادہ اور گستہم نے نماز صبح سے فراغ حاصل کیا دیکھا کہ درویش صاحب بھی اس مکان خاص سے کہ جہاں یہ مقیم تھے آئے اور صاحب سلامت کی - مسکرائے اور پاس شاہزادے کے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ حال طلسم مین تم سے بیان کرتا ہون وہ یہ ہے کہ میمون جن اندر طلسم لے تو گیا مگر چونکہ ساحر ہے اسنے حد طلسم پر ایک مرحلہ آتش نما تیار کیا ہے اور اسمین لاکر ان دونون پریون کو رکھا ہے مین انشاء اللہ تعالیٰ تمکو بہت جلد انکے پاس پہونچائے دیتا ہون اور تم انکو رہا کرو گے یہ کہکر نہایت فرحت انھین حاصل ہوئی اور شاہ صاحب نے ایک تعویذ اپنے بازو پر سے کھولکر شاہزادہ کے بازو پر باندھا اور ایک کھال شیر صحرائی کی منگا کر بچھا دی اور یہ کہا کہ تم یہ اسم پڑھکر اسپر بیٹھو اور یہ اسم برابر پڑھو اور اس سے کہو کہ مجھے چشمہ آب گرم پر پہونچا دے تو یہ کھال تمکو چشمہ آب گرم پر پہونچا دیگی جب تم وہان پہونچو گے تو دیکھو گے سامنے ایک بنگلہ آتش نما ہے کہ وہ چرخ مار رہا ہے اور شعلہ اس سے نکل کر اس چشمہ پر گرتے ہین کہ وہ چشمہ گرم رہتا ہے جب اسکے قریب پہونچنا تو اس کھال کو وہان رکھ کر اس آب گرم مین فوراً کود پڑنا لاکھ آواز آوے اور کوئی سمجھاوے کہ او بیوقوف عشق کیون اپنی جان شیرین کو تلف و برباد کرتا ہے کیا تونے یہ مثل سنی نہین ہے کہ آب زندم جہان زندم آپ مرا مردم جہان مردم پھر اس دنیا مین آنا نہین ہوگا کیون بنا حیات کو اپنی اس آب گرم سے مٹاتا ہے ہم تجھسے برائے نصیحت کہتے ہین جب یہ آواز آوے تو تم کچھ خیال نکرنا اور نہ اس گرم پانی سے ڈرنا فوراً کود پڑنا یہ کلام درویش نیک انجام سے سنکر گستہم کو ایک ذرا خیال پیدا ہوا - اور اسنے یہ کہا کہ اے شاہزادہ عالی مرتبت مناسب یہ ہے کہ آج آپ استخارہ کرین آپکو عند اللہ حال معلوم ہوجائیگا کہ یہ طلسم کیونکر فتح ہوگا لوح کیونکر ملیگی یہ کلام سنکر درویش صاحب مسکرائے اور کہا کہ یہ طلسم ہے اسمین لوح نہین ملیگی جو انکا مطلب ہے وہ حاصل ہونا چاہیے اور لوح کا استخارہ کیجیے کرنا [illegible] شاہزادہ نے کہا کہ جیسا آپنے ارشاد کیا ہے ویسا ہی عمل کرونگا سر مو فرق نہ ہوگا یہ کہکر [illegible] ہوئے اور اس کھال پر بیٹھے اور گستہم زرین کمر سے کہا کہ تم یہین ٹھہرو جبتک مین واپس آؤن [illegible] گستہم نے کہا کہ حضور مین بھی چلونگا آپ اپنی معشوقہ کے دیدار سے مشرف ہونگے اور مین محروم رہونگا اسنے یہ حیلہ کیا تھا شاہزادہ نے کہا کہ طلسم کی فتح تنہا ہوتی ہے اور یہ تو مرحلہ ہے اور شاہ صاحب کا

حکم بھی تنہا جانے کا ہے بس یہ کہکر اس اسم کو پڑھا اور وہ کھال اڑی یہ صدائے خدا حافظ بلند
کرکے چلے اور یہ شعر زبان پر لائے ؎ کوئی حرم کو کوئی بتکدہ کو جاتے ہیں + کوئی تلاش معیشت
مین جان کھپاتے ہیں + مین پوچھون دل سے کہ اے دل کہان کو جاتے ہیں + تو پھر کے آنکھ مین
آنسو یہ کہہ سناتے ہیں + علی الصباح چو مردم بکار و بار روند + بلا کشان محبت بہ کوئے یار روند +
یہ اشعار پڑھکر شاہزادہ نے اُس کھال سے کہا کہ مجھکو چشمہ آب گرم پر پہونچا دے ادھر شاہ صاحب
ادھر اپنے مقام عبادت گاہ پر آئے ادھر ستم رین کر دل مین اپنے خیال فاسد لانے لگا کہ
ایسا نہو کہ شاہ صاحب مصنوعی ہون اور انھون نے میمون جن سے ملکر دھوکا دیا ہو لیکن پھر کہتا
تھا کہ جو ہونا ہو وہ ہو ان خیالات کو اپنے دل سے نکال ڈال اور درگاہ احدیت مین دعا کر پس
اُسی وقت اُسنے دست دعا بلند کیا اور مشغول دعا ہوا اور یون عرض کرنے لگا کہ اے خداوند
عالم و عالمیان تو شاہزادہ کی حفاظت کرنا یہ تو مصروف دعا چھوڑا جاتا ہے اب حال شاہزادہ
کا بیان ہوتا ہے کہ جب یہ قریب چشمہ آب گرم کے پہونچ گئے تو دیکھا کہ ایک بڑھیا سامنے سے
پیدا ہوئی اور وہی کلمے کہے جو شاہ صاحب نے کہے تھے زبان لائی شاہزادے نے کچھ جواب نہ دیا
اور دیکھا تو واقعی وہ چشمہ آتش بنا جوش مار رہا ہے اور شعلے اُسکے چشمہ پر گرتے ہین اور گرد صحرا کی جو
درخت و گیاہ لگی ہوئی ہے اُسکو فنا کیے دیتے ہین بس یہ معرکہ دیکھکر اُس رستم دل نے دامن قبا
کو گردانا اور بسم اللہ کہکے یہ شعر پڑھا ؎ چڑھا منصور سولی پر پکارا عشق بازون کو + یہ
اُسکے بام کا زینہ ہے آئے جسکا جی چاہے + اور دل مین یاد پروردگار عالم کرکے اور یا علی مدد کہکر
اُس چشمہ آب مین کود پڑے اُدھر وہ بڑھیا لوٹ پوٹ کر زمین پر گری اور شکل اپنی ایک شیر صحرائی
کی بنا کر اس چشمہ آب مین اسنے گرنے کا قصد کیا وہ جو کھال شیر صحرائی کی تھی کہ جسپر بیٹھ کر یہ گئے تھے
ہمہ تن ایک شیر بنگئی اور اس شیر سے مقابلہ کرنے لگی اور اسکو اندر اُس چشمہ آب گرم کے نہ جانے دیا
یہان تو یہ لڑ رہے ہین ادھر حال شاہزادہ کا سنیے کہ اب جو اسکے پاؤن زمین سے آشنا ہوئے تو
اُسوقت انھون نے دیکھا کہ سامنے ایک زینہ معلوم ہوتا ہے یہ اُس زینہ پر چڑھ گئے اب جو دیکھا تو وہ
رستہ خاص اُس بنگلہ کا ہے غرضکہ یہ اُس راستے کو طے کرکے سامنے دروازہ کے پہونچے اور دروازہ
کھولکر اندر داخل ہوئے اُسوقت دیکھا کہ دو شمع نور روشن ہین اور بال سر کے کھلے ہوئے یہ بھی
استغاثہ کر رہی ہین لیکن یہ کیفیت ہے شعر قد سے بڑے جو بال ہین اسمین یہ راز ہے + دن وصل
کے ہین کم شب ہجران دراز ہے + وہ پوشاک ملگجی پر عجب طرح کا حسن ہے شعر اگری کا ہے گمان
شناس ہے ملاگیری کا + رنگ لایا ہے ڈوپٹہ ترا میلا ہوکر + یہ رنگ دیکھکر صاحبقران کا یہ حال تھا
کہ یقین تھا کہ غش آجائے لیکن اپنے دل کو انھون نے سنبھالا اُسوقت مہتاب پری اور دختر
زمان شاہ نے کہا کہ یا صاحبقران زمان آپنے بڑا عرصہ کیا اُسوقت صاحبقران بہت حیران ہوئے
اور کہا کہ میرا نام تم لوگون کو کیونکر معلوم ہوا اُن لوگون نے کہا کہ ہمنے کل شب کو خواب مین دیکھا کہ
ایک بزرگ شخص تشریف لائے ہین اور وہ فرماتے ہین کہ اب زمانہ تمھاری رہائی کا قریب آگیا اور
عنقریب صاحبقران یعنے سلیمان صاحبقران تمکو آکر رہا کرینگے اسوقت صاحبقران نے فرمایا کہ کچھ
حال تمکو سلطان ورقہ اور اسرار پری کا بھی معلوم ہے اُن لوگون نے کہا کہ جبسے ہمکو میمون جنی یہان
لایا ہے اسی قید مین پڑے ہین ہمکو نہین معلوم کہ سلطان ورقہ کا کیا حال ہے اُسوقت بہ سبیل تذکرہ

مہتاب پری نے کہا کہ یا صاحبقران میمون جنی مجھکو صرف اسواسطے لایا تھا کہ دختر زمان شاہ کو جبرا
وصل راضی کرے۔ اُسکے بعد صاحبقران سے کہا کہ حضور اب ہمین یہان سے لیچلیے اُسوقت صاحبقران
اُن کو اپنے ہمراہ لیکر اُس مقام سے اُترے اور زینہ کو طے کرکے اُس چشمۂ آب گرم پر آئے اور اُس چشمہ نے بھی
راہ نکلنے کی دی اب جو باہر آئے تو دیکھا کہ وہ کھال جسپر مین سوار تھا وہ شیر بن گئی ہی اور ایک اور
شیر ہی اُس سے مقابلہ ہو رہا ہی اُسوقت صاحبقران اُس شیر کی طرف دوڑے تو دیکھا کہ وہ شیر زمین پر
تڑپا اور تڑپ کے مثل ایک طائر کے ہوگیا اور یہ کہتا ہوا بالاے آسمان اُڑا کہ او صاحبقران اچھا
تو میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہی ادھر انکی کھال جسپر یہ آئے تھے اور وہ شیر بن گئی تھی زمین پر گری
اور گرکر اپنے ہیئت اصلی پیدا کی اُسوقت صاحبقران قریب اُس کھال کے آئے اور مع اُن دونون
شاہزادیون کے اُس کھال پر بیٹھے اور وہی اسم پڑھا وہ کھال بالاے آسمان چلی صاحبقران نے
کہا کہ مجھے شاہ صاحب کی خدمت مین پہونچا دے تب اُس کھال نے طرف شاہ صاحب کے رخ
کیا تھوڑے عرصہ مین بخدمت شاہ صاحب پہونچا دیا۔ صاحبقران نے شاہ صاحب کو دیکھکر سلام
کیا شاہ صاحب نے بعد جواب سلام کہا کہ کہیے کیسا مزاج ہی اور کیا حال گذرا صاحبقران نے عرض
کیا کہ مین نے آپکے اقبال سے اس مہم کو سر کیا اور ان دونون کو رہا کر لایا اُسوقت شاہ صاحب نے
شکایتاً گستہم زرین کمر سے کہا کہ تم میری طرف سے بدگمان تھے اُسوقت گستہم زرین کمر نے کہا کہ
حضور آدمی ضعیف العقل ہوتا ہی واقعی مین خطاوار ہون میری خطا کو معاف فرمایئے یہ تذکرہ تھا
کہ سامنے سے گرد اُڑی اور نقارہ کی آواز آئی صاحبقران اُسکی طرف متوجہ ہوئے اور خیال کیا
کہ شاید کسی دشمن کی فوج آئی ہی اُسوقت شاہ صاحب نے کہا کہ یہ تمھارے دشمن کی فوج نہین
ہی بلکہ تمھارے دوستون کی فوج ہی جسوقت کہ باد نے بار اگرد کو اور گرد نے باد کو یارا دامن گرد کا
شگافتہ ہوا دیکھا کہ زمان شاہ و انور شاہ چلے آتے ہین جب قریب آئے تو انھون نے جھککر
صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران نے بعد جواب سلام کہا کہ لیجیے یہ آپکی صاحبزادیان حاضر
ہین اُن دونون نے بہت تعریف صاحبقران کی کی اور صاحبقران نے سارا حال فقیر صاحب کا
بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ بروقت چلنے کے اس شیر نے پکار کر کہا تھا کہ اچھا تم میرے ہاتھ سے کہان
بچکر جاوگے اُسوقت درویش زندہ دل نے کہا کہ مین اُس ملعون کا خاتمہ ہی کیے دیتا ہون یہ
کہکر شاہ صاحب نے حکم دیا کہ ایک کڑھاؤ تیل کا چڑھا دیا جاوے یہ حکم پاتے ہی کڑھاؤ چڑھا
دیا گیا اور اُسکے نیچے آنچ ہونے لگی اور شاہ صاحب نے اپنی تسبیح لیکر اور کچھ دانہ ماش کے لیکر
پڑھنا شروع کیے یہانتک پڑھنے اُس کڑھاؤ مین چند دانہ ڈالے اور ہاتھ زمین پر دے مارا
تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ وہی میمون سامنے سے چلا آتا ہی بس یہ دیکھتے ہی زمان شاہ
اور انور شاہ رونے لگے اور کہنے لگے کہ یہی کمبخت باعث ہماری بربادی کا ہی اور اسی نے یہ فساد
برپا کیا ہی اُسوقت جب وہ میمون قریب آیا تو شاہ صاحب نے کہا کہ او حرامزادے تو نے کیون بڑا
فساد برپا کیا سچ بتلا کہ سلیمان ورقہ اور اسرار پری کو تو نے کہان قید کیا ہی اُسوقت اُسنے عرض کیا
کہ اے درویش صاحب اُنکو تو مین نے اپنے محلہ مین قید کیا تھا مگر وہ دونون خاص طلسم
تحویل سلیمانی و جواہر سلیمانی مین قید ہین جسوقت صاحبقران ایکی دفعہ وہان پہونچے جہان
مین نے انکو قید کیا تھا یعنی جوہر حلقہ کہ مین نے مٹایا تھا اور وہان سے ان دونون کو رہا کر لائے

اُسوقت مین نے چاہا کہ جاکر اُنکی قید کو سنگ کرون کہ آپکے موکل پہونچے اور مجھکو لے آئے آپ ہی کی وجہ سے میری خانہ بربادی ہوئی اُسوقت اور کچھ کلمات ناسزا خدمت شاہ صاحب مین اُس بندر نے کہے شاہ صاحب کو غصہ آیا اور کچھ پڑھکر فرمایا کہ کیون اُس کڑھاؤ مین نہین تو گرتا ہی - یہ سنکر وہ میمون اپنے مقام سے اُٹھا اور اُس کڑھاؤ مین کود پڑا اُس کڑھاؤ سے دھوان تیرہ و تار پیدا ہوا اور وہ میمون جنی جلکر خاک سیاہ ہوگیا یہ دیکھکر سب نے سجدہ شکر کیا اور شاہ صاحب کے دست و پا کو بوسہ دیا اسوقت ریحان شاہ اور انور شاہ نے صاحبقران سے کہا کہ خیر جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا مگر اب آپ ہماری کنیزی مین مہتاب پری کو قبول فرمایئے اُسوقت صاحبقران نے کہا کہ مردان عالم جس بات کو کہتے ہین اُسے پورا کرتے ہین ایسا نہین ہوسکتا جس وقت تک کہ سلطان ورقہ اور اسرار پری کو نہ رہا کرونگا اُسوقت تک ہرگز شادی نہ کرونگا مہتر نے بھی کہا کہ حضور قبلہ کہتے ہین جب تک وہ پورا نہین کر لیتے اُسوقت تک کوئی کام نہین کر سکتے ہین اُسوقت شاہ صاحب نے صاحبقران کی بہت تعریف کی اور کہا کہ انشاء اللہ تعالے آپ اس مہم کو بھی جلد فتح کرینگے اُسوقت صاحبقران نے انور شاہ اور ریحان شاہ سے کہا کہ آپ اپنی صاحبزادیون کو بھیجیے اور چاہے یہان رہیے اور چاہے اپنے مقام پر تشریف لیجایئے اسوقت انور شاہ نے عرض کی کہ حضور جیسا ارشاد فرمایئن اُس وقت صاحبقران نے کہا کہ مناسب یہی معلوم ہوتا ہی کہ آپ اپنے مقام پر تشریف لیجایئے بس یہ سنکر انور شاہ اور ریحان شاہ دونون شاہزادیون کو لیکر روانہ ہوے اور اُسی مقام پر کہ جہان شاہزادہ مع رفقا اُترا ہوا تھا اور جو شاہ صاحب نے اُنکے رہنے کے لیئے مقرر کیا تھا فروکش ہوے ادھر یہ کلام صاحبقران عالیشان کا سنکر شاہ صاحب حال طلسم کو یون بیان کرنے لگے کہ اے صاحبقران یہ طلسم بہت دشوار اور مشکل ہی کیونکہ میمون جنی جو مارا گیا ہی اسکی سرحد کے بعد دربند دوده مالیہ ہی اور مالک وہانکا دودھان جادو ہی وہ خاص دربند طلسم کا ہی ایک روز کا ذکر ہی کہ وہ آئینہ جو قاف مین ہے وہانکا ایک شاہزادہ ہی کہ نام اُسکا عارض نیمر دل ہی حسب اتفاق ایک روز دختر بادشاہ طلسم کہ نام اُسکا رضوان سبزپوش ہی برائے سیر دریا ایک کشتی پر روانہ ہوے اور مصروف سیر ہوے اور عارض نیمر دل بھی برائے شکار قریب دریا تھا اُسکی جو نگاہ پڑی فریفتہ عاشق ہوا اور ملکہ کی جانب دیکھکر اُسنے کہا کہ اے گل گلزار محبوبی و اے باغ حسن خوبی تو گل کس گلستان کی اور قمری کس سرو کی ہی یہ کلام سنکر ملکہ رضوان سبزپوش نے کہا کہ تمہین میری یہ پرسش حال سے کیا واسطہ اُسنے کہا کہ تصور ہی نام دلستان کا دریافت کرنا اسواسطے کہ اسوقت تو مین آپ کو دیکھتا ہون اور جسوقت کہ یہ تصویر میرے سامنے نہوگی تو کیا عجب ہی کہ سودا میرا بڑھے اور دیوانہ ہوکر شاید مر جاؤن — شعر

قیس جو دشت مین پھرتا تھا وہ دیوانہ تھا	اُسسے لیلی ہی کے دروازہ پہ مرجانا تھا

یہ کلام عشق آمیز اسکا سنکر ملکہ کی آنکھون مین آنسو بھر لائی اور کہا کہ اے مرد شہریہ مین وہ بد نصیب ہون کہ مین بیزار ہون دنیا سے جاؤنگی کیونکہ میرے پیام شادی کے بارہا آئے لیکن میرے باپ کا یہ قول ہی کہ مین کسیکا سسرا نہ ہونگا اور نہ کسیکو اپنا داماد بناؤنگا بس اُس دن سے قطعیا مجھے یاس ہوئی اور مین شاہزادی ہون طلسم تحویل سلیمانی کی اور بیٹی ہون خاقان جادو کی اور یہ کہکر آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے اُسوقت اُسنے اسکی طرف دیکھکر یہ شعر پڑھا —
ڈبڈبائی آنکھ و آنسو تھم رہے ÷ کالنہ نرگس مین جون شبنم رہے ÷ اُسنے برجستہ یہ شعر پڑھا

شعر۔ استخوان صد مون سے لیکر بہہ ہو جائیں اگر۔ تیری نظروں میں کسی طالب سے سمایا ہیا چاہیے۔ پس یہ کلام سنکر ملکہ نے اپنی کشتی کو وہان سے بڑھایا یہ ادھر تیار ہو گیا لیکن بروز سننے کو وہ آئینہ کو سر کرنے کے واسطے فتاحی طلسم کے آیا اور آپ کی ساری روداد اسنے بیان کی جسکو میں نے آپکے سامنے عرض کیا لیکن اسنے ہرگز میرے کہنے پر عمل نہ کیا حالانکہ میں نے اسکو بہت فہمائش کی لیکن اسنے نہ مانا اور ایک روز اسی سمت کو روانہ ہوا آخر جا کر اسیر طلسم ہوا اور دربند دودہ ماں کے ہاتھ پر گرفتار ہو گیا دودہ ماں جادو نے بخدمت بادشاہ اسکو بھیجا بادشاہ نے حال اسکا دریافت کیا اسنے اپنے حسب نسب سے بادشاہ کو آگاہ کیا اور عشق ملکہ ظاہر کیا بادشاہ نے کہا کہ مجھے اس امر سے انکار ہے اسکو جا کر قید کرو اسوقت یہ بہت اپنے حال پر رویا اور کہا کہ میرا قید ہونا برا ہے بلکہ اس کے عوض میں قتل کرنا بہتر اور انسب ہے کہ موقع پیدا ملکہ سے کبھی تو دم رہا اسوقت دودہ ماں جادو نے کہا کہ مہینہ بھر کے بعد میرے دربند پر ملکہ کا دیدار ہوا کرے گا بادشاہ نے کہا کہ تمکو اختیار ہے غرضکہ دودہ ماں جادو نے اپنی قید میں اسے رکھا اور مہینہ بھر کے بعد اپنے دربند پر ایک جلسہ مقرر کیا کہ وہ جلسہ لائق دید ہوتا ہے کیونکہ ملکہ قصوان پری مع اپنی کنیزوں و خواصوں کے دربند پر آتی ہے اور دودہ ماں جادو نے اپنے مقام پر کئی ستون آہنی نصب کرائے ہیں انمیں سے دھوان نکلتا ہے اور ایک جگہ جمع ہو کر مثل ابر کے پھیل جاتا ہے اور انمیں سے تارے اور چاند نمایاں ہوتے ہیں اور ٹٹیاں قسم قسم کی لگائی جاتی ہیں اور وہ سب کے سب گل خوش رنگ کے مانند ہو جاتے ہیں اور انمیں سے مہک پیدا ہوتی ہے کہ تمام دشت خوشبو سے مملو ہو جاتا ہے اور وہ ستارے جو ٹوٹتے ہیں تو انمیں سے ایک آواز بڑا ڈھنگ کی پیدا ہوتی ہے اور ہزارہا ستارے بن جاتے ہیں اور زمین پر گر کر وہ بشکل انسان ہو جاتے ہیں اور ایک صف ہو جاتے ہیں اور پھر دوسرا ستارہ ٹوٹتا ہے اور وہ اسیطرح سے انسان بنکر دوسری صف ہو جاتی ہے اسوقت آپس میں جنگ مغلوبہ ہوتی ہے اور سب کے سب وہ لڑ کر ختم ہو جاتے ہیں اور وہ ٹٹیاں اور وہ آتشبازی جو گرتی ہوئی ہے انمیں سے قسم قسم کے پھول پیدا ہوتے ہیں اور انمیں سے پریاں پیدا ہوتی ہیں اور وہ بھی نیچے پکڑ کر لڑتی ہیں اور مر جاتی ہیں اسیطرح اس تماشہ کے ناچ و رنگ ہوتا ہے یہاں تک کہ قریب صبح وہ محفل برخاست ہوتی ہے پس پھر کچھ وہاں کچھ نہیں نظر آتا اگر کوئی شخص وہاں انکو جانے کا قصد کرے تو وہی ابر تیرہ و تار اسکو قید کر لیتا ہے۔ یہ اس دربند کی صفت دودہ ماں جادو نے رکھی ہے یہ سنکر صاحبقران کو نہایت اشتیاق ہوا اور کہا کہ اب کی روز اسکے باقی ہیں اسوقت شاہ صاحب نے کہا کہ آپکا جانا مناسب نہیں جبتک کہ کوئی فکر لوح کی نہ ہوئی کہ یہ مرحلہ بہت دشوار ہے اسوقت ستمگر نے عرض کی کہ اگر کوئی عیار جانا چاہے تو ہو سکتا ہے شاہ صاحب نے کہا کہ البتہ اس دن اگر کوئی فریب کرکے اور صورت اپنی تبدیل کرکے جائے تو کیا عجب ہے کہ اس تماشہ کو دیکھے اگر تم جاؤ تو میں تمکو ایک تعویذ دوں کہ تم ساری حقیقت وہاں کی دیکھ آؤ صاحبقران سے عرض کرو اسنے قبول کیا اور شاہ صاحب نے ایک تعویذ لکھکر اسکو دیا الہ یہاں سے

دو کلمہ داستان حیرت بیان ستمگر زرین کمر کے بیان سے جاتے ہیں یعنی جانا ستمگر کا اس دربند پر لینے دربند دودہ ماں پر اور وہاں پہونچکر

لاکر اُس چبوترے پر بٹھایا اور آپ سوز جادو ہٹ گیا اس لحاظ سے کہ شاید ملکہ میرے لحاظ سے کچھ
بات نہ کہے یہ خیال کیا ہے اپنے جانے کے ملکہ نے پوچھا کہ اے اسیر طلسم کیا گذرتی ہے اُسنے کہا کہ
ہر شب میں ذائقہ موت کا حاصل ہوتا ہے ہنگامہ بیقراری سے ہمکلام رہتا ہوں بقول شاعر
کیا پوچھتے ہو ہمدم اس جسم ناتوان کی + رگ رگ میں نیش غم ہے کہیے کہاں کہاں کی + بس یہ آپ کا
دیدار مہینہ بھر تک جلاتا ہے نہیں تو ایک ہی روز میں مرجاتا یہ سنکر ملکہ چپ ہو گئی اور سر نگھوں سے
بے اختیار آنسو جاری ہوئے اور یہ فرمایا کہ اے عارف ضمیر دل ہم ابھی نہایت مجبور ہیں اور کچھ ہمارا
بس نہیں چلتا مگر تم یہ جان لینا کہ جسدن تمہاری خبر مرگ ہمین ملیگی ہم دنیا پر نہ ہونگے اسنے کہا کہ
مجھے تو یہ آرزو ہے شعر تمھیں لحد میں آ تا دیکھوں میں پڑھو تلقین + کبھی تو صحبت راز و نیاز ہو
جاوے + اور سے مرنا تو مقدم ہے ارمان نکلجاوے + مرزا تو یہ ہو تیرے اور جان نکلجائے
یہ کلمات حسرت آمیز سنکر ملکہ نے کہا کہ یہ امر تو بہت دشوار ہے نہ معلوم ہم کہان ہون اور تم کہان
ہو یہ کہکر ملکہ رونے لگی یہ سنکر تہمتن نے دیکھا کہ صورت سرتی نگاہ کی بنا ہوا تھا اور دل میں
کہا کہ کیا عجب ہے کہ ملکہ سے پتہ لوح کا ملے یہ سمجھ کر وہ نامہ جو اسکی خالہ نے دیا تھا نکالکر دیا ملکہ
نے اس نامہ کو لیا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے فرزند آجکا جلسہ دیکھکر کیا عجب ہے کہ دوسرا جلسہ دیکھو
اسلئے کہ فتاح طلسم آگیا ہے اسی سال کی خبر ہے بس اب تم کو لائق ہے کہ اپنے باپ کو بھی آگاہ کرنا
اور کہنا کہ بہت ہوشیار رہیگا - یہ نامہ پڑھکر ملکہ کے ہوش اُڑ گئے اور چپکے سے کہا کہ خدا کرے
یہ طلسم غارت ہو اور یہ اسیر طلسم رہائی پائے - تہمتن نے یہ کلام اسکا سن لیا اور دل میں کہا
کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ طلسم سے بیزار ہے اب کوئی صورت حلیہ فتاحی کی نکل آویگی ادھر یہ اسی خیال پر
تھا کہ دیکھا کہ دو وہاں جادو مع سوز جادو کے آیا اور زمین پر اسنے پاؤں مارا اور ستون سے
دھوان نکلا تمام عالم تیرہ و تار ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے چاند نکلا اور ستارے آسمان پر پیدا ہوئے
اور اُنکا عکس ہوا آتشبازی پر پڑا تو خود بخود چھوٹنے لگی اور قسم قسم کے پھول پیدا ہوئے اور زمین پر گر کر
صورت پریون کی پیدا کر کے نیچے ہاتھون میں لیکر [illegible] کیا اسکے لئے ستارے اُڑے اور
پیدا ہوئے اور وہ تیلی لڑکے خاک سیاہ ہوگئے ملکہ نے اٹھکر دو وہاں جادو کی بہت تعریف کی
سلام کیا اور کہا کہ آپ اپنے گانے بجانے میں مشغول ہوجئے اور میں اب جاتا ہوں یہ کہکر دو وہاں
ساحر تو روانہ ہوگئے اور ملکہ نے اپنی گانیوالوں کی جانب دیکھا اور کہا کہ طلب کرو ساقیان
اسیوقت مطربان خوش آواز صراحی مرصع نگار اور جام گلفام اپنے ہاتھوں میں لیے ہوئے حاضر
ہوئے اور ملکہ کو سلام کیے اور جام لبریز کرکے ملکہ کو دیا ملکہ نے اس پر ہاتھ رکھدیا اور اشارہ کیا کہ
پہلے میرے اسیر طلسم محبت کو پلاؤ یہ ساقی اس طرف کو جام لیکر آیا اسنے اس جام کو آنکھوں
لگا اور پیا اور یہ اشعار ورد زبان لایا -

غزل

نہ دلون ہو جوش جنون ہے تیرے دیوانے کو — لوگ ہر سے چلے آتے ہیں سمجھانے کو
ہے کرتا ہے مجھے یار کے گھر جانے کو — ناصحا آگ لگے اس ترے سمجھانے کو
خون دل پینے کو اور لخت جگر کھانے کو — یہ غذا ملتی ہے جانان ترے دیوانے کو
[illegible] خدا از رہ الطاف و کرم — بادۂ وصل سے بھر دے مرے پیمانے کو
سنتے ہیں اپنے یہ لیلی نے سنادی کر دی — کوئی تجھ سے نہ مارے مرے دیوانے کو

یہ اشعار پڑھ کر رونے لگا ادھر ملکہ بھی زار زار مثل ابر نو بہار کے رونے لگی اُسوقت مصاحبون سے کہا کہ صدقے جاؤن کا اسلیئے اُسوقت ملکہ برق تیز نگاہ مصنوعی سے نے عرض کیا کہ لونڈی کچھ عرض کریگی کہا کہ بہتر اور حکم دیا کہ اچھا تو ہی پہلے گا - اسنے کھڑے ہو کے مجرا کیا اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

غم رہا جب تک کہ دم مین دم رہا
اُسمین مجنون کا صدا ماتم رہا
جنہین رونے کی حقیقت تھی لکھی
آنکھ کی پتلی کا تل وان جم رہا

دل کے جانے کا نہایت غم رہا
روتے روتے جبکہ آنسو بہہ دیا
ایک مدت تک وہ کا غذ نم رہا
صبح گذری شام ہونے آئی ہے

سنتے ہین لیلی کا محمل تھا سیاہ
برق چمکی ابر باران تھم رہا
واہ رے دل چھپی کہ شمار رہا
تو نہ ہو گا اور بہت دن کم رہا

یہ غزل نہایت مرغوب ہوئی اور ملکہ روئی بھی اور ایک مالا موتیون کا اسکو انعام مین دیا اور اپنے پاس بیٹھا لیا کیونکہ ملکہ کا گونہ جادو کی سے پالا ہوا اسنے بھی اپنا دل کڑا کر کے ایک پرچہ ملکہ کو دیا اور عرض کیا کہ اسکو پڑھکر چاک کر ڈالیے گا ملکہ نے جو دیکھا اُسمین تحریر تھا کہ اے ملکہ مین عیار ہون سلیمان صاحبقران کا کہ جو فتاح طلسم ہی اور نام میرا مستم زرین کمر ہی اگر آپ اسطرح کی فکر کیجیے تو یہ عاشق آپکا رہا ہوا اور آپ بھی بہ آرام اسکے ساتھ بسر کیجیے اور درویش زندہ دل کے یہان وہ مقیم ہین اور ابھی میمون جن کو انھون نے مارا ہی یہ مین نے بہت جرأت کر کے آپکو نامہ دیا ہی چاہیے اب آپ مجھے گرفتار کرین چاہے میری وجہ سے اپنا مطلب دلی حاصل کرین شعر

اگر بخشی زہے رحمت نہ بخشی تو شکایت کیا | سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

ملکہ نے دل مین اپنے کہا کہ اللہ رے تیرے ویرے کی مصلحت کہ ابھی یہان کو نہ ڈرا اور اپنے تئین ظاہر کیا عجب ہی کہ اس سے مطلب دلی حاصل ہو اور یہ کہکر علیحدہ ہاتھ پکڑ کے لے آئی اور کہا کہ اے برق تیز نگاہ کیا تو مجھے خالہ صاحب کی طرف سے آزماتی ہی اور ایسا فقرہ میرے ساتھ لگاتی ہی اسنے قسم کھا کر کہا کہ نہین میرا نام مستم زرین کمر ہی اور مین نے اسکو دبا دیا ہی اور اسکی صورت بنکر آپ تک آیا ہون اگر بیئت اصلی دکھاؤن تو صورت میری بگڑ جائیگی اور مین عاشق ہون تصویر پر بلکہ اسرار یہ ہی کہ وہ زندانخانہ تحویل سلیمانی مین قید ہی ملکہ نے وعدہ کیا کہ مین کل ہی جا کر اُسے اپنے ساتھ لے آؤنگی لیکن تو میرے ساتھ رہ جیسا ہوگا ویسا مین کرونگی اسنے کہا کہ بہت مناسب ہی غرضکہ دونون اسی محفل مین فروکش ہوئے طرح طرح رنگ ہونے لگا اب وہ شب تمام ہونے لگی عارض شیر دل نے فلک کی جانب دیکھکر کہا کہ ماہتاب بھی اب آنکھ چراتا ہی اور میرا اشتیاق بھی اب جدا ہونے کو ہی - شعر حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد + روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد بس دیکھا کہ سامنے سے دو دوان جادو اور سود جادو نمایان ہوئے اور قیدی طلسم کو پہنچا کیا اور اسکے بعد ملکہ کو بھی رخصت کیا اور وہ تمام سامان جسقدر رکھا وہ سب برطرف ہو گیا اور وہ جوان انھین سیاہون مین سما گیا ملکہ اپنے مکان پر آئی اور آکر اسنے برق تیز نگاہ کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ اے مستم کیا تدبیر کرون اسنے کہا کہ آپ اپنے والد سے دریافت کیجیے کہ وہ لوح کو آپ سے بتادین تو ہم اسکی فکر کرین اور صاحبقران کو لائین ملکہ نے یہ سنکر سواری کی اور سوار ہو کر خدمت مین بادشاہ کے آئی اور بادشاہ کو مجرا کیا اسنے گلے سے لگایا اور اپنے پہلو مین مثل دل کے جگہ دی لیکن اُسوقت دیکھا تو اسکی آنکھون سے آنسو جاری ہین

اپنے دامن قبا سے اسکے آنسوؤن کو پوچھا اور کہا کہ اے جان پدر کیا سبب تیرے رونے کا ہے اگر
کسی نے آنکھ دکھائی ہو تو آنکھ نکال لون یا کسی قسم کی بے ادبی دودمان جادو سے ہوئی ہو تو اُسے
بیان کیجیے اسنے رقعہ گلگونہ جادو کا پیش کیا بادشاہ خاقان جادو ہنسنے لگا اور کہا کہ تو کیون رنج کرتی ہے
مین نے بہت بڑا انتظام کیا ہے تیری خالہ کی ران مین مین نے لوح طلسمی کو رکھدیا ہے اور اُسکو بھی
نہین معلوم ہے کیونکہ مین نے بیہوش کرکے یہ انتظام کیا ہے اور کسی کو نہین معلوم تو خاطر جمع رکھ
اُسوقت تو یہ بظاہر بہت خوش ہوگئی اور اپنے باپ کے گلے سے لپٹ گئی اور کہا کہ جناب عالی
زندان خانہ مین اسرار پری قید ہے اگر حکم ہو تو مین اسکو اپنی مصاحب کرون بادشاہ نے کہا کہ کیا
مضائقہ ہے۔ بادشاہ نے اُسی وقت داروغہ زندان خانہ کو حکم لکھا کہ اسرار پری کو حوالہ ملکہ کرو اُسنے
زندانخانہ سے منگوا کر اسرار پری کو اپنے ہمراہ لیا اور اپنے باغ مین لاکر اسے پوشاک پہنوائی اور
برق تیز نگاہ کو بلا بھیجوایا ملکہ برق تیز نگاہ نے دیکھکر کہا کہ اس سے گلے تو ملو غرضکہ اُسوقت عجیب
طرح کی خوشی ہوئی اور اسرار پری ایک مقام پر بیٹھی اور برق تیز نگاہ ایک مقام پر بیٹھی اُس وقت
بعد صحبت طعام کے اپنے اپنے مقامون پر یہ سورہے صبح کو اسنے یعنی ملکہ نے اپنے باپ سے
اجازت لی کہ مین نے اسوقت تک برق تیز نگاہ کو جانے نہین دیا ہے اگر حکم ہو تو مین خالہ کو بھی دیکھ
آؤن اُسوقت اسنے ایک انگشتری دی اور یہ کہلا بھیجا کہ بیٹا جاؤ بغیر اس انگشتری کے کوئی اُسکے اندر
نہین جاسکتا یا وہ جسکو تم بھیجو وہ آسکتا ہے بابرکت اس انگشتری کے تم چلی جاؤگی اور تمھین
پکارنا بھی نہ پڑیگا غرضکہ چند مصاحبین لیکر ملکہ مع اسرار پری روانہ ہوئی جب کوہ وہان سے قریب رہا
اُسوقت گستہم نے عرض کیا کہ مین یہ مناسب جانتا ہون کہ مین صاحبقران کو یہان سے لے آؤن اور وہ
آپ کے جھوٹ موٹ عاشق ہین اُنکو بھی لیتی چلیے اور آپ اپنی خالہ سے چپکے سے یہ فرمائیے
کہ یہ شخص فتاح طلسم معلوم ہوتا ہے کہ اسنے مجھ سے بیان کیا ہے تو آپ شراب پلاکر اسے بیہوش کرکے
پکڑ لیجیے اور میرے باپ کے پاس روانہ کر دیجیے اسنے کہا کہ بہتر ہے تم جاکر فتاح طلسم کو لاؤ گستہم یہ
سنکر اسرار پری کو لیکر اُسی وقت روانہ ہوا اور بہت جلد خدمت مین فتاح طلسم کے پہونچا اور
سارا حال صحبت کا بیان کیا اور کہا کہ دیکھیے یہ اسرار پری ہے ہم آپ فتاحی کرکے اسکو چھڑا لائے
صاحبقران دنگ ہوگئے اور درویش صاحب ہنسے اور کہا کہ الحمد للہ کہ اب لوح کا سلسلہ لگ گیا
اُسی وقت صاحبقران نے اسرار پری کو مہتاب پری کے پاس روانہ کیا یہ اسکو دیکھکر نہایت
خوش ہوئی اور شکریہ گستہم کا بیان کیا اور سلطان ورقہ کی قید کو بیان کیا اسوقت ملکہ مہتاب
پری اور دختر زمان شاہ رونے لگی اب انھین تو اس مقام پر چھوڑا جاتا ہے ادھر گستہم نے
اپنی عیاری کا حال بیان کیا اور کہا کہ آپ چلیے اور جھوٹ موٹ عاشق ملکہ رضوان سبز پوش
کے بنیے فرمایا کہ مین نے قبول کیا اسی وقت انھون نے مرکب طلب کیا اور شاہ صاحب نکلے
بادشاہ سے رخصت ہوکر اسکے ساتھ ہوے اور راستہ طے کرکے قریب ملکہ رضوان سبز پوش
کے پہونچے اور گستہم سے کہا کہ واقعی سردار حسینان ہے لیکن یہ جسکی معشوقہ ہے اُسے مبارک رہے
اور خدا کرے کہ وہ بھی راہ راست پر آئے اور یہ کہکر رضوان سبز پوش کی جانب دیکھا اور
کہا کہ ہم آپکے عاشق ہین ہم بھی چلین اسنے کہا کہ آؤ یہ ساتھ لیتے ہوے قریب اُس کوہ
کے پہونچی اور عکس انگوٹھی کا ڈالا۔ تڑاقا ہوا اور درہ پیدا ہوگیا مع فتاح طلسم داخل

وہ تین عورتوں کے داخل ہو گئی اس راہ کو طے کر کے قریب باغ گلگونہ جادو کے پہونچی قلعہ کی عورتوں
نے مرد کو جو ساتھ دیکھا گلگونہ جادو نے ساری کیفیت بیان کی یہ سنکر ملکہ گلگونہ متعجب ہو رہی
تھی کہ ملکہ رضوان سبز پوش سامنے گلگونہ کے آئی اور باادب تمام سلام کیا اور خالہ کے گلے
سے لپٹ گئی اور ساری روداد جو سترسے نے سکھائی تھی بیان کی اور کہا کہ یہ فتاح طلسم ہے اسے حضور
کسی ترکیب سے بیہوش کر کے میرے باپ کے پاس بھیج دیجیے کہ یہ اندیشہ جاتا رہے یہ سنکر ملکہ
یہ خوش ہوئی اور کہا کہ اچھا اسے سامنے بلا لاؤ اور محفل درست کر برق تیز نگاہ نے بھی سحر کیا
اور کہا کہ ملکہ نے اپنے ساتھ رکھ لیا تھا جو مجھے عرصہ ہوا اسنے کہا کہ کیا مضائقہ ہے اب اس موذی
کو گرفتار کر لو کہ میں سحر نہیں کر سکتی ہوں معلوم نہیں کہ مجھے کیا ہو گیا اسنے کہا کہ بہت خوب اسنے
اس صحبت کو آراستہ کیا اور کہا کہ اے عاشق ملکہ آؤ یہ سنکر اندر تشریف لائے اور وہ جگہ
جو واسطے بیٹھنے کی تھی وہاں انکو بٹھایا اور دلہن گلگونہ جل گئی اور کہا کہ ذائقہ موت کا اسے
چکھانے دیتی ہوں یہ کہکر ملکہ کو سامنے بٹھایا اور آپ بھی آکر بیٹھی اور گفتگو شروع اس لگانہ
نے بلائیں صاحبقران کی لیں اور کہا کہ میں آپ کے آنے سے بہت محظوظ ہوئی اور آواز دی
کہ اے ساقی مہمان کی ہمارے خاطر کرو اسوقت برق تیز نگاہ صراحی زرنگار لیکر حاضر ہوئی اور
جام فتاح طلسم کو دیا انھوں نے پی لیا باقی اسنے بلا کر ملکہ کو جام دیا اور تیسرا جام اسنے جام بیہوشی
آمیز کے ملکہ گلگونہ جادو کو دیا اسنے بھی بے اندیشہ جام پی لیا جانتی تھی کہ میری لے پالک ہے
دوسرا جام اسنے اور بھی ملکہ گلگونہ جادو کو دیا اسنے انکار کیا لیکن اسنے قسمیں دیکر پلایا اور پھر
اسنے آدھا حاضرین دربار کو انکو بھی پلایا اور پھر صاحبقران کو ایک جام دیا اور ایک ملکہ کو
جام ہلاہل دیا اسوقت تیسرا جام گلگونہ کے پاس لیکر آئی اسنے کہا کہ مجھے اسوقت گرمی معلوم
ہوتی ہے اور یقین ہے کہ قفس تن سے بلبل روح پھڑک کر نکلجاوے اسنے کہا کہ حضور یہ ہوا کہاں
یہ سنکر گلگونہ اٹھی دوسرے قدم پر تاثیر بیہوشی ظاہر ہوئی یہ زمین پر دھم سے گری سب کی
سب اٹھانے کو دوڑیں یہ اٹھی وہ گری گویا جہان سے اٹھی بس جب اسنے دیکھا کہ یہ بیہوش
ہوئی اسوقت اسنے ملکہ سے کہا کہ آپ بھی اپنے تئیں بیہوشی میں ڈال دیجیے اور ہم ملکہ کی ران سے
لوح لیکر چلے جائینگے اور آپ اپنے باپ کے پاس جا کر یہ سب روداد بیان فرمائینگا ملکہ نے
رضوان سے کہا کہ معشوق کیا بری شے ہے اپنے عزیزوں کا قتل کراتا اور باپ کا قتل کرانا مجھے گوارا کرنا پڑا
اسنے کہا کہ بہتر یہ انھیں لوگوں میں جاکر پڑ رہی ادھر صاحبقران سے اسنے کہا کہ داہنی ران
میں لوح ہے اب آپ اسکو نکال لیجیے اور یہ جلا دی آپکے حوالہ کی گئی ہے کیونکہ آپ فتاح طلسم
ہیں غرضکہ صاحبقران نے لوح کو اسکی ران سے نکالکر ایک ہاتھ مارا کہ سر اسکا اڑ گیا اور زمانہ تیرہ و تار
ہوا اسی عالم میں یہ لوح لیکر وہاں سے باہر ہوئے ادھر وہ شور قیامت برپا ہوا اور یہ عورتیں سب ہوش
میں آئیں تو ملکہ کو مردہ پایا غرضکہ یہ صلاح ہوئی کہ بادشاہ طلسم کے پاس اسکی لاش لیکر چلیں غرضکہ
سب کی سب لاش اسکی اٹھا کر مع ملکہ کے روانہ ہوئے راہ کو طے کر کے قریب طلسم پہونچے بادشاہ نے
پوچھا کہ یہ غوغا کیسا ہے ان لوگوں نے دریافت کر کے کہا کہ کسی نے گلگونہ سبز پوش کو مار ڈالا ہے اور آپکی
دختر نیک اختر بھی ساتھ ہو لی آپکے آگے نعش کے آتی ہیں بس بادشاہ گھبرا گیا اور کہا کہ جلدی بلاؤ
یہاں تک کہ یہ سب کی سب مع لاش کے پہونچے پوچھا بادشاہ نے کہ ارے یہ کیا ہوا اسکی بیٹی نے

پڑھکر کہا کہ حضور مین جو صحبت مین گئی تھی اور دربند دو وہ بانو پر بیہوش تھی تو خالہ صاحبہ نے برق کو
مع نامہ کے روانہ کیا تھا اور میرے پاس آئی اور اسنے نامہ دیا اور گائی اور بجائی مگر وہ کوئی عیار
تھا اسنے برق تیز نگاہ کو راستے مین مار ڈالا تھا اور آپ اسکی صورت بنا تھا اور میرے ساتھ رہا
یہانتک کہ اسرار سے بھی واقف ہوگیا تھا اور جب مین خالہ صاحبہ کے وہان گئی تو ایک شخص
میرا عاشق ملا معلوم ہوا کہ وہ دشمن آپکا صاحبقران ہے مین اسکو خالہ صاحبہ کے وہان لیگئی اور
ساری روداد بیان کی کہ یہ سب گواہ ہین اسوقت صلاح ہوئی کہ اسکو بیہوش کرکے مار ڈالینگے
اسوقت عیار نے کہ جو برق تیز نگاہ بنا ہوا تھا اسنے ہم سب کو شراب پلا کر بیہوش کیا اور خالہ صاحبہ
کو مار ڈالا یہ کہکر انگشتری بادشاہ کو دی اور رونے لگی بادشاہ نے کہا کہ کچھ اندیشہ نہین ہے جو اگر
ہوگیا ہے تو کیا مضائقہ ہے میرا کیا کرسکتا ہے مین ابھی اور انتظام کیے دیتا ہون یہ کہکر خود بھی ملکہ
گلگونہ جادو کے مرنے کا افسوس کیا اور حکم دیا کہ اسکا جنازہ بڑی دھوم سے اٹھایا جاوے
یہ حکم پاتے ہی جنازہ اٹھایا گیا اور موافق رسم کے جلا دیا گیا اب انکو تو اسی مقام پر رہنے دیجیے
کہ انکا ذکر وقت پر آئیگا اب

دو کلمہ داستان شوکت بیان صاحبقران کے بیان ہوتے ہین

کہ یہ جوان کو جبر کرا اور لوح نکال کر مع گستہم زرین کمر روانہ ہوئے تو تھوڑی دیر مین خدمت
درویش صاحب مین حاضر ہوئے اور سارا حال من وعن بیان کیا شاہ صاحب اور بادشاہ
نے اور جتنے دیو و پری وجن کہ ہمراہ لشکر بادشاہ الوز شاہ و دربان شاہ آئے تھے انھون نے
مدح و ثنا سلیمان صاحبقران کی کی اور گستہم زرین کمر کو بہت کچھ انعام و اکرام دیا صاحبقران
نے وہ لوح شاہ صاحب کے آگے رکھ دی شاہ صاحب نے ملاحظہ کیا اور کہا کہ ہان یہی لوح ہے وہ
اسکے خون کو پاک کرکے حوض مین غوطہ دیا کہ جو سنگ موسی کا بنا ہوا تھا اور اس مقام پر واقع
تھا اور بسم اللہ کہکر صاحبقران کے گلہ مین ڈال دیا اور فرمایا کہ اب آپ کو فتاحی طلسم مبارک ہو
اسوقت صاحبقران نے کہا کہ اب مین طرف تحویل سلیمانی کے جاؤنگا اور اگر خداوند کریم
چاہا تو آپکے اقبال سے فتح کرونگا یہ کہہ ہی رہے تھے کہ الوز شاہ نے آکر عرض کیا کہ حضور کو اندر محل
کے سب نے بلایا ہے اسلیے کہ معلوم ہوا ہے کہ حضور کا قصد برائے فتاحی طلسم ہے اس وقت
صاحبقران نے سنکر اپنی پوشاک خاص منگوائی اور اسکو زیب تن کیا اور ہتھیار وغیرہ لگائے
اور داخل محل ہوئے اور گستہم زرین کمر بھی انکے ہمراہ ہوا اسوقت اسرار پری کی نظر گستہم زرین
کمر پر پڑی اور اپنی گردن نیچی کرکے کہا کہ حضور صاحبقران عالیشان تشریف لاتے ہین اس وقت
ملکہ مہتاب پری نے دیکھا اور اپنی گردن کو نیچا کر لیا صاحبقران آکر کرسی جواہر نگار پر متمکن ہوئے
اور گستہم بھی عقب صاحبقران عالیشان کھڑا ہوگیا اسوقت مہتاب پری نے کہا کہ مین نے
سنا ہے کہ آپ برائے فتاحی طلسم تحویل سلیمانی تشریف لیجائیے گا۔ صاحبقران عالیشان نے
کہا کہ ہان میرا جانا اب ضروری ہے ایک تو تجھے رہا کرنا سلطان ورقہ تمھارے بھائی کا ہے اور دوسرے
مالک طلسم کی دختر کا عقدہ اسکے عاشق عارض شیر دل سے کرانا ہے یہ سنکر مہتاب پری نے کہا کہ
یہ اختیار آپکا ہے مین کچھ نہین کہسکتی اور یہ کہکر آبدیدہ ہوئی اور آنسو اسکے دونون رخسارون پر

جاری ہوگئے اور ہزارہا خیال اسکے دل میں آنے لگے اُسوقت صاحبقران زمان نے بہت سے کلمات
تسکین آمیز فرمائے اور کہا کہ تم لوگ گھبراؤ نہیں ہم انشاء اللہ بہت جلد طلسم فتح کرکے واپس آئینگے لیکن
تم سب کی سب درگاہ اقدس الٰہی میں دعا کرتی رہو یہ فرما کر اُٹھے اور سب ساکنان محل سے رخصت
ہوئے جتنی عورتیں کہ وہاں تھیں وہ سب کی سب رونے لگیں اور ایک غل رونے کا بلند ہوا
اسوقت کوئی تصدق اتارتی تھی کوئی بلائیں لیتی تھی اور کوئی کہتی تھی کہ ہمنے آپکو امام ضامن کی ضمانت
میں دیا اور کوئی کہتی تھی کہ جسطرح سے کہ پیٹھ دکھاکے جاتے ہو اسیطرح سے منھ دکھانا۔ غرضکہ
صاحبقران عالیشان محل سے برآمد ہوئے اور خدمت شاہ صاحب میں آئے اور اجازت برائے
فتح طلسم تحویل سلیمانی طلب کی شاہ صاحب نے رخصت عنایت کی اور صاحبقران سب لوگون
سے ملے گلے اور انور شاہ اور زمان شاہ اور جتنے کہ دیو اور جن تھے اُنسے بھی ملے اور سب سے
رخصت ہوئے اُسوقت گستہم زرین کمر نے عرض کیا کہ حضور یہ مجکو ارشاد ہو کہ ضرور ہمراہ رکاب سعادت
انتساب ہونگا صاحبقران زمان نے اُسے گلے سے لگایا اور کہا کہ دستور یہ ہے کہ تنہا برائے فتح
طلسم جاتے ہیں تمہارا لیجانا مناسب نہیں ہے تمکو یہیں برائے حفاظت ناموس چھوڑے جاتا ہوں
یقین ہے کہ جب میں فتح دربند دود ماہر کرونگا اُسوقت یا تو تمھیں بلوالونگا اور عجب نہیں کہ تم
خود ہی وہاں آجاؤگے اور اب تم میری طرف سے اطمینان رکھو جیسا کچھ کہ لوح میں نوشتہ پاؤنگا
اُسی کے مطابق عمل کرونگا۔ یہ سنکر گستہم زرین کمر خاموش ہو رہا اور صاحبقران یعنی شاہزادہ
سلیمان طرف تحویل سلیمانی کے برائے فتح روانہ ہوئے ٭

دو کلمے داستان ظفر نشان سلیمان صاحبقران کے عرض کیے جاتے ہیں یعنی دربند کا فتح کرنا اور وہاں سے طلسم پر جاکر اسکا فتح کرنا وباقی متعلقہ داستان ہذا ۔ اشعار

لگا ساقیا دور مینا سے لبا ... کہ ہو غنچہ سان دل مرا کھل کے گل
کہ سنگ الم سے دل اب ہے ریزہ ... ہی داستان اب سناتا ہوں میں
رہائی اسیرون کی منظور ہے ... گرفتار ہم کو چھڑاتا ہوں میں
الہی اعجاز خامہ دکھانے پر تلے ... دکھوں میں ساحرون کے اڑنے پر

یہاں سے بلبل رنگین بیان کو یون نغمہ سنج ہوتے ہیں کہ جسوقت کہ یہاں سے فاتح طلسم برائے
فتح طلسم روانہ ہوا اور طے مراحل کرکے اُس منزل کو قریب دربند دود ماہر کے پہونچے دیکھا کہ
کچھ میل معلوم ہوتے ہیں اسکی تکمیل کے واسطے اُٹھاکے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمیں لکھا تھا کہ
اگر تو سامنے میل کے پہونچے تو یہ اسم پڑھکر جانا اسوقت تجھے معلوم ہوگا کہ دھوان نکلتا ہے
جس میل سے پہلے دھوان نکلے اُسے اپنی نگاہ میں رکھنا اور جب تمام صحرا تاریک ہوجاوے
اور اندھیرا ہوجاوے اُسوقت اپنی آنکھون کو بند کرلینا اور پھر اُنہیں اُسکے بعد تجھے معلوم ہوگا کہ
روشنی ہوگئی اور چاند نمایاں ہوا اور ستارے پیدا ہوئے اُسوقت جب ستارہ طلوع ہوگا تو وہ زمین
پر گرنے پاوے اور اگر وہ زمین پر آجاویگا تو وہ پھٹیگا اور اُسمیں سے جو فوج پیدا ہوگی وہ تجکو
گھیر لیگی اور تو حشر تک اُس فوج سے سر برنہ ہوگا اسسے تجھے لائق و لازم ہے کہ اپنے تئیں جہاں تک

کہ وہ ستارہ زمین پر آلے اُس میل تک پہونچا دے اور اسکو بزور صاحبقرانی کھینچ لے اُسمین سے
ایک غار پیدا ہوگا تو اپنے تئین اُسمین گرا دینا کہ وہی راہ طلسم ہے بس یہ صاحبقران نے پڑھا اور اپنے
مرکب کو صحرای طلسم پر لانے کہ دیکھا کہ تڑاقا ہوا اور دھوان اُس میل سے فلک پر چلا اور تمام صحرا
تاریک ہوگیا اُسوقت صاحبقران بہت پریشان ہوے اور آنکھین اپنی بند کرلین تھوڑی دیر
کے بعد تاریکی رفع ہوئی اب جو انھون نے آنکھ کھولی تو دیکھا کہ اُس ابر سے چاند نمایان ہوا اور اُسکے
بعد ستارے نمایان ہوے لیکن بوجہ لوح کے وہ تاریکی انکا کچھ نہ بنا سکی اُسوقت انھون نے دیکھا
کہ ستارہ ایک اپنے مقام سے ٹوٹا اُسکا ٹوٹنا تھا کہ یہ مرکب کو جھکا کر برابر میل کے پہونچے کہ جسمین
سے پہلے دھوان نکلا تھا یہ گھوڑے پر سے کود پڑے اور دامن ہمت کو کمر دا نکر میل پر ہاتھ ڈالدیا
اور اُس اسم کو پڑھا اور بزور صاحبقرانی ایک جھٹکا مارا کہ وہ میل اُکھڑ گیا اور اُسمین سے ایک غار
عمیق معلوم ہوا اور ادھر وہ ستارہ بیٹھا اور فوج پیدا ہوئی افسر فوج جو تھا اُسنے آواز دی کہ باش
او صاحبقران تو کہان پہونچ گیا ہم آ پہونچے اور ہم سے جنگ کر پھر آگے بڑھنا خیال مین انکے آیا کہ یہ
کہیگا کہ ہمارے ڈر سے گڑھے مین کود گئے بس یہ خیال کرکے تیغ پر ہاتھ ڈالا اور چاہا کہ مین بھی جواب
دون اور نعرہ کرون کہ ساتھ ہی آواز آئی کہ کیا کرتے ہو حکم لوح سابق پر خیال کرو بس یہ سنتے ہی
صاحبقران نے اُس نقب مین اپنے تئین گرا دیا بس بعد تھوڑی دیر کے اب جو دیکھا تو ایک
صحرای لق و دق مین اپنے تئین پایا اور جب چند قدم راستہ طے کیا تو دیکھا کہ ایک فوج سیاہ پوشون
کی کھڑی ہوئی ہے اور آواز اُس فوج سے پیدا ہوئی کہ باش او فتاح طلسم تو یہان بھی آ پہونچا
اب ہم تجھے کب زندہ چھوڑتے ہین اور یہ کہکر اُن سب نے پودے پاک کیلیے اور تلوارین کھینچ
لین ادھر فتاح طلسم نے لوح کو اُٹھا کر ملاحظہ کیا اُسمین لکھا تھا کہ اس فوج سے مقابلہ کرنا جب
یہ فوج تمھارے قریب آجاوے تو اُسوقت تم یہ اسم پڑھکر اپنے اوپر دم کرنا اور خیال کرنا کہ اُس
فوج کے بیچ مین ایک شخص انگیٹھی آگ کی لیے ہوے ہے اور زنجیر گلے مین ڈالے ہوے اور
کچھ رائی مرچ سون کے دانہ پڑھ پڑھ کر اُسمین ڈال رہا ہے بس اُسکو تاکو اور اُسکی پیشانی پر تیر
یہ اسم پڑھکر مارو اگر تمھارا تیر اُسکی پیشانی پر لگ گیا تو پھر قدرت خداوند عالم کا تماشا دیکھنا بس یہ
ملاحظہ کرکے انھون نے ترکش سے تیر نکالا اور اُسکی پیشانی کو تاکا اور اسم پڑھکر اُسکی طرف سر کیا
بفضل تعالے وہ تیر انکا جو کمان سے چھوٹا مثل کلام برجستہ کے جو پہونچا تو اُسکی پیشانی پر بیٹھا
اُس تیر کا پڑنا تھا کہ انھون نے دیکھا کہ اُسنے چیخ مارا اور زمین پر گرا اور گرتے ہی جتنی فوج تھی
وہ سب ایک دھوان ہوکر اُڑگئی اور اندھیرا سا چھا گیا اور تمام وہ مقام تاریک ہوگیا اور بعد تھوڑی
دیر کے وہ اندھیرا برطرف ہوا اور آواز آئی کہ مارا جوان کشتنی نام من دودمان جادو بود افسوس
کہ طلسم کو اس فتاح طلسم نے توڑا اُسکے بعد جو دیکھا تو لاش دودمان جادو کی خاک پر پڑی
ہوئی ہے اور صحرا اور وہ میل بھی برطرف ہوگئے یہ ایک تعجب مین کھڑے ہین کہ دیکھا کہ سامنے
سے رضوان شاہ اور انور شاہ یہ مع فوج و بارگاہ کے مبارکباد دیتے ہوے سامنے سے نمایان
ہوے اور انکے ساتھ درویش زندہ دل بھی پیدا ہوے اور آواز دی کہ شاباش و مرحبا اے
صاحبقران ظفر نشان اگر مین نہ پہونچ جاتا تو یقین تھا کہ آپ اپنی جوانمردی و جوش صاحبقرانی اُس
فوج کو دکھاکے پھر بہت مشکل پڑجاتی صاحبقران نے فرمایا کہ اسمین کچھ شک نہ تھا غرضکہ

صاحبقران کو سب کے سب بارگاہ مین لیکر آئے اور انکی نہایت تعریف و مدح کی جب شب ہوئی
اسوقت سب نے طعام وغیرہ سے فرصت کی اور اپنی اپنی آرام گاہ مین آکر استراحت کی وقت نماز صبح
شاہزادہ نے اُٹھکر رخصت کا پیام اپنی زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا اور رخصت ہوکے اب
ناقلان حکایت نو و کہن طلسم بندان جادو فن اس حکایت غریب و داستان عجیب کو یون بیان
کرتے ہین کہ جب شاہزادہ سلیمان صاحبقران نے فتح دربند و دمانیہ سے فراغ حاصل کیا تو آپ
طرف دربند کوہ آئینہ حصار کے روانہ ہوئے بعد قطع منازل و طی مراحل ایک مقام دلستان
انکو نظر آیا کہ اسکے دیکھنے سے فرحت تازہ آئی اور طبیعت لہرائی دیکھا کہ سامنے ایک بارہ دری
ہے اور اُسکے سامنے ایک چمن مشک بیز ہی خاک عنبر آمیز ہی ہر ہر گام پہ سبزہ گاہ ہی قدم قدم پر جلوہ
مہر و ماہ ہی کہ جسکی تمنا سے دیدہ مین دل حوران خلد برین داغ داغ ہی اسکے آگے گلشن فردوس
مکان لیے ہرا بھرا بیاست
بچھا ہے سبزہ گلشن مین فرش مخمل کا
ہر ایک گل سے ہویدا ہی رنگ ...
جسم لبست شگفتہ ... مین

چمن چمن ہین درختان باغ کے غنچے
کھنچا ہی روی زمین سائبان پر ہیانہ
مخدرات چمن مین ہی دھوم شادی کی
لپیٹ لپیٹ کے جوانان باغ سے سہرا

قدم قدم مین چھنو پر جدا قطار گلہا
ہر ایک غنچہ سے پیدا ہی پاری کی فتوحی
عروس گل نے بچھایا ہی جامہ زرتار
ہر رنگ یاد گلستان دست ... جوش و طرب

شمالی صوفی پرست وجد مین اشجار + بیحد راحت نظیر ہی جنگل جنگل خطہ کشمیر ہی ہر طرف قدرت خدا کا ظہور ہی سیلاب
سیلاب چشمہ نور ہی بقول ذوق۔ شعر۔ چمن مین ہی یہ درختان باغ پر جوبن + کہ زہر کھاتے ہین سبزان
خطہ کشمیر + کوسون سبزہ لہلہاتا ہی گویا ایک پیکان تیر ہے نظر دل مین چبھا جاتا ہی سبزی
مین ایسا کہ سبزہ جی نے شراب انگور چھوڑ کر سبزی کا پیالہ ہاتھ مین اُٹھایا ہی فلک مینا رنگ کے
نیلا پیلا ہو کر زہر کھایا ہی جہانتک نظر کام کرتی تھی یہی کیفیت آنکھ سے گزرتی تھی درمیان
سبزہ زار چمن زار ہی قدرت پروردگار آشکار ہی درختان میوہ دار لب چشمہ سار کھڑے کھڑے
جھومتے ہین اطفال شگوفہ جھک جھک کر نونہالان باغ کے قدم چومتے ہین گلہائے رنگارنگ
قباہائے تنگ تنگ مین پھولے نہین سماتے ہین غنچہ ہائے نو شگفتہ نظر گل سے چھپ چھپ
کر مسکراتے ہین بقول ذوق ۔ رخسار گل تر کا ہی سرخی سے یہ عالم + جون وقت غضب
چہرۂ ترکان ختائی + سردی ہوا سے یہ ہی عاشق کے جگر کو + معشوق کا گرم ہاتھ مین ہو دست
حنائی + لطافت آب و ہوا و کثرت نشو و نما سے برسات کا موسم پایا جاتا ہی ابر نوبہار ہر چہار
طرف سے جھوم جھوم کر آتا ہی ذوق ۔ ہوا پہ دوڑتا ہی اس طرح سحاب سیاہ + کہ جیسے جا
کوئی فیل مست لیے زنجیر + جھوم جھوم ایسے بادل آنے لگے پاؤن توبہ کے اکھڑنے لگے
چھما چھم مینہ برستا ہی رعد متوالون پر آواز سے کستا ہی۔ شعر۔ کچھ دور نہین رحمت باری سے
پر ساقی + روئے جو ذرا مست تو مینہ ابر سے برسے + رعد کی کڑک بجلی کی چمک غضب کی کیفیت
دکھاتی ہی خود بخود طبیعت لہراتی ہی جو کوئی معشوقہ نازنین سامنے آتی ہی بے اختیار یہ بیت
اُسکو سناتی ہی۔ بیت۔ برق کو چھوڑ قدم معدن سیماب پہ رکھ + ہاتھ لیکن نہ کسی کے دل بیتاب
پہ رکھ + جدھر دیکھو جھیل تالاب لبالب ہین چشمہ سار لبالب ہین چشمہ چشمہ کٹورے کیطرح چھلکتا
رہا ہی دریا رواں ہی تیر کی طرح لپکتا رہا ہی بقول ذوق ۔ ہو سکا کب لشکر باران سے نہ کچھ فوج
پر نالہ کی ہی دشت مین دریا پہ چڑھائی + لب آب قاز قرقرے سرخاب اور بطین مرغابیان

میں آؤں یہ نامہ لکھکر اسنے سوفار جادو کو دیا یہ نامہ لیکر وہاں سے اُڑا اور مانند تیر کے خدمت میں بادشاہ طلسم کے پہونچا اور بعد اداے قدمبوسی وہ نامہ پیش کیا بادشاہ نے اُس نامہ کو پڑھکر دو دہان جادو کا افسوس کیا اور گرفتاری فتاح طلسم پر نہایت شاد و خرسند ہوا اور جواب نامہ یہ لکھا یعنی اس میں یہ تھا کہ فتاح طلسم کو مع لوح کے تم لیکر ہمارے پاس آؤ چاہیے یہ طلسم برباد ہو جائے کہ ہم اسے قتل اپنے سامنے کرینگے اور اسکو خلعت دیکر اُس وقت رخصت کیا یہ خدمت میں بادشاہ ورشہ یعنی بلور جادو کے اُنکے پہونچا اور جواب نامہ دیا۔ بلور جادو نے مخاطب ہوکر فتاح طلسم سے کہا کہ او بد گمان کو دو فتاح طلسم تجھے اُنکو چالیس دن کی مہلت ملتی تھی لیکن تمھارا جام عمر لبالبریز ہوا کہ تمہیں ایک دن کی بھی مہلت نہ ملی اور یہ کہکر اپنے تخت سحر کو تیار کیا اور آپ اور سوز جادو ملکہ اور قیدی فتاح طلسم کی لیکر خدمت میں بادشاہ خاقان جادو کے چلے لیکن جا کو راکھے سائیاں مار نہ سا کھے کوے + بال نہ بیکا کر سکے جو جگ بیری ہوے + شعر
اگر تیغ عالم بجنبد زجا + نہ برد رگی تا نخواہد خدا + غرضکہ شاہزادہ کو بھی اپنی زیست سے یاس تھی لیکن کہتا تھا کہ خداوند عالم قادر و توانا ہے اگر میری حیات باقی ہے تو یہ کیا کر سکتا ہے اور اگر اسی بہانہ سے پیک اجل کو آنا تھا تو خیر کیا مضائقہ ہے یہ دل لگانا نہ تھا موت کا بہانہ تھا یہ کہہ رہے تھے کہ قید انکی قریب باغ ہمیشہ بہار کے آئی اور بلور جادو ملکہ رضوان سبز پوش کا گونہ عاشق بھی تھا ہے جب وہاں یہ پہونچا تو دیکھا اسنے کہ اسکی کنیز ہمیشہ بہار باغ کے باہر ٹہل رہی ہے بلور جادو نے پوچھا کہ تمھاری ملکہ کا مزاج اچھا ہے اسنے کہا کہ ہاں اپنی خالہ کے لیے یعنی گلگونہ جادو کے لیے رو رہی ہیں اور فتاح طلسم کو کوسا کرتی ہیں۔ یہ سنکر بلور جادو نے کہا کہ وہ گرفتار یعنی قاتل ملکہ گلگونہ جادو یہ بیٹھا ہے اب اسکو براے قتل ہم لیے جاتے ہیں کہ بادشاہ نے واسطے قتل کے بلایا ہے اُسوقت ہمیشہ بہار نے کہا کہ ملکہ سے میں عرض کروں تاکہ وہ خوش ہوں بلور جادو نے کہا کہ جاؤ میں ٹھہر رہا ہوں تم آؤ ہمیشہ بہار نے آکر ساری روداد گرفتاری فتاح طلسم بیان کی ملکہ جلدی سے اُٹھی اور دروازہ باغ پر آئی اور کہا کہ اے بلور اگر مناسب ہو تو دم بھر ہمارے یہاں ٹھہر جاؤ کہ ہم اس قاتل کو دیکھیں اور پوچھیں کہ تیرا کیا قصور میری خالہ نے کیا تھا بلور جادو نے بھی منظور کیا اور مع سوز جادو کے داخل باغ ہوا اور ملکہ نے اسکو جا بجا بیٹھنے کو جگہ دی اور یہ کہا کہ میں ممنون ہوئی کہ تمنے جان میرے باپ کی بچائی واقعی ہے کہ تمنے وہ کام کیا ہے کہ تمام ساکنان طلسم پر احسان کیا ہے اور یہ کہکر فتاح طلسم کی جانب کو متوجہ ہوئی اور کہا کہ او ظالم تجھے اس دن کی خبر نہ تھی اور یہ کہکر اور تیغ کھینچکر یہ چلی قتل کرنے کے لیے کہ بلور جادو نے ہاں ہاں کہکر روک لیا اور کہا کہ ملکہ اسکا قتل سامنے تمھارے باپ کے ہوگا کہ سارا عالم جمع ہوگا اور اسکے قتل کا تماشا دیکھے گا ملکہ اسکے قتل سے باز آئی اُسوقت اپنے دل میں فتاح طلسم نے کہا کہ اللہ اکبر۔ عورت کی بات کا کیا یقین ہے یہ مردار کس طرح سے مجھے اور ستمگر کہتی ہے اور عشق میں اسکے عارض شیر دل ہو کے اپنی خالہ کو قتل کرایا اب دشمن جانی میری ہوئی شعر۔ اُسکے جانے کا قاتل نے ترا ڈھب نکالا کر
سہیلوں سے پوچھتا ہے اسکو کسنے مار ڈالا ہے + شاہزادہ نے اپنے سر کو جھکا لیا اور یہ کہا کہ اے ملکہ جو کچھ کہ تونے کہا وہ سچا ہے ہم اسی لائق ہیں اُسوقت ملکہ نے حکم دیا کہ واسطے بلور کے جلد جام لاؤ ساقی یہ سنتے ہی فوراً صراحی مرصع نگار اور جام گلفام لیکر حاضر ہوا بلور جادو نے عرض کیا کہ

اس بیمار محبت کی دوا یہ ہے کہ آپ اپنے دست اقدس سے ہمیں جام عنایت فرمایئے باعث
اس خوشی کا یہ ہے ملکہ نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے تم نے ایسا ہی مجھے خوش کیا ہے اور آپ ساقی سے
وہ صراحی و جام لیکر اور جام کو لبریز کرکے سامنے بلور جادو کے لائی بلور جادو نے وہ جام لیا
اور لیکر بعد تسلیم جام پی گیا دوسرا جام ملکہ نے سوز جادو کو دیا یہ تسلیم کرکے پی گیا پھر دوسرا جام بلور
جادو کے آگے ملکہ لائی بلور جادو نے مسکرا کر اس جام کو ہاتھ سے ملکہ کے لیا اور پی گیا اور دوسرا
جام پھر سوز جادو کو ملکہ نے دیا یہ بھی پی گیا لیکن اب ان دونوں کو نشہ زیادہ ہوا باعث یہ تھا کہ
گلستہم نے بیہوشی کی ترکیب اور کچھ پڑیاں دی تھیں اور کہا تھا کہ جس طرح سے ہم نے تمہاری خالہ کو
بیہوش کیا ہے اسی طرح سے تم بھی جسے چاہو گی بیہوش کر لو گی وہی پڑیاں اسنے ڈالکر ان دونوں کو
شراب پلا دی تھی مختصر ان دونوں کا یہ حال ہوا کہ مارے گرمی کے یہ بیتاب ہوگئے اور اٹھ کر
چاہا تھا کہ ہم ٹہلیں مگر اسنے کئی مثقال بیہوشی زیادہ دیدی تھی یہ جو اپنے مقام سے اٹھے
گویا جہان سے اٹھے دو قدم چلے تھے کہ لڑکھڑا کر ادھر ادھر سے زمین پر گرے ملکہ نے خوش ہو کر کہا کہ
وہ مارا واہ استاد تیری دوا یہ کیا کام آئی ہے اور یہ کہکر شاہزادہ کے آگے دست بستہ کھڑی ہوئی
اور عرض کیا کہ اے شہریار عالیوقار میرے اس قصور کو اور بدزبانی کو حضور معاف فرمائیں کہ ابھی
عنایت اگر ہو جاوے تو کیا عجب ہے کہ جو میری وجہ سے کلمات ناسزا آپ کی خدمت میں نکلے ہیں
انکی تلافی ہو جاوے اور اسوقت موقع بھی انھیں کلمات کا تھا نہیں تو یہ ملعون ہرگز میرے
دام مکر میں نہ آتے شاہزادہ نے فرمایا کہ میں نے معاف کیے اور واہ ملکہ تم نے تو استاد عیاروں کے بھی
کان کاٹے استاد کی بھی استادی ہو گئیں کیا خوب عیاری کی ملکہ نے کمر سے تیغ آبدار کھینچکر بلور جادو
کے گلو پر کھینچ لیا اسکا سر الگ ہوا تھا کہ جلدی سے سوز جادو کو بھی فنا کیا بس انکا مرنا تھا کہ ایک
شور و غل پیدا ہوا اور تاریکی چھا گئی آوازیں مہیب آنے لگیں اور انکے سر سے ایک طائر نکلا اور کہا
کہ اسے ملکہ دیکھ تو دم بھر میں ایک حشر برپا کیے دیتا ہوں یہ کہتا ہوا یہ بادشاہ کی خدمت میں چلا
اور ادھر فتاح طلسم رہا ہوا اور وہ قید سحر سب ٹوٹ گئی ملکہ نے لوح گلے میں فتاح طلسم کے ڈالدی
اور اسکے ملازم جو بیرون باغ ٹھہر گئے تھے اس شور کو سنکر وہ بہت گھبرائے اور چاہا کہ اندر باغ کے
در آئیں کہ دیکھا تو فتاح طلسم دروازہ باغ پر خود آیا اور للکار کر کہا کہ پاش اسے قرمساقان کہاں جاتے
ہو میرے ہاتھ سے اور ہتھیار ذوالفقار بفضل کردگار بار اکھاڑ کر یہ کہکر انکی طرف جھپٹے اور وہ بھی ناریل اور
ترنج ہاتھ لیے لگے ادھر بسبب مرنے بلور جادو کے وہ آئینہ شق ہوا اور راستہ پیدا ہو گیا۔ درویش
زندہ دل نے شکر کیا اور کہا کہ مبارک ہو کہ صاحبقران اسیر ہو کر رہا ہوئے چلو لیں یہ کہکر درویش زندہ
دل مع الوز شاہ و ریحان شاہ مع دیو و جن و پریزاد روانہ ہوئے اور آکر دیکھا تو صاحبقران پر ترنج
اور ناریل پڑ رہے ہیں مگر بسبب لوح کے وہ کچھ نہیں بنا سکتے اور صاحبقران برابر قتل کر رہے ہیں
کہ اس عرصہ میں درویش زندہ دل مع بادشاہوں کے پہونچے یہ ساحر سمجھ گئے کہ وہ آئینہ ٹوٹا اب
یہاں سے بادشاہ کے پاس چلو یہ کہکر اور سمجھ کر یہ سب کے سب بھاگے فتاح طلسم نے فتح پائی
اس وقت درویش نے فرمایا کہ آپ باغ سوز جادو پر اسیر ہوئے لیکن یہ بھی معلوم تھا کہ آپ بسبب
ملکہ رضوان سبز پوش رہا ہونگے اسوجہ سے میں نے کوئی کوشش نہیں کی شہزادہ نے کہا کہ آپ بجا ارشاد
فرماتے ہیں یہی ہوا جو آپ نے ارشاد فرمایا یہاں جلدی سے بارگاہ آسمان جاہ بپا ہوئی۔ اور یہ

اور یہ بادشاہوں سے ہیں اور ملکہ کو اپنی بارگاہ میں مع خواصوں کے اور ملازموں کے اندر لائے
اور گستہم زرین کمر نے ملکہ کی بہت تعریف کی کہ آپ تو ہم سے بھی بڑھ گئیں واقعی کیا کام کیا ہے اور
بہت بڑا احسان آپ نے ہم لوگوں پر کیا اب خدا چاہتا ہے تو آپ کا بھی مطلب حاصل ہوگا
اب یہاں یہ تو فروکش ہوتے ہیں اب

دو کلمے داستان حیرت نشان اس طائر کے بیان کیے جاتے ہیں

یعنی یہ طائر جو اسکے گلوے بریدہ سے نکلکر خدمت بادشاہ میں پہونچا خاقان شاہ اسوقت
انتظار قید فتاح طلسم میں بیٹھا تھا کہ دیکھا کہ یکایک سامنے سے یہ طائر نمایاں ہوا اور آواز دی
کہ فریاد ہے مصیبت ملکہ رضوان - بادشاہ نے پوچھا کہ اے طائر کیا کہتا ہے اسنے عرض کیا کہ حضور کی
دختر نے قیدی کو رہا کیا اور بلور جادو و سوزن جادو کو مصروف دعوت کر کے قتل کر ڈالا اور فتاح
طلسم رہا ہو گیا اور لوح بھی اسکو ملگئی اور ملکہ نے دیدی یہ کہکر فریاد کنان وہ جانور چل گیا
خاقان نے اپنا سر پیٹ لیا وزیر نے کہ نام اسکا فیروز جادو ہے اسنے عرض کیا کہ کسی قدر بلور جادو
کی طبیعت ملکہ کی جانب راغب تھی لیکن بخوف حضور کچھ نہ کہہ سکتا تھا بس یہی باعث ہوا کہ یہ فتنہ
لیکر ادھر سے گیا اور اسنے فریب دیکر اس حرامزادے کو قتل کیا لیکن برا کیا خاقان نے کہا
کہ کچھ میں بھی سمجھتا تھا لیکن مجھے ملکہ کی ذات سے بہت بڑا اطمینان تھا افسوس کہ وہ جیسا
میرا خیال سچا تھا بس اب ہمارے لشکر کو حکم دو کہ تیار ہو کہ ہم چلکر فتاح طلسم سے مقابلہ کرینگے
اسی وقت فیروز جادو نے اکر تمامی لشکر کو حکم دیا کہ تیار ہو کل بادشاہ برائے مقابلہ فتاح طلسم
تشریف لیجائینگے اور فتاح طلسم کو سزا معقول دینگے یہ سنتے ہی تمام فوج میں تیاری ہوئی اور اتنی دیر
میں کتنے دن اور رات میں قریب ساٹھ ہزار فوج کے طیار ہوئی اور چالیس ہزار ساحران غدار
بلاے روزگار آفت کے پرکالے جھولیاں ساحری کی کاندھوں پر ڈالے ہاتھوں میں ترنج اور نارنج
لیے ہوے اور گلے میں کالی اور کوڑیاں اور ناگین ڈالے ہوے سینہ پر قشقہ مانا سیندور کے
دیے ہوے صبح کو تیار ہوکر در دولت شاہی پر حاضر ہوئے ادھر بادشاہ کی آمد کی خبر ہو رہی تھی
کہ دیکھا کہ پردہ چرخی پر کھنچا اور خاقان جادو ایک تخت کے اوپر سوار نمایاں ہوا وزیر فیروز جادو
نے اور ملازموں نے مجرا کیا یہ تمام فوج گران اور سب پایان بادشاہ لیکر واسطے مقابلہ فتاح طلسم
کے روانہ ہوا غرضکہ اسی راہ کو طے کر کے قریب باغ ہمیشہ بہار کے صحرا میں اترا اور فوج کو
داہنے اور بائیں اترنے کا حکم دیا اسوقت اسکی سواری اور جلوس کا سامان دیکھنے کو فتاح
طلسم آگیا تھا اور دیکھا تو وہ بھی کہ بڑے جاہ و حشم و دبدبے سے اسکی سواری ہے اور بارگاہ
برپا کرائی ہے اور داخل بارگاہ ہوا اسوقت ساحروں نے ہزار ہا نارنجیں اور ترنج تڑاق پڑاق طرف
آسمان کے مارے کہ تمام صحرا آتش بہار بنگیا اس سامان سواری کو دیکھکر صاحبقران نے فرمایا
مصرع - بھڑا پہاڑ سے جاہل ہے حوصلہ دیکھو ++ وہ غافل یہ جانتا ہے کہ لوح میرے پاس ہے گویا کہ
اسکی قضا میری مٹھی میں ہے لیکن حوصلہ مردی سے اپنی جان شیریں برباد و تلف کرنے کو آیا ہے
یہ کہتے ہوئے اپنی بارگاہ میں داخل ہوئے اور اپنے دنگل پہ آکر فروکش ہوئے بادشاہ اور درویش
اپنے اپنے امکنہ پر متمکن تھے اسوقت ساقی کو حکم ہوا اور جام بے اندیشہ انجام چلنے لگا ہر شخص کو

ایک سرور حاصل تھا اور ناچ ہونے لگا اُسوقت جوڑیاں ہرکاروں کی آئیں اور آکر خدمت میں فتاح
طلسم کے عرض کیا کہ طبل جنگ بدرنگ خاقان جادو نے بجوادیا ہی اور صبح کو مقابلہ ہوگا یہ خبر سنکر
صاحبقران یعنی فتاح طلسم نے بھی فرمایا کہ بجے ہمارے یہاں بھی طبل جنگ ادھر بھی نقارہ پر
چوب پڑی اور صاحبقران کے بھی ملازم اپنی اپنی حرب و ضرب کو درست کرنے لگے غرضکہ جسوقت
زلف لیلاے شب تا کمر پہونچی اور صداے ہوشیار باش بیدار باش کی لشکروں میں بلند ہوئی
جسوقت صاحبقران دربار کو برخاست کرکے اپنی خوابگاہ میں مع گستہم کے تشریف لائے
اُسوقت ایک خواص بدحواس دوڑی ہوئی صاحبقران یعنی فتاح طلسم کے پاس آئی اور عرض کیا کہ
ملکہ رضوان سبز پوش کو اسوقت روتے روتے غش آگیا ہی ہم سب نے پوچھا بھی کہ حضور کے رونے کا
کیا سبب ہی لیکن کچھ بیان نہیں کیا اور روتے روتے غش کر گئیں یہ سنکر صاحبقران اُٹھ بیٹھے
اور گستہم سے فرمایا کہ تم اسے بھائی اس عورت کو پہچانتے ہو گستہم نے عرض کیا کہ حضور میں جانتا ہوں
اگر آپکا قصد چلنے کا ہی تو بسم اللہ چلیے اگر کوئی عیارہ بھی ہی تو یہ آپکا کیا کرسکتا ہی بس یہ سنتے ہی شہزادہ
صاحبقران اُٹھ کھڑے ہوے اور محل میں تشریف مع گستہم کے لائے تو دیکھا کہ ملکہ رضوان سبز پوش
بیہوش پڑی ہی اور مہتاب پری اور اشراق پری یہ سب کی سب اپنے اپنے دامنوں کی ہوا دے رہی
ہیں اور کوئی اُسکے تلوے سہلا رہی ہیں اور کوئی لخلخہ سونگھا رہی ہی غرضکہ یہ حال دیکھکر شاہزادہ
صاحبقران کو صدمہ عظیم ہوا اور آپ اسکے قریب بیٹھ گئے کہ تھوڑی دیر کے بعد رضوان سبز پوش کو
ہوش آیا اور اسنے صاحبقران کو اپنے بالین پر پایا اُٹھ بیٹھی اور جھک کر مجرا کیا اور عرض کیا کہ حضور
نے کیوں تکلیف فرمائی اسلیے کہ مجھے اختلاج قلب کا مرض ہی اکثر میں روکر غش کر جاتی ہوں صاحبقران
نے اُسکی ملازموں کی جانب دیکھا اور کہا کہ ملکہ سچ کہتی ہیں یا جھوٹ کہتی ہیں اُن سب نے کہا کہ حضور
ہمنے یہ حالت سوا آج کے اور کبھی نہیں دیکھی یہ سنکر صاحبقران نے فرمایا کہ تمھیں قسم ہی
ہمارے سر کی صاف صاف کہو کہ تم کیوں روئیں اور کیوں غش آیا بس یہ سنتے ہی ملکہ نے کہا کہ
اے شہریار اسوقت تصویر یہ بندھا کہ بعد نصف شب کے باپ میرا مقابلہ حضور کا کریگا اور اس لوح
کی برکت سے وہ مارا جائیگا افسوس کہ اب تصویر خاقان شاہ کی پردہ ہستی سے مٹجائیگی ایسے ایسے
خیالات جو آئے اور یہ شعر پڑھا ع ہواے صحرا فزاے گلشن ضیافت غم نے لقا ہے
مسافرو دیکھلو تماشہ سراے فانی عجب سرا ہے بس یہ خیال جو اس کنیز کو آیا تو میں روتے روتے
غش کر گئی ہرچند کہ یہ امر کہنے کا حضور سے نہ تھا مگر آپکے قسم دینے سے مجبور ہوگئی اور اپنے دل کا
حال عرض کردیا بس صاحبقران نے اسکے کلام صاف کو سنکر فرمایا کہ اے ملکہ یہ لوح تو اپنے باپ
کے پاس لیکر جا اور اپنے قصور کو معاف کرا اگر پروردگار مجھے فتحیاب کریگا تو میں فتحیاب ہونگا
نہیں تو باپ تیرا زندہ رہیگا اور میں قتل ہونگا لیکن تیرا احسان جو مجھپر ہی وہ کسیطرح ادا نہیں ہوسکتا
اور یہ کہکر اور لوح کو اُتار کر ملکہ کے گلے میں ڈالدیا جلنے وہاں کھڑے تھے انکو سکوت ہوگیا اور مہتاب
پری نے عرض کیا کہ حضور یہ کیا کرتے ہیں جبتک اُنکے ماں باپ زندہ رہے ہیں صاحبقران نے یہ کلام
سنکر فرمایا کہ ہرگز آپ لوگ اسمیں دخل نہ دیجیے اور یہ کہکر ملکہ کی جانب کو مخاطب ہوے کہ جہان اُس قسم
کا سینے پاس گیا تھا اب میں تمھیں پھر اپنے سر کی قسم دلاتا ہوں کہ تم اپنے باپ کے پاس مع اس
لوح کے جاؤ اور اگر نہ جاؤ گی تو مجھکو نہایت صدمہ ہوگا ملکہ نے دیکھا کہ عجب مشکل ہی بقول شاعر

ع

شعر — غم صیاد فکر باغبان ہی + دو عملہ مین ہمارا آشیان ہی + آخرش مجبور ہوگئی اور کہا کہ بہت
اچھا اگر بادشاہ نے مجھے مار ڈالا تو بھی مین اس کردار کی سزا پاؤنگی اور یہ کہکر اٹھ کھڑی ہوئی کچھ
روشنی اپنے ہمراہ لی اور کچھ خواصون کو اپنے ہمراہ لیکر اور ایک تیغ اپنے گلے مین ڈالا اور رومال سے
ہاتھ اپنے باندھکر اسیوقت ایک تامدان پر سوار ہوکر اپنے باپ کے لشکر کی طرف روانہ ہوئی ادھر
صاحبقران اپنی خوابگاہ مین تشریف لائے انور شاہ اور رومان شاہ نے کہا کہ مصلحت صاحبقرانی مین
ہمین کیا دخل ہی جو چاہین وہ کرین اور ہم تو انکے پابند ہین اور جان دینے کو حاضر ہین۔ اب حال
ملکہ رضوان سبز پوش کا سنیے کہ جب اپنے باپ کے لشکر کے قریب پہونچی تو لوگون نے اسکو روکا
اور بادشاہ سے آکر بیان کیا کہ ملکہ رضوان سبز پوش تشریف لاتی ہین کیا حکم ہوتا ہی اسی وقت
فیروز جادو کو بادشاہ نے یاد فرمایا اور کہا کہ اے فیروز جادو معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ اب کوئی مکر تازہ تیار
کرکے میری گرفتاری کے لیے آئی ہی جاؤ اور دریافت کرو اسی وقت فیروز جادو ملکہ کے پاس
پس ملکہ نے فیروز جادو کو سلام کیا اسنے کہا کہ اے شاہزادی مین تو تمھین سلام کرون کہ
تم اسنے کہا کہ نہین نہین اسوقت شکست کی گنہگار آئی ہون پس اتنا تمھارا احسان ہوگا کہ مجھے
لیکے چلکے میرے باپ کے قدمون کے نیچے ڈالدو کہ مین اپنا قصور معاف کراؤن اور یہ لوح کہ
جو میری وجہ سے چھین گئی تھی وہ بھی دیدون پس یہ سنکر فیروز جادو نے ملکہ کو اپنے ہمراہ لیا
اور عقب پردہ کھڑا کرکے آپ ساری روداد بیان کی خاقان شاہ کی آنکھون سے آنسو جاری
ہوگئے اور کہا بلاؤ ہم بھی اسکو اس آخر وقت مین دیکھ لین کیونکہ صبح ہماری صبح قتل ہی اور
اس جہان فانی سے ہمارا کبھی کوچ ہی اور عالم بالا و دائمی کے جانے کا قصد ہی۔ یہ سنکر وزیر ملکہ
کے پاس آیا اور کہا کہ چلیے غرضکہ ملکہ اسکے ہمراہ ہوئی اور سامنے اپنے باپ کے آئی اور جھککر
سلام کیا اور قدمون کی جانب جھکی تھی کہ بادشاہ نے گلے سے لگا لیا اور کہا کہ بیٹا ہمین بھی
وہ منزل صبح کو درپیش ہی کہ اس سے ہم بچ نہین سکتے تم نے کیون تکلیف فرمائی قصور باتین
باتون کا وہ قصور نہین ہی جو کچھ کہ سنئے کیا امر ہونی تھا — یہ تقریر باپ کی سنکر اسنے لوح کو دونو
ہاتھون پر لیا اور عرض کیا کہ بابا جان قربان جان میری ہمت صاحبقران پر کہ اس مصیبت مین
جو مین رہی اور عشق آگیا تو خود میرے خیمہ مین تشریف لائے اور نصیحت دیکر یہ لوح دی اور کہا کہ
ابھی تم اسکے باپ کے لشکر مین جاؤ اگر میرا پروردگار چاہیگا تو مین فتحیاب ہونگا ورنہ جو مشیت
پروردگار ہوگی اسمین کیا چارہ ہی اس وقت بادشاہ لیتھ خاقان جادو نے جو یہ کلام جرأتانہ
اسکی زبان سے سنا اپنے دل مین خیال کیا کہ واقعی صاحبقران نہایت جری اور بہادر معلوم
ہوتا ہی کہ اسنے لوح ایسی چیز کا کچھ خیال نہ کیا اور فوراً اسکو دیدیا اور از حد مروت کی واقعی کہ
خداوند عالم نے ایسے ایسے بندے بھی پیدا کیے ہین اور انکا مذہب بھی بہت اچھا ہے
پس یہ خیال کرکے اسنے کہا کہ مین نے تیرے قصور کو بھی معاف کیا اور ساتھ ہی یہ خیال ہوا
کہ کہین شاید یہ کوئی عیار نہو اور یہ لوح مصنوعی ہو ملکہ سے کہا کہ لاؤ اس لوح کو مجھے دیدو
اسنے وہ لوح دیدی بادشاہ نے وزیر فیروز سے کہا کہ سامنے آؤ اور یہ بھی بہت بڑا جادوگر
ہی اسوقت جب یہ سامنے آیا بادشاہ نے اس لوح کو اسکے گلے مین ڈالدیا اور کہا کہ کچھ سحر
کر اب جو اسنے اسم اعظم پڑھنے کا ارادہ کیا تو اسکو کچھ یاد نہ آیا لاکھ لاکھ یہ چاہتا تھا کہ کہین

سحر کرون اور اسماء سحر اپنی زبان پر جاری کرون مگر کچھ یاد نہ آتا تھا آخرش مجبور ہوکر اسنے کہا کہ مین
اسوقت کچھ سحر نہین کر سکتا نہ معلوم مجھے اسوقت کیا ہوگیا ہے اسوقت بادشاہ نے اس لوح کو اٹھا
لیا اور کہا کہ آپ تو سحر کرین اب جو اسکے سحر کرنے کا قصد کیا تو جتنے اسماء سحر تھے وہ سب اسے
یاد آگئے اور پورا سحر جو اسکا تھا اسنے کیا اسوقت بادشاہ خاقان جادو کو ملکہ کی طرف سے اطمینان ہوا
اور لوح کو بھی لوح اصلی تصور کیا اسوقت بادشاہ نے اپنی دختر نیک اختر ملکہ رضوان سبز پوش سے کہا
کہ اچھا اے جان پدر اب تم آرام کرو صبح کو دیکھا جاویگا یہ سنکر وہ ایک مقام پر چلی گئی اور طرح طرح
کے خیالات اسکو آنے لگے کبھی کہتی تھی کہ مین نے کیون اسکا اظہار کیا کہ اب مفت مین فتاح طلسم
کی بھی جان گئی اور عجب نہین کہ بابا تو بادشاہ صبح کو مجھے قتل کرا ڈالیگا یا قید کریگا اور اس قیدی طلسم
کی جان مفت جاویگی کیونکہ جب وہ خبر مرگ میری سنیگا فوراً اپنے تئین ہلاک کر ڈالیگا یہ تو خیال کر کے
لیٹی سو گئی اور بادشاہ طلسم یعنے خاقان جادو جو اپنے مقام آرامگاہ پر گیا تو اسنے خیال کیا کہ
ایسے شخص کو قتل کرنا سراسر نامردی ہے کہ جسنے ایسا کام کیا اور اسکی اطاعت کرنا عین اطاعت خدا ہے
اور ان بت پرستون کے مذہب پر رہنا بہت برا ہے یہ خیال کرتے کرتے یہ بھی سو گیا اب وہ وقت آیا
کہ ستارہ صبح آسمان پہ ہویدا ہوا اور زمانہ شب کا برطرف ہونے لگا جھونکے نسیم عنبر شمیم کے یا جانب
نسیم کے آنے لگے۔ شعر۔ موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند + ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
لگے ہونے آنکھون سے تارے نہان + اٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیان + جب صبح ہوئی تو
لشکر صاحبقران مین اذان ہوئی اور سب وضو باخشوع کرکے ادائے نماز کرنے لگے اور صاحبقران بھی
سجادۂ عبادت پر آئے اور نماز صبح سے مع فوج فراغت حاصل کی اسکے بعد سب نے دست دعا
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور اسطرح مصروف دعا ہوئے کہ اے کس بیکسان و اے فریادرس
عنا جان ہمکو تیری مدد کا بھروسا ہے تو ہماری مدد کرنا اور ہمارے گناہون کو معاف کرنا جب دعا
سے فراغ حاصل کیا اسوقت صاحبقران محل مین داخل ہوئے اور ملکہ اسرار پری اور مہتاب پری
سے رخصت ہوئے اور ہتھیار لگا کر بیرون بارگاہ تشریف لائے اور مرکب اپنا طلب کیا اور جلو مین
صاحبقران کے گستہم زرین کمر ساتھ ساتھ چلا یہ دیکھکر سب سردارون نے جلوگاہ پر سے مجرا کیا
صاحبقران سب کا مجرا لیتے ہوئے طرف میدان کے روانہ ہوئے ادھر بادشاہ خاقان جادو نے بھی
سوار ہو کر میدان کارزار مین صف آرا ہوئے ادھر صاحبقران نے بھی مقابل اسکی فوج کے اپنے
لشکر کو صف آرا کیا اسوقت دیکھا کہ بادشاہ طلسم بھی خاقان جادو مع ملکہ رضوان سبز پوش کے آیا اور
اسکے لشکر نے بھی موافق اپنے مذہب و ملت کے اسے سلام کیا بادشاہ نے سبکا سلام لیا اور
لشکر کے آیا اور صاحبقران زبان سے کہا کہ حضور مجھے آپ سے کچھ علیحدہ کہنا ہے اسوقت صاحبقران نے
کہا کہ اچھا آئیے یہ سنکر بادشاہ خاقان جادو مع ملکہ قریب صاحبقران کے آیا اور صاحبقران نے گستہم
زرین کمر سے کہا کہ ایک خیمہ مین تخلیہ کرا دو یہ حکم سنتے ہی گستہم زرین کمر نے تخلیہ کرا دیا اور عرض کیا کہ
حضور تشریف لے چلین صاحبقران گیتی ستان بادشاہ خاقان جادو کو مع ملکہ رضوان سبز پوش
کے لیکر اس خیمہ کی طرف چلے اسوقت گستہم زرین کمر نے عرض کیا کہ حضور اگر حکم ہو تو مین بھی چلون صاحبقران
نے کہا کہ بادشاہ کو مجھ سے کچھ علیحدہ کہنا ہے اس سے مناسب یہ ہے کہ تم یہین رہو ملکہ رضوان سبز پوش
نے کہا کہ حضور آنے دیجیے کچھ مضائقہ نہین ہے پس صاحبقران مع بادشاہ خاقان جادو و ملکہ رضوان سبز پوش

بہ گستہم زرین کمر داخل خیمہ ہوئے اسوقت بادشاہ خاقان جادو کو صاحبقران نے کرسی جواہر نگار
پر متمکن کیا اور ملکہ بھی ایک کرسی پر فروکش ہوئی اور صاحبقران بھی اپنے دنگل پر فروکش ہوئے
اوس وقت بادشاہ خاقان جادو نے عرض کیا کہ یا صاحبقران جیسا کہ مین نے سنا تھا اوس سے
بڑھکر آپکو پایا واقعی ہے کہ آپ کا مثل و نظیر دنیا مین نہین ہے اور آپ نے وہ کلام کیا اور وہ جرات
دکھائی ہے کہ جنکی تعریف سے میری زبان قاصر ہے اور علی الخصوص جسوقت سے کہ ملکہ رضوان سبز پوش
نے مجھے جاکر لوح دی ہے اور سارا حال حضور کا بیان کیا ہے کیا کہون کہ جو میری حالت ہوئی ہے اب
یہ لوح بھی موجود ہے اور یہ سر بھی حاضر ہے اور مین آپکا بدل و جان تابعدار ہون اسوقت صاحبقران
نے یہ سنکر کہا کہ واقعی مجھسے خطا ہوئی کہ مین نے تمہارے دربند کو تباہ و برباد کیا اور دو دوسو
جادو کو مارا اور گنگو نہ جادو کو مارا اور میری وجہ سے دو سردار تمہارے اور بھی مارے گئے انکا
عوض جسطرح سے جی تمہارا چاہے لے لو یہ سر دار موجود ہے بادشاہ خاقان جادو نے یہ سنکر کہا کہ
ان ایسی اگر ہزار جانین ہون تو آپ پر تصدق ہین اب اسوقت سے آپ مجھکو ادنیٰ خادم تصور
فرمائین یہ سنکر صاحبقران نے بادشاہ خاقان جادو کو گلے سے لگالیا اسوقت بادشاہ خاقان جادو
نے عرض کی کہ حضور مجھے کلمہ حق تعلیم فرمائین صاحبقران گیتی ستان یعنی سلیمان صاحبقران نے
اسکو اپنی زبان معجز بیان سے کلمہ حق تعلیم فرمایا اور یہ بصدق دل مسلمان ہوا اسکے بعد اسنے عرض
کی کہ حضور مجھے اجازت دین کہ مین آپ جاکر اپنے لشکر کو بھی مشرف باسلام کرون صاحبقران زمان
نے بادشاہ خاقان جادو کو اجازت دی اور بادشاہ خاقان جادو رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آیا
اور وزیر فیروز جادو کو طلب کیا اور سارا واقعہ جو خیمہ صاحبقران زمان مین ہوا تھا اوس سے
بیان کیا اور کہا کہ مین نے دین اسلام قبول کیا ہے تم بھی اس دین کو برحق جانو اور میری فوج مین
بھی یہ سنا دو کہ مین نے اطاعت فتاح طلسم کی قبول کی اور انکا مذہب اختیار کیا ہے جسکو
دین اسلام قبول کرنا ہو وہ میرے ملک مین رہے ورنہ یہان سے چلا جاوے یہ کلام سنکر
وزیر نیک انجام بصدق دل مسلمان ہوا اور پھر فوج مین آکر اسنے حکم شاہی صادر کیا ان سبنے
عرض کیا کہ جو بادشاہ کا مذہب ہوگا وہ ہمارا بھی ہوگا اور ان سب نے بھی بصدق دل دین اسلام
قبول کیا اسوقت بادشاہ نے حکم دیا کہ سلطان ورقہ اور عارض شیردل کو اور باقی اور جو گرفتاران
طلسم ہین ان سب کو ہمراہ لے آؤ وزیر فیروز جادو گیا اور ان سبکو رہا کرکے پوشاکین پہنا کر بہت
خاقان جادو لائے وہان سے ہمراہ اپنے لیکر اسیوقت مع وزیر کے اور فوج لے اور ایک فرد اسیران
طلسم کی لیکر روانہ ہوا ادھر صاحبقران اپنی بارگاہ مین آکر فروکش ہوئے اور سجدہ شکر خدا
کا بجالائے کہ پروردگار عالم نے بغیر لڑے بھڑے یہ جنگ جیتے اور پریزاد اور نیز سبکے
مسلمان ہوگئے یہ عرض کرہی رہے تھے درگاہ خدا مین کہ ہرکارون نے خبر دی کہ حضور خاقان جادو
اسیران طلسم کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے آتے ہین صاحبقران اپنے دنگل پر آبیٹھے اور برائے
استقبال بھی پریزاد اور جنون کو روانہ کیا ساتھ گستہم زرین کمر کے غرضکہ استقبال کرکے بادشاہ کو
بلایا اور انھین بادشاہون کے برابر انکا بھی تخت بچھوا دیا تھا اسپر جو بیٹھا تو بادشاہ نے اپنے
فرزند سلطان ورقہ کو بیبسی اختیار آغوش تمنا پھیلائی اور گلے لگکر خوب رویا اور صاحبقران کی
خدمت مین لایا اور قدمون پر گرایا اسپر نے گلے سے لگایا اور عارض شیردل بھی دست بستہ آکر

کھڑا ہوا اور بہ ادب سلام کیا صاحبقران نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ عاشق ملکہ رضوان
سبز پوش عارض شیر دل ہے اسکو بھی بیٹھنے کی اجازت دی یہ بھی اپنے دنگلون پر آکر بیٹھے ہوئے
صاحبقران نے خاقان جادو سے فرمایا کہ آپ کو اس عارض شیر دل کے بارے مین کیا تامل ہے
اسنے وہی وجہ بیان کی کہ مین چاہتا ہون کہ کسی کا سسر نہ ہون اور نہ کوئی میرا داماد ہو اسوقت
امیر صاحبقران نے سنکر اگلے بادشاہون کا ذکر فرمایا اور کہا کہ یہ نہ ہوتا تو ہم آپ کیونکر دنیا میں آتے
جناب حمزہ صاحبقران کو ملاحظہ فرمایئے کہ رہنے والے خانہ کعبہ کے اور دادی صاحبہ ملکہ
آسمان پری اُنسے انکا عقد ہوا چنانچہ والد ماجد صاحبقران اعظم خدا کی عنایت سے موجود ہین
دنیا مین انکا بیٹا ہون پس ہمیشہ سے یہ امر ہوتا آیا ہے لہذا آپ کو لائق ہے کہ کل انکا عقد اس
ملکہ سے ہو جاوے اسوقت بادشاہ خاقان نے عرض کی کہ حضور کو اختیار ہے اسوقت صاحبقران
نے فرمایا کہ آپ جا کر تیاری کیجیے اور ہم عارض شیر دل کو اپنے ہمراہ لیکر آئینگے لیکن رائے بہتر یہ
ہوگی کہ ایسے مین سامان ورقہ کا بھی عقد کر دیا جاوے دختر ریان شاہ سے یہ رائے کرکے آپ نے
ریان شاہ کو بھی کہا کہ آپ بھی مع اپنی دختر خاقان شاہ کے ساتھ جایئے اور مین ان دونون
دولھاؤن کو لیکر آؤنگا اور عقد سے انکے فراغ حاصل کرونگا اسوقت انھون نے کہا کہ آپ
مالک ہین لیکن ریان شاہ نے یہ عرض کیا کہ حضور نے جس طرح سے اس طلسم تحویل سلیمانی کو
فتح کیا ہے اسیطرح آپ بھی اپنے دل کو خوش کیجیے کہ آپکا عقد بھی ساتھ ملکہ مہتاب پری کے
اور رستم زرین کمر کا ساتھ اختر پری کے ہو جاوے صاحبقران نے فرمایا کہ بغیر اجازت والد
ماجد مین ایسا نہین کر سکتا ہون اسوقت انور شاہ نے کہا کہ یا صاحبقران مین اپنی دختر کو اپنا
گھر نہین رکھ سکتا یہ ہمراہ حضور چلی جاوین اور آپ انکو لیتے جایئے جیسا مناسب ہوگا ویسا کیا جائیگا
مین نے آپکی کنیزی مین اسے دیا آگے جو مرضی حضور۔ فرمایا کہ ہان جیسا تمنے کہا ہم ایسا ہی کرینگے
بس یہ کہکر وہ چپ ہو رہا اور خاقان شاہ نے وہ فرد طلسمی پیش کی اور عرض کی کہ بائیس گنج خزانے
اور بہت سا زر و جواہر وہ سب خزانون مین ہے اور اسپر یہ لکھا ہے کہ جو طلسم تحویل سلیمانی کو
فتح کریگا اول تو ہمارا عزیز ہوگا اور وہ صاحبقران الدین صاحبقران فاتح ہوگا یہ مال اسی کا ہے فرمایا
کہ بعد ان عقدون کے مین انشاء اللہ اپنے ہمراہ لیکر چلا جاؤنگا ۔ آپ یہان سے رخصت
خاقان شاہ کا بیان کیا جاتا ہے ۔ یہ جو رخصت ہو کر آیا تو اپنے ملک کو نہایت زینت
دی اور ساتھ تہذیب اہل اسلام کے مزین کیا اور شیشہ آلات اور روشنی اصفہانی اسنے کی
تمام شہر کو حکم دیا کہ چراغان کرو غرضکہ نہایت سامان شمارہ طرح سے آراستہ کرکے اور ان دونون
نازنینون کو حکم دیا کہ عروس بناؤ غرض یہان محل مین بھی چہل پہل اور بارات کے آنے کی دھوم
ہوگئی تھی اور طرح طرح کے تحفہ تحفہ یہ سب حاضر ہوئے اور شب کو صحبت ناچ و رنگ کی یہان آراستہ
ہوئی ادھر مین نے اسسے طول نہین دیا کہ شادی کا حال بیان کرتا ۔ انشاء اللہ شادی
صاحبقران کی بیان کرونگا ۔ اب یہان سے سلیمان صاحبقران نے ان دونون کو دولھا بنایا
اور بارات کو نہایت تکلف کے ساتھ سج کر اسکے بیاہنے کے ان دونون دولھاؤن کو
لیچلے اگر انکا بیان کیا جائیگا تو طول ہو جاویگا اور داستان ناتمام رہجاویگی اسوجہ سے
مختصر تحریر کیا ۔ غرضکہ یہ بارات بڑی دھوم سے آئی اور مکان خاقان جادو پہ پہونچی تو عجب

طرح کی مسرت اُس مقام پر تھی اور درویش زندہ دل بھی ہمراہ آئے تھے اور اُس جلسہ مین مع ان دونون دولھاؤن کے داخل ہوے اور درویش زندہ دل نے ان دونون کا عقد پڑھا اُس بہان تو صحبت مئےخواری خوب ہوئی اور گانا بجانا بھی حسب دلخواہ ہوا آتشبازی وہ کہ جو ہزار دون کے ہاتھ کی بنی ہوئی تھی چھوٹی عجب اُسنے بہار اُس صحرا مین دکھائی اور اُس صحرا کو گلزار آتش نما بنا دیا اب وہ زمانہ شب کا موقوف ہوا عروسون کو ساتھ لیکر صاحبقران اپنی بارگاہ مین آئے اور یہ دونون دولھا لیکر داخل محل ہوے اور شب باش ہوے اسوقت گستہم زرین کمر نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ یا صاحبقران شعر۔ وعدۂ وصل چون شود نزدیک + آتش شوق تیز تر گردد + صاحبقران نے فرمایا کہ ہان سچ ہے مصرع۔ صبر تلخ ست و لیکن بر شیرین دارد + گستہم زرین کمر نے اپنے سر کو جھکا لیا اور پھر جواب دینا مناسب نہ جانا غرضکہ وہ رات ان دونون نوشاہون کی بھی شب برات تھی مصرع۔ سینہ بسینہ لب بلب یون ہی کٹی تمام شب + غرضکہ سحر ہوگئی یہ دونون حمام کرکے خدمت صاحبقران مین آئے آپ بھی بارگاہ مین نماز پڑھکر بیٹھے تھے کہ یہ دونون حاضر ہوے اور مجرا کیا اسی طرح سے رسوم چوتھی چالہ وغیرہ کرکے صاحبقران نے عارض شیر دل کو مع اسکی عروس کے در نہاد آئینہ پر روانہ کیا اور آپ نے اسباب طلسم طلب کیا سب مع خزانون کے خاقان شاہ نے لاکر حاضر کیا اور جو اسیر طلسم تھے اُن سب کو صاحبقران نے رخصت کیا وہ بھی خوشی خوشی اپنے اپنے مکانون پر گئے اور آپ انور شاہ کو ہمراہ لیکر مع مال طلسم کے درویش زندہ دل کے مقام پر آئے اور فرمایا کہ یہ حقیقت ہمارا مال ہے آپکا ہے اُسنے کہا کہ فقیر کو اسکی کچھ پرواہ نہین ہے لیکن تم اپنے باپ کے پاس جب پہونچنا اور جب تمھاری شادی خانہ آبادی ہو تو ہمکو ضرور طلب کرنا اور ایک سیم دیا کہ جب ہمکو طلب کرنیکا قصد کرنا اس دانہ کو پھینک دینا کہ یہ پہنچ جائیگا ہمین اطلاع ہو جائیگی ہم فوراً آجائینگے اُسوقت شاہ صاحب سے تو رخصت ہوکر شہر انوریہ کی جانب چلے ادھر ریان شاہ اسپینر ملک کی جانب کو چلا اور سب نے وعدہ کیا کہ خراج وہان حضور کو پہونچیگا اور جب حضور یاد کرینگے اُسوقت ہم سب حاضر ہونگے اُسوقت صاحبقران مع سلطان وزرا اور مال طلسمی کے شہر انوریہ مین داخل ہوے یہ تو یہان ایک روز قیام کرتے ہین اور ایک عرضی اپنے والد ماجد کو لکھکر روانہ کرتے ہین اب حال یہان کا بیان کیا جاتا ہے کہ اخضر زرد پوش مع لشکر فراوان و لقا بدار یاقوت پوش اور گوہر پوش کے آکر قریب گلستان ارم کے پہونچا ہے یہ صاحبقران اعظم کو جو معلوم ہوا کہ فرزند میرا اس فوج کثیر کو لیے ہوے آتا ہے اُسوقت اول بن تنہک سے ارشاد ہوا کہ ہمارے فرزند کا استقبال کرکے جلد لا اسوقت چلنے دیو کہ وہان موجود تھے نامور وہ کہ قریب چالیس ہزار کے اسکے ہمراہ چلے جب یہ قریب لشکر کے پہونچا تو اسنے اخضر زرد پوش کو دیکھا اور سلیمان صاحبقران کو نہ دیکھا اسنے پوچھا کہ خیریت تو ہے سلیمان صاحبقران کہان ہین اسنے کہا کہ فضل الہی ہے مین صاحبقران اعظم سے بیان کرونگا اور یہ کہکر جلد ہی جلد ہی فوج کو اسنے بڑھایا جب یہ گلستان ارم مین داخل ہوا تو صاحبقران اعظم کو معلوم ہوا کہ میرا فرزند سلیمان صاحبقران اس فوج مین نہین معلوم ہوتا خدا وندا یہ کیا سبب ہوا یہ کہکر اپنے گریبان کو چاک کیا اور ڈاڑھین مار مار کر رونے لگے بس یہ اخضر زرد پوش نے جو سنا اسنے اپنے تئین جلدی خدمت صاحبقران اعظم مین پہونچایا اور مجرا کیا اور کہا آپ نے یہ کیا اپنا حال کیا مین آپکے سر مبارک کی

قسم کھاتا ہوں کہ سلیمان صاحبقران خیر و عافیت سے ہیں میں انکا حال آپ سے سب بیان کرتا ہوں
قریب ہی کہ وہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ سے ملتے ہیں صاحبقران کو تسکین ہوئی اور فرمایا کہ جلدی بیان
کرو اسوقت صاحبقران کو لیکر بارگاہ میں آیا اور نقابداروں سے کہا کہ چلیے کہ یہ آپکے بھتیجے ہیں
قمرزاد اور گوہرزاد یہ انکے فرزند ہیں اسوقت امیر نے گلے سے لگایا اور نقابیں اٹھا کر انکی صورتیں
دیکھیں اور فرمایا واقعی یہ دونوں میرے بھائیوں کے ہم شبیہ ہیں اور اسکے اخضر اب صاحبقران
سلیمان کو تونے کہاں چھوڑا ہی جلد بیان کر اسنے ازابتدا تا انتہا بیان کیا کہ وہ یوہومان کے تعاقب
میں جانا صاحبقران سلیمان کا اور مقابلہ دیو وسواس سے ہونا اور اسکا مارا جانا اور بیابان
ہمیشہ بہار میں دیو تھمسین کا ذر ہونا اور اسکا مسلمان ہونا غرضکہ آنا انوار پریزاد کے ملک میں
اور وہاں کا واقعہ جو گزرا مفصل بیان کیا اور گلستان ارم کا حال اور رمان شاہ کا حال بیان کیا اور
عاشق ہونا مہتاب پری کے اوپر بیان کیا اور شاہزادہ کا جانا طلسم تحویل سلیمانی پر اور ہم سبکا
آپکی خدمت میں روانہ کیا ہوا اور تفصیل اور وہ بادشاہ انکے ساتھ گئے ہیں طلسم کی جانب
کو یہ سنکر صاحبقران کو تقویت ہوئی اور شکر خداوند کریم بجا لاتے تھے کہ آکر اردلی نے
عرض کیا کہ ایک نامہ دار دربارگاہ پر حاضر ہے فرمایا کہ جلد بلاؤ یہ آیا اور اسنے مجرا کرکے وہ نامہ بادشاہ
یعنی صاحبقران اعظم کو دیا صاحبقران نے اس نامہ پر نام سلیمان دیکھکر آنکھوں سے لگایا اور
اپنے کلیجے سے لگایا اور لفافہ اسکا برطرف کیا دیکھا کہ بعد السلام کے لکھا تھا کہ اے پدر عالیمقدار
یہ تابعدار طلسم تحویل سلیمانی پر پہونچا اور اقبال حضور سے اسکو فتح کیا اور مال طلسم قریب بائیس
گنج خزانہ کے اور جامہ سلیمانی وہاں سے میں نے پایا اور اسیران طلسم کو رہائی دی اور بعد طلسم
توڑکر بادشاہ طلسم یعنی خاقان شاہ کو مع اسکی فوج کے کہ جو قریب ڈھائی لاکھ کے تھی ان سبکو
مسلمان کیا اب یہ تابعدار شہر القدر شاہ میں مقیم ہے کہ میں کل یہاں سے کوچ کرکے خدمت
بابرکت جناب میں حاضر ہوگا یہ عرضی پڑھکر بہت خوشحال ہوئی اور اب آپنے حکم دیا کہ
سب امیر و غریب تیاری کریں کہ میرا فرزند آتا ہے اور اخضر زردپوش اور جتنے ہمراہی اسکے تھے خبر
مسرت اثر سنکر بہت شاد و مسرور ہوئے اور حکم دیا کہ جلد خیمہ کو ہرکارے اور لوگ پانچ پانچ چھ چھ
کوس پر مقیم کیے جاویں اسوقت بہت سے لوگ بڑے خیمہ مقیم ہوئے اب انکو تھوڑی تھوڑی مقام
مقام پر چھوڑا جاتا اور صاحبقران چلے ہیں انکو بھی راہ ہی میں چھوڑا جاتا ہے

چند کلمے داستان شوکت نشان بادشاہ عالیمقام اور سرداران ذی احتشام کے بیان کیے جاتے ہیں تیمناً آغاز داستان

نگاہ آنکھ سے اسکے بار ہا ہو کے نکلے	کہ تیر سینے سے دل کے بہر جستجو نکلے
تری تلاش میں جو جا سے چار سو نکلے	ہجوم شوق میں جب دل کی آرزو نکلے
کہ پردہ کعبہ کا الٹیں وہاں بھی تو نکلے	
سنا ہے لوگوں سے سودے کی میری شدت کو	خود اپنی آنکھوں سے دیکھینگے اسکے صورت کو
خدا ہی رکھیگا پوشیدہ راز الفت کو	وہ آتے ہیں مرے گھر تماشہ وحشت کو
خدا نکردہ کہیں جیب میں رفو نکلے	

تجھی کو دیکھوں دم نزع آہ بھرتے وقت
تو ہی ہو سامنے تربت میں بھی اترتے وقت
تو ہی ہو بیٹھیں نظر جان سے گزرتے وقت
یہی ہے خواہش دل ہر گھڑی کہ مرتے وقت
تو پاس تڑپا کے یہ دم تیرے روبرو نکلے

یہ آرزو ہے کہ دم ہو تو قرابت سے ردیہ
کہاں نصیب ہے پہلو ہو غیر اس پہلو پہ
جبیں جبیں پہ ہو ابرو ہو یار ابرو پہ
بغل ہے سر جو کبھی رکھ دے سر زانو پہ
کہ کچھ تو اس دل ترسے ہوس کی آرزو نکلے

ذرا کہ کب مری اسنے فغان سنا کرنا
یہ کہ اسکے ساتھ ہی اک آہ تو کبھی کرنا
کوئی مدد ہو اگر راہ میں تو درد کرنا
چلا ہوں اسطرف اے جذب دل مدد کرنا
کہ گھر سے وہ بھی ذرا باہر جستجو نکلے

سنا ہے غصہ ہوا اپنے قلب مضطر پہ
کہیں یہ راز نہ کھلا اسکے سینے کے لبریز
یہ لایا چاہتا ہے مفت کی بلا سر پہ
خدا اسنے خودی کی خواہش ہے یار کے در پہ
ستم ہے ہو اگر اس سے دم وہ تند خو نکلے

جمال اپنا دکھائیں کہ اپنی صورت آکر
اذان کے پردے میں کیسے میں تا چلا کر
دلوں کو کر دیا بسمل نہ جانے کیا کر
حرم میں کس کی یہ آمد ہوئی کہ گھبرا کر
طواف کرنے کو زاہد بے وضو نکلے

فراق دوست میں بھی رونے والوں کو دیتا
ضرور اشکوں سے تھوڑے رونے والوں کو دیتا
غم و ملال میں خوش ہونے والوں کو دیتا
ذرا اگر اسا بھی رونے والوں کو دیتا
جو میری آنکھ سے دل کا کبھی لہو نکلے

فریب کھاتے ہیں کتنے کھوٹ کے سبب قصائی پر
ہماتے ہیں پاس کی بھی طاقت رہائی پر
غرور رکھتا ہیں اسے زہد کی پارسائی پر
تمہیں تو ناز تھا اب پارسائی پر
تمہارے گھر سے تو کئی سبو نکلے

یہ لوزدان جادۂ وفا و حلم کنندگان منزل تسلیم و رضا اس وادی پر خار میں اسطرح قدم اٹھاتے ہیں کہ جسوقت بادشاہ اسلام نے جشن سے فراغ حاصل کیا اور جیتے صاحبقران ملک روشن بخت میں قائم ہوچکے تو فضل اللہ سے ارادہ ایران جانے کا کیا سامان سفر درست ہونے لگا چونکہ تیاری سامان سفر میں کتنی روز صرف ہوتے تھے شاہزادہ رفیع الشفقت کو یہ بہانہ خوب ہاتھ آیا اگر خدمت بادشاہ اسلام میں عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو جتنے عرصے میں سامان سفر درست ہو اثنا زمانہ میں شکار میں بسر کروں اسلئے کہ یہ وہ مقام ہے جہاں ابھی کل تک تمام اعزا جمع تھے اب جنس کس باقی ہے تمام بزرگوں سے اسی مقام پر فراق حاصل ہوا میرا جی نہیں چاہتا کہ یہاں ایک دم بھی قیام کروں یہ سنکر بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ ملک غیر ہے اور بہت خوفناک ہے اسی جگہ کچھ اوپر چار سو آدمی ہمراہ امیر ثانی کے چلے ہیں سکن ساحران بیابان کل باج کا ہے ممکن ہے کہ کوئی عزیز انکا زندہ ہو اسی مقام پر سب کو ہشیار رہنا چاہیے رفیع الشفقت نے عرض کی کہ حافظ حقیقی ہر جگہ اپنے بندہ کا محافظ ہے اگر قضا ہے تو یہاں بھی آسکتی ہے وہاں بھی بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا کہ اگر زیادہ خوشی آپکی اسی میں ہے تو جائیے لیکن جلد واپس آئیے گا

ویسا نہو جیسا اسکے قبل ہو چکا ہے رفیع البخت نے عرض کی کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب بہت جلد حاضر خدمت
ہونگا یہ عرض کرکے رخصت ہوئے اور اپنے لشکر میں آکے تیاری شکار کا حکم دیا اسی وقت تمام اہل
و رفقا اول سازو سامان شکار درست کرکے تیار ہوئے پہر بھر میں سب سامان درست ہو گیا
شاہزادہ رفیع البخت سوار ہوکر جانب صحرا روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک بیابان میں پہونچے کہ
وہاں شکار طیور کا زیادہ تھا خوب سا شکار ہوا رفیع البخت نے کچھ شکار بادشاہ اسلام کے واسطے
کچھ اور عزیزوں کے واسطے روانہ کیا دوسرے روز صبح کو پھر خوب شکار ہوا باز جرے بہری
شہباز یہ تمام شکاری جانور تھک گئے اس کثرت سے شکار ہوا رفیع البخت نے دو پہر طائروں
کا شکار کھیلا بعد اسکے جی بھر گیا اور شکار سے طبیعت بہت سیر ہو گئی اب انھوں نے پھر جانوران صید
دیکھکر کو جانب لشکر روانہ کیا اور آپ تلاش آہوئے میں آگے روانہ ہوئے کچھ قدم آگے بڑھے
تھے کہ غول آہوونکا نظر آیا جسوقت آہو زد پر آئے رفیع البخت نے تیر مارنے شروع کیے آہو برابر گرتے
تھے سب صید ہوئے اچھل اچھل کے گرتے کوئی یہاں گرا کوئی وہاں گرا ان سب کو ذبح کرکے آگے
روانہ ہوئے چیتوں کا غول نظر آیا یہاں بھی خوب شکار ہوا یا ایسے بھی بہت سے شکار ہوئے
وہ پھر بھی آج شکار دستیاب ہوا کہ مہینوں میں بھی قسمت سے مل سکتا ہے رفیع البخت نے
جانور چھکڑوں پر بار کرا کے نام بنام تمام اعزا اور رفقا کو روانہ کیے اور آپ صحرا میں قیام کیا
جسوقت یہ جانوران صید شدہ لشکر میں پہونچے لوگ نہایت خوش ہوئے لیکن سہراب بن
رستم ثانی کو نہایت ملال ہوا کہ انھوں نے ہماری صلاح بھی نہ کی اور آپ تنہا روانہ ہو گئے
اس ملال میں وہ جانور واپس کر دیے اور ایک رقعہ لکھا کہ مجھے آپ سے یہ امید نہ تھی کہ
اس ہر وقت کے ساتھی کو چھوڑ کر آپ تنہا مصروف صید و شکار ہونگے میں ایسا شکار نہیں
لیتا خدا نے میرے بازوؤں میں بھی طاقت دی ہے میں آپ بھی شکار کر سکتا ہوں یہ شکار تو
یہاں سے واپس ہوا لیکن اور لوگوں نے واپس نہیں کیا بلکہ نہایت خوش ہوئے لیکن اول
حال رفیع البخت کا سنیے کہ تیسرے روز پھر انھوں نے کوچ کیا اور آگے روانہ ہوئے
اب بیابان سے گیا بلا لشکر کو ایک جگہ چھوڑا آپ تن تنہا تلاش صید میں روانہ ہوئے
چلتے جاتے پہر بھر کی رہ روی میں ایک اور صحرا سے پر بہار ملا کہ جا بجا چشمہ ہائے آب بھی تھے
درختان میوہ دار لگے ہوئے تھے جانوران خوش الحان مصروف زمزمہ سرائی تھے تمام
صحرا سبزے سے بھرا ہوا تھا فوراً اس صحرا کی شاہزادہ رفیع البخت کو نہایت پسند آئی گھوڑے
کو ٹہلاتے ہوئے چلے کہ ایک مقام پر پھر غول آہوونکا نظر آیا رفیع البخت کو خیال آیا کہ تیر سے
تو بہت جانور صید کیے اب کچھ آہو زندہ اسیر کرنا چاہیے اگر اس مقام پر شکار کیا تو یہاں سے
واپس لیجانا بھی دقت سے خالی نہیں ہے یہ سوچ کے ان آہوؤں کے پیچھے گھوڑا ڈالا کہ جن میں ہنکا
لیکے لون آہو متفرق ہوکے بھاگے تین آہو سامنے سے گریزاں ہوئے رفیع البخت نے گھوڑا ڈالا
مگر کب بے نظیر تھا بہت جلد آہوؤں تک پہونچ جاتا لیکن جا بجا جھاڑیاں ایسی ایسی بلند تھیں کہ
آہو انکی آڑوں سے پوشیدہ ہو جاتے تھے اور پھر نظر آنے لگتے ایک مقام پر سرپٹ گھوڑے کو
چھوڑ دیا اور میدان بھی صاف تھا مگر جب قریب جا پہونچا اسوقت دو آہو تو دو جانب متفرق ہوگئے
ایک آہو نہایت تیز رفتار تھا وہ مغرب کی طرف گھڑا رفیع البخت کو غصہ آیا گھوڑے کو کوڑے مارنے

کیے جس مرکب سے ہمیشہ اشارہ تیر کا کام لیا ایسے گھوڑے مارتا گھوڑا بمانند برق جہندہ کے تڑپ کر چلا کہ آہو کو پامال کر ڈالوں آگے بڑھ کر پھر کچھ جھاڑیاں جھنڈیاں نظر آئیں اور نشیب و فراز بھی بہت تھا آہو تو کسی مقام پر دبک رہا رفیع البخت گھوڑا دوڑاتے ہوئے نکلے چلے گئے جب وہ نشیب و فراز طے ہو گیا اور صاف میدان نظر آیا تو آہو کو نہ دیکھا رفیع البخت کو نہایت افسوس ہوا قصد پلٹنے کا کیا لیکن گھوڑا ابھی پسینے میں غرق تھا اور پھر بھی تشنگی کا غلبہ تھا جس صحرا سے گئے تھے وہ بے آب تھا پلٹنا مناسب نہ سمجھے کہ پیاس کی شدت تھی اور آگے بڑھے تلاش آب میں دور تک نکل آئے ایک چشمہ نظر آیا وہاں مرکب سے اتر پڑے پانی پیا گھوڑے کو پانی پلایا زین پوش بچھا کر بیٹھ گئے گھوڑے کو چھوڑ دیا وہ چرنے لگا ہنوز اچھی طرح آسودگی نہ ہوئی تھی کہ پھر کچھ آہو نظر آئے رفیع البخت کو خیال ہوا کہ اگر خالی پلٹ کے جاتا ہوں تو اہل لشکر دل میں کہیں گے کہ خفیف گئے تھے ویسے ہی آئے لہذا ان آہوؤں میں سے کچھ شکار کر کے لے چلنا چاہیے یہ سوچ کر پھر مرکب پر سوار ہوئے اور تعاقب میں آہوؤں کے چلے آہو پھر بھاگے سامنے کوہ تھا تمام آہو درہ کوہ میں غائب ہو گئے رفیع البخت قریب درہ کوہ کے پہونچ کر رکے تھے لیکن درہ کو روشن اور وسیع پا کر آگے بڑھے اور درہ کوہ میں داخل ہوئے دور تک چلے گئے درہ اس پار سے اس پار تھا درہ کے اس جانب بھی صحرا تھا آہو اس صحرا میں پہونچ کر پھر ٹھہرے اتنے میں شاہزادہ رفیع البخت بھی درہ کوہ سے نکلے اور آہوؤں کو یکجا جمع پایا آہو انکو دیکھ کر پھر بھاگے اور شاہزادہ رفیع البخت نے بھی تیر مارنے کی قسم کھائی گھوڑا تعاقب میں ڈال دیا آہو منتشر ہونا شروع ہوئے اب ایک آہو باقی رہ گیا آگے آگے آہو بھاگتا چلا جاتا ہے اور پیچھے پیچھے آہو کے رفیع البخت گھوڑا ڈالے چلے جاتے ہیں اب بیابان پر خار میں پہونچے آہو تو جھاڑیوں کی آڑ میں نہیں معلوم کس طرف نکل گیا اور رفیع البخت جھاڑیوں کو طے کرتے ہوئے اور طرف جا نکلے جیسے ہی ایک جھاڑی کے قریب سے گذرے وہاں شیر درندہ بیٹھا تھا بس اسنے ڈکار لی اور رفیع البخت پر وار کیا رفیع البخت نے دونوں کلائیاں شیر کی پکڑ لیں گھوڑا تو بیٹھ گیا رفیع البخت نے جھٹکا مارا کہ کلائیاں شیر کی ٹوٹ گئیں شیر اس شیر کے پنجہ سے چھوٹتے ہی گردن پر مرکب کے چھا گیا گھوڑے کو بیکار کر دیا رفیع البخت نے غصہ میں شیر پر تلوار ماری اس شیر کے دو ٹکڑے ہوئے اپنے گھوڑے میں کچھ دم باقی تھا کہ ایک شیر اور جھاڑی سے نکلا اور آتے ہی گھوڑے کو پھاڑ ڈالا — رفیع البخت نے دوڑ کے تلوار ماری اسکے بھی دو ٹکڑے ہو گئے لیکن اب مرکب میں بالکل دم نہ رہا رفیع البخت نہایت پریشان ہوئے کہ اب کیا کروں اتنی دور نکل آئے ہیں کہ گھوڑا بھی ہوتا تو پلٹنا ممکن تھا کیونکہ شام قریب تھی آفتاب غروب ہوا چاہتا تھا بیابان ایسا پر ہول نہایت خارستان کے سبب زمین پر بیٹھنے کی جگہ نہیں حیران ہیں کہ کیا کروں کیا نہ کروں — جھاڑیوں کی کثرت سے راستہ سوجھتا نہیں کدھر جاتے ہیں جنگل ایسا خوفناک کہ ایک ہی مقام پر دو شیر حملہ کر چکے ہیں آخر تکیہ ذات پروردگار کر کے ایک طرف چل نکلے تلوار ہاتھ میں کھینچے ہوئے ہیں کہ مبادا پھر کوئی درندہ گزند پہونچانے کو بڑھے لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کدھر جاتے ہیں اب بالکل شام ہو گئی تیرگی پھیلنے لگی طائر اپنے اپنے آشیانوں میں پناہ گزیں ہوئے قافلے منزل مقصود پر پہونچ گئے لیکن یہ اسطرح جھاڑیوں میں پھنسے ہوئے ہیں اب انھوں نے

خیال کیا کہ اگر کوئی درخت بلند ہو تو رات اُسی درخت پر بیٹھ کے گزار دوں صبح کو دیکھا جائیگا جدھر
قسمت لیجائیگی اُدھر جائینگے یا اسی صحرا کی ٹھوکریں کھا کھا کے مر جائینگے اب تشنگی بھی ہے اور دن بھر
کا فاقہ بھی کانٹے پنڈلیوں میں گڑ گئے ہیں دونوں پاؤں سیاہ ہو گئے پاؤں معلوم ہوتے ہیں
اک مقام پر ایک درخت معلوم ہوا رفیع البخت قریب اُس درخت کے گئے اور بہ دقت تمام درخت پر
چڑھ بیٹھے بیٹھے پہر رات آگئی ہے وہ عالم ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھتا جنگل سائیں سائیں کر رہا
ہے ہو کا عالم ہے آسمان تاروں کی آنکھیں نکالے ہوئے دیکھ رہا ہے مگر روشنی اس تاریکی میں گم
غائب ہو جاتی ہے کچھ دکھائی نہیں دیتا درندوں کی ہیبتناک صدائیں دل ہلائے دیتی ہیں
بعض بعض مقام پہ غول بیابانی نظر آتے ہیں کبھی اُس مقام پر مشعل سی روشن ہوئی گل ہوگئی
کبھی اُس مقام پہ چراغ سا نظر آگیا لیکن اُس شیر دل کو مطلق خوف و ہراس نہ تھا لیکن مثل
مشہور ہے کہ نیند ایسی چیز ہے جو سولی پر بھی آتی ہے رفیع البخت کو خوف ہوا کہ مبادا غنودگی زیادہ
ہو اور درخت سے گر جاؤں انھوں نے پٹکا کمر سے کھولکر جس ٹہنے پہ تکیہ کیے ہوئے تھے
اُس سے کمر کو مضبوط باندھ لیا بہزار خرابی تین پہر رات گذری اب صرف پہر بھر رات باقی ہے
کہ ماہتاب نمودار ہوا اور وہ تیرگی صحرا کی کم ہوئی ابھی چاند نے چہارم چرخ کو طے کیا ہوگا کہ روشنی
پھیکی پڑنے لگی ایک تو بسبب آخر ماہ ہونے کے چاند ہلال کے درجہ تک آ چلا تھا دوسرے آثار
صبح نے رہی سہی روشنی اور بھی زائل کر دی اب وہ وقت آیا کہ آفتاب نے مشرق سے سر نکالا
شاہ خاور کی آمد سے فوج انجم گریزاں ہو کر اس زنگاری آسمان میں پنہاں ہوئے ہلال کا
چہرہ فق ہوا نسیم سحری نے سبزہ خوابیدہ کو آہستہ آہستہ جگانا شروع کیا کلیوں کو کھلانا شروع
کیا طائر اپنے آشیانوں سے باہر آئے چرند چراگاہوں کی طرف چلے درندے فکر شکار میں
روانہ ہوئے قریب صبح رفیع البخت سو گئے تھے آنکھ جو کھلی تو روشنی دیکھی وقت نماز صبح کا
گذر چکا تھا رفیع البخت کو نہایت افسوس ہوا قصد درخت سے اترنے کا کیا ساتھ ہی یہ خیال
آگیا کہ اے رفیع البخت یہ وہی صحرا ہے کل جس میں شام تک ٹھوکریں کھائیں اور راستہ نہ پایا آج
بھی ایسا ہی ہوا لہذا اس بلندی سے دیکھ لینا چاہیے کہ یہ خارزار کہاں تک ہے اب جو چہار جانب
دیکھا تو جانب مغرب میدان صاف نظر آیا اور ایک چشمۂ آب بھی معلوم ہوا رفیع البخت نے
اُس رخ کو ذہن میں رکھکر درخت سے اترنے کا قصد کیا پٹکا کھولکر پھر کمر سے باندھا اور درخت
سے اُترے اور اُسی چشمہ کی طرف چلے ہر چند کہ چشمہ کچھ زیادہ دور نہ تھا مگر پہر بھر کی رہروی کا [illegible]
وہ خارستان طے ہوا پاؤں جابجا سے فگار ہو گئے کانٹے ٹوٹ ٹوٹ کے پنڈلیوں میں رہ گئے
دامن نچ گئے رفیع البخت ہر قدم شکر خدا بجا لاتے ہوئے اُس خارستان سے نکلکر قریب
چشمۂ آب کے پہنچے اب بھوک کے مارے شکم پشت سے لگا جاتا تھا پیاس کی بھی شدت
تھی اُدھر کانٹوں کی کھٹک ایک وقت میں کئی طرح کی تکلیفیں تھیں دیکھا رفیع البخت نے
کہ کنارے چشمۂ آب کے کچھ آہو بھی کھڑے ہیں اور ایک جانب مرغابیاں بیٹھی ہیں رفیع البخت
نے کمان دوش سے لی تیر ترکش سے کھینچا اور ایک آہو کو تاک کے مارا آہو صید ہوا رفیع البخت
نے قریب جاکے آہو کو ذبح کیا اور کچھ لکڑیاں جمع کرکے چقماق سے آگ روشن کی گوشت آہو
کو بھون بھلس کے کھا لیا اور شکر خدا بجا لائے چشمۂ آب سے پانی پیا پنڈلیوں سے کانٹے

نکالتے لیے پھر بھر گزر گیا بعض کانٹے جو پیوست ہو کے ٹوٹ گئے تھے اور آنکی گرفت سے
وہ پھر بھی نکل نہ سکے رفیع البخت نے باؤن طاہر کے وضو کیا فریضہ سحری کی قضا کو ادا کر کے
دو رکعت نماز شکر پڑھی اور اسی سلسلہ مین ظہر بن کو بھی ادا کر کے کمر ہمت کو چست باندھا اور ایک
جانب چل کھڑے ہوے جاتے جاتے پھر شام ہو گئی اور کسی قصبہ قریہ دیہ شہر کا نشان بھی
نہ پایا لیکن یہ صحرا پر فضا تھا درخت بھی میوہ دار اکثر لگے ہوے تھے چشمہا سے آب بھی جا بجا
بلتے جاتے تھے آج سوار ہروی کی تھکن کے اور کوئی تکلیف نہ تھی رفیع البخت کنارے چشمہ
آب کے پہونچے وضو کر کے مغرب و عشا پڑھ کر تعقیبات مین مصروف ہوے چاہا شب بیداری
مین بسر کرون ممکن نہوا قریب صبح غنودگی آ ہی گئی دن بھر کی تھکن نے سلا دیا صبح کو پھر
آنکھ اسوقت کھلی کہ نماز قضا ہو گئی تھی پھر آگے چلے جاتے جاتے سات شب و روز اسی طرح
گزرے کہ کبھی کوہستان مین رات گزاری کبھی ریگستان مین بسر ہوئی کبھی کسی گاؤن مین
پہونچے لیکن زبان ان لوگون کی مشکل سے سمجھ مین آئی بمشکل اتنا دریافت ہوا کہ یہ سلطنت
بہارستان مغرب کے نام سے مشہور ہی اور لوگ یہان کے سارق پرست ہین اب معلوم
رفیع البخت کو کرمین لشکر سے بہت دور نکل آیا اب پلٹنا غیر ممکن ہی خیر اسی مقام پر چلکر کچھ
کرنا چاہیے اس خیال سے یہ آگے بڑھے ایک ریگستان ایسا ملا کہ کوسون سایہ درخت بھی
معلوم نہ تھا اسیسے اسلحہ اسقدر گرم ہوا کہ جسم نازک پر چہرے کے دہنے لگا گھبرا گھبرا کر اسلحہ دو رکیا
زرہ یہان پھینکی چار آئینہ وہان پٹکا اسیطرح تمام اسلحہ دور کر دیا صرف تلوار کمر مین رکھی اور کچھ
نہ رہا تلوار کو محافظ جان سمجھ کے رہنے دیا غبار جسم پر پڑ پڑ کے پسینے کے سبب سے جم گیا معلوم
اور ہی کچھ ہو گئی جاننے والا بھی دیکھتا تو پہچان نہ سکتا یکایک ایک چار دیواری سنگ مرمر کی
دور سے نظر آئی قرینے سے معلوم ہوتا تھا کہ باغ کسیکا ہی جسوقت قریب اسکے پہونچے تو سواد
شہر بھی معلوم ہوا۔ رفیع البخت تلاش دروازہ باغ مین چلے لیکن اول کچھ

حال بہارستان مغرب کا سنیے

راوی بیان کرتا ہی کہ شہر و بیہ باختر مین یہ مقام نہایت عمدہ ہی لوگ یہان کے وجیہہ اور حسین ہین
حاکم اس سرزمین کا سنجاب شاہ مغربی اور نایمہر ہی سارق بن لقا کا گیارہ لاکھ سواران لشکر
زیر دست اسکے لشکر مین داخل ہین اور بڑے بڑے پہلوانان نامی و گرامی ملازم ہین اسکا
وقار بارگاہ سارق بن لقا مین ایسا ہی ہی جیسا کنجیا سب کا اعزاز دربار لقا مین تھا یہ بھی طرہ ہاے
پیغمبری کی تقسیم کرتا ہی اور دین سارق پرستی کو اپنی قلمرو مین رواج دیرہا ہی اسکی ایک دختر ہی کہ نام اسکا
شمن لالہ عالم سبزپوش ہی حسن اسکا چار دانگ عالم مین مشہور ہی سنجاب اسکو جان سے زیادہ
دوست رکھتا ہی ملکہ نے بڑے ذوق و شوق سے اک باغ تیار کرایا ہی باغ کی تیاری مین کئی کروڑ
روپیہ صرف ہوا ہی چار دیواری سنگ مرمر کی ہی دروازہ نہایت عالیشان ہی وسط باغ مین جو قصر
ہی وہ تمام جواہر نگار ہی لیکن درخت سرسبز نہین رہنے پاتے کچھ ہوا سے صحرا ایسی ناموافقت کرتی
ہی کہ باغ سرسبز ہوتے ہوتے دفعتاً خشک ہو جاتا ہی حیران باغبان نہایت نامی شخص ہی فن باغبانی
مین اسکا مثل و نظیر نہین ہی یہ رہنے والا ملک باختر کا ہی سنجاب نے وہان سے اسکو بلا بھیجے

اور کار باغبانی اسکے سپرد کیے اگرچہ بہت کچھ تسکین ہوئی ہی کہ اب وہ باغبان آیا ہی کہ جسکو باغبان قدرت
کہنا چاہیے خداوند ساز لق کے باغ اسنے تیار کیے ہین اور آنکھ بہشت ملک باختر مین بنا لیے
ہین اب تمھارا باغ بھی باغ ارم ہو جائیگا۔ ملکہ نہایت شاد ہی اور اس دن کی آس لگا رکھی ہی
کہ خبر تیاری باغ کی معلوم ہو تو جلسے کے جلسہ کرون اسکو اسقدر شوق ہی کہ راتون کی نیند اڑ گئی ہی۔
دلفریب وزیر زادی سے اکثر کہا کرتی ہی کہ کیون اے دلفریب وہ وقت کب آئیگا جب ہم باغ
مین جلسہ کرینگے دلفریب عرض کرتی ہی کہ ملکہ نہ گھبرایئے وہ بھی زمانہ قریب ہی جبتک کسی اور شغل
مین جی کو بہلائیے آپکی تو یہ حالت ہی جیسے کوئی کسی کے عشق مین مبتلا ہو کے بیچین ہوتا ہی ملکہ نے
کہا کہ جسکو جسکا عشق ہو جاے موئی چھنالون کو مردون کا عشق ہوتا ہی نیک عورتون کو ایسی ہی
چیزون سے عشق ہوتا ہی دلفریب ہنسی اور کہا کہ ملکہ گستاخی معاف ابھی عشق ہوا نہین ہی ورنہ
ایسے کلمات نہ کہتین ملکہ نے کہا کہ مین کیا جانون تو آپ ہی کہتی ہی کہ باغ کا عشق ہی مین تو سمجھی ہون
کہ شوق ہی دلفریب نے کہا کہ شوق ہی حد سے گذر کر عشق کے درجہ تک پہونچ جاتا ہی اور اب وہ
زمانہ بھی قریب آتا جاتا ہی ابھی تو صرف نام خدا تیرھوان سال ہی زیادہ نہین ایک برس اور گذرے
اور کوئی قبول صورت بھی نظر آجاے پھر مزاج پوچھینگے ملکہ کے جبین پر شرم سے عرق آگیا تیوریان
بدل کے فرمایا کہ کیون دلفریب اب تو بہت گستاخ ہوتی جاتی ہی دلفریب نے ہاتھ باندھ کے عرض
کی کہ ملکہ کیا مجال ہی میری کہ مین گستاخی کرون عشق تو آدمی کی فطرت مین داخل ہی کوئی اس سے
بری کب ہی بچپنے کے شغلے کو کھیل اور جوانی کے ولولون کو عشق کہتے ہین یہ دل بڑی چیز ہی اسپر
کسیکا قابو نہین ہی تم تو چاہو کبھی ہو آخر قصے اور حکایتین دیکھی ہی ہونگی غریب امیر کسی پر موقوف
نہین ہی یہ دل امیر کو غریب کا تابع فرمان بنا دیتا ہی اور غریب تو ہر طرح امیر کا تابع رہتا ہی لیکن جب
معشوق عاشق کے عشق کو سمجھ لیتا ہی تو امیر کو غریب کی نازبرداریان کرنا پڑتی ہین ۔ کرے شیرین
کی منت خسرو پرویز پیرست ہی + شہادیتا ہی رعب حسن جانان ذات شاہی کو + ملکہ نے کہا لعنت
ہی ایسے عشق پر کہ اپنی عزت و شان و شوکت کا خیال بھی نہ رہے دل ہمارے بس مین ہی یا ہم
دل کے قابو مین۔ دلفریب نے کہا کہ ابھی تو دل مین وہ قوت ہی نہین پیدا ہوئی ہی جسکو غلبہ حاصل
ہوتا ابھی مین سب کے بس مین دل ہوتا ہی اور جب حضرت عشق کا نزول اجلال ہوتا ہی تو دل کی حکو
کا دور دورا ہو جاتا ہی عقل کی بادشاہی کا تخت الٹ جاتا ہی ملکہ نے کہا کہ خیر ہو گا اور باتین کرو ان
قوتون سے کبھی میرا جی گھبراتا ہی علاوہ اسکے مین پیغمبر قدرت کی دختر ہون نہ میرے باپ کا کوئی ہمسر
ہوگا نہ میری شادی ہوگی نہ مجھے شادی کی ہوس دلفریب نے کہا کہ یہی نا امیدی تو ستم ڈھانیوالی ہی
دیکھیے کیا ہوتا ہی الحاصل اس اس طرح کی باتین دلفریب سے ہوا کرتی تھین اگرچہ دلفریب کا سن
بھی ملکہ ہی کے برابر تھا لیکن یہ غضب کی شوخ و شنگ تھی اکثر باپ اسکا معاملات ملکی مین دختر
سے صلاح لیا کرتا تھا اور دلفریب کے باپ کو بہت کچھ مزاج مین سحاب شاہ مغربی کے دخل
پیدا ہو گیا تھا ایک روز حیران باغبان نے عرض کرا بھیجی کہ ملکہ عالم تشریف لائین اور سیر باغ فرمائین
کیاریان لہلہا رہی ہین بادہ شاخین آغوش تمنا پھیلا رہی ہین یہ مژدہ فرحت اثر سنکر ملکہ ہنستی
ہوئی اٹھی اور دلفریب سے کہا کہ تیاری جشن کا حکم دیکر جلد میرے ساتھ چل آج ہی شام کو مین
محفل رقص و سرود آراستہ کرونگی دلفریب نے حکم دیا سامان باغ کی طرف روانہ ہونے لگا ملکہ

ملکہ بھی سوار ہوکے روانہ ہوئی ہنوز قریب باغ نہ پہونچی تھی کہ ایک ایسی ہوا ناساز و ناموافق
چلی کہ پھول مرجھا گئے درخت خشک ہونے لگے پتے زرد ہوگئے سبزہ جل گیا پانی نہرون کا
زمین مین جذب ہوگیا مچھلیان تڑپنے لگین طائران درختون سے بیزار ہوہوکر اڑکے اور
جانب صحرا روانہ ہوئے حران باغبان نے سر پکڑ لیا کہ یہ کیا آفت آئی ہمین امید تھی کہ مہینون
کی ریاضت کا آج پھل ملیگا ملکہ خلعت و انعام منصب و جاگیر عنایت فرمائینگی مگر تقدیر نے چھینا
کھانے کے سامان مہیا کر دیے یہ تو دروازۂ باغ پر بیٹھ کے سر پر ہاتھ دھر کے رونے لگا ملکہ کی
سواری جو قریب آئی لوگون نے حران باغبان کو ہٹایا یہ بسبب شرمندگی کے عرض حال سے
بھی محروم رہا ملکہ کس شوق مین محافہ سے اتری لیکن باغ پر جو نظر پڑی ہکی بکی رہ گئی دل شگفتہ
ہونے کے عوض پژمردہ ہوگیا چہرہ فق ہوگیا دلفریب بھی انگشت بدندان ہوئی کہ یہ کیا ماجرا
ہے ملکہ نے کہا کہ بلاؤ تو اس موئے باغبان کو یہ کیا سمجھ کے اسنے مجھے بلایا لوگ حران کو پکڑ کر
سامنے لائے ملکہ نے فرمایا کہ او نکمے اگر تجھ سے باغ نہ درست ہو سکا تھا تو تو نے مجھے کیون
تکلیف دی حران تھرا رہا تھا عرض کی کہ اے نور نگاہ پیغمبر جسوقت مین نے حضور مین عرض
کرایا ہے اسوقت تک باغ آپکا رشک بہشت ہورہا تھا لیکن جب حضور کے ایک ایسی ہوا چلی جسنے
باغ کو خشک کر دیا نہین معلوم کس بات پر خداوند ناراض ہین جو اس سرزمین کو سرسبز نہین ہونے
دیتے ہین ملکہ نے کہا کہ خیر جو ہوا وہ ہوا لیکن اب مین یہین رہونگی اگر میری قسمت مین باغ نہین
تو صحرا ہی سہی لیکن معلوم ہوا کہ خداوند کے مزاج مین ظلم بہت ہے مین نے انکا کیا قصور کیا ہے
جو انھون نے میرے باغ کی یہ حالت کر دی ہے اور خداوند تجھ سے اور سرکار سے بھی ہین جب والد نے
تجھکو تاسا باختر سے طلب کیا ہے تو ایک عرضی خداوند کی خدمت مین بھی بھیجی تھی جواب مین
عرضی کے خداوند نے خود لکھا تھا کہ حران باغبان کی ریاضت سے ہمنے قسمت اس سرزمین کی
وابستہ کی ہے جب یہ باغ لگا لیگا تو پھر باغ بادخزان سے محفوظ رہیگا لیکن وہ قول بھی خداوند کا
غلط نکلا تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات خداوند کے اختیار سے بھی باہر ہے ورنہ کوئی ادنی شخص بھی اپنے
وعدے کے خلاف نہین کرتا ہے اور پھر ایسے کے ساتھ جسکو اپنا پیغمبر بھی کہتا ہے تو معلوم ہوا کہ
خالق حقیقی کوئی اور ہی ہے یہ خداوند ویسا ہی ہے جیسا اسکا بڑا بھائی لقا ہے لقا تھا وہ بھی
ہمیشہ ایسی تقدیرین بگھارا کرتا تھا اپنی بگڑی تو سنوار نہ سکا بادشاہی اور شیخی ہے خدائی دوسری چیز
ہے اب آج سے اس موئے خداوند کو ہرگز خداوند نہ کہونگی ایسا نہو یہ بات خدائے حقیقی کو بری
معلوم ہو اور کیا عجب ہے کہ اسی سبب سے یہ بلا مجھپر نازل ہوئی ہو کہ مین ایک کافر کو اپنا خداوند کہتی
ہون اور حران کے واسطے جو خلعت تجویز کیا تھا وہی مرحمت فرمایا کہ تو نے خاطر خواہ محنت کی
باغ کا خشک ہوجانا یہ میری قسمت کا اثر تھا اب چاہے تو یہین رہ جا چاہے اپنے وطن کو چلا جا اگر
یہان رہیگا تو بھی جو تیری تنخواہ مقرر ہے وہ تجھکو ملیگی حران باغبان خلعت لیکر اور شرمندہ ہوا
لیکن دل مین ملکہ کو ہزارون دعائین دین کہ مین تو سمجھتا تھا کہ نہین معلوم ملکہ میرا کیا درجہ کریگی
یہان اسکے عوض خلعت و انعام پایا ایسا مالک کہان ملتا ہے اسنے عرض کی کہ اے ملکۂ آفاق اب
حضور اسی جگہ قیام فرمائینگی مین چاہتا ہون جنابسے اور اسی دامن دولت کے سایہ مین رہکر
اپنی ریاضت کا نمونہ حضور کو دکھا دون کہ مین کیسی محنت سے باغ تیار کرتا ہون اس ہوا سے

ناموافق سے مجبور ہوں جو دفعتاً سارا کھیل بگاڑ دیتی ہے ملکہ نے فرمایا کہ جب یہ تھا پر اس زمین کی جاگی تو ہو رہی ہے سرسبز ہو گئی ہیں یہ نہیں کہتی کہ تو جا لیکن اب باغ میں ہاتھ نہ لگانا یہ فرما کر ملکہ چبوترہ نہ باغ پر آ کے بیٹھی دھوپ کے خیال سے خواصوں نے ایک نمگیرہ کھڑا کر دیا لیکن ملکہ نے فرش نہ بچھانے دیا یونہیں پاؤں پھیلائے ہوئے بیٹھی رہی آنکھوں سے اسکے آنسو جاری ہیں بال پریشان ہیں خواصیں سکوت میں کھڑی ہیں دلفریب اپنے آنچل سے آنسو پونچھتی ہے اور سمجھاتی ہے کہ ملکہ سچ آپکا حق بجانب ہے لیکن اسوقت تو خداوند کی شان میں کبھی آپ نے ایسے ایسے کلمات کہے ہیں کہ میں اور ڈر رہی ہوں ملکہ نے جھنکے سے جواب دیا کہ میں نے کیا جھوٹ کہا بس اب میرے سامنے اسے خداوند نہ کہنا آج سے میں بالکل بد اعتقاد ہو گئی اب رقت تو ملکہ کی کم ہو گئی لیکن غصہ ہے کہ خدا کی پناہ تیوریوں پر بل پڑے ہوئے ہیں بات بات پر جھلاتی ہے اکثر خواصیں بیٹھا کے بہانے سے سامنے سے ہٹ گئی ہیں جو ایسی ہی منہ لگی ہیں وہ حاضر ہیں مگر وہ بھی تھر تھر کانپ رہی ہیں۔ دلفریب سوچی کہ ذرا دروازہ باغ پر جا کے بیرون باغ کی حالت تو دیکھوں آیا یہ ہوا طوفان اسی احاطہ کے اندر چلتی ہے یا بیرون احاطہ بھی ہے اس خیال سے ٹہلتی ہوئی دروازہ باغ پر آئی دیکھا کہ ایک شخص گرد میں اٹا ہوا کپڑے پھٹے ہوئے ہونٹھ خشک بال پریشان اگر سن سال کم لباس کی بوسیدگی سے کوئی وضع باقی نہیں رہی ہے دلفریب متحیر ہوئی کہ یہ کس طرح کا آدمی ہے نہ تو فقیر معلوم ہوتا ہے نہ امیر یہ اسی تحیر میں تھی کہ اس شخص نے کہا کہ میں پیاسا بہت ہوں دلفریب کے قریب ایک خواص کھڑی تھی اسنے پانی لا کے دیا اس مرد پریشان حال نے پانی پیا اور دعا دی۔ دلفریب نے کہا کیا آپ مرد درویش ہیں۔ فرمایا ؎ نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہوں * میں موسم بہار میں شاخ بریدہ ہوں * اے آہ و نالہ مجھسے نہ سمجھو چلو کہ میں * بچھڑا ہوں کارواں سے مسافر جریدہ ہوں * میں کیا کہوں کہ کون ہوں سودا بقول درد * جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غرض آفت رسیدہ ہوں * دلفریب نے کہا کہ اتنا تو میں پہلے ہی سمجھے ہوئے ہوں کہ آپ بیابان گرد مصیبت زدہ ہیں اسیر گردش تقدیر ہیں لیکن کچھ علم فقیری بھی آپ نے حاصل کیا ہے یا نہیں اور اسطرف کیونکر آنا ہوا اب کدھر جانے کا قصد ارادہ ہے جواب دیا کہ فقیری نہایت مشکل چیز ہے فقیر وہ ہے جو صاحب کشف و کرامات ہو میں اگر ایسا ہی ہوتا تو در در کی ٹھوکریں کیوں کھاتا ہوتا میں نے خود سے دنیا کو نہیں ترک کیا ہے دنیا نے مجھے خود چھوڑا ہے شکار کو نکلا تھا راہ گم کر کے قافلے سے چھوٹا ٹھوکریں کھاتا ہوا ادھر بھی آ نکلا اب نہیں کہہ سکتا کہ تقدیر کدھر لیجائیگی نہ اپنے ارادہ سے اسطرف آیا نہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ کہاں جاؤنگا دلفریب نے کہا کہ مصیبت زدہ کی دعا میں بھی اثر ہوتا ہے آپ ہماری ملکہ کے باغ کے سرسبز ہونے کی دعا کیجیے ہم آپ کو آپکے وطن اچھی طرح پہونچا دینگے فرمایا خدا میں سب قدرت ہے میری زبان تو اس لائق نہیں کہ میری دعا قبول ہو یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ملکہ نے آدما دلفریب کہاں ہے ایک خواص نے عرض کی کہ دروازہ باغ پر کوئی فقیر آیا ہے اس سے باتیں کر رہی ہیں۔ ملکہ نے فرمایا کہ بلا لو اس فقیر کو شاید اسکی زبان میں تاثیر ہو مگر اتنا دریافت کر لینا کہ اس موے سارق تاتار والا نہو کنیزیں چپکے چپکے منہ پر تھپڑ لگاتی ہیں اور کہتی ہیں کہ یہ ملکہ کو کیا ہوا ہے کہ بات بات میں خداوند کو برا کہتی ہیں بے ادبی سے نام لیتی ہیں اسی سے تو ایسے عذاب میں مبتلا ہیں غرضکہ

اک کنیز دوڑی ہوئی گئی اور دلفریب سے کہا کہ ملکہ فرماتی ہیں کہ فقیر کو اندر باغ کے بلا لو اور ہمارے
پاس لے آؤ دلفریب نے کہا کہ آئیے تشریف لیچلیے مگر یہ بتائیے کہ مذہب آپکا کیا ہی فرمایا کہ میں خدا
واحد و یکتا کو مانتا ہوں جسنے زمین و آسمان کوہ و دشت شجر و حجر بلکہ کل موجودات عالم کو پیدا کیا ہی
دلفریب نے کہا کہ خیر تشریف لائیے یہ اسی لباس پوشیدہ سے سامنے ملکہ کے آئے دیکھا
کہ نگیرہ کھنچا ہوا ہی اور اک نازنین پالتی مارے جیسے کوئی کسی سے روٹھ کے بیٹھتا ہی اسطرح
بیٹھی ہوئی ہی چہرہ پر بال بکھر بکھر کے آتے ہیں لیکن یہ بگاڑ بھی ہزار بناو دکھاتا ہی جبین کی
شکن خنجر کھینچے ہوئے ہی ذبح کرنے کو اسلئے پر آمادہ ہی صراحی گردن کی نزاکت سے بھری ہوئی ہی
پیمانہ چشم لبریز ہیں بلکہ چھلکے ہوئے ہیں ایک دو قطرہ اشک جو مژہ سے گل رخسار پر گر کے جم
رہا ہی وہ شبنم گل کا لطف دکھاتا ہی اگرچہ چہرہ سے آثار افسردگی و پژمردگی پیدا ہیں لیکن کم سنی
کی تازگی ابھی بہار جانفزا دکھا رہی ہی صورت پر ملکہ کے دل لپکیا دلفریب نے اشارہ سے کہا
کہ سلام کرو مرد پریشان حال نے کچھ پروا نہ کی ملکہ نے کہا کہ تو کیا اشارے کر رہی ہی دلفریب نے
عرض کی کہ میں نے سلام کرنے کو کہا تھا ملکہ نے کہا کہ شاہ صاحب یہاں تو خاک پر بسم اللہ ہی
جی چاہے تو بیٹھ جائیے اگرچہ میں اس شخص کی دختر ہوں جو علاوہ جلیل القدر ہونے کے
سارق بن لقا کا پیمبر کہلاتا ہی لیکن اب تو فلک کی ستائی ہوں مسند سے مجھے یہ خاک بہتر معلوم
ہوتی ہی ہاں اگر خدا مراد میری پوری کریگا تو مسند پر بیٹھوں گی بھی اور آپکو بھی بٹھاؤنگی اب آپ
میرے باغ کے سرسبز ہونے کے واسطے دعا کیجیے فرمایا کہ میں ایک شرط سے دعا کرتا ہوں وہ
یہ ہی کہ دعا میری اگر قبول ہو گئی اور باغ سر سبز ہوا تو تمکو میرا دین تمہیں اختیار کرنا ہوگا اور اگر باغ
ہرا نہوا تو میں تمہارا دین اختیار کرلونگا اور مال و زر کی مجھے خواہش نہیں ہی ملکہ نے کہا کہ میں تو
ابھی بے دین ہوں جو دین تھا یعنی سارق پرستی اسے میں ترک ہی کر چکی جو خدا میری سنیگا
اسے دل سے مانونگی فرمایا بہتر اور پانی طلب کیا وضو کرکے دو رکعت نماز حاجت ادا کی اور ہاتھ
اٹھا کر جناب احدیت میں عرض کرنے لگی کہ اے خالق ارض و سما اے واہب العطا اسوقت
بات اپنے بندہ ناچیز کی رکھ لے اور اس باغ پژمردہ کو اسطرح سرسبز کر کہ یہ پھر پژمردہ نہونے پائے
دیکھا ملکہ نے کہ یہ ہاتھ جانب آسمان بلند کیے ہوئے ہیں کہا کہ معلوم ہوتا ہی یہ خدا سے آسمانی
کے ماننے والوں میں ہیں انھیں لوگوں نے لقا کی خداوندی کو بھی برباد کیا تھا بیشک دین انکا
برحق ہی ورنہ لقا کے سامان خداوندی ایسے نہ تھے جنھیں کوئی مٹا سکتا ملکہ بھی رو رو کے
آمین کہتی جاتی تھی اور دل میں یہ بھی تہیہ کیے ہوئے تھی کہ اگر دعا اس شخص کی قبول ہو گی تو
میں دین اسکا ضرور اختیار کرلونگی اسلیے کہ خدا سے حقیقی وہی ہی جو سنے سارق ایسا بہرہ خدا نہ
ہو کہ کسیکی نہیں سنتا ایسے خداوند سے بے بہرہ رہنا بہتر ہی ہنوز یہ مصروف دعا تھے کہ جانب آسمان
سے بادل اٹھا اور دامن مراد کی طرح پھیلنے لگا دلفریب نے ملکہ سے کہا کہ لو مبارک ہو کہ آثار اجابت
دعا نمودار ہوے ملکہ اور بلک بلک کے رونے لگی اک مرتبہ وہ ابر آکر تمام باغ پر محیط ہو کر برسنے لگا
ہر قطرۂ باران میں آب حیات کی تاثیر تھی جس برگ پژمردہ پر پڑ گئی وہ شاداب ہو گیا مچھلیاں
جو نہر میں مردہ پڑی تھیں اچھلنے لگیں دم بھر میں باغبان قضا و قدر نے رنگ چمن بدل دیا خزاں
میں بہار آ گئی تمام درخت لہلہانے لگے نہریں لہریں مارنے لگیں بادل برس کے کھل گیا شفق پھولی

ہمارا اور مجنون کا اگر ساقی نہیں کوئی	اگر نا سُلیے تو ہین ہر وقت مین دمساز دونون کے
کلام ناسخ و آتش کے کیون پڑھو نہون شاعر	سخن اسکے نہین ایسے آپ ہین اعجاز دونون کے

دیر تک یہ جلسہ رہا جب آدھی رات سے زیادہ ہوئی اور نیند کا غلبہ ہوا تو رفیع البخت اپنی خوابگاہ
مین سو رہے اور ملکہ علیحدہ سوئی صبح کو سب سو کر اُٹھے مین ہاتھ منہ دھونے سے فراغ حاصل کیا
تھا کہ ایک کنیز نے آکر عرض کی کہ اے ملکہ عالم کوکا حضور کا سرمست فیل زور حسب معمول سلام
کے واسطے حاضر ہے ملکہ نے رفیع البخت سے کہا کہ اگر خلاف مزاج نہو تو مین اوسے ٹھہرا کر یہ سرمست
کو بلا لون وہ ابھی چلا جائیگا اسکا قاعدہ ہے کہ روز میرے سلام کو آیا کرتا ہے اگر آپ کو دیکھے گا
تو فساد برپا ہوگا میری رسوائی ہوگی رفیع البخت نے کہا کہ فساد کو تو مین ڈرتا نہین ہان تمہاری
رسوائی کا خیال ہے ملکہ نے کہا کہ تم تنہا تو تم ہوا اور مزاج یہ ہے کہ تم نہین جانتے کہ میرے باپ
کے دربار مین کیسے کیسے لوگ بیٹھے ہین ایک ایک رستم وقت اور سہراب زمانہ ہے فرمایا کہ مین ستم کش
اور اژدر شکار ہون میرے دادا صاحب نے کنجاب کا ملک تنہا جا کے فتح کیا تھا وہان کیا
بڑے بڑے سرکش و معزز پہلوان تھے کہ مطیع ہوے اور کچھ ہاتھ سے دادا صاحب کے مارے
گئے ایک دن یہ راز فاش ہونا ضرور ہے خدا نے چاہا تو مین بھی تمھارے باپ کی بارگاہ فون سے
تلال کر دون تو نام اپنا رفیع البخت نہ رکھون ملکہ ٹھہرا گئی اور کہا صاحب خدا کے واسطے ایسی باتین
نکرو میرا کہنا مانو یہ باتین شہیدیت کی ہین تمھاری شان کے خلاف ہین یہ کہکر ہاتھ جوڑے کہ بھلو سوا
نکرو خاموش بیٹھے رہنا رفیع البخت نے سر جھکا لیا اور فرمایا کہ تم بلا لو سرمست کو مین دخل نہ دونگا
ملکہ نے ساتھ اونٹ کھڑا کرا دیا اور سرمست کو بلا لیا سرمست فیل زور نے آتے ہی سلام کیا اور
سر سبزی باغ کی بہار کیا دی لیکن اسنے ادھر اودھر دیکھ کے عرض کی کہ شہزادی صاحبہ یہ جو گوشہ باغ
مین اک ٹونڈ درخت چنار کا ہے اسے آپنے نہ کٹوا ڈالا ملکہ نے کہا کہ ہان مجھے بھی یہ ایک
سوکھا ہوا درخت کانٹے کی طرح کھٹکتا رہتا ہے دیکھو اب تبر داروں کو بلوا کے اسے کٹوا دونگی
سرمست نے کہا کہ ایک درخت کے واسطے اتنا جھگڑا کرنے کی کیا ضرورت ہے آپ کو دیر تک
پردے کی تکلیف اٹھانا پڑیگی دیکھیے مین ابھی اسکو اکھاڑ کے پھینکے دیتا ہون یہ کہکر آستینین
الٹ کے قریب اُس درخت چنار کے گیا اور درخت کو کولی مین لیکر جو زور کیا جڑ سمیت اکھاڑ لیا
اور اسطرح زور سے پھینکا کہ دیوار باغ کے اُس پار جا کے گرا اور وہان سے آکر ملکہ کو سلام
رخصت کیا ملکہ نے حسب معمول جام اور بیڑا عنایت کیا سرمست رخصت ہو کے چلا گیا رفیع البخت
نے سرمست کو نہایت پسند کیا کہ جوان معقول ہے اگر یہ اطاعت اختیار کرے تو خوب ہے ملکہ نے
کہا کہ آپنے دیکھا سرمست اک ادنے سے کوکا نے اتنے بڑے درخت کو کسطرح اکھیڑ کے پھینک دیا
اس سے زیادہ زبردست سردار میرے باپ کے دربار مین حاضر رہتے ہین رفیع البخت یا
چپ سے اور فرمایا کہ ایک تھپڑ ماردون تو منھ اسکا پھر جائے تم میرے زور کا تماشا دیکھو گی ملکہ نے
کہا کہ مین ایسے تماشے سے باز آئی جسمین فساد برپا ہو فرمایا کہ نہین فساد نہین برپا ہوگا یہ فرما کر باغ
سے باہر نکلے اور اسی درخت چنار کو لیے ہوے اندر باغ کے داخل ہوے اور جس جگہ سے
سرمست نے اکھیڑ کے پھینکا پایا تھا رفیع البخت نے اسی مقام پہ اسی زور سے درخت کو زمین پر
ارا کہ جتنا پہلے غرق زمین تھا کچھ اس سے زیادہ دھنس گیا اور وہان سے آکے بیٹھ رہے

ملکہ نے زور بازو کی تعریف کی اور کہا کہ واقعی میں میں تمکو اتنا نہ جانتی تھی لیکن پھر یہ کہونگی کہ میرے
باپ کے یہاں بڑے بڑے زبردست و سرکش لوگ ہیں علاوہ اسکے تم اس مقام پر تنہا ہو وہ بہت
ہیں فرمایا کہ مجھے کچھ خوف نہیں ہی ملکہ نے کہا کہ اسی کا خیال کرو کہ تم اسکی دختر تمھاری دوست ہی تم
میرے باپ سے فساد نکرو فرمایا کہ مجھے کیا ضرورت ہی کہ میں کسی سے فساد مول لوں جب تم ڈراتی
ہو تو کچھ میرے منھ سے نکلجاتا ہی ملکہ نے کہا کہ چلو اب میں کچھ نہ کہونگی غرضکہ جب دوسرا دن ہوا
تو سرمست فیل زور پھر حاضر ہوا ملکہ سے اپنے حاضر ہونے کی اطلاع کرائی ملکہ نے پھر اوٹ کھڑا کر کے
سرمست کو بلالیا سرمست نے سلام کیا اور عرض کی کہ کیوں ہمشیرہ صاحبہ یہ درخت چنار تو کل میں نے
اکھیڑ کے باہر پھینکدیا تھا آج پھر اسی مقام پر کسطرح آگیا ملکہ نے فرمایا بھیا جہاں اور اسرار اس
باغ میں ہیں یہ بھی کوئی آسیب ہوگا میں کیا جانوں کہ یہ اس مقام پر کسطرح آگیا سرمست کچھ سوچا
اور بدگمانی اسکے دل میں پیدا ہوئی کہ معلوم ہوتا ہی کوئی جوان مرد اس مقام پر آپہونچا ایسا نہو کہ
ملکہ ابھی کمسن اور نادان ہی کسی ظالم کے پھندے میں پھنس جاے اور اپنی خاندانی عزت کو
کھو بیٹھے تو غضب ہو جائیگا یہ میری بہن کہلاتی ہی اور شاہ میر سیارق کی دختر مشہور ہی اس بھید کو
دریافت کرنا چاہیے پس اسنے ملکہ سے کہا کہ آپ ضرور اس شخص سے واقف ہیں جسنے اس درخت
کو نصب کیا ہی بہتر ہو اگر مجھ سے بیان کر دیجیے ورنہ پھر مجھسے گستاخی سرزد ہوگی میں سپاہی ہوں
اور گو یا آپ میری حفاظت میں دی گئی ہیں اور مجھے خود بھی آپسے بھائی ہونے کی خصوصیت
حاصل ہی میں ہرگز کسی خرابی کو دیکھ نہیں سکتا علاوہ اسکے بادشاہ آپکی خیر و عافیت اکثر مجھسے بھی
دریافت کرتا ہی اور یہ الفاظ کہتا ہی کہ تم روز سلام کو ملکہ کے جاتے ہو ملکہ کا خیال رکھنا ملکہ
پریشان ہوئی کہ بتاتی ہوں تو خرابی ہی نہیں بتاتی ہوں تو خرابی ہی ملکہ کے سکوت پر سرمست فیل زور
اور مشکوک ہوا پس اسنے پردہ اوٹ پر سے کھینچ لیا اور کہا کہ بہن ہمسے پردہ کیسا کوئی بھائی بہن
سے بھی چھپتا ہی جب ہم تم دودھ کے شریک ہوے تو خون ملگیا پردہ ہٹتے ہی نظر جو رفیع البخت کی
پڑی اور سرمست نے رفیع البخت کو دیکھا غصہ سے سرخ ہو گیا لیکن رفیع البخت اسی طرح
مطمئن بیٹھے رہے فرمایا کہ کیا کہوں اے سرمست اگر تو ملکہ کا محرم نہوتا اور اسطرح پردہ کھینچتا
تو ہاتھ تیرے توڑ ڈالتا ملکہ کی تو یہ حالت ہوئی کہ تھر تھر کانپنے لگی گردن جھکالی کاٹو تو لہو نہیں اور
سرمست نے کمان دوش سے اتاری اور سامنے رفیع البخت کے پھینکدی اور کہا کہ یہ درخت
آپ نے اس باغ میں نہیں نصب کیا ہی بلکہ اپنے آنے کا جھنڈا گاڑا ہی اور زور کی لیاقت کی
ہی اس کمان پر تو زور دیکھیے رفیع البخت نے کمان اٹھالی کمان آہنی تھی سرمست کو گمان تھا کہ
کمان میری ان سے نہ کھنچ سکیگی اسلیے کہ انکے دست و بازو مجھسے کم ہیں رفیع البخت نے کمان اٹھائی
اور دو دو انگل کے ٹکڑے توڑ توڑ کے سرمست کی طرف پھینکنا شروع کیے سرمست کے ہوش
اڑ گئے دوڑ کے قدموں پر گر پڑا اور کہا کہ بیشک آپ وہی ہیں جنکو میں سمجھا تھا۔ رفیع البخت نے
فرمایا کہ تم کیا سمجھے تھے میں اسے کچھ بھی نہ سمجھا سرمست نے عرض کی کہ بارگاہ مستجاب میں اک
منجم ہی کہ اسکو مرتبہ وزارت بھی حاصل ہی علم نجوم میں اسکا مثل و نظیر نہیں ہی ایک روز اسنے بیان
کیا تھا کہ ابھی گلستان باختر اسم بامسمی نہیں ہی ہاں اسکی سرسبزی و شادابی کا اک زمانہ آنے والا
ہی اور وہ سرسبزی بھی اس مقام سے شروع ہوگی جہاں ہمیشہ خزاں کا دور رہتا ہی اور وہ زمانہ بہت

قریب ہی یہ سنکر مجھے شوق پیدا ہوا اور مین نے نجم اختر شناس سے پوچھا کہ اس اجمال کی تفصیل بیان
کیجیے نجم اختر شناس نے اشارہ سے مجھکو منع کیا مین خاموش ہو رہا جب دربار سنجاب شاہ مغرب
برخاست ہوا تو مین نجم اختر شناس کے ساتھ اسکے مکان پر گیا اور مین نے کہا کہ اگر کسی سبب سے
آپ نے دربار مین اپنے احکام مفصل نہین بیان کیے تو اسوقت تنہائی مین مجھ سے بیان کیجیے
نجم اختر شناس ہنسا اور کہا کہ اے سرمست اولاد حمزہ صاحبقران سے ایک شخص بحالت فقیری
باغ ملکہ مین پہونچے گا اور وہین سے بنیاد اسلام اور برکت دین مبین شروع ہوجائیگی وہ تن تنہا بہادرانہ
مغرب کو فتح کرکے اسلام آباد کریگا جو شخص اطاعت اُسکی اختیار کریگا اُسکی دنیا و عقبی دونون بنینگے
اور جو اس سے دشمنی کریگا وہ دونون جہان مین ذلیل و خوار ہوگا یہ سنکے مین چلا آیا اور مین اسوقت کا
منتظر تھا پہلے مین نے خبر ملکہ کے باغ کی سرسبزی کی سُنی میرے دل نے گواہی دی کہ وہ شخص آگیا اور
مین در اصل کل بھی آپ ہی کی تلاش مین آیا تھا مگر بلحاظ ادب کچھ کہہ نسکا جب مین پلٹ گیا آج اس
درخت کو الٹا دیکھ کر مجھسے تاب نہ رہی اور مین نے گستاخی کی کہ پردہ کھینچ لیا امیدوار مہربانی
ہون رفیع البخت نے سرمست فیل زور کو اپنے پاس بٹھا لیا اور ناگہ بھی خوش ہو کر فرمایا کہ
ابھی شاہزادہ نے کلمہ تلقین فرمایا سرمست مسلمان ہوا اور عرض کی کہ یاد رکھیے گا بہار مغرب
مین جسنے پہلے حلقہ اطاعت کان مین ڈالا ہے وہ سرمست ہے شاہزادہ نے بہت لطف و کرم فرمایا
کچھ دیر کے بعد سرمست رخصت ہوا اور آج جو دربار بادشاہ مین گیا تو ہوش سرمستان مین سنجاب
شاہ سے بیان کیا کہ حضور کے ملک مین اک ایسا درویش آیا ہے کہ قابل دید ہے جیسی صورت
ویسا ہی حسن اخلاق ویسا ہی صاحب کمال ایسا ہے کہ ایک دم مین باغ ملکہ کا سرسبز کر دیا یہ سنکے
سنجاب کو شوق ملاقات پیدا ہوا کہا کہ کل اُس درویش کو لانا جب دربار برخاست ہوا تو
نجم اختر شناس نے سرمست سے کہا کہ عجب نہین یہ وہی شخص ہو جسکا اس ملک مین آنا
میرے احکام نجوم سے ظاہر ہوا ہے اے سرمست دیکھنا اسکا اللہ برائی نکرنا ورنہ انجام مین
بہت پشیمان ہوگا تیری بدی اسکی قسمت کو نہین بگاڑ سکتی اسلیے کہ وہ با اقبال ہے بدی کا اثر
تیری ہی ذات پر پڑیگا سرمست نے کہا کہ مین نے تو غلامی اسکی دل قبول کی ہے بلکہ اس سے
بیعت کیا ہون یہ سنکر نجم اختر شناس نے سرمست کو آفرین کی اور کہا کہ مین بھی وقت کا منتظر ہون
اور یہ یاد رکھنا کہ قلب سنجاب شاہ کا سیاہ ہے تمام تیرگی باطن کی ابھی سے اسکے دل پر چھائی
ہوئی ہے یہ مسلمان نہوگا اور بہت ذلتین اُٹھائیگا یہ کہکر نجم اختر شناس تو اپنے مکان کیطرف
راہی ہوا اور سرمست فیل زور اپنے گھر گیا جب دوسرا دن ہوا تو خدمت مین شاہزادہ
رفیع البخت کے حاضر ہوا اب شاہزادہ سرمست سے نہایت الفت و محبت کے ساتھ
پیش آتا ہے اور سرمست بھی عاشق حسن خلق ہوگیا ہے رفیع البخت نے سرمست سے کہا کہ
یہان تو خالی بیٹھے بیٹھے دم گھبرایا کرتا ہے کوئی صورت ایسی پیدا کرو کہ سیر شہر کی کرین بہارستان
مغرب کی بہار بھی دیکھین سرمست نے عرض کی کہ کل مین نے دربار بادشاہ مین آپکے کمالات
کا ذکر کیا تھا بادشاہ مشتاق ملاقات ہوا ہے لہذا آج تشریف لیچلیے ہر چند کہ وقت مین دربار
کے ابھی عرصہ ہے لیکن مین پہلے سے چلا آیا ہون کہ سامان چلنے کا درست ہوجاے لیکن
اسے شہریار بلباس فقیری چلنا ہوگا اسلیے کہ مین نے مرد درویش کہکر آپکا ذکر کیا تھا فرمایا

ہیکل شیر ہیبت اپنے دنگل پر بیٹھا اکڑ رہا ہے سنجاب شاہ تخت حکومت پر بیٹھا ہے کس جلوہ
سے کہ تاج جو ہر نگار قبائے شاہنشاہی در بر جیغہ کو گردش ہے طرۂ پیغمبری کان پر لٹک رہا ہے لوگ ہوا
گرد بیٹھے جھکائے دو زانو بیٹھے ہیں چار وزیر تخت کے چاروں کونوں پر بیٹھے ہوئے ہیں نجم اختر شناس
نے تعظیم دی اور سلام کیا۔ رفیع البخت نے جواب سلام دیا اور غور سے نجم اختر شناس کی طرف
دیکھا کہ معلوم ہوتا ہے یہ شخص کوئی مرد بینا ہے مگر دین کو پوشیدہ کیے ہوئے ہے سنجاب نے
قریب اپنے جگہ دی رفیع البخت بیٹھ گئے نجم اختر شناس کا فرزند کوکب روشن چشم پہلوان زبردست
ہے یہ بھی دنگل پر بیٹھا ہے اسنے جو دیکھا کہ باپ نے تعظیم دی ہے تو یہ بھی اپنے مقام سے اٹھکر قریب
آیا دست بوسی کر کے پھر دنگل پر جا بیٹھا لیکن تمام اہل دربار محو جمال جہان آرا تھے اور غور سے شاہزادہ
رفیع البخت کی طرف دیکھ رہے تھے کہ ایسے حسین بھی دنیا میں ہوتے ہیں۔ سلطنت تر از دیدہ و دل
راست شنیدہ + شنیدہ کے بود مانند دیدہ + سنجاب شاہ مغربی بھی دل میں کہتا ہے کہ یہ فقیر تو کا ہے کو
ہے شاہزادہ معلوم ہوتا ہے یہ لباس فقیری چھوٹا نکلتا ہے میری دختر ایسی ہی عفیفہ ہے کہ اسکی طرف
طرف توجہ ہی کی ورنہ یہ حسن مردوں کو اپنے چین سے کیسے دیتا ہے نہ کہ عورت حسین سے خاص حسن
ہوتے سے تعلق ہے وہ کیونکر سچی ہوگی اگرچہ مجکو دختر کی شادی سے اس بنا پر انکار تھا کہ میں کسی کا
خسر ہونا نہیں چاہتا لیکن یہ شخص اگر فقیر ہوتا تو ضرور شادی لڑکی کی اسکے ساتھ کر دیتا دیر تک دربار
میں سناٹا رہا کوئی کسی سے کچھ بات نہ کرتا تھا سب کے سب رفیع البخت ہی کی جانب دیکھ
رہے تھے بعد کچھ دیر کے سنجاب شاہ مغربی رفیع البخت کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ شاہ صاحب
آپنے اس سن میں یہ بانا کیوں اختیار کیا فرمایا کہ دنیا جائے قیام نہیں ہے یہ اک سرا ہے
کوئی ایک دن یہاں ٹھہرا کوئی دو دن اور تین دن سے زیادہ کوئی بھی نہ رہیگا پھر ایسی جگہ
رہکر انجام کو نہ سوچنا بالکل خلاف عقل ہے انسان کو ہر وقت آمادہ سفر رہنا چاہیے اسلیے کہ نہیں
معلوم کس وقت کوچ کی رحلت بج جائے سنجاب شاہ نے کہا کہ ناپائداری دنیا میں پانچ روز ہیں
غنیمت شمر صحبت دوستان + کہ گل پنج روز است در بوستان + تین دن زندگی آپنے
کس حساب سے کہی فرمایا کہ تین دن سے مراد تین انقلابوں سے ہیں اول بچپنا۔ دوسرے
جوانی تیسرے بڑھاپا۔ اور پھر یہ تین روز بھی سب کے اعتبار میں ممکن ہے کہ ہنوز طفلی کا زمانہ ختم
ہونے نہ پائے کہ قضا آجائے تو پورا ایک دن بھی نہ ہوا تو تیسرا دن پیری بالکل بیکار ہے حاصل
ہے ان باتوں پر حاضرین وجد کرنے لگے اور سنجاب شاہ بھی نہایت خوش ہوا پھر پوچھا کہ وطن
آپکا۔ فرمایا ملک عدم جہان سے سب آئے ہیں وطن اصلی وہی ہے پوچھا کہ جائے قیام فرمایا
کوہ و صحرا دشت اور کہا کہ ارادہ کہاں جانے کا ہے فرمایا کہ ع حب الوطن از ملک سلیمان خوشتر
عالم عدم سے آیا ہوں اور عدم ہی میں جاؤنگا سنجاب شاہ نے نام پوچھا فرمایا کہ بندۂ خدا۔ سنجاب
نے کہا کہ کس خدا کو آپ مانتے ہیں یہ سنکر فرمایا کہ جسنے مجھے اور تمھیں بلکہ تمام عالم کو پیدا کیا ہے
اور حیات و ممات ہر وقت اسکے قبضۂ اقتدار میں ہے سنجاب شاہ نے کہا کہ وہ تو خدائے آذر کا عالم
سارا بن گیا ہے فرمایا کہ اس سے پہلے کون تھا سنجاب نے کہا کہ خداوند کے بڑے بھائی
زرہرد شاہ باختری جنکو لقا بھی کہتے ہیں رفیع البخت نے ارشاد کیا کہ جو سب سے پہلے تھا اور
سب سے پہلے کوئی نہ تھا میں اُس خدا کو مانتا ہوں یہ ایسی بات تھی کہ حق تھی اور سنجاب کے خلاف تھی

بگذری۔ رفیع البخت نے حق حق بیان کیا اور سمجھنے والون نے اسکو اپنے مطلب کے موافق
سمجھ بھی لیا اور نجم اختر شناس ان باتون پر وجد کرنے لگا کہ کس خوبصورتی سے اسلام کو بیان کیا ہے
کہ یہ کافر کچھ نہ سمجھ سکیگا۔ اب سب نے کہا کہ واقعی تمہین آپ اس لائق تھے کہ پیغمبر ہوتے تو معلوم ہوتا ہے
کہ آپ نے اس منصب کو گوارا ہی نہین کیا جب تو آپکا وہ مرتبہ ہے کہ خداوند نے ہماری نہ سنی اور
آپکی سن لی ہماری التجا سے باغ ملکہ کا سرسبز نہوا اور آپکی دعا سے باغ پژمردہ مین بہار آئی لیکن
اگر اس غمکدہ کو آپ نے روشن منور کیا ہے تو ابھی چندے یہان قیام فرمایئے بلکہ میرا تو یہ جی
چاہتا ہے کہ تمام عمر اسی مقام پر رہیے رفیع البخت نے کہا کہ جو منظور خدا ہوگا وہ ہوگا یہ فرماکر
رخصت ہوئے سنجاب نے سرمست کو بلا کے چپکے سے کان مین سرمست کے کہا کہ اب یہ
درویش ملکہ تک نہ پہونچنے پاوے مجھے خوف ہے کہ ایسا نہو کہ نیت ملکہ کی برگشتہ ہو جاوے کہ
کمسن اور حسین ہے اسے تم اپنے باغ مین مہمان رکھو۔ یہ سنکے سرمست نے دلمین کہا کہ اے
بے روشنی طبع تو بہت بلا شئی ہے ۔ شاہزادہ دل مین کیا کہیگا سنجاب سے کہا کہ ایسا ہی ہوگا
اور دربار سنجاب سے نکلکر ہمراہ رفیع البخت کے چلا رستے مین کہا کہ اے شہریار بات میری
اب آپکے ہاتھ ہے حضور کی نسبت یہ حکم ہوا ہے کہ اب آپ باغ ملکہ مین نہ رہیے ایسا نہو کہ
نیت ملکہ کی برگشتہ ہو جاوے لہذا مناسب ہو تو ظاہرا میرے باغ مین قیام پذیر رہیے اور پوشیدہ
طور سے ملکہ کے باغ مین جایا کیجیے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے غرضکہ سرمست رفیع البخت کو لیکے
اپنے باغ مین آیا قصر رہنے کے واسطے آراستہ کرایا اور شاہزادہ سے عرض کی کہ حضور اسی مقام کو
رونق افروز رہین مین جاتا ہون اور ملکہ کا اطمینان کیے آتا ہون ورنہ وہ نہایت پریشان ہونگی
فرمایا کہ بہتر ہے۔ رفیع البخت تو اس باغ مین قیام پذیر ہوئے اور سرمست فیل زور باغ ملکہ کی
جانب روانہ ہوا اور وہان ملکہ انتظار مین شاہزادہ رفیع البخت کے تڑپ رہی تھی آنکھین دروازہ
باغ کی طرف لگی ہوئی تھین کہ ایک مرتبہ سرمست فیل زور پہونچا ملکہ نے جو سرمست کو دیکھا اور شاہزادہ
رفیع البخت کو نہ دیکھا دل دھڑکا کہ کوئی افتاد پڑی سرمست نے سلام کیا ملکہ نے جواب سلام
نہ دیا چہرہ سے آثار ملال ہویدا ہوئے سرمست نے دست ادب باندھکے عرض کی کہ آپ ناحق
ہوتی ہین مین خیرخواہ ہون نمک حرام نہین ہون نہ شیوہ میرا دغا ہے شاہزادہ خیر و عافیت کے ساتھ
میرے باغ مین موجود ہے اگر یقین نہو کسی کو بھیج کے دریافت کیجیے وجہ شاہزادہ کے نہ لانے
کی یہ ہوئی کہ آپکے ابا جان نے یہ حکم دیا ہے کہ اس درویش کو اپنی نگرانی مین رکھو اب ملکہ
کے باغ مین نہ جانے پاوے ایسا نہو کہ نیت ملکہ کی اسکی طرف مائل ہو جاوے لہذا پوشیدہ طور سے
اب وہ آپکے پاس آیا کرینگے ظاہر لیکن اب انکا آنا نامناسب ہے مین اسی واسطے اسوقت حاضر
ہوا ہون کہ حضور کو مطلع کر دون ملکہ یہ سنکر رونے لگی اور کہا کہ تمنے اطمینان دلایا یا پریشان کیا
اور دلنشین سے کہا کہ تم جاؤ اور دیکھ آؤ کہ شاہزادہ کسطرح ہے اور ہمارا ایک رقعہ لیتی جاؤ یہ
فرماکر قلم دوات طلب کیا اور رقعہ تحریر کیا مضمون یہ تھا۔ خوشی سے رہو مہربان جہان رہو
نہ طلب ہمیشہ دل سے آشنا رہو مجھے سرمست کی زبانی معلوم ہوا کہ آپ کو یہان آنے کی
ممانعت کی گئی ہے اگر آپ چاہینگے تو پوشیدہ طور پر ہر وقت آسکینگے اور مجھے اجازت ہوتی تو
بلا اپنی وہان حاضر ہونے مین کوئی عذر و انکار نہوگا ایسا نہو کہ آنکھ اوجھل ہونے کے سبب مجھے

دل سے بھی بھلا دیجیے باقی خیریت ہے یہ رقعہ شوقیہ لیکر دلفریب سوار ہوکر سرمست کے ساتھ جانب
باغ روانہ ہوئی وہاں شاہزادہ بھی چمنی کے ساتھ ٹہل رہا تھا تصویر ملکہ کی پیش نظر تھی دل میں
یہ خیال کہ کیا جلد ہی زمانے نے انقلاب دکھایا ہے کہ یا تو ہر وقت ملکہ کے قربت حاصل تھی یا اب
یہ نوبت ہے کہ صورت دیکھنے کو ترستے ہیں یہ فی الحقیقت سنجاب کا حکم ہے یا سرمست نے اپنی جانب
سے انتظام کیا ہے خیر جو کچھ ہوگا ظاہر ہو جائیگا یہ تصور کرکے خاموش بیٹھے تھے کہ سرمست فیل زور پہنچا
ساتھ ہی سرمست کے دلفریب بھی داخل باغ ہوئی آتے ہی شاہزادہ کو ادب سے سلام کیا اور
رقعہ ملکہ کا پیش کیا۔ رفیع البخت نے رقعہ کو پڑھا اور جواب تحریر کیا کہ اے ملکہ مجھے کسیکا خوف نہیں ہے
تمھارے ہی اصرار سے میں نے اس بات کو گوارا کیا ہے کہ میں یہاں ہوں تم وہاں ہو ورنہ کہو تو
اسیوقت چلا آؤں بلکہ دربار سنجاب میں اظہار کرکے آؤں کہ میں باغ ملکہ میں جاتا ہوں جسے روکنا
ہو روک لے اس خیال سے خاموش رہا کہ تم یہ الزام نہ دو کہ تمھارے سبب سے میں رسوائے
عالم ہوئی اور آج شب کو میں آؤنگا تم اطمینان رکھو دلفریب جواب لیکر جلدی سے روانہ ہوگئی
کہ ملکہ پریشان نہو ملکہ نے جواب نامہ دیکھتے ہی تیاری شب ماہ کا حکم دیا اسیوقت سے سامان
ہونے لگا تمام درخت تمامی سے منڈھے گئے اور قندیلیں درختوں میں آویزاں کی گئیں بادلہ کتر
کتر کے درختوں پر ڈالا گیا چبوترۂ باغ پر فرش بچھایا گیا نگیرہ زر لفتی استادہ ہوا جسکی چوبیں جواہر نگار
تھیں جھالر موتیوں کی تھی اور مسہریاں پھولوں سے بنائی گئیں ملکہ کا تو اس انتظام و اہتمام میں
دن بآسانی گذر گیا لیکن رفیع البخت کو وہ اتنا وقت گزارنا پہاڑ ہو گیا بار بار جانب آسمان دیکھتے تھے
اور یہ شعر پڑھتے تھے ؎ شام کیا روز جدائی کے نہیں ہوتی ہے + دھوپ جب دیکھو موجود ہے
دیواروں پر + کبھی باغ میں ادھر سے ادھر جاتے تھے کبھی ادھر سے ادھر آتے تھے تڑپتے تھے
کے اشعار انتظار پڑھتے تھے ؎ جنہیں سمجھے تھے دیدار یار کے قابل + وہ آنکھیں ہو گئیں
اب انتظار کے قابل + جمال تو نے دکھا کر بگاڑ دی عادت + یہ آنکھیں اب ہوئیں انتظار کے
قابل + جب تھوڑا سا دن باقی رہا تو شاہزادہ نے سرمست سے فرمایا کہ ایک مرکب اور اسلحہ
منگوا دو سرمست نے عرض کی کہ حضور شام تو ہو لینے دیجیے سب چیزیں مہیا ہیں اتنے میں چوبدار
آیا اور عرض کی کہ [illegible] کا حکم ہے کہ آج بھی شاہ صاحب ضرور تشریف لائیں گے یہ سنکر سرمست
بھی زور پریشان ہوا اور آکر عرض کی کہ بادشاہ نے حضور کو بلا بھیجا ہے فرمایا کہ اے سرمست وہاں
ملکہ انتظار میں پریشان ہوگی ادھر میرا دل بھی فراق ملکہ میں بیتاب ہے سرمست نے عرض کیا کہ حضور
موقع محل دیکھکر ہر کام کو کرنا چاہیے ایسا نہو کہ افشائے راز ہو جائے تو آپکو ملکہ کی بھی رسوائی
حضور کی بھی بدنامی ہے اور بدنامی کے ساتھ پریشانی بھی ہے اسلیے کہ ابھی آپ بے سرو سامان ہیں
یہ غلام ہر وقت سرفروشی و جانبازی کے واسطے موجود ہے لیکن مثل مشہور ہے کہ سوربان چڑھا کدھا ڑ
نہیں چھوڑتا ہے مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ چلے چلیے اتنے میں دوسرا چوبدار آیا اور سرمست کو
فرمان شاہی دیا لکھا تھا کہ اے سرمست فیل زور تمکو چاہیے کہ دیکھتے ہی اس حکمنامہ کے درویش
وارد کو لیکر حاضر ہو وہ پرچہ کاغذ لیے ہوئے سرمست خدمت میں شاہزادہ رفیع البخت کے حاضر
ہوا اور پرچہ پیش کیا رفیع البخت مجبور ہوئے اور ہمراہ سرمست کے جانب دربار سنجاب روانہ ہو
جسوقت داخل دربار ہوئے دیکھا کہ اسیطرح دربار آراستہ ہے ارکین دولت جمع ہیں آج بہت

لوگ درویش کی تعظیم کو اُٹھے مگر اک پہلوان ہے کہ نام اُسکا صلصال ابلیس خصال ہے جیسے ہی شاہزادہ
رفیع البخت قریب سے اُسکے گزرے زبان سے اُسکے یہ کلمہ نکلا کہ اس صورت پر تو سدا سہاگن کا دُم
اور رکھی بھلا معلوم ہوتا ہے بس یہ سنتے ہی رفیع البخت کو نہایت غصہ آیا پلٹ کے اک تھپڑ مارا اور آواز دی
کہ کیا بکتا ہے تھپڑ کھاتے ہی صلصال تو مثل لوٹن کبوتر کے تڑپنے لگا کلہ اسکا پھٹ گیا رفیع البخت
جا کر اپنے مقام پر بیٹھ گئے دربار میں بلڑ ہو گیا کہ شاہ صاحب سے گستاخی کی تھی اُسکی سزا ملی
سرمست فیل زور کانپنے لگا کہ دیکھیے اسکا نتیجہ کیا ہوتا ہے آج قوت انکی تمام اہل دربار پر ظاہر ہو گئی
کہ یہ ایسے ہیں اُدھر سنجاب نے غور سے دیکھا کہ اتنے بڑے جوان کی ایک تھپڑ میں کیا حالت ہو گئی
یہ تو روبی زور نہیں ہے بلکہ کمالات درویش کا نمونہ ہے لوگ صلصال ابلیس خصال کو اُٹھا کر شفاخانہ
لیگئے علاج اُسکا ہونے لگا یہاں چہرہ رفیع البخت کا غصہ کے سبب سرخ تھا سنجاب نے پوچھا کہ
اس سے کیا گستاخی ہوئی کہ آپ نے سزا دی فرمایا کہ سرمست سے پوچھیے سرمست نے بیان کیا
کہ اُسنے کلمات ناشائستہ شان میں کہے سنجاب نے کہا کہ خوب کیا آپ نے جو اسکو سزا دی
یہ قابل اسی کے تھا رفیع البخت نے کہا کہ آج اس وقت آپ نے مجھے کیوں یاد کیا سنجاب نے
کہا کہ میرے ملک کی مغربی سرحد پر اک درہ کوہ ہے کوہ کے اس پار سمندر ہے اکثر درہ کوہ سے ایک
نہنگ نکلتا ہے اور لوگوں کو نگل کے پھر درہ میں چلا جاتا ہے نہ اُسپر کوئی حربہ کارگر ہوتا ہے کہ اُسے
مار ڈالیں نہ اُسکا راستہ بند کر سکتے ہیں اکثر میں نے درہ کو بند کرا دینا چاہا مگر پھر درہ کھل گیا
کوئی تدبیر ایسی چاہیے کہ یا اُس نہنگ کا نکلنا موقوف ہو یا وہ نہنگ مارا جائے شاہزادہ
رفیع البخت نے ارشاد کیا کہ آپ مجھکو وہاں بھجوا دیجیے میں کچھ نہ کچھ انتظام کر دونگا سنجاب نے
کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا اگر وہ نہنگ آپکو نگل گیا تو میری بدنامی ہوگی لوگ کہینگے کہ ناحق بیچارے
اک مرد فقیر کو لقمہ دہان نہنگ کرا دیا فرمایا کہ میں اک نوشتہ اس مضمون کا تحریر کیے دیتا ہوں کہ میں
اپنی خوشی سے اس نہنگ کے مقابلہ کو جاتا ہوں سنجاب نے کہا کہ میں اسکا جواب بغیر خداوند سے
دریافت کیے ہوئے دے نہیں سکتا ہوں رفیع البخت خاموش ہو رہے لیکن دل اُلجھ رہا ہے کہ ملکہ
اپنے دل میں کیا کہتی ہوگی اُسے کیا معلوم کہ میں کس بلا میں گرفتار ہو گیا ہوں وہ تو جانتی ہوگی
کہ وعدہ خلاف ہیں سب سے پروا ہیں ہماری محبت نہیں ہے باتوں کا سلسلہ اس طرح جاری ہے کہ ناگاہ
کسی کسی بہانے سے چلے آنے کا موقع بھی نہیں ملتا جب نصف شب گزری تو دربار برخاست ہوا
یہ بھی گردش تقدیر ہے کہ آج ہی دربار بھی دیر تک رہا برخاست ہوا سنجاب شاہ مغربی محل میں گیا ارکان
دولت رخصت ہو ہو کر اپنے اپنے مکان کی طرف راہی ہوئے اور شاہزادہ رفیع البخت معہ سرمست
فیل زور شہر سے نکلکر باغ کی طرف چلے راستہ میں شاہزادہ رفیع البخت نے ارشاد کیا کہ اے سرمست
آج ملکہ سے وعدہ تھا اور یہاں نصف شب سے بھی زیادہ گزر گئی ملکہ کیا کہتی ہوگی سرمست نے
عرض کی کہ حضور یہ اتفاقی بات ہے اسمیں آپ مجبور تھے رفیع البخت نے ارشاد کیا کہ میں تو اسوقت
باغ ملکہ میں جاؤنگا سرمست نے عرض کی کہ مناسب ہے میں بھی ہمراہ ہوں لیکن حضور کو پہنچا کے
چلا آؤنگا اسلیے کہ شاید کوئی فرمان نافذ ہوا اور میں نہ ہوں تو بادشاہ اور کبھی بدظن ہوگا رفیع البخت
نے ارشاد کیا کہ اسکی کیا ضرورت ہے کہ تم مجھے پہنچانے جاؤ اور پھر واپس آؤ میں چلا جاؤنگا یہاں سے
کچھ زیادہ فاصلہ نہیں ہے نہ کوئی اور باغ ہے جس سے دھوکا ہو جائے سرمست نے عرض کی کہ

حضور یہ سحر اکا واسطہ ہی آپ اکیلی تو وارد ہین پھرتے ہین یہ چلے رات تاریک ہی ہاتھ کو ہاتھ نہین
سوجھتا ہی راز کی بات ہی ملازم کو ساتھ لیجانا مناسب ہی کیونکر کہون کہ آپ تنہا تشریف لیجائین
رفیع البخت نے فرمایا کہ میرے سر کی قسم تم جاؤ سرمست مجبور ہوکر اپنے باغ کی طرف چلا شاہزادہ
رفیع البخت اپنے ارادہ سے جانب باغ ملکہ روانہ ہوے لیکن پھرتے پھرتے پہر بھر گذر گیا اور
باغ تک نہ پہونچے جا بجا غول بیابانی شعلے چھوڑتے تھے اور غائب ہو جاتے تھے کبھی داہنی
جانب نظر آتے کبھی بائین جانب ایسے راستہ بھولے کہ پھرتے پھرتے قریب صبح باغ
سرمست کے دروازے پر جا پہونچے پہاٹک بند تھا دربان جاگ رہے تھے آہٹ پاکر انھون
نے آواز دی کہ کون - فرمایا کہ ہمین ہین دربانون نے آواز پہچان کر دروازہ کھول دیا اب شاہزادہ
رفیع البخت نے پہچانا کہ یہ باغ تو سرمست کا ہی - رفیع البخت داخل باغ ہوے اور خیال کیا کہ
اب تو صبح قریب ہی کسوقت مین ملکہ کے باغ تک پہونچونگا اور کب واپس آونگا یہ خیال کرکے
اپنی خوابگاہ مین تشریف لیگئے اور آرام فرمایا وہان ملکہ کی یہ حالت رہی کہ تڑپ تڑپ کے رات
بسر کی جب تک عروج شب کا وقت رہا اسوقت تک امید بھی رات کے ساتھ بڑھتی رہی اور
جب رات ڈھلنے لگی تو امید کا چراغ بھی مانند چراغ صبح کے جھلملانے لگا دلفریب وزیرزادی
سے بار بار پوچھتی تھی کہ تو تو کہتی تھی انھون نے بڑا شوق ظاہر کیا ہی دلفریب عرض کرتی تھی
کہ کیا آپ نے مضمون رقعہ شوق کا انکے ملاحظہ نہین فرمایا مین کچھ اپنی طرف سے نہین کہتی ہون
انھون نے ارشاد کیا بلکہ تحریر بھی کردیا تھا وہی مین نے آپ سے عرض کردیا جب صبح ہوئی
تو ملکہ نے فرمایا کہ اے دلفریب یا تو ابھی جا اور شاہزادے کی خیر و عافیت سے مجھے اطلاع
دے کہ خدا جانے کیا پیچ پڑا ورنہ وہ ایسے وعدہ خلاف نہین معلوم ہوتے یا سواری منگا مین خود
جاؤنگی دلفریب نے کہا کہ ہوش مین رہو ابتداے عشق مین روتا ہی کیا + آگے آگے
دیکھیے ہوتا ہی کیا + اے ملکہ انھین باتون کا انجام خراب ہوتا ہی عورت مرد کی نظرون سے
گر جاتی ہی جو کام انھین چاہیے اسکے کرنے پر آپ آمادہ ہین ان مردون کی ذات بے پروا
ہوتی ہی ایسے دل کا لگانا ہی نادانی ہی ملکہ نے کہا کہ او بے پروا کوئی تو دیکھی اپنے لیے دردسر مول
لیتا ہی تقدیر پہونچا دیتی ہی خدا کے واسطے تو ہی جا وہ یہان نہ آئین لیکن خیر سے ہون غرضکہ
ملکہ کے اصرار سے پھر وزیرزادی روانہ ہوئی اور پہلے ایک کہاری کو سرمست کے پاس بھیجا اطلاع دے
کہ مین آتی ہون مگر میرے آنے کا راز کسی پر افشا نہو جسوقت کہاری نے آکر سرمست فیلزور کو دلفریب
کے آنے سے مطلع کیا سرمست جلدی سے چور دروازے کی طرف آیا کہاری سے کہدیا تھا کہ
سواری فلان دروازے کی طرف اترے کہاری نے دلفریب سے عرض کیا دلفریب اسی طرف سے
آکر باغ مین داخل ہوئی شاہزادہ رفیع البخت حوائج ضروری سے فراغ حاصل کرکے بیٹھے ہی تھے
کہ دلفریب پہونچی اور سلام کیا شاہزادہ نے جواب سلام دیا دلفریب نے دوسرا سلام کیا اور
ساتھ ہی تیسری تسلیم بجا لاکے عرض کی کہ سبحان اللہ پہلے ہی بسم اللہ غلط جو سنتے ہی گالی کا
شاہزادہ اس رمز کو سمجھ گیا گردن جھکا لی اور فرمایا کہ اے دلفریب یہ بھی اک تقدیر کی گردش
تھی اور کیا کہون سرمست سے کل کا واقعہ دریافت کرلو کہ کیا مصیبت پیش آئی سرمست نے
سب کیفیت بیان کی بعد اسکے وزیرزادی نے کہا کہ آج اگرچہ بیدار آئے تو کسی بہانے سے ٹال دیجیے گا

مگر ضرور آئیگا اسلیے کہ ملکہ نہایت پریشان ہین رفیع البخت نے فرمایا کہ مین تو ابھی چلنے کو موجود
ہون مجھے کسی بات کا ڈر نہین ہی تمھاری ملکہ ہما کی بدنامی ورسوائی کا خیال ہی دلفریب نے کہا
کہ اسیطرح ملکہ کو آپکی جان عزیز ہی جسطرح آنکو آنکی عزت پیاری ہی حالانکہ ایک دن ہونا یہی ہی مگر
جبتک ٹل سکے ٹالنا چاہیے یہ کہکر دلفریب تو چلی گئی اسکے بعد ملکہ سے تمام واقعہ شب کا بیان کیا
ملکہ نے اک آہ کھینچی اور کہا کہ ہماری بھی کیا بری تقدیر ہی دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی یہان پھر سامان
ہونے لگا اور وہان شاہزادہ رفیع البخت نے تڑپ تڑپ کے دن گذارا اب شام قریب ہے
شاہزادہ نے مرکب طلب کیا ہی لباس بدلا ہی چاہتے ہین کہ ذرا سا اور اندھیرا ہو لے تو باغ کا
راستہ لون کہ اکبر نہ چوبدار حاضر ہوا اور فرمان شاہی سرمست کو دیا لکھا تھا کہ اے سرمست
فیل زور جسطرح ممکن ہوسکے اپنے کو مع شاہ صاحب مجھ تک جلد پہونچا کہ اک کام ضروری ہے
سرمست وہ فرمان لیے ہوے شاہزادہ رفیع البخت کے پاس آیا اور پرچہ دکھایا شاہزادہ نے
دیکھا کہ سنجاب شاہ نے تاکید لکھی ہی اسوقت کوئی بہانہ کرنا مناسب نہین معلوم ہوتا ایسا نہو کہ
میری وجہ سے سرمست پر عتاب نازل ہو جلدی سے پھر لباس تبدیل کیا اور اسی فقیرانہ لباس
سے سرمست کے ساتھ چلنے کو تیار ہوگئے سرمست فیل زور شاہزادہ کو ساتھ لیے ہوے دربار
سنجاب مین پہونچا لوگون نے تعظیم دی رفیع البخت قریب سنجاب کے جا کر بیٹھے سنجاب شاہ
سنجابی نے سرمست سے کہا کہ مین نے ایک خواب دیکھا ہی اسکی تعبیر لینے کے واسطے اسوقت
شاہصاحب کو تکلیف دی ہی اور وہ خواب یہ ہی کہ مین صحرا مین واسطے شکار کے گیا ہون کہ ایک فیل مست
نے مجھپر حملہ کیا فورا ایک شیر صحرائی جنوب کی طرف سے پیدا ہوا اور اُسنے فیل کو مار ڈالا ۔
میری فوج کے ایک سردار نے شیر پر حملہ کیا شیر نے اسکو بھی مار ڈالا اور پلٹ کر صحرا کی طرف چلا
مین نے یہ خیال کیا کہ ایسا نہو کسی وقت یہ شیر بھی مثل فیل کے مجھپر حملہ کرے مین نے اہل فوج کو
حکم دیا کہ اسے گھیر کے مار لو۔ لوگ اُسکے گھیرنے کو دوڑے اور چہار جانب سے گھیر لیا اسوقت
شیر پلٹا اور اُسنے بہت سے افسران فوج کو مار کر مجھپر حملہ کیا تو آپ دیکھ کر میری آنکھ کھل گئی
تو انجام مین خدشہ تھا اسکی تعبیر چاہتا ہون ۔ یہ سنکر رفیع البخت نے خیال کیا کہ وہ شیر مین
ہون کہ مین اسکے ساتھ نیکی پر آمادہ ہون اور انجام مین یہ میرے ساتھ بدی کریگا اور اسکی سزا
پائیگا مگر موقع صاف صاف بیان کرنے کا نہ تھا اسوجہ سے ارشاد کیا کہ اسکے بادشاہ محسن کشی کا
نتیجہ خراب ہوتا ہی آپ کے خواب سے صاف صاف ظاہر ہو رہا ہی کہ کوئی شخص آپکو کسی بلا
ناگہانی سے بچائیگا اور بجاے اُسکا بالعکس پائیگا یہ بات خدا کے عادل کے بھی خلاف ہوگی
اُسکا عوض یہ ہوگا کہ وہ اُسی شخص کو آپ پر غالب کردیگا تحفظ اسکا یہی ہی کہ محسن کے ساتھ بدی
نہ کیجیے گا۔ نجم اختر شناس نے اس تعبیر کی تعریفین کی اور اہل دربار اچھی طرح نہ سمجھے اتنے مین ایک
ہرکارے نے آکر عرض کی کہ وہ نہنگ جو ہمیشہ درہ کوہ سے نکل کر آزار پہونچایا کرتا تھا پھر نکلا
ہی تین روز تک وہ صحرا مین پھر کر اپنا پیٹ بھریگا اور تیسرے روز شام کے قریب پھر درہ کوہ مین
جا کر غائب ہو جائیگا اسکا کوئی انتظام کیجیے کہ رعایا برباد نہو یہ سنکر بادشاہ پریشان ہوا شاہزادہ
رفیع البخت نے کہا کہ مین اسکے سرکوبی کے واسطے موجود ہون آپ مجھے بھیجدین
سنجاب شاہ ایسا پریشان ہوا تھا کہ اسنے اجازت دی اور کہا کہ جسقدر سامان ساتھ لینا ہو

لے لیجیے فرمایا کہ ایک نہنگ کے مارڈالنے کے واسطے سامان کی کیا ضرورت ہے یہ فرما کر اٹھ کھڑے
ہوئے سرمست کچھ سا سمجھ ہی اٹھا اور عرض کی کہ رہبری کے واسطے غلام حاضر ہے آپکو کیا معلوم
کہ وہ صحرا کہاں ہے جہاں نہنگ آتا ہے اور لوگوں کو پریشان کرتا ہے سنجاب شاہ نے کہا کہ یہ وقت
شب کا ہے اور راستہ خراب ہے صبح کو تشریف لیجائیے گا فرمایا بہتر اور وہاں سے نکلکر اپنے مکان
کی طرف چلے راستہ میں سرمست نے کہا کہ اے شہریار اگرچہ رات زیادہ آگئی ہے مگر چلکر ملکہ سے مل
لینا مناسب ہے فرمایا میرا خود ہی یہ ارادہ تھا یہ فرما کر مع سرمست فیل زور طرف باغ ملکہ کے روانہ
ہوئے چند قدم راہ طے کی ہوگی کہ دیکھا اُسطرف سے سواری ملکہ کی چلی آتی ہے اور اردلی میں
بہت سے سوار ہمراہ ہیں سرمست نے عرض کی کہ معلوم ہوتا ہے ملکہ اپنے باپ کے پاس جاتی ہیں
جو سواری اس جاہ و احتشام سے آرہی ہے اے شہریار اب موقع نہیں ہے پلٹ چلیے رفیع البخت
کو نہایت رنج ہوا مایوس ہو کر پلٹے دل میں کہا کہ کیا تقدیر کی گردش ہے سچ کہا ہے کہ ؎ یہ دو دل کو
آنکے ہٹاتا نہیں + کسی کا اسے ملنے بھاتا نہیں + فلک کج رفتار کے ظلم سے کوئی جانبر
بری نہیں ہے سواری تو ملکہ کی مثل باد بہاری کے آنکھوں کے سامنے اُسطرف روانہ ہوئی اور
رفیع البخت مع سرمست فیل زور باغ میں آئے خوابگاہ میں جاکر آرام کرنے کا قصد کیا مگر نیند کہاں
آتی ہے تڑپ تڑپ کے رات بسر کی لیکن اب کچھ حال ملکہ کا سنیے کہ یہ انتظار میں شاہزادہ
کے بیٹھی تھی کہ مختار پہونچی اور عرض کی کہ آپکے والد مہربان نے یاد کیا ہے ملکہ مجبورًا سوار ہو کے
روانہ ہوگئی جسوقت داخل محل ہوئی ملکہ سلیمہ خاتون نے دختر کو گلے سے لگایا اور کہا کہ اب ایسی
باغ کی محبت ہوئی کہ ہماری محبت پر بھی فوق لیگئی تمہارے دیکھنے کو میرا دل تڑپ رہا تھا اتنے
میں سنجاب شاہ مغربی گھر میں آیا سلیمہ خاتون نے کہا کہ اے بادشاہ اب دختر جوان ہوئی اور تمکو
اسکی شادی کی کوئی فکر نہیں جوان بیٹی کا بیٹھال رکھنا اچھا نہیں ہوتا ہے سنجاب شاہ نے کہا
کہ اے ملکہ نابہمہ کی دختر کا شوہر کون بن سکتا ہے سلیمہ خاتون نے کہا کہ اسکا انجام خراب ہے
نابہمہ کیا خداوند کی بیٹیاں بھی بے شوہر کے نہیں رہ سکتی ہیں کیا تمنے افسانہ گوہر ملک اور گیتی افروز
ور جہان افروز کا سنا ہوگا ایسا نہو کہ ایسا ہی کچھ انجام پیش آئے اس سے بہتر یہ ہے کہ اپنے جیتے
سامنے دختر کا ہاتھ کسی کے ہاتھ میں دیدو سنجاب شاہ یہ سنکے خاموش ہورہا اور ملکہ ان باتوں سے
زیادہ پریشان ہوئی مگر کیا کرے کہ زبان ہلا نہیں سکتی کچھ دیر ماں کے پاس بیٹھی رہی آخر اپنی
خوابگاہ میں جاکر آرام کیا مگر آرام کہاں تھا بظاہر تو سو رہی تھی لیکن چپکے چپکے رو رہی تھی جب صبح
ہوئی تو سنجاب شاہ دربار میں آیا نجم اختر شناس کو بلایا اور اُس سے ملکہ کی شادی کی نسبت
صلاح لی نجم اختر شناس نے زائچہ بنا کر عرض کی کہ میرے خیال میں یہ بات آتی ہے کہ وہ جو ایک
موتی آپکے یہاں ہے کہ جسکا مثل و نظیر نہیں ہے جسطرح آپکی دختر نیک اختر فرد ہیں اسیطرح وہ موتی
بھی فرد ہے آپ اس بات کا اظہار کیجیے کہ جو شخص جفت اسکا پیدا کر دے میں اُسی کے ساتھ
شادی ملکہ کی کر دونگا اس موتی کا جفت پیدا ہونا غیر ممکن ہے اور اگر ہوگا بھی تو ایسے ہی کسی شخص
کے پاس ہوگا جو آپکا ہمسر ہو یہ سنکر سنجاب نے آفرین کی اور خلعت دیکر نجم اختر شناس کو
رخصت کر دیا اور شہر بھر میں اعلام کر دیا کہ میری سلطنت میں ایک موتی ہے کہ تول میں ایسا اور رنگ
میں ایسا ہے اور تمام اوصاف اُسکے تحریر کر کے اشتہار چسپاں کرا دیے کہ جو شخص دانا و بہمہ ہونا

چاہیے وہ جوڑا اس موتی کا پیدا کرے انھین دونون موتیون کی نسبت ملکہ کو پہنچا کر لیجائے یہ خبر مشہور
ہوئی اور دولتمندون کو ہوس پیدا ہوئی جسکے یہان شمارہ شمارہ موتی تھے وہ لوگ لیکے چلے
کہ یہ موتی دیکر عزت حاصل کرینگے نامہ کے دانا دیکھینگے یہان تو یہ ہنگامے برپا ہین لیکن اب کچھ حال
شاہزادہ رفیع البخت کا سنیے کہ صبح کو انھون نے تیاری کی اور سرمست فیل زور کو ساتھ لیکر
طرف بیابان مغرب کے روانہ ہوئے شہر سے باہر نکل کر صحرا کی راہ لی تین روز بعد اک صحرا مین
پہونچے دیکھا کہ لوگ بھاگے چلے آتے ہین سرمست سے کہا کہ دریافت کرو کہ یہ کہان سے
آتے ہین اور انکی پریشانی کا کیا سبب ہے سرمست نے جا کر ان لوگون سے پوچھا انھون نے بیان
کیا کہ وہ نہنگ جو نکلا کرتا تھا ابکی مرتبہ اسنے شہر کا رخ کیا اور شہر غزوبیہ کو بالکل برباد کر دیا تیسرے
روز پھر وہ پلٹا کے درہ مین نہین گیا بلکہ اسی طرف بڑھتا چلا آتا ہے ہم لوگ رہنے والے حوالی شہر
غزوبیہ کے ہین یہ سنکے سرمست کو تعجب ہوا اور آکر عرض کی کہ اے شہریار ایک یہ نئی بات ہے کہ وہ
نہنگ درہ کی طرف نہین پلٹا بلکہ اسیطرف چلا آتا ہے فرمایا کیا پروا ہے حافظ حقیقی نگہبان ہے اگر
تمکو خوف جان ہو تو تم اسی جگہ قیام کرو مین جاتا ہون اور نہنگ کو مار کر آتا ہون اگر اسکی قضا میرے
ہاتھ سے ہے تو مارا جائیگا اور میری قضا ہے تو مثل اور لوگون کے وہ مجکو بھی نگلجائیگا یہ فرما کر ایک ہاتھ
مین گرز لیا اور ایک مین تلوار اور چلے۔ تھوڑی ہی دور چلے ہونگے کہ سامنے سے نہنگ پیدا ہوا
دیکھا کہ جب سانس لیتا ہے زمین کے کنکر پتھر تک اڑ کر اسکے دہن مین چلے جاتے ہین نہنگ کا ہیکل
اک کوہ ہے شاہزادہ رفیع البخت نے اسکے آنے کا رخ دیکھ کر اک گھنے درخت کی آڑ پکڑی کہ جسوقت
یہ قریب پہونچے تو حملہ کرون سرمست فیل زور بھی ساتھ تھا مگر رنگ رخ سرمست کا بسبب خوف کے متغیر
تھا دل مین کہتا تھا کہ جرأت و بہادری مین ان لوگون کا مثل و نظیر نہین ہے اگر ایسے نہ ہوتے تو
خداوندی لقا کیونکر برباد کر سکتے الحاصل نہنگ بڑھتے بڑھتے اسی درخت کے نیچے سے
گزرنے لگا جہان کہ شاہزادہ رفیع البخت پوشیدہ کھڑے تھے جیسے ہی نہنگ قریب سے
گزرا رفیع البخت نے ڈانٹ کر کہا او اجل رسیدہ کہان جاتا ہے نہنگ ٹھہرا کہ یہ آواز کہان سے آئی
بس اسکا ٹھہرنا تھا کہ رفیع البخت نے داہنے ہاتھ سے گردن نہنگ پر تلوار ماری اور بائین ہاتھ
سے سر پر اسکے گرز مارا تلوار قبضہ تک اتر گئی اور گرز بھی دستہ تک سر مین در آیا نہنگ تڑپا اور
چلا کہ شاہزادہ رفیع البخت بھی نہنگ کے ساتھ اچھل گئے لیکن زمین پر گرتے ہی تلوار کو کھینچا
اور دوسرا ہاتھ نہنگ پر مارا لیکن گرز سر مین ایسا پھنسا ہوا تھا کہ چھوٹ نہ سکا رفیع البخت نے
دہن نہنگ پر اتنی تلوارین ماریں کہ ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا یا دوپہر تک یہی حالت رہی نہنگ
ایسا سخت جان تھا کہ بہت دیر مین روح نے جسم کو چھوڑا اب شاہزادہ نے شہر سے لوگون کو بلوایا
کھال نہنگ کی کھنچوائی جس جس مقام پر کھال اسکی کٹ گئی تھی اسمین ٹانکے دلوائے اور کھال
مین کٹھ بھر وا کر زمین آراسے برابر سینے کے کھڑے کرکے اندر اس کھال کو لادا اور پہلوؤن کی طرف
بیل لگا کے سامنے گھوڑے اور پشت پر کھینچنے کہ وہ سر تیر ... مین بعد اسکے شکم نہنگ کا چاک
کرایا تو اسمین سے اک ڈبیا نکلی ڈبیا کو کھولا تو اسمین اک پرچہ کاغذ پایا اور ایک موتی نکلا
پرچہ کاغذ پر یہ تحریر تھا کہ فلان سنہ مین اولاد صاحبقران سے ایک لڑکا بہارستان مغرب
مین آئیگا اسی کے ہاتھ سے یہ نہنگ مارا جائیگا اور یہ موتی اسکے ہاتھ آئیگا اسکو چاہیے کہ موتی

کو اپنے پاس رکھے کہ اس موتی کی بدولت اُسکی آبرو بڑھیگی اور اک درِ ناسفتہ ہاتھ آئیگا چونکہ مین
حکیم تھا نام میرا حکیم سقلوط دریا نشین تھا اور مجکو اپنے علم کی بدولت یہ حالات معلوم تھے تو مین نے
یہ موتی اپنی حکمت سے شکم نہنگ تک پہونچا دیا لہذا جس وقت رفیع البخت جیتے فتح ملک مغرب سے
فراغت پالے تو چاہیے ہو کہ درہ کوہ مین میرا مرقد ہو مجکو فاتحہ خیر سے فراموش نکرے لیس مین اپنی
محنت کا اسیقدر معاوضہ چاہتا ہون شاہزادہ نے اُس پرچہ کاغذ اور موتی کو اپنے پاس رکھا
اور وہان سے مع سرستہ فیل زور نہنگ کے پوست کو آڑا لو بھر لادے ہوئے طرف ملک
سنجابیہ کے روانہ ہوا راستے مین جو جو شہر پڑتے تھے وہان سے اُس آرایے سمیت گزرتے تھے
اب پھر انھون نے صورت ولباس فقیرون کا اختیار کر لیا ہو لوگ دریافت کرتے ہین کہ اس
نہنگ کو کس نے مارا ہو سرستہ فیل زور کہتا جاتا ہو کہ یہ شاہ صاحب کی کرامت ہو لوگ یہ سمجھتے
ہین کہ خداوند خود فقیر بنکر اس بلا کے دفع کرنے کو تشریف لائے تھے ورنہ کسکی مجال تھی کہ اس
نہنگ کو مار سکتا اُدھر سنجاب شاہ مغربی کو خبر ہوگئی کہ شاہ صاحب نے جاکر نہنگ کو مارا اور
تشریف لاتے ہین سنجاب نہایت خوش ہوا اور ارکین دولت کو واسطے استقبال کے بھیجا
بلکہ آپ بھی چند قدم برائے استقبال گیا رفیع البخت اس شان و شوکت کے ساتھ داخل ملک
سنجابیہ ہوئے تمام ملک سنجابیہ مین یہ خبر عام ہوگئی کہ شاہ صاحب بڑے صاحب کمال ہین کہ
جاکر نہنگ کو مارا جسنے شہر کے شہر بہارستان مغرب کے ویران کر دیے تھے لوگ نہنگ کے
دیکھنے کو چلے آتے ہین سنجاب شاہ نے جو پوست نہنگ کو دیکھا سخت رہیبت طاری ہوئی کہ
کانپنے لگا لوگ کہتے تھے کہ اس مردہ کی صورت دیکھکر تو زہرہ آب ہوا جاتا ہو بڑا کلیجا ہے
رفیع البخت کا جسنے اسکو مارا پہلوانان تہمتن کہتے تھے کہ یہ امر جرات وبہادری کے خلاف ہے
جرات ایسے مقام پر جان لیتی ہو یہ کوئی کرامت درویش صاحب کی تھی کہ انھون نے اسکو مارا
غرضکہ جس مقام پر وہ نہنگ رکھوا دیا گیا تھا وہان ہجوم خلائق ہو سو دیکھکر چلے گئے تو دوسو
اور آئے ہر ایک دل سے شاہ صاحب کا مرید ہوتا جاتا ہو اور جا بجا یہ چرچے ہونے لگے لعنت
ہو اس نابہیر پر کہ جس سے کچھ نہین ہو سکتا اس نابہیر سے تو یہ فقیر اچھا جسنے اس بلا کو دور کیا
معلوم ہوتا ہو کہ یہ نابہیر بنا ہوا ہو فی الحقیقت کچھ بھی نہین ہو اُدھر سنجاب شاہ مغربی شاہ صاحب
کو لیے ہوئے ایوان شاہی مین داخل ہوا۔ یہ خبر محل کے اندر بھی پہونچی کہ وہ جو فقیر آیا ہوا ہو
جسنے ملک کے باغ کو سرسبز کیا ہو اُسنے عجب کرامت دکھائی کہ جاکر نہنگ کو مارا یہ بلا جو مدت سے
گلستان باختر پر نازل تھی اور جسکا مداوا آجتک نہ خداوند سے ہو سکا نہ نابہیر سے کوئی تدبیر بن پڑی
فقیر نے جاکے اسکو مارا کھال مین بھس بھروا کر اپنے ساتھ لایا ہو یہ سنکر سلیمہ خاتون نہایت
خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ وہ تو لائق پرستش ہو وہ فقیر نہین ہو عجب نہین کہ خود خداوند سا رفیق
اپنے بندون کی مشکل آسان کرنے کو فقیر بنکر آئے ہون دلفریب اس گھڑی تھی کہنے لگی کہ خداوند
کو فقیر بنکے آنے کی کیا ضرورت تھی سلیمہ خاتون نے کہا کہ جسطرح فقیر خداوند کے نام پر دنیا کو ترک
دیتے ہین اسیطرح خداوند بھی فقیر دوست ہین انکو بھی بانا پسند آیا اور ایسی صورت سے آئے
اسمین کیا اجارہ ہو لیکن ملکہ یہ خبر سنکر سکتے مین آگئی دلفریب سے کہا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہو سنجاب شاہ
نے انکی جان لینے مین کوئی کسر باقی نہین رکھی تھی مگر انکے خدا نے انکی جان بچائی اسے دلفریب

کسی صورت سے مجکو یہان سے باغ مین لیچل کوئی ایسا بہانہ کر کہ والدہ مہربان عذر و حیلہ نکرین
دلفریب نے جاکر سلیمہ خاتون سے عرض کی کہ ملکہ کو اس بلا دور ہونے کی نہایت خوشی ہے وہ
چاہتی ہین کہ مین اپنے باغ مین اس خوشی کا جلسہ کرون اور اسی جلسہ مین فقیر صاحب کی دعوت
کرون کہ فقیر کا احسان اس ملک پر ہی اسنے جان ہزارہا آدمیون کی بچائی ہی ملکہ نے فرمایا کہ کیا
مضائقہ ہی دلفریب نے آکر یہ حال ملکہ سے بیان کیا ملکہ نہایت خوش ہوئی اور کہا کہ اے دلفریب
تو نے تو انکے بلانے کے لیے اجازت لے لی بڑا کمال کیا اسی وقت سواری منگاکر سوار ہوئی اور
جانب باغ روانہ ہوگئی اور سامان جشن ہونے لگا۔ دلفریب نے کہا کہ اے ملکہ لطف یہ ہے کہ
خود نہ بلائیے ملکہ اپنے والد کے پاس کہلا بھیجیے کہ وہ خود ہی شاہزادہ کو بھیجدین ملکہ نے ایک
عریضہ بنام سنجاب شاہ مغربی تحریر کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ اس سے بڑھکر کیا خوشی ہوگی کہ اک
خلش ہمیشہ کی رعایا پر سے دور ہوئی مین نے اس خوشی مین جشن کیا ہی اور درویش باکمال
کی دعوت کا ارادہ ہی اگر حضور اجازت دین تو بجاے اجازت نامہ درویش کو بھیجدین جس وقت
یہ نامہ ملکہ کا سنجاب شاہ مغربی کو پہونچا سنجاب شاہ مضمون عرضی سے آگاہ ہوا اسی وقت
رفیع البخت کو طلب کیا شاہزادہ مع سرمست فیل زور آیا سنجاب نے کہا کہ مجھے یہ وضع فقیرانہ
آپکی بُری معلوم ہوتی ہی اب وضع کو تبدیل کیجیے آپ تو مرد بہادر ہین سپاہیون اور بہادرون
کا لباس اختیار کیجیے اور اسی وضع سے باغ مین میری نور نظر کے جائیے یہ کوکا ملکہ کا آپکے ساتھ
جائیگا ملکہ نے آپکی دعوت کی ہی رفیع البخت دل مین نہایت خوش ہوے کہ اب وہ سبیل
نکلی کہ بے محابہ ملکہ سے ملنا ہوگا سنجاب شاہ مغربی نے کہا کہ جاکر اصطبل خاص مین سے
جو مرکب پسند آئے وہ اپنی سواری کے واسطے لیجیے شاہزادہ نے کہا کہ بہتر ہی وہان
اٹھکر مع سرمست فیل زور اصطبل مین آئے سرمست نے عرض کی کہ اے شہریار ایک مرکب
ہی کہ اسکا مثل و نظیر نہین ہی لیکن وہ کسیکو سواری نہین دیتا ہی نام اسکا شبرنگ بادپا
ہی اگر وہ مرکب آپکو سواری دیدے تو اس سے بہتر مرکب ہاتھ نہ آئیگا فرمایا کہ وہ مرکب کہان
ہی سرمست نے کہا کہ وہ اس اصطبل سے علیحدہ رہتا ہی بادشاہ اس مرکب کو بہت دوست
رکھتا ہی لیکن بہت سے شہسوار آئے کسی کو اس مرکب نے سواری نہ دی۔ رفیع البخت نے
کہا کہ مجھے اسی طرف لیچلو سرمست نے عرض کی کہ اور گھوڑون کو دیکھتے چلیے تاکہ آپ کو فرق بھی
تو معلوم ہو کہ وہ کیسا ہی۔ رفیع البخت سرسری نظر سے گھوڑون کو دیکھتے ہوے چلے آخرش
مرکب شبرنگ بادپا کے قریب پہونچے دیکھتے ہی گھوڑے کو پھڑک گئے اور فرمایا کہ بس یہی مرکب
مین لونگا یہ فرماکر قریب اسکے آئے سائیسون نے منع کیا کہ یہ گھوڑا افعی ہی اسنے بہت سے
شہسوارون کا خون کیا ہی فرمایا کہ تمھین کیا جتنا تم سے کہتے ہین اتنا کرو یہ کہکر ساز منگوایا اور اپنے
ہاتھ سے مرکب پر ساز کسا گھوڑے کی یہ حالت تھی کہ ہاتھ نہ لگانے دیتا تھا جب ساز کس چکے تو
اگاڑیان پچھاڑیان کھلوا دین اور رکاب مین پاؤن دیکر جست کی تو پشت پر تھے گھوڑا الف
ہوگیا۔ رفیع البخت نے ایسی ران جمائی کہ ہزار ہزار ترکیبین گھوڑے نے کین کہ سوار کو گرا دے
مگر ممکن نہوا۔ کبھی الف ہوا کبھی کاندھی ماری۔ رفیع البخت نے اب جو رانون مین دابا اور پسلیان
گھوڑے کی کڑکین ساری شرارت بھول گیا اب انھون نے باگ کے اشارون پہ دوڑانا اور [illegible]

شروع کیا جب مرکب پسینے مین غرق ہوا تو اشارون پر چلنے لگا رفیع البخت نے مرکب سے اترکر گھوڑے
کو سائیسون کے سپرد کیا اور سرمست کے ہمراہ سلح خانہ مین آئے اور اپنے لیسنکا اسلحہ تن پر آراستہ
کرکے پھر مرکب پر سوار ہوے اور مع سرمست جانب باغ ملکہ روانہ ہوئے وہان ملکہ منتظر بیٹھی
تھی آفتاب قریب غروب تھا کہ ترک سوارنیون نے آکر عرض کی کہ شاہزادہ عالم تشریف لاتے ہین
ملکہ مع دلفریب تا بہ دروازہ باغ استقبال کے واسطے آئی عاشق و معشوق مین نگاہین چار ہوئین
دونون کی یہ حالت تھی کہ خوشی سے شادی مرگ ہونے کے قریب تھے دونون آکر مسند پر جلوہ افروز
ہوئے گلے شکوون مین بہت وقت صرف ہوا سرمست نے شاہزادہ کی مجبوریان بیان کین
اور دلفریب نے ملکہ کی پریشانیون کا اظہار کیا بعد کچھ دیر کے شام ہوگئی روشنی ہونے لگی دلفریب
نے کہا کہ بس گلے ہو چکے یا ابھی اور کچھ جھگڑا باقی ہے ملکہ نے فرمایا کہ تو اپنا مطلب بیان کر دلفریب
نے کہا کہ اتنا سمجھ لیجیے کہ آپ نے خلاصہ طور پر دعوت کی ہے اور بادشاہ آپ کی جانب سے بدگمان
ہوچکا ہے ایسا نہو کہ خفیہ طور پر کوئی عیار یا کوئی خفیہ نویس آ لے اور یہان کی بے حجابانہ صحبت کی
بادشاہ کو اطلاع دے تو غضب ہو جائیگا ملکہ نے کہا کہ اتنے دنون کے بعد یکجائی نصیب ہوئی ہے
تو اسمین بھی خلل انداز ہوتی ہے ملکہ کی طرف دیکھکر دلفریب خاموش ہو رہی اور انتظام مین
مصروف ہوئی اک اوٹ لا کے کھڑا کرادیا اور اوٹ پر چلمن لگا دی جب سب سامان درست ہوچکا
تو ملکہ سے عرض کی کہ اگر آپ اس پردہ مین بیٹھیے اور شاہزادے اس طرف بیٹھین تو کیا قباحت ہے
یہ کوئی دوری نہین ہے سرمست نے بھی کہا کہ اے ملکہ دلفریب سچ کہتی ہے ملکہ مجبور اٹھ کے
پردے مین بیٹھی اور صحبت رقص و سرود آراستہ ہوئی گائنین آ آکے مجرا کرنے لگین یہان تو یہ
رنگ ہے لیکن اول کچھ حال دربار سنجاب شاہ مغربی کا سنیے کہ جب رفیع البخت سنجاب سے
رخصت ہو کے چلے آئے تو ہامان دانشور وزیر نے عرض کی کہ مجھے حضور کی عقل پر اسوقت تعجب ہے
ملکہ کو اس شخص کی دعوت سے کیا بحث تھی اور پھر آپ نے بھیج بھی دیا آپ جانتے ہین کہ عورتون
مین کیسی فطرت ہوتی ہے اور یہ شخص بھی درحقیقت فقیر نہین ہے خدا جانے کون شخص ہے انسان
ہے یا کوئی ملک ہے مرد تو صورت اسکی دیکھا کرتے ہین نہ کہ عورت ایسے حسین مرد کو دیکھکر کیونکر حجاب
مین رہ سکتی ہے آپ نے اچھا نہ کیا۔ ہامان دانشور ملکہ دلفریب کا باپ ہے اور نہایت عقلمند ہے
سنجاب شاہ دل مین متفکر ہوا کہ واقعی مین مین نے برا کیا۔ ہامان سے کہا کہ مین بغیر اطلاع باغ مین
جاتا ہون اور رنگ صحبت دیکھتا ہون کہ وہانکی کیا حالت ہے یہ کہکر محل مین چلا گیا اور چور دروازہ
سے نکلکر چند کس کو ہمراہ لیکر پوشیدہ راستے سے جانب باغ روانہ ہوا اب یہان وہ وقت ہے کہ
کھانے پینے سے فرصت ہوچکی ہے اور صحبت پورے جمی ہے ناچ ہو رہا ہے کہ سنجاب شاہ داخل
باغ ہوا جو دو چار آدمی ساتھ تھے انکو باہر ہی چھوڑا اور آپ آراستگی باغ کی سیر کرتا ہوا جلسہ کے
قریب آیا دیکھا کہ ملکہ چلمن مین بیٹھی ہے اور شاہ صاحب چلمن سے علحدہ بیٹھے ناچ دیکھ رہے ہین
پہلو مین انکے سرمست بیٹھا ہوا ہے یہ دیکھکر سنجاب کو اطمینان ہوا۔ ہامان کی صلاح اور عقل پر لعنت
کی اور دل مین کہا کہ میری دختر بڑی پارسا ہے اور یہ شخص بھی نہایت نیک طینت ہے اب اسنے اسطرح
اچانک چلے جانا اچھا نہ سمجھا اور چبوترے کے قریب جو پھولون کے درخت تھے انمین سے ایک
ایک پھول کو سونگھنا شروع کیا اور انکے رنگ و بو کی تعریف مین تر زبان ہوا کہ ہر پھول مین خداوند

سارق کی قدرت کا ظہور ہے کیا بندہ نوازی کی ہے کہ اس باغ خشک کو ایسا سرسبز کر دکھایا گویا غنچۂ امید کو
کھلایا یہ باتیں جو سنی تو سب اسطرف متوجہ ہوئے کہ یہ کون ہے ملکہ تو سمجھی کہ بابا جان آ گئے دیکھئے کسطرح
پیش آتے ہیں اور دلفریب نے ملکہ کو جھک کے سلام کیا کہ ہم یہ انتظام نہ کرتے اور چلمن
ڈال کے نہ بیٹھاتے تو اسوقت کیسی گذرتی لیکن شاہزادہ رفیع البخت کو تعریف اسکی ناگوار گذری
لیکن اسنے کہا کہ اسے سرمست جی چاہتا ہے اس کافر کو اٹھا کر ایک تھپڑ ماروں کہ یہ کیا بکتا ہے ارے
یہ باغبان قضا و قدر کی نیرنگ سازی ہے سارق کیا مسخرا ہے جو اس باغ میں بہار پیدا کرتا سرمست
نے کہا کہ سارا کھیل بگڑ جائیگا ٹال دیجئے ابھی تک اسکے دل سے زنگ کفر دور نہیں ہوا ہے شاید یہ
کسی وقت اسلام اختیار کرے شاہزادہ خاموش ہو رہا سرمست فیل زور اٹھکر قریب سنجاب شاہ
کے آیا اور عرض کی کہ تشریف لائے ہیں تو چلکر شریک جلسہ ہوجیے کہ باعث ملکہ کی خوشنودی کا ہے
سنجاب شاہ نے فرمایا کہ میں اسی واسطے آیا ہوں جسوقت سنجاب شاہ قریب پہونچا تو شاہزادہ
رفیع البخت نے بھی استقبال کیا سنجاب شاہ مسند پر آ کے بیٹھا ملکہ نے کشتیاں شراب و کباب
کی اسکے باپ کے واسطے بھیجیں لیکن اب کچھ حال عقرب کینہ پرور عیار کا سنئے کہ جانب
سارق بن لقا سے یہ خفیہ نویسی کیا کرتا ہے اور ہر قسم کے نشیب و فراز کی اطلاع دیا رہتا ہے آجکل یہ
کیا خود بھی ملک سنجاب میں آیا ہوا تھا ایک روز اسنے رفیع البخت کو بلباس فقیری دیکھا اسکو
شک ہوا کہ ہو نہو یہ شخص اولاد صاحبقران سے ہے کیونکہ تصویریں ان سب کی ملک باختر میں پہونچ
چکی ہیں اور تصویروں کی تصویریں کھینچکر تمام قلمرو میں سارق کے تقسیم ہو چکی ہیں اس غرض
سے کہ یہ لوگ نہایت سرکش ہیں جس وقت یہ عملداری میں ہمارے داخل ہوں تو ہمکو اطلاع ہو جاوے
کہ بہ تدبیر انکا سدباب کریں چنانچہ عقرب کینہ پرور کو یہ خیال پیدا ہوتے ہی یہ فکر ہو گئی کہ
کسی طرح اسکا حال دریافت ہو جاوے تو خداوندگار کو اطلاع دوں آج جلسہ کی خبر سنکر صورت اسنے
گداؤں کی بنائی اور یہ بھی آکر شریک صحبت ہوا خوب کھانا کھایا انعام پایا رات بھر یہیں تمام حقیقت
دریافت کرکے صبح ہوتے ہی جانب ملک سارقیہ روانہ ہوا کہ ان حالات کی اطلاع خداوندگار کو کردوں
یہ تو اسطرف جاتا ہے اور یہاں جلسہ برخاست ہوا سنجاب شاہ کے ساتھ ہی رفیع البخت بھی ملکہ سے
رخصت ہو کر بہمراہ سرمست چلے آئے اس حرکت پر سنجاب کے دل سے تمام شکوک رفع ہو گئے اور
اسکو یقین ہو گیا کہ یہ شخص بھی نیک طینت ہے اور دختر بھی میری پارسا ہے ملکہ نے دلفریب کو گلے سے
لگا لیا اور کہا کہ آج تیری وجہ سے عزت و آبرو بچی ورنہ یہ راز فاش ہو جاتا اور نہیں معلوم سنجاب شاہ
کسطرح پیش آتا دلفریب نے کہا کہ ہو نہو یہ شخص افروزی والا باجد کی ہے بادشاہ کے مزاج میں
اتنی دور اندیشی نہیں ہے اگر وہ بدگمان ہوتا تو آپکی عرض داشت پر عمل ہی کیوں کرتا شاہزادہ کو
اجازت دعوت ہرگز نہ دیتا ملکہ نے کہا کہ دیکھئے اب کس روز ملاقات نصیب ہوتی ہے دلفریب نے کہا
کہ اب زیادہ وقت نہیں ہے بشرطیکہ فلک کوئی تفرقہ اندازی نہ کرے سنجاب شاہ اپنے محل میں داخل
ہوا سرمست اور رفیع البخت اسکو پہونچا کے باغ میں آئے رات بھر کے جاگے ہوئے تھے سو رہے
جب آرام کرکے اٹھے تو ماحضر وغیرہ تناول فرمایا رفیع البخت نے باتوں باتوں میں سرمست سے
کہا کہ تمکو لوگ فیل زور کیوں کہتے ہیں عرض کی کہ حضور نے غلام کا یہ زور ابھی ملاحظہ نہیں فرمایا ہے
تماشا دیکھئے گا فرمایا کہ مجھے اشتیاق ہے بس اسنے فیلخانہ سے اپنے مست ہاتھی اپنا منگوایا

جس سے یہ زور کیا کرتا تھا دیکھا کہ چاروں طرف سے اسکو جمعیت گھیرے ہوئے لیے چلے آتے ہیں
اور فیل زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے جیسے ہی فیل سامنے پہونچا سرمست نے کہا کہ کھول دو زنجیریں اسکی
اسوقت زنجیریں فیل کی کھولدیگئیں بس سرمست نے ڈانٹا کہ او حرام خور ادھر آ کچھ تو نے طاقت بھی
پیدا کی یا نہیں بس یہ سنتے ہی فیل سرمست کی طرف چلا اور آتے ہی گھونسا سونڈ کا بنا کر سرمست کو
مارا سرمست نے سونڈ پکڑلی ہاتھی نے چاہا کہ دانتوں میں دبالوں سرمست نے سونڈ چھوڑ کر دونوں
دانت اسکے پکڑ لیے اور پینترا بدل کے کھڑا ہوگیا اور لنگر اپنا قائم کیا اور فیل سے زور کرنے لگا پہر
بھر کامل فیل سے زور کیا۔ کبھی یہ دس قدم ریل کر لیجاتا تھا اور کبھی فیل اسکو ریل لیجاتا تھا یہانتک
کہ فیل پسینے میں غرق ہوگیا اور تھک کے بیٹھ گیا گردن ڈالدی اسوقت سرمست فیل و فیل کو چھوڑ کر
علیحدہ ہوا یہ بھی عرق عرق تھا رفیع البخت نے بہت تعریف کی اور فرمایا کہ کیا کہوں میرا بھی جی چاہتا
تھا کہ اس فیل سے زور کرتا مگر اب یہ تھک چکا ہے اور پست ہوچکا ہے سرمست نے عرض کی کہ
حقیقت یہ ہے کہ اس فیل کی جب آپ نے کمان آہنی کے ٹکڑے کر ڈالے جسکا چلہ تک ہر کس و ناکس نہیں
کھینچ سکتا تھا بلکہ بڑے بڑے سرداروں سے اسکا چلہ نہ کھنچا تھا یہ غلام آپکا بیشک اسکا چلہ کھینچ لیتا تھا
آپ نے اس کمان کو لکڑی کی طرح توڑ کے پھینک دیا میں خوب آپکی قوت کا اندازہ کرچکا ہوں آپ
مجھسے بہتر طریقے سے فیل کو پست کردینگے فرمایا کہ یہ کوئی بات نہیں ہر امر عادت سے تعلق رکھتا ہے
تمنے برسوں کی محنت و مشقت میں یہ بات پیدا کی ہوگی ہر شخص کا یہ کام نہیں ہے اسوقت فیل تھک چکا ہے
اسکو فیلخانہ میں بھیجدو پھر کسی روز دیکھا جائیگا جب یہ تازہ ہوئیگا۔ سرمست نے فیل کو فیلخانہ
بھجوا دیا اتنے میں شام ہوئی شاہزادہ نے فرمایا کہ کیا کہیں بھئی کل تو پھر رخنہ اندازی ہوئی کہ ملکہ سے
اچھی طرح بات چیت نہ کرسکے آج اگر چلتے تو ملکہ سے اچھی طرح ملتے سرمست نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے
چاہیے تنہا تشریف لیجائیے چاہیے مجھکو بھی ساتھ لیتے چلیے فرمایا کہ میں مانع نہیں ہوں لیکن مصلحت
وقت یہی ہے کہ تم اس جگہ رہو شاید جناب بلا بھیجیں تو مجھکو اطلاع کردینا میں چلا آؤنگا سرمست نے
عرض کی کہ یہی مناسب ہے غرضکہ سرمست تو اپنے باغ میں مقیم رہا اور شاہزادہ رفیع البخت سوار ہوکر
جانب باغ ملکہ سمن اندام روانہ ہوئی ملکہ دلفریب سے کہہ رہی تھی کہ آج تو وہ کاہیکو آئینگے دلفریب
کہہ رہی تھی کہ اگر کوئی امر تازہ نہ پیش آگیا تو یقین ہے کہ شاہزادہ ضرور تشریف لائیگا۔ یہی ذکر تھا کہ
دروازہ باغ سے رفیع البخت نمودار ہوئے ملکہ نہایت خوش ہوئی آج تو تخلیہ کی صحبت تھی خوب دلوں کے
ارمان نکلے سوا وصل کے اور کوئی حوصلہ باقی نہ رہگیا کہ اس سے تو بغیر عقد کے انکو بھی انکار تھا جب
تھوڑی رات باقی رہگئی تو رفیع البخت ملکہ سے رخصت ہوکر باغ میں سرمست فیل زور کے آئے اور
آرام فرمایا کوئی پہر بھر دن آنے کے بعد ہوشیار ہوئے حوائج ضروری سے فراغ حاصل کر کے
بیٹھے سرمست نے آکر سلام کیا دسترخوان بچھایا گیا شاہزادہ نے مع سرمست خاصہ تناول فرما کر ہاتھ
دھویا سرمست نے عرض کی کہ اے شہریار آج ایک عجیب خبر سنی ہے وہ یہ ہے کہ بادشاہ نے یہ اعلان
کیا تھا کہ میرے خزانے میں ایک موتی ہے جو شخص دوسرا موتی ویسا ہی لادیگا میں اسکے ساتھ
اپنی دختر کی شادی کردونگا تو دور دور سے بڑے بڑے سوداگر اور جوہری بچے اور شاہزادے
اپنا اپنا جواہر خانہ ساتھ لیے ہوئے آتے ہیں اس امید پر کہ اگر ہمارا موتی اس موتی سے لڑجائیگا
تو گویا تقدیر سے تقدیر لڑجائیگی رفیع البخت نے فرمایا کہ میں تو صحبت سنجاب میں بے بلائے جانے نہیں

پسند نہین کرتا کم ہی میرا موتی لیکر جاؤ اور بادشاہ کے موتی سے ملاؤ شاید یہ موتی میل کہا جاے
کہ بے عیب ہے اور جو اوصاف تمھاری زبانی بادشاہ کے موتی کے سنے وہی وصف اِس موتی مین بھی
موجود ہین سرمست نے عرض کی کہ بہت خوب شاہزادے نے وہی موتی جو شکم نہنگ سے نکلا
تھا سرمست فیل زور کے سپرد کیا آج وہ دن تھا کہ بادشاہ نے طلبگاران ملکہ کو طلب کیا تھا اور اپنا موتی
بھی جواہر خانہ سے منگا بھیجا تھا لوگون کا ہجوم تھا دربار بادشاہ دُکان جوہری ہو رہا تھا ہر طرف یہی
چرچے تھے کہ آجکل موتی کی بڑی قدر ہے جو شخص بادشاہ کے سامنے موتی پیش کرتا ہوتا بادشاہ اپنے
موتی سے ملاتا تھا کوئی قدر مین کم ہوتا تھا کوئی ساخت مین علیحدہ ہوتا تھا کسیکا رنگ نہ ملتا لوگ
مایوس ہو ہو کے رخصت ہوتے جاتے تھے جب شاہزادے رخصت ہو گئے تو سوداگرون کی نوبت
آئی کوئی موتی شاہی موتی کے جوڑ کا نہ نکلا اسوقت سرمست فیل زور نے یہ موتی پیش کیا اور عرض کی
کہ صداقت بادشاہ کے ہاتھ ہے یہ موتی رفیع شاہ نے بھیجا ہے بادشاہ نے موتی کو موتی کے برابر رکھا
دونون موتی ایسے سڈول تھے لنڈھک گئے اور پھر سمجھ مین نہ آیا کہ خزانے والا موتی کونسا ہے اور
جو موتی سرمست نے لاکے دیا ہے وہ کونسا ہے اسوقت سنجاب شاہ کو حیرت ہوئی دونون موتی اٹھا
رکھ لیے اور سرمست سے کہا کہ آپ کیا تدبیر کرون اگر شادی ملکہ کی اسکے ساتھ نہین کرتا ہون تو خلاف
معاہدہ ہوتا ہے اور اگر شادی کیے دیتا ہون تو میری شان و وقار کے خلاف ہے کہ تاجور کی دختر ادنیٰ
فقیر کو بیاہ جاے یہ سنکے سرمست نے دبی زبان سے اتنا تو کہا کہ حضور فقیر کی کوئی قوم نہین ہے
حرکات و سکنات تو اس شخص کے ایسے ہی ہین جو شاہون اور شہریارون کے ہوتے ہین علاوہ
اسکے جب آپکا داماد ہوگا تو اسے فقیر کون کہہ سکتا ہے اور کیا عجب ہے کہ تفتیش کیا جاے تو یہ شخص ضرور
خاندان عالی سے نکلیگا خدا جانے کس بلا مین یہ فقیر ہوا ہے سنجاب شاہ نے اس بات کا کوئی جواب
نہین دیا اور چپکا اٹھا ہوا محل مین چلا گیا اور دونون موتی ملکہ سلیمہ خاتون کے سپرد کرکے بیان کیا
کہ مین عجب پریشانی مین ہون کہ کیا کرون اور کیا نکرون جو شرط مین نے عقد ملکہ کے بارے مین
پیش کی تھی وہ بھی اُسی درویش باکمال نے پوری کی مین اپنی دختر کا عقد فقیر کے ساتھ کیونکر کرون
ملکہ بھی سکوت مین گئی سرمست فیل زور جو یہان سے واپس ہوکر شاہزادہ کی خدمت مین گیا تو
اسنے سارا واقعہ بیان کیا۔ رفیع البخت نے کہا کہ یہ بدعہدی ضرور کریگا خیر دیکھا جائیگا یہ فرماکر
رفیع البخت تو خاموش ہو رہے جب شام ہوئی باغ مین ملکہ کے پھر صحبت عیش برپا ہوئی وہان بھی
یہی ذکر رہا ملکہ نے کہا کہ دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہے اب انکو تو مصروف عیش کھا جاتا ہے اور یہان سے

چند کلمے داستان ضلالت نشان خروج زلزال بن خلخال بن صلصال کے بیان کیے جاتے ہین

راوی کہتا ہے کہ غار افراسیاب مین زلزال بن خلخال پیدا ہوا اور پرورش ہوکر جوان ہوا ایسے
ہاتھ پاؤن اسنے نکالے کہ لوگ کہتے تھے عجب نہین یہ صلصال سے بھی زور و طاقت مین زیادہ
ہو جو کفار جادوگر اس غار کے رہنے والے تھے انھون نے اسکو اپنا پشت و پناہ بنانے کے
واسطے فن سحرگری تعلیم کرنا شروع کیا چند دن مین زلزال فرعون بے سامان ہو گیا جن لوگون سے
فنون سحرگری حاصل کرتا تھا انکو ماندہ لیتا تھا اب اسکی زور و جرأت کا تمام عالم مین شہرہ ہوا

ہوکفار خدا پرستون کے ہاتھ سے تباہ ہوکر پریشان تھے وہ سب آ آکے جمع ہونے لگے اور حمید
جادو اک ساحرہ ہی کہ وہ زلزال پر عاشق ہوئی اور اپنے یہان لیجاکے زلزال کو رکھا۔ یہ خبر محیط
روشنضمیر کو پہونچی یہ شخص نہایت صاحب کمال اور علوم حکمت و نیرنجات سے آگاہ تھا مگر
قلب اسکا بھی سیاہ تھا مدت مدید مین اسنے اک آئینہ تیار کیا ہی صفت اُس آئینہ مین یہ ہے
کہ جب محیط روشن ضمیر کو حالات کسی مقام کے دریافت کرنا ہوتے ہین تو تصویر خیالی کی طرح وہ
سب حالات پیش نظر ہوجاتے ہین جب دریافت حال ہو چکتا ہی تو وہ تصویر دھوان بنکر
نگاہون سے پوشیدہ ہوجاتی ہی اور دوسرا وصف اس آئینہ مین یہ ہی کہ جس شخص پر محیط
روشنضمیر عکس آئینہ کا ڈالکر جس جانور کا نام لیتا ہی وہ شخص بیہوش ہوکر اُسی جانور کی صورت
بنجاتا ہی۔ جبتک محیط روشنضمیر پشت آئینہ کی نہ دکھاے اسوقت تک اپنی ہیئت اصلی پر نہین
آسکتا جب یہ آئینہ تیار ہوگیا تو محیط روشنضمیر کو یہ فکر پیدا ہوئی کہ اب خروج کرکے خدا پرستون سے
سفاو نمہ خون کفار کرنا چاہیئے بس جیسے ہی اسنے یہ سنا کہ زلزال بن خلخال نہایت زبردست
پیدا ہوا محیط روشنضمیر نہایت خوش ہوا اور اسنے اپنے دل مین خیال کیا کہ اسکے بھی خاندان
کا خاتمہ خدا پرستون کے ہاتھ سے ہوا ہی چلکر اسکو اغوا کرنا چاہیئے یہ سوچکر محیط روشنضمیر
آئینہ لیے ہوے غار افراسیابی مین داخل ہوا اور تلاش مین زلزال بن خلخال کے چلا
جب مکان پر زلزال کے پہونچا تو دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ زلزال ہر وقت حمید جادو
کے پاس رہتا ہی محیط روشنضمیر نے مسکن حمید جادو کا دریافت کیا اور پتا پوچھتا ہوا مکان حمید
جادو کے پہونچا اور زلزال سے نام پوچھا اور دریافت کیا کہ آپ کس غرض سے میرے پاس
آئے ہین محیط روشنضمیر نے کہا کہ اے زلزال بڑے افسوس کی بات ہی کہ تم ایسے شہزورکی
موجودگی مین یہ خدا پرست عافیت سے بیٹھین یہ وہ لوگ ہین جنھون نے ترکستان تمھارے
دادا سے چھین لیا اصلی تختگاہ تمھاری ترکستان ہی جب خدا پرستون کے ہاتھ سے صلصال
نے شکست کھائی ہی اور بھاگ کے آیا ہی تو اس غار مین پناہ گزین ہوا تھا پھر یہان سے
نکل نکل کے خدا پرستون سے سیکڑون لڑائیان لڑا ہزارون شکستین کھائین مگر مقابلہ سے
نہ باز آیا اب تمھارا زمانہ شباب ہی اور جن لوگون کے ہاتھ سے کفار تنگ آ آکے اسنے زمانہ
خالی ہی اولاد حمزہ کی برسر حکومت ہی یہ کیا ضرورت ہی کہ جیسے زبردست و بہادر وہ لوگ تھے
ویسی ہی اُنکی اولاد بھی ہوگی میری راے مین مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہی کہ تم خروج کرو اور
ان خدا پرستون سے بدلہ خون عزیزان کا لو۔ یہ سنکر زلزال نے کہا کہ میرے ساتھ سامان جنگ
کہان ہی مین تنہا کیا کرسکتا ہون محیط روشنضمیر نے کہا کہ اے زلزال جسوقت تم اس بات کا ظہار
کروگے کہ ہم خدا پرستون سے قصاص خون عزیزان لینے کو جاتے ہین تو لاکھون آدمی تمھارے
ساتھ ہوجاینگے اور مین بھی تمھارے ساتھ ہون میرے پاس ایسی چیز ہی کہ جسپر تم نہ غالب آسکو
اُسکو مین گرفتار کرلونگا زلزال نے کہا کہ مین اسوقت اختیار مین حمید جادو کے ہون اُس سے
اجازت حاصل کرو اتنے مین حمید جادو بھی آگئی محیط روشنضمیر نے حمید جادو سے بیان کیا
حمید جادو نے کہا کہ اے محیط روشنضمیر خدا پرست بہت سخت ہین انکو چھیڑنا اچھا نہین ہی انھون
نے ہزارون خداوندیان برباد کردین سیکڑون سلطنتین مٹادین جو اسنے اُٹھا وہ خاک ہوا اسی کو

غنیمت جانو کہ اک گوشہ عافیت مین بیٹھے ہوے ہو محیط روشنضمیر نے کہا کہ مین نے ایسی چیز تیار کی
ہو کہ کوئی کچھ نہین کر سکتا جسکے سامنے نہ زور چل سکتا ہو نہ سحر محیط جادو نے کہا کہ وہ کیا شی ہو محیط
روشنضمیر نے کہا کہ وہ آئینہ ہی یہ کہکر آئینہ نکالا اور حمید جادو سے کہا کہ کہو تو تمکو قمری بنا دون حمید
جادو نے کہا کہ مجھے یقین نہین بس محیط روشنضمیر نے عکس اُس آئینہ کا حمید جادو پر ڈالا بس
حمید جادو جھومی اور غشی اسپر طاری ہوئی محیط روشنضمیر نے کہا کہ کیون نہین قمری بنجاتی فوراً حمید جادو
غلطک مار کر صورت قمری کی بنی اور اُڑکر اک شاخ درخت پر جا بیٹھی اور چلانے لگی کہ میرا جی گھبراتا ہے
جلدی مجھے اپنی ہیئت اصلی پر لاؤ محیط روشنضمیر نے پشت آئینہ کی قمری کو دکھائی قمری غلطک
مار کر پھر اپنی ہیئت اصلی پر آئی کہا کہ بیشک تمنے بڑی ریاضت سے یہ چیز تیار کی ہو گی مگر مین تو
عیاران لشکر اسلام سے بہت ڈرتی ہون وقتاً فوقتاً آیا کرونگی تم زلزال کو ساتھ لیکر خروج کرو اور
ملکون کو تسخیر کرتے ہوے چلو تاکہ فوج زیادہ ہوتی جاے غرضکہ محیط روشنضمیر نے اسی جگہ قیام
کیا اور زلزال بن خلخال نے تمام غارا فراسیاب مین کہ یہ مقام مثل شہر کے نشیب مین آباد ہے
اعلان کیا کہ ہم خروج کرنے والے ہین اور اہل اسلام سے معاوضہ خون کفار لینگے جس جس کو اہل اسلام
سے قصاص لینا ہو وہ ہمارا ساتھ دے یہ خبر جو مشہور ہوئی تو لوگ جمع ہونے لگے تین چار روز
کے عرصے مین قریب دو لاکھ آدمیون کے جمع ہو گئے اسمین پہلوان بھی تھے اور اہل لشکر بھی تھے
حمید جادو نے محیط روشنضمیر سے کہا کہ صرف اس لشکر کا کیونکر برداشت ہو سکیگا محیط روشنضمیر
نے کہا کہ اسکا مین ذمہ دار ہون اور اسنے آئینہ کو دیکھکر یہ تصور کیا کہ کس کس مقام پر دفینے ہین
اُسی وقت راستہ مین وہ مقامات نظر آنے لگے قریب غارا فراسیاب کے اک مقام تھا کہ وہان
کبھی کسی زمانے کا بہت بڑا خزانہ تھا محیط روشنضمیر ایک ہزار سوار اور بہت سے مزدور اپنے ہمراہ
لیکر اُس مقام پر گیا اور زمین کھودنا شروع کی خزانہ برآمد ہوا محیط روشن ضمیر نے زر و جواہر لدوائے
اور فہرست اُسکی مرتب کرکے اپنے ہمراہ لیا ایک شخص کو خزانہ دار قرار دیا اور وہ مال و زر ہمراہ
لیے ہوے غارا فراسیاب مین آیا اور سامان شاہی جمع کرکے سکہ اپنے نام کا جاری کیا آپ
بادشاہ لشکر بنا اور زلزال بن خلخال کو سپہ سالار و صاحبقران کا قرار دیکر غارا فراسیاب
سے خروج کیا چونکہ اس مقام سے شہر خطا و ختن قریب تھے اور طرطوس ختنی وہانکا حاکم تھا پہلے پہلے
شہر خطا و ختن پر آیا لشکر کو اُتارا اور ایک نامہ طرطوس ختنی کو لکھا مضمون اسکا یہ تھا کہ ہمین خوب
معلوم ہو کہ تم لوگون نے بخوف حمزہ و سرکشان اسلام اپنے دین قدیم کو ترک کیا لہذا اب تمکو مژدہ
دیا جاتا ہو کہ ٭ بیک گردش چرخ نیلوفری ٭ نہ نادر بجا ماند و نے نادری ٭ یا یون کہین کہ ٭
دور مجنون گذشت نوبت ماست ٭ بالفعل زمانہ خدا پرستون سے برخلاف ہو طلسم طاق مین
خدا پرستون پر زوال آیا صاحبقران خانہ کعبہ کو گئے بڑے بڑے سرداران نامی و گرامی اُنکے
ہمراہ طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہو گئے ہنوز صاحبقرانی بھی قائم نہین ہونے پائی ہو آپس ہی کے
جھگڑون سے کہان فرصت ہو کہ دوسرون کی خبر لینگے لہذا مناسب وقت یہ بات معلوم ہوتی ہے
کہ تم لوگ خراج ہمکو دیا کرو اور اپنے دین قدیم پر آجاؤ جسوقت یہ نامہ طرطوس ختنی کو پہونچا اور طرطوس
ختنی مضمون نامہ سے آگاہ ہوا اُسنے اپنے مقام پر سوچا کہ کیا کرنا چاہیے یہ بات تو واقعی ہو کہ ہنوز
صاحبقران رابع کی صاحبقرانی کو وہ آستانہ ماتحت نہین تسلیم کرتے ہین آپس کے جھگڑے چکے ہون

ہین وہی طرح نہین ہوسلتے تو ہماری خبر کون لیگا لیکن یہ بھی نہین ہوسکتا کہ ہم اس کافر کی اطاعت
اختیار کرلین سوچ سمجھ کے جواب یہ تحریر کیا کہ اے خان اعظم یعنے زلزال بن خلخال بن صلصال
بن بندال بن شمامہ جادو ہمین آپکی اطاعت سے عذر وانکار نہین ہے لیکن خوف اتنا ہے کہ
جس وقت آپ یہان سے جائینگے اور خدا پرست آئینگے تو پھر وہی انجام پیش آئیگا کہ ہمکو چار و
ناچار دین قدیم سے برگشتہ ہوکر دین خداپرستی اختیار کرنا ہوگا یا ملک ومال جان وآبرو
سے ہاتھ دھونا ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ آپ پہلے صاحبقران وقت سے فیصلہ کریجیے
جب وہ آپکی اطاعت کرلینگے اسوقت ہمین کوئی عذر وانکار نہوگا جبکہ مضمون نامہ تمام ہوا تو
طرطوس ختنی نے کچھ کشتیان براے نذر اپنے ہمراہ لین اور نامہ لیکر طرف قیامگاہ زلزال
بن صلصال کے روانہ ہوا زلزال کو خبر ملی کہ طرطوس ختنی آتا ہے اسنے چند افسران فوج کو
براے استقبال روانہ کیا لوگ آئے اور استقبال کرکے طرطوس ختنی کو لیگئے دنگل اسکے واسطے
بچھوا دیا گیا تھا طرطوس ختنی دنگل پر بیٹھا اور جواب تحریری پیش کیا زلزال مضمون نامہ
سے آگاہ ہوا اور محیط روشنضمیر کو بھی آگاہ کیا محیط روشنضمیر نے کہا کیا مضائقہ ہے جب
صاحبقران کو ہم مطیع کرلین یا قتل کرڈالین اسوقت تم اطاعت ہماری اختیار کرنا طرطوس ختنی
جان بچا کے اپنے شہر مین واپس آیا اور زلزال کوچ کرکے طرف شہر خاقانیہ کے روانہ ہوا
یہ خبر ارقم بن زرہ خاقان حاکم قلعہ خاقانیہ کو ہوئی کہ صلصال کے پوتے نے غارت واسباب
سے سر نکالا ہے پہلے شہر خطا وختن کی جانب گیا اور طرطوس ختنی کو اپنا مطیع کیا اب اسطرف آتا ہے
ارقم نہایت پریشان ہوا اور سوچا کہ اگر لڑتا ہون تو نہین معلوم کہ تمہیر کیا آفت آئے جنگ دوسر
دارد علاوہ برین یہ کہ اگر زلزال ایسا ہی زبردست نہوتا تو شروع کیون کرتا بہتر یہ ہے کہ مین بھی کسی
بہانے سے ٹالون یہ سوچکر اسنے بھی قلعہ خاقانیہ کو آراستہ کیا اور تیاری دعوت ہونے لگی جب
زلزال بن خلخال مع لشکر سامنے قلعہ خاقانیہ کے اُترنے لگا تو ارقم بن خاقان قلعہ سے نکلا
اور پاس زلزال کے گیا اور کہا کہ قلعہ ہوتے آپ صحرا مین کیون اترتے ہین یا ہمکو غیر جانتے
ہین زلزال اس حسن اخلاق کو دیکھکر بولا کہ اے ارقم تم اسی شخص کے بیٹے ہو جسنے دادا ہمارا
سے نمکحرامی کی وزیر صلصال ہوکر خدا پرستون کے شریک ہوگیا ارقم نے کہا کہ یہ کیا ضرورت
ہے کہ باپ اُن خیالات کا تھا تو بیٹا بھی ویسا ہی ہو وہ اپنے بادشاہ سے پھر کر دشمن کا شریک
ہوگیا مین اپنے بادشاہ سے پھر رجوع کرتا ہون اگر آپکا حکم ہو تو تخت وتاج وحکومت شہر
خاقانیہ ابھی چھوڑدون زلزال اس سے نہایت خوش ہوا اور ساتھ ارقم بن خاقان کے قلعہ
خاقانیہ مین آیا لشکر کو بیرون قلعہ چھوڑدیا محیط روشنضمیر بھی ساتھ تھا پہلے تو ارقم نے شہر
خاقانیہ کی سیر کرائی بعد اسکے قلعہ مین لیگیا دعوت کا سامان مہیا کیا اور کچھ نذرانہ پیش کیا زلزال
بعد دعوت وضیافت کے ارقم سے رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آیا ارقم پہونچانے کو آیا
زلزال نے خلعت نہایت عمدہ ارقم کو دیا اور کہا کہ آج سے تمکو ہمنے اس قلعہ کا بادشاہ کیا
اور ہمیشہ کے واسطے خراج بھی معاف کیا یہ کہکر زلزال کوچ کرکے طرف ترکستان کے روانہ
ہوا جب زلزال چلا گیا تو ارقم بن خاقان نے ایک معذرت نامہ تحریر کرکے بخدمت بادشاہ
اسلام روانہ کیا مضمون یہ تھا کہ زمانے نے پھر انقلاب کیا ہے اور کفار کا زور وشور ہے

ادھر تو سارق بن لقا اپنی خداوندی کو رواج دے رہا ہے ساحران عالم اور پہلوانان کفار جمع
ہوتے جاتے ہیں یقین ہے کہ جسوقت سامان اسکا درست ہو لیگا تو عجب نہیں ہے کہ اسکے ہاتھ سے
اہل اسلام کو ایذا پہونچے اور زلزال بن خلخال بن صلصال نے بھی غار افراسیابی سے
نکلکر خروج کیا ہے ساتھ اسکے ایک کافر ہے کہ نام اسکا محیط روشن ضمیر ہے اسنے ایک آئینہ تیار کیا ہے
تاثیر اسکی یہ ہے کہ جسپر عکس ڈالتا ہے اور نام کسی جانور کا لیتا ہے وہ انسان جانور ہو جاتا ہے پہلے
زلزال شہر خطا و ختن کیطرف گیا طلوس ختنی نے عذر کرکے جان بچائی پھر وہ آفت نازل
ہوئی میں نے بھی اطاعت ظاہری اختیار کر لی ہے حضور سے اطلاعاً گذارش ہے کہ جلد کسی
شاہزادہ کو اس کافر کی سرکوبی کے واسطے بھیجیے ورنہ یہ ممالک اسلام کو خراب کریگا - نامہ دار
ارقم بن خاقان طرف ملک روشن بخت کے روانہ ہوا ادھر زلزال قریب ترکستان کے پہونچکر
خیمہ زن ہوا اور ایک نامہ حاکم ترکستان ترک بن توسن کے نام تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ
اے نبیرہ نمکخوار قدیم یعنی ترک بن توسن آگاہ ہو کہ پھر وہ زمانہ آیا کہ ترکستان میں ہماری
عملداری ہوگی خیرخواہان دولت کی ترقی کیجائیگی اور باغیوں کے نخل حیات تیر انتقام سے قلم
کیے جائینگے دیکھ تیرا دادا کیسا نمک حلال تھا کہ اسنے مسلمانوں سے لڑکر جان دی مگر اطاعت
قبول نہ کی میرے جد امجد نے ہزارہا شکستیں کھائیں مگر ایسے شیر دل تھے کہ مقابلہ سے ہاتھ
نہ اٹھایا لہذا تجھکو بھی چاہیے کہ مصاحبت ہو تو نے دین خدا پرستی اختیار کر لیا ہے اب اسے ترک
کرکے اپنے دین قدیم کو اختیار کر تو جسطرح ترک توسن پلطائی بارگاہ صلصال میں وزارت کے عہدہ
جلیل پر فائز تھا اسیطرح تجھے میں اپنا وزیر بناؤنگا اور اگر خلاف اسکے کریگا تو ہاتھ سے میرے
مارا جائیگا یہ نامہ تحریر کرکے ترک بن توسن کے پاس روانہ کیا نامہ دار سامنے قلعہ کے آیا ترک بن
توسن نے نامہ دار کو بلا لیا اور نامہ لیکر پڑھا جسوقت مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو بسبب غصہ کے
چہرہ اسکا سرخ ہو گیا جواب میں تحریر کیا کہ اے سفلہ پرور قالب پرست جیسا تو آپ ہے ویسا ہی
دوسرے کو بھی سمجھتا ہے ٭ آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من + این منم کندر میان
خاک و خون بینی سرے + میرے والد ماجد میرے دادا کے زمانہ حیات ہی میں اطاعت شاہزادہ
خاور سیاہ کی اختیار کی تھی اور میں بھی دل سے تو اہل اسلام کا مانتے ہوئے ہوں دادا صاحب
کا قلب سیاہ تھا اور تقدیر میں انکے جہنم تھا اور دنیا میں ذلت بدی تھی کہ انھوں نے عشق ملکہ
خورشید خاوری میں ترکستان پر یورش کیا شاہزادہ ملک قاسم نے سات برس کے سن میں
ترک توسن سے شخص کو قاش زین سے اٹھا لیا لیکن اسوقت قضا آئی نہ تھی کہ زنجیر توڑ کر
راہ فرار پر قرار لیا شاہزادہ خاور سیاہ سات قلعہ فتح کرتا ہوا تعاقب میں ترک توسن کے حصار گاہ
نوشیروان عادل میں پہونچا اور سر پایہ گاہ ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ ترک توسن کے مع سعوت بارگاہ
دو ٹکڑے ہوئے ہم اسوقت سے تو اہل اسلام کا مانے ہوئے ہیں بھلا ہم تجھ ایسے کو جو اپنی
زبان سے اپنے دادا کے بھاگ جانے ہونے کی تعریف کرتا ہے کیا مانینگے تجھسے جو ہو سکے قصور نکر
جسوقت یہ جواب زلزال کو پہونچا زلزال غصہ میں آیا اور اسنے حکم دیا کہ نقارۂ طبل جنگ اسی وقت
نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر ترک بن توسن کو ہوئی اسنے بھی کوس حربی بجوا دیا
دونوں لشکروں میں تیاری جنگ ہونے لگی ترک بن توسن نے بھی لشکر کو اپنے قلعہ باہر نکالا بارگاہ برپا کی

اور گولہ اندازوں سے کہدیا کہ شاید میں ہاتھ سے اس کافر کے مارا جاؤں تو اسکو اپنے مکان بھر
قلعہ میں نہ آنے دینا اور ایک گماشتہ بادشاہ اسلام سے طلب کریا۔ گولہ اندازوں نے کہا کہ جبتک
ہمارے دم میں دم باقی ہے کیا مجال ہے اس کافر کی کہ قلعہ میں قدم رکھ سکے الحاصل تمام رات تیاری
جنگ ہوا کی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے زلزال بن ضحاک اپنے لشکر سے نکلا اور میدان
میں آکر سلاح شوری سپاہ مبارز طلب کیا لشکر ترک بن توسن سے مردان ترک نکلا اور مقابلے کو
زلزال کے گیا۔ زلزال نے نیزہ مارا مردان ترک نے خالی دیکر تلوار ماری زلزال نے وار اسکا رد کر
جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا مردان ترک زخمی ہوا بعد اسکے ہزبر ترک نکلا یہ بھی زخمی ہوا اسکے بعد مظفر
ترک نکلا یہ مرد مسلمان ہاتھ سے اس کافر بدکیش کے شہید ہوا شام تک میں زلزال کے ہاتھ
سے بارہ ترک زخمی اور چار شہید ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا محیط روشن ضمیر زلزال پر سے زر
نثار کرتا ہوا پلٹا اور ترک بن توسن نہایت ملول و غمگین اپنی بارگاہ میں واپس آیا لباس رزم اوتارا
پوشاک بزم پہنکر بیٹھا اور اپنے ملازمین سے کہا کہ خبردار کل کوئی اس کافر کے مقابلے کو جانے کا
قصد نکرے میں خود اس سے مقابلہ کرکے یا تو اسے سزا کو پہنچاؤنگا یا اسکے ہاتھ سے مارا جاؤنگا اتنے
میں آواز طبل جنگ گوش زد ہوئی۔ ترک نے اپنے لشکر میں بھی نقارہ رزمی بجا دیا رات بھر تیاری جنگ
میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر بعادہ گاہ مصاف میں پہونچکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف
قتال وجدال نقیب نہیب ودلیر ہٹ چکے تھے کہ زلزال نے بودا باگ کالیا اور میدان میں آکر پکارا کہ ای ترک
دیکھا تو نے کہ کل سترہ سرداروں کی میں نے کیا حالت کی بہتر ہے کہ اب بھی اطاعت میری اختیار کر
ورنہ تیرا بھی انجام تباہی ہوگا۔ یہ سنکے ترک بن توسن نے جواب دیا کہ میں موت سے نہیں ڈرتا ہوں اگر
دنیا میں ہزار برس کی زندگی بھی ہوگی تو پھر ایک دن مرنا ہے اور اگر قضا میری نہیں ہے تو تو کیا کر
سکیگا یہ کہکر مرکب کو چھیڑا اور سامنے زلزال کے آیا زلزال نے کہا الامر سہ بہادری کی ترک نے جواب
دیا کہ اہل اسلام پیشدستی کبھی جائز نہیں رکھتے ہیں پہلے تو وار اپنے حوصلہ اپنا پورا کرلے اگر خدا تیری
ضرب سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا یہ سنکر زلزال نے نیزہ کو گردش دیکر سینہ پر ترک بن توسن کے مارا
ترک بن توسن قاسم سے نیزہ باز کا شاگرد تھا بھلا زلزال کی نیزہ بازی کو کیا سمجھتا ہے نیزہ زلزال کا
اپنے نیزے پر کاٹ کے بند کھولا میں چار طعنوں کی نوبت آئی ہوگی کہ ترک نے نیزہ ہاتھ سے زلزال
کے نکال دیا زلزال نیزہ برابر آیا اسی حالت میں غرق ہوگیا اور قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالدیا۔ محیط روشن ضمیر
نے جو دیکھا کہ نیزہ ترک نے زلزال کے ہاتھ سے نکال دیا ایسا نہو کہ جنگ میں یہ زلزال پر
غالب آئے پس اسنے وہیں سے عکس آئینہ کا ترک پر ڈالا کہ ترک بیہوش ہوکر زمین پر گرا
محیط روشن ضمیر نے کہا کہ شیر بچا اسوقت ترک شیر بنگیا لوگ گھیرے ہوئے آئے اور ترک کو نیند کر
زلزال کو یہ حرکت محیط روشن ضمیر کی ناگوار گذری کہا کہ آپ نے آج میری سپہگری میں داغ لگا دیا اور
مجبور سوا ے خلاف کر دیا جسوقت یہ پلٹ کے اپنی بارگاہ میں آیا تو محیط سے کہا کہ ترک کیواسطے دنگل
بچھاؤ اور اسکو حالت اصلی پر لاؤ محیط روشن ضمیر نے پشتیا آئینہ کا عکس ڈالا ترک بن توسن پھر آدمی
کی شکل ہوا محیط روشن ضمیر نے دنگل پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ ترک دنگل پر بیٹھ گیا اور زلزال کی جانب
دیکھکر کہا کہ ؎ بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا + جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا + ای زلزال تو نے
تو تمام جرأت و دلاوری کو صفحہ ہستی سے بالکل مٹادیا اپنی رکیک حرکت تو کبھی تیرے باپ دادا

سے بھی سرزد ہوئی تھی زلزال نے کہا کہ اے ترک یہ فعل میرا نہ تھا بلکہ بادشاہ کا تھا اسلیے
اپنے تخت کی آزمایش تمہر کی مین تمھین اجازت دیتا ہون کہ تم جاؤ اور مجھ سے پھر مقابلہ کرو ترک
نے کہا کہ مجھے مقابلہ سے عذر و انکار نہین ہی محیط روشن ضمیر نے دیکھا کہ زلزال اپنی جہالت مین
خطا پائیگا ایسا نہو یہ ترک اسیر غالب آجائے ترک سے کہا کہ اب جنگ و جدال کو موقوف کرو ہم
ممالک اسلام تسخیر کرتے ہوے جا رہے ہین جب بادشاہ اسلام اور صاحبقران چہارم ہماری
اطاعت اختیار کرلین اسوقت تم بھی اطاعت قبول کرنا ابھی جنگ و جدال کرنے سے کوئی فائدہ
نہین ہی ترک بن توسن نے اس بات کو قبول کیا اور پلٹ کے لشکر مین اپنے آیا یہان ترک کے
آنے سے اہل قلعہ مین جان تازہ آئی شادیانے بجنے لگے اور زلزال کوچ کرکے طرف شہر شہر
کے روانہ ہوا یہ خبر پہلے سے افغان بن طول سمرقندی کو ہوگئی تھی کہ زلزال نے خروج کیا ہی
اور ترکستان پر جنگ ہو رہی ہی یقین ہی کہ بعد ترکستان کے اسطرف کا رخ کریگا تو اسنے پہلے
ہی سے ایک عرضی تحریر کرکے بخدمت بادشاہ اسلام روانہ کردی تھی مضمون عرضی یہ تھا کہ اہل ایمان
سے استدعا ہی کہ زلزال بن طلحال بن صلصال نے خروج کیا ہی اور وہ ممالک اہل اسلام کو
خراب و برباد کرتا چلا آتا ہی حضور کسی سردار کو ہم لوگون کی مدد کے واسطے روانہ فرمائین اور جان
مسلمانون کی ہاتھ سے کافران سرکش کے بچائین اسکا سدباب ابھی سے لازم ہی ورنہ بعد خرابی
اگر خبر لیگئی تو کیا حاصل جو ملک ویران ہوگئے وہ مشکل سے آباد ہونگے ترک بن توسن نے
تو مقابلہ پر کمر باندھی ہی مگر انجام اچھا نہین معلوم ہوتا بعد ترکستان کے یہ بلا سمرقند پر نازل ہوگی
یہ عیار اُسوقت قریب لشکر اسلام کے پہونچا جبکہ رفیع البخت کی فوج صحرا سے پلٹی ہوئی چلی
آتی تھی اُن لوگون سے دریافت کیا کہ لشکر اسلام کہان قیام پذیر ہی انھون نے بیان کیا کہ
ملک روشن بخت ہین اور ہم لوگ ملازمان شاہزادہ رفیع البخت ہین آقا ہمارا شکار پر سے
گم ہوا اب ہم بادشاہ اسلام سے خبر دینے کو جا رہے ہین یہ سنکر عیار اس ہجوم کے ساتھ ہوا
لیکن اب یہان سے

چند کلمے داستان لشکر اسلام کے روانہ ہونا سکندر و سہراب کا براے مدد افغان بن غول سمرقندی و باقی حالات متعلق داستان ہذا تحریر ہوتے ہین

راوی بیان کرتا ہی کہ بادشاہ اسلام بارگاہ مین رونق افروز ہین صاحبقران چہارم دنگل
صاحبقرانی پر متمکن ہین مظفر بن غضنفر کو دنگل کربہ غازی کا عنایت ہوا ہی یہ ستون بارگاہ سے
تکیہ لگائے ہوے شیر کی طرح بیٹھا ہی داہنی جانب جوانان دست راست بیٹھے ہین طلحہ بن لندھور
اپنے دادا کے عہدے پر فائز ہی تمام فوج کا افسر ہے صاحبقران گرز کا خطاب اسکو بھی حاصل
ہی قریب سردار دست راستی اسکے ماتحت ہین لیکن دنگل جو شاہزادہ رفیع البخت کا خالی ہے
تو بار بار نظر بادشاہ کی اُس دنگل پر پڑتی ہی اور ارشاد فرماتے ہین کہ شاہزادہ رفیع البخت
نے بڑی دیر کی پھیری راہ کھوئی کر رکھی ہی ورنہ اب تک مین جانب ملک ایران روانہ ہوگیا ہوتا

بائیں جانب دنگلوں پر سرداران دست چپ بیٹھے ہیں سکندر رستم ہو کے ابرو پر بل پڑ رہے ہیں
صعلوک بن مالک بار بار بغور دیکھتا ہے اور دل میں کہتا ہے کہ دیکھیے کیا گل کھلنے والا ہے کہ آج
انکا مزاج مثل غلمشاہ نوجوان کے برہم ہے اور سہراب بن رستم فراق رفیع البخت میں پریشان
ہے کہ اک مرتبہ تو کئی روتے اور پیٹتے ہوئے پہنچے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ارے خیر تو ہے کیا ہوا
انھوں نے عرض کی کہ شاہزادہ رفیع البخت شکار سے غائب ہو گئے اک آہو کے پیچھے
گھوڑا ڈالا تو بھی ضد آ گئی کہ میں اسے زندہ اسیر کروں گا یہاں تک کہ جاتے جاتے نظروں سے
غائب ہو گئے ہم لوگوں نے چار چار منزل تک جا کے تلاش کی مگر کہیں پتا نہ پایا آخر مجبور
ہو کر واپس آ گئے یہ سنکر بادشاہ اسلام نہایت پریشان ہوئے وحید الملک نے کہا کہ
بھائی صاحب نہایت نازک مزاج ہیں میں یہ کہتا ہوں کہ تنہا راہ کی سختیاں کیونکر ان سے
برداشت ہو سکینگی شہنشاہ گوہر کلاہ نے فرمایا کہ بھیا وہ جوان نازک مزاج ہیں وہاں
سخت بھی بڑے ہیں جیسا وقت ہوتا ہے ویسے نبھا لیتے ہیں سکندر رستم نے چپکے سے
صعلوک بن مالک سے کہا کہ یہ لوگ بڑے غضب کے ہیں انکے سامنے سے پردہ جاتا رہا
کوئی تدبیر سوچ لی ہے کہ جو لشکر سے علیحدہ ہوا ہے بدیع الزمان کی نقل تم نے سنی ہی ہو گی کہ فقیر
ہو کے نکل گئے اور دربار میں کہتا ہے میں رسائی پیدا کی حکیم کے بیٹے بنکے یہ لوگ سب کچھ کر لیتے
ہیں انکو کسی امر میں باک نہیں تھوڑی ہی سن ہی لیا صعلوک نے کہا کہ حضور کا ارشاد فرماتے ہیں
انھیں حرکتوں سے تو انکی شاہزادہ ملک قاسم مرحوم جلتے تھے اور کہا کرتے تھے سپاہی کی
کی جو شان ہے وہ انکی صفت کے لوگوں میں ہے جہاں گئے تلوار ہی چمکنے لگی روپ بدل بدل
سہراب بن رستم رفیع البخت سے محبت رکھتا ہے اسکو مفارقت رفیع البخت کا کمال صدمہ ہوا
اور کمال تشویش ہوئی اور وہ وقت یاد آ گیا جب رفیع البخت فقیر بنکر کوہ پر گئے تھے اور خوش
کو سہراب کی سہراب سے ملایا تھا وہ احسان سہراب کو یاد تھا صورت رفیع البخت کی آنکھوں
کے سامنے پھر گئی دل میں کہا کہ وہ فقیرانہ لباس کیا بھلا معلوم ہوتا تھا خدا اس صورت زیبا کو ہمیشہ
دکھلائے مگر ساتھ شان و شوکت کے ہنوز یہ پریشانی دفع نہ ہونے پائی تھی کہ چوبدار نے آ کر
عرض کی کہ شہر سمرقند سے اک عیار آیا ہے اور کہتا ہے کہ میں حاکم شہر سمرقند کا نامہ بر ہوں بادشاہ
اسلام نے فرمایا کہ بلا لو طول آیلہ یار سمرقندی سامنے بادشاہ اسلام کے آیا اور سلام کر کے
نامہ پیش کیا صاحبقران زمان یعنی عادل کیوان شکوہ نے نامہ ہاتھ سے طول آیلہ یار سمرقندی
کے لیکر خدمت میں بادشاہ اسلام کے پیش کیا بادشاہ اسلام نے نامہ کو پڑھا اور پریشان ہو کر
صاحبقران عصر کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ ہم تو ایک ہی گل حدیقہ اسلام کے گم ہونے
سے پریشان تھے یہاں تک کہ اب اس مقام پر رہنا ہمکو شاق تھا لیکن دیکھنا چاہیے کہ تقدیر کیا
دکھائی ہے بغیر شاہزادہ رفیع البخت کے میں کیونکر چلا جاؤں اب ان کافروں کے خروج کی خبر نے
اور تشویش کر دیا اسکا کیا انتظام کیا جاوے صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ نے
عرض کی کہ میں فضل اللہ کے تابع فرمان ہوں اگر ارشاد ہو تو میں آپ جاؤں اور زلزال ملعون کو سزا
پہونچاؤں بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا کہ آپکے جانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ آپکا تشریف لیجانا نا
مناسب ہے سرداروں میں سے جسکو حکم دیجیے وہ جاوے آپکے جانے سے بارگاہ کی رونق جاتی

پہنچی اور ابھی ابتدائی صاحبقرانی ہے جب کچھ زمانہ گزریگا تو آپکی عدم موجودگی میں بھی رعب آپکا
آپکی قائم مقامی کریگا۔ صاحبقران نے عرض کی کہ پھر جسکو مناسب جانیے اُسے تفویض کیجئے یا میں
شاہنشاہ گوہر کلاہ تو جانا آمادہ تھے کہ میں اپنے بھائی کی تلاش کروں وحید الملک
مستعدی سکندر رستم نو کی یہ حالت تھی کہ پہلو بدل رہا تھا بس نہ تھا کہ خود اُٹھ کھڑا ہو لیکن ادب
بادشاہ اسلام مانع تھا بادشاہ اسلام بھی تیور سرداروں کے دیکھ رہے تھے کہ سب کے ہیں
اگر میں خود کسی طرف مخاطب ہوکر کہونگا تو یقین ہے کہ وہ لوگ جو اور بھی آمادہ ہیں رنجیدہ ہونگے اس
مناسب جانکر جام کو عصر شراب الصالحین سے لبریز کروا کے رکھوا دیا اور شمشیر و سپر مع خلعت
جو قاعدہ صاحبقران اول کے وقت سے چلا آتا تھا اور ارشاد فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ غازیان اسلام
میں سے کوئی بہادر واسطے نصرت حاکم شہر سمرقند کے جائے اور ممالک اسلام کو ہاتھ سے کفار
کے جانے نہ دے ہنوز سخن ناتمام تھا کہ شاہزادہ سکندر نوجوان اپنے دنگل شوکت سے کود پڑے بہت سے
سرداران ذی دستگاہ رستم بھی آمادہ بیٹھے تھے مگر ہو تڑپ کے رہ گئے اور سکندر نے قریب پہنچکر
جام پی کر عرض کی کہ یہ خادم اس خدمت کو بجا لائیگا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آپ نے اسقدر
جلدی کیوں کی اسلیے کہ ابھی صاحبقران اوسط ہیں جو مرتبہ بارگاہ ہمیشہ ثانی میں رستم داستان
علمشاہ نوجوان کا تھا وہ اسوقت آپکا ہے اور صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ نے بھی
فرمایا کہ یہ کام آپکے لائق تھا مگر سکندر کو اور ہی فکر تھی کہ کسیطرح رفیق البخت کا پتا لگاؤں کہ یہ
کس فکر میں گیا ہوا ہے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ ابتو میں ارادہ کر چکا بادشاہ خاموش ہو رہے
شاہزادہ سکندر رستم نو نے خلعت پہنا سپر و شمشیر سنبھالی اور بادشاہ اسلام و امیر عالی مقام کو
سلام رخصت کرکے بارگاہ سلیمانی سے باہر آیا اور اپنے لشکر جرار سے بارہ سو سوار انتخاب
کرکے ساتھ لیے اور طرف شہر سمرقند کے روانہ ہوا یہاں بادشاہ اسلام سکندر کے جانے سے
مطمئن تھے کہ انکا جانا صاحبقران کا جانا ہے کسی اور کے بھیجنے کی ضرورت نہیں لیکن وحید الملک
کسی ضرورت سے اٹھ کر بارگاہ کے باہر چلے گئے تھے جسوقت دیکھا وحید الملک نے کہ
سکندر رستم نو صرف بارہ سو سوار ساتھ لیکر شہر سمرقند کی طرف روانہ ہوا ہے تو آکر بادشاہ اسلام
سے عرض کی کہ حضور شاہزادہ سکندر رستم نو بالکل بے سر و سامانی کے ساتھ گئے ہیں فرمایا کیا
وحید الملک نے عرض کی کہ صرف بارہ سو سوار انکے ہمراہ ہیں بس یہ سنکر بادشاہ اسلام نہایت
پریشان ہوئے اور فرمایا کہ تین لاکھ کے مقابلہ میں بارہ سو سوار سے جانا سراسر خلاف عقل ہے
اور اک جام بھر کے رکھو اسیوقت معدول بن عدیل نے اور اک جام بھر کے رکھا بادشاہ
اسلام نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ کوئی صاحب اور جانب شہر سمرقند تشریف لیجائیں
وحید الملک نے یہ انتظام اپنے جانے کے واسطے کیا تھا لیکن منتظر تھے کہ کلام بادشاہ اسلام
کا تمام ہو تو قصد کروں یہ ارادہ ہی کرتے رہ گئے اور سہراب بن رستم اپنے دنگل سے کود پڑا
اور جام پی کر بادشاہ اسلام سے رخصت ہوا۔ اپنے لشکر میں آکر چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ
لیکر طرف شہر سمرقند کے روانہ ہوا انکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے دیکھئے کون کسوقت پہنچتا ہے
لیکن اب

چند کلمے داستان ضلالت نشان عقرب کینہ پرور عیار سارق بن لقا

کے پہونچنا اسکا ترکستان مین اور آگاہ ہونا حالات خروج زلزال بن خلخال سے اور جاکر تمام کیفیت شہر سنجابیہ اور حال خروج زلزال سارق بن لقا سے بیان کرنا

راوی ناقل ہی کہ جہتر عقرب کینہ پرور جس وقت حالات رفیع التخت شہر سنجابیہ سے دریافت کرکے چلا ہی تو اسنے راستے مین خبر خروج زلزال بن خلخال کی سنی اب یہ کار تلاش زلزال مین چلا جہانتک کہ شہر خاقانیہ مین پہونچا وہان معلوم ہوا کہ ارقم بن خاقان نے اطاعت زلزال کی اختیار کی اس سپیدہ دل کو نہایت تعجب ہوا کہ جو شخص مسلمان ہوجاتا ہی وہ اپنے مذہب سے نہین پلٹتا ممکن کوئی اسرار ضرور ہی کوئی ایسا ہی دباؤ تھا جس سے ارقم بہادر نے اطاعت منظور کرلی خواہ وہ اطاعت ظاہری کیون نہو بلکہ پورے حالات زلزال کے دریافت کرنا چاہیے کہ اسنے کس شی کے بھروسے پر بغاوت گری شروع کی ہی اب یہ شہر خاقانیہ سے ترکستان مین آیا یہ وہ وقت تھا جبکہ توسن بن ترک سے اور زلزال سے مقابلہ ہورہا تھا اور توسن بن ترک سامنے عقرب کینہ پرور کے عکس آئینہ سے بیہوش ہوکے گرا تھا اور گرفتار کیا تھا بس یہ دیکھکر عقرب کینہ پرور وہان سے اٹھا اور خدمت مین سارق بن لقا کے پہونچا اب سامان خداوندی سارق کا درست ہوچکا ہی اور قصد اسکا یہ ہی کہ مین بھی خروج کرون تمام دربار سارق کا ساحرون اور پہلوانون سے بھرا ہوا ہی اور اسکے دماغ مین خلل خداوندی کامل طور سے آچکا ہی بس اسنے تقدیرین بھی مثل لقا کے بگھارنا شروع کردی ہین کہ اسی ہنگام مین عقرب پہونچا سارق کو سجدہ کیا سارق نے کہا کہ راز ہاے قدرت مین سے کیا کیا باتین تجھپر منکشف ہوئین عقرب کینہ پرور نے عرض کی کہ یا خداوندا اصل یہ ہی کہ تیری قدرت بہت بڑی ہی جسکو سوا تیرے کوئی نہین جان سکتا مگر ظاہری سامان ملک سنجابیہ کے بڑھے ہین مین اپنی آنکھ سے یہ تماشا دیکھے چلا آتا ہون کہ ہمیر قدرت کی دختر اک شخص نووارد پر عاشق ہی اپنے باغ مین اسنے دعوت کی جلسہ رقص و سرود آراستہ تھا مین بھی اک گائن کی صورت بنکر وہان پہونچا اور دیکھا تو ناہید خود اس صحبت مین شریک تھے مجھے قرینے سے یہ پایا جاتا ہی کہ آپکے نائب صاحب جو مالک بہارستان مغرب ہین اور بڑے ہمیر کہلاتے ہین وہ خدا پرستون کے حلقہ بگوش ہونے والے ہین بلکہ تو اسلام تک اختیار کرچکا ہو اور ملا بادشاہ وہ بھی سخت مشی مطیع ہوجائیگا یا مثل گنجاب کے ملک و مال نثار کرکے مہمان تھا کہ کرائیگا اپنے اک بلا اپنے ساتھ لائیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ وہین اسکا سد باب کردیا جاے اور وہ شخص اولاد صاحبقران سے ضرور ہی چہرہ سے اسکے علامات نسل برابر ابھی موجود ہین وہی خال و خط ہین بلکہ اگر آپ تصویرین اہل اسلام کی منگوائین تو مین پہچان سکے بتادون کہ وہ کون شخص ہی اور دوسرا مژدہ یہ ہی کہ زلزال بن خلخال بن صلصال نے افراسیابی سے خروج کیا ہی زلزال خود بھی ساحر ویسا ہی اور زبردست ہی اور ساتھ اسکے ایک شخص اور ہی کہ وہ قابل قدر ہی تمام اسکا محیط روشنفیرے ہے اسنے اک آئینہ تیار کیا ہی تاثیر اسکی یہ ہی کہ جہان نما بھی ہی اور جس شخص پر عکس اسکا ڈالدیا جاے وہ بیہوش ہوجاتا ہی یہ تماشا بھی مین اپنی آنکھ سے دیکھ چکا ہون۔

اب زلزال جو کستان سے شہر سمرقند کی طرف گیا ہوگا پہلے تو مین جانتا تھا کہ خداوندان بھی ہی
عملداری بھر مین خداوندی کرتے ہین مگر نہین اب معلوم ہوگیا کہ بڑی بڑی دور خداوندانے اپنے
دست قدرت کو دوڑایا ہی یہ سامان بربادی خداپرستان کے واسطے اس سامان سے علاوہ
پیدا کیا ہی یہ کہکر پھر سجدہ کیا ساریق مارے خوشی کے پھول گیا پہلے تو اس کافر نے تصویرین اہل
اسلام کی منگواکر سامنے عقرب کینہ پرور کے رکھین اور کہا کہ بتا وہ بندہ گستاخ کون ہے جسنے
ہمارستان مغرب مین اپنا قدم جمایا ہی عقرب عیار نے تصویرون کو دیکھنا شروع کیا جبکہ
رحیم بدبخت کی تصویر سامنے اسکے آئی بس اسنے تصویر اٹھائی اور کہا کہ یا خداوند یہی شخص
ہی جو فقیر بنکر ملک مغرب مین آیا تھا اور اب پیمبر قدرت کا داماد بنا چاہتا ہی پس یہ دیکھکر
ساریق نے ایک فرمان اپنے ہاتھ سے تحریر کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے بندہ خاص الخاص مین
یعنی زلزال بن خلخال صدف فکن آگاہ ہو کہ ہمنے تجھکو نہایت زور آور پیدا کیا اور اسی لیے کہ تم
مسلمانون سے عوض اپنے باپ دادا کے خون کا لو بڑے بھائی صاحب یعنی خداوند لقا سے
بے لقا عقل کے گول اور ناعاقبت اندیش تھے کہ انھون نے دشمنون کو دوستون سے زیادہ
قوی پیدا کر دیا یہ فعل لغو انکا تھا وہ ہر وقت نشہ شراب مین چور رہتے تھے اور نیک و بد پر نظر
نہ رکھتے تھے اسی کا انجام انکو بھگتنا پڑا کہ انھین بندگان خدائی کے ہاتھ سے ایسے پریشان
ہوے کہ عالم بالا کا رہنا اختیار کیا اور سلطنت دنیا سے دست بردار ہونا پڑا میرا ایسا بیوقوف
نہ تھا کہ اپنے خاص بندون کو کمزور پیدا کرتا اور حمید روشن ضمیر سے بندہ باکمال کو تیرا معین قرار دیا
کہ جسپر تو غالب ہووے وہ آئینہ سے گرفتار کرلے تو اسمین شرم نکر کہ یہ مصلح خداوندی ہین اور
تو نے عروج کرکے ہمکو نہایت خوش کیا اب ہم پہلا کام خداوندی یہ تیرے سپرد کرتے ہین کہ تو
یہان سے ہمارستان مغرب کی طرف جا اور ہمارے نا پیمبر سے کہنا کہ جو شخص فقیر بنکر تیرے شہر
مین آیا ہو اسکو گرفتار کرکے ہماری خدمت مین پہنچا دے اور اگر تیرا باپ شاہ مغربی اسکے خلاف کرے
تو اسکو بھی معزول کرکے بجاے اسکے تجھکو افسر پیمبران قدرت معین کیا یہ نامہ مہر کرکے عقرب کینہ پرور
کو دیا اور کہا کہ جلد یہ نامہ ہمارا ہمارے بندۂ خاص زلزال کو پہونچا دے عقرب کینہ پرور
نامہ ساریق بن بقا کا لیکر طرف شہر سمرقند کے روانہ ہوا - اول کچھ حال زلزال کا سنیے
کہ جسوقت یہ کوچ اور مقام کرتا ہوا قریب شہر سمرقند کے پہونچا تو افغان بن طلول سمرقندی
نہایت پریشان ہوا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی ابھی تک کوئی مددگار ہمارا آیا نہین اور یہ دشمن قوی ایسا ہے
چنانچہ شان لشکر دیکھکر اندازہ کرنے کی غرض سے افغان سمرقندی فصیل قلعہ پر کرسی بچھوا کے
بیٹھا اتنے مین گرد اڑی کہ تمام صحرا کو تیرہ و تار کر دیا مرکبون کی ٹاپون سے زمین ہل رہی تھی اور
حق گرد زمین سے آسمان تک پہونچ گیا تھا جب قریب پہونچکر دامنہ گرد شگافتہ ہوا تو دل لگی
سے تین سو علم سیاہ جنکے پھریرون پر تعریف پوستے دو سو خداوندون کی تحریر تھی
نشانون مین لاکھ سوار و پیدل کا نمودار ہے ۱۱ ور فوج سامنے میدان قلعہ سمرقند کے اترنے
لگی تمام صحرا فوج کفار سے مملو ہوگیا آخر مین زلزال بن صلصال مع حمید روشن ضمیر نمودار ہوا
دیکھا افغان سمرقندی نے کہ یہ تو جسامت مین صلصال کا بھی دادا معلوم ہوتا ہی حضرت الہی
الہی کافر کے ہاتھ سے بچائیو اگر کوئی زبردست سردار مددکو نہ آیا تو فتح معلوم وہان کا ؟

بن خلنجال نے بارگاہ بپا کرائی اور مرکب سے اتر کر داخل بارگاہ ہوا رات کو سو رہا جب صبح
ہوئی تو اسنے نامہ بنام افغان سمرقندی تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے افغان بن طول
سمرقندی تجکو چاہیے کہ حاضر ہوکر فرمانبرداری بابدولت کی اختیار کر اسلیے کہ بغیر اسکے تیرے
واسطے امن نہیں ہے اور اگر خلاف اسکے کریگا تو بہت زحمت اٹھائیگا اور ہاتھ سے میرے مارا
جائیگا۔ جسوقت یہ نامہ دار زلزال قلعہ میں آیا اور نامہ افغان بن طول سمرقندی کو دیا تو افغان
نہایت پریشان ہوا رؤسا قلعہ کو جمع کرکے انسے رائے لی کہ کیا کرنا چاہیے سب نے کہا
کہ یا تو آپنے بادشاہ اسلام سے کمک نہ طلب کی ہوتی تو اس سے صلح بھی کر لینا برا نہ تھا
جیسا اور لوگوں نے کیا جب آپ اہل اسلام کو اپنے حال سے باخبر کر چکے ہیں تو اب اسکی اطاعت
ظاہری اختیار کرنا بھی برا ہے جو سردار مدد کے واسطے آئیگا اسے کیا جواب دیجیئےگا اور یہ ممکن نہیں
کہ بادشاہ اسلام نے کسی کو مدد کے واسطے نہ روانہ کیا ہو کوئی نہ کوئی سردار ضرور آتا ہوگا جبتک
جنگ آغاز ہونے دیجیے یقین ہے کہ ایک ہی دو میدانداریوں کی نوبت آئیگی زیادہ کی ضرورت
نہوگی اور دو ایک میدانداریوں کے واسطے سرداران شہر سمرقند کافی ہیں اور فرض کیجیے کہ کوئی
مددگار نہ آیا اور قضا ہماری اسی کافر کے ہاتھ سے ہے تو بھی کیا پروا ہے اسلیے کہ ہم حق پر ہیں یہ سنکر
افغان سمرقندی نے سبکو آفرین کہا اور جواب نامہ جنگ تحریر کر دیا قاصد نامہ لیکر خدمت میں
زلزال بن خلنجال کے پہونچا اور جواب نامہ سے مطلع کیا زلزال حکم دینے کو تھا کہ طبل جنگ
بجے کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ خداوند سارق بن لقا کا نامہ دار آیا ہے امیدوار باریابی ہے اور
کہتا ہے کہ میں فرمان خداوندی لایا ہوں یہ سنکر زلزال نہایت خوش ہوا اور کہا کہ ایلچی کو
بلالو چوبدار نے عقرب عیار کو بلا لیا عقرب نے سامنے آکر سلام کیا اور نامہ سارق بن لقا کا
زلزال بن خلنجال کو دیا زلزال نے جو نامہ پڑھا بہت خوش ہوا اور محیط روشنضمیر سے کہا کہ
خداوند سارق نے مجھے بندہ خاص کے لقب سے یاد کیا ہے اور یہ تحریر کیا ہے کہ تم بہارستان
مغرب کی طرف جاؤ اور ہمارے نائب کو سمجھاؤ اگر مانے تو قیدی کو لے آؤ اور اگر نہ مانے تو اسے
معزول کرکے خود ہی میر بن جاؤ یہ سنکر محیط روشنضمیر نے کہا کہ اے زلزال اطاعت اس فرمان کی
ہم تم سبپر واجب ہے اسلیے کہ اب یہی ایک جاگتی جوت کا خداوند باقی ہے اور کون رہ گیا ہے
لات اعظم ہیں نہ منات معظم ہیں نہ دم جمشید ہیں نہ فرعون نہ ہامان نہ شداد نہ نمرود نہ خداوند
لقا ہیں علاوہ اسکے عزت بھی بڑھتی ہے حکومت بہارستان مغرب ایسے مقام کے ہاتھ آئی ہے
اتنا بڑا شخص تمہارا شریک ہوتا ہے کہ جسے ساری خدائی خداوند کے لقب سے یاد کر رہی ہے یہ سنکر
زلزال بن خلنجال اور بھی مسرور ہوا اور فوراً دوسرا نامہ افغان بن طول سمرقندی کو تحریر کیا کہ
بالفعل میں بہارستان مغرب کی طرف جاتا ہوں کہ وہاں ایک خاص کام کے واسطے مجھے خداوند
سارق نے حکم فرمایا ہے معاملہ بہارستان مغرب کو طے کرنے کے بعد پھر ادھر آؤنگا اتنے دنوں
تم اپنے نیک و بد کو اور سمجھ رکھو یہ نامہ روانہ کرنے کے بعد آپ اسیوقت کوچ کرکے جانب
بہارستان مغرب روانہ ہوا یہاں افغان بن طول سمرقندی منتظر آواز طبل جنگ تھا کہ جانب صحرا
سے تتق گرد بلند ہوا اور آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اول گرد سے شاہزادہ سکندر رستم خو
بارہ سو سواران صف شکن سے نمودار ہوا اہل قلعہ نے خوشی کے نقارے بجائے اور افغان قلعہ

نکلکر براے استقبال روانہ ہوا اور جاکر قدمبوسی حاصل کی سکندر رستم فر نے کہا کہ تباہ زادہ کا فر کہان
ہی جسنے ممالک اسلام کے تباہ کرنیکا ارادہ کیا ہی افغان بن طول نے عرض کی کہ پہلے تو اُسنے
پیام جنگ بھیجا تھا پھر خود بخود کوچ کر کے چلا گیا اسکا سبب نہ معلوم ہوا ہنوز یہ کہی رہا تھا کہ اک شخص نے
آکر نامہ ہاتھہ میں افغان کے دیا اور نامہ دیکر چلا گیا افغان نے نامہ کو پڑھا تحریر تھا کہ بالفعل ہم
گلستان باختر پر جاتے ہین سنا ہی کہ وہان کوئی شخص فقیر بنکر آیا تھا اسنے دین خداے آسمانی
پھیلانے کا قصد کیا ہی ہم اسکو بسزا پہونچا کے آئینگے یہ مضمون دیکھکر افغان نے نامہ سکندر رستم فر
کے ہاتھہ مین دیدیا سکندر نے نامہ پڑھا اور دل مین کہا کہ ہو نہو یہ فقیر رفیع البخت ہو اللہ اکبر یہ کہان
کہان پہونچا ہی اب اس مقام پر ٹھہرنا بیکار ہی چلکر بہارستان مغرب ہی کی سیر کرنا چاہیے
یہ سوچکر فرمایا کہ ہم بھی بہارستان مغرب کی طرف جایا چاہتے ہیں۔ افغان نے عرض کی کہ حضور کو
اختیار ہی لیکن اگر غلام کو عزت بخشی ہی تو قلعہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے عزت بخشئے اور
دعوت اس خادم کی قبول فرمائیے سکندر نام دعوت سنکے مجبور ہو گیا کہ رد دعوت جائز نہیں ہی
افغان بن طول سمرقندی شاہزادے کو قلعہ مین لایا سامان دعوت مہیا کیا لیکن ابھی تک افغان
آگاہ نہین کہ یہ کیسے صاحبزادے ہین اور نام کیا ہی اک مرتبہ دست ادب باندھ کر عرض کی کہ حضور نے
عنفوان شباب رستم دوران کو دیکھا وہ جن لوگون نے صاحبقران اوسط شاہزادہ غلمشاہ رومی کو دیکھا ہی
وہ اگر ایک مرتبہ آپکو دیکھہ لینگے تو یہی کہینگے کہ یہ وہی ہین کیونکہ بسبب نظر کردہ ہونے کے انہین قدرت
حاصل تھا کہ ہمیشہ نوجوان رہے ضعف کے آثار انکے چہرہ پر نمایان نہتھے سکندر نے کہا کہ تم نہین
جانتے میں انکا اک غلام ہون اور انکی روح کے طفیل سے صاحبقران اوسط کا خطاب مجھے بھی دربار
فضل اللہ بادشاہ لشکر اسلام سے مرحمت ہوا ہی نام میرا سکندر رستم فر ہی اور مین بیٹا ہون شہریار
عالیوقار کا یہ سنکر افغان بن طول سمرقندی نہایت خوش ہوا اور شکر خدا بجا لایا کہ اب بھی گلدستۂ
اسلام پر رونق تازہ ہی جو گلی باغ جنت کے بسانے کو گئے وہ اپنی یادگار برقائم مقام چھوڑ
گئے غرضکہ تین روز سکندر رستم فر کو دعوت و ضیافت مین صرف ہوے بعد اسکے سکندر یہان سے
کوچ کر کے طرف بہارستان مغرب کے روانہ ہوے اب یہان سے

چند کلمے داستان بہارستان مغرب کے پہونچنا شوب شاہی سوداگر کا دربار سنجاب شاہ مغربی مین اور دیکھنا شاہزادہ رفیع البخت کو اور پہچاننا اور تصویر لینا دربار بادشاہ کی مع تصویر شاہزادہ رفیع البخت اور یہان سے کوچ کر کے طرف ملک روشن سخت کے روانہ ہونا باقی حالات متعلق داستان ہذا

یہ داستان اُس مقام پر چھوڑی تھی کہ شاہزادہ رفیع البخت جسپر وزیرہ دربار سنجاب مین طلب ہوئے
ہین اُس دن تو ملکہ سے فراق رہتا ہی ورنہ باغ مین مصنعین حرم مین سواے وصال ہر طرح
کے ارمان نکلتے ہین جسپر نہین پوری ہوتی ہین اور سنجاب نہایت متردد ہی کہ کیا کرون اور کیا نکرون

اسلیے کہ عقد دختر کی بابت جو شرطین سنے پیش کی تھی وہ بھی اسی شخص نے پوری کی علاوہ اسکے
احسانات اسکے ایسے ہین جو قابل یاد رکھنے کے ہین - اژدر کا مارنا باغ ملکہ کو سرسبز کرنا اور اگر اسکے
ساتھ عقد نکیے دیتا ہون تو میرے لیے باعث بدنامی کا ہوتا ہے اسی فکر و تردد مین رہتا ہے
کوئی بات اسکے ذہن مین نہین آتی ہے کہ اک مرتبہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ شوب شامی سوداگر
حاضر ہے اور امیدوار باریابی ہے سنجاب نے کہا کہ بلاؤ اسی وقت شوب شامی حاضر ہوے
اور جو مال تجارتی لائق بادشاہان لائے تھے وہ پیش کیا سنجاب شاہ نے کچھ اسباب خرید
کیا۔ شوب شامی سوداگر نے عرض کی کہ کل میرا ارادہ ملک روشن بخت کی طرف جانے کا ہے
سنجاب شاہ نے کہا کہ کل نہین بلکہ پرسون جانا اسلیے کہ مجھے تم سے کچھ حالات اون مقامات
کے دریافت کرنا ہین جہان سے ہوکر تم آئے ہو شوب شامی نے عرض کی کہ اگر کوئی کام
ایسا ہو تو مین مہینہ بھر نہ جاؤن یہ کہکر رخصت ہوے جب دوسرا دن ہوا تو سنجاب نے بلا بھیجا
شوب شامی پھر آئے آج دربار سنجاب مین شاہزادہ رفیع البخت بھی اسلیے لگائے ہوے
اک دنگل پر بیٹھے تھے اور دربار سنجاب کا پہلوانان نامی وگرامی سے بھرا ہوا تھا سنجاب شاہ
تخت پر بیٹھا تھا شوب شامی نے آکے سلام کیا کرسی بیٹھنے کو عنایت ہوئی شوب شامی
سلام کرکے بیٹھ گئے لیکن نظر شوب شامی کی رفیع البخت پر جو پڑی غور سے دیکھنے لگے اور
دل مین کہنے لگے کہ یہ تو وہ شخص معلوم ہوتا ہے جسکو مین نے بتخانہ آذر مین دیکھا تھا جس نے
طلسم نور آگین کو فتح کیا تھا اب نشانات اولاد صاحبقران کو غور کیا تو خال و خط ابراہیمی و دیگر
علامتین سب چیزین موجود ہین شوب شامی مرد مسلمان ہے لیکن چونکہ ہر مقام پر بغرض تجارت جاتا ہے
تو مذہب کو اپنے پوشیدہ رکھے رہتا ہے اظہار مذہب کو مناسب نہین جانتا اسکو رفیع البخت کی یہ
حالت دیکھکر نہایت افسوس ہوا اور دلمین کہا کہ یہ شاہزادہ کس پیچ مین آکر یہان پھنس گیا ہے اتنے مین
سنجاب شاہ مغربی شوب شامی کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا کہ اس زمانے مین تمنے کس کس
ملک کی سیر کی کہان کہان پہونچے کچھ حالات سفر بیان کرو کیونکہ مجھے ان باتون سے دلچسپی زیادہ ہے
شوب شامی نے حالات سفر بیان کرنا شروع کیے دیر تک یہ حالات سفر بیان کیا کیا اور اسی
سلسلہ مین اسنے یہ بھی کہدیا کہ طلسم نور آگین کی طرف مین انہی زمانے مین گیا تھا جبکہ طلسم
پر تباہی آئی ہوئی تھی فرزند صاحبقران شاہزادہ رفیع البخت لوح حاصل کرکے طلسم پر چڑھ گیا تھا
یہ باتین سنکر رفیع البخت کے کان کھڑے ہوے اور انکو یہ خیال پیدا ہوا کہ چونکہ یہ شخص مجھکو دیکھ
چکا ہے ایسا نہو پہچان لے اور راز میرا فاش ہو لیکن شوب شامی کو یہ منظور نہ تھا کہ مین راز فاش کرون
بلکہ غرض یہ تھی کہ رفیع البخت کے کان کھولون کہ اس مقام پر بھی آپکا اک جاننے والا موجود ہے
الغرض جب باتین تمام ہوئین تو شوب شامی نے سنجاب سے عرض کی کہ مین چاہتا ہون ایک
تصویر دربار حضور کی لون اسلیے کہ شاہ و شہریار نامبرآوردہ لوگون کے مشتاق رہتے ہین انکو اس
تصویر کے ذریعہ سے نفع حاصل ہوگا اور لوگ آپکی زیارت سے گھر بیٹھے مشرف ہونگے کہ سنجاب
کا نامبر ایسا ہے اور اسکے اہل دربار کیسے کیسے معزز اور زبردست پہلوان ہین سنجاب شاہ مغربی
نے عرض شوب شامی سوداگر کی قبول کی۔ شوب شامی نے مصورون کو بلوا کر اسی وقت نقشہ
کھینچوایا صرف رنگ بھرنا باقی رہ گیا تھا دوسرے روز رنگ بھی بھروا کر مرقع کو [illegible]

سنجاب شاہ مغربی کو سلام رخصت کر کے طرف ملک روشن بخت کے روانہ ہوا چونکہ تجارت بھی
اسکو مقصود تھی اور ملازمت بادشاہ اسلام سے بھی مشرف ہونا تھا اس لیا پہلے اسنے اسی طرف
کا قصد کیا اور کوچ مقام کرتا ہوا ملک روشن بخت مین پہونچا لشکر اسلام مین داخل ہوا راستون
مین سرداران اسلام سے ملاقات ہوئی شوب شاہی نے ایک ایک کو پہچانا تھا لیکن ایسے تازہ وارد
سرہا سے تھے کہ انکو نہ پہچانا لیکن سلام کر لیا اسی اثنا مین طلحہ بن لندھور سے بھی ملاقات ہوئی طلحہ نے
کہا اے شوب شاہی ابکی تو بہت زمانے کے بعد تم آئے اتنے دنون کہان رہے شوب شاہی
نے عرض کی کہ حضور پیشہ ہمارا ایسا ہے کہ ایک جگہ آرام ہی نہین لینے دیتا کبھی اس ملک مین کبھی
اس شہر مین خدا جانے کن کن مقامات پر پہونچا کیا کیا تماشے آنکھون سے دیکھے طلحہ بن
لندھور نے کہا کہ تم تو اپنے پیشہ کی مدح کرتے ہو لیکن واللہ ہے کہ اس سے بہتر کوئی پیشہ نہین
بعد بادشاہی کے اگر ہے تو تجارت ہی ہے بلکہ ایک اعتبار سے سلطنت سے بھی سوداگری بہتر ہے
کہ اسکو زوال ہے اور اسکو زوال نہین سلطنت کے ہزار دشمن ہین جسنے کمزور پایا چڑھ دوڑا تاج و مال
چھین لیا اور نسل تک باقی نہ رکھی کہ شاید یہ کبھی قوت پا کے سر اٹھائے اور کسی نے رحم کھا کے
چھوڑ بھی دیا تو جو بادشاہ تھا وہ فقیر ہو گیا اور تجارت کو زوال ہی نہین ہے بادشاہ رعایا کا محافظ
رہتا ہے سوداگر کا مال کوئی نہین چھین سکتا ہے شوب شاہی نے عرض کی کہ اے دارائے ہند
مین تو کچھ لشکر اسلام کا اور ہی رنگ پاتا ہون جن لوگون کو اس سے پیشتر دیکھا تھا وہ دکھائی
نہین دیتے چند صورتین تو میری پہچانی ہوئی ہین اور بہت سی صورتین ایسی دکھائی دیتی ہین جنکو
اس سے پہلے کہین نہ دیکھا تھا شوب شاہی نے کہا کہ یہ انقلاب و گردش زمانہ ہے اے شوب
شاہی اب جو تھا دور صاحبقرانی کا ہے اور ابھی ابتدائی حالت ہے ہنوز صاحبقرانی جسنے نہین پائی
ہے جو اگلے لوگ تھے آدھے سے زیادہ ایسے ہین کہ جو سر زمین طاق مین سو رہے ہین کہ اب تا
حشر کے بیدار نہونگے ہم ایسے سخت جان بچ گئے ہین اگر تو صاحبقران ثالث شاہزادہ
بدیع الملک کے ہمراہ جانب خانہ کعبہ روانہ ہو گئے چند کس جنکو صاحبقران نے یہان حکم
کر کے چھوڑا وہ موجود ہین باقی نئے نئے لوگ ہین تمہارے پہچاننے والے بہت کم ہین
شوب شاہی نے افسوس کیا اور کہا کہ خدا اس گلدستۂ اسلام کو قائم رکھے ہمین تو کچھ نہین
باسی پھولون کی مہک اچھی معلوم ہوتی ہے یہ تازہ گل تو کچھ بے مروت سے معلوم ہوتے ہین
وہ رنگ وفا نہین نکلتا جو لے کا پھولون مین تھا طلحہ نے کہا کہ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر
است + شوب شاہی نے طلحہ سے کہا کہ میرے حاضر ہونے کی اطلاع بادشاہ اسلام سے
کیونکر ہو طلحہ نے کہا کہ مین خود ذکر کر کے تمکو بلوا لونگا شوب شاہی سلام کر کے دعائین دیتا ہوا
اپنے خیمہ کی جانب روانہ ہوا جو مقام اسکو خواجہ خضران کے ہاتھون نے بتا دیا تھا وہان جا کر
پہنچا جب ٹھہرا اور طلحہ بن لندھور جانب بارگاہ سلیمانی روانہ ہوئے یہان بادشاہ اسلام تخت
پر جلوہ گر تھے صاحبقران حق پژوہ دنگل نادعلی پر متمکن تھے سردار آتے جاتے تھے اور
مجرا کر کے اپنے اپنے دنگل پر بیٹھتے جاتے تھے طلحہ بن لندھور بھی پہونچے مجراگاہ پر سے
مجرا کر کے اپنے دنگل پر جا بیٹھے چونکہ باتون مین شوب شاہی کے طلحہ بن لندھور کو بیقدر
حاضر ہونے مین عرصہ ہو گیا تھا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے دارائے ہند آج کسیقدر

عرصہ ہوا مزاج تمہارا کیسا تھا طالبہ نے عرض کی کہ حضور کے اقبال سے کوئی شکایت نہیں ہے وجہ یہ
ہوئی کہ میں حاضر ہونے کو تھا کہ شعوب شامی سوداگر بہارستان مغرب کی جانب سے یہاں آ نکلے
اسلئے باتیں ہونے میں کسیقدر دیر ہوئی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اس نام سے تو کان آشنا
معلوم ہوتے ہیں شاید یہ سوداگر ادہر کبھی لشکر اسلام میں آچکا ہے طالبہ نے عرض کی کہ حضور دو
باتیں مرتبہ حاضر ہوکے شرف آستاں بوسی حاصل کرچکا ہے اور اب جو آیا ہے تو اسکی باتیں کا ہوا کرتے
کیسے دیتی ہیں جب وہ اسوقت میں آیا تھا کہ باغ اسلام بہار پر تھا اب آنکھیں گلوں کو پوچھتا ہے جس
گزشتگان راہ عدم کا داغ فراق تازہ ہوتا ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اسے ہمارے
خاندان سے محبت قلبی ہے اسے طالبہ جلد شعوب شامی کو بلوا طالبہ نے اسی وقت اپنے عیار کو بھیجا
کہ جا کر شعوب شامی سے کہو کہ جلد حاضر ہو ظل اللہ یاد فرماتے ہیں اور اسوقت کوئی مال تجارت
اپنے ہمراہ نہ لانا کہ موقع نہیں ہے بادشاہ اسلام کو کچھ اور باتیں کرنا ہیں عیار روانہ ہوا شعوب شامی
نہانے کو اٹھے تھے پوشاک بدل رہے تھے کہ عیار پہونچا اور حکم بادشاہ آوردہ گوش گزار کیا شعوب
شعوب شامی لباس درباری پہنکر عیار کے ہمراہ ہوا عیار شعوب شامی کو اپنے ساتھ لیکر
خدمت بادشاہ اسلام میں حاضر ہوا شعوب شامی نے مجرا کیا اور نذر دکھائی بادشاہ نے نذر
معاف کی اور کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا شعوب شامی سلام کرکے بیٹھ گیا بادشاہ اسلام نے حالات
سفر دریافت کیے شعوب شامی نے اپنا سفرنامہ زبانی بیان کیا اور عرض کی کہ حضور میں نے
اہل اسلام کو افسردگی کی حالت میں دیکھا اسیقدر کفار کو خوشحال پایا خصوصاً ملک باختر جہاں
علمداری سارق بن لقائی ہے واسطے ہر کے کافر جمع ہوتے جاتے ہیں عجب نہیں ہے کہ یہ لوگ
جمع ہوکر کچھ فساد پیدا کریں بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ زلزال بن طہماسپ نے بھی
غار افراسیاب سے سر نکالا ہے اور ہمارے ملکوں کو خراب کرتا پھرتا ہے چنانچہ حاکم شہر سمرقند کا آدمی
برائے طلب امداد آیا تھا یہاں سے شاہزادہ سکندر رستم صاحبقران اوسط اور شاہزادہ بہرام ثانی
برائے مدد روانہ ہوئے ہیں کچھ حال انکا نہیں معلوم اور اس سے پیشتر شہزادہ رفیع الحجت شکار گاہ سے
گم ہوئے ہیں انکی خیر و عافیت نہ معلوم ہونے سے دل پریشان ہے شعوب شامی نے عرض کی کہ جو کچھ
مجھے معلوم ہے وہ تو عرض کیے دیتا ہوں جسوقت میں شہر سمرقند سے چلا تھا اور راستے میں مجھکو فوج زلزال ملی
تھی واقعی بہت بڑے سرکش لوگ جمع ہوئے ہیں ہر ایک فرعون وقت بنا ہوا ہے لیکن جب میں بہارستان
مغرب میں پہونچا تو راستے میں وہ خبر پہنچی کہ نہیں معلوم کس مضمون کا نامہ سارق بن لقائی کی طرف سے زلزال
کو پہونچا کہ اسنے شہر سمرقند سے منہ موڑا اور بہارستان مغرب کا رخ کیا نہیں معلوم کس غرض سے بہارستان
مغرب کی جانب آرہا ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ خیر رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت
لیکن یقین ہے کہ شاہزادہ سکندر رستم تعاقب میں اسکے جائینگے اور بغیر سزا دیے مقتول کیے بغیر
واپس نہ آئینگے کہ بڑی بہادری سے تشریف لیگئے ہیں شعوب شامی نے عرض کی کہ مجھے بہارستان
مغرب میں ایک شخص پر شاہزادہ رفیع الحجت کا شبہ ہوا تھا میں نے پورے دربار کی تصویر
کھنچوائی ہے اور وہ تصویریں لیتا آیا ہوں مجھے خیال پڑتا ہے کہ اس شاہزادہ کو میں نے آتشکدہ آذر
میں دیکھا تھا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ لاؤ وہ نقشہ میں بھی دیکھوں شعوب شامی نے تصویر
بارگاہ سنجاب شاہ مغربی کی پیش کی بادشاہ نے نقشہ کو ملاحظہ فرمانا شروع کیا اسی سلسلہ میں

نظر تصویر رفیع البخت پر پڑی دیکھا کہ لباس سپہگری پہنے ہوئے دنگل پر بیٹھے ہیں بادشاہ اسلام
نے وہ نقشہ شہنشاہ گوہر کلاہ کو دیدیا اور فرمایا کہ مجھے تو یہ تصویر کل حدیقہ صاحبقرانی کی معلوم
ہوتی ہے شہنشاہ گوہر کلاہ نے کہا کہ بیشک انہیں کی تصویر ہے وحیدہ الملک نے دیکھا انھوں نے
بھی کہا کہ سوا انکے دوسرے کی یہ تصویر ہو ہی نہیں سکتی اب وہ نقشہ تمام بارگاہ میں پھرایا
گیا اور ہر ایک سردار نے اس نقشہ کو دیکھا کسی نے یہ نہیں کہا کہ یہ تصویر رفیع البخت کی نہیں ہے
بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے شوب شامی یہ تمنے ایسا مژدہ فرحتی سنایا ہے کہ تردد رفع
ہوگیا کچھ یہ بھی معلوم ہے کہ کسطرح وہاں پہونچے اور بادشاہ مغرب کیونکر پیش آتا ہے شوب شامی
نے عرض کی کہ حضور مفصل حال تو معلوم نہیں لیکن اتنا سنا ہے کہ فقیر بنکے اس ملک میں پہونچے
تھے پہلے کرامت یہ دکھائی کہ دختر بادشاہ کا باغ جو سرسبز نہوتا تھا دعا کرکے سرسبز کیا شاہزادی تو
اسی دن سے مرید ہوگئی اسکے بعد بادشاہ کے دربار تک رسائی ہوئی بادشاہ کے خواب کی تعبیر
بتائی اک نہنگ درہ کوہ سے نکلکر شہر تجوید کو برباد کیا کرتا تھا اُسکو مارا پھر بادشاہ نے اپنی دختر
کی شادی میں یہ شرط پیش کی تھی کہ میری سلطنت میں ایک موتی ہے جو اُسکا جوڑا پیدا کردے میں
اُسکے ساتھ شادی اپنی دختر کی کردونگا میں نے بالا بالا سنا ہے کہ شاہزادہ رفیع البخت نے موتی
بھی کہیں سے لاکے دیا لیکن بادشاہ کو اس بنا پر تامل ہے کہ میں نا ہمیر ساریق ملعون اپنی دختر
ایسے شخص کو کیونکر دیدوں جو بلباس فقیری یہاں آیا تھا لوگ مجھپر طعنہ زن ہونگے لیکن ایک بات
کا مجھے تردد ہے کہ اگر زلزال بن خلخال بہارستان مغرب میں آگیا ہوگا تو ضرور جنگ ہوگی اسلیے
کہ حسن شاہزادی کا شہرہ آفاق ہے اور زلزال بھیجا ہوا ساریق کا ہے تعجب نہیں ہے کہ ہر قسم کے دباؤ
ڈالے اور سنجاب شاہ مغربی کو اُٹھانا پڑیں دیکھا چاہیے کہ انجام کیا ہوتا ہے شہنشاہ گوہر کلاہ
نے فرمایا کہ زلزال ملعون اُنکا کیا بنا لیگا اگر لڑیگا تو مارا جائیگا شوب شامی نے عرض کی کہ اسمیں
شک نہیں کہ وہ زور بازوے صاحبقرانی میں کسکی مجال ہے کہ اُنسے مقابلہ کرکے سرسبز ہوسکے
لیکن مجھے خیال اسکا ہے کہ زلزال بن خلخال کے ساتھ ایک بلا اور ہے جسکا علاج کسی کے پاس نہیں
وہ یہ ہے کہ محیط روشنضمیر جسکے اغوا کرنے سے زلزال نے خروج کیا ہے محیط کے پاس اک آئینہ ہے
جسپر وہ عکس آئینہ ڈالدیتا ہے وہ بیہوش ہوکے جانور بنجاتا ہے جب زلزال مغلوب ہوگا تو
محیط روشنضمیر ضرور آئینہ سے کام لیگا یہ سنکر بادشاہ اسلام بہت پریشان ہوئے اور خواجہ
زادوں کو طلب کیا کہ بغیر انکی راے کے اب کسیکا کچھ مناسب نہیں معلوم ہوتا چنانچہ حسب الحکم
بادشاہ اسلام خواجہ زادے حاضر ہوئے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ شاہزادہ رفیع البخت کا پتا
معلوم ہوگیا لیکن یہ بات اپنے علم کے ذریعہ سے بتائیے کہ کس شخص کو اُنکی مدد کے واسطے بھیجا جائے
خواجہ زادوں نے زائچہ کرکے استخراج احکام کیا اور عرض کی کہ سوا خواجہ خضران بن عمر ثانی کے
دوسرے کا یہ کام نہیں ہے اسلیے کہ محیط روشنضمیر نہ تو ساحر ہے نہ وہ آئینہ سحر کا ہے نہ اُسکا علاج
کسی کے امکان میں ہے یہ سنتے ہی خواجہ خضران کرسی سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور بادشاہ اسلام
سے عرض کی کہ غلام ابھی جاتا ہے انشاءاللہ وہ سزاے معقول اُس محیط روشنضمیر ملعون کو دونگا
کہ وہ بھی یاد کریگا بادشاہ اسلام نے راہ خرچ کے نام سے ایک لاکھ روپیہ خضران کو دلوادیا خضران
دعائیں دیتا ہوا اُسیوقت جانب بہارستان مغرب روانہ ہوگیا اسکے بعد بادشاہ اسلام نے

شوبپ شامی سے جسقدر مال انکے ساتھ تھا خرید لیا اور خلعت دیکر رخصت کیا شوبپ شامی دعائین دیتا ہوا اپنے وطن کو روانہ ہوا لیکن اب یہان سے

چند کلمے داستان بہارستان مغرب کے پہونچنا زلزال بن خلخال کا مع محیط روشن ضمیر اور شہرہ حسن ملکہ شنگرف خواستگار ہونا بادشاہ مغرب کا انکار کرنا لیکن وزراے سلطنت کی راے سے بکراہت منظور کرنا۔ مہتر سرخیل عیار سرمست کا زلزال کو دھوکا دینا آخر جنگ ہونا۔ باقی حالات متعلق داستان ھذا

غزل ذو قافیتین بر آغاز داستان

راز الفت اُس پری سے ہو نہان دشوار ہے — جو عیان ہو یاس پھر اُسکا نہان بیکار ہے
کیا کہین اپنی پہونچ تا رفتگان دشوار ہے — ناتوان ہین ہمکو گرد کاروان دیوار ہے
میرے دل کو آجکل نالون کی عادت ہوگئی — فرقت محبوب مین آہ و فغان ہر بار ہے
اور کوئی کام عاشق کا نہین اسکے سوا — نام تیرا اے صنم ورد زبان ہر بار ہے
زیست کا پھر کیا مزا جب ہجر برسون کا ہوا — زندگی سے اپنی تیرا ناتوان بیزار ہے
پھلکی پھلکی باتین کرتا ہی ہر اک میخوار سے — نشہ مین کچھ آج خود پیر مغان سرشار ہے
زرد ہی نرگس گل بادام کو سکتا سا ہے — چشم جانان دیکھکر سب بوستان بیمار ہے
حال عاشق کا کوئی اُس سے اگر پرسان ہوا — سر جھکا کر یار یہ بولا کہ ہان بیمار ہے
عشق تم سے کیا کیا عالم سے نفرت ہوگئی — شکل کیسی نام سے سارا جہان بیزار ہے
خوشہ چین لیا مین خرمن سے مرے خوشہ چین — فضل خالق سے مضامین کا یہان انبار ہے
زار گو ہی بلبل اے صیاد پر اللہ رے شوق — دیکھ اُڑ جانے کو سوے بوستان تیار ہے
فتنۂ محشر بپا ہونے لگا ہر گام پر — کیا قیامت کی تری اک نوجوان رفتار ہے
یار کیا آیا بہار آئی شگفتہ دل ہوا — وصل کی شب ہمرا سارا مکان گلزار ہے
سخت جان ہون تیغ ابرو مجھ پر اے قاتل لگا — گر تری تلوار کو سنگ فسان درکار ہے
الفت گیسوے جانان کا تحمل ہے محال — کون اُٹھائے سر پہ یہ بار گران بیکار ہے
لوٹتے ہین بسمل اے قاتل ترے سر وار پر — کیا صفائی ہاتھ کی ہے کیا روان تلوار ہے
رہرو ملک عدم بستر اُٹھا لے جاتے ہین — کوس رحلت بج چکا ہے کاروان تیار ہے
اسیر تار جال اُسکا دل چرا کے لے گئی — کسقدر وہ کاکل عنبر فشان طرار ہے
چاہتا ہون جاؤن چوری سے مکان یار مین — دل کو یہ دھڑکا لگا ہے پاسبان بیدار ہے
رہ گئی تلوار مین عاشق کا سر تن سے اُڑا — دست قاتل کسقدر اے نوجوان تیار ہے
قتل کا مژدہ دیا جسکو وہ بسمل ہوگیا — سچ اگر پوچھو تو قاتل کی زبان تلوار ہے
بعد مردن قبر پر تیغ سر لگانا ہے فضول — بے نشان خود ہو گئے جب پھر نشان بیکار ہے

کچھ عجب سامان مرے دل کی اسیری کے ہوے
استخوان سینے کے ہو جاتے ہین نالہ تا لب
سیکڑون دل بیچکا اک یوسف لقا کو باغبان ہول

عشق گیسو سلسلہ آہ و فغان جھنکار ہے
ناتوان کی آہ کو بھی مردان درکار ہے
کس جگہ سودا یہ بکتا ہے کہان بازار ہے

راویان شیرین زبان و حاکیان رنگین بیان اس داستان شجاعت عنوان کو یون بیان کرتے ہین کہ سنجاب شاہ مغربی اپنے ایوان مین بیٹھا ہے ارا کین دولت جمع ہین افسران فوج حاضر ہین شاہزادہ رفیع البخت بھی ایک دنگل پر متمکن ہین سنجاب شاہ نے بھی دل مین قصد کر لیا ہے کہ آج اس شخص سے اسکا وطن اور خاندان دریافت کرنا چاہیے اگر یہ عالی خاندان ہو تو اسی کے ساتھ ملکہ کا عقد کر دون گو کہ یہ بحالت خراب میرے ملک مین آیا تھا لیکن چہرہ سے اسکے آثار شاہی و شہریاری نمودار ہوتے ہین ضرور یہ کسی مقام کا فرمانروا یا کسی فرمانروا کا فرزند ہے اور اسوقت تو میری سلطنت کا ایک رکن اعظم ہے کہ شغنگ کو مار کر کسی بلاے سخت سے لوگون کو نجات دی پہلوانان لشکر بھی اب قریب اسکے آگئے ہین علاوہ اسکے مجھے وہ خواب اپنا یاد ہے اور اسکی تعبیر کو محسن پوری کرنا چاہیے اسکے احسانات ایسے ہین جو اس بات سے بھی بڑھے ہوے ہین کہ اپنی دختر کی شادی اسکے ساتھ کر دون اسوقت کی پریشانی اسکی اسکے خاندان پر خاک نہین ڈال سکتی بقول شاعر ؎ جو خاص بندے ہین وہ بندہ عوام ہین + ہزار بار جو یوسف بکے غلام نہین چاند پر خاک ڈالے سے پڑ نہین جاتی ہے بلکہ اس سے قبل تنہائی مین وزرا سے جو راے لی تھی تو نجم اختر شناس نے عرض کی تھی کہ ایسا داماد حضور کو دوسرا ملنا غیر ممکن ہے انسان دختر کو اپنے سے بہتر ڈھونڈھ کے سپرد کرتا ہے اسکا مین ذمہ کرتا ہون کہ جس وقت اس شخص کا خاندان تحقیق ہوگا یہ خاندان عالی سے نکلیگا اگر خلاف اسکے ہو تو گردن مجھکو دھوپ مین بلوا دیجیے مجھے اپنے علم سے دریافت ہوتا ہے کہ یہ شخص نہایت عالی نسب ہے اور صاحب اقبال ہے اسکی وجہ سے آپ رتبہ اعلی کو پہونچینگے غرضکہ نجم اختر شناس نے کوئی دقیقہ سعی کا فروگذاشت نہ کیا لیکن ہامان دانشور وزیر قدیم کی راے اسکے خلاف تھی ہامان کہتا تھا کہ مجھے اس شخص پر عیار ہونے کا شبہہ ہے ضرور یہ شخص خدا پرست ہے یہ باتین سنجاب کے خیال مین تھین لیکن اب نجم اختر شناس کی راے کو یہ ہامان کی راے سے بہتر سمجھنے لگا تھا کہ ایک مرتبہ جوڑی ہرکارہ کی گرد مین آلودہ پسینہ مین غرق آکر حاضر ہوئی اور بعد دعا و ثنا کے سنجاب شاہ بجالا کے عرض کی کہ زلزال بن ضحاک بن صلصال بن دال بن نشانہ چار تین لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے اسطرف آتا ہے اور مشہور کیا ہے کہ کوئی فرمان خداوندی بھی اسکے پاس ہے یہ سنکر سنجاب شاہ کسیقدر متردد ہوا کہ یہ نئی بات کیسی ہے جو فرمان خداوند کا آتا تھا براہ راست آتا تھا اب زلزال فرمان لیکر آتا ہے اسمین کوئی بات ضرور ہے چونکہ سنجاب تو پیر قدرت اور بڑا پیر سارق کا املا تا ہے پیشوائی کے واسطے جانا اسکی شان و حکمت کے خلاف تھا لہذا یہ آپ تو نہین گیا بلکہ سرداران لشکر کو برا استقبال روانہ کر دیا اور شاہزادہ رفیع البخت کی طرف مخاطب ہو کے کہا کہ چاہیے تم بھی جاؤ رفیع البخت نے انکار کیا اور اپنے باغ مین چلے آئے لوگ پیشوائی کے واسطے گئے اتنے مین صحرا سے گرد اڑی اور تین سو علم نشانہ تین لاکھ سوار کا نمودار ہوا پھریرون کے رنگ سیاہ زنگاری تھے تصویرین بتون کی ہر علم کے پھریرے پر بنی ہوئی تھین زلزال کرگدن مست پر سوار تھا

محیط روشن ضمیر تاج سر پہ رکھے ہوئے تخت پر بیٹھا تھا سرداران سنجاب شاہ مغربی نے بڑھ کر
ملاقات کی زلزال نے پلٹ کے افسران فوج کو حکم دیا کہ لشکر کو اتار و خیمہ برپا کرو مگر بعد ملاقات
ناہموار ایسی آ ڈلنگا فوج تو قریب ملک سنجابیہ کے اترنے لگی خیمے خرگاہیں راوٹیاں بچھونے
بارگاہیں برپا ہونے لگیں بازار لشکر کے کھل گئے اور زلزال ہمراہ مظفر دیوکش سے باتیں
کرتا ہوا داخل شہر سنجابیہ ہوا سرداران سنجاب شاہ مغربی سیر ملک کی کراتے ہوئے زلزال کو
قریب ایوان شاہی کے لائے زلزال کو بہارستان مغرب کی فضا بہت پسند آئی دل میں کہا
کہ اگر حکومت اس مقام کی ہاتھ آئے تو یہ قبرستان سے ہزار درجہ بہتر ہے جس وقت زلزال داخل
بارگاہ سنجاب ہوا تو سنجاب شاہ نے بھی سروقد تعظیم دی اور بغلگیر ہوا سنجاب شاہ مغربی
نے بیٹھنے کا اشارہ کیا زلزال کے لیے ایک بہت بڑا دنگل جواہر نگار پہلے سے بچھوا دیا گیا تھا
زلزال اس دنگل پر جا کے بیٹھا اور محیط روشن ضمیر گوشہ تخت پر متمکن ہوا سنجاب شاہ مغربی چشم
و ابرو سے ان دونوں کے سمجھ گیا کہ ارادہ انکا نیک معلوم ہوتا اور کوئی حکم قوی انکے پاس ہے جسکی بنا پر
یہ سرکشانہ طور سے ملے ورنہ میں وہ شخص ہوں کہ پیغمبر قادریت کہلاتا ہوں کسکی مجال ہے جو مجھسے بغیر
اٹھائے یا آنکھ ملا کے بات کر سکے چونکہ یہ دونوں فرستادہ ساریق بن لقا تھے اور مہمان بھی
خاطر و مدارات انکی سنجاب شاہ مغربی پر واجب تھی سنجاب شاہ مغربی نے بڑی دھوم سے
دعوت کی جب دعوت و ضیافت سے فرصت ہو چکی تو زلزال نے فرمان خداوندی پیش کیا مضمون
یہ تھا کہ اے بندہ خاص الخاص ہمیں یہ حرکت اپنے پیمبر کی نہایت ناگوار گزری کہ تم نے ایک فقیر
کو استقامت سے روح دیا کہ جسکی شکایت ہم تک پہونچی اور ہمیں قبول کر سنجاب شاہ نے اس فقیر کیطرف
توجہ کی افسوس کی بات ہے کہ ہمارا پیمبر ہو کر اسکی عقل میں یہ بات نہ آئی کہ فقیر کو یہ کشف و کرامات
عنایت کیے ہیں ہر طرح کا اختیار حاصل ہے کہ ہم چاہیں تو آدمی کو فرشتہ بنا دیں اور فرشتے کو حیوان
بنا دیں ہر چیز کو دیکھکر ہماری قدرت کی تعریف کرنا چاہیے نہ کہ اس چیز کی جسکو ہمنے بنایا ہے لہذا تم
ملک سنجابیہ میں جا کر ہمارے پیمبر سے ملو اور اس سے کہو کہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہے تو اس فقیر
کو مقید کرکے ہمارے پاس بھیجدے اور اگر یہ منظور نہیں ہے تو عہدہ پیغمبری اور سلطنت سے
دست بردار ہو اور ہمنے تمکو بجائے سنجاب اپنا پیغمبر معین کیا یہ فرمان دیکھتے ہی چہرہ سنجاب
کا متغیر ہو گیا دیر تک سکوت میں بیٹھا رہا کہ کیا کروں کیا نہ کروں اگر فرمان خداوندی پر عمل کرتا ہوں
تو خواب کے خلاف ہوتا ہے اور اگر خواب کی پابندی کرتا ہوں تو حکم خداوند کے خلاف ہوتا ہے اور
سلطنت بھی جاتی ہے بڑی مشکل ہے اور زلزال نے بار بار جواب طلب کرنا شروع کیا سنجاب نے
کہا کہ اے زلزال کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو شخص اپنا محسن ہو میں اسکو بیگناہ قید کر لوں خلقت مجھے
کیا کہیگی اور خود وہ شخص کیا کہیگا جو نیکی کے عوض بدی دیکھیگا۔ زلزال نے کہا کہ اگر یہ منظور نہیں ہے
تو عہدہ پیغمبری سے ہاتھ اٹھائیے سنجاب شاہ مغربی نے کہا کہ یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ اپنے
ہاتھ سے اپنی سلطنت دوسرے کے اختیار میں دیدوں چونکہ عتاب خداوندی کے سبب
عقل میری چکر میں ہے اسوقت میں کوئی جواب شافی دے نہیں سکتا ہوں لہذا دوسرے وقت
جواب اسکا مجھ سے طلب کیجیے گا تو میں کہدونگا زلزال نے کہا کہ اسکا مضائقہ نہیں ہے غرضکہ زلزال
اس وقت تو مع محیط روشن ضمیر اٹھکر وہاں سے چلا آیا سنجاب شاہ نہایت پریشان ہوا اور ادہر

دولت سے راے لی کہ کیا کرنا چاہیے نجم اختر شناس نے کہا کہ آپ گیارہ بارہ لاکھ آدمیون کا لشکر
رکھتے ہین کیسے کیسے پہلوانان نامی وگرامی آپ کی سلطنت مین موجود ہین اگر ایسے ایسے جنگیون
سے ڈر جائیگا تو سلطنت ہو چکی اُس سے کہیے کہ اور اگر کوئی خواہش تمھاری ہو تو مین اُسکے پورا
کرنے کو موجود ہون سنجاب شاہ کو یہ راے نجم اختر شناس کی پسند آئی لیکن ہامان وزیر نے
عرض کی کہ آپ دوسرے کے واسطے اپنے جان ومال کو کیون معرض خطر مین ڈالتے ہین یہ فقیر آپکا
کون ہی جسکی وجہ سے خداوند سے بگاڑتے ہین باندھ کے اُسکے حوالے کر دیجیے سنجاب شاہ
مغربی نے دانتون کے نیچے اُنگلی دبائی اور ہامان دانشور سے کہا کہ یہ فعل شان شاہی وشہریاری
عدل وانصاف کے بالکل خلاف اور سراسر ظلم ہے علاوہ اسکے مجھے اپنے خواب کی پابندی بھی لازم
ہی ایسے خواب اکثر صحیح ہوتے ہین جنکا اثر بیداری کے بعد دلپر باقی رہے ہامان نے کہا کہ خواب
کی پابندی فرض ہی یا حکم خداوند کی اطاعت لازم ہی سنجاب نے کہا کہ خداوند تو پاگل اور مسخرہ
ہو گیا ہی جیسا وہ خداوند ہی ویسا مین پیمبر ہون مین اُسے خوب جانتا ہون اور وہ مجھے خوب
پہچانتا ہی اُسکی سلطنت بڑی ہی اور فوج فراوان رکھتا ہی ساحر اُسکے فرمانبردار ہین اس سبب سے
وہ خداوند بنا بیٹھا ہی اگر میرا سامان ویسا ہی ہوتا تو مین خداوند ہوتا اور وہ پیمبر بن جاتا ان باتون
کو جانے دو حقیقت حال پر نظر رکھو ہامان نے یہ سنکے گردن جھکالی یہ خبر شاہزادہ رفیع البخت
کے گوش زد ہوئی اسطرح کہ یہ دروازہ باغ پر کھڑے تھے کہ سرمست دربار سے پلٹا ہوا آیا شاہزادہ
نے حالات دریافت کیے سرمست نے خلاصہ بیان کیا کہ زلزال بحکم سارق بن لقا آپکو طلب کرتا ہی
بادشاہ دینے سے انکار کرتا ہی عجب نہین کہ نوبت جنگ کی آئے ہامان وزیر نے بہت سمجھایا
کہ فقیر کو باندھ کے دیدیجیے مگر سنجاب نے اس بات کو گوارا نہین کیا ہی دیکھیے یہ اونٹ کس کل
بیٹھتا ہی راے شہریار آجکل آپکا دربار سنجاب مین تشریف لیجانا خلاف مصلحت بھی تھا اور اب
میری یہ راے ہوئی ہی کہ آپ کہین تشریف لیجایئے بلکہ مین بھی ہمراہ ہون اور ملکہ کو بھی لیتے آیا ہون
رفیع البخت ہنسے اور فرمایا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ مین کیا موم کا ہون کہ پگھل جاؤنگا سنجاب شاہ
تو میرے سبب سے اپنے سر یہ آفت مول لیا اور جسے اپنا خداوند جانتا ہی اُس سے بگاڑے اور
مین اُسے چھوڑکر چلا جاؤن اور طرہ اُسپر یہ کہ اُسکی دختر کو بھگا لیجاؤن ع این خیال است ومحال است
وجنون یہ نہ کبھی میرے بزرگون نے ایسا کیا نہ مجھسے ہو سکیگا بلکہ مین اسیوقت سنجاب شاہ پاس
چلونگا اسی معاملے مین مجھے کچھ باتین کرنا ہین سرمست پریشان ہوا کہ کاش مین یہ خبر نہ بیان کرتا
دیکھنا چاہیے کہ یہ وہان پہونچکر کیا باتین کرتے ہین شاہزادہ نے مرکب طلب کیا اور سوار ہو کر
مکان سنجاب کے روانہ ہوے سرمست فیل زور بھی ساتھ ہوا جسوقت دروازہ ایوان پر پہونچے
اور سنجاب شاہ مغربی کو اطلاع دی کہ درویش رفیع تشریف لاتے ہین اور کچھ کہنا چاہتے ہین
سنجاب شاہ سمجھا کہ معلوم ہوتا ہی کسی کے ذریعہ سے انکو بھی اطلاع ہو گئی ہی اور یہ خیال ہوا ہے
کہ بادشاہ مجھے گرفتار کرکے دیدیگا اسی کے براءت کی استدعا کرینگے سنجاب شاہ محل سے باہر آیا
اور کہا کہ شاہ صاحب آپ اطمینان رکھیے مین ہرگز آپ کو نہ دونگا میری سلطنت رہے یا جاے
اسلیے کہ آپ میرے محسن ہین اور مین بھی بارہ لاکھ جوانون پر حکمرانی کرتا ہون اگر اشارہ کر دون تو
گلا کاٹ کے مرجائین کیا آپ مجھکو کوئی معمولی بادشاہ سمجھے ہین رفیع البخت نے ارشاد فرمایا

کہ مین موت سے نہین ڈرتا ہون اور اسواسطے نہین آیا ہون کہ آپ مجھے بچائین اور اپنے کو
آفت مین پھنسائین بلکہ میری خواہش یہ ہی کہ آپ مجھے باندہ کے دشمن کے حوالے کر دیجیے
اگر میری قسمت مین رہائی ہی اور موت نہین ہی تو چھوٹ جاؤنگا ورنہ مارا جاؤنگا مجھے نہ اپنے
جینے کی خوشی ہی نہ مرنے کا غم ہی اسلیے کہ ایک دن مرنا ضرور ہی اور ایک کو بچا کر سیکڑون اور
ہزارون کی جانین تلف و برباد نکرا دیجیے یہ جرأت رفیع البخت کی دیکھکر سنجاب کو سکتا سا ہوگیا
کہ ایسے بھی پر جگر ہوتے ہین جو خوشی سے دوسرون کی بہبودی کے واسطے اپنی موت کی
خواہش کرنے والے ہین ہوا اسیر جو ایسے منچلے سے برائی کرے سنجاب نے کہا کہ شاہ جنا
مین تو کہہ چکا کہ ایسا مجبور نہین ہوا ہون جو آپ کو دیدون مین ہرگز آپکو اسکے حوالے نکرونگا۔ اگر
زلزال لڑیگا تو لڑلونگا آپ سے دعا سے فتح کا امیدوار ہون۔ رفیع البخت نے جوش شجاعت
مین کہا کہ اگر لڑیے گا تو یہ گھبرا ہنچا راس نہنگ سے زیادہ نہین ہی جسکو مین نے شہر غزنیہ
مین جا کر تنہا مارا خیر جو مناسب جانیے وہ اسکو جواب دیجیے یہ فرما کر وہان سے پھر
نشست قبل روز بھی اس جرأت پر وجد کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ایسے بہادر بھی پیدا ہوتے ہین
وہان دوسرے روز زلزال مع محیط رعد شمشیر پھر آیا اور سنجاب شاہ مغرب سے کہا کہ جو کچھ
جواب دینا ہو جلد دیجیے مجھے زیادہ ٹھہرنے کی فرصت نہین ہی سنجاب نے کہا کہ آج اور مین
کچھ نہین کہتا لیکن کل قطعی جواب ملجائیگا یہ سنکے زلزال پھر خاموش ہو رہا اسلیے کہ سنجاب
ایسا نہین ہی جسپر زلزال زیادہ سختی کرسکے اور پھر اُسی کی بارگاہ مین جہان کئی سو پہلوانان
نامی وگرامی بیٹھے ہوتے ہین اور ہر ایک اپنے اپنے مقام پر بل کر رہا ہی اور کہتا ہی کہ پیغمبر قدرت
کو حکم خداوند کا پاس ہی ورنہ یہ ترک کیا کرسکتا ہی ہم لوگ آخر کس دن کے واسطے ہین اگر
خداوند بھی لشکر لیکر سر مقابلہ ہون تو یہان سے لیکر ساز لقیہ تک خون کے دریا بہا دین
کچھ دیر کی صحبت کے بعد آج بھی زلزال اُٹھ کے چلا گیا اور دل مین کہتا ہی کہ خدا کرے سنجاب
فقیر کا دینا گوارا نہ کرے تو مین پیغمبر قدرت بنجاؤن اور اسے معزول کر دون لیکن ہامان
سے دل کی حرکت سنیے کہ آج بھی اُسنے سنجاب کو بہت سمجھایا کہ فقیر کو دیدیجیے خداوند
نہ بگاڑیے سنجاب نے اسکے کہنے پر التفات نہ کی تو یہ ملعون پوشیدہ طور پر پاس زلزال بن
غلغال کے پہونچا اور کہا کہ مین آپکو ایسی راہ بتاتا ہون اور ایسی چیز دلواتا ہون کہ جسکے
سامنے نہ سلطنت کی حقیقت ہی نہ پیغمبری کوئی شی ہی اور جس مطلب کے واسطے خداوند نے
آپکو بھیجا ہی وہ بھی ہو جائیگا اسوقت سنجاب نہین گوارا کرتا ہی اسوقت خوشی سے گوارا کریگا
زلزال نے کہا کہ وہ کیا چیز ہی بیان کرو جسکو سلطنت پر فوق ہی ہامان نے کہا کہ دختر بادشاہ
ایسی حسین ہی کہ اسکا مثل و نظیر نہین ہے اور بادشاہ یہ قول بھی آپ سے ہار چکا ہی کہ دردیے
کے بدلے جو شی طلب کروگے مجھے دینے مین عذر نہوگا پس اب جو آپ بادشاہ پاس جائیے گا
تو خواہش ظاہر کیجیے گا یقین ہی کہ بادشاہ بخوشی اس بات کو قبول کریگا اسلیے کہ قول ہی
ہار چکا ہی اور دختر دیدینے سے حکومت اور عہدہ دونون بچتے ہین اور آپ کو اس فرقہ
سلطنت کی وراثت اور پیغمبری کی وراثت دونون چیزین حاصل ہوئی جاتی ہین آج نہ سہی
کل سہی بادشاہ کبتک جیا کریگا ایک روز آپ ہی اس تاج و تخت کے مالک ہونگے اور خداوند

کا مطلب بھی نکلا آتا ہے وہ اسطرح کہ جب بادشاہ دختر کی شادی آپکے ساتھ کرنے پر تیار ہوگا تو
فقیر دست اندازی کریگا اُسوقت بادشاہ فقیر سے خلاف ہو جائیگا اور ضرور باندھ کے آپکے سپرد کریگا
اور اگر دست انداز نہوا تو اس صدمہ میں خودکشی کر لیگا اسلیے کہ وہ دختر بادشاہ پر عاشق ہے اور اپنے
دل میں مہمان بڑا ہوا ہے ورنہ وہ خود شاہزادہ کسی ملک کا ہے فقیر ہرگز نہیں ہے یہ سنکر زلزال نہایت
خوش ہوا ہامان کو خلعت دیا اور دوسرے روز پاس سنجاب کے گیا سنجاب شاہ مغربی نے
جام شراب دیا زلزال نے جام پیا کچھ دیر صحبت رقص و سرود کی رہی آخر زلزال نے پھر بھی سوال
کیا کہ آج تیسرا روز ہے اب میں بغیر جواب لیے نہ جاؤنگا یا تو درویش کو اسیر کرکے میرے سپرد
کیجیے اور اگر یہ ممکن نہیں ہے تو مجھے اجازت دیجیے میں اُسے گرفتار کرلونگا یا تخت و تاج کو ترک
کیجیے اور جہاں چاہیے چلے جائیے یہ سنکر چہرہ سنجاب شاہ مغربی کا غصہ سے سرخ ہوگیا کہا
کہ اے زلزال تم مجھے دھمکاتے ہو میں ہرگز ایک بیگناہ کو قید کرکے نہ دونگا نہ اسکی اجازت
دونگا کہ تم میری عملداری میں کسی پر ظلم و ستم دست درازی کرو آخر کس خطا پر خداوند نے حکم دیا ہے
زلزال نے کہا کہ خطا کو خداوند سے پوچھیے میں حکم خداوند کا تابع ہوں اسوقت حمید روشن ضمیر نے
کہا کہ اچھا جو وعدہ آپنے اپنی زبان سے کیا ہے اُسے پورا کر دیجیے نہ ہم درویش کو طلب
کرتے ہیں نہ آپکے تاج و تخت کے خواستگار ہیں سنجاب شاہ نے کہا کہ مجھے یاد دلاؤ اگر میں نے
کوئی وعدہ کر لیا ہے تو میں ضرور وعدہ وفائی کرونگا ورنہ میں نے کبھی وعدہ کیا ہے تو اب کہتا ہوں
کہ ان باتوں سے کیا وہ جو کہ آپکے پیشتر جو سے پہلے سے منظور ہے یہ سنتے ہی زلزال نے کہا
کہ عقد اپنی دختر کا میرے ساتھ کر دیجیے مجھے نہ آپکی سلطنت چھیننی سے سروکار ہے نہ فقیر سے
کیا لینے سے مطلب ہے یہ سنتے ہی سنجاب شاہ مغربی سن سے ہو گیا کہ یہ اسنے کیا سوال کیا
جسکا وہم و گمان بھی نہ تھا لیکن چونکہ زبان ہار چکا تھا بکراہت گوارا کرنا پڑا اور کہا کہ اچھا جاؤ
میں شادی لڑکی کی تمہارے ہی ساتھ کر دونگا۔ زلزال یہ اقرار لیکر خوشی خوشی اپنی بارگاہ میں آیا
اور سنجاب شاہ مغربی نہایت افسردہ بکمال رنجیدہ داخل محل ہوا اور ملکہ سلیمہ خاتون سے
سارا واقعہ بیان کیا۔ سلیمہ خاتون نے کہا کہ اے بادشاہ اصل تو یہ ہے کہ مجھے وہ فقیر ہی اچھا
معلوم ہوتا ہے اس گبر کے لائق تو میری دختر ہرگز نہیں ہے سنجاب شاہ نے کہا کہ اب میرا بھی خیال
ہو چلا تھا ملکہ اگر یہ آفت سر پر بلائے ناگہانی کی طرح نہ آجاتی تو میں عقد ملکہ کا اسی کے ساتھ
کر دیتا مگر اب مجبور ہوں کہ زبان بھی ہار چکا ہوں اور علاوہ اسکے تمام فتنے اس ایک امر کی بدولت
فرو ہوسکتے ہیں ملکہ سلیمہ خاتون نے کہا کہ ہاں مجبوری اور بیشی ہے لیکن خوشی کی بات تو وہی تھی جو پہلے
میں نے بیان کی اور اب بھی میں اپنے گھر سے ہرگز ملکہ کو رخصت نکرونگی اور رسوم کے وقت
تو بیشک ہو جائیگی رخصتی سے پیشتر چلی آئیگی وہ خود باغ میں آئے اور وہیں سے اس غنچہ
ناشگفتہ کو اٹھا لیجائے یہ کہکے ملکہ رونے لگی سنجاب شاہ باہر نکل آیا اب دونوں جانب
شادی کی تیاری ہونے لگی لیکن سرمست فیل زور جو یہ خبر سنکر گیا تو سارا حال شاہزادہ سے بیان
کیا۔ رفیع الشفت نہایت پریشان ہو گئے سرمست نے کہا کہ اے شہریار اب بھی ہو سکتا ہے
کہ ملکہ کو لیکر نکل چلیے ورنہ پھر مشکل ہوگی فرمایا کہ اے سرمست ایسا تو ہمارے خاندان میں آج تک
کسی نے کیا نہیں ہے کہ از خوف جان کے سبب بھاگ کھڑا ہوا ہو نہ مجھسے ہوگا انشاء اللہ دیکھنا

کہ برات کا کیا رنگ ہوتا ہی اسوقت مہتر خیل عیار ہمت حاضر تھا اُسنے عرض کی کہ اے
شہریار آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں کیا مجال ہی جو ملکہ کو دلیجا سکے خدا چاہے تو اپنا
منھ آپ دیکھئے۔ ہمت نے کہا کہ چلکر ملکہ سے مل تو لیجئے کہ آگے بڑھکر خدا چاہے تقدیر
کیا سامان دکھائے فرمایا کہ ابھی نہیں اب ملکہ سے ایک دفعہ ملونگا مجھے ملکہ کی طبیعت
کا بھی اندازہ کرنا ہی کہ اُسے میرا کس درجہ خیال ہی یہاں تو یہ باتیں ہو رہی ہیں اور شاہزادہ
رفیع البخت آمادہ بیٹھے ہیں کہ اب جاسے راز فاش ہو جائے ملکہ کی رسوائی ہو کل اُسکی
برات کو ایسا ہی تو تاراج کرونگا کہ زلزال ملعون کچھ دنوں تو یاد کریگا اور وہاں ملکہ کا حال
سنئے کہ یہ بیچاری بھنبھی کہ اسپر کیا ظلم ہونے کو ہی وزیرزادی سے کہہ رہی ہی کہ کیوں
دلفریب وہ کبھی دن زندگی میں آئیگا کہ شاہزادہ ظاہر طور پر ہمارے پاس آئیگا وزیرزادی
نے شوخی سے جواب دیا کہ ملکہ جو ذرا چوری سے چھپے ہیں ہی وہ ظاہر میں نہیں ہی اسوقت کو یاد
کروگی ادھر خوف جاتا رہا اور اطمینان حاصل ہوا اور سارا حظ تشریف لیگیا ملکہ نے کہا کہ یہ کیا
کیا کر لیا جسکی چوری ہی۔ دلفریب بولی کہ تمہیں جانو اگر کچھ کیا نہیں تو پردہ کاہیکا ہی یہی باتیں ہو رہی
ہیں دلفریب کی خوش طبعی پر کبھی ملکہ غصہ کرتی ہی کبھی مسکرا دیتی ہی کہ اتنے میں سواری ملکہ
سلیمہ خاتون کی بیاہ و تجمل جلوس و تیاری سے دروازہ باغ پر آ پہونچی اور ملازموں کے شور کی آواز
گوش زد ہوئی ملکہ بیتاب ہو گئی کہ یہ کیا ہوا آج والدہ مہربان کہاں تشریف لائیں وزیرزادی
نے کہا کہ باغ دیکھنے آئی ہونگی آپکو یاد نہیں انھوں نے طعنہ بھی دیا تھا کہ کیسا باغ ہی تمھے
عشق نے ہماری یاد بھلادی اتنے میں ملکہ محافہ سے اتر کر داخل باغ ہوئی ملکہ سرو باندام بغرض
براے استقبال بڑھی ملکہ نے شاہزادی کو گلے سے لگایا اور رونے لگی شاہزادی بھی کچھ
فراق کا رنج اُسنے نہیں اُٹھایا اور میرا باغ میں رہنا اُسکے خلاف ہی عرض کی کہ حضور کیا فرماتی ہیں
اگر میرا یہاں رہنا حضور کے خلاف مزاج ہی تو تین دن بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہوں گی
صبح شام ہو رہے کہ واسطے یہاں چلی آیا کرونگی میرا بھی دل بہلا رہیگا اور حضور بھی پریشان نہونگی
ملکہ سلیمہ خاتون نے کہا کہ بیٹا اب تم پرائی ہو جاؤگی ہمارا اختیار نہ تمپر رہیگا نہ تم اپنے اختیار میں
رہوگی بادشاہ تمھاری شادی کرنے والا ہی مگر رونا اس بات کا ہی کہ یہاں بھی نہیں چاہتا دل اپنی تقدیر
لڑکی ہی جو تو ماں باپ کو اس دن کی تمنا ہوتی ہی کہ اولاد اس قابل ہوا اور اُسکی شادی کریں مگر یہ
تمنا نہیں ہوتی ہی کہ یہ گوارا کریں جسکے ساتھ جی نہ چاہتا ہو اُسکے ہاتھ میں ہاتھ دیدیں مگر تقدیر
ایسی مجبوریاں پیش کر دیتی ہی کہ کچھ نہیں بن پڑتی اگر شادی نہیں کرتے ہیں تو تخت و تاج
جان و آبرو سب پر بنی ہے اور شادی کرنا اپنے اوپر ظلم کرنا ہی جو خوشی خداوند کی انتہا ہم عتاب
خداوندی میں مبتلا ہیں ملکہ اشتہم سے کچھ نہ بولی اور ان باتوں سے اسکا دم گھٹنے لگا لیکن دلفریب
وزیرزادی نے عرض کی کہ حضور کچھ ارشاد تو ہو آخر کس شاہزادے کے ساتھ شادی ملکہ کی قرار
پائی ہی سلیمہ خاتون نے کہا کہ وہی موا غار کا رہنے والا زلزال بن طلخال جو آجکل بلاے ناگہانی
کی طرح آیا ہوا ہی دلفریب نے کہا کہ کیا ہمیں قدرت میں اتنی بھی طاقت نہیں ہی کہ اُسے غارت
کر دیں آخر مجبوری کا ہے کی ہی سلیمہ خاتون نے فرمایا کہ اس خطرے سے کیا حقیقت تھی کہ بتکا دباؤ
مانا جاتا مجبوری یہ ہی کہ خداوند ہم سے برخلاف ہو گئے ہیں اور زلزال حکم خداوند سے اس قہر بیب کو

مانگتا ہی جسنے باغ کو سرسبز کیا اژدہے کو مارا یہ احسان اُسکے کیونکر دل سے بھلا دیئے جائین اور
اُس بیگناہ کو باندھ کے دیدیا جاے اگر اسکے خلاف کرتے تو اُس اسکے پاس معزولی کا حکم بھی
موجود تھا آخر فیصلہ اسی بات پر قرار پایا کہ شادی ملکہ کی اُس موے کے ساتھ کردی جاے دلفریب
نے زیادہ کچھ کہنا مناسب نہ جانا خاموش ہو رہی لیکن سخت تردد درپیش ہوا جسوقت ملکہ اپنی ماں
سے علحدہ ہوئی تو دلفریب سے کہا کہ کسیکو جلد اُنکے پاس بھیجدو اور تم اُنسے یہ بات کہلا بھیجو کہ خدا کو
مان کے یہان آؤ اور مجھے اس بلا سے نجات دو مین تمھارے ساتھ نکل چلنے کو موجود ہون اب
مجھے خوف رسوائی و بدنامی کبھی نہین سب گوارا ہی مگر یہ بات گوارا نہین یہ شادی میری لاش
تا شادی ہی مین ہزار طرح سے خودکشی کرونگی مرکے اس باغ سے نکلونگی زندہ تو وہ مجھکو کیا
لیجائیگا۔ دلفریب نے کہا کہ اتنی بیچ و تاب سے ہوا لیا کیونکہ عقل پر زوال آجاے تو پھر کوئی بات
بنائے نہ بنیگی مین ابھی شاہزادے کو خبر کرتی ہون ملکہ وہ کیا ابتک باخبر نہ ہوگئے ہونگے یہ بھی
کیا کوئی ایسی بات ہی جو چھپی رہے تمام عالم مین تو شہرہ ہوگیا ہوگا وہ خود ہی تشریف لاتے مگر
مین جانتی ہون کہ وہ کسی فکر مین ہونگے اور انتظام تمھارے نکال لیجانے کا کر رہے ہونگے ملکہ کو تو
اسطرح سمجھا بجھا کے تسلی کردی اور آپ اسی وقت اک رازدار کہارنی کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ اے
شہریار آپکے تساہل کی بھی حد ہوگئی دیکھنا چاہیے کہ اسکا انجام کیا ہوتا ہی ملکہ عورت ہوکر آپکے
ساتھ جان و آبرو دونون سے ہاتھ دھونے کو موجود ہی اور آپ ابتک خدا جانے کس خواب غفلت
مین ہین مین یہ پوچھتی ہون کہ اب کیا اُسوقت چونکیے گا جب ملکہ کے دشمنون کا جنازہ باغ سے
نکلیگا یہ تو ضرور ہی کہ ملکہ زندہ اس باغ سے نہ جائیگی کہارنی یہ طعن آمیز پیام لیکر باغ سرست
مین پہونچی اُسوقت شاہزادہ اضطراب کی حالت مین ٹہل رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ کیا کرنا چاہیے
جو کہارنی پہونچی تسلیم بجالائی گھبراہٹ اُسکی دیکھکر شاہزادے نے پوچھا کہ کیون کہو مزاج
ملکہ کا کیسا ہی کہارنی نے کہا کہ مزاج کو کیا آپ پوچھتے ہین جان دینے پر آمادہ بیٹھی ہین کبھی
ہیرے کی انگوٹھی چبانے لیتی ہین کبھی چوڑیان پیس کے کھانے کا قصد کرتی ہین اب عقل
اُنکی ٹھکانے نہین ہے ان باتون کا انجام خود ہی سمجھیے شاہزادہ ان فقرون پر اور بھی متاثر
ہوا اور سرست سے فرمایا کہ چلو ملکہ کی تسلی کرآئین سرست نے کہا کہ حضور وہان ملکہ سلیمہ خاتون
پہونچ گئی ہین اب آپکا ظاہر لباس ہر وہان جانا غیر ممکن ہی کہان چھپ کے جائیے اور ملکہ کو ساتھ
لے نکلیے تو یہ ممکن ہی شاہزادے نے فرمایا کہ جو بات ایک مرتبہ میری زبان سے نکلجاتی ہی مین اسکا
پابند ہو جاتا ہون تم سے کہہ چکا ہون کہ اُسیوقت ملکہ کو لیکے یہان سے نکلونگا جب ایک لڑائی
ایسی لڑونگا کہ زلزال حرامزادے کے بھی چھوٹ جائین اسے کہارنی جاکے ملکہ کو سمجھا دو
کہ خبردار تم خودکشی کا قصد نکرنا اور جتنے رسوم شادی کے ہین انکو ادا ہونے دو جسوقت وہ ملعون
زلزال تمکو لیکر چلیگا اُسوقت مین برات کو تہ و بالا کرکے تمکو نکال لیجاؤنگا کہ دیکھنے والون کو یہ تو
معلوم ہو کہ لیجانے والے اسطرح لیجاتے ہین کہارنی تو یہ سنتے ہی کھڑی گئی لیکن مہتر سرخیل عیار
سرمست نے عرض کی کہ حضور اگر اجازت دین تو اک ایسا تماشا دکھاؤن کہ کبھی نہ دیکھا ہو اور نہ
اسقدر سنین کہ کبھی نہ سنے ہون اور زلزال بن خلنجال ملعون اپنا منھ پیٹے۔ شاہزادہ نے فرمایا
وہ کیا سرخیل نے عرض کی کہ ملکہ کو تو مین برات کے وقت چرا لاؤن اور بجاے ملکہ اک دوسری

کی بڑھیا دولھن بنا کے زلزال کے ساتھ کر دون نہ لڑنے کی ضرورت ہو نہ ملکہ کی رسوائی ہو شاہزادہ
کو یہ سنکے ہنسی آگئی فرمایا کہ جامین نے اجازت دی واقعی مین یہ دل لگی بھی نہ دیکھی اور نہ سنی
کہاری تو پیام لیکر پہلے ہی روانہ ہو گئی تھی بعد اسکے سرخیل بھی کسوت عیاری بغل مین دبا کر روانہ
ہوا۔ کہاری نے اپنے پیام شاہزادہ کا دلفریب سے کہا دلفریب نے ملکہ سے بیان کیا ملکہ نے کہا
کہ یہ تو مین کہہ نہین سکتی کہ وہ جھوٹ بولینگے لیکن اے دلفریب ابھی کل کی بات ہو کہ اُنکے قید سے
لانے مین کیا کیا رنج سہنے پڑے اگر پھر فلک نے کوئی رخنہ اندازی کی تو مین کہین کی نہ رہونگی
دیکھ ایک انگوٹھی ہیرے کی رہنے دینا مین اتنا کرونگی کہ جہانتک اُنکے پہونچنے کی امید ہوگی
وہان تک تو خاموش رہونگی اور جب یہ سمجھ لونگی کہ اب وہ نہین آسکتے اور مین آغوش مرگ
مین جایا چاہتی ہون اُسوقت ہیرا چبا لونگی۔ دلفریب نے عرض کی کہ اسکا مضائقہ نہین لیکن
خدا وہ وقت ہی نہ لائے کہ اسکی نوبت آئے اور فرض کیجیے کہ دشمنون کو یہ مصیبت پیش آئے
تو اُس وقت اس زندگی سے موت ہی بہتر ہو لیکن اب کچھ حال سنجاب شاہ مغربی کا سنیے
کہ جسوقت اسنے یہ تہیہ کر لیا کہ اب شادی دختر کی زلزال کے ساتھ کرنا ضرور ہی تو اپنے چارون
فرزندون کے نام فرمان تحریر کرکے روانہ کیے کہ تمہارا شریک ہونا اس تقریب مین ضرور ہی
اگرچہ مین نے اور کسی عزیز و دوست کو اطلاع نہین کی ہی اس لحاظ سے کہ اگر اپنی خوشی سے
یہ شادی کرتا تو ایسی شادی کرتا کہ صفحۂ تواریخ پر یادگار رہتی مگر چونکہ مجبوری اور بکراہت یہ عقد
کر رہا ہون اسوجہ سے مین نے نہ کوئی سامان اولوالعزمی کے ساتھ کیا ہی اور نہ مجھکو خوشی ایسی
شادی کی ہی چونکہ تمہاری بہن ہی تمکو اطلاع کرنا ضرور تھی جسوقت یہ نامے روانہ ہوسکے تو
چارون نامے لیے ہوے قاصد ایک وقت مین اُن چارون مقامون پر پہونچے جہان جہان
فرزند سنجاب کے مقیم تھے۔ واضح رہے ناظرین با تمکین کو کہ قاعدہ اس سلطنت کا یہ ہی
کہ ولیعہد تو قلعہ کوہ صدا مین تا حیات بادشاہ سکونت پذیر رہتا ہی اور اور فرزند بادشاہ کے
دوسرے شہرون مین بطور نائب بادشاہ کے فرمانروائی کرتے ہین اور جو نام شاہزادے
کا ہوتا ہی اُسی نام سے وہ مقام بھی پکارا جاتا ہی چنانچہ نام ایک شاہزادہ کا ہشام مغربی
ہی اور جس مقام پر یہ حکمرانی کرتا ہی اُسکو ہشامیہ کہتے ہین اور صمصام مغربی دوسرے فرزند
کا نام ہی اور اُسکا شہر صمصامیہ کے نام سے موسوم ہوا ہی اور ایک کو قمقام مغربی کہتے ہین
اسکی تختگاہ شہر قمقامیہ ہی لیکن اسکا فرزند جو ملکہ کا برادر حقیقی ہے یہی ولیعہد بھی ہی اور بہت
مرد معقول ہی معقول پسند اور بہادر دوست ہی آئین سلطنت کے موافق قلعہ جبل الصدا مین رہتا
ہی نام اسکا نہیب مغربی ہی جسوقت نامہ اسکو پہونچا تو نہیب مغربی کو کمال صدمہ ہوا اور جواب
مین اپنے باپ کو عریضہ تحریر کیا کہ حضور کو کس بات کی مجبوری ہی جو آپ نے اس رکاکت کو گوارا فرمایا
ہی اگر آپکا جی نہین چاہتا تو کیون آپ شادی کرتے ہین ملکہ کو میرے قلعہ مین بھیجدیجیے دیکھون
تو زلزال مسخرہ کیسا ہی کہ یہان سے لیجاتا ہی اور مین اس شادی مین ہرگز شریک نہ ہونگا جس بات کو
آپ بکراہت گوارا کرین وہ بات رنج کی ہوئی یا خوشی کی اور جس بات کے سننے سے دل کو اذیت
ہووے اُسے آنکھون سے دیکھنے کی کیا ضرورت ہی مجھے اس شرکت سے معاف رکھیے چونکہ اطاعت
والدین اور اطاعت باپ کی اولاد پر واجب ہوتی ہی اس سے مجبور ہون ورنہ ہرگز یہ شادی مین

ہین نہو نے دیتا یہ جواب تحریر کرکے نہیب مغربی نے بھیجدیا اور خود نہین آیا لیکن وہ تینون
نامے جو ملکہ کے مختلف البطن بھائیون کو بہونچے تو وہ تینون شاہزادے جاہ و تجمل کے ساتھ
اپنے اپنے شہر سے آکر سنجابیہ مین داخل ہوے انکے داخلے کی سلامیان ہوئین لیکن سردار
درنیشان شہر براے استقبال روانہ ہوے سنجاب شاہ مغربی نے اپنے فرزندون کو گلے
سے لگایا اور زلزال سے ملوایا انکو بھی زلزال خرس خصال سے نفرت ہوئی اور بکراہت
دل مین افسوس کرتے تھے کہ ایک بہن خداوند نے دی اُسکا یہہ لکھا پورا ہو رہا ہے کہ وہ اُس
جنگلی کو بیاہ کے جاتی ہے لیکن نہیب مغربی کے عوض عرضی جواب مین بہونچی سنجاب شاہ
مغربی جو مضمون عرضی سے آگاہ ہوا تو خاموش ہو رہا لیکن نہیب مغربی کو انتہا کا ملال تھا
لیکن مجبور تھا کہ اگر مین اب درانداز ہوتا ہون تو باپ کے معاہدہ مین فرق آتا ہے اور اُسکے
خلاف مزاج بھی ہوگا اور خاموش بیٹھتا ہون تو نہین بن پڑتی ہے چونکہ اسکو بھی تمام حالات
کی اطلاع ہرکارون کے ذریعہ سے ہوگئی تھی کہ سنجاب شاہ مغربی باتون مین دھوکا کھا کر
زبان ہار گیا تھا اُسی کی پابندی ہے لیکن یہ جو کچھ ہوا اُس فقیر کی وجہ سے ہوا جسنے ملکہ کے باغ کو
سرسبز کیا تھا اژدہے کو مارا تھا اگر فقیر کو زلزال کے سپرد کر دیتے تو یہ ننگ نہ گوارا کرنا پڑتا نہیب مغربی
یہ تمام باتین سن چکا تھا اور دل مین کہتا تھا کہ والد ماجد نے بڑے آن بان کی بات کی کہ فقیر کو اُس
خودغرض کے سپرد نہ کیا ورنہ وہ اس سے بدتر تھا مگر اسکو اشتیاق رفیع البخت کے دیکھنے
کا پیدا ہوا یہانتک کہ ایک روز اسکے ذہن مین یہ آئی کہ چلکر ایک نظر بہن کو بھی دیکھ آؤن
اور اُس درویش باکمال سے بھی ملون جسنے باغ کو سرسبز کیا شاید میری کشت تمنا بھی سرسبز ہو
فقیر کی دعا سے کوئی ایسی صورت پیدا ہو کہ زلزال ملکہ کو نہ لیجا سکے یہ تصور کرکے پوشیدہ طور سے
شب کے وقت تن تنہا پشت سمند پر بیٹھکر پہلے تو جانب باغ ملکہ روانہ ہوا خبر ملکہ کو ہوئی کہ
آپکے بڑے بھائی صاحب ملنے کے واسطے تشریف لاتے ہین ملکہ مودب ہو بیٹھی اب یہان
مانجھے کی رسم بھی ادا ہو چکی ہے تمام باغ مین زرد سامان ہے ہر ایک عورت لباس زرد پہنے پھرتی
ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سرسون پھولی ہوئی ہے ملکہ کے حجلہ مین پردے تک زرد پڑے ہین اور جوڑا
زرد پہنے بیٹھی ہے لیکن صدمہ سے خود بھی زرد ہوئی چلی جاتی ہے اتنے مین نہیب مغربی
پہلے ہی حجلہ عروس مین آیا ملکہ نے تعظیم دی سلام کیا نہیب مغربی نے سر سینہ سے لگایا اور
پشت پر ہاتھ رکھا اور بہت رویا ملکہ بھی اسقدر روئی کہ ہچکیان بندھ گئین نہیب مغربی نے
تسلی کے کلمات کہے لیکن تسلی کی باتین تو اور ہی ہین ان باتون سے ملکہ کو تسلی کہان ہوتی
ہے بعد اسکے سلیمہ خاتون کو خبر ہوئی کہ آپکے فرزند دلبند اپنی بہن سے ملنے آئے ہین اور روتے
ہین معلوم ہوتا ہے کہ یہ شادی اُنکی مرضی کے بھی خلاف ہے سلیمہ خاتون جلدی سے آپ تشریف
لائین اور فرزند کو گلے لگا کر کہا کہ بیٹا تم تو اسطرح رو رہے ہو جیسے ملکہ اسی وقت رخصت ہو رہی ہے ایسا
تم مرد بچہ ہو تمھین کیا مشکل ہے جہان ملکہ ہوگی جب چاہو گے دیکھ آؤ گے نہیب مغربی نے عرض
کی کہ اماں جان بس یہ آج کا دیکھنا میرا آخری دیکھنا تھا نہ مین اس شادی مین شریک ہونگا نہ
کبھی اُس کمبخت کے مکان پر جاؤنگا میرا تو جی چاہتا ہے کہ ابھی جاکے اُس ملعون کو مار ڈالون مگر اطاعت
والد ماجد سے مجبور ہون ملکہ نے کہا کہ ہان بیٹا وہ بھی مجبور ہین زبان ہار چکے ہین غرضکہ نہیب مغربی

کچھ دیر بیٹھا رہا بعد اسکے ملکہ سے رخصت ہوکر باغ سے نکلا چونکہ یہ معلوم ہوچکا تھا کہ شاہ صاحب
سرمست فیل زور کے باغ میں رونق افروز ہیں نہیب شاہ مغربی باغ سرمست میں آیا دربان
پہچانتے تھے کہ یہ چراغ سلطنت ہر بادشاہ کا بڑا فرزند ہی سب اُٹھ کھڑے ہوے سلام کیا
لیکن تنہا بے سروسامان آنے پر تعجب ہوا نہیب مغربی داخل باغ ہوے کسی خادم کی نظر پڑگئی
اور اُسنے پہچان لیا جلدی سے دوڑکر سرمست فیل زور سے اطلاع کی کہ ولیعہد بہادر تشریف
لاتے ہیں سرمست شاہزادے کے پاس بیٹھا ہوا تھا متعجب ہوا کہ یہ تو کبھی اس باغ میں
تشریف نہ لاے تھے آج کیون مجکو سرفراز کیا اور میں اس لائق کہاں تھا کہ ولیعہد میرے گھر
آتا جلدی سے اُٹھکر پیشوائی کو چلا نہیب مغربی قریب آچکا تھا کہ سرمست نے سلام کیا نہیب
مغربی نے کہا کہ میں شاہ صاحب کا مشتاق ہوکے آیا ہوں یہ آواز رفیع البخت کے بھی گوش زد
ہوئی یہ بھی بمقتضاے خلق و مروت قصر سے باہر نکل آئے اور فرمایا کہ رئیسوں کو فقیروں سے
کیا کام اگر آپ آئے ہیں تو ؎ رواق منظر چشم من آشیانۂ تست * کرم نما و فرود آ کہ خانہ
خانۂ تست * یہ اخلاق دیکھکر اور بھی نہیب مغربی خوش ہوا ہمراہ رفیع البخت کے قصر میں
داخل ہوا رفیع البخت نے نہیب مغربی کو صدر میں جگہ دی نہیب مغربی نے شاہ صاحب کو
بھی اپنے برابر ہی بٹھا لیا اور عرض کی کہ آپ درویش باکمال ہیں آپکا مرتبہ شاہوں کے مرتبے
سے زیادہ ہی یہ کہکر ہاتھ چومے لیکن نظر جو چہرہ رفیع البخت پر پڑی تو نہیب مغربی محو ہوگیا
کہ جمال بھی بے مثال ہی اور اظہار کمال بھی ہوچکا ہی سن میں وہ ہی کہ اس سن کے آدمی کو
نشہ جوانی میں خدا کا یاد بھی آنا مشکل ہے نہیب مغربی نے عرض کی کہ جب اس سن میں نفس کشی
کیجاے تو کیونکر کمال نہ حاصل ہو لیکن رفتار و گفتار پر رفیع البخت کی نہیب مغربی حیران تھا
کہ یہ طریقے سوا شاہوں اور شہریاروں کے فقیر کیا جانیں کہ تعظیم کیا شی ہی تواضع کسکا نام ہی کس
کیا ادب کرنا چاہیے سرمست فیل زور ایک جانب چپکا بیٹھا ہی کہ دیکھیے اس صحبت میں کیا
باتیں ہوتی ہیں اور نتیجہ کیا نکلتا ہی کہ نہیب مغربی نے کہا اسوقت مجھے زیادہ ٹھہرنے کی فرصت
نہیں اسلیے کہ میں تنہا اپنے قلعہ سے آیا ہوں اور اسیوقت واپس جاؤنگا رات بھی زیادہ آچکی ہے
جانا بھی دور ہی کسی روز قلعہ میں تشریف لائیے تو تفصیلی ملاقات کا لطف اُٹھے اسوقت میں
اس غرض سے حاضر ہوا تھا کہ آپکا شہرہ کمال سنکر اشتیاق دیدار پیدا ہوا تھا اور علاوہ اسکے
ایک غرض بھی شامل تھی وہ یہ کہ جب آپ صاحب کشف و کرامات ہیں اور زبان میں آپکے
تاثیر ہی تو دعا کیجیے کہ ملکہ کی شادی اُس گنہگار یعنی زلزال بن خلخال کے ساتھ نہونے پاے
اسلیے کہ یہ امر مجھے منظور نہیں ہی اور پاس اسکا بھی ہی کہ والد ماجد کے خلاف مزاج نہو ورنہ اسی وقت
اپنی بہن کو سوار کرلیجاتا اور زلزال مسخرے سے لڑلیتا۔ کیا تاب و طاقت تھی اُسکی کہ میرے
قلعہ سے وہ ملکہ کو لے آتا مگر مجبور ہوں کہ والد ماجد منع فرما چکے ہیں اور اس سے لاچار ہیں
میں چاہتا ہوں کہ عہد بھی نہ ٹوٹے اور شادی بھی نہو رفیع البخت نے یہ سنکے انگڑائی لی
اور فرمایا کہ خدا چاہیگا تو مطلب تمہارا بر آئیگا اور زلزال ملکہ کو دیکھنے بھی نہ پائیگا اگر زبان تاثیر
نہ دکھائیگی تو ہاتھ قوت دکھائینگے یہ سنکر نہیب مغربی نے مسکرا کے کہا کہ اتنا اثر جوش شباب
کا ہی سرمست فیل زور نے چپکے سے کہا کہ میرا فیل انھوں نے مار ڈالا جس سے میں زور کیا کرتا

پہلے تو اُسسے کھلایا گئے آخر لشیتہ پر جا کے ایسا لتگر مارا کہ کمر فیل کی ٹوٹ گئی یہ سُنکے نہیب مغربی
متحیر ہوا کہ ایسا فقیر تو آجتک نہ دیکھا نہ سُنا کہ سپاہی کا سپاہی فقیر کا فقیر مست نے کہا
کہ اسے شہریار اگر شاہ صاحب کو آپ فقیری لباس مین دیکھتے تو محو ہو جاتے وہ لباس ایسا
بھلا معلوم ہوتا تھا کہ مین کیا عرض کرون یہ وضع تو تابیمری فرمایش سے اختیار کی ہی ایسے
معلوم ہوتا ہی کہ ہمیشہ سے یہی لباس سپہگری پہنا کیے ہین نہیب مغربی نے کہا کہ اچھون کو سب
اچھا معلوم ہوتا ہی یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور رفیع البخت کے ہاتھ چوم کے رخصت ہوا اور اسیطرح
تن تنہا پشت مرکب پر بیٹھکر جانب قلعہ جبل الحدید روانہ ہوگیا۔ بعد جانے نہیب مغربی کے
شاہزادہ رفیع البخت نے سر مست سے نہیب مغربی کی بہت تعریف کی اور فرمایا کہ نہایت مرد
سلیم الطبع اور معقول پسند ہی لیکن آپ کچھ حال مہتر سرخیل عیار کا سُنیے کہ اُسنے صورت اپنی
تبدیل کر کے اک محلدار کو بیہوش کیا اور آپ محلدارین کے کام کاج کرنے لگا اور وقت کا منتظر
ہوا جب برات کا دن آیا اور ملکہ کے دولھن بنانے کی فکر ہوئی تو سلیمہ خاتون نے کہا کہ اسے
دلفریب تو ہی ملکہ کو دولھن بنا کہ تجھے ان باتون مین بہت سلیقہ ہی مین عروس کو بنا بنا دیکھونگی
دلفریب نے کہا کہ بہتر ہی مگر ایک شرط ہی کہ مین ہجوم سے گھبراتی ہون جبتک مین ملکہ کو دولھن
بناؤن اُسوقت تک کوئی میرے پاس نہ آئے یہ اس خیال سے دلفریب نے کہا تھا کہ مبادا
ملکہ دولھن بنتے وقت زیادہ روئے دھوئیگا اور راز دل فاش ہو جاسے سلیمہ خاتون نے فرمایا
کہ جب مین نہ آؤنگی تو کسکی مجال ہی تو حکم دیدے کہ خبردار جبتک ہم نہ بلائین ملکہ کے حجرے مین
کوئی نہ آئے کوئی عزیز برابر کا شریک نہین ہی جو تیرا حکم نہ مانے لڑکیان اپنی جرأت نہین رکھتے
کہ خلاف حکم کر سکینگے دلفریب نے سلام کیا اور لباس و زیور کی کشتیان اپنے ہمراہ لیکر حجرے
مین ملکہ کے آئی مہتر سرخیل بھی محلدار بنا ہوا ایک کشتی اُٹھائے ساتھ ساتھ تھا اور دل مین
خوش تھا کہ وزیرزادی نے خدا جانے کس غرض سے تنہائی مین دولھن بنانے کی فکر کی
خیر وہ کچھ ہی سوچی ہو یہ بات ہمارے مطلب کی بھی ہی جسوقت دلفریب حجلہ مین داخل ہوئی
تو سب کہاریان اور محلدارین کشتیان رکھ رکھ کے چلی گئین مگر ایک محلدار کھڑی رہی دلفریب
نے کہا کہ تو یہان کیون کھڑی ہی اُسنے عرض کی کہ مین چاہتی ہون ملکہ کو دولھن بنتے ہوے
دیکھون دلفریب نے کہا کہ کیا تو نے سنا نہین کہ ملکہ نے کیا حکم دیا ہی محلدار نے کہا کہ مین نے
سب کچھ سُنا آپکو بھی علاوہ ہی کہ ہجوم سے مزاج گھبراتا ہی اگر آپ کسی کے سامنے دولھن نہین بنا سکتین
تو لائیے مین بنا دون دلفریب کو غصہ آیا اور کہا کہ کیا شامتین آئی ہین محلدار ہنسی اور کہا کہ مین
ایسی دولھن بنا دون کہ آپ بھی خوش ہون اور ملکہ کی ہمنشین وزیرزادی ان باتون سے
حیران تھی غصہ مین آکر کہتی تھی کہ مردار تو یون نہ مانیگی جبتک سزا نہ پائیگی یہ دیکھکر محلدار نے اپنی
مصنوعی چوٹی اُتار کے رکھدی اور منھ پر ہاتھ پھیرا اور جھک کے سلام کیا اتو دلفریب نے
پہچانا کہ یہ سرخیل عیار ہی کہا کہ ارے کیا کوئی پیام لایا ہی تو اسوقت کہان آیا۔ سرخیل نے ملکہ کو
گود یون مین کھلایا ہی اور اسنے جنگ نوازی سکھائی ہی یہ ملکہ کو بیٹی سے کم نہین سمجھتا کہا
دلفریب سے کہا کہ اسوقت کسیطرح حلوا خاتون کو لاؤ تو دل لگی دیکھو۔ حلوا خاتون اک بڑھیا ہی جسکا
یہ لگتہ دو سو برس کا سن ہی نہ منھ مین دانت ہی نہ پیٹ مین آنت ہی لیکن شادی کی اسکو ایسی ہوس

ہی کہ اکثر سرخیل دولہا بنکر حلوا خاتون کو ملکہ کے ہنسانے کے لیے سنایا کرتا تھا دلفریب نے کہا کہ
اے سرخیل یہ وقت دل لگی کا ہی سرخیل نے کہا کہ تم بھی ملکہ کے ساتھ عقل کھو بیٹھیں تم اُسے لاؤ
تو سہی دیکھو تو ہوتا کیا ہی آج میں حلوا خاتون کو دولھن بنا کے اگر زرلال حرامزادے کے ساتھ
نکردوں تو نام میرا سرخیل نہیں اور ملکہ کو آج ہی یہاں سے شاہزادے کے پاس لیجاؤنگا
یہ سنکے دلفریب خوش ہوگئی اور کہا کہ بیشک میری عقل بھی چکر میں آگئی ہے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا
دلفریب تو حلوا خاتون کے لینے کو گئی اور ملکہ یہ مژدہ جان بخش سنکے یا تو رو رہی تھی یا ہنس پڑی
اور سرخیل سے کہا کہ تو کیا آیا گویا تن بیجان میں جان آئی اُدھر تو تمام محل میں اک شور وغل ہے کہ
برات آئی ہی عورتیں کوٹھوں پر چڑھی ہوئی ہیں کہ تماشا برات کے آنے کا دیکھیں میدان خالی ہی
حلوا خاتون چلا رہی ہی کہ ارے مجھے بھی لے چل کے برات دکھادو کہ اتنے میں دلفریب قریب
اسکے پہونچی اور کہا کہ چل میں تجھے برات دکھلاؤں یہ کہکے ہاتھ پکڑکے اُٹھایا اور حلوا خاتون کو
لیے ہوئے جلدی سے حجرے میں چلی آئی اول تو عورتیں برات دیکھنے میں مصروف تھیں
جو کسی کی نظر بھی پڑی اور دیکھا کہ وزیرزادی حلوا خاتون کو کھینچے لیے جاتی ہی تو یہ خیال ہوا کہ
ملکہ کے ہنسانے اور خوش کرنے کو لیے جاتی ہی جو اصل مدعا تھا وہ کسی کے وہم میں بھی نہ آتا تھا
یہاں حلوا خاتون جو آئی اور اسنے ملکہ کو بیٹھے دیکھا ایک ٹھنڈی سانس بھری کہ ہمارے
نصیب کہاں کہ ہمیں کوئی دولھن بنائے آج دولھا آئیگا اور کیا مزے سے ملکہ کو گود میں
اُٹھا کے لیجائیگا دلفریب تو اسکی حرکتوں سے آگاہ ہی تھی کہا اے حلوا خاتون سچ کہہ تو نے
ٹھنڈی سانس کیوں بھری کیا تیرا دولھن بننے کو جی چاہتا ہی حلوا خاتون نے کہا کہ صدقے جاؤں
جی تو بہت چاہتا ہی مگر نصیب ایسے کہاں دلفریب نے کہا کہ تجھے ہم دولھن بنائے دیتے ہیں
اور دولھا کے پاس بھی پہونچائے دیتے ہیں مگر اپنا حال نہ بیان کرنا کہ میں کون ہوں اور یہ
بات نکرنا جو دولھا ملکہ کو بیاہنے کے واسطے آئیگا وہ تجھے ملکہ سمجھکر لیجائیگا یہ سنکے حلوا خاتون
بہت ہی خوش ہوئی اور کہا کہ میں تمھارے صدقے اگر ایسا کرو تو گویا مجھے مول لے لیا
اور ملکہ کے تو خواہش کرنے والے بہتیرے ہیں اسکے ساتھ میری شادی کردو ملکہ کی شادی کسی
اور کے ساتھ ٹھہرا لینا- اسکی سٹھیائی ہوئی باتوں پر ملکہ بہت ہنسی تھوڑی دیر کے بعد ملکہ کو ہنسی
آئی ہی سرخیل نے کہا کہ اب برات قریب ہی کام میں عرصہ کرنا اچھا نہیں پہلے تو برات مکان
سنجاب پر گئی اور وہاں عقد بطور کفار کے پڑھا گیا اتنے عرصہ میں یہاں سرخیل نے حلوا خاتون
کو دولھن بنایا پہلے تو گودڑے کے گہنے بنا کر سینے پر لگائے اسپر سے جھرم پہنا کر نیچے جھرم کے نیچے د
پھر دانت اسکے درست کیے اور رنگ و روغن عیاری لگا کر حلوا خاتون کو ملکہ کی صورت بنایا اور تمام
زیور پہنا کر آئینہ حلوا خاتون کو دکھایا اسنے جو دیکھا کہ اب تو صورت میری ماہ سے بڑھکر ہو گئی ہی اور
اسکو غرور ہوگیا سمجھی کہ میں فی الحقیقت حسن میں بے مثل اور ملکہ کے ہم پلہ ہوں بنا ٹھنے
سے صورت میری نکھری ذرہ میں خود اپنے کو ایسا حسین نہ سمجھتی تھی یہ تو نہایت خوش ہے
مارے حیرت سے دیکھ رہی ہی دلفریب نے سرخیل کی نہایت تعریف کی کہ تو نے اسے ایسا بنادیا
کہ جو لوگ ملکہ کو دن رات دیکھتے رہتے ہیں وہ کبھی نہیں پہچان سکتے اے سرخیل سے دلفریب
نے کہا کہ ملکہ کے لیجانے کی فکر کرو سرخیل نے کہا کہ گھبراؤ نہیں جسوقت برات دروازہ باغ پر آتی

اور سواریاں اُترنے لگیں وہ وقت بلڑ کا ہوگا اور میں جاتا ہوں سواری لیکر برات سے پہلے چور
دروازے کی طرف آجاؤنگا اگر کوئی سیان آنے کا قصد کرے تو آپ کہہ دیجئے گا کہ ابھی ملکہ
دولھن نہیں بن چکی ہے اور ملکہ کو ایک سہیلی کی صورت بناکے چھوڑ دیا یہ انتظام کرکے سرخیل پھر
محلداریں سے نکلا اور سواری ساتھ لیکر چور دروازے کی طرف آگیا ملکہ سہیلی کی صورت بنی
ہوئی دروازے پر ٹہل رہی تھی کہ سرخیل نے سیٹی بجائی ملکہ نے جلدی سے دروازہ کھولا
سرخیل نے ملکہ کو سوار کیا اور لیکے باغ بہشت کی جانب روانہ ہوگیا یہاں دروازہ باغ پر
براتیوں کا ہجوم تھا برات کے اترنے کی دھوم تھی کہاریاں اور محلداریں دوڑتی پھرتی تھیں
سواریاں اُتر رہی تھیں جب دلفریب نے سمجھ لیا کہ اب ملکہ باغ سے جاچکی ہوگی اسوقت
اسنے کہا کہ ملکہ عالم کی والدہ سے کہو کہ آکر عروس کو دیکھ لیں ملکہ سلیمہ خاتون روتی ہوئی آئی
اور دختر کو دولھن بنے ہوئے بھی نہ دیکھ سکی آنسو مہلت ہی نہ دیتے تھے ایک تار بندھا ہوا تھا
کہ ٹوٹتا نہ تھا دلفریب نے کہا کہ اے ملکہ عالم اسقدر نہ روئیے کہ دولھن اور بددل ہوتی ہے
اتنے میں دولھا کے آنے کا شور ہوا بس سلیمہ خاتون جلدی سے حجلہ کے باہر آئی اور کہا
دلفریب اسوقت تو میرا دل ایسا بے اختیار ہو رہا ہے کہ جی چاہتا ہے زلزال کو خاک میں ملادوں
مگر اپنے پارہ جگر کو اسکے حوالے نکروں دلفریب نے کہا کہ صبر کیجئے کہ صبر کا پھل اچھا ہوتا ہے
میں نے سنا ہے کہ شاہ صاحب نے بددعا کی ہے زلزال ملکہ کو گھر تک نہیں لیجا سکتا کوئی نہ کوئی
آفت راستے ہی میں اُسکی جان پر نازل ہوگی ملکہ نے کہا کہ آمین اگر شاہ صاحب نے ایسا کہا
ہے تو ضرور ایسا ہوگا اُنکی دعا کا تو تجربہ ہوچکا ہے ملکہ تو علیحدہ جاکر بیٹھ رہی اور زلزال ملعون
دولھا بنا ہوا اندر حجلہ عروسی کے آیا عورتوں نے ہجوم کیا رسمیں ادا ہوئیں اسکے بعد
زلزال نے عروس کی صورت دیکھی نہایت خوش ہوا اور آغوش تمنا پھیلا کر عروس کو گود میں
لیا اور روانہ ہوگیا محل میں کہرام مچا ہوا تھا سب عورتیں رو رہی تھیں ملکہ سلیمہ خاتون کی تو
ہچکیاں بندھ گئی تھیں حسرت سے دیکھ رہی تھیں کہ ہوا دیو خصال میری پری کو لیے جاتا ہے
خدا کرے کہ اسپر کوئی آفت نازل ہو بجلی گرے یا زمین شق ہو کہ یہ اسمیں سما جائے لیکن ملکہ
مطلق نہ روتی تھی عورتیں آپس میں کہہ رہی تھیں کہ پہلے تو ملکہ کسقدر روتی تھیں اور اب کچھ بھی
نہیں سچ ہے کہ یہ رونا دھونا سب ماں باپ کے دکھانے کو ہوتا ہے ورنہ کون اپنی شادی سے
خوش نہیں ہوتا دنیا میں حاصل زندگی یہی ہے جو اس لذت سے محروم ہے وہ لذت حیات سے
محروم ہے غرضکہ ہر ایک اپنے خیال کے موافق کہہ رہا ہے۔ زلزال عروس کو سوار کرکے روانہ
ہوا برات چلی بعد برات کے روانہ ہو جانے کے ملکہ سلیمہ خاتون بھی سوار ہو کر چلی آئی کہ مجھ سے
اب یہ باغ ویران نہیں دیکھا جاتا ایک ایک گل بغیر ملکہ کے مجکو خار سے زیادہ ہے جب ہمارے
دل کی بہار چلی گئی تو بہار باغ سے کیا غرض دلفریب فقط باغ میں موجود تھی اسنے بھی جلدی
جلدی مال و اسباب جو جہیز کے علاوہ تھا سب کوٹھریوں میں مقفل کرکے اپنی جانب
سے ایک معتبر عورت کو اُسکا نگہبان قرار دیا اور کنجیاں اپنے قبضہ میں رکھکر کہا کہ میں بھی جاتی ہوں
بغیر ملکہ کے میرا جی گھبراتا ہے بعض نے کہا کہ آپ کو تو ملکہ کے ساتھ جانا لازم تھا کہ کوئی صورت
تو تسلی کی ہوتی دلفریب نے کہا کہ میرا اب سنتا تو کیا کہتا میں خود بھی بن بیاہی ہوں کہتی ہوئی

ہوئی

سوار ہو کر طرف باغ سرمست فیل رو کے روانہ ہوگئی لیکن اول حال تخلیہ زلزال کا سنیے کہ یہ لطف تو
خوشی خوشی عروس کو لیے ہوئے چلا جاتا ہے برات پیچھے ہے واسطے خلقت جمع ہوئی ہے کہ راہ نہیں
ملتی ہے لوگ آپس میں باتیں کرتے ہیں کہ کیا خوش نصیب یہ شخص تھا کہ تاجپیر کی دختر کو بیاہے لیے
جاتا ہے بعضے کہتے ہیں کہ یہ تو خوش نصیب تھا بلکہ بدنصیب تھی کہ ایسے کے پالے پڑی جو عزت
میں بھی اُسکے باپ سے کم ہے اور صورت بھی اسکی بری ہے اور ملکہ کے حسن کا تو عالم میں شہرہ ہے
بعضے کہتے ہیں کہ یہ شادی جبر سے ہوئی ہے بادشاہ رضامند نہ تھا سنا ہے کہ کسی بات سے کے دباؤ
میں یہ شادی ہوگئی ہے بعضے کہتے ہیں کہ تاجپیر پر کون دباؤ ڈال سکتا تھا یہ انکار بادشاہ کا معمولی
ہوگا جو بیٹی والوں کا شیوہ ہوتا ہے کہ بسبب شرم کے وہ [illegible] انکار ہی کرتے ہیں لوگوں میں
تو کھچڑیاں پک رہی ہیں اور زلزال نہایت خوش ہے یہاں تک کہ برات گھر پہونچی بادشاہ کے بھیجے
مہمان رخصت ہوئے زلزال داخل خلوت ہوا جب کھانے پینے سے فراغ حاصل ہو چکا تو
پلنگ پر پہونچا عروس کو آغوش میں کھینچا اُسنے ہاتھ پاؤں ڈھیلے کر دیے گویا مشتاق ہی
تھی زلزال نے اسی بڑھیا سے منہ کالا کیا جب صبح ہوئی تو خواص طشت اور آفتابہ لیکر منہ
دھلانے کی غرض سے حاضر ہوئیں حلوا خاتون منہ پر چلو ڈالا تو رنگ چھوٹنے لگا اسنے
خوب رگڑ رگڑ کے منہ صاف کیا اسکے بعد کلی جو کی تو چوکا دانتوں کا منہ سے نکل پڑا چہرہ پر
جھریاں نمودار ہوئیں دیکھ کر خواصیں گھبرائیں کہ یہ کیا معاملہ ہے اتنے میں زلزال بھی خواب سے
بیدار ہوا ایک خواص نے بڑھکر عرض کی کہ ذرا حضور چل کے دلھن کی صورت تو دیکھیے یہ کیا
آفت ہوئی کہ چوکا دانتوں کا کلی کے ساتھ طشت میں گر پڑا منہ پر جھریاں نمودار ہیں یا تو چودہ
پندرہ برس کا سن معلوم ہوتا تھا یا تو عروس دو سو برس کی بڑھیا معلوم ہوتی ہے زلزال
گھبرا کے قریب آیا اب جو دیکھتا ہے تو واہ واہ عروس کیا ہے شعبدے کی گڑیا ہے رات کو جوان
دن کو بڑھیا اب اسے شک گزرا کہ کچھ کچھ [illegible] ضرور ہے عروس نے منہ دھو کے آئینہ
کنگھی طلب کیا نہ شرم تھی نہ لحاظ مشاطہ سے کہا بال سنوارنا چاہیے اب جو دیکھا تو چوٹی الگ
سے لگی ہوئی ہے کنگھی کے ساتھ پوری چلی آئی گنجا سر بھی دکھائی دینے لگا ایک خواص نے
چاہا کہ بند جھرمٹ کے کھول کر پھر سے کس دوں بند کھلتے ہی کر دو گیند کپڑے کے آگے گر گئے سینہ
سپاٹ ہو گیا بس یہ دیکھتے ہی زلزال کو طیش آیا اور یہ سمجھ گیا کہ میرے ساتھ فریب کیا گیا یہ
ملکہ نہیں ہے زلزال نے کہا سچ بتا تو کون ہے بڑھیا ڈانٹنے سے زلزال کے تھرا گئی اور کہا کہ
تمہاری دولھن ہوں- زلزال نے کہا سچ بتا ورنہ ٹانگیں چیر کے پھینک دونگا اتنا سنتے
ڈر کے سارا ماجرا بیان کر دیا کہ سہیل جادو نے مجھے دولھن بنایا کپڑا پہنایا اور کہا کہ تم منہ سے نہ بولنا
ہم تمہاری شادی اُس شخص کے ساتھ کیے دیتے ہیں جو ملکہ کو بیاہنے کے ارادہ سے آئیگا
مجھے مدت سے شادی کی تمنا تھی اور کوئی پوچھتا نہ تھا میں نے منظور کر لیا اب جو ہوا سو ہوا
تمکو ہاتھ پکڑے کی لاج کرنا چاہیے میں ایسی خدمت کرونگی کہ کسی نے کبھی نہ کی ہو وہی اچھا جو راحت
دے آج کے تین مہینے اپنا بھی لینا رات کو مجھے حمل رہ گیا- یہ سنکر زلزال کو اور غصہ آیا
خواصیں تو ہنستی ہوئی بھاگ گئیں اس بڑھیا کی باتوں پر زلزال اور بھی غصہ میں آیا کہا کہ نالائق امان
کے برابر تو تیرا سن ہے اور تو ایسی باتیں کرتی ہے کمبخت بیٹھ کیا رہیگا لے چل سنجابت کے سامنے

اور یہ سارا واقعہ بیان کیا یہ کہکر بڑھیا کا ہاتھ کھینچا اور دروازے تک لایا عورتوں نے کہا
کہ اسے سوار کرکے لیجائیے ورنہ یہ زندہ نہ پہونچیگی مر جائیگی۔ زلزال کو چونکہ اس سے گواہی دلوانا
تھی اک ڈولی میں اسکو سوار کرکے ساتھ لیا اور دربار سنجاب شاہ مغربی میں آیا سنجاب شاہ مغربی
سے آنکھ چار ہوتے ہی پکارا کیوں اے نا ہمبر یہ کیا حرکت کی کیا ہم اسی قابل تھے سنجاب
حیران ہوا کہ یہ کس بات کی شکایت کر رہا ہی زلزال نے کہا کہ اسکا جواب دیجئے سنجاب شاہ
نے کہا کہ خلاصہ بیان کرو اسوقت زلزال نے ڈولی میں سے ہاتھ پکڑ کے حلوا خاتون کو کھینچکر
باہر نکالا اور کہا کہ بیان کر حلوا خاتون نے سارا واقعہ سر دربار دہرایا اہل دربار کچھ تو ڈرنے
کہ دیکھئے کیا ہوتا ہی اس عیار نے بڑی حرکت کی مگر اتنی مجال عیار کی نہ تھی کہ وہ اپنی طرف سے
یہ حرکت کرتا ضرور کسی بڑے شخص کے حکم کے موافق یہ کام ہوا ہی بعض با مذاق بہت ہنسے
کہ زلزال کو خوب الو بنایا لیکن سنجاب شاہ مغربی عرق عرق ہوگیا اور زلزال سے کہا کہ میں قسم
کھاتا ہوں خداوند ساریق بن لقا کی کہ یہ فعل میرے حکم سے نہیں ہوا ہی ہامان دانشور
نے کہا ہے کب سلیقہ ہی فلک کو یہ ستمگاری میں + کوئی معشوق ہی اس پردۂ زنگاری میں
کچھ ہمارا کہنا کبھی یاد ہی زلزال نے سنجاب شاہ کی طرف دیکھکر کہا کہ اسیوقت اپنی دختر کو
بلاکر میرے سپرد کیجئے بغیر اسکے میں بارگاہ کے باہر قدم نہ نکالونگا سنجاب شاہ نے کہا
کہ اے زلزال یہ وعدہ میرے تمہارے نہ تھا میں نے اپنے قول کو پورا کردیا کہ عقد ملکہ کا
تمہارے ساتھ کردیا جہاں ملکہ کا پتا پاؤ تم لیجاؤ میں نہ تمکو منع کرتا ہوں اور نہ مدد دے سکتا ہوں
زلزال نے کہا کہ میں مدد کا خواستگار بھی نہیں ہوں اسیقدر کافی ہی کہ آپ دخل نہ دیں یہ کہکے
زلزال اپنے دو سرداروں کی طرف مخاطب ہوا اور کہا جاکر باغ سرمست کو گھیرو اور اس سے
ملکہ کو طلب کرو اگر دیدے تو خیر اور اگر مانع و حارج ہو تو اس سے لڑکر ملکہ کو چھین لاؤ یہ سنکے
الماس کج گردن اور شیطاس کج گردن اپنے مرکبوں پر بیٹھکر جانب باغ سرمست روانہ ہوئے
زلزال اور محیط روشنضمیر دربار سنجاب شاہ مغربی میں موجود رہے اب لشکر سنجاب اور لشکر
زلزال قریب ہی اور سردار ایک ہی جگہ بیٹھے ہوے ہیں محیط روشنضمیر نے آئینہ دیکھکر
پتا ملکہ کا زلزال کو بتا دیا تھا کہ ملکہ باغ میں سرمست فیل زور کے بیٹھی ہی اسی بنا پر زلزال
نے اپنے سرداروں کو باغ سرمست کی جانب روانہ کیا تھا جب یہ دونوں دیو خصال بدمآل جانب
باغ روانہ ہوے تو کوکب روشن چشم نے اشارے سے نجم اخترشناس سے عرض کی کہ
اب تو جنگ شروع ہوگئی مجھے کیا حکم ہوتا ہے جاکے راستے سے ان دونوں کو روکوں نجم
اخترشناس نے فرمایا کہ ابھی موقع نہیں ہی اطمینان رکھو دونوں ملک عدم کے راہی ہونے
والے ہیں کوکب روشن چشم خاموش ہو رہا۔ لیکن اب کچھ حال نہیب مغربی کا سنئے
کہ جسوقت سے یہ باغ ملکہ سے پلٹ کے اپنے قلعہ کو گیا تھا اسے چین نہ آیا تھا ہرکاروں کی
ڈاک بٹھا دی تھی اور دمبدم کی خبر منگا رہا تھا جب یہ معلوم ہوا کہ زلزال ملکہ کو بیاہ لیگیا تو
اسکو نہایت تعجب ہوا اور ایک رقعہ شاہ صاحب یعنی رفیع النعت کو لکھا مضمون یہ تھا کہ
آپ کے خدا رسیدہ ہونے میں تو شک نہیں لیکن یہ ہماری بدنصیبی اور ملکہ کی بدقسمتی تھی
کہ دعا آپ کی قبول نہ ہوئی اور زلزال ملعون ملکہ کو لیگیا اگر میں آپکی دعا کے سہارے نہ بیٹھا ہوتا

تو ضرور راستے سے ملکہ کو چھین لیجاتا جب یہ رقعہ رفیع شاہ کو پہونچا شاہزادہ بہت ہنسا اور
سرمست کو وہ رقعہ دکھایا ملکہ نے پوچھا کیا ہی۔ سرمست نے وہ رقعہ ملکہ کو دیا اب دلفریب بھی
آگئی ہی سبنے رقعہ پڑھا اور رفیع البخت نے جواب رقعہ کا یہ تحریر کیا کہ تم اطمینان رکھو ملکہ باغ
سرمست مین موجود ہی سرہیل عیار نے یہ کارگزاری کی کہ ملکہ کو یہان پہونچا دیا اور ایک بڑھیا کو
ملکہ کی شکل بناکر زلزال کے ساتھ کر دیا اور صداقت کے لیے اُسی رقعہ پر ملکہ نے بھی اپنی خیر و عافیت
تحریر کرکے دستخط کر دیے قاصد جواب لیکر باغ سے نکلا اور قلعہ جبل الحدید کیطرف چلا تھا کہ سامنے سے
فوج آتے دیکھی دریافت کیا کہ یہ فوج کہان جاتی ہی معلوم ہوا کہ یہ لوگ زلزال کے بھیجے ہوئے
ہین اور باغ سرمست کو تاراج کرنے جاتے ہین اور ارادہ انکا یہ ہی کہ ملکہ کو سرمست سے چھین
لین یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی قاصد دوڑا ہوا جبل الحدید پر پہونچا اور داخل قلعہ ہوا۔ نہیب
مغربی اضطراب کی حالت مین ادھر سے ادھر ٹہل رہا تھا کہ قاصد پہونچا اور جواب نامہ دیا جسوقت نہیب
مغربی مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو اسکو بیحد خوشی ہوئی اور کہا کہ بیشک شاہ صاحب قابل قدر
ہین اسطرح تو خداوند نے دا پیمبر کی دعا بھی نہین سنی کہ جسوقت کہا اسیوقت منظور ہو گیا۔ اب
قاصد نے راستے مین لشکر کے ملنے کی حالت بیان کی کہ زلزال نے فوج بھیجی ہی کہ باغ سرمست کو
تاراج کرکے ملکہ کو اُس سے چھین لاوے سنتے ہی نہیب مغربی کو غصہ آیا اور اُسی وقت ہمت
طلب کیا اور حکم دیا کہ دس ہزار جوان مسلح ہو کر ابھی ابھی باغ سرمست کی طرف بارادہ مدد سرمست
فیل زور جاتا ہون والدہ ماجدہ کو جو کرنا تھا وہ کرچکے اب اُنسے کوئی غرض نہین ہی لیکن اب یہان کے

چند کلمے داستان باغ سرمست فیلزور کے مع حالات جنگ بیان کیے جاتے ہین

کہ سرمست فیل زور اور شاہزادہ رفیع البخت اور ملکہ سمن اندام سبز پوش اور دلفریب چارون
آدمی ایک جا بیٹھے ہین مہتر سرہیل عیار حاضر ہی اور عرض کر رہا ہی کہ جو میرا کام تھا وہ تو مین کر چکا
لیکن یہ قلعی کھلی ضرور ہوگی اور بادشاہ اس معاملہ مین دخل نہ دیگا جسوقت زلزال کو خبر ملیگی کہ
ملکہ فلان مقام پر موجود ہی اسیوقت وہ آکر باغ کو گھیر لیگا اب ملکہ کو لیکر یہان سے نکل جانا چاہیے
رفیع البخت نے فرمایا کہ اگر آئیگا تو زک اُٹھائیگا مجھ پروا نہین ہی بلکہ جا کے اُس ملعون سے
کہدو کہ اب اگر تجکو دعوے ہی تو ملکہ فلان مقام پر ہی آ کے لیجا لیکن ملکہ نے کہا کہ خدا کے لیے
یہ کیا غضب کرتے ہو بنا ہوا کام بگاڑ دوگے تھوڑا صبر کرو بھائی صاحب کا رقعہ ابھی آیا تھا
جسوقت جواب اُنکو پہونچیگا تو یقین ہی کہ وہ خود تشریف لائینگے اور مجکو یہان سے قلعہ مین
لیجائینگے وہ مقام نہایت محفوظ ہی اُنکو کسیطرح منظور نہ تھا کہ شادی ہو یہان یہ باتین ہو رہی
تھین اور الماس کج گردن و قیطاس کج گردن آپہونچے تھے انھون نے باغ کو گھیر لیا تھا اور
الماس کج گردن دروازۂ باغ کی طرف بڑھا تھا کہ ایک ملازم نے آکر عرض کی کہ غضب ہو گیا لشکر
زلزال نے آکر باغ کو گھیر لیا ہی اور ایک گبر نا ہنجار دروازۂ باغ پر کھڑا کہہ رہا ہی کہ ملکہ کو ہمارے سپرد
کرو ورنہ ہم اندر باغ کے آتے ہین یہ سنتے ہی رفیع البخت تیغ لیکر اُٹھ کھڑے ہوئے
سرمست نے عرض کی کہ حضور دروازہ باغ پر ٹھہرین اور تماشا میری لڑائی کا ملاحظہ فرماتے رہین
رفیع البخت نے ارشاد کیا کہ نہین مجھ سے زیادہ تم ملکہ کی حفاظت کر سکتے ہو اب اسوقت تم میری

جنگ کا تماشا دیکھو یہ فرما کر بجلی کی طرح جھک کے مرکب کے قریب پہونچے اور جھٹ سے پشت
گھوڑے پر سوار ہو ہو یہ مرکب کو جھکا کر دروازۂ باغ پر پہونچ گئے دیکھا کہ الماس بیگ کج گردن دروازۂ
باغ پر کھڑا پکار رہا ہی کہ جلد ملکہ کو سوار کرکے میرے ساتھ کردو ورنہ میں خود اندر باغ کے آتا ہوں
اور ملکہ کو سوار کرکے لیے جاتا ہوں بس یہ سننا تھا کہ رفیع البخت نے نعرہ کیا کہ پاجی او قرمساق
میں آپہونچا تو کیا بھبکی مارتا ہی دور ہو یہاں سے اگر اب قدم آگے بڑھایا تو سر قلم کردونگا یہ
سنکر الماس بیگ کج گردن پکارا کہ او فقیر کیوں تیری شامتیں آئی ہیں کہ سپاہیوں سے الجھتا ہے
یہ سب فساد تیری ہی ذات کے ہیں اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو ملکہ کو میرے حوالے کر اور تیرا جہاں
جی چاہے چلا جا ورنہ جان مفت میں جائیگی اور کچھ ہاتھ نہ آئیگا یہ کہکر اسنے مرکب کو پیچھے ہٹایا اور
نیزہ سنبھالا ادھر رفیع البخت مرکب کو چھیڑ کر سامنے آئے اور فرمایا کہ ملعون تجھے اپنی سپہ گری پر
ناز ہو لا ضرب بہادری کی دیکھوں تو سہی کہ تو کیسا جری و بہادر ہی الماس بیگ کج گردن نے نیزہ کو
گردش دیکر سینہ بیکینہ شاہزادہ پر وار کیا۔ رفیع البخت نے بغل کشادہ کردی اور نیزے کو بغل
میں داب کر جو جھٹکا دیا تو توڑ کے پھینک دیا۔ الماس بیگ کج گردن نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور تلوار
کمر سے کھینچ پکارا کہ معلوم ہوتا ہی تو کسی مرشد کامل کا ستایا ہوا ہی لے اسے یہ پیغام قضا ہے
یہ کہکر تلوار ماری رفیع البخت نے مرکب کو اشارہ کیا اور کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور ایسا جھٹکا مارا کہ
الماس بیگ کج گردن دوہتھے منھ کے بل مرکب پر آرہا بس رفیع البخت نے دوسرا ہاتھ دراز کرکے کمربند
کا پکڑا اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کے جو زور کیا تو مثل برگ درخت کے ہاتھ پر بلند کر لیا
قیطاس بیگ کج گردن نے دیکھا کہ فقیر نہایت شہزور نکلا بس تلوار کھینچکر جھپٹا اور پکارا کہ او فقیر تو
بڑا سرکش معلوم ہوتا ہی چونکہ کسیقدر فاصلہ سے تھا اب یہ شاہزادہ کی طرف آرہا ہی اور شاہزادہ
رفیع البخت الماس بیگ کج گردن کو ہاتھ پر بلند کیے ہوئے ہیں الماس تڑپ تڑپ کے لنگریا
رہا ہی رفیع البخت کہتے ہیں کہ پھڑک لے اب تھوڑی دیر میں قضا نزدیک ہی کہ یکایک جانب
صحرا سے بگولا گرد کا اٹھا اور آن واحد میں قریب پہونچکر شق ہوا دیکھا رفیع البخت نے کہ نہیب
مغربی گھوڑے کو دوڑائے ہوئے چلا آتا ہی نہیب نے آتے ہی نہیب دی کہ پاجی آ
کافران سمجھا میں آپہونچا خبردار باغ کی طرف بڑھنے کا قصد نکرنا مگر نہیب مغربی لیکن غور سے
جو نہیب مغربی نے دیکھا تو شاہ صاحب ایک پہلوان کو ہاتھ پر بلند کیے ہوئے ہیں اور دوسرا
بارادہ پیکار شاہ صاحب کی طرف بڑھ رہا ہی ایسا نہو کہ شاہ صاحب کو گزند پہونچے بس اسنے فوراً
مرکب کو رانوں میں مسلا اور آواز دی کہ او گبر کہاں جاتا ہی اور شاہ صاحب سے کہا کہ میں آیا ہو
ایسا ہوا ورنہ جانتا تھا نگھبرائیے گا کہ میں آپہونچا نہیب مغربی ابھی دو چار قدم کے فاصلے سے
تھا اور قیطاس بیگ کج گردن قریب رفیع البخت کے پہونچ چکا تھا چاہتا تھا کہ وار کردے کہ رفیع البخت
نے الماس بیگ کج گردن کو قیطاس بیگ کج گردن پر اس زور سے کھینچ مارا کہ دونوں واصل ہوگئے اور آپس میں
ٹکرا کے سر چور ہوگئے اور زمین پر مردہ ہوکے گرے اہل لشکر نے جو دیکھا کہ سردار ہمارے مارے
گئے شور کرتے ہوئے دوڑے کہ ارے اڑاو اس فقیر کو غضب کیا اسنے کہ ایسے پہلوانان نامی
کو مارا یہ کبھی زندہ بچ کے نہ جانے پائے کفار یہ شور مچاتے ہوئے چلے رفیع البخت نے تلوار
کھینچی اور حملہ کیا نہیب مغربی یہ شان و شوکت دیکھکر عاشق ہو گیا پکارا کہ ای رفیع شاہ کیا کہنا

اور خود بھی تلوار کھینچکر لشکر پر گرا یہ دونوں دلیر اُسی دریاے لشکر کو مثل نہنگ کے چیر رہے
تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب و ماہتاب اک ابر سیاہ میں کبھی ڈوبتے ہیں کبھی نکل آتے ہیں
تلواریں چھپاچھپ سر کے کر رہی ہیں جسپر ہاتھ پڑا اُسکے دو ٹکڑے ہوے کفار شور کرتے ہیں کہ
بھاگیو بغیر سرداروں کے خون کا بدلہ لیے ہوے سر قدم نہ ہٹانا یہ دو کس کس کو قتل کرینگے
اور کہاں تک لڑینگے کہ اک مرتبہ گرد اُڑی لشکر الماس کج گردن کے سوار یہ سمجھے کہ زلزال کو خبر
پہونچ گئی ہے اُسنے کمک بھیجی ہوگی لیکن دامنہ گرد جو شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ لشکر نہیب سے
دس ہزار سوار ہیں اُنھوں نے دیکھا کہ ہمارا مالک اکیلا سرگرم پیکار ہے بس آتے ہی یہ بھی لشکر
الماس و قیطاس پر گرے - انکا گرنا تھا کہ فوج تہ و بالا ہوگئی اور قدم اُٹھ گئے قرار بر قرار لیا
دور تک سواران لشکر نہیب انکو پسپا کیے ہوے چلے آئے آخر نہیب مغربی نے آواز دی
کہ پلٹ آؤ بھاگتے کا پیچھا نہیں کرتے ہیں اب یہ لشکر پھرا نہیب مغربی نے شاہ صاحب
کے ہاتھ چومے اور کہا کہ آپ فقیر کا ہمکو ہیں پورے سپاہی ہیں سرمست بھی دروازہ
باغ سے تعریفیں کرتا ہوا آگے بڑھا تھا نہیب مغربی نے سرمست سے کہا کہ تم ملکہ کو لیکر
قلعہ کی طرف چلو اب میں ہرگز ملکہ کو نہ دونگا جسکو دعوی ہو وہ آکر لیجاے سرمست نے
رفیع البخت کی طرف دیکھا رفیع البخت سمجھ گئے کہ اجازت خواہ ہے فرمایا کیا مضائقہ ہے اب
ملکہ کا محافظ کون ہوگا سرمست نے تو ملکہ کو سوار کرایا اور لیکر جانب قلعہ جبل الحدید
روانہ ہوا اور نہیب مغربی نے رفیع البخت سے کہا کہ اب آپ بھی قلعہ میں تشریف لیچلیے
فرمایا کہ مجھے کوئی عذر نہیں ہے لیکن سواری ملکہ کی داخل قلعہ ہولے اُسوقت میں چلونگا
ایسا نہ ہو کہ مبادا زلزال کمین سے اور کچھ آفت آ جاے اب یہ دونوں شیر بیشہ شجاعت استقلال
میں کھڑے ہیں دس ہزار جوان ہمراہ جانے کے لیے کھڑے ہیں لیکن اب کچھ حال اُن بھاگے
ہوے لوگوں کا سنیے کہ زلزال دربار سنجاب میں بیٹھا ہوا ہے اور کہہ رہا ہے کہ میرے سردار
ایسے نہیں ہیں جو خالی پھرنے والے ہوں اسنے سنجاب شاہ مغربی یہ آپ نے اچھا
نہ کیا اسکا انجام بہتر نہوگا کہ درویش کو بھی میں گرفتار کر لیجاؤنگا یا درویش کا سر لیجاؤنگا
سنجاب شاہ مغربی نے کہا کہ درویش اگر تم سے لڑے تو تمھیں اختیار ہے اور اگر درویش
نے تعرض نہ کیا اور تم نے درویش پر دست اندازی کی تو پھر مجھکو بھی تم سے لڑنا پڑیگا اگر
درویش کیواسطے میں نے اس بات کو گوارا کیا کہ دختر کی شادی تمہارے ساتھ کردی اب اگر
درویش خود لڑنے پر آمادہ ہو تو کچھ بحث نہیں ہے یہ باتیں صمصام مغربی اور قمقام مغربی انکے بیٹے
مغربی کے خلاف گذریں اور انھوں نے پہلو بدلے لیکن سنجاب شاہ نے چشم نمائی کر کے
انھیں روک دیا کہ اک مرتبہ [illegible] عیار زلزال دوڑا ہوا آیا اور عرض کی کہ دونوں
سردار آپکے درویش رفیع کے ہاتھ سے مارے گئے فوج نے فقیر کو گھیر لیا تھا مگر نہیب
مغربی نے آکر درویش کی مدد کی اور آپکے لشکر کو شکست دی بس یہ سنا تھا کہ زلزال نے
سنجاب کی طرف دیکھ کے کہا کہ اب کہیے اب تو شرکت آپکی ہوئی سنجاب شاہ نے کہا کہ اگر فرزند
میرے حکم سے درویش کی طرفداری کرتا تو یہ کہنا تمھارا درست تھا مجھے اس معاملے سے اصلا کوئی
تعلق نہیں ہے نہ مجھ سے کسی بات کی شکایت کرنا جو میرا کام تھا وہ میں کر چکا ہوں عقد دختر کا تمھارے

ساتھ کر دیا اگر تمھارے بازو مین طاقت ہی تو دراندازون سے چھین لو یہ نہین ہو سکتا کہ مین
تمھاری طرف ہو کر فرزند سے لڑون زلزال نے کہا کہ مین کسی کی مدد کا خواستگار نہین ہون یہ
کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور چالیس ہزار سوار اپنے ساتھ لیکر باغ سرست کی جانب روانہ ہوا تو
فرزندان سنجاب نے عرض کی کہ حضور ہمکو روکتے ہین اور یہ ملعون زبان درازی کرتا ہی سنجاب شاہ
مغربی نے کہا کہ اگرچہ اب لڑائی میرے فرزند سے آپڑی ہی مگر مین ہرگز دخل نہ دونگا نہ تم اس
باب مین بولو کہ خلاف عہد ہوتا ہی یہ دونون خاموش ہو رہے بعد اسکے سنجاب شاہ مغربی
محل مین داخل ہوا اور ملکہ جمیلہ خاتون سے اپنے فرزند کی شرکت کا حال بیان کیا ملکہ نے
کہا جانے تعجب ہی کہ وہ ہمارے پارہ جگر سے لڑنے جاے اور تم دخل نہ دو سنجاب شاہ
مغربی نے کہا کہ مین اگر شریک ہونگا تو میری بدنامی و رسوائی ہی فرزند میرا موم کا بنا ہوا نہین ہے
لیکن یہ نہین معلوم کہ ملکہ کو باغ سے کون لے آیا اور کسکے حکم سے لایا ملکہ نے کہا سرخیل عیار
میرے پاس آیا تھا اسنے یہ بات بیان کی کہ صاحبزادے بھی اس شادی سے خلاف ہین اور
مجھے بھی منظور نہ تھا تمنے بھی مجبور ہو کر شادی کی خوشی تمھاری بھی نہ تھی تو ملکہ بھی جان دینے پر
آمادہ تھی سرخیل از روے خیر خواہی باغ سرست سے ملکہ کو لے آیا اور اسنے آکر مجھ سے
اطلاع کی اور یہ بیان کیا کہ دشمن ملکہ کی جان پر کھیل جاتے تو سواے پشیمانی کے کچھ ہاتھ نہ آتا اس
مصلحت سے مین نے بجاے ملکہ اک بڑھیا عورت کو ملکہ کی صورت بنا کر زلزال کے ساتھ رخصت
کر دیا لیکن اب دیکھنا چاہیے کہ اس لڑائی کا کیا نتیجہ ہوتا ہی وہان زلزال بن خلخال چالیس
ہزار سوار ساتھ لیے ہوے تلاش رفیع البخت مین قریب باغ سرست قبل دوپہر کے پہونچا
دروازہ باغ پر رفیع البخت اور نہیب مغربی باتین کر رہے تھے کہ گرد اڑی پس نہیب مغربی نے
اپنے لشکر کو آراستگی کا حکم دیا اور رفیع البخت سے کہا کہ آثار آمد لشکر کے معلوم ہوتے ہین
شاہزادہ رفیع البخت رکاب کو جھٹکے آگے بڑھ گئے زلزال دامن گرد سے نمودار ہوا اور پکارا کہ او
درویش سرکش کہ اب تو شاہ ہوا اور شہریارون کے معاملہ مین بھی دخل دینے لگا درویشی کا ڈھنگ
بھول گیا۔ رفیع البخت نے فرمایا کہ او ملعون مین گداگر نہین ہون تجھ ایسے نہین معلوم کتنے مین
آزاد کر دیے ہونگے اور بہشت سے اپنی وابستہ دامن دولت ہین تو نے مجھے فقیر نہ سمجھ مین
فقیر بھی ہون اپنے پیدا کرنے والے کا فقیر ہون جو کچھ طلب کرتا ہون اسی سے طلب کرتا ہون
اور جو کچھ مجھے دیتا ہی وہی دیتا ہی۔ زلزال نے کہا کہ تمھا ملکہ کہان ہی رفیع البخت نے کہا کہ
ملکہ میری جیب مین ہی جو تو مجھ سے پوچھتا ہی زلزال نے کہا کہ تو نے میرے سردارونکو کیون
مارا۔ رفیع البخت بولے کہ اُن بے ادبون نے کیون باغ کو گھیرا نہ وہ مجھ سے لڑتے نہ مارے
جاتے زلزال نے کہا کہ مجھے سنجاب شاہ کا خیال ہی کہ اسنے اپنی دختر دینا گوارا کیا اور تو نے
دینا گوارا نہ کیا نہین معلوم تو نے سنجاب پر کیا سحر کیا ہی اگر تو میرے ہاتھ سے مارا گیا تو
سنجاب شاہ مغربی کو ملال ہوگا مگر اب جو کچھ ہو مین تیرے قتل مین دریغ نکرونگا اسلیے کہ تو
درانداز ہوا اور تیرے ہی وجہ سے مین ملکہ پر قابو نہ پا سکا لہذا ہوشیار ہو جا یہ نہ کہنا کہ آگاہ
نہ کیا تھا مین تیرے قتل مین دریغ نکرونگا۔ رفیع البخت نے فرمایا کہ جو تجھ سے ہو سکے قصور
نکرنا پس زلزال نے نیزہ مارا رفیع البخت نے نیزے کو تلوار سے قلم کیا زلزال نے تلوار ماری

رفیع البخت نے مرکب کو دبایا کہ کلائی پکڑ لوں قضا سے کار و اتفاقات روزگار کہ گھوڑے سے لے
سکندری کھائی جبتک رفیع البخت سنبھلیں سنبھلیں تیغہ سر پہ بیٹھا اور تا دو ابرو اُتر گیا رفیع البخت سے
داستانہ مارا تیغہ کھچا کہ سر سے نکلا اور چادر خون کی سر سے باہر آئی یہ حال دیکھکر نہیب مغربی
نے نہیب دی کہ او زلزال نامرد تجھے شرم نہیں آتی کہ زخمی پر ہاتھ اُٹھاتا ہے یہ کہکر گھوڑا دوڑا دیا
اور سامنے زلزال کے جا پہونچا - رفیع البخت زخم کاری کھا چکے تھے بیہوش ہو گئے ادھر
زلزال نے نہیب مغربی کو تلوار ماری نہیب مغربی نے وار اُسکا سپر پر لیا تھا تلوار کو بیچ میں
ضامن دیا تلوار نے چار انگل سپر کو کاٹا اور نکل گئی نہیب مغربی نے تلوار ماری زلزال نے
بھی سپر پر لی کی لیکن تلوار نہیب مغربی کی سپر پہ پڑتے ہی جو اُچھلتی ہے تو سر مرکب پر پڑی گردن مرکب
زلزال کی قلم ہوئی مرکب نے چرخ مارا زلزال نے زین خالی کیا نہیب مغربی تلوار کھینچ
زلزال کے لشکر پر جا پڑا اور سپاہیان نہیب مغربی بھی آ پہنچے جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار چلنے لگی
زلزال نے جلدی سے دوسرا مرکب طلب کیا اور بیٹھ کر پشت مرکب پر یہ بھی مصروف پیکار ہوا چونکہ
رفیع البخت بیہوش تھے مرکب نے باگ ڈھیلی پائی چل کھڑا ہوا اور اپنی وفاداری کے موافق
سوار کو میدان جنگ سے بچا کر نکال لیگیا یہاں دونوں لشکر غٹ پٹ تھے تلوار چل رہی تھی
خبر سنجاب شاہ مغربی کو پہونچی کہ شاہ صاحب تو ہاتھ سے زلزال کے زخمی ہوئے اُنکا پتا نہیں
اب آپکے فرزند سے اور زلزال سے جنگ ہو رہی ہے سنجاب اس خبر کو سُنکے بیقرار ہوا مگر ضبط
سے کام لیا صمصام مغربی وغیرہ نے پھر عرض کی کہ اب ہمیں کیا حکم ہوتا ہے سنجاب شاہ مغربی
نے انکو پھر روکا وہاں لشکر زلزال اور فوج نہیب مغربی میں خوب تلوار چلی یہانتک کہ زلزال سے
اور نہیب مغربی سے پھر سامنا ہوا زلزال نے تلوار ماری نہیب مغربی نے سپر پر لی کی اسلئے
مرکب نے بھی مثل مرکب رفیع البخت کے سکندری کھائی جھونکے میں نہیب سامنے جا رہا تیغہ
سر پہ بیٹھا تا دو ابرو اُتر آیا نہیب مغربی نے داستانہ مارا کہ تیغہ کھچا کہ سر سے نکلا لیکن چادر خون
کی سر سے باہر آئی لوگ نہیب مغربی کے دوڑ پڑے بیچ میں آ گئے نہیب مغربی کے زخم زیادہ
گہرا بیٹھا جلدی سے زخم سر کو باندھ کر پھر مصروف پیکار ہوا اب زلزال تو لڑتا ہوا باغ سر سبز
کی طرف بخیال ملکہ کے چلا اور نہیب مغربی نے انبوہ ہجوم سے نکلکر قلعہ کا رُخ کیا زلزال نے
بھی کہا کہ نکل جانے دو جو مطلب تھا وہ حاصل ہوا جاتا ہے غرضکہ نہیب مغربی صاف نکلا ہوا
چلا گیا اور زلزال داخل باغ ہوا دیکھا تو باغ میں سناٹا ہے قصر خالی پڑا ہے اسباب تک
نہیں ہے بس اسنے منھ پیٹ لیا کہ میں نے بڑا دھوکا کھایا معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ کو پہلے ہی
قلعہ میں پہنچا دیا تھا خیر سمجھا جائیگا چونکہ دو سے لڑ چکا تھا اور زخمی کر چکا تھا نہایت خوش و خرم
پلٹ کے بارگاہ سنجاب میں آیا اور اپنی شجاعت بیان کرنے لگا کہ یوں میں نے قیصر کو زخمی کیا
اور اسطرح نہیب مغربی کو زخمی کیا آخر وہ بھاگ کر قلعہ میں چلا گیا اے سنجاب شاہ اب کیوں
طبل جنگ بجوا کر قلعہ پر دھاوا کرتا ہوں تمھیں جو محبت اپنے فرزند سے تمام کرنا ہے وہ تمام کر لو پھر
مجھ سے شکایت نکرنا جب وہ مجھ سے لڑا تھا تو میں کوتاہی نکرونگا سنجاب شاہ مغربی نے کہا
کہ یہ مجھے کیونکر یقین ہے کہ نہیب مغربی اپنی بہن کو قلعہ میں لیگیا ہے اتنا تامل کرو کہ میں تحریر اُسکو
بھیجکر اپنے فرزند سے دریافت کر لوں اگر اُسنے اقبال کیا کہ ملکہ میرے قلعہ میں ہے اور یہ بھی ظاہر

کیا کہ مین ملکہ کو نہ دونگا اُسوقت تم قلعہ پر دھاوا کرنا مین تعرض نکرونگا نہ اپنے فرزند پر زیادہ زور
ڈال سکتا ہون اسلیے کہ اگر مین ملکہ کا باپ ہون تو وہ بھائی ہی اُسکو بھی ملکہ پر اک قسم کا اختیار
حاصل ہی اُسنے بھی میری اطاعت کیا کم کی کہ مجھے شادی کرنے کو منع نہین کیا اب اگر زیادہ مین
اُس سے کہونگا تو وہ ظاہر لیٹا ہر نکمیسے برخلاف ہو جائیگا اُسوقت کیا کرونگا زلزال نے کہا اسکا
مضائقہ نہین ہی اُسیوقت سنجاب نے اک نامہ اپنے فرزند نہیب مغربی کے نام تحریر کیا۔
مضمون نامہ یہ تھا کہ اے فرزند اگر تم ملکہ کو قلعہ مین لے گئے ہو تو مناسب یہی معلوم ہوتا ہی
کہ سوار کرکے زلزال کے یہان بھیجدو اور اگر مناسب نہ جانو تمھین اختیار ہی مین اس معاملہ
مین دخل نہین دیسکتا کہ زبان ہار چکا ہون تمسے اور زلزال سے جنگ ہوگی اپنے نیک و بد کو
اچھی طرح سمجھ لو یہ نامہ اپنے عیار نسیم مغربی کے ہاتھ جانب قلعہ جبل الثلج روانہ کیا اب
انکو انتظار جواب مین چھوڑا جاتا ہی جنہاب

کچھ حال زینت تاج وتخت شاہزادہ رفیع البخت کا بیان کیا جاتا ہی

کہ انکو جو گھوڑا لیکر نکل گیا تھا جاتے جاتے اک دریا کے کنارے پہونچا پانی پیا پھریری لی -
رفیع البخت پشت مرکب سے زمین پر آرہے یہ دریا باغ قیصر تیغزن کی طرف سے ہوکر ملک مغربی
کو چلا گیا ہی قیصر تیغزن بتیس ہزار جوانون کا افسر ہے اور سنجاب شاہ مغربی کی طرف سے سر
سرحد کا نگہبان ہی قصر اسکا کنارے دریا کے ہی اُسوقت قیصر تیغزن کنارے دریا کے بیٹھا
ہوا شکار ماہی مین مصروف تھا کہ دیکھا اُسنے پانی جو بہتا آتا ہی اُسمین تحریر سرخ معلوم ہوتی
ہی اُسکو خیال ہوا کہ شاید کسی نے شکار کرکے جانور کو کنارے دریا کے ذبح کیا ہے
وہ خون دریا مین بہکے اسطرف آیا ہی اُسنے اپنے ملازمین سے کہا کہ جاکر دیکھو تو یہ کس شخص
نے کنارے دریا کے شکار کیا ہی ہمنے تم لوگون سے تاکید کردی تھی کہ کوئی شکاری اس
مقام پر شکار وغیرہ ذبح نہ کیا کرے کہ پانی خراب ہوتا ہی لوگ قیصر تیغزن کے باغ سے نکلے
اور کنارے دریا کے آئے تو دیکھا کہ مرکب خالی کھڑا ہی اور اک آفتاب شفق مین ڈوبا ہوا
کنارے دریا کے پڑا ہوا ہی یعنی اک جوان زخمی پڑا ہوا ہی اور اُسکے سر کا خون پانی مین بہہ کے
جاتا ہی بس یہ لوگ اُلٹے پاؤن پھرے اور آکر قیصر تیغزن سے بیان کیا قیصر تیغزن نے کہا
کہ اس جوان کو اُٹھا لاؤ لوگ گئے اور شاہزادہ رفیع البخت کو اُٹھا کے لے آئے مرکب کو لیجا کر
اصطبل مین باندھ دیا قیصر تیغزن جو نہایت دقیق پسند تھا درد دوست ہی اور فن جراحی کو بھی جانتا تھا
اُسنے زخم سر دھو کر اپنے ہاتھ سے ٹانکے لگا لیے اور پٹی مرہم کی چڑھا کر زخم سر کو باندھا اور آہستہ
آہستہ سینکنا شروع کیا اُسوقت شاہزادے کو ہوش آیا فرمایا کہ اے جوان خدا تجھکو جزاے
خیر دے تو کون ہی قیصر تیغزن نے کہا کہ مین لشکر سنجاب مغربی کے بیس ہزار جوانون پر افسر ہون
اور اس مقام کا نگہبان ہون اب آپ اپنے نام ونشان سے آگاہ کیجیے کہ آپ کون ہین شاہزادہ
رفیع البخت نے کہا کہ مین اک مرد فقیر ہون اسی لباس فقیری سے تمھارے ملک مین آیا
بادشاہ نے مجھپر عنایت کی لیکن زمانے نے یہان بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا کہ زلزال بن علجال
آیا اور بجبر دختر بادشاہ سے عقد کیا یہ فعل اُسکا مذہب کے خلاف گذرا دختر بادشاہ کو

نے نہ جانے دیا آخر جنگ ہوئی اسی جنگ میں میں بھی زرلزال کے ہاتھ سے زخمی ہوا یہ سنکے قیصر
تیغ‌زن نے ہاتھ آنکھوں سے لگا لئے اور کہا کہ میں اسکے افسانے سن چکا ہوں کہ آپ نے
باغ ملکہ کا سرسبز کردیا نہنگ کو جاکے مارا آپ بندۂ مقبول ہیں اس خدمت کی صلہ میں چاہتا ہوں
کہ میرے واسطے بھی کچھ دعا کیجیے رفیع البخت نے اسکو دعا دی کہ خدا تجھے ہدایت کرے
تاکہ انجام تیرا بخیر ہو یہ دنیا چند روزہ ہی راحت و آرام تکلیف و آسایش سب طرح گزر جاتی
ہی خدا ابدالآباد کی زحمت سے بچائے جو دعا اسکے وہم و گمان میں بھی نہ تھی وہ دعا دی
یہ کلمات سنکر قیصر تیغ‌زن نے کہا کہ جب اسطرح یاد خدا اور فکر انجام ہو تو قبولیت کا درجہ
حاصل ہوتا ہی سوا اس دعا کے میں کسی دعا کا محتاج بھی نہ تھا خدا کا دیا سب کچھ ہے
اب رفیع البخت کا علاج ہونے لگا آٹھ روز میں زخم سر بالکل اچھا ہوگیا اور شاہزادے
نے غسل صحت کیا۔ قیصر تیغ‌زن نے اس غسل صحت کی خوشی میں جشن کیا بعد جشن عرض کی
کہ ایک بات ناگفتنی ہے نہ کہے بنتی ہی نہ پوچھے بنتی ہی گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل فرمایا
بیان کرو مصرع مشکلے نیست کہ آسان نشود + مرد باید کہ ہراسان نشود + قیصر تیغ‌زن نے
تخلیہ کردیا اور عرض کی کہ مجھے خداوندی کے معاملے میں الجھن رہا کرتی ہی میں اکثر خیال کیا کرتا
ہوں کہ اصل خدا کون ہی یوں تو ہم لوگوں میں بہت سے دو سو خداوند کہلاتے ہیں مگر سب ایسے
تھے کہ مثل بندوں کے چند روز ظاہر رہے اور جسطرح بندے موت کے پنجہ میں آکر دنیا کو
چھوڑ گئے ہیں اسی طرح وہ بھی مر گئے تو یہ کیسے خداوند تھے شاہ لقین کو تو جانے دیجیے
ابھی کل کی بات ہی کہ خداوند لقا کا کیا جاہ و حشم تھا اٹھارہ ہزار ملک باختر زیر نگین تھے
عالم عالم مطیع تھا سیکڑوں ساحر ہزاروں پہلوان سجدہ کرتے تھے لیکن چند خدا پرستوں
نے ساری خداوندی بگاڑ دی اور بھاگتے بھاگتے پریشان ہوگئے اور خدا پرستوں کے ہاتھ سے
مفر نہ ملی آخر حمزہ عرب نے انکو دار پہ کھینچ کے تیر باران کردیا یہ کیسا خداوند تھا جسکا زور بندوں سے
نہ چل سکا اب سارق نے دعوائے خداوندی کیا ہی اور ہمارا بادشاہ اسکا پیغمبر بنا ہی مجھے
ان باتوں پر ہنسی آتی ہی میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سب گمراہ ہیں سلطنت کے زور پر خداوند بن
بیٹھے ہیں خدائے حقیقی کوئی اور ہی ہی جس سے کسی کا زور نہیں چلتا اگر آپ اس معاملہ
کو سمجھے ہوں تو مجھے بھی سمجھا دیجیے رفیع البخت مسکرائے اور فرمایا کہ اے قیصر تیغ‌زن جو
دعا میں نے تیرے واسطے کی تھی وہ قبول ہوئی یہ اسی کا اثر ہے کہ تو نے حق جوئی کی راہ شروع
کی اور بیشک تو راہ راست اختیار کریگا جو کچھ تو سمجھا ہی سب صحیح ہی اگر تجھے خدا کی تلاش ہی
تو خدا کو پائیگا پیغمبر کی تلاش ہی تو پیغمبر بھی ملجائیگا پہلے میں تجھے ایک مثال سے سمجھاتا ہوں
یقین ہی کہ تو اسکو سنکے بہت جلد سمجھ جائیگا اے قیصر تیغ‌زن ہماری تمثال خدا کے ساتھ ایسی ہی
جیسے کمہار کے کھلونوں کے ساتھ صنعت صانع کی کنہ حقیقت کو نہیں جان سکتے اور جیسا وہ
ہوتا ہی ایسی صنعت ہوتی ہی ادنیٰ سی بات یہ ہی کہ اگر کوئی کمہار یہ چاہے کہ میں لاکھوں تصویریں
مٹی کی بنا ڈالوں اور ایک صورت دوسری صورت سے مشابہ نہو تو غیر ممکن ہی دیکھو صنعت صانع
حقیقی کی کہ جو دو بھائی ایک وقت میں توام پیدا ہوتے ہیں گو کہ وہ ایک نطفہ سے ہوتے ہیں
ایک شکم میں پرورش پاتے ہیں لیکن پھر بھی صورتوں میں فرق ہوتا ہی ہر صورت کی یکسانی

اسکے صانع کی وحدانیت کو بتا رہی ہی جسطرح کمہار کے کھلونے کمہار کے بگاڑ ڈالنے پر قادر
نہیں ہیں اسیطرح بندے خدا کو آزار نہیں پہونچا سکتے کمہار جب چاہے اپنی بنائی ہوئی چیز
کو بگاڑ ڈالے اور پھر ویسی ہی بنالے اسیطرح خدائے حقیقی جسے چاہتا ہی مار ڈالتا ہی جسے
چاہتا ہی پیدا کر دیتا ہی ساحر شمشس نے اپنی موت کا کیا کیا تحفظ نہیں کیا لیکن عمرو ایسے
بے دست و پا نے جو سحر کی ایک لفظ بھی نہ جانتا تھا دریا سے نکالکر ساحر شمشس کو مار ڈالا
ساحر شمشس عمرو کا کچھ نہ کر سکا چونکہ بقا سوا ذات پروردگار عالم کے کسی کو نہیں ہی اس سبب سے
نہ کوئی ہمیشہ جیا ہی اور نہ جیئے گا اگر بہت سے خدا ہوتے تو آپس میں لڑائیاں ہوتیں اور انتظام
دنیا میں فرق آتا جو چیزیں پانی سے پیدا ہوتی ہیں وہ آگ سے پیدا ہوتیں یا اور کوئی صورت
ہوتی ایک خدا دوسرے خدا کی خدائی مٹا دیتا اور برباد کر دیتا علاوہ اسکے انواع و اقسام کی
خرابیاں جیسی آپ ہیں روزمرہ دنیا پیدا ہوتی اور برباد ہوتی لہذا خوب گوش ہوش سے سنتا
کہ خدا وہ ہی جو مثل بندے کے نہو خدا وہ ہی جسنے سبکو پیدا کیا ہی اور وہ کسی سے پیدا نہیں
ہوا ہی ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہیگا خدا نہ کبھی بچہ تھا اور نہ جوان ہوا نہ بوڑھا ہوگا نہ مریگا خدا
ہر مقام پر موجود ہی اور پھر کہیں نہیں ہی خدا ہمکو دیکھتا ہی ہم خدا کو نہیں دیکھ سکتے یہ باتیں سنکے
قیصر شیغزن کی آنکھیں کھل گئیں اور عرض کی کہ آپ اپنے دین و آئین سے مجھے آگاہ فرمائیے
اور طریقے عبادت خدا کے تعلیم فرمائیے بیشک آپکا دین حق ہی رفیع البخت نے کلمہ طیبہ تلقین
فرمایا قیصر شیغزن از سرِ صدق مسلمان ہوا اور عرض کی کہ اگر آپ خدمت رسول مقبول میں جائینگے
تو مجھے نہ بھول جائیگا تا کہ میں خدائے حقیقی کے پیغمبر کو دیکھوں اور زیارت سے مشرف ہوں
فرمایا کہ انشاء اللہ جب میں خانہ کعبہ جاؤنگا تو تجھے ساتھ لیتا جاؤنگا اب چند اوصاف پیغمبر خدا
کے بھی سن لے کہ پڑھے پڑھائے ہوئے پیدا ہوے کسی نے انکو تعلیم نہیں کیا اور تمام
علوم پر وہ حاوی ہیں چونکہ نور خدا سے پیدا ہوئے ہیں جسم مبارک بے سایہ ہی کوئی بات
زبان سے بغیر حکم خدا نہیں کرتے چاند کو ایک اشارہ انگشت سے شق کیا میں آپکے غلاموں
کا ہم ایسا بھی رتبہ نہیں رکھتا قیصر شیغزن محو ہوگیا اور اسکو شوق ہوا کہ ایسے پیغمبر برحق پیدا ہوا
ایسا اسنے عبادت کے طریقے اصول دین و فروع دین حاصل کرنا شروع کیے اور قصد مسجد
بنانے کا کیا تو یہ خیال پیدا ہوا کہ جبتلک تمام ملازم و اہل لشکر راہ راست پر نہ آئینگے اسوقت
تک میں کچھ نہ کر سکونگا یہ سوچ کے اسنے ایک محفل وعظ منعقد کی اور سبکو جمع کر کے آپ
ایک بلندی پر کھڑا ہوا اور کہا کہ ایہا الناس کوئی یہ کہہ سکتا ہی کہ ہم کبھی نہ مرینگے کسی نے جواب
نہ دیا اور دل میں کہا کہ ایسا کوئی نہیں ہی جو نہ مرے پھر قیصر شیغزن نے کہا کوئی یہ بھی بتا سکتا ہی
کہ جو پہلے دو سو خداوند زمانہ خداوندی میں جسطرح تھے اور نظر آتے تھے وہ پھر کبھی دکھائی دیے
پھر کہا کہ اگر وہ مر نہیں گئے تو کیا ہوے اور جب وہ مر گئے تو خداوند کا ہمکو سمجھتے تھے ہم میں اور
انمیں فرق کیا ہوا پھر کہا کہ اگر وہ خداوند تھے تو خدائے حقیقی ہی اسے چھوڑ کر بندے
کو خدا کہنا خدائے حقیقی کے خلاف ہوگا یا نہیں ان لوگوں نے کہا کہ ضرور خلاف ہوگا قیصر
شیغزن نے کہا کہ جو ناخوش ہوگا وہ کیونکر پیش آئیگا سب نے کہا کہ بری طرح قیصر شیغزن نے
کہا کہ اگر خدائے حقیقی کی خوشنودی کیجائے تو کچھ امید منفعت ہی یا نہیں سب نے کہا کہ ضرور

اور اگر نفع بھی ہو تو یہ کیا کم ہے کہ غضب سے بچے ہیں ایک بادشاہ کسی سے ناراض ہو جاتا ہے تو
کیا کچھ اذیت نہیں پہونچا سکتا ہے نہ کہ خدا اور ایک بادشاہ خوش ہوتا ہے تو کیا کیا مرحمت
عنایت کرتا ہے خدا خوش ہوگا تو کس قدر سرفراز کر سکتا ہے لہذا تم سب کو چاہیے کہ مثل ہمارے
حق پرستی اختیار کرو اور ساریق بن لقا پر لعنت کرو کہ وہ کافر ہے اور خدا کو بھولا ہوا ہے ایک
روز اسکو بھی مثل اسکے بھائی لقا کے بارگاہ احدیت سے سزا ملیگی اور یہ بھی ذلیل و رسوا
ہوکر در بدر کی ٹھوکریں کھاتا پھریگا اور اس تازہ مہمان کے شکر گزار ہو جسکی بدولت راہ راست پر
چلے اور کفر کے طوفان سے نجات پائی سبھی نے باواز بلند کہا کہ ہمنے اطاعت کا آپکی بہت اچھا
پھل پایا کہ انجام بخیر ہوا اب ہمکو کوئی عذر و انکار نہیں ہے اب قیصر تیغزن بیٹھ گیا اور رفیع البخت
نے کھڑے ہوکے سبکو کلمہ تلقین فرمایا تیس ہزار آدمی ایک وقت میں مسلمان ہوا شاہزادہ
رفیع البخت نے کہا کہ ایک مسجد تعمیر کرو اور اسمیں نماز پڑھا کرو اور ایک منبر بناؤ کہ جمعہ کے دن
میں اس مقام پر ہوں تم لوگوں کو تمہیں اسلام سے آگاہ کرتا رہونگا سب نے قبول کیا
رفیع البخت نے اپنے ہاتھ سے سنگ بنیاد رکھا کر غضب کیا اور مسجد بننے لگی ہر شخص بنا افتخار
جانکر شریک تعمیر تھا تیسرے روز مسجد تیار ہوگئی اب رفیع البخت روز وعظ فرماتے ہیں
قضا سے کار و اتفاقاً قاسم کہ دو فرگا کہ سپہ گوش کلیم پوش عیار بالا دری کرتا ہوا اسطرف
بھی آنکلا اور اسنے شاہزادہ رفیع البخت کو پہچانا یہ تو لقا کے زوال سے تلاش میں انکی پہلا ہی
تھا پس اسکو فکر پیدا ہوئی کہ کسی طرح انکو گرفتار کرکے لیجانا چاہیے پس اس ملعون نے صورت
اپنی اک فقیر کی بنائی اور آکر سوال کیا کہ بابا کچھ خدا کے نام پر دے قیصر تیغزن کہنے لگا کہ اس
ملک میں خدا کے نام لینے والے کہاں یہ کون شخص ہے اس سے پوچھا کہ تم کہاں کے
رہنے والے ہو اور یہاں کیسے آئے فقیر مکار نے کہا کہ میں ترکستان میں پیدا ہوا تھا
شوق فقیری میں فقیر کی خدمت کی اب یہ نوبت پہونچی کہ گرو مر گیا چلے شاہ ہو بھیک
مانگتا ہوا ادھر بھی آ نکلا اس ملک میں کوئی خدا پرست نہ دکھائی دیا لوگ نام خدا سنکے غصہ
کی آنکھوں سے دیکھتے تھے آخر میں نے نام خدا کا لینا چھوڑ دیا اس مقام پر پہونچ کے
خدا کا نام لینے والے نظر آئے اس سے میں نے خدا کے نام پر مانگا رفیع البخت بہت
خوش ہوئے کہ یہ بھی مرد مسلمان ہے فرمایا کہ آج تو ہمارا مہمان ہے بھائی ہم بھی فقیر ہوکر اس ملک
میں پہونچے تھے ہمارے تیرے خوب سنگی قیصر تیغزن نے کہا کہ اے شہریار مجھکو یہ مکار
معلوم ہوتا ہے فرمایا کہ نہیں یہ مکاری کیا کریگا مومن کی طرف گمان بد لیجانا چاہیے قیصر تیغزن
ناخوش ہو رہا رفیع البخت نے اپنے ساتھ اسکو کھانا کھلایا اور اپنے ہی خیمہ میں رہنے کو
جگہ دی اس ملعون نے رات کو اٹھکر رفیع البخت کو بیہوش کیا اور پشتارہ باندھ کے پشت پہ
جالگا کر لے نکلا راستے میں اسکو خیال آیا کہ قیصر تیغزن کو بھی لیچلنا چاہیے ورنہ یہ مطلب
پا چکا ہے اس فقیر کی طرف سے لڑیگا یہ سوچ کے اسنے پشتارہ تو زمین پر اک درخت کے
نیچے رکھ دیا اور آپ وہاں سے پھر پلٹا اور نگاہوں سے نگہبانوں کے بچتا ہوا خیمہ قیصر تیغزن
میں پہونچا اور قیصر کو بھی بیہوش کرکے چادر عیاری میں باندھا اور لے نکلا اب کچھ دور ایک
پشتارہ کو لیجاتا ہے اور کسی مقام پر رکھ دیتا ہے پھر دوسرے پشتارے کو لیجاتا ہے اور ایک

اور رکھ دیتا ہی اسیطرح رات بھر مین کئی کوس نکل آیا اب صبح ہوگئی قریب سنجاب کے پہونچ گیا ہی
تھکر بالکل شل ہوگیا ہی اور دل مین خوش ہی کہ زلزال مجھسے نہایت خوش ہوگا اور بہت کچھ خلعت
و انعام عطا کریگا کہ دیکھا اسنے ایک عورت نہایت حسین چست و چالاک وضع سے یہ معلوم ہوتا ہی
کہ کسی ساہوکار کی دختر ہی آدھی ساری باندھے اور آدھی اوڑھے ہاتھ پر تھال تھال مین کچھ
لیے چلی جاتی ہی قدم قدم اپنے کو چھپاتی ہوئی عجب دکھاتی ہوئی سیہ پوش گلیم پوش یہ سمجھا
کہ کوئی گانو یہان سے قریب ہوگا یہ کسی شوالے مین پرستش کے واسطے جاتی ہی حسن اسکا
دیکھکر سیہ گوش کی زبان سے بیساختہ نکلا کہ ہاے ظالم ذرا ادھر بھی دیکھتی جا نازنین نے
تیوریان چڑھا کے دیکھا اور کہا کہ مین نے تجھپر کیا ظلم کیا جو تو مجھے ظالم کہتا ہی سیہ گوش گلیم پوش
نے کہا کہ ارے تو نے قیامت توڑ الا نازنین الحفیظ کہکے بولی کہ لو اور سنو مجھپر طوفان لیتا ہی تو مرگیا
تو یہ باتین کون کر رہا کیا بھتنا ہوکر میرے پیچھے پڑا ہی جا اپنا کام کر میرے گانو کے لوگ اگر
دیکھ لینگے تو اتنی جوتیان لگینگے کہ یاد کریگا اور مین مفت مین رسوا ہونگی برادری سے اٹھا
دیجاؤنگی سیہ گوش گلیم پوش نے کہا کہ اچھا جو کچھ ہو سو کوئی کہتا ہی دیوانہ کوئی کہتا ہے
سودائی + محبت مین سبھی یکسان ہین جسکی جس سے بن آئی * نازنین بولی کہ تو ہی سودائی
ہوگا مین تو اچھی بھلی ہون اب سیہ گوش قریب نازنین کے آگیا اور ستانے کا قصد کیا
نازنین نے تھال رکھ دیا اور تھال کے آگے ہو رہی کہ دوڑو سے بھوکا ہی تو لے آج تو ہی کھا
مین بھوجن بھی نکرونگی یہ عذاب تیرے ہی سر رہا سیہ گوش بھوکا تو تھا ہی دو پہر رات سے
اتنی دور لایا تھا پیٹ مین خاک اڑ رہی تھی غنیمت جان کے بیٹھ گیا اور کھانے لگا دو چار
نوالے کھائے ہونگے کہ نازنین نے کہا تو اپنے حال سے آگاہ کر کہ کون ہی اسنے کہا کہ مین عیار ہون
اس شخص کا جس سے اسوقت پیغمبر قدرت سنجاب شاہ مغربی بھی دب رہا ہی اسکے حکم سے
رفیع شاہ کو پکڑکے لیجاتا ہون یقین ہی کہ بہت کچھ خلعت و انعام ملیگا اگر تو کہنا میرا قبول کرے
تو سب تجھی کو دونگا اور اگر یون نہ مانیگی تو زبردستی تجھے لیجاؤنگا میرا کوئی کچھ بنا نہین سکتا
ہی یہ سنکے نازنین سہمی اور کہا کہ موئے مر گئے تجھے کہا اپنے کو تو نصیب نہین ہی تو دیگا مجھے کیا
یہ کہکے بھاگی سیہ گوش اٹھکے پیچھے دوڑا بس ہول لگتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا چھینک مار
کے زمین سے گرا نازنین نے نعرہ کیا کہ ہاے اوفر ساق منم لاہور تیز گام غلام شاہزادہ
رفیع البخت اور آکے جلدی سے پٹارے کھولے تو دیکھا کہ ایک مین شاہزادہ رفیع البخت
ہین اور ایک پٹارے مین کوئی اور سردار ہے خیال ہوا کہ کوئی رفیق شاہزادہ کا ہوگا بس جلدی
سے فتیلہ رفع بیہوشی سونگھا کر دونون کو ہوشیار کیا - رفیع البخت نے جو اپنے کو صحرا مین پایا
اور عیار کو اپنے سامنے دیکھا فرمایا کیا تو ہی فقیر بنا ہوا آیا تھا عرض کی کہ اے شہریار کہین فقیر
سے واقف نہین اک عیار دو پٹارے لیے جاتا تھا مین نے اسکو بیہوش کرکے پٹارے
کھولے تو آپ کو پایا - رفیع البخت نے کہا کہ تمکو میرا پتا کیونکر ملا اور کسطرح اس مقام تک آ پہونچے
لاہور نے صوبہ شاہی کا لشکر اسلام مین پہونچنا اور وہان دربار سنجاب شاہ مغربی کا بیان کرنا
اور تصویر دربار جسمین آپ کی تصویر بھی کھنچی دکھانا اور اپنا ساتھ خواجہ خضر ان کے بہارستان
مغربی کی طرف چلنا سب بیان کیا - رفیع البخت نے کہا کہ خواجہ کہان ہین لاہور نے عرض کی کہ

کی تیاری ہوئی تمام ملک سمجھا ہیہ میں جارحی سے جاجح دیا کہ کل صبح کو درویش رفیع قتل ہوگا جسکو تماشا
قتل درویش دیکھنا ہو وہ آئے اور جو کوئی اسکا ہوتا سوتا ہو وہ اُسے بچا لے - یہ خبر وحشت اثر جو
مشہور ہوئی لوگوں میں چرچے ہونے لگے کوئی کہتا تھا کہ افسوس درویش بڑا باکمال تھا اسکا قتل ہونا
افسوس کی جا ہے کوئی کہتا تھا کہ یہ درویش بڑا بانی فساد تھا اسنے تو شاہ کی سلطنت ہی بگاڑ دی
ہوتی ایسے کا قتل ہی ہو جانا بہتر ہے غرضکہ اسطرح کی باتیں ہو رہی تھیں اُدھر ہرکاروں سے نہیب مغربی
کے یہ خبر لے کر قلعہ جبل السحر کی جانب روانہ ہوئے اور جاکر نہیب مغربی سے بیان کیا کہ درویش کو
عیار زلزال کہیں سے پکڑ لایا کل درویش قتل ہوگا - بزرگ شہر میں ایک سویرا کہ جسکو دیکھنا ہو
وہ دیکھے اور جو درویش کا حمایتی ہو وہ آکر اسکو چھڑا لیجاوے - یہ سنکر نہیب مغربی نے کہا کہ
کیا مجال اُس ملعون کی کہ درویش کو میری حیات میں قتل کر سکے لشکر ہمارا دیگڑھی رات سے تیار ہوکر
فلاں باغ میں مقیم ہے جہاں سے میدان قتل قریب ہے اور خود بھی نہیب مغربی پچھلے سے مسلح ہوکے تنہا ہوگئی [illegible]
اسقدر اس بات کا چرچا گیا کہ دلفریب کو معلوم ہوا دلفریب نے ملکہ سے سنتے تو نہیں کہا مگر رنج و صدمہ
سے چہرہ دلفریب کا زرد ہوگیا رات کو آٹھ گھڑی کے ادھر سے اُدھر ٹہلتی تھی ملکہ تو رنج میں تھی فراق
میں شاہزادے کے جاگا کرتی تھی اُسکو کسی پہلو قرار کہاں تھا وزیرزادی کو جو ٹہلتے ہوئے
دیکھا پوچھا کہ اے دلفریب آج شام سے کچھ تو کچھ بھی ہوئی ہے یہ حالت میں نے تیری کبھی نہیں
دیکھی کیا کوئی خبر وحشت اثر سنی ہے دلفریب نے ضبط کرکے کہا کہ نہیں کوئی تازہ خبر نہیں سنی ہے
مگر آنکھ سے دلفریب کے آنسو ٹپک پڑے ملکہ اسوقت بیتاب ہوگئی اور کہا کہ تو مجھ سے چھپاتی
ہے جلد بیان کر ورنہ اپنے سر کی قسم دی بس دلفریب سے ضبط نہو سکا اور صاف صاف بیان کردیا
کہ عیار زلزال شاہزادے کو کہیں سے گرفتار کر لایا ہے زلزال نے میدان قتل کی تیاری کی
حکم دیا ہے کل صبح کو شاہزادہ قتل ہوگا بس یہ سنتے ہی ملکہ کی آنکھوں میں اندھیرا آیا اور تیورا کر
گری بیہوش ہوگئی بڑی دیر میں ہوش آیا دلفریب نے سمجھایا کہ اس سے کیا حاصل خدا
کے ہزارہا کارخانے ہیں آپکے بھائی نے شام سے فوج کو کمربندی کا حکم دیا ہے وہ بھی قصد
رستم زمانہ ہیں پچھلے سے جاکر فکر رہائی کرینگے اب یہ دعا کرو کہ خدا انکو فتحیاب کرے ملکہ اپنے کو
مسوس مسوس کے رکھتی ہے دل نازک ضبط کا تحمل نہیں کرسکتا سسکتی کی سی حالت ہے [illegible]
کو یہ حال معلوم ہوا کہ ملکہ کی حالت خراب ہے تو یہ بھی خیال ہے کہ یہ راز عشق نہیب مغربی پر فاش
نہو ورنہ اور بھی خرابی پیدا ہوگی اسنے آکے ملکہ کو سمجھایا کہ بہن نہ گھبراؤ پریشان ہونے سے کیا
فائدہ تقدیر پر شاکر رہو خدا سے دعا کرو یہاں کا تو یہ رنگ ہے اور وہاں سیہ گوش کلیم پوش
کو عیاروں نے لیجاکر رفیع الجنت کے شبہ میں قید کیا اُسوقت ایک عیار سے سیہ گوش نے
اشارہ سے کہا کہ میرے گلے میں گیند پھنسا ہوا ہے اسے نکال دے اسکے اشارے کو وہ عیار
سمجھا منہ کھولکر جو دیکھا تو واقعی میں گیند پھنسا ہوا ہے اسنے سنسی وغیرہ سے گیند حلق سے
نکالا اُسوقت سیہ گوش نے کہا کہ میں رفیع شاہ نہیں ہوں بلکہ سیہ گوش عیار ہوں عیار نے
منہ ہاتھ دھلائے تو صورت اصلی ظاہر ہوئی عیار اسکو لیے ہوئے سامنے زلزال کے آئے
اور کہا کہ خداوند نے بڑی خیر کی اگر آپ اسے قتل کرا ڈالتے تو بہت پریشان ہوتے یہ تو ہمارا
آپکا عیار ہے زلزال نے کہا کہ تجھپر کیا گذری واقعہ اپنا بیان کر سیہ گوش نے سارا ماجرا بیان کیا

زرین نے اسطرح رفیع شاہ کو مع اُسکے بارہ رفیق کے گرفتار کیا مگر راستے مین دھوکا کھایا اک عیار
نے عورت بنکر مجھے فریب دیا اور بیہوش کیا وہی مجکو رفیع شاہ کی صورت بنا کر یہان لایا اور
آپکے ہاتھ سے مجھے قتل کرانے کی فکر کی تھی مگر ہمارا خداوند تو جاگتی جوت کا خداوند ہے وہ ہمارے
حال سے غافل نہوا جان بچادی زلزال نہایت شرمندہ ہوا جب صبح ہوئی تو خلقت خدا
آکے جمع ہوئی سنجاب شاہ مغربی آکر دربار مین بیٹھا تھا کہ زلزال آیا اور سارا ماجرا بیان کیا کہ
وہ درویش تھا میرا عیار تھا اور وہ جو میرے عیار کی شکل بنکر اسے لایا تھا وہ اور کوئی مکار
تھا یہ سنکے سنجاب شاہ نے کہا کہ اگر ہم شکل سے مانع ہوتے تو تمکو کسقدر پشیمانی حاصل
ہوتی او بجسم اختر شناس شکر خدا بجالائے کوکب روشن چشم مسکرایا اور اپنے باپ کیطرف
دیکھا وہان نہیب مغربی مع لشکر کچھ رات رہے سے باغ مین موجود تھا کہ ادھر زلزال قیدی
کو لیکر میدان خونی مین آئے ادھر مین حملہ کرون لیکن گھڑی بھر دن چڑھ گیا اور کوئی دکھائی
نہ دیا اسوقت نہیب مغربی نے ہرکارون کو روانہ کیا ہرکارون نے بعد دریافت حال جاکر
نہیب مغربی کو بھی آگاہ کیا کہ کسی عیار نے دھوکا دیا۔ زلزال کے عیار کو رفیع شاہ کی شکل
بنا کر قید کر لیا نہیب مغربی یہ سنکے بہت ہنسا اور نقارہ شادمانی بجاتا ہوا داخل قلعہ ہوا
ملکہ پاکوتہ (?) اس بیٹھی ہوئی تھی بال سر کے کھلے ہوئے تھے دعا مانگ رہی تھی کہ اک مرتبہ نقارہ
شادمانی کی آواز گوشزد ہوئی سیمستہ (?) فیل زور نے جاکر کہا کہ اے ملکہ مبارک ہو کہ وہ قیدی
شاہزادہ نہ تھا ملکہ نے سجدہ شکر ادا کیا لیکن زلزال کو خبر پہونچی کہ نہیب مغربی مع لشکر آیا تھا
کہ اگر درویش قتل کیا جائیگا تو مین لڑونگا یہ سنکے زلزال نے غصہ مین حکم دیا کہ بجے
طبل جنگ اُسی وقت نقارہ نرمی (?) پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر نہیب مغربی کو ہوئی
کہ زلزال نے طبل جنگ بجوایا ہے اُسکا ارادہ قلعہ پر دھاوا کرنے کا ہے نہیب مغربی نے کہا کہ
بہتر ہوا نہیں ہے لشکر ہمارا قلعہ کے باہر خیمہ زن ہو سیمستہ فیل زور بارگاہ لیکر قلعہ کے باہر
آیا لشکر اُترا خیمے خرگاہین راوٹیان استادہ ہوگئین ادھر بھی کوس حربی نوازش مین آیا ادھر
سنجاب شاہ مغربی کو معلوم ہوا کہ زلزال کا ارادہ ہے کہ قلعہ پر دھاوا کرے پسران سنجاب نے کہا
کہ ہمین اجازت ہو تو ہم بھی تماشائے جنگ دیکھنے کو جائین سنجاب شاہ نے کہا کہ بغرض
تماشا اگر جاتے ہو تو مضائقہ نہین لیکن خبردار تم دخل نہ دینا صمصام مغربی وغیرہ نے کہا کہ
جب آپ نہین دخل دیتے تو ہمین کیا کام ہے غرضکہ تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح
کو زلزال مع فوج میدان مین آیا اُدھر نہیب مغربی نے اپنے لشکر کی صفین آراستہ کین میدان
کی درستی ہونے لگی کہ گرد اُڑی۔ صمصام مغربی ہشام مغربی قمقام مغربی دس دس ہزار سوار
اپنے ساتھ لیے ہوئے میدان مین پہونچے اور دونون لشکرون سے علیحدہ صفین جما کر کھڑے
ہوئے زلزال نے کہا کہ کیا تمہارا بھی کچھ ارادہ ہے انھون نے کہا کہ اگر ارادہ ہوتا تو اپنے بھائی
کے لشکر مین شامل ہوتے علیحدہ کیون کھڑے ہوتے مجبوری یہ ہے کہ والد با صد اجازت
نہین دیتے ورنہ مردون کا کام جنگ و جدال ہے ہم صرف تماشائے جنگ دیکھنے آئے ہین
زلزال نے کہا کیا مضائقہ ہے اب زلزال ملعون مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا اور بعد سلاح شوری کے لیا (?)
نیزہ زمین پر گاڑ کے پکارا کہ اے نہیب مغربی اب تمکو اگر یہ اختیار نہین اسلیے کہ جب عقدہ ہو گیا

تو ملکہ ہماری ہوگئی لہٰذا اس لڑنے بھڑنے سے کوئی فائدہ نہیں ملکہ کو ہمارے سپرد کرو نہیب مغربی
نے کہا کہ کسی ملت و مذہب میں عقد بغیر رضامندی جائز نہیں تیرے ساتھ شادی کرنے پر کوئی
راضی نہ تھا یہ عقد ہی جائز نہوا بس اب زبان سے ایسے کلمات نہ نکالنا زلزال نے کہا کہ اگر یہ
کلمات سننا نہیں چاہتے ہو تو ملکہ کو میرے سپرد کرو بس نہیب مغربی نے نکلنے کا قصد کیا تھا کہ
سرمست فیل زور نے لو دا باگ پکڑ لیا اور نہیب مغربی سے کہا کہ ملک زادوں کے ہوتے شاہزادوں
کو لڑنے کی ضرورت نہیں ہے یہ کہکے گھوڑا اڑا کے سامنے زلزال کے آیا زلزال نے نیزہ مارا سرمست
نے نیزہ کو نیزہ پر لگا کے ٹھالا نیزہ بازی ہونے لگی مگر کام نہ نکلا آخر تلواریں کھینچ گئیں کئی ضربیں
رد و بدل میں سرمست ہاتھ سے زلزال کے زخمی ہوا لوگ سرمست کو پھیر لے گئے اور نہیب مغربی
نے زلزال سے سامنا کیا زلزال نے نیزہ مارا نہیب مغربی نے نیزے کو نیزے پر لگا کے ٹھالا رد و
بدل ہونے لگے بند بند کٹنے اور کھلنے لگے دونوں مرکب و شاہزادوں پر پھریرے سے تھے سنانوں
سنانیں لڑ رہی تھیں جھپڑ پر جھپڑ پڑ رہی تھی سنانوں سے چنگاریاں اڑ رہی تھیں دیکھنے والوں
کی نگاہیں لڑی ہوئی تھیں کہ اک مرتبہ نہیب مغربی نے ہاتھ سے زلزال کے نیزہ نکال دیا زلزال
نیزہ جدا ہو اب تو خجالت میں غرق ہو گیا کفار نے گردنیں نیچی کر لیں اور صمصام مغربی نے آواز دی
کہ بھائی صاحب سبحان اللہ زلزال ملعون بے ستہ ہوا اور غصہ میں تلوار کھینچ کر نہیب مغربی پر
پڑا نہیب مغربی نے بھی وار زلزال کے رد کر کے حملہ کرنا شروع کیے قضا ستے کارد اتفاقاً ش
زود گار کی تلوار زلزال کی سر مرکب نہیب مغربی پر پڑی سر مرکب کا قلم ہو گیا اور مرکب تڑپ کے
گرا پاؤں میں نہیب مغربی کے ضرب آئی اسکے دوسرا مرکب طلب کیا لوگ مرکب لے کے جلد دوڑے
ہنوز مرکب نہیں آنے پایا تھا کہ جانب صحرا سے ترق گرد بلند ہوا اور اس گرد سے ایک بگولہ
علیحدہ ہو کر مثل آفت ناگہانی کے قریب پہونچ کے شق ہوا دیکھا کہ رفیع شاہ مرکب کو دوڑا
ہوئے چلے آتے ہیں انھوں نے آتے ہی آواز دی کہ یا شیر و قرساق خبردار و ہشیار
باش کہ میں آپہونچا تجھ زخمی کے مقابلہ کا شعلہ رہی زلزال نے کہا کہ تجھے تو تیری ہی تلاش
تھی اس روز میرے ہاتھ سے بچ کے نکل گیا آج زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر رفیع البخت
کی طرف چلا رفیع البخت نے تلوار ماری کہ مرکب زلزال کا پانچ قدم اڑ گیا زلزال نے تلوار
ماری رفیع البخت نے دھار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ تلوار چھین لوں زلزال
بھی پہلوان زبردست ہے تلوار تو نہ چھوٹی مگر اور زور سے جھٹکا مرکب پر آ رہا بس رفیع البخت
نے ہاتھ دراز کرکے کمربند خنجر کا بند پکڑا اور قاش زین سے اٹھا کر بالا سر ہوا پھینکا اور نہیب
مغربی سے کہا کہ آؤ ہم تم ایسے کے ہاتھ صاف کریں چور تک ہوا ہی کا تھا نہیب مغربی
بھی تلوار کھینچ کر بڑھا تھا کہ کڑا کا ہوا بجلی کے کڑکتے ہی آنکھیں سب کی جھپک گئیں اور پیدا
ہوا کہ وہیں زلزال کو روک لیا رفیع البخت نے جست کرکے تلوار ماری بچ کر اڑتا ہوا چلا گیا نہیب
مغربی کے ہوش اڑ گئے کہ انھوں نے اتنے بڑے جوان کو اس طرح اچھال دیا صمصام مغربی
اور قمقام مغربی اور ہشام مغربی بھی قریب آ گئے ہر ایک زور بازو رفیع البخت کی تعریفیں کرتا
تھا نہیب مغربی شاہزادے کو لیکر اپنی فرودگاہ پر آیا سرمست کو شفاخانے بھیجا اسنے
قیصر تیغزن بھی تیس ہزار سوار سے آپہونچا رفیع البخت نے نہیب مغربی سے کہا کہ ابھی جوان

میرا علاج کیا اور ابتک مین اسی کے گھر مین مہمان تھا نہیب مغربی نے قیصر تیغزن کو پہچانا
اور آفرین کی۔ لشکر زلزال تو اسی وقت میدان سے بھاگ گیا تھا نہیب مغربی لشکر لیکر اہل
قلعہ ہوا اسکے تینون بھائی بھی قلعہ مین اپنی بہن کو دیکھنے کی غرض سے چلے گئے ملکہ کو جب
آمد رفیع البخت کی خبر معلوم ہوئی قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جاوے۔ لیکن اول کچھ حال
زلزال ملعون کا سنئے۔ کہ جب نگینہ جو اسکی کھلی تو اپنے کو صحرا مین پایا سامنے حمید جادو کو دیکھا
حمید جادو نے کہا کہ جارہی دلشاد مین تمکو دل سے نکال دیا اپنی خالہ سے شادی کرنے جاتا تھا
اسکا نتیجہ دیکھا اگر مین علم سحر کے ذریعہ سے دریافت کرکے نہ آجاتی تو آج ہی قتل ہو جاتا
زلزال نے کہا کہ اے حمید جادو جان جاوے یا رہے مین ملکہ کو ضرور لاؤنگا اسلیئے کہ اسی وجہ
میرا ناموس ہو چکی ہی حمید جادو نے کہا کہ اتنی چوٹیان کھائیگا کہ شکل نہ پہچان پڑیگی آیندہ تجکو
اختیار ہی بعد اسکے یہ دونون اپنی بارگاہ مین آئے یہان محیط روشن ضمیر نے دیکھا تھا اور اہل لشکر کو
سمجھا دیا تھا کہ کوئی زلزال کے چلے جانے سے بد دل نہو زلزال آتا ہوگا اتنے مین حمید جادو
مع زلزال پہونچی اور محیط روشن ضمیر سے کہا کہ یہ ساری خرابیان تمہاری ڈالی ہوئی ہین تمکو
اپنے آئینہ پر بڑا غرور تھا اسوقت تمہارے آئینہ نے کچھ نہ کیا اس آئینہ کی کوئی حقیقت نہین ہے
جسوقت یہ چھین گیا اسوقت تم بدست و پا ہو گئے وہ اور بات تھی کہ تم نے مجھے فہمی بنا دیا مین
علم سحر رکھتی ہون میرا علم کسی وقت مٹ نہین سکتا بھلا آئینہ مجکو دکھاؤ جبتک آئینہ
اٹھاؤ اٹھاؤ کہو تو مین تمکو گدھا بنا دون اور آئینہ رکھا رہجاے محیط روشن ضمیر نے کہا کہ
آپس مین لڑنے سے تو کوئی فائدہ نہین اس سے تو دشمن سے لڑو حمید جادو نے کہا کہ میری بلا
لڑے مجکو کیا ضرورت ہی تم جاؤ تمہارا کام جانے ایک مرتبہ مین نے آکے اسکو بچا بھی دیا اب
سوا قتل بھی ہوگا تو مین خبر تک نہ لونگی یہ کہکر پر پرواز پیدا کیے اور اڑی ہوئی چلی گئی یہان
محیط روشن ضمیر نے زلزال بن قلنجال سے کہا کہ تم طبل جنگ بجواؤ دیکھا جائیگا کل مین سب کو
جادو بناکر قفس مین بند کر دونگا۔ زلزال نے کہا کہ بہتر اسی وقت اسنے حکم دیا نقارہ رزمی بج
نے لگی اور آواز نقارہ کی گرجی لیکن اول کچھ حال قلعہ کا سنیے ملکہ عجب [illegible]
سب ایک جگہ بیٹھے ہین التعریف رفیع البخت کی ہو رہی ہے کہ نہیب مغربی نے کہا کہ اے رفیع شاہ
سچ تو یہ ہے کہ آپ نے ملکہ کے باغ کو کیونکر سرسبز کیا نہنگ کا مارنا اور اس اس طرح کے مقابلہ
کرنا سپہگری کی شان ہی لیکن سرسبزی باغ کا معمہ سمجھ مین نہین آتا اسوقت رفیع البخت
نے ایک انگڑائی لی اور فرمایا کہ اے نہیب مغربی ابتک تو مین نے اظہار حسب و نسب اور آ
دین و آئین سے آگاہ نہ کیا تھا اسلیے کہ تمہارے ملک مین سراسر جہل سے بھرا ہوا ہر ایک کو
دیکھا لیکن اب گوش ہوش سے سنو کہ مین نے خداے حقیقی سے سرسبزی باغ کی دعا کی
اسنے میری دعا سن لی اب تم اپنے خداوند پر نظر کرو جسے جاگتی جوت کا خداوند کہتے ہو یاد و صفنک
تمہارے باپ کو اسنے اپنا پیغمبر قرار دیا ہی اور تمہارے باپ نے کس کس طرح سرسبزی باغ
کے واسطے سارق پاس کہلا بھیجا او صفنکہ سارق نے وعدہ بھی کیا مگر اسکے اختیار مین
کب تھا کہ وہ باغ کو سرسبز کر سکتا وہ بھی مثل ہمارے تمہارے ہی میرے خدا مین سب طرح
کی قدرت ہی اگر وہ چاہے تو دن کو رات کر دے اور رات کو دن بنا دے مین نے اپنے

خدائے حقیقی سے رجوع کی اُسنے دعا میری سن لی باغ کو سرسبز کردیا اور میں وہ شخص ہوں جسکو
صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران کہتے ہیں باپ میرے صاحبقران ثالث جنکے
نام سے رفیع التخت ہے شکار پر سے راہ گم کی اور ٹھوکریں کھاتا ہوا تمہارے ملک میں آیا حالت
میری کیسی ہوگئی کہ لوگوں نے فقیر کہنا شروع کردیا درحقیقت میں فقیری کو کیا جانوں اور یوں تو درگاہ
الٰہی کے سب فقیر ہیں جسوقت شاہزادہ رفیع التخت نے کلام ختم کیا تو نہیب مغربی نے شاہزادے
سے کہا کہ اے شیر دل میں نے تو ساریق ملعون پر لعنت کرکے حلقہ اطاعت آپکا اپنے کان میں
ڈالا مجھکو اپنے آئین دین سے آگاہ کیجئے صمصام مغربی وغیرہ نے کہا کہ بیشک دین آپکا برحق
ہے غرضکہ سب از سر صدق مسلمان ہوئے شاہزادہ نے سب کو کلمہ طیبہ تلقین فرمایا
نہیب مغربی نے حکم دیا کہ جسقدر بتخانے ہمارے قلعہ میں ہیں رات بھر میں سب کھود ڈالے
جائیں اور جتنے پھریرے علموں کے ہیں وہ بھی رات بھر میں بدل دیئے جائیں رنگ
پھریروں کے سبز ہوں اور ہر پھریرے پر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم ہو
بہشت فیلزور نے جا کر اسی وقت بتخانوں کو کھودنا شروع کیا اور خود نہیب مغربی کے
بھائیوں نے انتظام لشکر کیا یہاں یہ سب تو انتظام میں مصروف تھے کہ ہرکاروں نے
خبر طبل جنگ کی پہونچائی۔ نہیب مغربی نے بھی نقارہ رزمی بجوایا دونوں لشکروں میں
تیاری جنگ ہونے لگی چونکہ نصف شب باقی تھی اُسوقت خبر طبل جنگ بجنے کی پہونچی تھی
نہیب مغربی نے رات کو قلعہ میں بسر کی جب صبح ہوئی تو مع بارگاہ و لشکر قلعہ سے باہر آیا۔
صفیں آراستہ کیں بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نہیب و بکر سپہ نکلے تھے کہ
محیط رو شمشیر نے تخت اپنا بڑھایا اور میدان میں پہونچکر پکارا کہ اے نہیب مغربی آج تو
کچھ رنگ اور ہی ہے یہ رنگ سبز تو علامت اسلام کی ہے اور پھریروں پر تعریف بھی خدا کی تحریر
ہے معلوم ہوا کہ اس فقیر نے تم سب کو بہکا کر اپنے رنگ پر لگا لیا بڑے افسوس کی بات ہے
کہ تم پیغمبر قدرت کے فرزند ہوکر خدائے نادیدہ کی پرستش اختیار کرو نہیب مغربی نے کہا کہ
خبردار اب اُنکو فقیر نہ کہنا جبتک حال اُنکا معلوم نہ تھا ہم خود فقیر کہتے تھے وہ روح و روان
صاحبقران بخشندہ تاج و تخت شاہزادہ رفیع التخت ہیں بیشک ہم نے دین اسلام قبول
کیا اور ہزار ہزار لعنت کی ساریق پر بیچارہ وہ ملعون سلطنت کے زور پر خدا و ندین بیٹھا ہے
بادشاہی اور شے خدائی اور شے ہے جبتک تو ملک کی بابت لڑائی تھی اب دین کی جنگ ہے محیط رو شمشیر
نے کہا کہ مجھے بھی پہلے تو یہ لحاظ تھا کہ تو پیغمبر ساریق کا فرزند ہے حتی الامکان تیرے خون سے
ہاتھ نہ بھرونگا لیکن اب ضرور قتل کرونگا اور سمجھے کچھ پروا نہ ہوگی ہیچ کسیکو میرے مقابلہ میں
لا آپ یہ کہتا تھا کہ قیصر تیغزن نے بودا باگ کا لیا اور میدان میں آکر حیران تھا کہ یہ لڑیگا کیونکر
تخت پر سوار ہے کوئی حربہ جنگ اسکے پاس نہیں ہے ایک ہاتھ میں قفس آہنی ہے ایک میں آئینہ
ہے قیصر تیغزن حیران ہوکر ٹھہرا ہی تھا کہ محیط رو شمشیر نے عکس آئینہ کا ڈالا اور پکارا کہ بچا ولا ہے
اسی وقت قیصر تیغزن گنجشک کی صورت بنکر اُڑا اور قفس میں چلا گیا یہ دیکھکر صمصام مغربی
نے مرکب کو جھکایا اور پکارا کہ او ملعون لڑنے آیا ہے یا شعبدہ بازی کرنے آیا ہے صمصام مغربی نے
وہیں سے نیزہ سنبھال لیا تھا اور مرکب کو تیزی کے ساتھ لیے آتا تھا کہ اسکو آئینہ چمکا کے

مہلت ہی نہ دون اور تیر سے پر ام کھاؤن لیکن محیط روشن ضمیر پہلے سے آئینہ اسطرح لیے ہوئے تھا
کہ عکس اُسکا سامنے کے رخ پڑ رہا تھا جیسے ہی صمصام مغربی سامنے پہونچا عکس آئینہ کا پڑا
گھوڑا ٹھہرایا صمصام پر بیہوشی طاری ہوئی محیط روشن ضمیر نے آواز دی کہ کیون نہین تو بھی طائر
بنجاتا ہی بیچارہ کبھی تیہو کی صورت بن کے اڑا اور خود قفس مین چلا آیا بعد اسکے ہمقام مغربی آیا
اسکی بھی یہی حالت ہوئی ہشام مغربی بھی اسیطرح اسیر ہوا جو آتا تھا سامنے سے آتا تھا پرتو سے
آئینہ کے بیہوش ہوتا تھا اور طائر کی شکل بن کے قفس مین خود ہی چلا آتا تھا حتی کہ نہیب مغربی
بھی اسیطرح اسیر ہوا آخر مین شاہزادہ رفیع البخت نے کمان دوش سے لی اور ترکش سے تیر
کھینچا کہ اسپے دور ہی سے نشانہ کرون چلہ کھینچا تھا تیر چٹکی سے نہ چھوٹا تھا کہ پرتو آئینہ کا پڑا
یہ بھی بیہوش ہوے عکس آئینہ کا کسقدر کام کرتا تھا جب غشی طاری ہوئی تو تیر چٹکی
سے نکلا بلکہ تھرتھرانے کے سبب نشانہ ترچھا گیا ایک سردار لشکر زلزال کا زندگی سے سیر کھڑا تھا
وہ تیر اسکے سینے پر پڑا توڑکے اُس پار نکل گیا لشکر کی کئی صفون تک توڑتا ہوا نکل گیا بارہ آدمی
مارے گئے لیکن محیط روشن ضمیر نے شاہزادہ رفیع البخت کو بھی طائر بناکر اسیر قفس کرلیا اور نقارہ
فتح بجاتا ہوا میدان سے پھرا زلزال نے کہا کہ اب میدان خالی ہی مین قلعہ پر دھاوا کرتا ہون
محیط روشن ضمیر نے کہا کہ جلدی مین کام خراب ہوتا ہی پہلے انکی تنگی سے فرصت کرلو پھر دیکھا جائیگا
اب کون طرفدار ملکہ کا باقی ہے یقین ہی کہ ملکہ خود سوار ہوکے تمھارے پاس چلی آئیگی خبر
سنجاب شاہ مغربی کو پہونچی کہ محیط روشن ضمیر نے رفیع البخت کو تمھارے چارون فرزندون سمیت
طائر بناکر اسیر کرلیا اور معلوم ہوا کہ ان سب نے اپنے دین کو ترک کرکے خداپرستی اختیار کی تھی
اور وہ تیسرا فرزند صاحبقران سوم ہی نام اسکا رفیع البخت ہی سنجاب شاہ کو اپنے فرزندون کے
اسیر ہونے کا ملال اتنا نہین ہوا جتنا انکے مسلمان ہونے کا صدمہ ہوا سکوت کا عالم تھا
نجم اختر شناس قواعد نجوم کے موافق طالع رفیع البخت پر نظر ڈال رہا تھا تو اسکو یہ ثابت ہوتا
تھا کہ انکی قضا ہی نہ یہ زیادہ اسیر رہ سکتے ہین اور سامان رہائی غیب سے پیدا ہوگا کوکب
روشن چشم نے اپنے باپ سے پھر کہا کہ آپ نے مجھے کس وقت کے واسطے روک رکھا ہے
وہان تو خاتمہ ہوا چاہتا ہی شاہزادہ مع رفقا اسیر ہوگیا ظاہرا کوئی مددگار بھی باقی نہین رہی
کہ امید رہائی ہو نجم اختر شناس نے پھر منع کیا اور کہا کہ جب وقت آئیگا تو ہم خود ہی کہدینگے
اب بادشاہ سے علیحدگی اختیار کرو اور شاہزادے کے شریک ہوجاؤ اتنے مین محیط روشن ضمیر
اور زلزال وہ قفس لیے ہوئے داخل دربار سنجاب شاہ مغربی ہوے دیکھا سنجاب شاہ
کہ کچھ طائر قفس مین بند ہین اور ایک باز گردن جھکائے سست بیٹھا ہی اسنے آہ سرد بھری
کہ آدمی سے جانور تو ہوگئے آگے دیکھیے انکو قسمت کیا کیا دکھاتی ہی اگر یہ خداوند سامری سے
برگشتہ نہوجاتے تو اتنی جلد گرفتار بلا نہوتے یہ اسکے اعمال کی خوبی ہی محیط روشن ضمیر نے کہا کہ
تاہم قدرت اب آپکی کیا راے ہی ان قیدیون کو خدمت خداوند مین روانہ کردیا جاے یا
قتل کرڈالا جاے سنجاب شاہ مغربی نے کہا کہ بہتر تو یہی معلوم ہوتا ہی کہ خداوند خود انکی تقدیر کا فیصلہ
کرین محیط روشن ضمیر نے کہا کہ بہتر ہے یہ بات ابھی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ اکمرتبہ روشنی سی
ہوئی دیکھا کہ ایک تخت اڑتا ہوا چلا آتا ہی اور تخت کے کنگرہ زرنفتی کو چھپا ہوا ہی جسمین جھالر

موتیوں کی لگی ہوئی ہے جسمین گنگا جمنی ہیں تخت پر اک بندریا جوڑا کار چوبی پہنے بیٹھی ہے سفید سفید
دانت مانند ہیرے کی کنیوں کے چمکتے ہیں زیور پہنتے ہوئے ہے دم میں سقنقس کا پھندنا لگا ہوا
ہے چند پریزادیں ادب سے کھڑی ہوئی ہیں بندریا جھک جھک کے دیکھتی جاتی ہے یہاں جو مجمع
دیکھا تو تخت کو اشارہ کیا تخت نیچا ہوا نظر ان کفار کی پڑی حیران ہو کر دیکھنے لگے کہ یہ کیا معاملہ
ہے کہ بندریا نے بطور انسانوں کے آواز دی کہ کیوں موذیوں میری تعظیم کو نہیں اٹھتے ہو منہم
خداوند دم جمشیلہ پس یہ نام سنتے ہی سجاب شاہ مغربی اور زرلوال اور محیط روشن ضمیر برائے
تعظیم اٹھ کھڑے ہوئے انکا اٹھنا تھا کہ تمام اہل دربار اٹھ کھڑے ہوئے اور تھر تھر کانپنے
لگے سجاب شاہ مغربی نے کہا کہ کیا میری تقدیر جاگی کہ آپ تشریف لائیں کہا کہ ہم نے دنیا کا
رہنا جو ترک کردیا تو تم سب ہمیں بھول گئے اور کل کے چھوکرے سارق بن لقا کو خداوند کہنے
لگے یہاں سے بعد وہاں بھی جاؤنگی اور اس بدذات کو اپنی دھولیں لگاؤنگی کہ یاد کریگا پھر اسکے
محیط روشن ضمیر کی طرف دیکھ کر کہا کہ تو نے جو اک ستھا سا آئینہ بنا لیا تو اسپر تجھے غرور ہو گیا
ذرا دیکھوں تو وہ آئینہ تیرا کیسا ہے مجھپر بھی تاثیر دکھاتا ہے یا نہیں بھلا مجھے تو جانور بنا دے
محیط روشن ضمیر نے کہا کہ آپ خداوند ہیں جتنی تاثیریں پیدا ہوئی ہیں وہ آپ کے حکم سے
پیدا ہوئی ہیں بھلا میری مجال ہے کہ میں آپکو جانور بنا سکوں بندریا نے کہا کہ کیوں اسکے
محیط روشن ضمیر ہم تو ان بندگان سرکش کی اسقدر خاطر کریں کہ یہاں کا رہنا ترک کردیں اور
تو ہمارے ان بندوں پر یہ ظلم کرے کہ انکو آدمی سے جانور بنا دے تو گویا تو نے ہمسے لڑائی
کی کہ جسے ہم نے آدمی بنایا تو نے اسکو جانور بنا دیا ہے شرط یہ کہ تجھکو الو بنا دوں محیط روشن ضمیر گھبرا
گیا اور کہا کہ میری خطا کو معاف کیجیے کیا مجال میری کہ خلاف آپ کے حکم کے کروں گذشتہ را
صلوٰۃ آئندہ را احتیاط اور شاید آپ کو معلوم نہیں کہ ان بندوں نے کیا کیا ظلم کیے تھے
بندریا نے کہا کہ ہمیں سب معلوم ہے تجھ سے زیادہ جانتے ہیں جلد انکو آدمی بنا یا ہمارے
بندوں کو ہمارے سپرد کر محیط روشن ضمیر نے کہا کہ اگر یہ آدمی بنے تو یہ ساری بارگاہ خون
لال ہو جائیگی یہ بڑے سرکش ہیں بندریا نے کہا کہ اگر تجھے اتنے خوف ہے تو مجھے ہی دے
انکو اپنے ساتھ لیے جاؤں اور سارق بن لقا کے سپرد کردوں وہ جیسا مناسب جانے گا
ویسا کریگا محیط روشن ضمیر نے کہا کہ تمہیں یہ بات نہایت مناسب ہے بندریا تامل کرکے
کہنے پر کچھ سمجھی اور گردن ہلا کے بولی کہ تجھے اپنے آئینہ پر بہت ناز ہے ذرا اپنا آئینہ تو نکال
محیط روشن ضمیر نے آئینہ نکالکر اسطرح دینے کو آگے بڑھایا کہ عکس آئینہ کا بندریا پر پڑا کوئی
تاثیر نہ کی بلکہ عکس پلٹ آیا بندریا نے کہا کہ اچھی طرح عکس ڈال سے شرط کہ اس تجربہ گلت سے
تیری تاثیر آئینہ کی مٹادوں پس یہ جو دیکھا کہ آئینہ نے تاثیر نہ کی اور خداوند دم جمشیلہ کہیں
ایسا نہو کہ آئینہ کو مٹا دیں تو میں کہیں کا نہ ہونگا گڑگڑا نے لگا دم جمشیلہ نے کہا کہ اچھی طرح آزما
کرے محیط روشن ضمیر نے کہا کہ بیشک خطا تو مجھ سے ہوئی مگر سبب اسکا یہ تھا کہ زمانہ گذشتہ
میں عمرو عیار نے خداوندوں کی شکل بن بن کے اکثر دھوکے دیئے تھے مجھے اسوقت بھی وہی
خیال آیا کہ کہیں ایسا نہو یہ بھی کوئی فریب ہو دم جمشیلہ نے کہا کہ تو بڑا ہشیار ہے ہم تیری اس
ہوشیاری سے بہت خوش ہوئی لا تیرے آئینہ میں اک کیا ہے اسکو بھی صاف کردوں

بس جلدی سے محیط روشن ضمیر نے آئینہ دیدیا بندریا نے آئینہ لیکے اسے جو ترڑ تلے دبا لیا
اور دوسرے جو ترڑ سے نکال کے دیدیا محیط روشن ضمیر نے کہا کہ آب و تاب آئینہ کی بڑھ گئی
عرض کی کہ ابھی نہیں اور کیا کیا تاثیرین پیدا ہوگئیں بندریا نے کہا کہ جب وقت آئیگا تو تجھے
حال معلوم ہوگا ابھی کہنا میرا بیکار ہے محیط روشن ضمیر نے کہا کہ مجھے معلوم نہوگا تو مین کام کیونکر
لونگا بندریا نے کہا کہ کل دن کو تم سے آفتاب کو دکھانا آفتاب عکس جب کہ آئینہ مین اتر آئیگا
پھر جسپر تو عکس ڈالیگا آئینہ سے شعلہ نکل کے گریگا اور جلا کے خاک کر دیگا یہ سنکے محیط روشن ضمیر
نہایت خوش ہوا آئینہ اپنے پاس رکھ لیا اور قفس ہاتھ بڑھا کے دیدیا بندریا نے قفس لیکے
کہا کہ دیکھو مین تیرے سامنے انکو بھیجے دیتی ہوں یہ کہکر قفس کو زیر بغل لیگئی اور کہا کہ قفس
بھی لو یہ کہتے ہی قفس غائب ہوگیا اتنے عرصہ مین سنجاب شاہ مغربی نے بہت سی کشتیان
زر و جواہر کی منگا کر نذر دین کہا کہ اتنی سفارش میری بھی خداوند سے کر دیجیے گا کہ جسکو عزت
دی ہو اُسے بے عزت نہ کیجیے مین نے اپنے فرزندون کو بھی اسیر کرا کے آپ پاس بھجوا دیا
لیکن آپ سے روگردانی نہین کی پھر کیونا عتاب آیا بندریا نے سب کشتیان لیکر کہا کہ ای
حوران جنت لو یہ تمہارا حق ہے دیکھا کہ ہر کشتی زیر بغل گئی اور غائب ہو گئی سب دیکھ رہے
تھے کہ ایسی ظاہری قدرت نمائی تو آجتک کبھی خداوند مین نہ دیکھی تھی بعد اسکے زلزال نے
بھی کشتیان نذر کی پیش کین جب بندریا نے سبکی نذرین لے لین تو کہا کہ اے محیط روشن ضمیر
بزالبشت آئینہ کی دیکھ محیط روشن ضمیر سمجھا کہ پشت آئینہ مین بھی کوئی کرامات ہے سامنے رو کی
کے جو دیکھا تو لکھا تھا کہ باش اے قرمساق نبرد دار ہوشیار باش کہ منم جانشین شاہ عیاران
عیار پیک طرار ریش تراشیدہ کا قران وسر بریدہ جادوگران یعنی خواجہ خضران لیپ پھپھوندی کی
محیط روشن ضمیر بیتاب ہو کے پکارا کہ ارے پکڑو اسکو یہ عیار ہے غضب کیا اسنے کہ
قیدیون کو بہانہ کر کے لیا اور آئینہ بھی میرا نہین معلوم بدل لیا یا وہی آئینہ ہے یہ سنکے
کئی سردار زلزال کے دوڑ پڑے کہ اسکو پکڑ لین جو تخت کے قریب گیا وہ اُلٹا ہو کے
لٹک گیا اتنے اور لوگ جو بڑھے تھے وہ بھی سہم کے رک گئے خضران نے مسندی کو اشارہ کیا تخت
اُڑ کر بلند ہوا اور ایک سمت روانہ ہوگیا یہ کفار سر پیٹ کے رہ گئے ہمہم اختر شناس نے
دل مین شکر خدا ادا کیا اور اپنے فرزند کی طرف دیکھا کہ روشن چشم سمجھ گیا اسی وجہ سے
والد نے مجھکو روکا تھا بیشک اگر مین آتا وہ جنگ ہوتا تو برا ہوتا مین تن تنہا کیا کر سکتا تھا
زلزال نے محیط روشن ضمیر سے کہا کہ آئینہ کی تو آزمائش کر کے دیکھو کہ وہی آئینہ ہے یا اور کوئی
آئینہ بدل کے دیدیا محیط روشن ضمیر نے ایک شخص پر عکس ڈالکر کہا کہ بھسم ہو جا کچھ نہ ہوا
اہل دربار ہنسنے لگے محیط روشن ضمیر کو اور خفت ہوئی زلزال نے کہا کہ مین تو طبل جنگ
بجوا کے دعوا کرتا ہون یا اپنی جان دونگا یا ملکہ کو لاؤنگا کہ بغیر اسکے مجھے زندگی دشوار ہے
محیط روشن ضمیر نے کہا کیون شامتین آئی ہین حمید جادو کو بھی تو نے بگاڑ دیا اور آئینہ بھی
میرا چھین گیا اگر لڑیگا تو مارا جائیگا اسی روز حمید جادو نہ آجاتی تو تیر صاحبقران نے تجھے
چور تک کر ڈالا ہوتا یہ تو مین جانتا ہون کہ اور کوئی تجھ سے مقابلہ نہین کر سکتا لیکن بسر بدیع الملک
نسے تو کبھی نہین لڑ سکتا ہے بعد اسکے سے گوش گلیم پوش عیار سے کہا کہ تجھے شرم نہین آئی کل

کہ حضرات عیار اتنا بڑا دھوکا دیکے چلا گیا اور تو نے اسکو نہ پہچانا یا تو اس پیشۂ عیاری کو ترک کر اور یا عوض اسکا اس عیار سے لے سیہ گوش گلیم پوش نے کہا کہ یہ عیاری کا امر ذہن میں بھی نہیں آئی کہ آپ سے لیئے آئینہ کا عکس ڈالا اور کوئی تاثیر ہوئی جن لوگون سے پکڑا لینے کا قصد کیا وہ الٹے ہو کے لٹک گئے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عیار ساحر بھی ہے میں تلاش میں اسکے جاتا ہوں اور عیاری پر بڑی ہے تو اسے گرفتار کرکے لاتا ہوں زلزال نے کہا کہ اس سے بہتر یہ ہے کہ تو قلعۂ جبل الحدید سے ملکہ کو چرا لا سیہ گوش گلیم پوش نے عرض کی دونوں کاموں میں سے کوئی نہ کوئی کام ضرور ہوگا۔ یہ کہکر لباس شیروانی تن پر آراستہ کرکے روانہ ہوا اسنجاب شاہ مغربی نے دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے گھر روانہ ہوگئے۔ لیکن ایسا

چند کلمے داستان ملکہ سمن اندام سبز پوش کی بیقراری فراق شاہزادہ رفیع البخت میں اور باقی حالات متعلق داستان ہذا تحریر کیے جاتے ہیں۔ غزل برآغاز داستان

مر کے بھی تیرا خیال اے آفت جاں لیجائے
قبر میں ہم داغ عشق فتنہ ساماں لیجائے

چشم فتاں کے اشاروں سے دل و جاں لیجائے
لوٹ کر دلبر متاع دین و ایماں لیجائے

ٹکڑے ٹکڑے جیب و داماں و گریباں لیجائے
دیکھ اسے وارفتگی کیا تیرے مہماں لیجائے

ہمکو مر کٹوا کے بھی حاصل سگدوستی کہاں ان
خنجر جلاد کا اک بار احساں لیجائے

پہ بھی اک افتاد رستے میں گرد سے ضعیم اگر
شوق تو کوچہ تک اسکے تا بہ امکاں لیجائے

کانٹوں سے سیراب کرنے کا ہی وحشت میں خیال
چھپا کے میں چھالوں کی ہم سوئے بیاباں لیجائے

کچھ گل پژمردہ اک پژمردہ دل کی قبر پہ
وہ مرجھا گئے ہم سو کو رشک بیاں لیجائے

تو کبھی جھوٹوں ہی کہدیتا کہ عاشق ہیں ہمیں مر
مرنے والے ایک حسرت مرسیاں لیجائے

ساتھ تھا اسکے خیال لیلی پر وہ ہمیں
قیس دیوانہ کو جب ہم سوئے زنداں لیجائے

کیا سیہ بختی کا ہمکو خوف ہو بعد فنا
دل میں جب اپنے خیال روئے تاباں لیجائے

ولولے دست و گریباں ہو کے وحشت میں ہمیں
چاک کرتے دامن کوہ و بیاباں لیجائے

مرتے مرتے راز کو اس بت کے پوشیدہ کیا
ہم چھپا کر دل میں درد عشق پنہاں لیجائے

چل رہے تھے تیر نظروں کے کسی کے بزم میں
ہم کبھی دل کو دیکھے اک سینہ میں پیکاں لیجائے

پردہ چشم خونفشاں کا ہو محشر میں فاش
زخم دل مندار روپوشی کا ساماں لیجائے

پار ہی ڈالا ادا و ناز نے اس شوخ کی
واں کبھی آخر ہمارے دل کے ارماں لیجائے

فصل گل میں جب چلے بہر تماشائے بہار
دست وحشت نے کہا کتنے گریباں لیجائے

اک پری کے ہم کرشموں کے ہیں دیوانے بنے
انجمن سے لوگ آخر سمت زنداں لیجائے

رحم کی امید میں سب کچھ سہینگے اسکے ظلم
ایک خاموشی جواب قصہ ہجراں لیجائے

دردمندان زخم محبت و مریضان شب فرقت چہرہ زرد سے یوں اظہار حال کرتے ہیں کہ جسوقت

سے شاہزادہ رفیع البخت اور منیب مغربل وغیرہ اسیر پنجۂ تقدیر ہوئے اہل کفر نے آکر
بخیال حفاظت ملکہ دروازہ قلعہ کا بند کرلیا پل تختہ اٹھوالیا خندق پر از آب کردی کہ
مبادا زلزال ملعون دھاوا کرے تو میدان خالی ہی رہنے والا کون ہی ایک سرخیل و
باقی رہگیا ہی تو وہ بھی زخمی ہی ملکہ کو یہ خبر وحشت اثر سنکے جو تعجب ہوا اُسکا بیان کرنا امکان سے
باہر ہی زندہ تھی مگر مردے سے بدتر تھی سکتا سا ہو گیا تھا کہ یہ کیا ہوا ابھی رات تک کیا چہل پہل
تھی اسوقت پھر سناٹا ہو گیا اگر زلزال ملعون مردانگی کی لڑائی لڑتا تو کیا کرسکتا تھا کہ میرے چارون
بھائی چار شیر تھے اور شہزادہ رفیع البخت تو نور نگاہ صاحبقران تھے بھلا اُنکی تلوار کے سامنے کون
ٹھہر سکتا تھا ہائے یہ میری تقدیر کہ اتنی جلد ایسا انقلاب آیا کہ رات کی باتین خواب ہو گئین آج
دلفریب کے بھی ہواس باختہ ہین لیکن مہتر سرخیل دربار سنجابیہ مین موجود تھا تمام واقعات
اسکے سامنے گذرے تھے یہ پلٹا ہوا قلعہ کی طرف جا رہا تھا کہ ملکہ کا اطمینان کردون کہ آپ
پریشان نہون اور اس طرف سے ہرکارے چلے آتے تھے راستے مین ملاقات ہوئی ہرکارون
نے کہا کہ ہم دریافت حال کو جا رہے ہین کہ قیدی کس راستے سے سار لقیہ کو روانہ ہوئی تاکہ سمت
سے اطلاع کرین سرخیل نے کہا کہ جاکے کہدو کہ اطمینان رکھین خواجہ خضران عیار نے آکر
سب کو رہا کرلیا ہرکارے تو اسطرف روانہ ہوئے کہ اہل قلعہ کو اطمینان دلائین اور سرخیل تلاش
مین خواجہ خضران کے روانہ ہوا جو باتین سیہ گوش سے ہوئی تھین وہ سرخیل کے سامنے نہین
ہوئی تھین سرخیل تلاش مین خواجہ خضران کے جا رہا تھا کہ یہ کس مقام پر قیدیون کو لیکے چلے
گئے اور سیہ گوش بھی اسی فکر مین چلا تھا کہ خضران کو پاؤن تو عیاری کرکے گرفتار کرون ورنہ
ملکہ کے چرانے کی کوشش کرون یہ اپنے چند شاگردون سمیت صورت سوداگر کی بنا ہوا چلا
جاتا تھا سرخیل نے جو دیکھا کہ اک مرد تاجر وضع جاتا ہی اُس سے بڑھکر پوچھا کہ آپ کہان سے
آتے ہین اور کسطرف جانے کا قصد ہی سیہ گوش نے سرخیل کو پہچانا کہا کہ مین ملک رقیق بخت
سے آتا ہون اور شہر سنجابیہ کو جا رہا ہون۔ سرخیل نے کہا کہ سرداران اسلام کس شغل مین ہین
سیہ گوش نے کہا کہ ہمکو خبر لگی ہے کہ شاہزادہ رفیع البخت ملک سنجابیہ مین ہین یقین ہی کہ دو اک
سردار اور اسطرف کا قصد کرین سرخیل نہایت خوش ہوا اور کہا کہ خدا کرے جلد وہ لوگ بھی جائین
سیہ گوش نے کہا کہ ایک چیز ہمکو لشکر اسلام سے بمشکل ہاتھ آئی ہی جو اس ملک مین مین نے
کبھی نہ دیکھی تھی سرخیل نے کہا کہ وہ کیا سیہ گوش نے کہا کہ عیاران اسلام اک آئینہ بناتے
ہین تاثیر اسکی یہ ہی کہ اگر کوئی عیار صورت بدل کے آجائے تو وہ آئینہ کو مقابل کردیتے ہین عکس
مین صورت اصلی ظاہر ہو جاتی ہی یہی وجہ ہی کہ وہ کسی عیار سے کم دھوکا کھاتے ہین یہ سنکے سرخیل
نے کہا کہ آپنے وہ آئینہ کس غرض سے مول لیا ہی سوداگر نے کہا کہ نفع کی غرض سے سرخیل نے
کہا کہ مین پیشہ عیاری کرتا ہون اگر وہ آئینہ میرے ہاتھ فروخت کیجے تو مین لے لون سوداگر نے کہا
کہ ہمین تو دام سے کام ہی کوئی خریدے یہ کہکر اک ڈبیا نکال کے کھولی اک آئینہ آرسی کے برابر نکالکر
ہاتھ مین سرخیل کے دیدیا سرخیل نے کہا کہ اسکا امتحان کیونکر ہو سوداگر نے کہا کہ اپنے منھ پر رنگ و
روغن عیاری لگا کر صورت اپنی دیکھو معلوم ہو جائیگا۔ سرخیل نے اسی جگہ بیٹھ کے کسوت عیاری
کھولی اور رنگ و روغن نکالنے لگا سیہ گوش جو کہ سوداگر بنا ہوا تھا قریب آگیا اور حلقہ کمند کا مار کر

سرخیل کو پکڑ لیا اور نعرہ کیا کہ باش اونا عیار منم مہتر سیہ گوش گلیم پوش سرخیل بیچارہ گرفتار ہو گیا
سیہ گوش نے اسکو قید کر کے چند عیاروں کے سپرد کیا کہ اسے لیجا کر زلزال کے حوالے کرنا
اور کہدینا کہ وہی عیار ہے جسنے عروس نقلی کے ساتھ آپ کی شادی کردی اور ملکہ کو لیجا کے
باغ سرست میں پوشیدہ کیا تھا اب آپ جسطرح چاہیں اس سے پیش آئیں کہ سارا تخم فساد
اسی کا بویا ہوا ہے عیار سرخیل کو لیے ہوے بارگاہ زلزال کی جانب روانہ ہوے اور سیہ گوش
سرخیل کی صورت بنکر جانب قلعہ روانہ ہوا جسوقت دروازہ قلعہ پر پہونچا تو نگہبانان قلعہ نے
پہچانا کھڑکی کھولدی سیہ گوش داخل قلعہ ہوا اور کہا کہ مجکو ملکہ سے کچھ کہنا ہے اس بہانے
محل میں داخل ہوا چونکہ ملکہ سرخیل کے سامنے ہوتی تھی کوئی مانع نہوا سیہ گوش مکار سامنے ملکہ
کے گیا سلام کیا اور عرض کی کہ حضور کے اقبال سے خیریت ہے شاہزادہ کو انکے باپ کے عیار
لیے آکر رہا کیا وہ درہ کوہ میں مقیم ہیں اور اُسی عیار نے یہ کہا کہ بالفعل سرزمین قلعہ میں رہنا
تمہارے واسطے اچھا نہیں کہ وہ مشہور مقام ہے ایسا نہو زلزال عیاروں سے کام لے اور
تم گرفتار ہو جاؤ یا ملکہ پر کوئی افتاد پڑے لہذا دامنہ کوہ و بیابان میں بسر کرو اور ملکہ کو بھی
یہیں بلوالو تو شاہزادے نے مجھے آپکے لینے کو بھیجا ہے ملکہ نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے مجھے تو
انکی اطاعت سے کام ہے جہاں وہ بیٹھے تنگیے میں بیٹھونگی یہ کہکر اُٹھ کھڑی ہوئیں اور سیہ گوش
کے ساتھ ہوئیں سیہ گوش نے تنہائی کے مقام پر آکے حباب بیہوشی مارا اور ملکہ کو بیہوش
کر کے پشتارے میں باندھا اور لیے نکلا لیکن اُس طرف کا حال پہلے سن لیجیے کہ عیاران سیاہ پوش
سرخیل کو لیے ہوے چلے جاتے تھے کہ دیکھا انھوں نے اک عورت بیٹھی رو رہی ہے
یہ عیار قریب اُسکے آئے پوچھا تو کون ہے اور کسواسطے روتی ہے اُسنے کہا کہ کیا کہوں اک مردوے
نے مجکو بھگا کر گھر سے نکالا اور اُس صحرا میں لاکر مال و اسباب زر و زیور سب لے لیا اور چلتا
ہوا اب مجھے نہ تو رستہ معلوم ہے کہ گھر پلٹ جاؤں نہ کوئی اتنا ملتا ہے کہ اُسکے ساتھ زندگی بسر کروں
پھر اگر پلٹ کے بھی جاؤنگی تو عزیز اقارب ایسی ننگ خاندان کو زندہ کیوں رہنے دینگے جان
بھی جائیگی آبرو تو جا چکی حالانکہ جیسی میں اپنے گھر سے نکلی تھی ابھی تک ویسی ہی ہوں مگر الزام
تو لگ گیا ان دونوں عیاروں نے کہا کہ تم ہمارے ساتھ چلو ہم تمھیں بی بی بنا کے رکھینگے
اُسنے کہا کہ ایک عورت کہیں دو کی بی بی بنتی ہے ایک نے کہا کہ تم ہماری بی بی ہوگی یہ تمکو
بھاوج کہیگا دوسرا بولا واہ میں بی بی بناؤنگا عورت بولی کہ کیا قسمت ہے یا تو ایک نہ جڑتا تھا
یا ملے تو دو دو آخر ان دونوں میں فیصلہ ہوا کہ جسکو یہ عورت بخوشی منظور کرے وہ اسکو بی بی
بنائے دونوں نے کہا کہ تم کسے پسند کرتی ہو عورت نے کہا کہ جو تم دونوں میں زبردست ہو
بس یہ دونوں نیچے کھینچکر آمادہ جنگ ہوے عورت حسین تھی اور کچھ زیور جواہر نگار پہنے بھی
تھی یہ دونوں لڑنے لگے زخموں میں چور ہو گئے آخر ایک مارا گیا جو بچا وہ بھی بہت زخمی تھا
سرخیل ہتکڑیاں بیڑیاں پہنے ہوے یہ تماشا دیکھ رہا تھا عورت نے کہا کہ تو تو زخمی ہو کر مردے
سے بدتر ہو گیا اب تو میرے کس کام کا ہے اُسنے کہا کہ سچ کہا ہے کہ عورت کی ذات بھی بڑی
بیوفا ہوتی ہے ہمتو تیرے واسطے لڑے اپنے ساتھی کو مارا اور اب تو انکار کرتی ہے ہم نے
کہا کہ جب تو نے اپنے ساتھی کو مار ڈالا تو جس دن تجھے کوئی مجھ سے زیادہ حسین ملی اُسدن

مجھے بھی مار ڈالیگا۔ عیار بولا کہ جانمن ایسا خیال نکرو مین تم سے بہت اچھی طرح پیش آؤنگا
عورت نے کہا کہ یہ شخص کون ہی جو زنجیرون مین بندھا کھڑا ہی اُسنے کہا کہ یہ زلزال کا محرم ہے
اُسنے ملکہ کو باغ سرست مین چھپایا اور ایک بڑھیا کو ملکہ کی صورت بنا کر زلزال کے ساتھ کر دیا
ہمارے اُستاد مہتر سیہ گوش گلیم پوش نے اسکو اسیر کیا ہی بس یہ سُنکے اُس عورت نے کہا
کہ یاحق او فرمساق منم مہتر لاہور تیز گام غلام شاہزادہ رفیع البخت ارے یہ سامنے
تیری اتنی مجال ہے کہ تو آنکے خیرخواہ کو گرفتار کرکے دشمن کے سامنے لیجائے یہ کہکے تیغ عیاری
کھینچا اُس عیار نے بھی تیغ کھینچا لڑتے لڑتے لاہور تیز گام نے ایسا ہاتھ مارا کہ سر اُسکا
بدن سے جدا ہو گیا اور قریب آکر فوراً سرخیل کی کاٹ دی سرخیل نے کہا کہ واہ اُستاد کیا کہنا
مگر اب ذرا قلعہ کی طرف چلئے ایسا نہو کہ سیہ گوش ملعون میری شکل بنکر قلعہ مین کوئی فتنہ برپا
کرے یہ کہکر لاہور تیز گام مع سرخیل جانب قلعہ روانہ ہوے تھوڑی راہ طے کی ہوگی کہ دیکھا
ایک شخص پشتارہ بدوش چلا آتا ہی سرخیل نے کہا کہ خدا خیر کرے مین تو یہی سمجھتا ہون کہ یہ وہی
سیہ گوش ملعون ہی اُسنے میری شکل بنکر ضرور ملکہ کو فریب دیا ہوگا اور ہزار حیف تو یہ ملکہ کو لیے
ہوے جا رہا ہی چونکہ شب کا وقت تھا اسکی گرفتاری زیادہ دشوار نہ تھی اور یہ دونون تنہا تھے
سرخیل تیغ کھینچکر آگے بڑھا اور آواز دی کہ تو کون ہی اور یہ کیا شے لیے جاتا ہی سیہ گوش نے
پشتارہ زمین پر رکھ دیا اور تیغ کھینچکر آپڑا دونون مین تیغ چلنے لگا سیہ گوش سمجھ گیا کہ اُسنے
کوئی فریب دیکے میرے شاگردون کو مارا جو اُنکے ہاتھ سے رہائی پائی لیکن وہ شاگردان سیہ گوش
جنکو یہ صحرا مین چھوڑ گیا تھا کہ قلعہ مین اسکا تنہا جانا مناسب تھا اُسنے انکو آواز دی وہ تیغہاے
عیاری کھینچ کھینچ کے دوڑ پڑے لاہور تیز گام نے دیکھا کہ یہ کئی ہین اور ہم دو ہین اگر یہ آکر
مقرر ہوگئے تو ملکہ کی رہائی دشوار ہو گی بس لاہور تیز گام نے درمیان راہ مین جلدی سے
تین چار تھیلیان بارود کی ڈالدین اور آپ کسیقدر فاصلہ سے ٹھہرا جب وہ عیار دوڑتے ہوے
قریب اُس جگہ کے آگئے جہان تھیلیان پھیلی ہوئی تھین تو لاہور نے حقہ آتشباری مارا بارود
دبع گئی تین عیار تو بالکل جل گئے اور ایک کسیقدر جلا مگر قابل لڑنے کے وہ بھی نرہا اور دونون
کھیلا سیہ گوش اس واقعہ سے خائف ہوکے بھاگ کھڑا ہوا۔ لاہور تیز گام علیحدہ کھڑا رہا
سرخیل نے پشتارہ کھولا تو ملکہ کو بیہوش پایا یہ اسی طرح پھر پشتارہ لیکر قلعہ کی طرف چلا لیکن
سیہ گوش نے جاتے ہی زلزال کو خبر دی کہ مین ملکہ کو اسیر کرکے لایا تھا راستے مین دو عیار ہم
سے مقابل ہوا میرے چھ شاگرد مارے گئے اور ایک ایسا زخمی ہوا کہ وہین پڑا ایڑیان رگڑ رہا ہے
مین اپنی جان بچاکے تو چلا آیا لیکن پشتارہ چھین گیا عیار پشتارہ لیے ہوے قلعہ کی طرف جا رہے
ہین اس سے بہتر موقع نہوگا چلکر پشتارہ چھین لیجیے اور قلعہ کو بھی مین دیکھ آیا کہ قلعہ خالی ہے
قلعہ مین کوئی نہین کہ یہ سنتے ہی زلزال جلدی سے خیمہ سے نکلا اور مرکب پر سوار ہوکے جانب
قلعہ روانہ ہوا سیہ گوش نے اور افسران فوج سے کہا کہ سردار لشکر تنہا گیا ہی مبادا کوئی آفت پیش
آئے سردار سوار ہو ہو کے روانہ ہونے لگے زلزال نے سرپٹ گھوڑا ڈالدیا تھا۔ اب کچھ
خواجہ خضر ان کا حال سنیئے کہ یہ منڈھی اُڑاتے ہوے صحرا مین پہونچے تھے انھون نے منڈھی
ایک گھاٹی مین چھل الحدید کیا اُتاری سردارون کو زنبیل سے نکالا پشت آئینہ کی دکھا دکھا کر

ہوش مین لائے جو ہوش مین آیا اُسنے اک نئے شخص کو دیکھا سوا رفیع البخت کے کہ انھون نے
تو پہچان لیا اور خضران کو سلام کیا اور فرمایا کہ خواجہ تمنے ایسے وقت پر آکے مدد کی ہے کہ اب کوئی امید
رہائی باقی نہ تھی لیکن اور سردارون نے مثل نہیب مغربی کے کبھی دیکھا ہی نہ تھا تو پہچانتے
کیونکر اتنا سمجھ لیا کہ یہ شخص دوست ہے دشمن نہین خضران نے کہا کہ شعیب شامی سوداگر نے بادشاہ
اسلام کو آپکا پتا دیا تھا اور یہ بیان کیا تھا کہ مین نے بہار مغرب مین دیکھا تھا اور وہان سوا کفار
کے مسلمان کا نام نہین ہے ایسا نہو شاہزادے پر کوئی پیچ پڑے تو بادشاہ اسلام نے خواجہ زادون
کی راے سے مجھے روانہ کیا تھا اور اگر بادشاہ حکم نہ فرماتے تو مین خود ہی اجازت حاصل کرکے
آتا اسلیے کہ صاحبقران مجھے آپ ہی لوگون کی حفاظت کیواسطے چھوڑ گئے ہین رفیع البخت نے
کہا کہ آپ اُنکی مجلس کے رفیق ہین مین آپ کو خوب سمجھتا ہون مجھے آپ سے اس سے زیادہ امید
نہ تھی جو کچھ آپ نے کیا اور خواجہ زادون کی راے بھی نہایت صائب تھی اسلیے کہ سوا آپ کے
دوسرے شخص کا یہ کام نہ تھا کہ آئینہ محیط روشن ضمیر سے لے سکتا پستا ہے کہ یہ اسکا زندگی بھر کا یار
تھا اور اب وہ بے دست و پا ہو گیا۔ رفیع البخت نے جو خضران کو عمو کہا سب سمجھ گئے
کے انکو سلامین کرنے لگے خضران نے بھی ایک ایک کا حال دریافت کیا اور کہا کہ تم لوگ بارہ جگہ ہو
تمھارے واسطے مین جو کچھ کرون کم ہے لیکن ان لوگون کو جو مین نے قید سے چھڑایا تو کیا
حاصل رفیع البخت اسکے لیئے گھبرا کے نہیب مغربی نے کہا کہ ہم سب شاہزادہ کے خادم ہین
خضران نے کہا کہ زبانی خدمت کو مین نہین سمجھتا جو شخص روپیہ سے شریک ہو وہ بیکا شریک ہے
اسلیے کہ یہی ایسی چیز ہے جو انسان کے دل سے نہین نکلتی ہے نہیب مغربی ابھی تک اصل مطلب
کو نہ سمجھا کہا کہ روپیہ کیا چیز ہے ہماری جان کام آئے تو دریغ نکرینگے خضران نے کہا کہ جان قربان
کرنے والے تو بہت ملجاتے ہین روپیہ دینے والا نہین ملتا رفیع البخت نے کہا کہ مین روپیہ سے
بھی خدمت کرنے کو موجود ہون خضران نے کہا کہ بابا تمھارے پاس جو کچھ ہے وہ تو میرا ہی ہے
اسوقت نہیب مغربی نے کہا کہ قلعہ مین تشریف لیچلیے دعوت قبول فرمایئے مجھسے جو کچھ ہو سکیگا
روپیہ سے بھی خدمت کرونگا خضران نے کہا کہ تم شاہزادے ہو یہ مین نے تمھاری نسبت
نہین کہا تھا دنیا کی بات کہی تھی کہ لوگ روپیہ کو بہت عزیز سمجھتے ہین اور اصل یہ ہے کہ مین اشارتاً
کبھی نہ کہتا تمھاری رہائی مین بہت کچھ صرف ہو گیا اور مین اک غریب آدمی ایسے مصارف
کہان برداشت کر سکتا ہون۔ کہین کا بادشاہ نہین جاگیردار نہین تین روپیہ کا پیادہ ہون نہیب
مغربی نے کہا کہ اچھا اب قلعہ مین تشریف لیچلیے۔ رفیع البخت اور نہیب مغربی اپنے چارون
بھائیون اور قیدیون سمیت خضران کو لیکر کیائی سے اترے ہی تھے کہ آواز سم مرکب
کان مین آئی اب صبح ہو چلی تھی اور ماہتاب کی روشنی مین زردی پیدا ہو گئی تھی کہ دیکھا شاہزادہ
رفیع البخت نے آگے آئے تو دو عیار ایک پشتارہ بدوش اور ایک خالی چلے آتے ہین اور
پیچھے پیچھے ایک سوار مرکب کو دوڑائے چلا آتا ہے رفیع البخت حیران ہوے کہ یہ کیا ماجرا ہے
کہ اس سوار نے آواز دی کہ یا شیخ اوسر خیل مین آپہونچا اگر خیر چاہتا ہے تو پشتارہ
ملکہ کا میرے سپرد کر ورنہ موت کو اپنے سے دور نہ سمجھ مین زلزال بن خلخال بن صلصال
بن ذال بن دیو بن شامہ جادو بس سنتے ہی جو عیار خالی دوڑتا چلا آتا تھا اسنے پلٹ کے حقہ

آتشبازی مار کر مرکب زلزال کا چراغ پا ہوا اتنے عرصہ مین سرخیل پشتارہ لیے ہوے اور قریب
آگیا زلزال نے پھر مرکب کو سنبھالا اور تعاقب کیا اب تو رفیع البخت سے ضبط نہو سکا آواز دی کہ
اے سرخیل رکھدے پشتارہ دیکھون تو یہ ملعون کیسا ہی کہ ملکہ کو لیجاتا ہی یہ آواز سنکے سرخیل
کے جان مین جان آئی جب اسنے دیکھہ لیا کہ اب جتنا فاصلہ مجھہ سے اور زلزال سے ہی اتنا ہی
شاہزادہ رفیع البخت سے ہی تو اسنے پشتارہ زمین پر رکھہ دیا اور آپ پشتارے کے الگ ہوگیا
لیکن یہ سب نہتے تھے اور پیدل تھے زلزال مسلح تھا اور سوار تھا اسنے پشتارہ کی طرف بڑھنے کا
قصد کیا تھا کہ رفیع البخت سامنے جا پہونچے زلزال نے تلوار ماری لیکن رفیع البخت زیر شکم مرکب
چلے گئے تلوار زمین پر پڑی رفیع البخت نے چارون پاؤن پکڑکے سر شکم مرکب سے ملاکے جو
زور کیا زلزال سے دیو خصال کو مع مرکب اٹھا لیا اور خندق کی طرف بڑھے نہیب مغربی نے
تعریف کی کہ اے شہریار سبحان اللہ اب اسے نہ چھوڑیے گا خندق سامنے موجود ہی ڈبو دیجیے
اس ملعون کو رفیع البخت پہلے سے یہی سوچے ہوے تھے ادھر اہل قلعہ نے جو دیکھا کہ زیر
قلعہ یہ ہنگامہ برپا ہی جلدی سے دروازہ قلعہ کا کھول کر نکلے اور ہر ایک ان سب کے سواری
کے واسطے لے نے کو دوڑے اتنے مین گرد بن اڑنا شروع ہوئی اور سرداران لشکر زلزال
ایک لو دیگرے تھوڑی تھوڑی فوج سے پہونچنے لگے ادھر قلعہ سے بھی فوج نکلنے لگی اور تلوار
چلنے لگی سرخیل نے جو ہنگامہ دیکھا یہ پشتارہ اٹھا کر جانب قلعہ راہی ہوا ملکہ کو لیجاکے دلفریب کے
سپرد کرکے ہوشیار کیا اور سارا ماجرا بیان کیا یہ دل گئی لیکن خبر آمد رفیع البخت سے بہت تو
ہوئی یہان تلوار چل رہی تھی اور رفیع البخت زلزال کو مع مرکب اٹھائے ہوے لب خندق جا
پہونچے اور خندق مین کھینچ مارا - زلزال خندق مین گرا اور ایک غوطہ کھا کے جو ابھرا تو کنارے
پہ ابھرا یہان سب کو یہ خیال ہوا تھا کہ یہ ملعون غرق ہوگیا مگر ابھی وقت اسکی قضا کا نہ تھا
جھاڑیون کو پکڑکے نکل آیا اور تلوار کھینچی لشکر پر گرا نہیب مغربی نے دیکھا کہ یہ ملعون [illegible]
مرغی بنا ہوا لڑ رہا ہی نیمچہ لیکر کے آپڑا تلوار زلزال کے ہاتھ مین کھنچی ہوئی تھی قریب پہونچتے
ہی زلزال نے تلوار ماری کہ گردن مرکب نہیب مغربی کی قلم ہوگئی مرکب نے چرخ مارا نہیب مغربی
مرکب سے کود پڑا اور دوڑکر زلزال پر تیغہ آبدار کا وار کیا زلزال نے سپر بلند کی نہیب مغربی بھی
جوان زبردست ہی تیغہ نہنگ دار باندھتا ہی سپر زلزال کی قلم ہوئی خود پر جاکے تیغہ ٹھہرا نہیب مغربی
نے جھٹکا مارا کہ زلزال کے سر مین چار انگل کا زخم آیا زلزال تیورایا رفیع البخت نے آواز
دی کہ بس اب یہ زخمی ہی زخمی پر ہاتھ نہ اٹھانا چاہیے زلزال نے شرمندہ ہوکے طبل بازگشت بجوا دیا
اور پلٹ گیا - رفیع البخت ہنستے ہوے داخل قلعہ ہوے جسوقت یہ خبر ملکہ کو پہونچی کہ زلزال
ملعون میرے بھائی کے ہاتھ سے زخمی ہوکے پھر گیا تو بہت خوش ہوئی رفیع البخت اور
خضران کو لیے ہوے محل مین داخل ہوے ماں سے کہا کہ سلام کرو ملکہ تعظیم کو اٹھی سلام کیا
خضران نے دعا دی اور ایک ہار پھولون کا ملکہ کو پہنا کر نہیب مغربی سے کہا کہ لیجیے چڑھاوا
چڑھاؤ شگون کردیا اب ملکہ رفیع البخت کے نام کی ہوگئی تمھین خیال رہے کہ اب شادی ملکہ
کی انھین کے ساتھ کردینا اب یہان کوئی انکے بزرگون مین نہین ہی تو یہ فرض میرا تھا اور جسطرح
مین انکا مختار ہون اسیطرح تمکو ملکہ پر اختیار حاصل ہی کہ اسکے بڑے بھائی ہو باپ کی جگہ ہو

منیب مغربی نے عرض کی کہ واللہ ہی میرا بھی یہی خیال تھا کہ ملکہ کو مین انھین کی کنیزی مین دونگا بیاور بھی اچھا ہوا کہ آپنے ابتدا کردی ورنہ میری جانب سے اسکی ابتدا ہوتا شرم کی بات تھی۔ ملکہ دل مین نہایت خوش ہوئی کہ واقعی مین انھون نے پوری بزرگی ختم کردی جو لحاظ بھائیون کا تھا وہ بھی برطرف ہوا اور خلاصہ طور پر ملکہ رفیع البخت کے نامزد ہوگئی خضران نے پوچھا کہ بابا تمکو تو انکار نہین ہی رفیع البخت نے عرض کی کہ بھلا مین آپکی تجویز کے خلاف کرسکتا ہون خضران نے کہا کہ ہان میرے نزدیک بھی مناسب معلوم ہوا اور تمکو مین نے ایسا ہی سعادتمند سمجھ لیا تھا کہ تم انکار نکروگے جو کہا ورنہ ہرگز نہ کہتا بعد اسکے شاہزادہ نے سرخیل سے پوچھا کہ یہ کیا افتاد پیش آئی اور ملکہ کو کون لیگیا تھا جس سے تم چھین کے لائے سرخیل نے سارا واقعہ سیہ گوش گلیم پوش کا بیان کیا شاہزادہ نے سرخیل کی بہت تعریف کی خضران سے ملوایا اور کہا کہ میرے خاطر سے آپ اسکو فن عیاری مین اپنا شاگرد کرلین کہ اس سے بہارستان مغرب مین آپکا نام روشن ہوگا اصل یہ ہی کہ اسنے ابتدا سے میری شرکت کی جب یہ مسلمان بھی نہوا تھا اور شادی ملکہ کی زلزال کے ساتھ کی گئی تھی تو اسنے دو سو برس کی بڑھیا کو ملکہ بناکر زلزال کے ساتھ رخصت کردیا تھا اور ملکہ کو باغ سے نکالکر میرے پاس پہونچا گیا تھا اور اسوقت بھی بڑا کام کیا ورنہ سیہ گوش ملعون تو ملکہ کو لیہی گیا تھا اگر ملکہ زلزال کے قابو مین پہونچ جاتی تو خودکشی کرلیتی خضران نے سرخیل کی پیٹھ ٹھونک کر شاباشی دی اور کہا کہ طبیعت اسکی فن عیاری سے نہایت مناسب معلوم ہوتی ہی سرخیل نے لاہوت تیز گام کی تعریف کی اور کہا کہ اگر یہ مجکو رہا نہ کرتے تو ملکہ کی رہائی ناممکن تھی مین تو سیہ گوش ملعون سے دھوکا کھا گیا تھا اب خواجہ خضران نے سرخیل کو بھی زمرہ شاگردان مین داخل کرلیا اور فن عیاری سکھانے لگے لیکن زلزال جو زخمی ہوکے دربار سنجاب شاہ مغربی مین گیا اور سنجاب شاہ نے سنا کہ یہ میرے فرزند کے ہاتھ سے زخمی ہوکے آیا ہی تو دل مین نہایت خوش ہوا کہ ایک مرتبہ وہ اسکے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا تو خیر ایک بار یہ بھی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوا گو کہ سنجاب شاہ کو یہ ملال ضرور تھا کہ فرزند میرے مسلمان ہوگئے لیکن پھر اولاد اولاد ہی اور غیر غیر ہی اب انکو تو اس حال مین چھوڑا جاتا ہی کہ زلزال علاج زخم تیر مین مصروف ہی شاہزادہ رفیع البخت قلعہ مین آرام سے بیٹھے ہین لیکن یہان

چند کلمے داستان شوکت بیان سلطان جنگجو یعنی سکندر رستم خو کے بیان کیے جاتے ہین۔ غزل برآغاز داستان الفت بیان

طالب داد اگر پکارینگے
دشمن گا آ سنے پکارینگے
مشورت سے بڑھیگی تیغ اور
جان ہارینگے جی نہ ہارینگے
مشکل آسان اپنی ہو کہ نہو

پھر پلٹ کر وہ شیر مارینگے
کیون کیا ہے ہمنے خاموشی
لوگ دونون طرف ام بھارینگے
رہین زندہ بگاڑنے والے
وہ سویرے سے گھر سدھارینگے

اس سے کیا کام ہے وہ ہو کر خدا
انکھین کس منہ سے اب پکارینگے
دشمنی ہے یہ ہین عشق مین تیار
لوگ اب تک آنکھین سنوارینگے
ترچھے جاتے ہین آنکھ تیر نظا

اسکو تاکینگے اسکو مارینگے
پست ہمت ہوا دل مایوس
تمام لے لیکے ہم پکارینگے
آج ہمپر ہے مشق تیغ دنی
دلو نے کیا اسے اچھا رینگے
ہر تڑپنے سے جان دینا خوب
کل وہ زانو پہ ہاتھ مارینگے
چھپ کے بیٹھے تو ہو گئے سودا اور
یوں نہ ہم زندگی گذارینگے
آرزو جاتے ہو جنکو مسیح
غم وہ دریے مارا مارینگے

بزم سخن طوطی خوش نوا یعنی زمزمہ سنج سراپا یہ داستان یہانتک بیان کی گئی تھی کہ شاہزادہ سکندر رستم فر تین روز قلعہ سمرقند مین مہمان رہے بعد تین روز کے افغان بن طول سمرقندی سے رخصت ہوکر بارادہ بہارستان مغرب روانہ ہوے افغان بن طول سمرقندی دور تک پہونچانے آیا شاہزادہ نے قسمین دیکر رخصت کردیا اور فرمایا کہ تم اطمینان رکھو مین راستے ہی مین ذلزال ملعون کو شکار کرلونگا اب اسکی نوبت بھی نہ آئیگی کہ وہ زندہ پھرے اور آکر تمکو پریشان کرے افغان بن طول سمرقندی نے عرض کی کہ براے راہبری کسیکو ساتھ لیتے چلیے فرمایا کوئی ضرورت نہین ہی لقا پر راہبر ہونا چاہیے یہ فرماکر اپنے بارہ سو سواروں کو ساتھ لیے ہوے روانہ ہوگئے جاتے جاتے اک منزل پر پہونچے وہان تردد ہوا کہ کدھر جائین جو بہارستان مغرب مین پہونچین نہ کوئی آیندہ و روندہ کھائی دیا جس سے پوچھتے آخر ایک راہ اختیار کرلی اور روانہ ہوگئے کئی روز گذر گئے کہ سواے صحرا کے کوئی قصبہ قریہ دیہہ تک نہ ملا جو رسد ساتھ تھی وہ صرف ہوگئی اب لشکریوں پر فاقہ گذرا عرض کی کہ حضور اگر آج بھی کوئی سبیل نہوئی تو کل قابل سفر بھی نہ رہینگے فرمایا رزق کا خدا ضامن ہی اگر قضا ہی تو موت کے ہزار بہانے ہین لباس بھوک مرنا غیر ممکن ہی یہ فرماکر راہ استقلال پر قدم جماے چلے جاتے تھے کہ اک صحرا مین پہونچکر درختان میوہ دار بکثرت ملے اور پرند بھی غول کے غول دکھائی دیے اہل لشکر نے پرندوں کو شکار کرنا شروع کیا اور کباب لگا لگاکر کھانے لگے میوہ وغیرہ بھی دستیاب تھا لیکن سکندر رستم فر کو یہ دھن سمائی کہ مین تو آہو کو شکار کرکے اسی کے کباب کھاونگا اور اسی فکر مین چلے چند قدم بڑھے ہونگے کہ دیکھا ایک آہو مثل دیوانوں کے سامنے سے چلا آتا ہی سیارہ کوچک نے عرض کی کہ خدا شکر خورے کو شکر ہی دیتا ہی لیجیے یہ آہو خود آپکی جانب آتا ہی پس سکندر رستم فر نے تیر کو چلہ کمان مین پیوستہ کرکے جو مارا پیشانی پر پڑا اور توڑ کے پار گذر گیا آہو اچھل کے گرا سیارہ سے کہا کہ ذبح کر سیارہ قریب آیا شاہزادہ سکندر رستم فر بھی نزدیک آئے دیکھا تو پٹھے پر اور اک تیر ہاتھ بھر نکلا ہوا موجود ہی سکندر رستم فر انگشت بدندان ہوے اور سیارہ کوچک نے کہا کہ کبھی اگر مین یہ جانتا کہ یہ کسیکا تیر خوردہ ہی تو ہرگز تیر نہ مارتا خیر پھر اپنو جو ہوا وہ ہوا دیکھا جائیگا یہی کہہ رہے تھے کہ پڑاق سے گرد اڑی اور ایک نقابدار نارنجی پوش پیدا ہوا کہ مرکب کو سرپٹ دوڑاتے چلا آتا تھا نقابدار کی نظر جو اپنے صید پر پڑی اسکو نہایت غصہ آیا پکارا کہ اے قزاقو کیا تم نہین جانتے کہ یہ مقام کسکی عملداری مین ہی جو یہان آکر فکر راہزنی مین کھڑے ہو سے ہو بیچ بتاؤ کہ میرے صید کو کسنے صید کیا تاکہ اُسے بھی مین صید کرون سکندر رستم فر لقابدار کی نرم آواز پر اپنے محو ہوگئے کہ فرمایا کہ یہ غلطی مجھسے ہوئی مین نے تمھارے صید کو صید کیا لیکن دیکھا کہ یہ تیر کھائے ہوے ہی اپنا صید لیجاؤ نقابدار نے کہا کہ اسکی سزا یہ ہی کہ اٹھاؤ اس آہو کو اور میرے ساتھ چلو سکندر رستم فر

کچھ تو پشیمان تھے کچھ نقابدار کے دست و بازو اور اُسکی جرأت دیکھکر دل مین سکراتے تھے کہ بڑا منچلا معلوم ہوتا ہی کہ اپنی بساط کو نہین دیکھتا اور اس بانکپنے سے گفتگو کرتا ہے چونکہ انکو غصہ تھا مذاق سوجھا کہا کہ مین سے آجتک مزدوری نہین کی ہے یہ عیار میرا ہوچکا نقابدار نے جھنجھلا کر کہا کہ نہین تمھین کو لیجانا ہوگا فرمایا کہ کسطرح لیچلون بتادو۔ نقابدار نے کہا کہ چارون پانون اسکے باندھکر پشت پر لادلو۔ لیکن سکندر کو ہنسی آئی اور دل لگی سوجھی گھوڑے سے کود سے اور پانون آہو کے باندھکر فرمایا کہ اب کہو نقابدار نے کہا کہ ایسا نتھا ہی کہ اسے آہو کا لادنا نہین آتا ہی اُٹھا چلو ورنہ شامتین آجائینگی سکندر رستم نے فرمایا کہ پھر اپنے ہی گلے مین نہ لٹکا لو۔ نقابدار نے جھلا کر تلوار کھینچ لی اور کہا کہ مجھ سے تمسخر کرتا ہی ایسا سبق اس آہو کے بدلے ضرور دونگا یہ کہکر تلوار ماری سکندر نے نیمچہ نقابدار کا سپر پر روکا اور ایسی اوجھڑی دی کہ نیمچہ ٹوٹ گیا پس کلائی پکڑ کے کھینچا نقابدار گردن مرکب سے نیچے آرہا سکندر نے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے اُٹھا لیا دیکھا کہ زنجیر کمر طلائی ہی لیکن اس کشاکشی مین بند نقاب ٹوٹ گئے اور چہرہ دکھائی دیا نظر جو سکندر کی چہرہ نقابدار پر پڑی ہاتھون مین رعشہ پڑ گیا دیکھا کہ اک آفتاب حشر نمودار ہے سولہ برس یا سترہ برس کا سن + جوانی کی راتین مرادون کے دن + سکندر نے کہا لاحول ولا قوۃ یہ مین نے کیا کیا کہ اک عورت سے مقابلہ کیا یہ فرماکر پھر مرکب پر بٹھا کر چھوڑ دیا نقابدار نے تو باگ مرکب کی پھیری اور جس طرف سے آیا تھا اسی طرف روانہ ہوگیا اور سکندر رستم محو سم مرکب کو دیکھتے رہگئے جب نقابدار نظرون سے پنہان ہوگیا تو سیارہ کو چاک نے کہا کہ اب آہو کو ذبح کردون فرمایا کہ واللہ بغیر نقابدار کے مین کباب آہو کے ہرگز نہ کھاونگا اُٹھاؤ اس آہو کو اور تلاش مین اسکے چلو کیون بھئی تم تو ہمارے ساتھ قاف مین کبھی رہ چکے ہو بلکہ تو ہمارے ہمراہ خیوش پرستان مین ایک عورت ہی کوئی پری ایسی حسین ہمنے تمام پرستان مین نہین دیکھی مگر یہ ظالم تو قیامت کا دانہ ہے حسن رکھتی ہی میری طبیعت آجتک ایسی کبھی شیفتہ نہوئی تھی اور اس قتال عالم نے نیمچہ بازی ایسی کی کہ سمجھے اور بھی گھائل کر دیا بقول شاعر کام آ گئی اُسکی نزاکت وقت ذبح + زخم گردن پر نہ آیا دلپہ خنجر پھر گیا + سیارہ کو چاک نے عرض کی کہ چلیے وہ جو باغ سامنے معلوم ہوتا ہے نقابدار اُسی طرف گیا ہی یہ کہکر آہو کو سیارہ نے لادا اور سکندر رستم مرکب پر سوار ہوکر نشان سم مرکب دیکھتے ہوے جانب باغ روانہ ہوے راستے بھر سکندر رستم سیارہ سے ملکہ کے حسن کی تعریفین کرتے ہوے تا بہ دروازہ باغ پہونچے سیارہ نے کہا کہ بڑی بات تو یہ قابل تعریف ہی سپاہیون اور بہادرون کا معشوق بھی سپاہی اور منچلا ہونا چاہیے آپکے واسطے ایسا ہی معشوق زیبا تھا سکندر نے خوش ہوکے کہا کہ بھئی یہ تمنے میرے دل کی بات کہی مین حسن سے زیادہ اُسکے بانکپنے کا شیدا ہوگیا جب اُس نازک کلائی مین نیمچہ چمکتا تھا جبھی چاہتا تھا کہ یہ وار پھر روکون مگر اسوقت تک صورت نہ دیکھی تھی ورنہ مین اپنے کو زخمی کرا دیتا کہ اُسکا کچھ حوصلہ تو نکل جاتا سیارہ کو چاک نے عرض کی کہ اتنا عشق اچھا نہین جو عقل کھو دے فرمایا کہ بھئی یہ تو شان عشق ہی وہ کون لوگ ہوتے ہین جو سینے پر گل کھاتے ہین

ہم ایک آدھ جرکا ہی کھا لیتے کہ نشانی تو ہاتھ آتی۔ سکندر نے دربانون سے کہا کہ کیا نقابدار
نارنجی پوش اسی باغ مین رہتا ہی اُنھون نے کہا کہ ادب سے نام لو نقابدار بادشاہ کی دختر
ہی فرمایا کہ بھئی ہمتو نووارد ہین خالی نقابدار جانتے ہین ہماری طرف سے نقابدار کو اطلاع دو
کہ جو آہو آپ نے صید کیا تھا وہ حاضر ہی اسے منگوا لیجیے اور کباب لگائیے آپکے حکم کے موافق
مین خود آہو کو لیکے حاضر ہوا ہون اگر یقین نہو تو اپنے سامنے بلا کے دیکھ لیجیے کہیے گردن مین
لٹکا کے لے آؤن کہیے پیٹھ پر لاد لاؤن دربانون نے محلدار سے کہا محلدار پیام لیکر چلی
لیکن ملکہ جسوقت داخل باغ ہوئی تو گھبرائی گھبرائی پریشان سی تھی چنچل وزیرزادی نے جو
یہ حالت ملکہ کی دیکھی کہا خیر باشد آپ اسقدر پریشان اور گھبرائی ہوئی کیون ہین ملکہ تصویر
برق جمال نے کہا کہ کیا کہون آج عجیب سانحہ درپیش ہوا یہ کہکر سارا واقعہ بیان کیا اور کہا
کہ مین غصہ مین تلوار تو مار بیٹھی مگر بعد کو شرمندہ ہوئی کہ اُسکا کوئی قصور بھی نتھا اور علاوہ اسکے
قابل بھی اسکے نتھا کہ قتل کیا جاے چنچل سمجھ تو گئی مگر چہرائی کرکے پوچھا کہ قابل قتل کیون نتھا
اور قصور یہ کیا کم تھا کہ اس مقام پر آکے آہو تیر خوردہ کو صید کیا ملکہ نے کہا کہ وہ کسی دوسرے
ملک کا رہنے والا تھا اور اُسنے دیکھا نہ تھا کہ آہو تیر کھائے ہوے ہی میرا تیر پیٹھ پر پڑا تھا
اور مثل مشہور ہی کہ آہو کی ایک ٹانگ ٹوٹے پانچ ٹانگین ہو جاتی ہین آہو تیزی سے جا رہا
تھا اور اُسنے سامنے سے تیر مارا پیٹھ کا حال چہرہ سے کیونکر ظاہر ہو سکتا ہی اور اُسنے
عذر بھی کیا مگر میرا غصہ اُسوقت فرو نہوا مین تلوار مار بیٹھی اُسنے سچے کر زنجیر پکڑ کے اُٹھا لیا
اور پھر چھوڑ دیا اُسوقت میرا غصہ فرو ہوا تو مین نے دیکھا کہ انسان کا بیٹا ہی ملک ہی میری نظر
سے ایسا حسین مرد نہین گذرا چنچل سمجھی کہ ملکہ کا دل بھی اُسپر مائل ہوا کہا کہ اگر اُسنے بھی آپکو
دیکھ لیا ہی تو ضرور ڈھونڈھتا ہوا آئیگا ملکہ نے کہا کہ مین نے کیا اچھا سلوک اُسکے ساتھ کیا ہی
جس امید پر وہ آئیگا یہی ذکر تھا کہ محلدار نے آکر عرض کی کہ قربان جاؤن دو مرد سے دروازہ
باغ پر ایک آہو لیے کھڑے ہین اور کہتے ہین کہ نقابدار سے کہو ہم آپکے حکم کے موافق
آہو کو خود اُٹھا کے لائے ہین چنچل کو ملکہ کا ایما تو پہلے ہی معلوم ہو چکا تھا کہا بلالو اور کہو کہ
نقابدار فرماتی ہین کہ یہ صید شرکت کا ہی ہم تم ملکے اسکے کباب کھائین محلدار نے جا کے کہا
یہان تو تمنا اسکے دل ہی مین تھی آہو سمیت داخل باغ ہوے یہان ملکہ نے چنچل سے کہا کہ اری
اوٹ تو کھڑا کر دو اے اچھا کیا جانتی ہی کہ مین غیر مرد کے سامنے جا بیٹھون چنچل نے
اوٹ لا کے کھڑا کر دیا مگر ملکہ پر آوازہ کسا کہ ہمین بھی اس پردے کا تماشا دیکھنا ہی کہ پردہ
کبتک رہتا ہی جب دل سے پردہ اُٹھ گیا تو ظاہری پردہ سے کیا حاصل ملکہ نے کہا اب تو گستاخ
ہوتی جاتی ہی اتنے مین سکندر مع رستم و فولاد سیارہ کی جگہ سامنے اوٹ کے پہونچے سیارہ
ہرن کو لادے ہوے تھا ملکہ نے فرمایا کہ یہ تو مین نے نہین کہا تھا کہ آدمی پر اسنے آہو کھوا
لائیے فرمایا کہ یہ آدمی میرا بھائی ہی جیسے مین آہو کو اُٹھا کے لایا ویسے یہ اور اگر تمہاری خوشی
ہو تو مین خود اُٹھا لاؤن لانا بھی تجھے دینا یہ کہکر سیارہ کی طرف بڑھے تھے کہ ملکہ نے پردہ
سے منع کیا اور کہا کہ خیر اب آپ ہمارے مہمان ہین وزیرزادی نے سامان کباب لگانے کا
مہیا کر دیا شاہزادہ نے فرمایا کہ لطف تو یہ تھا کہ جسطرح شرکت کا صید تھا اُسیطرح شرکت مین کباب لگا

سکندر رستم نے کہا کہ بھاگنے کی کیا ضرورت ہی ابھی بدنام ہوگی کہ فلان کی دختر بھاگ گئی کہو تو
جاکر ابھی اُن شخصون کو ماردون کہ تمہارے باپ کو یہان سے جانے کی مہلت نہ دین لیکنے دونون ملکہ نے
کہا خدا کے لیے ایسا نکرنا اُسکی بارگاہ مین ایسے ایسے پہلوان زبردست ہین کہ جنکا مثل و نظیر
نہین ہی غضب تو یہ ہی کہ دیو کش اک سردار ہی کہ اُسنے دیو دیون کو مارا ہی زبردست دیوانہ بلا کا پیادہ زمان
ہی لوہے کی زنجیر باندھتا ہی سرخاب قوی بازو اور سہراب قوی بازو ایسے زبردست ہین کہ شیر
کی کلائی توڑ ڈالتے ہین گینڈے کو اُٹھا لیتے ہین سکندر نے کہا کہ تمنے اشتیاق میرا بڑھا دیا
دیتی ہو مین ضرور ان سردارون سے مقابلہ کرونگا سیارہ کو جاسے نے کہا کہ ہمین بھی ملکہ کی
بدنامی ہو یہ کیسا کہ خیال شاہ خود ملکہ کو آپکے حوالے کردے سکندر نے کہا کہ لطف تو لڑا ہی کے
لینے مین تھا جنجل نے کہا کہ تو فطرتی تو بڑا معلوم ہوتا ہی اگر ایسی کوئی تدبیر نکلے تو اس سے
بہتر کیا ہی سیارہ کو جاسے نے کہا کہ آج ہی اسکا انتظام ہو جائیگا کل بادشاہ ملکہ کو انکے سپرد کردیگا
یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور شاہزادہ سے کہا کہ آپ نقابدار بنکر فلان مقام پر ٹھہریے اور نام اپنا
سوار قدرت ظاہر کیجیے مین پرندہ قدرت بنکر دربار بادشاہ مین جاتا ہون اور کہتا ہون کہ خداوند
نے سوار قدرت کو آپکی نصرت کے واسطے بھیجا ہی لوگ آپکو استقبال کرکے لیجائینگے سکندر
نے اس رائے کو پسند کیا اور جنجل تو پھڑک گئی ملکہ بھی اسکے فقرے پر مسکرائی سیارہ باغ
سے نکلکر شہر خیال مین آیا اور ایوان شاہی کی جانب روانہ ہوا دیکھا کہ شہر مین بلڑا ہی لشکر کے
سوار انتظام سفر مین دوڑتے پھرتے ہین اک غل ہی کہ کل صبح کو بادشاہ بہارستان مغرب
کی طرف جائیگا سیارہ کو جاسے دروازہ ایوان پر پہونچا چوبدار سے کہا کہ بادشاہ سے اطلاع کرو
کہ پرندہ قدرت ملک سار لقیہ سے آیا ہی چوبدار نے جاکر خیال شاہ سے کہا خیال شاہ نے بلا لیا
پرندۂ قدرت نے جاکر فرمان خداوندی پیش کیا خیال شاہ نے اُس کاغذ کو پڑھا تحریر تھا کہ اے
خیال شاہ ہمین تمہاری خوش نیتی کا حال روشن ہوا ہم یہان بیٹھے بیٹھے سب کچھ دیکھتے ہین
جسوقت یہ بات تمہارے دل مین آئی کہ مین اپنی دختر کو نذر خداوند کرونگا اُسیوقت ہمکو معلوم
ہوگیا دریاے کرم جوش پر آیا ہمنے تمہاری مدد کے واسطے سوار قدرت کو روانہ کیا ہی تم پہلے
اُسکی ہرطرح آزمایش کرلینا یہ ایک سوار قدرت عالم بھر کے زیر کرلینے کو کافی ہی بہارستان مغرب
کو یہ تنہا فتح کرکے تمہین بےفکر کردیگا تمکو لازم ہی کہ ملکہ کو سوار قدرت کے حوالے کردو یہ ملکہ کو
ہم تک پہونچا دیگا اس سوار قدرت کو امین قدرت بھی کہتے ہین اور انکا نام رازدار قدرت بھی
ہی یہ مضمون دیکھکر شہر خیال کا بادشاہ یعنی طرطوس خیالی نے فرمان کو سر پر رکھا آنکھون سے
لگایا اور کہا کہ دیکھو عنایت خداوند کو کہ سوار قدرت کو میری مدد کے واسطے روانہ کیا اور میرا ارادہ
ہوا تھا کہ مین ملکہ کو نذر خداوند کرونگا اس راز سے بھی خداوند آگاہ ہوگئے تمام اہل دربار وجد کرنے
لگے طرطوس خیالی پرندۂ قدرت کے ساتھ براے استقبال سوار قدرت روانہ ہوا جب شہر سے
نکلکے صحرا مین پہونچا تو دیکھا کہ سوار قدرت لباس نارنجی زیب جسم کیے ہوئے نقاب نارنجی
منھ پر ڈالے اک درخت کے نیچے کھڑا ہی طرطوس خیالی نے نقابدار قدرت کے ہاتھ چومے اور کہا
کہ آپکو تو رحمت خداوند کہنا چاہیے یہ کہکر نقابدار کو اپنے ساتھ لیا اور ایوان شاہی مین آیا اپنے
تخت کے برابر اک دنگل جواہر نگار پر بٹھایا سوار قدرت تن کے بیٹھے اور سردارون پر نظر ڈالنا

شروع کی لیکن سرخاب قوی بازو اور صحرا ایسا قوی بازو برابر برابر بیٹھے ہوئے تھے اور سوار قدرت
کو دیکھکر آپس میں کہہ رہے تھے کہ دست بازو تو کچھ بازو قوی نہیں معلوم ہوتے دوسرے بدن کا
آدمی ہے طاقت جثہ پر موقوف ہے نہیں معلوم خداوند نے کیا سمجھ کے بھیجا ہے ہاں اگر اس نقاب
میں کوئی اسرار ہو تو وہ دوسری بات ہے جسطرح فرعون شاہ کے عہد خداوندی میں چار نقاب دار فرعون
کے یہاں تھے کہ جب وہ نقاب چہرے سے اٹھا لیتے تھے تو ایک کی صورت دیکھکر ہنسی آتی
تھی اور ایک کی صورت دیکھکر رونا آتا تھا اور ایک کو ڈرا مارکے بیہوش کرتا تھا ایک کا مقابلہ کسیوقت
قدر پڑھتا تھا یہ باتیں کرکے صحرا ایسا قوی بازو نے کہا کہ اے سوار قدرت کیا آپکے نقاب ڈالنے کا
کوئی خاص سبب ہے یعنی اگر نقاب چہرہ پہ ہو تو اثر آپکے چہرہ کا زائل ہو جاتا ہے یا یہ بات ہے کہ آپ
مقابلہ کے وقت نقاب اٹھا لیتے ہیں سوار قدرت نے کہا کہ میں خاص صحابہ حضرت خداوندی کا
رہنے والا ہوں اسوجہ سے نقاب چہرہ پہ ڈالے رہتا ہوں کہ ہر شخص میری صورت نہ دیکھے اور کوئی
اسرار نہیں ہے طرطوس خیالی نے کہا کہ خداوند نے آپکے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ جیسا چاہو
امتحان سوار قدرت کا لیلو یہ تحقیق ہے کہ عالم میں کوئی اسیر غالب نہیں آسکتا اسلئے بنا پر
جی چاہتا ہے کہ کوئی زور آپکا دیکھیں سوار قدرت نے کہا کہ جو کچھ طرطوس خیالی نے کہا کہ بس
ایسا زور دکھا دیجئے کہ میرے سردار مان جائیں ہم سوار قدرت ہیں اور یہ دونوں بیٹھے ہیں
سوار قدرت نے دنگل سے اٹھ کے صحرا ایسا قوی بازو اور سرخاب قوی بازو دونوں کے
پاس آئے پکڑے اور زور کرکے دونوں کو اٹھا لیا۔ اہل دربار کے رنگ زرد ہو گئے اور طرطوس خیالی
نے کہا کہ کیا کہنا اگر آپ ایسے نہ ہوتے تو خداوند آپکی تعریف کیوں تحریر کرتے سوار قدرت
نے آہستہ سے انکو پھر زمین پر رکھدیا لیکن یہ دونوں جو شرمندہ ہوئے کہا کہ اے سوار قدرت
ہم بیٹھے ہوئے تھے اٹھا لیا نہ انکو ڈال سکے نہ زور کر سکے یوں اٹھا لینا ایسا ہی ہے جیسے
کوئی نال اٹھا لے یا کسی بھاری پتھر پر زور کرے فرمایا کہ اگر اسے آسان سمجھتے ہو تو میں
اسی طرح بیٹھا ہوں تم دونوں مل کے مجھ اکیلے کو اٹھا لو صحرا ایسا قوی بازو اور سرخاب قوی بازو
آکے لپٹے دونوں نے ہر چند زور کیا کچھ نہ ہوا دنگل کو جنبش بھی نہ ہوئی بس ایک مرتبہ سوار قدرت
نے بیٹھے بیٹھے دونوں کی کمر کے بند پکڑ لئے جو زور کیا مسند سے اٹھا لیا اہل دربار
کے رنگ زرد ہو گئے کہ اللہ رے تیری قدرت طرطوس خیالی نے بہت تعریف کی سوار قدرت
نے ان دونوں کو آہستہ سے چھوڑ دیا جب امتحان ہو چکا تو سوار قدرت نے کہا کہ کچھ لوگ
میری راحت کے واسطے اور خاص اردلی کے لئے خداوند نے بھیجے ہیں تمکو نہیں معلوم ہوا
لیکن مجھے خبر ملگئی لہذا انکو بلوا لو وہ فلان صحرا میں ہیں طرطوس خیالی نے کہا کہ میں خود
لینے کو جاؤں سوار قدرت نے کہا اسکی ضرورت نہیں ہے میں بیٹھے بیٹھے انکو بلا
لیتا ہوں یہ فرما کے ستارہ سے اشارہ کیا ستارہ گیا اور جا کے ان لوگوں سے بیان کیا کہ
آقا تمہارے سوار قدرت بنے ہیں تم خاموشی کے ساتھ بسر کرنا کہ راز نہ فاش ہو جو پوچھے کہنا
کہ ہم سوار قدرت کے ملازم ہیں اور خداوند کے بھیجے ہوئے آئے ہیں سب کے سب سوار ہو کے
ساتھ آئے سوار ہو کے آکر اطلاع دی طرطوس خیالی نے سوار قدرت کے آجانے سے آج
ارادہ سفر کو ملتوی کر دیا اور کہا کہ میں کل جاؤنگا اور سوار قدرت کے ملازمین کو قریب باغ ملکہ

تصویر پری جمال کے اُترنے کا حکم دیا اور رات کو بڑے دھوم سے ملک طرطوس نے سوار قدرت
کی دعوت کی بعد دعوت کے کہا کہ کچھ آپ سے زبانی بھی خداوند نے کہا ہے سوار قدرت نے فرمایا کہ
اتنا ارشاد کیا تھا کہ اگر کوئی امانت ہماری تمہارے سپرد کیا ہے تو اسکو اپنی حفاظت میں رکھنا جیسی
ہماری مصلحت ہوگی ہم فرشتگان قدرت کو بھیج کے بلا لینگے طرطوس خیالی نے کہا کہ اپنی وہ امانت میں
آپکے سپرد کروں یہ کہکر سوار قدرت کو ساتھ لیے ہوئے ملکہ کے باغ میں آیا سوار قدرت اور پرندہ قدرت
ساتھ ساتھ تھے ملکہ وزیرزادی سے کہہ رہی تھی کہ آج سفر تو ملتوی ہو گیا اور سنا ہے کہ بابا جان سوار قدرت
کے لینے کو گئے تھے اسکی دعوت ہو رہی ہے کہ اتنے میں طرطوس خیالی سوار قدرت کو لیے ہوئے
پہونچا اور ملکہ کی طرف دیکھ کے کہا کہ اے نور دیدہ ہمنے تمکو نذر خداوند کرنے کی نیت کی تھی وہ نذر
ادا کرنے سے پہلے قبول ہوگئی خداوند نے اس سوار قدرت کو بھیجا ہے اور یہ فرمان آیا ہے کہ ملکہ کو
سوار قدرت کے حوالے کردو لہذا آج سے میں نے تمکو سوار قدرت کی نگہبانی میں دیا اور آج سے
سوار قدرت تمہارے ساتھ رہینگے ملکہ نے کہا کہ میری وزیرزادی اور سہیلیاں کہاں رہینگی طرطوس
خیالی نے کہا کہ تمہارے ساتھ رہینگی ملکہ نے سر جھکا لیا طرطوس خیالی پلٹ کے اپنے ایوان میں
آیا پرندہ قدرت یعنی سیارہ کو چاسے نے کہا کہ کیوں ملکہ سچ کہنا کیا ڈھینگا ڈھانگی کی عیاری کی ہے
ملکہ بھی دل میں تو خوش تھی ظاہر میں کہا کہ تو نے آتے ہی تمام عزیزوں سے چھڑوا دیا چنچل نے کہا کہ
تو آدمی ہے یا کوئی بلا ہے قیامت کا فقرہ دیا کہ سب کو یقین آگیا۔ غرضکہ طرطوس خیالی نے دوسرے
روز کوچ کیا اور مع سوار قدرت جانب ملک سنجابیہ روانہ ہو گیا

اب کچھ چند کلمے داستان بہارستان مغرب کے بیان ہوتے ہیں

شعر: یا لتسنوا اے ہمدم داستان + کہ باز آمدم بر سر داستان + یہ بیان ہو چکا ہے کہ شاہزادہ
رفیع البخت قلعہ جبل السحاب میں رونق افروز ہیں اور نرلزال علاج زخم سر میں مصروف ہے سنجاب شاہ
مغربی نے کہا کہ اے نرلزال چونکہ اب یہ بات ظاہر ہوگئی کہ رفیع البخت کیسر بدیع الملک ہے اور
خداپرست ہے شمار اسکا دشمنان خداوند میں ہے لہذا اب میں تیرا شریک ہوں لیکن عجیب
معاملہ ہے کہ فرزند میرے اسکے شریک ہو گئے ہیں گویا مجھکو اپنے فرزندوں سے لڑنا پڑا ہے مجھکو
اطاعت خداوند ساریق سے مطلب ہے میں اپنے فرزندوں کا ہرگز شریک نہیں لیکن میرے سردار
میرے فرزندوں سے دل لیتے انکو یہ خیال ہوگا کہ ہم انکے مطیع رہ چکے ہیں اب انکے مقابلہ کرنے
رفیع البخت کے مقابلے میں کسیکو عذر وا انکار ہوگا میں بہت پریشان ہوں کہ کیا کروں کیا
صحیفۂ روشن ضمیر کو اپنے آئینہ پر بہت ناز تھا تو وہ بھی چھن گیا اب خداوند ہی مدد کریں تو کچھ ہو سکتا ہے
یہی ذکر تھا کہ چوبدار ہرکاروں کی گرد آلودہ پسینے میں عرق آگرد یا وشنار سنجاب بجا لاکے بیان
کرنے لگی کہ بادشاہ ملک خیال ملک طرطوس مغربی چار لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے واسطے
گرفتاری رفیع البخت کے آتا ہے اور سوار قدرت فرستادہ خداوند ساریق اسکے ہمراہ ہے۔ یہ سنکر
سنجاب مغربی نے اپنے سرداروں کو واسطے استقبال کے روانہ کیا دل میں کہتا تھا کہ خداوند کو سب
حالات کی اطلاع ہے کہ نرلزال سے بھی کچھ نہ ہو سکا جو سوار قدرت کو بھیجا ہے یقین ہے کہ سوار قدرت
سبکو گرفتار کرلیگا اتنے میں سرداران سنجاب مغربی طرطوس خیالی کو مع الشکست دلوانہ وعقاد ہو کر

تو سوار قدرت لیکر آئے سب نے تعظیم دی اور سوار قدرت کی تعظیم کو سنجاب خود بھی اپنے مقام
سے اٹھا طرطوس خیالی کو اپنے پہلو میں جگہ دی اور سوار قدرت کو سب سے بالا دست بٹھلا
کو دنگل دیا تمام سردار سوار قدرت کو دیکھ رہے تھے اور پرندہ قدرت ہمراہ سوار قدرت کے
موجود تھا طرطوس خیالی نے پوچھا کہ اب حالت اس ملک کی کیا ہے سنجاب نے بیان کیا کہ ہم بڑی
ہی عجب کشمکش میں ہون کہ کچھ بن نہیں پڑتی ہے ادھر تو خداوند کے عتاب سے پر عتاب نازل ہوتے
ہیں ادھر اس پسر بدیع الملک نے پریشان کر رکھا ہے کہ پہلے تو فقیر بن کے میرے ملک میں
آیا بانو ملکہ کا اسکی دعا سے سرسبز ہوا تب اسکے نہنگ کو جاکے مارا چونکہ یہ احسانات اسکے تھے
میں نے اپنے دربار میں اسکو عزت دی یہ فعل میرا خداوند کے خلاف مزاج ہوا نبیرہ خان
اعظم یعنے زلزال بن قلتبان کو خداوند نے اسکی گرفتاری کے واسطے بھیجا میں نے دینے سے
انکار کیا اور اسکے عوض میں شادی اپنی دختر کی زلزال کے ساتھ کر دی لیکن یہ فعل میرا میرے
فرزندون کے خلاف ہوا۔ رفیع البخت انکا شریک ہو گیا اب ملکہ کو لیجا کے قلعہ میں رکھا ہے
میں لڑون تو کس سے لڑون کیا اپنی اولاد سے مقابلہ کرون رفیع البخت الیاز بردست و
بہادر ہے کہ اب مجھے اپنے ملک کا اندیشہ ہے محیط روشن ضمیر پاس اک آئینہ تھا وہ بھی خضران
عیار نے خداوند دم خنیثہ بنکر چھین لیا سب کو محیط روشن ضمیر نے اسیر کر لیا تھا اسیرون کو بھی
خضران رہا کر لیگیا زلزال ہاتھ سے میرے فرزند کے زخمی ہوا طرطوس خیالی نے کہا کہ آپ
پریشان نہون اول تو میرے سردار ہی کیا کم تھے اب خداوند نے سوار قدرت کو میری حمایت کی
کے واسطے بھیج دیا ہے آپ اطمینان رکھیے میں اس جھگڑے کو آسانی سے فیصل کرادونگا کہ سانپ
مر جائیگا اور لاٹھی نہ ٹوٹے گی جسوقت سوار قدرت پسر بدیع الملک کو اسیر کرکے خدمت میں خداوند
کے بھیج دیگا اور تمھارے فرزندون کو سمجھایا جائیگا تو وہ خود ہی مجبور ہو کر اطاعت اختیار کرینگے
اور ملکہ کو بھی زلزال کے حوالے کر دینگے آپ طبل جنگ بجوائیے سنجاب شاہ نے حکم دیا ہی تھا و
نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکارون نے قلعہ میں جاکر شاہزادہ
رفیع البخت سے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ کوئی شخص طرطوس خیالی ملک جبال کا بادشاہ
چار لاکھ آدمیون کی جمعیت سے مدد سنجاب کو آیا ہے سنا ہے کہ ایک نقابدار زناربھی پوش اسکے
ہمراہ ہے اسکو سب سوار قدرت کہتے ہیں اسنے یہ دعوی کیا ہے کہ میں بہت جلد اس جھگڑے کو
فیصل کر دونگا اور مشہور یہ ہے کہ سوار قدرت فرستادہ سارق بن لقا ہے اب سنجاب مغربی
اور زلزال اور طرطوس شاہ خیالی سب ایک ہو گئے ہیں اور آپکا نام اصلی مشہور ہو گیا ہے
اور ہر شخص کو معلوم ہو گیا ہے کہ رفیع البخت فرزند صاحبقران ثالث ہیں نقابدار زناربھی پوش
المعروف بہ سوار قدرت نے اپنے نام پر طبل بجوا دیا ہے فرمایا کچھ پروا نہیں لشکر ہمارا قلعہ سے
باہر جانے اور ہمارے لشکر میں بھی کوس حربی بجے اسی وقت سرمست فیل روز پیش خیمہ لیکر
قلعہ سے باہر آیا بارگاہ برپا کی اور نقارہ رزمی بجوا دیا تمام رات تیاری جنگ ہوتی رہی صبح کو دروازہ
قلعہ کا کھلا اور باقی ماندہ سردار بھی قلعہ کے باہر آئے شاہزادہ رفیع البخت نے نماز صبح سے فراغت
حاصل کر کے مرکب طلب کیا اور پشت مرکب شبرنگ باد رفتار پر بیٹھ کے راہی میدان کارزار ہوا
پچ رفیع البخت نے اپنے لشکر میں وہ علم بلند کیا ہے جسکا نام علم نہنگ پیکر ہے یہ اسی نہنگ کی

کہان ہی جیسے رفیع البخت نے شہزادہ [illegible] کے قریب جا کے مارا تھا اور کہان اُسکی ساتھ لپیٹے لے
گئے اُس وقت سے یہ پوست نہنگ انگلین کے قبضہ مین تھا شب کو اُسکا علم تیار کیا گیا پھر اُس
کی جگہ وہ کھال لگائی گئی سر مست فیل زور اُس علم کو اُٹھائے ہوئے ہی چارون طرف سنجاب
مغربی کے ہمراہ رکاب مین لاہور تیز گام زمین تھامے ہوئے ساتھ ساتھ ہی نہیب مغربی
بعہدہ سالاری لشکر ہی سر مست داروغہ بارگاہ اور علم بردار فوج ہی آج تو لشکر کی اور ہی رونق
ہی اسطرف زلزال بن قلتغان تین لاکھ سوار و پیادل کی جمعیت سے کھڑا ہوا ہی فوج پشت پر ہے
سنجاب شاہ مغربی مع اپنی فوج کے ایک جانب صف آرا ہی اور طرطوس خیالی اپنی فوج کے آگے
سب سے آگے جمائے ہوئے ہی سوار قدرت سب سے آگے بڑھا ہوا کھڑا ہی پرندہ [illegible]
گوشہ زین سنبھالے ہوئے ہی بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نہیب دیکے
ہٹ گئے تو طرطوس خیالی نے اپنے لشکر کی طرف دیکھا اور کہا کہ ہان لیس ہان کا کہنا تھا کہ
المست دیوانہ نے اپنے کرگدن کو چھیڑا اور میدان مین آکر بعد سلام سنوبری سپاہ اسند کہا کہ جسکو
دعواے مقابلہ ہو وہ نکلے میدان مین یہ سننا تھا کہ صمصام مغربی نے شاہزادہ رفیع البخت
سے اجازت لی اور مقابلے مین المست دیوانہ کے آیا دیوانہ نے چوب دست کا وار کیا صمصام مغربی
نے چوب اسکی پیش روکی مرکب صمصام مغربی کا مارا گیا اور صمصام مغربی جست کر کے گھوڑے
سے علیحدہ ہوا تلوار کھینچ مارا کہ مرکب کو دیوانے کے گردن دیوانہ کو دو پڑا اور صمصام مغربی
سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی تھوڑے سے کار پاؤن دیوانہ کا موشخانہ مین جا کے ٹوٹا رنگ زرد
ہوگئی دست و پا مین رعشہ پڑ گیا پس صمصام مغربی اسے چھوڑ کے علیحدہ ہوا اور آواز دی کہ ہا
اُٹھا لو اس دیوانے کو کہ پاؤن اسکا ٹوٹ گیا ہی لوگ طرطوس خیالی کے آئے اور دیوانے کو
لیگئے اب بہرام خیالی لشکر طرطوس سے نکلا اور مبارز طلب ہوا اسکے مقابلے کو ہشام مغربی
آیا نیزہ بازی ہوئی ہشام نے نیزہ ہاتھ سے بہرام کے نکال دیا نوبت شمشیر زنی کی پہونچی مرکب
بہرام کا مارا گیا چاہا اسنے کہ وہ بھی علیحدہ ہون لیکن جب تک پشت مرکب سے جدا ہو
تڑپ کے گرا پاؤن بہرام کا زیر مرکب دب کے ٹوٹ گیا لوگ اُسے بھی آکے لیگئے ہشام
فتح و فیروزی میدان سے پھر کر لشکر مین آیا ارژنگ زرہ پوش لشکر طرطوس سے نکلا اسکے مقابلے
کو قمقام مغربی آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی قمقام نے نیزہ ہاتھ سے ارژنگ کے
نکال دیا نوبت شمشیر زنی کی آئی ارژنگ ہاتھ سے قمقام کے زخمی ہوا اسپ بھگا کر عقعقا
دیوکش نے [illegible] وا باگ کا لیا اور میدان مین آکر نہیب دی کہ اسے نہیب مغربی [illegible]
کہ آج ستارہ تمھارا اوج پر ہی ورنہ جو جو سردار زخمی ہوے ہین یہ ایسے نہ تھے کہ اسطرح زخمی ہوتے
خیر آج جو ہین مرضی خداوندی ہی تو یونہی سہی کسی کو میرے مقابلے کے واسطے
بھیجئے کہا کہ مین خود آتا ہون یہ کہکے شاہزادہ رفیع البخت سے اجازت طلب کی فرمایا کہ اے [illegible]
عقعقا دیوکش اسکے لشکر مین ایک سردار معلوم ہوتا ہی تمنے کیون جلدی کی نہیب مغربی نے کہا کہ
اسنے مجھے ٹوکا اب بھی مین نہ نکلتا تو اسلحہ جنگ باندھنا بالکل بیکار تھا اور اگر [illegible] دست سے
مین کبھی معدوم کا تباہ ہوا نہین ہون آپ تماشا تو دیکھئے فرمایا کہ خدا حافظ حقیقی نگہبان ہو یہ
اسنے سلام کیا اور رخصت ہوکر سامنے عقعقا دیوکش کے آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی

عقابے دیوکش کا نیزہ نہیب مغربی نے ہوائی کیا رفیع البخت نے تعریف کی اسنے پلٹ کے
سلام کیا سنجاب بہت جلا کہ اجو میرے فرزند اسکا ایسا ادب کررہے ہیں کہ میرا بھی اسقدر
لحاظ نہ کرتے تھے اول تو جو نکلا وہ اجازت لیکے نکلا اور تجسیم اختر شناس خوش ہورہے ہیں
سوار قدرت ملتی جنکے گھڑے سے دیکھ رہے ہیں عقابے دیوکش نیزہ نکلنے سے جوش مند ہو
تو اسنے اپنا گرز سنبھالا ساڑھے گیارہ سو من کی ضرب باندھتا ہے دور دور اسکے دیوکشی کا شہرہ
ہے پس اسنے گرز کو سر پر پیچ دیکر آواز دی کہ اے نہیب مغربی یہ وہ ضرب ہے جس سے پہاڑ
ٹکڑے ہوتے ہیں اور دیو پست ہوتے ہیں خبردار ہوجاؤ یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہ کیا تھا نہیب مغربی نے جلد
سے اپنے گرز کو اٹھا کے چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز سے سناٹے کی صدا پیدا ہوئی اور گرز
گرز پر پڑا تو تڑاقہ ہوا لنگر ضرب کا نہیب مغربی نے سنبھالا رفیع البخت نے دعا کی کہ
خداوندا بچانا اس ضرب سے نہیب مغربی کو لیکن مرکب نہیب مغربی کی ٹوٹ کے تحت گرد
ہوا رفیع البخت نے لاہور تیز گام کو اسکی خبر کے واسطے بھیجا اور سمجھ چکے تھے کہ اگر نہیب
مغربی اس ضرب سے بچ گیا تو مرکب ضرور مارا گیا ہوگا انھوں نے دوسرا مرکب روانہ کیا لاہور
نے پانی کے چھینٹے دے کے گرد کو بٹھایا ادھر سنجاب شاہ مغربی نے دل پکڑ کے سنبھالا
کہ دیکھیے فرزند میرا اسکی ضرب سے کیونکر جانبر ہوگا لیکن جس وقت گرد بیٹھی تو دیکھا کہ نہیب مغربی
بیہوش ہورہا ہے لاہور نے منہ پر پانی کا چھینٹا دیکے ہوشیار کیا اور دوسرا مرکب سواری کو
دیا پس نہیب مغربی نے دوسرے مرکب پر بیٹھ کے آواز دی کہ او گبر تو نے قیامت کی
ضرب لگائی ہے اسے بھی کہ یہ پیغام قضا ہے تیز کھلے تلوار کمر سے کھینچ لی اور عقابے دیوکش
پر وار کیا عقابے دیوکش نے چاہا کہ بند دست پکڑلے مرکب نے ٹھوکر کھائی مگر دوسرے
کہ ابتیغہ سر پر بیٹھا جاتا اوسنگل در آیا تھا کہ عقابے دیوکش نے دستانہ مارا تیغہ اچٹا کہ جسم سے
نکلا رفیع البخت نے آواز دی کہ اے نہیب مغربی بس پلٹ آؤ کہ وہ زخمی ہوگیا ہے نہیب مغربی
پلٹا سنجاب شاہ کے جان میں جان آئی رفیع البخت شکر خدا بجا لائے کہ ہاتھ سے اس کافر کے
نہیب کا بچنا دشوار تھا ادھر لوگ آکر نہیب مغربی کو لیگئے سوار قدرت نے نکلنے کا قصد کیا تھا
کہ پرندہ قدرت نے منع کیا اور کہا کہ آج ساعت بد ہے سنجاب شاہ مغربی نے دیکھا کہ اب تو
میرے فرزند تو لڑ چکے انہیں سے کوئی مقابلہ کو نہ نکلیگا پس اسنے اپنے سردار غضنفر فیل کش
کو حکم دیا کہ جا اور پسر صاحبقران کو لڑکے مقابلہ کر غضنفر اسی وقت اپنے گینڈے کو بڑھا کر
میدان میں آیا اور پکارا کہ اے درویش جگر ریش تو نے اب سپہگری اختیار کی ہے نہنگ کو
مار کر یہ جان لیا کہ ہم سے زیادہ زبردست کوئی نہیں ہے مجکو سنجاب شاہ مغربی نے اجازت
ہی نہ دی ورنہ میں اس نہنگ کا خاتمہ کردیتا تیری نوبت نہ آتی لیکن یہ نہنگ ناحق تو نے
تقدیر کی تھی رفیع البخت نے فرمایا کہ اگر تجھ میں جرأت و قوت تھی تو پوشیدہ طور پر چلا گیا
ہوتا بادشاہ سے پوچھنے کی کیا ضرورت تھی صورت اس نہنگ کی دیکھ کر تیرا زہرہ آب ہوجاتا
تو اسے کیا مار سکتا تھا غضنفر نے کہا کہ اب میں نہنگ کش کو مارونگا اسوقت نام سپہگری ازدن
کے ادب سے میں نے میدان کارزار کا رخ کیا تھا کہ ایسا نہوا تمہیں سے کوئی میرے مقابلہ
کو نکل کھڑا ہو تو نہ لڑتا کیونکہ گرامی ہے اور لڑتا بھی اب اگر تجھ جیسے جرأت و بہادری ہے

تو میرے مقابلے کو آ فرمایا کہ میں تیری خدمتگذاری کو موجود ہوں مجھے کوئی عذر نہیں ہے یہ فرماکے
گھوڑا باگ کالیا اور سامنے عظر فیل پیکر کے آئے عظر نے کہا کہ لاضرب بہادری کی دیکھوں تو
کہ تو کیا زبردست ہے فرمایا کہ کیا تو گرگا نہیں کہ میرے تابعین تک تو پیشدستی نہیں کرتے میں
کیا پیشدستی کرونگا تو اپنا حوصلہ دل نکال لے اگر خداوند عالم تیری ضرب سے بچا ئیگا تو دیکھا
جائیگا عظر نے کہا کہ تجھے بڑا ناز و غرور ہو گیا ہے ہوشیار ہو جا یہ کہکر نیزہ مارا شاہزادہ
رفیع البخت نے نیزے کو نیزے پر گانٹھا طعنیں چلنے لگیں کوئی نشتر طعن کی نوبت آئی
ہو گئی کہ رفیع البخت نے آواز دی کہ ہوشیار ہو جا نیزہ جاتا ہے عظر نے کہا کہ نیزہ میرے
ہاتھ میں ہے جائیگا کہاں بس رفیع البخت نے بند باندھ کے جو جھٹکا مارا اگر عظر ہاتھ سے
نیزہ نہ چھوڑدے تو یقین تھا ہاتھ شانے پر سے اکھڑ جاے نیزہ تو بانند تیر شہاب
کے زمین پر گرا اور سرداران رفیع البخت نے تعریف کی عظر نیزہ بر آب خجالت میں غرق
ہو گیا اور جھٹ سے اپنے گرز اپنا آرا بہ پر سے اٹھایا اور سر پر چرخ دیکر سر رفیع البخت پر وار لیا
رفیع البخت نے وار عظر کا سپر پر رد کا عظر سمجھا تھا کہ میری ضرب اس سے شہزادہ سنبھل نہ سکیگا
جب اسنے دیکھا کہ شاہزادے نے اس ضرب کو باسانی روک لیا تو اسنے دوسری ضرب لگائی
اور سنبھلنے کی مہلت نہ دی رفیع البخت نے اس ضرب کو بھی روکا ہر طرف سے واہ واہ کی صدا
بلند ہوئی رفیع البخت نے اپنا گرز سنبھالا اور آواز دی ع تو ضربے زدی ضربے نوش کن
ہمہ شادی از دل فراموش کن + یہ آواز دیکر گرز کو سر پر چرخ دیکر سر پر عظر کے وار کیا عظر نے
اپنے گرز کو چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑا تو ہے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا
ہاتھ دونوں عظر کے تھرا گئے اسنے سر نیچے کھینچا دونوں گرز لڑتے ہوے سر مرکب پر گرے
مرکب عظر کا مارا گیا اور دونوں ہاتھ عظر کے بیکار ہو گئے رگیں پھٹ گئیں خون جاری ہوا کہ
بیہوش ہو گیا رفیع البخت نے آواز دی کہ لیجاؤ اس مردہ صد ساله کو لوگ سنجاب کے عظر
کو میدان سے اٹھا لائے چونکہ شام ہو چکی تھی کفار نے طبل بازگشت بجوا دیا شاہزادہ رفیع البخت
با فتح و فیروزی میدان سے پھر کر داخل بارگاہ ہوے لباس رزم اتارا پوشاک بزم پہنی یہاں
سنجاب مغربی کے لشکر کا شفاخانہ زخمیوں سے بھر گیا اور زخمی ہونے سے عظر فیل پیکر کے
جی چھوٹ گئے اب یہ تمام کفار پھر آکر جمع ہوے سنجاب مغربی نے طرطوس خیالی سے کہا کہ
آج میرا وہ سردار اسکے ہاتھ سے زخمی ہوا ہے کہ جسکو میں قوت سلطنت سمجھتا تھا طرطوس خیالی نے
کہا کہ میرا سردار عقاب دیوکش جو زخمی ہوا ہے یہ بھی باہنر تھا لیکن نہیں معلوم کہ کیا مصلحت
خداوند تھی جو اسکو زخمی کرا دیا شاید یہ منظور ہو کہ نہیب مغربی آپکا فرزند ہے ہمزاد کہلاتا ہے یہ
دوسرے کے ہاتھ سے ذلت نہ اٹھائے سنجاب شاہ مغربی نے کہا کہ شاید سوار قدرت اس
جنگ کو سر کریں اور تو ہمیں امید نہیں یہ خدا پرست بلا سے بد ہیں سوار قدرت ہنسا اور کہا کہ میں
اسواسطے آیا ہی ہوں آج اس وجہ سے میں نے تامل کیا کہ مجکو تماشا تمھارے سرداروں کی جنگ
کا دیکھنا منظور تھا کل دیکھا جائیگا طرطوس خیالی نے کہا کہ خداوند حال قسمت کا ہم لوگوں کے
جانتے تھے انکو معلوم تھا کہ انکا کوئی سردار اس جنگ کو سر نہ کرسکیگا اسی وجہ سے خداوند نے
سوار قدرت کو پہلے سے مدد کے واسطے بھیجدیا گرزلزال بن قلقال خاموش بیٹھا تھا اور کچھ

نہ بولتا تھا سوار قدرت نے کہا کہ یہ تو جٹے نامی شخص کے پوتے ہیں سنجاب مغربی نے کہا کہ
رفیع البخت نے انکو تو پہلے ہی شکار کر لیا ہوتا اتنا اچھال دیا تھا کہ کئی گز بلند ہوگئے تھے
اگر حمیہ جادو پنجہ بنکے نہ لیجاتی تو اسوقت انکی صورت بھی نہ دکھائی دیتی دہن چورنگ ہو گئے
ہوتے سوار قدرت نے کہا کہ اچھا طبل جنگ بجواؤ دیکھا جائیگا اسیوقت نقارہ زرمی پر چوب
لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر شاہزادہ رفیع البخت کو ہوئی انھون نے بھی طبل جنگ
بجوا دیا لیکن رفیع البخت نے کہا کہ کل یقین ہے کہ نقابدار مقابلے کو نکلیگا دیکھا چاہیئے کہ یہ کیونکر
لڑتا ہے ساحر ہے یا طلسم بنا ہے کیا معاملہ ہے غرضکہ رات بسر ہوگئی جب صبح ہوئی تو دونوں طرف
کی فوجیں وعدہ گاہ مصاف میں پہونچکر صف آرا ہوئیں نقیب نقابت کر کے ہٹے ہی تھے کہ
سرہنگ دیوانہ لشکر ذوالجلال سے نکلا اور پکارا کہ رات کو خداوند لقا نے مجھ سے فرمایا کہ تجھکو ہم
نظر کردہ کرتے ہیں تو ان سب پر غالب آئیگا لہذا جسکو پیارا ہے مرگ ہو وہ میرے مقابلے
کو آئے بس یہ سنتا تھا کہ سرمست فیل زور نے مرکب کو چھیڑا اور رفیع البخت سے اجازت
لیکر سامنے سرہنگ دیوانہ کے آکر آواز دی کہ دیکھوں تو سہی کہ تو کیسا نظر کردہ لقا ہے
سرہنگ نے چوبدست سرمست کے واسطے کی سرمست نے مرکب کو بڑھا کر قبضہ پر ہاتھ
ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ چوبدست ہاتھ سے سرہنگ کے نکل گئی بس سرمست نے وہی چوبدست
اُٹھا کر دیوانہ سرہنگ پر ماری سرہنگ پر اتھا ہوکے رہگیا اہل اسلام ہنسے نظرکردہ
لقا بے لقا کہاں پہونچ گئے رفیع البخت نے سرمست کی تعریف کی بس اسنے جوش
شجاعت میں آواز دی کہ اے نقابدار زنار بجی پوش دیکھا تمنے کہ نظرکردہ لقا کی کیا حالت ہوئی
تم سوار قدرت یعنی پہلوان ساریق بن لقا ہو اگر میرے مقابلے کو آؤ تو یہی حالت تمھاری
بھی ہو بس یہ سنا تھا کہ اسکا برستم ثانی یعنی نقابدار زنار بجی پوش نے گھوڑا باگ کا لیا اور
آواز دی کہ دیوانے کو مارکے تو بھی اکڑی ہوگیا ہے ہم وہ نہیں ہوں جسکو تو کیا عالم میں کبھی
کوئی زیر کرسکے یہ کہکے یہ ارادہ کیا کہ زمین پر ٹوٹے ادھر سے سرمست نے باگ مرکب کی لی اور
چلا دلمیں خوش تھا کہ میں گینڈے پر سوار ہوں یہ گھوڑے پر گھوڑا گینڈے کی ٹکر کب
سنبھال سکتا ہے گینڈا اسکا گولہ بنا ہوا چلا آتا ہے اور ادھر سے مرکب نقابدار کا مثل بگولے
کے جا رہا ہے گشت سے دونوں کے خاک گرد بلند ہوتا جاتا ہے کہ جیسے ہی دونوں قریب پہونچے
نقابدار نے باگ کو داہنی جانب اشارہ سے پھیرا اور بایاں ہاتھ دراز کر کے کمربند میں سرمست
کے ڈالدیا اور جھٹکا مارکے لنگر گھیٹتے ہوئے نکلے چلے گئے لوگوں نے دیکھا کہ گینڈا خالی ادھر
بھاگا چلا جاتا ہے اور سرمست ہاتھ پر نقابدار کے بلند ہے رفیع البخت نے ششدر ان سے کہا کہ
دیکھے میں نہ کہتا کہ یہ ساحر ہے بھلا یہ کوئی طریقہ مقابلہ کا تھا اتنا بڑا جوان کہ کشتی ہوتی تو دو تین گھنٹے
میں بھی اسکا باندھ لینا ممکن نہ تھا اسکو اسطرح اُٹھا لیا کہ جیسے کوئی درخت سے پھول توڑ
لیتا ہے ادہر لشکر طوس رخیال سے واہ واہ کی صدا بلند ہوئی لوگ شور کرنے لگے کہ واہ رے
خداوند ساریق تیری کیا قدرت ہے تو نے سوار قدرت کو زور مجسم بنا کے بھیجا ہے اس سے
کون لڑ سکتا ہے سرمست نے مارے خفت کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے کر دیے اور گردن نیچی کر لی
سوار قدرت نے آواز دی کہ اسے پرندہ قدرت لیجا کے قید کر پرندہ قدرت یعنی سیارہ تو جیسے

قریب آیا اور رستم کو ہاتھ پکڑے ہوئے اپنے ساتھ لیئے ہوئے ایک خیمہ میں گیا اور بٹھلا کے چلا آیا
رستم نے دیکھا کہ نہ ہتکڑیاں ہیں نہ بیڑیاں ہیں نہ طوق نہ کوئی نگہبان بیٹھا ہے یہ عجیب طرح کی
قید ہے وہاں سوار قدرت نے آواز دی کہ اے رفیع البخت بس ابھی سردار پر تلوار نہ کھا اور تعریف
کی کچھ بس یہ سنکے نہیب مغربی نے آواز دی کہ ابھی شاہزادہ کے بہت سے خادم موجود ہیں
وہ کیا تھا ابھی سے زور کیا کرتا تھا آدمی وہ ہے جو آدمی سے زور کرکے سر سائی لیجائے جا تو
سے لڑتا کیا دیکھ میں آتا ہوں۔ رفیع البخت نے منع کیا کہ اے نہیب مغربی میں سمجھتا اندازہ کی
قوت کا کر لیا یہ مجھ سے کبھی تو کم نہیں معلوم ہوتا تم اس سے کیا لڑو گے کیوں اپنے کو گرفتار
بلا کرانے جاتے ہو نہیب مغربی نے عرض کی کہ پیر ہم ہیں کس دن کے واسطے یہ کہکر باگ برکب
کی لی اور سامنے آیا سوار قدرت نے کہا کہ میں نے سنا ہے تو نے نیزہ بازی اپنے [illegible]
تھا جو ان سے یاد کی ہے دیکھوں تو ہنر نیزہ میں کسقدر دستگاہ تجھے ہم ہیں یہ سنکر نہیب مغربی
نے کہا کہ اسوقت تک تو نیزہ میرے ہاتھ سے کسی نے نہیں نکالا ہے فرمایا کہ ابھی کا تو تجھکو بھی
اشتیاق ہے نہیب مغربی نے نیزہ کو گردش دیکر سینہ نقابدار پر وار کیا نقابدار نے تیر سے
کمان سنبھال [illegible] پر کاٹتا اور وہاں سے بند باندھا۔ رفیع البخت اچھل پڑے اور خضر ان
کی طرف دیکھ کر کہا کہ عمو جان یہ تو طریقہ سوا ہمارے خاندان کے کوئی نہیں جانتا اس نقابدار
کو یہ کیونکر [illegible] بتا دیجئے وہاں رفیع البخت اور نہیب مغربی میں رد و بدل ہوتے ہوتے کوئی
سترہ یا اٹھارہ طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ نقابدار نے اب ایسا بند باندھا کہ نہیب مغربی کی سمجھ
میں نہ آیا اور یہ اس بندش کو نہ کھول سکا نقابدار نے صاف اسکے ہاتھ سے نیزہ نکال دیا
بس دنیا اندھیر ہو گئی نہیب مغربی کے تیرہ و تار ہو گئی آواز دی کہ او نقابدار غضب کیا تو نے
کہ نیزہ اس شخص کے ہاتھ سے ہوائی کیا جسکو دعوے نیزہ بازی تھا اور اسوقت تک کسی نے
نیزہ میرے ہاتھ سے نہ نکالا تھا خیر کچھ پروا نہیں نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی جمال بازی
تیغ بازی راست بازی جسکو خلال اشتقاق جہان کہتے ہیں یہ کہکر تیغ نیام انتقام سے کھینچکر
سر نقابدار پر وار کیا نقابدار نے دھار تیغ کے ہاتھ قبضہ پر ڈالدیا اور اپنی طرف کھینچا ادھر
نہیب مغربی نے دوسرا ہاتھ گریبان میں نقابدار کے ڈالدیا زور ہونے لگے بلکہ چلنے لگے مرکب
لنگروں کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے دونوں نے زین خالی کیے اور مصروف تلاش ہوئے
تمام دن کشتی رہی جب شام ہونے لگی تو نقابدار نے آواز دی کہ تو چاہتا ہے کہ وقت ٹالوں
اور پریشان کروں تو یہ غیر ممکن ہے مجھے دیکھنا تھا کہ تو کتنا ہے لے ہوشیار ہو جا کہ اب شام ہوئی
رات کو کو [illegible] پریشان ہو نہیب مغربی نے کہا کہ ابھی تو میں ایسا نہیں تھکا ہوں کہ رستم بھی
مجھکو [illegible] فرمایا ہاں دیکھیں گے سنبھل جا یہ نہ کہنا کہ ہوشیار نہ کیا تھا یہ کہکے دونوں
ہاتھ نہیب مغربی کے پٹکے پر ڈالکر زور کیا اور قدم دو ڑا لیکے اور وہاں سے جو جھٹکا مارا
تو دونوں پنجے [illegible] زمین [illegible] ہوئے ہر چند سنبھالا سنبھل نہ سکا اب جو نقابدار نے
زور کیا تو ایک ہی زور میں ہاتھ پر اٹھا لیا [illegible] اپنے لشکر میں چلا آیا شام ہو چکی تھی طبل
بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھر گئے نقابدار نے نہیب مغربی کو بھی بندہ قدرت
کے سپرد کیا اور کہا کہ ہمارے قیدیوں کو ہمارے ہی سواروں کی نگہبانی میں رکھنا مگر خوب خیالی

با سنجاب شاہ کو دنیا پرندۂ قدرت نے اسکو بھی سرست کے پانو والے کے بٹھادیا اور بہا رانیا
راحت مہیا کردیا آج کفار نہایت خوش تھے اور لشکر اسلام قدرت کی ہلاکی کی تھی رفیع البخت
نہایت افسردہ کمال پژمردہ میدان سے پھر کر اپنی بارگاہ میں آئے ادھر طالب کو کفار کی بربادی
کا کمال صدمہ ہوا یہاں سوار قدرت نے پھر طبل جنگ بجوادیا دوسرے دن پھر دونوں لشکر میدان
کارزار میں آئے کہ لشکر رفیع البخت سے صمصام مغربی نے نکلکر آواز دی کہ اے نقابدار آج
قسمت کیا تو نے کہ میرے برادر کلان کو اسیر کیا آگے میں انتقام کے واسطے آیا ہوں نقابدار نے
جاکر اس سے بھی سامنا کیا صمصام مغربی نے تلوار ماری نقابدار نے وار اسکا رد کرکے گرز
مرکب کی قلم کردی صمصام گھوڑے سے علحدہ ہوا اور تلوار کھینچ کے مرکب نقابدار کی طرف
بڑھا کہ اسکو بھی پیادہ کر ڈالوں نقابدار نے زین خالی کیا صمصام نے کپٹ کے ہاتھ تلوار کا وار
نقابدار نے خالی دے پکڑ لیا کشتی ہونے لگی پھر کمر میں نقابدار نے اسکو بھی باندھ لیا اور
پرندۂ قدرت کے سپرد کرکے پھر مبارز طلب کیا ہشام مغربی آیا تیغ بکف ہو کر کشتی میں زیر ہوا
ہشام مغربی آیا یہ بھی اسیر ہوگیا دیکھا رفیع البخت نے کہ نقابدار قصداً اپنے وار نہیں کرتا ہے
گویا رعایت کرتا ہے سنجاب شاہ مغربی کو یہ خیال ہوا کہ میرے لحاظ سے میرے فرزندوں کو سوار
قدرت نے زخمی نہیں کیا اسیر کرلیا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سب قید نقابدار میں آسائش سے
ہیں کسیکو کوئی تکلیف نہیں ہے چونکہ دن کم رہگیا تھا اور یہ خیال تھا کہ رفیع البخت سے نقابدار کا مقابلہ
فیصلہ ہونا غیر ممکن ہے اسوجہ سے نقابدار نے طبل بازگشت بجوایا میدان سے پھر آیا آج رفیع البخت
نے قیصر شیر زن سے کہا کہ کل میں خود اسکے مقابلہ کو جاؤنگا تم قصد نکرنا اسنے عرض کی کہ آپ
ما کا سہیں الماموریت مقدور لیکن جیسا آپ میرا بھی دل چاہتا تھا فرمایا کہ نہیں میں خوب سمجھ چکا ہوں کہ یہ
نقابدار کسی سے زیر ہونے والا نہیں ہے یہاں یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ آواز طبل جنگ بلند ہوئی
ہوئی پھر نقارہ رزمی بجا رفیع البخت نے بھی کوس حربی بجوادیا تھا یہاں جنگ کی ہونے لگیں
وہاں ملکہ کو جو خبر ہوئی کہ چار دن بھائی اسیر ہوگئے سب سوار قدرت کی قید میں ہیں اور کل شاہزادہ
رفیع البخت سے مقابلہ ہوگا ملکہ نے کہلا بھیجا کہ تقدیر تو گردش میں ہے کچھ عجب سامان ہیں اس سے
اگر مناسب ہو تو ایک نظر صورت دیکھا جائے شاہزادہ رفیع البخت محل میں گئے اور ملکہ کو سمجھایا
کہ خدا پہ نظر رکھو اور نہ گھبراؤ میں نے سنا ہے کہ تمھارے بھائیوں کو نقابدار نے بہت آرام سے
رکھا ہے رات کو انکے سامنے ناچ ہوتا ہے کھانے عمدہ عمدہ کھلانے کے واسطے ہیں ایک مرتبہ روز
خود نقابدار جاکے پوچھ لیتا ہے کہ تمکو کوئی تکلیف تو نہیں ہے ان کفار میں ایسا خلیق شخص ہم نے
نہیں دیکھا جو دشمنوں کے ساتھ یہ برتاؤ کرے ملکہ نے کہا کہ اسکا سبب ہے کہ میرا بھی دل آپ کی طرف
شریک ہے اور یہ فرزند میں گو اسوقت اسکے خلاف ہوگئے ہیں تاہم کیا انکا مجھے خیال نہوگا آپ نے
تمھاری فکر ہے فرمایا کہ نہیں یہ خیال دور رکھو اگرچہ نقابدار زبردست روزگار ہے لیکن میں بھی وہ
ہوں جسکے پانچ پشت سے صاحبقرانی چلی آتی ہے کیا زیر کرسکتا ہے لیکن وہ بڑی مشکل سے
زیر ہوگا یہ فرماکے ملکہ سے رخصت ہوئے یہاں نقابدار نے آراستہ خیمہ متصل میدان جنگ کے
برپا کرادیا اور اسمیں سرداران مقید کو جگہ دی اور فرمایا کہ کل صبح کو تماشا ہماری جنگ کا دیکھنا
یہ سب سردار اس خیمہ میں بیٹھے ہیں جب صبح ہوئی اور دونوں طرف کی فوجیں وعدہ گاہ میں قائم ہوئیں

ہوئیں جبکہ صف آرا ہوئیں تو سوار قدرت نے میدان میں آکر آواز دی کہ اے رفیع التخت دیکھا تمنے
کہ میں نے کسطرح تمہارے سرداروں کو زیر کیا بہتر و مناسب تمہارے حق میں یہ ہی کہ اطاعت
خداوند ساریق کی اختیار کرو ورنہ یہی حال تمہارا بھی ہوگا جو ان لوگوں کا ہوا ہی آج شام کو تم بھی
اسی خیمہ میں مثل ان قیدیوں کے بیٹھے ہوگے فرمایا اے نقابدار میں مثل دیگران نہیں ہوں میں
وہ شخص ہوں جسکا لقب صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران ہی
سوار قدرت ہنسا اور کہا کہ میں نہ سمجھا کہ بن صاحبقران اور بن صاحبقران کا تمنے تار باندھ دیا مفصل
بیان کرو۔ رفیع التخت نے فرمایا کہ میں صاحبقران ہوں اور میرے والد ماجد صاحبقران ثالث
تھے جنکو بدیع الملک کہتے ہیں اور انکے والد ماجد نورالدہر وہ بھی صاحبقران کا لقب کرتے تھے
اور پردادا صاحب شاہزادہ بدیع الزمان تھے صاحبقران بن صاحبقران اول تھے نقابدار نے
کہا کہ تمہارے باپ تو بیشک صاحبقران تھے اور صاحبقران اول بھی صاحبقران مشہور تھے
ان دونکے علاوہ جتنوں کے نام تمنے لیے یہ اپنی زبان سے صاحبقران ہونے کا دعویٰ کرتے
تھے انکو ٹائٹل نہیں کسی نے میں نے سنا ہی کہ لشکر امیر اول میں رستم زمان علمشاہ نوجوان
کہلاتے تھے غیر اس قصہ سے کچھ فائدہ نہیں اگر صاحبقران ہو تو کچھ قوت صاحبقرانی دکھاؤ۔ یہ
سنکے رفیع التخت نے نیزہ سنبھالا اور کہا کہ اے سوار نقابدار سبقت میں نکرونگا کہ صاحبقران ہوں
نقابدار نے کہا کہ اگر میں کبھی بھی کہوں تو جنگ ہی نہوگی لہذا مجھکو مقابلہ کرنا منظور ہی تو میں سبقت
کرتا ہوں یہ کہکے نیزہ مارا رفیع التخت نے نیزے کو نیزہ پر لگا نہٹا طعنیں چلنے لگیں دونوں
بجلی ہوگئے اور گردش سنانوں کی سمجھ میں نہ آتی تھی دیکھنے والے محو تھے وہ وہ بند بندھے اور
کھلے کہ سنانیں بنائیں نیزوں کی بیکار ہوگئیں چھڑ پہ چھڑ پڑنے لگی ڈانڈیں بھی ٹکڑے ٹکڑے
ہوکے اڑگئیں اب تو نقابدار نے آواز دی کہ اے رفیع التخت نیزے کی ابتدا مجھسے ہوئی تھی ضرب
گرز کی تم ابتدا کرو۔ رفیع التخت نے کہا کہ اسکا مضائقہ نہیں اور جھپٹ کے اپنا گرز آزما یہ سے لیا
اور سر پر چرخ دیکر خبردار خبردار کہا سر پر نقابدار کے وار کیا نقابدار نے اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی
پناہ کیا بس گرز پر گرز جو پڑا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے
شق ہوگیا لوگ سمجھے کہ نقابدار مارا گیا۔ رفیع التخت نے آواز دی کہ زود مدد وہست کرد دم تو جہ نقابدار
کی پوئندہ قدرت جھپٹ کے چلا تھا کہ نقابدار گرو سے باہر آیا اور پکارا کہ کراڑ دی فکر ... ست کردی
ع تو ضربے زدی ضربے من نوش کن ✢ ہمہ شادی از دل فراموش کن ✢ یہ کہکے اپنے گرز گران
سنگ الماس رنگ ہشت پہلو پر جو کوہ سا تھا سترہ سومن کی ضرب کو اٹھا کر سر پر چرخ دیا اور
اور سر رفیع التخت پر وار کیا۔ بس گرز پر گرز جو پڑا یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا مگر مرکب شاہزادہ
رفیع التخت کی فولادی تنگ گرد بلند ہوا۔ جو حالت نقابدار کی ہوئی تھی اس سے بدتر حالت شاہزادہ
رفیع التخت کی ہوئی۔ نقابدار نے بھی آواز دی کہ خبر لو اسکی لاہور تیز گام دوڑ کے آیا اور گرد
گرد کے چیخ مار کر اندر گرد کے در آیا۔ دیکھا کہ ہاتھ دونوں مانند ستون فولادی کے قائم ہیں لیکن
ہر بن مو سے پسینا جاری ہی زبان پر واہ واہ کی صدا بلند ہی عیار نے کہا کہ حریف لاف زنی
کر رہا ہی اور آپ تعریف کر رہے ہیں جواب پیچھے دیکھا تو مرکب مر گیا گلی ہو چکا ہی رفیع التخت مرکب
سے علیحدہ ہوئے اور دوسرا مرکب طلب کیا ہنوز مرکب رفیع التخت تک نہ پہنچنے پایا تھا کہ ایک نیچہ

گرا اور رفیع البخت کو لیگیا۔

خاتمۃ الطبع جلد اول

ہزاران ہزار شکر بدرگاہ خالق کائنات و تحفہ بیشمار نعت ہدیہ جناب رسالتمآب فخر موجودات علیہ وعلی آلہ افضل الصلوات و مژدہ مسرت بخش بحضرات شائقین قصہ جات کہ کتاب لاجواب متضمن داستانہاے رنگین وحکایات دلنشین انتخاب ازدفاتر داستانہاے امیر حمزہ صاحبقران عالیشان جنکی شجاعت وصولت کے تذکرون مین متعدد جلدین چھپکر ہدیہ ناظرین ہوچکی ہین اُسی سلسلہ مین یہ دفتر لاجواب یعنی گلستان باختر جلد اول جسکا سلسلہ بیان دفتر آفتاب شجاعت جلد پنجم سے مربوط ہے اور جسکی تکمیل طبع کے دریافت فرمانے کی نسبت مہینون سے اکثر شائقین کی تحریرین موصول ہوچکی تھین۔ الحال حسب الحکم جناب فیضمآب مرجع ارباب علم وفن جناب منشی پراگ نراین صاحب مالک مطبع منشی نولکشور لکھنؤ و کانپور ولاہور و الہ آباد از تصنیفات سرآمد داستان گویان شیوا زبان وسر دفتر قصہ خوانان فصیح البیان شیخ تصدق حسین صاحب داستانگو د بہ تصحیح مولوی محمد اسمعیل صاحب ملازم قدیم مطبع فیض مرجع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بماہ مئی سنہ ۱۹۰۹ع زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر ہدیۂ ناظرین با تمکین ہوا۔

اعلان